عدو سے برگشتہ طالع جو سامنے سے لشکر نصرت اثر کے روبفرار لایا باوتہ ضلالت کو وہ خرس بچہ ہلاکت طے کرکے کوہ عقیق گلزار سلیمانی میں پہونچا اور وہاں سکونت اختیار کی ہو بادشاہ و نے و باد کے اعانت کرنے کا وعدہ کیا ہے شکست دی ہو باقی اور جو احوال کہ ہرکاروں نے دیکھا تھا وہ سب من وعن ومفصلاً عرض خدمت سلطان عالیشان کیا بادشاہ نے اپنے سپہ سالار حمزہ صاحبقران کی جانب دیکھا صاحبقران نے عمرو بن امیہ سے حکم دیا کہ پہلوان دوران عادی کو بلاؤ اور پیش خانہ طرف کوہ عقیق کے روانہ کرو حسب الارشاد فیض بنیاد امیر یا تو تیر کرس جیل لشکر ظفر اثر میں پہونچا اور جو سامان روانگی کیا فوراً پیش خیمہ بعجلہ دھوم دھام کے ساتھ کہ کھلبلی پڑی ہر سمت روم و شام میں اور رسالے پر رسالے ہو کر دو قدم کے واسطے تیار ہی سوار و پیادے ہتھیار رکھ کر شب روز اسپ کوچ کرنے لگے یا بازار میں لشکر کی روانہ ہوئیں خیمہ خرگاہ اٹھانے بارگاہ کے اشتر و فاتر گردون پیادہ ہو دلاور مسلح و مکمل ہو کر چلنے پر تیار ہوئے بادشاہ مع سرداران گرامی کے اور صاحبقران مع عیاران نامی کے سوار ہو کر بہمراہی ہرکاران کے اوسی طرف چل نکلے سوئے دشت شہر کی سواری چلی ایک کو کیا دہاری چلی + قصہ کوتاہ بعد کوچ و مقام شام ہو گیا لشکر جلالت پڑو سنے قریب کوہ عقیق نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا بارگاہ فلک پایہ کا نصب ہوئی بازار میں لشکر میں کھل گئیں خیمے میں بسمل و سل آراستگی تمام صحرا سے پاکیزہ اور مقام عمدہ میں اترنے لگیں طبل و نقارہ و اعلان شادی کے بجنے شغل لفیرین کے ہوش اڑ جاتا ہر چیدہ آرستے سلیمان نے آمد فوج کی خبر سنکر حکم ربط و ضبط ملک فوج کو اپنی دیا اور در قلعہ بند کیا توپیں برجی و آہنی ڈھلی ہوئی لگائیں برج و بارہ کنگرے سے وفصیلیں درست ہوئیں الغرض یہاں تو تیاری شروع ہوئی اور صاحبقران مشغول مقابلہ عدو سامنے قلعے کے فروکش ہوئے مگر فرزند رشید حمزہ صاحبقران سے جو شیر افگن + بدیع الزمان گرد لشکر شکن + ہوا سے خوش اور صحرائے سبزہ زار دیکھ کر شکار کھیلنے کی ہوس ہوئی امیر سے اجازت چاہی امیر خاموش ہو رہے بدیع الزمان اپنی والدہ ملکہ گرد بہم بانو شہزادی ملک اردبیل کے پاس گئے اور عرض کیا کہ آپ مجھے والد ماجد سے اجازت شکار کھیلنے جانیکی دلادیں ملکہ نے منظور کیا اور جب امیر بارگاہ میں ملکہ کی تشریف لائے ملکہ نے شہزادے کی سفارش کی امیر نے بنا چاری رخصت دی مگر فرمایا کہ یہ علاقہ اہرمن ساحر اعظم جہان کا مسکن ہے اسلیے میں اجازت نہیں دیتا تھا کہ شاہزادہ کسی آفت میں مبتلا ہو لیکن تمہارے کہنے سے ایک دن کی اجازت دیتا ہوں کہ بعد ایک دن کے بہت جلد پھر آئیں اور زیادہ دور صحرا کو نہ جائیں

بدیع الزمان نے ارشاد صاحبقران قبول کیا اور سامان شکار کیلئے کارات بھر درست ہوتا رہا
جسوقت صیاد فلک دام شعاع بردوش کاشانہ مشرق سے سبزہ زار فلک پہ نکلکر صید افگن ثابت و سیارگان ہوا
وہ آفتاب عالمتاب سپہر صاحبقرانی دیکرکب شہسوار و زر فلک کامرانی یعنی بدیع الزمان عالیشان بقصد شکار
عازم میدان ہوا وہ نور کا تڑکا نسیم سحر کا چلنا شگوفوں کا کھلنا غنچوں کا مسکرانا بلبلان شوریدہ کا شور
جنگل میں رقصان مور طائرون کا اپنے اپنے کاشانوں اور آشیانوں سے تلاش آب و دانہ میں بال
بار کرانا باد صبا نسیم عالم میں ہر ذی روح مصروف ہر قلب ذکر حق سے مالوف موذون قمری منبر سرو پہ
خطبہ خوان حق سرہ گویان بیت ہر گیاہی کہ بر زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + خلاصہ کلام شہزادہ
عالیمقام باحشم و خدم صحرا میں صید افگن تھا اور ہر طرف فضا سے نزہت انتماے دشت دیکھ کر
دیکھتا جاتا تھا کہ سامنے کچھار سے ایک آہو مثل معشوق طناز سراپا ناز اٹھکیلیاں کرتا طرارے
بھرتا پیدا ہوا ابیات جل زر بفت پشت کے اوپر + واہ رے آہوے پری پیکر + رم محبوب پاس کے
عاری تھا + دل کے رمنے کا وہ شکاری تھا + بدیع الزمان اسکی رعنائی اور زیبائی دیکھکر شیفتہ
اور فریفتہ ہوے سرداروں کو اپنے حکم دیا کہ اسکو زندہ گرفتار کرو خبردار جانے نہ دیجو حکم ہوا
نے حلقہ باندھکر اسے گھیرا مگر ہرن سنبھلکر کنوتیان بدل کر طرارہ بھر کے سر سے شہزادے کے نکلکر
بدیع الزمان نے بھی اسکے پیچھے گھوڑا اٹھایا اور کئی کوس نکل آیا سب ساتھی چھوٹ گئے اور ہوا سے
پیچھے اسوقت کہ جب ہرن پر دسترس نہ پہنچا اور وہ زندہ گرفتار نہ ہوا [illegible] تیر پار زدہ
دشت تھا سپہ شیشہ سوفار ہر کمان میں پیوستہ کرکے لگایا سہ قضا گفت گیر و قدر گفت دہ
فلک گفت احسن ملک گفت زہ + تیر اسکے دوسار ہوا وہ ہرن زمین پر گرا شاہزادے نے مرکب سے
کود کر اسے ذبح کیا جیسے ہی وہ ہرن ہلاک ہوا ایک صداے عجیب پیدا ہوئی کہ جس سے دل نور
فلک کانپ گیا اور ماہ و ماہی تک زلزلہ پڑگیا کہ ای فرزند حمزہ تو نے بڑا غضب کیا کہ قتل کیا
غزال جادو کو یہ حد طلسم ہوش ربا ہی یہان سے اب بچکر جانا تیرا دشوار ہے [illegible]
شہزادے نے دیکھا کہ صحرا تمام گرد و غبار سے تاریک ہو آندھیون کا طوفان برپا ہو بعد ایک لحظہ کے
شاہزادے پر بیہوشی طاری ہوئی جب آنکھ کھلی اپنے کو قید گران میں مقید پایا سر زانوی تفکر
جھکایا اور یہان امیر بن عمرو نامدار عیار شاہزادہ کا منتظر جب آیا دشت کو تیرہ و تار پایا فتنہ
کا آثار دیکھا یہ بھی جاننا چاہیے کہ عمرو عیار کے بیٹے امیر حمزہ کے بیٹون کے عیار ہیں یعنی امیر
کے یہان لڑکا جس شاہزادی سے ہوتا ہے اسکی وزیرزادی سے عمرو کے یہان لڑکا ہوتا ہے اور

اس شاہزادے کا وہی عیار ہوتا ہے غرض اسپہ عیار نے دیکھا کہ جیسے تاریکی دور ہوئی لاش بیچ ارغوان
کی خاک پر پڑی ہے وہ چاند سی صورت خون مین بھری ہے واضح ہو کہ شاہزادہ جب حد طلسم پر پہنچا
خبر مالک طلسم افراسیاب کو ہوئی اُسنے محافظ طلسم ملکہ شرارہ جادو سے حکم دیا کہ شاہزادے کو
گرفتار کرے اور انکی صورت کا پتلا بزور سحر بنا کر ڈالدے اسلیے کہ دوسرون کو عبرت ہو اور طلسم کے اندر
آنیکی جرأت نکرین القصہ عیار شاہزادہ نامدار لاش سے لپٹ کر رونے لگا اور گریبان اپنا چاک کیا
خاک سر پر اڑاتا لاشے کو گھوڑے پر ڈالکر لشکر صاحبقران کی طرف چلا راہ مین ہمراہی اور رفیق وغیرہ
شاہزادے کے ملے اُنھین جو ماجرا یہ غم انگیز نظر آیا فرط الم سے کلیجہ منھ کو آیا روتے پیٹتے خاک اڑاتے
خدمت امیر مین آئے جب اہل لشکر اور امیر نامور نے یہ سانحہ جانگزا ملاحظہ فرمایا بے تامل نالہ و
شیون کیا سارے لشکر اور محلات عظمی مین شور گریہ و بکا بلند تھا ملکہ گردیا بانو ماں شہزادے کی
پچھاڑین کھاتی تھی اور زبان حال سے کہتی تھی بیت اے راحت جان و دل ہمارے + تنہا
ہمین چھوڑ کر سدھارے بالکہ فرد رفتی و مرا خبر نکردی + یہ شکیب نظر نکردی + یہان تو یہ شور نوحہ و
زاری برپا تھا مگر عمرو سے امیر نے فرمایا کہ جلد مرکب اشقر دیو نژاد کو تیار کرکے لا کہ مین تلاش
قاتل شہزادے کے لیے جاؤن اور اسے قتل کرکے اسکا بھی سر لاؤن عمرو نے عرض کی کہ اے شہریار
گردون وقار مین نے سنا ہے کہ شاہزادے کو کسی انسان نے نہین شہید کیا ہے بلکہ صحرا تاریک ہو گیا
کچھ معلوم نہوا اسکے کہ لاشہ بے سر ملا امیر نے فرمایا کہ واقعی اسمین کچھ اسرار ہے اس حال سے
آگاہ پروردگار ہے بلاؤ خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادون کو کہ حال از روے علم رمل و نجوم کے
کچھ شاہزادے کا معلوم کرین یہ بھی دریافت ہو کہ خواجہ بزرجمہر وزیر نوشیروان کے امیر سے
نہایت محبت رکھتے ہین اپنے لڑکون کو لشکر امیر کے ساتھ کر دیا ہے کہ وہ بطور ملازم کے ہمیشہ
مستعد رہتے ہین حال خواجہ بزرجمہر اور امیر اول کے دفترون مین مذکور ہے یہان بلحاظ تفہیم
ناظرین فسانہ اسیقدر کافی ہے الحاصل بارشاد امیر فرزندان خواجہ بزرجمہر کو بلایا اور بارگاہ
مین باعزاز تمام صدر نشست پر بٹھایا شہزادے کا حال پوچھا خواجہ بزرگ امید اور خواجہ سیاوش اور
خواجہ دریادل فرزندان خواجہ بزرجمہر نے تختہ تفکر پر قرعہ تعقل کو پھینکا اور زائچہ کھینچکر نظرات
سیارگان و بروج و اشکال رمل سب ملاحظہ کرکے بعد خوض و غور بسیار سر اٹھا کر فرمایا کہ اے شہریار ذوالفقار
شہزادہ صحیح و سالم ہے مگر قید شدید مین ساحرون کی گرفتار ہے ناچار ہے اور یہ جو لاش آپکے سامنے
آئی ہے یہ لاش سحر کی ہے آپکی تصویر بنائی ہے آپ اسم اعظم پڑھکر پانی پر دم کیجیے اور اس لاش پر چھڑک دیجیے

پھر قدرت فعال کا تماشا دیکھیے امیر نے اسم اعظم پانی پر دم کر کے لاش پر چھڑکا فوراً وہ لاش باش کرکے آدمی کی
تصویر نظر آئی امیر نے گردن بسجدۂ باری جھکائی کہ شکر ہے تیرا کہ تو نے خبر حیات فرزند سنوائی خواجہ زادوں
کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت فرمایا اور اُس لاش کو پھکوا دیا لشکر میں شور و غوغا جو بلند تھا وہ موقوف ہوا
سب نے جان تازہ پائی زندہ رہنے کی شاہزادے کی خوشی منائی امیر نے عمرو کو بلایا اور بہت کچھ زر و جواہر
دیکر واسطے خبرگیری شاہزادۂ نامور کے مامور کیا عمرو نے باندازی عیاری سے اپنے جسم کو آراستہ کیا زنبیل
اور جال الیاسی و گلیم عیاری اور کمند آصفا اور دولو چامہ اور قنطورسے پہنا دیکر اور شطرنجی
دانیالی وغیرہ کو سنبھالا اور سب تحفہ اور تبرک جو دوسرا نبیا سے تھے ساتھ لیے راوی کہتا ہے کہ جب
لشکر امیر حمزہ ہندوستان کو تسخیر کرنے آیا تھا اسی زمانہ میں عمرو نے مزار انبیا علیہم السلام کی زیارت
کی اور وہاں عمرو کو ایک غنودگی آئی عالم خواب میں جمال باکمال چند انبیا کا دیکھا اور عمرو سے
انھوں نے فرمایا کہ ہمارے مزار کے روضہ میں زنبیل وغیرہ اشیاے عیاری رکھے ہیں انھیں لے لے
زنبیل ایک کیسہ ہے کہ علاوہ اس دنیا کے ایک عالم اسمیں بھی آباد ہے جب تم چاہو گے اُس میں سے
ہر چیز جو آئیگی اور جو چاہو گے وہ اسمیں رکھ لو گے اور گلیم عیاری ایسی ہے کہ جب تم اُسے اوڑھ لو گے
تم سب کو دیکھو گے اور تمھیں کوئی نہ دیکھے گا اور جال الیاسی یہ صفت رکھتا ہے کہ اگر کروڑوں من کے وزن
کی چیز ہو مگر جب تم جال پھینکو گے وہ سوا سیر کی ہو کر اسمیں آجائیگی اور شطرنجی جہاں کہیں بچھی
کرو گے اور اسکے نیچے بیٹھو گے کوئی تمھیں گرفتار نہ کر سکیگا جو اسکے اندر آئیگا الٹا ہو کر لٹک جائیگا اور
کمند آصفا کو پھینک کر کھینچنا چاہو گے گھٹ جائیگی اور بڑھنے کو چاہو گے بڑھ جائیگی اور کسی چیز سے
وہ نہ کٹیگی نہ ٹوٹیگی اور دولو چامہ جب پہنو گے سات رنگ بدلیگا کبھی سفید ہو جائیگا اور کبھی سرخ کبھی
زرد وغیرہ اسی طرح سے جتنی چیزیں ہیں سب کرامت رکھتی ہیں عمرو کو یہ جب بشارت ہوئی اُن
اشیا کو لے لیا ذکر اسکا دفتر اول میں ہو گیا خلاصہ ناظرین سے غرض ان اشیا کا جہاں ذکر آوے تو
اسی مضمون سے اُسے سمجھ لیں اور انھیں اشیا کو عمرو نے درست کر کے واسطے تلاش کرنے بدیع الزماں
کے راستہ لیا اور بعد عشا تمام اُسی صحرا کی طرف روانہ ہوا کہ جسکے جہان میں وہ دیدار شب و فرزانہ کہ
گردش فلکی دیدشا ہیں وبانہ + وہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری بعد طے مراحل جب اُس جگہ
کہ جہاں بدیع الزماں کشتہ ہوئے تھے پہونچا صحرائے سبزہ زار اور نہایت فرحت افزا فردوس ایسا
ہر طرف دیکھا کہ زمین ابر سبزہ اش گوہر بستہ + نم و را ابر بدار بستہ + بلکہ بیت ہر گلی گونہ گونہ از
رنگی + بوی ہر گل رسیدہ فرسنگی + عمرو سیر کنان سراغ مطلب کے لیے ہر طرف روانہ تھا کہ یکایک

سامنے سے ایک غول عورتون کا پیدا ہوا عمرو ایک جھاڑی مین چھپ کے دیکھا کئی سو نازنینان چنچل
و مہ جبینان مہر تمکین قمر جبین پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + چلبلی آتی جوانیان
اور انکے بیچ مین ایک شاہزادی غیرت بخش مہر جبین غزال صحرائے رعنائی طاؤس مست گلشن زیبائی
پوشاک نفیس زیب جسم کیے جواہر کا زیور پہنے خواصون کے کاندھے پہ ہاتھ رکھے جیسے گل بلبلون
مین بیچ مین شاہ + شمع فانوس مین ستارون مین ماہ + خرامان خرامان و چمان چمان جنگل کی
کیفیت دیکھتی ہوئی روانہ ہین عمرو بیٹھا ہوا کیفیت دیکھ رہا تھا کہ یکایک اُن عورتون مین سے ایک عورت
کو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی وہ سب سے علیحدہ ہوکر ایک جھاڑی مین پیشاب کرنے بیٹھ گئی اور باقی
کی سب عورتین شہزادی کی ہمراہ آگے بڑھ گئین عمرو نے خیال کیا کہ اگر ان عورتون کے ساتھ ہو جاؤ تو
یقین ہے کچھ مطلب براری ہوگی یہ تصور کرکے جھاڑی سے نکل کر اُس عورت کو کہ پیشاب کر رہی
تھی کمند ماری اسنے غل مچایا عمرو نے گیند عیاری کا اسکے منھ مین ڈال دیا اور تھوڑی سی بیہوشی
اسکے منھ پر ملدی وہ بیہوش ہوگئی اسے ایک درخت سے باندھا اور آئینہ نکالکر اپنے سامنے رکھا
رنگ و روغن عیاری کا اپنے منھ مین لگایا اور اسکی صورت کو دیکھکر ویسی ہی صورت اپنی بنائی اور
پوشاک اسکی اتار کر آپ پہنی اور اُسے چھوڑ کر آپ جلد دوڑی تمام اُن عورتون مین جا کر جو جگہ خالی تھی
ملگیا اُنھون نے اسکو اپنی ساتھ والی سمجھکر کہا کہ اے شگوفہ تو بڑی دیر مین آئی وہان کیا کر رہی تھی
عمرو سمجھا کہ جسے تو بیہوش کر آیا ہے اسکا نام شگوفہ ہے کہا کچھ ایسی دیر تو نہین ہوئی غرض باتین کرتی
ہوئین وہ سب عورتین ایک باغ کے قریب پہونچین عمرو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل چشم مشتاقان
عاشق کھلا ہوا ہے ہوا سے سرو قمری دم مسیح نفس وزان ہے وہ نازنینین اندر باغ کے گئین عجب
طیاری کا باغ عمرو نے دیکھا کہ وہ گلشن نگارین گویا ریاض فردوس برین تھا ابیات باغ کا در
لبان دیدہ وا + محو نظارہ گل رعنا + جتنے گل تھے جہان کے اندر + سب تھے اس بوستان کے اندر
اُس گلستان روح افزا کا + باغبان ازل چمن آرا + زمین گل آسمان گل بحر و بر گل + نماندہ در جہان جائی بجز گل

اگر فردوس بر روی زمین ست	ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

روشین بلوری سے درست ہر روش پہ جواہرات بجائے سرخی کے کنکر ڈالا ہے درختون کو بادلے سے منڈھا
ہے مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور ہرایک آراستہ و پیراستہ گرد سبزہ نوخاستہ باد صبا مستانہ وار آتی ہے
ہر پتا شجر سے سر ٹکراتی ہے کہ جیسے پھولون کے شراب طراوت و نزہت سے لبریز ہین گل ہر ایک عنبر بیز
ہین وسط باغ مین چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہے سو گز سے سو گز تک مربع ہے اُسپر فرش ملوکانہ بچھا ہے

مسند مرصع جواہر نگار شاہانہ آراستہ ہی گرد اسکے مروارید استادہ ہی اور مسند پر ایک عورت ادھیڑ پوشاک
نفیس پہنے قریب سو برس کے اُسکا سن تکیہ پر کہنی دھرے بصد شان و شوکت بیٹھی ہی سامنے عطر دان
پاندان چوگھڑے جڑاؤ رکھے ہین جیسے ہی شاہزادی کہ جسکے ساتھ عمرو آیا ہی وہان پہونچی وہ عورت مسند
سے اُٹھی اور ہنستی ہوئی اسے لینے چلی اسنے بھی آگے بڑھکر باادب تمام اُسے سلام کیا اور سب خواصین بھی باعزاز
و نیاز دست بستہ چوگرد اسکے پیچھے بیٹھین وہ ضعیفہ کہ اسی کا نام شرارہ جادو ہی کہ جسنے بدیع الزمان کو گرفتار
سحر کرکے مقید کیا ہی اور یہ شاہزادی جو اسکے پاس آئی ہی بیٹی ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم
افراسیاب جادو کی ہی اور اسکی بھانجی ہوتی ہی فی الجملہ شرارہ نے ملکہ تصویر جادو دختر حیرت
جادو کی بلائین لین اور پیار کرکے مسند پر بٹھایا پھر رقاصان مہر طلعت کو حکم دیا کہ حاضر ہون اور سازندے
آکر مجرا کرین غرض ناچ ہونے لگا اور جام شراب چلنے لگا اسی جلسہ نشاط مین تصویر جادو نے شرارہ
سے پوچھا کہ اے فرزند تم یون بیابان و صحرا مین کس باعث سے تکلیف کرکے یہان آئین اُس نازنین نے
عرض کیا کہ اے مادر گرامی قدر خالہ جان مین نے سُنا ہی کہ آپ نے کسی بیٹے کو صاحبقران کے گرفتار
کیا ہی اور مجھے مسلمانون کے دیکھنے کا کمال اشتیاق ہی کہ یہ لوگ ایسے زبردست ہین کہ جنھون نے خداوند لقا
کو عاجز کر رکھا ہی اور خداوند ان لوگون کے ہاتھ سے دیار بدیار بھاگتے پھرتے ہین اور سنا ہی کہ ان لوگون
نے سیکڑون ملکون کو تہ تیغ کیا ہی اور صدہا طلسمات کو خاک سیاہ و برباد کر دیا ہی لہذا مجھے بھی آرزو
ہوئی کہ انکی صورت دیکھون کہ کیسی توانائی اور طاقت خداوند لقا نے انھین دی ہی اور کیسی شوکت
عطا فرمائی ہی شرارہ جادو نے یہ بیان سنکر ہنس دیا اور حسب خواہش ملکہ تصویر حکم دیا کہ قیدی
کو سامنے لاؤ اور اسکا حال زار ملکہ کو دکھاؤ کچھ جادوگرنیان بموجب حکم کے چلین اور باغ کے اندر بارہ دری
اور عمارات عالی کئی کوس تک تعمیر ہی اسی عمارت کے ایک حجرے مین بدیع الزمان کو قید کیا ہی
یہان بھی ساحرنیون کا پہرا ہی ان کنیزون نے پہرے والیون سے حکم شرارہ جادو پہونچایا اور
بدیع الزمان کو بزور سحر غل و زنجیر مین گرفتار ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان بغلون
مین خار دار لکڑیان پیٹھ پر فولاد کے چڑھے ہوے کمر کی زنجیر کو جادوگرنیان تھامے سامنے شرارہ و ملکہ
تصویر کے لائین اور تصویر نے صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو شہزادہ والا تبار کی دیکھا کہ ایک
نوجوان حسین و جمیل آفتاب جمال ماہتاب چہرہ زیبائی و گوہر آبدار بحر خوش ادائی ابیات جمالی دید
از حد بشر دور + ندیدہ از پری نشنیدہ از حور + جوانی روے گیتی آرائی + کہ از نظارہ دو شد اصطفائی
نہال باغ جوانی سرو بستان حسن + بہار بہار حسن و حسن + گل از گلشن از سر تا پا + نرگس مژگان جگرہا کرا ندا

	مقوس ابروان محراب پاکان		معنبر سائبان برخواب ناکان	

دیکھتے ہی ایک کیا بیخانہ ابرو سے شاہزادہ کو تیر عشق جو ریا ہوا ملکہ تصویر کے سینہ سے پار گیا جینا دشوار ہوا نظم
تھی نظر یا کہ بجلی کی آفت تھی + وہ نظر ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

	دل لگا کرنے طپیدن آغاز		رنگ چہرے سے کر گیا پرواز	

ملکہ مسند پر سر رکھ کر بیہوش ہوگئی شہزادہ جادو نے گلاب کیوڑہ بید مشک رخسار پر چھڑکا اور ہنگامہ جو ہوا شہزادے نے بھی ملکہ کو دیکھا کہ ایک نازنین غش سے فرصت پاکے میری طرف بنظر حسرت نگران ہے عجب صورت زیبا اور طلعت جہان آرا ہے کہ مصور آفرینش نے تمثال بے مثال اسکی بنائی ہے شہزادہ کا دل مضطر باوجود اس قید گران کے بیقرار ہو کر اسکے کمند طرہ تابدار میں اسیر ہوا فی الحقیقت اگرچہ تمام نامزدی اس غیرت دہ نگارخانہ مانی کا ملکہ تصویر جادو تھا مگر نظارہ جمال عدیم المثال سے اسکے الشان مثل تصویر بے حس و صورت آئینہ حیران ہوتا تھا سکتہ ہوجاتا تھا نظم

	مانی چو نقش آن بت بد مست میکشد نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد		چون میرسد بلب ید او دست میکشد نوبت بزلف او چو رسد آہ میکشد	

کاتب قدرت طراز قدرت نے شبیہ لقا سیا اسکی لوح زیبائی پر قلم رعنائی سے آپ لکھی تھی اور مرقع دہر میں ایسی صورت زیبا دوسری نہ خلق ہوئی تھی شاہزادہ دیکھتے ہی ایک جان کیا ہزار جان سے اسپر شیفتہ ہوا صبر کا پایا ڈھا ابیات

	صدا اول ذوی الاشتیاق تشنہ حواسوں نے پیدا کیا ہر کے لگا پاس ناموس و ننگ		کرا صبر نے الفراق الفراق جنون کا علم دل نے برپا کیا لگی عقل اور عشق میں ہونے جنگ	

مگر اپنے تئیں سنبھالا اور خیال کیا کہ ایک قید شدید میں تو مبتلا ہوا اگر یہ راز عشق فاش ہوگا پھر ایسا ایسی طلسم میں دشمن جان دکھائی دیگا جینا دشوار ہوجائیگا ضبط کرکے خاموش ہو رہا مگر ملکہ شہزادہ نے جب ملکہ تصویر کا حال ابتر دیکھا خواصوں کو حکم دیا کہ اس قیدی کو سامنے سے لیجاؤ کہ میری لڑکی نے کبھی کسی کو ایسے رنج و مصیبت میں مبتلا نہ دیکھا تھا آج اس قیدی کو دیکھکر اسے غش آگیا ابھی نام خدا کنوارا پنڈا ہے خون جسم کا بہت ہلکا ہے یہ حکم سنکر جادوگرنیاں شاہزادے کو پھر ایک حجرہ باغ میں لائیں اور بند کرکے چلی گئیں شہزادے کو اپنی قید کی مصیبت اسکے عشق میں سب بھولی اور اسکی یاد دل حزین کو بیتاب کرنے لگی بزبان حال اس قید میں یہ ورد تھا نظم عالم کا ترے جہان بیان ہے بیتابی دل مہمان جہان ہے + زنجیر جنون کڑی نہ پڑ جائے + دیوانے کا پاؤں درمیان ہے + اور یہ خیال آتا تھا

کہ اے بدیع الزمان بھلا وہ سفر و حسن و جمال کا ہمکو تمھارا خیال رکھتی ہوگی اگر اب تم اس قید سے
بھی رہائی پاؤگے تو یقین ہے کہ قید عشق میں تڑپ تڑپ کر مر جاؤگے سہ مدت قید اسیران محن
کیا کہیے + کٹ گئے سو بار کے تختۂ زندان سر پر + خلاصہ یہاں تو شہزادے کی یہ کیفیت ہے مگر وہاں
تصویر جادو نے جب سامنے اپنے مطلوب کو نہ دیکھا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس باغ میں اپنے
گل خوبی کو تلاش کیا جب نظر نہ آیا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور انجام کے خیال میں
کچھ سوچ کر خاموش ہو رہی شہزادہ نے کہا کیوں بیٹی مزاج تمھارا کیسا ہے کہا خالہ جان کیا کہوں
جی بیٹھا جاتا ہے اور دل میں ہول سمایا ہے کہ ایسی مصیبت بھی لوگ سہتے ہیں اور یوں گرفتار
رہتے ہیں شہزادہ نے کہا کہ اے فرزند تم تو نام خدا شاہزادی ہو تمھیں ایسی وحشت بیجا ہے
شاہان روزگار کے یہاں گنہگار اسیر و اسیر بھی ہوتے ہیں کوئی سولی دیا جاتا ہے گردن مارا جاتا
ہے کوئی نوازش خسروانہ سے خلعت و زر پاتا ہے یہ شخص فرزند حمزہ دشمن ساحران ہے افراسیاب
جادو نے اسے قید کیا ہے چھوٹنا اسکا بہت دشوار ہے اگر کوئی اور قیدی ہوتا تو میں تمھاری
خاطر سے اسے رہا کر دیتی بلکہ مال و زر دیتی اب تم جاؤ اپنے باغ میں جا کر غنچۂ خاطر شگفتہ کرو اور
خیال لاطائل اپنے دل سے نکال ڈالو تمھارا حال میں اور کچھ دیکھتی ہوں کہ ناحق پسینہ پسینے
اب تک وہی خوف و بیم کا قصہ ہے اگر یہاں ٹھہرو گی وہی حال پیش نظر رہیگا اس سے بہتر ہے
کہ اپنے مقام پر جا کر ہمرازوں کے ساتھ دل بہلاؤ اور کچھ اس قیدی کی فکر نہ کرو یہ باتیں شہزادہ
کی سنکر تصویر جادو وہاں سے اٹھی اور جی میں کہتی تھی کہ چلو اچھا ہے کہ اس نے آپ سے مجھے
رخصت کر دیا اگر یہاں ٹھہرتی کوئی کلمہ درد و غم منہ سے نکل جاتا راز عشق کھل جاتا اب اپنے
باغ میں چلکر غم سے دل کو خالی کرینگے اور جی کھول کر خوب روئینگے غرض شہزادہ کو اس نا
کام دل نے بشکل ہلال خم ہو کر سلام کیا آستانہ بلائیں لیں اور دعا دیکر رخصت کیا سب کنیزیں کہ باغ
میں سیر کر رہی تھیں ملکہ کے جانیکی خبر سنکر حاضر ہوئیں عمرو بھی بشکل کنیز تھا اسے دل میں سوچا
کہ ملکہ چلی جائیگی اسکے ساتھ خدا معلوم کہاں جانا ہو تمھارا شہزادہ اسی جا قید ہے اس حرامزادی
شہزادہ جادو کو قتل کرو اور بدیع الزمان کو چھڑا لو یہ خیال کر کے ملکہ شہزادہ کے سامنے آیا
اور دست بستہ عرض کیا کہ لونڈی کو یہ مقام اور یہ باغ بہت پسند آیا ہے آج میرا جی نہیں چاہتا
ہے آپکے قدموں سے جدا ہوں اور دوسرے میں نے علم موسیقی کو خوب حاصل کیا ہے اور آج
آپ ایسا قدردان مجھے ملا ہے چاہتی ہوں کہ شب بھر بیٹھ کر وہ سب کمال آپ کو دکھاؤں اور

آپکے عوض تمام باغ میں شہزادہ نے کہا اے شگوفہ جیسے تصویر کا مکان ویسے یہ جگہ ہم دونین
اسکے بیچ جہان تمہارا جی چاہے آرام تمام ایک دن دو دن جتنے دن جی مین آئے رہو اور اے
فرخندہ ملکہ تصویر اسے یہین چھوڑی جاؤ تصویر نے کہا بہت اچھا غرض تصویر جادو تو
رخصت ہو کر چلی اور شگوفہ جادو لیے عمرو بن امیہ یہین ٹھہرے لیکن تصویر جادو کا یہ
حال ہے کہ یہ کہین ڈالی ہے اور پڑتا کہین ہے غرض طبیعت بے چین نڈھال ہے اس سوچ مین چلی جاتی ہے
کہ اے ملکہ دل بھی آیا تو کس شخص پر کہ جو دشمن جان و ایمان کشندہ ساحران ہے اس قید سے اسکا
چھوٹنا دشوار ہے افسوس مفت جان گئی یہ باتین کرتی دل سے روانہ تھی کہ یکایک سامنے سے
اسکی کنیز شگوفہ بدن سے ننگی روتی ہوئی آکر پہونچی تصویر حیران ہوئی کہ شگوفہ ابھی تو شہزادہ
کے پاس رکھی تھی اور ابھی یہان آپہونچی اور کپڑے اسکے کسنے اتار لیے اس عرصہ مین شگوفہ
شاہزادی کے پانون پر آکے گری اور عرض کیا کہ اے ملکہ مین آپکے ساتھ چلی آتی تھی راہ مین رفع
احتیاج کو گئی ایک جھاڑی مین سے ایک شخص نکلا اور مجھے نہین معلوم کیا سونگھا مین بیہوش ہو گئی
وہ مجھے ننگا کرکے ایک درخت سے باندھ کر چلا گیا جب مجھے ہوش آیا بہ ہزار دقت کرکے
بلایا اور اپنے تئین رہا کرا کر آپکی خدمت مین چلی تھی کہ شکر خدا کا یہ حضور کی صورت نظر آئی
واضح ہو کہ یہ وہ شگوفہ ہے جسکی صورت عمرو بنکے ملکہ کے ساتھ گیا تھا غرض ملکہ کو اس بات کے
سننے سے حیرت ہوئی اور دل مین کہا کہ اس بات کو مخفی کرو شاید کوئی دوست شہزادہ بدیع الزمان
کا اسکی شکل بنکے انکی رہائی کی فکر مین وہان ٹھہرا ہے معلوم ہوا کہ وہ شگوفہ نہین ہے کوئی اور ہے
اگر اس حال کا چرچا کرو گی شہزادہ آگاہ ہوگی وہ بیچارہ بھی گرفتار ہوگا غرض شہزادی کی شکست
سے کچھ خیال کا بھی ملکہ نے پاس کیا اور کنیزون سے کہا کہ شگوفہ کو کپڑے دو اور اسنے کہا دیکھو
پریشانی میرے ساتھ سے نکالا شہزادہ وہان رہ گئی تھی اس لیے کہ ملکہ کو جانے دو تو مین اکیلی جو ہو
یہین آئے وہ کر دون آخر نہین معلوم کہان گئی تھی کہ اپنے کپڑے بھی چھوڑ آئی ہے غرض شگوفہ نے کہا
و اے ملکہ مجھ پر سانحہ گذرا ملکہ نے کہا چل جھوٹی مجھے کب یقین آتا ہے قسم ہے سامری کی اب جو تو نے
ایسی باتین کرینگی تو خوب سزا دونگی غرض اسکو دھمکا دیا کہ یہ بار بار اپنی کیفیت بیان نہ کرے
اور اس امر کا چرچا نہ ہو اور ملکہ آپ منتظر کرم کارساز مسبب الاسباب کے کہ یقین ہوا کہ کوئی
صورت بدیع الزمان کے رہائی کی نکل آئیگی اپنے باغ کی طرف متوجہ ہوئی اور جب داخل باغ ہوئی
بغیر اپنے گلعذار کے وہ گلشن سراسر نظرون مین خار تھا بقول شاعر

نظم

بن ترے سیر چمن خوش آئے کیا اے سرو ناز	پھول جو ہے میری نظرون مین برنگ خار ہے
جو غنچہ گل کی ٹہنی ہے وہ ہے شکل کمان	شکل ناوک موج بوے گل جگر کے پار ہے

لالہ دار دل غم عشق سے داغدار نرگس آسا چشم براہ انتظار سنبل نمط پریشان و زار ملکہ تصویر جادو
یاد شہزادہ والا تبار مین وہان فروکش ہوئی گو غیبت اب دو مقدار ہے لیکن اب حال پیش آمدہ کا فران
دہریندہ جادوگران خنجر گزار خواجہ عمرو عیار کا سنیئے کہ جو باغ مین ملکہ شہزادہ کے پاس ٹھہر گئے تھے
شام تک تو بارہ دری مین شہزادہ کی خواصون کے ساتھ خوش فعلی اور مذاق کرتے رہے کسی کے چٹکی
لے لی کسی کے گال پر گال رکھ دیا آنکھ بچا کر جسکا جو مال پایا زنبیل مین رکھ لیا اب کسی کا پاندان ندارد
کسی کا مقابہ غائب ایک ہنگامہ ہے معلوم نہین ہوتا کون لیگیا غرض اسی ہنگام مین شام ہوئی شہزادہ
نے کھانا شراب کباب سب متعین اپنے خاصے پر سے کھچین جب سب ضروریات سے فراغت ہوئی
چبوترہ بلور مین پر شہزادہ فرش کھچوا کر بیٹھی باغ مین روشنی ہوئی قندیلین مثل قطرہ ہائے لولو ہر درخت
مین آویزان ہوئین بارہ دری مین ہانڈیان جھاڑ جا بجا کنول جملہ شیشہ آلات فراشون نے درست
کرکے روشن کیا سبحان اللہ ایسی جگہ کا کیا کہنا نقطہ آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا + سبکی تو دل سے کچھ
نذر دیوار گیریون مین بہار + کیسے پستان شاہد دیوار + طاقچی کنول ہے کہا جوبن نما ہے انکا ہے تو جو ہر
فوارون کے خزانے مین بادلہ کتر کر ڈالدیا اور نہرون کا پانی جھلکا ہوا آگیا القصہ جب آراستگی ہو چکی
اسوقت ارباب نشاط کی طلب ہوئی شہزادہ نے کہا شگوفہ کو بلاؤ بموجب حکم شگوفہ حاضر ہوئی اور ایستادہ
ننگا کرتی چہراسی پانون مین باندھی سازندون کا منہ سے جو بلا زمزمہ شہزادہ نے حکم دیا کہ سازندے
اپنے اپنے ملا مین اور عمرو نے جوڑی سے کی اپنے پاس سے نکالی جاننا چاہیے کہ عمرو کو وہ الغوزہ جو
امیر کے ساتھ حضرت جبرئیل نے شاگرد کیا ہے اور تین دانے انگور کے کھلائے ہین کہ ایک دانہ کی
خاصیت یہ ہے کہ عمرو خوش الحان ہے اور الحان داؤدی رکھتا ہے اور دوسرے دانہ کی تاثیر سے
بہتر صورتین بدل سکتا ہے جب صورت کا خیال لاتے بقدرت خدا وہی بنجاتے اور تیسرے دانہ کے
سبب سے عمرو زبان ہر قوم کی سمجھتا ہے اور انھین کے محاورے مین گفتگو کرتا ہے الحاصل عمرو نے بانسری لگا کر
لبون سے لگائی اور تھوڑے سے موتی لیکر پھانک لیے اور ایک تار ریختی انگوٹھے مین پانون کے باندھا اور دوسرا
سرا اسکا لبون سے دبا لیا اور گلابی شراب کی بغل مین دبائی اور پیمانہ ہاتھ مین لیا اور گت ناچنا شروع
کیا اور اس طرح کہ جب چاہا ایک گھنگرو بجا اور جب چاہا سب بجے اور جب نہ چاہا ایک نہ بجا سرے سے
موتی ہر تال اور گت مین شکل کرتا رہین پروئے جاتے تھے اور پیمانہ مین شراب بھرا بھرا تھا اور اہل انجمن کو

پلاتا تھا ناچ میں چھل بل اور ادا دکھاتا تھا کہ ہر طرف سے حسنت و آفرین کی صدا بلند تھی قطعہ

وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤں کے ساتھ ۔ دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ
کبھی دل کو پاؤں سے مل ڈالنا ۔ نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا
دوپٹے کو کرنا کبھی منہ کی اوٹ ۔ کہ پردے میں ہو جائے دل لوٹ پوٹ

شہزادہ کو ایک عالم حیرت ہے کہ یہ انسان ہے یا شعلہ ہے یا شرارہ ہے عجب طلسم کا ناچ ہے بانسری میں گت کا ٹھیکا نج رہا ہے ستیو شکا سلسلہ جاری ہے شعرا اہل مجلس کو برابر پہنچتی ہے ملکہ شہزادہ نے تعریف کی اور مالا اتار کر دیا شگوفہ نے سلام کر کے ناچتے ہوئے جا کر سامنے کر دیا شہزادہ نے گلے میں الجھا دیا اب گت موقوف کر کے سحر و گانا شروع کیا کہ صدا ہی دلچسپ اور نغمہ دلکش سے ہر ایک کو غش آگیا اور شہزادہ پر عالم وجد طاری ہوا شعر

ہوا بند مہ کی آنکھوں سے اس اصول ۔ بسیرا کے جانور اپنا بھول
درختوں سے مل مل کے باد صبا ۔ لگی وجد میں لوٹنے واہ وا

جب شہزادہ حالت ذوق میں آکر و گئی تو سحر و فا کا گانا موقوف کیا شہزادہ نے کہا اری کمبخت کیوں چھوڑ دی ہے آج کیا ہے تو ہم کو کھلانے بیٹھے شگوفہ نے عرض کیا کہ اے ملکہ کچھ حال اپنا میں غزل میں عرض کرتی ہوں غزل

آنکھوں کو جانتی ہوں پیالہ شراب کا ۔ مستوں کو فرض عین ہے پینا شراب کا
میرا خمیر بادہ انگور سے بنا ۔ گھٹی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
خمخانہ جہاں میں وہ علامہ دہر ہوں ۔ دیتا ہے مجتہد مجھے فتوی شراب کا

جب یہ اشعار شہزادہ نے سنے سمجھی کہ یہ طالب شراب ہے لحاظ سے مانگ نہیں سکتی ہے بڑی تمیزدار ہے کہ اپنے اہل محفل کو شراب پلائی اور آپ نہیں پی لیں فوراً حکم دیا کہ میخانہ کا اسباب حاضر کرو کنیزیں دوڑیں اور کشتیاں شراب کی اور ساغر و کنٹر و گلابیاں سب لا کر موجود کر دیں شہزادہ نے کہا کہ اے شگوفہ آج تو نے مجھے محظوظ کیا میں نے اب تجکو اپنا مقرب بنایا اور اپنی انیسوں میں داخل کیا آج ساقی گری ہماری صحبت میں کر اور ہمیں بھی شراب پلا سحر لیجئے شگوفہ نے بڑھکر پانچ اشرفیاں نذر دیں کہ عہدہ ملا شہزادہ نے خلعت فاخرہ دیا خلعت پہنکر میخانہ کو شگوفہ نے نقل سے آراستہ کیا کنٹر ان میں شیشوں کو شراب کے جہاں جہاڑ روشن تھے وہاں مثل گلدستہ کے آراستہ کیا بسنت کنٹر اور شیشہ کو جیسے سکے برابر رکھا اور اس طرح جہاڑ کے مقابل کیا کہ انکی روشنی اسپر پڑی اور رنگ پر گلدستہ دکھے ہوئے معلوم ہوا اس طرح سے پھیر بدل کرنے سے غرض شگوفہ کی یہ تھی کہ جلدی تمام شراب میں بیہوشی آمیز کرے غرض آنکھ بچا کر سب شراب کو آغشتہ بدارو ی بیہوشی کر دیا اور پھر اسی طرح ناچنا

ہین مثل ملکہ حیرت وغیرہ اور طلسم ظاہر مین رعایا اور اکابران شہر ساکن ہین اور ظاہر و باطن طلسم
کے درمیان مین ایک دریاے سحر بنایا ہی کہ نام اُسکا دریاے خون رواں ہی اور اُسپر ایک
پل دھوئین کا بنا ہی اور دو شیر دھوئین کے اندر پل پر کھڑے ہین اور ایک عمارت پل کے اوپر تین
درجہ کی بنی ہی اول درجے مین اُسکے پریزادین شہنائیان اور قرنائین منھ سے لگائے ہین اور
دوسرے درجے مین پریان موتی جھولی مین بھرے ہوے کھڑی اُچھالتی ہین کہ موتی دریا مین
گرتے اور دریا کی مچھلیان اُن موتیون کو منھ مین لیے تیرتی پھرتی ہین اور تیسرے درجے مین
بڑے بڑے قدآور جوان قوم کے حبشی ہین کہ دو دو صفین باندھے ہوے باشمشیر برہنہ کھڑے ہین
اور آپس مین لڑ رہے ہین اور خون اُنکے جسم سے بہکر دریا مین گرتا ہی کہ پانی اُسکا وہی خون ہی
اسی سے نام اُسکا دریاے خون رواں اور نام پل کا پل پریزادان ہی افراسیاب ہر جگہ
طلسم مین سیر کرتا پھرتا ہی اور ہر مقام مین باغ اور عمارتین اور سیرگاہین اور مکانات افراسیاب
کے تعمیر ہین اکثر ذکر اُنکا بروقت داخلہ حمزہ و داخلہ طلسم کشا شہزادہ اسد کے بیان ہوگا غرض ساحرہ
فرستادہ شہزادہ بزور سحر اُڑکر روانہ ہوئی اور دریاے خون رواں کے کنارے پہونچکر پکاری کہ
اے شہنشاہ ساحران مین فرستادہ شہزادہ جادو کی حضور پرنور کی خدمت مین حاضر ہون افراسیاب
اندر طلسم باطن کے ایک باغ ہی کہ نام اُسکا باغ سیب ہی وہان مع ارکان سلطنت جلوہ فرما تھا
کہ یکایک شعلہ رخسار کے آنے کی خبر اُسکے سحر نے اُسے پہونچائی راوی کہتا ہی کہ افراسیاب جادو
اتنا بڑا ساحر ہے کہ طلسم کے اندر جو اُسکو پکارتا ہی سحر اُسے خبر دیتا ہی اور ایک کتاب اُسکے پاس ہی
کہ نام اُسکا کتاب سامری ہی اُس مین سب حال ہر ایک کا معلوم ہوتا ہی اور بہت سے پتلے
کہ بعضے فولاد کے ہین بعضے مٹی کے کہ وہ حکم سے افراسیاب کے لڑتے ہین اور سب کام کرتے
ہین اور جسکو حکم ہوتا ہی پنجہ کی صورت ہوکر اُسکو اُٹھا لیجاتے ہین خلاصہ کلام جب شعلہ کے
آنے کی خبر بزور سحر معلوم ہوئی افراسیاب نے ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ وہ آکر شعلہ کو اُٹھا لیگیا
اور سامنے افراسیاب کے پہونچا کر پنجہ تو غائب ہوگیا مگر شعلہ نے دیکھا کہ باغ کی بارہ دری
مین کئی ہزار دنگل اور کرسیان یاقوت احمر کی بچھی ہین اور دنگلون کے نیچے پاے شیر دہان
اژدر مگر دہان اور فیل چہرہ لگے ہین اور منھ سے اُن چہرون کے شعلے آگ کے نکلتے ہین اور اُن
کرسیون اور دنگلون پر معززان طلسم ساحران نامی بلباس فاخرہ بیٹھے ہین مثل ملکہ بہار
جادو و نافرمان جادو و زعفران جادو و طاؤس جادو و شکیبن موی کاکل کشا

و مخمور سرخ چشم وغیرہ کہ نام اور ون کے وقت پر گذارش ہونگے اور ملکہ حیرت جادو نے جسے
افراسیاب تخت پر پہلوے افراسیاب مین جلوہ گر ہے وہ تخت مقام صدر مین آراستہ ہے
جواہرات بیش بہا جڑے ہے اور سامنے ملکہ حیرت کے پانچ عیار بچیان کہ نام انکے صرصر شمشیرزن
و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و سنوالہ گند انداز و تیز نگاہ خنجر زن ہین حاضر ہین
صرصر شاہزادی ہے اور چار عیار بچیان صرصر کی مصاحبین ہین اور دو وزیرزادیان کہ نام
انکے یاقوت جادو اور زمرد جادو ہین ملکہ حیرت کے سر پر رومال سے مگس رانی کر رہی
ہین حضار دربار رعب وداب شاہی سے دست بستہ خاموش بیٹھے ہین اور چار وزیر افراسیاب
جادو کے نام انکے باغبان قدرت و صنعت سحرساز و ابرق کوہ شگاف و
سرمایہ برف انداز سر شہنشاہ جادوان افراسیاب کے مردہ جنبانی کر رہے ہین الحاصل
شعلہ فرستادہ شہزارہ کی جب سامنے آئی مجرا کرکے عرضی پیش کی افراسیاب بعد ملاحظہ جواب
لکھ دیا کہ عمرو کو قتل کرو شعلہ جواب لیکر رخصت ہوئی افراسیاب نے سحر کا پنجہ بلا کر دریای
خون روان کے پار اسے بھجوا دیا وہان سے شہزارہ کے پاس چلی مگر یہان سے شہزارہ کی لاج
کا فاصلہ ہے تو دوسرے دن پہونچے گی مگر اب حال عمرو کا بیان کیا جاتا ہے کہ بلبل شاخسار
گلشن عیاری ایک درخت سے بندھے ہین کہ اسی ہنگام مین جب زیادہ رات گئی شہزارہ جاکر
بارہ دری مین سو رہی عمرو نے دل مین فکر کی کہ کسی تدبیر سے رہا ہون اور شہزارہ کو قتل کر ڈالنا
اسی تدبیر مین تھا کہ اتفاق سے ایک کنیز شہزارہ کی ادھر آنکلی کہ جہان عمرو بندھے ہوے تھے
اسے دیکھکر اشارے سے اپنے پاس بلایا اور کہا اے مہرلقا کی ذرا دو باتین میری سن لے
وہ کنیز جب قریب آئی عمرو نے رونا شروع کیا اور کہا کہ مین صبح کو تم جانتی ہو کہ گردن مارا جاؤنگا
اور جلاد جو کچھ مال وغیرہ میرے پاس ہے لیگا اسلیے چاہتا ہون کہ تجھے مال اپنا سپرد کردون اگر
تو میری وصیت سنے اور میرا کہنا قبول کرے اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ مین عیار حمزہ صاحبقران
ہون جواہر اور زر و گوہر بے انتہا اپنے پاس رکھتا ہون یہ کنیز کہ نام اسکا سمن عذار ہے مال کا نام
سنکر لالچ مین آئی اور پاس عمرو کے بیٹھ گئی اور کہا بیان کرو کیا وصیت ہے اور کسقدر مال ہے
عمرو نے کہا مال تو بہت ہے مگر پہلے وصیت سن لو اور وہ یہ ہے کہ جب مین قتل ہو جاؤن تو کچھ
مال صرف کرکے لاش میری شہزارہ سے مانگ لینا اور اسے کفن دیکر دفن کر دینا اور لشکر
صاحبقران مین جاکر نصف مال میرا میری اولاد کو اور بی بی کو دینا اور باقی کو تم صرف کرنا

سمن عذار نے کہا اچھا وہ مال کیا ہے عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کھول دو تاکہ وہ سب مال نکال کر
میں تمھیں دوں سمن عذار نے عمرو کا ہاتھ کھول دیا عمرو نے کسوت عیاری نکالکر زمین پر رکھدی
اور کہا میرا دوسرا ہاتھ بندھا ہے تم اسے کھولو اور جو میں کہوں وہ لے لو اُسنے وہ کسوت کھولی
اُس میں سے اسباب عیاری کرنیکا نکلنے لگا کہیں زنانی پوشاک کہیں مردانی پوشاک کہیں تاج
کچھ رنگ و روغن وغیرہ برآمد ہوا عمرو بتلاتا جاتا ہے کہ یہ سب عیاری کرنے کے اشیا ہیں اس طرح
ہم عورت کی شکل بنتے ہیں یوں فقیر بنتے ہیں یوں بادشاہ بنتے ہیں اس ڈبیا میں بیہوشی
ملی ہوئی ہے اسکے آشتہ بدارو سے بیہوشی ہے غرض ایکایک کیسہ سے یونہی ان سب چیزوں کو اسنے نکالا
کہ اُس میں جواہرات اور اشرفیاں تھیں عمرو نے کہا یہ تھیلی لے لو سمن عذار بہت خوش ہوئی
اور وہ روپیہ لے لیا پھر اُس کسوت کو تلاش کرنے لگی ایکبار ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نہایت
سبک تراشی ہوئی کہ جسکی ضو سے وہ جگہ تمام منور اور روشن ہو گئی اُس میں سے نکلی عمرو نے وہ
ڈبیہ جلدی سے اُٹھا لیا سمن عذار نے کہا اس میں کیا ہے کہا اس میں میری جان ہے جو کچھ
میں نے کمایا ہے سب اس میں رکھا ہے کنیز نے کہا یہ بھی مجھے دے عمرو نے کہا یہ اپنے ساتھ قبر میں
لیجاؤنگا سمن عذار نے کہا اچھا بتلا اس ڈبیا میں کیا چیز ہے عمرو نے کہا اس میں ایک گوہر
بے بہا ہے کہ جسکی قیمت اگر ہفت اقلیم کی سلطنت بھی ہے جب بھی کم ہے سمن عذار نے کہا اسے
مجھ کو دے آخر تو مارا ہی جائیگا یہی مجھے دیدے میں تیرے عیال و اطفال کے ساتھ کمال احسان
کرونگی عمرو نے کہا خیر تو بھی کیا یاد کریگی اسے بھی لے لے لیکن ایکبار مجھے ڈبیا کھولکر دیکھ لینے دی
پھر کہا دے سمن عذار نے عمرو سے وہ ڈبیا لیکر چاہا کہ اُسے کھولے وہ کھل نہ سکی عمرو نے
کہا کہ سینے کے برابر رکھ کے دونوں ہاتھوں سے زور کرکے کھولو اُسنے قریب سینے کے لاکر
زور کیا وہ ڈبیا کھلی اور اُس میں سے غبار بیہوشی اُڑا اور اُسکے منہ پر پڑا کہ ایک چھینک آئی
اور بیہوش ہو گئی عمرو کا ایک ہاتھ تو کھلا ہوا تھا دوسرا بھی کھول لیا اور سمن عذار کو اُٹھا
علیحدہ لاکے ایک گوشہ باغ میں رنگ و روغن عیاری کا لیکر اسکو اپنی صورت بنایا اور آپ اسکی شکل بنا
اور اسکی زبان میں ایک روغن ایسا لگایا کہ زبان اُسکی منہ میں پھول گئی اور کلام کرنے سے معذور
ہوئی اسے لاکر اسی درخت سے اپنی جگہ پر باندھ دیا اور سب اسباب اپنا کسوت عیاری میں
باندھکر وہاں آیا کہ جہاں سمن عذار بیٹھا کرتی تھی کیونکہ جب عمرو شکنجہ بنا ہوا تھا تو سب کنیزوں کی
جگہ اُسکے ساتھ رہکر دیکھ لی تھی غرض اُسکے پلنگ پر آکر عمرو لیٹ رہا اتنے میں زنانی فوک قید خانہ سے

مشرق کے زنجیر شعاع میں مسلسل میدان چرخ میں آیا اور خسرو انجم سپاہ نے دربار سیارگان برخاست کیا ابیات

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت | خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند | لحاف غنچہ اندر رخ درکشیدند
سمن از آب شبنم روی خود شست | بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست

دم سحر شہزادہ جادو خواب غفلت سے بیدار ہوئی اور کنیزیں بھی سب اٹھیں اور فراغ امور ضروری شہزادہ بارہ دری کے چبوترہ پر فرش بچھوا کر بیٹھی اور سب خواصیں مع عمرو کے کہ جو بشکل سمن عذار ہے اسکی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ اس عرصہ میں شعلہ رخسار جواب لیے ہوئے عرضی کا افراسیاب کے پاس سے پہونچی اور شہزادہ کو وہ تحریر افراسیاب کی دی اُسنے حکم دیا کہ عمرو کو درخت سے کھول کر لاؤ اور قلماقنی سے کہا کہ سر اُسکا کاٹ لے کنیزیں جا کر سمن عذار کو جو بشکل عمرو تھی سامنے شہزادہ کے لائیں اور قلماقنی خنجر لیکر سر کاٹنے پر مستعد ہوئی سمن عذار بسبب روغن لگا دینے خواجہ کے منہ سے بولتی نہیں ہے ہرچند بہت اشارے کیے مگر کوئی نہ سمجھا اور ایک ہی ہاتھ میں قلماقنی نے سر اُسکا تن سے جدا کیا وہ ساحرہ تھی اُسکے مرتے ہی ایک شور بلند ہوا اور اُسکے بدن نے غل مچایا کہ ہائے میں کشتی سمن عذار جادو اور ایک تاریکی چھا گئی عمرو جو اسکی شکل بنا ہوا تھا اُسی اندھیرے میں بھاگ کر ایک گوشہ باغ میں جا چھپا اور شہزادہ سیہ بخت یہ تاریکی دیکھ کر اور شور و غوغا سنکر گھبرائی کہ سمن عذار کا تحمل ہی برباد ہوا اور عمرو نے بفن مکاری خار دیا اور آپ چھوٹ گیا کنیزوں سے کہا کہ سمن عذار کی جگہ پر دیکھو کہ وہ بھاگی وہاں بیٹھا ہوگا کنیزیں نسیم آسا بہ اسے تعمیل چلیں اور سمن عذار کی جگہ پر جا کر دیکھا کسی کو نہ پایا شہزادہ کو مطلع کیا کہ وہاں کوئی نہیں ہے اُسنے کہا اچھا صندوقچہ سحر کا چبارہ کے بیچ کے طاق میں رکھا ہے اُٹھا لاؤ میں نے رات کو حصار سحر سے کر دیا تھا کہ کوئی باغ کے باہر نکل کے نہ جا سکے یقین ہے کہ وہ دزد تم کنیزوں میں ملا ہے میں اُس صندوقچہ سے دریافت کر لونگی یہ حکم پاتے ہی وہ صندوقچہ سحر اسکے سامنے حاضر کیا شہزادہ نے اُسکا سرا اُٹھایا اُس میں سے ایک کڑا مثل حلقے کے بیچ میں لگا تھا اُسنے حکم دیا کہ اس حلقے میں سب ہاتھ ڈالو جو عمرو ہوگا اُسکا ہاتھ اس میں سے نکل نہ سکیگا تب کنیزوں نے ہاتھ حلقے میں ڈالا مگر کسیکا ہاتھ نہ پھنسا شہزادہ نے کہا بار صندوقچہ رکھ آؤ تم میں کوئی عمرو نہیں ہے اب میں آج رات کو اپنا سحر جگاؤنگی اور دریافت کرونگی کہ عمرو کہاں ہے کنیزیں صندوقچہ رکھ آئیں لیکن یہ حال عمرو نے گوشہ باغ سے دیکھا خاموش ہو رہا اور چاروں طرف نگاہ کی ایک طرف کو ایک جھونپڑی باغبانوں کے رہنے کی معلوم ہوئی عمرو

درختون کی آڑ مین چھپتا ہوا اُس جھونپڑی کے قریب آیا دیکھا ایک بڑھیا اسپنگ لیٹی ہے عمرو نے اُس سے
پوچھا کہ تو کون ہے کہا گلشن باغبانی کی مان ہون میرا نام چمپا ہے عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی اُسکے
منھ پر مارکے اور اُسے بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اور اُسکی صورت بنکر لکڑی ہاتھ مین لیے سامنے
شہزادہ کے آیا اور اُسکی بلائین لین گرد پھرا شہزادہ نے کہا کیون چمپا آج کیا ہے عرض کی تربت
شوم آج سُنا ہے کہ کوئی چور آپکا بھاگا ہے اور آپ کے جو جو باغ مین رہتے ہین سب کا امتحان کیا ہے
لونڈی کبھی حاضر ہوئی ہے کہ میرا بھی امتحان لیجیے شہزادہ نے کہا اے چمپا تیرے امتحان کی کیا
ضرورت ہے مین آج رات کو سحر تیار کرونگی جہان عمرو ہوگا وہان سے خود چلا آئیگا چمپا نے کہا
واری جاؤن کل کی بات کل کے ہاتھ ہے آج جو سب کے ساتھ کیا ہے وہی میرے ساتھ کیجیے شہزادہ
نے کہا اچھا صندوقچہ سحر اُٹھا لا چمپا نے کہا حضور مین لائق ہون بتلائیے کہان رکھا ہے کہا بیچ
کے طاق مین بارہ دری کے چمپا لاٹھی ٹیکتے چلین اور اندر بارہ دری کے آکر صندوقچہ کو کھولا
سب تو باہر ہین اکیلے قابو پاکر بیہوشی کا غبار سب اُس مین الگ سے کرکے مین ہاتھ نہ لگنے
پائے بھر دیا اور پھر بند کرکے صندوقچہ لیکر آہستہ آہستہ چلی شہزادہ نے کنیزون سے کہا ارے وہ
بڑھیا ہے تم جاکر اُس سے لے لو غرض ہاتھون ہاتھ وہ صندوقچہ شہزادہ پاس آیا اور عمرو بھی
چمپا کی شکل بنا ہوا قریب شہزادہ کے آکر کھڑا ہوا شہزادہ نے جونہین اُسکا ڈھکنا کھولا ایک بیہوشی
کا دھوئین کی طرح نکلا کہ دکی خواصین اور شہزادہ جادو چھینک مارکر بیہوش ہوئین عمرو
نے جیسے ہی شہزادہ بیہوش ہوئی خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا اور قیامت کا سامان برپا ہوا برف باری
اور سنگ باری سحر کے زور سے ہونے لگی پریون نے غل مچائی مگر اسی ہنگام مین عمرو نے گلیم عیاری
اوڑھ لی اور نظر مردم سے نہان ہوکر سفید پھرا کہ جسکی صدا سے دیوتا چنے لگتا ہے اور مشکل اشتیاقی
کے ایک پیچ بھی ہے نکال کر بجایا سب نے اسی وقت مین سُنا کہ کوئی کہتا ہے جلدی یہان سے بھاگو ورنہ تم
مارے جاؤگے اس صدای ہیبت کے سننے سے باقی کنیزین اور ملازم شہزادہ کے باہر باغ کے بھاگ گئے اور
عمرو نے جو کنیزین کہ بیہوش ہوگئین تھین اُنکے سب کے سر کاٹ لیے بڑی دیر تک غل اور شور وتاریکی
رہی آخر وہ ہنگامہ موقوف ہوا عمرو نے دیکھا کہ لاشین جادوگرنیون کی پڑی ہین اور باغ مین جو
درخت اور مکانات سحر سے بنے تھے وہ غائب ہوگئے ہین اصلی درخت اور مکان رنگ زمین اور بدیع الزمان
چھپے ہوئے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہین عمرو کا تماشا دیکھ رہے ہین عمرو نے جب شاہزادہ
کی جانب دیکھا اُسوقت شاہزادے نے سلام کیا عمرو نے کہا اے فرزند تم کیونکر رہا ہوے عرض کیا کہ

اور ساحرہ کے سحر کی ہتھکڑیاں بیڑیاں تھیں جب وہ جہنم واصل ہوئی وہ سب قید دفع ہوگئی اور حجرہ کھل گیا
مین باہر نکل آیا عمرو یہ باتین بدیع الزمان سے کر رہا تھا کہ یکایک ہوا تیز و تند چلی اور بونڈلے اٹھنے
لگے اور کچھ بگولے پیچ و تاب کھاتے ہوئے شرارہ کی لاش کے گرد آکر چکر مارنے لگے اور لاش کو چکر
دیتے ہوئے زمین سے اڑا کر ایک سمت کو لیکر چلے عمرو نے کہا اے بدیع الزمان اب یہان سے جلدی
چلو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لاش شرارہ کی مالک طلسم پاس جائیگی اور کوئی دم مین آفت آجائیگی شہزادے
نے کہا کوئی مرکب اگر ہوتا تو راستہ جلد چلا جاتا عمرو نے کہا گھوڑا تو ایک جگہ بکتا ہے مگر روپیہ درکار ہے
بدیع الزمان نے لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا عمرو نے زنبیل سے قلم دوات و کاغذ نکالا لاکر
لکھدو کہ تم نوجوان ہو شاید مکر مین نالش کرکے لے لونگا بدیع الزمان بہت ہنسے اور رقعہ لاکھ روپیہ کا
لکھ دیا کہ لشکر مین چلکر دونگا عمرو نے رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا اور باہر باغ کے جاکر زنبیل سے گھوڑا
نکالا اور ساز و یراق سب نکالکر اسے کسا اور سامنے بدیع الزمان کے لایا اور کہا ایک سوداگر
سے جاکر ابھی مین نے مول لیا ہے بدیع الزمان نے کہا اچھا تھا جو تھا کہ دروازے پر گھوڑا لیتو
آپکا ایسی آفت مین کیا تھا عمرو نے کہا اے فرزند حمزہ تجھے سوا تقریر کے اور بھی کچھ آتا ہے
جلد یہان سے چل ایسا نہو کوئی آفت آتی ہو بدیع الزمان غرض سوار ہوئے اور عمرو ہمراہ ہوا
وہ دونون باغ سے نکلکر چلے راہ مین عمرو سے بدیع الزمان نے کہا اے عم نامدار معلوم ہو کہ عمرو
دودھ شریک بھائی حمزہ صاحبقران کا ہے اسوجہ سے بیٹے امیر حمزہ کے اسکو چچا کہتے ہین اور
تعظیم کرتے ہین اسی اصل شاہزادے نے کہا کہ چچا جان میرا جانا یہان سے لشکر مین میرے لیے ننگ و
عار ہے کس لیے کہ مین ملکہ تصویر چچا دو پر عاشق ہون وہ سنیگی تو کہیگی کہ فرزند حمزہ ڈر کر بھاگا
اور جان بچا کر اپنے لشکر کو چلا گیا عمرو نے یہ باتین جب سنین بگڑا اور غضب بدیع الزمان کو گھورا
اور کہا او ناخلف فی الفور ایک آفت سے تو مر گئے ہوتا جینا مشکل تھا اور یہ کیسی ہوس ہے اللہ غنی ہنوز
زخم چنگے نہین ہوئے ہین طلسم مین خار و گل سے آفت کے پرکالے ہین ابھی لشکر تک بھی پہنچے نہین کہ آپ نیا
راگ لائے جلدی یہان سے چل ورنہ قسم ہے تجکو اسی عرب یعنی حمزہ صاحبقران کی کہ مارے
کوڑون کے کھال اُڑا دونگا بدیع الزمان نے کہا اے چچا مین آپکو یہ بازوبند قیمتی کئی لاکھ روپیہ کا دیتا
ہون اگر کوئی تدبیر کرکے میرے معشوق کو مجھے ملا دیجیے ورنہ میرا یہ حال ہے بیت باتن رسد بجانان یا
جان ز تن برآید دست از طلب ندارم تا کام من برآید عمرو نے جھپٹ کر بازوبند کا لے لیا اور کہا خفا
ہو کر کہا کہ تمنے کوئی حیلہ تو ساتھ مقرر کیا ہے بند بان ملوانا مین کیا جانون مگر ہان ملکہ تصویر شہزادی کی

اسکی نسبت البتہ کہا دونگا اور بازوبند مجھے دے بدیع الزمان نے بازوبند عمرو کو دیا عمرو بدیع الزمان کو
لیکر اسطرف چلا کہ جدہر سے تصویر کو آتے دیکھا تھا سمجھا کہ اسی طرف اسکے رہنے کا مقام ہوگا جب وہان
پہونچا کہ جسب جھاڑی مین شگوفہ کو بیہوش کیا تھا اور اسکی شکل عمرو بنا تھا وہ مقام بدیع الزمان کو دکھا
اور سارا حال سنایا بدیع الزمان ہنسے اور پھر آگے چلے مگر اب ملکہ تصویر کا ماجرا سنئے کہ وہ شہزادہ عالی تبار
مین بیتاب و بیقرار شہزادہ کے پاس سے آئی تھی اُس روز سے یہ حال تھا کہ بہت دن کو فریاد سے اور
رات زاری سے کٹی عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی تصویر خیالی شہزادے کی لوح سینہ پر کندہ تھی
نام کی بدیع الزمان کے رٹ دل کو لگی تھی کہ بیت ہون تصور مین ترے صورت تصویر کلی جسم
جیسے ہے میرا ایک بیجان کی طرح جب یہ حال ملکہ کا کنیزون انیسون جلیسون نے دیکھا ماجرا اسے
عشق سے استفسار کیا کہ واری کہان دل لگا کس ظالم جفا کار نے حضور کا یہ حال بنایا کہ آنکھون مین
تری حواس مین ابتری روز بروز بدتری ہے تو بتلایئے کہ اسکی تدبیر کرین اور اسکو آپ تک
پہونچائین ملکہ نے کہا درد اپنا لا دوا ہے اسکے علاج مین بیکار مسیحا ہے قطعہ

ہم تو کہتے تھے کہ نادان ہو جو دل کو دیوے
اب اوسی شخص کے ہے زیر قدم سر اپنا
دیکھین تمھین لو دل ہے وہ کون ایسا ہی
سچ کہا ہے کسی نے بول کا سر نیچا ہے

انہون نے کہا اے ملکہ عالم قربانت شوم آپ چاہے خوش ہون یا ناراض مگر حضور سے سچ تو یہ ہے کہ جب
اُس قیدی کو دیکھا ہے حال اپنا غیر کیا ہے ایک بولی کہ لو اور مردوا ابھی ایسا سجیلا رنگیلا حسین مہ جبین ہے
کہ ملکہ پر کیا موقوف ہے میرا بھی اپنے دیدون کی قسم عجب حال ہے جب سے اُسے دیکھا ہے اُسی کی زلف گرہ گیر
مین دل الجھا ہے سودا ہو گیا ہے راتون کو نیند نہین آتی ہے وہی صورت دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہے
جب تصویر نے یہ کلمات محبت آمیز کنیزون اور انیسون سے سُنے اُسوقت اپنے حال سے انہین آگاہ
کیا اور حکم دیا کہ تم خود سمجھ کبوتر اور فاختہ کی شکل بنکر جا کر شہزادہ کے باغ کے گرد پھرو اور جو کیفیت
وہان گذرے اُس سے مجھے مطلع کرو غرض ایک روز کنیزون نے آکر عمرو کے گرفتاری کی خبر سنائی
کہ بی عمرو جو شگوفہ بنا ہوا تھا وہ پکڑ لیا گیا ملکہ نے کمال حال اپنا تباہ کیا اس رنج مین تھی کہ
دوسرے دن خبر مرگ شہزادہ کی پہونچی اُسوقت وہ لالہ رو گل کی طرح کھلکھلا کر ہنسی اور کنیزون
سے کہا اب شہزادہ چھوٹ کر لشکر مین جائیگا تم جا کر اُسے یہان لے آؤ طالب کو مطلوب سے ملاؤ
کنیزین اُس طرف سے چلین اور عمرو اس طرف سے لیے ہوے بدیع الزمان کو آتا تھا کہ یکایک
دیکھا پانچ چار عورتین کمسن سراپا غرق دریائے جواہر مانگ مین سر کے سیندور بھرے شنگرف کی

مانگ میں سیندور کی سیدھی لکیر سر پہ کھینچی ہے قاتل نے خون بھری شمشیر نازنینان حور مثال پری تمثال
آپس میں خوش فعلیاں کرتیں ناز و انداز سے قدم دھرتیں آتی ہیں ابیات

ایک ایک اس میں شوخ دیدہ تھی | پردۂ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بیچین و ایسی گرما گرم | برق و سیماب کو بھی آوے شرم

قریب مرکب شہزادہ عالی وقار آکر دست ادب باندھ کر تسلیم بجا لائیں اور عرض کیا ہماری
شہزادی یعنی ملکہ تصویر جادو نے بعد سلام شوق عرض کیا ہے کہ اگر ہرج کار متصور نہ ہو تو دو
گھڑی کے لیے ہمارے باغ میں قدم رنجہ فرمائیے یہاں تشریف لا کر دل بہلائیے بعد اسکے چلے جائیے
عمرو نے یہ سنکر تجاہل کر کے کہا کہ ہم جادوگروں کو منہ نہیں لگاتے اور اسلئے لوٹا بھی نہیں اٹھواتے ان
عورتوں نے عمرو کی طرف بھیانک ہو کر دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا سر کھاسا یہ کلام کرتا ہے وہ تو شوخ
مزاج تھیں عمرو پر پھبتیاں کہنا شروع کیں ایک نے کہا الہی یہ تو مسخرہ سا جن ہے دوسری بولی کھسیا دیکھو
معلوم ہوتا ہے تیسری نے کہا میں تو جانتی ہوں بن مانس ہے عمرو نے کہا میں وہ مسخرہ سا جن ہوں
کہ سب کو بیٹا کا ناچ نچاؤنگا بدیع الزمان نے کہا خواجہ کیا ہرج ہے چلو یہاں بھی ہوتے چلیں اور
اس شاہزادی سے ملاقات کریں عمرو نے کہا جہاں تو نے کسی رنڈی کا پیام سنا بس رنجھ کر لٹو
ہوا دیکھو تو چلکے مزہ سے کیسا ٹھیک ٹھیک بنوا آتا ہوں غرض یہ باتیں کرتے ہوئے ان کنیزوں کے ساتھ
چلے اور قریب باغ تصویر پہونچے ایک عورت نے انمیں سے بڑھکر ملکہ کو شہزادے کے آنے کی خبر
پہونچائی تصویر نے حکم دیا کہ باغ کو آراستہ کرو سامان عیش و عشرت مہیا کرو بس جلد جلد
فراشوں نے مکان میں فرش تکلف کا بچھایا اور سب طرح اسباب طرب کا نہ عیش و راحت کا موجود
کر دیا ملکہ در باغ پر انتظار میں شاہزادے کے آ کھڑی ہوئی کہ سامنے سے سواری اس نہال حدیقہ
صاحبقرانی کی پیدا ہوئی اور تصویر جادو کو دیکھ کر شاہزادہ گھوڑے سے اتر آئے ان ملکہ نے
گھوڑا لیجا کر ایک جگہ بندھوا دیا عمرو بھی ساتھ ہی بدیع الزمان جب قریب دروازۂ باغ کے
آیا تصویر جادو کو نرگس آسا چشم براہ انتظار پایا اسوقت عجب تجمل و شان سے ملکہ آنچل
پلو کا دوپٹا اوڑھے پائجامہ لوٹے دار اطلس کا پہنے زر و زیور سے آراستہ تھی نظم

بت میں اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا | وہ تجلی تھی کہ موسی کی بھی اڑ جائیں ہوش
غرق دریائے جواہر میں قدم تا فرق | زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر میں داغ | خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش

حلقۂ چشم سیہ یا و شبستانۂ ناز | مردمک آنکھ میں یا بچۂ بادہ فروش
کان کی بجلیوں میں تابش برق سطور | اختر بخت صبیحان تھا کہ نجم در گوش
روی تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح | میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو بردوش
حور آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال | نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم | سب بانداز گئے جلوہ نگہ رو پوش
جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے | نازکی کا یہ اشارہ تھا کہ بس خاموش

بس وہ نازنین خواصوں کو کاندھے پر ہاتھ رکھے آگے بڑھی اور مسکرا کر بدیع الزمان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا اور بہت عرض کیا کہ اے شہزادہ کامگار آپنے اس کنیز بے تمیز کو سرفراز کیا یہی فخر و افتخار میرا کہ آپ تشریف لائے قطعہ

اے آمدنت اگر خبر داشتمے | در رہگذرت گل و سمن کاشتمے
نگذاشتمی کہ پا بخاک نہے | خاک قدمش ز دیدہ برداشتمے

شاہزادہ نے کہا اے ملکہ میرا بھی تمہاری محبت میں یہ حال ہے کہ نسبت بار از خاک کو بیت پیراہن نسبت بر تن ہے انجم زا شک حسرت صد چاک تا بہ دامن ہے اس جامع المتفرقین نے تم سے مجھے ملایا یہ باتیں کرتے ہوئے وہ گل و بلبل داخل باغ ہوئے شہزادے نے دیکھا کہ یہ گلشن نگارین رشک وہ ریاض رضوان ہے نہایت سرسبز و شاداب گلستان ہے درختوں کی سرسبزی و شادابی سنبل و خط اخضر پر طعنہ زن ہے سبزہ غیرت بخش سبزۂ گوش شاہان پری فن ہے جوش و بہار سے یہ حال ہے قطعہ

عجب نہیں جو اسی وقت ہو شجر سبز | شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار
چمن کو دیکھ کے دیکھو اگر بدن اپنا | نظر پڑیں پر طاؤس کے سے نقش و نگار
ہوا نے قوت بالیدگی یہ بخشی ہے | کہ نخل یک شبہ پہونچے ہے تا سر دیوار
ہر اک شگوفہ نے ہے اپنا عطردان کھولا | شمیم گل کا ہے دوش نسیم پر انبار
اگرچہ سرو روانہ نہیں ہے گلشن میں | پر اسکا عکس تو آب رواں پہ ہے سیار
ہے نہر میں جلی آئینہ کی خاصیت | سرو دیکھتے ہیں جوانان باغ اپنا عذار
گل و ثمر سے درختوں کو دیکھکے سرسبز | کئے ہے پنجۂ دست دعا اٹھا کے چنار
میں بے ثمر ہوں مجھے بھی ثمر عطا کیجے | الٰہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

ہر درخت اصلی کے مقابل درخت جواہر کا نقلی صناعان چابکدست نے بنا کر لگایا ہے اور اسی درخت کا عطر اسکے خوشے میں داخل کیا ہے کہ جب نسیم عنبر شمیم چلتی ہے دماغ جان معطر و معنبر کرتی ہے اسکا اصل

یہ کیفیت بہار دیکھتے ہوئے دونوں شیدا باہم بارہ دری میں آئے یہاں سب طرح کا سامان عشرت مہیا
تھا ایک طرف چوکی بچھی کشتی شراب کی اوسپر لگی تھی ایک بساط سنہری سنہری جواہر نگار ایک طرف چھپرکھٹ
مرصع پایوں کا طرحدار شیشہ آلات فرش منقش سے مکان پیراستہ کہ لطیف و دلکش آب و ہوا ایسی
مبارک منزل و فرخندہ جائے + ملکہ یہاں کی کیفیت دکھا کر لب نہر ایک بنگلہ تھا شاہزادے کو وہاں لائی
یہاں بھی سب سامان نشاط و طرب موجود تھا مسند شاہانہ بچھا تھا مثل عروس شب اول کے وہ
بنگلہ سجا تھا دونوں عاشق و معشوق لب نہر فرش سکاف پہ جلوہ گر ہوئے کشتیاں شراب کی جا بجا رکھی
ہوئیں ارباب نشاط گانے ناہید طلعت بلائی گئیں ملکہ پہلو میں اور عمرو روبرو بدیع الزمان
کے دونوں بیٹھے عمرو نے مضحکہ کرنا شروع کیا کہ ای بدیع الزمان یہ عورت دیکھو تو کیسی بد صورت
ہے کہ آنکھ میں پانی اور سر میں بال خوب رکھتی ہے تصویر یہ باتیں سنکر کھسیانی ہوئی بدیع الزمان
نے کہا ای ملکہ یہ مرد صاحب طبع ہے اگر اسکو کچھ انعام دو ابھی یہ تمہاری تعریف کرنے لگے ملکہ نے ایک
صندوقچہ پر از زر و گوہر عمرو کو دیا عمرو نے کہا ای بدیع الزمان کیوں نہو آخر بیٹی شاہزادی کی ہے
کیا تو خوش قسمت ہے کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کا لڑکا ہو کر اسکا ہم پہلو ہے بدیع الزمان نے کہا کیوں ملکہ
دیکھا اب میری مذمت اسنے شروع کی سب عمرو کی باتوں پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے جام شراب سے
بھر کر شہزادے کو دیا اور کہا ای شہریار یہ بادہ محبت ہے اسے نوش فرمایئے الا یا ایہا الساقی
ادر کاسا و ناولہا + کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا + شاہزادے نے کہا ای بلبل گلستان
خوبی تم ساحرہ ہو اور میں مسلمان ہوں مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + میرے آپکے
صحبت برآری مشکل ہے اگر سحر سے توبہ کرو تو البتہ میں شریک بزم ہوں اور تمہاری اطاعت میں
تمام بسر کروں ملکہ نے کہا ای شہریار میں سحر نہیں جانتی ہوں کس لیے کہ ابھی کم سن ہوں سیکھا نہیں
ناز و نعم میں اوقات صرف کی ہے مگر اب آپکے دین کو اختیار کرتی ہوں اور میرا تو یہ مقولہ ہے
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست + ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + الحاصل ملکہ نے اسلام
قبول کیا پھر تو دور جام دمادم اوپر تلے چلنے لگا ہر دم زبان پر یہ جاری تھا ساقیا برخیز
و در دہ جام را + خاک بر سر کن غم ایام را + رقاصوں نے مجرا کرنا شروع کیا کہ بیت مغنی چنگ عشرت
ساز کردہ + نواے خرمی آغاز کردہ + عمرو نے اسوقت مسخر کرنا آغاز کیا مقراض زنبیل سے نکالکے
دو انگلیوں میں اس طرح چھپا لی کہ ثابت نہوا اور رقاصہ کے پیچھے جا کر اسکی تنگی سے پشواز کاٹی کہ
معلوم نہوا جب رقاصہ نے ہنگام رقص گردش کی تو پیچھے سے بالکل برہنہ تھی اہل محفل نے ہنسنا شروع

گیا وہ رقاصہ گھبرائی مگر عمرو نے بجالاکی دوسری بار آگے سے بھی پشواز کاٹ لی اب آگے پیچھے سے طرف
ننگی تھی شاہزادی نے کہا ارے کمبخت ننگی ناچتی ہو اُسنے جو آگے دیکھا شرم کے مارے بیٹھ گئی سب نے قہقہہ
مارا اور بدیع الزمان نے کہا کہ یہ کام عمرو کا ہے ملکہ بہت ہنسی اور رقاصہ عمرو کو گالیاں دینے لگی
خلاصہ کلام اسی طرح شاہزادہ عالی مقام ہمراہ ملکہ گل اندام مصروف عیش و آرام تھا کہ فلک تفرقہ پرداز
وگردون شعبدہ باز کو اس صحبت پر رشک آیا کہ سے ؎ دو دل کو یکجا تھا نہیں + کسی کا اسے وصل
بھاتا نہیں + یکایک سامنے جو نہر شیر جاری تھی اُسکے پانی نے جوش کھایا اور ایک شور و غل پیدا ہوا
کہ ہر ایک گھبرایا یہ لوگ سب دیکھتے تھے کہ پانی کے اندر سے ایک دیو شکل مہیب نکلا ہاتھ میں چماق
جادو لیے تھا اور اُس دیو نے پکار کر بدیع الزمان کو للکارا کہ باش باش ای پسر حمزہ نگذارم کہ
از دست من زندہ سلامت بدر روی بدیع الزمان نے ملکہ کو اپنی پشت پر کر لیا اور آپ سینہ سپر
ہو کر للکارا اٹھا کہ او نابکار ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے اُس دیو نے چماق جادو پیچ دیکر سر شہزادے
کے لگائی شاہزادے نے سپر اُسکی خالی دی اور ایک ہاتھ تیغ کا مارا کہ وہ دیو دو ٹکڑے ہوا
لیکن جب وہ ٹکڑے ہو کر وہ زمین پر گرا وہ دونوں ٹکڑے اُسکے جسم کے تڑپکر اُسی نہر میں جا گرے
اور ایک ساعت کے بعد وہی دیو پھر زندہ ہو کے نکلا اور بدیع الزمان پر حملہ آور ہوا بدیع الزمان
نے اُسکے حملے کو رد کر کے پھر تلوار سے دو ٹکڑے کیا پھر وہ تڑپکر دونوں ٹکڑے نہر میں گرے اور دیو
زندہ ہو کر باہر آیا اور اُسنے بدیع الزمان کا مقابلہ کیا جب یہ ہنگامہ ملکہ کی وزیرزادی نیرنگ جادو
نے دیکھا ملکہ تصویر جادو سے کہا واری جاؤں یہ دیو سات بار اسی طرح سے نکلیگا او قتل ہوگا اور
آٹھویں مرتبہ جو زندہ ہو کر نکلیگا پھر قتل نہ ہوسکیگا اور شہزادے کے دشمنوں کو پکڑ لیگا ملکہ نے کہا اے
نیرنگ تجھے اسکے قتل ہونیکی تدبیر معلوم ہو تو بتلا دے نیرنگ جادو نے کہا میں اتنا جانتی ہوں
کہ اس دیو کو شرارہ جادو نے آپکی حفاظت کے لیے یہاں تعین کیا تھا اور اُسکے مرنے کے لیے
ایک کمان اور تین تیر سحر سے بنا کر اسی باغ کی ایک کوٹھری میں رکھدیے تھے پس اگر اُس کمان
میں وہی تیر پیوستہ کر کے کوئی اسپر لگائے اگر وہ تیر اسپر لگیگا یہ مارا جائیگا اور اگر ایک تیر نہ لگے
دوسرا لگائے دوسرا نہ پڑے تیسرا لگائے کہ یہ ہلاک ہو اور اگر تینوں تیر خالی جائینگے تو پھر کسی
طرح مارا نہ جائیگا یہ باتیں سنکر ملکہ نے کہا وہ کوٹھری کہاں ہے نیرنگ جادو نے کہا شرارہ نے
اُس کوٹھری کو سحر کر کے نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا مگر اب شرارہ جادو مرگئی ہے اُسکا سحر بھی
دفع ہو گیا ہوگا یقین ہے کہ وہ کوٹھری دکھلائی دے حضور اندر باغ دوڑ کے میرے ساتھ چلیے کہ

مین تلاش کرون تصویر جادو ہمراہ نیرنگ جادو کے بارہ دری مین آئی دیکھا تو حقیقت مین وہ
کوٹھری جسکو کبھی نہ دیکھا تھا یہان موجود ہے خوش ہو کر اسکو کھولا اور اندر جا کر دیکھا تو ایک کمان
اور تین تیر رکھے ہین اُس کمان اور تیرون کو ملکہ لیکر دوڑی یہان بدیع الزمان پانچوین بار ہے کہ
اُس دیو سے مقابل ہو کر اُسے قتل کر چکا تھا اور ٹکڑے اُسکے بدن کے نہر مین گرے تھے ابھی ہنوز
زندہ ہو کر نہر سے باہر نہ نکلا تھا کہ تصویر جادو نے وہ کمان اور تیر لاکر دیے اور کہا اب جو وہ دیو
نکلے تو ان تیرون سے اُسے قتل کیجیے بدیع الزمان تیر بھر کمان مین پیوستہ کر کے منتظر نکلنے اُس دیو
کا ہوا کہ پھر وہ دیو حوض سے باہر آیا اور شاہزادے کی طرف لپکا بدیع الزمان نے تیر اُسکے سینہ
کو تاک کر مارا بقدرت قادر بیچون پہلا ہی تیر ہدف مراد پر بیٹھا اور راہ اُسکے تو وہ پشت سے پار گذرا
کہ دیو چکر کھا کر زمین پر گرا اور جہان تیر جسم پر لگا تھا وہان سے ایک شعلہ آتش نکلا کہ اُسکے سارے
بدن کو جلا کر راکھ کر دیا ایک شور و غوغا برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی محافظ جادو وا
اُسوقت بدیع الزمان نے سجدہ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کیا اور ملکہ کو تسکین و دلاسا
دیا مگر عمرو نے جسوقت سے کہ وہ دیو نکلا تھا گلیم عیاری کو اوڑھ لیا تھا اور اپنے تئین پوشیدہ
کیا تھا کہا ای عمرو بدیع الزمان جلتے اور ملکہ جانتے یہ کمبخت آپ سے آکر اس بلا مین گرفتار ہوا
ورنہ مین چھوڑ کر اسی تک لشکر مین بھی پہونچا دیتا اب جا کر حمزہ سے کہہ دیتا کہ لونڈا تیرا خراب ہو گیا
اور سب حال بیان کرتا غرض جب وہ دیو مارا گیا عمرو نے اپنے تئین ظاہر کیا اور کہا او ناشدنی
خبردار اب یہان نہ ٹھہرنا جلدی چل ورنہ کوئی اور آفت آیا چاہتی ہے بدیع الزمان نے کہا
او تصویر جادو اب مین رخصت ہوتا ہون تصویر جادو نے کہا مین بھی آپکے ساتھ چلتی
ہون یہان رہکر کیا کرونگی یہ سب خبرین جب افراسیاب کو آپ کے حالات کی پہونچینگی تو مین
مار ڈالی جاؤنگی اُسوقت بدیع الزمان نے خواصون سے اپنا گھوڑا منگایا اور اُسپر ملکہ کو
بھی سوار کیا اور خود بھی سوار ہوا اور خواصون سے کہا تم ملازم ہوتے کوئی فراہم نہ ہوگا بعد ہمارے
چلے جانے کے تمہارا جدھر جی چاہے چلی جانا یا ہمارے لشکر مین کوہ عقیق کنار اسلیمانی
کی طرف آنا یہ کہکر مع عمرو باغ سے نکلکر لشکر اسلام کی طرف کا راستہ لیا اب ذرا احوال
افراسیاب سنیے کہ باغ سیب مین منتظر بیٹھا تھا کہ سر عمرو کا شہزادہ جادو کے پاس
سے آتا ہوگا کہ یکایک بگولے لاش کو شہزادہ کی چکر دیتے ہوے باغ سیب مین لائے اور
پریون نے اسکے صدا دی کہ ای شہنشاہ ساحران شہزادہ مارا گیا افراسیاب یہ سنتے ہی جا

غضبناک ہوا اور کتاب سامری کو اُٹھا کر دیکھا کہ شہزادہ کا قاتل اب کہاں ہے اور بدیع الزمان
جو قید میں شہزادہ کے تھا چھوٹ کر کدھر گیا اُس کتاب میں معلوم ہوا کہ عمرو نے شہزادہ کو مارا
اور بدیع الزمان اور عمرو دونوں باغ میں تصویر کے پہونچے اور بدیع الزمان نے محافظ
جادوگر کو مارا اب مع تصویر کے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہے بس یہ معلوم کرکے افراسیاب نے
کچھ سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا کہ اُسکے منھ اور ناک کان سے شعلہ
آگ کے نکلتے تھے گھونگرون کے تمام جسم میں لگے تھے بت کہنی سے شانے تک بندھے تھے اُسنے
افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے کہا اے اژدر جلد جا بدیع الزمان اور تصویر
جادو دونوں مع عمرو کے لشکر اسلام کی طرف جاتے ہیں انھیں گرفتار کرکے زندان طلسم میں
بھیجا کر مقید کر اور عمرو کو نہ گرفتار کرنا کہ وہ جا کر حمزہ کو اس حال کی خبر دیگا اور حمزہ ڈر کے ادھر
آنے کا ارادہ نہ کریگا بموجب حکم افراسیاب اسی وقت اژدر چلا یہان بدیع الزمان کی
کوس باغ سے تصویر جادو کے دو نکل آئے تھے کہ ایکبار پہاڑی کے اندر سے ایک اژدہے
نے سر نکالا اور بدیع الزمان کا سد راہ ہوا عمرو نے تو فوراً گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا مگر
بدیع الزمان گھوڑا بڑھا کر اُسکے سامنے آئے اور تیر کمان میں جوڑ کر اژدہے پر لگایا وہ تیر جب
قریب اژدہے کے پہونچا اُسنے قلہ آتش منھ سے چھوڑا کہ تیر جل گیا اسی طرح بہت سے تیر لگائے
سب تیر جل گئے اور اژدہے نے اپنا دم اوپر کو کھینچا بدیع الزمان اور تصویر جادو مع
گھوڑے کے کھنچکر اُسکے منھ کی طرف چلے ہر چند انھون نے لنگر مارا مگر کچھ نہوا آخر اوس نے
بدیع الزمان اور تصویر کو نگل لیا عمرو نے اُسوقت تیر فلاخن میں رکھکر مارے وہ تیر
سب خالی گئے اور اژدر نے پکار کر صدا دی کہ اے عمرو جا کر حمزہ سے یہ ماجرا کہدینا کہ یہ طلسم
طلسم ہوش ربا ہے خبردار یہان کوئی آنیکا قصد نہ کرے اب بدیع الزمان کا رہا ہونا
دشوار ہے حمزہ ہو اس فرزند سے اپنے صبر کرے کیونکہ جو یہان اِسکے چھڑانے کو آئیگا گرفتار
بلا ہوگا اور مارا جائیگا تجھے گرفتار کرنے کا حکم نہ تھا ورنہ اے عمرو تیرا بھی بچکر جانا نہ ہوتا یہ کہکر
وہ اژدر نظر سے غائب ہو گیا اور عمرو گریان و نالان گریبان چاک سر پر خاک اُڑاتا لشکر
امیر کی طرف چلا اور بعد قطع منازل لشکر میں داخل ہوا بارگاہ میں صاحبقران تشریف
فرما تھے کہ عمرو نے آکر سلام کیا اور کرسی پر بہ پیچ و شکن ہو صاحبقران اور بادشاہ لشکر اور
سب سردارون نے پوچھا کہ خواجہ مزاج تو تمہارا اچھا ہے عمرو نے بیداد اے دغا دنیا بادشاہا

گئے بیان بدیع الزمان اور تصویر کا خدمت امیر مین عرض کیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا
الحمد للہ شکر ہے خداوند عالم کا کہ فرزند میرا زندہ ہے اب تدبیر فتح طلسم کرنا چاہیے مگر سلیمان عنبرین موی
کو بھی سے فی الحال مقابلہ درپیش ہے جو انتظام جنگ کرون تو فتاحی طلسم کے لیے کسی کو بھیجون
یہ فرما کر امیر تدبیر جنگ مین مشغول ہوتے ہین لیکن اب حال سلیمان عنبرین موی مصنف
کہ اسنے لقا کو اپنے یہان اتارا ہے اور لشکر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنیکا وعدہ کیا ہے کہین لڑنگا

داستان نامہ لکھنا سلیمان عنبرین مو کا افراسیاب جادو بادشاہ طلسم کو واسطے کمک کرنے لقا کے اور آنا افراسیاب کی طرف سے اجلال جادو کا مع چالیس ہزار ساحرون کے واسطے مقابلے صاحبقران کے اور عیاری کرکے پکڑ لینا اجلال جادو کو عمرو کا + لمؤلفہ

دو اک جام سے ساقی تشنہ کو — مدد کر ذرا بادہ خوارون کی تو
کہان تک پئین خون دل بادہ خوار — مئے ارغوانی کی دکھلا بہار
وہ جادو بھری آنکھ دکھلا ذرا — کہ ہے معرکہ ساحرون سے پڑا
کسی کا فسون جسپہ کیا چل سکے — کہ ہین تیری آنکھین ہون دیکھے ہوئے
پلا مجھکو وہ جام افسون گری — مرے دم سے شیشے مین آجائے پری
سخن سنج و غواص دریائے ہوش — ہین پر سخت گوہر بدامان گوش

جادو طرازان و فن فصاحت و نقشیان بدائع نگار رویداد گدہ بلاغت سحر سازی خامہ ساحری گستری
سے نیرنگی تحریر حکایت یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر ظفر اثر صاحبقران متعاقب زمرد شاہ
بے ایمان داخل کوہ عقیق ہوا سلیمان نے کثرت فوج اور حشم و خدم امیر کا دیکھ کر اپنے دل سے
خیال کیا کہ مین مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے نہ کرسکونگا بہتر ہے کہ اپنے اطراف و جوانب مین اپنے ملک
کے بادشاہون کو نامے تحریر کیے اور یہ مضمون اُس مین مندرج کیا کہ خداوند لقا ہاتھ سے حمزہ
صاحبقران کے شکست کھا کر میرے ملک مین تشریف لائے ہین بنا بر اُسکے کہ وہ تم سب کے
خدا ہین کچھ میرا پاس نہ کرو بلکہ اپنے خداوند کی اگر مدد کرو اور اُنکے مخالفون کو قتل کرو اور خداوند
کو اُنکے ملک باختر مین لیجا کر پھر تخت خدائی پہ بٹھا دو اور اگر اس امر مرقومہ کی نسبت غفلت
کروگے خداوند تم سب سے ناراض ہوکر اپنے قدرت غضب سے تمھین غارت کردینگے اور یہ خداوند

کی رحم دلی ہو کہ آپکے بندے انھین عاجز کر رہے ہین اور خداوند انکو ہلاک نہین کرتے ہین بلکہ
فرماتے ہین کہ وہ بندے مین نے عالم خواب مین اسوقت مین کہ جب مین مست نشہ شراب تھا پیدا
کیے ہین اسی وجہ سے کہ ہنگام مستی مین غافل تھا قلم تقدیر میرا اُن بندون کو سرکش اور مغرور لکھ گیا
اور اب وہ تحریر مٹ نہین سکتی یہی باعث ہے کہ خداوند ان بندون کو غارت کرنے سے مجبور ہین
اور ایسے اُنسے خفا ہین کہ وہ بندے توبہ قبول کرانے کے لیے زبردستی کرتے ہین مگر خداوند توبہ
بھی اُنکی قبول نہین فرماتے بلکہ بھاگتے پھرتے ہین اور وہ لوگ کہتے ہین کہ آخر توبہ تو ہماری
قبول نہین ہوگی اب خداوند سے سرکشی جہان تک ہو سکے کرینگے فی الجملہ مناسب ہے کہ جلد آکر
شرفیاب خداوند ہو غرض یہ لکھکر سب کوہستان کی سرحد کے بادشاہون کو بھیجا کہ نام ان بادشاہون
کے ہر وقت انکے آنے کے مدد کرنے کو یہان ہونگے منجملہ انکے ایک عرضی سلیمان نے افراسیاب
مالک طلسم کو بھی لکھی اور اُسکے ملک کی سرحد پر ایک پہاڑ ہے کہ وہین سے طلسم شروع ہے اور اس
کوہ پر ایک نقارہ اور چوب رکھی ہے جو کچھ سلیمان کو نامہ و پیام کرنا منظور ہوتا ہے اُس کوہ پہ
لیجا کر رکھ دیتا ہے اور نقارہ بجا دیتا ہے وہ نقارہ سحر کا ہے اسکی آواز افراسیاب کے کان تک
پہنچتی ہے وہ پنجہ سحر کا بھیجکر نامہ منگا لیتا ہے الحاصل جب عرضی سلیمان نے لکھی اور پہاڑ پر
لیجا کر رکھی اور نقارہ بجایا افراسیاب نے پنجہ کو بھیجکر عرضی منگا کر پڑھی اور جواب لکھا کہ
زہے فخر میرا کہ مین خداوند کی مدد کرون معلوم ہوا کہ خداوند کو اپنے بندون کی عزت افزائی منظور
ہے اسیوجہ سے خود اپنے بندگان مخالف کو غارت نہین کرتے بلکہ چاہتے ہین کہ کوئی بندہ میرا انھین
برباد کرے اور اُس بندے کو خداوند اس کام کے سرفراز کرین پس جو خداوند کی مشیت
مین گذرا ہے بہت مناسب ہے کیا حقیقت ہے حمزہ کی اور اُسکے لشکر کی مین ایک ساحر زبردست
مع چالیس ہزار فوج ساحران کے روانہ خدمت خداوند کرتا ہون وہ پہونچکر کل لشکر حمزہ کو
ایک آن مین تباہ و برباد کر دیگا یہ جواب عرضی لکھکر اُسی کوہ پر پنجے سے پھنکوا دیا سلیمان کا
ایک ملازم منتظر جواب ٹھہرا ہوا تھا اُس نامے کو لیکر سلیمان کے پاس آیا یہ اُسے پڑھکر بہت خوش
ہوا اور تیاری حرب و ضرب کی شروع کی لیکن افراسیاب نے بعد جواب بھیجنے عرضی کے پنجہ
سحر پڑھکر دستک دی اُسوقت ایک لکہ ابر بر روی ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اُتر آیا اُسپر ایک ساحر
کہ نام اُسکا اجلال جادو ہے سوار تھا اُسنے اُتر کر افراسیاب کو تسلیم کی اور کہا سرکار نے
مجھے کیون یاد فرمایا افراسیاب نے کہا خداوند لقا تعالیٰ کو [illegible]

لائے ہین اور انکو کچھ بندگان منصوب درگاہ خداوندی نے ستایا ہے اُن بندون کو تو جاکر ہلاک کر کے
خداوند کو اُنکے شر سے بچا اجلال جادو نے عرض کیا بہت اچھا اور اُسی ابر پر سوار ہو کر اپنی جگہ
پر آیا چالیس ہزار ساحر کی جمعیت اپنے پاس رکھتا ہے اور طلسم کے متعلق جو ساٹھ ہزار ملک ہین اُنمین سے
ایک ملک کا یہ بھی بادشاہ ہے غرض اس چالیس ہزار فوج کو اُسنے حکم تیاری کا دیا اور خود بھی سامان
سفر اور رزم درست کرکے ایک اژدہے پر سوار ہوا پھر تو سب ساحر سحر کے جانورون پر کہ جو کاغذ کے اور
آرد ماش کے بزور سحر بنائے ہین مثل بطا اور بقر قرے اور ہنس اور طاؤس اور اژدر وغیرہ پر سوار ہو کے
ترسول اور پنسول ہاتھ مین لیے منقلہاے آتشین پر ہجوم کرتے گوگل سلگاتے گلون مین جھولیان
بادیے کی ڈالے کہ اُن جھولیون مین اسباب سحر کا رہتا ہے لیکر بڑے کروفر سے طرف کوہ عقیق
کے چلے یہان زمرد شاہ اور سلیمان دار العمارۂ شاہی مین بیٹھے تھے کہ یکایک ابر تیرہ و تار
اٹھا اور آندھی بڑے زور شور سے آئی برف باری اور سنگباری ہونے لگی سلیمان کہ پہاڑ کا خود والی
ہے سمجھ گیا کہ کوئی ساحر آتا ہے فوراً مع امراے نامدار استقبال کے لیے چلا اور در قلعہ پر جب پہونچا
اجلال جادو کو چالیس ہزار ساحرون سے آتے دیکھا کہ سب ساحر دھوتیان چھری باندھے
دونے مرچھ کے پتے آگ اور دھتورے کے پھل کمر مین سکے سحر آزمایان کرتے آتے ہین سلیمان
استقبال کرکے اُن سب کو لیے ہوے داخل قلعہ ہوا لقا تخت پر بیٹھا تھا اجلال اور اسکے ہمراہیون
نے سجدہ کیا اور نذر دی دنگل تخت کے داہنی طرف بچھا تھا وہان بیٹھا سلیمان نے اسکے لشکر کو
ایک مقام عمدہ مین اُتارا اور ایک باغ ایوان شاہی کے متصل خالی کرکے اجلال کی دعوت
کا سامان وہان موجود کیا وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوا ساقیان خوش ادا و مغنیان
زہرہ لقا و لولیان قمر چہرہ و رامشگران ہنرور حاضر ہوے دربار لقا نے برخاست کر کے مع اجلال
اُسی باغ مین آکر صحبت عیش کو برپا کیا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے صاحبقران
خدمت مین عرض کین امیر واسطے رہائی بدیع الزمان کے تدبیر فتح طلسم مین تھے اس خبر کو
سنکر فرمایا کہ خداوند وحدہ لاشریک ہمارا نگہبان ہے عمرو بارگاہ مین حاضر تھا کہنے لگا امیر مین
جب سے یہان آیا ہون قلعہ کوہ عقیق کے اندر نہین گیا فی الحال جی چاہتا ہے کہ جاکر قلعہ کی سیر
کرون اور اجلال کی دعوت کا تماشا دیکھون امیر نے فرمایا کہ اے عمرو وہ سب ساحر ہین
ایسا نہو کوئی تمھین پہچان لے اور گرفتار کرے عمرو نے کہا ہرچہ بادا باد مین قلعہ مین جاتا ہون قلعہ
مین جاکر دو چار کو بیلون کا روندا گار کرونگا امیر نے فرمایا تو بسم اللہ تمھین تجارت کرنے کو یہی جگہ

کون سو کتا ہے غرض جانبے عمرو جامہ ہای عیاری سے آراستہ ہو کر طرف قلعہ کو تحقیق کے روانہ ہوا جب قریب دروازے کے پہونچا یہان کچھ افسران فوج سلیمان کی طرف سے حفاظت کو مقرر ہین انکو دیکھ کر عمرو ایک ساحر کی قطع بنا جھولی گلے مین ڈالی دھوتی پتھری باندھی بت کہنی سے شانے تک باندھا گھونگرو ان پانون مین پہنکر قریب دروازے کے آیا جب عمرو کو دیکھا معلوم کیا کوئی ساحر ہمراہیان اجلال جادو سے ہے سمجھ کر مزاحم نہوئے عمرو نے اندر شہر کے آکر دیکھا کہ شہر کٹورا کھنک رہا ہے گرم بازاری ہے طرف ہر کسی دوکانون کے برابر دونون طرف بیچ مین پختہ پتھر کی سڑک درخت مولسری کا سایہ دار کنارے سڑک کے لگے ہین خریدار بیوپاری سپاہ ہر قسم کے لوگ خوش حال دلشاد ہر طرف لین دینا کرتے پھرتے ہین ستھرون کے کٹورون کی جھنکار دلالون کی بول چال بہت دھوم دھام خلقت کا اژدحام عمارتین سنگ اور پختہ تعمیر کرے نفیس وخوش قطع دلپذیر عمرو سیر کنان قریب بارگاہ شاہی کے پہونچا یہان سے اہل عملہ کو اس باغ کیطرف کہ جہان سامان دعوت اجلال ہو رہا جاتے دیکھا عمرو بھی انھین کے ساتھ ساتھ اس باغ مین آیا یہان بڑا سامان اور تجمل شاہانہ دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز شاداب آبیاری رحمت خلبند حقیقی سے سیراب ہو طائران خوش الحان ہر سر گلشن گلہای رنگارنگ سے پھولا پھلا

قطعہ

روضۂ ما نہرہا سلسال ‎ ‎ دوحۂ سجع طیرہا موزون

این پر از لالہ ہای رنگارنگ ‎ ‎ وین پر از میوہ ہای گوناگون

باد در سایۂ درختانش ‎ ‎ گسترانیدہ فرش بوقلمون

صحن باغ لب نہر سرو چراغان رشک وداغ سمو خاطر عاشقان ہو فرش مکلف بچھا ہو اجلال مسند پر بیٹھا ہے سامنے ناچ ہو رہا ہے سلیمان خاطر داری مین مصروف ہے عجیب طرح کا سامان بندھا ہے جام شراب چل رہا ہے قطعہ

روش باغ تھی با خطر رہ کاہکشان ‎ ‎ جا کے جو دیکھے ملا محل کا حجرۂ رضوان

خوشہ تاک یہ تھا خوشہ پروین کا گمان ‎ ‎ تھا مکان نور محل باغ تھا گر نور فشان

تھا مثمر سے شیش محل نور کا کاشانہ تھا

یا پریون کے جمگھٹ سے پریخانہ تھا

سنتے مردنگ تو کر دیتی ہو جاتے نہال ‎ ‎ دلربا طبلہ نواز پریون کا عجیب دیپ دور رنگ

اور تانون سے ملا تک یہ ہوا عرصہ تنگ ‎ ‎ دل کہا راگ کی تاثیر سے پانی تھا سنگ

خیال وہ گائے کہ جو خیال مین آئین نہ کبھی ‎ ‎ داد دے داد دے گر سنتے تو کرتے بھی

خلاصہ کلام عمرو یہ تماشا دیکھتا ہوا اجلال جادو کی پشت جا کر کھڑا ہو ساحر کی صورت بنا ہوا ہو اجلال
جہان بیٹھا ہو اُسکے سامنے ایک مکان معلوم ہوتا ہو اور اُس مکان کے دروازے پر پردہ پڑا ہو وہ پردہ بار بار
اُٹھا کر ایک زن حسینہ وجمیلہ اجلال کو دیکھتی ہو اور یہ بھی اُسیطرف نگران ہو اہل محفل تو ناچ دیکھ رہے
ہین کوئی اجلال کے ادھر دیکھنے کا خیال بھی نہین رکھتا ہو عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا معلوم کیا کہ یہ
باغ شاید محلات شاہ سلیمان سے ملا ہوا ہو اور عورتین بھی محلات کی در و بام سے ناچ دیکھ رہی ہین
اور جسطرف کہ اجلال دیکھ رہا ہو اور وہ عورت جھانکتی ہین یہ بھی سلیمان کی کوئی زوجہ یا دختر
ہو پس عمرو یہ خیال کرکے اُسی پردہ کی جانب آیا اور ٹھہرا رہا کہ ایک کہاری وہان سے کسی کام کو باہر نکلی
عمرو نے اُس سے کہا ہماری بی بی بادشاہ کی بی بی پاس بلاتا ہو ذرا انھین بلا دو کہاری نے کہا اِس
پردے مین شاہزادی نسرین عنبرین مو دختر بادشاہ ناچ دیکھنے آئی ہین اور بی بی بادشاہ کی
علحدہ دوسرے کمرے مین ہین وہان مین نہین جا سکتی تم وہ جو سامنے داہنی طرف کو کمرہ بنا ہو
وہان جا کر اپنی زوجہ کو دریافت کرو عمرو نے کہا اچھا اور وہان سے علحدہ ہوا اور سمجھ گیا کہ اِس
پردہ مین دختر شاہ ہو کہ جسکو اجلال دیکھتا ہو غرض کچھ عیاری تجویز کرکے عمرو گوشہ باغ مین گیا
اور ایک مرد پیر کی صورت بنا شملہ نما پگڑی سر پر باندھی چپکن کمر پائی ہوئی پہنی پٹکا کمر مین لگایا
عصا سونے اور چاندی کا گنگا جمنی ہاتھ مین لیا اور داڑھی سینہ تک سفید درست کرکے قریب اُس
پردے کے آیا اور کونا پردے کا اپنی پشت کے نیچے لیکر دیوار سے تکیہ کرکے کھڑا ہوا یہان نسرین نے
جو پردہ اُٹھایا کونا اُسکا دبا پایا چاہا کہے پردے کو چھوڑ دو مگر عمرو نے کہا اب ہو شہزادی بادشاہ سے
کہدون کہ یہان جو عورتین ہین وہ اجلال جادو سے اشارے کرتی ہین ملکہ یہ سنکر دم بخود ہو گئی
کہ معلوم ہوتا ہو اِس مرد پیر نے مجھے اشارے کرتے دیکھ لیا ایسا نہو کہ میرے باپ سے کہدے پیچھے کو
جھانکنا موقوف کیا اور ادھر اجلال نے جب دیکھا کہ جہان سے وہ نازنین جھانکتی تھی اب اُس جگہ
ایک چوبدار بوڑھا کھڑا ہو اُسکا دل بیقرار ہوا اور چاہا چوبدار کو ہٹوا دے مگر کچھ بس نہ چلا کیونکہ سمجھا اگر
سلیمان سنے گا تو آزردہ ہوگا کہ زنانی ڈیوڑھی سے کیا کام تھا جو چوبدار کو ہٹا دیا غرض یہ خیال
کرکے خاموش ہو رہا مگر دل تو بیقرار تھا دمبدم عمرو کو دیکھتا تھا عمرو نے اجلال کے دیکھنے پر
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اگر اُٹھکر چلو تو مین تمسے کچھ کہون اجلال یہ سمجھا کہ چوبدار اُس نازنین کا
جو چھپ نظارہ بازی کرتی تھی محرم راز ہو اور اُسی کا کچھ پیام دیگا یہ سمجھ کر مسند پر سے اُٹھا سلیمان
سمجھا کہ رفع احتیاج کو جائیگا لیکن اجلال نے کسی ملازم تک کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا اور الگ آکر

عمرو کو اشارے سے بلایا عمرو پاس آیا اجلال چمنستان مین باغ کے لیجا کر عمرو سے کہنے لگا کہ بیان
کرو ہے فرمائیے آپ نے مجھے کیون اشارے سے طلب کیا ہے عمرو نے دعا دینا شروع کی اور کہا اے
بادشاہ عالی وقار یہ غلام دادا ملکہ نسرین عنبرین مو کا ہے اور ملکہ کو مین نے گودیون مین پالا ہے
اور اب ملکہ مجھسے کوئی امر پوشیدہ نہین کرتی ہین اور ملکہ آپ پر فریفتہ ہوئی ہین اور کہلا بھیجا ہے کہ
اگر آپ میرے عاشق ہین تو ایک مکان میرے باپ سے کہکر آپ خالی کرائیے اور وہان آپ ہون
اور دو ساحر جو بڑے معتبر اور آپ کے خیرخواہ ہون بس وہ ہون اور کوئی نہو بس اُن ساحرون کو
کہیے کہ بزور سحر اُڑتے ہوے آئین اور مین کوٹھے پر اُسی مکان کے سوتی ہونگی میرا پلنگ اٹھا لیجائین
رات بھر مین تمھارے پاس رہون اور صبح ہوتے پھر میرا پلنگ اُسی جگہ پہونچا دین تو مین نے آپکو
یہی باتین کہنے کو بلایا تھا اب فرمائیے کہ کب ملکہ کو بلوائیے گا مین ملکہ سے بیان کرون کہ اُسدن
وہ کوٹھے پر سوئین اجلال جادو یہ پیام سنکر ایسا خوش ہوا کہ گلے سے اپنے مالا موتیون کا
اُتار کر عمرو کو دیا اور کہا مین تجھے مالامال کر دونگا تو ملکہ سے کہدینا کہ میرا ابھی تمھاری فرقت
مین حال غیر ہے مین آج مکان خالی کرا لونگا اور کل ملکہ کوٹھے پر آرام کرین مین بلوا لونگا یہ وعدہ
جب ہو چکا عمرو نے کہا اچھا جائیے اور مکان خالی کرانے کی تدبیر کیجیے اجلال وہان سے نہایت
مسرور ہوکر پھرا اور محفل مین آکر ناچ دیکھنے لگا لیکن عمرو وہان سے پھر کر اُسی پری وش کے پاس آیا
اور گلیم عیاری اوڑھکر اندر پردے کے گیا وہان دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین یعنی ملکہ نسرین
عنبرین مو مع اپنی چند خواصون کے کرسی پر بیٹھی ناچ دیکھتی ہے عمرو نے یہ دیکھکر گلیم سے اپنے
سر اور دونون ہاتھ اور دونون پانون کو کھول دیا اب سارا جسم تو دکھائی نہین دیتا فقط سر
اور دست و پا ظاہر ہین اس طرح سے ملکہ کے سامنے آیا اور کہا مین بے دہر کا شہید ہون تمکو
کھا لونگا ملکہ اور خواصون نے جو یہ صدا سنی اور دیکھا کہ ایک سر اور ہاتھ پانون کٹے ہوے چلے
آتے ہین مارے ڈر کے اوندھے منھ زمین پر گرپڑین عمرو نے غبار بیہوشی سبکے منھ پر مل دیا کہ سب
بیہوش ہوئین اور جلدی اندر اور باہر سب طرف کے دروازے اُس کمرے کے بند کرکے اُسجگہ بیٹھکر
ملکہ کی صورت دیکھ دیکھ کے ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور ملکہ کے کپڑے اُتار کر آپ پہنے اور ملکہ
کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا جب اس طرح سے عمرو درست ہو چکا اُس وقت خواصون کو فتیلہ دفع
بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آئین ملکہ کو دیکھا کہ فتیلہ سونگھا رہی ہے غرض جب
خوب حواس درست ہو گئے کہنے لگین کہ اے ملکہ عالم واسطے خداوند لقا کا جلد یہان سے تشریف لے چلیے

ورنہ وہ بلا کہان جائیگی عمرو کہ جو ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ دیوانیو تم سب سے تو مین ہی مضبوط
ہون کہ تم سب بیہوش ہوگئین اور مین ہوشیار رہی سب نے کہا واری جائیے تمھین ہی ہو مگر ہم آپکو
یہان نہ ٹھہرنے دینگے غرض وہ سب عمرو کو ملکہ کے شبہہ سے اُسطرف کا دروازہ کھولکر اندر ایوان شاہی کو لائین عمرو
نے دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ ہے جا بجا کرسی اور نشستگاہ نشیمن بتصویر مین بارہ دری ہے سراسر خوبی سے بھری پردہ رنگ
برنگ کی ہر دالان کی سیری پڑی اور ہران مین اسباب شاہانہ ہر جگہ مہیا خوش قطع چلمنین دیوار گیریان ہین لمؤلفہ

	قصر ایسے اُس جگہ تعمیر تھے		چرخ جن پر ہیچ کرتا تھا نثار	
	خم ہون ابروے حسینان جہان		اس طرح کے طاق تھے محراب دار	

خلاصہ کلام عمرو نے وہان آکر حکم کیا کہ پلنگ سہرا آراستہ کردو اور مسند زر بچھاؤ کنیزین جہان نسرین
رہتی تھی اُس مقام کو آراستہ کرنے لگین عمرو پہچان گیا کہ ملکہ جسکی تم صورت بنے ہو اُسکی یہ خوابگاہ
ہے بس اسیجگہ جاکر بآرام تمام مقیم ہوا کہ کل رات کو حسب وعدہ اجلال بالاے بام جاکر آرام کرونگا
اب یہ تو یہان ٹھہرتے ہین لیکن حال ذرا اجلال جادو کا سنو کہ جب یہ وعدہ کرکے چوبدارے
محفل مین آیا سلیمان سے اسنے کہا کہ مین حمزہ سے لڑنے کے لیے سحر اپنا جگاؤنگا مجھے ایک مکان
کنارے شہر کے آبادی سے الگ خالی کرادیجیے سلیمان نے کہا بہت اچھا اور اسی وقت حکم دیا کہ ایک
خانہ باغ باغہاے شاہی سے خالی کرکے آراستہ کیا جاے ملازمان شاہی حکم پاتے ہی سرگرم انتظام
ہوے اور ایک خانہ باغ کنارے شہر کے خالی کرایا اور اسباب بادشاہ کے یہان سے عیش و آرام
کا وہان جانے لگا اتفاقاً بیٹا عمرو کا چالاک بن عمرو واسطے سیر کرنے اُس قلعہ کے صورت
بدلکے آیا تھا کسلیے کہ جب عمرو امیر سے واسطے سیر کرنے اُس قلعہ کے رخصت ہوا تھا تو
چالاک بھی عمرو کے پیچھے چلا کہ مبادا اگر والد کہین گرفتار ہو جائین تو مین عیاری کرکے رہا
کرون باین خیال یہان آکر سیر کر رہا تھا کہ ملازمان سلیمان واسطے اسباب لیجانے کے اُس باغ
مین جو اجلال کے لیے خالی ہوا تھا مزدور ڈھونڈتے تھے چالاک ایک مزدور کی شکل بنکر
حاضر ہوا دیکھا کہ تکیے باسلک مروارید قناتین چھت پردے چلمنین اور دیگر ضروریات کی چیزین
مزدورون کے سر پر اور چھکڑون پر بار کرکے بھیجی جاتی ہین چالاک کو بھی ایک شتر بھی دی کہ
اسے پہنچا دے یہ اُسے لیے ہوے اُسی خانہ باغ مین آیا اور ڈوری ملازمون کے حوالے کرکے
اُسنے کہا کہ اور بھی کوئی کام ہو تو مجھے بتلاؤ کہ پوری مزدوری میری ہو جائے اُنھون نے کہا
ٹھہرا رہ اور آپ جاکر اجلال سے عرض کیا کہ مکان علحدہ حسب الارشاد حاضر ہے جہان ارشاد

لیجیے وہان پلنگ حضور کا آراستہ کیا جاے اجلال نے کہا کوٹھے پر ملازمون نے آکر خبر دی فرزدون
کو مع جالاک کے حکم دیا کہ فرش پلنگ نگیرہ وغیرہ کوٹھے پر لے چلو جالاک فرزدون کے ہمراہ
بالاے بام اسباب لانے لگا اب کوٹھے پر فرش مکلف بچھایا نگیرہ استادہ کیا ایک جانب چھپرکھٹ
جواہر نگار لگایا اُسکے نیچے مسند مغرق فرش پر بچھایا ایک طرف پیخانہ بنا ایک جانب آبدار خانہ
مقرر کیا جب یہ سب سامان درست ہو چکا ملازم نیچے کوٹھے سے اُتر گئے مگر جالاک سب کی نگاہ
بچا کر پلنگ کے نیچے جاکر چھپ رہا اور فرش کا کونا اوڑھ کر اپنے تئین اسنے مخفی کیا ملازمون نے
فرزدون کو اجرت دیکر رخصت کیا اور کہا ایک فرزدون اور چاہیے پھر آپ ہی کہا کہ فرزدون ہی لینے خود
آئیگا القصہ اجلال سے جاکر عرض کیا کہ حضور سب سامان تیار ہے اس عرصے مین صبح بھی ہو گئی تھی
اور سلیمان نے جو جلسہ دعوت کیا تھا وہ برخاست ہوا اجلال رخصت ہو کر اُسی خانہ باغ کیطرف
چلا اور اپنے افسران فوج کو بلا کر حکم دیا کہ مین نہا سحر تیار کرنے جاتا ہون تم جبتک مین نہ بلاؤن
میرے پاس نہ آنا یہ کہکر دو رفیقون کو اپنے کہ ایک کا نام انتظام جادو اور دوسرے کا نام منتصرم
جادو تھا ہمراہ لیا اور اُس باغ مین آیا دیکھا کہ مختصر سا باغ نہایت گرچہ بہارآگین ہے مگر فردوس سا
بہین ہے ہر شجر فیض باغبان قدرت سے نہال ہے گل ہر ایک زر سے مالا مال ہے کہ ابیات

	چمن آتش گل سے دہکا ہوا		ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا	
	درختون نے برگون کے کھولے ورق		کہ لین طوطیان بوستان سبق	

خلاصہ کلام اجلال بالاے بام آکر رات بھر کا جاگا تھا پلنگ پر سو رہا وہ دونون رفیق اُسکے
باغ مین سیر کرنے لگے اسی طرح وہ دن تمام ہوا اور ادھر عمر و خوشکل ملکہ نسرین ہوا اُس دن
محل مین کنیزون سے پوشاک اور زیور ملکہ نسرین کے پہننے کا منگا کر دن بھر آرائش و زیبائش
مین مصروف رہا چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ پلنگ ہمارا بالاے بام بچھاؤ کہ چاندنی کی کیفیت دیکھینگے
اور وہین آرام کرینگے بموجب حکم پلنگ کوٹھے پر آراستہ ہوا اور راوٹ پھولون کے کھڑے کر دیے گلاب
اور کیوڑے کے قرابون اور عطر کے شیشون کے منہ کھول کر رکھدیے گلدستے جا بجا چن دیے غرضکہ
جملہ طرح کا سامان عیش و نشاط مہیا کر دیا اور کنیزون نے عرض کیا کہ واری خوابگاہ حضور کی
درست ہے اسوقت ملکہ بنے عمر و ہمراہ کنیزان ماہ پیکر کوٹھے پر آیا اور وہین کنیزون سے کچھ میوہ منگا کر
کھایا اور مسند پر بیٹھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت وہ زنگوہ حسن شب دیتا تھا بیٹھا بام پر یا ماہ کامل
کھڑا تھا چرخ نیلی فام پر + وہ چاندنی کی سیر اُسکے حسن کی بہار ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی مانگ

موتیون سے بھری عجب عالم دکھاتی تھی جادہ کہکشان کو دامنہ بتاتی تھی کنیزین جلو مین کی طرح اُس ماہ
تابان سپہر خوبی کے تصدق ہوتی تھین اسیطرح پہر رات تک مصروف لہو ولعب رہین جب پاو رات گئی
ملکہ اپنے پلنگ پر جا کر لیٹی اور کنیزین گرد نیچے پلنگ کے سو رہین لیکن ملکہ لیٹنے عمرو نے ڈوپٹا منھہ پہ
ڈال کر سونے کے بہانے جاگنا شروع کیا اور منتظر قدرت نمائی خدا کا ہوا کہ دیکھیے پردہ غیب سے
کیا ظاہر ہوتا ہے مگر اب اجلال نے پہر رات گئے انتظام اور منصرم اپنے دونون رفیقون
سے کہا کہ مین تمسے ایک بات کہتا ہون اگر کسی سے نہ کہوگے اور میرا کام کر دوگے تو مال دنیا سے
غنی کر دونگا اور کل لشکر کا اپنے سپہ سالار بناؤنگا اُنھون نے عرض کیا کہ اگر ارشاد کیجیے تو ہم اپنا سر
کاٹکر حضور کے قدم پر نثار کرین آپکو جو کچھ ارشاد کرنا ہو فرمائیے کہ غلام اُسے بجا لائین اور یہ راز ہمارے
زبان سے ہمارے کان تک نہ سنین گے اجلال نے کہا مرحبا یہی چاہیے لو سنو وہ بات یہ ہے کہ
مین سلیمان عنبرین مو کی دختر ملکہ لشکرین عنبرین مو پر عاشق ہون اور وہ بھی مجھہ پہ
فریفتہ ہے اور اُسنے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ الگ مکان مین ساحرون کو بھیجکر مجھے بلا لو چنانچہ وہ
اب کوٹھے پر اُس مکان کے جہان دعوت میری تھی اور ناچ ہوا تھا سوتی ہوگی تم جا کر پلنگ اُسکا
اُٹھا لاؤ اور اُس کوٹھے پر اور جو عورتین سوتی ہون اُنکو سحر کرکے بیہوش کر دینا کہ بعد اُٹھا لانے ملکہ
کے کسی کی آنکھ نہ کھلے اور ملکہ کا کوئی متلاشی نہو انتظام اور منصرم نے عرض کیا حضور یہ کتنی بڑی
بات ہے اسیوقت غلام بجا آوری حکم کرتے ہین یہ کہکر دونون سحر پڑھہ کے اُڑے اور ملکہ لشکرین کے کوٹھے
کے قریب پہونچے دیکھا کہ ملکہ خواب ناز مین ہے ایک پائچا زانون تک چڑھا ہے دوسرا پلنگ کے نیچے لٹک
رہا ہے سراپا غرق دریاے جواہر ہے کرتی سوتے مین اوپر چڑھ گئی ہے شکم لوح سیمین کی طرح چمکتا ہے
جوڑا بالون کا کھل گیا ہے زلف چلیپا کمر سے لپٹ گئی ہے ہاتھہ کہین ہے پاؤن کہین پڑا ہے اُس جوانی
کی نیند مین کچھہ خبر نہین کہ کیا کھلا ہے انتظام اور منصرم نے دور سے منتر پڑھا کہ کنیزین
جو پلنگ کے پاس سوتی تھین اُنپر بیہوشی طاری ہوگئی اور ایسی ہوا ٹھنڈی چلی کہ جو جاگتی
تھین وہ بھی سو گئین اُسوقت وہ دونون ساحر کوٹھے پر سے اُترے اور ملکہ کے پلنگ کو
دو طرف سے دونون نے اُٹھایا عمرو کہ باطن مین بیدار تھا سمجھہ گیا کہ اب اجلال نے بلایا
دیکھیے اب کیا گذرتی ہے غرض لفظ بفضل کردگار کرکے خاموش ہو رہا اور ساحر پلنگ لیے ہوے
ایک لمحہ مین پاس اجلال کے حاضر ہوے اور پلنگ فرش پر لا کر سامنے رکھدیا اجلال چشم
براہ انتظار رکھتا تھا اُنھین دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا اب تم دونون جا کر نیچے کوٹھے کے

آرام کرو اور خبردار کسی کو یہان آنے نہ دینا اور تم بھی بغیر میرے بلائے یہان نہ آنا وہ دونون بہ حکم ملکہ نیچے کوٹھے کے اُتر گئے اور آپس مین مشورہ کیا کہ شاید کسی کام کو اجلال طلب کرے تو ایسے ایک شخص آرام کرے اور ایک جاگتا رہے غرض ایسا ہی کیا اور باری باری آپس مین مقرر کی لیکن یہان اجلال ملکہ کے قریب پلنگ آیا اور ڈوپٹہ رخ روشن سے سرکایا شعلہ برق حسن کی چمک سے نظر اُسکی خیرہ ہوئی عجب حسن خداداد نظر آیا کہ پیر فلک نے بھی کسی ایسے نوجوان کو با این ہمہ کہن سالی نہ دیکھا ہوگا اور گوش روزگار نے کسی کے حسن زیبا کا ایسا تذکرہ خوبی نہ سنا ہوگا سراپا

وہ ماہ جبین تھی رشک زہرہ — وہ حسن پری کہ جسکا شہرہ
سانچے مین ڈھلا تھا جسم پرنور — شعلہ کہون یا کہ جلوۂ طور
تھا خرمن حسن دانۂ خال — دو کھیت تھے چاندنی کے دو گال
بالون کا وہ پیچ و تاب سر پر — شب کو لیے آفتاب سر پر
نازک تھے جو برگ گل سے وہ گوش — اُڑتے تھے صدف کے دیکھکر ہوش
پر نور گلے کی تھی صفائی — مہتاب کی جیسے رونمائی
محرم کی بھی وہ غضب کساوٹ — سینے سے کیے ہوئے لگاوٹ
کرتی بھی نفیس ایک پُرزر — پہنے ہوئے ناز سے وہ دلبر
لپٹی ہوئی چست و تنگ بر مین — تھا نور بھرا ہوا قمر مین
کیا اُس مین کرون شکم کا اظہار — ہر برج سے نور کے نمودار
ظاہر وہ کمر نہ تھی سر مو — تھا اُس کو وبال بار گیسو
کچھ وصف بیان ہو نہانی — رندون کو ہو جس سے شادمانی
بیجا ہے جو دو ہلال کہیے — لازم ہے کہ لا مثال کہیے
جوبن سے بھری ہوئی وہ رانین — قربان ہزار دل سے جانین
گلبرگ سے نرم تر کف پا — کانٹون سے زیادہ فرش گل کا
ہر دل کو عزیز جان سے تھی — نازک بھی وہ پھول پان سے تھی

اجلال کو صورت دیکھکر بیہوشی طاری ہوئی مگر اپنے تئین سنبھال کر لگا پانون ملکہ کے دبانے کہ ایک بار چشم و کروٹ لیکر بیدار ہوا اور کنیزون کا نام لیکر پکارا اجلال نے سر اپنا قدم پر رکھا اور عرض کیا کہ کنیزین تو یہان نہیں ہین مگر یہ غلام تازہ حضور کا حاضر ہے جو چاہتی کہو لاؤ

نامم تو ام + ورمرا بخریدہ غلام تو ام + ملکہ نے ایکبار تیوری چڑھا کر اجلال کیطرف دیکھا اور دوپٹہ سنبھال کر اٹھی اور بال بکھرے ہوئے سمیٹ کر جوڑا باندھا اور دونوں پاؤن کو پلنگ سے لٹکا دیا اجلال کی جانب سے منھ پھیر لیا اس ادای معشوقانہ کو اجلال دیکھ کر غش کر گیا اور اٹھکر پروانہ وار گرد اُس شمع محفل خوبی کے پھرا ملکہ نے کہا آخر یہ ماجرا کیا ہی تجھکو کوئی جن ہو یا آسیب ہو کون ہو تجھے یہان کون لایا ہی یہ مکان کسکا ہی اجلال نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان جیسا آپکے دادا جی نے مجھسے فرمایا ویسا حسب الارشاد حضور یہ غلام عمل مین لایا اور سب ماجرا چوبدار کی گفتگو کا بیان کیا ملکہ یہ حال سنکر مسکرائی اور دامن کو جھٹک کر اٹھی اور کہا اے نابکار مکار غدار مین اسیطرح پیادہ اپنے گھر جاتی ہون اور اس موئے بڈھے چوبدار کو جسنے مجھ پر طوفان جوڑا ہی اور تیری عاشقی کا الزام مجھ پر لگایا ہی دیکھ تو کیسی سزا دلواتی ہون کہ وہ بھی یاد کرے اور اس امر کی خبر اپنے باپ سے کر کے افراسیاب کو نامہ لکھواتی ہون کہ موذی کاٹے تجھے وہ ذلیل کر کے طلسم سے نکالدے اسی طرح تو ننگ و ناموس مین بادشاہون کے دراندازی کرتا ہی اور پرائی بہو بیٹیون کا ستیاناس کرتا ہی اجلال یہ باتین غضبناک سنکر ڈرا اور منتین کرنے لگا کہ اے ملکۂ عالم حضور ایک لمحہ یہان تشریف فرما ہون تاکہ مین شرط خدمت بجا لاؤن اور پھر حضور کو خود گھر کی جانب پہونچا دون ملکہ نے کہا خدمت تو جا کر اپنی والدہ یا ہمشیرہ کی کرنا خبردار تجھے ایسے کلام زبان پر لائیگا تو سزا پائیگا اجلال نے پھر دست بستہ کہا کہ اے ملکہ آپ تھوڑی دیر مسند پر جلوہ فگن ہون مین نظارہ گلشن جمال کرون اور گل چینی باغ حسن کی کرکے دہن نظارہ پھر و مجھے سواے آپکی صورت زیبا دیکھنے کے اور کچھ کام نہین ہے گر بہ ہر چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + اے مونس جان عاشقان و اے شہنشاہ خوبان مین تیرا ایک ادنی غلام ہون یہ کہکر قدم پر گرا اور ملکہ اسکی منت دیکھکر خرامان خرامان کس بت چال چلتے ہین وہ اس انداز سے + مردے جیتے ہین خرام ناز سے + آکر مسند پر بیٹھی اور اجلال سامنے متودب بیٹھ گیا اب یہ کیفیت ہی کہ سے چو خانہ خالی و معشوق مست و ناز بود + توان گریست بر آن کس کہ پاکباز بود + اجلال جب دست ہوس بڑھاتا ہی ملکہ کبھی تیوریان چڑھاتی ہی کبھی بد رکنی صورت بناتی ہی کبھی بے سکی جھڑکی ہی کبھی مسکرا کر اسکے خرمن جان پر برق آفت گراتی ہی غنچۂ موج تبسم کا نہ کھلی بناتی ہی ہنگامہ راز و نیاز گرم ہی آدھے شوق ہی آدھے شرم ہی اسی ہنگام مین جب زیادہ الحاح و زاری اجلال نے کی ملکہ نے ہنس کر کہا کہ تو بھی بڑا بیوقوف کاٹھ کا الو ہی بیجا غرضے کرتا ہی اور خوان دعوت کو بے نمک رکھا ہی

نہ شراب نہ کباب اور بے حد اضطراب مہمان کو یوں بلاتے ہیں خالی اپنا مطلب چاہتے ہیں سچ ہے ہر دوست بھی کتنے خود غرض ہوتے ہیں خصوص تجھ میں بوئے محبت نہ انھیں سوائے اپنے مطلب کے دوسرے کی پروا نہیں اجلال یہ باتیں سنکر شرمندہ ہوا اور دل میں سوچا کہ ملکہ سچ کہتی ہے شراب واقع حجاب رو داک جام پیکر پست ہو جائیگی اور شرم بیجا آرزو ہو آئیگی اب سخت شرمندہ ہوا کوئی دم میں ہم پہلو یہ دلدار ہو گئیں اسی وقت میخانے سے آفتاب شیشیاں شراب کی اور تابین گزک کے لیے کباب کی لا یا اور رکابی اُٹھا کر جام جواہر نگین میں شراب ارغوانی لبریز کی اور ساغر ہاتھ میں رکھکر سامنے ملکہ کے پیشکش کیا کہ بادہ محبت حاضر ہے اسے نوش کیجیے اور داد عیش و خرمی دیجیے ابیات

خلوت ما را فروغ از عکس جام بادہ باد	زانکہ گنج اہل دل را بادہ کوثر ابی بود
بی چراغ جام در خلوت نمی آرم نشست	وقت گل مستوری مستان زنادانی بود
مجلس و انس و بہار و بحث عشق اندر میان	جام می نگرفتن از جانان گران جانی بود

ملکہ نے وہ جام دست نازک میں لیا اور منہ پھیر کر تیوری چڑھا کر سسکی بھرکر لبون سے لگایا اور لبلبا منہ بنا کے ساری شراب اجلال پر پھینکدی اور کہا یہ شراب میرے کام کی نہیں افسوس ہے کہ تو بادشاہ کہلاتا ہے مگر تیرے گھر ایسا ہے بلکہ وہ بھی اس سے اچھا ہوتا ہے اجلال نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہان میرا ملک و مال نہیں آپ ہی کے باپ نے جو میخانہ بھجوا دیا ہے وہی تصرف میں ہے ملکہ نے کہا بادشاہوں کو سب جگہ یہ نعمت مہیا ہے غم نہ کرو دشت و بیابان غریب نہیں ہے اگر تو میرے آنے کے لیے اہتمام کرتا عمدہ شراب کیتکی کی کچھ ا رکھتا تو کیا مشکل تھا مگر تجھے تو اپنے مطلب کے سوا کسی بات کا کب خیال تھا خیر اب تو آپ بھی جو کچھ تقدیر دکھلاتی وہ دیکھیں گے یہ کہکر ایک قلم شراب کی اپنے مجرم سے نکالی اور جام شراب سے بھرکر اُس قلم سے چند قطرے سا غر میں ڈالے کہ رنگ شراب کا گلنار ہو گیا اور اُس جام کو کہ نگینہ نگار ہیں خورشید بنا اپنے رکھکر سامنے اجلال کے ہاتھ بڑھایا اور کہا او بیمروت ساقی گری کرنا ہمارا کام ہے یہ جام عنایت ہمارے ہاتھ سے نوش کر کے بیکی ہو جان کہ بیا بدستان • ہر چہ کردیم بخشیم کرشمہ زیبا بود • اجلال چشم عنایت اپنے سا قی کی دیکھکر ہون خوش ہوا اور جام اُس گلفام کے ہاتھ سے لیکر پی گیا تھا ذائقہ وہ قطرے جو قلم سے جام میں ٹپکائے تھے وہ بیہوشی قاتل تھی جو ملکہ نے ملا دی تھی بیکا یک اجلال کو چکر آیا اور کہا اے ملکہ بڑی تیز و تند شراب تم نے پی ہوگی کہ مجھے تو اسکے ایک ہی جلو میں آ لیا ملکہ نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو فرحت حاصل ہوگی اور عجب مزاج شراب دکھائیگی اجلال اُٹھا اور دو قدم چلا تھا کہ ہوا خدیہ

جو لگی بیہوش ہو کر گرا عمرو نے خنجر زنبیل سے نکال کر چاہا کہ اسے ذبح کرے اُسوقت چالاک بن عمرو
جو نیچے پلنگ کے چھپا ہوا تھا اور یہ ماجرا دیکھکر حیران ہو رہا تھا کہ یہ کون شاہزادی ہے مگر اب جو دیکھا
کہ اسنے اجلال کو بیہوش کیا اور قتل کیا چاہتی ہے سمجھ گیا کہ والد ماجد مین شاہزادی بنکر یہان آئے
ہین دل سے کہا کہ واہ واہ کیا عیاری پاکیزہ فرمائی ہے مگر اب قتل کرنا اجلال کا بُرا ہے یہ سوچ کر
پلنگ کے نیچے سے نکلا عمرو اجلال کو قتل کیا چاہتا تھا کہ چالاک پکارا خبردار ایسا غضب نکرنا
عمرو حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہے اور خنجر کھینچکر چالاک پر جا پڑا اسنے خنجر کو خالی دیا اور کہا مین
ہون فرزند آپ کا چالاک عمرو نے ہاتھ روکا اور کہا او نالایق کیون یہان آیا اور کسلیے اس
ساحر دشمن صاحبقران کے قتل کرنے کو منع کرتا ہے چالاک نے کہا اے والد ماجد ساحر کا قاعدہ
ہے کہ جب مرتا ہے اُسکے غل مچاتے ہین اگر اسکو آپ ذبح کرتے اور شور و غل ہوتا نیچے کوٹھے کے
اشتظام اور منصرم جو پلنگ آپکا لائے ہین موجود تھے فورًا صدا سنکر دوڑے آتے اور گرفتار
کر لیتے عمرو نے کہا تو سچ کہتا ہے لیکن پھر کیا کرون چالاک نے کہا مین ملکہ کی شکل بنتا ہون یعنی جو
آپ بنے ہوے ہین اور آپ اسی اجلال کی صورت بنیے اور مین بشکل ملکہ پلنگ پر جاکر لیٹتا ہون حضور
اشتظام اور منصرم کو بلا کر حکم دین کہ پلنگ ملکہ کا پہونچا آؤ اور اجلال کو زنبیل مین ڈال لیجیے
اور اسطرح یہان سے بچا کر کے چلیے آئندہ جو اور کچھ عیاری کیجیے گا وہ بن پڑیگی عمرو کو یہ تدبیر پسند
آئی اور آپ اجلال کی صورت بنا اور چالاک کو ملکہ بنا کر اور پلنگ پر سُلا کر اجلال کو زنبیل
مین ڈال لیا اور دونون ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ پلنگ ملکہ کا پہونچا آؤ وہ بزور سحر پلنگ لیکر
اُڑے اور ملکہ کے کوٹھے پر جہان پہلے پلنگ بچھا تھا وہین لا کر رکھا اور آپ وہان سے علحدہ ہو کر
سحر پڑھا کہ خواصون کو پہلے جو بیہوش کر گئے تھے وہ ہوشیار ہو گئین یہ دونون تو خدمت اجلال
مین جو عمرو ہے آئے اور وہان خواصون نے دیکھا کہ صبح قریب ہے اور ملکہ اسیطرح سو رہی ہے غرض
سب اپنے اپنے عہدے پر سرگرم کار ہوئین اور چالاک بھی تھوڑی دیر کے بعد انگڑائی لیکر اُٹھا اور
عمرو نے نسبت نام خواصون نے اور جگہ رہنے کی ملکہ کے بتا دی ہے اُسی دستور کے موافق ہمراہ کنیزون
کے نیچے کوٹھے سے اُتر کر آیا اور جہان کا خواجہ نے پتا بتلا دیا تھا اُسی جگہ آکر عیش و آرام مین مصروف
ہوا مگر عمرو بشکل اجلال صبح کو مع اپنے رفیقون کے سوار ہو کر دربار مین سلیمان کے آیا سب نے
تعظیم کی یہ [illegible] پر بیٹھا اور کہا یا خداوند آپ لشکر لیکر باہر قلعے کے چلیے تا کہ مین لشکر حمزہ کو غارت
کرون اور خدمت شہنشاہ افراسیاب مین جاؤن لقا نے سلیمان کو حکم دیا کہ افسران فوج

اور سپہ سالاران لشکر دست ہو کر بیرون قلعہ چلیں اور مقابلہ لشکر حمزہ سے کریں بمجرد حکم خیمے و
خرگاہیں بارگاہیں لدنے لگیں اور سپاہ متوجہ جنگ صاحبقران ہوئی بیان امیر نامدار بارگاہ
میں بیٹھے تھے کہ ہلکارے جو باہر جاسوسی مقرر ہیں دوڑے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض پرداز ہوئے
کہ آج غلامان جانباز بشکل مبدل دربار میں سلیمان کے حاضر تھے کہ اجلال نے تہیہ جنگ کیا اور
لشکر لقا کا مع لشکر ساحرون کے اور لشکر سلیمان کا مع کوہیون کے قلعے کے باہر آتا ہے امیر مع
سردارون کے واسطے دیکھنے آمد لشکر کے دربارگاہ پر آکر ٹھہرے کہ یکایک دروازہ کوہ عقیق کا
کھلا اور نشان فوج کے ہاتھیون پر ظاہر ہوئے اُسکے بعد ساٹھ ہزار سوار رجالہ پوش چار آئینہ بند
دوش بدوش برے سے برا ملائے مرکبہائے دو رکابہ پر سوار گذرے کہ اسلحے کی چقاچاق سے گنبد
گردان میں غلغلہ پڑ گیا پھر اُنکے پیچھے ستر ہزار پیادے کمانیں پشت پر ترکش مثل دم طاؤس پہلو کے
برابر ڈھالیں کمر سے باندھے اپنے جنگ کے آراستہ کیے برآمد ہوئے بعد اُنکے فوج ساحران پیدا
ہوئی کہ ساحر اژدہون اور شیرون پر سوار شندرے کانون میں پڑے کنڈل اور حلقے ڈالے
جو سامری و جمشید کی بولے سحر کی نیرنگیان دکھاتے نکل گئے لیکن عمرو کہ جو فی الحال اجلال
بنا ہے اُسنے انتظام اور منصرم سے حکم دیا ہے کہ مابدولت کے لیے ایک اژدر بزم اپنے سحر سے بنا لاؤ
کہ اُسپر کا سفر کھنچا ہے میں سحر اپنا میدان رزم میں دکھاؤنگا یہ کام تمھارے سپرد کرتا ہون وہ ساحر
حسب الحکم اژدہا بنا کر لائے عمرو اُس اژدہے پر سوار ہوا اور انھون نے رکاب پکڑ لی اور سحر
کرتے آگ اور پتھر برساتے چلے اور عمرو اب آگے آگے فوج ساحران کے جھولی سحر کی گلے میں ڈالے
تاج بادشاہی سر پر قبائے فرمانروائی پہنے بازوون پر نورتن باندھے نکلا اُسکے بعد دیکھا کہ چالیس
ہاتھی زنجیر بند کیے ہیں اور اُسپر تخت مرصع کھنچا ہے موتیون کا بنگلہ انباری کے عوض تخت پر
چھایا ہوا اور اُس تخت پر لقا بیٹھا ہے برابر اُسکے بیٹا اُسکا یاقوت شاہ اور فرامرز بیٹا
نوشیروان کا ہے خواصی میں خواجہ گرانا الدین ملک بختیارک شوم کافر بدبخت بیٹھا ہوا
رومال سر پر لقا کے جھل رہا ہے اور گرد سواری لقا کے کلنکال خون آشام اور طائر عباد
کرسی نشین اور ضیغم قدرت اور زنگال خون آشام اور بہت سے سردار سنجانی و
باختری و مشتری حصاری اور سالار فوج مرکبہائے بری پیکر پر سوار گردنکش تا حد زیر آمد
ہوئے پھر کئی لاکھ کا لشکر فرامرز کے سپہ سالار قارن رزم زن اور قارن فیل تن ابداء
لاہوت و جم زرین کلاہ وغیرہ لیے ہوئے اور لشکر سلیمان کا اسکے بعد آیا کہ اس لشکر کے سردار

ناظر زاغ چشم منظور زاغ چشم و لالان لال قبا ہیں الغرض امیر نے یہ لشکر فراوان ملاحظہ فرما کر خدا کو یاد کیا کہ الٰہی تو قادر و توانا ہے اور یہ لشکر مثل مور و ملخ کے میدان جنگ کا فاصلہ لشکر امیر سے دیکھ اترنے لگے اور دہل اور دمامے طبل رزمی بروقت داخلہ لشکر کے بجنے لگے ابیات

بر آمد شد سے لشکر بیقیاس
زمین در تزلزل فلک در ہراس
حضیض زمین چون فلک اوج بود
سپہر سپہ فوج بر فوج بود

خیمہ ہای عالیشان استادہ ہونے لگے گنبد لے سر اپنے کھینچے فرشتے سے کھینچے سائر کی فضا عشرتی بارگاہ میں مسل و رسل پالین بچھے لداریان نگہہ کہ کھڑے سرداروں کے لیے بارگاہیں سواروں کے لیے طلبیں استادہ تھے لشکر جب اتر چکا اسوقت بازاری بیوپاری کنجڑے قصائی نان بائی کوندیے ہر جگہ لیجا کر آباد کرنے لگے بازار کے لیے ہر جگہ کوتوال اہلکار محافظ ہوا لشکر میں ایک شہر کی کیفیت حاصل تھی دوکانیں کھلی ہوئیں خرید و فروخت ہوتی تھی اس ہنگام میں شام آئی اُس دم دورویہ چوک میں گلاس روشن ہوئے دوکانوں میں چراغ جلنے لگے مردان لشکر پھرنے چلنے لگے چار سپہ سالار جرار کئی کئی ہزار سوار لیکر لشکر کے گرد طلایہ پر مقرر ہوئے کوتوال گشت کو اٹھے سنکھ پھونکنے بدمعاش گرفتار کرنے لگے بیدار باش خبردار باش کی صدا بلند ہوئی ادھر لشکر صاحبقران میں بھی اہتمام تھا طلایہ چوکی پہرا تھا الحاصل دونوں لشکر اسیطرح سے ہوشیار رہے ایک دن اور رات مقابلہ میں اترے رہے جب دوسرا دن ہوا قریب شام اجلال جادو نے ساحروں کو طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور سلیمان اور لقا اور جتنے بادشاہ کہ موجود تھے سب نے اپنی اپنی فوج کو ایسا ہی حکم سنایا دلاوران رزمجا اور شیران بیشہ وغا نے نقارخانوں میں جاکر نقارہ رزم پر چوب لگائی دشت قتال گونج گیا طاس فلک میں جھنناٹا ہوا یہ خبر ہلکاروں نے لشکر اسلام کے خدمت صاحبقران میں لائی اور مجرا گاہ میں حضور کے پیدا ہوا آداب بجا لاکر عرض کیا نظم

الٰہی تا جہان باشد تو باشی
جہان را تا نشان باشد تو باشی
رہیں اس دہر میں مثل و بیان
شہ روم و عجم اور چین کا خاقان

عمر و دولت شہنشاہ خضر سے اور اقبال خسرو سے افزون ہو دشمن تیرہ روزگار زار و ذلیل ہو آج لشکر ضلالت اثر میں طبل جنگ بجا ہے ایک نامردآدہ کارزار ہوا ہے یقین ہے کہ کل میدان رزم میں آگ آتش عناد و فساد کو مشتعل کرے باقی خیر پہ کہا امیر نے یہ خبر سنکر طرف بادشاہ لشکر اسلام کے دیکھا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ امیر آپ بھی بتفضل ایزدی جنگ کا بجانے کا حکم

دیکھیے کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد خداے پاک طبل جنگ بجے اور نقارۂ سکندری پر چوب پڑے کیسلئے کہ
جیسا کچھ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری پیشانی مین تحریر فرمایا ہے وہی پیش آئیگا عیاران
لشکر اسلام یہ کلام شاہ سنکر باجازت صاحبقران نامور نقارخانہ سلیمانی او سکندری مین آئے یہان
وارد نقارخانہ تھا یہ حبشی اور کہا یہ حبشی شاہزادگان چین و ماچین نے طبل سکندری کو بیتاب کر
دست کر رکھا تھا نقارخانہ آپ سے اٹھا لیا تھا اور صداے نقارۂ رزم لشکر مخالف سنکر منتظر حکم بادشاہ
اسلام تھے کہ عیارون نے آکر حکم شاہ سنایا انھون نے عوض عمرو کے طبل جنگ بجایا واضح ہو کہ طبل
رزم سواے عمرو کے کوئی نہین بجاتا ہے منصب عمرو کا ہے اور اگر عمرو نہین ہوتا ہے تو انکے بدلے بیٹے
عمرو کے یا داروغۂ نقارخانہ کے تعمیل حکم شاہ کرتے ہین الحاصل طبل جنگ جب بجا زمین و زمان
مین زلزلہ پڑگیا وہ طبل سکندری ہے کہ جسے صاحبقران نے ہندستان مین دریا کے اندر سے طبل
سکندری پایا تھا اور عمرو دجال الیاسی مین باندھکر اسے لایا تھا ذکر اسکا دفتر اول مین گزرا
ہے چونکہ کوس اس طبل کی صدا جانے کا دستور ہے غرض یہ معلوم ہوا کہ طبل جنگ کیا بجا اسرافیل نے صور
اسکے صداے سے فلک پر چھینکے لگا اور گاو زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ و دشت ہل گیا نظم

چو بر طبل اسکندر آمد دوال	ز ناہید مریخ کرد این سوال
جہان را مگر شور آخر رسید	سرافیل صور قیامت دمید
بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است	ز آواز او گوش گردون کر است

سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا ہوا اور نامرد ہوشیار ہوا کہ دم سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہے دم نقد جان
کی خریداری ہے سر تن سے جدا ہونگے دشمنون کے پار جینگے آج بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست فرمایا
ہر ایک سردار اپنی آرامگاہ مین آیا تیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلوارین صیقل ہونے
لگین کمانین سینک کر درست کیجانے لگین بھالے رزم و پیکار کی تدبیر سوچتے تھے بزدلے گھبرا
ہوے منہ نوچتے تھے منچلے جو تھے مشتاق صدمون کو غور کرتے ہنس ہنسکر رزمگاہ کو دیکھتے تھے
نامور لیے ہونے کا طور سوچتے تھے زرہ جامہ خود بکتر درست کرتے تھے چہرون پر سرخی چھائی تھی
نامردون کے منہ پر ہوائی تھی لشکر مخالف مین اجلال کے ساحر سحر تیار کرتے تھے ڈھول بجتا تھا ہر
جابجا ہوتا تھا جو کہ خون خوک سے پیے گئے تھے مین جلتی تھین کوگل سلگتا تھا کلوا بھیرون کا رنگ بجایا جاتا تھا
دو پہر رات سے دونون لشکرون کے نقیب جنگ شجاعون کو ترغیب جنگ دلاتے تھے کہ اے جوانان نجابت
ہوشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا آخر کار وہ وقت آیا کہ [illegible]

زنگاری مشرق بگرد فرہود ارہوا ظلمت شب رو بفرار لائی صبح کا سفیدہ آشکار ہوا اشعار

علم آفتاب نکلا جب — فوج انجم ہوئی گریزان سب
سپہ خاور سپہر گرد ہوا — رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ پر اکبار — شہ انجم سپاہ رو بفرار

دم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل فیل فیل گروہ گروہ انبوہ انبوہ فشون فشون میدان کارزار میں مسلح و مکمل آنے لگے اور امیر با توقیر مسجد کرباس میں تشریف لائے فریضہ نماز سحر ادا کرکے وردو وظائف میں مشغول ہوکر دست دعا اٹھا کر دعاے فتح و ظفر درگاہ رب الاکبر میں کرتے تھے کہ اے قادر و توانا تو مجھکو اس لشکر اشقیا پر ظفریاب فرما قطعہ

اے آنکہ بملک خویش پایندہ توئی — وز دامن شب صبح نمایندہ توئی
کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ — بکشای خدایا کہ کشایندہ توئی

امیر یہ دعا کر رہے تھے کہ مقبل وفادار تیر انداز دن کا سپہ سالار غلام امیر با وقار کا حاضر ہوکر آمین کہی امیر نے مقبل کو دیکھکر ارشاد کیا کہ لشکر کا کیا حال ہے مقبل نے عرض کیا کہ دو لشکر رسیدند جای مصاف + دو پرکالہ بستند چون کوہ قاف + امیدوار قدوم میمنت لزوم صاحبقران ہیں امیر نے فرمایا کہ صندوق اسلحے کا لاؤ مقبل نے صندوق اسلحہ حاضر کیا امیر نے تمام تبرکات جو مزار انبیا علیہم السلام پر سے کہ جہان سے عمرو کو تبرکات ملا ہے اور اوسکا مذکور قبل ہو چکا ہو پایا ہے اور زرہ خود ہود اور زرہ داؤد اور کمان صالح اور نیزہ سام بن نوح اور موزے راسگے و چار آئینے وغیرہ ہین اُن سب تبرکات کو ذات بابرکات پر اپنے آراستہ کیا اور تیغہ صمصام اور قمقام کہ باغ ابراہیمی سے ملے ہین اور ذکر اسکا دفتر اول مین ہو اور شمشیر عقرب سلیمانی اور خنجر سہراب اور سپر گرشاسپ سب پردہ قاف مین پائے ہین غرض اس اسلحے کو زیب جسم فرما کر مسجد سے صاحبقران برآمد ہوے دروازے پر مسجد کے دیوانہ بن قندس دیوانہ اشقر بن دیوار نائیس کو ساز و یراق سے درست کرکے لیے کھڑا تھا امیر کو دیکھکر آنے تسلیم کی اور گھوڑا حاضر کیا مرکب راکب کو دیکھکر فخر کرنے لگا امیر نے گردن توسن پر انگشت شہادت سے یا علی لکھکر جاننا چاہیے کہ سب ہین کہ ہمہ تن چشم منتظر قدم سعادت توام امیر تھا پاؤن رکھکر ایال پر ہاتھ ڈالکر گھوڑے کی پیٹھ پر جلوہ فرما ہوے جلو دار سے دامن قبا درست کیا بسم اللہ کا شور بلند ہوا غرض دست راست مین نیزہ دوسر اژدہا پیکر بائین مین عنان مرکب رشک صرصر لیکر نادعلی پڑھا اور گھوڑے کو جنبش کیا سب سرداران عجمی شکل

گردتیت سرگردان و نعمان بن منظر و منظر شامی و عامر رودباری و سیف
ذو الیزن و ابو المعدن کرد و طوق حران کرد و فرزندان امیر علمشاہ رومی
و ملک قاسم بن علمشاہ و اسفندیار شاہ گیلانی و داراب کشور کشا و ایرج
بن قاسم و خورشید بن ہاشم و ہاشم تیغ زن بن حمزہ و کرب دلاور و اسد
بن کرب و لندھور بن سعدان جانشین حمزہ و مالک اژدر جانشین حمزہ وغیرہ بکر و فر
اپنی اپنی فوج میدان رزمگاہ کی طرف بھیجکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوے یہ سب پانچہزار پانسو
پچپین سردار ہین کہ انھین لیکر امیر در دولت آستان بارگاہ ظل اللہ جہان پناہ مالک اورنگ
سلیمانی سلطان سریر شہنشاہ با توقیر سعد بن قباد بن صاحبقران پر حاضر ہوے اور منتظر آمد
سلطانی جلوخانہ مین ٹھہرے کہ یکایک عیش محل ڈیوڑھی کا پردہ تنبوری چرخی پر کھچا صدا
نواے کی بلند ہوئی اور انتظام آمد بادشاہ ہونے لگا اول بارہ ہزار طفلان ماہ پیکر لباس عمدہ
پرزر پہنے ہوے ہاتھون مین کڑے سونے کے پڑے لوٹے لخلخے کے لیے عود و عنبر آنگیز جھونکتے
نکلے پھر ہزارہا پنجشاخے والیان طلائی و نقرئی پنجشاخے لیے وردیان سرخ سرخ زیب جسم کیے
نکلین پھر کنول برداریان کنول بلورین منقش لیے پیدا ہوئین پھر ہزارہا فوانیس بردار اور خواجہ سرا
انتظام کرتے گذرے اور تخت شاہی کو خادمان محل گھیرے بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار کہاریان
پیاری پیاریان لنگے قیمت کے لنگے پہنے ہاتھون مین کڑے مگر دہان پڑے کانون مین بالے
ناز و انداز ہر ایک کے نرالے جسم گدرایا شباب چھایا ہٹے اور پھلیان سرون پر لگائے تخت
کو اٹھائے ظاہر ہوئین مردہے بسم اللہ الرحمن الرحیم پکارے امیر اور سب سردار مجرا آگا دیر
جا کر کھڑے ہوے ادھر شاہ کی صورت زیبا نظر آئی ادھر سب نے گردن بہ تسلیم جھکائی
مردہا پکارا بادشاہ جہاں ملک سلطان جہان نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھا
دیکھا صاحبقران نے فراشی مجرا کیا شاہ نے ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے
دل مین ہے امیر تسلیم کرکے پیچھے ہٹے پھر سب سرداروں کا مجرا اور سلام ہوا [illegible]
طرطوس تیرزن اور فرامرز عاد و منقری وغیرہ اور سردار مذکورہ بالا ہر ایک نے بعد
سلام و مجرے کے پایہ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا بادشاہ نے حکم سوار ہونے کا کیا سب سردار سوار
ہوکر تخت شاہی کو مانند دل کے قلب مین قایم کرکے گرد حلقہ کیے ہوے طرف وادگاہ مصاف
کے لیکر چلے ڈنکے پر چوب پڑی ہیبت نقارہ آواز آمد عجیب یا کہ نصر من اللہ فتح قریب

نقیب کرنکا گئے وہ نور کا تڑکا نسیم عنبر شمیم وزان بڑے بڑے تارے فلک پر ظاہر چھوٹے چھوٹے پوشیدہ تھے آنکھ آگئے باد بہاری غرضکہ بڑی تیاری سے بادشاہ عالی تبار وارد دشت مصاف ہوئے میدان ایک جانب کو فوج سلیمان نے پرا جمایا اور لقا اور فرامرز کا لشکر نظر آیا کہ چوڑے چوڑے تیغے گردنون مین حمائل گنیڈون پر پہلوان سردار سوار گرز بردوش با تن و توش صاحب سطوت و زور ہیتا ہیون پر تیشکن ڈالے نیزون کو سنبھالے حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے اسی ہنگام مین میدان رزم آتش فشان ہوا برق شعلہ بار چمکنے لگی ابر تیرہ و تار گھر آیا ساحرون کا لشکر اجلال جادو لیئے عمر و لیکر اسی طرف اژدر سحر پر سوار آیا اختظام و منتظم رکاب پکڑے سحر کی نیرنگیان دکھاتے اور چالیس ہزار ساحر بجلیان چمکاتے پتھر برساتے تر کی ہینگی سنگا بجتا گھنٹے اور ناقوس کی صدا بلند آکر ایک سمت ٹھہرے کہ آپہنچے دونون لشکرون کے گرد ہوا گرد خاک بنا گاؤ زمین کا اس ہلچل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ بھول صحرائے رزم مین خوف سے ہر اک کے ہاتھ پاؤن بھولے روے آئینہ سپہر مکدر نظر آیا چشمہ خورشید غبار زمین سے گندلا ہوا کہ

زسم ستوران دران پہن دشت		زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

آخر کار پیچکار ہوشیار نکلے اور میدان کا پست و بلند ہموار کرنے لگے کنکر پتھر خس و خار چنکر جدا انبار لگا یا کہین نقیب و رکہین کمنگاہ کا ڈھنگ درست کیا جھنڈی جھاڑی درخت کاٹ کر زمین آئینہ آسا صاف بنائی بہشتون کے آب پاشی کی باری آئی ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا لنگیان بادلے اور کھاروے کی باندھے در دوان پینے کوڑے کمر سے لگائے تھے گلون مین ڈالے مشکیزے دوش پر سنبھالے ہزارے کے فوارے دہانے پر مشکون کے چڑھائے چھڑکاؤ کرتے نکلے کہ انکے آبشار نے ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا سب گرد و غبار بٹھا دیا سوارون کو صورت بہادرون کی نظر آئی سب فوج دریاے آہن مین ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از ہیچ سر تا ہیچ نیل غرق بحر آہن تھا سوائے لوہے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا کہ سے چنان مرد خود را در آہن گرفت + کہ مژگان او شکل سوزن گرفت + صف آرائی شروع ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ چودہ صفین مثل سد سکندر رکے آراستہ ہوئین سوارون کے آگے پیادے جنگ کے آمادے دیوار فوج تھے سوار دریائے لشکر مین موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتھنی سے تھوتھنی جٹے سے جٹا دم سے دم سم سے سم ملائے تھے نجیب جو آگے بڑھا تھا اسے پیچھے ہٹائے تھے گھٹے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے و سید مرباجے رزمی بجتے تھے مرکبان الف ہوتے تھے کہ پیاپیا

نقیب خوش آواز اور گویے کے لڑکے سرود نواز نکلے کہ لٹہا پٹی دستارین باندھے تھے رنگین لباس نہایت قیامت کیے تھے انھون نے باسحان دلکش سرود بجا کر دست و نیاسے دل کی گالی اور یہ صدا بہادرون کو سنائی

اے مکینان تہ سقف سپہر غدار ۔ تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ۔ ہو خراب ہین اگر قصر فریدون کے گذار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا ۔ جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین ہا کرتی تھین سرود ہوتی تھین ۔ عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بار وان تھا نہ خزان کو کسی موسم مین ۔ کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ ۔ واہ ری تیری تنک ظرفی بایں عز و وقار
جنبہ پڑتا تھا پیار دونکے جہومر کا عکس ۔ آج کل وہ لب جو جنکے ہین امیدوار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے ۔ مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
چیلین منڈلاتی ہین اڑتی ہین بگولے ہر سمت ۔ ہین خیابان مین پڑے زاغ و زغن کے انبار
قصر کو جانے دو باشندونکو اسکے دیکھو ۔ تکیہ گور و کفن آج ہے ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و ہر لب مہر سکوت ۔ نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہاتھ دار
شہ وہ چہلین نہ نگین نہ خود آرائی ہے ۔ کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

ای بہادران نریمان ہے نہ سام نہ صفحہ ہستی پر نشان زال خون آشام ہے نہ زور بازوے نیرن ہے نہ اب بلندی دلیری پر اسفندیار روئین تن ہو گئے کیسے بہادر صف شکن تہمتن نوجوان رستم دستان ہے فلک نے بچشم زدن ہلاک کیے تہ خاک کیے مگر جرأت سے نام باقی ہے ہر ایک کا ذکر شجاعت سا کھے کی لڑائی حسن اتفاق ہے کیلیے کہ سعد و ہر مجنون گذشت دولت ماست + ہر کہ امروز نوبت اوست + تلوار کی آنچ مشہور ہے گیلے سوکھے دونون جلتے ہین سر گردن مین لاگ ہے یہی غضب کی آگ ہے زندگی دو دن کی ہے نام کر لو ای نوجوانو لڑ بھڑ کر سرخرو ہو جسکا قدم ڈگ جائیگا پھر وہ دنیا آبرو نہ پائیگا وہ ہے لوہا لوہا سب کہین اور لوہا بری بلا ہے + یک آنکھ بیت رہے اور یک پاچھے ہٹ جائے + غرض یہ کہکر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا دلیرون نیستان شجاعت کی شیرون کو شراب پرتگال ہوئی بہادری کا نشہ آگیا آنکھین ہر ایک کی لال ہوئین قبضہ ہائے شمشیر چومنے لگے مرکب پر سست ہو کر جھومنے لگے کہ یکایک اجلال جادو نے انتظام دمدمہ سے حکم دیا کہ میرے اژدر کو بڑھاؤ جب میدان مین پہنچا تو انھون نے سحر پڑھکر دستک دی اژدہا پیچ

میدان میں اُتر آیا اجلال نے پکار کر نعرہ مارا کہ یا حمزہ صاحبقران خداوند لقا سامنے موجود
ہیں جلد انکی خدمت میں حاضر ہو کر سجدہ کر اور نہ بصورت گردن تابی میں تیری سرکوبی کو آیا ہوں
میدان میں آشنائی دلی برلا امیر نے بہ نیت سنگر اشقر دیو نژاد کو تخت شاہی کی طرف پھیرا اور
ابو المعدن گرد نے علم اژدہا پیکر کو جلوہ دیا کہ اژدر کی طرح کے اس میں چھتیس شقہ ہیں
جب انکو جنبش ہوئی صدائیں ان میں سے صاحبقران یا صاحبقران کی پیدا ہوئی علم خواجہ
بزرجمہر حکیم نے اژدہے کے پوست کا بنایا ہوا اور چھتیس شقہ اس میں کلہ اژدر کی صورت کے
رکھکر ایسے مجوف بنائے ہیں کہ جب ان میں ہوا بھرتی ہے مشک و عنبر کی بو ان سے آتی ہے اور
یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا سنائی دیتی ہے الحاصل میدان میں فرق ہوا کہ
اور کوئی سردار سوائے امیر کے لڑنے نہ نکلے سردار سپہ سالار رہا وہ ہوئے اور لشکر کے علم
جلوہ گری پر آئے امیر سامنے تخت بادشاہ کے آکر گھوڑے سے اُتر کر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے
شاہ نے جام کار عفریت پُر از شربت قند و نبات عنایت فرمایا امیر نے اسے ادا کر کے پہلوان
عادی ورگ سالار لشکر کو دیا یہ جام دیو عفریت کو قتل کر کے امیر نے اسکے کلّے کی صورت
بنایا ہے کہ روز جنگ جب مرحمت خسروانہ بادشاہ فرماتے ہیں تو اس جام میں اُسے شربت دیتے ہیں ذکر
اسکا دفتر اول میں ہے غرض جام عنایت بادشاہ سے سیر ہو کر اور اجازت حرب لیکر خلعت سے مخلع ہو کر امیر
نے دوبارہ وفا نہیں کو مثل آفتاب منور روشن فرمایا کہ سہ چو شیر بگیر و برآمد ہیں + جست از
زمین و برآمد بزین + سب سردار صف کا بزدا میں رخصت ہو کر ٹھہرے اور امیر گھوڑے کو جولان
کر کے طرف نادردگاہ کے چلے مرکب بیگدری کرتا طراری بھرتا کلابیان شیر کی طرح مارتا روانہ تھا ابیات

دے چو مرکب کہ برق یا باد سے
خوش خرامے زآب ناز کتر
نے کوشش و نے رستہ کاکل

قسم قدرنا نہ یا پری زاد سے
تیز گامے زباد چابکتر
سنبل و بید و دستہ سنبل

غرض وہ مرکب ہیں طراروں میں مقابل اجلال جا دیو پہنچا اجلال نے بعد گفت و شنید
بیبا ایک ناریل چولی دار اپنی جھولی سے نکال کر اسپر کچھ افسون پڑھا مگر وہ افسون نہ تھا بلکہ
زبان جنی تھی کیلئے کہ جب امیر و عمر ور پردہ قاف گئے تھے تو زبان جنوں کی یاد کر آئے تھے
اور ذکر پردہ قاف دفتر اول میں ہے فی الجملہ عمر نے [illegible] افسون پڑھتے امیر سے کہا کہ میں
ساحر نہیں ہوں آپکا غلام عمر ہوں مجھے آپ اسم اعظم پڑھا کر [illegible]

مجھ دبلے سوکھے آدمی کو تجھ ایسے موٹے خنگے سے ضرر پہونچے اور کوئی اعضا میرا بیکار ہو جائے امیر
نے جب یہ باتیں سنیں بغور عمرو کی طرف دیکھا امیر نے بائیں آنکھ کا تل دیکھا واضح ہو کہ خواجہ
عمرو کی آنکھ میں تل ہے کہ اس نشان سے عمرو پہچانا جاتا ہے امیر کو خواجہ کی عیاری پر ایک حیرت
ہوئی اور عمرو نے نابیل پڑھکر امیر پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نابیل زمین پر گر پڑا اور امیر
نے گھوڑا بڑھا کر اسم اعظم عمرو پر پھونکا سواری کا اژدر فیل کے آٹے کا ہو گیا اور [illegible] دیکھا کہ
اجلال پیادہ ہوا اور ترسول لیکر امیر پر حملہ کیا امیر گھوڑے سے کودے اور ترسول خالی دیکر
اجلال کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور نعرہ کیا کہ اے لشکر ساحران میں نے تمہارے افسر کو گرفتار
کیا لشکر یہ ماجرا دیکھ کر چار طرف سے لینا لینا کہکر چلا امیر نے اجلال بیخبر کو جو عیار کے ساتھ
تھا اُسکے حوالے کیا اُسنے لیجا کر قید کیا اور لشکر امیر جہاں اترا تھا وہاں لیگیا اور امیر اسم اعظم
پڑھتے ہوے لشکر مخالف پر آگرے پھر تو فرامرز اور سلیمان نے فوج کے افسروں کو للکارا اور
نے شاہ اسلام نے نعرہ مارا ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا اور برق شمشیر چمکنے لگی دونوں لشکر آپس
میں مل گئے کہ بیت دو لشکر ز لشکر در آمیختند + قیامت زگیتی بر انگیختند + ادھر گرمی جنگ تھی
اجلال کے دونوں رفیقوں انتظام اور منصرم نے ساحروں کے افسروں کو بلا کر سمجھایا
کہ مالک ہمارا گرفتار ہو گیا ہے نہیں معلوم وہ اطاعت امیر کی کرے یا نہ کرے لہذا ہمیں لڑنا مناسب
نہیں ہے چاہیے کہ الگ ٹھہریں اور جب لڑائی یکسو ہو اُس وقت اپنے مالک کا ساتھ دیں غرض کہ
سب ساحر ایک طرف ہو گئے اور لقا اور سلیمان کی فوج نے حملے کیے لشکر اسلام سے نعرے
سرداروں کے بلند ہوے زیر تیغ بڑے بڑے خود پسند ہوے ایک طرف امیر کا نعرہ تھا کہ منم
امیر عرب حمزہ شیر دل + گزوگشتہ سہراب و رستم خجل + کسی سمت لندھور پکارتا تھا کہ منم شاہ
ھندو جانشین حمزہ درگزوان + شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + ایک جانب
مالک اژدر و صاحب نیزہ دوسر غلام نبی و چاکر حیدر نعرہ زن تھے کہ منم مالک اژدر
خشمگین + سپہدار و لشکر اہل دین + ایسی چمک تلوار چلی تھی کہ ہر طرف لوہا برستا تھا زخمی پانی پانی کیا
بلکہ پناہ پانے کو ترستا تھا حلقہ شمشیر اور باران تیر تھا ایک ہنگامہ ہو رہا تھا [illegible]
گرتے تھے دریائے خون تن کے کھیت میں موج مارتے تھے کشتے بے گور و کفن تھے [illegible]
بدن تھے دھاوے کا غل [illegible] کا تلواروں کے شور [illegible] کا تلاطم تھا [illegible]
[illegible]

ز چشم زرہ خون رواں ہر کنار ز خود کردہ قطع نظر روزگار
کمانہا ز بس کشمکش و تعب خدنگ جگر دار پر خندہ لب
ز خون پا بردہ تیغ ہلالی گرو ز رنگین کمانہا قفاک نو بنو
پراگندہ شد اہل جمع عناد زہامون چو خار و خس از تند باد
دلیران دین خنجر افراختند پے نیال کین بیدران تاختند
پلنگ دلاور ز خون سیر نیست بنخچیر کس را نہ تیغ تشنہ نیست
چہ گویم چہ آمد بران انجمن ز تیغ دلیران لشکر شکن
ز فوج ستمگر برآمد خروش نہ دل ماند با کینہ جویان نہ ہوش

خلاصہ کلام لشکر اسلام نے وہ داد شجاعت دی کہ لقا اور سلیمان کے لشکر کو شکست ہوئی حریفان پسپا ہوئے اور تاب جنگ نہ لا سکے بختیارک نے دیکھا کہ اس ملک سے بھی بھاگنا پڑیگا بغیر کچھ بنا نہ چلے گا یہ سوچکر طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا اور نقارہ امان لشکر مین بجا لشکر جانبین سے جدا ہوئے ادھر سے پہلوان بفتح و نصرت اور ادھر برگشتہ بخت بصد خفت و ذلت اپنے اپنے ڈیرے خیمے کی طرف چلے امیر نے کشتون کو میدان سے اٹھوایا تیس ہزار آدمی لشکر امیر سے اور تین لاکھ فوج ستمگر نے کام آیا کشتے لشکر اسلام کے دفن ہوئے اور لشکر مخالف کے الگ تو پیے گئے زخمیون کی زخم دوزی ہوئی پٹیان زخم کی زخمون پر چڑھین امیر نے اُسدن تو دربار موقوف رکھا دوسرے دن اجلال کو سامنے بلایا اور ارشاد فرمایا کہ شناخت مین خداے دوجہان کے کیا کہتا ہے اجلال کہ اصل مین عمرو تھا اُسنے عرض کیا کہ تا زندہ ام بندہ ام امیر نے یہ سنکر خلعت دیا اجلال اُسوقت سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور اہل لشکر کو بلا کر سمجھایا کہ مین نے اطاعت حمزہ کی اختیار کی ہے تمھین بھی لازم ہے کہ میرے ساتھ رہو اور میری مخالفت نکرو اُسوقت کچھ ساحر جو بڑے [illegible] تھے وہ تو طرف طلسم کے پاس افراسیاب کے چلے اور باقی مطیع ہوکر ہمراہ اجلال خدمت امیر مین آئے امیر نے سبکو خلعت عنایت کیے اُسوقت عمرو نے زنبیل سے اجلال کو نکالا اور ستون بارگاہ ہشامی سے باندھا جاننا چاہیے کہ امیر کے بیٹھنے کی تین بارگاہین ایک بارگاہ دانیالی دوسری بارگاہ ہشامی کہ اس بارگاہ کو خزانہ نوشیروان صرف کرکے ہشام پہلوان نے بنایا تھا اور ایک نقارہ بھی درست کیا تھا کہ صدا اُسکی بارہ کوس تک جاتی تھی ان دونون چیزون کو امیر نے قتل کرکے ہشام کو حاصل کیا ہے اور تیسری بارگاہ سلیمانی ہے کہ ملکہ آسمان پری نے بھیجی ہے

اور اس بارگاہ سے یہ کرامت ظاہر ہوتی ہے کہ جب اس مین کوئی ساحر آتا ہے جلجاتا ہے اور اس مین کوئی
عیار نقب لگا کر نہین آسکتا ہے کس لیے کہ سراپچے بارگاہ کے جسقدر زمین کھدتی ہے اُسقدر نیچے ہوجاتے
ہین اور سراپچے اور پردہ اور کوئی چیز اس بارگاہ کی خنجر و تلوار کسی اسلحہ سے چاک نہین ہوتی اور
کوئی عیار سراپچہ قنات کو اس بارگاہ کی پھاند کر نہین آسکتا کیونکہ جسقدر انسان جست کرکے
بلند ہو اُسیقدر سراپچہ بارگاہ بلند ہوجاتا ہے غرض اس لحاظ سے کہ ساحر اس بارگاہ مین جلجاتا ہے
امیر ردبکاری ساحر کی بارگاہ حشامی مین فرماتے ہین فی الجملہ عمرو نے اجلال کو باندھکر
فتیلہ دفع بیہوشی سنگھاتے وقت زبان اُسکے منہ سے باہر کھینچکر سوزن سے چھید دی تاکہ سحر نکرے
پھر ہوشیار کیا جب آنکھ اجلال کی کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا اور سامنے اپنی صورت کا دوسرا
اجلال پایا حیرت ناک ہوکر گھبرایا عمرو نے کہا ذرا اے اجلال جادو چشم خودرا واکن وجمال خودرا
تماشا کن منم سرہنگ سرہنگان عالم مولانا سے ملک العرب والعجم دوندہ بیدرنگ صاحب قفلورہ
وننگ مردان راسرہنگ ونامردان راپیش من پالنگ منم جناب فطرت مآب حضرت شیخ الاصحاب
مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیباک طرار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار دیکھا
تو نے قدرت خدا کو کہ مین نے تجھے کیونکر گرفتار کیا وہ خضر سلیمان نہ تھی جسے تو نے کوہ پر بلایا تھا
وہ بندہ ذلیل خدا تھا جو تجھے پکڑلایا اور لشکر تیرا مطیع ہوکر داخل ملازمان صاحبقران ہوا اور
ملکہ یعنی معشوقہ تیری میرے پاس گرفتار ہے اگر تو اطاعت کرے معشوق ملے جان بچے اگر ملک کا اپنے
خیال ہے کہ افراسیاب ضبط کرلیگا تو حمزہ ایک ملک کے بدلے چار ملک دیگا اجلال نے
جب یہ کیفیت دیکھی اور جملہ مضمون پر مطلع ہوا دل سے یقین کیا کہ لقا جھوٹا ہے اگر وہ خدا ہوتا اس
حال کو نہ پہونچتا اور عمرو کے ہاتھ سے ذلت اسکا کوئی دوست نہ پاتا القصہ اجلال نے اشارہ
سے کہا کہ مین اطاعت کرتا ہون عمرو نے سوزن زبان سے نکالا اور کھولدیا اجلال دوڑکر امیر
کے قدم پر گرا صاحبقران نے خلعت دیکر اپنے سردارون مین داخل کیا اور بارگاہ مین چہل
ستون کے باہر دنگل بیٹھنے کو ملا واضح ہو کہ اندر چہل ستون بارگاہ کے تخت شاہی بچھا ہے اور برابر
اُسکے دنگل امیر کا ہے اور دنگل امیر کے بعد بیٹے اور پوتے اور جانشین امیر عمرو کے بیٹھنے
کی جگہ ہے باقی سردار تاجدار عیار بیرون چہل ستون دست راست اور دست چپ مین صاحبقران
کے بیٹھتے ہین اور دو جانشین امیر کے ہین کہ ایک دست راست کے سردارون کا افسر ہے اور نام
اُسکا لندھور ہے اور دست چپ کے سردارون کا جو افسر ہے نام اُسکا مالک اژدر ہے اور جو سردار

دست راست کے ہین وہ چاہتے ہین کہ ہم زیادہ بہادری دکھائین اور دست چپ بھی چاہتے ہین کہ ہم اپنی
شوکت جتائین اسوجہ سے آپس مین چشمک رہتی ہے اور ایک دوسرے سے دست راست اور دست
چپ کے سردار سے چوٹ چلتی ہے اور اسی طرح جو عیار دست راست کے سردارون کے ہین وہ دست
چپ کے بہادرون کے عیارون سے چشمک رکھتے ہین اگرچہ سب شاگرد اور بیٹے عمرو کے ہین اور یہ
سب عیار ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین اور ان سب عیارون مین چودہ افسر ہین اور ان افسرون
کے چار شخص افسر ہین اور ان چار افسرون کا ایک شخص افسر ہے اور اُس افسر کا استاد اور مالک
عمرو ہے اور بعد عمرو کے جو سب کا افسر ہے بجاے خلیفہ عیاران لشکر ہے نام اُسکا مہتر قران ہے اور
یہ نظر کردہ حضرت امیر المومنین ہے کبھی عورت کی صورت بضرورت عیاری نہین بنتا ہے اور نہ کبھی
یہ عیار لشکر مخالف کے سردار اور عیار کے ہاتھ سے گرفتار ہوتا ہے غرض بعد قران کے جو چار افسر
ہین نام اُنکے مہتر برق فرنگی اور چالاک بن عمرو اور مہتر زیرک ختائی اور ابوالفتح اصفہانی
ہین اور اُنکے بعد چودہ افسر جو اور ہین وہ گلباد عراقی و گلباد عراقی و سماک بیطاقی و عمران
ختائی و سیارہ بن عمرو و قاقولہ سمرقندی و مرغولہ سمرقندی و مہتر سنجر بلخی و مہتر جرد
اصفہانی و امیہ بن عمرو و فتح بن عمرو و ابوشہاب خرقہ پوش و ابوسعید لنگری و
ضرغام شیر دل ہین حال انکی چشمک کا خالی لطف سے نہین ہے کسی جگہ بیان ہوگا آمدم بر سر
مطلب اجلال جادو سے امیر نے فرمایا کہ تمھین جس صف مین بیٹھنا منظور ہو وہان بیٹھو اور
یہان کا یہی دستور ہے کہ جس جگہ سردار بیٹھنا پسند کرتا ہے وہان بیٹھتا ہے اجلال کو دست چپ کے
سردارون سے الفت پیدا ہوئی اور بائین طرف دنگل بچھا پایا مالک نے کمال تعظیم کی اور محبت
ظاہر فرمائی امیر نے فرمایا کہ اے اجلال ساحری سے توبہ کرو کہ شیوہ ہم لوگون کا سحر کرنا نہین ہے
ہم ہین اور ایک شمشیر کا دھنی ہے اسنے حسب ارشاد امیر سحر کرنے سے توبہ کی اور لقا پرستی ترک کرکے
مسلمان ہوا امیر نے حکم جشن کرنے کا دیا عشرت کا سامان برپا ہوا ساقیان خوش ادا پیمانہ
شراب ہوش ربا لیکر حاضر ہوے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے مستانہ ہوشا ہوشا
اور نوشا نوش کی بلند ہوئی کہ سب ہر طرف اک شور بپا ہے ہوے مستانہ رہا + خوب ہی اکی بس
زور ون پیمانہ رہا + سواے امیر کے سب شراب نوش کی ناچ سامنے ہونے لگا اور ہر ایک مصروف
عیش و طرب اُسوقت تھا کہ یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا اور ایک عورت نازنین مہ جبین زہرہ تمکین
لباس سبز پہنے بارگاہ مین آئی اور امیر کو آکر تسلیم کی اجلال نے پہچانا کہ میری معشوقہ ملکہ نسرین

غرضیکہ ہنوز دختر سلیمان پر یہ گھبرایا کہ محفل میں ایسی کیفیت ہو گئی جو چلی آئی مگر ذکر سنیے کہ عیار
چالاک نے جو محل میں ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا سنا کہ خواجہ چلے گئے اور لشکر میں امیر کے پہنچے اور
سلیمان طبل بازگشت بجوا کر پھر آیا اسوقت قلعے سے سوار ہوا اس حیلے سے کہ میں اپنے باپ کو دیکھ
آؤں جب سواری باہر قلعے کے آئی چالاک محافے سے نکل کے جست و خیز کرتا ہوا لشکر امیر کی طرف
چلا خواصیں اور اہل عملہ سواری کے لوگ حیران ہو کر ملکہ کو پکڑنے دوڑے مگر کب ہاتھ آتا تھا لشکر میں
کو دیکھا نہ کہ عیار ہی نکل گیا اور امیر کے پاس آیا وہاں ملازموں نے سلیمان سے جا کر عرض کیا
کہ صاحبزادی تمہاری نکل گئیں سلیمان تلوار پکڑ کر چلا کہ میں حمزہ کے لشکر میں جا کر اسے قتل
کرونگا لیکن بختیارک نے دامن پکڑا کہ کہاں جاتے ہو اپنے ساتھ تمہیں کیا موقوف ہو ہمارے
خداوند لقا جو بیٹھے ہیں ان پر گذرتے ہیں دو صاحبزادیاں انکی ایک ملکہ جہان افروز اور دوسری
ملکہ گیتی افروز اسیران حمزہ کے ساتھ نکل گئیں سلیمان یہ کلام سنکر ٹھہر گیا اور خداوند لقا
نے بختیارک سے کہا ارے شیطان حرامزادے میری لڑکیوں کا کیوں ذکر کرتا ہے اسنے کہا
خداوند میں دنیا کی مثل کہتا ہوں کچھ برا نہ مانیے غرض وہ بات ہنسی میں پڑ گئی اور یہاں امیر
ملکہ کو دیکھ کر حیران تھے کہ اسنے عرض کیا یا امیر میں چالاک بن عمرو ہوں اور سب ماجرا
گذارش کیا اجلال کو عیاری کا حال سنکر بڑی حیرت ہوئی کہ اللہ اکبر کیا عیار ہیں یہ
محل میں رہے اور کوئی پہچان نہ سکا ادھر جو اسیر لشکر کفار سے نکل کر بارگاہ امیر میں
حاضر تھے انہوں نے یہ خبر جا کر سلیمان سے کہی کہ وہ دختر آپکی نہ تھی چالاک عیار تھا اور سارا
ماجرا بیان کیا بختیارک یہ حال سنکر بہت ہنسا اور کہا واہ واہ سلیمان میاں اجلال جادو
طلسم سے آئے مگر پیر و مرشد لیے تمہرو نے لڑنے بھی نہ دیا اور پکڑ لیے گئے تمہیں اپنے گھر کا بھی
کچھ حال نہ معلوم ہوا تھا تم انتظام سلطنت اور فوج کا بندوبست کیا کرو گے اور کیونکر امیر ایسے بہادر
اور ہوشیار سے لڑو گے سلیمان نے کہا ملا جی میں دوسری عرضی خدمت افراسیاب میں
بھیجتا ہوں اور مدد طلب کرتا ہوں اور ابکی بار نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دوسری
عرضی افراسیاب کو لکھی اور سارا حال اجلال کا اس میں لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بہت
جلد کسی ساحر زبردست کو بھیجے کہ وہ آکر خداوند کی مدد کرے غرضکہ اس عرضی کو بدستور
کے جیسا اوپر بیان ہو چکا اسی پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا افراسیاب کو خبر ہوئی پنجہ نے کھینچا
اور عرضی کو منگا کر پڑھا اور غضبناک ہو کر اپنے اہل دربار سے کہا سنا تم نے اجلال جادو گرفتار ہوا

ہو گیا اور خداوند کا دین ترک کر کے مطیع دشمنان خداوند ہوا لہٰذا چاہتا ہون کہ تم مین سے ایک ساحر
یا ساحرہ خداوند کی خدمت مین جائے اور حمزہ کے لشکر کو غارت کر کے اجلال کو نمک کو باندھکر
میرے پاس لائے جب افراسیاب نے یہ کلام تمام کیا دربار مین اُسکے ایک ساحرہ حسینہ جادو
نام نجیلا اور جادوگرون کے کرسی پر متمکن تھی حکم شاہ سنکر اُٹھی اور عرض کیا کنیز اس جنگ کے لیے
جائیگی افراسیاب نے خلعت دیا اور کہا عیارون سے بہت احتیاط رکھنا جاؤ خداوند سامری
و جمشید کے سپرد کیا ملکہ حسینہ جادو دربار سے رخصت ہو کر جس ملک کی طلسم مین حاکم ہو وہان
آئی اور بیس ہزار ساحر اور جادوگرنیون کو حکم دیا کہ سامان روانگی پے جنگ و جدال درست کرو
اور سمت کوہ عقیق میرے ہمراہ چلو الغرض یہ سب تیاری چلنے کی کرتے ہین لیکن افراسیاب
نے جواب عرضی لکھکر کہ بہار پر بیچے سے پھینکو اور یا ملازم سلیمان اُٹھا لیگئے سلیمان کو جا کر دیا
اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ ملکہ حسینہ جادو وہان آتی ہین کل لشکر کو حمزہ کے برباد کر دینگی اطمینان
رکھو یہ مضمون پڑھکر سلیمان بہت خوش ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر امیر نے امیر سے
جا کر عرض کین کہ سلیمان نے مدد طلسم سے طلب کی اور جواب بھی عرضی کا آگیا ہے اور اُسے پڑھکر
سلیمان خوش ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ساحر مدد کو آیا چاہتا ہے امیر نے یہ خبر سنکر ارشاد کیا کہ
جب تک طلسم فتح نہو گا اسی طرح ساحرون کی آمد رہیگی اور بدیع الزمان میرے فرزند کی
بھی رہائی نہو گی لہٰذا اے عمرو پہلے ملکہ نسرین دختر سلیمان کو زنبیل سے نکال کر محلات
مین داخل کرو اور اجلال کے ساتھ نکاح کر دو اور ہمارے خزانے سے جمیع مصارف ملکہ کا
مقرر ہو بشرطیکہ دین اسلام قبول کرے اور لقا پرستی سے باز آئے عمرو نے کہا مین زنبیل
سے ملکہ کو جب نکالونگا جب مجھے کچھ ملیگا ورنہ زنبیل داخل کرنے روپیہ کے لیے ہے نکالنے کے
لیے نہین ہے زنبیل کے اندر جو چیز جاتی ہے اُسکا یہ حال ہے کہ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد
امیر خواجہ کی باتون پر بہت ہنسے اور کئی لاکھ روپیہ عنایت فرمایا عمرو نے جا کر روپیہ خزانچی سے
وصول کیا اور ملکہ نسرین کو زنبیل سے نکال کر اپنے خیمے مین بٹھایا امیر نے پوشاک بھیجی
ملکہ حسینی اور حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے اور مین کہان آئی ہون اسی ہنگامہ مین امیر خود
خیمے مین تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ اس طرح عیار مہیرا تمھین یہان لایا ہے سارا
حال عمرو کا بیان کیا اور کہا عاشق تمھارا یہان اجلال جادو موجود ہے اب تمھین اختیار ہے
چاہو یہان رہکر اپنے عاشق سے نکاح کر لو اور اگر یہ امر منظور نہو تو مین تمھین تمھارے باپ کے

پاس بھیجدون ملکہ نے امیر کی بیمروت دیکھکر عرض کیا کہ مین آپکا دین اختیار کرتی ہون غرض
امیر نے برضامندی ملکہ اجلال جادو سے نکاح کردیا اور بمالک مال آن ہردونون کو بہت کچھ دیا
بعد فراغت ایسا امر کے حکم کیا کہ پیران خواجہ بزرجمہر کو بلاؤ حسب ارشاد خواجہزادے حاضر ہوے
امیر نے تعظیم کی اور بعزت تمام بٹھایا اور فرمایا کہ آپ ملاحظہ کرین قرعہ پھینککر کہ طلسم ہوشربا
کون فتح کریگا اور افراسیاب کس بہادر کے ہاتھ سے مارا جائیگا خواجہزادون نے حسب الحکم اول
امیر کے قرعہ پھینکا اور زائچہ کھینچا اور بڑی فکر کرکے حال اشکال رمل کی سعادت و نحوست کا
دریافت فرماکر کہا کہ یا صاحبقران علم غیب سواے خدا کے کوئی نہین جانتا لیکن ہم از رو
قواعد علم رمل کے عرض کرتے ہین کہ اس طلسم کے فتح کرنیکو نواسا آپکا شہزادہ اسد بن کرب
غازی تشریف لیجائے اور اُسکے ساتھ پانچ عیار بھی ہون کہ ایک ان مین جسکو قران نظر کردہ
مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہو اور دوسرا استاد برق فرنگی تیسرا عیار شہزادہ اسد
کا کہ خود اپنے آقا کے ساتھ جائیگا اور وہ ضرغام شیردل ہو اور چوتھا عیار جسے جانا چاہیے
وہ جانثار بن قران ہو اور پانچوین عیار کا نام ہم نہین عرض کرسکتے مگر سنام پر اُسکے حرف
عین ہے عمرو دنگ ہو گیا کہ مجھے کہتے ہین بول اٹھا کہ یا امیر ایک حکیم زادہ بھی طلسم مین جانے خالی
عیارون سے مطلب برآری نہوگی خواجہزادون نے کہا دیکھیے ہمنے اسی وجہ سے نام نہین
بتلایا کہ آخر ہمپر انہون نے اعتراض کیا یا غل مچا آپ جانیے عیار جانین ہمنے صرف بتادیا امیر
نے کہا خواجہ تمہارا نام نکلتا ہے تمہین جانا پڑیگا عمرو نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا امیر نے خواجہزادون
کو تو رخصت کیا بقدر حوصلہ انعام و خلعت دیا بعد اسکے شہزادہ اسد بن کرب غازی سے
ارشاد کیا کہ اے فرزند تیاری سفر کرو اور واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہو اسد اپنے دنگل سے
اٹھا اور آداب بجالا کر اپنی بارگاہ مین آیا اور مصروف روانگی انتظام ہوا پھر صاحبقران
نے دس لاکھ روپیہ منگوا کر پانچ لاکھ اس مین سے واسطے زادراہ کے چارون عیارون کو
جنکا بھیجنا منظور ہے عنایت کیے اور پانچ لاکھ جو باقی رہے وہ عمرو سے کہا تم لیکر طرف طلسم
کے جاؤ عمرو نے جب روپیہ کثیر دیکھا کہ ملتا ہے کہا یا صاحبقران مجھے روپے پیسے کی مجھے
خواہش نہین اور مین ہرگز طلسم مین نجاتا مگر کیا کرون کہ فرزند آپکا گرفتار ہے اس سبب سے
مجھے چار و ناچار جانا پڑا لیکن آپ میرے شاگردون کو روپیہ دیکر خراب کیا چاہتے ہین یہ کہکر ان
چارون عیارون سے کہا او ناشدنیو تم پانچ لاکھ روپیہ لیکر سب برباد کروگے لاؤ مجھے دو مین

رکھ چھوڑو ان سے وقت پر کام آئیگا اور تم عیاری کیا خاک کروگے اپنے پاس کا روپیہ صرف کرکے طلسم میں جاؤگے چاہیے کہ وہاں سے روپیہ پیدا کرکے لاؤ نہ کہ یہاں سے لیجاؤ اور میں نے جو روپیہ لیا تو میرا خرچ بہت ہے وہ عیار سمجھے کہ اتنا روپیہ دیکر چکے ہیں چھوڑینگے نہیں غرض انھون نے وہ پانچ لاکھ روپیہ بھی عمرو کی نذر کیا انھون نے سب روپیہ زنبیل میں داخل کیا اور بارگاہ سے اٹھکر اپنے خیمے میں آیا اور تیاری سفر کی کرنے لگا اور وہ چارون عیار بھی درستی سامان سفر میں مصروف ہوے امیر نے انھین عمرو سے مخفی بہت سا روپیہ عنایت کیا

روانہ ہونا شیر بیشہ شجاعت و جلادت بہادری شہزادہ اسد بن کرب غازی کا مع خواجہ عمرو اور مہتر قران اور برق فرنگی اور جانسوز بن قران اور ضرغام شیردل کے واسطے فتح کرنے طلسم ہوش ربا کے اور ہر ایک کا داخل ہونا طلسم میں علحدہ علحدہ اور مقابلہ ہونا ساحرون سے [illegible]

ترے در پہ اے ساقی لالہ فام
طلب جام سے تجھے یا نہ تک کیے
ستا گردش بخت تشنہ خندہ خو
وہ ساغر پلا جو دلی دکھائے
بدولت تری ساقی نیک نام
جو اک جام سے دور میں پاؤنگا
روان صفحے پہ جو قلم اس طرح
دکھاؤن قلم کی وہ جادوگری
مرصع خیال سخن آفرین

ہوے جمع پھر آکے مہوش تمام
کہ سر بادہ خوارون کے پھرنے لگے
بٹھا دور میں مجھکو رندون کے ساتھ
طبیعت کی میری گرانی مٹائے
دکھاؤن میں نیرنگ عالم تمام
طلسمات کی سیر کراؤنگا
چلے جیسے سیاح کشتی کی طرح
کہ ہو وے نہ اب زیر زمین سامری
سخن را بکرسی نشانم چنین

رہروان جادۂ اقلیم معانی و فتاحان طلسم خوش بیانی سیاران منازل عجائب و غرائب قدرت طرازان حکایات عجائب طلسم مضامین بدیع کو بہ تیاری کلک میدان قلم لیلن فتح کرتے ہیں اور عالم خیال مین ترتیب تفکر ہوکر اس طرح قدم دھرتے ہیں کہ اسد دلاور نے اپنی جگہ پر آکر چالیس ہزار سوار جرار کو حکم دیا کہ تیار ہوکر واسطے فتح کرنے طلسم کے چلیں پھر وہ حکم شاہزادہ گردون وقار بارگاہ میں اور خیمے جیلکدون پر بار ہوے اور بہادر افسران فوج مسلح مکمل ہوکر چلنے پر تیار ہوے اسد غازی

گلے میں آیا اور پیارے اسد کو اپنی مادر مہربان دختر صاحبقران ملکہ زہرہ شہر نے بوسے دیکر
آنکھوں سے لگایا اور عرض کیا کہ اے والدہ ماجدہ یہ غلام آپکا طرف طلسم کے واسطے رہائی نامور جان
شہزادہ بدیع الزمان کے جاتا ہے آپ بھی بدل مجھے رخصت فرمائیے اور خطائیں جو کچھ مجھسے عمداً یا
سہواً ہوئی ہوں انکو معاف کیجیے ملکہ زہرہ شہر ایک تو جدائی کے غم میں مبتلا تھی اب فرزند کے
جانے سے آنسو آنکھوں میں بھر لائی اور اسد کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا یہ خبر تمام محلات
میں ہوئی کہ شہزادہ اسد چھڑانے بدیع الزمان کو جاتے ہیں اوس وقت سب بیبیوں نے
صاحبقران کی آکر اسد کی بلائیں لیں اور زندہ امام ضامن باندھیں اشرفیاں بازو پر باندھیں
ملکہ گردیہ یا کوکہ اسد کی حقیقی نانی ہیں مفارقت سے اسکی بیقرار ہو کر خوب روئیں آخر سب نے
دعا سے حرز جان بخشی شاہزادے پر دم کی اور دعا دیکر رخصت کیا اسد نے وہاں سے آکر سلاح خانہ
کھلوایا اور اسلحہ طلسم فیروزہ جمشید کی کہ جو انھوں نے فتح کیا ہے اور ذکر اسکا دفتر ایرج نامہ
میں ہو چکا ہے نکلوایا چالیس ہزار خفتان فیروزہ نکالا اور خیمہ سے شہر یار بلکہ اپنے لشکر میں تقسیم فرمائیں
اور کئی ہزار جوڑیاں نقرہ و طلائی نقاروں کی شتر اور ہاتھیوں پر بار کرائیں اور علم ابلق زرد سرخ
و سفید کے ہمراہ لیے اور ایک روز لشکر میں ٹھہر کر سب سرداروں سے رخصت ہوا اسباب امیرالامرائے
صاحبقران خیمے میں اسد کے آئے اور سب نے گلے لگا کر رخصت کیا ایک دن اور رات بھی
ہنگام سحر جب دوسرے روز مسافر سپہر دولتسراے مشرق سے بعزم طے منازل برج آسمان برآمد
ہوا شاہزادہ اسد کے لشکر میں کوس سفر بجا اور شہزادہ بعد ادائے فریضہ نماز سوار ہوا اونکے
ہمرکاب پیچھے نوبت و نقارہ کی صدا بلند ہوئی امیر حمزہ مسجد میں مع سرداران نماز پڑھتے تھے بعد
فراغ نماز پوچھا کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ شاہزادہ اسد جاتے ہیں
صاحبقران نے فرمایا چلو ہم بھی سواری کا سامان دیکھیں اور ایکبار وقت رخصت پھر اپنے
فرزند کے دیدار سے مسرور ہوں یہ فرما کر مسجد سے برآمد ہوئے اور ایک مقام بلند پر جا کر
ٹھہرے سب سردار ساتھ تھے لشکر ایک ہاتھی سامنے سے نمودار ہوا جسکے ہودے پر آئینے لگے تھے
جھولیں زربفتی پڑی تھیں علمبردار علموں کو جلو میں دیتے پھریروں پر تعریف خدائے لایزال تحریر
تھی ہمراہ ایک سورۂ انا فتحنا کی تفسیر لکھے ہوئے بعد گھڑیال شترنال دمامے اور نقارے نقرئی و طلائی
ہاتھیوں پر اور شتروں پر نقارچی بادلہ پوش پگڑیاں گلنار باندھے جھکیں کمخواب کی پہنے ڈال
لیے نقاروں پر چوب لگاتے دمامے رعد آسا گرجتے تجمل و شان دکھاتے نکلے پھر یا نون

کی قمچیان اونٹون پر جھنگی مچھلیان جواہر کار نشان مرصع پوش طرحدار اونٹون کے غول بند مشکی ہزار ایک
گنگا جمنی گلے مین پڑے اپنی سج دھج دکھاتے آگے بڑھے برابر انکے ہزار ہا پیادہ جنگ پر آمادہ باہم متصل
باندھے گروہ کیے تعداد مین پانچ ہزار رسالہ کھڑین کے غول کا انبوہ کیے شفتالوی پگڑیان سر پر انگرکھے چست
ڈانٹے جوتے زردوزی کے پاؤن مین پہنے خواصیان شیر دہان کاندھون پر سنبھالے جسپر غلاف زربفتی
چڑھے ایکطرف روانہ تھے اور چار ہزار مرکب کوتل جنکا ساز و یراق مرصع کندن کے سنگلین
کلنیان دھری ایک سر پر دو دمچی کڈی کے بیچ مین لگا تہ پا آکر ہر ایک کے بڑی کشیدہ یان ڈھوپ بھی
چڑھین سایہ مین لگن رانی کرتے پیدا ہوئے پھر کئی ہزار سقہ کھاروے کی لنگیان باندھے دریائی
زربفت کی پیٹے گلاب کیوڑا بید مشک کا چھڑکاؤ کرتے گرد و غبار بٹھاتے ساتھ ساتھ انکے بیلدار
کلک ہاتھ مین لیے چلے گئے پھر طفلان ماہ طلعت مشعلین سونے چاندی کی لیے عود و عنبر کی لگا کر ڈالتے
جنگل کو رشک دشت تاتار بناتے پھر وہ طبلہ عطر بناتے اپنی سج دھج دکھاتے لباس رنگین پہنے
جواہر کے کڑے ہاتھون مین پڑے ہر ایک شعلہ رخسار مہ جبین و طرحدار گذر گئے بعد انکے مردھے
عصا ہائے نقرئی و طلائی لیے ادب و تفاوت پکارتے کہ ابیات

نقیب اور چلودار اور چوبدار — یہ آپس مین کہتے تھے ہر دم لگا
پیادون جوانون بڑھے جائیو — دو جانب سے باگین لیے آئیو
آئی اپنے معمول و دستور سے — ادب سے تفاوت سے اور دور سے
رہے جاؤ آگے سے چلنا قدم — بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

علم شیر پیکر کا پھریرا کھلا اسکے سایہ مین گلگونہ شہزادہ تہمتن وصف صف شکن مرد میدان دلاوری
نبیرۂ حمزۂ حجازی اسد بن کرب غازی کا شہزادہ اسلحہ طلسم جمشیدی لگائے زرہ فیروزہ رنگ پہنے
اور ابلق نور صبح و سفید کے لیے شہزادے کے سر پر زر نثار کرتے نقارے کئی ہزار اسکے ساتھ بجتے پس
پشت چالیس ہزار سوار جرار جلیتہ پوش چار آئینہ پوش شجاعت کا ہر ایک کوہ جوش گھوڑے سے گھوڑا
ملائے باگین اٹھائے برچھی کنوتیون پر مرکب کے رکھے دلاتیان کرتے لگائے گرز گرانبار کے اور
ساتھ بڑے حشم و خدم سے ظاہر ہوئے اور امیر کو اسد نے کھڑے دیکھ کر مجرا کیا گھوڑا لیے آکر
خدمت مین حاضر ہوا صاحبقران نے گلے سے لگایا دعائے فتح و ظفر دی دل بھر آیا اسد
نے عرض کیا کہ نانا جان آپکو حفظ و حمایت خدائے پاک مین مین نے دیا امیر نے فرمایا قبول کیا
سب سردار گلے سے لپٹ گئے اور ہر ایک نے تنگا تنگ بغلگیر کیا پھر اسد نے کہا اے بابا امیری قدم

مولائی بسفر رفتنم چہ فرمائی صاحبقران نے فرمایا سفر رفتنت مبارک باد و بسلامت روی و باز
آئی ای فرزند پروردگار عالم جلد تر تمہاری صورت پھر ہمین دکھائے اور طلسم مین دشمن پر مظفر و منصور
فرمائے لو سدھارو قادر و توانا خداے دو جہان کے سپرد کیا اسد قدم کو اپنے نانا کے بوسہ دیکر پھرا
اور مرکب پر سوار ہوا سواری بڑے عزم و شان سے مثل باد بہاری آگے بڑھی امیر ادھر بہت سے سردار
رونے لگے محلات سے گریہ و زاری کی صدا بلند تھی امیر کے پیچھے اس وقت شہزادے کے بہیر و بنگاہ کے
لوگ خیمے ڈیرے بارگاہین گردون پیلدی جملہ سامان کوچ و مقام شکار کا اسباب خیم کا جلیبر بانشاط
چنگ و رباب لیے جاتے تھے امیر بارگاہ تک نہ پہونچے تھے کہ یکایک آواز زنگولون کی آئی نگاہ اٹھا کر
جو دیکھا سامنے سے شاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار آتے ہین چارون عیار ہمراہ ہین لباس
عیاری اور کلاہ سرداری پہنے بانے عیاری کے جسم پر لگائے کمند سراپا [illegible] گوپھن
بازو پر لپیٹی پتھرون کا توبڑا گلے مین ڈالے قلندر [illegible] کھینچ چلین و رفتار کبک دری [illegible]
باد جسم مین پھرتی چست و چالاک بنے ہوئے کسوت عیاری [illegible] گردون نے پتھر کا [illegible] بازو
قدم سے آکر لپٹ گئے امیر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور امیر کی مفارقت کا ذکر کیا [illegible]
عمرو نے عرض کیا کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے قدر شناس اس ساتھ کے کھیلے کو فراموش خاطر
خاطر نہ فرمایئے گا اور حقوق دیرینہ خدمت گزاری کے عوض دعاے خیر کیجیے گا اس سفر مین دیکھیے
کیا ہوتا ہے مقابلہ شہنشاہ ساحران افراسیاب سے ہے طلسم مین جاتا ہون دیکھو کیا پیش آتا ہے لہذا
امیر اپنی جگہ پر اپنے فرزند کو سردار عیاران کیے جاتا ہون اسکو میری جگہ پر بٹھائیے گا اور جو مجھ سے
خدمت لیتے تھے اب اس سے اس کام کو فرمایئے گا امید ہے کہ وہ یہ منصب ادا کرے اور وہ چالاک
بن عمرو ہے امیر نے منظور فرمایا چالاک اور سب عیار پہونچانے ساتھ آئے تھے انکو یہ حکم بنا بر وصیت
خواہش عمرو سب نے بدل قبول کیا اور چالاک کو اپنا امیر بنایا الحاصل عمرو بھی رخصت ہو کر آگے
بڑھا اور تھوڑی دور جا کر ان چارون عیار سے کہا کہ اے برادران مثل مشہور ہے کہ اپنی ڈفلی اپنا راگ
الگ الگ سواے طلسم مین طے کرکے طلسم مین داخل ہون اور علیحدہ چلنے مین یہ فائدہ بھی منصور ہے کہ اگر
کسی جگہ پر کسی کو ضرر ہوگا اور کوئی ساحر گرفتار کریگا تو ایک دوسرے کا وقت پر آکر یاور ہوگا اور جو
سب ساتھ چلین گے اک بارگی گرفتار ہو جائینگے عمرو کے کہنے سے عیار علیحدہ ہوئے حضر قران
کسی سمت برق فرنگی ایک جانب ضرغام کسی طرف جانسوز کسی راہ سب الگ الگ چلے اور
عمرو جست و خیز کرتا اس راہ کو چھوڑ کے کہ جدھر سواری شہزادہ اسد کی جاتی تھی ایک طرف کو چلا

مگر اب اول حال شہزادہ کامگار اسد شہسوار کا ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ باحشم و خدم قلعہ کوہ عقیق کی حد
سے گذر کے وہ راہ طے کر کے اس مقام پر کہ جہان نقارہ اور چوب پہاڑ پر رکھی رہتی ہے اور سپاہیان اسکے
ذریعے سے نامہ و پیام افراسیاب سے کرتا ہے پہونچے اُس کوہ بلند کو دیکھا کہ وہ ایک کوہ منزلوں تک
ہے بلندی اُسکی تا فلک ہے کمند فکر کی رسائی محال طائر وہم پہونچے کیا مجال نظم

یکے کوہ بود و بغایت بلند	برو کہکشان گشتہ گوئی کمند
برفعت زدہ طعنہ بر چرخ پیر	ز سنگش رخ ماہ گشتہ زریر

شاہزادہ والا گہر وہان پہونچکر ایک لمحہ ٹھہرا اور اس کوہ کو اُس حق پژوہ نے ملاحظہ کیا قلہ
کوہ سے پائین کوہ تک گویا از رشک لالہ و گلستان کو آگ لگاتا تھا پہاڑ مثل گلدستے کے بنا
ہوا آگے [illegible] تھا ہو رہا تھا چہچہاتا تھا تدرو کہساری کے قہقہے تھے بلبل شوریدہ کے
جواہر کے گٹکے ہاتھون مین [illegible] پیر سہ صد سالہ عمر جسکی ہو گی بیٹھا تھا جب اسد عازم
[illegible] جھانسے نقرئی و طلا [illegible]
[illegible] اے نوجوان کیا غضب کرتا ہے واللہ دہن اژدر مین قدم
رکھتا ہے ادھر طلسمات ہے بلا کی جگہ ہے وہان کا گیا ہوا پھر انہین ملک عدم کے سوار آتا
ملا انہین اپنی جوانی پر رحم کر پھر جا ورنہ تو کہان اور زندگی کہان اسد یہ کلام سنکر للکارا کہ باش اے پیر
نابالغ جوانمرد کہین مرنے سے ڈرتے ہین قدم ہمت بڑھا کر پیچھے کب پھیرتے ہین ہم درہم کنندہ طلسمات
سیارہ عجائبات نبیرہ حمزہ حجازی شہزادہ اسد بن کرب غازی ہین تیرے روکنے سے کب رک سکتا
ہون جان بیچکر طلسم مین چلا ہون اُس پیر نے جب نام نامی شہزادہ گرامی سنا پکار کر کہا کہ اگر
یہ ارادہ ہے اور فتح طلسم کا قصد کیا ہے تو بسم اللہ کون روک سکتا ہے تشریف لیجایئے جو قصد ہو پورا
کیجیے شاہزادے نے گھوڑا آگے بڑھایا اور مع لشکر داخل درہ کوہ ہوا پہاڑ پر یہان طائران
طلسمی اُڑے اور نقارہ بجنے لگا طائرون نے جا کر افراسیاب کو خبر دی کہ بارادہ فتح طلسم
نبیرہ حمزہ اسد نام بصد فوج سے داخل سرحد طلسم ہوا افراسیاب نے یہ خبر سنکر فی الفور
سرحدداران طلسم کو نامے لکھے کہ اسد نامے شہزادہ حمزہ کا نواسہ داخل طلسم ہوا ہے جہان پانا
فوراً گرفتار کرنا ہر ایک ساحر طلسم ظاہر آمد شاہزادہ والا تبار سے آگاہ ہوا اور بفکر گرفتاری کرنے لگا
لیکن شاہزادے نے درہ کوہ طے کرکے جب سر بدر کیا ایک صحرا سبزہ زار نواح دلکشا مین گذر
ہوا کوسون تک سبزہ لہلہاتا تھا گل خودرو کی خوشبو سے جنگل بسا تھا اگر کہین خار تھا وہ بھی
گل کے گلے کا ہار تھا جھاڑیان زلف معشوق کو شرماتی تھین دریاؤن کی لہرین نثار جان تھین شاہزادہ والا گہر

دل بیتاب کو لہراتی تھیں سبزہ و سبزۂ تیغ اخضر کا سنبلہ تھا خلاصہ یہ کہ جنگل ہرا بھرا تھا ابیات

سبزہ ایسا تھا دل فریب ہیندہ | مردہ ہو جس کو دیکھ کر زندہ
سوئے اُس سبزے پر اگر بیمار | تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
یہ ہواے خوش اُس سے آتی تھی | روح بالیدگی سی پاتی تھی
بس نظر کرتی تھی جہاں تک کام | مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری | چڑھ گئی بس دماغ کو سردی
دل شبنم یہ چاہتا تھا وہاں | ہون اسی سبزہ زار پہ غلطاں
اک طرف تو وہ سبزۂ نوخیز | اک طرف تھی نسیم عنبر بیز

شاہزادہ عالی صفات ہمراہ رفیقان نیک ذات سیر گلزار کرتا دشت کو نزہت آباد کرتا ایک طرف روانہ تھا کہ سامنے ایک باغ نظر آیا سب نے عرض کیا کہ حضور اس باغ [illegible] تشریف لیجلیں اور نظارۂ گل ریاحین فرمائیں اسد اُسی طرف چلا اور قریب باغ پہونچا دیکھا [illegible] کاریگروں نے پتھر کاٹ کے چھوٹے بازو بنایا ہے سنگ موسی اور سماق اور معدنیات کو تراش کر مثل آئینہ صاف و شفاف کیا ہے در باغ مثل آغوش تمنائے عاشق وا ہے نہ کوئی پاسبان ہے نہ چوکیدار ہے صرف منتظم وہاں کی بہار ہے شہزادہ اندر باغ کے آیا اور سب اہل لشکر کو بھی لایا ہر طرح کے گل شگفتہ تھے نہریں جاری تھیں فوارے چھوٹتے تھے متصل نہر کے انگور کی تاک تھی ہر چھپر کی اسپر تاک تھی جواہر نگار ستون کھبانچ کے بنے سنہری تیلیاں تھاتم بندی کا کام خوشوں پر زربفت کی تھیلیاں مستانہ وار ہر شجر کا جھومنا دیکھ میں آکر خوشے کو خوشے کا چومنا چمن کی روش بڑی خوش قطع ڈالی ہر درخت کی ہموار کم و بیش چھٹی ڈالی تھی نئی روش نکالی تھی نہروں کے گرد پٹریاں بلور کی قریب اُسکے ہری ہری گھاس زمرد فام لہراتی تھی نہروں میں فوارے چڑھتے بلبل کی روح بلبلاکے درود پڑھے پانی کی شفافی پر جان لہراتی تھی نسیم صبا عنبر فشان گویا یہ باغ داغ دہ روضۂ رضوان تھا ہر گل و غنچہ نہال فیض نسیم سے مالامال فقط

کیوڑا اور چنپا گل پا چین گڑہل | لالہ و صدبرگ و نافرمان کنول
سہدی و رعنا و نرگس جعفری | کر رہے تھے سارے گل جلوہ گری
سیوتی و داؤدی بابونہ کنار | سو گر اسکے سبھی تھے بیشمار
سنبل و ریحان صنوبر یاسمن | سیکڑوں ہر قسم کے دیکھے چمن
کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار | اپنے اپنے موقع پر سب کی بہار

چادرین تھین چھوٹتی لاکھون وہان	حوض تھے لبریز نہرین تھین روان
چھوٹتے فوارے یون تھے بیشمار	جس طرح ساون مین پڑتی ہو پھوہار
تھا وہ فرحت بخش دل ایسا مکان	جس کو کہیے ثانی باغ جنان

لیکن اُس باغ مین سناٹے کا عالم سنسان پایا کوئی انسان نہ حیوان پایا بیچ چمنستان مین ایک
چبوترہ سو گز سے سو گز تک مربع سوا گز کا مرتفع بنا تھا گرد اُسکے چار چمن کہ ہر ایک مین لالہ پھولا
تھا چبوترہ پر جو بنگلہ پڑا تھا اُس مین شاہزادہ آکر ٹھہرا اور لشکر گرد چبوترہ کے اُترا کہ یکایک صدا
قہقہے کی آئی اور لالہ کا تختہ جو لگا تھا پھول اُسکے کھل گئے اور پھولون کے اندر سے اژدہون
کے منھ ہزارون پیدا ہوئے قلعہ ہای آتش چھوڑ کے دم جو اژدہون نے کھینچے سارا لشکر شاہزادہ کا
مع خیمہ و خرگاہ و بارگاہ اُنکے منھ مین چلا گیا اور اسد تنہا رہ گیا چبوترے سے اُتر کر اپنے رفیقون
کی طرف دوڑا پھر ایک آواز آئی پیچھے پھر کے جو دیکھا تو جس گھوڑے پر سوار تھا اُسکے
پر نکل آئے ہین اُڑ کر ایک طرف [illegible] تاہم شہزادہ اِس ہنگامہ مین حیران تھا کہ لمحہ بھر مین پھر
اُسی طرح وہ باغ نظر آنے لگا اور ویسا ہی لالے کا تختہ ہو گیا شہزادہ یاد مین اپنے رفیقون کی
خوب رویا اور پکارا کہ اے گردون ناہنجار و اے فلک کج رفتار تجھکو اتنی بھی صحبت پسند نہ آئی مجھے
تنہا بیابان کی خاک چھنوائی اور بیتابی مین یہ شعر پڑھا ؎ تو ہی ہان قافلے کہیو اے صبا
ایسے ہی گر تمھارے قدم مین تو ہم رہے + کبھی تلوار پکڑ کر اُٹھتا تھا لیکن کسی کو نہ پاتا تھا کہ اُسپر
وار کرے اور دل کی بھڑاس نکالے وہ باغ نظر مین خار ہوا اور رو رو آسیب پہونچا کہ وہ بھی نظر
نہ آئی نہ کسی رفیق کی صورت دکھائی دی ناچار ہو کر اُس چبوترہ پر بیٹھا خیال مین آیا کہ اے اسد
یہ مقام طلسم ہے ابھی ایسے ایسے معرکے بہت پیش آئینگے ساحران طلسم کیا کیا نہ دکھائینگے اس پہلی
ہی منزل مین گھبرا یا یون بلبلانا نہ چاہیے قدم ہمت آگے بڑھاؤ اور یکہ و تنہا راہ منزل مقصد
چلکر تلاش کرو یہ سوچکر اُس باغ مین سب طرف پھرا ایک طرف کو دوسرا دروازہ اور دکھائی دیا
اُسی دروازے سے نکلکر راستہ لیا سفر پیادہ پائی نصیب ہوا ہر گام پہ چھالے لب پر آہ و نالہ طلسم کا
صحرا جہان کا پھول بھی اُنکے حق مین کانٹے تھے لوٹتا شہزادہ یہ شعر ورد زبان فرماتا چلا جاتا تھا شعر
مرد اہو خضر بیابان بلا + نہین کٹتا ہے یہ میدان بلا + غرض اسی طرح تین شبانہ روز راہ طے کی
اور کوئی جائے سکونت و آسایش نظر نہ آئی چوتھے دن ایک سواد شہر دکھائی دیا شاہزادہ
افتان و خیزان وہان پہونچا دیکھا حصار شہر بلور کا ہے سر اسر نور کا ہے دیوار مین نقش و نگار تصویرین

شاہزادہ شہریار کی بنائی ہین شکارگاہین صحرا کوہ و دریا کی صورتین اصل کر دکھائین ورشہر واہی
بھاٹک فیل مست کی طرح جھوم رہا ہی ہزار ہا ساحر کھوے چندن کے لگائے صورتین عجیب بنائے
ہاتھون پر تلک دیے گوٹے فولادی ہاتھ مین لیے کسی کا سر انسان کا دھڑ حیوان کا کسیکا چہرہ
حیوان کا جسم انسان کا کوئی فیل سر کوئی اژدر صورت کوئی بر صورت ہر قسم کی شکلین سحر سے
بنائے کھڑے ہین سامنے اُنکے آگ کے الاؤ سلگتے ہین ہوم ہو رہے ہین دروازے کے قریب قلعہ کی
ہزار ہا برج اُس مین بنا ہو ساحر رو مین تن فیل بدن برج مین بیٹھا ہی گھنٹے اور ناقوس بجتے ہین
بھجن سامری و جمشید کی تعریف کے گا رہے ہین شاہزادہ یہ ماجرا ملاحظہ کرتا داخل شہر ہوا کسی نے
منع نہ کیا جب اندر شہر کے آیا اُس ملک کو نہایت آباد پایا گلی کوچے صاف دکانین ستھری اور شفاف
ہر طرف اکابر شہر اور اشراف سرگرم کاروبار لین دین اور بیوار جاری ہر مکان و دکان کی طرح تیاری
ایک طرف صرافہ دوسری بزازہ چارطرف صراف چادرین بچھائے کوڑی پیسے درم و دینار کا ڈھیر
لگائے بزاز اطلس و گلبدن کے تھان کھولے بیٹھے ہین خریدار ٹہلتے پھرتے ہین کسی سمت حلوائی
تھال سونے چاندی کے لگائے جن مین مٹھائی انواع و اقسام کی لذیذ و عمدہ چنی ہوئی بیچ رہے
ہین کہین نانبائی ہین کسی طرف کنجڑے اور قصائی ہین کہین بساطخانہ کی تجارت ہو رہی کہین
گل فروشون کی بہار کسی طرف ساقیون کی تجارت ہی رنڈیان طرحدار جیسے چوک مین آباد تماشا بین
دلشاد عورتین جوان لنگے زربفت کے دھوتی کے انداز کے ساریان آدھی اوڑھے اور
آدھی باندھے بعض کے دوپٹہ مین لچکا ٹنکا کرن لگی اُسکی تگاتی سورج سے زیادہ جگمگاتی چوٹی
کو کھردکی انگیا کبھی و ضعدار گجون کا اُبھار جواہر نگار کڑے ہاتھون مین پڑے پاؤن مین
ہین سونے کے پھڑے ناز و انداز دکھاتی تھین عاشقون کو لبھاتی تھین کہین کنجڑین سکادین
سونے چاندی کی ترازو مین میوے تولتین عاشقون کو ناریستان و سیب زنخدان کی بہار
دکھاتین کہ سدا اپنے عاشق سے یون نعرہ زن + کہ ہے ناریستان و سیب وطن + شہزادہ
اس شہر کی سیر دیکھتا پھرتا تھا اور از بسکہ بھوکا تھا ایک حلوائی کی دوکان کے پاس آیا اشرفی
جیب سے نکال کر اُسکے حوالہ کیا کہ تھال مٹھائی کا میرے واسطے لگا دیجیے اور آپ ارادہ کیا کہ
الگ جاکر ٹھہرے حلوائی نے وہ زر جو اسے دیا اُسے پھینک دیا اور کہا اے شخص یہ زر اپنا لے
ہمین یہ روپیہ نہین چاہیے اسنے وہ روپیہ لے لیا اور فرمایا بھائی اس مین کیا برائی ہے
اُسنے کہا ایسے روپیے پیسے یہان انبار لگے ہین بلکہ لڑکے بجائے کنکر پتھر کے انھین اشرفیون

روپے سے کھیلتے ہیں یہ کہکر اپنے ایک ملازم کو حکم دیا کہ جا کر تھوڑا سا جواہر زرد کو ہر دامن میں بھر لائے
اور اس مرد اجنبی کو دکھائے وہ گیا اور جھولی بھر کر جواہر لایا اسد کو دکھایا شہزادے نے کہا پھر یہاں لین
خرید و فروخت کی کیا صورت ہی کہا سکہ رائج الوقت ہمیں دو اور جو چیز چاہے مول لو شہزادہ
نے کہا یہاں کسکا سکہ چلتا ہی کہا افراسیاب کا اسد نے کہا اس شہر کا نام کیا ہی کہا شہر ناپرسان
اسے کہتے ہیں اور کاغذ کے روپے چلتے ہیں یہ کہکر اُسنے اپنے غلے سے ایک روپیہ نکال کر دکھایا کہ
یہ سکہ یہاں چلتا ہی شہزادے نے دیکھا کہ کاغذ کے پرچے پر تصویر ایک بادشاہ کی بنی ہی دوسری
طرف اُس کاغذ کے کچھ نقش و نگار ہیں حلوائی نے کہا ایسا ہی روپیہ دو تو سودا لیکے ورنہ اپنا
راستہ لو اسد نے جب یہ کلام سنا وہاں سے دوسری دکان پر آیا اور چاہا کہ اُس سے کچھ سودا لیجے
وہاں بھی یہی جواب پایا اسد بھوکا از حد تھا غصہ میں آیا اور کہا آخر تو اس شہر کو ناپرسان کہتے
ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہم بھی بازار لوٹ لو تمام شہر میں غدر کر دو یہ سوچکر ایک حلوائی کی دکان
سے تھال اُٹھا لیا اُسنے چور چور کہکر غل مچایا لوگ دوڑے اسد نے جو قریب آیا گردن پکڑ کے ایک
کا دوسرے سے سر لڑایا اور تیجے جہنم میں پہنچے ایک غلغلہ ہوا کوتوال شہر دوڑا اسد نے تلوار کھینچی
اور دو ایک کو زخمی کیا اور دوکان پر حلوائی کی چڑھ گیا اور اُسکے بیٹھنے کی چوکی اُٹھا لایا بیچ سڑک
پر بچھائی تھال مٹھائی کا آگے رکھ لیا اور کھانا شروع کیا اور جو پاس آیا اُسے مارا دوکاندار تھک
گئے حاکم پاس گئے یہ شہر راوی کہتا ہی کہ افراسیاب نے اپنی زوجہ ملکہ حیرت جادو کے لیے آباد
کیا ہی اور حاکم یہاں کی حیرت ہی اور اس جگہ ایک گنبد بنا ہی کہ نام اسکا گنبد نور ہی اور اس
میں تین درجہ ہیں ایک درجہ میں بارہ ہزار ساحر رہتے ہیں اور دوسرے میں کئی ہزار گھنٹے ٹنگے
ہیں ناقوس رکھے ہیں کہ اگر وہ بجیں تمام ساکنان طلسم بیہوش ہو جائیں اور تیسرے درجے میں
حیرت جادو بیٹھکر سیر طلسم کرتی ہی یہاں سے طلسم کی سب کیفیت دور تک دکھائی دیتی ہی اور
اُسکے ایک طرف طلسم ہی ایک طرف گلشن ہی ملکہ حیرت کا خاص مسکن ہی عجب دلچسپ جگہ ہی طلسم
ظاہر میں یہ مکان بنا ہی اور یہ شہر اسی لیے آباد ہوا ہی تاکہ ملکہ جب گنبد کی سیر کو آئے کسی چیز کی
تکلیف نہو سب یہاں پائے فی الحال اسوقت ملکہ حیرت اسی گنبد میں جلوہ گر ہی طلسم کی سیر دیکھنا
مد نظر ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی سترہ سو کنیز زیور سے آراستہ دست بستہ سامنے کھڑی کہ یکایک فریاد ہی
فریاد ہی کا غل سنا زمرد جادو نے اپنی وزیر زادی سے حکم دیا کہ دیکھو یہ کون استغاثہ کرتا ہی کسنے
ظلم کیا ہی یہ کیا ماجرا ہی زمرد جادو نے جا کر حال دریافت کیا اور ان فریادیوں کو سامنے گنبد کے

لائی ملکہ نے ماجرا پوچھا عیاروں نے اسد کے حلیہ کی کیفیت سنائی ملکہ نے ایک خواص گلشن جادو نام
حکم دیا کہ جاکر اس کیفیت کے شخص کو پکڑ لاوے تاکہ شہزادے کو پہچانے گلشن جادو بموجب حکم کے ہمراہ فریادیوں کے
چلی اور قریب شہزادے کے آئی دیکھا ایک جوان رعنا رشک مہر کنعان تخت پر بازار میں بیٹھا ہے
تلوار ہاتھ میں ہے مٹھائی کھا رہا ہے لیکن شعلہ نور حسن سے اُسکے وہ بازار تمام منور اور روشن ہے
کہ جو رشک وادی ایمن ہے ایسا حسن کبھی نہ دیکھا تھا کہ صدہا یوسف کو جیسا ان جہان بھی دیکھ
ایسا حسین طرحدار نہ دیکھا تھا گلشن جادو دیکھتے ہی اسد کو فریفتہ ہوئی اور پکاری کہ کیون
صاحب تم کون ہو جو ہماری ملکہ کی رعیت پر اس طرح کا ظلم کرتے ہو اور چین میں مٹھائی کھاتے ہو
اسد نے اسکی صدا سنکر جو دیکھا تو دیکھا ایک ساحرہ ماہ پیکر سیندور کا لگائے ساری باندھے
جیسے پھول کی ڈالی سی چلی آتی ہے دل میں خیال کیا کہ مقرر یہ مجھپر سحر کریگی اور پکڑے جائینگے پھر
ساری شیخی کرکری ہو جائیگی کچھ مکر کیجئے اور اس حرافہ کو سزا دیجئے یہ سوچکر پکارا کہ ذرا ہمارے
پاس آؤ تو اپنا حال سنائیں اور تمہارے ساتھ تمہاری ملکہ کے پاس چلیں گلشن قریب اسد کے
آئی اسد نے آنکھ سے اشارہ کیا گلشن سمجھی کہ مرد و انجیر یہ پھنسا فوراً آکر اسد کے ہاتھ میں ہاتھ
ڈال دیا اور کہا چلو ملکہ کے پاس لیچلوں اور دل میں یہ کہ ملکہ سے اسے مانگ کر مزے اڑاؤں اپنے
گھر لیجاؤں اسد نے جب ہاتھ اسکا پایا ایک جھٹکا دیا کہ وہ گری اسکی گردن پکڑ کے کپڑا اپنا منہ میں
پھاڑ کر اسکے منہ میں ٹھونسا کہ سحر نہ کرے اور رسی کے دو ٹکڑے مشکیں باندھ کر ایک دکان کے ستون
سے باندھ دیا اور پانچ چار کوڑے مارے کہ بلبلا گئی اسد نے پھر بیٹھ کر مٹھائی کھانا شروع کی
دکاندار یہ حال دیکھ کر دور سے غل مچاتے ہیں اسد کو دھمکاتے ہیں مگر کوئی پاس نہیں آتا ہے اسد
مٹھائی کھائے جاتا ہے آخر پھر جاکر ملکہ حیرت سے کہا حیرت نے یہ ماجرا سنکر غصہ کیا اور اپنی
وزیرزادی زمرد جادو سے کہا جاکر جلد اس موذی کو پکڑ لا اور گلشن کو چھڑا دے لاکر یہاں
پہونچا دے وزیرزادی سحر کرکے اڑی اور آکر اسد پر سحر کیا کہ ہاتھ پاؤں کی طاقت جاتی رہی
گلشن کو کھول دیا اور اسد کی کمر میں پنجہ ڈال کرکے اڑی گلشن بھی ساتھ ہوئی اسد کو سامنے
ملکہ حیرت کے لاکر ڈال دیا اسد نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ لباس پر زر پہنے مسند پر بیٹھی ہے ستر سو
عورت سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہیں اسد نے منہ اسکی جانب سے پھیر لیا لیکن حیرت صورت
اسد کی دیکھ کر حیرت میں آگئی اور پوچھا کہ اے گرفتار رنج و الم تو گل کسکے گلستان کا ہے بیان
کیونکر آیا ہے شہزادے نے فرمایا کہ میں نواسا حمزہ صاحبقران کا ہوں واسطے فتح کرنے طلسم

سکے آیا ہون ملکہ حیرت نے جب نام صاحبقران کا سنا فرط حیرت سے سر دھنا اور بلبرالرخواصون سے کہا پیر اصندوقچہ اٹھا لاؤ وہ گئین اور صندوقچہ لائین ملکہ نے صندوقچہ کھول کر ایک تصویر نکالی اور شہزادہ اسد کی صورت سے ملائی بعینہ مطابق پائی پھر اسد سے پوچھا کیا نام تیرا اسد ہی فرمایا ہان اسد یہی عبد ذلیل خداے صمد ہی حیرت نے خواصون سے کہا بیشک یہ طلسم کشا ہی تصویر مطابق ہی نام بھی یہی نشان اور پتا ملتا ہی اسے صحراے طلسم مین پھینک دو اگر طلسم کشا ہی از خود اس صحرا سے نکل جائیگا اور اگر کوئی دوسرا ہی تو صحرا ہی مین سرگردان ہو کر جان دیگا یہ حکم سنکر جادوگرنیون نے کچھ سحر پڑھا شہزادہ اسد بیہوش ہو گیا وہ اٹھا کر صحراے طلسم مین لائین اور چھوڑ کر چلی گئین بعد لمحے کے شہزادہ کی آنکھ کھلی ایک صحرای سبزہ زار مین اپنے تئین پایا اٹھکر ایک طرف روانہ ہوا دیکھا کہ صحرا نہیں ہی گوئین نمونہ بہشت برین ہی سبزہ ہر نخل کی شان جیسے طوبی + سبزے سے تھا دشت چرخ خضرا + سرو شمشاد پہ قمری و فاختہ کی فریاد تھی بلبل کی زبان پر گل کی شکایت حد سے زیادہ تھی اشعار

سنبل مین تھا طرز دود و تاب		شبنم مین تھا جلوہ کواکب	
مانند شفق وہ پھول رنگین		تھا رشک نجوم لطف نسرین	

کنوئین جا بجا پختہ بنے جنکی چاہ مین دل و دانا ہوشیار ڈوب جائے ٹھنڈا میٹھا پانی جنکا جگر کی ایسی تحفہ کہ انگور کی تاک جو انھین جھانک لے تو شرمائے ہر طرف نہرین اور چشمے جاری لب گردانون پر انکے گلکاری درخت گلدار بیلا موتیا نسرین نسترن جوہی شبو چنبیلی نرگس یاسمین کیسے گلاب کے پیاسے یاقوت رنگ سیوتی گل فرنگ کہین میوہ رنگ ترشاوہ کی ٹھیکی ٹھیکی اور بھینی بھینی خوشبو کہین سنبل بازلف پریشان کہین سوسن سو زبان ہو باغبان قدرت کا مدح خوان ہر تختے مین باد بہاری مستانہ وار اٹھکھیلی پھولون کے جھولنے سے اترائی ہوئی ہر خیابان مین دوڑتی تھی نسیم + لیے کاندھے پہ اپنے بار شمیم + بلکہ ابیات

نہرین تھین لطیف مثل کوثر		لہرین تھین تمام سلک گوہر	
پانی تھا اثر مین آب حیوان		نظارہ تھا جسکا مایۂ جان	

جھیلین بھری تھین فقار شوق کی داد دکھاتین گھانس گھٹنون تک ہری ہری اگی ہوئی تازگی اور سبزی بھری ہوئی ہرن ناچتے جستین بھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے وحشی ان کو کلہریل پیدا کرتی پریشان درختون کی شاخون پر جھولا جھولتے نہال خوشحال ہو کر جھومتے نہرون کے کنارے کنارے قاز و بط و مرغابی و قرقرے پانی مین ستارین ڈالکر بیٹھین کوا اپنے بھگوتے اور صاف کرتے پھریریان لیتے پرونکو جھاڑتے نظم

ہر دشتی رشک فردوس برین بود		خیابان در خیابان حور عین بود	

مثال خط خوبان سبزہ در گل	چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل
زفیض باغبان گرویدہ گلہا	چو چشم مے پرستان مست شہلا

اسد یہ کیفیت و بہار دیکھتا ایک مقام پر آیا کہ وہاں چمنستان میں بہت آدمیوں کو گل چینی کرتے پایا
پوچھا کہ ای برادران یہ کون مقام ہے اور تمھارا کیا نام ہے اور اس گل چینی کرنے سے کیا کام ہے انھون نے
کہا کہ حال ہمارا ایک بڑی داستان ہے مگر مختصر سا یہ بیان ہے کہ ہم سب اپنے اپنے ملک کے شہزادے
ہین بہر شکار نکلے تھے اس صحرا مین آکر پھنسے پھر کے جانے کے کس لیے کہ جب جاتے ہین راستہ نہین
پاتے ہین آخر ناچاری اسی جگہ بود و باش اختیار کی ہے یہان ایک شہزادی رہتی ہے کہ ہر روز گہنا
پھولون کا پہنتی ہے اُسی کے لیے ہم پھول چنکر گہنا بناتے ہین خواص اُسکی سر شام آکر گہنا لیجاتی ہے
ہمین اُسکے عوض مین کھانا دیجاتی ہے نظر بہ فضل خدا رکھتے ہین اور وہی کھانا کھا کر عمر عزیز بسر کرتے
ہین اب تم بھی اس صحرا سے نکل نسکوگے ہمارے ساتھ رہو اور پھول چنکر گہنا بناؤ اسی طرح بسر زندگی
ہوگی اور روٹی ملیگی اسد نے کہا استغفر اللہ مجھے مالی بننا نہین آتا یہ تمھین کو مبارک رہے انھون نے
کہا ابھی تازہ وارد ہو پیٹ بھرا ہے موٹے تازے بنے ہو جب کچھ دن رہوگے چربی گھلے گی فاقہ کروگے
آپ ہی بناؤگے اسد یہ باتین سنکر اُنسے ہمکلام نہوا اور الگ جا بیٹھا قصد کیا درختون سے کچھ میوہ توڑکر
کھائے اور چشمے سے پانی پیکر پیاس بجھائے یہ سوچکر شاخ درخت پر ہاتھ ڈالا وہ ہاتھ مین نہ آئی
اونچی ہوگئی اور جو میوہ گر پڑا تھا وہ بھی نظر سے غائب ہوگیا جب درخت پر چڑھنے کا قصد کیا
چڑھا نہ گیا اور پانی چشمون کا بھی ہاتھ نہ آیا جب پانی مین ہاتھ ڈالا دیکھا پانی نہین ریگ ہے
ناچار ہوکر بیٹھ رہا یہان تک کہ وہ دن تمام ہوا اور قریب شام چند کنیزان ماہ تمام مزدورون کے
سر پر خوان کھانے کے رکھوائے آئین اور پکارین کہ ای سفیدان طلسم کھانا لو اور گہنا دو وہ سب آدمی
دوڑے گہنا لیکر حوالے کیا اور کھانا لیا کنیزین چلی گئین اور وہ سب کھانا کھانے لگے اسد بیچارے
دور سے بیٹھے دیکھا کیے یہانتک کہ انھون نے سب کھانا کھا لیا اور انھین ایک لقمہ بھی نہ دیا اسد اُس
رات کو بھوکا پیاسا سو رہا جب دم مرغ زرین بال فلک آشیانہ مشرق سے چراگاہ فلک مین آیا ابیات

تا گہر از جیب افق شد صبح	بر تن شب کسوت ظلمت درید
تا کند زندہ دل مردہ را	صبح چون عیسی نفسے بر کشید
داس فلک دستہ ریحان درود	سرخ گل از سبزہ گردون دمید

وہ سب قیدی پھول چننے مین مصروف ہوے اور شہزادے نے اُٹھکر فریضہ نماز سحر ادا کیا پھر قیدیون

نے آکر سمجھایا کہ اے گل نورستہ حدیقہ جوانی و اے زیب و زینت باغ کامرانی کیون اپنی بہار زندگی پر خزان
لاتا ہی یہ پھول سا چہرہ گل کی طرح کمھلایا جاتا ہی آج ہمارے ساتھ چلکر کھانا بنا شام کو باسائش تمام
کھانا کھاؤ ورنہ صحرا ے طلسم مین بھوکا پیاسا مر جائیگا پانی مانگیگا نہ پائیگا شہزادے نے کہا تم جاکر اپنے
کام مین مشغول ہو ہم سمجھا لینگے باز آؤ وہ سب جاکر پھول چننے لگے اور اسد بیٹھا رہا آخر وہ دن
بھی تمام ہوا شام کو خواصین کھانا لیکر آئین شہزادے نے اپنی جگہ سے اٹھکر عورتون کو ڈانٹا کہ سب
کھانا رکھدو اور تم چلی جاؤ ان عورتون نے تعجب سے برسر پرخاش دیکھا قیدیون کو پکارا کہ جلد آؤ
یہ ہوا مسند اٹھا رہا کھانا چھینے لیتا ہی وہ سب دوڑے اسد نے دو ایک کے سر قبضہ شمشیر مار کر پھوڑ دیے
خواصون کو طمانچے لگائے مزدورنیون کو لاتین ماریں سب کھانا چھین لیا اور کپڑے اتروا لیے اب
بیٹھکر ان قیدیون کو دکھا دکھا کر کھانا کھانا شروع کیا اور خواصین روتی پیٹتی برہنہ پاس اپنے
مالک کے آئین مالک انکی ملکہ مہ جبین الماس پوش بھانجی افراسیاب جادو مالک طلسم
کی ہی کہ افراسیاب نے اسکو اپنی بیٹی کیا ہی اور طلسم کی سلطنت کا مختار بنایا ہی روز نوروز تخت
پر ملکہ کو بٹھاتا ہی اور جشن کرتا ہی اس جشن مین اٹھارہ ہزار شہزادیان اور بادشاہ مالکان ممالک
طلسم ظاہر و باطن و ظلمات سب ملکہ مہ جبین کو نذر دیتے ہین اور سلام کرتے ہین چنانچہ
ملکہ کو طلسم مین یہ صحرا پسند آیا ہی اس جگہ افراسیاب نے ایک مکان انکے رہنے کو بنایا ہی
ملکہ یہین رہتی ہی اور صندل جادو بہن افراسیاب کی اسکے ہمراہ رہکر حفاظت اسکی کرتی
ہی اتفاق سے اسوقت صندل جادو دربار افراسیاب مین گئی تھی کہ خواصین روتی
ہوئی آئین ملکہ نے کہا خیر تو ہی کہا حضور ایک ہوا قیدی نیا آیا ہی کہ وہ نہ پھول چنتا ہی نہ کھانا بناتا
ہی زبردستی دکھاتا ہی چنانچہ اسوقت اسنے سب قیدیون کو اور ہمین مارا اور کھانا چھین لیا ملکہ
نے کہا ابکی بار تم نہ جاؤ محلدار اور کہاریان قیدیون کو کھانا پہونچا آئین حسب ارشاد ملکہ محلدار
عصا کندھے پہ لیے کہاریون کے سر پر خوان کھانے کے رکھوا کر چلین جب قریب اسد کے پہونچی
کہا او موسے قیدی کیون تیری شامتین آئی ہین قضا سر پر کھیلتی ہی کہ سرکاری آدمیونکو تونے
مار کے کھانا چھین لیا اور دیکھو تو موا کس ڈھٹائی سے بیٹھا نہ دار کر رہا ہی جیسے اسی نے پکوایا تھا
اسد کو یہ باتین سنکر غصہ آیا اور دل سے کہا کہ تم بھی بہت دق ہو سے ہوا انھین بھی مارو اٹھکر
محلدار کو مارنا شروع کیا اور دو چپت اور عصا اور ہاتھون کے کڑے سب چھین لیے کہاریان خوان
چھوڑکر بھاگین اور قیدی سب بچا بچا چھپ رہے اور اسد کہاریون کے پیچھے دوڑا ہنگامہ عظیم برپا ہوا

ملکہ غول سنگر باہر مکان کے نکل آئی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین کم سن آفتاب رو خال ہند چشم جادو یوسف ثانی اُٹھتی جوانی ہے نشہ شباب میں چور اہمیات

دو چشمش دو آہوے مردم شکار	دو ابرو دو سر فتنۂ روزگار
بہ ہر خندہ کز لب برانگیختے	نمک بر دل خستگان ریختی

کہاریوں کے پیچھے چلا آتا ہے رفتار مستانہ سے خفتگان خاک کو جگاتا ہے دیکھتا تھا کہ ملکہ اسد پر شیفتہ و شیدا اور فریفتہ ہوئی اور پکارا ہاں ہاں اے نوجوان یہ کیا کرتا ہے شہزادے نے نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا ایک پری پیکر سامنے نظر آیا جسنے اپنے تیر نگاہ کا دل کو صید بنایا عجب مہر درخشان سپہر خوبی و گوہر بے بہاے درج محبوبی کو جلوہ گر دیکھا کہ جسکی زلف شبگون سواد ظلمات پر طعنہ زن اور مانگ سے اُسکی جادہ کہکشان فلک کو راستی کا چلن جبین نور آگین مانند حوصلہ والا ہمتوں کے بلند پست جسکے روبرو خود پسند ابرو کمان نارستان سیب زنخدان ناز پیٹے نازک بدنی یاقوت لبے غنچہ کبک رفتار طوطی گفتار سے شمشاد قد سے ماہ رخسار سے شمس سپہر رعنائی و زیبائی قطعہ

دو زلفش منزل دلہاے آگاہ	دران منزل ہزاران خضر گمراہ
ز رویش گر عرق بر گل چکیدے	ازان گل تا ابد بلبل دمیدے
دو ابرو بر بیاض گردن حور	چو لبسم اللہ بر سورۂ نور
جفا پروردہ چشم سیاہش	اجل صیقل گر تیر نگاہش
پریشان گیسوان آن پری زاد	چو سنبل ریختہ بر فرق شمشاد
فتادے سایہ گر بر رخ ز مویش	نشستے چون رگ گوہر بہ رویش
دہان او شکر ریز تبسم	چو غنچہ گشتہ لب ریز تبسم
ز دندانش سخن ناگفتن اولی	دُرِ شاداب را ناسفتن اولی
لب لعلش بہ بیناے تکیدن	ز رفتن چون آب در عین چکیدن
قدش سروے کہ چشم بد ازو دور	بیاضِ گردنش فوارۂ نور
بلا مشغول چشم نیم مستش	شکست ہندسی دلہا بدستش
رعونت با خرام او ہم آغوشش	ہر آن کس دید از رفتہ از ہوش
سخن کوتہ کنم با وصف آن حور	ز سر تا پاے او نور علی نور

اسد دیکھتے ہی اُس ہمراہی کو نقد دل کھو بیٹھا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا وہ نازنین بھی مسکرائی

اسد کے پاس آئی کہا اے شخص لٹیراپن کرنا اچھا نہیں اپنا مطلب دلی مجھسے بیان کر اس لوٹ مار کے کیا فائدہ ہے شہزادہ اُسکی گھربزی کلام سے مالا مال ہوکر گویا ہوا کہ اے یار دلنواز وا ے مایۂ ناز مین اپنی جان سے تنگ تھا جب باعث اس تنگ کا ہوا کئی فاقے گذر گئے تھے کہ مین نے کھانا چھینا ملکہ نے کہا فاقہ مستی تمہاری ظاہر ہوا سے مین کیا کرون کہین اپنا ٹھکانا کرو کوئی اور گھر دیکھو شہزادہ نے کہا اے ملکہ ہم تشنۂ دیدار تمہارے ہین زکوۃ حسن تمسے مانگتے ہین ملکہ نے کہا بے غیرتی کا خدا بھلا کرے سوال دیگر جواب دیگر مین کچھ کہتی ہون تم کچھ سنتے ہو چلو اپنا چلتا دھندا کرو اسد نے کہا سر خاک ہی اپنی اُٹھے تو اس مکان سے اُٹھ سکے + ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ وان سے اُٹھ سکے + اے ملکہ ہم کہان جائینگے تمہارا سنگ آستان ہے ہمارا سر ہے محبت سے مجبور ہیں لشکر جسے یہ باتین صحرا مین ہو رہی تھین کہ خواصون نے عرض کیا اے شہزادی یہ راستہ کا مقدمہ ہے یہان نہ ٹھہریے انکو بھی گھر لے چلیے ایسا نہ ہو کوئی آجائے حضور کے دشمنون کو رنج پہونچائے الزام دے بدنام کرے ملکہ نے یہ سنکر شہزادے سے کہا اگر ایسے ہی آپ بھوکے ہین میرے غریب خانہ مین تشریف لے چلیے کھانا نوش فرمائیے دل بہلائیے شاہزادہ یہ سنکر ملکہ کے ساتھ ہوا ملکہ انھین لیے ہوے قریب اُس مکان کے آئی اسد نے اس مکان رشک دہ گلستان کو دیکھا کہ چار دیواری پر اُسکی مصقلہ کیا ہوا ہے جواہر کی پچی کاری کی ہے مذہب و مطلا ہے در و دیوار کے صفا کے روبرو آئینہ سکندر کو زنگ غیرت حاصل اور خوالی رنگین کے مقابل فغفور چین کا آتش حسرت پر دل کرے گردا گرد تعمیر چشمہ نشین سراپا پریکی تصویر بلندی قصر تا باوج فلک مناروں کی اُسپر چمک ہا کہ ابیات

دلیر وہم بر عمدہ سے پریدہ
بہ دیوار حصارش نارسیدہ
زسنگ انداز او سنگے گر جستے
پس از فرق سپہر کیوان شکستے

ملکہ مہ جبین شاہزادے کو دروازے پر چھوڑ کر ایک کمرے پر چڑھ گئی کنیزون کو حکم اہتمام کرنیکا دیا مسند پر زر بچھوائی لیکن یہان اسد نے بیتابی کر کے چاہا کہ کمرے کے زینے پر چڑھ جاؤن جیسے ہی دو تین سیڑھی پر قدم رکھا کسی نے اُٹھا کر نیچے پھینک دیا پھر قصد کیا پھر ایسا ہی ہوا دو تین بار اسی طرح اسد نے تجربہ کیا لیکن کمرے پر جا نہ سکا اس عرصہ مین ملکہ اُتر کر آئی کیفیت شہزادے کی دیکھ کر کھلکھلا کر ہنسی اور کہا پرائے مکان مین آپ نے چاہے آنا کھیل سمجھ لیا ہے یہ سمجھ کہ کرا بنی وزیرزادی ملکہ دلارام جادو نے کہا کہ صاحب یعنی صندل جادو اس جگہ حصار سحر کا باندھ گئی ہین کہ کوئی غیر آدمی مکان مین جانے سکے اسوقت تو کوئی ایسا سحر کر کہ راستہ ہو جائے

اور یہین اسد کو اندر مکان کے لیجاؤن دلارام نے افسون پڑھکر دستک دی راہ کھل گئی ملکہ مہجبین
شہزادے کو لیکر کوٹھے پر آئی اور مسند پر لاکر بٹھایا خواصون کو حکم دیا دسترخوان چنو خاصہ حاضر کرو بمجرد
ارشاد ملکہ فی الفور اغذیہ لطیف گوناگون اور طعامہای لذیذ بوقلمون انھون نے حاضر کیا ملکہ نے
اسد سے کہا بسم اللہ نوش فرمائیے اور بعد فراغ تشریف لیجائیے اسد نے کہا اے جان جہان تیرے
سیب ذقن کو دیکھکر میری بھوک پیاس گئی اب کھانے کو ہمین لخت دل اور پینے کو خون جگر ہے
تمہارا و ہمارا بد نظر ہے اگر ہمین کھانا کھلانا منظور ہو گلشن اسلام کی سیر کرو خارستان ضلالت سے
نکل کر سجدہ کرنے سے تائب ہو ملکہ یہ سوال شاہزادے کا سنکر دم بخود ہوئی اور کچھ سوچکر جواب دیا کہ سجدہ
کرنا مجھے نہین آتا مگر دین سامری اور خداوند لقا کے ترک کرنے مین کلام ہے کیونکہ ان خداوندونکا
کا بڑا نام ہے اسد نے کہا اے ملکہ اگر لقا سچا ہوتا تو میرے نانا حمزہ صاحبقران سے بھاگتا
نہ پھرتا ملکہ نے جب نام امیر کا سنا سمجھی کہ یہ شخص عالی نسب والا حسب ہے بہت خوش ہوئی اور
اسد کے سمجھانے سے لقا پرستی کو ترک کیا شہزادہ اور ملکہ دونون کھانا کھانے مین مصروف
ہوئے باتین باہم محبت کی کرتے جاتے تھے کہ یکایک آندھی تیرہ و تار اٹھی اور برق شعلہ بار چمکنے لگی
شہزادہ گھبرایا و دود سے پناہ مانگنے لگا دیکھا ایک ساحرہ اژدہے پر سوار ڈراونی صورت بنائے
پیرزال نیلا قشقہ باندھے کالی بھیریا اوڑھے بالون کی جٹا مین لٹکائے مٹی تھوپے ہڈیون کھوپریو
نکے ہار گلے مین ڈالے آپہونچی ملکہ اور اسد کو بیٹھے دیکھکر پکاری او شوخ دیدہ ننگ خاندان
یہ کون ہے جسے تو لیے بیٹھی ہے ملکہ یہ سنکر کھڑی ہو گئی اور کہا اے تہی یہ مقید طلسم بھولا بھٹکا یہان
آنکلا تھا مین نے رحم کھا کر بلا لیا اور کھانا کھلایا اب یہ چلا جائیگا وہ ساحرہ کہ نام اسکا صندل
جادو ہے یہ باتین سنکر اسوقت تو خاموش ہو رہی مگر دل مین سوچی کہ یہ قیدی گنہگار افراسیاب
ہے آپ ہی قتل ہو جائیگا لیکن ملکہ کو یہان سے لیچل اب یہان رکھنا اچھا نہین ابھی خیر ہے ورنہ
یہ خراب ہو جائیگی یہ سوچکر پاس ملکہ کے بیٹھ گئی اور غور سے اسد کو دیکھا کہ جوان شوخ شنگ کہ
جسکو جوانی کی امنگ مین لاکھ طرح کی ترنگ ہے بس وہ دیکھتے ہی شیدا ہوئی اور خیال کیا کہ تو بہ جیسا
ہے طلسم مین کوئی تجھے پوچھتا نہین یہ قیدی اپنی جان بچنا غنیمت جانیگا اسے تو افراسیاب
سے مانگ لینا اور مزے اڑانا فی الحال اس سے سوال وصل کر ایسی فکر کرکے ملکہ سے کہا کہ یہ
سامنے جو کمرہ ہے اس مین جاکر ٹھہرتی ہون تو اس جوان کو میری صحبت کے لیے راضی کر کے
وہان بھیجدے مین خطا تیری معاف کرونگی نہین تجھے اسکے پاس بیٹھنے کی سزا دونگی یہ کہکر

آپ کمرے مین چلی گئی اور سحر کے زور سے اپنی صورت پندرہ برس کی حسینہ وجمیلہ جیسی کوئی عورت
ہو ویسی بنا لی کہ اب جو کوئی اُسے دیکھے اُسکے جمال پر فریفتہ ہوئے اور یہان ملکہ نے اسد سے
کہا لو صاحب مبارک ہو پھوپھی جان تمپر عاشق ہوئی ہین اب ہمین آپ کیون پوچھین گے آپکو
خدا نے ایسی معشوقہ طرحدار کہ جسکا سن سات سو برس کا ہوگا عنایت فرمائی جائیے اُسکے ساتھ مزے
اُڑائیے اسد نے اِن باتون کا ملکہ کو جواب ندیا اور اُٹھکے صندل جادو کے پاس چلا مہجبین
نے آبدیدہ ہوکر دامن پکڑ لیا اور کہا کیون صاحب اتنی ہی دیر مین آپ نے ہماری محبت دل سے
بھلا دی جیسے اِن تلون مین تیل ہی نہ تھا اسد نے ملکہ کو گلے لگایا آنسو پوچھے تسکین دی کہ
جانی مین تیرا غلام ہون دیکھنا کہ مین اس قحبہ لکاتہ کے پاس جاکر کیا کام کرتا ہون الغرض ملکہ تو
روتی ہی رہی اور اسد دامن چھڑا کر کمرے مین صندل جادو کے گیا دیکھا کہ وہ ایک عورت
خوبصورت بنی ہوئی بصد انداز مسند ناز پر بیٹھی ہے سامنے کشتی شراب کی لگی ہے پلنگڑی جواہر کے
پایون کی بچھی ہے اسد جاکر برابر بیٹھ گیا اُسنے پہلے تو اغماض کیا پھر جام شراب سے بھر دیا
اسد نے جام لیکر کہا کہ اے جان من اپنی جھوٹی شراب مجھے دے کہ پیون اور دل مضطر کو اپنے
تسکین دون اور مین تو تیرا تشنہ آب زلال وصال ہون یہ کہکر گود مین اُٹھا لیا صندل
جادو غمزے کی وجہ سے نہین نہین کیا کی لیکن اسد نے پلنگڑی پر لٹایا اور ایک ہاتھ گردن پر
رکھا دونون ٹانگون کو رانون سے کانٹا صندل جادو سمجھی کہ یہ پیار کرتا ہے اب مطلب تیرا
حاصل ہوا چاہتا ہے مگر اسد نے اسطرح گلے کو دبایا نفس جسد مین پیچیدہ ہوا گلا اسد دبائے
تھا سحر بھی نہو سکا لاکھ تڑپی مگر پنجہ مین شیر کے آچکی تھی کب چھوٹ سکتی تھی آخر کو طائر روح نے
قفس تن سے پرواز کی اُسوقت وہ صداے مہیب آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ پڑا اسد
کودکر الگ جا کھڑا ہوا اور مہجبین روزن در سے اختلاط اسد کا دیکھ دیکھ کر جل رہی تھی اور
دل سے کہتی تھی کہ ہمسے تو کیا کہکے آیا تھا یہان یہ مردوا اس بڑھیا پر ریجھ کر کیا کیا دار و مدار
کر رہا ہے اس عرصہ مین صداے دار و گیر کی بلند ہوئی تاریکی عالم مین چھا گئی آندھیان اُٹھنے لگین
پتھر پڑنے لگے آگ برسنے لگی بعد لمحہ کے صدا آئی کہ مارا مجھے دغا سے نام میرا صندل جادو
تھا افسوس ہے کہ سات سو برس کی عمر مین کوئی پھول باغ جوانی سے مین نے نہ چنا تھا کہ صرصر
اجل نے گل حیات کو پژمردہ کیا ملکہ یہ سنتے ہی گھبرائی اور دلارام جادو سے کہا بڑا غضب ہوا
پھوپھی جان کو انھون نے مار ڈالا دلارام نے کہا واری آپکی محبت مین شہزادے نے اِنکو

جان کا کچھ خیال نہ کیا اور اُسے ہلاک کیا ذرا اُنھین جا کر دیکھیے تو کس حال مین ہین اور کیا گذری
ہے ملکہ مع دلآرام کے اندر کمرے کے آئی اُسوقت وہ تاریکی بھی دور ہو چکی تھی لاش صندل جادو
کی برہنہ پڑی تھی اور اسد ایک جانب کھڑا ہنس رہا تھا کہ ملکہ روتی ہوئی آئی اور کہا واہ واہ صاحب
تمنے میری پھوپھی کو مار ڈالا اسد نے کہا کیون ملکہ کیا مین نے اِسے جلد جہنم مین واصل کیا مہ جبین نے
کہا سبحان اللہ کیا کہنا ڈریے آپکے وعدے سے کہ ایسی چاہنے والی پر کچھ رحم نہ کیا دوسرے یہ کہ میری
ہی پھوپھی کو مارا اور مجھی سے تعریف کرایا چاہتے ہو اسد نے گلے مین ملکہ کے ہاتھ ڈال دیے
پیار کیا ملکہ نے ہاتھ جھٹک کر کہا کہ کیا میرا بھی گلا گھونٹ دوگے اسد نے کہا میری جان تجھ پر
قربان اگر مین تیرا گلا گھونٹ دون تو پھر مین بھلا کب زندہ رہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ
یکایک صندل جادو کی کھوپڑی پھٹی اور ایک طائر خوشرنگ اُس مین سے نکلا اور افسوس
افسوس کہتا ہوا اُڑا دلآرام جادو نے کہا اے ملکہ یہ طائر نہین ہے سحر جو صندل جادو
کے جسم ناپاک مین تمام عمر کا سمایا تھا وہ نکلا ہے افراسیاب پاس جا کر اِسکے مرنیکا حال کہیگا
آپکے بھی دشمن مثل ملکہ تصویر جادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کے گرفتار ہو جائینگے مہ جبین نے
گھبرا کر کہا پھر مین کیا کرون دلآرام جادو نے کہا اسد کو لیکر بھاگیے اور ہو سکے تو طلسم سے
باہر نکل جائیے اسد نے کہا مین واسطے فتح کرنے طلسم کے آیا ہون بغیر قتل کیے افراسیاب
کو طلسم سے نہ جاؤنگا مہ جبین نے منت کر کے کہا اے دلآرام جادو مجھے سحر نہین آتا اگر
تجھسے ہو سکے ہم دونون کو بھگا لیچل دلآرام جادو نے عرض کیا اے ملکہ مین ایسی ساحرہ نہین
ہون کہ کسی ملازم افراسیاب سے مقابلہ کر سکون یا طلسم کے باہر آپکو لیجاؤن مگر آپکے کہنے
سے مین کمرے کے نیچے اُتر کے ایک پہاڑ کی صورت بزور سحر بنتی ہون آپ شاہزادے کو لیکر
آئیے اور اُس پہاڑ کی کسی گھاٹی مین مع اسد کے چھپ رہیے مین آپکو لیکر اس شکل سے بھاگون
ملکہ نے کہا اچھا دلآرام جادو نیچے کمرے کے جا کر زمین پر غلطک مار کر ایک پہاڑ بنگئی اور مہ جبین
اسد کو لیکر کمرے سے نیچے اُتری اور اُس پہاڑ پر جا کر ایک جگہ پوشیدہ ہوئی اُسوقت وہ پہاڑ
اپنی جگہ سے اُکھڑ کر چلا اور جتنی کنیزین انیسین جلیسین ملکہ کی تھین وہ ماجرا دیکھکر رونے لگین
مگر دلآرام جادو نے کچھ خیال نہ کیا اور انھین روتا چھوڑ کر ملکہ اور شاہزادے کو لیکر روانہ
ہوئی مگر وہ طائر جو صندل جادو کے سر سے نکلا تھا پاس افراسیاب کے باغ سیب
مین پہونچا افراسیاب تخت سلطنت پر متمکن تھا ارکان دولت وزرا امرا حاضر تھے ناچ ہو رہا تھا

کہ یہ طایر سامنے تخت کے پہونچکر گرا اور پکارا کہ ای شہنشاہ ساحران صندل جادو کو اسد نے
قتل کیا یہ کہکر اُس جانور کے منھ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور سارے پر و بال مین آگ لگی جلکر خاک ہو گیا
افراسیاب یہ خبر سنکر رونے لگا اور سب اہل دربار کو سیاہ پوشی کا حکم دیا اور ملکہ حیرت جادو
کو شہر ناپرسان سے بلوایا اُس سے سب حال کہا وہ بھی رونے لگی افراسیاب مع تمام ارکان
سلطنت و اکابران طلسم جہان صندل جادو کی لاش پڑی تھی آیا کنیزین مہ جبین کی جو
تھین آکر قدمون پر گرین کہ ہم بے قصور ہین افراسیاب نے پوچھا کہ مہ جبین کہان گئی کنیزون
نے سب ماجرا مفصلاً اسد اور ملکہ کا عرض کیا افراسیاب نے کہا یہ طلسم سے کہان بھاگکر
جا سکتے اب پہلے مین لاش صندل جادو کی اُٹھوا لون بعد اُسکے اُس گیسو بریدہ کو سزا دونگا
یہ کہکر حکم دیا کہ تجمل و جلوس طلسمی حاضر ہو بموجب حکم گھنٹے اور ناقوس بجانے والے نام سامری و
جمشید کا لینے والے حاضر ہوئے سواران طلسمی کہ فولاد کے پتلے ہین بانیان طلسم نے بنائے ہین
جلوس طلسم کا لیکر آئے تمام اکابران طلسم جمع ہوئے اور لاش صندل جادو کی بڑی دھوم
دہام سے با آئین و دین جمشیدی اُٹھائی الغرض جب افراسیاب نے اس کام سے فرصت پائی دربار
حدیقہ باد ملول باغ سیب مین آکر فرمان واجب الاذعان بنام شاہان ممالک طلسم اس مضمون
کے لکہکر روانہ کیے کہ دلارام جادو و مہ جبین و اسد نبیرۂ حمزہ کو لیکر بھاگی ہین انھین
جہان پانا حضور مین گرفتار کرکے لانا اور منجملہ اُن فرمانون کے ایک حکمنامہ بنام ملکہ مہرخ جادو
لکھا مہرخ جادو مہ جبین الماس پوش کی نانی ہے کاہنہ بے بدل ہے ساحری اور نجومی مین
لاثانی ہے افراسیاب کی رشتہ دار ہے ذی لیاقت و ہوشیار ہے پہلے طلسم باطن مین رہتی تھی
لیکن جب سے بیٹا اسکا شکیل جادو ملکہ خوبصورت جادو دختر حیرت جادو پر عاشق
ہوا مہرخ سحر چشم بخوف افراسیاب طلسم ظاہر مین چلی آئی اور پشتہ رنگین حصار
ایک طلسم ہے طلسم ظاہر مین وہان بود و باش اختیار کی افراسیاب جب حال عشق خوبصورت
سے آگاہ ہوا اُسکے گرفتار کرکے سحر کے ہنڈولے پر بٹھا دیا دریائے خون رواں کے اُسطرف
ایک بیابان سبزہ زار ہے کہ وہان خوبصورت ہنڈولے پر جھولا کرتی ہے اُترنا اُسپر سے ممکن نہین
ہے اور شکیل جادو کو افراسیاب نے بپاس خاطر مہرخ سحر چشم چھوڑ دیا ہے اُس سے کسی
طرح کا تعرض نہ کیا ہے اسلیے کہ مہرخ سحر چشم معززان طلسم سے ہے اور بارہ ہزار
ساحر اُسکے مطیع و منقاد ہین پشتہ رنگین حصار مین آباد ہین یہ اُنکی حاکم ہے افراسیاب

خوفناک رہتا ہے بظاہر خاطرداری کرتا ہے اور باطن مین عداوت رکھتا ہے فی الحال اُسنے یہ خیال کیا کہ اگر
مین مہ جبین کو مثل تصویر جادو کے گرفتار کرونگا مہرخ سحر چشم کہ نانی اُسکی ہے برا مانیگی ایسا نہو کوئی
فتور کرے اور طلسم کشا سے مل جائے بدین لحاظ پہلے نامہ اسی کو تحریر کیا کہ اے ملکہ مہرخ نواسی تمہاری
ہمراہ اسد کے بھاگی ہے باوجود اُسکے کہ مین نے اُسے بادشاہ طلسم بنایا مرتبہ بڑھایا لیکن اُسنے کچھ میرا خیال
نہ کیا ننگ و ناموس سے ہاتھ دھویا چاہیے کہ بمجرد دیکھنے نامے کے مہ جبین کو تلاش کرکے حاضر حضور
کردنا کہ تمہاری خاطر سے ملکہ کو چشم نمائی کرکے چھوڑ دون اور طلسم کشا کو قتل کردن اگر تمہین اس حکم کی
تعمیل مین کچھ تامل ہوگا ملک و مال ضبط ہوکر قتل کیجاؤ گی سرکار کی باغی کہلاؤ گی یہ مضمون عتاب
مشحون ضبط تحریر مین لاکر زنار جادو نام اپنے لازم و الاحترام کو دیا کہ مہرخ کے پاس لیجائے اور
جواب با صواب لائے زنار جادو نامہ لیکر بعد قطع مسافت راہ شہر نگین حصار مین پہونچا خبر
اُسکے آنیکی مہرخ سحر چشم کو ہوئی اُسنے استقبال کرا یا دار العمارۃ مین لائی سامان دعوت مہیا کیا
ناچ راگ و رنگ کا جلسہ ہوا بعد فراغ امورات مہانداری باعث تشریف آوری پوچھا کہ کس سبب سے
آپنے کلبۂ احزان کو اس عاجزہ کے سرفراز فرمایا زنار جادو نے نامہ افراسیاب دیا مہرخ نے
جب مضمون نامہ پر اطلاع پائی چونکہ عقیلہ و فہیمہ ہے آہستہ یہ لب پر لائی کہ اے زنار جادو آپ ٹھہرے
رہین مین جواب نامہ لکھ کر دیتی ہون اپنے مشیرون سے صلاح لیتی ہون زنار جادو مقیم ہوا اور مہرخ
وہان سے اُٹھکر الگ مکان مین آئی از بسکہ علم کہانت مین دخل تام رکھتی ہے زائچہ کھینچا اور اسد اور
افراسیاب کے طالع کا حال دریافت کیا ثابت ہوا کہ اسد شہسوار عالیجناب ہے قاتل افراسیاب ہے طلسم کو
فتح کریگا جو اُسکے شریک ہوگا عزت پائیگا جان بچیگی آبرو رہیگی جو اُس سے مخالفت کریگا مارا جائیگا گھر برباد
ہوگا کہین ٹھکانا نہ پائیگا غرض جب یہ اُسے علم ساحری سے ظاہر ہوا دل سے کہا مہ جبین تیری
نور نظر ہے اُسکی خاطر اگر افراسیاب سے تکرار ہے اُس سے کنارہ کرنا بہتر ہے کسلیے کہ لاچین جادو جو
پہلے بادشاہ اس طلسم کا تھا اُسکو اُسنے قید کیا ہے اور تیرے فرزند شکیل جادو سے بہ سبب عشق
خوبصورت رشتہ جادو عداوت رکھتا ہے اور اُسکی معشوقہ کو قید کرکے طرح طرح کی تکلیف دیتا ہے عجب نہین جو
فرزند تیرا اس غم مین مر جائے دنیا سے گذر جائے چاہیے کہ جیتے جی اور نواسی کی جان بچاؤن افراسیاب
سے لڑکر دل کی لگی بجھاؤن اسوقت سے بہتر کوئی زمانہ نہ ملیگا فال بھی نیک ہے طلسم کشا بھی آیا ہے
فی الجملہ یہ سوچکر نامے کے جواب مین عرضی افراسیاب کو لکھی جسکی عبارت یہ تھی کہ اے شاہ جادوان
و اے شہنشاہ ساحران ایک توقیع وقیع جہان مطاع نے بنام اس نحیفہ خورد ورود فرمایا سر افتخار کا آسمان

۱۱۲۹ھ

کو تا باوج آسمان پہونچایا جو کچھ کہ نسبت نواسی کے میری عتاب ظاہر ہوا ہے جان نثارون کو بڑا استعجاب آتا ہے
یون تو کمترین ہمیشہ سے معتوب درگاہ ہے کوئی نہ کوئی الزام ضرور ملا ہے چشم ترحم اور نظر مکرمت میری طرف
مدت سے نہین ہے در افتادہ بساط عشرت خانہ نشین ہے مگر اس امر خاص مین سراسر قصور ہے محبت
وبشر مجبور ہے کوئی بشر اپنے نور نظر کو زیر تیغ نہ رکھیگا خود مریگا لیکن اُسکا مرنا گوارا نکریگا خلاصہ اس تقریر
سے یہ ممکن نہین کہ مہ جبین کو ڈھونڈھکر گرفتار کرے اور اسکی گردن زیر تیغ بیدریغ دہرے حضور
مالک ہین خواہ مجھے سرفراز کرین یا اُسکے عوض سزا دین جو کچھ ہوسکے میرے حق مین قصور کوتاہی نکرین
مجھے نہ آپ سے کچھ سروکار ہے نہ مہ جبین کی ذلت درکار ہے زیادہ حد ادب عرضی تیار ہوئی زنار جادو کو
دیا ہے کی وہ لیکر طرف افراسیاب کے روانہ ہوا ادہر مہرخ نے اپنے بارہ ہزار ساحرون کو حکم تیار
ہونیکا دیا وہ سب مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہوے خیمے ڈیرے لدگئے مہرخ نے اپنی مان ملکہ ماہ جادو کو بھی ساتھ
لیا اور ایک نامہ اپنے بیٹے شکیل جادو کو لکھا بیٹا اُسکا کوہستان مین بسبب عشق ملکہ خوبصورت
کے رہتا ہے شہر البیند ہے کچھ مرا معلوم ہوتا ہے بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ بہر حفاظت مہرخ نے کردیے ہین وہ
بھی ہمراہ اُن رہتے ہین غرض اُسکو اطلاع دی کہ اے فرزند ہمسے اور افراسیاب سے بگڑگئی تمہین لازم
ہے کہ ہم تک آ جاؤ اور فوج کو بھی اپنے ساتھ لاؤ جب نامہ شکیل کے پاس پہونچا بہت خوش ہوا کہ اب افراسیاب
کے ہاتھ سے مارے جائینگے یا اپنی معشوقہ ملکہ خوبصورت کو پائینگے یا تو سر دیتے ہین یا لیتے ہین دلبر اپنا
آج جنگ آزما ہے یا چاہے لیتے ہین ملک اپنا ۔ اُسیوقت بارہ ہزار کا لشکر لیکر پاس اپنی مان کے آیا مہرخ چوبیس ہزار
کی جمعیت سے واسطے ڈھونڈھنے مہ جبین کے روانہ ہوئی لیکن زنار جادو نے جاکر جواب مین نامہ کے
عرضی مہرخ کی افراسیاب کو دی یہ تیاری آتش غضب مین جلا جب عرضی پڑھی فورًا چند ساحرون کو
حکم دیا کہ مہ جبین کو گرفتار کر لاؤ اور جو اُسکی حمایت کریگا اُسے بھی سزا دو اور مین لشکر کشی کیا ایک عورت
پر کرون تم چند ساحر مہرخ کی فوج کے لیے کافی ہو مجبور و حکم دینے کے ساحر بہر گرفتاری مہ جبین و اسد روانہ ہوے
نام اُنکے وقت پر بیان ہونگے مگر اب حال اُن دونون شیداے یکدیگر یعنی اسد و مہ جبین کا سنیے کہ دلارام
جادو اسی طرح پہاڑ بنی ہوئی پانچسو کوس نکل گئی مگر سرحد طلسم سے باہر نہ جاسکی کہین کوہ چینی نظر آیا کسیطرف
کوہ لاجورد دکھائی دیا طلسم کے عجائبات و غرائبات بہت نظر آئے کہین خارستان نظر آیا کہین گلزار
دکھائی دیے اسی طرح کوہستان اور دریاے زخار سب مقام طے کیے جب بہت دور اپنی دانست مین نکل
آئی اُسوقت ایک جگہ ٹھہری اسد اور مہ جبین سے کہا پہاڑ پر سے اُتر آؤ وہ اُترے آپ بصورت اصلی
ہوئی اور ہمراہ پوشیدہ حیران وہ دونون کو لیکر چلی تھوڑی دور پر ایک صحرا سبزہ زار ملا کہ جہان سہرت

پھولون کا انبار تھا درخت گنجان سایہ دار لگے تھے نیچے اُنکے چشمے پانی کے بہتے تھے نظم

پڑی آبجو ہر طرف کو بہے
کرین سرو پر قمریان چہچہے
کھڑے شاخ در شاخ باہم نہال
رہین ہاتھ جون مست گردن مین ڈال

ملکہ نے کہا اے دلارام اس جنگل مین کچھ دل آرام پایا ہے بھوکے پیاسے بھی ہین دل بیٹھا جاتا ہے ذرا ایک لمحہ ٹھہر کر کسل راہ سے آسودہ ہون کچھ ممکن ہو تو کھاؤن دلارام کو حال شہزادی کا دیکھ کر رونا آیا کہ افسوس یہ وہ شاہزادی عالیجاہ ہے کہ جسکے ہوادار کا پایہ پکڑ کر ستّرہ ہزار بادشاہزادیان چلتی تھین جادوئے اطاعت سے خلاف قدم نہ دھرتی تھین آج وہی بلبیرو پا صحرا مین رواں دوان ہے نہ چتر شاہی نہ ڈنکا نہ تخت رواں ہے سچ ہے شہنشاہ عشق کی بارگاہ رفیع مین تمہ شاہ و گدا ایکسان ہے اور اسیر بھی دیکھیے جو جان بچے کسی جا امان نہ زمین سے آسمان دشمن ہے ہزار طرح کا درپیش رنج و محن ہے افراسیاب جو یا ہوگا ہزارہا ساحر کو بھیجا ہوگا کوئی دم مین آفت آیا چاہتی ہے آئینہ خیال مین جلوہ عروس مرگ دکھاتی ہے مگر خیر یہ شاہزادی تھک گئی ہے کہین ٹھہر جاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے اور مقدر کیا دکھاتا ہے یہ سوچکر دلارام اُس بیشہ فرحناک مین قریب ایک پہاڑ کے ٹھہری لیکن ملکہ اپنے حال پر فرہاد آسا سر پیٹ کر رونے لگی اسد نے اُس شیرین ادا کی دلداری کی ملکہ نے کہا اے بیوفا ہمنے تیرے لیے کیا کیا نہ رنج مول لیا قطعہ

اگرچہ تجھ مین تخم الفت کا اے ستمگر ہم اپنا بوتے
تو تھا یقیناً کہ اُسکے نیچے کبھی تو رشتے کبھی تو سوتے
نہ ایسے گامون مین تیری خاطر کیے ہین نالے پھر ہم ہین روتے
خراب و خستہ ذلیل و رسوا نہ تجھسے ملتے نہ ایسی ہوتے

خیر اسکا کیا گلا ہے یہ بھی قسمت کا لکھا ہے مگر اسوقت کچھ غذا ممکن ہو تو کہین سے ہم پہونچاؤ تاکہ شدت گرسنگی دفع ہو اسد نے کہا اے ملکہ تم یہان ٹھہرو مین کوئی آہو شکار کر لاؤن اور اسکے کباب لگا کر کھلاؤن یہ کہکر تیر و کمان لیکر اسد روانہ ہوا اور دلارام کو ملکہ پاس چھوڑا پہاڑ سے دور جا کر ہرن ملا از بسکہ میدل تھا اسکے تعاقب مین دور نکل گیا اور یہان جب شاہزادہ کو عرصہ ہوا دلارام نے کہا مین جا کر شہزادہ کو بلا لاؤن ایسا نہو کوئی ساحر ملجائے اور انکے دشمنون کو گرفتار کرے یہ کہکر روانہ ہوئی ملکہ جبین اکیلی رہی اور اُس تنہائی مین اپنے حال زار پر روتی تھی اور کہتی تھی اے فلک کب تک مجھے دربدر پھرائیگا یہ روز بد دکھائیگا کہ مسدس

وادی غربت مین پھری بیرون ہین وحشت لیے
ہردم غم و اندوہ سے سو بار مر مر کے جیے
کیا کیا نہ داغ اس زندگی مین چشم عبرت نے دیے
کر یاد باشندون کی ہم وان کے بہت رو یا کیے
غربت مین جا نکلے کبھی کل اک شہر ویران کی طرف

اسی سوچ مین تھی کہ وہ ساحر جو افراسیاب نے روانہ کیے تھے آئین سے ظلمات جادو فنا آیا

ساحر اودھر آنکلا مہ جبین کو بیٹھے دیکھ کر دل سے خیال کیا کہ ایسی حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ ہو اور
شاہ نے حکم اسکے قتل کر دینے کا دیا ہو اسکو دھوکے سے اپنے گھر میں لیجا کر سوال وصل کرا اگر منظور کرے تو عورت
بھی شکیلہ ہو اور مال و زر بھی رکھتی ہو بڑی آسایش سے بسر ہو گی اس ہنگامہ میں کوئی یہ گمان نکریگا کہ
مہ جبین تیرے یہان ہو بلکہ یہ سمجھینگے کہ اسد بھگا لیگیا غرض یہ امور سوچکر قریب ملکہ کے آیا اور سلام کیا
ملکہ اس بھیا کو دیکھ کر دل میں ڈری کہ یہ مجھے گرفتار کر لیجائیگا لیکن اسنے کہا اے ملکہ میں آپکا دوست ہوں
شہزادہ اسد اور دلارام جادو کیون آپ سے جدا ہوے ملکہ نے کہا واسطے تلاش آب و دانے کے
گئے ہیں ظلمات نے صرف حال دریافت کرنے کو پوچھا جب دلارام و اسد کی کیفیت معلوم کر چکا
اسی وقت مکاری سے کہا اے ملکہ شاہزادہ اسد میرے باغ میں تشریف لے گئے اور مجھے اپنا مطیع کیا اب
اسی جگہ بیٹھے ہیں اور مجھے آپکے بلانے کو بھیجا ہے ملکہ نے کہا دلارام آلے تو میں چلون اسنے کہا میں انکو
ہوتا جاتا کے اسے بھی ڈھونڈھ لاؤنگا ملکہ اسکے کہنے سے اٹھکر ہمراہ ہولی یہ ملکہ کو لیکر اپنے باغ میں آیا
ملکہ نے اس باغ کو نہایت سرسبز پایا درخت گلدار لگے تھے چمن نسیم عطر آگین سے بسے تھے خلاصہ کلام
ملکہ آکر بارہ دری میں باغ کی ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی کہا اسد کس مقام پر ہیں انہیں بلا دو
ظلمات نے کہا اے مہ جبین اب نام اسد کا نہ لو میں تمپر فریفتہ ہوں دھوکا دیکر یہان لایا
ہون تم میرا وصل منظور کرو تمہاری جان بچیگی یہان بحفاظت تمام بیٹھی رہو گی جب اسد قتل ہو جائیگا
اور شہنشاہ کا غصہ کم ہو گا اسوقت اپنے گھر چلی جانا ملکہ جب اس مضمون سے آگاہ ہوئی گھبرا گئی
اور کہا اے ظلمات اتنا سمجھ لینا کہ اگر میری آبرو میں کچھ فرق آیا میں فوراً اپنے تئین ہلاک کرونگی اور
انگشتر الماس چبا لونگی ظلمات منت کرنے لگا قدم پر سر دھرنے لگا ملکہ نے نمانا اسوقت یہ دھمکانے
لگا زبردستی دکھانے لگا ملکہ نے استغاثہ درگاہ خدا میں کیا کہ اے خداے دو جہان وارث غریبان مجھ
مظلومہ کی آبرو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا اسوقت قدرت خدا سے ایک ساحر دخان جادو نام
متلاشی ملکہ ناکام ادھر آنکلا اور آواز ملکہ کی سنکر اندر باغ کے آیا ظلمات کو ملکہ کے ساتھ دست اندازی
کرتے دیکھا اسنے ڈانٹا کہ او بھیا کیا کرتا ہے ظلمات اسے دیکھ کر سمجھا کہ راز میرا فاش ہو گیا یہ جاکر افراسیاب
سے کہیگا وہ مجھے اس حرکت ناشایستہ کی سزا دیگا لازم ہے کہ اسے مار ڈالوں اور ملکہ کے ساتھ زبردستی
وصل کرون یہ سوچکر دخان پر ایک گولا فولادی سحر پڑھکے مارا کہ وہ پھٹا اور اس میں سے دھواں
نکلا سارے باغ میں تاریکی ہو گئی دخان نے یہ سحر اسکا دیکھ کر فوراً ایک شکیزہ اپنے جھولے سے
نکالا اور اس میں سے پانی لیکر سحر اس پانی پر پڑھکر اس تاریکی کی طرف اچھال دیا وہ سیاہی

دھوان ہوکر ایک طرف ہٹ کے ہوگئی اُسنے پھر دوسرا چھینٹا پانی کا مارا کہ دخان ظلمات پر پڑا اور قطرے
پانی کے چنگاریان بنکے اُسکے جسم کو جلانے لگین آخر سارے جسم سے ظلمات کے شعلے نکلنے لگے اور جلکر
خاک ہوگیا صداہاے مہیب پیدا ہوئین غلغلہ عظیم برپا ہوا بعد کچھ عرصہ کے وہ آفت اٹھی اور صدا آئی کہ
کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود دخان اُسے قتل کرکے پاس ملکہ کے آیا اُس شعلہ رو کے نور جمال
سے وہ جگہ منور پائی اُسکے بھی دل مین بُرائی آئی ملکہ پر ہزار جان سے شیفتہ ہوا اور دست بستہ ملکہ سے
عرض کیا کہ اے شہ خوبان اگر تو میرے یہان رہنا گوارا کرے تو مین تمام عمر غلامی سے گردن تابی نہ کرون
اور شہنشاہ سے عرض کرکے خطا تیری معاف کرا دون اور مقربان شہنشاہ سے مین ہون کوئی ایسا ویسا
نہین ہون ملکہ نے جب یہ کلام اُس نافرجام سے سُنے کہا اے دخان جادو تیری تو وہ مثل ہوئی کہ ع
کہ از چنگال گرگم در ربودی * چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی * اس خیال خام کو اپنے دل سے دور کر
جو میری عصمت مین فرق لائیگا تو پھر مجھے زندہ نہ پائیگا دخان سمجھا کہ یہ عاشق طلسم کشائی پر مجھسے
راضی نہوگی یہ تصور کرکے اُسنے سحر پڑھ کر ملکہ پر پھونکا کہ ملکہ خود اُسپر فریفتہ ہوئی اور کہا مجھے تیرے کہنے
سے انکار نہین ہے دخان نے خیال کیا کہ یہ مکان پرایا ہے اور مالک مکان کو تو قتل بھی کرچکا ہے ایسا نہو
کہ کوئی وارث اسکا آجائے یا کوئی فرستادہ افراسیاب ادھر آنکلے تو پھر قباحت ہوگی جان بھی جائیگی
اور ملکہ بھی چھن جائیگی یہ سوچکر وہان سے اُٹھ کر چلا ملکہ سحر کے زور سے اُسپر شیدا ہے یہ بھی اُٹھ کر پیچھے
چلی اور دونون اُس باغ سے نکل کر صحرا مین روانہ ہوئے اور دخان اپنے گھر ملکہ کو لیچلا اتفاقاً
اسد ہرن کو شکار کرکے وہان گیا کہ جہان ملکہ کو بٹھا آیا تھا جب اُس جگہ ملکہ نہ ملی ڈھونڈھتا ہوا ادھر
آنکلا کہ دخان ملکہ کو لیے جاتا تھا اسد نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر کے پیچھے ملکہ دوڑی چلی جاتی
ہے سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے ملکہ سحر مین مبتلا ہے بس ایک تیر جو تاک کر مارا دخان غافل تھا کہ تیر سینہ پر پڑا پشت
کو توڑ گیا قلابازی کھا کر گرا اور مر گیا غل و شور اُسکے مرنیکا بھی پیدا ہوا اسد پاس ملکہ کے آیا ملکہ
اُسکے مرنے سے ہوش مین آچکی تھی اسد سے لپٹ گئی اور رو کر سب ماجرا کہا اسد ملکہ کو لیکر ایک
درہ کوہ مین آیا اور کمر سے دوشالہ کھولکر بچھایا اور لکڑیان جنگل کی جمع کرکے اپنی تلوار کو پتھر
سے رگڑا شرارہ پیدا ہوا اُس سے آگ نکالی اور ہرن جو شکار کرکے لایا تھا اُسکے کباب لگائے آپ بھی
کھائے اور ملکہ کو بھی کھلائے پانی چشمے سے لاکر پلایا اور شکر خدا کا کیا ہنوز آسودہ نہوے تھے کہ یکایک
بجلی چمکی اور رعد بڑے زور شور سے گرجا ایک ساحر سیاہ رو تیرہ درون فرستادہ افراسیاب مین سے
آکر پہونچا اسد اور ملکہ جنبین کو بیٹھے دیکھ کر للکارا کہ اب کہان جاؤگے ہم شعلہ جادو ہین ۔ اسد

سنکر تلوار پکڑ کے دوڑا اس ساحر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین مین اسد کا نصف جسم غرق ہو گیا اُسی وقت حسب اتفاق دلارام جو اسد کو ڈھونڈھنے نکلی تھی یہان آکر پہونچی اور اُس ساحر کو دیکھکر ایک ناریل جو بی دار سحر کا مارا شعلہ جادو نے پھر کچھ افسون پڑھا کہ سحر دلارام جادوگار دھو گیا اور پھر ایسا سحر کیا کہ شعلہ بنکر اسد اور دلارام اور مہ جبین سے لپٹ گیا اور اُڑا کر لیچلا راہ مین اسے خیال آیا کہ مبادا کوئی مددگار انکا ملجائے اور انکو مجھسے چھین لے اس سے بہتر ہے کہ انکے سر کاٹ کر پاس افراسیاب کے لیجاؤن اور انعام مین ملک و مال لون یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور ارادہ انکے قتل کرنیکا کیا اُسوقت مہ جبین نے روکر کہا او ظالم تجھے پہلے میرا سر تن سے جدا کر تا اپنے مطلوب کو بیجان نہ دیکھون خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون یہ نابکار ملکہ کا سر کاٹنے چلا اُسوقت اسد نے پکار کر کہا کہ اے نامرد ازلی و ابدی پیشتر مجھے ہلاک کر کب جائز ہے کہ مرد زندہ رہے اور عورت اُسکے سامنے قتل کیجائے یہ ساحر ملکہ کیطرف سے شہزادہ کی طرف پھرا اُسوقت دلارام نے للکارا کہ ای باغی جفا کہان زیبا ہے کہ کنیز زندہ رہے اور مالک اُسکے ہلاک ہون قبل انکے قتل کرنیکے میرا کام تمام کر شعلہ انکے کلام سے ایک حیرت مین تھا کہ کسے پہلے قتل کرون لیکن اس حال مین اسد نے رجوع قلب سے درگاہ دادرس غمیان مین بلبلا کر دعا کی کہ ای پروردگار دو عالم ہمکو شر سے اس ظالم الظلم کے بچا کہ ابیات

عاجز نواز دوسرا تجسا کوئی نہین	رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا
باغ و بہار آتش نمرود کو کیا	مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا
موسے کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی	فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا
طوفان مین ناخدا ہی کشتی نوح کی	حقا جواب ہی نہین تجھسے کفیل کا
آوازہ تیرے عدل کا ہے بسکہ گوش زد	پشے سے زور چل نہین سکتا ہے فیل کا

خداوندا ایسا سبب ظاہر کر کہ یہ کافر واصل جہنم ہو شہزادہ کا دعا کرنا تھا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور خدا نے ایک دیو کو اس ظالم پر مسلط فرمایا یعنی ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران والی ملک کوہ قاف کبھی کبھی خیریت اپنے شوہر کی منگاتی ہے اسوقت بھی ایک دیو خیریت نامہ لیکر طرف لشکر حمزہ کے قاف سے اُڑا ہوا جاتا تھا شور گریہ و زاری سنکر متوجہ زمین کا ہوا اسد کو گرفتار دیکھا اور ایک ساحر کو درپے قتل پایا از بسکہ اسد کو یہ دیو پہچانتا تھا فوراً اُسنے گردن شعلہ جادو کی پکڑ کر سب اعضا اُسکے توڑ مروڑ لقمہ بنا کر منہ مین ڈال لیا اور نگل گیا پیٹ مین جا کر شعلہ کا دم نکلا قاعدہ ہے کہ ساحر کے مرنے سے غلغلہ ہوتا ہے دیو کے پیٹ مین شور و غل برپا ہوا دیو پیٹ پکڑ کے چار طرف

دوڑنے لگا کہ کمبخت یہ لقمہ کیسا تھا جسنے معدے مین جاکر یہ آفت برپا کی آخر خدا خدا کرکے وہ شور موقوف ہوا
اسد نے رہائی پائی دیو نے آکر سلام کیا اور حال پوچھا اسد نے کہا تو کون ہے دیو نے کہا آپکی نانی ملکہ
آسمان پری کا بھیجا ہوا آیا ہون امیر کے پاس جاتا ہون اسد نے کہا میری بھی تسلیم نانا جان سے کہدینا اور سب
سردارون کو بھی سلام کہنا اور جو حال کہ ابتک گذرا تھا وہ سب بیان کرکے کہا امیر سے عرض کردینا اور
تو نے بہت برا کیا کہ جو اس ساحر کو مار ڈالا ہم لوگ اگر چاہین تو سارے عالم کے ساحرون کو دیوون سے
کھلوا دین اور ہلاک کرا دین لیکن ہمت مردان روزگار سے بہت بعید ہے کہ جو انسان کو جنون سے
اٹھائین کس لیے کہ جو فعل جن کرسکتے ہین اس سے انسان بری ہے پھر جنون سے مدد منگانا جنگ لینا نامردی
ہے اگر میری حیات خدا کو منظور ہوتی کوئی اور صورت اس ساحر کے مرنے کی نکلتی بس یہ کیا کم ہے کہ ساحر سحر
کرتے ہین اور ہم انکو عیارے سے ہلاک کراتے ہین سحر کا معاوضہ مکاری کرکے کرلیتے ہین دوسرے جنگ نبی
پر خدع ہے جنگ مین دھوکا دینا خدا اور رسول نے نہین منع فرمایا ہے اب تو جا لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا
دیو سلام کرکے اُڑ کر چلا اور اسد ملکہ کو لیکر ایک صحرا مین آیا تینون درہ مین چھپکر بیٹھے افراسیاب
انکا متلاشی ہے اور مہرخ سحر چشم ڈھونڈھنے نکلی ہے ساحر ہر طرف فکر مین ان تینون کی پھرتے ہین
غرض انکو تو اس حال مین کریے اب ذکر خواجہ عمرو اور چارون عیارون کا سنیے

داخل ہونا خضر دشت طراری رہروِ بادیہ مکاری سالکِ مسالک جادۂ عیاری خواجہ عمرو ابن امیہ ضمری کا طلسم مین مع چارون عیاران نامدار کے براہِ مختلف اور قتل کرنا ساحرون کو اور پہونچنا پاس اسد اور مہ جبین کے اور ملاقات ہونا مہرخ سحر چشم سے لمؤلفہ

وہ دارو پلا ساقیِ مے پرست — کہ جو ایک ہی جام مین کردے مست
بہانہ نہ کر بادہ خوارون سے تو — حوالے کر اب ساغرِ مشک بو
پھرین مست بڑ مارتے ہر طرف — چلین رند بنکارتے ہر طرف
ترے فیض سے ہون مین بادہ کلام — فسون ساز مشہور ہو میرا نام
وہ فقرے دون مین زاہد خشک کو — چلے میکدے کی طرف مست ہو
سکھا مجھکو ساقی وہ عیاریان — کرون چاک واعظ سے مکاریان
نہ ہو حرمتِ دخترِ رز کا خیال — بنے رند کا قول سحر حلال

ذرا خامہ پھر میکدے کو چلو	کہ راہ طلسمات دریافت ہو
بہ بزم سخن طوطی خوش نوا	بدین زمزمہ شد ترنم سرا

سخن سازان معانی دلفریب و رمز شناسان کلام بے ریو و ریب جادو بیانی سے تسخیر طلسم ضمیر نکتہ پذیر
مجھ نمایان اس طرح فرماتے ہین و بنظر دور اندیشی جادۂ خطرناک کی طرف سیر تیکر یون قدم اٹھاتے
ہین کہ جب عیار بنظر والا تدبیر بہزیر و رخواجہ عمرو اور چارون عیار نامور کہ جنکے نام پہلے بیان ہو
الگ الگ طلسم کی جانب چلے جاتے تھے براہ مختلف صحرا و کوہ کو طے کرکے سرحد طلسم مین آئے لیکن ایک
دوسرے کے حال کا جویان رہا ساحرون کی صورت بنا کے چار طرف طلسم مین پھرنا شروع کیا کہین
صحراے سرسبز دیکھا کسی طرف دریاے زخار موجزن پایا پہاڑون کی دانگ پر طلسم کے دیکھے سوانگ
ہر طرف بنگلے ساحرون کے بنے چوکیان جادوگرون کی بحکم افراسیاب بیٹھین ساحر سحر کرتے آگ
اور پتھر برستے الغرض عیار علحدہ علحدہ سب کیفیت دیکھتے چلے جاتے ہین کہ ایک مقام پر جو عمرو
اکر پہونچا صحراے عجیب وہان دیکھا کہ بدلے گھانس کے کوسون تک سبزۂ منقش اگا ہے جنگل سارا چاندی کا
ہے عمرو نے اپنے دل سے کہا یہ سارا جنگل ممکن ہوتا تو مین زنبیل مین رکھ لیتا ہائے کیا کرون کچھ
بس نہین کیونکر اسے اٹھاؤن اسی فکر مین تصور کیا کہ جہان تک ہو سکے گھاس یہانکی کاٹ لون
یہ ہنسیا زنبیل سے نکال کر گھانس کاٹنے لگا مگر ہر طرف پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا کہ ایسا نہ ہو کوئی
آجائے اور جلدی جلدی کاٹے جاتا تھا کچھ تھوڑی گھانس کاٹی تھی کہ یکایک صدا آئی باش اے دزد
مکار مین تیری تلاش مین تھا اب کہان جائیگا عمرو نے یہ آواز سنکر گردن اٹھائی اور کہا افسوس
کیا تقدیر بری ہے ناچار اٹھکر جو نگاہ کی تو سامنے سے ایک ساحر کو آتے دیکھا کہ سارا بدن اسکا چاندی
کا ہے بال سر کے منقش کیے ہین اسباب سحر کرنیکا لیے کالے سانپ سے سر لپیٹے للکارتا ہے عمرو اسے
دیکھ کر بھاگا اسنے سحر پڑھکر دستک جو دی پانون عمرو کے زمین مین چمٹ گئے آگے نجاسکا وہ ساحر
تلوار کھینچکر قریب آیا اور کہا تیرا ہی نام عمرو ہے افراسیاب کو فکر تیری بیشتر ہے مین نے تیری
گرفتاری کو یہ جنگل بزور سحر چاندی کا بنایا ہے آخر تجھے پایا اب شہنشاہ کے پاس سر تیرا کاٹ کر لیجاؤنگا
انعام پاؤنگا عمرو نے کہا مین عمرو نہین ہون گھسیارہ ہون مصیبت کا مارا ہون اسنے کہا تو
مجھسے مکاری کرتا ہے افراسیاب پہلے ہی خبر تیری مجھے دیچکا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ اور عیار جو
الگ ہوئے ان مین سے مہتر قران نے ایک بلندی پر سے یہ سب ماجرا دیکھا اور ایک عیاری سوچ کر
روانہ ہوا یہان یہ ساحر کہ نام اسکا مقرنس جادو ہے عمرو کو قتل کیا چاہتا تھا کہ ایک سمت سے

صدا آئی بھائی ذرا ٹھہرنا مقرلش نے جو دیکھا ایک ساحر کہ جسکے گلے مین سانپ لپٹے ہین ترسول لیے ہی
منہ سے کان مین پہنے ہے پکارتا چلا آتا ہی مقرلش ٹھہر گیا وہ ساحر قریب آیا اور کہا اس جوہری جبتک
مال میرا نہ قبول کر لیجئے اسوقت تک نہ قتل فرمائیے میرے گھر سے سارا اسباب اٹھا لایا خیر اور اسباب تو
درکنار دیکھیے یہ موتی اکیلا رہ گیا اسکی جوڑی کا یہ چرا لایا یہ کہکر ایک موتی برابر بیضہ مرغ کے نکالکر مقرلش کو
دکھایا یہ دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور کہا بھائی یہ تمنے نایاب چیز پائی ہی ذرا مجھے دو تو اچھی طرح دیکھون یہ تم
کہان سے لائے اُس ساحر نے کہا مین کوہ مروارید پر رہتا ہون اور وہان گوہر قدرت سے ساحری کی
زمین مین پیدا ہوتے ہین یہ انھین موتیون مین سے ہین مین نے دو چھانٹ کر رکھے تھے ایک یہ چرا لایا
دوسرا میرے پاس ہی لو دیکھو یہ کہکر مقرلش کو موتی دیا اُسنے لیکر سب طرح سے دیکھا اور بڑی تعریف
کی اُس ساحر نے کہا بھائی اِسکو ذرا منہ کی بھاپ دو لو پھر اسکی چمک اور آب و تاب دیکھو مقرلش نے اُس
موتی کو دہن کے قریب لاکر منہ کی ہوا دینا شروع کی وہ موتی شق ہو گیا اور جیسے پھلجھڑی چھوٹتی ہی اسطرح
سے دھوان اُس مین سے نکلا مقرلش کے دماغ مین منہ اور ناک کی راہ سے جاکر پیچیدہ ہوا اور وہ
چکر کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا اُس ساحر نے کہ جو موتی لیکر آیا تھا ایک نعرہ کیا کہ قنبرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری
بمیدان اژدر آتش فشانم
جبان در ہنگ و در خنجر گزاری
منم ہمسر قران شیر ژیانم

یہ نعرہ کرکے ایک گرز مارا کہ مقرلش جادو کا سر پھٹ گیا ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا وہ جنگل چاندی
کا سب مٹ گیا بیابان ہول خیز دکھائی دینے لگا عمرو نے رہائی پائی قران کو گلے سے لگایا عیاری
کی تعریف کی قران نے کہا یہ سب حضور ہی کی تربیت کا اثر ہی اب فرمائیے کیا ارادہ ہی چلنے کا قصد کدھر
ہی عمرو نے کہا بیٹا الگ الگ چلنا صلاح ہی تم اپنی راہ لو اور خدا حافظ جاؤ قران سلام کرکے روانہ ہوا اور
عمرو ایک طرف چلا لیکن خبر مرگ مقرلش جادو سحر کے طائرون نے افراسیاب کو پہونچائی اوسنے
فی الفور دستک دی ایک پتلا فولاد کا پیدا ہوا اُس سے کہا یہ نامہ میرا مہتاب جادو کے پاس
بیابان رخشان مین لیجا پتلا نامہ لیکر چلا اور بیابان رخشان مین پاس مہتاب کے آیا نامہ دیا اُسنے
پڑھا لکھا تھا کہ اے مہتاب جادو عمرو اور چار عیار مقرلش کو مار کے تمھارے جنگل کی سمت جاتے ہین
ہین انکو گرفتار کرنا خبردار غافل نہ ہونا پتلا تو نامہ دیکر چلا گیا لیکن افراسیاب نے مقرلش کے چند
عزیز ساحرون کو حکم دیا کہ جاکر لاش مقرلش کی اٹھاؤ اور قاتل کی اُسکے تلاش کرو وہ لوگ بھی روانہ
ہوئے اور بعد لاش اٹھانے کے فکر گرفتاری عیاران کرنے لگے مگر مہتاب جادو کو جو پتلا نامہ دیگیا تھا

اسنے بنا بر احتیاط ایک مکان وسط صحرا مین بزور سحر بنایا اور اُسے چھت پردے چلمنون سے آراستہ کیا فرش
مکلف بچھوایا پلنگ مرصع فرش پر لگایا کوئی سامان راحت ایسا نہ تھا جو وہان موجود نہ کیا چند سحر دروازے
پر پہرا دینے بیٹھے اور ایک چاند کاغذ کا کاٹکر دروازے پر اُس مکان کے لگا دیا اور کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ
چاند ماہ فلک کی طرح روشن ہوا جھتاب کمرے مین مکان کے بیٹھکر مئے نوشی کرنے لگا پھر اسکے خیال مین
آیا کہ عیار بشکل مبدل آتے ہین پہچانے نہین جاتے ہین اس سے بہتر ہے کہ وہ تدبیر کرون کہ جس طرح کی
صورت بنکر عیار آئین پہچان لیے جائین یہ مضمون سوچکر کچھ کاغذ کی چڑیان کترین اور ایسا سحر پڑھا
کہ وہ سب زندہ ہوکر اُڑین اور کمرے کی کانس پر جا بیٹھین خاصیت اُنہین یہ رکھی کہ جب عمرو آئے
ایک چڑیا کانس سے اُترکر زمین سے گرے اور پکار کر کہے عمرو آیا اور وہ چڑیا جل جائے پھر جب اور کوئی عیار آئے
دوسری چڑیا گرے اور اُسکا نام بتائے اور جل جائے اسیطرح اب جو غیر شخص آئیگا چڑیان اُسکا نام بتا دینگی
یہ سحر بناکر جھتاب جادو باطمینان تمام بیٹھکر جنگل کا تماشا دیکھنے لگا کہ عمرو اور قران وغیرہ عیار جنگل
مقرنس جادو کا طے کرکے اُسکے صحرا مین آئے اور عمرو نے دور سے دیکھا کہ بیچ جنگل مین ایک مکان
بنا ہے اور چاند ایک بڑا سا نکلا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان کا چاند ہے بلکہ وہ بھی مقابل اُسکے ماند ہے
دروازے پر مکان کے ساحر بیٹھے ہین کڑھاؤ چڑھے ہین پکوان پکتا ہے ساحر ڈفلیان بجاتے ہین بھجن سامری
کی توصیف مین گاتے ہین عمرو نے یہ ماجرا دیکھکر تصور کیا کہ یہ حرامزادے بڑے مزے سے بیٹھے ہین انکو
چلکر ہلاک کرکے اس صحرا کو انکے جسد ناپاک سے پاک کرے یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت اپنی بنائی اور روانہ
ہوا جب قریب اُس مکان کے پہونچا ساحرون کے گانے کی تعریف کی اُنھون نے پوچھا تم کہان رہتے ہو
کیا نام رکھتے ہو عمرو نے کہا مجھے نواز جادو کہتے ہین اور کوہ قلماق کا رہنے والا ہون ساحرون نے
کہا اچھا بیٹھو اور کچھ گانا سناؤ عمرو بیٹھ گیا اور اسطرح سے ملحن دلکش ایک تان لگائی کہ جھتاب اندر
کمرے کے بیقرار ہوگیا اور دروازے کمرے کے سر نکال کر ساحرون سے کہا کہ اس گانیوالے کو یہان
لے آؤ ساحر عمرو کو اندر مکان کے لائے جب عمرو نے قدم اندر کمرے کے رکھا ایک چڑیا کانس سے گری اور
پکاری عمرو آیا عمرو نے جو سنا کہ چڑیا نے نام تیرا بتا دیا پس فوراً گلیم اوڑھ کر نظر سے غائب ہوگیا
جھتاب نے دیکھا کہ اب وہ گویا نہین ہے ساحرون سے کہا وہ گویا نہ تھا عمرو چڑیا کو بولتے سنکر چھپ گیا
تم سب جاکر بہت ہوشیاری سے باہر بیٹھو ساحر یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوے اور باہر آکر باہم مشورہ کیا کہ اب
کوئی شخص آئے اُسے گرفتار کر لینگے خلاصہ کلام یہ سب باہوشیاری تمام بیٹھے اور عمرو یہان کی سب حقیقت
دریافت کرکے اُس جگہ سے دور جنگل مین نکل گیا اور رفیق عیاری بجائی عیار جو جابجا منتشر تھے انہین سے

برق فرنگی نے زنبیل کی صدا سنکر آپکو پاس عمرو کے پہونچایا اور کہا استاد خیریت تو ہے عمرو نے کہا ای فرزند
مین مناسب جانتا ہون کہ تم اپنی صورت میری شکل کیطرح بناؤ اور یہ جو سامنے مکان بنا ہے ساحرونکا مجمع ہے
اُس طرف جاؤ وہ لوگ تمھین عمرو سمجھکر گرفتار کرینگے کیونکہ وہان سحر کی چڑیان بولتی ہین اور لینی جانبکا
سب حال کہا اور کہا جب تم پکڑ لیے جاؤگے ساحرون کو اطمینان ہوجائیگا کہ عمرو کو ہمنے گرفتار کرلیا ہے
پھر مین جاکر عیاری کرونگا اور تمھین چھڑا لونگا برق نے کہا بہت خوب اور اسیوقت اپنی صورت کو
عمرو کی طرح کا بنایا اور ساحرون کی طرف روانہ ہوا جب قریب اُنکے پہونچا وہ تو مشورہ کرہی چکے تھے
کہ اب جو آئیگا اُسے گرفتار کرینگے برق کو عمرو سمجھکر قید کرلیا اور شور وغل ہوا اُسکے قید کرنے سے ہوا مہتاب
نے کمرے پر سے پوچھا کہ کسے گرفتار کیا ساحرون نے کہا آپ پہچانیے کون ہے ہم تو جانتے ہین کہ عمرو ہے مہتاب
نے کہا یہان لاؤ مین پہچانون برق کو سامنے اُسکے لیگئے جیسے ہی برق نے قدم اندر کمرے کے رکھا چڑیا
گرکے پکاری کہ برق آیا اور جل گئی مہتاب نے کہا کیون عیار تیرا نام برق ہے اُسنے کہا نہین میرا نام عمرو ہے
ساحر نے جواب دیا کہ میری چڑیا جھوٹی نہین ہے برق نے کہا بھلا میرا نام برق ہوتا اور مین اپنے تئین عمرو
بتلاکے کیون مبتلاے بلا کرتا کیا مین نہین جانتا کہ عمرو کے سب طلسم مین دشمن ہین اچھا اگر آپ مجھے
عمرو نہین جانتے نہ سہی مہتاب دل مین سوچا کہ یہ بھی سچ کہتا ہے کوئی اتنے بڑے مجرم کے نام سے اگر
بری ہوتا ہوگا تو وہ اور اپنے تئین سچا بتائیگا نہ کہ اور گنہگار بنائیگا یہ خیال کرکے کہا اچھا ای عمرو تو نے
اپنے تئین چھپایا کیون نہین کہدیا ہوتا کہ مین برق ہون اُسنے کہا میرے کہنے سے کیا ہوتا آپ سحر سے
دریافت کرلیتے آپکو سب طرح کی سحر سے قدرت حاصل ہے مہتاب نے کہا تقریر تیری سچی ہے مگر میرے سحر
نے جو نام تیرا خلاف بتایا شاید تیرا نام علاوہ عمرو کے برق بھی ہے برق نے ہنسکر کہا نام میرا اصلی
ہاں اسکا برق ہے اور مشہور عمرو ہے مہتاب نے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ سحر میرا غلط نہین اب
ظاہر ہوا کہ تو بھی سچا ہے اور سحر بھی ٹھیک ہے مگر ایک امتحان اور کرلون کہ تصویر عمرو کی شہنشاہ نے میرے
پاس بھیجی ہے اُسے تیری صورت سے ملالون یہ کہکر صندوقچہ سے تصویر نکال کر مطابق کی کچھ سرمو عمرو
کی صورت مین اور اِس قیدی کی شکل مین فرق نپایا یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو ہے بہت خوش ہوکر
ایک طرف بندھوا دیا لیکن اب حال عمرو کا سنیے کہ جب برق گرفتار ہوچکا اور اُنھون نے دور سے
یہ سب ماجرا دیکھا بس اپنی صورت ایک زن حسینہ جمیلہ کی بنائی کہ جسکے جمال جہان آرا کو دیکھ کر فرط
حجاب وندامت سے بدر کامل بھی گھٹ کر ہلال ہوجائے سراسر شعلہ نور قدرت خدا کا ظہور حور وپری
کہنا خطا ایسا کسی نے دیکھا نہ سنا شوخی و کرشمہ و ناز و ادا ہر ایک اپنے اپنے موقع پر خوشنما پیشانی [illegible]

رات کا چاند تھی بلکہ چاند کی بھی روشنی اُسکے آگے ماند تھی چشم غزالین مہ آگین آہوی رم خوردہ کشور چین سے

چشم تو جادو ست یا آہو ست یا صیاد خلق — یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلاست این

لب لعلین درج یاقوت رخسار تابناک آئینہ اسکندر دندان سلک گوہر سے بہتر دندان دلبر نے کر دیا بقدر عالم مین + گوہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو + بازو قوت بازوے ناز دو اکلائی بلورین جسکے دیکھنے سے عشاق کو کل آئی جیب آستین سے باہر آئی گویا شمع فانوس سے نکل آئی ہے اُسکے ہر ساعد ونکا عالم کہ جینے دیکھا ہوا دہ بیدم + پیام تیغ قضا سے مرہم لقب ہر قاتل کی آستین کا + سینہ گنجینہ نور شکم تختہ بلور چھاتیان انمول وہ وہرہ سوہن موہن من ہرن گن برن اڑدل + کرے کراہے چھنگنے اونچے گورے گول + بلکہ فرد حسن روز افزون نے گنجایش نپائی سینے میں + ہنگیا انگیا کے پردے مین سمٹکر چھاتیان اور ناف کا شکم مین یہ عالم ہو سبب ہر نور کا دریا شکم صاف نہین ہر + گرداب یم حسن ہین ہر ناف نہین ہر + ساق پا کا وہ نورانی عالم کہ بیدل جسکی یاد مین سر نیزا نور رہین لاکھ فکر کرین مگر اسے نپائین سے لے سر سے تا بناف تو تھا حور کا بدن + رانین بنا ہین گوندھ کے سپید اشہاب مین + پاے نازک کی صفت کیا بیان ہو کہ معلوم ہوتا تھا سے صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد + پانون صندل کے سانچے اور زانگر کی ایڑیان + الغرض اس حسن وجمال سے اپنی صورت کو آراستہ و پیراستہ کیا کہ سے زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم + کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست + لباس سرخ سدہی کا اپنی قدر زیبا پر زیب دیکھی کیا لنگنا کلائی مین باندھا اور پیرہن کو تا بدامن چاک کیا زلف مشکفام کو رخ انور پر بکھیر کر گھونگھٹ بنایا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہ تابان ابر سیاہ مین آگیا ہر اس صورت سے زار زار قتل ابر نوبہار کے روتا ہوا عمر داؤد ہوا اور جہان جہتاب جادو کمرے مین بیٹھا جنگل کی کیفیت دیکھ رہا تھا اُسکے سامنے کی جھاڑیون مین بیٹھکر رونا شروع کیا اور شور و فریاد بلند کرکے شکوہ فلک بہیر اور مذمت دنیای فانی کرنے لگا نظم

ہان ذرا کر نظر بدیدہ غور — دیکھ دنیا سے بے ثبات کا طور

بھول مت دیکھ دیکھ آرایش — نہین دنیا مقام آسایش

کوئی بزم طرب کا بانی ہر — کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہر

کہین چوتھی ہے اور چالا ہے — کہین افضال حق تعالا ہے

ہے کہین شادی حنا بندان — اور کہین شور مرگ فرزندان

ہر یہ دنیاے دون کا سر رشتہ — نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون ای چرخ کج مدار واہی گردون نابکار کیا مین نے تیری خطا کی تھی کہ جسکے پاداش مین تو نے یہ

سزا دی ہے افسوس صد ہزار افسوس ع جو گل کہ کھلنے پائے تھے پھول اُنکے ہو گئے + مسند سے دولھا اُٹھتے ہی تکیہ میں سو گئے + اسطرح ترنم کر او بلبل کر عمر و رو یا کہ دل سنگ آب ہوا اور شور واصیتا کان میں مہتاب جادو کے پہونچا اُسنے جھاڑی کی طرف جو بغور دیکھا ایک عروس شب اول کو کہ ماہ تابندہ فلک حسن ہے خسوف رنج و محن میں مبتلا پایا لباس سارے جسم کا تار تار ہے دشنہ غم سے سینہ فگار ہے بال سر کے پریشان ہیں پانوں میں چبھے خار مغیلان ہیں تنہائی کے عالم میں اپنے حال بد پر گریان و نالان ہے مہتاب اُسے دیکھکر دیوانہ ہو گیا اور حقیقت ہوا اور ساحرون کو حکم دیا کہ اس عورت کو بلا لاؤ ساحر حکم سنکر چلے جب قریب پہونچے وہ نازک اندام ساحرون کو دیکھکر گرتی پڑتی ادہر طرف چلی ہر چند انہوں نے منت کی خوشامد سے کہا کہ ہمارے مالک تمہیں بلاتے ہیں مگر اُسنے کچھ جواب ندیا ساحرون نے آکر مہتاب سے اُسکے ساعت تک کی حقیقت کہی یہ اس رشک ماہ خورشید خاوری کو دیکھکر بیقرار ہو رہا تھا خود اُٹھکر چلا اور جھاڑی کے پاس جب آیا پھر وہ گلفام افتان و خیزان بھاگی اُسنے بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا اور اُسکے روئے زیبا و سراپا سے خوش ادا کو بنظر غور دیکھا شعاع تنویر حسن کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی ابیات

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر چین تھی موجہ لطافت

بینی کے قریب لب تھے ابرو
شہباز نے واسطے تھے بازو

آنکھیں اُستاد ساحری تھیں
نشے میں شباب کے بھری تھیں

دنبالہ کب اُن میں سرمے کا تھا
بیمار کے ہاتھ میں عصا تھا

دیکھتے ہی دست و پا کی قوت جاتی رہی جی سنسنا گیا عنقریب تھا کہ غش آجائے لیکن اپنے تئیں سنبھالا اور کہا اے غیرت وہ بتان آذری واسطہ خداوند سامری و جمشید کا اپنے حال پر ملال سے مجھے آگاہ کر کہ تو کس قلزم حسن کی گوہر ہے اور کس درج گرانبہا کی جوہر ہے اسطرح کیون زار و نزار ہے کیا تجھے آزار ہے اُس زہرہ جبین نے یہ کلام سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور اسطرح پھوٹکر روئی کہ مہتاب جادو کا دل بھر آیا اور منتین کرنے لگا اُسوقت اُس مہ طلعت نے کہا کہ میں کیا اپنا حال زار بتاؤن اور کس رنج کا اظہار کرون

ع چہ گویم از سر و سامان خود ہمہ نیست ہیون کاکل + سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم + جنکے ہم طالب دیدار ہیں اُنکی صورت زیبا ہائے عدم میں جاکر دیکھیں گے ہائے وہ ہمیں چھوڑکر مونہ خاک ہوئے بڑے حسرت وار مان بھرے ہلاک ہوئے ہیں اُنھیں اچھی طرح جی بھرکے دیکھنے بھی نپائی کہ وہ دنیا سے چل بسے سیتا اُنکو روتا ہون جو تھے اپنے ہنسانے والے + گور میں سوتے ہیں پہلو کے بسانے والے یقین ہے کہ ہماری قبر پہ پس مردن نرگس اوگے گی چشم کشتہ انتظار کا بتائینگی غزل

پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے — رہے نہ ایک گریبان مین کسی کے تار
ہماری قبر پہ کہتی تھی گل پہ بلبل زار — اٹھو اٹھو کہ پھر آئی چمن مین فصل بہار
پڑھون مین قصہ لیلی کو کیا بآنگ بلند — عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہین بیدار
بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل — ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر — جو دیکھتا ہون تو اک سمت کو ہے نرگس زار
سوال اس سے کیا مین نے اے گل نرگس — تو سرنگون ہے بھلا کس لیے بتا کے فرار
تب اسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا — عزیز مجھکو تو نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان مین — سوا اسکا گور غریبان مین کسلیے ہو گزار
مین اسکی آنکھین ہون جس شخص کا مرقد ہے — کہ زیر خاک بھی ابتک ہے حسرت دیدار

ای عزیز مین ایک ساحر جلیل القدر کی دختر ہون کہ نام اسکا عجیب جادو تھا ہمیشہ سے پیشہ تجارت کرتا تھا مین اپنے چچا کے لڑکے پر عاشق ہوئی کہ نام اسکا ماہ سیما جادو تھا ابھی ہنوز سبزہ بھی رخسار پر نہ آغاز ہوا تھا عین شباب و جوانی کے دن تھے وہ مرنے والے بہت کمسن تھے جب میرے باپ نے ماجرائے محبت میرا نسبت اسکے سنا مجھے اسی کے ساتھ منسوب کر کے شادی کی فکر کی خلاصہ کلام جس دن میری برات تھی اس روز ایک زنگی کہ مجھپر ایک مدت سے فریفتہ تھا اور مین اسکے ہاتھ نہ آئی تھی میری شادی کی خبر سنکر رات کو مع دس بیس قزاقون کے آکر کودا میرے شوہر کو کہ ہنوز اسنے شربت وصل نہ پیا تھا کہ ذائقہ تلخی مرگ کا چکھایا اور میرے والدین اور چچا سبکو قتل کیا مین اسی ہنگامہ آفت زا مین بھاگ کر صحرا نورد ہوئی یہ کہانی میری ہے اب تھوڑے عرصہ کی اس جہان فانی مین مین بھی مہمان ہون اس غم سے جان دونگی مہتاب جادو یہ قصہ جانکاہ سنکر رونے لگا اور اپنی زبان کو بہر تسکین اس غنچہ دہان کے کھولا کہ ای معشوق مہر ایما زجو مر گئے انکا غم تا کجا سے کسی کی مرگ پہ پھر گردنہ کیجیے چشم تر اے دل + بہت سا روئیے اُنپر جو اس جینے پہ مرتے ہین + اب تجھے لازم ہے کہ میرے کلبۂ احزان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے چلکر آباد کرو اور عمر عزیز بہ مصاحبت مجھ ایسے عاشق جانباز کے بسر بخاطر شاد کر بسیت دیگر نہ تو ترک کر کے مر جائیگی + اسی طرح جی سے گزر جائیگی + مین بھی مصاحب افراسیاب مالک طلسم ہون صاحب طاقت ہر قسم ہون تمام عمر غلامی کرونگا اور اچھی طرح رکھونگا ورنہ یہ حسن و جوانی اور اسپر یہ غم + ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم + اس نازک بدن نے یہ باتین سنکر کہا مین شوریدہ بخت کسی کے یہان رہنے کے قابل کب ہون کہ فرد در محفل خود راہ مدہ ہمچو منی را + افسردہ دل افسر

گنبد انجمنی را مہتاب جادو نے بہت قسمیں دیں پاؤں پر سر رکھا تب لگی کہیں اس عیار نابکار نے کہا بھلا
صاحب تمہارا نام کیا ہے کیا پیشہ کرتے ہو کام کیا ہے اسنے کہا مہتاب جادو مجھے کہتے ہیں یہاں سے سرحد کوہ
لاجورد رنگ کے ساحر میری اطاعت کرتے ہیں اُس قمر چہرہ نے جب نام اسکا سُنا کانوں پہ ہاتھ رکھے کہا
میں ساحر کے نام سے ڈرتی ہوں کارخانہ سحر کا دیکھ کر میرے دم پر بنتی ہے ساحر ہزار ہزار برس کا سن رکھتے ہیں
جب چاہتے ہیں فوراً عورت بنجاتے ہیں جب جی چاہتا ہے پھر مرد بنجاتے ہیں مہتاب نے یہ کلام سُنکر
دل سے کہا تو نے ناحق اپنے تئیں ساحر اظہار کیا اب مطلب سارا فوت ہوا کہا اے دلدار میں تیرے نثار
کبھی تیرے روبرو سحر نکرونگا اور میں ابھی کم سن ہوں میں سو پچیس برس کا سن رکھتا ہوں اور میں
غارتگر ایمان نے کہا قسم کھاؤ کہ کبھی میں ساحری نکرونگا مہتاب نے قسم جمشید کی کھائی کہ کبھی اس
عہد سے نہ پھرونگا اسوقت یہ محبوبہ مہتاب کے ساتھ ہولی اور وہ لیے ہوئے اُسی مکان میں آیا جیسے
ہی اُس گلفام نے اندر کمرے کے قدم رکھا کانس سے ایک چڑیا اُڑی اور زمین پر گر کر پکاری عمرو آیا
اور جل گئی مہتاب نے اپنے دل میں کہا میں عمرو کو آیا رقیب کر چکا ہوں تصویر بلائی وہ بھی
مطابق پائی تھی اب یہ چڑیا جھوٹی ہے اور ہر گز اسنے یہ خیال کیا تھا پھر اس معشوقہ نے کہا اری الون
میں نہ آتی تھی لو اب جاتی ہوں سحر کے سبب میری جان جائیگی مہتاب تو فریفتہ ہو رہا تھا کہنے لگا
اری جان من یہاں عیار آئے ہیں میں نے اپنی حفاظت کو یہ چڑیاں تیار کی ہیں کہ مجھے خبر دیتی ہیں
اسنے کہا تو میں باز آئی یہ چڑیا مجھی کو عیار بتاتی ہے اب تم مجھ سے پرہیز کرو میں عیار ہوں الہی نہ تمہیں
مار ڈالوں یہ کہکر اُٹھکے چلی مہتاب اُٹھکر لپٹ گیا اور خوشامد کرکے پھر اندر کمرے کے لایا پھر ایک چڑیا
گری اور پکاری کہ عمرو آیا اس نازنین نے کہا اے مہتاب اب کون شخص عمرو آیا جو اس چڑیا نے
مجھے آگاہ کیا مہتاب نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سحر میں کچھ فرق پڑ گیا اور دوسرے یہ کہ تم ڈرتی بھی ہو
میں اس سحر کو مٹائے دیتا ہوں یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ سب چڑیاں زمین پر گر کر مر گئیں پھر
کہا لو اب بیخوف ہو کر بیٹھو عمرو مسند پر زرنگار بیٹھا سامنے بدرقی فرنگی بندھا ہے آنکھ سے آنکھ ملی پر ق
رے پہچانا کہ یہ عورت نہیں ہے استاد ہیں لیکن یہاں عمرو کے لیے مہتاب نے کھانا منگایا اور کہا اے
نازک بدن تم بھوکی ہو کھانا کھا لو بعد اسکے پھر ہم تم داد عیش دیں اور آرام کریں اُس غنچہ دہن نے کہا
میں نے کئی دن سے شراب نہیں پی ہے اس سبب سے درست نہیں ہوں اب نہ مجھے بھوک ہے نہ پیاس ہے شراب
کی تلاش ہے اپنا یہ حال تھا دعوت و ضیافت موقوف رکھو اور ایک جام شراب مجھے دو قطعہ

نہ مجھے تخت و چتر دارا دے	نہ مجھے دولت سکندر دے

جام جم رکھدے طاق کسرے پر	میرا چلو شراب سے بھردے

مہتاب نے اُسی وقت کشتی شراب کی سامنے لاکر رکھی کہ لو جسقدر جی چاہے پیو اُس گلاندام نے جام
مے ارغوانی لبریز کرکے اُسے دیا مہتاب نے کہا تمنے بڑے عرصہ سے نہین پی ہے پہلے تم پیو اُسنے کہا مین
بھی پیتی ہون تم لو تو سہی یہ باتین ہوتی تھین کہ وہان افراسیاب کو خیال آیا کہ مہتاب کو مین نے
لکھا تھا اُسکا کچھ حال نہ معلوم ہوا عمرو کو اُسنے گرفتار ابتک نہین کیا یہ کیا سبب ہے لاؤ کتاب جمشید
و سامری دیکھکر اُسکی کیفیت دریافت کرون بس کتاب اُسنے دیکھی اُس سے ظاہر ہوا کہ عمرو عورت
بنا ہوا پاس مہتاب کے بیٹھا ہے اُسے قتل کیا چاہتا ہے یہ دیکھ اُسنے کچھ سحر پڑھا ایک پتلا فولادی زمین
سے نکلا اُس سے کہا جلد جاکر مہتاب سے کہدے کہ یہ عورت جو تیرے پاس بیٹھی ہے یہ عمرو ہے اور جو
بندھا ہے وہ برق عیار ہے دونون کو پکڑکے کہا کہ میرے پاس لائے پتلا یہ حکم سنکر چلا اور یہان عمرو
نے مہتاب کی آنکھ بچاکر تھوڑا سا سفوف بیہوشی منھ مین رکھ لیا اور جام شراب مین بھی بیہوشی
ملائی اور اسے دیا ابھی مہتاب نے جام نہ پیا تھا کہ زمین تھرائی عمرو سمجھ گیا کہ کچھ نہ کچھ آفت آئی
اس عرصہ مین پتلا زمین سے فرستادہ افراسیاب نکلا عمرو اُسے دیکھکر مہتاب سے ادہی کہکر
لپٹ گیا اُسنے کہا اور وہین مگر عمرو نے رخسار پر رخسار رکھکر منھ سے سفوف بیہوشی جو پہونکا اُسکی
ناک مین وہ گیا چھینک آئی اور مہتاب بیہوش ہوا ادھر پتلے نے پکار کر کہا اے مہتاب یہ عمرو
ہے حکم شہنشاہ ہے کہ اسے گرفتار کرے ہرچند پتلا پکارا کیا مگر مہتاب بیہوش ہوچکا تھا سنتا کون ناچار
پتلا بڑھا کہ مین مہتاب کے قریب جاکر حکم شہنشاہ ادا کرون عمرو نے پتلے کو آتے دیکھکر جال
الیاسی اُسپر مارا کہ پتلا جال مین پھنسا عمرو نے جال سے ایک جگہ پتلے کو باندھ دیا اور برق کو
کھولدیا اور مہتاب کو مار ڈالا آواز دار و گیر آنے لگی غل ہنگامہ اور شور بلند ہوا تاریکی ہوگئی غلام
مہتاب کے جو باہر چند ساحر بیٹھے تھے وہ دوڑے اور اس اندھیرے مین جسنے قدم کمرے مین رکھا
عمرو اور برق نے تیغ مارے کہ گردن کٹ گئی اور زیادہ شعلے اُٹھنے لگے بہت ساحر مارے گئے
جو دو ایک بچے وہ مارے ڈر کے باہر ہی سے باہر بھاگ گئے کہ نہین معلوم اندر کیا آفت ہے الغرض بعد
کچھ دیر کے وہ آفت دفع ہوئی عمرو نے پتلے کو جال سے نکال کر چھوڑ دیا اور کہا جاکر اوس مسخرے
افراسیاب سے کہدینا کہ با دولت و اقبال تجھے عنقریب کیا چاہتے ہین پتلا یہ سنکر جال سے چھوٹتے
ہی بھاگا اور عمرو نے جو کچھ مہتاب کا مال و اسباب تھا وہ لوٹ کر داخل زنبیل کیا برق کو لیکر
صحرا مین آیا برق نے کہا استاد فرمائیے کیا قصد ہے کہا بیٹا اپنی راہ لو الگ الگ چلو وقت پڑا نا برق

سلام کرکے ایک جست وخیز کرتا روانہ ہوا اور عمرو ایک طرف کو چلا لیکن پتلے نے جاکر خبر مرگ
مہتاب جادو افراسیاب سے جاکر کہی اور اپنا حال یعنی گرفتار ہونا جو کچھ گذرا تھا سب بیان
کیا افراسیاب کو یہ حال سنکر غیظ و غضب طاری ہوا اور خود قصد کیا کہ جاکر عمرو کو پکڑ لاوے
اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران ایک متنفس شاطر حمزہ کو گرفتار کرنے جانا
حضور کو مناسب نہیں ہے بندگان حضور ایسے ہیں کہ حمزہ تک اسکی گرفتاری کو کافی ہیں چہ جاکہ ایک
عیار اسکی کیا حقیقت ہے آپ مالک طلسم ہیں کسی ملازم کو اپنے ایک سحر ایسا تعلیم فرما کر بہر گرفتاری عمرو
روانہ فرمایئے کہ عیار جس رنگ اور قطع سے سامنے آئیں وہ پہچان لے اور گرفتار کرکے حاضر حضور
کرے افراسیاب عرض انکی سنکر سمجھا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں اور نگاہ غضب باغ کے ایک چمن کی
طرف دیکھا وہ چمن اسکی گرمی آتش نگاہ سے جلنے لگا اور خود بھی شعلہ بنکر اُس آگ کے اندر
غائب ہوا بعد لمحہ کے جو برآمد ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی ہاتھ میں تھی اور اُس تختی پر
ایک تصویر زن حسینہ کی کھنچی تھی کہ ع ای چہرہ زیبای تو رشک بتان آذری + ہر چند وصفت
میکنم در حسن زان زیباتری + افراسیاب نے دستک دی زمین شق ہوئی اور ایک ساحر نکلا
نہایت کریہ منظر بد ہیئت تھا اُسنے وہ تختی اس ساحر کو دیکر حکم دیا کہ ای آذر جادو جلد روانہ ہو عمرو
عیار مہتاب کو قتل کرکے ہنوز اسی جنگل میں ہے اُسے تلاش کرکے گرفتار کر لا اور اسکی پہچان کو یہ تصویر
تجھے دیجاتی ہے جو شخص تجھے راہ میں ملے پہلے تو اس تصویر کو دیکھ لینا یہ تصویر گو کہ عورت کی ہے مگر جو عیار
شکل تبدیل کرکے آئیگا اور اُسکی جو صورت کہ اصل میں ہوگی ویسی ہی یہ تصویر ہو جائیگی اور اگر وہ
عیار نہوگا تو یہ تصویر جیسے اسوقت عورت کی ہے ویسی ہی رہیگی آذر جادو وہ تختی تصویر
کی لیکر روانہ ہوا اور مہتاب کے جنگل میں پہنچکر چار طرف عمرو کو ڈھونڈھنے لگا لیکن عمرو
بھی اُس جنگل میں مخفی ایک مقام پر بیٹھا دل سے کہہ رہا تھا کہ ای عمرو دیکھیے انجام کار یہاں آنے کا
کیا ہوتا ہے لاکھوں ساحر موجود ہیں تم کہاں تک قتل ہو سکیں گے مقدمہ طلسم ہے نہیں معلوم لوح
طلسم کہاں ہے خدا جانے اسد پر کیا گذری کدھر گیا زندہ ہے یا مر گیا اس سوچ میں عمرو بیٹھا تھا
کہ ایک ساحر کو ہر طرف تجسس کناں دیکھا کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھ رہا ہے عمرو نے دل سے خیال
کیا کہ اس حرامزادے کو بھی مارنا چاہیے جو ساحر کم ہو وہی سہی یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت بنا
چلا اور آذر جادو کو پکارا کہ بھائی ذرا ٹھہرنا آذر جادو نے دیکھا کہ ایک جادوگر عجیب شکل
کہ جسکے کان آنکھ ناک سے شعلے آگ کے نکلتے ہیں چلا آتا ہے آذر جادو خود قریب اُسکے گیا اور

اور پوچھا تم کون ہو عمرو نے کہا اپنا نام بتاؤ پہلے آذر نے نام اپنا بتا دیا اور کہا عمرو کو ڈھونڈھنے
آیا ہون عمرو نے کہا مین بھی اسی فکر مین ہون مہتاب جادو کا عزیز ہون جب سے خبر اُسکے مرنے
کی سنی ہے تلاش عمرو کی کرتا ہون آذر جادو بولا کہ چلو ہم تم چل کر تجسس کرین عمرو اُسکے ساتھ ہوا
اور اس فکر مین تھا کہ قابو پاؤن تو قتل کرون لیکن آذر جادو کو یہ خیال آیا کہ شہنشاہ نے کہہ دیا تھا
کہ جو راہ مین ملے پہلے تو تصویر دیکھ لینا یہ سوچکر اُسنے تصویر کو دیکھا تصویر نے صورت اصلی عمرو
کی پیدا کی تھی کہ تو نڈھی سا سر زیرہ سی آنکھین خوبانی سے کان سیلپچی کی طرح گال تاگا سی گردن رسی
کی طرح ہاتھ پاؤن نیچے کا جسم چھ گز کا اوپر کا تین گز کا یہ حلیہ مبارک دیکھکر آذر جادو گھبرایا اور
سمجھا یہ کوئی عیار ہے کہ تمہاری صورت اُسنے جادوگری بنائی ورنہ اصل صورت اسکی ایسی ہے جیسی
اس تصویر نے صورت بدلی ہے بس یہ دیکھکر اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ عمرو کے دست و پا کی قوت جاتی
رہی اور اُسنے ایک زنجیر جھولی سے اپنی نکال کر عمرو کے ہاتھ باندھے اور لیکر چلا عمرو نے ہر چند کہا
کہ اے برادر مجھے کیون بے سبب آزار دیتے ہو آذر نے کہا او مکار تو مجھ سے عیاری کرتا ہے تیرا ہی نام
عمرو ہے مجھے تیرے حال کی خبر ہے عمرو کو غصہ آیا کہا بچا اب تجھے نہین معلوم ہوتا کوئی لمحہ مین مہم سر
ہوا چاہتی ہے ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار داخل طلسم ہوا ہے کوئی نہ کوئی آکر قتل کریگا آذر نے کہا
مین سبکو سزا دونگا تیرے دم کلانے سے نہ ڈرونگا الغرض عمرو کو لیکر چلا دور سے ضرغام شیر دل
نے دیکھا کہ اُستاد کو کوئی ساحر پکڑے لیے جاتا ہے یہ چھڑانے کی فکر مین کوس بھر آگے نکل گیا ایک جگہ
اہیر گائے بھینسین چرا رہا تھا اُسکے سامنے صورت بدل کے آیا اور کہا دیکھو وہ جھاڑی مین بھیڑیا
بیٹھا تیری گائے کو تاک رہا ہے وہ اہیر گھبرا کر جھاڑی کی طرف دوڑا ضرغام نے پشت کی طرف
سے کمند ماری کہ حلقے کمند کے گردن مین پڑے ہوئے منہ سے بھی بولا نہ گیا ضرغام نے زمین پر گرا کر
بیہوشی منہ پر ملی اہیر بیہوش ہو گیا کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے انگوچھا سر پر باندھا اور دھوتی
باندھ کر مرزائی پہنکر اُسکی شکل دیکھ کر ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور لکڑی لیکر گائے وغیرہ
چرانے لگا اہیر کو جھاڑی مین چھپا دیا اس عرصہ مین آذر جادو مع عمرو یہان آکر پہونچا
چونکہ دھوپ بھی تھی اور دور سے چلا ہوا آتا تھا اہیر کو دیکھکر کہا اگر تیرے پاس لوٹا ڈوری ہو
تو پانی لاکر مجھے پلا دے اہیر نے کہا گسیان تم کہان سے چلے آئے ہو کہو تو دودھ دوہ کر لا دون وہ
پیو جل نہ پیو آذر نے کہا اچھا لے آ اہیر نے ایک گائے کو چمکار کے پاس بلایا اور دودھ دوہا اور
بیل کی لوٹیا مین بھر کر بیہوشی ملا کر آذر کو دیا اُسنے چاہا کہ پیون مگر خیال مین آیا کہ مہتاب کو دو

عیارون نے مکر مارا ہے ایسا نہ ہو کہ یہ بھی عیار ہو تصویر کو دیکھ لو یہ سنکر تصویر کو دیکھا اسکی صورت
بصورت اصل ضرغام ہو گئی تھی اُسنے فوراً ضرغام کو سحر پڑھکر قید کر لیا ہر چند ضرغام نے کہا
کہ مین امیر ہون مجھپر کیون ظلم کرتا ہے نیکی کا عوض یہی ہے اُسنے کہا او نالائق تو بڑا مکار ہے مین خوب
پہچانتا ہون یہ کہکر جس زنجیر مین عمرو بندھا تھا اُس مین اُسے بھی باندھکر آگے بڑھا عمرو نے کہا
مین کہتا نہ تھا کہ ہزارون عیار طلسم مین آئے ہین اب ہم دو کو گرفتار کیا تو کیا کوئی دم مین تو
ہلاک ہوا چاہتا ہے مناسب ہے کہ ہماری اطاعت کر آذر جادو دل مین ڈرا کہ یہ سچ کہتا ہے عیار ہر
طرف چھپے ہین دیکھیے کیونکر طلسم باطن مین پاس شہنشاہ کے پہونچتا ہون لازم ہے کہ اب جو راہ
مین ملے بغیر تصویر دیکھے اس سے بات نکرون یہ ٹھیر کر کے آگے روانہ ہوا لیکن عیار جو سب متفرق
ہین اور دوسیوم مقام پر جا کر ایک دوسرے کے حال کو دریافت کر لیتا ہے انمین سے برق نے
ایک جگہ دور سے دیکھا کہ ایک ساحر دو عیار گرفتار کیے لیے جاتا ہے یہ دیکھکر پہاڑ کے درے مین چھپکر لہنگا
پھریا اور سامان عیاری کا سوت نکالکر صورت اپنی عورت مہ جمال کی بنائی ہاتھ پاؤن مہاور سے
رنگے پور پور چھلے پہنے کہ سو ہاتھون مین وہ پور پور چھلے + تھے جیسے سجون طپان نکلے + لہنگا گنگام کا
پہنا چنری سرخ رنگی اوڑھی سیندور سے مانگ مین بھرا پٹیان پار کے کاجل آنکھون مین لگایا بندیا اور
ٹیکا ماتھے پر لگا کے جھمکے اور ترکیان کانون مین پہنین ہاتھون مین پہونچیان اور پاؤن مین کڑے
اور دوسون پہر کی اور انگلیون مین انوٹ بچھوے پہنکر بوتل شراب کی آغشتہ بدارو بیہوشی ہاتھ مین
لی ایسی صورت بدلی کہ جیسے کلاونت ہوتی ہے مگر وہ حسن و جمال رنگ و روغن عیاری سے درست
کیا کہ کبت سندر روپ سروپ ہما من لون لیکھے جیسے آنکھ مین کھیجے + جیون مورسو جیون کی چھب دیکھے
دیکھی چھب دیکھے ہی جیجے + یان کھوات مہا راد سارس چاہے تو چندر کو دیکھے ندیکھے + ٹک اور یا دیجے
نہ منے تھک سا بیٹھے ہی کچھ کو دیکھا ہی کیجے + الحاصل وہ دلفریب گھونگھٹ نکالے ہاتھ مین بوتل شراب
کی لیے اٹکھیلیان کرتی طرف آذر جادو کے چلی کہ وہ اس طرح سے اچپلی آتی تھی + قیامت جلو مین
چلی آتی تھی + آذر جادو کے سامنے سے جب ہو کر نکلی اُسنے دیکھا کہ ایک مہ پارہ کہ جس مین شوخی بھرا ناز و ادا
بھری ہے رشک وہ حور دپری ہے مستانہ چال چلتی دل عاشق کو پاؤن سے ملتی اسطرف آتی ہے کہ مستی ...

ہے نام خدا ادا چھوڑے کچھ زور تماشا — یہ آپکی رنگت
گات ایسی غضب قہر بچھین اور جھکڑا — اور اسپہ ملاحت
جادو ہے نگہ چھب ہے غضب ہے مکھڑا — اور قد ہے قیامت

غارتگر دین و دنیا کا قہر ہوستمدیدا | اللہ کی قدرت

دیکھتے ہی آذر جادو مائل ہوا اور کہا اے کلوارن ذرا ادھر آؤ تھوڑی شراب دیتی جاؤ اُس نازنین نے ذرا سا گھونگھٹ ہٹا کر مسکرا کر اسکی طرف دیکھا اور کہا شراب بکاؤ نہیں ہے آذر جادو نے جب اُسکے رخ زیبا کو دیکھا عقل و ہوش کھویا کہ اسطلسم چشم بتوا فتاد و وجود عدم حاک شد ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد آذر جادو قریب گیا اور کہا کہاں جاتی ہو اُس غنچہ لب نے تبسم کر کے کہا جہاں میرا جی چاہتا ہے تم پوچھنے والے کون ہو کوئی کوتوال ہو آذر جادو نے دیکھا کہ یہ بیلس ہنسکر باتیں کرتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ راضی ہے پیچھا کر ہاتھ پکڑ لیا اُسنے ہاں ہاں کر کے کہا دیکھو کوئی آجائیگا میں بدنام ہونگی تمہارا کچھ نجائیگا آذر جادو نے کہا ذرا چلکر سامنے درخت سایہ دار کے نیچے ہم تم دو گھڑی بیٹھیں شراب پئیں دو دو باتیں کریں پھر چلی جانا جلدی کیا ہے ہمارے تمہارے ملاقات ہو جائیگی ہمیشہ اطاعت کرونگا جو کچھ کہو گی دونگا وہ نازنین کھلکھلا کر ہنسی اور کہا ملاقات اپنے گھر والوں سے کرو کیا میرے خاوند نہیں ہے میں ایسے راہ گیروں سے بات نہیں کرتی آذر منتیں کرنے لگا پاؤنپر سر دھرنے لگا کہا میں اسی طلسم میں رہتا ہوں مسافر نہیں ہوں مصاحب افراسیاب ہوں اُس مہوش نے کہا تم کوئی ہو میں ایسی شوخ دیدہ نہیں جو بیگانے مردوں کے دم پر چڑھ جاؤں آذر سمجھا کہ یہ ناز معشوقانہ کرتی ہے جس زنجیر میں عمرو اور ضرغام بندھے تھے اُسے اپنی کمر سے باندھا اور کلوارن کو گود میں اُٹھا کر چلا وہ نہیں نہیں کیا کی اُسنے درخت کے نیچے لا کر اُتارا اور کمر سے چادر اپنی کھولکر بچھائی عمرو اور ضرغام کو درخت سے باندھا اُس معشوقہ کو بٹھایا اور کہا میری جان تجھپر جاتی ہے ذرا تو میرے پہلو میں بیٹھ کر دل غمگین کو شاد کر اُس ماہ پیکر نے ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر پڑھا کہ

شعر ہم آزمائے ہیں بہت سرد و گرم عشق + اُسکو فریب دو کہ جو ناکردہ کار ہو +

آذر جادو نے گلے لگایا اور بوسہ لینے کو منہ بڑھایا اُسنے ہاتھ سے منہ ہٹا دیا کہا بس بس مجھسے ایسی باتیں نہ کرو جنکو دیکھے کی محبت ہے مردوں کی ذات بے مروت ہے خیر اگر مجھ سے دار و مدار منظور ہے قسم سامری کی کھاؤ کہ کسی عورت سے سوا تیرے بات نہ کرونگا آذر جادو نے قسم کھائی کلوارن نے جام شراب سے بھر کر دیا اُسنے جب جام ہاتھ میں لیا خیال آیا کہ تو نے تصویر کو نہیں دیکھا لازم ہے کہ بنا بر احتیاط تصویر دیکھ لے پھر اُس محبوبہ سے داد عیش و خرمی دے یہ سوچکر تصویر دیکھی اُسنے صورت اصل برق کی پیدا کی تھی آذر جادو نے کچھ سحر پڑھکر کلوارن پر پھونکا کہ رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا اور برق کی صورت اصلی ہو گئی اُسنے اُسکو بھی زنجیر سے باندھ لیا اور کہا عیارو تمنے تو ریا باندھا ہے کہ قدم قدم بہروپ بھر کر دھو

دیتے ہیں عمرو نے کہا او حرامزادے اب کیا تو بچ بھی جائیگا کوئی آن میں قتل ہوا چاہتا ہے آذر خوفناک
ہوا مگر ان تینوں عیاروں کو لیکر چلا دور سے جانسوز نے دیکھا پیچھے پیچھے چلا اتفاقاً ایک جگہ جنگل
میں کسی ساحر کا باغ بنا تھا نہایت سرسبز و آراستہ تھا میووں سے بھرا تھا **ابیات**

عجب باغ تھا رشک مینو سواد	اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد
کرے یاد جنت کی گر ایک بار	کہ دیکھی نہیں خلد میں یہ بہار

آذر جادو از بسکہ تھکا ماندہ تھا اُس باغ کے اندر آیا اور ایک چمن میں ٹھہرا جانسوز نے اسے باغ
میں جاتے دیکھ کر اپنی صورت مالی کی بنائی سلجہ [?] ہاتھ میں لیا قینچی درختوں کی سرتراشی کرنیکی کمر میں
گھرسی پھول جھولی میں بھرے اور باغ میں آیا جنگل سے ایک درخت کھود لایا تھا اسے چمن میں
بویا آذر جادو سمجھا یہ اس باغ کا باغبان ہے درخت لینے گیا تھا اب آیا ہے پاس آکر کہا اے مالی یہ باغ
کسکا ہے جانسوز نے نام بنا کر کہہ دیا کہ ملکہ بنفشہ جادو کا آذر سمجھا کہ طلسم میں ہزارہا ساحر رہتا ہے
کوئی بنفشہ بھی ہوگی یہ سوچکر خاموش ہو رہا لیکن مالی نے دو ایک گلدستے اور گجرے بنا کر ٹوکری
میں لگائے بیچ میں اُسکے میوہ رکھا اور سامنے آذر کے ڈالی لگائی اُسنے کچھ روپیہ انعام دیا اور ڈالی
سے میوہ لیکر چاہا کہ کھاؤں پھر یاد آیا کہ تصویر دیکھ لوں تصویر جو دیکھی وہ بشکل اصل جانسوز بنی
تھی اُسنے کہا او نابکار باغبان تو مجھے فریب دیتا ہے معلوم ہوا کہ تو عیار ہے جانسوز نے چاہا کہ
بھاگ جاؤں لیکن اُسنے سحر کرکے اُسے بھی گرفتار کیا اور اُسی زنجیر سے باندھکر مارے خوف کے اس
باغ میں نہ ٹھہرا پھر ان سبکو لیکر چلا جب کچھ راہ طے کی خیال کیا کہ کہیں میں مخفی ہوکر بیٹھوں اور عرضی شہنشاہ
کو لکھوں کہ مجھے عیاروں نے گھیرا ہے چار کو تو میں نے گرفتار کیا ہے لیکن ابھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہیں
حضور ساحروں کو میری مدد کے لیے بھیجیں اور ان قیدیوں کو منگوالیں کہ میں انکے سبب سے اُڑکر
نہیں چل سکتا اگر اکیلا ہوں تو اُڑکر بزور سحر آپکی خدمت میں آؤں بس یہ تصور کرکے چلا کہ کوئی جگہ
عافیت کی ملے تو ٹھہروں لیکن اُنکی یار نظر کردہ شاہ مردان یعنی مہتر قران نے دور سے دیکھا
کہ ایک ساحر اُستاد کو مع تین عیاروں کے گرفتار کیے لیے جاتا ہے بحر عیاری میں غوطہ زن ہوا اور
گوہر مقصد حاصل کیا کہ اے قران چار یہ عیار پے دریے [?] واسطے قتل اس نابکار کے گئے کیا سبب ہوا
جو گرفتار ہوے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے پاس کچھ ایسا سحر ہے کہ جو اُسکے سامنے جاتا ہے پہچان لیتا ہے
ایسی کوئی فکر کرو کہ منہ سے لو ورنہ اُسکے پاس جاؤ اور مار ڈالو یہ سوچکر گلشن مکاری کی سیر کرنے لگا
آخر گل مراد سے دامن بھرا اُسکے آگے راہ تجویز کرکے کہ ادھر ہی سے آئیگا جاکر ٹھہرا اور جنگل سے

لکڑیاں جلدی جلدی کاٹکر چار طرف ستون بنائے اور چھت پر پٹیاں بچھا دیں اور ساری چھت پر بیلدار درخت کی بیل چھا دی یہ معلوم ہوتا تھا کہ منڈھی کسی فقیر کی ہے غرض اُس منڈھی کے دروازے پر آپ سیلی تاگے بھنگ کے منکے سے درست ہو کر تہمد باندھکر الف آزادی قشقہ کی طرح ماتھے سے ناک تک کھینچکر تلک پیشانی پر دیکر بیٹھا ایک ٹھیک آگے رکھ لی گرد اپنے لکڑیاں بڑی بڑی سلگا دیں اور دوا دیں بیہوشی رولی میں بھر کر نتھنوں میں رکھی کہ دھواں اپنے تئیں نہ اثر کرے سیروں بیہوشی لکڑیوں پر ڈالی کہ دھواں چار طرف پھیلا بیچ میں لکڑیوں کے آپ بیٹھا کہ بعد تھوڑے عرصہ کے **آذر** جادو چاروں عیاروں کو لیے آکر پہونچا دیکھا ایک فقیر بیٹھا اپنی موج میں جھوم رہا ہے ٹھیک آگے رکھی ہے دھونی رمائے ہے دستنا ٹھیک میں گڑا ہے منڈھی کی ایک طرف تلسی کا پیڑ لگا ہے آسنی بچھی ہے سامنے چلم گانجہ پینے کی رکھی ہے نریل دھرا ہے بہشتی معلوم ہوتا ہے **آذر جادو** نے یہ دیکھکر آگے بڑھکے پالاگن کی ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا بابا جی کچھ ایسیس دیجیے عیار میرے فراق میں پھرتے ہیں میں کنیم کسل سے پاس **افراسیاب** کے پہونچ جاؤں اُس فقیر نے یہ باتیں سنکر اُسکی طرف نگاہ قہر سے گھورا **آذر** نے دیکھا کہ آنکھیں لال لال ہیں مارے خوف کے بیٹھ گیا یہاں تک کہ خوب دھواں بیہوشی کا اُسکے دماغ میں پہونچا اُسوقت فقیر نے کہا او لائق میں بھی عیار ہوں تجھے قتل کرنے یہاں بیٹھا ہوں **آذر** یہ کلام سنکر گھبرایا اور چاہا کہ اٹھ کر پکڑوں بیہوشی دماغ میں پہونچ چکی تھی اُٹھتے ہی گرا **قران** نے اُٹھکے بغدا مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے برفباری سنگباری ہونے لگی ہولناک صدائیں آنے لگیں بعد لمحے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام **آذر جادو** تھا دمہ سے اُسکے ایک طائر خوش رنگ نکلا افسوس افسوس کہتا طرف **افراسیاب** کے چلا اور **عمرو** اور تینوں عیار رہا ہوئے **قران** نے تسلیم کی **عمرو** نے شاباش کہی اور سب عیاروں کو رخصت کیا ہر ایک الگ الگ روانہ ہوا اور صحرا میں جاکر ایک دوسرے کی نظر سے چھپ گیا اور **عمرو** بھی بطور مخفی چلا اس عرصہ میں رات ہو گئی کہ مسافر چرخ سرائے مغرب میں جاکر فروکش ہوا اور سیار دشت فلک مع رفقائے ثوابت انجمن سپہر میں رونق بخش ہوا جانوران صحرائی آرام پذیر ہوئے طائران دشت بسیرا درختوں پر لینے لگے ابیات

شب چو سرا پردہ کحلی کشید — مہر فلک شد زجہان ناپدید
زنگی شب برمہ و بر اختران — خندہ زنان دست بدندان گزید
از چمن طائر نیلوفری — نسترن و نرگس و گل بشگفید

عیار سب درہ ہائے کوہ میں استقامت پذیر ہوئے اور گرد و تہائے عیاری سے روٹی نکالکر کھائی چشموں

سے پانی پیا شکر رزاق عالم کیا سو رہے لیکن عمرو تو نہین فاقے سے درہ کوہ مین ٹھہرا دل سے کہا کہ
زنبیل سے روٹی نہ نکالونگا حمزہ کی نوکری مین یہی نقصان عظیم ہو کہ اپنے پاس سے کھانا پڑتا ہی رات
کا وقت ہو کہین جا بھی نہین سکتا ہون دن بھر کمبخت آذر نے قید رکھا خیر اب صبر کرون اور بھوکا
سو رہون غرض ایک جگہ پتھر کی چٹان پر لیٹا جب بہت بھوک نے غلبہ کیا اُٹھکر درختون سے پھل
توڑے اور کھائے اور زنبیل سے بہت افسوس کرکے سوکھے ٹکڑے روٹی کے نکالے بھوک کو دفع کیا اور
لیٹ رہا مگر وہ طائر جو سر سے آذر کے نکلا تھا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے آیا اور بآواز بلند
پکار کر کہا کہ اے بادشاہ طلسم آذر جادو مارا گیا افراسیاب یہ خبر سنکر تھرانے لگا مارے غصے کے ہونٹھ چبانے لگا
اور ایک ساحر ارزاق جادو نام سے کہا کہ تم جاکر فلان صحرا مین لاش آذر کی پڑی ہو اُٹھا کر دفن کر دینا
اور جو تصویر کہ مین نے اُسے دی تھی واسطے شناخت کرنے عیارون کے وہ اُسکے پاس ہوگی اُسے لاکر
مجھے دینا مین صبح کو ایک ایسے ساحر کو بھیجونگا کہ وہ سب عیارون کو گرفتار کر لائیگا اسوقت رات ہو گئی
ہو تم بھی جنگل مین نہ ٹھہرنا تصویر لیکر لاش دفن کرکے چلے آنا یہ کہکر افراسیاب مشغول عیش و آرام ہوا
اور ارزاق وہان سے جہان آذر مارا گیا تھا آیا لاش اُسکی دفن کی اور تصویر لیکر پھر گیا جا کر افراسیاب کو
دی اس عرصہ مین رات تمام ہوئی اور ساحر مشرق نے جھولی زرتار شعاع کی لیے چرخ شعبدہ باز پر آیا قطعہ

صبح کہ قندیل زر آفتاب	شعلہ زد از گنبد نیلی قباب
مہرۂ سیمرا ز دل صندوق چرخ	یافت زانوار فلک انقلاب
بمنعت مشاطۂ صبح سفید	باز کشود از رخ رنگی نقاب
جوہری صبح جواہر فروش	کرد عیان دانۂ دُرِ خوش آب

دم سحر عیاران نامور نے اطاعت خدا مین گردن جھکائی جب فارغ ہوئے کمر ہمت چست باندھکر
اپنی اپنی جگہ سے آگے کی راہ لی افراسیاب بھی خواب نوشین سے بیدار ہوا اور باغ سیب مین
جاکر سریر جہانبانی پر بیٹھا ارکان سلطنت حاضر ہوئے ناچ سامنے ہونے لگا دور جام شراب چلنے لگا جب
دماغ افراسیاب کا بادۂ ناب سے گرم ہوا چند ساحرون کو حکم دیا کہ عمرو اور چار عیار طلسم مین آئے
ہین اور ساحرون کو قتل کرتے ہوئے قریب دریائے خونخوار کے پہونچ چکے ہین اور مہرخ صحرائے
نرگس زار تک اسد اور مہ جبین کو ڈھونڈھتی ہوئی جاتی ہی اور اسد وغیرہ بھی درۂ کوہ مین
چھپے بیٹھے ہین لہذا تم لوگ اب عیارون کے فراق مین نہ جاؤ بلکہ جہان اسد بیٹھا ہی اسطرف جاؤ کہ
وہین مہرخ بھی آتی ہی اور عیار بھی آتے ہین اسی جا سب کو گرفتار کرنا یہ کہکر تھوڑی خاک اُن

ساحرون کو دی کہ یہ مٹی قبر سامری و جمشید کی ہے جس ساحر پر تھوڑی سی خاک ڈالدوگے تو کیسا ہی
زبردست ہوگا مگر بیہوش ہو جائیگا وہ ساحر کہ نام اُنکے بروقت مقابلہ شرح بیان ہونگے خاک لیکر
روانہ ہوے لیکن حال عیاران سنیئے کہ کوہ و دشت طلسم طے کرتے چست و چالاک بنے اپنے سایہ سے
رم کرتے چلے جاتے ہین اور سب الگ الگ ہین عمرو رات بھر کا بھوکا پیاسا یہ سوچتا چلا جاتا ہے کہ
کوئی گانون یا شہر ملے تو عیاری کرکے صبح کا وقت ہے بہم پہنچی کرون اور روٹی کھاؤن ابھی سوچ مین کچھ دور
چلا تھا کہ سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ جلد راہ طے کرکے قریب حصار شہر آیا دیکھا چار دیواری
اُسکی سنگ مرمر کی بنی ہے منقش و رنگین ہے دروازہ فولادی لگا ہے مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہے
کوئی دربان نہین ہے بلکہ یہان کوئی انسان نہین ہے عمرو اندر شہر کے گیا یہان دوکانین
آراستہ تھین جا بجا اشیاے نفیسہ و امتعہ و اجناس لطیفہ کا ڈھیر لگا تھا لیکن کسی دوکاندار کا
پتہ نہ تھا کسی سمت جوہری کی دکان تھی جواہر کی کان تھی کہین بزازہ تھا کسی طرف صرافہ تھا
مگر کوئی نظر نہ آتا تھا عمارتین مرتفع و بلند جگہ دلپسند مکانات شہر کے خالی نہ کوئی انکا وارث
نہ والی عمرو سیر کرتا ہر طرف شہر مین پھرا ایک سمت میدان وسیع دیکھا وہان قلعہ مستحکم اور
نہایت استوار بنا تھا تا سقف سپہر دیوار بلند و مرتفع تھا نظم

یکے قلعہ دید گرد محکمی ۔ کہ در خیرہ گشتہ سپر آدمی
ز بالش سر چرخ کوتاہ دست ۔ سپہر بلند از بلندیش پست
سر برج با برکشیدہ بجاہ ۔ دران قلعہ همچون ستارہ بچاہ
فلک نقشے از طاق ایوان او ۔ مہ و مہر و بہرام دربان او

دروازہ اُس قلعہ کا بھی کھلا تھا کوئی روکنے والا نہ تھا عمرو اندر گیا دیکھا ایوان شاہی بنا ہے تخت
جواہر کا بچھا ہے گرداگرد تخت کے کرسیان اور دنگل آراستہ ہین اور چار کرسیان قریب تخت بچھی ہین
اُنپر پتلیان کاغذ کی بیٹھی ہین عمرو جب اور آگے بڑھا اُن پتلیون نے کہا کیون مرے تو یہان کیون
آیا عمرو پتلیون کو بولتے دیکھ کر حیران ہوا پھر خیال کیا کہ مقام طلسم ہے کچھ ایسی باتون کا تصور نکرے
اور یہان سے نکل چلو یہ سوچکر قلعے سے باہر نکلا شہر مین آکر دوکانین خالی مالک سے پاکر کچھ جواہر
اُٹھا کر چاہا زنبیل مین رکھون کہ یکایک زمین شق ہوئی اُنمین چار پتلیون مین سے جو قلعہ مین
تھین ایک پتلی نے زمین سے نکلکر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا موڈی کاٹے چوٹٹے خیریت اسی مین ہے
کہ جو چیز اُٹھائی ہے رکھدے عمرو نے جلدی جو اٹھایا تھا رکھدیا پتلی نے ہاتھ چھوڑ دیا اور زمین مین

سماگئی عمرو آگے چلا پھر لالچ آیا کہ افسوس یہ سب چیزین مفت جاتی ہین پھر ایک جگہ سے کچھ اسباب اُٹھایا فوراً زمین شق ہوئی عمرو سمجھا کہ پتلی آئی وہ چیزین لیکر بھاگا اور بہت دور جاکر ایک گلی مین ٹھہرا جیسے ہی پاؤن ٹکائے تھے کہ زمین سے پتلی نے نکل کر ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچتی ہوئی وہین لائی جہان سے عمرو نے وہ چیز اُٹھائی تھی عمرو کا کچھ بس نہ چلا ناچار جو کچھ لیا تھا وہ سب رکھدیا پتلی غائب ہوگئی اور عمرو نے مجبوری وہان سے آگے کی راہ لی دل مین کہتا تھا کہ کل سے آج تک دو کوڑیان بھی نصیب نہین کیا بدقسمتی ہو آخر لاچار اُس شہر سے باہر نکلا اور جنگل کا راستہ لیا یہان تک کہ بعد قطع منازل دریای خونخوار پر پہونچا دیکھا کہ بحر زخار ہے مواج قہار ہے نہنگان خون آشام دمبدم سر پانی سے نکالتے ہین غوطہ مارتے ہین کہ سو سو کوس تک مرغابی وروا نبود + کشتین موج آسیا سنگ از کنار شش در بود + بلکہ اشعار

آب تھا یا کہ بحر تھا زخار
جسکا ہر قطرہ موج تھا دہار
موج کا ہر کنارہ طوفان پر
مارے چشمک حباب عمان پر
گذر آب جب نہ تب دیکھا
ساحل اسکا نہ خشک لب دیکھا

بیچ دریا پر پل بنا ہے لیکن دھوئین کا ہے تین برجیان ہین اور برجون میں ہزار ہا برج بنے ہین پریان اور دیو نقیبین اور شہنا منہ سے لگائے کھڑے ہین اگر ایک برق نیچے سارے طلسم کے ساکن بیہوش ہوجائین پریزاد ین بیچ کے اندر موتی جھولیون مین بھرے اُچھالتی ہین ایک برجے مین زنگی لڑ رہے ہین سر کٹ کر گرتا ہے مین خون زخمون کا اُنکے بہکر دریا مین جاتا ہے بجائے پانی کے خون بہتا ہے ہر چند عمرو نے کوشش کی کہ دریا کے اُس پار جاؤن کسی طرح ممکن نہوا کس لیے کہ یہ طلسم ظاہر اور باطن کے درمیان مین یہ دریا واقع ہوا ہے اور اسطرف طلسم باطن ہے بغیر حکم افراسیاب کوئی وہان نہین جاسکتا ہے ساحران نامی کے رہنے کی جگہ ہے ناچار جب عمرو نہ جاسکا دمن وزنگ عیاری لیکر ایک گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی پندرہ سولہ برس کے نوجوان کی بنائی داڑھی مونچھ کپڑے سے باندھکر اُسپر رنگ ایسا لگایا کہ چہرہ بھولا بھولا بچون کی طرح کا معلوم ہونے لگا آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار دیا ہاتھون کو حنا آلودہ کیا انگرکھا بسنتی رنگا ہوا اپنا گلبدن کا پائجامہ زیب تن کرکے گنگنا کلائی مین باندھا بھاری اوگی نقش کے پھندنے لگے ہوئی اُس مین ٹنکے پاؤن مین پہنکر بغل سے کلیا اور ڈوڈ نکال کر دریا مین شست پھینکی اور کنارے ڈور رکھکر آپ بیٹھ رہا اتفاقاً تماشا رجاؤ دونون مخمور سرخ چشم کی کہ یہ دونون معشوق افراسیاب

کی ہین اور بڑی زبردست ساحرہ ہین طلسم باطن مین رہتی ہین اُسوقت خمار جادو کسی کام کوگئی تھی پھری ہوئی اپنے گھر جاتی تھی جب قریب دریا کے پہونچی دیکھا ایک نوجوان کہ ہنوز سبزہ بھی اوسکے رخسار تابان پر آغاز نہین ہوا ہو سرو قامت سہی بالا ہو بحر حسن و جمال کا گوہر یکتا ہو ابرو ہلال فلک مین بدر سیما ہی کہ

قطعہ

سنتے ہین کہ تھا حسن کا بانی یوسف	رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
سب کہنے کی ہی بات کہ یون تھا وون تھا	ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف

شست ہاتھ مین لیے کھڑا ہی خمار جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص ایسا نادان ہی جو اتنا نہین جانتا کہ دریای سحر ہی اس مین مچھلیان کہان یہان بھی شکار کھیلتا ہی لاؤ اسے سمجھاؤن او شفقت بیفایدہ سمجھاؤن یہ سوچکر اپنے اژدہے پر سے اتری اور قریب عمرو کے آئی کہا میان صاحبزادے یہ کیا سودا ہی کہ دریای سحر سے مچھلیان شکار کیا چاہتے ہو عمرو نے اسکے پکارنے سے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ غیرت ماہ چہر منیر کمسن لباس و زر زیور سے آراستہ بالے مرواریدکے گلے مین پڑے بال بال موتی پروئے کہ ابیات

لٹین منھ پہ چھوٹی ہوئین سر سے بدر	کہ بدلی ہو جون مہ کے ادہر ادہر
وہ بن پونچھی ہونٹھون کی مسی غضب	کہ منھ پر تھی گویا قیامت کی شب
نقطہ کان مین ایک بالا پڑا	کہیے تو کہ تھا مہ کے ہالا پڑا
وہ پشواز اگری و نرگس کے بار	وہ کمخواب کی بند رومی ازار
بندھا سر پہ جوڑا پڑی زرد شال	کمر کی لچک اور ہنسک کی وہ چال
وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چست	کنارون پہ بنیا بنت کی درست
وہ اٹھتی ہوئی چین پشواز کی	وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی
وہ مستی کا عالم وہ لوٹے جھمکے	وہ پاؤن مین سونے کے وودو کڑے

دیکھتے ہی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا کہ فاقے سے تجھے دو روز گذرے خدا نے شکار خوب فربہ بھیجا اس ساحرہ کو قتل کرکے زیور و لباس اُتار لو خیر کچھ قرض ادا ہو جائیگا یہ خیال کرکے اسکی جانب مسکرا کر دیکھا اور پوچھا تم کیا کہتی ہو مین نے سنا نہین خمار جادو نے کہا مین یہ سمجھاتی ہون کہ یہ دریا اصلی نہین ہے بلکہ سحر سے بنا ہی اس مین شکار کرنا سراسر حماقت ہی اس رنج و تعب سے باز آؤ اور اپنے گھر جاؤ عمرو نے کہا واہ ہم کئی مچھلیان شکار کرچکے کباب بھی لگائے اب دو ایک اور شکار کرلین تو جائین لو اسی بی بی کو کباب کھلا کر راضی کرین خمار جادو نے جب سُنا کہ مچھلیان یہ شکار کرچکا ہی حسرت بیخ و

ہوئی اور کہا اے عزیز تو کہاں رہتا ہے اور بی بی کا ذکر کیا کرتا ہے عمرو نے کہا ہماری شادی کل ہوئی
تھی جب ہم بی بی سے اختلاط کرنے لگے اُسنے کہا ہم دریاے خون روان کی مچھلیون کے کباب کھائینگے
تو تمسے بات کرینگے ورنہ منھ سے نہ بولینگے یہ سنکر ہم مچھلیان پکڑنے کے لیے جاتے ہین خمار جادو اُسکی
بھولی بھولی باتین سنکر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور کہا او مورکھ نادان جورو تیری فاحشہ ہے جسنے
تجھے خراب کیا ہے کہ دریاے سحر پر جاکے کچھ بے ادبی کرے تاکہ مارا جائے اور تو مفت مرے اُڑاؤن خبردار
اب ایسی حرکت نکرنا میرے ساتھ چل تجھے چاند کی صورت کی جورو دلا دون ایسی قحبہ عورت کو
ہاتھ اُٹھا عمرو نے یہ باتین سنکر کہا خدا سے ڈر فاحشہ تو آپ ہوگی چل اپنا کام کر میری جان اپنی
بی بی پر قربان ہے خمار جادو نے خیال کیا کہ یہ ابھی بالکل بے سمجھ معلوم ہوتا ہے اور بہت کمسن ہے
کسی سے پھنسا نہین نوش وصل نیش فصل کا مزا چکھا نہین اسوجہ سے اپنی بی بی پر فریفتہ ہے اگر
ہوسکے تو ایسے کمسن کو اپنے پاس رکھو اور اسکی رعنائی و زیبائی کی بہار لو تو اب اس سے گفتگو سخت
کرکے کچھ لگاوٹ کی باتین کرو یہ دل سے منصوبہ کرکے قریب عمرو کے آئی اور کہا اے رشک قمر کس منزل
مین تم رہتے ہو عمرو نے کہا تمھارے دل مین رہتے ہین خمار جادو نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لاؤ
ہمین بھی اُس مچھلی کے کباب جو تمنے شکار کی ہے کھلاؤ عمرو نے کہا خوب اگر ہم تمھین کباب کھلاوین تو
اپنی بی بی کے لیے کیا لیجاوین خمار جادو نے اسے گلے سے لگایا اور کہا ہم تمھاری بی بی بنینگے
عمرو نے کہا سچ کہو تم ہماری بی بی بنوگی اُسنے کہا ہان عمرو نے اُسکو لپٹ کے خوب پیار کیا اور
کہا ہمین جورو سے مطلب ہے خواہ تم ہو یا کوئی ہو چلو الگ چلکر بیٹھین اور کباب کھائین خمار جادو
کنارے دریا کے ایک درخت کے نیچے آکر ٹھہری عمرو نے چادر کمر سے کھولکر بچھائی اور اُسے بٹھایا
اور جیب سے کباب ماہی نکال کر سامنے رکھے خمار جادو نے کہا اگر شراب بھی ہوتی تو لطف تھا
عمرو نے کہا میرا گھر یہان سے قریب ہے ابھی لایا اور سحر کرکے بہت جلد آؤنگا مگر تمھین نہین لیجا سکتا
کسلیے کہ زوجہ میری غل مچائیگی یہ کہکر اُٹھا اور گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہوگیا خمار جادو سمجھی کہ
بڑا ساحر ہے جب تو نظر سے پوشیدہ ہوگیا الحاصل عمرو نے بعد لمحے کے زنبیل سے گلابی شراب کی
نکال کر آغشتہ بدارو بیہوشی کی اور گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور سامنے خمار جادو کے شراب حاضر
کی اُسنے جام بھرا اور عمرو کو دیا عمرو نے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا جان جہان پہلے تم پیو اور لبون
سے جام لگا دیا خمار جادو کو اسکا اٹھلانا بہت پسند آیا اور منھ اپنا کھول دیا عمرو نے سارا
جام حلق مین انڈیل دیا حلق کے نیچے شراب کا اُترنا تھا کہ ایک چھینک آئی اور چکر کھا کر خمار گری

بیہوش و بدہوش ہو گئی عمرو نے زیور اور لباس اتار لیا اور اسکے بالون مین موتی پروئے تھے
عمرو نے استرا نکال کر سارا سر مونڈ لیا کہ اب کون ایک ایک موتی نکالے اور خنجر لیکر چاہا تھا کہ اسے
ذبح کرے کہ یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور نگہبان دریای خون روان کے دوڑے عمرو نے گلیم
اوڑھ لی اور غائب ہو گیا لیکن پاسبانان دریا خمار کو اٹھا کر پاس افراسیاب کے لے گئے اسنے
معشوق کا یہ حال دیکھکر افسوس کیا اور لباس پہنایا ہوشیار کیا حال پوچھا خمار جادو نے کہا ایک
شخص دریاے خون روان پر مچھلیان پکڑ رہا تھا مین نے منع کیا اسنے کہا مین شکار کرکے کباب
بھی لگا چکا ہون تم بھی کباب کھاو مین نے تعجب کرکے ایک کباب کھایا بیہوش ہو گئی یہ سب کہا
مگر اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا افراسیاب نے کہا وہ عیار ہوگا اب تو ملکہ طلسم مین عیار آئے ہین اب تم
جہان کہین جانا کسی کے فریب مین نہ آنا ورنہ عیار قتل کر ڈالینگے یہ بڑے بدمعاش اور جعلساز ہین مین نے
ساحرون کو بھیجا ہے وہ آئین تو ملکہ حیرت جادو کو مع لشکر ساحران برجنگ مہرخ روانہ کرون اور
اسد کو قتل کراون یہ کہکر دستک دی کہ چند طائر خوشرنگ درختان باغ سے اڑکر پاس آئے اسنے حکم
کیا کہ جاکر جہان اسد اور مہرخ بیٹھے ہون وہان کے درختون پہ بیٹھو اور جو کچھ وہ مشورہ کرین
وہ سب حال سنو اور مجھے آکر اطلاع دو طائر یہ حکم سنکر اڑے اور اسد کی طرف چلے مگر عمرو دریا
کے کنارے کنارے پھر روانہ ہوا اور راستہ پانہ جاسکا آخر بعد کچھ عرصہ کے ایک پہاڑ کے قریب پہونچا
دیکھا کہ یہ کوہ فلک شکوہ زیور سبزہ سے رنگین مثل عروس شب اول کے آراستہ ہے دامن کوہ مانند قلب
پاکدامنون کے صفا ہے گرد اسکے تاحد نگاہ زعفران کے کھیت لگے ہین گلہاے زرد سے صحرا بسنتی ہے

زردی کچھ نہیں چھائی تو ظاہر ہوا بسنت | دیکھو اگر تو رنگ یہ فصل خزان ہے ہے

بلکہ سب نیم بسمل دل کو مست چھاتون پر بولون کی + عجیب بہار ہے ان زرد زرد پھولون کی +
پہاڑ سے آبشار بہہ رہا ہے اور پہاڑ کے گانا ناچ ہوتا تھا صدا اسکی سنکر عمرو گھاٹیون کو طے کرکے
سر کوہ پر آیا یہان عجب جلسہ نظر آیا دس بیس نازنین ماہ پیکر لباس زعفرانی اور زیور طلائی پہنے
بیٹھی ہین فرش ملوکانہ بچھا ہے ناچ ہو رہا ہے درخت مین جھولا پڑا ہے کچھ عورتین جھولتی ہین کچھ ناچتی ہین
کھڑی پینگ بڑھا رہی ہین جب پینگ اونچی ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کافرون کا ارادہ آسمان
لینے کا ہے ایک شغل رہا اور مستی ہے دیکھنے والے وہ غیرت حسن ہے کہ ہوا سے باتین کرتی ہے
عمرو نے انھین دیکھکر چاہا کہ کسی درخت کی آڑ مین بیٹھکر شکل اپنی تبدیل کرون اور ان مین جا ملون
لیکن انھون نے دیکھ لیا عمرو نے پہاڑ پر قدم اپنا رکھا وہین غل مچایا کہ عمرو آیا

عمرو کو کچھ بن نہ آیا اور گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا اور خیال کیا کہ یہ مرحلے طلسم کے ہین بغیر طلسم کشا کے فتح
نہونگے ان عورتون پاس جانا بیکار ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ پتلیان بانیان طلسم نے علم نیرنج سے بنائی ہین
ان سبکا حال لوح طلسم بتائیگی یہ سوچکر پہاڑ کے نیچے اُترا اور آگے کا راستہ لیا یہان تک کہ بعد قطع
منازل اُس طرف آنکلا کہ جہان دُرہ کوہ مین اسد وغیرہ اور مہجبین الماس پوش بیٹھے تھے
عمرو نے دیکھا کہ سامنے درہ کوہ مین ایک ساحرہ کھڑی ہی اور اسد بیٹھا ہی ایک نازنین حور تمثال
پہلو مین جلوہ گر ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ درہ کوہ نہین ہی بلکہ برج حمل مین قران شمس و قمر ہی عمرو نے
پکار کر کہا کیون ای چھوکرے خوب واسطے فتح کرنے طلسم کے تو آیا تھا کہ رنڈی بازی مین پڑگیا
اسد نے آواز عمرو کی پہچانی نگاہ اُٹھاکر دیکھا اور عمرو کو پہچانکر اُٹھ کھڑا ہوا کہا دادا جان آئیے
واضح ہو کہ عمرو نے اسد کے باپ یعنی کرب کو اپنا بیٹا کیا ہی اسوجہ سے اسد انھین دادا کہتا
ہی غرضکہ اسد نے تسلیم کی عمرو نے گلے سے لگایا دعاے جان درازی دی اور آکر درہ مین بیٹھا
اور بیباک ہو کر ملکہ مہجبین کو دیکھا اور کہا ای اسد یہ کس بد قطع بلّی عورت کو تو نے
ہم پہلو کیا ہی لاحول ولا قوۃ کیا تیری بھی شیست ہی ملکہ یہ کلام سنکر کچھ اور شرمندہ ہوئی اسد
نے کان مین کہا ای ملکہ یہ لالچی بہت ہین اگر انھین کچھ دو تو ابھی تمھاری تعریف کرنے لگین
انکے بُرا کہنے کا کچھ خیال نکرو ملکہ نے کڑے جواہر کے ہاتھ سے اُتار کر عمرو کو دیے عمرو نے کہا ای
ملکہ تیرے لائق یہ نواسا حمزہ عرب کا کب ہی تو وہ شاہزادی عالی وقار ہی کہ تیرے سے [illegible]
شاہان روی زمین نہین اسد اور دلارام اور ملکہ سب عمرو کی باتون پر ہنسنے لگے عمرو نے کہا
خدا انھین ہنستا ہی رکھے اسد نے کہا ای ملکہ طلسم فتح ہوجائیگا دادا جان آگئے کیا غم ہی انشاء اللہ
پہلوانون کو مین مارونگا اور ساحرون کو یہ فی النار کرینگے ملکہ یہ باتین سنکر خوش ہوئی لیکن حال
سنئے کہ ماہرخ چوبیس ہزار ساحر کا لشکر لیکر چلی تھی اسد کو ڈھونڈھتی ہوئی لشکر سے آگے اکیلی
بڑھ آئی اور شکیل جادو سے کہا تم لشکر لیکر عقب مین آؤ غرضکہ ماہرخ بھی آکر قریب اسی درہ کوہ
کے پہونچی جہان اسد وغیرہ تھے دلارام جو پہرے پر کھڑی تھی اُسنے مہجبین کو خبر دی کہ
نانی جان آپکی آتی ہین یہ سنتے ہی ملکہ سمجھی کہ ہم سبکو گرفتار کرنے آتی ہی کہا اب بڑا غضب ہوا اسد
نے کہا مین جاکر قتل کرتا ہون اور تلوار لیکر اُٹھا اور عمرو گلیم اوڑھ کر پوشیدہ ہوگیا کہ مبادا گرفتار
نہو جاؤن تو کچھ نہو سکیگا لیکن جب اسد تلوار لیے سامنے ماہرخ کے آیا اُسنے کہا کہ ای شہزادہ
عالی تبار یہ کس لیے آپ باشمشیر برہنہ تشریف لائے ہین مین آپکی دوست ہون اور اطاعت کرو[نگی]

آئی ہون مہ جبین کی نانی ہون میری بچی کہان ہی یہ باتین سنکر مہ جبین اٹھکر دوڑی اور شہرخ
کی قدم پر گری اسنے سر اسکا سینے سے لگایا اور کہا ای فرزند دیکھیے انجام ہمارا اور تمھارا کیا ہو افراسیاب
بڑا زبردست ہی مین بگڑ کے چلی تو آئی ہون لیکن مقابلہ شہنشاہ سے نہین کر سکتی وہ چاہیگا تو
ایک آن مین ہم سبکو برباد کر دیگا اسد نے کہا ای ملکہ وہ کیا کیہدی ہی جو برباد کر دیگا خدا ہمارا حافظ
و نگہبان ہی تم باطمینان تمام یہان بیٹھو ہم جانبازی اور سرفروشی کو حاضر ہین اگر تم ہماری شریک
ہوئی ہو تو خدا کی رحمت پر تکیہ اور بھروسا کرو شہرخ نے کہا یہ سب جو تمنے کہا سچ ہی مگر ظاہر بھی تو کچھ
دیکھا جاتا ہی اسد بولا کہ ریش تراشیدہ منکران و سر برندہ جادوگران یہان تشریف لائے ہین
ایکدن افراسیاب کو بھی مثل سگ نجس کے مار ڈالینگے شہرخ نے کہا سبکو دیکھا ہی افراسیاب
ایسا زبردست ہی کہ کوئی مقابلہ نہین کر سکتا لیکن مین جو آئی ہون تو کیا اب پھر تھوڑی جاؤنگی چاہے
جان رہے یا رہے مقابلہ کرونگی اسوقت دلارام نے پھر فرش بچھایا سب بیٹھے لیکن عمرو پر ظاہر
ہوا کہ شاید یہ باتین اسکی از راہ مکاری ہون اور چاہتی ہو کہ جب سب جمع ہو لین اسوقت
گرفتار کرون غرض جب سب بیٹھے پھر شہرخ نے کہا ای شاہزادے مین نے نجوم مین دیکھا ہی کہ تو
قاتل بادشاہ طلسم ہی اسوقت صفت اور شوکت افراسیاب بیان کرکے تیری شجاعت کا امتحان
کرتی تھی بارے الحمد للہ کہ تو قوی دل اور مرد مردانہ و شیر بیشہ جلادت ہی ع این کار از تو آید
و مردان چنین کنند ¤ الحاصل یہ آپس مین سب بیٹھے گرم سخن تھے کہ فرستادگان افراسیاب
مین سے راہدار جادو آکر پہونچا اور شہرخ کو بیٹھے دیکھکر للکارا کہ باش او نمکحرام مثل مشہور ہی
کہ دریا مین رہنا اور مگر سے بیر شہنشاہ سے بگڑکر کہان جائیگی شہرخ نے اس ساحر کو آتے دیکھکر
اپنے جھولے سے سحر کا گولا فولادی نکالا اور سحر پڑھکر مارا کہ وہ گولا قریب راہدار کے جاکر پھٹا
اور اس مین سے ہزارہا پرکالے آتش کے مثل تیر شہاب کے نکلے اور راہدار پر چلے اسکے پاس
خاک قبر جمشید کی ایک خاک تھی اسنے اڑائی وہ پرکالے آتش کے دفع ہوے اور پیشقدمی کرکے
دو مٹھی خاک کی شہرخ اور دلارام پر ڈالی کہ یہ دونون بیہوش ہو گئین اسوقت اسد نے
اٹھکر تلوار ماری راہدار نے سحر پڑھکر جو پھونکا اسد بیحس و حرکت ہو گیا اسنے ع مہ جبین
سبکی مشکین باندھ لین اور لیکر چلا عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا گلیم اتار کر ظاہر ہوا اور کلہ فلاخن مین
پتھر ساڑھے پانچ سیر کا [illegible] مین [illegible] ہوا پکارا کہ ای راہدار جادو ذرا ٹھہر نا راہدار
آواز سنکر ٹھہرا اتنے عرصہ مین نشانہ عمرو کا بندھ گیا ایسا تاک کے پتھر مارا کہ کاسہ سر ترش کر دو

جا کر گرا صدہا ہائے عجیب پیدا ہوئیں اور صرصر ہوشیار ہوئی دیکھا آندھیان اُٹھ رہی ہین شور رستخیز کا
بلند ہے یہ دیکھ کر اُسنے تحیر کیا کہ دفعتہ اسوقت یہ کیا ہوا اور لاش راہدار جادو کی پڑی دیکھی اور ایک
عجیب الخلقت انسان یعنی عمرو کو کھڑا دیکھا از بسکہ عمرو کو پہچانتی نہ تھی چاہا کہ سحر کرکے گرفتار
کر لون یہ بھی کوئی ساحر ہے عمرو اُسکے ارادے پر مطلع ہوا اور فوراً حباب بیہوشی مارا کہ وہ منہ پر گر کر
پھٹا اور بیہوشی آمیز پانی ناک مین صرصر کے گیا کہ بیہوش ہوگئی اور عمرو گلیم اوڑھکر چھپ گیا
لیکن وہ لارام اور اسد وغیرہ کہ سب رہا ہو چکے تھے اُنھون نے صرصر کو پھر ہوشیار کیا اُسنے پوچھا
کہ یہ کیا ماجرا ہے اسد نے کہا دادا جان نے راہدار کو مارکر ہم آپ کو چھڑایا اور آپ نے انھیں گرفتار
کرنا چاہا انھون نے پھر آپ کو بیہوش کر دیا اور یہان سے چلے گئے صرصر نے کہا پھر اُنکو بلا دو اسد نے
کہا آپ ہی بلائیے اُسنے باآواز بلند کہا اے شہنشاہ عیاران مین آپکی بہت مشتاق ہون صورت مبارک
اپنی دکھائیے کیا مین قابل ملاقات نہین ہون جو مجھے آپ دیکھکر چھپ جاتے ہین عمرو نے کہا
رونمائی چاہیے اگر کچھ منہ دکھائی دو تو صورت دکھائین اسد اور سب ہنسنے لگے اور صرصر نے
زیور اپنا اُتار کر رکھا اور کہا لیجیے رونمائی حاضر ہے عمرو وہ دیکھکر ظاہر ہوا اور وہ زیور لیکر داخل
زنبیل کیا صرصر نے جو صورت عمرو کی دیکھی جیسی کہ سابق مین ذکر کی گئی نہایت حقیر پائی سمجھی کہ
کہ یہ کیا کسی سے مقابلہ کریگا خواجہ نے اُسکی نگاہ پہچانی کہ سمجھے بنظر حقارت دیکھتی ہے کہا تم جانتی ہو
کہ یہ دبلا پتلا آدمی کیا کر سکے گا کسی سے کیونکر لڑیگا صرصر نے کہا تو بڑا فہیم ہے کہ جو میرے دل مین آیا
وہ پہچان گیا عمرو نے کہا مین پیشانی پر جو شکن پڑتی ہے اُسکی سطر بنا کر پڑھتا ہون جو کسی آدمی
کے دل مین آئے وہ بتلا دیتا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ دوسرا ساحر فرستادہ افراسیاب
فولاد جادو نام آکر پہونچا اور ان سبکو بیٹھے دیکھکر دور ہی سے ڈانٹا کہ خبردار اے باغیان مین
آ پہونچا اب کہان بچکر جاؤگے عمرو نے اُسے دیکھکر کہا اے صرصر تم بڑی ساحرہ ہو دیکھین اس سے
کیونکر لڑتی ہو اُسنے کہا اے عمرو پہلی بار تو مین بیہوش ہوگئی تھی مین نے نہین دیکھا کہ تم نے
کیونکر راہدار جادو کو مارا اسوقت دیکھون کہ اسے کیونکر قتل کرتے ہو عمرو نے کہا مثل سگ
نجس کے ایسے مارے ڈالتا ہون یہ کہکر بصورت اصل جسطرح بیٹھا تھا اُسی طرح اُٹھکر سامنے فولاد
جادو کے آیا اور للکارا کہ او بیجا کیا بکتا ہے اور جھک مارتا ہے ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے فولاد جادو
نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر سحر پڑھنا شروع کیا عمرو نے بھی ایک ترنج نکالا اور کچھ بڑبڑانے
لگا فولاد نے سمجھا کہ یہ بھی ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے غرضکہ عمرو نے کہا اپنا لائق تو پہلے پھینک

لڑنے آیا پس پشت تیرے اور ایک جادوگر آتا ہے فولاد نے یہ سنکر پیچھے پھر کے دیکھا عمرو نے اتنی دیر میں
جست کر کے اسکے قریب اپنے تئین پہونچایا اور جب اُسنے اُدھر دیکھا کہ کوئی بھی نہیں عمرو دھوکا
دیتا ہے پس عمرو کی طرف پھرا عمرو نے حباب بیہوشی منہ پر مار کر کھینچا سا آئی اور چکر کھا کے گرنے لگا
عمرو نے گرتے گرتے اُسکے خنجر مارا کہ سر کٹ کے دور گرا شور شور قیامت آسا بلند ہوا اندھیرا ہوگیا عمرو
نے سحر پڑھکر دستک سی دی کہ وہ سیاہی موقوف ہوئی عمرو کو دیکھا کہ تسبیح لیے آگے کھڑے یا حفیظ یا حفیظ
پڑھ رہے ہیں کہ خداوند اسنے بچایا مجھکو مہرخ پاس آئی اور کہا اے شہنشاہ عیاران سبحان اللہ کیا کتنا
جلد اسکو آپ نے جہنم واصل کیا میں آپکی کنیز ہوں آئیے بیٹھیے یہ کلام ہو رہے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی
اور نقاروں کے بجنے کی صدا آئی دیکھا تو آگے آگے نقارچی زری پوشش بادلہ کی پوشاک پہنے دمامے
شتری اور فیل بجاتے جنکی صدا سے کوہ و دشت تھراتے پیدا ہوئے اور ساحروں کی سواریاں ظاہر ہوئین
اژدہوں پر کاٹھے کھنچے منہ سے اُنکے شعلہ آگ کے نکلتے ساحر زرد رسحر صورتیں مہیب بنائے اسباب سحر
کر شکالیے نمودار ہوئے اور یکایک اُس دشت میں آگ اور پتھر برسنے لگے اور ایک ملعون ہیرکہ جسکا جسم مثل
آگ کے روشن اور چمکتا تھا شکیل جادو بیٹا مہرخ کا اسپر سوار اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھے اور
آتش کے جانوروں پر مثل طاؤس آتشین اور فیل آتشین وغیرہ پر بیٹھے چلے آتے ہیں اور ماہ جادو
مادر مہرخ تخت پر سوار اژدہے تخت اُٹھائے لیکر آتے لشکر جو بیس ہزار کا پیچھے گرد فرسے آیا خیمے
اور بارگاہیں جملہ سامان حرب و ضرب شکیل اپنے ہمراہ لایا وہ اسکی سواری کا اسوقت جلوس تھا
کہ شہزادہ اسد دیکھکر فرمانے لگا کہ یہ معلوم ہوتا ہے جیسے لشکر امیر کا کوئی سردار آتا ہے کہ قطعہ

زبس تھا سواری کا ایسا ہجوم — ہوا جبکہ ڈنکا پڑی ایک دھوم
برابر برابر کھڑے تھے سوار — ہزاروں ہی تھی ہاتھیوں کی قطار
سنہری روپہلی وہ عماریاں — شب و روز کی سی طرح واریاں
وہ ماہی مراتب وہ تخت رواں — وہ نوبت کا دولہا کے جیسے سماں
سوار و پیادے صغیر و کبیر — جلو میں شاہی امیر و وزیر
سجے اور سجائے سبھی خاص و عام — لباس زری میں ملبس تمام
طرق کے طرق اور پرے کے پرے — کچھ ادھر اور ادھر اس سرے اس سرے
چلی پایۂ تخت کے ہو فتہ بیر — بدستور شاہانہ تھی جسد سب

مہرخ نے کہا اے شہزادہ اسد آپکا غلام شکیل جادو میرا فرزند آتا ہے حضور دست مرحمت اسکے

سر پر رکھیں اور تسکین دیں اس عرصہ میں شکیل شاہزادے کو اور اپنی ماں کو سامنے کھڑا دیکھ کر ہنس کے
اُتر کے حاضر خدمت ہوا اور اسد اور عمرو کو تسلیم کی اسد نے بغلگیر کیا عمرو نے تسکین دی عمرو نے
حکم کیا کہ لشکر اسی جگہ اُترے بحر دار شاد اسی وقت بیلدار نکلے اور جنگل کی جھاڑیاں جھنڈیاں کاٹ کر
میدان کو صاف کرنے لگے سطح صحرا کو شفاف صورت آئینہ کر دیا خیام ذوی الاحترام نصب ہونے
لگے رن گڑھ بننے لگا دمدمے تیار ہوئے کہیں نقب لگائی کسی جا سرنگ کا ڈھنگ کیا کہیں مورچہ
کشادہ بنایا کہیں تنگ کیا جنگی سامان درست ہو گیا بیچ لشکر میں خیمہ آسمان قرینہ بارگاہ فلک اساس
نصب ہوئی جھنڈیوں اور گنج کے جھنڈے گڑ گئے چوک کا بازار رچا گیا دکانوں کے نشان قراولوں کے خیمے
خیام شاہی کے روبرو اور دیگر امراء کے خیمے کا طور مقرر رہا اسکے پیچھے گرد لیا ان زادیوں کے خیام میں
لشکر اسلام عیش محل کی زنانی بارگاہ علیحدہ استادہ ہوئی در دولت مقرر کی سردار دن اور شاہ کو
جلوس کے لیے وسط لشکر کی بارگاہ سنہری اس میں تخت طاؤسی بمقام صدر میں آراستہ ہوا چاروں
طرف دنگل اور کرسیاں بچھ گئیں سامان راحت جلد درست ہوا کسی طرف باورچی خانہ بنایا کہیں
آبدار خانہ مقرر کیا ایک سمت شفاخانہ سجا گیا لشکر میں بازار میں کھل گئیں گھوڑا کھلنے لگا مہرخ بارگاہ میں
داخل ہوئی اور اسد سے عرض کیا کہ بسم اللہ تخت سلطنت حاضر ہو جلوس کیجیے شاہزادے نے کہا
مجھے وجود سلطنت کا نہیں ہیں لوا اسد سے لا ربادشاہ لشکر اسلام کا ہوں دعوی سپاہ گری کا
رکھتا ہوں یہ بادشاہت شہنشاہ لشکر اسلام کی ہے اسکی حکومت ملکہ مہ جبین کرے گی اور چند سپاہ
زرین تحفہ جات انواع و اقسام کے خدمت شاہ اسلام میں بطور خراج ہر سال بھیجا کرے گی یہ کہہ کر عمرو
سے کہا کہ آپ نجوم میں صاحب بصیرت بتلائیے کہ ملکہ کا جلوس کس ساعت مانوس اور رنگ شاہی پہ ہو عمرو اور
مہرخ نے کہ دونوں یہ بدل علم ساری جانتے ہیں زمان عشرت اقتران اور آوان سعادت توامان
میں ملکہ مہ جبین کا ہاتھ پکڑ کر تخت سلطنت طلسم پر جلوہ گر کیا تاج شاہی سر پر رکھا اسد اور مہرخ
و عمرو اور سب امراء و سامنے نذریں دیں صدائے مبارکباد بلند ہوئی رقاصان زہرہ جبین دلربا
سیمیں تن حاضر ہوئیں مجرا پیش طبلے پر جڑی ناچ ہونے لگا ساقیان حور پیکر جام و صراحی بادہ احمر لیکر
آئے اہل انجمن کو ساغر عشرت دینے لگے صدائے نوشا نوش بلند ہوئی اور ہر طرف میکشوں کی
زبان پر جاری تھا کہ اے ساقی خوش ادا اسعاتی ادور رہے عیش و نشاط کا یہی طور رہے بیت

بشنو از او حکایت جمشید و کیقباد	بہ کن زبادہ جام دمادم بگوش ہوش

عہدہ داران کو خلعت بخشے گئے ملکہ مہرخ کو وزارت کا خلعت عطا ہوا راعد کو مصاحب خاص بادشاہ کیا

اسد نے لشکر کی سپہ سالاری اختیار کی عمرو کو شہر ان سلطنت مین داخل کیا اور یہ رتبہ دیا کہ جو
خواجہ منشور ہ دین اُسے بادشاہ ولشکر ضرور منظور کرے اور خواجہ عمرو کے حکم سے گردن تابی نکرے اور اگر
خواجہ بادشاہ سے ناراض ہون تو اُسے سلطنت سے معزول کر دین غرضکہ کچہری وزارت کی مقرر ہوئی
مہرخ آکر بیٹھی انتظام ہونے لگا پہلے جو خزانہ اپنی فوج کے ہمراہ لائی تھی اُسے منگوا کر میر بخشی کے حوالہ کیا
اور حکم دیا کہ ڈھنڈورا پٹے اور قریب قریب جو اس جنگل کے گاؤن قصبہ واقع ہوئے ہین وہان جا کر منادی
ندا کرے کہ جس کسی کو نوکری کرنا ہو وہ آئے اور ملازمت کرے اور فوج ساحران وغیر ساحران یعنی
سپاہی و پہلوان وغیرہ بھرتی کیے جائین لازم ہے یہ ارشاد سنکر ملازم بہر تعمیل حکم روانہ ہوئے
ڈہول زنی شروع ہوئی لوگ آنے لگے وزیر اعظم کو نذر دیکر عہدے پانے لگے کسی کو کمیدانی کا خلعت
ملا کوئی رسالہ دار مقرر ہوا اُسوقت عیار جو الگ الگ عمرو سے چلے آتے ہین انہین سے ضرغام
شیر دل اور مہتر قران اور جانسوز قریب اُس صحرا کے پہونچے اور آواز ڈھنڈورے کی سنکر
ساحرون کی صورت بنا کر لشکر مین آئے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو اور اسد کا لشکر ہے اور
انکی جانب سے فوج بھرتی ہوتی ہے یہ عیار بھی نذر لیکر بارگاہ مین آئے وزیر اعظم مہرخ کو نذر دی اُسنے
پوچھا تم کون ہو عیارون نے کہا شہر عجائب کے رہنے والے ہین جادو جانتے ہین نوکری کرنے آئے
ہین وزیر نے پوچھا کیا تنخواہ لوگے کہا ہزار ہزار روپیہ ماہواری وزیر نے کہا اچھا تمہارا سحر دیکھین کہ
کیسے ساحر ہو عیار بولے کہ بہت خوب اور قران نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر سب کو دکھا کر
کچھ افسون پڑھا اور مہرخ کے منہ پر مارا ہر چند اُسنے دستک دی اور رد سحر کا کیا مگر وہ ناریل منہ پر لگتے
ہی پھٹا اور دھوان اُس مین سے نکلا کہ مہرخ بیہوش ہو گئی حاضران دربار ساحر جتنے تھے اُنھون نے
سحر پڑھکے چاہا ہوش مین لائین وہ تو بیہوشی ایسی بیہوش تھی کسی طرح سے ہوشیار نہوئی سب نے کہا یہ بڑے
زبردست ساحر ہین کہ انکا سحر رد کسی سے نہین ہو سکتا اور عیارون سے کہا کہ بس امتحان ہو چکا آپ
سحر اپنا اتار لیجیے قران نے تھوڑا پانی منگا کر کچھ رد سحر پڑھا اور مہرخ کے منہ پر چھینٹا دیا وہ فوراً
ہوشیار ہو گئی عیارون نے کہا آپ نے ہمارا سحر دیکھا اُسنے کہا ہان بڑا زبردست سحر ہے اچھا ہزار ہزار
روپیہ کی تنخواہ ہر ایک کی ہمنے مقرر کی عیارون نے کہا ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہم ایک مہینے کی تنخواہ
پیشگی لینگے اور عمرو عیار کے برابر بارگاہ مین بیٹھین گے مہرخ نے ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی منگوا دی
اور کہا خواجہ کے برابر بیٹھنے کے لیے چلو مین آپ کیلیے اجازت دلا دون اور انہین لیکر پاس عمرو کے اندر
بارگاہ سلطانی کے آئی عیارون نے دیکھا کہ تخت شاہی آراستہ ہے چارون گوشون پر تخت کے طاؤس

زمردین بال جواہر کے کھڑے ہین اُردبین انکی بلند اور کشادہ ہوکر بادشاہ دیر چتر ہوگئی ہین ہمہ تن
الماس پوش پڑے گرد فرش جلوہ گر ہے تاج لعل و یاقوت کا سر پر ہی قبائے قلم کار جواہر دوز پہنے ہو
چارقب شہنشاہی در بر ہی پٹکا بیش بہا کمر سے بندھا ہوا ہی ہار نولکھا گلے مین پڑا ہی دلارام سر پر مورچھل
بالی ہما کا لیے مگس رانی کر رہی ہی سامنے دست ادب باندھے ہزارہا ساحر کھڑے ہین شاہزادہ اسد و [illegible]
قریب تخت بیٹھے ہین خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہین عیارون نے وہ تھیلیان توڑے جو تنخواہ مین لیے
تھے خواجہ کو نذر روپیے عمرو نے انکے عیار ہونے سے پہچانا کہ میرے ساتھ کے عیار ہین اٹھکر ہر ایک کو گلے
لگایا صرصر نے حیران ہوکر پوچھا کہ خواجہ آپ انھین کیا جانتے ہین عمرو نے کہا ای ملکہ یہ عیاران لشکر
اسلام ہین اور جانسوز ضرغام و قران انکے نام ہین انمین قران میرا شاگرد رشید نظر
کردہ شاہ مردان اسد اللہ الغالب علیہ السلام ہی ہر جگہ اگر قید اعدا سے مجھے چھڑاتا ہی اور کبھی گرفتار
نہین ہوتا ہی اور ایک شاگرد میرا اور برق فرنگی طلسم مین آیا ہی نہین معلوم کہان ہی یقین ہی
کہ عنقریب ملے الغرض صرصر عیارون سے ملی اور بہت خوش ہوئی اور قریب بارگاہ شاہی چار خیمہ
بلند استادہ کرائے پلنگ اور فرش مہر کرسی دنگل اور جملہ سامان راحت و آرام انمین موجود کردیے
اور عیارون سے کہا خیمون مین چلکر آرام فرمایئے قران نے کہا مین کبھی خیمہ مین نہین رہتا پہاڑ و جنگل
کے درے اور غار میرے خیمے ہین مین نظر کردہ شیر خدا ہون ہمیشہ صحرا مین رہتا ہون یہ کہکر نہایت
تپاک کر صحبت کی کہ ہر ایکہ بارگاہ سے باہر گیا اور جنگل کا راستہ لیا وہ دو عیار جو باقی رہے اُنسے عمرو نے
کہا کہ تم خیمون مین فروکش ہو اور لشکر کی حفاظت کرو اور اندر خیمہ کے اسطرح رہنا کہ اگر کوئی تمھین
کرے تو نپائے عیارون نے کہا بہت خوب اور خیمون مین آکر پوشیدہ ہو بیٹھے اور تھوڑا سا کسل سفر سے
آسودہ ہوکے کھانے کی قسم سے جو کچھ نعمتین موجود تھین نوش کرکے دربار مین آکر ناچ دیکھنے لگے لیکن
حال برق فرنگی کا سنیے کہ یہ بھی صحرا نورد طلسم ہوا تھا اور سیر کرتا ہوا سب عیارون کی خبر لیتا ہوا
چلا آتا تھا کہ ایک مقام بلند پر سے کھڑے ہوکر جو دیکھا تو صحرا مین لشکر کثیر اترا نظر آیا برق ساحر
بنکر لشکر کے اندر آیا حال پوچھا ایک آدمی نے کہا یہ لشکر اسد اور عمرو کا ہی اور سارا حال بیان کیا
برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب استاد اور سب تھی تو آسایش ایک جگہ مقیم ہین تو چلکر کوئی کار
نمایان کرکے اُسکے بعد لشکر مین چلا آتا یہ تصور کرکے صحرا مین چلا گیا اور ہر طرف صید مطلب کا جویان ہوا
یہان تک کہ ایک جگہ کنوان سنسان جنگل مین بنا دیکھا اور گذرگاہ تھا اُس مقام کو یا ہاتھی بیٹھا
اہی برق نے کنوان ایسی جگہ واقع ہوا ہی کہ ضرور ساکنان طلسم مسافر وغیرہ ادھر سے گذرتے ہونگے

اور پانی پیتے ہونگے پس ایسا سوچکر برہمن کی صورت آپ بنا زنار گلے میں ڈالا قشقہ ماتھے پر دیا دھوتی
زانو تک کی باندھکر ڈول اور رسی لیکر کنوئیں کے چبوترے پر بیٹھا ابھی تھوڑے عرصے کے پچاس ساحر ایک
ملک کے مالک طلسم سے لاکھ روپیہ خراج کے لیے پاس افراسیاب کے جاتے تھے کنوئیں پاس آکر
ٹھہرے اور برہمن سے کہا ہمیں پانی بھر کر پلا دے برہمن نے پانی پلایا اور کہا میرے پاس ستو بھی
ہیں تمھارا جی چاہے تو بہت سستے دام کے ہیں ساحروں نے کہا کتنے سیر ہیں برہمن نے کہا پانچ سیر
اُن سب نے لالچ میں آکر مول لیا اور تھیلیاں اپنی نکال کر نمک سے گھول کے کھانے کھاتے ہی بیہوش
ہو گئے برق نے سب کے سر کاٹ ڈالے ایک شور برپا ہوا البتہ تھوڑی دیر کے وہ آفت دور ہوئی برق نے
دہ لاکھ روپیہ ایک درخت کے نیچے خنجر سے گڑھا کھود کر دفن کر دیے اور وہاں سے پاس عمرو کے چلا
اور لشکر میں ساحر کی صورت بنکر داخل ہوا اور دربار گاہ میں آکر دربانوں سے کہا کہ ہماری خبر شہنشاہ
عیاران سے کرو کہ جان نثار جادو حاضر ہوا ہے دربان نے جاکر عمرو سے عرض کیا عمرو حیران ہوا کہ یہ
کون آیا غرض حکم دیا کہ بارگاہ میں آئے دربانوں نے برق کو سامنے لائے برق نے اپنی سامان و دربار دیکھا
بہت خوش ہوا اسد اور مہ جبین اور عمرو کو سلام کیا اور ایک رقعہ ہاتھ میں دیکر عمرو کو نذر دی
اُس رقعہ کو عمرو نے لیکر پڑھا لکھا تھا کہ لاکھ روپیہ میں نے آپکی نذر کے قابل فلاں شہر اور درخت کے
نیچے دفن کر آیا ہوں چیلہ فضول کہیے عمرو نے پڑھ کر بغور برق کو دیکھا اور پہچان کر گلے لگایا
اور کہا اے ملکہ مہرخ اسی عیار کا ذکر میں کرتا تھا یہی برق فرنگی ہے الغرض اسکے لیے خیمہ
نہایت عمدہ اور اسباب راحت مقرر کیا کہ وہ خیمے میں آیا اور غسل کیا رنج راہ سے آسودہ ہوا کھانا
تناول کیا اور سو رہا لیکن عمرو بارگاہ سے نکل کر موجب نشان بتلانے برق کے اس کنوئیں کے
متصل پہنچا اور درخت کے نیچے سے لاکھ روپیہ کھود کر داخل زنبیل کیا اور دل سے کہا اب اس
بیچارے شاگرد نے تمہاری پریشانی کا خیال کیا ورنہ اور سب تو بالکل نالائق ہیں یہ باتیں دل
سے کرتا ہوا پھر لشکر میں آیا اور بآرام تمام مسکن گزین ہوا لیکن اس عرصہ میں وہ طائر خوشنوا
جو افراسیاب نے واسطے خبر گیری اسد اور مہرخ مقرر کیے تھے وہ اس جنگل کے درختوں پر
بیٹھے یہ سب ماجرا یعنی آنا مہرخ کا اور مارے جانا ہرار اور فولاد کا بحیثیت لشکر ہونا آپس کا
تاکید فوج بھرتی کرنے کے لیے منادی کا ندا کرنا دیکھکر پاس افراسیاب کے آکر اور جملہ کیفیت بیان
کی افراسیاب کو غصہ آیا اور اسی وقت ایک نامہ بنام ملکہ حیرت اپنی زوجہ کو لکھا کہ بعد دیکھنے نامہ
کے اے ملکہ شہر ناپرسان سے تم میرے پاس آؤ کچھ مشورہ کرنا ہے یہ نامہ ایک چیلے کو دیا اسنے

حیرت پاس پہونچا یا وہ تخت جوہر پر سوار ہوکر مع کنیزون و انیسون جلیسون کے پاس افراسیاب
کے آئی اُسنے کہا اے شاہ حیرت تمنے اِس نمک حرام مہرخ کو دیکھا کہ مجھ سے مخالفت کی ہے اور فوج نوکر رکھتی ہے
طلسم کشا کی شریک ہوئی ہے اے بانیان خود اگر و ربا سے خون رواں کی ایک پری کو حکم دون اور
ایک بوق اگر بجاوے تو ساری خلقت بیہوش ہو جائے مجھے ہنسی آتی ہے بی مہرخ اور مجھ سے مقابلہ حیرت
نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ مین مہرخ کو بلوا کر سمجھاتی ہون اُسکی کیا مجال ہے جو آپ سے لڑسکے افراسیاب
نے کہا اچھا بلواؤ اور سمجھاؤ تمھاری عزیز بھی ہے اور اسی باعث سے مین بھی تامل کرتا ہون ورنہ دوسرے
اپنی پرورش اور اُسکے ملازم ہونیکا خیال ہے اور بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ بادشاہ طلسم سے ایک
زمانہ ایسا ہوگا کہ رعیت اور ملازم اُسکے منحرف ہو کر آمادہ جدال و قتال ہونگے اُسوقت شاہ طلسم نے
لطف و مدارا کرے اور جنگ نکرے در حالت رزم و پیکار آثار ادبار شاہ طلسم ہے اے حیرت قسم ہے
سامری کی اگر یہ امور مانع حرب و ضرب نہوتے تو ایک چشم زدن مین مانند حرف غلط کے ان باغیون
کا نقش ہستی مٹا دیتا حیرت نے عرض کیا اس مین کیا شک ہے مگر غافل اس سے ہے کہ بموجب بیت
پشہ چو پر شد بزند پیل را + با ہمہ تندی و صلابت کہ اوست + الحاصل اُسنے ایک نامہ مہرخ
کو لکھا کہ اے ملکہ تمھین مناسب ہے کہ جسکا نمک تمام عمر کھایا اور جسکے سایہ عاطفت مین تمام عمر پلی ہو اُسکے
ساتھ آمادہ رزم و پیکار ہو لہذا از راہ پرورش مالکانہ و مرحمت خسروانہ تمھین اطلاع دیجاتی ہے
کہ بمجرد دیکھنے منشور گرامی کے کمر خدمتگاری باندھکر میرے پاس مثل کنیزون حلقہ بگوش کے اپنے تئین
پہونچاؤ تا کہ خطا تمھاری شاہ طلسم سے اجازت لیکر معاف کرادون در صورت انحراف و روزی بادشاہ
طلسم کا تو بڑا مرتبہ ہے مین ایک کنیز ناچیز اُسکی اس طرح تمھین ہلاک کرونگی کہ جس طرح مہ و صنعت
کو مار ڈالتے ہین اگر اپنا بھلا چاہتی تو تھوڑے لکھنے کو بہت جانکر فوراً تعمیل حکم کرنا کہ ع اگر صلح
خواہی نخواہیم جنگ + اگر جنگ جوئی بناید درنگ + نامہ تمام والسلام ایک طائر کو دیا کہ جاکر مہرخ کو
پہونچا دے اور جواب لادے وہ طائر نامہ منقار مین لیے بارگاہ مہرخ مین آیا اور آغوش مین اُسکے
بیٹھ گیا مہرخ نے نامہ منقار سے لیکر پوچھا کہ اے طائر تجھے کسنے بھیجا ہے طائر نے کہا ملکہ حیرت جادو نے
مہرخ نے نامہ پڑھا بر وقت آگاہ ہونے مضمون مندرجہ رنگت چہرے کی متغیر ہوگئی اور مارے خوف کے
کانپنے لگی عمرو نے جو یہ حال دیکھا نامہ آپ اُسکے ہاتھ سے لیکر پڑھا اور نامہ کو مارے غصہ کے چاک کر ڈالا
اور جواب اُسکا ایک تختہ کاغذ پر اس طرح لکھا کہ حمد و نعت سے ابتدا کی ظاہر ہو کہ یہ قصہ پہلے جناب رسول
کے گذرا ہے مگر چونکہ پیغمبر نے خبر جناب پیغمبر کی دی تھی تو عمرو وغیرہ اعتقاد رکھتے ہین لہذا لکھا نظم

خداوندی کہ لطفش بیقیاس ست | ز قہرش ہر دو عالم در ہراس ست
محمد آنکہ چون نورش علم زد | قلم بر صفحۂ ہستی رقم زد
ز لطفش روضۂ رضوان گلستان | ز قہرش آتش دوزخ فروزان
علی شیر خدا دست پیمبر | مس ایجاد را گوگرد احمر

پس از حمد و نعت بدان و آگاہ باش اے ملکہ حیرت و افراسیاب ستمگر کہ ریش تراشندہ ساحران و سر برندہ جادوگران میری ہی خنجر جان ستان نے مارجادو جو پوتی سامری کی تھی اسکی گردن کاٹی اور مین نے ہی ساحر ششمش کی جو دریا مین مسکن گزین تھا اور ساحران روزگار کا استاد کہلاتا تھا جان لی ہے مین وہ ہون کہ خداوند دم خبیثہ کو جسنے جہنم واصل کیا کشمیرہ کا شعبدہ ام الحبال کے ساحران نامی کو مار عنطلی آباد مین بالک بن زرد ہشت کا سر اتارا غرض کس کس کا نام لون کہ جسے مین نے مارا ہے بلکہ شاہان روئے زمین کو کہ جنکا کلمہ گوشہ تا بفرقدان پہونچا تھا تخت سے اتار کر تختۂ تابوت پہ سلایا ہے نظم

آن منم بادشاہ عیاران | کہ ستانم باج از شاہان
بر زبان کسان چو مہر مبین | نام من روشن ست دان تو یقین
ہر زمان صورت دگر دارم | از ضمیر کسان خبر دارم
از قدم آتشین عالم سوز | گر کنم عزم پیچ اول روز
ہمرہی من نکرد گاہ نسیم | کہ بہ ہند بار سیم و برگردیم
نالۂ جان ز مکر ہر کہ شنود | در رہاندم وداع عمر نمود
مے کشم نقل از خضر مردہ | بادہا از اجل گرو بردہ
با وجود حقارت تن من | نتوان بود غافل از فن من
ہر کس از من گرفت حبہ خیانت | کرد قطع امید خود ز حیات
آفت روزگار مرد و زنم | ملک الموت وقت خویشتنم

لائق و لازم یہ ہے کہ ملکہ تصویر جادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ لیکر آستان عالیجاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش پر تم دونون حاضر ہو کر فی الحال ملکہ موصوف بادشاہ طلسم پہ خطا تمھاری صاحبقران سے معاف کرا دیگی اور در صورت انکار اس تحریر کے اگر ناک تمھاری کٹوا کر گدھے پر سوار کرکے نہ چڑھایا اور تشہیر نہ کرایا تو نام اپنا عمرو نہ پایا ہوگا یہ مضمون لکھ کر طائر کے حوالہ کیا اور زبانی بھی کہدیا کہ اُس غیبانی چند حیرت سے کہدینا کہ بالزادی اب عنقریب تیرا سر مونڈ دنگا تو ہم کہیں بھروسہ

جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نکر خدا مالک ہے یہ کہکر طایر کو رخصت کیا وہ اڑتا ہوا پاس حیرت کے
آیا اور نامہ دیا اور زبانی پیام عمرو کا حرف بحرف کہا کہ مہرخ تو اے ملکہ نامہ پڑھکر کانپنے لگی تھی مگر ایک
دبلا سوکھا آدمی بیٹھا تھا اُسنے نامہ کو آپکے چاک کرڈالا اور جواب نامہ لکھا اور بہت کچھ برا آپ کو کہا
حیرت یہ ماجرا سنکر نامہ لیے افراسیاب کے پاس آئی اور کہا اے شہنشاہ آپ سچ فرماتے تھے کہ یہ
لوگ بغیر سزا دیے نہ مانینگے دیکھیے یہ میرے نامے کا جواب دیا ہے اور اُس عیار دزد نے بہت ناسزا
آپکو اور مجھے کہا ہے افراسیاب نے نامہ لیکر پڑھا اور ایسا غصہ میں آیا کہ ہونٹھ چبانے لگا لال ہوگیا
اور کہا جب چیونٹی کے پر نکلتے ہیں جب ہی قضا آتی ہے اب مہرخ حرامزادی کی شامت آئی ہے راوی
کہتا ہے کہ ادھر تو افراسیاب لشکر کشی کی فکر میں ہے اور اُدھر مہرخ نے عمرو سے ایسے چلے جانے
کا اثر سحر کے کہا کہ خواجہ تمنے بڑا غضب کیا کہ حیرت کو گالیان دین اب کوئی لمحہ میں آفت آیا چاہتی ہے
ہم سب مارے جائینگے عمرو نے کہا اے ملکہ تم بڑی بودی ہو صرتجا پہلے نجوم کے علم سے دریافت کر چکی ہو
کہ شہزادہ اسد کی فتح ہوگی اور پھر گھبرائی جاتی ہو میں نے دیکھا کہ تم نامہ پڑھکر بدحواس ہوگئیں
تھیں افسران فوج جو حاضر بارگاہ تھے اُنکی دل شکنی کا احتمال تھا جب مالک دل ہار دیگا تو فوج
کیا لڑیگی اسلیے میں نے یہ کلمات کہے کہ سب سنیں اور سمجھیں کہ کچھ تو یہ بھی قوت رکھتے ہیں جب تو
ایسے کلام مقابل میں اتنے بڑے اولوالعزم سے کرتے ہیں اب تمھیں چاہیے کہ دل کو مضبوط کرو اور
ذراسی بات میں گھبرا نہ جایا کرو دیکھو تو وہ قادر مطلق کیا کرتا ہے وہی معین و یاور و نگہبان ہے
مہرخ نے فرمانا عمرو کا بدل قبول کیا لہذا یہ لوگ تو حالت امید و بیم میں ہیں مگر افراسیاب کا ذکر سنو

داستان لشکر کشی کرنا افراسیاب جادو کی عمرو اور مہرخ پر اور بھیجنا تین سرداروں کو مع ساٹھہ ہزار فوج ساحران سے اور عیاریان کرنا عیاروں کا اور مقابلہ دو لشکروں سے اور بعد جنگ عظیم کے شکست کھانا فوج افراسیاب کا اور مارے جانا ساحروں کا لمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقیِ ہوشمند — دو مے وے کہ ہو نشہ کردے دو چند
غضب میں ہیں رندوں کی جانِ حزیں — سبو ہے کہیں اور خم ہے کہیں
اُدھر آمدِ محتسب کی خبر — ہے پیر مغان کے بھی غصہ کا ڈر
اِدھر رند بگڑے ہیں اب بے حساب — اُدھر عزم ہے میکدہ ہو خراب

ہوئے کہ انہین سے صدائین ہولناک رعدآسا آتی تھین مہرخ نے کہا خواجہ فوج آتی ہے عیار یہ کلمہ سنتے ہی بارگاہ سے نکل کے جست وخیز کرتے جنگل کی طرف چلے گئے اور سواریان ساحرون کی نمودار ہوئین مہرخ نے سحر پڑھنا آغاز کیا اور جتنے ساحر یہان تھے سب ورد سحر پڑھنے لگے اسلیے کہ وہ فوج جو آتی ہے آگ برساتی ہے ایسا نہو کہ ہمین کچھ مضرت پہونچے الحاصل بڑے کروفر سے لشکر ساحران غدار کا داخل ہوا اور میدان رزم کے پیچھے چھوڑ کر لشکر مہرخ کے مقابل اترا خیمے نصب ہوئے بارگاہین استادہ ہوئین بازارین کھل گئین جاموش وغیرہ اپنی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے طائر زرد سحر بنا کر خبر کے واسطے بھیجے ہر طرف ایک ہنگامہ قیامت برپا ہوا ساحر ہجوم کرنے لگے جاموش نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ملازمون نے حکم کی تعمیل کی اور نفیر سحر کو دم دیا نقارۂ سحر کا بجنے لگا گوش فلک تک اوسکی صدا سے کر ہوا طائران سحر خبر لیکر بارگاہ مین مہرخ کے آئے اور بزبان عجز دعائے ملکہ مہ جبین بادشاہ لشکر بجا لائے کہ قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد	داد عدالت در سراے آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت رستم دل وخورشید فر	تیغ تو بر فرق دشمن ناصر ومنصور باد

بعد دعا کے عرض کیا کہ لشکر حریف مین طبل رزم بجا ہر ایک آمادۂ حرب ہوا ہے یہ کہکر طائر اڑ گئے لیکن ملکہ مہ جبین نے شہزادہ اسد کی طرف دیکھا اسد نے مہرخ سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی مدد خداے تبارک کے بھروسے پر طبل جنگ بجے اور نفیر سحر کو دم دے بموجب ارشاد ملازم دوڑے اور نقارہ حربی پر چوب لگائی مہرخ اور شکیل نے نفیر سحر بجائی کہ گنبد گردون تک صدا اوسکی گئی زمین ہلنے لگی ہر ایک آگاہ ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا گرم بازار قضا ہوگا قطعہ

زغرید کوس روئینہ تاس	نیوشندہ را داد بر جان ہراس
تبیرہ بغرید چون تند شیر	برقص آمد آن اژدہاے دلیر

اِس ہنگام مین وہ دن تمام ہوا اور وقت شام دونون لشکرون کے طلایہ وار نکلے حفاظت کرنے لگے بہادر آلات حرب وضرب کی درستی مین مشغول ہوے اور انتظار سحر جدال وقتال کرتے تھے نظم

چون خبر شاہ زنگ برآمد زکوہسار	تاریک گشت دیدۂ بیناے روزگار
شد از براے لشکر شب بر فلک عیان	چندین ہزار مشعل فانوس روزگار
ہر سو روانہ گشت براے ہراولی	جاسوس گشت زہرہ ومریخ طلایہ دار
ہر خندق سپہر فگندند تختہ پل	تا شاہ زنگ بار ازانجا کند گزار

طرفین کے ساحر تیاری سحر کی کرتے تھے جاموش جادو نے خون خوک سے زمین کو لیپا اور روبرو
سجانے لگا کچھ گولے فولاد کے پتلے آردمش کے تیار کیے سینکون کے تیر بنائے افسون پڑھکر دم کیا
پیر جتنے قابو مین تھے سکو بھینٹ دیکر جگایا گوگل سلگایا اور اسطرح جھرخ نے بھی جوت کھڑی کی اگیار
کیا شراب کی بوتلون کو آگ پر لنڈھایا اور ایک پتلی موم کی بنائی جسکی وضع اور شکل ایک خوبصورت
عورت کی تھی اُسکو زیور تنکون کا پہنا اور اگیار مین ڈالدیا سحر پڑھکر دستک دی کہ اسوقت اے
زن سحر جا وقت پر آنا وہ پتلی آگ مین گھل گئی اور آپ آرامگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوئی مگر
عیار جو جنگل مین لشکر حریف کو دیکھکر چلے گئے تھے انمین سے برق فرنگی اور ضرغام شیردل
واسطے عیاری کے چلے برق نے اپنے تئین ایک بڑھیا بنایا بال سر کے اور پلکین بھنوین سب سفید
سر ہلتا ہوا لکڑی ہاتھ مین لیے بر کے پائچون کا پائجامہ پہنے چادر اوڑھے پٹاری بغل مین دبائے کوہان
کے خیمے کی طرف چلا اور ضرغام خدمتگار بنکر لپٹی پگڑی باندھکر دوپٹہ سے کسکر بنی پاک کمر سے
لگا کہنی پر شالی رومال تہ کیا ہوا ڈالکر ہر طرف لشکر مین پھرنے لگا اتفاقاً کوہان کا ملازم ایک
ساقی خیمے سے نکلکر کسی کام کو بازار مین آیا ضرغام اُسکے پاس گیا سلام کیا اُسنے کہا بھائی مزاج
اچھا ہے کہا جی خیریت ہے آپ سے کچھ کہنا ہے اگر نہ سنیئے گا آپکے لیے سخت قباحت ہے ساقی گھبرایا کہ یہ
خدمتگار کسی رئیس کا لشکر مین سے شاید اسنے کوئی خبر بد میری نسبت سنی ہے یہ سوچکر کہا اے برادر
کہو کیا ہے اُسنے کہا الگ تنہائی مین چلو اور ہاتھ پکڑ ایک گوشہ مین لایا اور کہا دیکھو تمھارے
پیچھے کون آتا ہے جو ساقی نے پیچھے پھر کر دیکھا ضرغام نے کمند ماری کہ گلے مین حلقہ کمند پھنسا منھ
سے بولا نہ گیا اُسنے بیہوشی سنگھا کر بیہوش کرکے کپڑے اُسکے اتار کر پہنے اور اسکی صورت بنکر خیمہ
مین جہان اہل عملہ کوہان کے اُترے ہین آیا اور منتظر اسکا ہوا کہ جس کام کو مجھ سے حکم ہوگا مین
سمجھ جاونگا کہ جسکی صورت مین بنا ہون وہ اسی کام پر مامور تھا اسی فکر مین تھا کہ ایک شخص نے
کہا میان ساقی میخانہ درست کر رکھو شاید حضور شراب مانگین ضرغام سمجھا کہ تو ساقی کی شکل بنا ہے
پس فوراً گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لیکن برق جو بڑھیا ہوا تھا قریب خیمہ کوہان آکر
رونے لگا اور فریاد کا غل مچایا کوہان خیمے سے باہر نکل آیا اور بڑھیا سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے
کہا بیٹا اپنا حال کیا بیان کرون یہان سے قریب ایک گانون ہے وہان رہتی ہون جب سے لشکر
جھرخ آیا ہے سارا گھر لٹ گیا مین فریاد لیکر آئی ہون گردون کی ستائی ہون کوہان نے کہا تو چلکے
میرے خیمے مین بیٹھ صبح کو مین سب نمکحرامون کو قتل کرونگا جتنا مال تیرا گیا اُسکا دونا تجھے ملجائے گا

بڑھیا دعا دیتی ہوئی اسکے ساتھ خیمے مین آئی اسنے دیکھا کہ ایک پٹاری بڑھیا کے پاس ہے کہا بڑی بی اس پٹاری مین کیا ہے بڑھیا نے کہا بیٹا تمسے تو کچھ پردہ نہین البتہ اور لوگ جو یہان ہین اگر انھین ہٹا دو تو اس پٹاری کو دیکھو کوہان نے سب اپنے ملازمون کو خیمے کے باہر کر دیا بڑھیا نے پٹاری دی کہ لیجیے دیکھیے آپکو خود ہی معلوم ہو جائیگا جو کچھ اسمین ہے اسنے پٹاری لیکر ڈھکنا اٹھایا غبار بیہوشی کا لقمہ ایسا اڑا کہ کوہان چھینک مار کر بیہوش ہوا برق خنجر کھینچکر اسکی چھاتی پر چڑھا کہ ذبح کرے لیکن کوہان نے ایک مٹی کی پتلی حفاظت کے واسطے خیمے کے گوشے مین کھڑی کر دی تھی اور سحر کیا تھا کہ جو کوئی آفت مجھپر آئے تو یہ پتلی بچائے بس جیسے ہی برق سینہ پر سوار رہا پتلی دوڑی اور لپٹ گئی اور زمین پر گرا کر مشکین باندھین کوہان پر پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا یہ بڑھیا نہین ہے عیار ہے تمھین قتل کرتا تھا کوہان نے کہا کیون او نابکار تونے غضب کیا تھا کہ مجھے مار ہی ڈالا تھا صبح کو تیرے حمایتیون کو بھی گرفتار کر لون تو تجھے قتل کر دون یہ کہکر ستون سے اسے باندھ دیا خدمتگار کو پکارا اور کہا ساقی سے کہو کہ میخانہ حاضر کرے دو ایک جام شراب پیکر سو رہون کہ صبح کو مقابلہ کرنا ہے خدمتگار نے ساقی کو پکارا کہ صراحیان شراب کی حاضر کرو ضرغام صراحی و جام لیکر حاضر ہوا اور شراب آغشتہ بداروی بیہوشی کوہان کو پلائی یہ پیتے ہی بیہوش ہوا اسنے بھی چاہا کہ اسکو ہلاک کرون وہی پتلی دوڑی اور ضرغام سے لپٹ گئی اسے بھی گرفتار کیا اور کوہان کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا اور کہا یہ بھی عیار ہے تجھے قتل کرتا تھا اسنے اسے بھی باندھ دیا یہان تک کہ آثار سحر ظاہر ہوئے اور آمد شاہ خاور کی خبر بارگاہ زنگاری چرخ مین مشتہر ہوئی کہ نظم

سپیدہ دم کہ ازین سپہر دشت نیلی فام	شدند منہزم از تیغ صبح لشکر شام
رخ زمانہ شد از نور مہر کافوری	لبان مہر تبان گرچہ بود عنبر فام
زبیم رو بہزیمت نہاد زنگی شب	کہ ترک روز عیان شد بکف گرفتہ حسام
شدند خیل کنیز حبش بپس دیوار	چو نو عروس خجستہ پا نہاد بر سر بام

وقت سحر کوہان کوہ پیکر ساحرون کا لشکر لیکر سوار ہوا ایک طرف سے جاموش اور شہباز کا لشکر آمادہ کارزار ہوا یہ تینون بڑے کروفر سے میدان مصاف مین آئے ادھر خضر و الیاس علیہم السلام کی مدد خدای جلیل فوج لیکر چلے تیس چالیس ہزار ساحر اور جو لوگ نئے لازم ہوئے ہین سب ساتھ تھے شاہزادہ اسد بیدار ہوا وضو کرکے طاعت ربنا لغوث بجا لایا اور مسلح و مکمل ہوکر دولت برآمد ہوا ملکہ مہ جبین کا تخت لیکر کہاریان عیش محل سے نکلین ہزارہا سوار نے مجرا کیا نوبت و نقارے بجے

پیادل اور چوبدار دورباش پکارتے تھے علمون کے نیچے سلامی کے لیے بجانے لگے قلب لشکر مین تخت شاہی قایم ہوا اور لارام طاوس سحر پر سوار برابر تخت کے خدمتگاری ملکہ کی کرتی ہوئی ساتھ ساتھ با حشم و خدم داخل میدان مصاف ہوئی میدان جنگی جانبین کے ساحرون نے درست کیا کسی نے سحر کرکے بجلیان گرائین کہ جو درخت اور جھاڑیان میدان مین تھین وہ جل گئین کسی ساحر کے سحر سے ابر گھر آیا اور بارش ہوئی گرد و غبار دفع ہوا دشت نبرد صاف ہو گیا پرا جمنے لگا نارنج ترنج اچھلنے لگا برنجی تھالیان چھکنے لگین سامری و جمشید کی جے بولنے کی صدا بلند ہوئی سحر کے نیرنگ کا شور مچا نا گنائی دیا میمنہ میسرہ صفوف کارزار آراستہ ہوئین دونون لشکرونکے نقیب نکلے اور پکارنے کہ کہان ہین سامری و جمشید و زردہشت سب اپنی نیرنگیان دکھا کر اس دنیا سے روپوش خمخانہ عدم کے جرعہ نوش ہوئے ساحران نامی آج دن معرکے کا ہے نام کر لو خوب جی کھول کر لڑو بھڑو کہ ابیات

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا
کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے

ہوئے ور کے خاطر تو منعم خراب
بڑی فکر انھین مال و دولت کی ہے

عمارات عالی بناتے ہین کیون
یہ دنیا سرا رنج و آفت کی ہے

لحد کوئی اپنی بناتا نہین
جگہ جو کہ عقبیٰ مین راحت کی ہے

سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ آئینہ ہے بات حیرت کی ہے

سمجھو یہ میدان جنگاہ ہے
جگہ امتحان اور جرأت کی ہے

بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے

جب نقیب نقابت کرکے میدان جنگ سے کنارے ہوئے بہادر جلنے تھے وہ فرط شجاعت اور نشۂ جرأت سے جھومنے لگے اور شہباز جادو نے اپنے اژدر سحر کو میدان مین پہونچا یا نیرنگیان سحر کی دکھائین پھر للکارا کہ اے نمک حرام فرخ آ میرے مقابلے کو کہ سیلم کو نابلند ہی کراست درین کار فیروز مندی کراست + فرخ نے لڑنے جرات سنکر اپنے تخت سحر کو آگے بڑھایا پر ایکبار اہل لشکر دعائے فتح و ظفر مانگنے لگا یہ سامنے شہباز کے پہونچی اسنے ایک تیر سحر کا مارا فرخ نے افسون پڑھکر دستک دی کہ تیر الٹا پھر گیا شہباز نے فولاد کا گولا سحر پڑھکر مارا فرخ نے تخت سے پرواز کی گولا تخت پر پڑا کہ اسے توڑ گیا لیکن فرخ بلندی سے تلوار بنکر جو گری شہباز مع اژدر کے دو ٹکڑے ہوا آتش اور آگ برسنے لگی صداے ہولناک آئی ساحر مطیع شہباز دوڑے رانی ہولے سرون کو دانے منقلہا آتشین پر جلنے لگے ہار مہرجین کے ساحرون نے توڑ کر گلون سے مارے وہ اژدہے بنکر فرخ پر چلے اور گشکل نے ساحرون کو حکم دیا انھون نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین مین زلزلہ آیا اور ابر گھر آیا برق

چمکنے لگی پانی برسنے لگا لشکر حریف مین جسکے سر پر بوند اُس پانی کی پڑی بیہوش ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر
جاموش میدان نبرد مین نکلا اور ایک آفتاب کاغذ کا کترا ہاتھ پر رکھکر سحر پڑھا کہ وہ سورج اُڑکر
بلند ہوا اور دھوپ ہر طرف پھیل گئی ابر سحر جو چھایا تھا کھل گیا اور لشکر مہرخ مین جسپر دھوپ پڑی
وہ پتھر ہوگیا کوہان اور جاموش لشکر پر ترسون ٹکڑا ٹکڑا گرے ہزارہا ساحر بارے گئے نارنج اور ترنج
اور ناریل سحر کے چلنے لگے اسوقت اسد کا جی جنگ مغلوبہ دیکھکر بیچین ہوا ملکہ سے کہا مین بھی تلوار
کھینچتا ہون مہجبین نے بظاہر کہا بسم اللہ اسد نے گھوڑا اُٹھایا اور چلا کہ مہجبین نے دلارام
سے کہا شاہزادہ سحر نہین جانتا ہے اس جگہ لڑنا اسکا مناسب نہین گرفتار ہوجائیگا دلارام نے یہ
کلام سنکر دستک دی کہ گھوڑا شاہزادے کا ہنوز صف دشمن تک نہ پہونچا تھا کہ پر پیدا کرکے اُڑگیا ہرچند
اُس شہسوار نے روکا تازیانے لگائے مگر مرکب معلق درمیان ہوا کے جا ٹھہرا اسد ناچار اوپر سے
سامان لڑائی کا دیکھتا تھا اور پشت دست کاٹتا تھا مگر دلارام دمبدم شاہزادے کو دیکھ لیتی تھی
کہ مبادا وہان کچھ آفت نہ آئے اور کوئی ساحر گرفتار نہ کر لیجائے الحاصل لشکر مین ایک تلاطم برپا تھا
جاموش لڑتا ہوا قریب مہرخ کے آیا اور سحر پڑھکر کچھ سوئیون کا مارا مہرخ تخت سے گرکر زمین
مین غرق ہوئی اور وہان سے طبقہ زمین توڑکر پشت پر جاموش کے نکلی اور للکار کر ایک تیر جو
مارا پیٹھ کے پار نکل گیا یہ مرکر گرا ہزارون آوازین ہول خیز آئین اور آفتاب جو اُسنے بنایا تھا وہ کاغذ
ہوکر گر پڑا دھوپ ڈھل گئی ساحر جو پتھر کے ہوگئے تھے وہ بہیئت اصل ہوے اور لڑنے لگے کوہان
جو یہ ماجرا دیکھا فوراً اپنی ران کو چاک کیا اور خون اُسکا لیکر چند سنگریزون پر چھڑک کر سحر دم کرکے چار
طرف پھینکدیے ایک آندھی تاریک آئی اور سبکی آنکھین بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی سبنے
دیکھا کہ بڑے بڑے پہاڑ عظیم الشان زمین سے اُکھڑے ہوے لشکر مہرخ پر گرا چاہتے ہین یہ دیکھکر
فوج شکیل کی بھاگی اُسوقت مہرخ نے کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ اے زن سحر آؤ واضح ہو کہ
پہلے ذکر کیا گیا کہ ایک پتلی مہرخ نے موم کی بناکر شب جنگ مین آگ مین ڈالدی تھی اور کہا تھا
کہ اسوقت اے زن سحر جا وقت پڑا آنا لہذا اسوقت اسی کو طلب کیا دستک کا دینا تھا کہ ایک برق
چمکی اور صدا جھم جھم کی آئی اور ایک عورت تخت پر سوار گہنا پہنے پوشاک نفیس زیب جسم کیے ظاہر
ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ نازنین سراپا حور کہنا اُسے عقل کا قصور ہے بلکہ مثنوی

وہ مکھڑے کا عالم وہ کنگھی کا رنگ	شب ماہ ہو دیکھکر جسکو دنگ
وہ مستی اور اُسکے لب لعل فام	سواد دیار بدخشان کی شام

ستم اُس سپہ سرمے کی تحریر سے | کھنچے ہاتھ کافر کی شمشیر سے

بلکہ آنکھوں کا یہ عالم تھا کہ پتلی بڑے بڑے نینوں میں لال لال ڈورا اور کاجل کا ہے کو بھونرا آتا ہیں نہا ہو
منڈلاتا ہے + اُس حیرانی تا کی چنچل سی چاہ دیکھنے میں ہرن کچھن لجاتا ہے + دامنی سی کوندتے تا کی سو دھو نہا
دجاتی کو اکبار دیکھو تو پرانی اُکھاتا ہے + یا ہی سے کالے کہوں یا ہوسکے تو ہوسکے چپ رہوں لاج کے جہاز
میں مانو موتی بھرے جاتے ہیں + وہ جوبن کا عالم وہ اُبھری ہوئی گات وہ چھاتیاں کہ نظم

گٹھی ہوئی وہ ترکیب اور وہ بدن | وہ پوشاک و زیور کی اُس پر پھبن
وہ چھپا تختی اُس کی نزاکت نژاد | چمن زار قدرت کی نخل مراد
لگا پاسے وہ نازنین تا بہ فرق | سراپا جواہر کے دریا میں غرق

میدان میں آکر ٹھہری کوہان جب لڑتا ہوا اُسکی طرف آیا اُس ماہ وش نے پکار کر کہا کہ اے کوہان
ہم تمھارے واسطے یہاں آئے اور تم ہم سے مخاطب بھی نہیں ہوتے لو ہم جاتے ہیں یہ صدا کوہان نے
جو سنی اُس پری تمثال کے روے زیبا کو دیکھا خنجر ناز کا اُسکے زخمی ہوا اور قریب اُسکے آیا اُس پریزاد
نے کہا کہو کیا ارادہ ہے اُسنے کہا تیرا عاشق و شیدا ہوں جان و دل سے تجھپر فریفتہ و شیفتہ ہوں
پریوش نے کہا میرا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے یہ کہکر نکلیا اُس نازنین کے ہاتھ میں جو اہر آگین تھی وہ
کوہان کے جھلی ہوا جو اُسکی لگی کوہان شعر عاشقانہ پڑھنے لگا مگر وہ زن حسینہ تخت اُڑا کر چلی
کوہان نے پکار کر کہا ع مرا کشتی و تکبیرے نگفتی + عجب سنگین دلی اللہ اکبر + اور منت کرکے بلایا
سر پانوں پر رکھدیا ایسا مبہوت ہوا کہ لڑنا بھولا اس حور نژاد نے کہا کہ میں کنیز ملکہ مہرخ کی ہوں اور
تو میری مالکہ سے لڑتا ہے کیسا تو میرا عاشق ہے فوج کو اپنی منع کر سحر اپنا دفع کر کوہان نے یہ سنکر سحر پڑھا
کہ وہ پہاڑ جو گھرے تھے کنکر ہوکر گرے اور فوج کو منع کیا کہ لڑنے سے رکی اور جب جنگ سے لشکر نے فرصت
پائی سب محو دیدار اُس کنیز رفتار کے ہوئے اور ہر ایک نے عقل و ہوش کھوئے ادھر کوہان نے
منت کرنا شروع کیا پری نے کہا میں نے سنا ہے کہ تو نے عیاروں کو گرفتار کیا ہے اُنکو بلا دے اُسنے
اسی وقت عیاروں کو حاضر کیا ملکہ خلعت و زر دیا ضرغام اور برق چھوٹ کر اپنے لشکر میں گئے
ہر ایک سے ملکر مہ جبگل کی طرف روانہ ہوئے بعد رہائی عیاروں کے اُس ترک ستمگر نے کہا کہ اے
کوہان اگر تو میرا عاشق صادق ہے تو اپنے ہاتھ سے گردن اپنی قلم کر کوہان یہ حکم پاکر مستعد ہوا
اور خنجر کھینچکر اپنی گردن پر رکھا اور پکارا کہ نصیب یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے کہ ہر وقت
ذبح اُس قاتل کے زیر پا ہے + چاہتا ہے کہ گردن اپنی جدا کرے اُس غارتگر جان نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا

اور کہا اگر تو مر جائیگا تو ہمارے حسن کی بہار کون دیکھیگا کہ بیت ہم تو عاشق تو معشوقوں کو پوچھے کون دنیا
میں + جہان میں قدر ہو گل کی فقط عشق عندلیب سے + خیر ہم بھی تیرا ساتھ دینگے مگر ایک شرط سے کہ
اگر تو حیرت کا سر لاکر ملکہ مہرخ کو نذر دے تو فوراً شربت وصل کا تیرے چکھے ادھر تو اُسنے کوہان
سے یہ شرط کی اور ادھر سارا لشکر کوہان کا جو اسیر عاشق ہو رہا تھا کہ گویا مصرعہ تعلقے ہمت یکسو
طرف اُس شوخ تنہا یکطرف + اُن سب سے پکار کر کہا کہ ای عاشقان ثابت قدم جاؤ اور حیرت
حرافزادی کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوئے لاؤ اور اُسکا سر حاضر کرو کوہان اور کل لشکر یہ صدا سنکر
گریبان پھاڑ کر لینا لینا کہتے خیمے خرگاہ سب یہاں چھوڑ کر طرف طلسم باطن کے چلے اور دریائے
خون رواں سے گذر کر قریب باغ سیب پہونچے یہاں ہزاروں ساحر ملازم افراسیاب تھے
انھوں نے روکا انھوں نے قتل و غارت شروع کی لاش پر لاش گرا دی شور عظیم بلند ہوا حیرت
اور افراسیاب غلغلہ سنکر باہر باغ کے آئے دیکھا کوہان لڑتا ہوا آتا ہے افراسیاب نے کتاب
سامری دیکھی معلوم ہوا کہ پتلی سحر کی خاک جمشید سے مہرخ نے بنالی ہے اور اسپر یہ سب فریفتہ ہوکر
آئے ہیں اب یہ ہوشیار ہونگے یہ دیکھا اُسنے گولا سحر کا پڑھکر کوہان کے سینے پر مارا آتش سے گذر گیا
اور ہزاروں ہزار برق سحر کر کے گرائیں فوج ہمراہی کوہان کی سب جل گئی اور وہ سب ساحر کر گئے
یہاں پتلی سحر کی یعنی وہی عورت جسپر سب یہ فریفتہ ہوئے میدان رزمگاہ میں کھڑی تھی مہرخ
نے کہا افراسیاب نے معلوم ہوتا ہے کوہان اور اُسکے ساتھیوں کو مارا کہ پتلی سحر کی انھیں کے
لیے بنی تھی وہ مری یہ بھی جل گئے غرض نقارے فتح کے بجے اور خیمے ڈیرے لشکر کے لوٹ لیے
اور جہاں بارگاہ کوہان کی تھی وہاں لشکر اپنا اُتارا آگے بڑھکر کئی کوس پہلی جگہ سے بارگہ شہزادی
کی استادہ ہوئی اسد کو ہوا سے اُتارا داخل بارگاہ کیا سب سردار زیب دہ کرسی و دنگل ہوے ناچ
ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا اسد نے پوچھا کہ ای ملکہ مہرخ تجھے کوہان کیونکر مارا گیا تمھارے
کہا ای شہزادہ عالی وقار آپ سحر نہیں جانتے ہیں بدین لحاظ کہ ساحروں سے کچھ دشمنان حضور کو
گزند پہونچے دلارام نے سحر کر کے وہاں بھیج دیا تھا اسد نے کہا آپ لوگوں نے مجھکو نامرد مقرر کیا ہے
ای بابا میں خود اگر بار دیگر کوئی ساحر ایسی حرکت کریگا تو میں اُسکو قتل کرونگا ای ملکہ جہان کہیں ہم
لوگ ہوتے ہیں پہلے آپ سینہ سپر کرتے ہیں ہمارے لیے بڑا ننگ ہے کہ جان اپنی بچا رکھیں مہرخ
نے عرض کیا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ باتیں کر کے سب مصروف عیش ہوے لیکن عیار جو بوقت
جنگ جنگل میں چلے گئے تھے اُن میں سے چار عیار لشکر میں آئے قران نہ آیا یہ سب تو حیرت میں ٹھہر گئے

لیکن افراسیاب نے حیرت سے کہا کیا برا وقت ہو کہ اپنے نوکرون اور مطیعون کو اپنے ہاتھ سے
قتل کرنا پڑا اور ساٹھ ہزار کا لشکر ایک آن مین مع تین سردارون کے مارا گیا بانیان طلسم یہ لکھ
گئے ہین کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ ادنی ملازم شاہ طلسم سے مقابلہ کرینگے اور بادشاہ اگر طرح دیگا
تو نشانی اسکے ادبار کی ہو فی الجملہ یہ وہی آثار ہین اور وہی زمانہ ہو لیکن ای ملکہ میرے لیے چاہیے
کچھ ہو طلسم رہے یا نہ رہے جان بچے یا نہ بچے گوشمالی سے اس فرقہ شریر نابکار کی مین باز نہ آونگا کیا
پاؤن کی جوتی سر پر چڑھاؤنگا الغرض اسی طرح کے کلام افراسیاب کر رہا تھا کہ یکایک آگ
اور پانی ایک ساتھ برسنا شروع ہوا افراسیاب نے کہا کوئی معزز ساحر آتا ہے اور دربار مین جتنے
ساحران گرامی تھے حکم دیا کہ بہر استقبال جائین ساحر لینے چلے بعد کچھ عرصہ کے نوبت و نقارے ما بین
ارض و سما بجتے ہوئے شنائی دیے اور ایک ساحر شیر پر سوار تصویر مین ساحری و جمشید کی گلے مین پہنے
صورت عجیب بنائے بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے در باغ سیب پر آکر اترا فوج کو باہر ٹھہرایا آپ اندرون باغ
آیا افراسیاب اور حیرت کو تسلیم کی حیرت نے پہچانا کہ میرا بھانجا ہو بہران شیر سوار جادو جب
پہنچا تو اُٹھ کر گلے سے لگایا بلائین لین برابر اپنے بٹھایا پوچھا کہ ای فرزند کس وجہ سے آئے ہو اُسنے کہا مین نے
سُنا ہو کہ چند ملازم خالو جان سے منحرف ہوگئے ہین اور آمادہ فساد ہین لہذا اُنکی سرکوبی کو حاضر ہوا ہون
مجھے رخصت فرمائیے کہ جا کر سزا سے معقول دون حیرت نے کہا بیٹا اور ملازم اُنکی سزا دہی کو موجود ہین
اُن باغیون کی حقیقت کیا ہو تمھارا جانا مناسب نہین کچھ عیار لشکر حمزہ سے داخل طلسم ہوئے ہین
وہ فریب دیکر ساحر کو قتل کر ڈالتے ہین اسوجہ سے اتبک وہ سب مفسد بچے ہین ورنہ مدت ہوئی
ہوتی کہ ہلاک ہوگئے ہوتے بہران نے اصرار کیا کہ مین ضرور جاؤنگا اور عیارون اور سرداران لشکر
حریف کا کام تمام کرونگا خلاصہ یہ کہ بدقت تمام اُسنے اجازت جنگ پائی اور افراسیاب نے اپنے
یہان سے فوج بیکران اُسکے ساتھ کی ایک غلغلہ طلسم باطن مین پڑگیا کہ بھانجا حیرت کا لڑنے جاتا
ہو بڑے بڑے ساحر نامی گرامی واسطے رخصت کرنیکے آئے اور بہران سے حیرت نے افراسیاب
سے کہا ای شہنشاہ حضور بھی چلکر گنبد نور پر کہ وہان سے حال طلسم معلوم ہوتا ہو بیٹھیے اور تماشا جنگ کا
دیکھیے اور بہران سے کہا ای فرزند تم قریب دریای خونروان اُترنا کہ وہانسے منزل بھر پر لشکر مہرخ کا ہو وہ
پشتہ رنگین جسکا رو وہانسے قریب ہو غرض بہران نے یہ سب منظور کیا اور فوج کو حکم کمربندی کا دیا کہ قطعہ

بفشنہ سو د زمین را بیکران نہشد	کہ بر باد تخت سلیمان نہشد
ہیاہاے گردن کشان شد بلند	علم شد علم ہم سنان شد بلند

ز غرّیدن کوس و فریاد نای
ندانست سر چرخ گردون زپای
زبس پی شکستند گردان زمین
که برکند از نقش خود دل نگین
زمین یک قلم از سم بادپا
تو گفتی روان شد بسوی ہوا
ہوا جنگ فت با گرد خاکستری
دران دره نیلوفر خاوری

غرض لشکر کنارے دریاے خونخوار سے ہیران گذر کر قریب بیشہ زنگین حصار آکے پہنچا اور فوج کو اترنیکا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی سارا لشکر مقیم ہوا طائران سحر ملکہ مہرخ نے طبل و نقارہ کی آواز سنکر دریافت کیا کہ دیکھو یہ دہل دمامے کیسے بجتے ہین طائر اڑے اور آکر آمد لشکر سے مطلع ہوگئے پھر گئے یہان مہرخ و ماہرخ اسد اور عمرو وغیرہ بارگاہ مین مصروف عیش تھے کہ طائران سحر نے آکر عرض کیا نظم

ستا پاد و بکام تو چرخ کبود رنگ
صد ملک زیر حکم تو باشد چه روم و زنگ
سلطنت بدوستان تو باشد به بزم عیش
فرصت بدشمنان تو بازان بی ذرهٔ جنگ

لشکر حریف خود سر قریب دریا آکر اترا ہے سحر جلتی سے کنارا چاہتا ہے یا اُسکی خوبیت ہے یہ خبر عیار سنکر پھر بارگاہ سے نکل گئے اور صحرا مین مخفی ہوے مہرخ نے کہا لشکر ہمارا ابھی کچھ آگے بڑھکر اترے بمجرد حکم فوج نے کوچ کیا سامان جنگ ساتھ لیا ساحر تخت مہرخ و ماہ رخ کو گھیرے بڑی دھوم دھڑکے سے چلے نظم

پس از چند روزے بصحرا رسید
که ہمسنگ آن چشم گردون ندید
بزد خیمه بر دامن دشت ہا
طناب خود از جنبه اش پاره گشت
شد از جمہر آسمان چون سپند
بلند این ندا آسمه برفع گزند
جہان داور چشم بد باد دور
ز اصحاب دین تا ہمه ہم بشنود

فی الجملہ دونون لشکر میدان بہر جنگ چھوڑکر مقابلہ مین اترے ہیران نے اُس روز لڑنے سے تامل کیا اور بارہ سو ساحرون کا طلایہ گرد لشکر کے مقرر فرمایا اور اپنی بارگاہ کے گرد ایک سو ساحرون کو بٹھایا حکم اُنسے کردیا کہ کوئی عورت و مرد اپنے یا پراے لشکر کا اندر بارگاہ کے نہ آنے پاے کیونکہ عیار بصورت مبدل آکر قتل کرڈالتے ہین اور سب دربار گاہ پر نہایت ہوشیار رہین کسیکو اپنے پاس آنے نہ دین سب نے کہا ایسا ہی ہوگا اور آکر دروازے پر بارگاہ کے بیٹھے پہرا دینے لگے اس اثنا مین وہ باقی دن تمام ہوا اور ستارون کی فوج کا میدان فلک مین اُتارا ہونے لگا ترک خنجر دار گردون بہر طلایہ گرد چرخ کے مقرر ہوا نظم

خالی برخ جہان ز شب عنبرین نہاد
در مخزن آنچه داشت فلک بر زمین نہاد
ہندوی شب دو رعیان شد عروس چرخ
بر روی شرم کاہکشان آستین نہاد

آورد سر فرود ز رفتن شہر نجوم | انگشت از ہلال فلک بر جبین نہاد

پھر شام بعد انتظام لشکری مصروف استراحت و آرام ہوئے لیکن عیار جو صحرا میں گئے تھے اُنمیں سے برق
نے ارادہ عیاری کر نیکا کیا اور درے میں پہاڑ کے ٹھہر کر درویش تارک الدنیا کی صورت اپنی بنائی تہمد
کمر سے زانو تک باندھی جسم سارا خاک آلود کیا بال سر پر بڑے بڑے لگا کر زانو تک لٹکائے ناخن برابر ایک
بالشت کے اونگلیوں پر لگائے ایک ہاتھ سیدھا کر کے اس طرح کرخت کیا کہ معلوم ہو خشک ہو گیا ہے
اور دوسرے ہاتھ سے گھڑا شراب سے بھرا بیہوشی آمیز کمر پر رکھا وہاں سے سامنے بارگاہ ہیران کو
آیا وہ سواد میں جو پہرے پر تھے اُنکی طرف سے راہ کترا کر نکلا اُن سب نے اسکو تپسی جانکر مودب ہوکر
سلام کیا مگر برق نے کسی کو جواب نہ دیا اور اُنکے روبرو سے بھاگا اُنھوں نے آپس میں کہا یہ فقیر صاحب
کمال معلوم ہوتا ہے اسکے پیچھے چلو اور ہو سکے تو اسے ٹھہرا کر کچھ اپنے حق میں پوچھو یہ خیال کر کے اُٹھے
اور فقیر کے پیچھے چلے درویش انھیں آتے دیکھ کر ایک جگہ بیٹھ گیا اور زمین میں لکیریں کرنے لگا جب
یہ قریب پہونچے پھر اُٹھکر چلا اور اُنکی بار دور جا کر ٹھہرا مشت خاک اُٹھا کر آسمان کی طرف پھینکی منہ سے
بدبدانے لگا جب یہ لوگ پھر پاس آئے فقیر بھاگ کر دوسری طرف جا کر چکر کرنے لگا خوب گدو یا یہ
کھڑے دیکھا کیے بعد لمحہ کے فقیر پھر بھاگا ابکی دفعہ لوگ بھی پیچھے دوڑے فقیر ان سب کو لشکر سے دور
لگا لایا اور گھڑا شراب کا زمین پر رکھکر آپ بھاگ کے جھاڑی میں چھپ رہا ساحروں نے باہم کہا یہ
فقیر خدا رسیدہ تھا دنیا داروں سے ملوث نہوا جب ہم سب نے اُسے بہت گھیرا تو وہ ہمارے لیے یہ
گھڑا چھوڑ گیا دیکھیں اس میں کیا ہے پس آگے جا کر اُس سبو کو دیکھا ایک آبخورہ اُسپر ڈھکا تھا اُسکو
ہٹایا شراب سے گھڑے کو مملو پایا آپس میں کہا کہ اس شراب کے پینے سے کہ ایسے عارف کی بخشی
دی ہوئی ہے دین و دنیا کا فائدہ ہوگا کسی نے کہا یقین ہے کہ کوئی بیماری تمام عمر نہو گی کسی نے کہا
ہماری کیسی عمر بڑھ جاویگی غرض اُسی جگہ بیٹھ گئے اور ایک ایک آبخورہ شراب کا سب نے پیا اور
اُٹھکر بارگاہ ہیران کی طرف چلے فقیر کے غائب ہو جانیکا تاسف کرتے جاتے تھے تھوڑی ہی دور گئے
ہونگے کہ ہوا سرد صحرا کی جو لگی بیہوشی نے تاثیر کی سر نیچے ٹانگیں اوپر اور مانند چھے منہ زمین پر گرے تن بدن
کی خبر نہ رہی بیہوش ہوگئے برق جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا خنجر لیے نکلا اور آکر قتل کرنا شروع کیا جلد
جلد پچاس ساحروں کے سر کاٹ ڈالے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا برف باری ہونے لگی اور برق
شعلہ باز چمکنے لگی پتھر کی سلیں برسنے لگیں ہیروں نے غل مچایا اور جنکی گردنیں قلم ہوئی تھیں انکی
لاشیں اُڑ کر بارگاہ ہیران میں گئیں ہیران باطمینان مشغول مے نوشی تھا لاشیں دیکھکر باہر نکل آیا

ساحر دوڑے سب نے دیکھا کہ آندھیاں اُٹھ رہی ہیں ایک حشر برپا ہے ساحر بیہوش پڑے ہیں ایک شخص خنجر
لیے گردنیں کاٹتا پھرتا ہے بہران نے سحر پڑھکر دستک دی کہ برق کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے بعد لمحہ
کے جب وہ شور و غل و تاریکی دور ہوئی بہران گرفتار کرکے برق کو اندر بارگاہ کے لایا اور کہا او نالائق
سچ بتا کہ تو کون ہے برق نے کہا میں ملک الموت جان ساحران ہوں تجھے قتل کرنے آیا ہوں مجھے
معلوم نہ تھا کہ ان ساحرون کی گردن کاٹنے سے یہ آفت آئیگی کہ لاشیں اندر بارگاہ کے جائینگی ورنہ
گڑھا کھود کے توپ دیتا سبکو زندہ درگور کرتا اور کیا گیا ہے عنقریب تجھے واصل جہنم کرونگا سہ یک
لحظہ بیک ساعت بیک دم + دگرگون شود احوال عالم + گھڑی میں کچھ ہے لمحہ میں کچھ ہے ابھی ہم رہا
تھے قید ہوئے اب پھر رہائی ہوگی مصرعہ ہمچنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند + تجھے قتل کرکے لشکر
میں صحیح و سلامت جا پہنچینگے بہران نے برق کی باتیں سنکر جی چھوٹ گیا کہا بلی تیری جرأت
اور حوصلہ سچ کہا تھا حیرت نے کہ عیار پرکالہ آفت ہیں غرض دل قوی کرکے کہا اے برق لاکھ
تو سینہ دھمکائے مگر میں تجھے صبح کو قتل کرونگا ابھی اسلیے نہیں ہلاک کرتا کہ شاید کوئی اور عیار تیرے
رہا کرنے کو آئے تو اُسے بھی گرفتار کرون برق نے کہا یہ تجھے پیت ہے ابکی بار جو آئیگا تمہارا فیصلہ کر دیگا
القصہ برق کو مقید کرکے بہران نے حصار سحر سے کر دیا کہ اندر بارگاہ کے جو کوئی آئے پھر نکل کے
نہ جا سکے یہ تدبیر کرکے پلنگ پر لیٹ رہا برق کے پاؤن زمین پکڑے ہی یہاں تو یہ حال ہے لیکن جب
برق نے ساحرون کو قتل کیا تھا اور غل ہوا تھا تو دور سے قرآن نے دیکھا تھا پھر اُسے گرفتار
ہوتے دیکھا ساحر کی صورت بنکر لشکر بہران میں آیا چاہا اندر بارگاہ کے جاوے پھر خیال آیا کہ اگر حصار
سحر کا ہوگا تو نکلنا دشوار ہوگا اس خیال سے رات بھر گردش لشکر کے گرد کی مگر کچھ نہ ہوسکا آخر گریبان
سحر غم میں برق کے چاک ہوا اور جلاد فلک با تیغ تیز قتلگاہ سپہر میں داخل ہوا ابیات

چو گلعذار فلک نرگس خمار آلود	بصد کرشمہ ز خواب سحر گہی بکشود
بترک روز نہاد اسے سحر گہے برسید	کہ مہر ز خواب بر آور کہ چشم شب بغنود
دو درج زرد بہ پوشید ترک لیلائی	بزد تجلی گردون ز پشت اشہب بر بود
لواے شید ہ شید از افق علم بر زد	ز چین قتا و ہندوستان درفش کبود

صبح کو بہران نے بیدار ہو کر چند جام مے گلفام کے پیے اور باہر بارگاہ کے برآمد ہوا برق کو اسی طرح قید
رکھا باہر آکر ساحرون سے حکم دیا کہ سواری حاضر کرو میں ہوا کھانے جاؤنگا تو اس بے ادب عیار کو
قتل کرونگا ساحرون نے شیر لاکر حاضر کیا بہران سوار ہو کر صحرا کو چلا قرآن نے اسے جاتے دیکھکر صحرا کا

راستہ لیا اور کچھار مین جا کر شیر کی تلاش کی ایک جگہ شیر بیٹھا تھا از بسکہ لطف کردہ اسد اللہ غالب ہو سامنے
شیر کے جا کر بے دھڑک للکارا شیر تھپیڑا اُٹھا کر چلا قران نے تھپڑ خالی دیکر دونون کلائیان پکڑ کر گھونسا مارا
کہ شیر پست ہوکر زمین پر گرا قران نے کسوت عیاری سے ویساہی زین اور ساز جیسا ہیران کے شیر کا
دیکھا تھا نکال کر شیر کو آراستہ کرکے ہیران کی صورت بنکر سوار ہوا اور لشکر کی طرف چلا جب قریب
بارگاہ پہونچا ساحر خدمت مین اپنا مالک جانکر حاضر ہوے قران نے اُنسے کہا کہ اندر بارگاہ کے
جاکر اس عیار کو میرا سحر اُتار کے لے آؤ کہ سامنے لشکر مہرخ کے لیجا کر قتل کرون اور فارغ ہو کر ایک ہی
بار سواری سے اترون ساحر حسب الحکم سحر دفع کرکے برق کو لائے قران اسے لیکر لشکر کے کنارے لایا
اور اپنا نام برق سے بتا کر کہا جاؤ سمجھ بوجھ کر عیاری کرنا برق شیر پر سوار دیکھ کر حیرت مین آگیا
اور کہا ای خلیفہ یہ شرف خدا نے آپ ہی کو عنایت کیا ہے کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے اچھا چلیں دونون
جنگل مین آئے قران نے شیر پر سے زین وغیرہ اُتار کر چھوڑ دیا کہ جاؤ اب تمھارا کام نہین شیر بھاگ
گیا اور برق پھر صورت بدل کے لشکر مین بے قتل ہیران آیا اور ہر طرف پھرنے لگا لیکن ہیران
جو ہوا کھا کے آیا ساحرون نے دیکھا سمجھے کہ عیار کو قتل کر آیا سب حاضر خدمت ہوے یہ آکر بارگاہ
مین جب پہونچا دیکھا عیار قیدی نہین ہے ساحرون سے کہا کہ وہ عیار کہان گیا سب نے عرض کیا کہ
آپ ہی ابھی اُسے آکر اپنے ہمراہ لے گئے تھے ہیران نے کہا تم کچھ سودائی ہو مین جب کا گیا اب
آیا ہون مین کب اُسے لے گیا وہ سب قسمین کھانے لگے اور سب حال بیان کیا ہیران کی عقل
دنگ ہوگئی کہ کیا زبردست عیار ہین کہ میری صورت بنکر کیا جلد آکر اپنا کام کر گئے اور سب تو سب یہ
کمبخت شیر کہان سے لائے دل سے کہا اب جان بچنا مشکل ہے ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ اگر حیرت اور
افراسیاب بھی آئین تو بغیر میری اطلاع بارگاہ مین نہ آنے دینا اور گرفتار کر لینا یہ حکم دے کر
مشغول مے نوشی ہوا اور قصد کیا کہ آج شام کو طبل جنگ بجوا کر کل مہرخ اور اُسکے لشکر سے مقابلہ
کرون اور سب کو قتل کرکے بازگشت کر جاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا ہے مگر وہان حیرت اور
افراسیاب شہنشاہ پرستان مین آکر گنبد نور مین بیٹھے ہین باہم اختلاط کر رہے ہین کہ حیرت نے
کہا ای شہنشاہ میرا بھانجا جادو ورون سے لڑنے گیا ہے نہین معلوم کیا کیفیت گذری آپ کتاب سامری
دیکھ کر خیریت اُسکی بتلایے میرا جی لگا ہے افراسیاب نے کتاب دیکھ کر حال برق اور قران
کی عیاری کا بیان کیا حیرت بدحواس ہوگئی اور کہا ایسا نہو عیار اُسے قتل کر ڈالین موے
حرامزادے ہین کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے بس اُسنے اپنی وزیرزادی زمرد جادو سے کہا کہ تم

میرا نامہ پاس ہیران کے لیجاؤ اور کہنا تمہیں بلایا ہی اور نامہ لکھا کہ ای ہیران تم میرے پاس آؤ مجھے تم سے ایک کام ضرور کا ہی اکیلے آنا لشکر کو ساتھہ نہ لانا حیرت نے قصد کیا ہی کہ ہیران کو بلا لوں اور کسی افسر کو فوج میں بھیجدوں غرضکہ نامہ لیکر زمرد جادو بزور سحر اڑی اور لشکر کیطرف روانہ ہوئی یہ ساحرہ نہایت خوبصورت ہی چہرہ مانند ماہ تابان ہی زلف عنبر فام دراز مثل شب ہجر عاشقان سینہ اُبھرا اُبھرا گات خوشنما سارا بدن نور کے سانچے میں ڈھلا لب لعلیں مسی آلود دشنام بدخشاں کی کیفیت دکھاتے تھے دندان سلک گوہر کی آبرو مٹاتے تھے چاہ زنخدان میں ہزاروں دل ڈوب جاتے تھے

نظم

جعد وہ جعد کہ گیتھنے میں ہو جس کے ہر لہر	گھر ڈوبا دینے کو عشاق کے دریا کے اٹک
چہرے میں ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جیسے	باؤ کر لی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
زلفیں بکھری ہوئیں ہوں چہرہ اور بانکیں تھی دل	شب و صبح ایک کھلو سے نہیں ہم دیا اک

بناز و ادا وہ مہ پارہ نامہ حیرت کا لیے ہیران پران لشکر ہیران میں پہونچی جب پاس دربار کا دیکھے جانے لگی ساحروں نے آکر گھیرا اور محاصرہ کر کے قید کیا ہیران سے جاکر کہا کہ زمرد جادو آئی ہیں لیکن ہمنے آنے نہیں دیا قید کر لیا ہی ہیران نے کہا میں ہوشیار ہوں تم اندر آنے دو ہوشیار عیار نہو ساحروں نے آکر اسے اجازت دی زمرد جادو اندر بارگاہ کے آئی ہیران نے انگوٹھی اپنے ہاتھہ سے اتار کر سحر کر کے پھینکدی اور کہا اے زمرد جادو یہ انگشتری اٹھالی لاؤ اور اگر یہ تم اصل میں زمرد جادو ہو گی تو اسے اٹھا لو گی ورنہ ہاتھہ جل جائیگا اور انگوٹھی نہ اٹھیگی زمرد نے کہا اول تو جب میں لشکر میں آئی حیرت ہوئی کہ ساحروں نے گرفتار کیا اب تم ڈھکوسلا نکالتے ہو یہ کہکر اسنے سحر پڑھکر انگوٹھی اٹھالی اور آکر مسند پر بیٹھی ہیران نے جام شراب دیا مگر اسنے کہا چلو ہٹو میں ایسے لوگوں سے بات نہیں کرتی ایسا ہی اگر عیاروں کا ڈر تھا تو لڑنے کیوں آئے تھے ہیران نے تنہائی میں جو ایسی حسینہ عورت کو تنہا کرتے پایا فریفتہ ہو کر چاہا کہ سوال وصل کروں گال پر ہاتھ رکھکر کہا ای ملکہ اسقدر خفا نہو اچھا ہم لوگ بیسے سہی لو شراب پیو زمرد جادو اسکا ارادہ سمجھ گئی اور گردن نیچی کر کے شرما کر کہا تم مجھسے ایسی باتیں نکرو نہیں میں تمہاری خالہ سے کہدونگی ہیران خاموش ہو رہا اسنے نامہ دیا پڑھا کہا میں شام کو آؤنگا یہ کہکر کہا یہاں سے چلو لشکر زمرد پیام لیکر چلی مگر ہیران اسکے عشق میں مبتلا ہوا بستر غم پر تڑپنے لگا اور زمرد جادو کبھی پیچھے پھر کر دیکھتی جاتی تھی غرض نامہ لیے کنارے لشکر کے پہونچی برق گرد لشکر کے عیاری کرنے کی فکر میں تھا اسنے زمرد جادو کو جاتے دیکھا اسکے ساتھہ ہوا اگر زمرد جب کنارے لشکر کے پہونچی بزور سحر اڑکر روانہ

ہوئی برق حیران رہگیا آخر کچھ عیاری سوچکر درہ مین پہاڑ کے بیٹھکر دھانی جوڑا کہ لباس جوہر ولستانی تھا
زیب قد کر کے صورت کو متمثل بشکل زمرد جادو کیا لباس اور زیور زمرد مین سے جسم کو مزین کر کے گلزار دہر کو
رشک سے خار دیا چشم غزالین سرمگین سرستان خمخانۂ عشق کے پیمانہ تھیں دیار بیخودی کی راہ
بتاتی تھین کہ بیت یہی ارادہ ہو اُن کالی کالی آنکھون کا + فتنکار شیرہ کھیلین تو ہم غزال نہین جسپار
تابناک غیرت خورشید بلکہ بدر کامل جو اُسکے لڑجائے + صاف منھ پر طپانچہ پڑ جاوے + دہن
تنگ نکتہ انتخاب غنچہ کا سامنے اُسکے دل خون لب نازک مسیحائی پر آمادہ گلوے نازک صراحی بادہ نظم

وہ گلا یار کا صراحی دار | ہیتلی پتلی نہ گون کا اُس سے اُبھار
وہ سینہ حسینون کی بدنظر | کہ اُبھرے ہوئے وہ دستے اُسپر
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے | تو لگالے وہ اپنے سینے سے
وصف موے کمر ہے حد سے فزون | دردسر ہے جو موشگافی کردن
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا | تار خط شعاع صرف کیا
طبع نازک نے بھید یہ پایا | آئینے مین شکم کے بال آیا
آگے جگہ حیا کی ہے لب بند چاہیے | یا ہم شگاف کلک مین ہونا چاہیے
ساق پا مین تو نور کا تھا ظہور | یا تراشی ہوئی تھی شاخ بلور
پائجامے مین یون تھے عکس فگن | شمع فانوس مین ہو جیون روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا | ہاتھ ملتا تھا جنبہ وز حنا
حسن کی تعریف مین ہے حیرانی | کلک قدرت کہون کہ کس نے دہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا | پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

صراحی شراب ناب کی آغشتہ بدار و بیہوشی کر کے جام ہاتھ مین لیکر بمقام سبزہ زار دیکھ کر برق
بشکل دلربائی اور خوش ادائی بیٹھکر شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ جو کوئی ساحر
اسطرف آئیگا وہ تیرے حصہ کا ہے قتل کر ڈالنا اس عرصہ مین دن ڈھلا اور حیران آج کے دن
بھی جنگ موقوف کر کے ساحرون کو لشکر کی حفاظت کے لیے تاکید کر کے حیرت کے پاس چلا اور
اُٹھتا ہوا اسی گلزار پر بہار مین پہونچا کہ جہان برق بصورت زمرد بیٹھا تھا اُسنے اُسے دیکھ کر یہ
پکار کر پڑھا کہ بیت فاتحہ قبر پہ پڑھ بیٹھکے جانیوالے + کبھی ہم بھی تھے ترے ناز اُٹھانے والے + حیران
صدا اسنکر طرف بستی کے نگاہ کی زمرد جادو کو دیکھا کہ صحرا مین بیٹھی ہے وہین سے پکار کر پوچھا کہ اے ملکہ

زمرد خیر تو ہے کیوں یہاں بیٹھی ہو کیا ابھی خالا یاں نہیں گئیں زمرد نے یہ سنکر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا تمھیں کیا آوارگان دشت محبت کا پوچھنا کیا جہاں جی لگا وہیں بیٹھکر روز سحر کو شام کیا ابیات

غلام نرگس مست تو تاجدارانند — خراب بادہ لعل تو ہوشیارانند
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار ببین — کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

بہران سمجھا کہ بارگاہ میں تو نے اسے چھیڑا تھا یہ بوجہ اسکے کہ سارا لشکر وہاں موجود تھا راضی نہولی مگر تو نے جو وعدہ شام کے قریب جانیکا کیا تھا اسلیے اپنے راہ میں ٹھہر کر تیرا انتظار کیا ہی یہ بھی تجھپر فریفتہ ہی یہ سوچکر روی زمین اترا اور قریب زمرد کے آیا زمرد نے اُسکے آنے سے یہ شعر پڑھا شعر ہما کہ اوج سعادت بدام ما افتد + اگر ترا گذری بر مقام ما افتد + بہران نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور یہ شعر پڑھا کہ لمولفہ اسقدر تاثیر دی حق نے ہماری آہ کو + آپ سا چین دکھا اس بت گمراہ کو + یہ کہکر پاس اُس نازنین کے بیٹھا اور چاہا بوسہ اُسکے لب شیرین کا لے زمرد نے کہا بس بس الگ رہو ایسے بےمروت دنیا میں دیکھے نہ سنے ہم دن بھر ہوا ہی کہ فرہاد آسا جان شیرین فراق میں برباد کر رہی ہیں اور کوہ و دشت میں سر ٹکراتے ہیں آپ اب محبت جتانے آئے ہیں ای بہران جس روز سے تجھے دربار میں ہمنے دیکھا تھا اُسی دن سے اس کمبخت دل کا برا ہو کہ مبتلا ہوا تھا رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا + کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا + بہران نے کہا ای جان جان میری بھی جان تجھپر جاتی ہی قطعہ

ایذائیں اُٹھائے ہوئے دکھ پائے ہوئے ہیں — ہم دل سے بتنگ آئے ہیں اُکتائے ہوئے ہیں
اب تک تو غضب کرتا ہی اپنا دل بیتاب — روکے ہوئے ڈانٹے ہوئے دھمکائے ہوئے ہیں

جانِ من تمھیں بتاؤ کہ میں کیا کرتا مجبور ہونا چاہتا تھا کہ تا خود دلبر کی جانب سے کشش ہو عاشق بیچارہ کیا کر سکے + تمھارے رعب حسن سے ای شہنشاہ خوبان لب سوال خاموش تھے ہم خود بیقرار و مدہوش تھے بارے للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست + آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید + اب ہم تم داد عیش دیں اور غم ایام ماضی فراموش کریں زمرد نے کہا ای بہران ہمارا تو یہ حال ہی

تمھیں دو دل کہاں کے ہارے ہیں — تم ہمارے ہو ہم تمھارے ہیں

یہ کہکر رخسار پر رخسار رکھ دیا باہیں گلے میں ڈالیں بہران کو یہ محبت دیکھکر یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے جوش تمنا کا وفور حسرت دل ناصبور نے ہاتھ پاؤں نکالے تاب ضبط نہ رہی گلے سے لگا یا خواہان وصل ہوا زمرد نے کہا ٹھہرو شراب پی لیں تو مزا اٹھائیں یہ کہکر صراحی سے شراب جام میں بھر نکالی کی اور کہا لو یہ بادہ محبت ہی نوش کرو اُسنے چاہا کہ جام پیئے مگر خیال تھیکا

حیرت پاس زمرد اصلی جاکر پہونچی اور کہا ہیران نے شام کے قریب آنے کہا ہی جب دن کم رہا
حیرت نے افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ کتاب دیکھیے کہ میرا بھانجا ابتک نہین آیا افراسیاب
نے کتاب دیکھکر سر پیٹ لیا کہا ای حیرت اُسے برق عیار زمرد کی شکل بنکر قتل کیا چاہتا ہے
اور فلان صحرا مین قریب پہاڑ کے بیٹھا ہی حیرت نے کہا ای زمرد جلد جا اور ہیران کو آگاہ کر دے
مین بلکہ سحر تیرے ساتھ کیے دیتی ہون اور خاک جمشیدی دیتی ہون کہ ہیران کو بیہوش کر کے اُٹھا لا
زمرد خاک جمشید لیکر چلی اور قریب صحرا کے پہونچکر پکاری کہ ای ہیران کیا غضب کرتا ہی اپنی قضا
اپنے ہاتھ سے بلاتا ہی یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہی جلد اُسے گرفتار کر لے کہ یہ عیار ہی برق یہ صدا سنکر
گھبرایا اور زمرد کو آتے دیکھکر کہا ای ہیران فلک کو منظور نہین کہ ہم تم ایک جگہ بیٹھین دیکھو کوئی
عیار میری شکل بنکر تمھین دھوکا دینے آتا ہی ہیران ایسا فریب مین تھا کہ اُسکا آنا زمرد کا بہت
ناگوار ہوا اور یقین ہو گیا کہ بیشک یہ عیار ہی جو پکارتا آتا ہی زمرد جو ہم پہلو تھی اُس سے کہا تم
چھپ جاؤ مین اس زمرد کو جو آتی ہی پکڑے لیتا ہون برق اُٹھکر ایک جھاڑی مین چھپ گیا
اور ہیران کھڑا ہو گیا اس عرصہ مین زمرد قریب پہونچی اور کہا ای ہیران وہ عیار جو تمھارے
پاس بیٹھا تھا کہان گیا اُسنے کہا ای ملکہ تمھین دیکھکر بھاگ گیا یہ کہکر قریب زمرد آکر ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا ای نا عیار تو مجھے بہکانے آیا ہی اُس ہنگام مین برق بھی زمرد بنا ہوا جھاڑی سے نکلا اور
پکارا کہ ای ہیران نہ چھوڑنا اِس نا عیار کو ہیران نے ایک تھپڑ زمرد اصلی کے سحر پڑھکر مارا زمرد
وزیر زادی حیرت کی ہی بڑی معزز اور زبردست ساحرہ ہی اُسنے بزور سحر رخسارا اپنا سخت مانند
پتھر کے کر لیا ورنہ سر اُسکا تن پر سے اُڑ جاتا اور غصہ مین آکر خاک جمشید ہیران پر چھڑک دی کہ
بیہوش ہوکر گرا برق یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا مگر زمرد جادو نے سحر پڑھکر کہا گیر زمین نے پاؤن برق کے
پکڑ لیے زمرد نے دو پنجہ کاغذ کے کاٹکر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ مثل پنجہ انسان کے ہو گئے اُسنے حکم دیا کہ ای
پنجہ سحر ان دونون کو اُٹھا کر گنبد نور لیے چلو پنجے جھپٹ کر مثل برق کے گرے اور ہیران اور برق کو
اُٹھا کر لے چلے زمرد بھی اُڑتی ہوئی پیچھے پیچھے پنجون کے چلی اور گنبد نور پر آئی اور حیرت سے کہا
واہ واہ بی بھانجے آپکے اپنا پرایا نہین پہچانتے ایسے مستی مین آ گئے دیدون مین چربی چھا گئی تھی
کہ مجھے تھپڑ سحر کا مارا اگر میرے مقام پر کوئی اور ساحرہ ہوتی تو یقین تھا کہ مر جاتی لیجیے یہ وہ ہین
بھانجے آپکے اور یہ وہ عیار ہی جسے بغل مین لیے بیٹھے تھے مگر مین آپکی نوکر ہی نہین کرتی مار پیٹ کی
مجھے عادت نہین حیرت نے زمرد کی دلداری کی اور ہیران کو ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی

حیرت اور افراسیاب کو بیٹھے دیکھا اُٹھکر سلام کیا حیرت نے کہا عیار کو بغل مین لیے بیٹھے تھے
اور زمرد کو تمنے تھپڑ مارا کچھ میرا بھی پاس نہ کیا اتنا نہوا کہ دوست دشمن کو پہچانتے ہیران نے کہا مجھے
قصور ہوا اور بہت نادم ہون حیرت نے برق کی طرف دیکھکر کہا کہ کیا موئے نے صورت بنائی ہے
کیون بی زمرد ہو کا کیونکر ہیران نہ کہتا بھلا کچھ بھی تمھاری شکل مین اور اس موذی کاٹے جوانا
مرگ کی صورت مین فرق ہے بی بگڑنے کی جگہ نہین رنڈی مردوین جب ساتھ ہوتا ہے طبیعت آپ
مین بڑے بڑے کی نہین رہتی یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق کی صورت اصلی ظاہر ہوئی اور رنگ روغن
عیاری کا چھوٹ گیا کہا اے برق مین تجھے چھوڑے دیتی ہون جا کر مہرخ سے کہدینا کہ کیون قضا
آئی ہے ہم جیسین کو لیکر چلی آئے مین شہنشاہ سے خطا معاف کرا دونگی برق نے کہا اپنی جگہ پر بیٹھکر
تجھہ باتین ایسی بنائی ہے یہ خبر نہین کہ کچھ دن جو زندگی ہے غنیمت ہے ورنہ لاش چیل اور کوّے کھائینگے
مہرخ اُنکے باپ کی نوکر ہے جو دوڑی چلی آئیگی حیرت نے یہ باتین سنکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ ہیں اس
بے ادب کا کاٹ ڈالے برق نے جب یہ سامان دیکھا جمع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کیا نظم

ہر کس بکسے نالد و ما را تو بسے	من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے
تو گوئی ہر آن کس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا خندہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

غرض دعا وقت اجابت سے مقرون ہوا ہیران نے کہا خالہ جان اس نا عیار کے ہاتھ سے مجھے ذلت
ہوئی ہے اسے میرے حوالے کیجیے کہ لشکر مہرخ کے سامنے لیجا کر قتل کرون تا کہ سب کو عبرت ہو
اور اسکا حال خراب دیکھیں حیرت نے کہا اے فرزند مین اب تمکو نہ جانے دونگی ہیران نے کہا مجھے
سب کے سامنے ذلت ہوئی ہے اپنا گلا کاٹ ڈالونگا جو مجھے جانے نہ دیجیے گا یہ کہکر خنجر کھینچ کر اپنے گلے پر
رکھا حیرت نے ہاتھ اسکا پکڑا اور بہت فہمائش کی مگر اسنے نمانا حیرت نے مجبور اجازت دی اور کہا
جلد جا کر اس عیار کو قتل کر کے لشکر حریف کا بھی خاتمہ کرنا مین ساحران نامی تمھاری مدد کو بھیجونگی
ہیران نے ایک شیر کاغذ کا کتر کر سحر کیا کہ وہ زندہ ہوا اُسپر برق کو بٹھا کر پیچھے آپ بھی سوار ہوا اور وہان
سے طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن یہان قران نے جب برق کو رہا کیا تھا اسوقت سے متفکر حال
برق تھا اور ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرتا تھا وہ تھوڑا سا دن اسکو تلاش مین گذرا اور اب وہ وقت
آیا کہ مشاطۂ روزگار نے شاہد شب کی آرایش ستارون کے زیور سے کی اور پیشانی سپہر پر چاند ٹیکی قشقہ
کی لگائی عالم ظلمانی نورانی ہوا کہ فرد بکھری عروس لیلی کی نہ اچھی سیاہ تھی مہر روشن فلک سے

ہر جگہ قندیل ماہتی تھی قران پھرتا ہوا اُس صحرا مین پہونچا کہ جہان برق گرفتار ہوا تھا اور زمرد پیکر پڑی ہوئی
تھی الغرض وہان لمحہ بھر ٹھہرا تھا کہ سامنے سے ہیران کو دیکھا کہ شیر پر سوار برق کو آگے بٹھائے آتا ہے
سمجھا کہ گرفتار ہو گیا ہے بس ایک کاغذ خط کی طرح لپیٹ کر اُسپر لفافہ کیا اور اندر لفافہ کے غبار بیہوشی
بھرا کاغذ اس طرح اندر لفافے کے رکھا کہ اگر اسکو کوئی نکالے تو جب تک زور سے نہ کھینچے کاغذ نہ نکلے
اور پھر لفافہ پر ملکہ حیرت کی کر کے صورت اپنی ساحر کی بنا کر ہیران کو پکارتا ہوا چلا ہیران دور
نکل گیا تھا قران کی آواز سنکر ٹھہرا قران قریب پہونچا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے قران نے کہا
فرستادہ حیرت اُسنے کہا ابھی مین اُنکے پاس سے آتا ہون تجھے مین نے وہان نہین دیکھا اور
دوسرے ابھی مین آیا اور ابھی اُنھون نے آدمی بھیجا قران کو یہ حال تو کچھ معلوم نہ تھا جواب کیا
دیتا مگر تیوری چڑھا کر کہا یہ مین کچھ نہین جانتا یہ خط دیا ہے اسے پڑھو جو لکھا ہو اُسکا جواب دو اور اے
ہیران کیا تو کر ہر وقت حیرت کی چھاتی پر چڑھے رہتے ہین جو تم کہتے ہو کہ مین نے تجھے وہان نہین
دیکھا مین اپنی جگہ پر تھا مجھے بلا کر نامہ دیا کہ ہیران کو دے آؤ مین لیکر آیا تم میرے ساتھ ہندی
کی چندی کرتے ہو ہیران نے یہ باتین سنکر نامہ لیا اور کہا رات کا وقت ہے لشکر مین چلو تو پڑھکر
جواب دون قران نے کہا تو کسی کے ہاتھ جواب بھیجدینا مین جاتا ہون اور نہین تو تم ساحر ہو سحر
کی مشعل روشن کر کے خط پڑھکر جواب دیدو اگر برا نہ مانو تو مین روشنی کر دون ہیران کو غیرت
آئی فوراً ایک تنکا زمین سے اُٹھا کر سحر کیا کہ مشعل کی جلنے لگا اُسے قران کے ہاتھ مین دیا کہ لیکر تم
مین خط پڑھون قران نے مشعل ہاتھ مین لی اور وہ خط کھولنے لگا قران نے غبار بیہوشی کا
مشعل پر ڈالکے ہیران کے منہ مین لگا دی اُسنے منہ اپنا ہٹایا مگر دھوان سب ناک کی راہ سے
دماغ مین پیچیدہ ہوا اور منہ بھی جل گیا چکر کھا کر زمین پر گرا قران نے بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا
تڑپکر ہلاک ہوا آفت برپا ہوئی صدائین مہیب آنے لگین برق چھوٹ کر بھاگا قران جنگل
مین چلا گیا مگر برق نے لشکر مین جا کر شکیل اور صرصر سے کہا کہ جلد لشکر تیار کرو ہیران مارا گیا
شبخون اُسکے لشکر پر کرو شکیل نے نفیر سحر بجائی فوج مین کمربندی ہوئی ساحر اژدر اور طاؤس پر
بہت جلد سوار ہوئے صرصر اور شکیل مع چالیس ہزار ساحران نامی کے آکر فوج پر گرے گولے
فولادی ہار فلفل کے اور پیکان کے سوئیان سحر کی برسنے لگین فوج ہیران کی غافل اُتری
ہوئی تھی ایکدم مین ہزارون ساحر مارے گئے آندھیان بلند ہوئین بجلیان چمک کر گرنے لگین
نارنج اور ترنج اور ناریل چلنے لگا دریاے خون ہر طرف جاری ہوا عجب جنگل مین تھا [illegible]

کی سنکر دوڑا دیکھا لشکر ہیران کا قتل ہو رہا ہے عمرو نے بھی خنجر کھینچا اور گلیم عیاری کندھے پر رکھ لی کہ اگر ساحرون کے نرغے مین پھنس جاؤنگا تو گلیم اوڑھ لونگا الحاصل لڑنا شروع کیا کہ جب غلط کھاری جھپ جھپ آدمی کے پاؤن کاٹے جست کی شانے پر ساحر کے پاؤن رکھے اسنے چاہا کہ پاؤن پکڑلون خواجہ نے خنجر مارا کہ سر قلم کیا پھر وہان سے دوسرے کے شانے پر پہونچا جو ساحر گرتا ہے اسکی ہمیانی کاٹ لیتے ہین جسکے قریب خیمہ پہونچے جال الیاسی مارکر مع فرش خیمہ وغیرہ اندر زنبیل کیا اُدھر اسد غل سنکر سوار ہوا مہ جبین کا تخت دلارام نے حاضر کیا نقارے بجنے لگے تخت شاہی روانہ ہوا اسد کی حفاظت کے لیے پچاس ساحر ملکہ نے مقرر کیے کہ ساحرون کے حربہ ہاے سحر شہزادے کے اوپر نہ آنے دین وہ ساحر مخفی لگا اسد سے زد سحر پڑھتے چلے اور اسد تلوار کھینچکر لشکر ساحران پر گرا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہر بار نعرہ بلند تھا نظم

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

ایک طرف سے تخت مہ جبین کے ہمراہ دلارام سحر کرکے آگ اور پانی برساتی چلی آتی ہے آخر وہ شمشیر زنی ہوئی کہ لشکر حریف مین بھگدڑ پڑ گئی لیکن کہا ور جو تھے وہ سینہ سپر کیے جنگ پر تلے ہین ذرا ہراس نہین مرکر رہے ہین اسد نے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈال دیا ہے ہزارہا کو مارا ہے نظم

شنیدم ہمی راند آن ناخدا	بدریاے خون کشتی بادپا
ز نوک سنانش فلک بستہ چاک	دمادم نم از خنجرش بردہ خاک
ز شستش خدنگ آنچنان جست صاف	کہ سیمرغ و عنقا پر و پشت قاف
چو خیط شعاعی نجم کمند	کشیدہ سر آفتاب بلند
ہم از سایہ گرز او چرخ پیر	سر افگندہ تار و بمحشر بزیر
عنان را دلیران رہا ساختند	بیکبارہ بر دشمنان تاختند
ز نعل ستوران آتش نژاد	بدریاے تب لرزہ ماہی فتاد
زمین دید پا بر ہوا جاے خویش	فلک راند انشست از پاے خویش
بیک دم شد آئینہ روزگار	ز گرد سپہ صورت زنگبار
ز گرد سپہ نوک رخشان سنان	نمایان چو شب انجم از آسمان
ز بس برق تیغ آتش افروختہ	ہوا شد دمن کہکشان سوختہ

آخر کار ساحران غدار نالان و گریان دریای خون روان سے اُترکر بھاگے ہوئے گنبد نور پر آئے افراسیاب اور حیرت کو خبر ہوئی کہ فوج صرصر کی بھاگ آئی حیرت نے گھبرا کر کہا ارے لوگو میرے بچے کی تو خبر ہو لوگون نے عرض کیا کہ وہ تو خدمت سامری مین گئے پہلے ہی عیارون نے مار ڈالا یہ سنکر حیرت نے سر پیٹ لیا کہ ہاے میرا فرزند ہے میرا نوجوان آخر مونڈی کاٹے عیارون نے نہ چھوڑا خلاصہ ایک ماتم گنبد نور مین برپا ہوا افراسیاب نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ بگولے اور آندھی پیدا ہوئی اور لاش صرصر کی اُڑا کر گنبد نور پر لیگئی تمام ساحران نامی سیہ پوش ہوے اور لاش اُٹھانیکا انتظام کرنے لگے لیکن مہرخ وغیرہ نے اسباب خیمہ بارگاہ لشکر حریف کا لوٹ لیا نوبت و نقارے فتح کے بجے جہان لشکر صرصر تھا وہان لشکر کو اپنے آتارا یہان سے دریاے خونریز سامنے نظر آتا ہے اور قلعہ پشتہ زنگین حصار قریب ہی جب لشکر اُتر چکا عیار بھی لشکر مین آئے بارگاہ مین سب حسینون کو نذر فتح دی خلعت ہاے ارباب نشاط حاضر ہوے ناچ ہونے لگا اسی اثنا مین صبح ہوئی کہ خسرو انجم سپاہ شکست کھا کر میدان فلک سے رو بفرار لایا اور علم زرین شاہ خاور کے پرچم کو نسیم دولت سحر زمرت نے اُڑایا سواری سلطان سیارگان کی بہ تجمل داخل دشت سپہر ہوئی

دم صبح کاین قاتل بیدریغ		ز مشرق برآمد چو با طشت و تیغ		
رخ از آتش کینہ افروختہ		کہ گردد جہانی ازان سوختہ		

صبح کو لاش صرصر کی بڑے دھوم سے افراسیاب نے اُٹھائی جب فراغت پائی حیرت نے کہا اے شہنشاہ مجھے رخصت فرمایے کہ جاکر ان نمک حرامون کو قتل کرون افراسیاب نے کہا ایکی ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جو پہلے عیارون کو قتل کرے نہ اُسے بیہوشی تاثیر کرے نہ کسی حربے سے مرے یہ کہکر سحر پڑھا اور پکارا کہ اے فولاد بیہوشی خوار جلد حاضر ہو پکارنا تھا کہ ایک ساحر گینڈے پر آگ کے سوار طویل قامت درشت چنگال ہوا سے اُترا اور افراسیاب کو تسلیم کی اُسنے کہا کہ تم جلد بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہو عیار طلسم مین آئے ہین اندھیرا ہورہا ہے صرصر مارا گیا ہے اتنک مین نے طرح دی کہ اب بھی راہ پر آجائین اور جسطرح مطیع و فرمانبردار تھے ویسے ہی رہین مگر انکی قضا ہی آئی ہے مین بارہ پتلے فولادی تمھارے ساتھ کیے دیتا ہون وہ نہ بیہوش ہونگے نہ کوئی انھین قتل کر سکے گا سب کو باندھکر وہ تمھارے حوالے کر دینگے یہ کہکر دستک دی کہ بارہ پتلے رو مین تن ہاتھہ مین تلوارین لیے زمین سے نکلے انکو حکم دیا کہ تم فولاد کے ہمراہ جاؤ اور اُسکا حکم بجالاؤ فولاد نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ پتلون کی کیا ضرورت ہے مین اکیلا کافی

ہون بیہوشی سیرون شراب مین ڈالکر پیتا ہون جب مجھے نشہ ہوتا ہی حربہ کوئی مجھپر اثر نہین کرتا ہی اگر کچھ عیار کرسکتے ہین نہ ساحر اور پہلوان مجھسے لڑسکتے ہین افراسیاب سے کمال احتیاط کیا ہی جیسے ہی چاہا وہ کار سرکار بجالا او فولاد سلام کرکے بارہ ہزار ساحر لیکر مع خیمہ و خرگاہ روانہ ہوا بارہ پتلے ہمراہ رکاب چلے چاؤش لشکر ادب و تفاوت و دورباش کی صدا دینے لگے بڑے عظم و شان سے نظم

روانہ ہوا لشکر کینہ جو
لیے سحر کرنیکا اسباب تھے
تھے آراستہ ساحر زشت خو
پئے جنگ دل انکے بیتاب تھے

بعد قطع منازل و طے مراحل دریا سے گذر کر قریب لشکر صرصر آ کر پہونچے نقارون کی صدا گوش دلاوران حق نیوش مین آئی صرصر نے طائران سحر پر خبر روانہ کیے طائر اڑے اور لشکر حریف کی جاکر خبر دریافت کرکے حاضر خدمت ہوے اور زبان وصف بیان سے تعریف بادشاہی کرنے لگے قطعہ

ای بہر کار سے رفیقت فضل ہو اللہ احد
لم یلد یارب و لم یولد ہمہ جا دستگیر
دے نگہدار تن و جان تو اللہ الصمد
دافع غم لم یکن ہو لہ کفوا احد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کمبخت کا مزاج ناساز رہے فولاد بیہوشی خوار نام ایک ساحر ناکام فوج لیکر آیا ہی اور ملازمان حضور پر نور سے عزم گردن تابی و سرکشی رکھتا ہی طائر خبر عرض کرکے پھر چلے گئے اور جو پاس خبر لشکر حریف ہوے یہان صرصر نے نام فولاد کا سنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ انا للہ و انا الیہ راجعون یہ حرامزادہ نہ مارے مرتا ہی نہ کاٹے کٹتا ہی سیرون بیہوشی پی جاتا ہی سحر اسپر اثر نہین کرتا کوئی حربہ جسم پر اسکے کارگر نہین ہوتا ہی عمرو نے کہا ای ملکہ خدائے عالم کی مدد چاہیے بڑے بڑے سرکش جنھون نے یہ بند و بست کیا تھا کہ جب ہم اپنی موت آپ طلب کرین اسوقت مرین اور قضا ہماری نہ دن کو آئے نہ رات کو اور اسوقت موت آئے کہ نہ ہم کھڑے ہون نہ بیٹھین نہ لیٹین یہ سب امر ارحم الراحمین نے اپنی شان قہاری دکھانے کو منظور فرمائے اور اس نافرمان کو اطمینان ہوگیا کہ مین کبھی نہ مرونگا پھر آخر ذکر شداد بدبنیاد ہوگا کہ کسطرح پر حسرت و ارمان ہلاک ہوا کہ بہشت مین بھی داخل نہوا تھا گھوڑے کی رکاب سے پاؤن نکلکے زمین تک بھی نہ پہونچا تھا کہ جان کے خواہان آگئے نہ دن تھا نہ رات تھی ہنگام صبح صادق تھا کہ وہ کاذب دیہشت پر واصل جہنم ہوا یہ فولاد مسخرا کیا لیاقت اور حقیقت رکھتا ہی اور وہ مالک اسکا افراسیاب کیا ہی بلکہ وہ حرامزادہ لقا کیا بیہودہ ہی ای ملکہ سے عزیز کہ از درگہش سر بتافت بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت جیسے پروردگار حقیقی سے انحراف کرکے اپنے تئین خدا بنایا خدا انکا

ذالعاقبۃ ہوا آنکھین کھلنا نہ پایا دیکھو لقا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے کیسا دربدر خاک بسر
پھرا کرتا ہے اے ملکہ تم نظر اللہ فضل کریم کارساز رکھو اگر کوئی آفت مین پھنس بھی جاؤ تو اپنے اعتقاد
مین فرق نہ لاؤ مین جاتا ہون اور اُس فولاد بجیا کو قتل کرتا ہون یہ کہکر عمرو بارگاہ سے نکل کر
روانہ ہوا لشکر کی خبر سنکر عیار پہلے ہی چلے گئے تھے اور تدبیر مین مشغول تھے قران جنگل مین تھا
اور جب سے فوج حریف کی آئی تھی اسوقت سے یہ بھی بہ ہوشیاری فکر عیاری کی کر رہا تھا مگر اب
اول حال عمرو اور ضرغام اور جانسوز کا بیان ہوتا ہے کہ یہ تینون عیار بصورت ساحرون کی
بنا کر لشکر فولاد مین آئے اور عمرو نے دربارگاہ پر آکر چوبدارون سے کہا ہماری خبر جاکر عرض کرو
کہ موت جادو نام آپکی ملاقات کو آئے ہین چوبدار نے جاکر عرض کیا فولاد نے اذن باریابی دیا
عمرو سے چوبدار نے آکر کہا تشریف لیجائیے بلاتے ہین عمرو بارگاہ مین گیا دیکھا فولاد دنگل پر
بیٹھا ہے ہزارہا شعلہ آگ کا دنگل سے نکلتا ہے سر پر تاج رکھے ہے کہ جو آگ کی طرح دہکتا ہے کمر سے زنجیر
آتشین باندھے ہے صدہا ساحر گرد و پیش بشکل مہیب کرسیون پر بیٹھا ہے بارہ پتلے فولادی تلوارین
لیے ٹہل رہے ہین جب کلام کرتے ہین چنگاریان آگ کی منہ سے گرتی ہین نقیب اور چوبدار مجرا گاہ پر
حاضر ہین کہ عمرو نے بھی آکر تسلیم کی مرد ما پکارا نگاہ روبرو فولاد نے نگاہ اُٹھاکر اشارے سے
سلام لیا اور دیکھا کہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے کالے سانپ سر سے لپیٹے ہین ہر بار زبانین نکالتے
ہین موتی کے مالے گلے مین ڈالے ہے زنجیر سونے کی کمر مین بندھی ہے جھولی سحر کے اسباب رکھنے کی
بادلے کی ہے فولاد نے معزز جانکر قریب اپنے طلب کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا عمرو بیٹھا فولاد
نے حال پوچھا کہ آپ کون ہین باعث تشریف آوری کیا ہے عمرو نے کہا مین قلعہ رنگین حصار
کا رہنے والا ہون میرا گھر بار سب حمزہ نے چھین لیا ہے مدت سے اُسکی بربادی کی دعا کرتا تھا
تاب مقاومت اُس سے نہ رکھتا تھا حضور کے تشریف لانیکا حال سنکر کمال خوشی حاصل ہوئی
مین بھی حاضر ہوا فولاد نے کہا آپ نے بہت خوب کیا جو چلے آئے یہ آپکا گھر ہے مین ان گمراہون
کو قتل کرکے انکا اسباب و مال شہنشاہ سے تمہین دلا دونگا یہ کہکر خلعت منگواکر عمرو کو دیا اپنے
نذر دی مقرب خاص بنا اور ضرغام اور جانسوز بھی لشکر مین پھر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ
فولاد تک پہونچین کہ انھون نے دیکھا کہ دو خدمتگار بارگاہ سے نکل کے ایک طرف کو جاتے ہین
عیارون نے تعاقب کیا اور جہان تنہائی دیکھی پکارے کہ بھائی ٹھہرنا وہ دونون ٹھہرے
عیار قریب پہونچے اور کہا ہم تھوڑا عطر لیکر آئے تھے کہ یہان فروخت کرینگے مگر رسائی نہین ہوتی

تم اپنی معرفت بکوا دو خدمتگارون نے کہا ہم دیکھین کیسا عطر ہے عیارون نے دو شیشے عطر کے کمر سے
نکال کر دیدیے خدمتگار عطر سونگھ کر بیہوش ہوے انھون نے کپڑے اتار کر دونون کو گڈھے مین ڈال دیا
اور روغن عیاری نکال کر انھین دونون کی صورت بنکر یہی دونون عیار بارگاہ مین آئے اور پس
پشت فولاد کے آکر کھڑے ہوے اس عرصہ مین عمرو نے جو موت جادو بنا ہوا بیٹھا تھا جام شراب
سے بھر کر فولاد کو دیا اور کئی مثقال بیہوشی قاتل شراب مین ملا دی فولاد جام لیکر بے اندیشہ پی
گیا کچھ بیہوشی نے تاثیر نہ کی اور فولاد مزے سے شراب کے پہچان گیا کہ اس شراب مین بیہوشی تھی
معلوم ہوتا ہے کہ موت جادو کوئی عیار ہے بس یہ سوچکر کچھ افسون پڑھکر آہستہ موت جادو کی طرف
پھونکا کہ عمرو دنگل سے چھپٹ گیا فولاد نے کہا اے عیار جانتا نہین ہے کہ تو میرے قتل کو آیا ہے
لا جتنی چاہے بیہوشی مجھے پلا دے یہ کلام سنکر ضرغام اور جانسوز جو پیچھے کھڑے تھے آپس مین کہنے لگے
کہ اگر یہ بیہوش نہوا تو اسے خنجر سے ہلاک کرین یہی نہ کہ پکڑ لیے جائینگے خدا مالک ہے بس دونون نے
داہنی اور بائین جانب سے خنجر آبدار مارے کہ فولاد کے جسم پر پڑے جھنجھناتا ہوا اور خنجر ٹوٹ گئے عیار
بھاگے فولاد نے سحر پڑھکر دستک دی کہ یہ دونون منہ کے بل گر پڑے اسنے حکم دیا کہ ساحرون نے
آکر مع عمرو اور دونون عیارون کے گرفتار کرکے لاکر حاضر کیا فولاد نے سحر کی قید انکو پہنا کر حکم
کیا کہ میری بارگاہ سے ملا کر ایک خیمہ استادہ کرو اور انکو وہان رکھو بموجب حکم خیمہ استادہ کرکے
عیارون کو لیجا کر قید کیا فولاد نے ایک افسون پڑھا کہ گرد خیمہ مقیدان حصار آتش کا ہو گیا
اور کہا کیا اقبال شہنشاہ ہے کہ عنایت سے سامری کی پہلے عیار ہی گرفتار ہوے بس اب طبل
جنگ بجے تا کہ مہرخ کا بھی خاتمہ کرون اسکے کہنے سے جب لشکریون نے نفیر سحر کو دم دیا اور
قرناے جنگی کو بجایا سارا لشکر خبردار ہوا کہ کل مقابلہ لشکر حریف سے ہوگا طائران سحر مہرخ کے
دربار مین آئے اور بعد ادائے دعا و ثنا حال گرفتاری عیاران اور بجنا نقارہ رزمی کا گزار
کرکے پھر تجسس خبر روانہ ہوے یہان مہرخ کو ہراس ہوا اور کہا اے ملکہ مہ جبین آپنے
سنا کہ عیار گرفتار ہو گئے ہم مین سے کوئی مقابلہ فولاد سے نہین کرسکتا اگر ہماری راے مین
آئے تو آج رات کو بھاگ کر کہین چھپ رہین ورنہ سب مارے جائینگے مجھے براہ طلسم سے باہر
جائینگی معلوم ہے تم سبکو پاس صاحبقران کے لے چلون وہ خود تشریف لائینگے تو البتہ مقابلہ
شاہ طلسم سے ہو سکیگا اسد نے یہ کلام سنکر کہا اے ملکہ عمرو عیار ہزار بار قید ہوتے ہین اور چھوٹتے
ہین کچھ اسکی فکر نہ کرو اور تم بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دو بھاگنا غلامان صاحبقران کے لیے برا

تنگ ہو اگر بھاگ کر ہم لوگ لشکر امیر میں جائینگے تو وہ نکلوا دینگے اور کہین کے جان نہ ہی گئی بھاگ
کیون آئے تمھارا میرے پاس کچھ کام نہیں ای ملکہ تمھارا جی چاہے بھاگ جاؤ تمھین عورت جانکر امیر پناہ دینگے
لیکن میں ہرگز نجاؤنگا مہرخ نے کہا ہم آپکے ساتھ ہیں اگر یہ مرضی ہی تو بسم اللہ حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیے سلطنت
ساحران لشکر اور سپہ سالاران فوج سے ارشاد کیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی دتا بیدر بانی طبل رزم
ملازم حکم شاہزادہ والاشیم بجالائے ڈنکے پر چوب پڑی فوج جان دینے پر اڑی اس اثنا میں سلطان نور ریز
نے چرخ کے نیز ہ خطوط شعاعی سے پرچم کو لپیٹ کر راہ گریز اختیار کی اور آمد شاہ زنگبار کی ہوئی ابیات

شاہ خاور چھپا سما پر سے	ڈر اختر بھی نکلے اندر سے
ماہ نے منہ تیون کو راکھ کیا	اور بھبوت اسکا اپنے منہ پہ ملا
تاج نورانی رکھ کے سر اوپر	ہوا تخت فلک پہ جلوہ گر

بہادر دن نے اسباب جنگ کو درست کرنا شروع کیا ہر ایک آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہوا مہرخ و شکیل نے
چار سو ساحر زبردست بلا کر ہجوم کیا گردا گرد سے دہرو بجنے لگا موم کے اژدہے بنا کر آگیاری میں ڈالا انسے
وعدہ کیا کہ جب تمھین بلائین حاضر ہونا پیرون کو بھینٹ دیکر اقرار لیا کہ لشکر کے ساحر سحر اپنا اپنا جگاتے
تھے بھینٹ میں بھینگے اور چیلیں چڑھاتے تھے سر جین جلتی تھین گوگل سلگاتے تھے ہر جگہ جھنکے ہوتے تھے
اودھر اسد نے اپنی فوج کو حکم آراستگی دیا جو لوگ سحر نہیں جانتے ہین انھون نے تلوار و خنجر کو صیقل کرنا
شروع کیا غرضکہ چار پہر رات دونون لشکروں میں تیاری رہی طلایہ پھر آگیا باجا جنگی بجا کیا یہانتک
کہ ہندوی زحل شب کی تاریکی دعای سحری سلیمان روزگار سے برطرف ہوئی اور زبان ہدایت
نشان شاہد صبح سورۂ نور اور والشمس کی تلاوت کرنے لگی زمانہ میں دھوم آمد خورشید سحر ہوئی نظم

بر تخت مرصع نشست شاہ بلمع بدن	شب مرقع دریدہ شاہد گل پیرہن
ساغر سیمین شکست ساقی زرین قدح	پیکر پروانہ سوخت شمع زمرد لگن
خاتم زرین کہ داد دست سلیمان بباد	صبح بہ صحرا فتاد از دہن اہرمن
آتش موسے نمود از کمر کوہسار	دامن گردون گرفت آہ دل کوہکن
بیضۂ زرین نہاد طائر مشکین جناح	جلوۂ طاؤس کرد طوطی شکر شکن

صبح کو اسد دلاور بعد فراغ نماز سحر مسلح و مکمل ہو کر دردولت پر مہ جبین کے حاضر ہوا مہرخ اور شکیل
نے افسران فوج کے ہمراہ لشکر طوق طوق اور جوق جوق دشت مصاف کیطرف روانہ کیا اور خود جلوخانۂ
شاہنشاہی میں آئے مہ جبین بہ تجمل تمام برآمد ہوئی ہر ایک نے مجرا اور سلام ہوا تخت ملکہ کا دولا اٹھا

بزور سحر اڑایا اور تخت کے ساتھ کل مغزان لشکر مع اسد نامور کے دادگاہ کی جانب چلے نقیب
اور یساول ادب و تقاوت پکارتے تھے صدائے طرقوا بلند تھی نقارے بجتے تھے کہ نظم

علمداران علم بالا کشیدند ۔ دلیران رخت بر صحرا کشیدند
غریو کوس و بانگ قرنائے برخاست ۔ زمین چون آسمان از جای برخاست

پہنچے دشت قتال میں داخل ہوئے ادھر فولاد رات بھر سحر کرنے میں مصروف تھا صبح کو اپنے
گینڈے پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحروں کو ہمراہ لیا بارہ پتلے تلواریں برہنہ کیے ساتھ چلے ترہیان
پھونکنے لگے گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے گینڈا اسکا طرارے بھرتا چلا کہ سپیٹ کر گئے کہ سم خارا شگاف
زخمہ فگنہ سے دل کوہ قاف + بڑے جوش و خروش سے لشکر حریف بھی میدان کارزار میں آیا
ساحروں نے ابر برسا کے بجلیاں سحر کی گرا کے میدان جنگ کو صاف کیا صف آراؤں نے صفوف
کارزار کو ترتیب دیا نقیب نکل کے تقابت کرنے لگے کہ اے ناموروں نام رستم کا مٹاؤ آج ہو وہ
معرکہ + پھول سونگھو ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا + اے مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید
رزم جنگ سنت جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + جب صدا دیکر نقیب کنارے ہوئے
فولاد نے گینڈا اڑایا اور میدان میں آکر للکارا کہ اے فرقہ نمک حرام عازم دشت قتال ہو آمادہ جنگ و
جدال ہو اسے لاف زنی کرتے دیکھکر شکیل جادو نے مرکب سے اتر کر دست بستہ سامنے تخت ملکہ جہان
کے آکر اجازت طلب کی اور سامنے فولاد کے آیا اسنے کہا لا ضرب کیا حریف کیا چاہتا ہے شکیل نے سحر
پڑھکر دستک دی کہ گرد فولاد کے تاریکی ہو گئی اور اس اندھیری میں کچھ پنجے پیدا ہوئے اور نیزہ
و تیر و شمشیر فولاد پر لگانے لگے فولاد نے گینڈا بڑھا کر مشت خاک اٹھا کر سحر کر کے طرف فلک
کے اڑا دی وہ تاریکی دفع ہوئی اور پنجوں کی ہستی مٹا دی اور ایک گولا افسون پڑھکر مارا کہ شکیل
کے گرد دھواں ہو گیا اور اسکی بو سے شکیل بیہوش ہو کے گرا فولاد نے پتلے سے کہا جا کر اٹھالا
پتلا گیا اور شکیل کو باندھکے لے آیا یہ حال دیکھکر ساحر اجازت لیکر مہ جبین سے فرداً فرداً مقابلے کو
نکلے مگر جو آیا فولاد نے نارجیل مارا کہ اسمیں سے دھواں نکلا اور مبارز کو بیہوش کر دیا پتلا آیا اور
باندھکر لیگیا یہاں تک کہ ملکہ صرصر مقابلے کو نکلی اور ایسا سحر کیا کہ چار طرف سے آندھی آئی اور جو
دھواں کہ فولاد نے بزور سحر پیدا کیا اسے اس آندھی نے پراگندہ کر دیا اور صرصر نے ترنج سحر زمین
پر مارا کہ وہ پھٹا اور ایک اژدہا پیدا ہوا قامت آتشیں منھ سے چھوڑ کر اسنے دم اوپر کا جو کھینچا فولاد
کھنچتا ہوا اسکے منھ کی طرف چلا اور پکارا کہ اے پتلو ہائے طلسم بچانا مجھے کہ اس [illegible] صرصر نے بڑے

غضب کا سحر کیا ہو پتلے اژدر ہوکے دوڑکے لپٹ گئے اور اُسے چیر پھاڑ ڈالا پھر ادھر سے پھر کے پتلے صرصر
سے لپٹ گئے صرصر نے بہت سے سحر کیے اور نیچے سحر کے مارے مگر پتلون پر کچھ تاثیر نہوئی اُس وقت
مہ جبین نے فوج سے حکم دیا کہ جاکر صرصر کو بچاؤ فوج ہر طرف سے لینا لینا کہکر چلی ساحر سحر کرنے لگے
بجلیاں چمکنے لگیں صدائیں مہیب پیدا ہوئیں یہ ماجرا دیکھکر فولاد نے چار ناریل میدان جدال
کے چاروں کونوں پر مارے کہ وہ ناریل زمین میں غرق ہوگئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکل کر
ایسے بلند ہوئے کہ چار طرف لشکر مہ جبین کے دیوار آگ کی ہوگئی اور دھوان اُس آگ سے نکل کے
لشکر پر مثل سرپوش کے ڈھک گیا اب ہر طرف دیواریں ہیں اور اوپر دھوان ہے جو ساحر نکلنے کا
قصد کرتا ہے دیوار سے آگ بڑھکر جلا دیتی ہے جو اُڑ کر جاتا ہے دھوان بیہوش کرتا ہے فوج تو اس آفت میں
پھنسی مگر ملکہ صرصر کو جو پتلے لپیٹ گئے ہیں ہر چند ملکہ نے چاہا کہ انکے ہاتھ سے میں بچوں مگر رہائی
نہوئی اور پتلے باندھکر سامنے فولاد کے لائے فولاد نے قید سحر کی ہتھکڑیاں بیڑیاں آگ کی
شکیل اور صرصر کو پہنا کر اژدہے پر بٹھایا اور اپنے لشکر کو کوچ کرنیکا حکم دیا اُسی وقت خیمہ ڈیرہ
اکھڑا کوس سفر پر چوب پڑی لشکر نے کوچ کیا عمرو اور ضرغام اور جانثار جنکو پہلے گرفتار کیا
تھا اُنکو بھی قید پہنا کر ہمراہ لیا اور سحر پڑھا دستک دی کہ وہ حصار آتش جو گرد لشکر مہ جبین تھا از خود
روانہ ہوا اسد اور دلارام اور ساری فوج نے اس حصار کو اپنے قریب آتے دیکھکر ناچاری خود بھی
رہروی اختیار کی کیونکہ اگر ٹھہریں تو دیواریں آتش سحر کی جلا دیں لشکری نالان و گریان
یارب یا مستغیث پکارتے چلے اور فولاد انکے حال پر قہقہے لگاتا اپنی فوج کے سرداروں کو اولوالعزمی
دکھاتا روانہ ہوا اس حال حسرت اشتمال کو دور سے قرآن اور برق نے دیکھا کیونکہ یہی گرفتار
ہونے سے باقی ہیں اور سب فوج کے عیار و سردار حتی کہ سگان لشکر تک اندر حصار کے مقید ہیں
برق یہ کیفیت مصیبت کی دیکھکر رونے لگا اور قرآن سے کہا خلیفہ میں جاتا ہوں اس حرامزادے
فولاد کو مارے خنجروں کے ٹکڑے ٹکڑے کیے ڈالتا ہوں یا اپنی جان دیتا ہوں قرآن نے کہا ای برادر
بھلا تمھارے جانے سے کیا مطلب نکلیگا اس ساحر کو نہ کوئی حربہ کارگر ہوتا ہے نہ بیہوشی تاثیر کرتی ہے
پھر عیاری اسیر کیا ہوسکے خدا کو یاد کرو اور اسکے ساتھ چلو جہاں کہیں منزل پر یہ ٹھہرے وہاں کچھ
فکر کرو الغرض قرآن اور برق بھی اسکے لشکر کے ساتھ الگ الگ بطور مخفی چلے لیکن گنبد نور
پر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ فولاد پر دیکھوں کیا گذری کتاب میں معلوم ہوا کہ سب
گرفتار حصار آتش میں کیے فولاد لاتا ہے یہ دیکھتے ہی اسنے تاج کو براہ نخوت کج کیا اور کہا ای

حیرت دیکھا تمنے ثمرہ بغاوت کا کہ اسطرح حال زار سے سب قید ہوے حیرت نے کہا اے شہنشاہ سب
نمک حرامون کو دار پر کھنچیے افراسیاب نے چند ساحرون کو حکم دیا کہ خلعت گرانبہا واسطے فولاد کے
لیجاؤ اور ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے سپہ سالار من کیا کہنا مرحبا صد مرحبا کیا جلد تمنے اس جنگ
کا خاتمہ کیا ہمنے یہ خلعت تمہین روانہ کیا ہے اور علاوہ اسکے بھی امیدوار الطاف خسروانہ رہو
و عنایت شاہانہ تمہارے حال پر روز افزون ہوگی ان قیدیون کو لیکر باغ عشرت مین جو قریب
شہر نافرمانیہ ہے اور اُسی پار دریای خون رواں کے طلسم ظاہر مین واقع ہوا ہے آؤ ہم بھی وہین
آتے ہین سبکو سزا دینگے کیا ضرور ہے کہ اسطرف دریا کے سب قیدیون کو لاؤ اور تکلیف بیفائدہ
اُٹھاؤ یہ نامہ ساحرون کو دیکر مع خلعت فاخرہ کے روانہ کیا ساحر پاس فولاد کے آئے نامہ دیا
خلعت پہنایا فولاد بہت خوش ہوا اور ساحرون کو رخصت کرکے راہ گنبد نور کی چھوڑکر طرف
باغ عشرت کے چلا اور افراسیاب ملکہ حیرت کو اور ساحرون نامی کو لیکر بعد پہنچنے نامے
کے بحشم و خدم باغ عشرت مین داخل ہوا اور باغ کے سامنے جو میدان او صحرا واقع ہوا تھا
اُس مین دارین استادہ کرائین اور جلادون کو طلب کیا کئی ہزار جلاد تیغے باندھے ہار انسان
کی ناک و کان کٹے کا پہنے لنگ باندھے صافی تیغہ پونچھنے کی جس سے خون تازہ کی بھاپ پیدا
کاندھے پر ڈالے حاضر ہوے اور پکارے بیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + چرخ
را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہے اور سر رشتہ حیات منقطع شہنشاہ کو
کون سے گنہگارون کو قتل کرانا منظور ہے افراسیاب کا حکم ہوا کہ تم سب مستعد رہو گنہگار آتے
ہین کل یا پرسون میرا سپہ سالار لیکر حاضر ہوتا ہے جلادون نے زیر دار بستر لگاے اور حکم شاہ سے
انعام بیکران پانے کے امیدوار رہے افراسیاب اندر باغ کے صحبت آرا ہوا ناچ ہونے لگا قانون
اور بین اور چنگ و رباب بجنے لگا درخت باغ کے باوے سے منڈھے گئے نہرین چھلکائی گئین اور
فوارے چھوٹنے لگے یہان تو یہ سامان عشرت تھا مگر فولاد قیدیون کو لیے برسم یلغار کہین نہ ٹھہرا
یہان تک کہ شہر نافرمانیہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ حصار شہر سونے کا ہے اور شہر پناہ پر قلعہ بنا ہے
ہزارون ساحر مختلف صورتین برج و برج بنائے اُترے ہین لٹک سکتے ہین ہجوم کر رہے ہین سامنے
قلعے کے کوسون تک تختہ لالہ و نافرمان کے ہین پھول انکے کھلے ہین مالک اس قلعہ کی
نافرمان جادو افراسیاب کی طرف سے ہے ساحرہ زبردست اور معتبر ہے حسن و جمال بھی رکھتی
ہے ملک و مال بھی رکھتی ہے اُسے خبر طائران سحر نے پہونچائی کہ فولاد خونخوار بہادر سپہ سالار

شاہ طلسم گنہگاران شاہ کو لیے آپکی سرحد مین داخل ہوا ہے طرف باغ عشرت کے جاتا ہے نافرمان یہ
خبر سنکر تخت سے اٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہوکر مع تحفہ و تحائف کے واسطے ملاقات کے چلی اور قلعہ سے
جسوقت باہر آئی حصار آتش کو سونتا سا دیکھا اور اندرون حصار قیدیون کی رونیکی صدا سنی فولاد کو بارہ پہلوان
سمیت اور فوج ساحران کے ایکطرف جاتے پایا طاؤس آگے بڑھا کر پکاری کہ اے بہادر زبردست کیا کہنا ذرا
ذرا ٹھہریے فولاد اسے دیکھکر ٹھہرا فوج بھی رکی سحر کیا کہ حصار بھی ٹھہرا نافرمان قریب پہونچی اور کہا
میرے قلعہ مین تشریف لیچلیے ایک چہرہ آتش کا تیار کرون نوش فرمایئے تو جائیے فولاد نے بھی سوچا کہ مین دوسرے
چلا آتا ہون کہین ٹھہرا نہین آج یہ جگہ آسایش اور حفاظت کی ہے ٹھہر جاؤن یہ خیال کرکے کہا مجھے جانا ضرور ہے
گنہگار ساتھ ہین مگر آپکے فرمانے سے مجبور ہون اچھا تشریف لیچلیے مین حاضر ہوتا ہون نافرمان وعدہ
مستحکم لیکر پھری اور شہر مین آکر حکم آرایش ملک دیا تمام شہر آئینہ بند ہوا دکانین آراستہ ہوئین دوکاندار
اپنا اپنا کپڑا نفیس و پر زر پہنکر بیٹھے نافرمان نے باغ پر بہار مع عمارت دلکشا و فرح افزا کے خالی کرایا فرش
شاہانہ بچھوایا سامان دعوت مہیا کیا جب سب درستی ہو چکی ارکان دولت و اعیان سلطنت کو ہمراہ
لیکر فولاد کے استقبال کو باہر قلعہ کے نکلی فولاد بیرون قلعہ فوج کو گرد حصار قیدیون کے اوتار کر
بارہ پہلوان کو اور سردارون کو ہمراہ لیکر شہر کی طرف چلا تھا کہ راہ مین ملکہ نافرمان ملی اسکے
ساتھ اندر شہر کے داخل ہوا دیکھا کہ ایک شہر نہایت آباد ہے رعیت دلشاد ہے کہ ابیات

سب رعیت تھی چہاردہ سالہ ۔ سبزہ خوان غیرت گل لالہ
کیا عمارات شہر کا ہو بیان ۔ چشم بد دور نور کے تھے مکان
جو مکان تھا بلند ایسا تھا ۔ صاف آتی تھی قدسیون کی صدا
تھا جو بازار اس مین چوپڑ کا ۔ چار رکن جہان سے بڑھکر تھا
قصر فردوس چوک سے کمتر کے ۔ تکتے ان مین لالہ رویون کے
قصر لیلی سے ہر مکان بڑھکر ۔ چشم مجنون ہر ایک روزن در
دونون جانب دو نور کا بازار ۔ بیچ مین اسکے اک سڑک ہموار
تھی ریاض جنان ہر اک دکان ۔ در نہایت تھے اسکے عالیشان
خوبصورت تھا ہر خم محراب ۔ کیسے قوس قزح کا اسکو جواب
تختے دکانداروں کے سارے ۔ فلک حسن کے وہ تھے تارے
بیچتے تھے وہ جنس حسن ادا ۔ ماہ ہوتا تھا مشتری انکا

فولاد تماشا سے شہر دیکھتا ہمراہ نافرمان اُس جگہ پہونچا کہ جو باغ اسکے لیے خالی کیا گیا ہے سبحان اللہ جو شہر ایسا آراستہ ہو وہاں کے باغ کا کیا کہنا جوڑی دروازے کی ہاتھی دانت کی خوبصورت ترشی ہوئی لگی ہر دروازہ پر کلس سونے کے چڑھے اوپر سورج مکھی یاقوت کی بنا کر لگائی تھی کہ سورج کو شرماتی تھی طاؤس جواہر کے زمردین بال کلس پر چڑھے تھے منقاریں ان کے گوہر کے لیے تھے چار دیواری باغ کی بر بھی طلائی احمر کا مصقلا کیا ہوا تھا جواہر موقع اور مناسب جگہ پر جڑا تھا فولاد اندر باغ کے آیا آ نہایت سرسبز پایا چمن بندی معقول طور سے کی تھی روشیں درست و نہریں لطیف پٹریوں پر سرخی یاقوت احمر کی کٹی تھی درخت پر بہار مہندی کی ٹٹیاں اور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان میں رواں چشمہ ہر ایک مثل قلب صافی دلاں مصفا ہر شجر پر طائروں کا ہجوم آمد بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پر بہار گلشن ہر سمت گلہائے رنگارنگ غیرت وہ نگار خانہ وارژنگ سچ تو یہ ہے نظم

سبزہ سبزہ سے ہر روش ہری — لعل و یاقوت کی کلی سرخی
روشوں پر ستارے چھڑکے تھے — ذروں کی طرح وہ چمکتے تھے
جو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا — رشک جنت جو کہیے تو ہے بجا
تھے جواہر کے جس جگہ اشجار — لائق دید تھی وہاں کی بہار
صحن گلشن تھا آسمان کا جواب — پھول سب غیرت گل مہتاب
چہچہے بلبلوں کے تھے ہر سو — قمریوں کی وہ دم بدم کوکو
کہیں کوئل نغمہ پہ کوکتی تھی — کہہ رہا تھا پپیہا پی پی پی

ایک بارہ دری سراسر خوبی سے بھری بیچ میں چمنستان کے بنی تھی فرش ملوکانہ اور مسند شاہانہ آراستہ تھی اسباب عیش و راحت مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا فولاد وہاں آکر مسند پر بیٹھا بارہ پیلا اور سردار گرد و پیش باادب تمام بیٹھے ملکہ نافرمان نے حکم دیا ناچ ہونے لگا ساقی زیبا طلعت پیمانہ جواہر آگین میں شراب ارغوانی پرتگالی کر کے دینے لگے ہر ایک بادہ پرست مست ہو کر ساقی سے خطاب کرتا تھا نظم

میں کب سے تھا ترا اشتیاقی ساقی — مدت میں ہوا ہے تو ملاقی ساقی
جا دے نہ دو رسلہ بھر کے — شیشے میں جو کچھ رہی ہو باقی ساقی

نافرمان ہر سمت انتظام کرتی پھرتی تھی اشیائے ضروری اہل انجمن کو پہونچاتی تھی چاندنی رات کا عالم نسیم کا فرفر چلنا خوش گلوؤں کی آواز کا سننا تا خلاصہ کلام یہاں تو یہ جلسہ ہو رہا تھا دھوم خلقت کا اژدہام ہر کہ اہل محفل مصروف و مشغول بے خبر ہیں کہ اب رو میں گھڑے ہو رہے ہیں کا حال

قران اور برق کا سینے لشکر فولاد کے ہمراہ نارونالان تدبیر رہائی لشکر عرج میں فکر کرتے چلے جاتے تھے جب انھوں نے دیکھا کہ لشکر فولاد ٹھہرا صورتیں ساحروں کی طرح بنا کے لشکر میں داخل ہوئے اور نافرمان کا آنا اور دعوت کرنا سب حال دریافت کر کے یہ بھی ساتھ ساتھ فولاد کے شہر نافرمانیہ تک آئے فولاد تو جا کر باغ میں مصروف عیش و نشاط ہوا لیکن دونوں عیار شہر پناہ پر ٹھہرے اور برق سے قران نے کہا تم مزدور کی صورت بناؤ اسنے فوراً دھوتی باندھ کر ننگے سر ننگے پاؤں انڈوا سر پر رکھ کر مزدور اپنے تئیں بنایا اور قران نے اپنی شکل باورچی کی بنائی میلے کچیلے کپڑے پہنے جس میں ہلدی اور گھی لگی تھی اور جیسے تھے کمر میں چھریاں ترکاری چھیلنے کی رکھیں اور صافی لگی اور مصالحہ چھاننے کی کپڑے پر ڈال کے لشکر فولاد میں آیا اور کئی من ترکاری آلو اور اروی وغیرہ خرید کر کے ٹوکرا سر پر برق کے رکھوا کر طرف شہر کے چلا اور شہر پناہ پر پہونچا چاہا داخل قلعہ ہوں حاجب اور دربان مانع ہوئے کہ بغیر حکم کے ہم جانے نہ دینگے قران نے کہا ہم سرکاری باورچی ہیں لشکر فولاد سے حسب الحکم ملکہ نافرمان ترکاری لیے جاتے ہیں دربانوں نے کہا اور ٹھہرو ہم اجازت تمھارے لیے منگا لیں قران نے کہا اگر دعوت میں کھانا دیر کو تیار ہوا جواب تم دے لینا اچھا ہم پھرے جاتے ہیں اور یہ ترکاری سرکار نے منگوائی تھی تمھیں پہونچا دینا یہ کہہ کر ٹوکرا ترکاری کا انڈیل دیا اور آگے کا راستہ لیا یہ حال چوبداروں نے دیکھ کر آپس میں کہا ایسا اگر کھانا پکنے میں دیر ہو خاصے کا وقت ٹل جاوے فولاد ہمیشہ کا رہو باورچی سے پستی ہو وہ کہے دربان نے ہمیں آنے نہ دیا تو ایسی آفت آئیگی کہ نوکری جانا کیسا جان بھی جائیگی اس باورچی کو جانے دو یہ سوچ کر پکارے کہ میاں صاحب اجی باورچی صاحب چلیے آپکو کوئی روکتا نہیں قران نے کہا اب کچھ ضرور نہیں ہم نہیں جاتے یہ کہکر آگے چلا سپاہی دوڑے اور آگر ہاتھ پکڑ لیا کہا خفا نہو جیے قران نے کہا میں اب جا کے کیا بتاؤں تمھاری کمبختی میں آئی دور ہوئی اب تم گفتگو کر لینا میں نہ جاؤنگا سپاہی لگے منتیں کرنے قران نے انکار کرنا شروع کیا یہاں تک کہ جتنے سپاہی تھے سبھوں نے اپنے پاس سے کچھ روپیہ جمع کر کے دیئے کہ باورچی صاحب اسکی مٹھائی کھائیے گا اور خفا نہو جیے ہم بھی حکم کے تابعدار ہیں آپ شوق سے جائیے چنانچہ یہی تو مطلب تھا قران نے وہ روپیہ لیا اور ترکاری ٹوکرے میں بھر کر برق کے سر پر رکھا اور اندر شہر کے آیا دیکھا بازار میں ہر قسم کے اشیا کی آراستہ ہیں وضع دار شہر کے لوگ شہر کے خرید و فروخت میں مصروف ہیں قران سبزہ فروشوں کی بازار میں گیا ایک کنجڑے سے کہا یہ ترکاری سرکاری باورچی خانے سے ہم کو ملی ہے کس لیے کہ جو بچ رہتی ہے وہ ہم لوگوں کا

حق ہے غرض ہم اسے بیچتے ہیں تم اپنا نفع رکھکر کے لو کبڑیے نے اُسنے کہا چکو تا ہون دو روپیہ دیتے
ہیں قران نے قیمت لے لی اور آگے بڑھکر دونون صورت خدمتگار کی بنے اور آکر اُس باغ میں
پہونچے کہ جہان فولاد کی دعوت ہے باغ اور عمارت کو نہایت دلچسپ پایا سامنے فولاد کو مسند پر
جلوہ گر دیکھا کسی سمت میخانہ سجا تھا کہیں آبدارخانہ اسباب نشاط کے بستر کسی چمن میں بچھے تو نہالان
باغ حسن کے جھمکڑے تھے فولاد رقص و سرود کی کیفیت دیکھنے میں مصروف تھا کہ قران نے برق
سے کہا کسی طرح اسکو ہلاک کر یہ رات گذرنے نہ دو اگر صبح ہو گئی تو لشکر حمزہ ہلاک ہوگا اسکی
بھی صبح ہو جائیگی کیونکہ فولاد یہان سے جو چلیگا افراسیاب پاس پہونچیگا پھر وہان کچھ
نہو سکے گا برق نے کہا اے خلیفہ میری عقل کچھ کام نہیں کرتی کیا کرون اگر عیاری کر کے اسکے
پاس بھی پہونچون تو کیا کرونگا نہ یہ بیہوش ہوگا نہ مارا جائیگا قران نے کہا دیکھو یہ جو فولاد کے پہلو
میں ساحرہ بیٹھی ہے اسکی صورت بخوبی غور کر لو اور اسکی صورت بنکر ملکہ نافرمان کو پکڑ لاؤ اور اسکی
شکل ہو تو میں ایک تدبیر کرون برق نے کہا بہت خوب اور ایک گوشہ باغ میں بیٹھکر برق نے جسکا
فولاد کی شکل کہ نام اسکا مرغ جادو تھا بنا اور قران نے ایک فانوس روشن کر لی اب آگے
آگے قران روشنی دکھاتا ہوا اور پیچھے برق دونون باغ سے باہر نکلے اور دار الامارۂ شاہی کے
پاس آکر دریافت کیا کہ ملکہ نافرمان کہان ہیں ملازمون نے کہا دولتسرا میں مصروف انتظام
دعوت ہیں انھون نے کہا جاکر عرض کرو کہ ایک صاحب فولاد پاس سے آئے ہیں ملازمون نے
جاکر انکے آنے کی اطلاع دی نافرمان اسی وقت باہر نکل آئی دیکھا مرغ جادو ہے کہا کیون
آپ باغ سے تشریف لائے مجھے بلا لیا ہوتا مرغ نے کہا آپ ذرا تکلیف فرمائیے تنہا میرے ساتھ چلیے
فولاد نے جس کام کو کہا ہے اُسے ہیں اور آپ انجام دو لینگی نافرمان نے کہا اچھا چلیے غرض سب
ملازمون کو چھوڑکر آپ تنہا مرغ کے ساتھ ہولی یہان تک کہ برق اسکو لیے ہوئے ایسی جگہ لایا
کہ جہان راستہ نہ تھا اور کوئی آدمی آتا نہ تھا گوشہ تنہائی تھا برابر تو چلا ہی آتا تھا ایک حباب بیہوشی
مارا کہ نافرمان کے منہ پر وہ ٹوٹا بیہوشی اس میں سے اڑی یہ بیہوش ہو گئی اسکو برق نے اور زیادہ
بیہوش کر کے زبان اسکی سوزن سے چھید دی تا کہ شاید ہوشیار ہو جائے تو سحر نہ کر سکے اور کپڑے
اسکے اتار لیے قران نے اُٹھا کر ایک مقام پر درخت تجویز کر کے نافرمان کو اوپر درخت کے
چڑھکر باندھا اور پتون میں چھپا دیا اور برق ملکہ نافرمان کی صورت بنا اور قران نے کہا
اے برق تم جاکر در باغ پر ٹھہرو میں بھی آتا ہون غرض برق یہان سے روانہ ہوا اور نافرمان کی

صورت بنا ہوا دربار باغ پر آیا جتنے ملازم اور ارکان سلطنت تھے اپنا مالک سمجھ کر حاضر ہوئے اور
دست بستہ سامنے کھڑے تھے کہ اس اثنا مین ایک شخص میلے کپڑے پہنے کچھ پھلجھڑیان اور چھچھوندرین
ہاتھ مین لیے حاضر ہوا اور نافرمان کو سلام کیا اُسنے پہچانا کہ قران ہے اور وضع آتشباز کی بنائے
ہے برق سمجھا کہ اس سے آتشبازی کی نسبت کچھ پوچھون تو معلوم ہو کہ کیا عیاری خلیفہ نے
سوچی ہے یہ سوچکر کہا اے آتشباز کتنے وزن تیرے پاس تیار ہین اور کتنے اس وقت تیار کر سکتا ہے
قران نے عرض کیا حضور آتشبازی اسی وقت تیار کر سکتا ہون کچھ موجود نہین ہے نافرمان
یعنی برق نے کہا اچھا کیا لیگا اُسنے کہا لاکھ روپیہ برق نے کہا اتنا روپیہ بہت ہے آتشباز نے کہا
آپ روپیہ نہ دیجیے بارود دلوا دیجیے جتنی صرف ہوگی آپکے سامنے ہوگی مین گھر نہ لیجاؤنگا
مزدوری میری دلوا دیجیے گا برق نے پوچھا کتنی بارود چاہیے آتشباز نے کہا پچیس کپے برق
نے کپتان کو طلب کر کے حکم دیا کہ پچیس کپے بارود کے حاضر کرو اسی وقت بارود کے کپے بھر کے
لدے ہوئے آئے آتشباز نے کہا پشت باغ پر یہ بارود رکھوا دیجیے اور ایک قنات گھروا دیجیے
کہ مین اکیلا آتشبازی بناؤنگا ایسا نسخہ بھی کسی کو یاد نہوگا کہ اکیلے اتنی بارود دوپہر مین صرف
کرے اور آتشبازی بنائے یہ کلام آتشباز کا سنکر نافرمان یعنی برق سمجھ گیا کہ خلیفہ یقین ہے
فولاد کو جلا دینگے بس بموجب اُنکی درخواست کے قنات باغ کی پشت پر دور تک گھروا دی
اور بارود رکھوا دی سبکو منع کر دیا کہ کوئی اُدھر نہ جائے آتشباز یعنی قران نے وہان آکر دوری
خنجر کی لیک کھینچی باغ کے جہان تک بارہ دری تھی اور فولاد مع اپنے سردارون اور پہلوانون کے
بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا سرنگ کھودی اور اسلیے کہ جوان زبردست قوم کا حبشی ہے اور نظر کردہ ہے
ایک پہر کے عرصہ مین مشرق کی سمت سے مغرب کی جانب تک اور جنوب سے شمال کی حد باغ تک
نقب لگا کے اپنے چادرے کے ٹکڑ دو فتیلے بنائے بارود سب نقب مین بچھائی کچھ پیسون کپے ڈالدیے
فتیلے دہنہ نقب مین لگا کے قنات سے باہر نکلا برق دربار باغ پر کرسی بچھائے انتظار مین بیٹھا تھا کہ
دیکھون خلیفہ کیا کرتے ہین اُسوقت آتشباز نے آکر کہا حضور آتشبازی تیار ہے ذرا میرے ساتھ آئیے
تو مین اپنی اُستادی آپ کو لیچل کر دکھاؤن مگر کسی کو ساتھ نہ لائیے برق نے ملازمون ارکان
سلطنت وغیرہ سے کہا تم ٹھہرو ہم بلا لین گے اور آپ آتشباز کے ہمراہ باغ کی پشت پر آیا برق
نے کہا اے برق مین نے نقب لگائی ہے تم جاؤ اور درخت پر سے ملکہ نافرمان جو بندھی ہے اُسے
کھول کے ہوشیار کرو مین آگ نقب مین دیتا ہون یہ طبقہ اُڑکر طرف فلک کے جائیگا ذرا نافرمان

بھی حال خراب فولاد کا دیکھے اور رشک حسرت بہائے کیونکہ زبان اسکی سوزن سحر سے چھدی رہی کہ
کچھ کر نہ سکیگی مجبوری سے سب کچھ دیکھے گی برق بموجب ارشاد قران گرم زدن ہوا اور دو جست مین
جا کر تڑھا نا فرمان کو کھول کر ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک عذاب الیم مین مبتلا پا کر
شجر گرفتار پایا اس عرصہ مین قران نے نقب کے فتیلون مین آگ لگائی اور بھاگ کر دور نکل گیا
فتیلے سلگتے ہوئے جب بارود تک پہونچے عیاذا باللہ وہ صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ معلوم ہوا فلک
پھٹ پڑا اور بارہ دری جس مین فولاد اور اسکے سردار اور پتلے بیٹھے تھے اڑ کر طرف آسمان کے گئی
تمام عالم مین تاریکی چھا گئی بارود اور پتھر اور دھنیان اور ٹکڑے بارہ دری کے تمام قلعہ مین برسنے
لگے صدمہ آواز سے شہر کے مکانات کی کنگڑیان ہل گئین رعایا بھاگی حاملہ عورتون کے حمل ساقط
ہوئے ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا جتنے ملازم نا فرمان تھے سب باغ کی طرف دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی
خلقت بھاگی کہ یکایک صدائین پیدا ہوئین ہر دم ساحرون کے مرنے کا غل مچا یا کہ کشتی
مرا نام فولاد بہوشی خوار جادو تو آگ اور پتھر برسنے لگے قران نے ایسے وقت قیامت نما
مین قابو پا کر حقہ ہائے نفتی داغ کر شہر کے مکانات پر پھینکے کہ جا بجا شہر مین آگ لگی بہت آدمی
جل گئے جب تک اسے بجھائین جب تک اور کئی مکان مین آگ قران نے لگا دی تمام شہر
مین یا جمشید و یا سامری کا غل ہوا شعلے آتش کے بلند ہوئے سارا شہر حصار شہر پناہ کے باہر نکل گیا
یہان کا حال سنیے کہ فولاد کے مرنے سے حصار آتش سحر لشکر مہ جبین اور اسکے ہمراہیون سے دور ہوا
اور مہرخ اور شکیل اور عمرو مع دو عیارون کے جو مقید زنجیر سحر لشکر فولاد مین تھے چھوٹ
گئے اور عمرو نے صدائے مہیب سرنگ اڑنے کی سنکر کہا ای ملکہ مہرخ وہ مارا مہرخ نے کہا خواجہ
کیا کہتے ہو عمرو نے کہا ہم سچ کہتے ہین یہ صدا جو آئی تھی فولاد کے مرنے کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ
قران یا برق نے اسے جہنم رسید کیا زندان خانے سے باہر نکلو کہ لشکر بھی ہمارا رہا ہوا ہوگا
فولاد کے بارہ ہزار ساحرون کو قتل کرنا چاہیے مہرخ اور شکیل وغیرہ گرفتار شدے عیار زندان کے باہر نکلے
اور نعرہ بلند کیا سحر کرکے دستک دی آندھی سیاہ اٹھی تیر آسمان کی جانب سے برسنے لگے ساحر
محافظ زندان بھاگے ادھر دلارام نے مہ جبین سے کہا واری جاؤن آپکی نانی جان آگئین وہ
نعرہ کرتی ہین لشکر آپ کا جس طرح کمر باندھے لڑنے آیا تھا اسی طرح حصار سحر مین گرفتار ہوا تھا اب
وہ حصار نہین ہے آپ بھی لشکر فولاد پر جا گرئیے مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا پچاس ساٹھ ہزار
ساحرون سے لشکر فولاد پر گری نارنج و ترنج سحر کے گولے فولادی اور پیکان کے

اور پھر جون کے بار سحر پڑھ پڑھ کر جا بجا زمین سے ساحر لگانے لگے بجلیاں چمک کر گرنے لگیں تیر سہ بال و نیزے چلنے لگا ایک طرف سے نعرہ اسد کا بلند ہوا اور گھوڑا اٹھا کر فوج ساحران میں در آیا ایک جانب سے عمرو ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑتا ہوا چلا اور نعرہ بلند کیا خنجر مارتا پکارتا ہر طرف جاتا تھا کہ نظم

سردار روندگان آفاق	من آمدہ در روندگی طاق
از راہ فسون و مکر و حیلہ	آشوب کنندہ در قبیلہ
شیرا زدم تیغ من گریزان	آوردہ پناہ سوئے شیران
نامم عمر است شاہ عیار	ہستم قضا برائے کفار

جب غلط عمر لگاتا تھا دس دس کے پاؤں اڑاتا تھا جب جست کرتا تھا دس دس کے سر کٹتے تھے جو مر گرتا تھا ہمیانی اسکی کاٹ لیتا تھا خلاصہ کلام اسد وغیرہ سب نے جم کر وہ ساکھے کی تلوار کی کہ نظم

درخشان سنانہا ز گرد و غبار	چو شمع فروزان بہ شبہای تار
ز چکاچک شمشیر زہر آبدار	برآمد فغان از دل روزگار
ز شبہا شباپہ تیر و ترنگ کمان	چو قوس و قزح شد زہ آسمان
ز بارکند ورتا چو گل تہ نشین	بدریای خون یکسرہ شد زمین
دلیران اسلام مردان کین	خروشان ز ہر جو شمشیر عزین
جدا ہر یکے خنجر افراختہ	یکے کار صد کینہ جو ساختہ
ز بس کشتہ ہم راہ پیدا نہ	بروے زمین جائے رفتار نہ
بیفتاد چندان سر و پا و دست	کہ گفتی تو دست قضا بابست

بارہ ہزار ساحروں میں سے فولاد کے ایک بھی زندہ نہ بچا سب کو گھیر کر بہادروں نے تہ تیغ کیا اور یہاں سے اسی طرح لڑتے ہوئے سمت قلعہ نافرمانیہ چلے اس عرصہ میں وہ رات تمام ہوئی پہلے لشکر خسرو اختران شکست کھا کر خنجر ضیاہائے کینہ سوز شاہ نیمروز سے رو بفرار لایا اور سلطان سیارگان نے قلعہ سپہر دوار کو تسخیر کر کے اپنا عمل ہر طرف بٹھایا رعب و جلال دکھایا کہ نظم

صبح چون آفتاب نورانی	سر کشید از حجاب ظلمانی
خرمن جان بسوخت برق بلا	سبز شد گلشن جفا و قضا

صبح کو حال معلوم ہوا کہ رعایائے قلعہ نافرمانیہ اور فوج وغیرہ بھاگ کے باہر نکل آئی ہے مہرخ اس بھاگی ہوئی فوج پر آگری وہ لشکر رات بھر کا خستہ و شکستہ تھا ادھر ادھر کا موجود نہ تھا تہ تیغ کیا

لڑنا کوئی لحہ بھر سحر کی لڑائی اور شمشیر زنی ہوئی تھی کہ فوج بھاگی اور رعایا نے امان مانگی صرصر نے نقارہ امان
بجوایا اور سب رعایا برایا کو لیکر اندر قلعہ کے داخل ہوئی اس عرصہ مین برق کے پاس قِران آیا اور
کہا قلعہ مسخر ہوگیا صرصر کے پاس نا فرمان کو بھیجو غرض یہ دونون نا فرمان کو بیہوش کرکے پشتارہ
لگا کر روانہ ہوے صرصر دارالامارۃ شاہی مین آکر تخت پر ملکہ مہ جبین کو بٹھا چکی تھی شہر مین دوہائی
پھر رہی تھی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا سزا پائیگا دارالامارۃ مین ناچ ہو رہا تھا نذرین
اکابران شہر کی مہ جبین کو گذر رہی تھین کہ قران اور برق آکر پہونچے پشتارہ نا فرمان کا
سامنے رکھدیا صرصر اٹھکر دونون سے لپٹ گئی اور کرسی زرین پر بٹھایا حال پوچھا قران نے کیفیت
لقب دینے اور اڑا دینے کی بیان کی سارا دربار ہنسنے لگا مہ جبین نے بہت بھاری خلعت منگا کر دونون
عیارون کو عنایت کیا دونون نے وہ خلعت نذر عمرو کو دیا عمرو نے خلعت لیکر زنبیل مین رکھا
اور ایک ردال گاڑھے کا نکال کر بطور خلعت قران کے کندھے پر ڈالا قران نے عرض کیا کہ
زہے فخر میرا کسی نے ایسا خلعت استاد سے کب پایا تھا برق نے کہا استاد مین بھی پاس عیاری
مین خلیفہ کے شریک تھا مجھے بھی خلعت دیجیے عمرو نے کہا تو ابھی اس قابل نہین اور قران میرا
جان بخش ہے تو انکی برابری کیا کریگا انھین کا مرتبہ ہے کہ ایسا خلعت مین نے دیا برق نے کہا اچھا
دیکھیے مین وہ دھوم کی عیاری کرونگا کہ آپ سے خلعت لونگا الحاصل نا فرمان کو ستون دار الا
سے باندھا اور فتیلہ دافع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا ایکبار پہلے جو نا فرمان ہوشیار ہوئی سمجھی تو آفت آئی
اور شہر چاہتے دیکھا تھا اب جو آنکھ کھلی عجیب سامان نظر آیا کہ تخت پر مہ جبین جلوہ فرما ہے دربار آراستہ ہے
اسباب تجمل شوکت پھیلا ہے یہ دیکھکر نا فرمان نے آنکھین بند کرلین کہ شاید مین خواب پریشان دیکھ
رہی ہون مگر عمرو نے پکار کر کہا اے ملکہ نا فرمان یہ خواب نہین بیداری ہے جنکی دعوت تو نے کی تھی
وہ سب یک دیگر اڑا دیے گئے ملک تمہارا بلا دیار مہ جبین کے قبضہ مین آیا در صورت اطاعت تمہاری
جان بخشی ہوگی اور مخالفت کرنے سے قتل کی جاوگی نا فرمان ساحرہ زبردست نہایت عقلمند تھی سمجھی کہ
ادبار طلسم پر آیا ہے اسے بیشک ملک کشاہی یہ خیال کرکے اشارے سے کہا مین اطاعت کرتی ہون مجھے
چھوڑ دیجیے عمرو نے اٹھکر سوزن اسکی زبان سے نکال لیا اور ستون سے کھول دیا نا فرمان نے
آکر تخت شاہی کو ملکہ مہ جبین کے بوسہ دیا ملکہ نے خلعت منگا کر دیا سرفراز کیا اور کہا حسب الحکم طلسم فتح
کرینگے علاوہ اس ملک کے اور بھی ملک تمھین دینگے یہ کہکر حکم دیا کہ شادی نے بجائے جسکو ساتھ اپنی
شاہزادی ملکہ نا فرمان کا دینا منظور ہو وہ افسر فوج آکر حاضر ہو حسب الحکم ملکہ وہان زنجی ہوا فوج آئی

ہوئی فوج کوہ و دشت سے آکر حاضر ہوئی سب سے سوال اطاعت کیا ہر ایک نے قبول کر کے اپنا اپنا عہدہ
بدستور لیا پچیس ہزار ساحر جمع ہوئے سب نے انعام مکرر ان پایا بعد اس تقسیم کے عمرو نے کہا اے ملکہ اب
قلعے میں ٹھہرنا نہ چاہیے افراسیاب کی فوج آکر گھیر لیگی کچھ بنائے نہ بنیگی یہاں سے اپنی قدیم جگہ پہ
چل کر ٹھہرو اس میں یہ فائدہ ہے اگر کوئی زبردست آکر گرفتار کریگا راہ میں کہیں ٹھہریگا عیار رہا کرلینگے
اور اگر یہاں سے آکر پکڑ لیے جائینگے بہت جلد افراسیاب پاس پہونچے گا کچھ تدبیر نہ بن پڑیگی غرض
نے اسی وقت بموجب مشورہ عمرو نقارہ کوچ کا بجوایا نافرمان نے کہا میں ساتھ چلتی ہوں
ورنہ افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا غرض ملکہ لشکر میں آکر شامل ہوئی سب سردار بھی نافرمان کے
سب طائران سحر اور سواریوں پر سحر کی سوار ہو کر روانہ ہوئے اور جہاں فولاد سے مقابلہ ہوا تھا اسی
جگہ قریب پشتۂ رنگین حصار لشکر آکر اترا بارگاہ کوہ کاب بارگاہ نصب ہوئی ملکہ جشن کرکے تخت پہ
بیٹھی ناچ ہونے لگا میخواری شروع ہوئی قران جنگل میں چلا گیا یہاں سب باطمینان ٹھہرے ہیں
مگر افراسیاب باغ عشرت میں مصروف عیش و نشاط تھا اور انتظار فولاد کے آنے کا کرتا
تھا دار میں استادہ تھیں جلاد حاضر تھے کہ دوسرے دن کچھ لوگ شہر نافرمانیہ سے گھبرائے ہوئے
قریب باغ عشرت پہونچے اور داد بیداد کرنے لگے افراسیاب نے حکم دیا کہ ان فریادیوں کو حاضر
کرو ساحر روبرو لائے افراسیاب نے کیفیت پوچھی انھوں نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ قلعہ نافرمانیہ
برباد ہوا اور فولاد دیو کے ہلاک ہونے کی حقیقت کماحقہ جو کچھ گذری تھی بیان کی سنتے ہی افراسیاب
نے زانو پہ ہاتھ مارا حیرت زار رونے لگی افراسیاب نے دلداری کی اور کہا اے حیرت اگر
میں چاہوں تو چہرۂ ہفت بلا کی ایک بلا کو حکم دوں وہ سارے لشکر عمرو کو کھالے مگر میں
طرح دیتا ہوں کہ وہ لوگ میرے ملازم اور پرورش یافتہ ہیں کیا انھیں بیکار قتل کروں چاہتا
ہوں کہ ایسی گوشمالی دوں کہ سرکشی چھوڑ دیں اور اسد وغیرہ کو گرفتار کرکے لائیں حیرت
نے کہا اے شہنشاہ اپنا کام اپنے ہی سے کچھ خوب ہوتا ہے مجھے اجازت دیجیے فوج طلسم ہمراہ ساتھ
لیجیے کہ جا کر مقابلہ لشکر حریف سے کروں اور سب کو گرفتار کرکے حضور میں لاؤں افراسیاب
جواب دہ ہوا کہ اے حیرت تونے دیکھا کہ عیاروں نے فولاد کو کس طرح سرکاٹ دیا اڑا دیا تمھیں
کیونکر ایسے سرکشوں کے مقابلہ میں بھیجوں اسد بھی پردۂ ظلمات میں رہا کروں گا کہ طلسم
ظاہر میں نہ آؤنگا حیرت غمگین ہوئی کہا اے بادشاہ میں حکم احکام کس سے دریافت کرونگی
افراسیاب نے جواب دیا کہ تم خود پردۂ ظلمات میں آنا اور اگر میں تمھارے پاس آؤنگا تو

آئینہ سحر کے اندر رہونگا اور تم دیکھو گے کہ مین بیٹھا باتین کر رہا ہون مگر مین نہونگا بلکہ میری صورت کا پتلا ہوگا اور اب جو ساحر مقابلہ لشکر عمروعیار کو جائے جہان اپنا خیمہ نصب کرے اُس زمین کو بزور سحر چھپا کر دے کہ کوئی عیار سرنگ نہ لگا سکے اور بہت ہوشیاری سے لڑے یہ باتین خوفناک افراسیاب نے جو کہین اُسکا ایک چیلا ہے اژدرنگ جادو نام فن سحر مین مہارت تام رکھتا ہے سر پر دو بال جھول رہا تھا لیکایک سامنے آیا اور دست بستہ عرض رسا ہوا کہ اے شہنشاہ غلام کو آپ نے کس دن کے لیے پرورش کیا ہے اب مجھے حکم دیجیے کہ ان نمک حرامون کا جاکر خاتمہ کردون اور سب کو دم بھر مین گرفتار کرلاؤن مجکو نہ کوئی سرنگ سا مین اُڑا سکیگا نہ کوئی عیار میرے پاس آسکیگا افراسیاب نے کہا کونسا سحر تجھے یاد ہے اُسنے عرض کیا کہ جو شخص میرے پاس آئیگا مین افسون پڑھکر پھونکونگا اگر وہ عیار ہوگا تو صورت اوسکی تبدیل ہوجائیگی مین گرفتار کرلونگا اور میرے گرد خیمے لشکر کے تہ زمین سے بھی کوئی نہ آسکیگا افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ ابھی عمرو شہر ناف فرمانیہ کی حوالی مین ہوگی گرفتار کرلاؤ اور عیارون سے بہت ہوشیار رہنا اژدرنگ اُسیوقت باغ کے باہر آیا نفیر سحر کو بجایا ساحر نامی حاضر ہوے اُسنے حکم دیا کہ دس ہزار ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلین اور کام لشکر حریف کا تمام کرین ساحر یہ حکم سنکر تیار ہوے اور شیر و اژدرو پلنگ پر سوار ہوکر اسباب ساحری لیکر اسکے ہمراہ چلے ابیات

صدائے بوق تھی اک شور محشر	ہوا تھا اُس سے گوش چرخ بھی کر
ہوے میدان کی جانب وہ سبک خیز	کیا اژدر کو ہر ساحر نے مہمیز
قد و قامت تھے اُنکے مثل کہسار	سیہ کاری مین مانند شب تار
صدا تھی کرنا کی شور محشر	پراگندہ ہو دل جس سے سراسر
زمین نعل ستوران سے مشبک	صدائے پاشنہ تھی آسمان تک

الغرض بشوکت تمام اژدرنگ بعد قطع منازل و طے مراحل قریب ملک ناف فرمانیہ آکر پہونچا سارے شہر کو خراب و برباد دیکھا کہ عمارت شہر کی جلی ہوئی فوج فراری رعایا پریشان ہر شخص بلبلا رہا تھا اُسنے اپنا قیام کیا اور ایک نامہ لکھا کہ جسکا مضمون یہ تھا بس از تعریف خداوندان جمشید و سامری زہر و شاہ باختری اے گروہ باغی آگاہ ہو کہ میں اژدرنگ جادو سحر کی میرے پناہ نہین کوئی طلسم مین میرے منہ آج تک چڑھا نہین اور کوئی زبردست لشکر سر پر ہوا نہین تمہارے نقش ہستی کو دم بھر مین مٹا دونگا گور مین سبکو سلا دونگا نظم

نہ اپنے زور و شوکت پہ ہو مغرور	سلیمان کے ہے آگے دیو بھی مور
نہین ہے کام اژدر جانے آرام	کہ شیشے کا ہے خارا سے برا انجام

نہیں کچھ فائدہ اس شور و شر میں — مناسب آشتی ہے ہمارا گر یقین
دو مہر رکھتا ہے کار و بار پر خاش — مسوزان خلق را بہر خانہ خود باش
عداوت ہو بہت شاہون کی ممنوع — دھر تو بیہودہ اور عذر ہے رجوع
شراب تند لشکر سے نہ کھا جوش — خمار اسکا پشیمانی ہے بیہوش
اٹھاؤ سے اپنی خاطر سے جو تو عذر — وہان جا ہے صف نعلین پائین صدر

اے مہرخ اگر دیکھتے ہی نامے کے یہان آکر حاضر نہوگی تو روز بد دیکھیگی نامہ تمام والسلام یہ کہکر نامہ
تصویر جھولی سے پتھر کی نکالی اور کہا اے تصویر سحر یہ نامہ مہرخ پاس لیجا اُس تصویر نے نامہ اُٹھا لیا اور
زمین میں سما گئی مہرخ بارگاہ میں اپنی متمکن تھی ناچ ہو رہا تھا سامان عشرت مہیا تھا کہ تصویر زمین سے
نکلی اور گود میں مہرخ کے گری نامہ دیا جواب طلب کیا مہرخ نے نامہ جب پڑھا بدحواس ہو گئی عمرو نے
اُسے منتشر دیکھکر پوچھا کہ اے ملکہ خیر تو ہے مہرخ نے کہا خواجہ ارژنگ چیلا افراسیاب کا جسے شہنشاہ نے خود
تعلیم کیا ہے اور بجائے اپنے فرزند کے پالا ہے وہ لڑنے آیا ہے اب سواے مرگ کے چارہ نہیں اس سے مقابلہ کرنیکا
یارا نہیں عمرو نے کہا اے ملکہ خدا کو یاد کرکے جواب نامہ کا جنگ کرنا دو آجتک جو آیا فرعون باسامان آیا مگر
ہر فرعون را موسیٰ ہے دیکھا تمنے کہ عیاران نامدار نے کسطرح مار ڈالا کہ حسرت و آرزو اسیر گریبان تھی چیل
اور کوون نے لاش کھائی تھی گور بھی نپائی تھی غرض عمرو کے کہنے سے جواب نامہ یون لکھا

نظم

لکھا نام خدا آغاز مکتوب — کہ بسم اللہ ہے ہر کام میں خوب
پھر اسکے بعد توصیف رسالت — کہ یہ نقطہ ہے سرتاج عبادت
کیا پھر یہ جواب نامہ تحریر — میں تیری مدعی ہوں مثل شمشیر
اسد خوش بخت ہے اور ہر دو جرار — جو اس فوج والا کا ہے سردار
نہ دیکھا تو نے کچھ نیرنگ ادبار — قصور کر ذرا تو اے گنہگار
کہ نامی ساحرون کو ایک دم میں — عمرو نے دی جگہ ملک عدم میں
کریگا تجکو بھی گردون پشیمان — کر استغفار تو اور ترک طغیان
نہیں بھی تیری جان بخشی ہے منظور — وگرنہ صلح کرنا دل سے رکھ دور

یہ جواب باصواب رقم فرما کر تصویر کے حوالے کیا وہ لیکر زمین میں سما گئی اور پاس ارژنگ کے
پہونچی اور وہ تحریر دی اُسنے پڑھکر قصد کیا کہ کوچ کرون اور اُدھر مہرخ نے حکم کیا کہ تیاری فوج
کریے اور لڑنے چلے اسوقت ملکہ شاہ فرمان نے کہا اے ملکہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں یہان سے جاؤن

اور ارژنگ سے کہون کہ صرصر کے لشکر نے میرے ملک پر تسلط کر لیا تھا عیارون نے مجھے پکڑ لیا تھا اس سبب سے مصلحت وقت سمجھکر مین نے اطاعت کر لی تھی فی الحال ای ارژنگ آپ تشریف لائیے مین میرے یہان اگر آکر دعوت نوش فرمائیے مین بھی آپکے ہمراہ ہوکر کینہ دیرینہ لشکر صرصر سے نکالون اور سب باغیون کو قتل کرکے اپنا بدلہ لون بس وہ میرے یہان آئیگا کنیز اُسے قتل کر ڈالیگی یا گرفتار کر لیگی صرصر نے کہا ایسا نہو وہ تمھین گرفتار کرے کیونکہ تمہا تمھین جانے دون اور مصیبت مین ڈالون اس اثنا مین برق نے کہا ای ملکہ آپ نافرمان کو مع فوج کثیر روانہ فرمائیے اُسکے نامہ و پیام مین وہ رکے گا مین جاکے قتل کر ڈالونگا آپ ابھی لشکر کشی نہ کرین اور زحمت بیفائدہ نہ اٹھائین آخر صرصر نے نافرمان کو روانہ کیا اور بطور اخفا شکیل کو پندرہ ہزار ساحر کی جمعیت سے بھیجا کہ تم قریب لشکر ارژنگ وقت کے منتظر کمینگاہ مین جاکر ٹھہرو یہ بھی روانہ ہوا ساتھ لشکر کے برق اور ضرغام اور جانثار بھی چلے اور بعد قطع مسافت راہ قریب لشکر حریف پہنچکر کمینگاہ مین بیٹھے اب حال نافرمان سنیئے کہ اپنے قلعے مین آکر ایک نامہ بلجاجت دمنت ارژنگ جادو کو لکھا کہ ای فرزند شہنشاہ افراسیاب یہ کنیز عجب مصیبت مین گھری تھی اطاعت صرصر سراسر مجبوری تھی کوئی حامی و مددگار اُسوقت یہان نہ تھا اگر مطیع اُسکی نہوتی تو کیا کرتی زہے خوش نصیبی میری کہ جو حضور یہان تشریف لائے غریب خانے مین تشریف لائیے مجھے سرفراز فرمائیے مین معاودت اُس قوم شریر سے لونگی اور ہمراہ آپکے ہوکر لڑونگی یہ تحریر ایک ساحر معتبر لیکر ارژنگ پاس آیا اور نامہ دیا اُسنے پڑھا اور برائے امتحان کچھ سحر پڑھکر دستک دی ایک پتلا زمین سے پیدا ہوا اُسنے ایک کاغذ اُسے دیا وہ بھی پڑھا لکھا تھا کہ یہ رقعہ ازراہ فریب نافرمان نے لکھا ہے وہ صدق دل سے شریک صرصر کی ہے اور تجھے قلعے مین بلاکر قتل کیا چاہتی ہے خبردار اُسکے مکر مین نہ آنا اُسنے وہ کاغذ توڑ مروڑکر پتلے کو دیا کہ وہ لیکر زمین مین غرق ہوا اور نافرمان کے رقعے کا جواب لکھا کہ ای نمک حرام مین تیری چال جانتا ہون ایسے فقرے مین کب آتا ہون تو نے مجھے بھی کوئی ایسا دیسا ساحر مقرر کیا ہے منم ارژنگ جادو کوئی دم مین تجھے اور تیرے مددگار کو گرفتار کرکے عذاب الیم سے قتل کرونگا تو اپنی خیر منا مین پہلے صرصر کو جاکر گرفتار کر لاؤن پھر تجھے گرفتار کرون تو طلسم سے کہان جائیگی کوئی لمحہ مین اپنی کردار نامہنجار کا تماشا دیکھے گی یہ جواب لکھکر نامہ دار کو دیا وہ لیگیا مگر عیار کمینگاہ مین لشکر ٹھہرا کر یہ شکل مبدل گرد اسکے خیمے کے پھر رہے تھے مین کہ ضرغام ایک خدمتگار کی صورت بنا کر اسکے خیمے مین گیا

اور جانسوز ساحر بنکر در خیمہ پر کھڑا ہوا اس عرصہ مین ارژنگ نے جو نگاہ کی دیکھا کہ ایک خدمتگار کھڑا ہے اسے شبہہ ہوا اوسیوقت سحر کیا کہ ضرغام کا رنگ روغن چھوٹ گیا اور صورت اصلی ہو گئی اسنے کہا اے خدمتگار یہ رقعہ نافرمان کو دے آ اور آپ کاغذ اٹھا کر دکھایا ضرغام کاغذ ہاتھ سے لیکر لینے لگا اسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او ناعیار تو میرے ساتھ بھی عیاری کرنے آیا تھا ضرغام نے چاہا کہ خنجر ماروں مگر ارژنگ نے ایسا سحر کیا کہ دست و پا کی حرکت جاتی رہی اور پکارا کہ کوئی حاضر ہو جانسوز ساحر بنا در وازے پر کھڑا تھا حاضر حاضر کہتا ہوا اندر آیا ارژنگ نے کہا عیار آنا شروع ہوئے ایک کو مین نے گرفتار کیا ہے اسے لیجا کر مقید کر جانسوز نے کہا آپ اپنا سحر اسپر سے دفع کریں مین اپنے سحر مین اسے مبتلا کرکے قید کردوں اسنے اپنا سحر دفع کر دیا جانسوز باز و پکڑ کر ضرغام کو لے چلا مگر ارژنگ کو کچھ شبہہ ہوا جانسوز در خیمہ تک دونوں نہ پہونچے تھے کہ اسنے سحر کیا کہ جانسوز کی صورت اصلی ہو گئی بس پہچانکر اسکو بھی مقید کر لیا اور ایسا سحر کر دیا کہ دونوں کمر تک زمین مین غرق ہو گئے اس عرصہ مین دہ دن گذرا اور نقاش قدرت نے صفحہ سپہر پر صورت ثوابت و سیار منقوش فرمائی اور مصور آفرینش نے پیکر دلفریب شاہد ماہ کو جلوہ بخش کیا نظم

چلا جب بادشاہ ملک خاور	شعاع مہر کا نیزہ اٹھا کر
ہوئی ظاہر یکایک فوج انجم	نشان عسکر عالم سے ہوا گم
فلک پر تھا ستارون کا یہ انبوہ	کہ جیسے فوج مردم پشت کوہ

سر شام برق بطور مخفی پاس نافرمان کے گیا اور کہا اے ملکہ جو عیار پاس ارژنگ کے جاتا ہے وہ پہچان کر اسے گرفتار کر لیتا ہے مین اسکے پاس نہ جاؤنگا آپ مجھے ایک خیمہ اور رنگریزی جواہر نگار و فرش شاہانہ عنایت کیجیے نافرمان نے کہا حاضر ہے لیجائیے برق نے چھکڑے پر سب اسباب مذکورہ بار کیا اور قلعے کے باہر آکر ایک صحرائے سبزہ زار پر بہار قریب خیمہ ارژنگ تجویز کیا کہ جہان گلہائے زنگار رنگ کھلے تھے چشمے جنت ہو رہے تھے نظم

چٹکے تھے غنچے لال تھے لب کوپلون کی طرح	پنکھا کرتے تھے انکو صبا بسکہ ہر زمان
جھونکے سے باد کے تھیں کشاکش مین یکدگر	شاخ کمان کی طرح سے پھولونکی ڈالیان
تاراج خواب کرتے تھے بلبل کے چہچہے	فتنے کہین جگاتی تھی شارک کی داستان
قمری بھرے تھی نعرۂ حق سرو پر کہین	اور اک طرف کو فاختہ کوکو کرے تھی وان
تھا بسکہ برفروختہ رخسارۂ چمن	ہر دم سپند لاکے جلاتا تھا باغبان

برق نے جھکڑا تو قلعے مین بھیجدیا اور خیمہ اس مقام فرح افزا مین استادہ کیا اور پھولون کے ہارسے
سارا خیمہ چھپا دیا وہ ہار سب عطر بیہوشی مین بسائے ہوئے تھے پھر اس طرح ڈالے تھے کہ خیمہ گلدستہ
معلوم دیتا تھا اور عطر بیہوشی بہت سا سارے خیمے کے اندر اور باہر چھڑکا تھا اپنے دماغ کو بند
کر لیا تھا ناک مین روئی رکھ لی تھی غرض اندر خیمے کے پلنگڑی آراستہ کی اور گل تکیے لگائے
عطر بیہوشی اُن مین بھی ملدیا چادر پلنگ پر عطر مین ڈوبی ہوئی بچھائی مسند زیر پلنگ لگائی
سراپچے اُٹھادیے روبرو خیمے کے وہ صحرا ایسا سرسبز ہے کہ جسکے دیکھنے سے روح تازی ہوتی تھی فراش
ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا تھا ہر ذرۂ ریگ بیابان ثوابت آسمان سے ہمسری کرتا تھا چشمہ
ہر طرف موجزن اُنکے کنارے پار جیسے چھتیل گورد گوزن و ہرن چاندنی مین پھرتے تھے برق
نے صورت اپنی ایک جوگی کی بنائی کانون مین کنڈل اور سندور سے بھرے بالون کی جٹائین بکھر
خاک آلودہ کین ہاتھون مین سلیمانی دانون کی سمرن باندھ کر گلے مین سیلیان پہنین مالے
ڈالے منہ پر مونچھون کو راکھ کر کے بھبوت ملا زری کا حلقہ سر پر رکھا اور مرگ چھالا در خیمے پر
بچھا کر بیٹھا طنبورا ایک بجانے لگا اور بھجن سامری کی تعریف کے گانے لگا یہان ارژنگ دلون
عیارون کو قید کر کے اپنے خیمہ مین بیٹھا اور سحر کر دیا کہ اب اندر خیمے کے اپنا پرایا کوئی نہ آسکے
خدمتگارون تک کو باہر نکال دیا اور زمین کو پتھر سے بھی زیادہ سخت کر دیا کہ کوئی عیار نقب
نہ لگاتے خلاصہ کلام با انتظام تمام بیٹھا تھا کہ یکایک صدائے دلکش بھجن گانے کی کان مین آئی
اُٹھکر در خیمہ پر آیا معلوم ہوا کہ پشت خیمہ پر جو جنگل ہے اُدھر سے آواز آتی ہے اُسی طرف روانہ ہوا
اور قریب خیمۂ برق پہونچا چاندنی چھٹکی تھی برق نے اسے آتے دیکھا آپ اُٹھکر بھاگا اور
ایک جھاڑی مین ندی کے کنارے آکر چھپ رہا لیکن ارژنگ نے جو آکر دیکھا کہ مرگ چھالا
بچھا ہے خیمہ آراستہ ہے مسند پر زر لگی ہے پلنگ جواہر آگین بچھا ہے مگر کوئی نہین ہے ایک سناٹا ہے
یہ حیران ہو کر اندر خیمے کے آیا ایسی جگہ معقول تھی اور لپٹ خوشبو کی آتی تھی کہ مشام جان اُسکا
معطر و معنبر ہوا اور پلنگڑی پر بیٹھا خیال کیا کہ ایسا نہو کسی عیار نے یہ خیمہ اپنے رہنے کو درست
کیا ہو یہ سوچکر افسون پڑھا کہ زمین سے ایک تصویر پتھر کی کاغذ لیئے نکلی اُس سے کاغذ لیکر جو
پڑھا لکھا تھا کہ یہ خیمہ برق فرنگی عیار کا ہے اور تجھے وہ قتل کر چکا اب تو مردہ ہے یہ پڑھ ہی
رہا تھا کہ عطر بیہوشی کی خوشبو کام تو کر چکی تھی ہی سارے دماغ مین بس چکی تھی یکایک چھینک
آئی اور بیہوش ہو گیا برق اسکو خیمے کے اندر جاتے دیکھ کر آہستہ جھاڑی سے نکلا تھا اور دوڑ کر

خیمہ میں چھپکر حال اسکا دیکھ رہا تھا جب ارژنگ بیہوش ہوا برق خیمہ میں آیا اور خنجر سے سر اسکا کاٹ ڈالا ایکبار شور عظیم برپا ہوا اور سلیمین بردستے گلیمین قیامت کیطرح ہنگامہ ہوا صدا آئی مارا مجھے کہ نام میرا ارژنگ جادو تھا برق بھاگ کر لشکر شکیل جو کمینگاہ میں تھا وہان گیا اور کہا جلد چلو اور دار وگیر ساحر صداے دار وگیر سنکر دوڑے دونون عیار جو خیمہ میں ارژنگ کے قید تھے وہ چھوٹ گئے اور رہا ہو کر قلعہ نافرمانیہ میں پہونچے نافرمان سے کہا ارژنگ مارا گیا جلد لشکر تیار کرکے شبخون کرو نافرمان فوج کو ترتیب دیکر بعجلت تمام قلعے سے نکلا اور ایکطرف کو شکیل آکر پہونچا دو طرف سے ارژنگ کے لشکر کو گھیر کر شبخون کرکے سحر کی لڑائی شروع ہوئی اور شمشیر زنی ہونے لگی کہ ابیات

بہ آئین دارا برون از حصار	بر آمد سپہدار جسم اقتدار
یلان تیغ و بازو برافشاندند	رجز خوان ہنا در دگر تاختند
سپاہ دو سو گرم پیکار گشت	نہ مد تا بماہی خبر وار گشت
زمین گشت رنگین زخون یلان	چنان کز شفق دامن آسمان
لبس از صف سروران شمشیر زن	کہ رنگین زبان گشتہ در کام من

الغرض ساری رات لڑائی سحر کی رہی اور تیغ آزمائی ہاتھون کی صفائی رہی صبح کو جب علم زرنگار شاہ خاور درمیان کوہسار بلند ہوا اور تیغ کہکشان کو ترک فلک نے نیام انتقام میں کیا ابیات

چو خورشید در صبحدم طبل جنگ	فرو کوفت بر بام چرخ دو رنگ
تزلزل زمین و زمان را گرفت	تپش نبض جان جہان را گرفت

لشکر ارژنگ شکست کھا کر طرف باغ عشرت کے بھاگا نافرمان نے خیمہ و خرگاہ اسباب نقد و جنس لوٹ لیا برق نے بہت کچھ لوٹا کہ چلکر عمرو کو نذر دونگا اور نافرمان سے کہا یہان نہ ٹھہرو اسی طرح لشکر ماہرخ کی طرف چلو فوج تو سب مسلح و مکمل تھی ہی نقارے خوشی کے بجاتے قہقہے لگاتے روانہ ہوے اور بعد مرحلہ پیمائی کے داخل عسکر نصرت اثر ہوے ماہرخ نے سبکو گلے سے لگایا اور صداے مبارکباد بلند ہوئی کہ عید کی طرح سب گلے مل مل + غنچہ کی طرح ہنستے تھے کھل کھل برق کو مہ جبین نے بہت بھاری خلعت دیا اور سب عیارون کو سرفراز کیا لیکن فوج ارژنگ کی شکست خوردہ چاک گریبان و سینہ زنان باغ عشرت کے قریب پہونچی افراسیاب سرگرم عیش و نشاط تھا اور سترہ ہزار ساحر معزز گرد و پیش بیٹھا تھا رقاصہ مجرا کر رہی تھی دور مے گلگون کا چلتا تھا کہ یکایک صداے نوحہ و شیون کان میں آئی خبر دریافت

کرائی معلوم ہوا کہ ارژنگ مارا گیا فوج جو اسکے ساتھ گئی تھی وہ بھاگ کر آئی ہے چند افسر فوج کو انہیں سے
اپنے روبرو بلایا اور حال مفصل ارژنگ کے قتل ہونیکا دریافت فرمایا اور سب کیفیت پشت دست
کو دندان حسرت سے کاٹا حیرت نے کہا ای شہنشاہ اب مجھے تاب باقی نہیں ہے میں جاتی ہون
اور ان نمکحرامون کو سزا دیتی ہون افراسیاب نے کہا تمہارا جانا ابھی مناسب نہیں تم باغ سیب
مین جاکر مع ارکان سلطنت ٹھہرو مین پردۂ ظلمات مین جاتا ہون وہان سے جیسا وہانکا حسب
مناسب ہوگا کیا جائیگا یہ کہکر سوار ہوا چونسٹھ ہزار نقارے برد سے ہوا بجنے لگے اور تخت طاؤسی
پر افراسیاب سوار ہو سامنے اُس تخت کے پریزادین طلسمی ہاتھون مین سازلیے تخت روان
پر سوار ہوکر ناچنے لگین اور بہت سی پریان پچکاریان لیے سونے روپے کے گھڑے کولے پر رکھے رنگ
بھرے گلاب و کیوڑا اور بید مشک انہین بھر آپس مین رنگ کھیلتی ہوئی قہقہے اچھالتی چلین چار وزیر
تخت کے گوشون پر کھڑے چنور بال ہما کا لیے مگس رانی مین مصروف ہوئے ایک ابر سرخ رنگ
تخت پر آکر سایہ فگن ہوا اور موتی اُس ابر سے برسنے لگے اور تخت از خود سواری کا سن سن ہوا کی طرح
روانہ ہوا جدھر سے سواری نکلی درخت اور طائر اور انسان سب یا افراسیاب یا افراسیاب کی صدا
دینے لگے اسی طرح طرف ظلمات کے چلا گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کدھر سے داخل پردۂ ظلمات ہوا حال
پردۂ ظلمات بروقت داخلۂ عمرو کے بیان ہوگا لیکن حیرت بعد جانے افراسیاب کے طاؤس
سحر پر سوار ہوئی اور مع ارکان دولت کے بڑے حشم و خدم سے آکر باغ سیب مین پہونچی اور تخت
پر بیٹھی تمام سردار و ساحر حسب مدارج کرسی و دنگل ہوئے ناچ شروع ہوا ساقیان مہ لقا جام بادۂ گلفام
دینے لگے اسوقت ہوا سرد سرد چلنے لگی اور گھٹا چار طرف چھا گئی سارے پھول باغ سیب کے کھل گئے
درخت نشۂ جوش بہار سے جھومنے لگے طائران سحر سامنے حیرت کے آکر زمزمہ سرا ہوئے کہ ای ملکہ
عالم ملکہ بہار جادو تشریف لاتی ہین حیرت نے کہا جب ہی یہ عالم بہار کا یکایک ہوا تھا اچھا
کچھ لوگ استقبال کو جائین اور باعزاز تمام لائین ساحران معزز روانہ ہوئے اور ملکہ بہار کا استقبال
کیا بہار داخل باغ ہوئی سب اُٹھ کھڑے ہوئے حیرت نے گلے سے لگا یا بلائین لین پاس اپنے
بٹھایا کیسلیے کہ بہار جادو چھوٹی بہن حیرت جادو کی ہے اور ایسی خوبصورت ہے کہ باغبان قدرت
نے چمن حسن کو اسکے اپنی آبیاری رحمت سے سرسبز فرمایا ہے اور گلشن روزگار مین سرو قامت
کو اس غنچۂ خوبی کے بوٹا سا خلق کیا ہے کہ ابیات

شہریار لشکر جور و جفا
زیب بخش کشور حسن و ادا

افراسیاب بہار جان سے اسپر شیفتہ و فریفتہ ہو اور صد ہا مرتبہ سوال وصل کر چکا ہو مگر بہار بہ
حیرت اپنی بہن کے باعث سے انکار کیا ہو دربار مین کم آتی ہو کوہ آرام طلسم مین ایک مقام ہو
وہان رہتی ہو طلسم مین غدر سنکر اور ساحرون کے مارے جانیکی خبر سنکر پاس اپنی بہن کے آئی ہو
ہر ایک ساحر جلیل القدر اسپر مائل ہو مگر بخوف اسکے کہ افراسیاب اسسے پیار کرتا ہو کوئی خواستگاری
عقد کی نہین کرتا ہو بہار ناکتخدا ہو اور حیرت بوجہ عشق افراسیاب چاہتی ہو کہ بہار طلسم
مین رہے مگر ظاہر مین خاطر کرتی ہو خلاصہ کلام جب بہار بیٹھی حیرت نے اشارہ کیا ساقی جام
سامنے بہار کے لایا میکشی شروع ہوئی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بہار نے کہا باجی یہ
کیا غلغلہ طلسم مین ہو حیرت گویا ہوئی کہ اے بہن اس مہرخ حرافزادی کی قضا آئی ہو شامت
زدی نے ملازمان شہنشاہ کے ساتھ بغاوت اختیار کی ہو جان نثارون کو حضور کے قتل کرتی ہو
اب مین جاکر گرفتار کرکے ایسے برے حال سے جوتیان لگا کر قتل کرونگی کہ اس طلسم مین تو اس
طرح کوئی بیغیرت نہوا ہوگا بہار نے یہ باتین سنکر برا مانا کیس لیے کہ مہرخ اسکی عزیز ہو اور کہا بہن
یہ تو ناحق کہتی ہو ملکہ مہرخ سے اور ہم جیسین سے آخر عزیزداری کیسی بلکہ خون شریک ہین
لاٹھی مارنے سے پانی جدا ہوتا ہو یہ کس طرح تمھارے منھ سے نکلا کہ جوتیان لگا کر قتل کرونگی
کچھ وہ ہم لوگون سے کم نہین ہان البتہ شہنشاہ اور ساحران صاحب مرحلہ طلسم پایا ہو ہفت مجرہ
یا ساکنان دریاے ہفت رنگ و دریاے نیل وغیرہ اسکے اوپر غالب آسکتے ہین یا ہم اور تم مقابلہ
کرسکتے ہین یا چارون وزیر شہنشاہ کے لایق مقابلہ ہین سنا ہو کہ فولاد دہوشی خوار کو سحر کے
اژدہے سے نگلوا لیا ہوتا اگر پتلے طلسمی نہوتے تو بچکر آنا فولاد کا میدان جنگ سے دشوار تھا پھر
ایسے سر بزرگ والی خاندان کو تم کیونکر جوتیان لگاؤگی حیرت یہ کلام سنکر ذرا غیظ سے آگ
ہو گئی اور کہا او چھوکری تو سر دربار شوکت مہرخ کی بیان کرکے میرے سردارون کو خوف زدہ
کرتی ہو نمکحرامی دریدہ دہ اسیکو کہتے ہین تو بھی انھین باغیون مین مل گئی ہو جب تو طرفداری
کرتی ہو یہ کہکر لوگون سے کہا کہ کیا دنیا مین خون سفید ہو گیا ہو کہ جب ایسے شخص نمکحرامی کرین تو
پھر اور کسی سے کیا امید ہوگی لو صاحب ہمارے سامنے اور مہرخ کی تعریف وہ حرافزادی اب ہماری
عزیز ہو یا دشمن ہو مین اسے جوتیان نہ لگاؤنگی تو کیا سر پر چڑھاؤنگی بہار نے سخنان درشت سنکر
کہا بس بس زبان سنبھالو نمکحرام جو ہوگا وہ ہوگا مجھے کیا کام کسی سے میری بلا سے جھگڑے جانے

ذرا سیر چمن نہ لگتا نہیں میں بھی اپنے نام کی ہوں سارا شہزادی ہیں تمہارا معلوم کرو دو تکی مجھسے ذرا اپنا
زوجہ شاہ ہونا نہ جتانا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک سواری ظلمات کی طرف سے افراسیاب
کی آئی تجمل سواری جو پہلے ذکر کیا گیا ایک جانب ٹھہرا اور افراسیاب دستنبو اچھالتا ہوا تخت سلطنتی
کرتا تخت سے اترا اہل دربار بہ تعظیم اٹھے مجرا اور سلام ہر ایک کا ہوا اور تخت پر بیٹھا دیکھا کہ سہار
بہار کے اشک مسلسل جاری ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشاطۂ حسن نے موتیوں کا سہرا چہرۂ زیبا پر
اس حور جبین بہار کے آراستہ کیا ہے یا صدف کا منہ کھلا ہے کہ لآلی آبدار اگل رہی ہے رنگ چہرے کا
از طرف کلفت کے گل کی طرح سرخ ہوا افراسیاب یہ حال دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا اور پوچھا کہ اسکے
غنچہ و گلشن ہمہ سرسبز سے تو بری رہی کونسا اذیت پہنچا ہے کہ شکل غنچہ دلتنگ ہے بہار نے عرض
کیا کہ اے شہنشاہ اب میں گھبرا ہوں لیکن ارادہ رکھتی ہوں کہ بہار لشکر مہرخ پر جا کر وہ خزان
لاؤں کہ عندلیب آسا آپکے مددگار نالہ و شیون کریں اور مجھے رحم نہ آئے اور باغ ہستی میں کسی
باغی کا نخل قامت باقی نہ رہے لیکن باغ طلسم سے ہم بھی مانند بوئے گل پریشان ہوسے وا کے
چمن بند ریاض سلطنت آپکے قدم سے جدا ہو سکے یہ کلام اس غنچہ دہن کے افراسیاب نے
سنے اور دیکھا کہ چشم نرگسی میں اشک شبنم نظر آرہے ہیں لب نازک مثل برگ گل حرارت غضب
اور تیزی صبا سے کلام سے تھرا رہے ہیں کہ اسیات

طبیعت کو بہت ہوا ہے ملال	ٹھہرا اسے یاں ہوا ہے محال
لبوں پر ہے شکوؤں میں حجاب	محبت نظرا رہا ہے عتاب

کھسیانی ہو کر باتیں کر رہی ہے افراسیاب نے حیرت کو پکارا کہ اگر یہی لوگ تمہارا مہر بیشک تو
تمہارا حال تم کہاں سے ہو ہیں حیرت نے کہا یہ باتیں سب مجھے آگئی ہیں جاؤ تم سے ابھی باتیں
بناوٹ کی نہ کرو میں آدمی کی نگاہ پہچانتی ہوں تم انکی پشتی ہو بھلا کیونکر نہ لوگے یہ طرز بھی بہار
کو برا لگا اور افراسیاب بیٹی کی بات سنکر چپ ہو رہا بہار نے اپنے دل سے یہ مشورہ کیا کہ جا کر
مہرخ کا لشکر برباد کرے اور وہاں سے کسی طرف نکل جایے تجویز کرکے گلریزی گلشن کلام میں کی
کہ اے شہنشاہ آخر حضور کسی جاں نثار کو بہر مقابلہ حریف بھیجیں گے مجھی کو روانہ فرمائیے افراسیاب نے
سوچا کہ اگر میں روکتا ہوں حیرت کہیگی کہ معشوق کو لڑنے جانے نہ دیا اس سبب سے بہار کو اجازت
دی کہ اچھا جاؤ لیکن تم اکیلے نہ جانا کسی اپنے نوکر کو حکم دینا کہ وہ لشکر مہرخ کا فیصلہ کرے اور میں
[illegible]

تشریف لائیے تو مین اپنا گلا کاٹ ڈالون کہین ایسا غضب نہ کیجیے گا جو کسیکو بھیجیے افراسیاب نے کہا سچ ہے ای ملکہ تم ایسی ہی ہو اور خلعت رخصت منگا کر دیا بہار تیوریان چڑھائے منہ پھولائے سوار ہو کر کوہ آرام مین آئی اور ایک دن اپنے مقام پر رہکر اپنے سپہ سالار منجوار کر گدن پیشانی کو حکم ترتیب لشکر دیا بارگاہ زرلفتی بسنتی رنگ کی اژدر سحر پر بار ہوئی اور ساٹھ ہزار جادوگرنیان اور ساحر اسباب سحر کا لیکر آما دہ سفر ہوے جب کہ دوسرے دن اریکہ آرای چرخ زنگاری یا چتر زرین شعاع اور رنگ سپہر پر جلوہ گر ہوا ابیات

چو در خانۂ زین نشست آفتاب
روان گشت فتح و ظفر در رکاب
برآمد یکے قدص زرین حباب
فرو رفت ظلمت بدریا ے آب
رخ خود نمود آفتاب منیر
زر دیش جہان گشت روشن ضمیر

صبحدم نفیر سحر بجی اور لشکر نے کوچ کیا ملکہ بہار تخت پر سوار ہوئی سامنے ملکہ کے تخت پر گلدستے گلزار ارم جو بہشت رکھے تھے کھلا تخت پر چھائی تھی اور مہین مہین لونڈیان بڑی تھین جدہر سے سواری نکلتی تھی سائبان کے تختے از خود ظاہر ہوتے تھے اور پھولتے تھے جو اصین سرپر چتر زرین ملکہ کے لگائے تھین اور خود بخود کچھ پریزادین ظاہر ہو کر پچکاریان لیے رنگ کھیلتی تھین مونیان گاتی تھین اور جادوگرنیان اور ساحر ہمراہ کی چاندی سونے کے پھول ملکہ کے اوپر سے نثار کرتی تھین سحر کی نیرنگیان دکھاتی تھین آگے آگے منجوار بعدہ سپہ سالاری اژدہے پر سوار پشت پر ساحر ساٹھ ہزار کہ ابیات

کہ سب مثل بلبل کے تھے نغمہ سنج
محمد و گیسو دلبے رنج بر و شت رنج
زرہ پوشش مردان جنگ آزما
لیے ساتھ اسباب سب سحر کا
وہ آڑتی ہوئی برق اس فوج کی
کہ دریاے لشکر کی وہ موج تھی
ہز بران جنگی بہ آئین جنگ
کشیدند بر سر کمان تنگ تنگ
یلان عرق آہن رستا بیا
چو شیرے کہ گیرد در آئینہ جا

غرضکہ بڑے جاہ و حشم سے پانچ پانچ کوس کا کوچ و مقام بہار کرتی روانہ ہوئی جب ایک منزل لشکر کوہ آرام سے نکل آیا ایک جگہ بہار ٹھہری تھی کہ منجوار کر گدن پیشانی نے عرض کیا کہ ای ملکہ اگر اجازت دیجیے تو بارہ ہزار ساحر دن سے یہ غلام آپکا آگے جا کر لشکر حمزہ کو گرفتار کرے کسیلیے کہ بروقت تشریف لانے حضور کے زحمت بندگان عالی کو نہو صرف سر کٹوا کر پاس شہنشاہ کی

ساٹھ ہزار ساحر کے بارہ ہزار ساحر جو اسکی اردلی خاص کے تھے منتخب کرکے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام راہ طے کرکے قریب لشکر صرصر عیار ماہ مقام پہونچا اور خیمہ استادہ کرایا تھا رسے واسطے کے بیچے لشکر اترنے لگا مگر سپہ سالار نے اپنے خیمے کے برابر ایک خیمہ اور برپا کرایا اور اسباب سحر کا لیکر اسمین سحر کرنے بیٹھا خون خوک چوکا و یا صندل کی چوکی پر کھڑے ہوکر سحر پڑھنے لگا سور کے لہو سے آپ بھی نہایا منقل آتشین پر آگ دھتورے کے پھل رائی سرسون شعلے جلاتا تھا لیکن طائر سحر ملکہ صرصر کے اسکے لشکر کو اترتے دیکھ کر بارگاہ مہ جبین مین حاضر ہوئے اور بزبان فصیح دعاے شاہنشاہی بجالائے کہ ابیات

ای تاج شاہی را فروغ از تارک والای تو	دیہ خلعت شاہنشہی زیباست بر بالای تو
بدر ا لبد جاسے کمر بست عہر سپہر ابہت	شد فخر تخت سلطنت کا در زیر پاے تو

سپہ سالار بہار آیا ہے اور ارادہ فساد رکھتا ہے صرصر نے عمرو سے کہا خواجہ خدا خیر کرے بہار کا آنا برا قہر ہوا اُس سے ہم کوئی مقابلہ نہیں کر سکتے تا اینکہ اُسکے سپہ سالار کے بھی ہمسر نہیں ہو سکتے ملکہ اور خواجہ مین تو باتیں ہونے لگیں اور بچیار خبر شنکر لشکر سے نکل کر صحرا میں چلے گئے عمرو نے کہا ملکہ خدا مالک ہے گھبرانا نہ چاہیے لیکن عمرو ہر چند تسکین دیتا ہے مگر سارے لشکر مین کھلبلی پڑگئی اور کم اعتقاد و بزدل جو تھے وہ بھاگنے لگے جو ساحر مطیع اور بہادر ہیں انہیں یقین واثق مرگ کا ہوگیا عمرو نے بعد دلاسا دینے کے چاہا کہ میں بھی لشکر سے نکل جاؤں اوسوقت یکایک آسمان پر ابر آیا اور اُس ابر سے ہزار در شعار ٹوٹ کر گرنے لگا نافرمان نے کہا ای ملکہ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سرخ مو سے کا کل کشا حاکم قلعہ سرخ مو یہان آتی ہے صرصر نے ساحران معزز کو بہر استقبال بھیجا عمرو بھی یا تو جاتا تھا ٹھہر گیا کہ دیکھوں کون آتا ہے لیکن جسوقت شکیل وغیرہ براہ تعظیم سرخ مو کے پاس پہونچے سرخ مو ملکہ نافرمان کے گلے سے لپٹ گئی سمجھے کہ ان دونون مین بہناپا ہے اور یہ نافرمان کو سمجھانے آئی ہے کہ کیون شریک عمرو کی ہوئی اب بھی بازگشت کرے اور میرے ساتھ چلے حضور کی بارگاہ مین آئی ساحرہ جلیل القدر ہے اور صاحب ملک و مال ہے تیس ہزار ساحر اسکے مطیع ہین افراسیاب بھی خاطر کرتا ہے مسینہ جمیلہ بھی ہے صرصر نے اُٹھکر تعظیم کی اور صندل زرین پر بٹھایا آپ نے دیکھا کہ ملکہ مہ جبین تخت پر جلوہ گر ہے دربار لگا ہے ایک کرسی جواہر نگین پر عمرو بیٹھا ہے عمرو کا چونکہ حلیہ سارے طلسم مین افراسیاب نے بھیجا ہے جاری کیا تھا اس سبب سے سرخ مو نے بھی شناخت کیا اور عمرو کی صورت عجیب دیکھکر ہنسی اور کہا ای نافرمان یہ عمرو ہے کہا کہ شعبدہ باز ہے مگر کچھ افسوس ہے صفت انکی جان

کہو نا فرمان نے کہا بہن ستارۂ اقبال شہنشاہ عمرو اوج پر ہے افراسیاب مارا جائیگا طلسم فتح ہوگا جو عمرو کا شریک ہوگا وہ بچے گا باقی سب مارے جائینگے تم بھی بہن مل جاؤ صرصر یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور کہا یہ خوش کہا افراسیاب اور کجا عمرو واہ ری آپکی عقل کہان زمین کہان آسمان تم مجھے سمجھاتی ہو اگر ہزارون ساحرون کو عیار قتل کرینگے تو بھی کیا ہوگا افراسیاب کی فوج اسقدر ہے کہ ایک قلعہ ہے اس میں کئی ہزار کنوئین ہیں اس ہر ایک کنوئین میں بیشمار مچھر بھرے ہیں مگر وہ مچھر نہیں ہیں بلکہ ساحران طلسم اور لشکر افراسیاب ہے اگر اس میں سے ایک کنوان کھولدے تو سارا طلسم پُر از فوج ساحران ہوجائے بھلا شہنشاہ وسے کون مقابلہ کر سکتا ہے اور فرض کیا کہ عمرو سب طرح غالب آئیگا مگر لوح طلسم کہان سے پائیگا کیونکہ بے لوح کے طلسم فتح نہیں ہوتا اور لوح اس طلسم کی افراسیاب خود بھی نہیں جانتا کہ کہان ہے پس عمرو کہان سے لائیگا نا فرمان نے کہا اے صرصر وہ مسبب الاسباب کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ لوح ملیگی اور طلسم فتح ہوگا تمنے سنا نہیں کہ مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قویتر است صرصر نے کہا معلوم ہوا کہ اے بہن اب ہمارے تمہارے جدائی ہوئی ہم کسطرح عمرو جیسے ذلیل شخص کی اطاعت نہ کرینگے اسطرح کی باتین باہم بارگاہ میں ہو رہی تھین کہ وہان برق اور انتشہ جو دمدمہ میں سحر پڑھ چکا تھا پھینٹ دیچکا اور اسی طرح خوشبو لگا اسمین ملایا ہوا اور خیمہ پیدا کرکے ہوا لشکر صرصر کی طرف سحر پڑھکر پھینکا کہ ایک ابر لشکر پر چھا گیا ہوا اور ہوا لگی سرد سرد جھونکے چلنے لگے صرصر نے کہا دیکھو کوئی آفت آئی یہ کہکر پرواز کرنا چاہی لیکن ابر سارے لشکر پر چھا گیا تھا ہوائے سرد کا جھونکا لگا کہ بیہوش ہوکر گری بعد کچھ عرصہ کے جو ہوش میں آئی اور کہا اے نا فرمان تیری محبت میں میں بھی گرفتار ہوئی نا فرمان اور صرصر اور شکیل وغیرہ سب غافل تھے اور جانتے تھے کہ صبح اور جب طبل جنگ بجوائیگا اسوقت مقابلہ ہوگا غرض کہ اس جلدی میں سب سحر پڑھنے لگے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور ہوائے سرد کے جھونکے جو جسم میں لگے سب بیہوش ہوگئے اور بعد اسکے جو ہوشیار ہوئے پکارتے تھے

نظم

متاع لیست در کوچه میفروشند ❊ که امروز در هر که پابند هوش
گریبانش گیرند و دامان کشند ❊ کشاکش بدیوان مستان برند

سب بیہوش ہو کر جھومتے تھے اور صراحی و جام لیکر میخواری کرتے تھے کوئی کسی کے دھول لگاتا تھا کوئی کسی کی مونچھ اکھاڑتا تھا کسی کو عالم مستی میں دریا موجزن معلوم ہوتا تھا کہ پکڑکر زمین

[illegible]

دنیا مین ذرا دیکھہ ہوسناک تماشا — پھر خاک مین تو دیکھیگا کیا خاک تماشا

اب تو یہ عالم ہے کہ تمام لشکر ایک جگہ جمع ہو کر دستہ دستہ ناچ مین بھیجا وچ لیکر ہولیان گاتے گاکر فرد

ہیکشو ابکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیے — واسطے آئین بیٹھون پیہولیان گاتے ہو

الغرض مستان اور شور قلقل مینا سے ہر طرف ہنگامہ تھا برپا ایک مغنی ابر پر کھڑا تھا کہ یہ غزل

بیا و کشتی ما در شط شراب انداز — خروش و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز

مرا بکشتی بادہ در افگن ای ساقی — کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز

ز کوی میکدہ برگشتہ ام ز راہ خطا — مرا دگر ز کرم در رہ صواب انداز

بیار زان می گلرنگ مشکبو جامی — شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز

اگرچہ مست و خرابم تو نیز لطفی کن — نظر برین دل سرگشتہ خراب انداز

بنیم شب اگرت آفتاب می باید — ز روی دختر گلچہر رز نقاب انداز

مہل کہ روز وفاتم بخاک بسپارند — مرا بمیکدہ بر در خم شراب انداز

گر از تو یک سر مو سر کشد دل حافظ — بگیر و در شکن زلف پر ز تاب انداز

اسیجا اصل یہ تو سب اس کیفیت سے ابر سحر کے بیچ مقید ہین کہ جو نکل کے اندر ہے یا باہر جائیگا کا
کرتا ہوا اسکو ہوا سے سحر کا جھونکا ابر سے نکل کے بیہوش کر دیتا ہو اور جو زیر ابر ہو وہ مست ہو رہا ہے
لیکن ہوا سے سحر و کے اور عیار لشکر سے پہلے ہی نکل گئے تھے اونہون نے دور سے یہ کیفیت اپنی فوج
کی دیکھی زنبیل عیاری سنبھالی قران زنبیل شکار عیارون کے پاس آیا اونہون نے یہ حال کہا قران
فکر کرتا ہوا عیاری کی ایک طرف چلا اور سب عیار ایک سمت روانہ ہوئے اور صحرا اسقدر
سحر خرابی از بسکہ خون خوک مین نہایا تھا اسلیے حکم دیا کہ پانی سقے حاضر کرین مین غسل کرونگا سقے
مشک لیے دریا جو لشکر کے قریب تھا وہان آئے اتفاق سے قران تدبیر عیاری سوچتا ادہر آ نکلا
سقون کو پانی بھرتے پایا آپنے پوچھا کہ یہ پانی کہان جائیگا انھون نے کہا سحر ساز نہائیگا
قران نے ایک سقے سے کہا کہ بھائی تجھ سے ایک بات کہنا تھی بلکہ ایک امانت تمھاری میرے
پاس ہے تمھارے ایک دوست نے مجھے دی ہے سقا یہ کلام سنکر لالچ مین آیا اور سوچا کہ یہ چیز مین
اس شخص کو پہچانتا نہین مگر کیا عجب ہے شاید کسی نے مجھے بھیجا ہو تو الگ جا کر لے لون یہ سوچ کر
علیحدہ ہمراہ قران کے آیا قران نے اسے الگ لیجا کر حباب بیہوشی منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا
آسمنہ و رخشندہ باندھکر قران اوسکی صورت بنا مشک کندھے پر ڈالی انگلی کہارون کے آ پہنچی

جسم کو سینے لگایا کانٹا سینے کے برابر لٹکایا اور وہاں سے بجلی سی تمام آکر دریا سے مشک بھری اور
گھر میں بندہ اپنا چھپا کر مشک اٹھا کر لشکر صیحوار میں آیا دیکھا اندر خیمے کے سب سقے جاتے ہیں
قران بھی خیمے میں آیا دیکھا صیحوار چوکی پر بیٹھا ہے اور سقے مشک لا کر اسکے جسم پر ڈالتے ہیں
اور پھر پانی بھرنے جاتے ہیں قران نے پشت پر آکر ایک ہاتھ سے دہانہ مشک کا کھولا اور
دوسرے ہاتھ سے بندہ کو نکالا مشک کندھے پر سے اتار کر صیحوار کے سر پر اڑھا دی وہ حیران
ہوکر پھرا تھا کہ قران نے جھک کر بندہ مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا تیورا کر گرا تھا کہ قران نے سر
کاٹ لیا شور و غل پیدا ہوا تمام عالم میں تاریکی چھا گئی ساحر دوڑے قران جست کر کے خیمہ کو
فرار کر بھاگا جب ساحر اندر خیمے کے آئے صدا سنی کہ مارا مجھے نام میرا صیحوار گردن پیشانی ہوتا
ساحر وارث نے لاش اٹھائی رونے پیٹنے لگے لیکن لشکر صرصر پر وہ ابر جو محیط تھا شق ہوکر برطرف
ہوگیا اور سبکو ہوش آگیا وہ حالت مستانہ دفع ہوئی صرصر نے کہا بہن نافرمان میں جاتی
ہوں یہ کیا تھا اور کیا ہوگیا نافرمان نے کہا صیحوار کے سحر میں ہم سب مسحور رہے اسکو کسی عیار
نے قتل کیا ہم اسکے رہا ہوگئے صرصر مع سبکے ہوش اڑ گئے کہ کیسا جلد عیاروں نے صیحوار کو قتل کیا
کہا بہن میں مالک گئی واہ واہ واہ کیا کہنا نافرمان نے کہا بہن کہاں جاؤنگی ٹھہرو دیکھو اب
کیا ہوتا ہے صرصر وہ ٹھہر گئی اس عرصہ میں قران بھاگ کر صحرا میں پہونچا اور زفیل عیاری
بجائی برق صدا سنکر دوڑا آیا اور کہا اے خلیفہ لشکر صیحوار میں یہ شعلے کیسے بلند تھے شور و
غل ہو رہا تھا قران نے کہا صیحوار کو میں نے جہنم واصل کیا جلد جا کر لشکر صرصر کو لا اور فوج
کو دریں کی قتل کر برق بعجلت تمام پاس صرصر کے آیا اور کہا جلدی چلیے لشکر صیحوار کو قتل
کیجیے صرصر نے نفیر سحر بجائی جلد جلد فوج میں کرنا ہی ہوئی ساٹھ ہزار ساحر آکر لشکر صیحوار پر کہ بارہ
ہزار ساحر تھے گرجکر سحر چلانے لگا سلیں برف کی گرنے لگیں کسی ساحر نے دریا سحر کے زور سے بہا دیا کسی
نے آگ برسائی کسی نے تیر برسائے کسی سمت سے پیکان تیر برستے تھے ایک ہنگامہ قیامت برپا تھا خیمہ میں
آتش آگ بڑھا یا دل آرام نے سحر کی بجلیاں گرائیں شمع و مراقب ایک دستو کے کبھی لوٹ مار کر کبھی
جست کر کے خنجر زنی کرکے سر اور بازوں قلم کرتا تھا ہر دو کو لوٹتا تھا اسد کا نعرہ ایکطرف بلند تھا نعرہ

اسد نامور ضیغم روزگار
زکلہ کردہ شمشیر پروردگار
زتیغش بمیدان جنگ آوران
شود چار سو الامان الامان

سپاہ چار سمت سے گھر آیا تھا برق شمشیر چمکتی تھی سر مثل باران کے برستے تھے شکیل شہزادہ آ

کی حفاظت کرتا ہوا ساتھ ساتھ لڑتا جاتا تھا اور اسد صف لشکر دشمن کو پراگندہ کرتا تھا نظم

بجوشش غضب صورت شیر نر — بہر سمت چون میشدی حملہ ور
نمایان شدی این چنین کارزار — ز تن شد جدا سر ہزاران ہزار
بسے گبر چون گلۂ گوسفند — گریزندہ از بیم جان میشدند
تزلزل فتادہ چو در رزمگاہ — پراگندہ می گشت فوج و سپاہ
یکے داشت در سر ہوائے گریز — یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
یکے را روان خون ز زخم سنان — بمیدان یکے تشنہ لب داد جان
بگیتی است تا رسم فتح و شکست — چنین فتح کس را ندادست دست
ندیدہ بچشم زرہ این چنین فتح دید — نہ گوش سپہر و رصافی شنید

خلاصہ دم بھر میں بارہ ہزار ساحر لشکر اہرمن کے مارے گئے بھیڑ بنگاہ بازاری لوگ بھاگ کر سمت بہار جادو روانہ ہوئی مہرخ نے خیمہ ڈیرہ مال و خزانہ ساز و سامان سب لوٹ لیا ایسا رن پڑا تھا کہ ؎ یک وجب جائے ز سیلان خون پاک نبود ۔ کشتہ بر کشتہ نہادند بود دگر خاک نبود غرضکہ لوٹ مار کرکے سب اپنے پڑاؤ پر آئے سردار داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی نذریں فتح و نصرت کی مہ جبین کو گذرنے لگیں مہرخ موے نے بھی اٹھکر نذر دی اور کہا اے ملکہ اب اگر میں اپنے ملک کو جاؤنگی از بسکہ آپ کے یہان جنگ میں شریک تھی افراسیاب زندہ نچھوڑیگا لہذا میں بھی آپکی کنیز ہون خواہ جان جائے یا رہے مہرخ نے گلے سے لگایا اور خلعت مہرخ کو دیا اسنے ایک نامہ اپنے سپہ سالار شمشاد فیل پیکر کو لکھا کہ مع فوج و لشکر و مال و خزانے کے لشکر مہرخ میں آکر پہونچو کہ ہمنے اطاعت عمرو کی اختیار کی یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ بزور سحر پرواز کرکے سمت ملک مہرخ مویان روانہ ہوا لیکن اب حال سنیے کہ ملکہ بہار منزل بمنزل اسطرف چلی آتی ہے اور منتظر ہے کہ نامہ میخوار مشعر بہ مضمون گرفتاری لشکر حریف آئے تو میں جلدی جاکر سب کے کان کاٹون اور افراسیاب کو بھیجون یہانتک کہ ایک دن صحرائے سبزہ زار نشاط افزا میں اتری تھی کہ ساحر نالان و گریان بھاگے ہوئے آکر پہونچے بہار نے صدائے استغاثہ سنکر روبرو اپنے طلب کیا اور حال استفسار فرمایا انھون نے حال بربادی لشکر اور خزان آنا بہار گلشن عمر میخوار پر بیان کیا العیاذ باللہ بہار یہ کیفیت سنکر زرد ہوگئی اور فرط غضب سے پشت دست کو کاٹنے لگی اور اسی وقت طاؤس سحر پر سوار ہوئی وہ طاؤس ہمسر سیمرغ تھا اسقدر عظیم الجثہ اور جسیم و ضخیم تھا کہ نظم

پر و بالش چو شاخہاے درخت	پاے او بود مثل پایۂ تخت
چون ستونش پابلند منقارے	نہ ستون لیک درمیان غارے

تجمل سواری بھی سب چھوڑا اکیلی اُس طاؤس پر بیٹھکر روانہ ہوئی فوج کے سرداروں نے جو بہار کو
جاتے دیکھا اسیوقت نقارہ کوچ کا بجایا اور ساتھ چلنے جلد سوار ہوئے مگر بہار نے افسرون سے کہا
مین آگے جاتی ہون تم پانچ کوس جب لشکر صرصر باقی رہے وہان آکر ٹھہرنا مین جاکر اُسکا خاتمہ کیے
دیتی ہون لشکر لیجانے مین یہ قباحت ہے کہ عیار کثرت مردم سے شناخت نہین کیے جاتے ہین
اور وہ لشکریون مین ملکر آفت برپا کرتے ہین مین کچھ سب کو گرفتار کرکے چلی آؤنگی یہ
کہکر وہ چار کنیزون اور انیسون جلیسون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی یہان بارگاہ صرصر مین سامان
عشرت مہیا ہر ایک مایل عیش و طرب بیٹھا تھا مگر صرصر اندیشہ ناک تھی کہ سپہ سالار بہار کا
مارا گیا ہے وہ ضرور آتی ہوگی یکبارگی اچانک ہی تھی وہی سن چکا تھا کہ سپہ سالار پہلے بہار سے آیا تھا وہ قتل ہوا
ہے اب کوئی دم مین آفت آیا چاہتی ہے یہان سے نکل جانا چاہیے غرض صنعتگر نے صرصر سے کہا خدا
حافظ مین جاتا ہون تم ہر ایک بلا مین دست استقلال سے دامن صبر پکڑے رہنا اور گھبرا نہ جانا آمد
بہار کی خبر ہے میرا ٹھہرنا مناسب نہین یہ کہکر بارگاہ سے نکل گیا صرصر کے جانے سے اور عیار بھی جنگل
کی طرف روانہ ہوئے اور صرصر تدبیر دفع سحر بہار مین مصروف ہوئی اس عرصہ مین یکایک ہوا
سرد عیسی دم مسیح نفس وزان ہوئی اور خود بخود تمام لشکر مین صرصر کے غل پڑگیا کہ بہار آئی بہار
آئی صرصر اور تمام افسران بارگاہ بیتابانہ باہر نکل آئے دیکھا روبروے لشکر کے طاؤس پر مرغ زرین
بال تختہ رباہے اور ملکہ بہار اُسپر سوار ہے جب سب بارگاہ سے اور اپنے خیمون سے لشکری باہر
نکل آئے اور ایک جا جمع ہوکر صورت دیکھا اور ملاحت جمال آرا دیکھنے لگے اسوقت بہار
نے گچھہ سحر مہک و شتاب دی کہ کوہسار کی جانب سے گھٹا گھنگھور اُٹھی صرصر اور تمام ساحر شور
رعد کو دیکھنے سننے لگے مگر طرفۃ العین مین غبار زر رنگ زمین سے اُٹھا کل لشکر کی آنکھین بند
ہوگئین اور گھٹا ہر سمت چھا گئی پھر جو صرصر وغیرہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہر طرف جھونکے طولانی
لاتا ہے لگے مین باد صبا جھومتی ہوئی سرو و شمشاد خرامان ہے اور ایک گرد کا بلند حصار بلورین
کوسون تک سامنے نظر آتا ہے کیسا کہ جسوقت آنکھین اہل لشکر کی بند ہوئی تھین تو ملکہ بہار
نے ایک تختہ کاغذ کا اپنی جھولی سحر کی نکال کر اور قلم دوات لیکر اُس تختہ کاغذ پر ایک طلسم لکھا
کہ وہ تختہ قرطاس ایک باغ بنکر تیار ہو رہا ہے اسپر طلسم بنایا کہ جو اندر اُس باغ کے آئیگا بیہوش

سنجاب کا بچھا تھا نازنینان قمر پیکر جام و سبو لیکر حاضر تھین ملکہ بہار کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر تھی اور چھڑی جواہر کی جگنو جڑے ہاتھ مین لیے آراستہ بلباس و زیور تھی سامنے گلدستے اور نہالچے رکھے تھے بہار کی صورت دلاویز پر اس وقت گلرخان گلشن روزگار مثل ہزار ہزار جان سے تصدق او نثار تھے زلیخا نے یہ صورت خواب مین نہ دیکھی تھی اور پریون نے اگر کہا اگر پائی ہوگی تو اسکی کنیزی ہاتھ آئی ہوگی بال سر کے طائر جان عاشقان کے لیے دام تھے زلف گرہ گیر مین گرفتار دلہای بیدلان ناکام تھے کہ سراپا

زبان منہ مین آگاہ اسرار غیب دہن حسن در الحمد بلیشک و ریب
بناگوش سے صبح محشر خجل سیہ خال اس مین سویدا سے دل
وہ غبغب مین اک موج آب زلال دکھاتے تھے اک جا پہ بدر و ہلال
ترقی پہ جوش بہار چمن بر و دوش گلدستہ یاسمن
سمن سینہ و نازک اندام و نرم عیان شرم شوخی مین شوخی مین شرم
وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست کرین جس کی بیعت صنوبر پرست
وہ چھاتی کی رنگت وہ بیٹنی سیاہ کہین دیکھ کر جس کو اہل نگاہ
زبس آئینہ سان ہی تن کی صفا یہ سینے پہ پڑتا ہے عکس آنکھ کا
پسینے کے قطرون مین ایسے گلاب صفائے شکم سے خجل ماہتاب
درخشندہ ناف اس در پاک کی مگر رہ سرہ تھی یہ وہ خاک کی
وجود کمر کی لطافت گواہ نہان چشم مین مثل تار نگاہ
وہ رانین بنائی تھین سانچے مین ڈھال پھسل جائے جس پر نگاہ خیال
نہ ہو ساق کیون روکش شمع طور کہ تھی پشت پا اس کی رخسار حور

اس باغ کی بہار اور شکل بہار دیکھکر مہرخ اور شکیل اور راسد اور ماہ جبین اور نا فرمان اور سرخ مو اور بادہ جادو اور دلارام سالار سردار سب پکارے کہ آمنا

کہان گل کہان مرتبہ خار کا کہان مین کہان سامنا یار کا
مرے بخت برگشتہ سے ہے بعید کہ دیکھون مین آنکھون سے روز عید

اے ملکہ بہار ہم لوگ آپکے پروانہ وار شمع رخسار پر عاشق او نثار ہین ہمارے حال زار پر نظر فرمائیے از نظم

دربدر خاک بسر ہوگئے رسوا ہوکر کیسے برباد ہوئے آپکے شیدا ہوکر

اٹھیے آپ جو ہم خاک نشینوں کی طرف
فرش بچھا ہیں ابھی دامن صحرا ہوکر

صبر و ہوش و خرد و تاب و تواں لیگئے آپ
دل تڑپتا ہے یہاں سینہ میں تنہا ہوکر

چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تیر
گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہوکر

ای ملکہ ہمیں اپنی غلامی اور کنیزی میں سرفراز فرمائیے ملکہ سہار نے کچھ انکے حال پر اعتبار نکیا اور ایک گلدستہ اٹھا کر انکی طرف کھینچ مارا ہمہ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں اس گلدستے کی ایک ایک پنکھڑی الگ ہو گئی اور پھولوں کا گجرا بنکر لشکریان عمرو کے ہاتھوں میں پڑ گئی عجب کچھ سب کے ہاتھوں میں بندھ گئے اسوقت سب تحسین کرنے لگے اور کہتے تھے کہ ای ملکہ سہار توبہ توبہ ہمکو عمرو عیار دغا کار نے بہکایا تھا اب ہماری خطا حضور معاف کریں اور ہم سبکو پاس شہنشاہ افراسیاب کے لیچلیں سہار نے کہا اچھا تم سب میرے پیچھے چلے آؤ میں تمکو پاس شہنشاہ کے لیچلوں یہ کہکر جست کرکے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور باہر باغ کے نکل کے چلی ساری خلقت پیچھے اسکے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتی ہوئی روانہ ہوئی وہ باغ سحر اسکے جانے سے غائب ہوا لیکن عیاران لشکر نے دور سے سہار کے لشکر کو مستانہ روش پر جاتے دیکھا زنبیل عیاری سنبھالی سب ایک جگہ جمع ہوے برق نے کہا استاد میں عیاری کو جاتا ہوں عمرو نے کہا ساحرہ زبردست ہے تم اسپر غالب نہ پاؤگے اور اگر تمنے اسے بیہوش بھی کردیا تو قتل کروگے اور لشکر کو چھڑا دوگے اور میں چاہتا ہوں کہ سہار کو گرفتار کرکے اپنا مطیع کروں لہذا اگر تم سہار کو قتل نہ کرو تو جا کر عیاری کرو برق اور سب عیاروں نے کہا یہ ہمسے نہوگا عمرو نے کہا تم سب ٹھہرو اور آپ زنبیل پر ہاتھ رکھکر معجزہ طلب کیا کہ یا جناب آدم صفی اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام میری صورت لشکر دم دنیا میں ایک طفل چہاردہ سالہ کی دکھائی دے یہ دعا مانگ کر جام حضرت اسحق پیغمبر علیہ السلام نکالا کہ جس میں آب جنت ہمیشہ بھرا رہتا ہے اس آب طاہر و مطہر سے سارے جسم کو تر کیا ہوا گویا پانی چھڑکتے ہی پلٹ گئی یعنی عمرو کی شکل زیبا ایک طفل خوب صورت کی ایسی دکھائی دینے لگی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگرکھا گلنار پہنے ہے میں کرتیاں لگی ہیں ٹوپی گوٹا چڑھا ٹکی سر پہ ہے جواہر اور گوہر اس میں ٹنکے ہیں کہ جسکے تیرے جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھیں + ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہیں + گلے میں طوق منت کے تیرہ پڑے ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ تیرہ برس عمر کے گذرے ہیں ابھی چودھواں سال پورا نہیں ہوا ہے جو طوق منت کا پہنایا جاتا مگر چتونوں سے اس طفل ماہ طلعت کی گویا عاشق مزاجی پیدا ہے کہ

غرضکہ قریب عمرو کے پہونچی عجب کیفیت دیکھی کہ ایک طفل حسین مہ جبین اُٹھتی جوانی محبوب لاثانی شاخ درخت پکڑے آنکھیں بند کیے گا رہا ہی اور اس طرح ترنم سرا ہی کہ اُس جنگل کے چرند اور پرند سب محو ہیں کوئی طائر اُس نازنین کے بازو پر بیٹھا ہی کسی نے سر پر آشیانہ کیا ہی کوئی ہاتھ پہ مسکن گزین ہی مگر اُس لڑکے کو اپنی دُھن میں کچھ خبر نہیں ہی کانوں میں بالے پڑے ہیں بازو بند جواہر کے بندھے ہیں گلے میں ہیکل خوشنما پڑی ہی ہاتھوں میں مہندی لگی ہی چہرہ چودھویں رات کا چاند ہی بلکہ وہ بھی روبرو اُسکے ماند ہی لباس پر تکلف سے آراستہ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا لاڈلا بیٹا ہی بہار قریب اُس گل رخسار کے گئی اور پکار کر پوچھا کہ اے سرو قامت نونہال کس گلشن شاداب کا ہی کہ اس طرح اس وحشت پر خطر میں کھڑا ہی تیرے والدین کا کیسا پتھر کا کلیجا ہی کہ ابیات

اُس وقت کہاں اس دشت میں آہ ہے جلوہ کر اے بت حور لقا	
	میری جان ہی جاتی برائے خدا کچھ کہہ تو ذرا تو حالت دل
نہ فقط تری زلف ہی دام بلا نہ فقط تیرے ہی خال ہیں ہوش ربا	
	ہیں یہ عشوہ و غمزہ و ناز و ادا سبھی باندھے کمر بہ غارت دل

عمرو نے یہ صدا سنکر آنکھیں کھولیں اور سہم کر بہار کی صورت دیکھی اور ہاتھ باندھکر سلام کیا اور کہا میں جاتا ہوں مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ جگہ آپکی ہی بہار نے دیکھا کہ مجھے دیکھکر اُسکا رنگ رخ زرد ہوگیا ہی اور بسبب بچپنے کے ڈر گیا ہی یہ سمجھکر اپنے طاؤس پر سے کود پڑی اور قریب آنے لگی عمرو ہاتھ جوڑے روتا ہوا پیچھے ہٹنے لگا اور کہتا تھا کہ مجھ سے قصور ہوا اب کبھی یہاں نہ آؤنگا بہار نے دل سے کہا ہی یہ بالکل ناسمجھ ہی نہیں معلوم کیونکر یہاں آیا ہی پس اسنے پچکار کر کہا میاں ڈرو نہیں ہم تمھیں پیار کرینگے تم کس کے صاحبزادے ہو عمرو چمکارنے سے بہار کے ٹھہرا اور اٹھلا کر بولا کہ تم ہمیں مارو گی تو نہیں ہمیں باجی اماں نے مارا ہم یہاں بھاگ آئے بہار نے یہ سنکر خیال کیا کہ افسوس والدین اُسکے ڈھونڈتے ہونگے اور یہ یہاں بھاگ آتا ہی جب ہی میں حیران تھی کہ یہ بچہ جنگل میں کیوں کھڑا ہی معلوم دیا کہ مار کے ڈر سے بھاگا ہی پس اسنے کہا نہیں نہیں تم خوف نہ کہا ہم تمکو نہ مارینگے عمرو نے کہا تم ہماری قسم نہیں مارو گی بہار نے کہا ساحری کی قسم کچھ نہ کہینگے عمرو آگے چند قدم بڑھا اور پھر سہم کر پیچھے ہٹا اُس وقت بہار سوچی کہ کمبخت اُسکے ماں باپ نے ایسا مارا ہی کہ لڑکا سہما جاتا ہی یہ تصور کرکے ایک گلدستہ بہت خوشنما اور بہار جھولی سے نکالا اور کہا یہ لوگے عمرو نے دل سے خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہی اگر سحر کردیگی تو کچھ نہ بنیگا گلدستہ دیکھکر

ہنسکر بولا کہ ہان لینگے بہار نے گلدستہ چھپا لیا اور کہا او ہمارے گلے لگ جاؤ تو دین عمرو دوڑ کر گلے سے
لپٹ گیا اور کہا وہی پھول دو باجی لاؤ وہی دو بہار نے دونون گالون پر خوب پیار کیا اور کہا چل
ہین سمجھے اپنا بیٹا کر دونگی عمرو نے کہا باجی امان کیا تمھین ہو بہار بولی کہ ہان عمرو گویا ہوا کہ
پھر ہمین پھول دو بہار نے پوچھا کہ بتاؤ تمھارا گھر کہان ہے عمرو نے کہا ہمارا گھر بہت دور ہے ادھر دیکھو
وہ سامنے جو درخت ہے بس ادھر ہی ہمارا مکان ہے وہ دکھائی دیتا ہے بہار نے کہا چل جھوٹے لو
انکا گھر ایسا قریب ہے کہ سامنے دکھائی دیتا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواصین اور انیسین آکر
بہار کی پہنچین عمرو انہین دیکھکر بہار کی گود سے تڑپ کر نکلا اور بولا کہ ہم جاتے ہین بہار
نے اپنی خواصون سے کہا کہ بچہ ڈرتا ہے تم لشکر کی طرف جاؤ مین آتی ہون خواصین آگے بڑھ گئین
اور بہار نے کہا میان باجی کو اپنی چھوڑ جاؤگے عمرو بولا کہ پھر کیا تمھارے گھر چلین بہار نے کہا
ہان عمرو نے کہا ہمین ہرن پکڑ دوگی بہار نے پوچھا کہ ہرن کیا کروگے عمرو گویا ہوا کہ اے باجی
ہماری باجی امان ایک دن کہتی تھین کہ ہم جو اپنے بیٹا کی شادی کرینگے تو ہرن کا گوشت پکائینگے
ہمنے سن رکھا تھا آج ہم جنگل مین جو بھاگ کے آئے ہین تو ہرن لینے جائین امان خوش ہوکر ہمارا بیاہ
کر دینگی بہار خوب ہنسی اور کہا تجھے جورو کے ملنے کی بڑی خوشی ہے اگر تو میرا بیٹا بنیگا تو شہزادی کوئی
بیاہ لا دونگی تو اپنے باپ کا نام بتا مین اسے بلوا کر مانگ لون عمرو نے کہا ہمارے ابا کا نام اسیم
جادو اور ہمارا نام گلریز جادو ہے باجی ہمارے گھر چلو بہار نے کہا تمھین گھر اچھی طرح یاد
نہین ہے تم ہمارے ساتھ چلو مین گھر تمھارا لوگون سے ڈھونڈوا کر تمھارے باپ کو بلوا بھیجونگی عمرو
نے کہا اچھا ہمین گود مین لے چلو بہار نے اسے گود مین لیکر اپنے طاؤس پر بٹھا لیا اور لیکر روانہ
ہوئی بہار کے موجب حکم لشکر اسکا پانچ کوس کے فاصلے پر لشکر مہرخ سے آکر اترا تھا بہار کی کو
تو آہی چکی تھی تھوڑے ہی عرصہ مین داخل لشکر ہوئی سرداران فوج کو بلا کر حکم دیا کہ لشکر مہرخ
میرے سحر مین گرفتار ہو کر آیا ہے جب تک مجھ سے انکے ہاتھون مین بندھے رہین گے ہوش نہ آئیگا
لیکن بنا بر احتیاط تم لوگ پہرا لگاؤ کوئی افتاد نہ پڑے اور کنیزون کو حکم دیا کہ اندر بارگاہ کے سب
سامان عشرت مہیا کرے تم سب بیرون بارگاہ آج کی رات رہو خبردار کوئی اندر بارگاہ کے نہ آئے
کہ عیار تم مین ملکر چلے آئینگے دن تھوڑا رہا ہے اسوقت لشکر مہرخ کے سر کٹ نہ سکین گے کل صبح
کر سب کو قتل کر دونگی اور آج خستہ و شکستہ بھی ہون اندر رفت مین تھک گئی ہون گرد میری بارگاہ
[illegible] حفاظت اسکی کرو [illegible] باکمال [illegible] ہوشیار رہو [illegible] اور

یہ جا کر لشکر چرخ کو گھیر لیا یہ امر مقرر ہو گیا ادھر خواصون نے مسند پر زر بچھائی پانگری جواہر کی آراستہ کی فواکہات کی ڈالیان خوش رنگ نرالیان لگا دین کشتیان شراب ناب کی قابین بھر کر کباب کی رکھدین خاصے کے خوان چن دیے عطردان چنگیر چوگھڑے پاندان جملہ سامان موجود کر کے آپ سب بیرون بارگاہ چلی آئین اور ملکہ بہار مع عمرو کے داخل بارگاہ ہوئی سراپچہ بارگاہ کے فراشون سے اٹھوا دیے اور کہا شام قریب ہے تم بھی اب روشنی کر کے باہر چلے جاؤ فراشون نے دن ہی سے شیشہ آلات روشن کر دیا اور چلے گئے صرف بہار اور عمرو تنہا رہے اس اثنا مین وہ دن تمام ہوا اور رقاصہ فلک پیشواز ستارہ دار زیب قامت فرما کر روبرو خسرو انجم کے مجرا کرنے حاضر ہوئی اور ترک سپہر خنجر لیکر عہدہ پاسبانی خیمہ چرخ کے در پہ ٹھہرا کہ انظم

دکھایا ماہ نے جب روئے پر نور	دھوئیں کی طرح ظلمت ہو گئی دور
ہوا گردون کا تخت آبنوسی	فروغ ماہ سے نور تجلی
وہ شب تھی روز روشن سے بھی بہتر	لباس ان ہر تھا ہر ایک خستہ

عمرو کو بہار نے کچھ میوہ اور مٹھائی کھلائی کھانے کے لیے خاصہ اور طعام لذیذ سامنے رکھا عمرو نے کہا مین کھانا نہ کھاؤنگا غرضکہ میوہ کھایا اور بہار کھانا نوش فرما کر مسند پر بیٹھی اور کہا میان صاحبزادے کچھ گاؤ عمرو نے کمر سے نے نکالی اور بجانے لگا اور کبھی اشعار مضامین عشق انگیز اور کبھی [illegible] آمیز گاتا تھا قطعہ

تا عمر بود در ہوس بوی تو باشم	در خاک شوم خاک سر کوی تو باشم
فردای قیامت نروم جانب طوبی	در سایہ سرو قد دلجوی تو باشم
خوش آنکہ زبان از پی دشنام بر آری	من دست بر آوردہ دعا گوی تو باشم
پہلوی تو پیوستہ نشینند رقیبان	تا من نتوانم کہ بہ پہلوی تو باشم
از غمزہ تو ساحری آموزم دانا	موی شوم و در خم گیسوی تو باشم
ہر گہ کہ تو از ناز بری دست بچوگان	خواہم ہمہ تن سر شوم و گوی تو باشم
ای شاخ گل تازہ منم بلبل این باغ	معذور رم اگر شیفتہ روی تو باشم
روزے کہ فلک خواند مرا نام بلالی	ہیچ است کہ من مائل ابروی تو باشم

اسوقت گرد بارگاہ بہار کے جانوران صحرائی محو ہو کر چلے آئے اور ہوا چلنے سے تھم گئی سماں بندھ گیا بہار زار زار مثل ابر نوبہار کے گریان ہوئی اور نالہ و [illegible] بیقرار ہو کر شدت سے نعرہ کرتی تھی [illegible] عمرو نے نے کو رکھ دیا اور خاموش ہو رہا بہار بیتاب ہو گئی اور کہنے لگی کہ میان صاحبزادے کیون بند

گھائل کر کے تڑپتا چھوڑتے ہو ابھی کچھ اور شغل کرو کہ یہ جان حزین تسکین پائے عمرو نے کہا میرے سر میں
درد ہوتا ہے بہار نے خیال کیا کہ اگر ایک جام بھی گلگون کا اسکو پلا دون تو اسکے نشے مین خوب کیفیت
دکھائیگا بس اپنے ساغر شراب سے بھر کر کہا لو میان یہ شربت پی لو عمرو نے کہا خوب کیا ہم جانتے
نہین یہ شراب ہے ہمارے گھر مین بھی سب پیتے ہین لاؤ ہم بھی پئین بہار نے کشتی مے حاضر کی عمرو
نے اپنے قاعدے کے بموجب مے خانہ آراستہ کیا اور گلابیون کا گلدستہ بنایا سرخ شیشے کے برابر سبز رکھنے
لگا بہار بہت خوش ہوئی اور دل سے کہا یہ لڑکا کسی اولوالعزم کا معلوم ہوتا ہے لیکن عمرو نے
اس الٹ پھیر کرنے مین شراب آغشتہ بدارو بیہوشی کی اور کہا اے ملکہ تم پہلے پیو کہ پیر مجلس ہو تو
پھر ہم بھی پئین گے بہار اسکی شائستگی پر آفرین کرنے لگی اور عمرو نے جام سامنے کیا بہار ساغر لیکر
پی گئی پھر دوسرا جام عمرو نے پیش کیا کہ تنہا جام نہین پیتے ہین اور انکار میکشی سے زیبا نہین نظم

دست پیر می فروش که ذکرش بخیر باد	گفتا شراب نوش و غم دل ببر ز یاد
گفتم بباد میدهد این باده نام و ننگ	گفتا قبول کن سخن و هر چه باد باد
پر کن ز باده جام و دمادم بگوش هوش	بشنو ازین حکایت جمشید و کیقباد

بعد دو چار ساغر پلانے کے عمرو نے دو جام لنڈھا کے بچا کے اپنے گریبان مین انڈیل لیے کہ بہار کو معلوم
ہو کہ خود بھی پیتا ہے اور ریختے لے کر بجانے لگا اسوقت بہار ایسی مست تھی کہ بار بار گلابی کا
منہ چومتی تھی اور مستی مین آکر خود بھی گاتی تھی دین و دنیا فراموش تھا ہر دم نوشا نوش تھا

اور عمرو گاتا تھا کہ مخمسہ

شراب و مینا و جام و ساقی بہار باغ ابر و برق و باران	سبھی مہیا ہین اب آج باہم ہوا ہے تقدیر سے یہ سامان
فلک جدائی کی گھات مین ہے یہی تحمل دیا ہے یارو	ہوئی ہے مدت مین وصل کی شب نہ حشر تک ہو سحر نمایان

گردن مین اپنے تھپکا کے ہم کو خدا سے لو ہو ہم دعا کر

ہوئی ہین مدت مین دونون باہم خوشی ہو دل کو کہانتک ایسے	نہین ہے کوئی محل صحبت کہ بیٹھنا ہے منہ کو ڈال آؤ
شراب گلگون بھری ہے شیشے مین دست نگین جام ہین یہ	حجاب بیجا ہے وصل کی شب نقاب الٹو شراب پیجو

ہماری شیشے پیالہ اپنی پیجیے ابھی منہ سے منہ ملا کر

یہی صحبت ناو نوش شب بھر رہی اور بہار کو اپنے تن و جان کی خبر نہ تھی یہانتک کہ معشوقہ صبح نے حجاب
مشرق سے چہرہ پرنور اپنا دکھایا خلوتیان شب کو یہ دکھایا کہ محفل افروز انجم نے انجمن کوکب کو برخاست فرمایا نظم

شب ہو چلی آخر نمایان ہو چلے آثار صبح	آتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح

روی روشن سے اٹھایا مہر گردون نے نقاب ۔ مردمان دہر تھے مصروف کاروبار صبح

عمرو نے دیکھا کہ بہار جادو مسند پر بیہوش پڑی ہے پائجامہ رانون تک چڑھ گیا ہے دوپٹہ کہین پڑا ہے سینہ کھلا ہے عمرو نے زبان نکال کر بہار کی سوزن سے چھید دی اور اٹھا کر ستون سے کھینچ کے باندھا اور فلیتہ بیہوشی کے دفع کرنے کا سلگا کر سنگھایا بہار کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا باجی تمنے ہمین ہرن نہ منگا دیا بہار کو ابتک وہی خیال تھا چاہا کہ جواب دے لیکن زبان منہ سے نکلی ہوئی اور چھیدی تھی بولا نہ گیا اور سارا نشہ ہرن ہوا گھبرا کر اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کوڑا زنبیل سے نکالا اور بغیظ و غضب تمام پکارا کہ منم شہنشاہ عیاران عالم ریش تراشندہ منکران و سر برندہ ساحران نظم

کزان استاد عیاران عالم ۔ سراپا دانش و عقل و فہم
ہمہ کشور بلاے جان کفار ۔ عمرو آن شاہ عیاران عیار

ای بہار دیکھا تو نے قدرت کردگار کہ کس طرح مین نے تجھے اسیر اور دستگیر کیا در صورت اطاعت جان بچے گی ورنہ کوئی دم مین رہرو ملک عدم ہو گی بہار ازبسکہ حیرت سے رنجیدہ ہو کر آئی تھی اور طلسم سے باہر نکل جانے کی عازم تھی اس سبب اشارے سے کہنے لگی کہ مجھے رہا کرو مین مطیع ہوتی ہون عمرو نے فورًا سوزن زبان سے نکال کر کھول دیا بہار جب چھوٹی تو سوچنے لگی کہ اس عیار نے جس طرح فریب کیا اسی طرح لازم ہے کہ اسکے ساتھ دغا کرون اور دوسرے اسے لیاقت کیا ہے جو تجھ ایسی ساحرہ اسکی اطاعت کرے پھر ہے تو ملکہ حیرت اپنی بہن ہے اس سے انحراف اچھا نہین یہ سوچکر اسنے عمرو کی جانب نگاہ قہر دیکھا عمرو نے کہا ای بہار مین نے تیرے اشارہ کرنے سے اعتبار پر رہا کیا لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ اب مین رہا ہو چکی ہون میرا عمرو کچھ نہین کر سکتا ای بہار یہ جان خود اس طرح مار ڈالون گا کہ جیسے کوئی مچھر یا چیونٹی کو مار ڈالتا ہے جو کچھ تجھ سے اسوقت ہو سکے قصور نکر بلکہ اپنے ساحرون اور مددگارون کو بلا یہ کہکر عمرو باہر بارگاہ کے نکل آیا اور بہار نے نعرہ کیا کہ لینا اس دزد کو ساحر دوڑے عمرو نے منڈھی حضرت دانیال علیہ السلام کی جسکا ذکر تصریح وار پیشتر مین لکھ چکا ہون نکالی اور چھتری کی طرح استاد کرکے اسکے نیچے بیٹھ رہا بہار اور سب ساحرون نے آکر گھیرا اور کہا ای مکار اب تو کہان جائیگا یہ کہکر بہار نے ایک گلدستہ عمرو پر مارا کہ چار طرف تختے لالہ و نافرمان کے کھل گئے اور عالم بہار پیدا ہوا مگر عمرو منڈھی مین بیٹھا رہا کچھ سحر نے تاثیر نہ کی کیونکہ منڈھی کی یہی خاصیت ہے اور عمرو جہان ایسا ہی مجبور ہوتا ہے

وہان خنجر کاٹ سے کام لیتا ہو صاحبقران نے قسم لے لی ہو کہ کسیکو گلیم اوڑھکر یا منڈھی کھڑی کرکے
قتل نہ کرنا کسیلیے کہ بشر سے بعہدہ بشری کام لینا چاہیے مردان عالم کو زیبا نہین کہ کسیکو مجبور کرکے
قتل کرین خلاف عہد کام جب عمرو پر سحر نے تاثیر نہ کی اسوقت ساحرون سے بہار نے کہا کہ اسے گھیرے
رہو مین جاکے پکڑے لاتی ہون یہ کہکر اندر منڈھی کے قدم رکھا اسوقت سر نیچے اور پانون اوپر
الٹی منڈھی کے دروازے پر لٹک گئی عمرو نے دو کوڑے مارے کہ یہ نازک اندام تڑپ گئی عمرو
نے زنبیل سے چار پریان نکالین اور ایک پلنگڑی جواہر کے پایون کی نکال کر منڈھی سے براہ معجزہ کہا
کہ مثل خیمہ کے وسیع ہو جا بمجرد ارشاد منڈھی نے ہیئت خیمہ کی پیدا کی کہ کلس اسپر یاقوت کے چڑھے
ہوئے شمسہ اسپر تھے اور پردے جواہر و زربفت کے اور عمرو نے پلنگڑی بچھائی پریون نے فرش آراستہ کیا عمرو
پلنگڑی پر لیٹا پریان ہاتھ پانون دبانے لگین عمرو نے حکم کردیا کہ بدولت راحت سے آرام پذیر
ہوتے ہین خبردار بیدار نہ کرنا یہ کہکر آنکھین بند کرلین ادھر ساحرون نے جو بہار کو لٹکے دیکھا
سحر کرکے چھڑانے آئے جو آیا الٹا لٹک گیا اور سحر بھول گیا پری نے عمرو سے بیدار کرکے عرض کیا
کہ کوئی آیا ہے عمرو پری پر خفا ہوا کہ کہدیا تھا مجھے نہ جگانا اور تو نے جگا دیا اور اٹھکر کوڑا ایک ساحرن
کو مارنا شروع کیا انھون نے فریاد کرنا اور دوہائی دینا آغاز کیا اور ساحر جو باہر کھڑے تھے وہ
سحر کرنے لگے کسی نے سحر کیا کہ دریاے آتش پیدا ہوا اور منڈھی اس مین غرق ہوگئی اسقدر آتش
نے مثل آب کے طغیانی کی لیکن منڈھی کو کچھ ضرر نہوا جب آگ کو ساحرون نے اس ارادے سے
کہ عمرو کو دیکھین جل گیا یا نہین فرو کیا دیکھا عمرو اسی طرح زد و کوب ساحرون کو کررہا ہے
دیکھکر پھر سحر کرنے لگے کبھی پتھر برسا کر منڈھی کو چھپا دیا کبھی پانی مین سحر کے غرق کیا اور تلوارون
سے منڈھی کو کاٹنے کا قصد کیا لیکن کچھ نہوا اور جو اندر گیا الٹا ہوکر لٹک گیا اسوقت عمرو نے
بہار سے کہا کہ اے ملکہ اگر مین چاہتا تو تمھین پہلے ہی بغیر عیاری کے گرفتار کرلیتا لیکن میرے آقا
کا حکم نہین ہے کہ اس طرح کسی کو ہلاک کرون ہان تم لوگ ساحری کرتے ہو اس لحاظ سے ہم لوگ
تمسے بمکاری و عیاری پیش آتے ہین اور اگر تم لوگ بھی مردانگی مثل پہلوانون کے مقابلہ کرو تو
شہزادہ اسد بھی شمشیر دست ہو اور ہم عیار عیاری نکرین اب بھی لازم ہے کہ اطاعت کرو ورنہ اے بہار
قسم ہو پیر و مرشد کی کہ قتل کرکے صاف مین چلا جاؤنگا کوئی میرا کچھ نہ کرسکے گا بہار نے کہا خواجہ
مجھے چھوڑ دیجیے مین تابعدار ہون عمرو نے منڈھی سے حکم کیا کہ بہار کو چھوڑ دے حسب ارشاد
بہار رہا ہوئی اور منڈھی مین ٹھہر کر سوچنے لگی کہ جان دینا اپنی گوارا کرون یا عمرو کی اطاعت

کروان عمرو نے قیافے سے پہچانا کہ سہار کو ابھی مطیع ہونے مین تامل ہے اسوقت کہا کہ اے سہار تجھ ایسی
محبوبہ حسینہ زیرک اور دانشمند ہوکر زمرد شاہ کو سجدہ کرے اور کچھ اپنے مآل کار پر غور نہ کرے یہ امر
بہت بعید ہے زمرد شاہ اگر کسی طرح کی لیاقت اور قدرت رکھتا ہوتا تو یون دربدر ہاتھ سے حمزہ
صاحبقران کے بھاگتا نہ پھرتا بس آگاہ ہو کہ خداوند عالم خالق دو جہان ہے کہ ابیات

شہ لا شبیہ و شریک لہ — الٰہ الصمد وحدہ وحدہ
سمیع و بصیر علیم خبیر — محیط علیٰ کل شیئ قدیر
کریم و رحیم و غفور الرحیم — حمید مجید و عزیز الحکیم
صفا بخش افلاک و شمس و قمر — ضیا بخش نور جبین بشر
خداوند علام و دانائے غیب — مبرا ز نقص و مبرا ز عیب

پھر اپنے خداوند رزاق حقیقی کی بندگی چھوڑکر اُسکے بندے یعنی لقا کو پرستش کرنا زیبا نہین
اس خارستان فسق و فجور سے نکل کر گلشن ہدایت کی سیر کرو لقا اور افراسیاب چندروز مین
مار ڈالے جائینگے یہ خیال بیجا ہے کہ لقا بچالیگا الغرض عمرو نے ایسا کچھ وحدانیت پروردگار
مین بیان کیا اور اپنی شوکت اور راہ عیاری دکھائی اور عظمت اپنی منڈھی استاد کرکے جتائی
کہ سہار کے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا قلب کو سرور ہوا اور گانے پر کبھی عمرو کے فریفتہ تھی
دوڑ کر قدم پر عمرو کے سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ مین ایک کنیز ناچیز آپکی ہون عمرو نے اُسکا
سینے سے لگایا اور کہا اے ملکہ ازراہ عیاری جس طرح مین تمکو باجی کہتا تھا اب بھی تم میری بہن ہو انشا
اللہ دیکھنا کہ اس طلسم مین کیا تمہارا رتبہ ہوتا ہے سہار نے عرض کیا کہ مین بھی کوئی دقیقہ جانبازی
اور سرفروشی مین نہ کرونگی الحاصل یہ عہد و میثاق باہم کرکے ملکہ سہار منڈھی سے باہر نکلی اور
افسران فوج سے کہا کہ مین نے اطاعت عمرو کی اختیار کی تم لوگ اگر میری نوکری کرو بہتر اور اگر
تمہین اطاعت عمرو نہ منظور ہو تو جدھر جی چاہے چلے جاؤ غرضکہ کل فوج نے اقرار اطاعت
کیا اور سہار نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ لشکر مہرخ جو دیوانہ ہو رہا تھا اور شعر عاشقانہ
ہر شخص پڑھتا وہ موقوف ہوا اور سب ہوش مین آئے گنج سے پھولون کے جو بندھے تھے وہ
مرجھاکر ہاتھون سے کھل گئے اب ساٹھ ہزار کا لشکر سہار کا تھا اُس مین سے جو پہلے قتل ہوا وہ
تو مارا گیا باقی قریب پچاس ہزار ساحر کے مطیع الاسلام ہوئے سہار چادر نذر لیکر چلی عمرو نے
منڈھی اُکھاڑی اور روانہ ہوا سہار پاس مہرخ کے آئی اور سمن جبین کو نذر دی شہزادہ اسد

سے ملی مہرخ نے بہار کو گلے لگایا اور کہا تمہارے آنے سے ہمارے لشکر کو تقویت ہوئی مہجبین
سب کو لے کر بارگاہ اور خیام شاہی جہاں نصب تھی وہاں آئی کیونکہ وہ مقام پانچ کوس لشکر بہار
سے تھا اب بہار اور رعنا فرمان کے شریک ہونے سے لشکر بہار اور مہرخ ایک ہو گیا وہ فاصلہ
جاتا رہا لاکھ ڈیڑھ لاکھ فوج ساحران ملازم مہجبین ہوئی غرضکہ جب سب افسر وغیرہ اپنے اپنے
مقام پر آئے عیش و عشرت میں مصروف ہوئے بہار آکر دربار میں کرسی جواہر نگین پر دربار
میں مہجبین کے بیٹھی ارباب نشاط حاضر ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور آغاز ہوا عیار بھی
لشکر میں آئے اور شریک بزم عیش ہوئے اسوقت خبر طائران سحر نے آکر عرض کی کہ سپہ سالار ملکہ
مہرخ مع لشکر داخل ہوا مہرخ نے لوگ بہر استقبال بھیجے لشکر کو اترنے کا حکم صادر فرمایا
شمشاد فیل پیکر پاس مہرخ مو کے حاضر ہوا فرد اسباب و خزانہ کی جو ہمراہ لایا تھا پیش کر کے
اسباب و مال سپرد کیا اسکا حصل یہ سب بدلجمعی تمام عیش و آرام میں مشغول ہوئے لیکن افراسیاب
کو آزردہ ہو کر ملکہ بہار کا چلے آنا بہت شاق گذرا تھا جب بہار اجازت رزم لیکر بسبب کج روی
حیرت کے روانہ ہوئی اور ایک دن کا عرصہ ہوا افراسیاب ازبسکہ عاشق ہے یہ بھی منغص ہو کر
طرف کوہ چانبی کے چلا گیا اسپر چڑھ کر چانبی پر پہونچا یہ پہاڑ گلہاے رنگارنگ سے مثل گلدستے
کے ہے اور ہزار در ہزار رنگ کے درخت گلدار اور رسیلہ دار لگے ہیں جانور زمزمہ سرائی کرتے
ہیں افراسیاب دل بہلانے لگا لیکن غنچہ و گل کو دیکھ کر اور زیادہ یاد اس گل پیرہن یعنی
ملکہ بہار جادو کی آئی چند شعر پڑھے اور غم دل کو برطرف کرنا چاہا جب دل مضطر تسلی یاب ہوا
اسوقت ایک نامہ پر از اشتیاق و عذر و معذرت حال ماضی متضمن بہ شکر رنجی ملکہ حیرت تحریر کیا
جسکا مضمون یہ تھا کہ بیت ازخون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ + انی رایت دہرا من ہجرک
القیامہ + یک صد رسالہ سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو + کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد
بروے تو + جہاندار کشور خوبی و شہریار اقلیم نکوئی سلطانیہ ملک حسن و جمال خسرو ماہ طلعتان
شیریں مقال ضیا افروز چہرہ حور و پری نور افزای رخسار دلبری گلعذار سراپا بہار جان عشاق
ملکہ بہار سلامت چمن آرزو گلہاے مراد سے و نزاکت رنگین رہے ہر شاخ تمنا میں مثل لب
لعلیں تمھارے کے تبسم رہے غنچہ راحت و آرام اس باغ ہستی میں بشکل دہن صبح خندان
اور شام کلفت بصورت چہرہ منفعل سردرگریبان اے جان جان تمھارے ناراض ہو کر روانہ
ہونے سے اپنا درد مفارقت سے یہ حال ہے کہ ابیات

دل من بدر رویت ز چمن فراغ دارد
که چو سرو پای بندست چو لاله داغ دارد

سر ما فرو نیاید بکمان ابروی کس
که درون گوشه گیران ز جہان فراغ دارد

سزد ار چو ابر بہمن که برین چمن بگریم
طرب آشیان بلبل بنگر که زاغ دارد

من و شمع صبحگاہی سزد ار بہم بگریم
که بسوختیم و از ما بت ما فراغ دارد

سر درس عشق دارد دل دردمند حافظ
که نه خاطر تماشا نه ہوای باغ دارد

حیرت کے کہنے کا برا نہ ماننا مجھے اپنا عاشق صادق جاننا اُس مہم عظیم سے واپس آؤ عاشق کو شربت دیدار پلاؤ کسی اور ملازم کو بھیجا جائیگا کام حریفون کا وہ تمام کریگا تمھین مسند ناز زیبا ہی سینہ عاشق رسونا اچھا ہی تم مبارز معرکہ شب زفاف ہو نہ بہ دشت مصاف یہ قلمبند کرکے سحر پڑھا زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُسے نامہ دیکر حکم کیا کہ جہان مہار بیٹھی ہو وہین یہ نامہ پہونچا پتلا نامہ لیکر چلا یہان مہار مطیع ہوکر بارگاہ صبح مین جلوہ فرما ہی کہ پتلا آکر پہونچا اور نامہ دیا مہار نے پڑھکر جواب لکھا کہ فلک بارگاہ انجم سپاہ مشتری خصائل زہرہ شمائل بہ تخصیص چشم عطارد رقم بہتر بہتر ساحران جہان کے افسر عالی جناب شہنشاہ افراسیاب سلامت غرض کہ عشق سے فارغ البالی نصیب رہی اور چشم خوبان مین صورت زیبا تمھاری حبیب رہی نامہ محبت شمامہ کہ سراسر گلدستہ گلستان محبت اور گلبادہ بوستان مودت تھا پہونچا عشق کیسا اور عاشقی کا نام جہان سے اُٹھ گیا کس لیے کہ بیت چاہت کو میری آپ نے وہم سے گرا دیا اپنے ہی دل سے آپ تم دیکھ لیجیے فی الحال اپنے مافی الضمیر سے تمھین آگاہ کرتے ہین قطعہ

بدنامی سہین گے ہم تمھارے خاطر
رسوائی سہین گے ہم تمھارے خاطر

تم کیون جو کرو بات کہا ہی منظور
تو کیون نہ کرینگے ہم تمھارے خاطر

آئینہ رخسار حیرت کے حیران رہو جیسے ہاتھ اُٹھاؤ اگر دعوی عشق ہمارا ہی تو تحفہ وطلسم لیکر حیرت قید شاہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ تصویر چھوڑ کے یہان آؤ اور اطاعت عمرو کی اختیار کرو کہ جنھون نے اب بدل تابعداری عمرو کی اختیار کی ہی اور اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کی ہی نامہ تمام والسلام جواب پتلے کو حوالے کیا وہ لیکر کوہ عقیق پر آیا افراسیاب نے نامہ پڑھا اور ایک شعلہ آہ کا سینے سے نکالا کہ جسنے عقل و ہوش کو جلا دیا بیقرار و بیتاب ہوکر اُسیوقت دستک دی کہ گلشن بر دست ہوا آئی اور ابر آکر پہاڑ پر اُترا اُسمین ساحر سوار تھے اُنھون نے افراسیاب کو مجرا کیا دیکھا کہ افراسیاب کمال غمگین اور آزردہ ہی وہ ساحر دست بستہ سامنے کھڑے ہوئے

افراسیاب نے حکم دیا کہ ای شدید جادو و ای قہر جادو و عذاب جادو تمھیں چاہیے کہ فوج لیکر ان یہاں سے روانہ ہو اور ملکہ بہار مجھسے خفا ہو کر لشکر حریف سے ملگئی ہے اسے جس طرح ہوسکے سمجھا بجھا کے پاس میرے لاؤ اور اگر براہ آشتی نہ آئے تو زبردستی مقابلہ کرکے گرفتار کرنا اور میں تمھارے لیے قبر جمشید پر جاکر ایک تحفہ طلسم لاتا ہوں بہار زبردست بہت ہے یوں گرفتار نہو گی میں چادر جمشیدی بھیجونگا اور اسی لیے قبر جمشید پر جاتا ہوں لہذا تم روانہ ہو چادر پہونچنے کا انتظار کرنا وہ تینوں ساحر کوہ چقمق سے متصل جو ملک واقع ہیں وہیں کے حاکم ہیں بموجب حکم افراسیاب اپنی جای حکومت پر آئے اور ستر ستر ہزار کا لشکر تیار کرکے روانہ ہوئے کہ نظم

خرامی لعینان مردار خوار
زہر دو پرستان ہمہ نابکار

بمیدان برفتند از ہر طرف
چو افواج دجال بستند صف

صدا ہا برون آمد از طبل جنگ
درنگا درنگ و درنگا درنگ

بود شور طبل و چنان کرنای
تو گوئی بجنبید کوہ از جای

القصہ بعد کوچ و مقام شام و پگاہ متصل لشکر مہرخ پہونچے خیام لشکریان نصب ہوئے اردو سیلے کا نقشہ درست ہوا لشکر اترا شدید داخل خیمہ ہوا آمد فوج کی خبر طائران سحر نے جاکر مہرخ اور مہ جبین سے عرض کی مہرخ نے افسران فوج کو بلاکر حفاظت کی تاکید کی لشکری ہوشیار رہے سردار سالار ساحر سحر جگانے لگے کہ مبادا شدید بغفلت دیکر ضرر پہونچائے اور فوج پر چڑھ آئے باجے پلٹنوں اور رسالوں میں بجنے لگے ہتھیار صیقل ہوتے تھے مگر افراسیاب کوہ چقمق سے باغ سیب میں آیا سب نے تعظیم کی لیکن افراسیاب کے تیور پر بل پڑا ہوا تھا ملکہ آزردہ اگرچہ تخت پر بیٹھا حیرت نے کہا ای شہنشاہ مزاج ہمایون کیسا ہے افراسیاب نے بغصہ جواب دیا کہ ای حیرت تمھاری بیج بخشی نے آخر یہ نوبت پہونچائی کہ ملکہ بہار جادو جاکر شریک عمرو کی ہوئی حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اس چھوکری کو بڑا غرور ہو گیا تھا اپنا ثانی دوسرے کو نہ جانتی تھی تیور اسکے پہلے ہی سے بدلے تھے میرے سامنے مہرخ کی تعریف کرتی تھی شہنشاہ کو اسکا ملال نچاہیے سب جان نثار ایسے ہیں کہ آن واحد میں اسے گرفتار کرکے حاضر حضور کرینگے افراسیاب نے کہا فقط کہنے کی باتیں ہیں لاکھوں روپیہ صرف کرکے مہرخ اور نافرمان اور بہار وغیرہ کو پیدا کیا سحر سکھلایا اب سکا یہ کیونکر ان سب کو قتل کرڈالوں اور میں اب تک یہی چاہتا ہوں کہ ان سب کو راہ راست پر لاؤں لہذا میں جاتا ہوں قبر جمشید پر وہاں سے چادر لاؤنگا اب تم گنبد نور پر جاؤ

مجھے تمہارا رہنا نہیں منظور اور انسان تالیف قلوب کرکے اپنی فوج کے سرداروں کا دل بڑھاتا ہے یا نہ جھلا کہ لشکر دشمن بنتا ہے یہ کہکر طرف قبر جمشید کے روانہ ہوا اور حیرت رنجیدہ ہوکر طرف گنبد نور کے آئی مگر یہاں شدید اور قہر وغیرہ نے کئی نامے پے در پے پاس بہار جادو کے بھیجے اس میں مضمون دھمکی اور پند و نصیحت کے تھے کہ اے ملکہ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے مالک سے سرکشی کرنا اچھا نہیں چلی آؤ نمک حراموں کا ساتھ چھوڑ دو مین جمشید و سامری نے شہر باد کرو مہار نے ہر بار جواب سخت دیا دن بھر سوال و جواب تقریر بیجا رہے یہاں تک کہ وہ دن گذرا اور ساحر شب نے ہجوم کرنے کے لیے دانہ انجم کو بدلے رائی سپندون کے ظلمت کی جھولی سے نکالا اور ہندوی زحل فلک پر آسن مار کر بیٹھا اور سحر اپنا جگانے لگا سلطان فلک چہارم سے مقابلہ ٹھہر گیا کہ ابیات

فروزان چو شد شمع پر نور ماہ
منور شد این اطلسی بارگاہ

برآمد پی گشت بہرام چرخ
نہ بر واشت از فتنہ یک گام چرخ

سواد زحل سر کشیدہ ذلان
چو سرمہ نگار گم شد در جہان

شدید اور قہر وغیرہ نے مشورہ کیا کہ شہنشاہ کے اگر جادو جمشید لانے کا راستہ دیکھیں گے تو سارے طلسم میں نامرد کہلائیں گے اس بہار کی حقیقت کیا ہے طبل جنگ بجوا کر اسے گرفتار کر لو جب تک جادو آئے تم اپنا کام کر رکھو کہ باعث ناموری ہے یہ صلاح ٹھہرا کر حکم طبل رزم کے بجنے کا دیا ساحروں نے نقارہ رزمی بجایا کہ نظم

برآمد ز نقارہ اش این صدا
کہ آمد محل قضا سے شما

بہر دو رخ لو دجامہ کافر مدام
بحق محمد علیہ السلام

ملکہ کو خبر طائروں نے سحر کے طبل رزمی بجنے کی دی ادھر بھی دہل زنی ہوئی اور لشکر سحر بھی فوج کے اہل سامان حرب کرنے لگے چار پہر رات تیاری رہی بنگالی باجے بجائے گئے ڈائنیں تالی کئیں اور بیروں کو بھینٹ دیکر قابو میں کیا چوکیاں بلائیں موہن بھوگ ہر ایک کو لگایا بھوگ دیکر وعدہ لیا ایک دوسرے نے حریفوں کے نام پر منتر کی جاپ کی جوت کی بتیاں آٹا پامال کی گیلی مٹی پر ناریل تاری کو ساگ میں لپیٹ کر دیا جلایا کالا آنچنگا اوڑھی اور زحل کنڈے کے خون سے جوت اوٹھا آگیا مرگھٹ کی مسان کی مٹی پتلی کے مردے کی راکھ مرگھٹ کے ٹھیکرے مردوں کی ہڈیاں جمع کرکے دستک پر پہر جنت کی بنا رکھی ناریل اور ترنج و نارنج کی لاگ مقرر کی جے سامری و جمشید کی بول کر آگیاری دہکائی رات بھر کی دھونی رما کر سو رہے ادھر بہادروں نے خنجر ہائے آبدار کو تیز کیا سامان دیگر جنگ مہیا کیا

تلواروں کی باڑھ کو دریا بنایا کھانڈوں کے دو دو انگل کے پیچھے چڑھا دیے باڑھ ہاتھ پر لپٹنے لگی شمشیر ہر ایک آئینہ عروس مرگ بن گئی لوہا ایسا صاف ہوا کہ ہر ایک عازم دشت مصاف ہوا رات بھر شجاعت کی باتیں جوانمردی کی گھاتیں رہیں یہاں تک کہ شعبدہ باز فلک نے حقۂ زرین کیسۂ مشرق سے نکال کر تماشا گاہ چرخ میں گردش دہ ہوا اور خنجر بیضاوی خورشید کو ترک فلک نے آسمان کی سان پر لگایا نظم

	دگر روز کاین خسرو خاوری		برآمد بر این چرخ نیلوفری	
	بداند ز کفش ریزۂ سندروس		فشاند در تخت بر صفحۂ آبنوس	

شاہزادہ اسد نے صبح دم فریضہ نماز سحر ادا کیا ہر ایک ساحر کہ مطیع الاسلام ہو دل سے یاد خدا کرنے لگا نقارہ اسی طرح اپنی حالت ساحری پر رہا بجا ایک وردی ملٹن کی بجی لشکر میں تری کی بجی کمر بندی ہوئی افسر سوار ہوئے سوار و پیدل مرنے پر تیار ہوئے ایک طرف سے تخت مہ جبین کا دلارام بزور سحر اڑاتی ہوئی ظاہر ہوئی شہرخ اور شاہ فرمان اور شکیل اور صرصر مو اور بہار بڑے کروفر سے تخت پر اور طاؤس ہائے سحر پر سوار حاضر خدمت ملکہ مہ جبین ہوئیں اور سب نے فراشی مجرا کیا قلب لشکر میں تخت شاہی کو رکھ لیا جوق جوق اور طوق طوق بیرق بیرق اور سنجق سنجق علم علم اور حشم حشم ساحران نامی بازوں بطاؤں اژدروں پر سوار دار دشت مصاف ہوئے ایک سمت سے شہزادہ اسد فوج غیر ساحران لیے مرکب کوہ کفل کوہ سرین پر سوار رانان پٹری کی کرگٹ دکھاتا گھوڑا طرارے بھرتے ظاہر ہوا کہ ابیات

	مشتری رایت و قمر منظر		آسمان گردش و زمین پیکر	
	سوئے بالا چو دعوت مظلوم		سوئے پستی چو رحمت داور	

لشکر شہرخ کے آگے بڑھ کر سپہ سالاری کر اسد ٹھہرا تھا کہ سامنے سے بجلیاں چمکنے لگیں رعد کی طرح آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کالے کالے بادل جنگل سے اٹھے فوج شدید اور غضب آلود قہر لیے ہوئے مثل دریائی موج کے بڑھے جوش و خروش سے آکر پہنچے ساحروں نے بجلیاں گرائیں اور خشت اور جھاڑیاں چل گئیں سامنے کی آندھی مینہ برسا سحر برسایا گرد و غبار بیٹھا پا صف آراؤں نے صف آرائی کی دو دو صفیں مثل سد سکندر کے جانبین سے آراستہ ہوئیں نقیب شاہان ماضی کا حال پڑھ کر ترغیب جنگ بہادروں کو دلانے لگے کرکیت ہر سمت پکارتے پھرتے تھے کہ بہادران نظم

	با جوال جم جائے عبرت نگوست		نشانی نہ از کاسہ مغفر او ست	

سکندر که یک شهر آئینه ساخت / ز آئینه صد رنگ چون رنگ باخت
نظر کن درین طاق بازیچه رنگ / که بشکست چون فرق کسری بسنگ
کجا رفت خسرو چه شد کیقباد / نداری ز کاؤس و دارا بیاد
فریدون خداوند اکلیل و تخت / ز دنیا بناچار بربست رخت
جگر خون شد از دهر افراسیاب / که کشتی از و زهره شیر آب
بخاک سیه فرق رستم نگر / که در زیر پی سانگر نداد گهر
چو سیمرغ بیچاره بلا شد هزار / نماند آن یل پر زور سبک یادگار
جهان با کسی پایدار نه کرد / بکس این جفا پیشه یاری نکرد
نگر آن که نام شجاعان عصر / بماند نکو تا به فرداے حشر
شجاعت جدا و رسل را پسند / شجاعان دنیا بجنت رسند
کدام است کس آن یل ارجمند / که آید بمیدان تیغ و کمند
دهید جلوه نام جمشید و جد / به پیش شجاعان شود جلوه گر

نقیبوں کی صدا سنتے ہی ایک گوہر سنگ کی آمد بہ جنبانی لڑنے کی ہوس بڑھائی قہر نے اژدر بڑھایا اور میدان میں آیا ایک پتھر برسا کر اپنی اولوالعزمی دکھا کر نعرہ دی کہ ای فرقہ گمراہان آؤ میرا مقابلہ کرو کہ گوشمالی تمہیں واجبی دی جائے نافرمان نے اپنا طاؤس اڑایا اور تخت ہمین سے سامنے آئی اجازت حرب چاہی صبح حسین نے خلعت دیا سپرد خدا کیا نافرمان سامنے اوس نافرمان کے آئی سحر چلنے لگا قہر نے ایک ناریل مارا کہ گولے کی طرح آکر ران پر نافرمان کے پڑا توڑ کر پار نکل گیا یہ زخمی ہوئی اسوقت سرخ موے تخت بڑھایا اجازت لیکر سامنا قہر کا کیا قہر نے اسے بھی مارا سرخ موے خالی دیکر اپنی کاکل کو پریشان کیا اور ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکال اور اسکو کھول کر ستارے نکالے اور ہاتھ پر رکھ کر اڑا دیے کہ فلک کی جانب جا کر تابندہ ہوئے اور وہاں سے تیر شہاب کے مانند ٹوٹ کر جو گرے قہر کو توڑ کر زمین میں چلے گئے شور قیامت کی طرح صدا میں آنے لگیں سرخ کے ساحروں نے سحر پڑھکر پر قہر کے اپنے قابو میں کیے ران پاک کر کے خون کے چھینٹے چھینٹا میں دیے وہ آفت سی عذاب جادو نے پھر مقابلہ کیا اس طرف سے شکیل نے اپنا اژدر نکالا عذاب نے ترسول کے کئی حملے کیے شکیل نے سب چوٹیں خالی دیں اور سحر پڑھکر تلوار کا وار کیا کہ وہ تیغہ سحر برق بنکر جو گرا اسکے خرمن ہستی کو جلا دیا اسوقت

شدید بغضب شدید میدان مین آیا اور ایک سانپ جھولی سے نکال کر میدان مین پھینکا کہ اُس
سانپ نے فیلکیل سو کو کاٹا ہر چند اُسنے رد سحر کیا کچھ نہوا بیہوش ہو کر گرا اسرخ نے اُٹھوا منگایا اور
ساحر جھاڑنے لگے مقرر کیے کہ مر نہ جائے اُسوقت اسرخ مو بمقابلے کو نکلی سانپ نے اُسے بھی
گھیرا اُسنے ایک طاؤس کاغذ کا کتر کر سحر کر کے اُڑایا کہ وہ طاؤس اُڑتا ہوا آیا اور سانپ کو منقار
مین داب کر لے گیا دونون لشکرون سے واہ واہ ہوئی کہ شدید کو غصہ آیا اور کمان مین تیر رکھ کر
سحر پڑھکر مارا اسرخ مو نے دستک دی چالیس سپرین آپ سے آپ سامنے آ گئین مگر تیر شدید
کا سب سپرون کو توڑ کر اسرخ مو کے شانے پر لگا کہ یہ بھی زخمی ہوئی اور میدان سے ہٹا لی گئی اُس
وقت شدید نے للکارا کہ ای بہار مین تجھے گرفتار کرنے کو آیا ہون تو آکر مقابل ہو کہانتک
چھپے گی بہار تخت پر با زیب و زینت جلوہ گر تھی اور کنیز سو خواص زر در گوش ہمراہ [illegible]
سامنے پھولون کی ڈالیان لیے کھڑی تھی گلدستے سامنے چنے تھے کہ شدید کا للکارنا سنا فوراً
تخت آگے بڑھایا اور ایک گلدستہ اُٹھا کر جنگل کی طرف مارا کہ پہاڑون کی جانب سے ایک ظلمت
مثل شب دیجور پیدا ہوئی اور تاریکی تمام عالم مین چھا گئی اُسوقت بہار نے نقاب کھول کر اپنی پیشانی
پر افشان اور چاند ٹیکی لگائی اُسوقت اُس تاریکی مین ایک چاند نکل اور ستارے چمکتے ہوے دکھائی
دینے لگے اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاندنی رات ہی دن ظاہر ہوتا تھا شدید دستکین رد سحر پڑھکر
دینے لگا کہ بہار نے دوسرا گلدستہ مارا اور پکاری کہ ای بہار آؤ جھونکے ہوا کے سرد سے آنے لگے
اور لشکر شدید کے ساتھ تالیان بجانے لگے کہ بہار نے تیسرا گلدستہ مارا ہزارہا عورت نازنین
مہ جبین ہاتھون مین ساز اور باجے لیے پیدا ہوئین اور وہ عورتین بعضی ترکن اور بعض فرنگن
اور ہندا اور مارواڑ سب ملک کی اور ہر ایک قوم کی تھین اور سب سہ پارہ غیرت دہ مہر و ماہ تھین
پس انھون نے ساز اپنے اپنے نہایت خوش آہنگی سے بجائے کہ لشکر حریف ان زہرہ وشون پر
عاشق ہوا کہ بہار نے چوتھا گلدستہ مارا کہ آنکھین اہل لشکر کی بند ہوئین اور موسم بہار کا ظاہر ہوا
عجب لطف تھا کہ شب ماہ مین پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی اور باغ و چمنستان و درخت دکھائی
دیتے تھے نسیم مشکبار ہر مینا سے شجر سے سر ٹکراتی تھی غنچہ چٹکا کر جماہی لیتے تھے کہ بقول شاعر نظم

بساط خاک سے خوش کیون نہو مزاج ہوا — کہ روکش پر طوطی ہے سبزہ غبرا
نسیم ہو رہی ہے صدقے ہر خیابان پر — گلون سے بھرتی ہے دامن کو اپنے باد صبا
مزہ ہے محو تماشا سے لالہ و گل کے — نہین جھپکتی ذرا چشم نرگس شہلا

شگوفے یوں نظر آتے ہیں باغ میں ہر جا ۔ ہر ایک شاخ پہ گویا کہ ہیں ید بیضا
کسی کے نرگس مخمور سے جھکے ہیں یہ ۔ جو مہر جھکا ہے یہ ہر گل پہ دوش باد صبا
صبا یہ اکی برس اسقدر ہے رنگ نشاط ۔ کہ ہاتھ ہوتے ہیں رنگین چھوتے سے برگ حنا
کسی کے روے عرقناک کے تجسس میں ۔ چمن میں قطروں کی شبنم کے گل ہیں آبلہ پا
ہر ایک گل پہ کرے تا نثار گوہر اشک ۔ اسی امید پہ کہسار سے اٹھی ہے گھٹا
چمن میں دیکھ کے گل نخل بارور ہر سو ۔ یہ کہہ رہی ہے اٹھا کر چنار دست دعا
میں بے ثمر ہوں مجھے بھی ثمر عطا کیجو ۔ الہی حسد مست فصل بہار کا صدقا

بہار تخت سے اتر کر درمیان چمنستان کے چلی گئی اور وہ زنان پری پیکر جو صحرا سے آئی تھیں وہ بھی داخل باغ ہوئیں شہریار اور سب اہل لشکر گلشن کے اندر جب جانے لگے دیکھا کہ سامنے سے بہار ظاہر ہوئی اور اسوقت اسکے حسن وجمال کی یہ کیفیت تھی کہ اگر حور بھی دیکھتی تو اسکی کنیز ہو جاتی نظم

ماہ سے کب جبین مقابل ہے ۔ نقص داغ اس میں ہے یہ کامل ہے
رشک خورشید تھی وہ پیشانی ۔ چاند سے تھی دو چند نورانی
وصف ابرو میں کیا کروں تحریر ۔ تھی دعا سے ہلال کی تفسیر
کیا ہو تعریف چشم ہوں حیران ۔ صاد کرتے تھے قاری قرآن
روشنی قلوب تھیں آنکھیں ۔ چشم بد دور خوب تھیں آنکھیں
غنچہ بینی و گل رخسار ۔ چمنستان عیش کے تھے بہار

بہار کو دیکھتے ہی شہریار شیفتہ ہوا لیکن بہار نے ایک خواص کو اشارہ کیا کہ وہ نشتر اور طشت لے کر آئی اور پکاری کہ اے فریفتگان جمال عدیم المثال ملکہ بہار مہر تمثال تھوڑا خون اپنے جسم کا نذر اس سفاکہ کی کرو یہ نشتر اور طشت حاضر ہے اسکی رسید دو یہ صدا سنکر ساحران لشکر شہریار دوڑے اور ایک دوسرے پر سبقت آمد میں کرنے لگا جو پاس اوس کنیز کے آیا اسنے ہاتھ کی فصد کھولدی طشت ہاتھ کے نیچے رکھدیا کہ خون اس میں گرنے لگا اور وہ بیہوش ہو گیا پھر دوسرا آیا اسنے بھی رگ جان پر نشتر کھایا اور یہ کہتا ہوا بیہوش ہوا کہ بیت

مرا کشتی و کلمہ بہ کف گفتہ ۔ عجب سنگین دلی اللہ اکبر

اب طرفہ ہنگامہ بپا و گری گرم تھا اور لاش پر لاش گر رہی تھی ایک دوسرے پر پیش قدمی نشتر کھانے میں کرتا تھا اس اثنا میں بہار نے دوسری کنیز سے اپنی اشارہ کیا کہ شہریار

کو طلب کرتے ہو تو اُسے آواز بلند کہا کہ اے شدید بلکہ عالم تمہین طلب فرماتی ہین جلد آؤ شدید
طرف بہار کے کنیز کی جدا لشکر چلا اور بہار آہستے آہستے دیکھ کر ہان سے چھری اور اُس
گلشن سحر مین دور جا کر چھری سے شدید پیچھے پیچھے بہشت تمام قریب آیا دیکھا کہ بہار چھری
ہاتھ مین لیے گل گشت کر رہی ہے جو سراپا چھپا بند ہا ہوا آنچل پلو کا دو پٹا سینے سے ڈھلکا ہوا اور
پائچے کلالی پر پڑے ہین برابر زانون کے سلوٹین پڑی ہین گہنا پھولون کا پہنے سر مین چنبیلیان
لیے سہرے دن ہو جیسے پہلے تھا اُس سے اُس وقت سو حصے زیادہ ہے شدید دست بستہ سامنے
کھڑا ہوا بہار نے ایک چھری ماری اور کہا ایسا منہ پر دعوی عشق کا رکھتا ہے کہ حسرت نے
سر دربار مجھے گالیان دین برا بھلا کہا اور تو نے کچھ اُسکا عذر نہ کیا شدید نے کہا اے ربہ
یہان مجھے کب یہ کیفیت معلوم تھی بہار نے دو تین چھڑیان اور لگائین اور کہا حرامزادے
تو نے اب تو یہ ماجرا سنا تو کیا کیا کچھ نہ تھی تجھے میرا پاس ہوا اُسنے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو
حسرت کو جوتیان لگاتا سامنے لاؤن بہار نے چھڑی سے اُسے خوب پیٹا کہ اُسنے کہا ہم حکم
دین جب تو بدلا لے آپ نے کچھ ہماری محبت نہ دین شدید نے چھڑیان سحر کی جو کھا کر
بیخود ہو گیا اور باقی حواس کچھ جاتے رہے اور کہا کہ ملکہ مین ابھی اُس غیبانی حسرت کو
جوتے پڑتے لاتا ہون بہار نے کہا تیری بات کا اعتبار نہین بلا اپنے افسران لشکر کو
اُسنے افسرون کو طلب کیا اور [illegible] بہار نے اُس کنیز کو جو فصد کھولتی تھی منع کیا اور سب
سردار پاس آئے اُسنے کہا تم سب کو اطلاع دیتی ہون اور شدید اقرار کرتا ہے کہ ہاتھ مین
باندھتی ہون کہ حسرت نے مجھے گالیان دی ہین جو اُسے جا کر بذلت تمام قتل کرے وہ میرے
وصل سے شاد کام ہو یہ کہکر ایک ایک گجرا پھولون کا کنیزون سے سب کے ہاتھ مین بندھوا دیا
اور شدید کے ہاتھ مین خود گجرا باندھا بس شدید اور کل لشکر بیتابانہ شعر عاشقانہ
پڑھتے روانہ ہوئے اور ہزار دن نشتر کھا کر راہی ملک عدم ہوے تھے غرض کل فوج خیمہ خرگاہ
مال اسباب چھوڑ کر طرف گنبد لؤلؤ کے چلے جب یہ جا چکے بہار نے پیشانی سے افشان چھڑائی
اور سحر پڑھ کر دستک دی کہ وہ عالم سحر کا اور شب ماہ کی کیفیت سب برطرف ہوئی آفتاب
نکل آیا لشکر حسرت مین [illegible] فتح کے بجے اور مال و اسباب لشکر شدید اپنے قبضے مین
[illegible] کیا بہار جادو کے سر پر نثار کرتی ہوئی اور تعریف کرتی ہوئی خیمہ حسرت بارگاہ
مین داخل ہوئی اور خلعت گرانبہا عنایت کیا لشکر نے کمر کھولی سامان جشن کیا تھا [illegible] طلبانہ پڑی

ناچ ہونے لگا کیفیت ہوئی گانے والون کی اک دھوم دھام ہے تماشائیون کا ہوا ازدحام ہے
یہان تو یہ سامان عشرت برپا ہے لیکن شدید دیوانہ روتے پھرتا بصد اضطرار زار و زار
دریائے خون روان کیے پار اوترکر قریب گنبد نور پہونچا اور وہین سے گالیان حیرت
کو دینے لگا کہ پکڑ لاؤ اس فتنہ فاحشہ حرامزادی مردار حیرت نابکار کو اسنے میری معشوقہ کو
گالیان دی ہین اور شہر ناپرسان مین آکر لوٹ شروع کردی جو ساحر ملا اسے ہلاک کیا
وا ویلا فریاد والغیاث کا شور تمام شہر مین برپا ہوا حیرت گنبد نور پر تھی جب یہ ہنگامہ اسنے
سنا ساحرون سے کہا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے ساحر گئے اور خبر لائے حیرت نے بارہ ہزار ناقوس نواز
جو اوس گنبد کے درجہ پائین مین رہتے ہین اور سابق مین ذکر اسکا ہوا تھا انسے حکم دیا کہ
ان سب کو ردکو وہ ساحر چلے اور شدید کی فوج سے لڑنے لگے سحر جانبین سے ہونے لگا
ناقوس نواز اسکے زبردست ہین انھون نے ہزارون کو قتل کیا لیکن شدید مارتا ہوا قریب
گنبد نور پہونچا اور اوپر چڑھنے لگا مگر وہ گنبد طلسمی سحر بند ہے شدید سے چڑھا نہ گیا گر پڑا کہ مین
اٹھکر جاتا ہون چڑھ جاؤن پھر گرا اسکی تو یہ کیفیت ہے اور لڑائی زیر گنبد ہو رہی ہے مگر حال افراسیاب
سنیے کہ ظلمات مین گیا اور وہان سے بیابان ہستی مین پہونچا اور اس جگہ سے دریائے آتشین
طلسم کو طے کیا اور قبر جمشید کے قریب پہونچا حال ان مقامات مذکورہ کا آگے بتصریح وار بیان
ہوگا انشاء اللہ فی الجملہ اس جگہ لاکھون ساحر بہیئت جبیب قیام پذیر تھے اور ایک عمارت
معلق بر روئے ہوا التعمیر تھی اور اس قصر مین جھولے پڑے تھے سات کنیزین جمشید کی اونمین جھول
رہی تھین افراسیاب اوترکر قریب اس عمارت کے پہونچا دیکھا سارا مکان جواہر کا بنا
ہے ہزارہا گھنٹے ٹنگے ہین کنیزین بیٹھی ہین یہان جو ساحر رہتے ہین بلا سے ویران اور آفت
روزگار ہین افراسیاب کے جانے سے گھنٹے بجنے لگے اور غلغلہ ہوا کنیزان جمشید جھولے
سے اوترکر آئین افراسیاب نے ایک پاؤن سے کھڑے ہوکر جمشید کی پوجا کی اور پاؤن
کی بولی کاٹ کر گنبد پر اوس مکان کے چڑھائی اندر مکان کے جانے کی اجازت طلب کی جب
آیا سات لونڈیون نے سلام کیا اور کہا اے شہنشاہ ساحران آج کدھر آئے افراسیاب
نے کہا قبر خداوند جمشید پر جاتا ہون کنیزون نے کہا ابھی قبر خداوند بہت دور ہے بیابان
سر دستان جب طے کرے اور تخت الشعاع کی روشنی پر چلے اسوقت قبر [illegible] تک پہونچے
پھر اسکے آگے جب چلے تو قبر خداوند پر پہونچے لیکن اسی جگہ سے قبر کی سرحد ہے ادھر کچھ تحفہ طلسم

سہان بھی ہیں تو کس لیے قبر خداوند پر چلا ہو افراسیاب نے کہا چادر جمشیدی مجھے دو کہ مخالفون
نے گھیرا ہے جس کی مذمت خداوند سامری و جمشید کتاب سامری نامے میں لکھ گئے ہیں یعنی عمرو
کی وہ طلسم میں آیا ہے ہزارون ساحر بندگان جمشید قتل ہو چکے ہیں طلسم میں غدر ہو رہا ہے کنیزان
جمشید نے کہا چادر جمشید موجود ہے لیجا تو بادشاہ طلسم ہے تجھے اختیار ہے جو جی چاہے وہ کر یہان
انگشتری جمشیدی اور بالا وغیرہ نہیں ہے اور کچھ چیزین خداوند کی طلسم نور افشان میں ہیں
کہ دہان کا بادشاہ تیرا بیٹا کوکب روشن ضمیر ہے کہ دریاے ہفت رنگ کے ادہر
پہلے تجھ سے اور اُس سے جھگڑا رہتا ہے افسوس تو نے سارا ملک اپنا برباد کیا اور اب تحفہ جات
طلسم پر نیت لگائی ہے خداوند جمشید فرما گئے ہیں کہ آخر بادشاہ اس طلسم کا بہت نالائق ہو گا کہ
اُس سے بند و بست کچھ طلسم کا نہ ہو گا سارے تحفے اور عجائبات غارت ہون گے اور جاری
بھی قضا اسکا قریب ہے تو ایک دن ہمکو بھی لیجا کر لڑوا دے گا تو وہی آخر بادشاہ ہے کہ جسکی خبر
خداوند دے گئے ہیں جا کر وہ صندوق جو سامنے رکھا ہے اُس میں چادر جمشیدی پڑی ہے لے
یہ کہکر کلید ایک کنیز نے سامنے پھینکدی مگر افراسیاب یہ باتیں ان کنیزون کی سُن کر
رونے لگا اور کہا آپ فرمائیں تو میں چادر نہ لے جاؤن اور میں نے ہر چند چاہا کہ عمرو وغیرہ
سے مقابلہ نہ کرون اور اب تک یہی انجام سوچکر طرح دیتا ہون اور چاہتا ہون کہ وہ لوگ
منحرف راہ راست پر آئیں اسی لیے چادر لینے آیا ہون کہ سب کو گرفتار کرکے سزا دے کر پھر
بدستور انہیں سرفراز کرون کنیزون نے کہا یہ سب کچھ انتظام کرتا ہے لیکن صرصر شمشیرزن
عیار بچی کو واسطے مقابلے عیارون کے کیون نہ بھیجا کہ جو ساحر تیری طرف سے لڑنے جاتا اُسکی
وہ حفاظت کرتی اور بدمکاری عیارون عمرو وغیرہ کی پیش نہ جاتی افراسیاب نے کہا سچ
کہتی ہو اب یہان سے جاکر عیار بچیون کو بھیجون گا یہ کہکر کنجی لیکر صندوق کے پاس آیا اور اُسے
کھولا ایک شعلہ آتش اُس میں سے نکلا کہ جسم پر افراسیاب کے سوزش اسکی پہونچی افراسیاب
نے فصد اپنی کھول کر خون اپنا بھینٹ میں دیا وہ شعلہ آتش فرو ہوا اُس میں سے ایک چادر
ریشمی جواہر دوز خاک قبر جمشید سے بھری ہوئی نکلی تاثیر اسکی یہ ہے کہ اگر افراسیاب بھی سحر کرے
تو صاحب چادر پر تاثیر نہ ہو اور اگر لشکر مخالف پر اُس چادر کو ہلا دے ہوا سے اُسکی جیسا ہی زبر
ساحرون کا لشکر ہو مگر بیہوش ہو جائے گا افراسیاب اُس چادر کو لے کر پھرا اور بزور سحر پردہ
کتان طلسم باطن میں پہونچکر باغ سیب میں ٹھہرا اور سحر کی دستک دی کہ ایک ساحر نامی

گرامی کہ جسکا سارا جسم مثل آتش کے دہکتا تھا زمین کے اندر سے نکلکر سامنے افراسیاب کے آیا
اور سلام کیا افراسیاب نے اُسے دیکھکر حکم دیا کہ اے رعد تاس جادو یہ چادر خشید لیجا اور
ملکہ بہار اور مہرخ وغیرہ کو گرفتار کر لا سوا تمھارے کون لائق اُس چادر کے دینے کا تھا
تم بھی معززان طلسم سے ہو رعد تاس نے عرض کیا کہ شہنشاہ کی عنایت ہے جو مجھے ایسا جانتے
ہین ورنہ مین بھی ایک بندۂ سامری ہون اور حضور کی رعیت اور لونڈی غرض رعد تاس نے
چادر رکھ لیکر اپنے پاس رکھا اور عرض کیا کہ اکیلا جاؤن یا کچھ فوج بھی ہمراہ لون افراسیاب
نے کہا فوج پہلے مین شدید اور قہر وغیرہ کے ساتھ بھیج چکا ہون تم بھی ازراہ احتیاط
بارہ ہزار ساحر لیے لو اور فی امان اللہ روانہ ہو مین گنبد نور پر جاتا ہون وہین گرفتار کرکے
سب کو لانا کہ وہ مقام فی الجملہ اور مقامات سے نزدیک بھی ہے اور ایسا بلند ہے کہ مین بھی
تماشا تمھاری جنگ کا وہان سے دیکھون گا یہ کہکر خود سوار ہوکر افراسیاب گنبد نور کی
طرف چلا اور رعد تاس نے اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے اور خیمہ و خرگاہ بار کرایا
نقارۂ کوچ کا بجایا خود ہنس پر سوار ہوا اور چلا نظم

بجنبش در آمد از ایشان زمین
بمیدان کشیدہ عنان ہر کمین
ہژبران جنگی بآئین جنگ
کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ
پزک بر پزک سو بسو در شتاب
نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب

اب یہ تو اسی طرف چلا لیکن افراسیاب جو گنبد نور کی طرف آیا دیکھا تمام شہر نا پرسان
قتل ہو رہا ہے اک غلغلہ داد و بیداد بلند ہے شدید گنبد پر جانے کا قصد رکھتا ہے یہ ماجرا دیکھکر
سمجھا کہ سحر مین بہار کے گرفتار ہے بس غصہ ناک ہوکر چاہا کہ ایک ایسا سحر کرون کہ جو حال شدید
کا ہے وہی کیفیت بہار کی ہو جائے اور شدید ہوشیار ہو سحر الٹا پلٹ جائے مگر خیال کیا کہ
بہار اس سحر کے پھرنے سے مر جائے گی اور اگر جیتی بھی رہی تو کمال آزردہ اور خفا ہو جائیگی
مراد دلی تیری بر نہ آئیگی معشوقہ کو ناراض کرنا اور ضرر پہونچانا اچھا نہین کہ گو کہ باقی ہین
نہین آج مروت باقی + خیر زندہ ہین اگر یار صحبت باقی + یہ سوچکر ایک تیغ اُٹھا کر تخت
سے شدید کے مارا کہ سینے کے پار ہو گیا غلغلہ اسکے مرنے کا برپا ہوا پھر افراسیاب نے
اپنے ہاتھون کو ہلایا برقین دسون انگلیون سے چمک کر گرین اور ہمراہیان شدید کے خرمن
ہستی کو جلا کر خاک کر دیا بڑی دیر تک غل و شور رہا جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا افراسیاب

گنبد پر آیا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب نے کہا اے حیرت یہ تمہاری بہن بہار کا سحر
تھا کہ شدید پر آپ میں نہ تھا یہ تمہاری ذات سے اتنا بڑا لشکر میرا ہلاک ہوا حیرت نے عرض
کیا اے شہنشاہ مجھے رخصت فرمائیے کہ جا کر اُس چھوکری کو سزا دوں افراسیاب جواب دہ
ہوا کہ مہرخ نے مجھ سے مخالفت کی اسکی گرفتاری کی تدبیر میں خود کرونگا لیکن تمہیں اپنی
بہن کے مقدمے میں اختیار ہے وہ اور تم برابر ہو جاؤ لیکن جاؤ و ہمیشہ دیکر میں نے روتاس
کو بھیجا ہے وہ گرفتار کر لائیگا اگر اس سے گرفتار نہو سکے گی تو تم جانا یہ کہکر افراسیاب گنبد
سے ایک کمرے کو کھلوا کر جدھر دریائے خون رواں ہے اور طلسم ظاہر و باطن دکھائی
دیتا ہے تخت بچھوا کر بیٹھا چاروں وزیر اور ارکان دولت خدمت میں حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا
حیرت جام شراب بھر بھر کر دینے لگی اُسوقت افراسیاب نے ایک ساحر کو حکم دیا کہ
ہماری پانچوں عیار بچیوں کو حاضر کر وہ ساحر شہر نگارستان میں آیا صرصر شمشیر زن
کی جاگیر میں یہ ملک بادشاہ طلسم نے دیا ہے اور وزیر زادی اسکی صبا رفتار ہے اور باقی عیار
بچیاں یعنی شمیمہ نقب زن اور صنوبر کمند انداز اور تیز نگاہ خنجر زن مصاحب
خاص صرصر ہیں اور پانچوں یہ کمسن اور حسین ہیں اور ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہیں اور
انکو سحر ساحری سے نفرت کلی ہے یہ سب سحر نہیں جانتی ہیں لیکن عیارہ بے بدل ہیں الحاصل
ساحر نے آکر حکم شہنشاہ سے مطلع کیا اُسیوقت سب نے عیاری سے جسم پر آراستہ کرکے سب حاضر خدمت
افراسیاب ہوئیں اور تسلیم کر کے روبرو کھڑی رہیں شاہ نے حکم دیا کہ اے صرصر کچھ عیار
مع عمرو کے طلسم میں آئے ہیں اور سیکڑوں ساحروں کو قتل کر چکے ہیں میں سمجھا تھا کہ سحر کے
آگے عیاری کی چالاکی کل مشہور ہو کر زور کے آگے ظلم نہیں چلتا مگر عیاروں نے آفت برپا کر دی
ہے فی الجملہ مکار سے مکار ہی جیت سکتا ہے تمہیں چاہیے کہ جا کر اُنسے مقابلہ کرو اور گرفتار کرکے
حاضر حضور میں کرو اور ہرچند کہ تم سحر نہیں جانتی ہو مگر سارے طلسم میں جہاں جی چاہے ظاہر
و باطن و ظلمات وغیرہ میں پھرنا کوئی تمہیں مانع نہوگا صرصر یہ حکم پاکر مع چاروں
عیار بچیوں کے شاہ کو مجرا کرکے رخصت ہوئی خلعت رخصت ہر ایک کو ملا یہ سب چلیں اور جستجو
و خبر گیری کرتی ہوئیں قبل پہونچنے لشکر روتاس کے اس صحرا میں جو قریب لشکر مہرخ ہے پہونچیں
ادہر فکر عیاری کی کرنے لگیں یہ جنگل تو عیاروں کا رمنا ہے عمرو اور قران وغیرہ پھرا کرتے ہیں
اتفاقاً عمرو مع تین عیاروں کے بارگاہ سے نکل کر واسطے بالا دوی کے جنگل میں آیا تھا

کہ ایک سمت سے صدا نگولہ عیاری کی سنائی دی سب عیار اس صدا پر چلے اور آنکھ اٹھا کر دیکھا کہ پانچ عورتیں کم سن چنچل چھبیلی بانسی عیاری کے جسم پر آراستہ کیے جوڑے سر پر چھپے باندھے لنگیاں دو [illegible] کی باندھے پائنچوں میں گرہ لگائے پانوں میں قندلورے اور بٹوا دوسے پٹکے کو [illegible] بازو پر باندھے کمند میں سر سے لپیٹے پتھر کا توبڑا اور کسوت عیاری لگائے تیغے اور خنجر بران ہاتھوں میں لیے تیر و ترکش اور سپر سے درست زر و زیور سے آراستہ ناگاہ ایک طرف سے اپنے سایہ سے بھڑکتی اچھلتی کودتی جست و خیز کرتی چلی آتی ہیں کہا ابیات

وہ چھپر کھٹ ہے اس طرح کی گرما گرم
کبھی جو انگلیاں کی تندی انکی دیکھ وہ
ستا دیں ٹھوکروں سی سرزمین ایران کی
ہزار کوس دل لگر وہیں کھسک جائے

کہ جنکی شوخیوں سے دل کو ہو سر دیا
بہار سبز بوٹی کی طرح جائے سمٹ
ادا و ناز سے وہ روح پر شام و لوٹیں ادو
کبھی جو انکے دبے پاؤں کی آہٹ آ[illegible]

آگے سب کے تاج دلبری سر پر رکھے صرصر شمشیر زن اکڑتی اور بل کرتی کہ سینے پر دو انار ابھرے سرکش اپنی اکڑ اور مروڑ میں تھے دم رفتار دل کو عاشق کے پانوں سے ملتی تھی آفت کے فیل ستم کے رہوار جلو میں اوس شاہ خوبان کے تھے غمزہ و ادا دامن ناز کو سنبھالے تھے اور لیے اسکے وزیرزادی اسکی بصد حسن و ناز سبزہ رنگ جسکی بھوں میں آفت کا پرکالہ تھی اور ایک [illegible] اور تینوں عیار بچیاں شوخ و شنگ غارتگر جان نام ونشان تھیں کہ ہر دم وقت خرام چٹکیوں میں اوڑاتی تھیں گل کو رنگ دلبری سکھاتی تھیں نظم

تھیں حسین ایسی وہ گل خندان
ان میں اک خوبصورت تھی
شوخ دیدہ کوئی کوئی چنچل
چال مستانہ کوئی چلبلی تھی
کمر سے جوڑوں کے آن بان تھی
عمدہ زیور لباس سب مانوس
ناک میں کسی کوئی چنبیلی تھی
سب کو بالا بتاتے تھے مانند
[illegible] ڈوروں کے رشتہ گوش

اون پہ مرتے تھے مہوشان جہان
آنکھ اونکے پری کو خجلت تھی
چال میں اونکی سیکڑوں چھلبلی
کوئی پانوں سے دل کو ملتی تھی
وہ نیا جوبن اور شان نئی
خوب آراستہ مثال عروس
تھی کسی کی مٹھی ایک موتی کی
طائر دل کے جال تھے جو لیے
انکھیاں لیے ہیں رہزن دل و ہوش

بجلیاں پہنے کوئی ماہ جبین
جست کی بالیاں کسی کی تھین

ایک گل رو کی ناک میں تنکا
تنکے جیوا سے حسن کمسن کا

طوق نورستہ کا پہنے ایک پری
تھی کسی گل کے پاؤں میں پیری

نورتن تھے کسی کے بازو پر
پہنے ہیکل کوئی پری پیکر

اونچی چولی کسی کو دل سے پسند
منڈھیوں کا کسی کے حسن دوچند

ریغ پہ چھوڑے ہوے کوئی چپٹا
کوئی جوڑا ادا سے باندھے ہوے

تھی وہ دھان دھار ایک کی بستی
تھر ڈھالی تھی پان کی سرخی

انگرکھا تھا کسی کے زیب بدن
قتل کرتا تھا گوٹے کا جوبن

چست محرم غضب کچوں کا ابھار
تنگ کرتی دکھا رہی تھی بہار

لیتے تھے دل کسی کے مہندی پیر
فندق پا یہ صدقے تھے گل تر

عمرو نے انہیں دیکھکر زنبیل عیاری بجائی قران زنبیل کی صدا سنکر جنگل میں جہاں تھا دوڑکر عیاروں پاس آیا اور عیارنیوں نے زنبیل کے بجتے ہی ہوشیار ہوکر خنجر نیام سے کھینچے اور نعرے کیے اور اپنا اپنا نام لیکر حملہ کیا عیاروں نے بھی نعرہ کیا اور اپنا اپنا نام لیا تاکہ آپس میں ایک کو ایک پہچان لے اور ہر وقت عیاری کرنے کے دھوکا نہ کھائے غرض عمرو نے بڑھکر صرصر کو اور صبا رفتار نے آکر قران کو ٹوکا شمیمہ نے برق سے چشمک کی اور صنوبر نے جانسوز کو پیچ ادائی دکھائی تیغ نگاہ دستے اور صف شام سے نظربازی ہونے لگی اور سب عیاروں نے انہیں دیکھتے ہی تیر عشق کھایا اور ایک دوسرے کے تیر مژگان اور خنجر ابرو کا گھائل ہوا اور یہ شعر عاشقانہ زبان پر لائے عمرو نے صرصر سے کہا کہ اے جان جان بیت

اگر زلف سیاہت بر سر تاراج ایمان شد
بفکر رہزنی افتد سیاہی گر پریشان شد

صرصر نے ایک خنجر جھپٹ کر مارا اور جواب دیا کہ بیت

مناجاتی میکنند امروز زنار سر زلفم
کہ سے ایمان ببرد ہر کہ ایمان را نگہدارد

ادھر قران نے صبا رفتار سے کہا کہ اے یار دلنواز فرد

چو غنچہ سینہ ای بستہ پیکین
تو لی در دل صبا وا بر تو آید

صبا رفتار نے جھپٹ کر خنجر مارا اور جواب دیا کہ بیت

سر تو گشتہ کہ جدا افتادہ بدتر چہ سود
کس بناخن نکشاید گرہ پیشانی

ادھر برق نے شمیمہ سے مقابل ہو کر صدا دی کہ

ہزار سال پس از مرگ چون تو باز آئی	ز خاک نعرہ بر آید کہ مرحبا اے دوست

شمیمہ نے مسکرا کر ایک تیغ مارا اور کہا فرد

دشمنہ را ہمچو تیغ خیمہ میخواہم مدام	سر بسنگ و تن بخاک و ریسمان در گردنش

جانسوز نے ہنگام جدال صنوبر سے عرض کیا کہ بیت

عالمے کشتہ شد و چشم تو نازہمان	صد قیامت شدہ و حسن تو آغاز ہنوز

صنوبر نے تیوری چڑھائی اور بناز و ادا لڑتی ہوئی جب قریب آئی جواب دہ ہوئی کہ

آفت صد زود ناز آتش صد خرمنم	سادہ لوحی بین کہ گوئی راحت جان منی

ضرغام جب تیز نگاہ سے لڑنے لگا تو یہ شعر زبان پر لایا کہ شعر

نتوان رسید احوال اسیران گاہ گاہ	رسم یاری نہ چنین بود ست یاران آہ واہ

تیز نگاہ اسکے حال زار پر بہت ہنسی اور کہنے لگی اے نادان بیت

ختم افسانہ غمہاے خود بامن مگوی	سوختم از استماع این حکایت آہ آہ

القصہ بعد اس رد و کنایہ کے آپس میں خنجروں کی تھپکیاں اور سپروں کی اوجھڑیں جانے لگیں عیار بچیوں نے حلقے کمند کے جو دہ گانٹھ کے عیاروں پر مارے کہ گردن اور کمر میں آکر لپٹیں عیاروں نے اتنا جلد سبک ہو کر جست کی کہ جیسے کمان سے نگاہ نکلتی ہے کہ سب حلقے پاؤں کی طرف سے پھسل کر زمین میں گر گئے اور عیاروں نے بلندی سے زمین تک آتے ہی اترتے تیغ مارے کہ عیار بچیاں جست کر کے دس دس قدم پر جا گریں پانچ عیار اور پانچ عیار بچیوں نے اپنی گود پھاند میں دو کوس کا میدان باندھا تھا کبھی [illegible] لگے اور کبھی جست کر کے زمین کے گرد میں گتھ جاتے تھے کبھی سینہ بہوشی چلتے تھے اور کبھی کٹارا دیتے باہم [illegible] نیچوں کی جھنکاریاں دیجاتی تھیں خنجروں کی جھنکار بلند تھی عیار [illegible] بچیوں کی گود میں گتھ جاتے تھے اور بوسے لیتے تھے عیار بچیاں اپنے تئیں [illegible] بچا کر کاٹ کھاتی تھیں دو گھنٹہ کامل آپس میں بلا رد و رعایت جنگ ہوا کسیکو [illegible] نہ رہی اور [illegible] عیار بچیاں جستیں کر کے اور نعرے مار کے کہتی ہوئیں کہ اے خانماں برباد ان [illegible] ہم تمہیں ہلاک کرتے ہیں ایک طرف چلی گئیں اور عیار بھی ایک درہ کوہ میں [illegible] کہا کہ بھائیو میں تمہیں چاروں کو اطلاع دیتا ہوں کہ صرصر میری معشوقہ دلنواز ہے اگر ہم [illegible]

کوئی اُسے مار ڈالے گا تو مین اوس سے بہت بری طرح پیش آونگا قران نے کہا صبا رفتار یہ
بندہ علی ہذا القیاس فریفتہ ہے اسکی بھی حفاظت سب عیارون کو روا ہی برق نے شمیمہ کا عشق
بیان کیا اور جانسوز نے صنوبر کا حال الفت مذکور کیا ضرغام نے تیز نگاہ کی نسبت سب
سے سفارش کی لہذا ہر ایک کو ہر ایک کے معشوق کی شناخت ہو گئی اور سب نے باہم عہد کیا کہ
کسی کو کوئی قتل نہ کرے عمرو نے کہا اسوقت کہ جب طلسم فتح ہوگا اور عیار بچیان گرفتار ہونگی اور
مطیع الاسلام نہونگی تو صاحبقران کو انکے قتل کرنیکا اختیار ہے فی الحال مناسب نہین کہ ہم تم
انھین ہلاک کرین یہ باہم مشورہ اور پیمان کرکے حفاظت لشکر مین مصروف ہوئے اور اُسیطرف
عیار بچیان بھی جنگل مین ایک جگہ ٹھہرین اور صبا رفتار نے صرصر سے کہا کہ تیرا رنگ آج مجھے
اور ہی کچھ نظر آتا ہے ہونٹھ چاٹتی ہے چہرے کا رنگ زرد ہے پانون کہین ڈالتی ہے پڑتا ہے کہین
کاکل پریشان ہے جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہے یہ کیا ماجرا ہے صبا رفتار نے کہا واری مجھکو آپ کیا
کہتی ہین مین ازراہ ادب حضور کو کہہ نسکتی تھی اب جو حضور نے چھیڑا ہے تو الامر فوق الادب
کسوت عیاری سے آئینہ نکال کر ذرا چہرہ زیبا کو دیکھیے کہ صاف آثار عشق پیدا ہے آنکھون مین
تری حواس مین ابتری ہے آپکی تو وہ مثل ہے کہ اپنی ہالی اور پر گنوالی صرصر نے کہا نوج خدا نکرے
یہ تیری ہی عادت ہے کہ جہان مردوے کو دیکھا اور پھسل پڑی تو دیوانی ہے کہ مجھپر یہ گمان کرتی ہے
اور پھر اگر مین ایسا بھی کرون تو میرا عاشق آج عیاران عالم کا شہنشاہ ہے حضرت صاحبقران
کا وزیر اعظم کلید عقل اور نفس ناطقہ ہے تو کیا سمجھ کے ریجھی ہے اور میری برابری کرتی ہے صبا رفتار
نے ہنسکر کہا کہ خفا نہو بیٹھے تو مین عرض کرون مجھپر اگر نگاہ ڈالی ہے تو نظر کردہ مولانا و مقتدانا
حضرت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جو جان بخش عمرو ہے اور اپنے ملک
زنگبار کا بادشاہ ہے لیکن ان تینون چھوکریون نے کیا سمجھ کے اپنا حال غیر کیا ہے شمیمہ نے کہا کیا
خوب اب جو شاہزادی سے بس نہ چلا تو اپنی خفت ہمپر مٹالی تمھاری خجالت یہ میری آنکھون پر
ماشاء اللہ کیا ذہن کی تیزی ہے مانتی ہون آپکو اچھا صاحب اون مین بھی کیسا عاشق مین
میرے تمنے برائی کیا تصور کی ہے ملک فرنگ کے ملکون مین ایک ملک کا بادشاہ شاگرد رشید
عمرو ہے وہان جو کچھ کہو تو ان دونون کو کہو صنوبر نے خفا ہوکر کہا بی شمیمہ تم مین کیا بری عادت
ہے کہ اپنی بات اوپر ڈالتی ہو یہ تمھین ایسی اوچھالی ہو میرا تو عاشق تم سب سے اچھا ہے مگر مین
ذرا بھی حقیقت نہین جانتی بی صبا رفتار کی کہاوت کہ قران نظر کردہ اور بادشاہ زنگبار ہے

اُسکے فرزند نے مجھ سے محبت کی لیکن وہ بڑا جان و بار ہے مین کب سماعت کرتی ہون ایسے چودہ
ہزار رستے ہین ہان بی تیز نگاہ کو جو کچھ کہو وہ سجا ہے یہ کلام تیز نگاہ نے سنکر کہا آئی گئی مجھ پر ہوئی
بی ہوش مین آؤ اپنے دہی کو کوئی بھی کھٹا کہتا ہے مگر مجھے تو حضرت عام سے کچھ واسطہ نہین لیکن جو
وہ مجھ پر جان دے تو جنکی تم سبھا نے تعریف کی ہے اُنسے سب سے افضل ہے اول تو نظر کردہ شہل
قران سے اور دوسرے وزیر طلسم کشا کا جو حاکم طلسم کا ہونے کو آیا ہے سچ پوچھو تو جو شخص ساکن
طلسم ہے وہ گویا اُسکی رعیت ہے صرصر نے یہ باتین سنکر ایک قہقہہ لگایا اور کہا مبارک ہو آج
سے ہم آپ کو تسلیم کرتے ہیں تمھاری رعیت ہم بنتے ہین خدا حضور کو سلامت رکھے کیون نہو وہی
مثل ہے کہ سیان بھئے کوتوال اب ڈر کا ہے کا تیز نگاہ کو سب نے آڑے ہاتھون لیا اور یہ
شرمائی پسینے پسینے ہو گئی اور کہنے لگی واہ واہ تم سب نے مجھے دیوالی مقرر کیا ہے ای لوگو آپ
آپ اپنے لوگون کی تعریف کرو تو کچھ نہو مین نگوڑی بیوقوف جو بول اُٹھی تو سب نے ہنسی
دل لگی مین اڑانا شروع کیا ای بی بی ایک تو مجھ کمبخت کو سات پانچ نہین آتا یہ تمہین لوگ
چربانک ہو کہ آپ آپ اپنے مطلب کی کہہ جاؤ اور دوسرے کو بیٹھ کے ہنسو صبا رفتار نے کہا
جردا تو چھار کا ٹھا کیون ہو گئی اس مین چھپنے کا اور خجلت کا کیا موقع تھا ہماری شہزادی نے
بھی کہا نہ کہ اب ہم تمھاری رعیت ہوئے پھر میری جان اس مین چھپنا کیا تمنے آپ ایسی بات
کبھی نہ آسمان پر تھو کو نہ گریبان مین آئے القصہ اسی طرح کی باتین پانچون باہم دیر تک کرتی
رہین اور مقصود اُس کلمات سے انکا یہ تھا کہ ایک دوسری کے عاشق کو شناخت کرے اور
گویا در پردہ باہم رعایت کرنے کی عاشقون کی نسبت سب نے سفارش کی کہ عیارون سے
بباطن دوست رہنا چاہیے اور بظاہر دشمنی کرنا لازم ہے غرض سب ایک سمت چلین اس
عرصہ مین رعد تاس جادو بعد قطع منازل قریب لشکر مہرخ پہونچا اور قیام پذیر ہوا خبر مہرخ
کو پہونچی یہ بھی ہوشیاری اور بیداری مین مصروف ہوئی اودھر صحرا سے عیارون نے آمد لشکر
دیکھی اور عیار چیان بھی آگاہ ہوئین اور دونون فکر عیاری کرنے لگے مگر رعد تاس ایک روز
کسل راہ سے آسودہ ہوا اور دوسرے روز جب پیر دہقان فلک ملچہ کہکشان کا لیکر واسطے
آبیاری کشت انجم کے مزرعہ فلک مین آیا اور شاہ خاور گشت کرکے مقام مغرب مین قیام پذیر
ہوا مشعل ماہ خیمہ زرنگاری مین روشن ہوئی

نظم

ازفراق شاہ شب روز را آمد زوال	وز بہر شکست لالہ گون این سپہر مینا پر شدہ

داشتہ از بسکہ شوق دیدنش روز وصال / دیدہ شد از نور خالی وز تماشا پُر شدہ

طبل جنگ اور نفیر سحر لشکر روتاس میں بجا شور و غلغلہ اٹھا بلند ہوا طائران سحر آزمودہ ہوئے دربار میں حاضر ہوئے اور سامنے مہ جبین کے باادب تمام تعظیم کر اس طرح عرض کرتے تھے ابیات

کف عطا سے تیرے ابر گہر افشان ہے / مناسبت نہ کرے طبع نکتہ سنج پسند
صدف سے ابر نے سیکھا ہو اگر ہاتھ / ترے کرم نے دیے بے سوال حاجتمند
نہ چشم مہر نے دیکھا کوئی ترا ثانی / سنا نہ گوش فلک نے کوئی ترا مانند
مدام تا کہ عروسان ماہ و انجم کا / ہر جلوہ گاہ لب بام آسمان بلند
ترے حباب میں شاہا عروس دہر رہے / الٰہی تو رہے اقلیم سحر کا خاوند

حریف نے رزم کے ارادے پر طبل جنگ بجوایا ہے اور ارادہ بپا رکھتا ہے مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بجے طبل جنگ خدا ہمارا نگہبان ہے اسوقت افسروں نے نائے ترکی اور نقارہ رزمی بجایا نظم

بلرزید طاس فلک از صدا / بہ ہیبت ز نقارہ آمد ندا
کہ ای نامداران میدان کین / برآمد سر دشمنان بر زمین

ہر ایک بہادر خبردار ہوا اور تیاری جدال میں سرگرم تھا یہ رات شور ساحروں کے سحر کا اور غل بہادروں کی ہاہو و رزمی کا تھا یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ مشاطہ دہر نے روئے زیبائے شاہد صبح کو آئینہ خورشید دکھایا اور مانگ کو عروس دہر کے صندل سے سحر کے بھر کر جلوہ افزائے عالم کیا قطعہ

چو زنگی شب و چہرہ سیاہ / در آئینہ عالم افسر زر نگاہ
ز دامن غصہ آئینہ را بر زمین / بخندید ناگہ سحر از کمین

صبح ہوئی فوج گروہ گروہ مہرخ اور بہار اور نافرمان وغیرہ لیکر روانہ دشت مصاف ہوئیں ملکہ مہ جبین مع اسپ دلاور کے بہ تزک و احتشام رزمگاہ میں آئی اسوقت فوج عدو بھی بڑے دبدبہ سے داخل میدان کارزار ہوئی ساحروں نے پرے جمائے دلاوروں نے صفیں کشتی کی میدان رزم تیار ہوا نقیبوں نے صدائے دلکش دی کہ ابیات

در بیرون دواتی زبرجد ز خانہ [illegible] / تو شمشیر [illegible] نایب زر دیدم
کرا [illegible] / بپاش [illegible] کہ از تو بر [illegible] دیدم
شستہ تاج مرصع صباح [illegible] / [illegible] شام و در آخشت [illegible] دیدم
نشان [illegible] جہان [illegible] / کہ خوب و زشت و نیک و بد [illegible] دیدم

مسافرانیم و آن با جہان دو دن کہ درو | ہزار بار سیہ شد و سپیدہ شد دم

ای بہادران معرکہ فانی مقام عبرت ہے یہ میدان قتال جائے غیرت ہے نام کرلو زندگی کا پھر کون
رہا ہے اور کس کی رہے گی سدا

رستم سے نہ اب رہے سام باقی | مردوں کا ہے فقط رہے نام باقی

یہ کہکر جب نقیب خاموش ہو رہا وقتاس خود میدان میں نکلا اور سحر کی نیرنگیاں دکھانے لگا
آگ پتھر پر سامنے لگا برسانے اور اولوالعزمی دکھانے کے واسطے للکارا کہ اے شکستہ حرامو تم میں ہے کوئی ایسا
کہ مجھ سے مقابل ہو اور میرے سحر کا جواب دے ساحران ملازمان مہرخ نے اسکے مقابلہ
آغاز کیا وقتاس نے سحر پڑھکر دستک دی کہ صحرا کی طرف سے ہزاروں ہزار طائر پیدا ہوئے
اور لشکریان مہرخ کے سر پر بیٹھے جسکے سر پر جانور بیٹھا فوراً وہ درخت ہوگیا اور سنہال قامت
ہیں اوسکے پتے ہرے ہرے نکل آئے کہ ٹہنیاں پھوٹیں اور ٹہنیاں جھومنے لگیں طائر اونپر
نشیمن گزین ہوئے مہرخ اور شکیل وغیرہ ساحران نامی دستکیں سحر کی دیتے تھے اور اپنے
تئیں بچاتے تھے اسوقت ملکہ بہار جو تخت طاؤسی پر بیٹھی زیب سوار تھی سمجھی کہ یہ سحر
نہیں کٹتا ہے گویا وقتاس مجھ پر طعن کرتا ہے کہ سب کو درخت بناتا ہے یہ سوچ کر تخت سے
کود کر دستے کو سے سنبھالتی ہوئی سامنے وقتاس کے آئی اور اپنے جوڑے کو اوس فشاں
ریزنگار سے کھول کر ایک ڈبیا نکالی اور ڈبیا کو جو وا کیا اُس میں ایک پتلی بہت خوبصورت
ہاتھی دانت کی رکھی تھی اپنی انگلی کاٹ کر اُس پتلی پر خون ٹپکایا اور کہا اے سامری کی پتلی
میں نے اسی دن کے لیے تجھے سر پر چڑھا رکھا تھا کہ طائران سحر آکر میرے لشکر پر آشیانہ کریں
اور انسانوں کو شجر بنائیں یہ کلام بہار کے سنکر پتلی قہقہہ مار کر ہنسی اور ڈبیا سے نکلکر غائب
ہوگئی ابھی لوگ سب نے دیکھا کہ ایک جال بر روئے ہوا پھیلا ہے اور اسقدر دراز ہے کہ شہر لبا
منزل گسترده دکھائی دیتا ہے اور جملہ طائران سحر وقتاس اُس دام میں گرفتار ہیں اور وہی
پتلی بہار کی ہاتھ میں چھری لیے جانوروں کو جال سے نکال نکال کر ذبح کر رہی ہے اور
خون انکا لشکریان مہرخ پر چھڑکتی ہے کہ جو جو انسان درخت ہوگئے تھے وہ سب آدمی بنتے
ہیں یہ ماجرا وقتاس نے جب دیکھا کہ پتلی نے سب کو آدمی بنایا اور بہار تیرے مقابل کھڑی
ہوا بکی یقین ہے کہ تجھ پر جبہ کرے گی اسکا سحر اوتارنا مشکل پڑے گا بڑا سخت مقابلہ ہوگا یہ تصور
کرکے اوسنے چادر جمشید کو نکالا اور پرواز کرکے بر روئے ہوا جا کر لشکر مہرخ پر اُس چادر کو جھاڑا

خاک جمشید برسی اور اُسی وقت بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ بیہوش ہوگئے اور جب
سردار تمام مع ملکہ مہ جبین اور مہرخ مو اور شکیل اور دلارام کے بیہوش ہوے لشکر مین
بھگدڑ پڑگئی اور ساحران رعد تاس نے ہزارون کو زندہ گرفتار کیا اور سب کو ہتھکڑیان بیڑیان
اپنے سحر کی پہنا کر چادر جمشیدی کو ہلایا اور کہا ای چادر خداوند واسطہ خداوند جمشید کا یہ سب ہوشیار
ہوکر اپنی گرفتاری کا حال خراب دیکھین اسی وقت بہار اور مہرخ وغیرہ سب سردار ہوشیار
ہوے اور دیکھا کہ ہم سب گرفتار ہین ناچار خاموش ہورہے اور رعد تاس نے حکم دیا کہ آج سب
قیام پذیر ہون کہ مین لڑنے سے خستہ بہت ہون کل سب کو لیکر خدمت شہنشاہ مین جاؤنگا
حسب الحکم لشکر نے اسکے کمر کھولی سب قیدیون کو قید کیا اور پہرا مقرر ہوگیا رعد تاس اپنی بارگاہ
مین مسند عزت پر آکر متمکن ہوا اور خادم خدمتگار سب کو باہر بارگاہ کے کہا کہ جاکر ٹھہرو صرف
اپنی رنڈی کو اندر بارگاہ کے رکھ لیا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ سواے اس رنڈی کے اور جو
کوئی اس بارگاہ مین آئے تو بیہوش ہوجائے کیونکہ اسکو خوف عیارون کا ہوا کہ ایسا نہو عیار
میان آئین الحاصل یہ تو با طمینان تمام بیٹھا مگر عیارون نے لشکر کی گرفتاری دور سے دیکھ کر
صلاح کی اور سب بصورت مبدل لشکر مین آئے اور ضرغام نے ایک خدمتگار کو دربار گاہ
سے الگ بلایا اور کہا مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے جب وہ علیحدہ آیا ضرغام نے بیضۂ بیہوشی مار کر اسے
بیہوش کرکے پیرہن اُسکا اُتار لیا اور اوسکی صورت بنکر بارگاہ کے پاس آیا اور چاہا اندر جاوے
ساتھ کے نوکرون نے کہا اندر نجاؤ منع کیا ہے ضرغام نے کہا تم کیا جانو کہ مین کس لیے جاتا ہون
یہ کہکر اندر بارگاہ کے قدم رکھا جیسے ہی اندر آیا بیہوش ہوکر گرا رعد تاس نے اُٹھکر اسے اٹھایا
اور سحر پڑھکر جو پھونکا روغن ورنگ عیاری اوڑگیا صورت اصل رہگئی رعد تاس نے سحر سے
اندر بارگاہ کے مقید کیا اور پھر بیٹھکر رنڈی سے اختلاط کرنے لگا اُسوقت جانسوز ساقی
مہر طلعت اور زیبا صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اور خدمتگارون سے کہا مین نوکری کی
خواہش رکھتا ہون اسوقت میان اکیلے بیٹھے ہین اگر کہو تو جاکر عرض حال کرون اُنھون
نے کہا اندر جانے کا حکم نہین ہے اگر تمھارا جی چاہے تو جاؤ لیکن جو خفگی ہو تو ہم نہین جانتے
جانسوز نے کہا مین اپنی کیفیت عرض کرکے ابھی آتا ہون یہ کہکر اندرون بارگاہ قدم رکھا
اور تھوڑی دور گیا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا رعد تاس نے اسکو بھی گرفتار کرکے بزور سحر روغن عیاری
اسکا بھی دفع کیا اور کہا عیارون نے صورت بدلکر آنا شروع کیا الغرض یہ پھر اپنی محبوبہ سے

ہمکلام ہونے لگا اور ادھر برق نے دور سے دیکھا کہ دو عیار اندر بارگاہ کے داخل ہوئے مگر کچھ
مطلب بر آری نہوئی بس یہ گرد بارگاہ کے پھرنے لگا اتفاقاً روتاس کے پاس جو طلائی ہوتا
خیمہ ایک طرف استادہ تھا اور اس رنڈی کا نوکر ایک حجرہ کر اگرگڑی بھر رہا تھا برق اوس کے
پاس آیا اور کہا ابے سن تو ادھر تو آ کل تو نے میرے بیٹے کو کیوں مارا تھا وہ چھوکرا حیران ہوا
کہ کیسا کس کا کہنے لگا ابھی پہچانتے بھی ہو برق کان پکڑ کے کھینچتا ہوا لیچلا کہ بچا آج گھر چلو تو
جسکے سامنے مارا ہے دیکھو تو اس سے پوچھ کر کہ میں کسکا ستاتا ہوں یہ کہتا ہوا اسے تنہائی کے
مقام پر لایا اور بیہوش کرکے اسکی صورت آپ بنکر آیا اور گڑگڑی بھرنے لگا اس میں کہ خود مشکا
آیا اور کہا تو ابتک حقہ ہی بھر رہا ہے پانی ہی دو حقہ مانگتی ہیں برق نے کہا آگ تو سلگا نا اونہی
غرض بہانا کرنے میں بیہوشی ملا کے چلم بھری اور خدمتگار کو گڑگڑی تیار کرکے دی کہ لیجاؤ اسنے کہا
تو آپ لیجا ہمیں حکم اندر جانے کا نہیں ہے برق گڑگڑی لیکر اندر بارگاہ کے گیا یہ بھی اور دو
کی طرح سے بیہوش ہو گیا روتاس نے اسے بھی گرفتار کیا اور سر پٹککر جو دم کیا اسکی بھی صورت
اصلی ہو گئی اسوقت اوسنے کہا کیا عنایت سامری و جمشید کی ہے کہ عیار بغیر زحمت کے گرفتار
ہوئے کچھ تردد بھی نکرنا پڑا یہ کہتا ہوا پھر اپنی مطلوبہ کے ہم پہلو بیٹھا تینوں عیاروں پر سحر کر دیا
کہ دست و پا بحس ہو گئے لیکن ابکی بار عمرو بصورت صبا رفتار عیار بچی کی سنکر آیا اور
افراسیاب کی مہر بنا کر فرمان لکھکر اس طرح لپیٹا کہ ہر ایک تہہ میں کاغذ کی بہت باریک سا
غبار بیہوشی بھر دیا لفافہ پر مہر کی اور در بارگاہ پر آیا اور لڑکوں سے کہا میری خبر کرو کہ صبا رفتار
شہنشاہ پاس سے آئی ہے ملازموں نے کہا ہمیں اندر جانے کا حکم نہیں ہے آپ خود جائیے
عمرو سمجھا کہ اندر جانے میں کچھ نہ کچھ قباحت ہے جب تو یہ نہیں جاتے یہ سوچکر دروازے ہی
سے پکارا کہ اے روتاس جادو منم صبا رفتار نامۂ شاہ لیکر آئی ہوں یہ صدا جو روتاس
نے سنی کہا اندر آؤ عمرو نے کہا نامۂ شہنشاہ کی یہی تعظیم ہے کہ دربارگاہ تک بھی نہیں آیا جاتا
ہاں صاحب مقرب جو زیادہ ہوتے ہیں وہ یہی کرتے ہیں یہ کلام جو روتاس نے سنے شرمندہ
ہو کر باہر آیا صبا رفتار نے سلام کیا اور نامہ نکالا کہ لیجیے اسکا جواب لکھوا دیجیے روتاس
نے کہا آپ اندر تشریف لے چلیں اور ایک جام شراب پیجیں میں جواب لکھوں عمرو نے
کہا تم جیسے پاتے ہو اندر بارگاہ کے بلاتے ہو عیاروں کا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے روتاس نے کہا
نہیں بارگاہ سحر بند ہے جو کوئی یہاں آئیگا بیہوش ہو جائیگا صبا رفتار نقلی نے کہا میں سمجھ

نہین جانتی ہون اور عیار بھی ہون اسلیے تم باتے تھے کہ مین بیہوش ہو جاؤن اور مین
پہلے ہی سمجھی تھی کہ بہر گرفتاری عیاران تمنے کوئی تدبیر ضرور کی ہوگی پھر عیاری سے بعید تھا
کہ جو چلی آتی اگر آ لی تو گرتی ہاتھ منہ لوٹتا رہ قتاس نے اسکی عقل پر آفرین کی اور بارگاہ سے سحر کو
اوتار اکہ اب جو آئے بیہوش ہو اور صبا رفتار نقلی کا ہاتھ پکڑکر اندر بارگاہ کے لایا عمرو نے
دیکھا کہ تین عیار بیحس و حرکت پڑے ہین اور ایک زن حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ مسند پر
بیٹھی ہے عمرو بھی ایک جانب بیٹھا اور نامہ روقتاس کو دیا وہ لفافے سے نامہ نکالنے لگا غبار
بیہوشی اوڑا اور خوشبو آنے لگی اسنے نامے کو سونگھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے بس سونگھتے ہی بیہوش ہوا
ادھر عمرو نے ایک بیضۂ بیہوشی منہ پر اس طوائف کے مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی اوسوقت
روقتاس کا خنجر سے سر کاٹ ڈالا پیر اسکے غل و شور کرنے لگے آگ پتھر برسنے لگے عمرو نے
زندہی کا زیور اوتار الیکن اسکے مرنے سے عیار تینون رہا ہوے اور لوٹنے لگے مگر برق نے
جلد چادر جمشید اسکے جھولے سے نکال کر جسپیتا کی اور سر اسیمہ بارگاہ سے باہر بھاگا اور غل جو
ہوا ساحر دوڑے عمرو اور دونون عیار بھی کود کر بھاگے ادھر قیدیون پر سے سحر روقتاس
کا دفع ہوا اور سب چھوٹ گئے بہار اور مہرخ وغیرہ نے بزور سحر پرواز کی اور بر وہی ہوا جا کر
ہار فلفل اور گچھے پیکان کے اور گولے فولاد کے لشکر روقتاس پر مارنے ابر سحر کے اٹھے صدائین
رعد آسا پیدا ہوئین کہین بجلیان گرنے لگین کہین آگ برسنے لگی بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم
بہار پیدا ہوا اور ہزارہا ساحر دیوانہ وار صحرا کو چلا مہرخ اور شکیل نے ہزارون کو قتل کیا
نافرمان اور مہرخ مونے ستارے گرائے تیر برسائے کہ نظم

برسنے لگی آگ پتھر وہان	جابجا آتش سحر کا تھا دھوان
کبھی شعلے اٹھتے تھے ہر سمت سے	مچاتے تھے غل پیر ہر ایک کے
ہزارون نے دی جان افسوس سے	بہت بھاگ کر وان سے زندہ بچے

القصہ لشکر روقتاس تباہ و برباد ہوا اور بلقیح و فیروزی مال و اسباب لوٹکر مہرخ اور
ہمہ حسین اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین منادی نے ندا کی فوج بھاگی ہوئی کوہستان سے
آئی لشکر بدستور اول دوبارہ آراستہ ہوا جشن ہونے لگا لیکن عمرو جو بھاگا اوسے خیال آیا
کہ چادر جمشیدی جو عیار لے گیا ہو اس سے چل کر لے پس وہ چکر جنگل مین آیا اور زنبیل عیاری
بجائی ضرغام اور جانسوز حاضر خدمت ہوے لیکن برق نہ آیا کہ آشنا و چادر جمشید چھین لینگے

یہان عمرو نے ان دونون عیارون سے پوچھا کہ تم مین چادر جمشید کون لایا ہی انھون نے
کہا ہمین قسم ہی آپ کے صاحبقران کی کہ ہم نہین لائے عمرو نے کہا انھین کی صدا پر برق
نہین آیا معلوم ہوتا ہی کہ وہی لے گیا بس کوڑا پکڑ کر واسطے ڈھونڈھنے برق کے چلا لیکن برق
جو چلا تھا اسکے ذہن مین آیا کہ اگر طلسم ظاہر نہین ہونے کا تو استاد چادر چھین لین گے اور
استاد اپنے پاس زنبیل و گلیم وغیرہ رکھتے ہین اور میرے پاس کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ جسپر
سحر تاثیر نکرے لہذا چادر جمشید اپنے پاس رکھون اُسے استاد کو ندون یہ خیال کر کے طرف
طلسم باطن کے چلا مگر اب کیفیت سنیے کہ عیاریان جنگل مین تھین اور ساتھ ساتھ لشکر رقاص
کے چلی آتی تھین لیکن انھین افراسیاب نے یہ حکم دیا تھا کہ عیارون کو پکڑ لاؤ یہ تو لشکر
گرفتاری عیاران کرتی تھین لشکر رقاص سے انھون نے کچھ مطلب نہ رکھا تھا اب
رقاص جو قتل ہوا اور اسکے مرنے سے غلغلہ بلند ہوا صرصر نے کہا ای صبا رفتار
بڑا غضب ہوا عمرو نے رقاص کو مارا شہنشاہ کہین گے کہ تم سب لشکر مین موجود تھین
اور حفاظت نکر سکین جلد چلو اور عمرو کو گرفتار کرو بس سب متفرق ہوکر بہر گرفتاری عیاران
چلین صبا رفتار گنبد نور کی طرف آئی اور صرصر لشکر مہرخ کی سمت گئی اور راہ سے دور
سے دیکھا کہ عمرو کوڑا پکڑے ایک مقام بلند پر کھڑا ہر طرف نگران ہی اور بہ ایں خیال چار طرف
دوڑتا ہی صرصر نے ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت اپنی برق کی بنائی اور جست و خیز
کرتی ہوئی عمرو کی طرف سے ہو کر نکلی عمرو نے جو پایا برق کھڑا ہی تھا اسے دیکھ کر جھپٹا
اور قریب آکر کہا ای برق سچ بتا کہ تو چادر جمشید لایا ہی یا نہین اگر لایا ہی تو مجھے دے صرصر
ہاتھ باندھ کر پاؤن پر عمرو کے گری اور کہا استاد وہ چادر آپ مجھی کو عنایت کیجیے عمرو نے
کوڑا اٹھایا کہ کیا شامت آئی ہی لا مجھے دے صرصر نے پاؤن پکڑ کے عمرو کو کھینچ لیا اور گرتے
وقت اُسکے بچالاکی تمام ایک حباب بیہوشی مارا کہ بیہوش کر دیا اور چادر عیاری بچھا کر دو حلقون
سے کمند کے دونون ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پاؤن اور دو حلقون سے گردن و کمر
کو باندھ کر ساتوان حلقہ اس طرح باندھا کہ عمرو ایک گٹھری ہو گیا صرصر نے چادر عیاری مین
لپیٹ کر پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی سینے کے قریب لگا کر جست
و خیز کرتی طرف گنبد نور کے چلی لیکن برق جو گنبد نور کی طرف چلا اس نے دور سے دیکھا کہ
صبا رفتار کودتی چلی آتی ہی برق نے جلد صرصر کی صورت بنا اور صبا رفتار کی

طرف سے ہوکر نکلا اُسنے پکارا کہ ای شہزادی کہان چلین صرصر نے کہا الگ آؤ یہان نہ عمرو
صبا رفتار قریب آئی برق نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ ہوسے عیار بدبلا ہین ابھی تجھسے اور عمرو
سے سامنا ہوا تھا وہ سامنے جھاڑی مین چلا گیا ہے اب ایک طرف سے اے صبا رفتار
تم جاؤ اور ایک سمت سے مین یہ کہکر اوسکے ساتھ باتین کرتا ہوا دوڑا لایا اور کہا دیکھو پیچھے کون
آتا ہے صبا رفتار نے پھر کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا آپ اُسکی صورت
بنا اور اسے عمرو کی صورت بنا کر پشتارہ باندھکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوا اور سیدھا چادر
جمشید کے دریاے خون رواں سے گذر کر شہر ناپرسان مین آیا کسی نے منع نہ کیا بلکہ
دو ایک نے پوچھا کہ بی بی صبا رفتار کسے لائی ہو اُسنے کہا عمرو کو اسی طرح گنبد نور پر
چڑھ آیا یہان ہزارہا ساحر ملازم اور رفیق افراسیاب بیٹھا تھا ناچ ہو رہا تھا شہنشاہ تخت
پر جلوہ گر تھا کہ صبا رفتار نقلی نے آکر سلام کیا اور پشتارہ سامنے ڈال دیا افراسیاب نے
پوچھا کہ کسے باندھ لائی ہو اُسنے کہا عمرو کو اور پشتارہ کھول کر عمرو کو ستون سے باندھ دیا اِس
عرصہ مین صرصر نے جو عمرو کو گرفتار کیا تھا آکر پہونچی ہر طرف ایک غل ہوا کہ صرصر اور ایک
عمرو کو لائی ہے برق نے افراسیاب سے عرض کیا کہ حضور مین جو عمرو کو لائی ہون اُسکے
عقب مین کوئی عیار بشکل صرصر آیا ہوگا مین پوشیدہ ہوئی جاتی ہون آپ اس صرصر کو
گرفتار کیجیے یہ کہکر صبا رفتار نقلی تخت شاہی کے پیچھے چھپ رہی اِس اثنا مین صرصر
پشتارہ لیے حاضر ہوئی اور سامنے تخت کے رکھدیا افراسیاب نے اُسوقت ایک ساحر
سے اشارہ کیا کہ اُسنے صرصر کو گرفتار کر لیا اور پشتارہ جو لائی تھی اُسے بھی کھولا اُسوقت
برق جو تخت کے نیچے چھپا تھا ظاہر ہوا اور عمرو کو بندھا دیکھ کر رونے لگا اور کہا اے شہنشاہ
صرصر کو یہ عیار عمرو کی شکل بنا کر لایا ہے اور آپ اُسکی صورت بنکر آیا ہے افراسیاب نے عمرو
کو چھوڑ دیا اور صرصر اصلی کو بندھوا دیا صبا رفتار نقلی یعنی برق نے صرصر کے گرفتار
ہونے کے بعد چاہا کہ سب کو شراب پلا کر بیہوش کر دون لیکن صرصر نے کہا ای شہنشاہ آپ
غضب کرتے ہین مین صرصر ہون ہر چند اُسنے کہا مگر کسی نے نہ سنا اور برق نے صرصر پاس
آکر چپکے سے کہا کہ اُستانی منم برق تم اُستاد کو پکڑ لائین اور سب کے سامنے ننگی کھلی پھرتی ہو
کہو تو اُسوقت ناک کی پھننگی کٹوا دون یہ باتین سنکر صرصر لگی دہائی دینے اور برق نے حکم
دیا کہ اسپر مار پڑے اُسوقت صرصر پر مار پڑنے لگی اور صرصر نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپکو کیا

سامری دیکھیے کہ اُس مین عمرو کون ہی افراسیاب نے یہ بات پسند کی اور کتاب سامری منگائی
اُسوقت برق نے کہا حضور ایک بات لونڈی کی سن لیجیے مین کان مین کہون گی یہ کہکر قریب
افراسیاب کے آیا آہستے بات سُننے کو کان لگایا برق نے ایک ہاتھ سے تاج لیا اور دوسرے
سے ایک دھول ماری اور نعرہ کیا منم برق فرنگی اور جست کرکے بھاگا افراسیاب نے حکم دیا
کہ لینا جانے نہ پائے ساحر بھی دھکم دھکا دوڑے اور سحر پڑھنے لگے ہنگامہ جو ہوا عمرو تو رہا ہو چکا تھا آتے
لوٹنا شروع کیا اور جال الیاسی نکال کر مارا کہ جیرت کا پاندان اور مقابہ طلائی اور کرسی ہای
جواہر نگار سب لوٹ کر داخل زنبیل کین افراسیاب گھبرا کر تخت پر کھڑا ہو گیا اور سحر پڑھا کہ
ہزار ہا پتلا طلسمی دوڑا عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور گنبد کے نیچے اوتر گیا ادھر برق بھی بھاگ کر نیچے
آیا ساحرون نے سحر کیا لیکن بسبب چادر جمشید کے تاثیر نہ ہوئی اور جو ساحر گرفتار کرنے قریب گیا
چادر کی تاثیر سے شعلے جسم سے اُٹھنے لگے اور بدن مین آگ لگ گئی سب پھر آئے اور افراسیاب
نے صرصر اور صبا رفتار کو جو بند تھی چھٹین کھلوایا اور روانہ کیا مگر برق اور عمرو نے شہر
ناپرسان مین لوٹ شروع کی عمرو نے جال جس دوکان پر مارا فرش تک دوکان کا سب کل
اسباب کھینچ لیا غلغلہ ہوا دوکانین جلد جلد بند ہونے لگین کسی راہگیر نے پوچھا ارے بھئی یہ کیا ہنگامہ
ہوا ایک دوکاندار نے کہا عمرو شہر مین آیا ہی لوٹتا پھرتا ہی راہگیر سمجھا کہ اکیلا کہان تک لوٹے گا
معلوم ہوتا ہی فوج لے کر آیا ہوگا یہ سمجھ کر آگے چلا راہ مین جو ملا کہدیا ارے میان بھاگو فوج آگئی
لوگ قتل ہو رہے ہین یہ سنکر وہ شخص بھاگا اُسے بھاگتے دیکھ کر اور لوگ بھی بھاگے جدھر گئے
بھگدڑ پڑ گئی سب کی زبان پر جاری ہی کہ فوج آگئی اب کوئی اپنے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھاگا جاتا ہی
کوئی اپنی عورتون کو لیے بدحواس ایک ایک سے پوچھتا ہی ارے بھائی کوئی ناکہ بھی کھلا ہی کدھر
جائین کوئی رو رہا ہی کہ افسوس گھر گئے لیکن بہادران روزگار ہتھیار لگا کے اپنے اپنے دروازے پر
مونڈھے اور کرسیان بچھائے جان دینے پر آمادہ باستقلال تمام بیٹھے ہین لوگ آآکر اُنکے سامنے
خبرین کہہ رہے ہین کہ حضرت آپ بیٹھے کیا کرتے ہین مفت جان دیجیے گا ابھی ابھی میرے سامنے
جوہری بازار قتل ہو چکا ہی اور چوک لٹ رہا ہی ہم تو جاتے ہین آپ بھی بھاگیے بہادرون نے
دیا کہ جناب ہم تو جو کوئی آئیگا اول تو عذر کرینگے اگر نہ مانا دیکھیے گا وہ جمکر ساکھے کی لڑائی ہوگی
اور ایسی تلوار چلیگی کہ حریف کے دانت کھٹے کر دینگے غرض کہ ایک تہلکہ عظیم برپا ہی اور عمرو اور
برق لوٹتے پھرتے ہین صرافون کی تھیلیان غائب ہوتی اور جوہریون کے ڈبے گم ہوتے ہین

بساطخانہ برپا دہوم رہا ہے بزازون کی گٹھریان نذار وہوتی ہین ٹھٹھیرون کے برتن لٹ رہے ہین اپنا
اسباب کوئی پھینک کر بھاگا ہے کوئی اگر جان بچکر نہین بھاگا ہے تو اہل محلہ کے خالی گھرون مین کود کر
اسباب اُٹھا رہا ہے کوئی ہتھیارون اور اسباب کو کنوئین مین پھینک رہا ہے کوئی تہ خانے مین چھپ کر
بیٹھا ہے کوئی کہتا ہے میرا بھائی لشکر عمرو مین نوکر ہے مجھے اُسنے سند لادی ہے مین سب کو بچا لونگا ہمارے
یہان چلے آؤ الحاصل یہ غوغا تھا جب افراسیاب نے سنا کہ شہر کے لوگ بھاگے جاتے ہین فوج اسد
کی آگئی اُسوقت اُسنے حکم دیا کہ ساحر جاکر جو کوئی ہو اُسے غارت کرین ساحر گنبد پر سے اُتر کر چلے اور
افراسیاب خود اُتر آیا حیرت نے ایک سحر کیا کہ لاکھون اژدر پیدا ہوا اور شہر کی طرف چلا عمرو
نے مندھی استاد کی اور برق نے چادر جمشید اوڑھ لی اور ایک طرف ٹھہر رہا اژدہون نے بہت
لوگون کو نگل لیا سب کو یقین بالکل ہو گیا کہ فوج آگئی اور زیادہ بھگدر پڑ گئی اور اژدر کچھ آدمیون
کو نگل کر پھر آئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مین نے سب کو اژدہون سے نگلوا لیا یہ کہہ رہی تھی
کہ ایک ساحر سامنے سے کشتارہ بدوش پیدا ہوا اور افراسیاب کو سلام کیا اُسنے پوچھا کہ کشتارہ
مین کیا ہے ساحر نے کہا عمرو کو لایا ہون یہ کہکر کشتارہ کھولنے لگا سب جھک کر دیکھنے لگے اُس ساحر
نے یکایک جست کر کے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور دوسرا تاج
لیکر بھاگا صنعت سحر ساز جو وزیر تھی اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے افراسیاب اور
حیرت کے سب بیہوش ہوئے مگر برق اور عمرو پر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور صنعت نے دفع سحر کیا
سب ہوشیار ہوئے اُسوقت دیکھا کہ شمیمہ آئی اور سلام کر کے الگ ٹھہری شاہ نے کہا جاکر عمرو
کو پکڑ لا اُسنے عرض کیا کہ حضور سے جو تدبیر مین عرض کرون اُس طرح عمرو گرفتار ہوگا افراسیاب
نے کہا بتلا شمیمہ نے کہا تخلیہ چاہتی ہون افراسیاب علیحدہ پاس شمیمہ کے آیا شمیمہ نے جست
کر کے پھر ایک دھپ لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور تیسرا تاج جو ہر بار افراسیاب منگا کر پہنتا
ہے لیکر راہی ہوا ابکی بار سرمایہ برف انداز وزیر دوم نے سحر کیا کہ سلین برف کی گرنے لگین
اور وہ سردی ہوئی کہ دانت ہر ایک کے بجنے لگے اور صدہا ساحر شہر کے مر گئے سرمایہ نے سحر
اُتار دیا اور کہا برق اور عمرو مر گئے ہونگے اسوقت ایک ساحر بھاگا ہوا آیا اور کہا دوہائی
شہنشاہ کی عمرو لوٹے لیتا ہے افراسیاب نے دستک دی کہ دیکھو تدبیر عمرو کی ہوئی جاتی ہے
اُس ساحر نے کہا دیکھیے اے شہنشاہ آپکے پیچھے برق کھڑا ہے تاج لیا چاہتا ہے افراسیاب نے پیچھے
پھر کر دیکھا اُدھر ساحر نے جست کی اور دھول مارکر نعرہ کیا کہ منم برق اور چوتھا تاج لیکر بھاگا

اسوقت وزیر سوم باغبان قدرت نے ایک ہار اپنے گلے سے توڑ کر پھینکا کہ ہزاروں تختے گلزار کے ظاہر ہوئے اور پھولوں سے گلاب سے لال خوش رنگ نکل کر اوڑنے اور چار طرف عمرو و برق کو ڈھونڈھنے لگے عمرو اندر منڈھی کے تھا اور برق کو سبب چادر کے کوئی نپاتا تھا آخرکار جب یہ دونوں نہ ملے وہ لال مردمان شہر کے سروں پر بیٹھے کہ اہل شہر دیوانے ہوئے اور نعرے مستانہ کرتے شعر پڑھتے صحرا کو چلے اسوقت تو عجب عالم شہر کے لوگوں کا تھا کوئی کسی کے دھول لگاتا تھا کوئی گلے میں باہیں ڈالے پیار کر رہا تھا کہ بمقتضائے نظم

کوئی جا ہی جہان تہ سے نہیں ای بادہ مست
میکدہ میں نشہ کی چہنک دکھائی ہے مجھے
دیکھیے جس کو جہے میں ڈگمگاتے ہیں جا بجا مست
آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

یہ حالت دیکھ کر باغبان نے سحر اپنا روکا مگر عمرو اور برق کا پتا نہ لگا پھر یکایک برق بصورت آدمی ظاہر ہوا افراسیاب نے اسے دیکھ کر کچھ سحر پڑھا سب نے دیکھا کہ ایک آئینہ بمقدار قامت انسان کھڑا ہے اور افراسیاب مثل تصویر کے قالب آئینہ میں جلوہ گر ہے برق نے دو سے پتھر اس آئینہ پر مارا وہ پتھر الٹا پھر آیا اور ارزق کوہ شگاف جو چھٹے وزیر نے کچھ سنگریزہ پاس سے سحر پڑھکر مارے کہ بڑے بڑے پہاڑ زمین سے معلق اوکھڑ کر طرف برق کے چلے برق کو سبب چادر جمشید کے وہ پہاڑ کنکریاں معلوم ہوئے لیکن اہل شہر پر جو گرے عجب اڑا قصہ ہزاروں دب گئے ایک تہلکہ عظیم پڑ گیا اسوقت عمرو دوبارہ منڈھی سے نکلا اور لوٹنے لگا مگر گلیم اوڑھے تھا ساحران زبردست سحر کے پہاڑوں کے نیچے سے نکلے اور اپنے ویسے مر گئے ارزق نے غوغا سنکر سحر کو دفع کیا عمرو نے ایکبار جہان افراسیاب کھڑا تھا اسکے سامنے آکر منڈھی کھڑی کی سب نے دیکھا کہ عمرو فقیروں کی جیسے منڈھی ہوتی ہے اسکے اندر پلنگڑی جواہر نگار بچھا ہے بآرام تمام لیٹا ہے اور دو بیان پاؤں و باقی ہیں افراسیاب نے کہا عمرو بھی بڑا زبردست ساحر ہے تم میں کوئی ہے ایسا کہ جو اسکا مقابلہ کرے اور گرفتار کرے یہ کلام سنکر ایک ساحر طمطراق جادو نام آگے بڑھا اور سحر پڑھتا ہوا منڈھی کے اندر گیا سر نیچے اور پاؤں اوپر ہو گئے الٹا لٹک گیا عمرو نے اٹھکر کے پلیتے تھوڑے سے سلگا لئے اور ایک بوٹی اسکے جسم کی کاٹی وہ چیخنے لگا عمرو نے کہا حرامزادے میں تیرے کباب لگا کر کھاؤنگا کیونکہ ساحروں کا گوشت مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتا ہے یہ کلام سنکر ساحر بہت خائف ہوئے اور بھائی طمطراق جادو کا بنام قواق جادو معروف تھا دوڑا آیا اور کہا اے عمرو میرے بھائی کو نہ کھا چھوڑ دے میں تجھے ہزار اشرفی دونگا عمرو نے کہا پانچ ہزار اشرفی

لونگا اُسنے کہا اچھا پانچہزار اشرفی نے مگر چھوڑ دے اور اشرفیان منگاکر سامنے منڈھی کے ڈھیر کر دین عمرو نے اُسوقت ظلمطراق کو منڈھی سے چھڑایا اور بیہوش کرکے زبان تھوڑی سی کاٹ لی اور منڈھی سے ہاتھ نکال کر جال مار کے اشرفیان کھینچ لین اور ظلمطراق کو باہر ڈالدیا دفواق نے بھائی کو اپنے اُٹھایا دیکھا تو اس سے بولا نہین جاتا ہی زبان کٹی ہی بس غضبناک ہوکر ہزارون طرح کے منڈھی پر سحر کیے کبھی پتھر سے منڈھی کو چھپا دیا اور کبھی آگ سے پوشیدہ کر دیا مگر کچھ نہو سکا اُسوقت عمرو نے منڈھی کے چارون ستون پکڑ لیے اور آنکھ پر چھتری کی طرح سر پر لگائی اور ایک طرف روانہ ہوا اُسوقت منڈھی مثل ایک گنبد کے ہوکر روانہ ہوئی اور عمرو اُسکے اندر چلا اور برق بھی ساتھ ہوا افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھا مگر کچھ نہ معلوم ہوا اور کہا ہم بھی جاتے ہین یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوا اُسوقت دیکھا کہ آندھی تیرہ و تار آئی اور ہزارون گھنٹے اور ناقوس بر روے ہوا بجتے سنائی دیے اور سواری بڑے عزم و شان سے ایک اور افراسیاب کی آئی سب نے تعظیم کی افراسیاب نے اُس افراسیاب سے جو آئینے مین جلوہ گر تھا کہا کہ ای ہمشبیہ جاہ تمھین بڑی تکلیف ہوئی اور عیارون نے سخت بے ادبی کی یہ کہنا تھا کہ افراسیاب جو آئینے کے اندر تھا غائب ہوگیا اور افراسیاب اصلی نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ برق کے پاس چادر جمشیدی تھی اِس سبب سے سحر تاثیر نہ کرتا تھا اور سمجھے کیا ضرورت شدید ایسی تھی کہ تحفۂ طلسم اور لباس خداوند کو جاکر لایا یہ اُسی کی شومی تھی جو ہمشبیہ نے تیری دھولین کھائین اگر تو اپنے ہمشبیہ کو چھوڑکر چلا نہ جاتا تو یہی حال تیرا ہوتا راوی کہتا ہی کہ عیارون نے صرصر وغیرہ کا جو دھوکا کر دیا تھا تو افراسیاب نے اپنے بائین ہاتھ کو دیکھا تھا اُس مین معلوم ہوا تھا کہ دو پہرا اسوقت کو تجھ سخت مین ذلت حاصل ہوگی اگر یہان ٹھہرے گا چاہیے کہ اِس جگہ سے ٹل جا بس افراسیاب نے یہ معلوم کرکے ایک دستک دی تھی اور آہستہ سے کہا تھا کہ ای ہمشبیہ آؤ اُسی وقت ہمصورت اُسکا آیا اور یہ خود غائب ہوگیا ساحران درباری ہنگامہ پردازی مین عیارون کی مصروف تھے کسی پر ظاہر نہوا کہ شہنشاہ طلسم ہی یا کوئی اور یہی جاننا چاہیے کہ افراسیاب کے دہنے ہاتھ مین حال بہبودی اور فلاح معلوم ہوتا ہی اور بائین ہاتھ مین اِسکی ذات کا حال بدی اور شر و فساد و ذلت و ادبار ظاہر ہوتا ہی اور سات شخص نہایت زبردست اور مغز طلسم ہین کہ اُنکے ہمزاد دریاے نیل مین رہتے ہین اور جب تک وہ ہمزاد نہ مارے جائینگے وہ ساتون شخص بھی نہین قتل ہونگے چاہیے اُنھین ہزار دفعہ عیار بیہوش کرین ازانجملہ اُن آدمیون مین سے افراسیاب اور حیرت بھی ہین کہ صدہا مرتبہ

عیار انہین بیہوش کر چکے مگر قتل نہ کر سکین گے اور باقی حال بہزاد و ان کا بوقت ملنے روزنامچہ جمشید
کے طلسم کشا اور عمرو کے بیان ہوگا آمدم برسر مطلب افراسیاب عیارون کی شورش دیکھ کر نہایت
غضبناک ہوا اور عیار بچون سے خطاب کیا انہ اتفاق سکہ مین نے اسی واسطے بھیجا تھا کہ سارا
شہر ایکبار آکر برباد کر دین عمر صرصر نے عرض کیا کہ آج بادشاہ عالی جاہ کنیز حسب الارشاد عمرو کو
پکڑ لائی تھی اور مقبرہ شہنشاہ عیاران بہ آسان نہین کہ کوئی اُسے گرفتار کرے لیکن حضور نے
اسوقت میرا عرض کرنا پذیرا نہ فرمایا اور اُسے چھوڑ دیا اب جیسا ارشاد عالی ہو بجا لاؤن افراسیاب
نے کہا برق دریاے خون رواں کے پار اُتر جائیگا اور عمرو نہ جا سکے گا کیونکہ اُسکے پاس
تحفہ طلسم نہین ہے اور اگر آس دو شہر سے عمرو نکل کے جائیگا کیونکہ جب اسد داخل اس
شہر مین ہوا تھا تو البتہ دریا نہ پڑیگا مگر جہان اب لشکر عمرو ہے اُس مقام سے فاصلہ بہت
اتنا ہی ہو جائیگا کہ جیسا اسد ہفتہ راستہ طے کر کے اپنے شہر مین یہان پہنچا پس اب اُس طرح جس
طرف سے عمرو جاوے اُسے جا کر گرفتار کرے اور جو گرفتار نہ کر سکے تو اپنا اپنی کہلا بھیجنا
اور تو عمرو کو لیکر دریا کے پار جا کر شہر ناپرسان کے سامنے ڈنکا صرصر بحکم
پا کر روانہ ہوئی اور افراسیاب بہار کی جانب مخاطب ہوا اور کہا کیا غضب مشکل ہے کہ
جسکے واسطے گرفتاری بہار سمجھتا ہون وہ مارا جاتا ہے ایسا کوئی نہین جو بہار کو پکڑ لائے اس
وقت ایک ساحر عمرو جادو نام اپنے مقام سے اُٹھا اور عرض کیا کہ بہار کی بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ وہ ملازمان شہنشاہ سے گرفتار نہ ہو سکے مین جاتا ہون اور اُسے ابھی حاضر کرتا ہون
افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ فوج و لشکر ہمراہ لو عمرو نے کہا ہمارا یہ قابل نہین ہو کہ
جسمین فوج لیکر جاؤن اور دوسرے لشکر کی کثرت سے عیار شناخت نہین ہو سکتے اور اُنکے
فتور کرتے ہین مین خدمتگار بھی ساتھ نہ لونگا اور بارگاہ مہرخ مین گھس کر بہار کو گرفتار
کرونگا دیکھون میرا کوئی کیا کرتا ہے یہ کہکر بزور سحر پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن حال برق کا سنیے
کہ یہ جو شہر سے نکل کے چلا دریا کے پار بسبب جادو کے چلا آیا واضح ہو کہ شہر ناپرسان کے چاہین
دروازے ہین اور ہر طرف کی راہ ہر ایک دروازے سے ہے بعض دروازے ایسے ہین کہ طلسم
ظاہر مین بغیر دریا اُترے آدمی آتا ہے اور بعض در ایسے ہین کہ بیرون طلسم چاہے تو اُدھر سے
چلا جاوے اور بعض در ایسے ہین کہ بغیر دریا کے اُترے کوئی طلسم ظاہر مین نہین آسکتا ہے لہذا
صرصر جو چلی خیال مین آیا کہ شاید عمرو اسی طرف سے گیا ہو کہ طلسم ظاہر مین پہنچ گیا ہو تو

چاہیے کہ میں بھی ادھر کی طرف سے پہلوان اور ڈھونڈھتی ہوئی دریا کو اُتر دوں اس راہ میں جہان
کہیں عمرو ملے کو گرفتار کر دوں اور اس میں یہ فائدہ ہے کہ عمرو جو اُس طرف سے آتا ہوگا اور تو طلسم
ظاہر کی طرف سے چلے گی میں مقابلے پر عمرو کے پہونچوں گی یہ شخص یہ تجویز کرکے پہلے طلسم ظاہر
میں آئی لیکن بیان کا حال سنیے کہ برق جو پہلے آیا ہوا اور ساتھ شمیمہ اور صنوبر اور تیغ نگاہ میں اور
سب نے برق کو گھیرا تیغ چلنے لگا برق کو کہ اکیلا تھا مگر سب کو جواب دیتا تھا اسوقت جانسوز
بھی آگیا اور دونوں لڑتے بھڑتے نکل گئے چلے اور برق ایک طرف ہوگیا اور جانسوز ایک طرف
چلا برق کو یہ خیال ہے کہ عیار رہبر ہے باہم سے نہ کوئی سے اس لیے الگ رہتا ہے لیکن جانسوز
کو عیاروں نے پھر اکیلا پاکر ہر طرف گھیرا لڑائی ہونے لگی صنوبر نے کمند پشت پر سے لگائی جانسوز
جست کرنے سکا تھا کہ شمیمہ نے دوسری سمت سے کمند ماری جانسوز اُلجھ کے گرا تیغ نگاہ نے بیضۂ
بیہوشی لگاکر بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھ کر صنوبر سے کہا تم اسے دربار شہنشاہ میں لے جاؤ ہم
دونوں اور عیاروں کی فکر میں جاتے ہیں صنوبر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی اور وہ دونوں اور طرف
چلیں لیکن صنوبر کو پشتارہ بدوش ضرغام نے جاتے دیکھا کوس بھر آگے جاکر ایک جھاڑی میں
چھپ کر بیٹھا اور کمند کو دور تک پھیلا کر خس پوش کرکے سرا کمند کا اپنے ہاتھ میں رکھا کہ صنوبر
جب قریب کمند کے پہونچی دل اُسکا دھڑکنے لگا اور حفظ ماتقدم کی راہ سے پکار کر اُسنے کہا کہ ای عیار
میں نے تجھے پہچانا ضرغام سمجھا کہ یہ مجھے پہچان گئی چاہا کہ جھاڑی سے نکل کر اسکے مقابل ہوں پھر
خیال آیا کہ شاید یہ مکاری کرتی ہو ابھی ذرا ٹھہر دیکھنا فکر میں تھا کہ صنوبر نے پتھر فلاخن میں
رکھکر مارا کہ ضرغام کے برابر آکر گرا یہ سمجھا کہ بیشک یہ مجھے پہچان گئی چاہتا تھا کہ باہر جھاڑی کے
نکلے اسوقت صنوبر نے دوسرا پتھر دوسری سمت لگایا ضرغام کو یقین ہوا کہ تقدم بالحفظ کرتی
ہے بیٹھا ٹھہرا رہا صنوبر نے بسبب خوف امتحان کر لیا تھی کہ جنگل سنسان ہے اس سبب سے دل میرا
خوفناک ہوتا ہے بس جست کرکے بیچ میں کمند کے جا کر اُتری اور چاہا کہ دوسری جست کرکے اس
راہ خطرناک سے گذر جاؤں ضرغام نے ایک دھڑکا شیر کی صدا لگا کر مارا کہ صنوبر جھجکی اور
ضرغام نے کمند کھینچی حلقے بھی ہوسکے اور صنوبر گری ضرغام جھپٹ کر آیا اور جھٹ بیہوشی لگا کر
اسے بیہوش کر دیا اور جانسوز کو پشتارہ سے کھول کر ہوشیار کیا اور چاہا کہ صنوبر کو باندھے
اسوقت صرصر جو عمرو کو ڈھونڈھتی آتی تھی اس طرف آنکلی اور صنوبر کو گرفتار ہوتے دیکھ کر
چیخ کھینچکر دوڑی کہ باشید ای ناعیاران کہاں جاؤگے میرے ہاتھ سے ضرغام اور جانسوز بھی خنجر

پکڑکر مقابل ہوئے اور کہا استانی صاحبہ جبدن استاد تمہیں پکڑے جائینگے دانہ دلوائینگے
چکی پسوائینگے ہمارے استاد ردلی کہ ہر اپنی کسی زوجہ کو نہیں دیتے ہین اور رات بھر پاؤن
دبواتے ہین صرصر نے کہا تھا ارے استاد کو گھری گور ہین تو یون ہون جوانا مرگ ارے استانی
تمہاری کون ایسی تیسی ہے اور بغیظ و غضب یہ کلمات کہکر اٹھنے لگی اور مثل برق کے چلنے لگی
صرصر اٹھی ہوئی قریب صنوبر کے آئی اور ایک بیضہ دافع بیہوشی منہ پر مارا کہ صنوبر کو چھینک
آئی اور ہوشیار ہوئی پھر تو برابر سے مقابلہ شروع ہوا لیکن صرصر بسبب گرفتاری عمرو آئی تھی اسکو
عرصہ ہوتا تھا اس سبب سے جست کرکے ایک طرف چلی اسے جاتے دیکھکر صنوبر بھی ایک سمت
روانہ ہوئی مگر صرصر متلاشی عمرو تھی دریاے خون رواں سے تلاش کنان جب پار اتری
ایک مقام پر دیکھا کہ عمرو دریا سے چاہتا ہے کہ پار اترون لیکن راہ نہیں ملتی بھٹکتا پھرتا ہے صرصر نے
سر راہ ایک رومال پھینک دیا جب عمرو اس طرف آیا دیکھا کہ رومال عمدہ ہی کا پڑا ہے اور اسکے
گوشون مین کچھ بندھا ہے عمرو نے اسے اٹھا کر دیکھا اسکے ایک گوشے مین پچاس اشرفیان تھین
اور ایک کونے مین کچھ روپیے اور پیسے اور ایک کونے مین چکنی ڈلیان اور الائچیان بندھی تھین
رومال سارا عطر مین بسا تھا عمرو نے سمجھا کہ یہ طلسم باطن ہے ساحران نامور اس جانب سے گذرتے
ہین کسی شوقین کا یہ رومال گر پڑا ہے اسنے اشرفیان اور روپیے وغیرہ کو دل کر چاہا داخل زنبیل
کرون کہ رومال جو عطر مین بسا تھا اوسکی خوشبو سے دماغ بس گیا اور عمرو چکر کھا کر گرا صرصر
جو پوشیدہ تھی نعرہ کرکے قریب آئی اور پشتارہ عمرو کا باندھ کر دریا سے پھر جب حکم افراسیاب
پار اتری اور چاہا کہ کسی عیار بچی کو زنبیل بھیجا کر بلاؤن اور شہنشاہ کو اطلاع دون اسی فکر مین
تھی کہ اسے برق نے دور سے دیکھا پس فوراً اپنی صورت متغیر لنگاہ کی بنائی گرنھین دونون
رخسار پر آراستہ کرکے ڈھالی دوپٹہ اوڑھکر ہونٹون کو مسی آلود کیا اور لکھوٹا پان کا چبایا اور کسوت
عیاری سے خون ایک بوتل مین جو بہر عیاری بھر رکھا تھا نکال کر مقوے کے ہاتھ اور پاؤن
اور ایک سر بیچ گردن کے بنا کر اپنے سر پر گردن مقوے کی لگائی اسکی رگون مین خون بھر کر
اور سر اور چہرہ اپنا اندر اس گردن کے چھپا لیا اور سر مقوے کا اس گردن پر لگا کر گردن سے
جدا کرکے صرف تسمہ ایک لگا رہنے دیا اور اسی طرح دست و پا بھی مقوے کے پوست تازہ سے
منڈھے ہوے ہاتھ پاؤن پر لگا کر اصلی اعضا چھپا کر سب کو جدا کرکے باین ہیئت مجسمہ دعا
و مقتول افگندہ گذرگاہ صرصر تجویز کرکے پڑ رہا ہے صرصر جو عمرو کو لیے اپنی ساتھ والی عیارہ کو بلانیکی

کر میں ادھر آئی تو دیکھا ایک لاش پڑی ہے جس کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہیں اور خون تازہ رگوں
سے جاری ہے سر جدا ہو کر دور پڑا ہے مقنعہ ابریشم گردن میں لگا ہے دیکھ کر جب قریب آ کر غور سے
دیکھا تو شیشہ ... نہایت پکی گویا یا از بسکہ بہنیں آپس میں ایک دوسرے کو کہتی ہیں اور
محبت جو ایک کو باہم کمال تھی بس دیکھتے ہی دل صرصر کا امنڈ آیا اور کہا افسوس ہے عیاروں
نے میری بہن کو مار ڈالا اور بیتابانہ رونے لگی ہائے میری بہن تجھے کیا ہو گیا تم مجھ سے جدا ہو گئیں یہ
کہہ کر پچھاڑ کھا کر عمرو کا بیٹا سے لاش سے لپٹ گئی اور لگی بین کرنے یہ تو لپٹی ہوئی رو رہی تھی کہ یکایک
کٹی ہوئی گردن سے ایک دھار خون کی نکلی اور صرصر کے منہ پر پڑی کہنا تھا کہ اس کی بو سے غش آ گئی اور
بیہوش ہو گئی برق نعرہ کر کے اٹھا اور چادر عیاری بچھا کر صرصر کو اس پر لٹایا اور عمرو کو پائینتی بٹھایا
پاؤں صرصر کے آغوش عمرو میں رکھ دیئے اور فتیلہ دفع بیہوشی صرصر کو اور دوسرے ہاتھ سے
عمرو کو سنگھایا کہ دونوں ہوشیار ہوئے اور برق نے سامنے صرصر کے آ کر کہا آشنائی میں آداب
عرض کرتا ہوں واہ واہ دن دہاڑے آپ آشنا کو لیے جنگل میں پڑی ہیں کوئی مکان اور
باغ میں نہیں تھا خیمہ میں چلی آئی ہوتیں یہ بدتمیزی حضور کو نہ چاہیے اور فقیر تو اپنے یہ کہتا اور
عمرو کی جو آنکھ کھلی صرصر کو اپنا ہمبستر دیکھا اوجان جہان و آرام دل مشتاقان کہہ کر لپٹا کہ

	ز بخت خویشتن برخوردارم امشب		نہال عیشم از وصلش برآورد	

صرصر نے جو یہ حال اپنا دیکھا کہا ہوئے حرامزادو کہہ کے غضب سے کے ہوا اور ایک دولتی سینے پر
عمرو کے لگا کر دور جا گری عمرو پکارا کہ بیت لا تیں جنگلی سینے پر اپنے شب وصال + کیا
کیا نہ عمل مچا ہنگی غلغال ہائے دوست + صرصر شرما کر ایک طرف جست کر کے چلی گئی اور عمرو
نے برق کا ہاتھ پکڑا کہا بیٹا میں تجھ سے چادر جمشیدی نذر دوں گا بارگاہ میں چل اور یہ لا کر بارگاہ
میں لایا برق نے چار دن تاج اور اسباب کے سب جہیں اور اسد کو نذر دیئے اسد
نے وہ تاج عمرو کو دیئے اور سب جہیں نے لاکھ اشرفیاں انعام برق کو دیں اور مہارخ نے
پچاس ہزار اشرفی عنایت کیں سرداران نامی نے رطب اللسان تعریف کی ہر طرف سے آفرین
آفرین کی صدا بلند تھی کہ ... تبارک اللہ ازیں فتنہ ہا کہ در سر تست + ساقیان مہوش
پیالہ شراب ... سے کر مجلس ... اس محفل خلد مشاکل کے تھے اور مغنی بصد طرب نغمہ
دلکش سنا رہے تھے کہ ایسا ہے

	فرصتی زین بہ کجا باشد بدہ جام شراب		صبح دولت می دمد کو جام ہمچو آفتاب	

خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب بذلہ گو	موسم عیش است و دور ساغر و عہد شباب
شاہد و ساقی بدست افشان و مطرب پاکوب	غمزہ ساقی بچشم می پرستان بردہ خواب

اسوقت عمرو نے برق سے کہا اے فرزند مین اس لیے تجھ سے چادر جمشید مانگتا ہون کہ حکم صاحبقران
یہ ہے کہ ایسی اشیا سے نادرہ سے اور تبرکات انبیا علیہم السلام سے بغیر ضرورت شدید کے کوئی کام نہ لینا
اور تم چادر پاتے ہی شہر ناپرسان مین چلے گئے اور افراسیاب سے مقابل ہوے اگر ایسا ہی
چاہتا تو گلیم اوڑھکر اب تک سب کے سر کاٹ ڈالتا اور طلسم فتح کر لیتا پس تمہین چاہیے کہ صرف
عیاری کرتے رہو اور یاور طلسم کشا کے رہو اور چادر جمشید مجھے دو برق نے کہا مجھے چادر کیا
کرنا ہے انشاء اللہ ہزارون ساحرون کو بغیر چادر کے قتل کرونگا یہ کہکر وہ چادر جمشید عمرو
کے حوالے کی یہان تو یہ صحبت گفت و شنید برپا تھی کہ یکایک صداے مہیب آئی اور ایک پنجہ
چمک کر گرا نعرہ بلند ہوا کہ منم نمرود جادو اور بہار جادو کو پکڑ کے لے چلا اہل دربار عمرو
وغیرہ کھڑے ہوگئے اور مہرخ ناریل اور رتیہج اور زنارنج اُس پنجہ پر وار کرتے لیکن وہ دست ساحر
زبردست تھا کچھ تاثیر نہ ہوئی اور بہار کو وہ پنجہ لیکر ایک پہاڑ پر آیا عمرو اور سب عیار بھی دوڑ
گئے اسوقت نمرود نے پہاڑ پر سے بزور سحر ایک نہیب دی کہ اے فرقہ نمک حرام یہ کہنا کہ نمرود
چھپا کر بہار کو پکڑ لے گیا مین یہان ٹھہرا ہون تم مین سے جسے حوصلہ ہو وہ آکر چھین لے یہ نعرہ
کرکے ایک پتلا سحر کا قلعہ کو دیر مقرر کر دیا کہ جو کوئی آئے اسے پتلے مجھے خبر کر دینا اور آپ پہاڑ پر نمرود
سحر فرش بچھا کر بیٹھا بہار اسکے سحر سے بیہوش ہوگئی تھی اُسکو ایک طرف لٹا دیا اِس عرصہ مین
عمرو ایک ساحر کی صورت بنکر اور کاسہ جواہر کا جس مین دانے انار کے نہایت خوشرنگ بے آب
سفیدہ مرغ کے تھے ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چڑھ آیا پتلے نے منع کیا کہ یہان نہ آؤ عمرو نے سنا اُس
وقت پتلا پکارا کہ اے نمرود ہوشیار ہو جاؤ کہ عمرو آیا نمرود یہ صدا سنکر گویا ہوا کہ آنے دے
پتلا خاموش ہو رہا اور عمرو نمرود کے پاس آیا سلام کیا اور کہنے لگا اے نمرود پتلا تمہارا جھوٹا
ہے مین افراسیاب کا ملازم ہون یہ دانے انار کے باغ سیب سے آئے تھے انمین تمہین سے
ہین یہ کلام سنکر نمرود بہت ہنسا اور کہا اے عمرو تو بڑا مکار ہے مین تیرے فقرے مین نہ آؤنگا
دیکھون کس طرح کے دانے ہین یہ کہکر کاسہ ہاتھ مین لیا دانے انار کے دیکھے کہ ایسے کبھی نہ دیکھے
تھے ہاتھ مین اُٹھا کر بغور دیکھنے لگا اُن مین سے بھاپ نکلنے لگی اور باریک دھوان نکل کے
دماغ مین گیا کہ چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو نے فوراً سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا اور تاریکی

حاصل کی تھی لیکن تھوڑی دیر کے بعد صدا آئی کہ کشتی مارا نام ہمرود جادو بد داد اور ایک طائر خوشرنگ
اسکے سینے سے نکل کے طرف افراسیاب کے گیا اور بہار ہوشیار ہوئی عمرو کو لیکر لشکر میں آئی
سب نے خوشی کی جلسۂ انبساط آغاز ہوا مگر طائر نے جاکر افراسیاب سے حال مرگ ہمرود بیان
کیا اور چلا گیا اسوقت حیرت نے اصرار کیا کہ مین ضرور بہر مقابلہ حریف جاؤنگی ساحران نامی کو
ساتھ لونگی افراسیاب نے اجازت دی حیرت کارسازی لشکر میں مصروف ہوئی مگر حال
لقا کا سنیے کہ پہلے ذکر ہوا تھا کہ سلیمان عنبرین موے کوہی نے نامہ بھیجا تھا کہ کسی کو بہر مدد
خداوند بھیجو تو افراسیاب نے حسینہ جادو کو حکم دیا تھا کہ تم جاؤ مگر حسینہ اپنے مقام پر آکر
بیمار ہوگئی لقا پاس نہ پہنچی عرصہ جو ہوا سلیمان نے دوسرا نامہ اسی مضمون کا لکھکر ہیا پر
رکھوا کر لقا دہ بھوایا نیچہ پاس افراسیاب کے اسوقت نامہ لایا کہ حیرت کارسازی لشکر میں
مشغول تھی افراسیاب نے نامہ پڑھکر ایک سردار لشکر سے اپنے حکم دیا کہ اے مست جادو
تم جاؤ اور خداوند کی مدد کرو مست حکم پاکر اپنی جگہ پر آیا اور فوج لیکے قریب بارہ ہزار
ساحر کے مست کوہ عقیق کی طرف سے گرد فتنہ روانہ ہوا

داستان روانہ ہونا مست جادو کا واسطے مدد لقا کے اور مقابلہ
کرنا امیر سے اور عیاری چالاک بن عمرو کی اور لشکر کشی کرنا حیرت کا
با فوج قہار لشکر ہمرخ پر اور مدت دراز تک مقابلہ کرنا سحر کی لڑائیاں
باہم ہونا اور عیاریاں کرنا عیاروں کا اور عیار بچیوں کا لمؤلفہ

کدھر ہو تو اے ساقی لالہ فام
شراب شجاعت کا دے ایک جام
ترے جام نے ساقی مہ لقا
طلسمات کا رنگ دکھلا دیا
میرے سا قیا آج تیرا ہو دور
پلا دے مے سرخ کا جام اور
شجاعت کے ساغر ہین دے مین شمار
دکھا جوہر تیغ کی پھر بہار
چمکنے لگی برق شمشیر آج
رہے سکہ نقد جان کا رواج
گھٹا کالی کالی سپر کی اٹھی
چلی آتی ہے فوج آندھی ہوئی
گرجتے ہین پھر رعد آسا نقیب
شجاعون کو جام شہادت نصیب

10

برسنے لگے خون کا دونگرا　　رہے کھیت رن کا ہر اک لہلہا
کھلیں نخل قامت پہ گل زخم کے　　بہے خون کی نہر ہر سمت سے
فسون سازیاں حیلہ پردازیاں　　ہر اک سمت پھر ہوئیں عیاریاں
نہ کر دیر کے دینے میں کچھ دیر آج　　تڑپتے رند کے دل کا ہو یہ علاج
دکھا دوں میں پھر معرکہ جنگ کا　　ملے جام گر خون کے رنگ کا
بیاں سن لو اے ہمدم راستاں　　کہ باز آمدم بر سر داستاں

چہرہ پردازان عروس شجاعت و آرایش دہندگان شاہد رعنائے جلادت سواد زلف لیلائے بیان کی زینت شانہ تقریر سے اس طرح فرماتے ہیں اور خال سیاہ نکات سحر پر کو رخسار آئینہ تمثال محبوبہ قرطاس پر یوں بناتے ہیں کہ جب حیرت بمقابلہ مہرخ عازم سفر ہوئی ساحران طلسم مثل گلنار جادو و اور خلولان میں شہاب جادو و شہاب اژدر گیر جادو و دقیتل جادو و شگوفہ جادو و قیماس جادو و منجور جادو وغیرہ ستر لاکھ ساحر جرار رکاب کمر باندھ کر چلنے پر تیار ہوئے افراسیاب نے اپنے دو وزیروں ابرق کوہ شکن اور سرمایہ برف انداز کو ساتھ کر دیا مہر جادو و اور یاقوت جادو دو وزیرزادیاں چنور بال ہما کا سر پر جھلنے لگیں اور ملکہ حیرت سوار ہوئی تخت اسکا ایک ابر کے اندر نہاں ہو گیا اور ہزاروں نقارے طلسمی بجنے لگے اور مثل بنگلے کے معلوم دیتا تھا اور وہ بنگلہ مینا کار کا تھا ہزارہا کرسیاں یاقوت نگار اس میں بچھی تھیں بیچ میں تخت جواہر آگین آراستہ تھا اور مثل شعلہ جوالہ کے جسم حیرت کا اس تخت پر منور اور روشن دکھائی دیتا تھا آگے بنگلے کے ناقوس اور گھنٹے از خود بجتے تھے صدا سامری کے جے بولنے کی از خود بلند تھی اور جب حیرت اشارہ کرتی تھی گیسوے میں شہاب ایک ترنج فلک کی طرف اچھالتا تھا وہ ترنج شق ہوتا تھا اور ہزاروں توپیں چھوٹنے کی صدا آتی تھی اور لاکھوں ستارے ٹوٹ کر گرتے تھے اور سر حیرت کے نثار ہوتے تھے اور نبرد آزمایان عرصہ جلادت مرکباے پرند پر سوار کہ جنکے اسلحے کی صدا الامان از زمین تا آسمان بلند ہر ایک ذی رتبہ و خود پسند ساحران نامی سازان گرامی

سپہ را چو حیرت بمیدان کشید　　صف لشکر ساحران بستہ دید
چو لشکر قدمہا بمیدان نہاد　　بکفون در جا ماہ و ماہی فتاد
بہ پشت سمند فلک اقتدار　　بگشتند ہزبران جنگی سوار

بپوشیدہ درع و کمر بستہ تنگ	بہ بازو کمانہا بترکش خدنگ
کمند چو زلف عروسان چین	بفتراک زین بستہ از روے کین
تزلزل ز لشکر فتاد آنچنان	کہ گرد آسمان روز محشر گمان
بخون ریختن تیغ را باز کرد	بہ تیغ و خدنگ آزمان ساز کرد

خلاصہ کلام ترسے جوش و خروش سے مثل دریاے زخار وہ لشکر قہار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب نشیتہ رنگین حصار پہونچا مہرخ اور مہ جبین دربار مین بصد آئین جلوہ فرما تھین کہ گھنٹون کے بجنے کی صدا آئی اور نقارون کی آواز نے زمین ہلائی سب سردار باہر نکل آئے فوج ساحران کی آمد دیکھی اور سواری حیرت کی نظر آئی سب الحفیظ والامان پکارے اور مہرخ وغیرہ بدحواس ہوگئین ہلچل پڑگئی لیکن حیرت کی بارگاہ میدان رزم کا فاصلہ درمیان لشکر حریف دیکر استادہ ہوئی سکی سو کلس یاقوت نگار چمکنے لگے اور منزلون تک خیمے ساحرون کے استادہ ہوگئے بازارین کھل گئین جا بجا خرید و فروخت ہونے لگی بارگاہ کے روبرو اردو کی بسانے کا طور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا حیرت اُتر کر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت حکومت پر بیٹھی گرد و گردن کش ساحران سامری منش زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے آباد تہمتنون کے جنگل ہوئے عیار بچیان بھی صحرا سے آکر حاضر دربار ہوئین اور انتظام کرنے لگین یہ تو اس جگہ فکر جنگ و جدال مین مصروف ہین مگر ؎ این قصہ یکدم فراموش کن + زجاے دگر داستان گوش کن + مہست جادو کا اول حال بیان کیا جاتا ہے کہ بارہ ہزار ساحر لیکر بتزک و احتشام بحکم دلقا سمت عقیق کو روانہ ہوا تھا بعد طے بعد راہ طلسم سے باہر نکلا اور دوالی کوہ عقیق مین پہونچا اس جگہ صحراے سبز و خرم پاکر ہوس صید افگنی دل مین سمائی دامن کوہ مین خیمہ استادہ کیا فوج کو ٹھہرایا آپ شکار کھیلنے لگا اور بعد شکار طایران صحرائی بموجب نظم

شکار افگنان در کمین تاختہ	بقصد گوزن اسپ انداختہ
ز وحشی غزالان پے ہر طرف	بہ تیر کماندار گشتہ ہدف

بہت گور و گوزن شکار کیے لیکن ایک آہو تیر کھا کر سامنے سے بھاگا اُسنے اُسکے تعاقب مین گھوڑا اٹھایا اتفاق سے داراب کشور کشا فرزند امیر پہلے سے اِس دشت مین نخچیر کنان تھا اُسنے جو ہرن کو آتے دیکھا تیر جوڑ کر کمان مین لگایا کہ آہو گرا شہزادے نے اُسے ذبح کیا اِس اثنا مین وہان مہست آکر پہونچا اور اپنے صید کو سامنے داراب کے پڑا دیکھ کر للکارا کہ ارے تو کون ہے

کہ

کہ میرے صید کو تونے ذبح کیا داراب نے کہا اے بہادر مین نہ جانتا تھا کہ یہ شکار زبون تیرا ہے ورنہ
دست اندازی نہ کرتا اب یہ آہو بلکہ اور جو مین نے شکار کیے ہین حاضر ہین تو لیجا اور مجھے معاف کر
سرمست سامی نخوت تھا عذر شاہزادے کا نہ سنا اور ڈانٹا کہ اے نامعقول سمجھے تو نے گوشت کا
بھوکا تصور کیا ہے جو لالچ دیتا ہے ہم سرمست جادو ہین اپنے صید کے بجاے تجھے شکار کرینگے داراب
نے کہا تم لوگ ساحر اپنے سحر کے بھروسے پر بہت نازان ہو اگر تلوار رکھتے ہو آؤ تو معلوم ہو سرمست نے قسم
کھائی کہ مین تجھ پر سحر نہ کرونگا دیکھون کہ تو میرا کیا کر لیتا ہے لاضرب مردان عالم شہزادے نے فرمایا
بیت تو اول بر آور تمناے خویش + کہ من خصم را مید ہم دست پیش + سرمست نے تیغ کھینچکر
سارے جسم کا زور بازوون مین شریک کرکے رکابون پر کھڑے ہوکر بقوت تمام سر داراب پر لگایا
داراب نے اسقدر مرکب اپنا حریف کے گھوڑے سے قریب کیا اور مانند غنچہ سمٹ کر نیچے سپر
سارا جسم اپنا مخفی کیا کہ قبضہ اور دنبالہ سپر پر پڑا باقی سارا ہاتھ خالی گیا اس گھاٹ سے تلوار پھری
کہ جوز ورق حیات اونکی طوفانی ہوتی سرمست تلوار لگاکر جھونک سے سنبھلنے نپایا تھا کہ داراب
شمشیر کھینچکر پکارا خبردار خبردار یہ نہ کوئی کہے کہ غفلت مین مارا بیت تو ضربی زدی ضربہ بین
نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + غرضکہ تلوار لگائی سرمست نے بازوے پر قوت
اور تیغہ بارڑھ دار سر پر آتے دیکھکر اپنے تئین جست کرکے کفل مرکب پر پہونچایا اور سپر کو سامنے کیا
شمشیر صاعقہ خصال شاہزادہ بلند اقبال سپر سے اس طرح گذری کہ جیسے ابر تیرہ سے برق ظاہر
ہوتی ہے اور خود و دوبلغا و زرہ و ٹوپ و عرق چین وغیرہ کو کاٹ کرتا دوابروے حریف کے پہونچی
سرمست نے بعجلت تمام داشتانے دم شمشیر مین مارے کہ وہ چھٹنا کر سر سے نکلی مگر چادر خون
کی منہ پر پڑ گئی اور صدمہ زخم سے بیہوش ہوکر گرا داراب نے چاہا سر کاٹ لون پھر خیال
کیا کہ بیدل اور بیبس کو قتل کرنا شایان مردی نہین ہے یہ سوچکر ٹھہرا تھا کہ ناگاہ آندھی سیاہ
آئی اور سامنے سے ایک ساحرہ سیہ چردہ کریہ منظر اہرمن صورت کہ اسکا ناگن جادو نام ہے
اسنے سرمست کو دودھ پلاکے پرورش کیا ہے آکر پہونچی اور اپنے فرزند کا یہ حال دیکھکر غضب
ناک ہوئی سحر کیا کہ داراب کے گرد ایک برج آتشین بن گیا کسی طرف سے راہ نکلنے کی نرہی پھر
اسنے سرمست کو اوٹھایا اس عرصہ مین نزدم جادو ملازم سرمست مع فوج جو پیچھے رہ گیا تھا
آکر پہونچا اور شہزادے کے ملازم بھی حاضر ہوے باہم دونون فوجون مین جنگ آغاز ہوئی لیکن
فوج ساحران نے شاہزادہ پر حملہ کیا لیکن بسبب شکست ہونے کی فوج داراب نے سرمست کو اکر سرمست کو ہوشیار

گئی مگر لشکر سرمست اُسی جا اُترا اُسوقت فتاح کشوری جو ہمراہ فوج آیا تھا صورت اپنی بدل کے
یعنی ایک ہیزم کش بنکے کر لکڑیون کا گٹھا سر پر رکھ کر جوتیان لاٹھی مین لگا کر لشکر سرمست مین آیا
ادھر کچھ لوگ بھاگ کر لشکر امیر مین آئے اور سب کیفیت گرفتاری شہزادہ صاحبقران کی
کہی اور عیار لشکر کے فکر مین قتل سرمست کے روانہ ہوئے اور امیر بھی چلنے کی تیاری کرنے
لگے لیکن وہان ناگن نے مرہم سحر زخم پر سرمست کے لگایا کہ وہ اچھا ہو گیا اُسوقت اُسنے
سرمست کو کچھ نشیب و فراز جنگ و جدال کر کے سرمست کو سمجھائے اور کہا اب یہان نہ ٹھہر کوچ
کر کے خداوند پاس جا یہ کہکر آپ رخصت ہوئی اور سرمست بھی اُسی وقت مع لشکر ساحران
اعوا سے پر قید داراب کی لیکر لشکر لقا مین پہونچا ساتھ اسکے فتاح عیار بھی آیا یہان
لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ یکایک آندھی اُٹھی اور آگ پتھر برسنے لگے تاریکی ایسی پھیلی کہ اندھیرا
ہو گیا لقا فرط خوف سے تخت سے اُتر کر نیچے چھپا بعد لمحہ کے سرمست آیا اور تخت خالی دیکھکر مستفسر
ہوا کہ خداوند کہان ہین بختیارک نے تعظیم دی اور کرسی پر بٹھایا عرض کیا کہ آپ تشریف رکھین
خداوند بھی آتے ہین اور تخت کے سامنے پردہ ڈال کر لقا کو اسکے نیچے سے نکالا اور کہا یا خداوند
اگر آپ اسی طرح زیر تخت ڈر کر پوشیدہ ہو بیٹھیگا تو لوگ سست اعتقاد ہو جاینگے الحاصل درست
ہو کر لقا تخت پر بیٹھا سرمست نے سجدہ کیا اور آنا اپنا بیان کیا کہ شاہ طلسم نے بمدد حضور مجھے
بھیجا ہے لقا نے خلعت فاخرہ دیا سلیمان اور بختیارک نے لشکر ساحران مقام پاکیزہ و بہتر مین
جا کر اُتروایا سرمست ڈیرہ دیکھنے لگا گھنٹے اور ناقوس پھونکے گئے ساحر آرام گزین ہوئے بارگاہ مین
شراب و کباب چنگ اور رباب کا جلسہ شروع ہوا ناچ ہونے لگا لیکن ناصیان و توسیان خیبری
ہرکارے بصورت مختلف دربار مین لقا کے موجود تھے اُنھون نے بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ
اسلام کو جا کر مخبر اکیا اور جہانگاہ پر بیٹھکر بہ بجز و نیاز دست دعا بلند کر کے یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے قطعہ

ای خداوند بیچون ہمت و داد ستم	دست کز ذات رفت از دنیا کم
یا الٰہی تا ابد باقی رہے	ملک و مال و جاہ و اقبال و علم

بہر امداد لقا گمراہ سرمست جادو نام ایک ساحر ناکام با جمعیت دس بارہ ہزار ساحر تیرہ روزگار
برائے مقابلہ لشکر ملاذ ربان حضور دشمن شکار آیا ہے داراب کو شکارگاہ سے قید کر کے ہمراہ
لایا ہے صاحبقران یہ خبر سنکر جو واسطے رہائی داراب کے جاتے تھے توقف پذیر ہوئے کہ
اب یہین وہ آگیا ہے سمجھا جائیگا اور ادھر سرمست کی دعوت کا سامان ہوا اور اُسکے نائب ردم

کے لیے لقانے اپنا اولش خاص بھیجا چوبدار خوان لیکر باہر بارگاہ کے آیا اور مزدور کی تلاش کی قمار
عیار جو لکڑی والا بنکر ہمراہ لشکر آیا تھا مزدور بنکر آیا اور خوان سر پر رکھ کر چلا جب کچھ دور گیا ایک جگہ
پانوں کو لغزش دیکر خوان کو گرا دیا چوبدار اسکو برا بھلا کہکر برتن اٹھا رکھانا جو گر گیا تھا اٹھا کر درست
کر کے رکھنے لگا قمار بھی اسکے ساتھ اٹھاتا جاتا تھا اور نگاہ بچا کے کھانے میں بیہوشی ملاتا
جاتا تھا جب سب کھانا درست کر کے رکھا وہاں سے لیکر پاس زردم کے چوبدار آیا اور عرض کیا
کہ یہ خاصہ خداوند نے اپنا اولش بھیجا ہے زردم بہت خوش ہوا چوبدار تو چلا گیا مگر قمار پشت
خیمہ پر چھپ کر ٹھہر رہا یہانتک کہ زردم کھانا کھا کر مع اپنے رفیقوں کے بیہوش ہوا قمار سر اپنا
چاک کر کے اندر خیمہ کے آیا اور سر زردم کا مع اسکے رفقا کے جدا کیا غل برپا ہوا لوگ دوڑے لینا
لینا کا ہنگامہ ہوا قمار سراپہ فراکی نعرہ کر کے بھاگا اور آپ بھی لینا لینا کہتا ہوا نکل گیا اس
ہنگامہ کی خبر مہرست کو ہوئی اسنے بختیارک سے کہا کہ میں کسل سفر سے بھی آسودہ ہونگا
طبل جنگ بجوا دو کہ میں ان سب کو غارت کر دوں بختیارک نے کہا بہت مناسب ہے غرض اتنا
دن جو باقی تھا اُس میں لاشیں زردم اور اُسکے رفقا کی اٹھوائیں جبکہ وہ دن تمام ہوا
اور وہ ہنگام آیا کہ خورشید عالمگیر مانند اسیروں کے دستگیر اور مقید ہوا اور لشکر خدیو زنگی ظلمت
نے رایت سیاہ تعزیت سراپردۂ روزگار میں برپا کیا لاش بنات النعش کی گورستان فلک میں
آئی اور شبنم اشک حسرت بہانے لگی

نظم

عروس بزم زمانہ چو گشت حجلہ نشین — ز غصہ مہر سلیمان چرخ شد مشکین
خدیو نور بظلمت ز بی پناہی رفت — چو یونس ابن متی در دہان ماہی رفت

مہرست نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور نقارہ رزم نوا خست میں آیا ہرکاروں نے سنکر
خدمت شاہ اسلام جا کر بعد دعا و ثنا کے خبر طبل جنگ بجنے کی گذارش کی بادشاہ نے بھی حکم
دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ جنگی بجے حسب الارشاد چالاک بن عمرو نے نقارخانہ سلیمانی
میں جا کر طبل سکندری اور طبل شاہی کو بجایا زمان و زمین میں تزلزل آشکار ہوا نالے ترکی اور
سنج کیومرثی اور نفیر افراسیابی کو دم ملا چار پہر رات تیاری آلات حرب و ضرب ساری اور دونوں
لشکروں میں نقیب بہادروں کو ہوشیار اور خبردار کرتے تھے دلاور جان دینے پر تیار تھے آخر
شب گذر کر وہ وقت آیا کہ عسس لیل باخیل انجم طلایہ داری سے برخاست ہوا اور شہنشاہ فلک
چارم کی آمد کا غلغلہ شبستان مشرق سے چار دانگ عالم میں پھیلا کر ابیات

عطارد دانہ ختم تاثیر بخشش این تدبیر	کشیدہ لوح و قلم راز دفتر تقدیر

پھر شام طبل بازگشت بجوا کر سرمست پھر گیا دونون لشکرون کی سپاہ نے کمر کھولی اور آسودہ
ہوئی لیکن چالاک واسطے تلاش کرنے سوار قدرت کے چلا کہ دیکھون یہ کہان سے آیا تھا ادہر یہان
بختیارک نے سرمست سے کہا کہ حمزہ کو اسم اعظم یاد ہے جب وہ مقابلے مین آئیگا کوئی سحر اُسپر
تاثیر نہ کرے گا اور سب جادو باطل ہو جائیگا سرمست نے یہ کلام سنکر سحر پڑھا کہ ناگن جادو آئی
اُس سے کہا کہ حمزہ کے گرفتار کرنے کی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ حمزہ کا مالک باطل السحر ہے ناگن نے
کہا مین جاتی ہون اور عیارون سے پوشیدہ ہوکر اسم اعظم امیر کا بند کردونگی کہ پھر اُسے یاد نہ رہے
بختیارک نے کہا کہ سردار جو مقید ہوئے ہین انکو عیار چھڑا لیجائینگے آپ کا رہنا یہان مناسب
ہے ناگن نے ایک تعویذ بختیارک کو دیا کہ جب تجھے ملنا منظور ہو اور میری ضرورت ہو تو اس
تعویذ کو آگ سے سینکنا مین اسی وقت آ جاؤنگی یہ کہکر ناگن پرواز کر کے کسیطرف چلی گئی مگر چالاک
تلاش مین سوار قدرت کے ہر طرف پھرا کہین پتا اسکا نہ لگا آخر ایک خدمتگار کی صورت بنکر
بختیارک کے خیمے مین آیا اُسنے چالاک کو پہچانا از بسکہ بختیارک کے باپ بختک کا بھیجہ
عمرو نے پکا کر بختیارک کو کھلایا ہے تو اُس روز سے بختیارک مقدمہ عیاران مین نہین دخل
دیتا ہے جانتا ہے کہ یہ مار ڈالینگے اور بظاہر نہایت عجز و انکسار سے پیش آتا ہے الحاصل
چالاک کی بڑی تعظیم کی اور مقام بلند پر بٹھایا اور عرض کیا مرشد زادے آج آپ کہان تشریف
لائے پہلے یہ فرمائیے کہ میری جان کی خیر ہے یا نہین چالاک نے کہا اجل تمھاری قریب ہو چکی
ہے آج اسی ارادے سے ہم آئے ہین کہ ملک جی تم کچھ حال پوچھین اور اگر نہ بتلاؤ تو تمکو خدا
زندگی سے چھڑا دین بختیارک سفید چادر اوڑھ کر سامنے چالاک کے لیٹا اسطرح کہ جیسے
مردہ ہوتا ہے چالاک نے کہا ملک جی آج تم بچوگے نہین لو اُٹھو یہ دو خرمے میرے ہاتھ سے
کھالو بختیارک نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ حضور جو کچھ پوچھنا ہو پوچھین اور اگر قتل کرنا تو سر حاضر
ہے بیہوش مجھے کرنے کی کیا ضرورت ہے چالاک نے خنجر دکھایا کہ اے قرمساق یہ مجھ سے بھی
چہ میگوئیان کرتا ہے جلد ان خرمون کو کھا بختیارک نے کہا بہت خوب کھاتا ہون اور ناچار
وہ خرمے کھائے اور بیہوش ہوا چالاک اُسکا پشتارہ باندھکر خیمہ کو پھاند کر جست و خیز کرتا ہوا
صحرا مین پہونچکر پہاڑ پر چڑھ گیا کہ ایسا نہ ہو کوئی آ جائے اور وہان بختیارک کو ہوشیار کر کے
پوچھا کہ سچ بتلا یہ سوار کہان سے آتا ہے بختیارک نے کہا اگر بتلا دون تو مجھے چھوڑ دیجیے گا یہ

تو نہ قتل کیجیے گا چالاک نے دھمکایا کہ جلد بتلا یہ اقرار کیون لیتا ہے جی چاہیگا معاف کرینگے اور
مزاج مین آئیگا قتل کرینگے سخت یارک نے کہا اور مین کچھ نہین جانتا ہون مگر اتنا معلوم ہے کہ ناگن
اسم اعظم بند کر لے گئی ہے اور ایک تعویذ دے گئی ہے کہ جب اس تعویذ کو آگ پر رکھو تو ناگن اسی
وقت آکے کھینچے تو اُسے بلاؤن یہ اسلیے سخت یارک نے کہا کہ ساحرہ جو آئیگی مین چھوٹ جاؤنگا
اور چالاک کو گرفتار کراؤنگا لیکن چالاک نے عیاری تجویز کرکے کہا کہ اچھا ناگن کو بلا سخت یارک
نے آگ پر تعویذ رکھا ایک ناگ ایک سناٹا ہوا اور ساحرہ آئی اور اُسنے پوچھا کہ بلا کر ہمین تمنے کیون
مجھے بلایا ہے اُسنے منھ سے تو کچھ نہ کہا مگر اشارے سے چالاک کو بتلایا کہ یہ دشمن ہے اسے
گرفتار کرو ناگن اشارہ نہ سمجھی چار طرف دیکھنے لگی چالاک اسکے آنے سے پوشیدہ ہو گیا تھا
جب اسکو چار سمت متحیر ہوکر نگران دیکھا یہ چالاکی تمام پتھر گوپھن مین رکھکر مارا کہ ناگن کا سر
ترش کر دور گرا اور یہ زمین پر گر کر واصل جہنم ہوئی شور و غوغا اسکے مرنے کا ہوا سخت یارک
آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا چالاک نے اُسے درخت سے باندھ دیا اور آپ ناگن کی صورت بنکر
سمت کے خیمے مین آیا اُسنے اپنی دایہ کو دیکھکر باادب تمام سلام کیا اور پوچھا کہ اسم اعظم بند کرائین
ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تجھے نہین رو بہت سخت ہین عیارون سے جان بچنا مشکل ہے میرے
ساتھ چل کہ ایک تدبیر تجھے بتلاؤن یہ کہکر سمت کو جنگل مین لاکر ایک سیب اپنے پاس سے
نکال کر دیا کہ اسے کھالے باغ سامری کا ہے اسکے کھانے سے عمر بڑھ جائیگی کوئی قتل نکرسکے گا
سمت نے سیب لیکر کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے سر اُسکا بھی کاٹ ڈالا ایک ہنگامہ
عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے اور دواراب وغیرہ سردار جو مقید تھے وہ چھوٹ گئے اور سب
نے مشورہ کیا کہ اس لقا حرامزادے کو قتل کر دیں تلوار لیکر لشکر پر اسکے آگرے فوج ساحران
غافل اتری تھی زد و کشت جو شروع ہوئی سمجھے کہ اہل اسلام بھی معلوم ہوتا ہے کہ بڑے زبردست
ساحر ہین کہ جنھون نے ہمارے افسرون کو مارا بس یہ سوچکر بھاگ کھڑے ہوے اور دتا دیہ

بہادرون نے لشکر حریف پر شمشیر زنی کی نظم

بناگہ دو شیر از کمینگاہ جست ... جہان پہلوان تیغ رخشان بدست
سپاہ ستم تا خبردار شد ... بیابان ز خون ارغوان زار شد
بلا نے کہ بودند اندر کمین ... برون تاختند از یسار و یمین
چکاچاک شمشیر ہا شد بلند ... ز ہر سو غریو تیر ہا شد بلند

سنان ہای رخشان چو دندان فیل | نمودہ بہ شب تیرہ از چند میل
برآمد سنانے بر سمک السماک | تو گفتی فتاد آسمان روی خاک
بگیر و ببند و بکش بود و بس | ہمہ دادخواہان بیداد رس
سر و دست پاہے یلان جا بجا | فتادہ بہ صحرا ز پیکر جدا
شد از استخوان ریزہ ہا ریگ زار | نشستہ دران تا بزانو سوار
زمین خون بدامان چرخ کبود | شب تیرہ داغ دل لالہ بود

آخر جسوقت چشم خونبار لیلای لیل سے اشک خونین گرے اور دامن سحر شفق لالہ گون سے رنگین ہوا نظم

بصبح زر افشا دربہ تخت سپہر | بسر تاج زر شد چو دارائے مہر
علم شد بسیر سپہر برین | چو دست دعائے اجابت قرین

بہ فتح و فیروزی سرداران اسلام داخل لشکر ہوئے اور لقا رنجیدہ شکست خوردہ قلعہ عقیق مین چلا آیا ساحر بھاگ کر طلسم مین گئے اور سلیمان نے عرضی پھر افراسیاب کو لکھی افراسیاب گنبد نور مین تخت پر متمکن ہوا اور حیرت مقابلہ مہرخ مین اگر اتری ہے کہ ساحر بھاگے ہوئے خدمت افراسیاب مین پہونچے اور یہ عرضی سلیمان کی بھی لایا عرضی پڑھکر افراسیاب کو غیظ و غضب طاری ہوا خیال مین گذرا کہ عیار قیامت ڈھاتے ہین اور سرگردہ ان عیارون کا یہ چند عیارون کے طلسم مین آیا ہے جب کہ وہ تجھ سے قتل نہین ہو سکتا تو خداوند کے یہان تو لاکھون عیار ہین وہ تو حقیقت مین کمال پریشان ہونگے یہ مضمون تجویز کرکے دو نامے اسوقت لکھے ایک نامہ بلکہ حیرت کو بھیجا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای ملکہ ابھی طبل جنگ بجا کر مقابلہ نکرنا اگر مقابلہ کرکے تم لشکر حریف کو زیر و زبر کرو گی تو عیار اس مین خلل انداز ہونگے اور فتور برپا کرینگے چاہیے کہ اول صرصر وغیرہ کو بھیجکر عیارون کو گرفتار کرلو بعد اسکے مہرخ وغیرہ کا گرفتار کرنا تمھارے نزدیک کیا بات ہے یہ نامہ ایک سحر کے پتلے کو دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اسوقت دوسرا خط ملکہ حسینہ جادو کو بھیجا اس مین لکھا تھا کہ ای ملکہ تم وعدہ کر گئی تھین کہ مین خداوند کی مدد کو جاؤنگی مگر سنا ہے کہ مزاج تمھارا ناساز ہو گیا فی الجملہ اگر مزاج تمھارا اصلاح پر ہو تو اطلاع دو کہ بمدد خداوند کسی اور کو بھیجا جائے اور اگر صحت ہو تو خداوند کے پاس جاؤ یہ نامہ بھی ایک پتلے کو دیا کہ وہ پاس حسینہ کے لایا اسنے نامہ پڑھکر عرضی لکھی کہ اب عنایت جمشید سے مین اچھی ہون اور خداوند کے پاس جاتی ہون آپ اطمینان

رکھیے یہ جواب جب افراسیاب پاس پہنچا لایا یہ پڑھکر خاموش ہو رہا مگر جب حیرت پاس نوشتہ
پہونچا اُسنے بموجب لکھنے افراسیاب کے صرصر سے کہا جاکر عمرو کو پکڑ لا کہ شہنشاہ کا حکم آیا ہی
صرصر نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور اسباب عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئی مگر حال عیارون
کا سنیے کہ بارگاہ عمرو میں مشغول عیش و نشاط تھے جسوقت حیرت فوج لیکر آئی اسکے آنے سے
عیار سب صحرا میں چلے گئے اور فکر عیاری کرنے لگے کہ بارگاہ حیرت چلکر لوٹیں اسی اندیشے
میں عمرو ایک گانون میں کہ قریب گنبد نور کے تھا آیا وہان دیکھا تو ایک مقام پر شامیانہ ایستادہ
ہی اور بہت سے ساحران کا مجمع ہی ناچ ہو رہا ہی دولہا خلعت پُر زر پہنے مسند پر بیٹھا ہی شراب کا
دور چل رہا ہی عمرو یہ ماجرا دیکھکر خوش ہوا کہ اچھی جگہ آئے کچھہ مل رہے اس برات کو لو ٹو مفلس
بھی ہو کہیں تو کچھہ ملے یہ سوچکر علیحدہ ٹھہر کر اپنی صورت کلاونت کی بنائی داڑھی سینے تک
بڑھائی اور رنگت سرخ و سفید بروغن لگاکر درست کی گالون پر جھریان پڑی معلوم دیتی تھیں
کو وہ پشت مرد پیر اپنے تئیں بناکر جامہ پہنا اور پگڑی سر پر باندھکر جوڑی بنے کی کمر سے لگائی
دائرہ ہاتھہ میں لیا اور سامنے اہل محفل کے آکر اس طرح سے گایا کہ سب کو وجد طاری ہوا
تماشہ جادو میرده کے لڑکے کی برات تھی اُسنے کلاونت کو فن موسیقی میں طاق دیکھا خدمت کرکے
بلاکر بٹھایا اور کہا کچھہ شغل کیجیے یہ آپکا گھر ہی جو کچھہ میں مقدور ہی وہ آپکی خدمت بھی کرونگا عمرو نے
دعا دی کہ ترقی اقبال ہو مراتب اعلٰی رہی سرکار کا بول بالا رہے اور بیٹھکر دے بجاکر گانے لگا غزل

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود / وین بحث با ثلاثہ غسالہ میرود
مژده کہ نو عروس چمن حد حسن یافت / کار این زمان ز صنعت دلالہ میرود
باد بہاری وزد از بوستان شاه / وز ژالہ بادہ در قدح لالہ میرود
آن چشم جادوانہ عابد فریب بین / کش کاروان سحر ز دنبالہ میرود
خوی کرده میخرامد و بر عارض سمن / از شرم روی او عرق از ژالہ میرود
ایمن مشو ز عشوهٔ دنیا کہ این عجوز / مکاره می نشیند و محتالہ میرود
چون سامری مباش کہ زر دید و از خری / موسی بہشت و از پی گوسالہ میرود

اس شغل میں عمرو مصروف تھا کہ صرصر جو متلاشی عمرو روانہ ہوئی تھی جب جنگل میں پہونچی
صدا ڈہکی دور سے سُنکر اُسی طرف آئی شادی میں ایک پیر کلاونت کو گاتے دیکھا بنگاہ اول
پہچانا کہ یہ عمرو ہی پہلے تو گانا گھڑی سُنا کی اور دل سے کہتی تھی کہ سبحان اللہ تیرا عاشق بھی ہر فن میں [illegible]

طاق اور شہرہ آفاق ہی لیکن بموجب حکم اپنے مالک کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے آئی تھی اس
محفل مین آکر تاثیر جادو سے آہستہ کہا کہ یہ کلاوت عمرو ہی اسے گرفتار کر لو ادھر عمرو نے
صرصر کے لب ہلتے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ تیری گرفتاری کے لیے کہتی ہی تجھے پہچان گئی ہی یہ تجویز کرکے
اٹھا اور پاس تاثیر کے آیا اور کہا حضور دیکھیے وہ کون آیا ہی تاثیر پیچھے پھرا تھا کہ عمرو نے دھول
لگائی اور کلاہ مروارید نگار اسکی لیکر بھاگا ساحر پیچھے دوڑے تھے کہ صرصر نے کہا آپ شہر مین
مین گرفتار کیے لاتی ہون اور پیچھے کھینچکر جھپٹی صحرا مین عمرو آکر ٹھہرا تھا کہ صرصر نے پہونچکر ڈانٹا
کہ باش اے ناعیار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو نے بھی خنجر کھینچا اور لڑنے لگا اسوقت
برق فرنگی بھی ایک سمت سے پیدا ہوا اور کہا استانی صاحبہ کو آداب عرض ہی صرصر نے کہا
اے برق استاد تیرا ایسا شہنشاہ عیاران ہی کہ اکیلا مجھ سے لڑ نہین سکتا اسی منھ پر دعوی عیاری
کا اگر دعوی ہی تو یہان سے تو چلا جا مین اور یہ سمجھ لون برق نے کہا میرا کام ہی کیا ہی جہان عاشق
و معشوق یکجا ہون وہان ٹھہرنا نہ چاہیے آپ در پردہ مجھے ٹال کر تنہائی چاہتی ہین یہ کہکر ایک
طرف چلا گیا اتفاقا ادھر سے صبا رفتار آتی تھی برق سمجھا کہ جو یہ صرصر پاس جائیگی استاد
کو لڑنے مین دقت ہوگی پس اسنے للکارا کہ کہان جاتی ہو صبا رفتار شمشیر کھینچکر آپڑی برق
سے چوٹ چلنے لگی لیکن صرصر اور عمرو جو لڑ رہے تھے قضا سے کا سیاح جادو نام ایک ساحر
تاثیر جادو کے یہان شادی مین جاتا تھا اسطرف سے ہوکر نکلا اسنے دیکھا کہ ایک عورت
اور ایک مرد لڑ رہے ہین یہ دیکھکر بزور سحر دونون کو گرفتار کیا صرصر نے کہا مین ملازم افراسیاب
ہون تو نے مجھے کیون گرفتار کیا ہی عمرو نے کہا حضور یہ جھوٹی ہی مین کلاوت ہون اور یہ میری
زوجہ ہی ازبسکہ مین بوڑھا ہون اور یہ یارون سے پھنسی خراب ہی جب مین اسے کسی سے گرفتار
دیکھتا ہون اور اسکے قتل کا ارادہ کرتا ہون یہ مجھ سے لڑتی ہی لیکن آپ چھوڑ دیجیے آج اس
حرامزادی کی مین ناک کاٹونگا سیاح نے کہا مین نے بھی سنا ہی کہ افراسیاب نے صرصر
شمشیر زن کو بمقابلہ عیاران بھیجا ہی لیکن مین پہچانتا نہین کس لیے کہ دربار شاہ مین ہم ادنی
درجا کیونکر جاسکتے ہین جو ہر ایک کو پہچانین اس سبب سے شبہ ہی کہ تم مین نہین معلوم کون
سچا ہی عمرو نے کہا آپ ہمارا حال اس شادی مین چلکر دریافت کیجیے سیاح نے کہا مین وہان
تو جاتا ہی تھا یہ کہکر دونون کو پنجہ سحر سے اٹھوا کر شادی مین لایا اور تاثیر جادو سے ملاقات
کرکے سارا حال بیان کیا تاثیر نے کہا اتنا مین جانتا ہون کہ پہلے یہ کلاوت آیا تھا اسکے بعد یہ

عورت آئی کلا توت میری لونڈی لیکر بھاگا یہ علامت اسکے عیار ہونیکی ہے اور صرصر کو مین بھی نہین
پہچانتا اور نہ مین نے کسی عیار کو دیکھا لیکن یہ ذریعہ رسائی دربار بادشاہی خوب نکالا ہے آپ ان
دونون کو پاس حیرت کے لیجائیے کہ وہ طلسم ظاہر مین تشریف لائی ہین سیاح نے کہا کہ اگر جو کا
وغیرہ دیکہ سمجھے چاہون تو دریافت کرلون کہ عمرو اس مین کون ہے اور صرصر کون مگر یہ پہلے
دربار کی رسائی کا خوب ہے آپکی شادی مین ٹھہرون تو جاؤن یہ کہکر عمرو اور صرصر دونون کو
باندھ دیا اور آپ بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا اس عرصہ مین برق جو صبا رفتار سے لڑرہا تھا ہنگام
جنگ جست کرکے ایک غار مین جا گرا صبا رفتار نے پیچھے غار مین کودی کہ اب تو کہان جائیگا
برق نے وہان حلقے کمند کے لگا رکھے تھے صبا رفتار گرفتار کردی برق نے جھٹکا مارا کہ او پھر کر
برق کی گود مین آگری برق نے بیہوشی کا غبارہ منہ پر مل دیا کہ بیہوش ہوگئی اسکو عمرو کی
صورت بنایا اور آپ اسکی شکل بنکر پشتارہ باندھکر تاشیر جادو کی شادی مین آیا سب نے
کہا کہ ایک عورت کسی کو لائی ہے اسوقت صبا رفتار یعنے برق قریب پہونچا دیکھا کہ صرصر اور
عمرو بندھے ہین اسنے سیاح جادو کی بلائین لین اور کہا حضور نے میری بہن کو کیون
باندھا ہے سیاح نے کہا مجھے شناخت نہ تھی انھین حیرت کے پاس لیجاؤنگا برق نے کہا مین
عورت مرد کا فرق بھی پہچانا ہے مین وزیرزادی صرصر کی بہن ہون اور یہ صرصر شاہزادی ہے اور
یہ کلا توت عمرو کے ساتھ کا عیار ہے عمرو یہ نہین ہے عمرو کو مین گرفتار کر لائی ہون سیاح کو
برق کے کلام کی تصدیق ہوئی اسوقت ایک ساحر اور شادی مین مہمان آیا تھا اسنے کہا میرے
پاس تصاویر عیاران و عیاربچیان ہین آپ مطابق کر لیجیے یہ کہکر اسنے صندوقچہ منگا کر تصویرین
نکال کر مطابق کین اسوقت صرصر کو چھوڑ دیا اور برق جو صبا رفتار کو عمرو بنا کر لایا
تھا اسے بند ہوا دیا صرصر جو چھوٹی اسنے برق کو پہچانا مگر خیال کیا کہ یہ مسخرے ہین اس شادی
مین یہان سب اندھے ہین اپنی سزا کو پہونچین گے مجھے انھون نے بیعزت کیا ہے ذرا ٹھیک
بننے دے یہ تصور کرکے چلی گئی لیکن یہان برق نے سیاح سے کہا حضور مین نے منت مانی
تھی کہ جب عمرو کو گرفتار کرونگی اسوقت ایک جلسہ عیش کرکے ساحران روزگار کو اپنے ہاتھ
سے شراب پلاؤنگی دیکھیے کیا قدرت سامری ہے کہ ایسے وقت مین عمرو کو پایا کہ جلسہ ساحران
جمع ہے مجمع بھی معقول ہے مین سب کی شراب سے دعوت کرون اے تاشیر جادو مینانے کی
نسبت جو کچھ عرض ہے وہ مجھسے لو اور کنجیان میرے سپرد کرو تاشیر نے کہا یہ تو گھر ہے جس قدر

جی چاہیے شراب پیجیے اور سب کو پلائیے دام کی کیا احتیاج ہے صبا رفتار یہ کلام سنکر مسکرائی
اور میخانہ اپنے قبضے مین کرکے جام و ساغر کے اور لٹ پھیر کرنے مین شراب آغشتہ بدارو سے
بیہوشی کی اور اہل محفل کو پلائی جب سب شراب پی کر بیہوش ہو گئے برق نے عمرو جو تلا ہوت بنا
ہوا بندھا تھا اُسے کھول دیا اور سب ساحرون کے سر کاٹنے لگا اور عمرو جو رہا ہوا اسباب کو لوٹنے لگا
دو چار ساحر قتل ہوئے تھے کہ ادھر افراسیاب نے کتاب دیکھی کس لیے کہ غیب سے جیسے
مقابلے کو آئی ہے تو اسے خیال ہے کہ ایسا نہو عیار پیری زدہ کو بھی ہلاک کرین تو دم بدم
کتاب دیکھتا ہے الحاصل کتاب مین معلوم ہوا کہ گنبد نور کے قریب چوگان ہے وہان عمرو اور
برق نے آفت برپا کی ہے افراسیاب نے دل سے اپنے کہا کہ کہان تک طرح دون آج عمرو کو
گرفتار کرکے قتل کر ڈالون بس اپنے نمک خوار جادوگر جسکا سر پہلے عمرو مونڈ چکا ہے اور ذکر اسکا
سابق مین بیان کیا گیا ہے اس سے حکم دیا کہ ایک جگہ شادی ہے مین عمرو اور برق قتل و غارت
کر رہے ہین تم جاکر پکڑ لاؤ اور صبا رفتار بندھی ہے اسے کھول دینا خمار یہ حکم پاکر اسکی تعمیل
سے نہایت جلدی بہ زور سحر اوڑی اور شادی کے مقام پر پہونچکر پکاری کہ او شریر عیار آن پہونچا
تو یہ صدا سنکر برق جلد چھپ کر ایک جگہ جا کر پوشیدہ ہوا اور خمار سیدھی جہان عمرو تھی
برق پکڑ چکی تھی عمرو کو پنجہ مین داب کر لے اوڑی اور چلتے وقت ایک سحر ایسا کیا کہ صبا رفتار
جو بندھی ہوئی تھی کھل گئی اور ایک سمت کو بھاگ کر چلی پھر خمار نے پیر انگشت سے اشارہ
طرف فلک کے کیا کہ ایک ابر آکر شادی کے اوپر برسا جو بیہوش پڑے تھے اُنپر برسنے لگا کہ سب
ہوشیار ہوئے اور حالت محفل دگرگون دیکھکر اور لاشین ساحرون کی دیکھکر آپس مین کہنے
لگے کہ عیارون نے آخر سفاکیان کرکے نوبت پہونچائی غرضکہ سب تو اپنے کاروبار مین
مصروف ہوئے اور خمار گنبد نور پر عمرو کو لیے پاس افراسیاب کے آئی اور سلام کرکے
عمرو کو سامنے پیش کیا عمرو تیغ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جب اسکی آنکھ کھلی دربار افراسیاب
دیکھا شاہ کو سلام کیا افراسیاب نے کہا کیون اے عمرو وہ دن بھی تجھے یاد تھا عمرو نے کہا
کیون یاد کیون نہ تھا اب ہم اپنی دربار کو لوٹ کر جائین گے تمھاری داڑھی مونڈ کر جائینگے
آج اسی لیے آئے ہین افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ عالم
مینے عمرو کو گرفتار کیا ہے تمھین چاہیے کہ لشکر اپنا افسرون کو سپرد کرکے اس جگہ تنہا چلی آؤ کہ تمھارے
سامنے عمرو کو قتل کرین کیونکہ تم بہت اسکے قتل سے خوش ہوگی اس نامہ کو نجمہ سحر کو دیا وہ

لیکر چلا اور عمرو کو ایک قفس آہنی منگا کر اُس مین بند کر دیا کہ حیرت آئے تو قتل کرون لیکن پنجہ
سحر نے نامہ جا کر حیرت کو دیا حیرت پڑھتے ہی نامے کے کھلکھلا کر ہنسی اور ایسی خوشی ہوئی کہ کبھی
خوش اس طرح نہوئی تھی افسران فوج کو بلایا اور سارا ماجرا بیان کیا لشکر کی نسبت حفاظت
کرنے کی تاکید اکید کی اور حکم دیا کہ طبل بشارت و شادمانی بجین کہ عمرو قتل ہوتا ہے نوبت خوشی
کی لشکر مین بجنے لگی اور حیرت سرخ جوڑا پہنکر سراپا یاقوت کا زیور زیب بدن کر کے طاوس
سحر پر سوار ہوئی اور طرف گنبد نور کے چلی لیکن یہ خبر طائران سحر نے جا کر ملکہ مہ جبین اور
مہرخ وغیرہ کو پہونچائی کہ عمرو قید ہو گئے ہین اور لشکر حیرت مین نقارہ شادمانی بجتے ہین
حیرت خود واسطے قتل کرنے عمرو کے گئی ہے بہار اور مہ جبین اور نا فرمان وغیرہ سب
نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ہم لوگ بھی جا کر جان دینگے یا خواجہ کو چھڑا لینگے مہرخ نے کہا گنبد
نور پر پہونچنا بہت محال ہے اسد نے فرمایا کہ عمرو کو کوئی قتل کر سکے یہ کسکی مجال ہے وہ نظر کردہ
ہفت پیغمبران ہین سر بریدہ جادوگران ہین جب اپنے منہ سے تین بار خواستگار موت ہون
جب انکی قضا آئے افراسیاب کی کیا طاقت ہے جو انھین کسی طرح کا ضرر پہونچائے لازم ہے کہ
انکے لیے ہم سب دست بدعا ہون اور التجا بدرگاہ حافظ حقیقی کرین یہ کہکے سب مصروف دعا ہوے
اور کہا کہ اے خالق اکبر کریم الرحیم ہم سب نے بسبب عمرو کے دین اسلام ملت مصطفا اختیار
کیا ہے تجھے وحدہ لاشریک جانا ہے تو ہی خواجہ کی جان کا حافظ و نگہبان ہے نظم

اے خالق سرور دو عالم
ستار عیوب و رب اکرم

سلطان کریم نام تیرا
رحمان و رحیم نام تیرا

خالق ہے تو ہی سمیع و ناظر
سب راز نہان ہے تجھ پہ ظاہر

بندہ عاجز ہے اور مجبور
تجھ مین قدرت ہے اور مقدور

چاہے جسے عرش پہ بٹھا دے
چاہے جسے خاک مین ملا دے

قادر ہے محیط ہے تو سب پہ
اب میری دعا یہی ہے لب پہ

یارب تو پناہ دے عمرو کو
صحت کی سنا دے ہمکو خبر کو

یہ لوگ تو مصروف دعا ہین مشغول گریہ و بکا ہین لیکن حیرت شادان و فرحان گنبد نور مین
پہونچی حضاران دربار نے تعظیم دی پہلوے افراسیاب مین بیٹھی خواصون نے چنگیر جواہر
نگار و پاندان طلائی لا کے گلوری حیرت نے بنائی اور اپنے ہاتھ سے

افراسیاب کو کھلائی گلیں باہم ڈال کر بنارد تجھر کہا کہ اب وید نظر ہے اُس ہودی کو زاد عدم دکھائیے افراسیاب نے حکم دیا کہ آج رات کو تمام ساکنان شہر ناپرسان سامنے اس قصر کے میدان میں جمع ہوں اور اسکے حال زار کو دیکھیں اسوقت دن ڈھل قلیل ہے ورنہ عمرو کے لیے قیامت ہو گی بڑی حسرت سے جان اسکی جائیگی لہذا بحکم ستارہ نے دہل زنی کی اور تمام شہر میں یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل صبح کو عمرو قتل ہوگا اور اپنے کردار نا سزا کی سزا پائیگا اہل شہر آ آ کر جمع ہونے لگے اور باہم یوں حرف زن تھے کہ دیکھیے آخر سرکشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انجام کو انسان زندگی سے ہاتھ دھوتا ہے لطیفے زیرک و دانا عبرت کرتے تھے کہ اسے بہاوران ہوہی عمرو ہے کہ جو وزیر اعظم حمزہ صاحبقران ہے جنہوں نے لقا ایسے کو جو دعوی خدائی کا رکھتا ہے عاجز کر رکھا ہے اسی طرح یہ فلک کج مدار اور گردون غدار صاحبان جاہ و اقبال کا دشمن ہے بڑے بڑے ناموروں کو ہلاک کیا اور بظلم و ستم تہ خاک کیا ابیات

گئے جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
مٹ گئے سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا

رتبہ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد
پایۂ حشمت خسرو ہے نہ ملک دارا

سیکڑوں قافلہ راہی ہوئے اس منزل سے
گرد اڑتے کہیں دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
کف افسوس ہے پتا جو ہے اس گلشن کا

وہ گل تازہ نہ اس باغ میں کھلتے دیکھا
ٹھنڈی سانسیں نہ بھرے جسکے لیے باد صبا

انکی صورت کو ترستی ہیں یہ آنکھیں افسوس
صورت نور نظر آنکھ میں تھی جنکے جیا

نہ وہ ہنگامہ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا

ربط و اخلاص کے باہم جو تھے معمول گئے
دفعتہ ہمسفر و اسیا ہمیں بھول گئے

اس شور و شین میں زندانی فلک قید خانہ مغرب میں جا کر مقید ہوا اور سپہر اسکے ماتم میں بتعزیت قتل عمرو کی برپا ہوئی شام غم نے سیہ پوشی ہو کر منہ دکھایا نظم

بالون کو پریشان کیا لیلی شب نے
اور شبنم غمدیدہ کی اشک بہانے

سیارے کے ہر اک دیدہ حسرت تھے فلک پر
اور تیرگی سی چھائی تھی انجم کی جگہ پہ

افراسیاب تفنن کے در پے تفضل دیکر سحر خوان ہوا کہ سوائے میرے کوئی منتر سے کو عمرو کی قید سے کھول نہ سکے یا میں مارا جاؤں تو کھلے اس مستحکم طور سے خواجہ کو مقید کر کے سحر عمرو کے جسم پر

دفع کر دیا جب رات زیادہ گئی سب عیش و عشرت مین سرگرم ہوے عمرو کی جانب سے اعتبار
تھا کہ پنجرے سے نکل نہ سکیگا بدین لحاظ چندان کوئی اسکی طرف نگران نہ تھا عمرو نے ایک پتلا
مقوے کا زنبیل سے نکالا اور روغن اوسپر لگا کر اپنی صورت کا بنایا اور اوسے بجاے اپنے
بٹھا کر آپ ایک گوشہ قفس مین گلیم اوڑھ کر سب کی نظر سے غائب ہو گیا یہان رات بھر خلقت جمع ہوا
کی اور تماشے طرفہ پیدا کی ہر ایک ساحر مستعد رہا کہ اُسنے ہم سب کو لوٹا ہے کل ایک ایک ضرب اوسپر
لگا مین گے کوئی کہتا تھا مین ترسول اور سانگ سے کلیجہ اسکا چھید ڈالونگا کوئی حرف زن تھا کہ زبان
قفا سے کھینچ لونگا کوئی ارادہ رکھتا تھا کہ مین آنکھین اُسکی نکالونگا اسی ہنگام مین آثار سحر ظاہر ہوے
اور مرغ منور فلک قفس مشرق سے نکل کر مائل پرواز ہوا اور بال زرین سے اہل انجمن دہر پر چھایا
بار ہو کر عالم عالم نور افشانی کی اور تیرگی شب سامنے سے کافور ہوئی نظم

عیان چو گشت بمیدان چرخ چہرہ ہور	تتق کشیدہ برافلاک لمعہ لمعہ نور
ز آتش دل و از آب چشم چرخ و زہر	بلالہ داغ رسیدہ ز دوری گل شبنم

صبح کو افراسیاب نے سحر پڑھا کہ قفل در قفس کا کھلا اور ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو نکالو
ساحرون نے ہاتھ ڈالکر پتلے کی گردن پکڑ کر باہر کھینچا عمرو جو گلیم اوڑھے تھا ساتھ پتلے کے باہر
نکل آیا اس طرف تو پتلے کو ساحر زدوکوب کرنے لگے اور عمرو نے اسباب کنیزان مہ جمال جادو گیسو
سیمینہ و جبتال کا جو حاضر دربار تھین جال مار کر لوٹنا شروع کیا پاندان اور رقابیان اور صندوقچہ و
گلاس و عطردان و سرمہ دان و چنگیر وغیرہ جو کچھ سامان راحت وہان تھا سب نذر زنبیل کیا اور
ایک خواص سے کہا ہم جاتے ہین اُسنے دوسری اپنی ساتھ والی سے کہا کہ کوئی کہتا ہے ہم جاتے
ہین کہ عمرو نے پھر کہا اے اوسحرے افراسیاب ہم جاتے ہین اس صدا کو سنکر سب ساحر
گھبراے اسی اثنا مین کرسی و دنگل و میز و فرش چلمین اور چھت اور پردے سب غائب ہوگئے
اسوقت دیکھا تو وہ پتلا جسے عمرو سمجھکر پیٹ رہے تھے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور سب نے
دیکھا کہ کاغذ کا پتلا ہے جسے ہم سب زدوکوب کرتے ہین نہایت نادم ہوے افراسیاب نے خمار
جادو سے کہا کیون اے مردار تو اپنی روسفیدی جتانے کو پتلا عمرو کی صورت کا بنا لائی تھی یہ کیا ماجرا
ہے جلد کیفیت صحیح عرض کر عمرو نے کہا اے شہنشاہ جب مین گرفتار کر لائی تھی تو آپ نے عمرو
سے باتین کین تھین بھلا پتلا کہین گویا ہوتا اگر یہ فرماتے کہ پتلا میرے سحر کا تھا تو حضور کتاب سامری
دیکھین شرارت میری ظاہر ہو جائیگی افراسیاب نے کتاب ملاحظہ کی معلوم ہوا کہ خمار سچ کہتی ہے

بیشک عمرو کو لائی تھی مگر وہ فریب دیکر نکل گیا یہ معلوم کرکے افراسیاب نے اپنے وزیر باغبان
قدرت سے حکم دیا کہ جلد عمرو کو گرفتار کر باغبان نے سحر پڑھکر دستک دی کہ دھوئین کی ایک
لاٹ از زمین تا چرخ بریں بلند ہو گئی اُس دھوئین سے حکم کیا کہ جہان عمرو ہو وہان سے لا خبردار
ساتھ اُسکا نہ چھوڑنا دھوان منتشر ہوکر متلاشی عمرو چلا لیکن عمرو باہر گنبد کے نکلا جسقدر تماشائی
اہل شہر جمع تھے اُنکی پگڑیان اور شملے اور ٹوپیان اور کمر کے پٹکے اور جو چیز دستیاب ہوئی چال
بازی کر لی ایک ہنگامہ برپا ہوا سب بھاگے کہ کوئی نظر آتا نہین اور ہم لٹے رہتے ہین ایسا نہو کہ
اول کی طرح آفت مین مبتلا ہون ایک لمحہ مین سناٹا ہو گیا دروازے گھرون کے بند ہوئے
دکانین بڑھا گئین عمرو بھی جہان تک مل سکا لوٹتا ہوا ایک دروازے سے شہر کے نکل کے اپنے
لشکر کی جانب چلا گلیم اُتار کے نذر زنبیل کی اور آگے کی راہ لی کہ دفعۃً چار طرف سے دھوئین نے
گھیر لیا اور بگولے کی طرح عمرو کو چکر دیتا ہوا لے چلا یہان تک کہ سامنے باغبان کے لا کر حاضر
کیا اُسنے ہاتھ پکڑکے روبرو افراسیاب کے پیش کیا کہ لیجئے گنہگار حاضر ہے افراسیاب نے عمرو
کو دیکھکر خطاب کیا کہ کہہ کس طرح سے تجھے ہلاک کرون عمرو نے کہا مین تو زیر فلک کسی کو نہین دیکھتا جو
بُری نظر سے مجھے دیکھے افراسیاب نے کہا اس وقت تو میرے قابو مین ہے جو چاہون تجھے سزا
دون عمرو نے جواب دیا کہ ہان یا مین تیرے قابو مین ہون یا تو میرے قابو مین ہے مین تو جانتا ہون
کہ سیکڑون جوتی سر مبارک پر آپ کے اسوقت پڑ جائینگی اور اس صورت سے دوسری صورت بدل
جائیگی افراسیاب کو بہت غصہ آیا لیکن اہل دربار سے کہا اسکی وہ مثل راست ہے کہ ہر کہ دست از
جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید اور عمرو سے کہا اسکی وجہ کچھ بیان کر کہ تجھے کیونکر یقین ہے کہ مجھے
کوئی قتل نہین کر سکتا عمرو نے عرض کی کہ اے شہنشاہ اول ایک بات مجھے بتلائیے کہ آپ
لقا کو کیا سمجھتے ہین افراسیاب نے کہا ہم اپنا خدا جانتے ہین عمرو نے جواب دیا کہ پھر خدا کے
اختیار مین موت اور حیات ہے یا نہین سب ساحرون نے کہا بیشک خداوند کو سب باتون کا
اختیار ہے چاہین جلائین اور چاہین ہلاک کرین عمرو نے کہا مین جو ساحرون کو قتل کرتا ہون
تو حکم خداوند سے ورنہ مجھ ایسے ادنیٰ شخص کی کیا حقیقت ہے جو ملازمان شہنشاہ ساحران
جہان کو قتل و غارت کرون ہندی مثل ہے کہ جاکو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے بال نہ بیکا
کر سکے جو دو جگ بیری ہووے مجھے خداوند نے اس طلسم مین اس لیے بھیجا ہے کہ بندے مجھے یاد
نہین کرتے ہین تو جاکر انھین ہلاک کر لہذا مین ملک الموت خداوند ہون جس جس کو خداوند نے

بتلا دیا ہی اُن بندگان سرکش و نافرمان کو غارت کرونگا مین خداوند کا بندۂ خاص و مقرب ہون
افراسیاب اور سب ساحرون نے یہ کلام سُنکر کہا کہ آمنا و صدقنا بغیر حکم خداوند پتا نہین ہلتا ہی
عمرو بیشک سچ کہتا ہی اسوقت سب توبہ توبہ پکارنے لگے کہ حقیقت مین ہمسے نافرمانیان خداوند
کی بہت سرزد ہوئی ہین بعضے کہتے تھے کہ سٹرا ای گئے نقل ہے صاحب کی جاوے لا تتحرک
ذرۃ الا باذن اللہ افراسیاب نے اُٹھکر بادب تمام ہاتھون کو عمرو کے بوسہ دیا اور سجدہ ریغ
کرکے مودب عرض کیا کہ ای ملک الموت خداوند تشریف شریف ارزانی فرمایئے اور یہ بتلایئے
کہ کس کس کی قضا آئی ہی عمرو کرسی جواہر نگین پر بیٹھا اور کہا یا شہنشاہ مین سر از خداوندی نہین
بتلا سکتا مگر علاوہ برین اور جو کمالات خداوند نے مجھے عطا فرمائے ہین بہ صورتین بدلنے کا
اختیار دیا ہی خوش گلو کیا ہی اگر حکم ہو تو وہ ہنرہاے شایستہ دکھاؤن ورنہ مشیت خداوندی کے
مین خود نہین آگاہ ہون آپ کو کیا بتلاؤن افراسیاب نے کہا اچھا ہنر اور کمال اپنے ہمین
ظاہر کیجیے سچ ہی کہ راز خداوندی پر کون اطلاع پاتا ہی عمرو یہ کلام سُنکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا
سب نے کہا یہ بیشک ملک الموت خداوند ہے لیکن خواجہ نے ایک گوشے مین جاکر گلیم اتاری
اور صورت اپنی زن پیکر کی بنائی لباس پُرتکلف پہنا زیور جواہر سے جسم کو مزین کیا اسوقت

چو روئیش مہر و مہ تابان نباشد	چو قدش سرو در بستان نباشد
چو لعل و لولوش در دلفریبی	دُر دریا و لعل کان نباشد
چو فندق پستہ اش خندہ بجانم	چرا بادام من گریان نباشد
ازان نسبت نباشد ہیچ تن را	نہ تن با قد کہ شاغل جان نباشد
سواد کفر زلف او کہ دل را	بر دست تو آن ایمان نباشد

افراسیاب کے سامنے باین خوبی و دلبری عمرو نے آکر سلام کیا وہ اس صورت زیبا کو دیکھکر
حیران تھا آخر اُسنے استفسار کیا کہ ای غنچۂ گلستان خوبی تو کون ہی اور یہان کیونکر آئی ہی اُس رنگین
ادا نے مسکرا جواب دیا کہ

رو بر رہش نہادم و بر من گذر نکرد	صد لطف چشم داشتم و یک نظر نکرد

ای شہنشاہ یہ کنیز آپکے سلسلۂ الفت مین گرفتار ہی یا دل بیقرار ہی افراسیاب نے ہاتھ پکڑکر
قریب اپنے بٹھا لیا حیرت کو نہایت درجہ ناگوار ہوا آتش حسد سینے مین مشتعل ہوئی اُسوقت
وہ حور رخ گویا ہوئی کہ ای ملکہ حیرت مین عورت نہین ہون بلکہ شیر بیشۂ عیاری عمرو بن امیہ

لگیں پیر غل مچانے لگے لیکن عمرو افراسیاب اور حیرت کو قتل کرنے چلا جیسے ہی تخت کے
قریب آیا یکایک زمین شق ہوئی اور چند پریاں زر در گوش مرصع پوش ظاہر ہوئیں ہاتھوں میں
پچکاریاں اور (?) عرق بید مشک و گلاب لیے تھیں اُنھوں نے سر افراسیاب کا زانو پر رکھا اور
پچکاریں منھ پر لگائیں پکاریں کہ اے شہنشاہ بیدار ہو جیسے افراسیاب ہوشیار ہوا اُسوقت پریاں
زمین میں سماگئیں لیکن عمرو لاشیں جہاں ساحروں کی پڑی تھیں وہاں چھپ کر لیٹ رہا
اور سینے پیٹ پارچہ گوشت خون آلود زنبیل سے نکال کر اپنے گلے پر رکھا اور سارے منھ کو خون
آلود گوشت رکھ کر مجروح بنایا اب عمرو بھی مقتول معلوم دینے لگا مگر افراسیاب جو ہوشیار ہوا
سب محفل کو بیہوش اور لٹا ہوا پایا اور بہت آدمیوں کو قتل کیا ہوا تھا دیکھا اسی وقت کچھ اشارہ
طرف فلک کے کیا ابر گھر آیا اور برسنے لگا سب ہوشیار ہوئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ عمرو
نے کیسی مکاری کی افراسیاب نے کہا مجھ سے بچکر کہاں جائے گا ابھی گرفتار کرتا ہوں کہکر
حکم دیا کہ جو کچھ اسباب لٹ گیا ہے وہ سب حاضر کرو بحکم ایک آن میں کرسی و دنگل (?) جام و ساغر
گلدستے و فرش وغیرہ سب موجود ہوگیا اور صحبت آراستہ ہوئی ساحر لاشیں اُٹھانے کی تدبیر میں
مصروف ہوئے مگر افراسیاب تخت پر جلوہ گر ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو
لاشوں کے درمیان میں مجروح صورت بنائے لیٹا ہے کسی سے گرفتار کرا مگر کچھ چند گھڑی اپنا
بہت تخت میں خبردار رہیاں (?) نہ ٹھہرنا طرف طلسم باطن کے چلا جا یہ معلوم کرکے اُسنے ساحروں
سے کہا ابھی لاش کسی کی نہ اُٹھے اُن میں عمرو ہے یہ کہہ رہا تھا کہ صرصر عیارہ بھی حاضر ہوئی اُسنے
بھی خبر گرفتاری عمرو کی سنی تھی افراسیاب نے اُسے دیکھ کر کہا اے صرصر ان لاشوں میں
عمرو کو پہچان کر گرفتار کر صرصر جاکر لاشوں کو ڈھونڈھنے لگی اور سب ساحر صرصر کی طرف دیکھنے
لگے افراسیاب اُسوقت سب کو اور بہت مشغول دیکھ کر اپنی صورت کا پتلا اپنی جگہ بٹھا کر آپ
غائب ہوگیا کسی کو یہ معلوم ہوا کہ کب گیا بلکہ سب پتلا سمجھے کہ شاہ بیٹھا ہے الحاصل صرصر
طرف لاشوں میں پھری اور عمرو کو پہچان کر جست کرکے سینے پر چڑھی چاہا کہ ...
عمرو نے دونوں پاؤں صرصر کے گلے میں ڈال کر مثل کشتی گیر ... قفل مارا کہ صرصر نیچے
اور آپ اوپر ہوگیا اور جلد منھ سے سفوف بیہوشی منھ پر صرصر کے پھینکا کہ وہ بیہوش ہوئی عمرو اُسکے
گرد میں لیکر بھاگا ساحر حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے مگر حیرت نے نعرہ مارا کہ لیجیو جانے نہ دیجیو جلد
اُسے گرفتار کرو ... صرصر کو لیے بھاگتا ساحر دوڑے مگر عمرو گنبد توڑنے نکل کر مثل برق و باد

کے بھاگا ہوا شہر ناپرسان مین آیا اور خیال کیا کہ شہر مین سب ساحر ہین مجکو گرفتار کرلین گے
یہ سوچکر صحرا جو پشت گنبد کی طرف ہی اور بہر سیر حیرت وہ جگہ مقرر ہی اُدھر بھاگا اتفاقاً اس طرف
سے صبا رفتار اور شمیمہ عیار بچی دونون آ نکلین انھین دیکھکر صرصر کو ایک غار مین
ڈال دیا اور آپ بھی لیکر ان دونون سے لڑنے لگا از بسکہ شہر ناپرسان ہر ساحران عالم کی
جاے آمد و رفت ہی ایک ساحر مصاحب افراسیاب ہوشیار جادو نام طائر سحر پر سوار مع
خادم و خدمتگار دربار افراسیاب مین جاتا تھا اُس طرف سے ہوکر نکلا عیارچیون کو شخص
غیر سے لڑتے دیکھکر سمجھا کہ یہ عمرو ہی چاہا کہ سحر کرکے گرفتار کرون عیارچیون نے کہا اے ہوشیار جادو
آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے عیاری کے فن مین زیبا نہین کہ کسی ساحر سے حریف کو گرفتار
کرائین ہوشیار نے کہا دیوانیان ہو دشمن کو قتل ہی کرنا چاہیے یہ کہکر سحر پڑھنے لگا عمرو گلیم اوڑھکر
غائب ہوگیا اُسوقت وہ ساحر جو عقب عمرو کے دوڑے آتے تھے یہان آکر پہنچے اور عیارچیون نے
کہا کہ عمرو نے صرصر کو ہمارے سامنے غار مین ڈال دیا ہی ساحر چلے کہ صرصر کو نکالین عمرو
گلیم اوڑھے موجود تھا غار مین کود گیا اور ایک اژدہا مقوے کا زنبیل سے نکال کر غار کے باہر اسکا
منھ نکالا ساحر جو قریب غار کے آئے اژدر کو بیٹھا دیکھکر بھاگے اور دور جاکر کھڑے ہوے دیکھا کہ
اژدر کے منھ سے شعلہ ہاے آتشین نکلتے ہین اب کوئی آگے نہین بڑھتا دور سے منتر ساحر پڑھنے
کا پڑھکر زمین پر مارتے ہین کنڈل گرد اپنے کھینچ لیا ہی لیکن اُس اژدر پر کچھ تاثیر نہین کرتا آپس
مین کہتے ہین کہ پورا اژدر درست اژدہا ہرگز کسی سے دفع نہ ہوگا افسوس صرصر کی مفت جان گئی
اسوقت ایک رفیق ہوشیار کا منشین جادو نام کہ نہایت بوڑھا تھا اور ساحر بے بدل تھا
اُسکو بہت کچھ زر و جواہر دینے کو کہا کہ جاکر کسی طرح صرصر کو نکال لائے وہ سحر پڑھتا ہوا چلا عمرو
نے اسے آتے دیکھکر اژدر کو اندر غار کے کر لیا وہ سمجھا کہ میرے سحر نے اژدر کو دفع کیا بس دلیرانہ
اندر غار کے کودا عمرو نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے اُس مین اُلجھکر گرا عمرو نے حباب
بیہوشی دماغ پر مارا کہ بیہوش ہوا عمرو نے پھر اژدر کو باہر غار کے نکالا سب ساحر جو دور کھڑے
تھے سمجھے کہ منشین کو بھی اژدر نے مار لیا یہ پھر اُسکے دفع کرنے کی تدبیر مین مصروف ہوے اور
عمرو نے اس عرصہ مین منشین کے کپڑے اوتار کر اسکی صورت آپ بنکر وہی لباس پہنا اور
اسکو زنبیل مین ڈال لیا اور جست کرکے اژدر کو کنارے غار کے بٹھا کر آپ باہر نکلا اور پکارا کہ آپ
صاحبان یہان نہ صرصر ہی نہ کوئی ہی ساحرون نے جو اسے آتے دیکھا اور خیال کیا تو اژدر بھی بیٹھا

افراسیاب نے مزاج پوچھا اُسنے عرض کیا عنایت ساحری اور اقبال شاہی سے اب اچھا ہون اُسکے
اجازت بیٹھنے کی ہوئی کرسی پر متمکن ہوا اور زائچہ دیکھنے لگا لیکن جو قاصد کہ گا رہی تھی اُسکو نام دھرنے
لگا کہ پھر دیکھیے اس جگہ بے سحر ہو گئی جہان اُسکی آواز سُنتی تھی اُس جگہ گلا اُسکا کٹ گیا اس مقام پر
آواز لہرا گئی دیکھیے سامنے سے الگ تال دی سم جاتا رہا حلق اوتار لو بگڑ گیا یہ باتین افراسیاب
سنکر گویا ہوا کہ ای ہمنشین جادو تمین گانے مین خوب دخل ہی اُسنے کہا آپکے اقبال سے
پڑھے لکھے جیسے دیکھیے ہین اور گانے پر کیا ہے سب علم مین دخل تام ہی کیون نہیں کہ آپ ایسے
شہنشاہ کا دربار دیکھتا چلا آتا ہون افراسیاب نے کہا اچھا تم کچھ گاؤ عمرو سلام کر کے سامنے
بیٹھ کر گانے لگا اور اس طرح ترنم سرا ہوا للمؤلفہ

فراق یار خوشخو مین یہان شیون پہ شیون ہی — عجائب جوش گریہ ہے کہ تر دامن پہ دامن ہی
تیرے زلف سیہ پیچ پر تیرے خال ہندو ہی — متاع جان و ایمان کے لیے رہزن پہ رہزن ہی
عجب شوق شہادت ہے تیرے عشاق کو قاتل — کریگا قتل کس کس کو جھکی گردن پہ گردن ہی
تری تلوار مین یہ جوہر ہین زخمون کے یان تن پر — ہمارے قتل سے قاتل عیان گلشن پہ گلشن ہی
چراتے ہین دھڑی گیسو بنا کر مہندی ہاتھون مین — چھٹا پڑتا ہی عالم آج کل جوبن پہ جوبن ہی
بنایا یوسف ثانی لپٹنے پڑتے ہین نیل عارض پر — چمن مین حسن کے اگی گل تر سوسن پہ سوسن ہی
فنا کے بعد بھی باز آئے کب نظارہ بازی ہی — جھری تیغون مین رخنہ قبر مین روزن پہ روزن ہی
مشبک کر دیا سینے کو عشق تیر مژگان نے — دل صد چاک مین لپٹے بنا روزن پہ روزن ہی
رقیبون نے بھرے ہین کان وہ کہتی ہین محفل مین — خدا ایسے چاہ والے دربان بھی قدغن پہ قدغن ہی

افراسیاب اُسکا گانا سنکر بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیا عمرو نے کہا حضور مین ایک
بتی ایسی روشن کرتا ہون کہ اُسکی روشنی مین پریان ناچتی ہوئین نظر آتی ہین اور راجہ اندر
کے اکھاڑے کی سیر دکھائی دیتی ہی مین نے یہ سحر اپنے دادا کی کتاب مین لکھا ہوا دیکھا تھا
اُس مین سے یاد کیا ہی وہ سنتا ہون کہ بنگالے سے سیکھ آئے تھے افراسیاب نے مشتاق
ہو کر حکم دیا کہ ای ہمنشین وہ بتی جلد روشن کرو ہم دیکھین کیا سحر ہی عمرو نے کہا پانچ سیر چربی
اور اسی قدر رال اور گھی وغیرہ منگائیے حسب الحکم اسی وقت جو اشیا طلب کیے حاضر ہو گئی
عمرو نے پردہ ڈال کر الگ سب سے بیٹھ کر بہت بڑی مشعل بنائی اور پانچ سیر دن اُسمین
ملائی اور بیچ محفل مین اُسکو روشن کیا دھوان اُسکا سارے قصر مین پھیلا عمرو نے کہا

وہ گھڑی کے پریوں کا ناچ دکھائی دے گا سب مشعل کی جانب دیکھے جاتے ہیں اور آپ الگ بیٹھ کر
کچھ پڑھنے لگا اس لیے کہ معلوم ہو سحر پڑھ رہا ہے سب اہل دربار مع افراسیاب اور حیرت
کے مشعل کی طرف دیکھ رہے ہیں اور کثرت تماشائیان اسقدر ہے کہ ایک پر دوسرا جھکا ہوا ہے
کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے جب وہ گھڑی گذری دھواں بیہوشی کا اچھی طرح سے سب کے دماغ
میں سرایت کر گیا اور اسکے نشے میں کہنے لگے کہ فی الحقیقت پریاں ناچ رہی ہیں بعضے کہتے تھے
دیکھو وہ راجہ اندر سامنے بیٹھے ہیں بعضے خود اٹھکر ناچنے لگے یہاں تک کہ افراسیاب اور حیرت
مع اہل دربار کے سب بیہوش ہو کر گر پڑے عمرو نے پھر دس بیس کے سر کاٹے اور جال الیاسی مار کر
سارے قصر کا اسباب جو دوبارہ آراستہ کیا گیا تھا لوٹ لیا ویسے ہی ہنگامہ شور و شر قیامت
بلند ہوا ساحروں کا نام لیکر سحر کے شور کرتے تھے آندھیاں اٹھتی تھیں کو پیچ و تاب کھاتے
تھے عمرو پھر خنجر بکف افراسیاب کی جانب چلا کہ سر اسکا جدا کرے دفعتہ زمین شق ہوئی اور
پریاں نکلیں عمرو گلیم اوڑھکر بسرعت جلد گنبد کے باہر نکل گیا اور پریوں نے پچکاری گلاب و کیوڑے
کی لگا کر افراسیاب کو ہوشیار کر دیا اور آپ زمین میں سما گئیں افراسیاب نے رنگ
محفل دگرگون دیکھ کر ابر سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا اور مشعل بیہوشی کو بجھوا دیا پھر سے
اسباب راحت منگا کر قصر کی آرائش فرمائی جب سب زیب دہ کرسی در نشست ہوئے ہر ایک عمرو
کی فطرت پر حیران کار تھا اور افراسیاب نے از راہ بناوٹ کہا کہ بیشک شہنشہ عمرو بندہ خاص
خداوند لقا ہے اور کسی طرح ہلاک نہو گا وہ سچ کہتا تھا کہ جس جس کو خداوند نے بتلا دیا ہے میں
انکو قتل کروں گا مجھے بھی یقین ہے کہ ضرور وہ ایسا ہی کریگا لیکن چونکہ حکم خداوند مجکو یوں ہے
کہ عمرو کو قتل کروں اس لحاظ سے اے حیرت تم جاؤ اور لشکر عمرو کے مقابلہ کرو میں اور
کچھ تدبیر کرتا ہوں یہاں بلانا عمرو کا اچھا نہیں حیرت یہ سنکر طاؤس سحر پر سوار ہو کر طرف
لشکر کے روانہ ہوئی اور کنیزان مہ جمال ساتھ تھیں مگر عمرو جو گنبد نور سے چلا خیال میں اسکے
آیا کہ ایک بار پہلے جو میں یہاں سے چلا تھا تو دریا کے کنارے بھٹکتا پھرتا تھا اب کی بھی
اس طرف سے نہ جا سکوں گا اس سوچ میں متلاشی راہ دیگر صورت ساحر کی بنکر شہر ناپرسان
میں پھرنے لگا کہ ایک جگہ چند ساحروں کو باتیں کرتے سنا کہ آپس میں کہتے تھے کہ عمرو بلا سے
بے دربان ہے دو بار شہنشاہ کو زک دیکر نکل گیا ایک نے کہا کہ یہاں سے جا نہ سکے گا دریا بیچ
میں حائل ہے دوسرے نے کہا کہ اگر مشرق کے دروازے کی طرف جائے گا تو طلسم ظاہر میں پہنچیگا

اس ملک کے چالیس دروازے ہیں قیصرت نے کہا جو آشنا بڑا عیار ہوگا وہ راہ نجانتا ہوگا عمرو انکی
باتیں سنکر مشرق کے دروازے کی طرف چلا اور جب کنارے شہر کے پہونچا ایک دروازہ عالیشان
دیکھا ہزار ہا ساحر کو بعہدہ نگہبانی بیٹھے پایا ساحر کی صورت تو بنائے تھا بے اختیار دوڑا دربانوں
نے کہا کہاں جاؤگے عمرو نے کہا لشکر حیرت میں ملازم ہوں عمرو کے تعقب میں جاتا ہوں
مجھ سے باتیں نہ کرو اگر دیر ہوگی شہنشاہ خفا ہونگے یہ کہتا ہوا باہر در کے نکل کر روانہ ہوا
تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک جانب دریائے خون رواں دیکھا اور دوسری جانب سواد
لشکر حیرت نظر آیا نہایت خوش ہوکر قدم آگے بڑھایا تھوڑی دور راہ قطع کی تھی کہ لشکر
مہرخ دیکھا عمرو داخل لشکر ہوا جسنے خواجہ کو دیکھا دوڑکر لپٹ گیا اور غل ہوا کہ خواجہ آئے
جتنے سردار کہ مصروف دعا تھے شاداں و فرحاں باہر بارگاہ کے نکل آئے بہار اور مہرخ
اور مہ جبین و نافرمان سب آکر گلے ملے زرنثار کرکے داخل بارگاہ ہوئے نوبتیں خوشی
کی بجنے لگیں عمرو کرسی پر آکر بیٹھا اور سب ماجرا دربار افراسیاب کا بیان کیا سارے
دربار میں قہقہے پڑنے لگے اسی اثنا میں حیرت داخل لشکر ہوئی طبل داخلے کے بجے افسران
فوج نے پیشوائی کی تخت پر آکر بیٹھی اور فکر جنگ میں مصروف ہوئی لیکن اب حسینہ جادو
کا حال سنیئے کہ سمت لقا کے روانہ ہوئی تھی لہذا لشکر ساحران لیکر تخت سحر پر سوار ہوکر بڑے
کروفر سے کوچ و مقام کرتی داخل عقیق کوہ ہوئی لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا دربار جمع تھا
ناچ ہو رہا تھا کہ سحر کی علامت ظاہر ہوئی اور سرخ رنگ کے ابر فلک کی جانب ظاہر ہوئے
پھر تو بختیارک اور سلیمان سمجھے کہ کوئی ساحر آتا ہے بہر تعظیم اٹھے اور لشکر ساحروں کا
زمین پر اترا حسینہ بھی اتری سب نے اسکے حسن و جمال کو دیکھا کہ بزور سحر اسنے اپنی
صورت بہت خوب صورت بنائی ہے بروقت مقابلہ لشکر اسلام کیفیت اسکے حسن کی
گذارش کی جائیگی غرضکہ سرداران لقا پیشوائی کرکے اسے لے گئے اور بختیارک نے لشکر
ساحران مقابل لشکر امیر اتروایا خیمے بارگاہ میں استادہ ہوگئے بازار میں کھل گئیں لیکن
حسینہ نے آکر لقا کو سجدہ کیا لقا نے پکار کر کہا کہ سر از سجدہ بردار کہ رحمت خود بر تو
نصیب کردم حسینہ اٹھی اور دنگل بیٹھی لقا نے خلعت دیا اور حسینہ نے عرض کیا کہ
یا خداوند یہ کون بندگان مغضوب آپ کے ہیں جو آپ سے ہمسری کرتے ہیں لقا نے کہا یہ
قصہ طویل ہے اس حال کو میرا شیطان لینے بختیارک خوب جانتا ہے حسینہ اسکی جانب متوجہ

ہوئی بختیارک نے کل احوال امیر کا خروج کرنا ابتدائے زمانہ نوشیروان سے اور تا ایندم جو کچھ ساتوں دفتروں مین مذکور ہے بیان کیا اور کہا اے ملکہ حمزہ کی زبردستی کا نمونہ تمہارے طلسم مین اسد اور عمرو عیار موجود ہے کہ آج تک شہنشاہ سے گرفتار نہو سکا حسینہ نے کہا یہ نام پر طبل جنگ بجنے مین سبب کو دم بھر مین غارت کر دون گی بختیارک نے ہنس کر جواب دیا کہ ابھی آپ تشریف لائی ہین ذرا دنیا کی ہوا کہا لیجیے پھر تو آخر فنا آخر فنا حسینہ جادو نے کہا ملک جی تمہین کاہے سے ہین کہ ایسے نظر آتے ہین بختیارک نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین اس لحاظ سے کہتا ہون کہ طلسم مین ایک عمرو گیا ہے اور یہان ایک لاکھ اسی ہزار ثانی عمرو ہین طلسم مین ایک اسد گیا ہے یہان اسد کے باپ اور دادا موجود ہین یہ وہ ہین جنہون نے خدا اور اسکے شریک سرکش پیدا کیے ہین کہ نہ مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین حسینہ بولی کہ خدا وند سامری کا شریک حال چاہیے تم دیکھنا کہ مین انکا کیا حال کرتی ہون غرض کہ دو چار دن تو حسینہ کسل راہ سے آسودہ ہوئی اور اسکی دعوت سلیمان کے یہان رہی ناچ اور جلسہ نشاط ہوتا رہا ایکدن سرپہر کے دربار مین اسنے لقا سے عرض کیا کہ آج رات کو میرے نام پر طبل جنگ بجے کہ کل ان خدا پرستون کا کام تمام کر دون حسب الحکم اسکے جب شہنشاہ گردون بارگاہ دیرنگاری سپہر سے مراجعت فرما کر رواق مغرب مین استراحت پذیر ہوا اور خیمہ مشک فام شہریار ظلمت برپا کیا گیا اور طناب ریسمان سیاہ چار دانگ عالم مین دراز ہوئی ابیات

شده جلوه گر شاہد شب بناز	چو سید از ماه زرین کلاه
نگاہے چو گرد و گرفتار گشت	دل بیدگر دون بزلف سیاه

طبل جنگ لشکر لقا مین بجا خبر نگارے لشکر اسلام کے دریافت کرکے خدمت شاہ مین حاضر ہوئے اور کل حال حسینہ کی آمد کا گزارش بندگان بادشاہ قدر قدرت کیا قطعہ

داد گرا فلک ترا جرعه کش پیاله باد	دشمن دل سیاه تو غرقه بخون چو لاله باد
دور تو کلم رفعت راست ز فرط ارتفاع	راه روان راه را ماه هزار ساله باد
زلف سیاه به جهت چشم و چراغ عالم است	جان ز نسیم دولت در شکن کلاله باد
ای سبب جو معدلت مقصد کل ز آدمی	بادهٔ صاف و دست در قدح و پیاله باد
چون بجهان حقیقت شهره شد ترانه ساز	حاسدت از سماع آن همدم آه و ناله باد
خلق سپهر و آن قرصه ماه خورده است	از لب خوان قسمت سهل ترین نواله باد

حسینہ جادو نام ساحرہ نے طلسم سے آکر ادہ ہروز فردا رزم و پیکار کا کیا ہی لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہماری فوج میں بھی نقارہ ورزمی بجے حسب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقارہ خانہ سکندری میں جاکر طبل سکندری پر دوال دیا قرنای جنگی سے صدا شر و فساد کی ظاہر ہوئی ہر ایک بہادر ہوشیار ہوکر سامان جدال کرنے میں مصروف ہوا ہر سمت شور دہل و بوق بلند تھا لنظم

چو لفتارہ جنگ بنواختند	یلان کار جنگ آوری ساختند
دہل زن دہل زن بہ تحسین او	ببین دین او دین او دین او

تمام رات تیاری جدال و قتال کے اسباب میں بہادر مصروف رہے جسوقت کہ سلطان زرین کلاہ سر سپہر پر جلوہ فرما ہوا اور تاجدار عالمگیر یا چتر شعاع میدان فلک میں آکر حکمرانی کرنے لگا لنظم

صبح چو شد انوری بستہ بہ نیت گری	تا بہ دم خاوری منقبت بوالحسن
شاہ ولایت پناہ میر امامت سپاہ	نصرت دین الہ نخفہ زمین و زمن

لقا بڑے تزک و احتشام سے سوار ہوا ساحران غدار کو ہمراہ لیا حسینہ جادو تخت سحر پر سوار میدان کارزار میں آئی اور لشکر کی صف باندھی اُسوقت امیر بھی نماز صبح سے فارغ ہوکر مع تمام امیران لشکر کے جلوخانے میں بادشاہ کے حاضر ہوے بعد لمحہ کے سواری ظل اللہ کی عیش محل سے برآمد ہوئی سب سرداروں نے مجرا کیا اور تخت شاہی کو قلب لشکر میں دل کی طرح لیکر دارو دشت مصاف ہوے صف آرا فوج کے پرے جانے لگے میلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کرتے تھے سقے گرد و غبار آبشار کرکے بٹھاتے تھے نقیب رغبت جنگ مذمت دنیا کہکر بہادروں کو سناتے تھے قطعہ

دلا تا توان ہمہ گیتی موز	کہ تیغ سیاست بکینت کشد
مشو غرہ گر ابلق چرخ را	قضا و قدر زیر زینت کشد
گرفتم کہ بر آسمان رفتہ	اجل عاقبت در زمینت کشد

ہاں ای نوجوانو یہ گو ہر میدان ہو جان دینے کا سامان ہو سے کرلی اپنا بھی اب نہیں ہے نام کون سی گور میں گیا بہرام ۔ آج لڑکے سر میدان سرخرو ہونا ہم کو یہ صدا دیکر نقیب کنارے ہوے اور ایک پہلوان ہبران ببر جنگ رخصت لقا سے بہر حرب لیکر میدان میں آیا اور سلح شوری دکھاکر ہل من مبارز کا نعرہ مارا لشکر اسلام کے سرداروں کو للکارا کہ ہر کوئی ایسا جو میرا ہم نبرد ہو جو آئے یقین ہو کہ گرد برد ہوا میری جانب سے خاقان بن خاقان بہرام گرد

بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران اجازت قتال شاہ اسلام سے لیکر گھوڑا
اٹھا کر جیران نسل کا آگے ہم نبرد ہوا اور باہم نیزہ بازی شروع ہوئی بہرام نے نیزہ ہاتھ سے جیران
کے ہوائی کیا اسی وقت حسینہ نے سحر کیا کہ بہرام کے جسم کی طاقت جاتی رہی جیران نے گرز
فولادی ہاتھ سے بہرام کو قاش زین سے اٹھا لیا اور زمین پر دے کر سینے پر چڑھ کر مشکیں
باندھ لیں اور اشارہ کیا کہ طرار تیز رفتار عیار سلیمان عنبر میں ہوسے نے آکر حباب بیہوشی
بہرام کے منہ پر مار کر بیہوش کر کے لے جا کر اپنے لشکر میں قید کیا ادھر جیران نے پھر نقیب دوڑا
کر ادھر طلب کی کہ خواہش مرگ ہو وہ آکر مقابلہ کرے منذر یل اصفہانی نے نکل کر مقابلہ کیا حسینہ
کے سحر سے اسکا بھی وہی حال ہوا اسکو بھی گرفتار کیا مہلیل جنگ عراقی نکلا وہ بھی مقید ہوا
اسی طرح آلالگرو مالاگردو کیبی ارزال و کیبی زرافال وغیرہ ستر سرداران نامی لشکر امیر کے گرفتار
ہوئے اسوقت لشکر اسلام میں صف بہ صف پیرو شے علم جلوہ گری پر آئے اور فیلی اور شتری دمامے بجنے
لگے اور صف در صف شکن شہزادہ ہاشم تیغ زن نے گھوڑا بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے پیچھے
جنگ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت سے مخلع کیا اور کہا سپرد کیا خدا سے تمہارے اسوقت
ہاشم نے امیر سے خطاہائے گذشتہ کی معافی چاہی امیر حمزہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور
تعویذ ہیکل دافع سحر گلے میں پہنا دی دعائے صحیفہ ابراہیمی پڑھ کر دم کی اور رخصت فرمایا ہاشم
گھوڑا اڑا کر سمت میدان چلا آیا

میدان خرامید ہاشم جوان		بجنگ پریزاد و بربران

میں پہنچے میدان کا فاصلہ طے کر کے حریف سے ہم تنگ ہوا اور جیران کو گرد برد کر دیا جیران
نے تیغ آبدار کھینچ کر بر سر شہزادہ عالی وقار لگایا شہزادے نے بدستور سپر پر روک کے شمشیر
انتقام سے کر خنجر وار جیران کر کے کمر کو تاک کر سر پر مارا ادھر حسینہ نے سحر کیا لیکن بسبب حرز ہیکل
کے تاثیر نہ ہوئی اور تلوار نے شہزادے کی جیران کے دو ٹکڑے کیے طبل و بوق لشکر اسلام میں
بجے اور شہزادہ دلاور نے پھر مبارز طلبی کی حسینہ جادو خود میدان میں نکلی اور ایک پتلی
اپنی صورت کی سامنے ہاشم کے بزور سحر چھوڑ کر آپ غائب ہو گئی سب دیکھ رہے ہیں کہ حسینہ
شہزادے سے مقابل ہے غرض کہ اس سحر کی پتلی نے جو بشکل حسینہ ہے شہزادے پر تلوار ماری
شہزادے نے خالی دے کر جو ہاتھ مارا اس پتلی کے دو ٹکڑے ہوئے اور دونوں ٹکڑے اوسکے
جسم کے اڑ کر طرف فلک کے گئے اور وہاں سے بلند ہوئے آواز غلغل اور پازیب کے بجنے کی چھم چھم

آئی اور شہزادے سے دیکھا کہ ملکہ حسینہ بادلفت ولا و بقد و قامت رعنا کہ جسکے لب ہزارہا مردہ دلوں کو زندہ کرتے اور تیر مژگان چشم خنجر مژگان سے لاکھوں کو بیجان بناتے شمشیر موج تبسم سے صدہا مجروح اور زخمی نظر آتے قطعہ

دوش می آمد و رخسارہ برافروختہ بود — تا کجا باز دل غمزدۂ سوختہ بود
رسم عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی — جامۂ بود کہ بر قامت او دوختہ بود
کفر زلفش رہ دین میزد و آن سنگین دل — در رہش مشعلہ از چہرہ برافروختہ بود
دل بسی خون بکف آورد ولی دیدہ بریخت — اللہ اللہ کہ تلف کرد کہ اندوختہ بود
جان عشاق سپند رخ خود میدانست — و آتش چہرہ بدین کار برافروختہ بود

ہاشم تیغ زن نے جب صورت دلفریب اس غارتگر صبر و شکیب کی دیکھی عاشق و شیدا ہو کر پکارا قطعہ

درختی دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد — نہال دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد
خدارا چون دل ریشم قراری بستہ با زلفت — بفرما لعل نوشین را کہ جان را بقرار آرد

اُس قمر رخسار نے کہا اے شہزادہ ذی وقار و اے عاشق جان نثار معشوق سے لپٹنے آتے ہو اور دم محبت کا بھرتے ہو لاؤ دیکھو اپنا تحفہ دو ہاشم نے تیغہ اور سپر اور خنجر کل حیرت چیزیں حوالہ کین اس وقت ہکس نازنین نے کہا ہیکل گلو سے معشوق کے لیے زیبا ہے تمنے کیون اپنے پہنا ہے میرے گلے میں پہنا دو ہاشم نے کہا اے یار دلنواز و اے سراپا ناز

اے یار اگر جان طلبی جان بتو بخشم — از جان چہ عزیز است بگو آن بتو بخشم

اور حرز ہیکل اُتار کر اُسکے گلے میں پہنا دی اُسوقت وہ مہ جبین لشکر لقا کی جانب چلی اور ہاشم شعر عاشقانہ پڑھتے دیوانہ وار اُسکے ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے ابیات

دست از طلب ندارم تا کام من برآید — یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید
بکشای تربتم را بعد از وفات بنگر — کز آتش درونم دود از کفن برآید
بنمای رخ کہ خلقی والہ شوند و شیدا — بکشای لب کہ فریاد از مرد و زن برآید
ہردم چو بیوفایان نتوان گرفت یاری — بایم در آستانش تا جان ز تن برآید

جب ہاشم لشکر لقا میں پہنچے طرار عیار نے حباب مار کر بیہوش کیا اور انھیں بھی لیجا کر زندان سلیمان میں قید بنا کر بٹھایا ادھر طبل آسایش لقا نے بجوایا اور لشکر قریب شام پھر کر آسودہ ہوا نظم

رہی تا شام خون ریزی نہایت — پھر اور رزم ہوئی مسدود رجعت

رہی پھر صبح پر موقوف وہ جنگ	کہ عرصہ زندگی کا ہو بہت تنگ

امیر بھی داخل بارگاہ ہوئے اور حمام فرما کر دربار میں آئے یہاں بسبب گرفتاری سرداران سناٹا تھا ناچ بھی بادشاہ نے موقوف کرا دیا تھا کہ امیر نے آکر پھر آکیا اور دنگل پر تمکن ہوئے لیکن لقا طبل شادیانی بجاتا پھرا اور داخل بارگاہ ہوا رقص و سرود کی بزم گرم ہوئی جام مے گردش میں آیا لشکریوں نے کمر کھولی اسی طرح ایک دن کا فاصلہ دے کر جب دوسرے روز عشرت کدہ جہان میں شام دلفروز عاشقان نے پردہ بیرنگ مشکین رخ زیبای ہنا پر ڈالا و اللیل اذا یغشیٰ کا زمانہ ہوا کہ ابیات

چو روے جہان گشت تار یک تر	منور نمود از رخ خود قمر
شگفتہ در ین چرخ نیلوفری	بہ شکل گل نسترن مشتری

لقا نے طبل جنگ بجوایا شاہ اسلام سے ہرکاروں نے جاکر بعد دعا و ثنا کے اطلاع دی یہان بھی نقارہ سکندری پر چوب لگی جانبین سے رات بھر تیاری رہی جب آئینہ سپہر میں شاہ صبح نے منہ دیکھا اور والنہار اذا تجلیٰ نے فروغ پایا رات گذری اور دن آیا نظم

ہوئی محفل آراے چرخ برین	عروس زمان با جبین مبین
ہر اک سو تھی عالم میں جلوہ کنان	رخ صاف سے تھا منور جہان

ولاوران روز ہیجا لشکرے کر میدان میں آیا اور صف شکنون نے پرے جمائے امیر ہمراہ بادشاہ اسلام اور لقا مع حسینہ نا فرجام کے جانبین میں آکر ٹھہرے ساحر تمام باجے بجاتے تھیں گاتے ترسول اور ترشول لیے اسباب سحر ہمراہ جنگاہ میں کھڑے ہوئے بعد صفوف آرائی جدال و قتال ہنگامہ کارزار گرم ہوا حسینہ طاؤس سحر پر سوار ہو کر پرے سے نکلی اور لشکر اسلام کے سرداروں کو للکارا کہ ارادہ حرب رکھتی ہوں اے بندگان سرکش تمہیں سزا دینے آئی ہوں آؤ اور میرے ننگ شمشیر کے طعمہ ہو یہ سنکر آج سے

اولاد ارشد حمزہ عالی نسب	گیتی علمشاہ کہ رستم لقب

زینت بارگاہ سلیمان رستم پیلتن و پیل کن کشندہ قوپل ہندی و دو پیل ہندی کشندہ کیشپان فرنگی ابن حمزہ صاحبقران بیٹے علمشاہ نوجوان بادشاہ سے رخصت لیکر میدان میں چلے اور آکر حسینہ کے مقابل ہوئے حسینہ نے سحر پڑھکر صورت اپنی ایسی بنائی کہ نہایت حسین اور زہرہ جبین ہوگئی کہ لب لعلین رنگ لعل بدخشان کا منا تا تھا اور دندان گوہر غلطان کی آبرو ریزی فرماتا تھا خندہ نمک پاش جان مجروح تھا ادا و ناز غمزہ و انداز بے چھری ذبح اور

حلال کرتا تھا سے نظم

اُسکا اُسوقت تھا غضب کا نکھار | خار کھاتے تھے چمن میں اُس سے بہار
عنبریں زلف و چشم آفت زا | حسن قامت جدا قیامت زا
گرمی چہرے میں تھی نہ پوچھے ڈھب کی | مشتری تھی وہ بوسہ لب کی
دے رہا تھا فریب سیب ذقن | کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن
نار پستان پہ شیفتہ تھے ہزار | تھا انار ایک اور سو بیمار
پستی لب پہ لوگ پیتے تھے | شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے
تھے اُن آنکھوں سے عشق میں بدنام | ڈورے ڈالیں نہ کس طرح بادام
دیکھے گر اُس کی چھاتیوں کی بہار | شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار
حسن محرم بھینچی بھینچی کرتی | تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
لال اطلس کا جامہ بوٹے دار | گل لالہ کی دے رہا تھا بہار
دست رنگیں میں دست بند کڑے | پائے نازک میں بھی غضب کے چھڑے
دھومیں لب کے اڑاتی تھی مستی | خون کرتی تھی پان کی سرخی

علمشاہ دیکھتے ہی اوسپر عاشق ہوئے ہر چند کہ سردار اور فرزندان امیر ساحرہ کو کیسی ہی حسینہ و جمیلہ ہو مگر اوسکی طرف توجہ نہیں کرتے تھے لیکن بسبب سحر کے حسینہ پر شیفتہ ہوئے اور ایسے مسحور ہو گئے کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ رہا سوائے چہرہ زیبا کے دلدار اور کچھ نظر آتا تھا نہ امیر کا خیال نہ بادشاہ کا پاس سراسر بدحواس شعر عاشقانہ لب پر اشک خونیں سے چشم لبریز نالے سے ہمراز زبان پر یہ راز نظم

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سرآید | گفتم کہ ماہ من شو گفتا اگر برآید
گفتم ز مہرورزان رسم وفا بیاموز | گفتا ز ماہرویان این کار کمتر آید
گفتم دل رحیمت کی عزم صلح دارد | گفتا بکش جفا را تا وقت آن برآید
گفتم کہ بر خیالت راہ نظر ببندم | گفتا کہ شبرو است او از راہ دیگر آید
گفتم خوشا ہوائی کز باغ خلد خیزد | گفتا خنک نسیمی کز کوی دلبر آید
گفتم کہ نوش لعلت ما را بہ آرزو کشت | گفتا تو بندگی کن کو بندہ پرور آید

جب یہ شیدائی بیکدیگر ہوئے باہم افسانہ حسن و عشق بڑھ گیا حسینہ کی طرف چلی اور شہزادہ ہمراہ ہولیا

اسوقت بختیارک نے طبل بازگشت بجوایا امیر بھی رنجیدہ اور دل کبیدہ میدان سے پھرے اور
یہان بختیارک نے سردار واسطے استقبال علمشاہ کے بھیجے کہ وہ پیشوائی کرکے لے گئے لقا
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ علمشاہ داخل ہوے سب نے اُٹھکر تعظیم دی اور یہ آکر قریب حسینہ
جادو کے بیٹھے اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگے بختیارک نے شہزادے سے عرض کیا کہ باعث تشریف
آوری حضور کیا ہے علمشاہ نے کہا ملک جی مین تمھارا بندہ بے دام ہو جاؤنگا تم میرے وصل پر
ملکہ کو رضامند کردو بختیارک نے جواب دیا کہ آپ کے کام مین کوشش اور سعی وافر کرونگا
پھر آئندہ آپ کی تقدیر دیکھیے مین ابھی ملکہ کو سمجھاتا ہون یہ کہکر پاس حسینہ کے بیٹھا او علمشاہ
سے کہا آپ اُٹھ جائیے یہ اُٹھکر علیحدہ کرسی پر زر پر بیٹھے بختیارک نے حسینہ سے اطلاع دی کہ
اے ملکہ یہ فرزند امیر ایک بار ملکہ زلفین جادو دختر خاقان اعظم صلصال بن دال
بن دلوس بن شمامہ جادو پر عاشق ہوا تھا زمانہ مقابلہ نوشیروان مین وہ زلفین جادو
نے یہ شرط کی تھی کہ سر اپنے باپ حمزہ صاحبقران کا اگر میرے تئین دو تو تمھارے ساتھ
مین نکاح کرون اس شہزادے نے مقابلہ امیر سے اُس زمانہ مین کیا تھا لہذا مین چاہتا ہون
کہ تم بھی اے حسینہ چند شرائط اس سے کرو ایک تو یہ کہ سر اپنے باپ کا لاوے اور دوسرے
یہ کہ بارگاہ سلیمانی بادشاہ لشکر اسلام سے لائے کہ اُس مین کہو مین نکاح کرونگی اور تیسری
شرط یہ کہ خداوند لقا کو سجدہ کرے اور اگر حسینہ تم کھینچی اور رکی رہو یہ نہین کہ جوان خوبصورت
دیکھکر وصل پر راضی ہو جاؤ اس لڑائی مین دو فائدے ہین ایک تو یہ کہ امیر اگر شہزادے
کے ہاتھ سے قتل ہوے جیسے یار روشن اور دل باشاد اور اگر علمشاہ مارا گیا تو امیر اسکے
غم مین روتے روتے ہلاک ہو جائینگے اور لشکر اسلام مین سے کوئی شخص علمشاہ کو قتل
نہ کریگا اور یہ تمھارے اشتیاق مین ہزارون کو ہلاک کریگا حسینہ نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ
ملا جی تمنے تدبیر بہت عمدہ تجویز کی ہے ان مسلمانون کو باہم لڑوا کے قتل کراؤ اور مجھسے جو رکے رہنے
کو کہتے ہو مین ایسی ستائی نہین ہون کہ جو دیکھا اُسپر پھنس جاؤنگی گو کہ میرا سن چار سو سال کا ہے
اور ہمیشہ ایسے ہی نوجوانون کی تلاش مین رہتی ہون مگر ایسا تھوڑی ہے کہ جو مطلب کی بات ہو
اُسکو اپنے غرض کے لیے برباد کرون تم جاؤ اور جو بن پڑے وہ عمل مین لاؤ لیکن اتنا کرنا کہ شب
کو اُسی کو ادھر لانا کہ میرے پاس بیٹھا کرے سوا اسکے وصل کے اور اختلاط ظاہری کرکے دل بہلایا
کرونگی اور علمشاہ کے جمال سے اپنے آنکھون کو روشنی دونگی بختیارک اُسکو لیکر کے پاس

علمشاہ کے پاس آیا اور گویا ہوا کہ ای شہزادۂ عالی وقار مین نے بہت کچھ آپ کے کام مین کوشش کی
پہلے تو ملکہ راضی نہوتی تھین مگر بڑی مشکل سے راضی ہوئی ہین اور کہتی ہین کہ اگر میرے خداوند
کو سجدہ کرین اور سر اپنے باپ کا لاکر مجھے دین اور بارگاہ سلیمانی لائین تو البتہ میرے
وصل سے کامیاب ہون علمشاہ نے یہ باتین سنکر جواب دیا کہ بابا جی مین ابھی خداوند کو سجدہ
کرتا ہون یہ کہکر اُٹھکر لقا کو سجدہ کیا لقا نہایت خوش ہوا اور خلعت منگا کر شہزادے کو دیا
اور پکارا کہ مین نے تقدیر کی حسینہ جادو بندی میری اس بندۂ قدرت کے ساتھ نکاح کرے
اوسوقت علمشاہ نے کہا ملک بختیارک آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے تاکہ مین
بارگاہ بادشاہ سے اور سر حمزہ کا واسطے ملکہ کے لاؤن بختیارک نے جواب دیا کہ مین ملکہ سے
جاکر کہتا ہون کہ تمھارے عاشق نے سب شرطین منظور کین اور سجدہ خداوند کو کیا ای شہزادہ کہ
جیسا ملکہ کہین گی ویسا مین آپ سے عرض کرونگا مین خود طبل بجنے کی اجازت نہین دے
سکتا کس لیے کہ اگر ملکہ کہین کہ تم نے کیون میرے عاشق کو بغیر میرے پوچھے لڑایا تو مین کیا
جواب دونگا یہ کہکر پاس حسینہ کے آیا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مین نے جو تدبیر کی تھی وہ راست
و درست آئی علمشاہ باپ سے اپنے لڑنے کو تیار ہی لیکن اب مجھے ایک فکر اور لاحق ہوئی
ہی کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی اسم اعظم جانتا ہی جس وقت علمشاہ اسکے سامنے جائیگا
وہ سحر تمھارا رد کر دیگا اور یہ بیہوشی دفع ہوجائیگی ہوش شہزادے کو آجائیگا سب میری محنت
برباد ہوجائیگی حسینہ نے کہا ملک جی مین بھی اسی تدبیر مین ہون کہ کسی طرح اسم اعظم لوح
سینۂ حمزہ سے بزور سحر مٹادون اور ایسا سحر کرون کہ حمزہ اسم اعظم بھول جائے مگر یہ
سحر یکایک نہین ہوسکتا دو چار روز مین اسکی تدبیر ہوگی بختیارک نے کہا اے ملکہ آپ تم
علمشاہ کو لیکر ایک باغ مین جا رہین اس جگہ سے فروکش ہو اور لذت بوس و کنار اوٹھاؤ
شراب پیو کباب کھاؤ وصل سے پرہیز رکھنا باقی سب لذت اُٹھانا مین اور تدبیر کرتا ہون یہ
کہکر قریب علمشاہ آیا اور کہا ای شہزادے مین نے ملکہ سے سب آپ کی کیفیت بیان کی
وہ فرماتی ہین کہ مین چندے روز اپنے شیدا کو لیکر تنہائی مین رہونگی اور دونون جانب
سے حسرتین دل کی نکالین گے پھر اسکے بعد مقابلہ کرینگے ابھی طبل جنگ نہ بجے لہذا اسے
شہزادے ملکہ کو صرف آپکی محبت کا امتحان کرنا منظور تھا ورنہ وہ خود لڑنے کو کہتین اب
آپ چین سے مزے اُٹھائیے علمشاہ نے کہا ملک جی مین سب طرح حاضر ہون جو ملکہ فرمائین وہ

بجا لاؤن بختیارک نے سلیمان عنبرین موسے کہکر حوالی کوہ عقیق مین ایک باغ پربہار
سراسر تراز گل ولالہ زار واسطے حسینہ اور شہزادہ عالی تبار کے خالی کرادیا اسباب عشرت جام وسبو
ساغر ومشک بو ساقی مہ جمال فرش شاہانہ کنیزان خوش رو وخوش خصال اغذیہ لطیف وگوناگون
سب مہیا کر دیا حسینہ ہاتھ پکڑ کر علمشاہ کا داخل باغ ہوئی دیکھا کہ اس باغ مین گویا منتظم بہار ہی لب نہر
سرو جویبار ہی درخت گنجان اور سایہ دار لگے ہین خوشے لٹکتے ہین ہر شجر گلون سے لدا ہی پہولا پہلا ہی
نہ خزان کا خوف ہی نہ صیاد وگلچین کا کھٹکا ہی کہ بموجب نظم

لپٹے ہوئے بادلون سے درخت — زمین پر ہوا صاحب تاج وتخت
ہر اک سمت وان نور کا اژدہام — لگے آئینے قد آدم تمام
لبالب وہ پاکیزہ جوئی کی نہر — بڑے چشمے ہا وہ کہ جس مین لہر
پڑے اس مین فوارے چھٹتے ہوئے — ہوا اوج پہ موتی سے لٹکتے ہوئے

بیچ باغ کے بارہ دری سراسر لعل شتون سے بہری مسند لگا فرش پلنگڑی جواہر نگار بچھی گا ہین
خوش گلو حاضر رقاصان قمر پیکر جلوہ گر غرض کہ دونون شیدائے یکدیگر مسند پر بیٹھے اور اختلاط
کرنے لگے جام مے ارغوانی پیے بوس وکنار ہونے لگا لیکن جب علمشاہ خواہان وصل ہوتے ہین
حسینہ ٹال جاتی ہی غصے کی آنکھ دکھا کر تیوری چڑھاتی ہی جب شاہزادہ بگڑتا ہی تو مسکراتی ہی
گلے مین بانہین ڈال کر مناتی ہی اور کہتی ہی کہ اے شاہزادہ مین معذور مین ناچار ہون حکم
خداوند ہے ورنہ یہ کنیز تجھ پر ہزار جان سے شیفتہ وشیدا ہی اگر چاہا خداوند تعالی نے تو عنقریب
تجھے اپنے شربت وصل کا ذائقہ چکھاتی ہون دو ایک دن تامل کر شہزادہ بیتابیان جب کرتا
ہے اسوقت حسینہ مجبور ہوکر علمشاہ کو پلنگ پر با ارادہ ہمبستری لاتی ہی اور بروقت آمادہ
ہونے شہزادے کے سحر کر دیتی ہی کہ علمشاہ سو جاتے ہین اور حسینہ بھی بیتاب ہوکر رہجاتی
ہی اور دل سے کہتی ہی کہ اگر مین اس سے وصل کرون اور خداوند کا کام نہ ہو تو یہان سے طلسم
تک تیرا نام بدنام ہوگا افراسیاب سنکر طلسم سے نکال دیگا اس سے مناسب ہی کہ دو ایک
دن حسب تجویز ملک بختیارک خاموش ہو رہون اور جب حمزہ قتل ہوے اس یار دلنواز
کو طلسم مین لیجاکر مزے کرون اور خداوند کی خوشی سے اس شہزادے کو اگر حمزہ سے لڑا کر
بہی تو قتل کسی طرح سے نہونے دون بختیارک بہڑوا امیر کے معشوق کو قتل کرایا چاہتا ہے جو
کہتا ہی کہ میرا دونون طرح سے فائدہ ہے بیٹا امیر کو یہ قتل کرے یا امیر اسکو غرضکہ اس طرح سے

منصوبے دل سے کرتی ہے اور کبھی خیال کرتی ہے کہ اس سے وصل حاصل کر نہین معلوم کیا فلک
سامان دکھائے ایسا نہو کوئی آفت آئے کہ

شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان	که آئین جہان گاہے چنین گاہے چنان باشد

لیکن پھر خوف کرتی ہے کہ خداوند ایسا نہو ناراض ہوکر فرط غضب سے بجلے اور اسے دونون کو
غارت کردے یہ دونون اوسی طرح باہم داد عیش دیتے ہین اور اگر کسی وقت حسینہ دربار مین
آتی ہے تو علمشاہ ہمراہ آتے ہین مگر ان سب باتون کی خبر ہرکارے اور جاسوسون نے امیر
سے جاکر عرض کی تمام سردارون کو ایسے جہاد کے اسلام سے منحرف ہوجانے کا بڑا رنج ہوا لیکن
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ایہا الناس شہزادہ علمشاہ مسحور ہے اپنے ہوش مین نہین مجبور ہے
اگر ہمسے لڑنے کو آئے تو کوئی اوسکے زخم نہ لگائے نہ ہلاک کرے اب سب کو انتشار ہوا کہ یہ مقابلہ
سخت مشکل ہے مثل مشہور ہے کہ جو ہمین نہ مارے تو ہم تمام عالم کو مار ڈالین الحاصل لشکر اسلام مین
بڑی پریشانی ہے اور امیر غم فرزند سے نوحہ گر ہین کہ حال چالاک بن عمرو دیکھ کر چلا کہ مین
جاکر حسینہ کو قتل کرون اور ادھر بختیارک نے طرار تیز رفتار عیار سے حکم دیا کہ جس طرح
ہوسکے حمزہ کو گرفتار کر لا کہ مین سارے لشکر اسلام کو علمشاہ کے ہاتھ سے قتل کرادون طرار
بانداز عیاری سے درست ہوکر روانہ ہوا اور جب قریب لشکر اسلام پہونچا اپنی صورت
ایک خدمتگار کی طرح بنائی اور بارگاہ مین ہمراہ ملازمان سرداران لشکر داخل ہوا اور ایک
گوشے مین ٹھہر رہا جب نصف شب کے قریب دربار بادشاہ نے برخاست فرمایا سب یکایک
جو ادھر تھے اُس اژدحام مین طرار دنگل کے نیچے چھپ رہا سب سردار اپنے اپنے خیمے اور بارگاہ
مین آئے لیکن امیر بارگاہ سلیمانی مین رہے بادشاہ عیش محل مین داخل ہوے نقارہ مین
ولا بجنے لگا زنگا چھنکتا تھا مقبل وفادار بعہدہ نگہبانی دربارگاہ پر تیر وکمان لیکر
بیٹھا مگر طرار نیچے دنگل کے چھپا بیٹھا رہا جب نفیر خواب صاحبقران کی بلند ہوئی اوس
وقت اوس عیار نے ہوا سے بیہوشی کے بنے ہوے دنگل کے نیچے سے پھینکے کہ وہ شمعون پر
آکر گرے اور وہ بیہوشی سب بارگاہ مین پھیلا خدمتگار جو پائون امیر کے دبا رہے تھے وہ بیہوش
ہوے اور طرار دنگل کے نیچے سے غلطان لگا کر قریب پلنگ امیر کے آیا اور کلتے سے
وہ جو شب خوابی منہ پر سے امیر کے ہٹا کر منہ مین بیہوشی رکھ کر نے کھینچے کی نتھنے مین امیر کے
رکھی جب امیر نے سانس اوپر کی لی طرار نے دوسری جانب سے پھونکا کہ بیہوشی دماغ آئی

کے سرایت کر گئی اور چھینک مار کر بیہوش ہوئے اسوقت طرار قریب دربارگاہ آیا اور آواز امیر
کی طرح بنا کر مقبل کو پکارا مقبل نے کہا حاضر اور اندر بارگاہ کے جیسے ہی قدم رکھا طرار نے پہلو
پر سے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا طرار نے خدمتگاروں کی ٹانگیں کھینچکر پلنگ کے
نیچے گرا دیا اور چادر عیاری بچھا کے کمند سے امیر کو باندھکر چادر میں لپیٹ کے پشتارہ اوٹھا کر
پیٹھ پر لگایا اور بارگاہ سے نکل کے قناتوں کی آڑ میں چھپتا ہوا اٹھتا بیٹھتا نظر مردم سے نہان
ہوتا چلا جب یہ دیکھتا ہے کہ روندا آتی ہے زمین میں مثل چلپاسہ کے لیٹ جاتا ہے جب طلایہ نکل جاتا
ہے یہ آگے چلتا ہے اسی طرح گئے اور بلی کی چال چلتا ہوا کنارے لشکر کے پہونچکر سیدھا ہوا اور
وہاں سے جست و خیز کرتا بعجلت تمام روانہ ہوا راہ میں اسکے خیال میں آیا کہ لشکر میں اگر
امیر کو لیجاوے گا عیار آکر چھڑا لیجاوینگے یہ سوچکر ایک درہ کوہ میں آیا اور چاہا کہ سر کاٹکر
لیجاؤن پھر سوچا کہ ابھی عمرو ایسا عیار زندہ ہے وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیگا اور فرزندان و
سرداران امیر قیامت برپا کر دینگے دوسرے علمشاہ لشکر خداوند میں آیا ہے اوسکو اگر
محبت پدری آئے اور کہے میرے باپ کو کیوں ہلاک کیا تو تیری جان مفت جائیگی یہ خیال
کر کے اوسی جگہ ایک غار تنگ و تاریک تجویز کر کے امیر کو غار میں ڈالکر پتھر اسکے منہ پر رکھدیا
اور وہاں سے آکر سارا ماجرا بختیارک سے اسنے بیان کیا کہ امیر کو ایسی جگہ بند کر آیا ہوں
کہ بے دانہ و آب ہلاک ہو جائیگا بختیارک نے کہا تو نے خوب کیا جو یہاں نہ لایا ورنہ عیار
چھڑا لیجاتے اور ادھر صبح کو لشکر اسلام میں امیر کے چوری جانے کا غوغا ہوا شاہ اسلام
نے عیاروں کو واسطے تلاش کرنے اور خبر لانے کے معین فرمایا ابوالفتح اور سماک وغیرہ
روانہ ہوئے لیکن بختیارک نے باغ میں آکر حسینہ سے کہا کہ اب تمہارا مطلب بر آئیگا سارے
لشکر کو حمزہ کے قتل کروا دو اور علمشاہ کو لڑا دو حمزہ کو میں نے چھڑوا منگایا ہے حسینہ نے
کہا ملکہ سے طبل جنگ بجوا دو اور علمشاہ سے کہا اگر میرا وصل منظور ہو تو وعدہ وفا کرو یعنی سر
اپنے باپ کا لاؤ انھوں نے کہا نقارہ رزمی بجے میں حمزہ کے ٹکڑے کرونگا بختیارک باغ
سے انکو راضی کر کے بارگاہ میں آیا اور یہ چال لقا سے کہکر حکم دیا کہ طبل رزمی بنام علمشاہ
نواخت میں آئے بموجب حکم عیار پھر نواخت طبل چلے یہاں تو یہ حال ہوا اور باپ بیٹے میں
تیاری جنگ کی ہو رہی ہے مگر اب ذکر عمرو کا طلسم میں سنو کہ حیرت تیاری مہرخ سے لڑنے کی
کرتی تھی مگر افراسیاب نے ہوشیار جادو کہ جسکے رہنے کی صورت بنکر عمرو نے لوٹا تھا اسے

کہا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر مہرخ کو گرفتار کرکے حوالے حیرت کے کردو اور دو شیشے پُرازآب سحر ہوشیار کے سپرد کیے کہ ان شیشون کا پانی اور بہت سے پانی مین ملا کر گرد لشکر کے حصار کرادینا جو عیار بارادہ عیاری آئیگا بیہوش ہوجائیگا اور طبل جنگ بجواکر جب مقابلہ حریف مین جانا تو جو مقابل آکر ہو اس پانی کا چھینٹا او سپر مارنا وہ بیہوش ہوجائیگا اسی طرح کل لشکر حریف کو پکڑ لینا اور عیار عیاری کرنے ضرور آئینگے انھین بھی قید کرلینا ہوشیار یہ حکم پاکر اور شیشہ آب سحر کے لیکر اپنے گھر آیا اور جو ساحر کہ اسکے ملازم ہین اونکو حکم شہنشاہ سنا کر چلنے کا حکم دیا اسوقت اسکی مان یعنی مغیلہ جادو نے سُنا کہ بیٹا میرا لڑنے جاتا ہی مغیلہ ساحرہ زبردست تھی اُسنے بھی تیاری کی کہ مین بھی اپنے فرزند کی حفاظت کو جاونگی غرض کہ ہوشیار سب گھر کا انتظام کرکے پاس افراسیاب کے آیا اُسنے خلعت رخصت عنایت فرمایا اور بارہ ہزار ساحر ہمراہ کیے اور رخصت کیا ہوشیار اژدر سحر پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر سوار بہائے سحر پر سوار ہوکر گھنٹے اور ناقوس بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوے لیکن مغیلہ مادر ہوشیار نے پرواز پیدا کرکے مخفی واسطے حفاظت کرنے اپنے فرزند کے اڑکر چلی یہان تک کہ بعد قطع مسافت راہ ہوشیار قریب لشکر حیرت پہونچا حیرت نے رفیق شاہ سمجھکر استقبال کرایا سردار ہوشیار کو لیکر داخل بارگاہ حیرت ہوے اور لشکر اسکا ملحق لشکر حیرت اُترا بارگاہ اور خیمہ استادہ ہوے ہوشیار نے کل کیفیت اپنے آنے کی ملکہ حیرت سے بیان کی اور عرض کیا کہ طبل جنگ بجوائیے مین کل لشکر حریف کا خاتمہ کردون حیرت نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسوقت سردارون نے اُسکے نقارہ رزمی بجایا طائران سحر پران خدمت ملکہ مہ جبین مین حاضر ہوے اور منقار اُٹھاکر بزبان فصیح و بلیغ مدح و ثنائے شاہی بجالائے زبان ادب سے اس طرح گویا تھے نظم

دارای جہان نصرت دین خسرو کامل
ای ملکہ عالم ملک عالم و عادل

ای آن کہ در اسلام پناہ تو گشودہ
بر روی جہان روزنہ جان و تن دل

شاہا فلک از بزم تو در رقص و سماعست
دست طرب از دہن این سلسلہ گسل

می نوش و جہان بخش کہ از خم کمندت
شد گردن بدخواہ گرفتار سلاسل

ہوشیار جادو نام ایک ساحر فرستادہ افراسیاب آیا ہی حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ رزم و پیکار ہی آگے سرکار اختیار ہی یہ کہکر طائر سحر اوڑگئے اور مہ جبین نے مہرخ سے کہا کہ آپ بھی نقارہ حرب کے بجنے کو حکم دیجیے آج شام سے تیاری جنگ کیجیے مہرخ نے عرض کیا

اورنگ نشین دیوان کدۂ عالم ہوا ابیات

بروز دگر چون ز مشرق دیار — قد افراخت این رایت روزگار
بتخت فلک خسرو شیدگیر — برآمد مسلح بجسم منیر
روان شد سپاه از دو سو رزم خواه — عیان شد علمہا سفید و سیاه
ز ضرب سم بادپایان زمین — غبارے شد و شد بچرخ برین
تو گفتے سرافیل صور فنا — دمید و دمادم ز دم کرنا
شکارے عقابان کمانہا خدنگ — برانداختہ مرغ جان را خدنگ
دران بیشہ از صولت شیرہا — جدا گشت از قبضہ شمشیرہا
ز بس از زره خون دلہا چکید — ز ہر حلقہ شد چشمہ خون پدید
اجل بود سرگشتہ در رزمگاه — کہ ہر دل زرد چون زمیش سیاه
بلائے چنین کس ندارد بیاد — کہ خون در رکاب یلان اوفتاد

شیر بیشگان شجاعت و دلاوران عرصۂ جلادت ساحران نامی و سرداران گرامی عازم دشت قتال ہوئے سردار ساحر تخت اور مرکب پر سوار ہو کر آمادۂ جدال ہوئے اسد نے مقابلہ میں ملک حیرت کے لباس جنگ جو نایاب زمانہ تھا اُس سے جسم پر قوت کو اپنے چاق اور درست فرمایا عمدہ سلح و سنجوگ ترتیب دیا۔ نظم

بخودے سر افراخت آن سرفراز — کہ انا تمناش بودے طراز
زره کش قبائے ز زر اندود بود — ز صنعت گری ہائے داؤد بود
بزیر زمین جلوه کرد و جست — چو سد سکندر بزین بر نشست
تو گوئی کہ سہراب یل زنده شد — فلک زیر شمشیر او مرده شد

اس کروفر سے مہ جبین کا تخت قلب لشکر میں سے کردار دشت مصاف ہوئے جلو خانہ بارگاہ سے تا میدان جدال سامان تزک و احتشام مہ جبین کا آراستہ تھا ہر سمت فیلان جنگی اور اشتروں کی قطار ہودج ہائے زرین پر یلان و علمداران لشکر سوار کہ جل زربفتی پر ہر فیل کی چادر ستارہ دار فلک شرمندہ۔ نظم

جھمکے خورشید سے ہودج زرین پہ جبین — فیل گرشتہ کی سواری سے گھڑے جون پیہ
جل زربفت میں وہ چاند کہ ہر شخص کہے — شب دیجور ہے کہ نور کی ڈالی چادر

کسی ہزارا بوا بے زر سرخ و سفید کے ہمراہ زرنثار ہوتا نقارخانہ شتر و فیل پر لدا نقارچی زری
بادلے کی پوشاکین پہنے للت بھیروین بھباس کی تانین اڑاتے کڑکیت ترغیب و تحریص رزم
دلاتے وارد ہوے کہ ایک جانب سے سواری ملکہ حیرت کی پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ ہزارہا
بنگلے مینا نگار پردے سے ہوا اڑتے چلے آتے ہین اور چونسٹھ ہزار نقارے طلسمی بجتے ہین گرد
وپیش جادوگرنیان اور ساحرہ لباس و زیور سے درست ہاتھون مین سمرنین مرجان و گوہر کی
باندھے کانون مین کنڈل اور راوراج اور بالے و جھالے پہنے ساریان جواہر دوز لاکھون روپے
کا اوسپر کار جواہر کیا باندھے طاؤسان زرین بال پر سوار دو دشت مصاف ہوئین اوس
وقت ملکہ حیرت کے اوج مراتب کے روبرو مہ جبینون کے سامان احتشام کی کچھ حقیقت نہ تھی
جہان ملکہ بیٹھی تھی ان بنگلون مین فرش زربفتی بچھا تھا ناچ ہو رہا تھا پشت پر لاکھون
ساحرون کا مجمع تھا ڈمرو اور ناقوس بجتا تھا غرضکہ ہوشیار جادو نے علم دیا کہ ساحرون
نے بجلیان گرا کر میدان قتال کے درخت وغیرہ جلا دیے اور ابر سحر برسا کر گرد و غبار بٹھایا نقیبون
نے نکل کر نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا مذمت دنیا ہر ایک کو سنائی کہ کہان ہین دارا و کیقباد
و منوچہر سب پیوند خاک ہوے نام شجاعت باقی رہ گیا اور وہ ہلاک ہوے کہ ابیات

نصیحتے گمنت بشنو و پند گیر — کہ ای بچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر
زتیغ و تیر بمیدان تنتے بر دار — کہ در زمین کہ عمر است نگر عالم پیر
لئیم ہر دو جہان ای جوان زنام بجوی — کہ این متاع نہ دولت وآن بہای کثیر

جب نقیب لکارتے ہوے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح وغیرہ صفین آراستہ ہوئین اوسوقت
ہوشیار جادو اجازت حیرت سے لیکر میدان مین نکلا اور عجائبات سحر کے دکھا کر مبارز طلب
ہوا اس طرف سے ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا نے اجازت لے کر اثر سحر کو اوڑایا اور ہوشیار
کا آکر مقابلہ کیا اوسنے ایک پیکان تیر مارا سرخ مو نے سحر کیا کہ ایک پنجہ چھری لیے اوس جگہ از خود
ظاہر ہوا او تیر کو کاٹ دیا سرخ مو نے کاکل کو اپنی پریشان کیا کہ سر پر حریف کے بلا نازل کرکے
اوس مین سے ہزار ہا ستارہ دگر کر سمت فلک چلا اور وہان مثل تیر شہاب کے فوج پر ہوشیار کے
گرا ہزارون ساحر مر گیا ہوشیار نے غصہ مین آکر شیشہ آب سحر جھولی سے نکالا اور ایک پیالہ
پانی کی طلب کرکے اوس مین پانی اوس شیشے کا جس سے حریف بیہوش ہو ملا دیا واضح ہو کہ اسکو
دو شیشے افراسیاب نے پانی کے دیے ہین ایک کا پانی بیہوش کرتا ہے اور ایک کا پانی ہوشیار

کردیتا ہے الحاصل اوس پیالے آغشتہ آب سحر کو لے کر ہوشیار نے ایک روئی کے گھلے پر ڈالا
اور سحر کیا کہ وہ روئی مانند ابر کے اوڑکر سمت فلک گئی اور لشکر مہ جبین پر آکر محیط ہوا اور بارش
باران شروع ہوئی جس پر بوند پانی کی آکر پڑی وہ بیہوش ہو گیا پہلے سب نے سمجھا جو سپاہ ان
مین کھڑی تھی بیہوش ہو گئی اور اب پانی بڑے زور شور سے برسنے لگا بہار و مہرخ وغیرہ
ساحران نامی نے سحر کر کے بنگلے سرون پر اپنے چھائے لیکن قطرات باران بنگلون کو توڑ کر
پہونچے اور سب بیہوش ہوئے لشکر مین بھگدڑ پڑ گئی ساری فوج مہرخ کی بھاگ گئی اسد نے
سبحان واحد گھوڑا اوٹھایا کہ مین لڑکر اپنی جان دون لیکن پانی کی جو بوند پڑی بیہوش ہو کر گرا
لشکری کوہ و دشت و بیابان مین جاکر ستوارے ہوئے جو ساحر کہ سردار تھے اور بہار رہ گئے وہ
نہ بھاگے سب بیہوش ہو گئے ہوشیار نے جو سردار کہ بیہوش ہوئے تھے انکی مشکین بندھوا لین
اور طبل بازگشت بجوا کر بہار حیرت ثنا کرتی ہوئی پھر کر بارگاہ مین اپنی داخل ہوئی جشن
اوزوری کی بنا کی تمام لشکر نے کمر کھولی اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھی اور قیدیون
کو سامنے طلب کیا وہ سب بیہوش تھے انہین قید ہوشیار نے اپنے سحر کی پیالی زبان مین ہر ایک
کے سرون دیا اور دوسرے شیشے سے پانی لے کر سب پر چھڑکا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اپنے تئین
قید سخت مین مبتلا پایا سر جھکا کر سب خاموش ہو رہے لیکن حیرت نے کہا کیون بی مہرخ یہ دن
بھی تمہین یاد تھا مہرخ نے اشارہ طرف فلک کے کیا کہ خدا ہمارا مالک ہے اشارے سے کلام
اسلیے کیے کہ زبان چھیدی ہے جو بات حیرت کہتی ہے یہ لوگ اشارے سے جواب سخت دیتے ہین
حیرت کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ دار بین استادہ ہون کہ دم سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہوگی
ایک کی بھی جان نہ بچے گی بموجب حکم اترہ کش تسمہ کش جلاد حاضر ہوئے دار بین کھڑی ہو گئین
غلغلہ چارسو بلند ہوا اور ہوشیار نے حکم دیا کہ ان گنہگارون کو لیجا کر قید کرے اور شب بھر
تمام لشکر کی حفاظت رہے کہ کوئی عیار نہ آئے ہوشیار سب قیدیون کو لیکر اپنی بارگاہ مین
آیا اور ہر ایک کو ستون سے بارگاہ کے باندھ دیا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ ایک
خدمتگار صرف یہان رہے اور باقی کوئی نہ رہے اور تم جاکر لشکر کے سقون کو حکم دو کہ ایک
ایک سقا مشک پانی کی بھرکر آئے تاکہ مین آب سحر مشک کے پانی مین ملا دون وہ لیجا کر
گرد لشکر کے ہر طرف چھڑکین اور حصار کر دین پھر وہ سب ملازم باہر بارگاہ کے آئے اور ایک
خدمتگار کو بلا کر حکم دیا کہ تم جاکر اندر ٹھہرو اور سقون سے بھی حکم ہوشیار کا سنایا وہ بھی مشکین

لیکر چلے اور پانی بھر کر سب تو باہر تھے ایک اندر بارگاہ کے گیا ہوشیار نے پہلے اُس شیشے کا
پانی جس سے انسان ہوشیار ہوتا ہی سقے کو دیا کہ اسکو اپنے جسم پر مل لے اور بعد اسکے وہ شیشہ
دیا کہ جسکا پانی بیہوش کرتا ہی کہ اس مین سے چند قطرے اپنی مشک مین ڈالے سقے نے پہلے
پانی جسم پر ملا اور پھر مشک کے اندر دوسرے شیشے کا پانی ڈالکر باہر آیا اور جا کر حصار کرنے لگا
اسی طرح فردًا فردًا سب سقے گئے اور پانی لا کر حصار کرنے لگے مگر اب حال عیاران سنیئے کہ
لشکر کی بربادی اور سردارون کی گرفتاری دیکھکر اپنی جگہ سے چلے پہلے سب سے قران ایک
خدمتگار کی صورت بنکر قریب لشکر ہوشیار آیا سقون کو دور سے پانی چھڑکتے دیکھکر دوا
کترا کے چلا کہ اس پانی سے پناہ پانی مشکل ہی کچھ نہ کچھ فساد ہی ورنہ گرد لشکر کے شب کو چھڑکاؤ
کیا مطلب ہی غرضکہ دوسری راہ سے لشکر کے اندر قدم زن ہوا ایک سقا ادھر سے آتا تھا اُس سے
کہا پانی چھڑک آئے سقے نے جواب دیا کہ ابھی اتنا بڑا لشکر چھٹ کا کئی فرسخ کے گرد مین اترا
ہوا ہی یہ ایک دن کا کام ہی کئی روز مین حصار ہوگا قران یہ سنکر سمجھا کہ تدبیر ایسی سلیم تھی
یہ حصار اب سحر کا ہوتا ہی جو آئیگا مقید ہوگا اسی فکر مین قریب بارگاہ ہوشیار آکر ٹھہرا کہ وہ
خدمتگار جو اندر بارگاہ کے تھا دو گھنٹے کے بعد باہر نکلا اور پکارا کہ اب کوئی اور آکر اندر بارگاہ کے
ٹھہرے مین اپنی نوکری کر چکا قران جواب دہ ہوا کہ بھائی اسی لیے پہلے ہی سے کمر باندھے
کھڑے ہین کہ نوکری بدلانا ہوگی لیکن مجبور تھے کہ اندر ایک ہی آدمی کے رہنے کا حکم ہی
ورنہ اندر چلے آتے اچھا تم جاؤ ہم حاضر ہوتے ہین وہ خدمتگار یہ کلام سنکر چلا گیا اور قران اندر
بارگاہ کے گیا اور سر ہوشیار کے رہ وہان ٹہلنے لگا لیکن ضرغام اور جانسوز بھی صورت
بدل کے لشکر مین آنے لگے انھون نے کچھ خیال سقون کے پانی چھڑکنے کا نکیا جیسے ہی قدم اندر
زمین حصار شدہ کے رکھا دونون بیہوش ہوکے گرے ہوشیار نے چند ساحر کمینگاہ مین بٹھا
دیے ہین کہ جو شخص بیہوش ہوکے گرے اُسکو میرے پاس لانا وہ ساحران دونون کو اوٹھاکر
سامنے ہوشیار کے لائے اوسنے سحر کیا کہ رنگ روغن عیاری انکا اوڑ گیا صورت جو تبدیل ہوئی
وہ سمجھا کہ یہ عیار ہین پکارا کہ شکر ہے سامری کا کہ دو عیار تو پھنسے انھین بھی ستون سے باندھکر
میخواری مین مصروف ہوا اور جو سقا کہ آتا ہی پانی مشک مین اوسکی ملا دیتا ہی کہ اکی بار عمرو بھی
پھرتا ہوا فکر مین عیاری کرنیکے قریب اسکے لشکر کے آیا اور سقون کو پانی چھڑکتے دیکھکر راہ کاٹکر
اودھر طرف چلا ایک مقام پر خیمہ چھوٹا سا استادہ دیکھا وہان ایک سقا روٹی بیٹھا کھا رہا تھا عمرو

کنارے ٹھہر کر اپنی صورت بھی سقون کی ایسی بنائی کھاروے کی لنگی باندھی تسمہ کمر میں ڈالا
سر پر پگڑی باندھی پیچ پگڑی کا اندھیری ڈالنے کے لیے کھلا رکھا کر گردن میں لپیٹ لیا کٹورے کو
سے لگائے کانٹے تسمے میں باندھے تسمہ مشک باندھنے کا کاندھے پر الٹ کر ڈالا اور مشک آڑی
کرکے گلے میں ڈال کر پشت پر سنبھالی اور اُس سقے کے سامنے جو روٹی کھا رہا تھا آکر سلام کیا
اوسنے کہا آؤ عمرو قریب گیا اُسنے کہا کہو کہان نوکر ہو عمرو نے کہا بھائی اب تو برادری کا
کچھ خیال کرو ہمیں بھی اپنی سرکار میں نوکر رکھا دو آج کل بیکار ہیں سقے نے جواب دیا کہ
آج کل ضرورت ہی حصار کیا جاتا ہی میں نوکر رکھا دونگا عمرو نے پوچھا کہ روٹی بے وقت
کیون کھاتے ہو اُسنے کہا بھائی فرصت نہیں ہی حصار کرنے اور پانی چھڑکنے سے عمرو بولا کہ
امیرون کو بھی خفقان رہتا ہی بھلا کیسے پانی چھڑکوانے سے کیا فائدہ ہے سقے نے سارا حال شیشہ
آب سحر کا اور بیہوش ہو جانے انسان کا حصار کے اندر آنے سے بیان کیا اور تاثیر آب سحر سے
اطلاع دی عمرو نے یہ ماجرا سارا سنکر اِدھر اُدھر کی بات کہکر کچھ مٹھائی کمر سے نکالی اور
کہا اسکے ساتھ روٹی کھاؤ سقے نے مٹھائی کھائی وہ آغشتہ بیہوشی تھی کھاتے ہی بیہوش ہو گیا
عمرو نے اوسکو خیمے میں کسی جگہ پوشیدہ کر دیا اور سب لباس اوسکا لیکر اوسکی صورت آپ
بنکر خیمے میں ہوشیار کے آیا اور اُس سے کہا حضور پانی ہو گیا اور ملا دیجیے اُسنے شیشہ پانی کا
جو بیہوش کرتا ہی عمرو کو دیا کہ اِس میں سے چند قطرے ملا دے عمرو نے کہا پہلے مجھے وہ
پانی تو دیجیے کہ جس سے میں خود بیہوش نہون ہوشیار نے پوچھا کہ تو کیا ابھی پانی چھڑکنے
آیا ہی عمرو نے کہا نہیں میں اپنے بھائی کی طرف سے آیا ہون وہ ماندا ہو گیا ہی ہوشیار
نے پہلے اسکے بدن پر وہ پانی جو بیہوش کو ہوشیار کرتا ہی ملنے کو دیا اور پھر وہ شیشہ بیہوشی
دیا عمرو نے پانی شیشہ بیہوشی کا چلو میں اونڈیلا ہوشیار نے کہا ارے بیوقوف مشک
میں پانی ڈال یہ کیا کرتا ہی عمرو نے کہا بیوقوف تو اور تیرا باپ دیکھ یہ کرتا ہون یہ کہکر وہ چلو
جو لیے تھا اُسکا چھینٹا ہوشیار کے منہ پر مارا کہ اوسنے پھر صدا بھی نہ دی بیہوش ہو کر گرا عمرو
نے فی الفور خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا غلغلہ دار وگیر اور بہ بند اور بکش کا بلند ہوا اوس وقت
عمرو نے ضرغام و جانسوز کو کھول دیا جب یہ چھوٹے سوزن زبان بہار و جہرخ وغیرہ
نے کھینچنے لگے اور جو چھوٹا اوسنے دوسرے کو رہا کیا لیکن عمرو جال مارکر ساری بارگاہ کو لوٹ لیگا
اوسوقت کہ وہ ایک ساحرون کو عیارون نے رہا کیا ہوگا غل وشور ہوشیار کے مرنیکا سنکر

ساحر اسکے لشکر کے بارگاہ کی طرف دوڑے اور مادر ہوشیار مغیلہ جادو جسکا ذکر کیا گیا تھا کہ اپنے بیٹے کی حفاظت کو مخفی ساتھ آئی ہے ہنگامہ لشکر زد و سحر اڑتی ہوئی بارگاہ میں آئی اور سحر پڑھ کر ایک دو ہتڑ زمین پر اُسنے مارا عمرو جو لوٹتا پھرتا تھا نصف زمین میں غرق ہوا اور مغیلہ چلی کہ عمرو کو پکڑ کر لے جاوے قران جو خدمتگار بنا پہلے سے بنا کھڑا تھا جھپٹ کر قریب آیا اور پکارا کہ ای ملکہ ذرا ٹھہرئے گا مغیلہ ٹھہری تھی کہ قران نے جھک کر لغدہ مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا دور گرا اور سر کے ہزار ٹکڑے ہوتے تڑپ کر مر گئی پھر شور برپا ہوا اور عمرو چھوٹ گیا پھر لوٹنے لگا اسی اثنا میں سب ساحر جو مقید ہوے تھے چھوٹے اور جو ملازم کہ ہوشیار کے دوڑے تھے لٹنے لڑنے لگے بہار نے سحر کیا کہ عالم بہار پیدا ہوا چمنستان پُر از گل در یا حین ظاہر ہوے ہر ایک ساحر پر عالم وجد طاری ہوا اور پکارنے لگے لمولفہ

مبارک اے دل غمگین چمن میں پھر بہار آئی	نسیم وصل جانان کچھ نہایت بیقرار آئی
تصور نے مرے مجکو مبارکباد مطلب دی	کہ آنکھ اٹھتے ہی میرے سامنے تصویر یار آئی
گھڑی بھر بھی نگذری تھی کہ گذری منفعل ہوکر	نہایت آج چھوٹی ہوکے شام انتظار آئی
نہیں معلوم مژدہ ہے یہ کس گلرو کی آمد کا	ہوا راحت فزا کچھ آج سوے لالہ زار آئی
خوشا قسمت کہ مدت میں یہ گردش کی زمانہ نے	کہ ہر شاخ تمنا ساتھ لیتی اپنے بار آئی
کہا مردوں نے زندہ ہوکے کسکا جشن ہے یارب	کہ روح رفتہ بعد از عمر سوے جسم زار آئی
تو ہیں روح افزا کی ہوئی ہیں اسقدر [illegible]	کہ شام ہجر مشتاقان قریب انتشار آئی
طبیعت لوٹی جاتی ہے شب کا حسن ہے ایسا	نہایت کاکل شب آج ہو کر آبدار آئی
صدا پیدا ہے گلشن میں یہ غنچوں کے تبسم سے	مبارک ہو بہار آئی مبارک ہو بہار آئی
مبارک آج ہوے جانکو وصل جانان کا	چمن میں یہ ترانہ آج گانے کو ہزار آئی

اسوقت بہار نے کل لشکر کو ہوشیار کے حکم دیا کہ جاکر لشکر حیرت کو قتل کرو وہ سب لشکر حیرت پر آگرے اور صرصر و بہار و نافرمان و سرخ مو وغیرہ مع اسد و مہ جبین کے سپاہ فوج حیرت پر گرے ہار مرچین کے اور گچھے سوئیون کے اور پیکان سحر کے چلنے لگے اور سلیمان فولادی برسنے لگے حیرت جشن برپا کرکے نہایت خوش و خرم بیٹھی تھی سب ساحر غافل از شعبدہ بازی تھے کہ ناگاہ آفت آئی ہوئی سحر کی مار پڑنے لگی اول ہی حملے میں ہزاروں ساحر مارے گئے اور غلغلہ بلند ہوا بجلیان کڑکنے لگیں سلیمن برف کی پڑتی تھیں ابر دھوندکار

اٹھتے تھے تاریکی عالم مین چھائی تھی ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا حیرت گھبرا کر سوار ہوئی اور حکم دیا کہ جلد مشعلہاے سحر روشن ہون ساحرون نے مشعلین سحر کرکے جلائین اسوقت مہرخ نے سحر کیا کہ سب مشعلین گل ہوگئین اور وہ خون ریزی ہوئی کہ یقین ہے کہ سبزہ کبھی اس سرزمین پر نہ جمیگا اور اگر اگیگا تو لالہ یا دل داغدار پیدا ہوگا یا دم الاخوین نکلے گا عیاذاً باللہ ایک قیامت کبری برپا تھی ہوشیار کی فوج کہ خاص افراسیاب نے منتخب کرکے ہمرزم بھیجی تھی اکثر ہزارون ساحر حیرت کا ہلاک کیا اور ادھر اسد دلاور نے صدہا کو زیب تیغ بیدریغ کیا کہ ابیات

چو باز گرسنہ بہ صید پلنگ ۔ چو شیر ژیان سوے آہوے لنگ
پئے قتل کفار و اعداے دین ۔ بمیدان جنگاوہ و افواج کین
چنان گرم کردید بازار جنگ ۔ کہ می سوخت پرہاے تیر و خدنگ
بہ فوج عدو کرد اجل خندہ زن ۔ ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
سرا پردہ در زیر نعل ستور ۔ شدہ سرمہ و دیدہ ہور کور
بسے دیدہ مجروح و خونبار بود ۔ جہان سے پُر از نالہ زار بود

اسوقت ملکہ حیرت تخت پر سے کود کر زمین مین غرق ہوئی اور انقلاب زمین کو جیسے کسی نے جنبش دی اسی طرح کا تزلزل ارض و غبرا مین پڑگیا بڑے بڑے پہاڑ ٹکرانے لگے مہرخ و بہار نے آپس مین مشورہ کیا کہ حیرت کے سحر سے خدا کی پناہ ابھی سب گرفتار ہوجائینگے اس سے مناسب ہے کہ یہ فتح خداداد ہاتھ آئی ہے اب پیچھا نہ کرین مشورہ کرکے دفع سحر کیا کہ سب سردار جدا ہوگئے اور بہ فیروزی و نصرت اپنے لشکر مین آئے اور عیار بھی قتل و غارت کرکے نکل گئے تھے وہ سب بھی حاضر ہوئے مہ جبین کے حکم سے منادی ہوئی کہ جو لوگ بھاگ کر صحرا و کوہ مین پنہان ہوئے تھے آکر شریک ہوئے بازار لشکر مین کھلے خیمے آباد ہوئے مہ جبین تخت پر بیٹھی ناچ ہونے لگا کہ نظم

مطرب از نغمہاے داؤدی ۔ دل ہمی برد و جان ہمی بخشید
گشت رقص آن چنان کہ در پردہ ۔ پردۂ عشق عاشقان در پیچ

ادھر حیرت زمین سے نکلی لشکر کے سردار ہمراہ جانثاری حاضر تھے فوج فراری اور پراگندہ ہوگئی تھی ہر ایک کو جمع کیا اور بارگاہ شاہی اور خیام لشکر درست ہونے لگے جب سب ترتیب ہوچکی چین بجبین بارگاہ مین آئی اور اپنی جگہ پر سردارون کو مامور کرکے طاؤس پر سوار ہوکر پاس افراسیاب کے روانہ ہوئی افراسیاب اس روز باغ سیب مین گنبد نور پر

سے آیا تھا کہ سواری حیرت کی پہونچی سب اہل دربار نے تعظیم دی پاس شاہ طلسم کے بیٹھکر مارے
جانا تمام ساحرون کا اور قتل ہونا ہوشیار کا بیان کیا افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم
ہوا کہ بتر کے سحر نے کام مشیلہ اور ہوشیار کا تمام کرایا عمرو نے شیشہ ہاے آب سحر سے انکو مارا
یہ ماجرا دریافت کرکے غضب افراسیاب پر طاری ہوا اور کہا اے حیرت تم لشکر کو جاؤ اگلی
بار مین نمک حرامون پر وہ بلاے مبرم بھیجتا ہون کہ بحال خراب سب باغی ہلاک ہونگے حیرت
بموجب ارشاد شہنشاہ سوار ہوکر بعد طے مسافت راہ لشکر مین پہونچی ملازمون نے تعظیم دی
تخت پر جلوہ گر ہوئی لیکن ادھر افراسیاب نے حکم محکم بنابر حاضر کرنے سات برقون کے
صادر فرمایا راوی کہتا ہے کہ اس طلسم مین سات بجلیان ہین کہ وہ مانند بجلی کے کوندا کرتی
ہین اور روز جنگ چمک کر صف لشکر دشمن پر گرتی ہین کہ سارے لشکر کو جلا دیتی ہین لہذا
حسب الحکم ساحر واسطے سحر کے طلب کیے گئے ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ ابر سرخ رنگ برروی ہوا
ظاہر ہوے اور ان مین بجلیان چمکتی ہوئین قریب دربار شاہ پہونچکر زمین پر اوترے اور
بجلیان زمین مین لوٹنے لگین یہانتک کہ مجسم بشکل انسان ہوگئین سب نے دیکھا کہ سات
جادوگرنیان جوان کہ جسم انکے سنہرے ہین لباس اور زیور سے آراستہ و پیراستہ ہین غرضکہ
ان ساتون نے کہ نام انکے برق محشر اور برق لامع اور برق خاطف و برق شعلہ بار
اور برق چشمک زن اور برق ساطع النور اور برق صاعقہ پیر ہین شہنشاہ
کو تسلیم کی اور عرض پرداز ہوئین کہ حضور نے کنیزون کو کس لیے یاد فرمایا ہے افراسیاب نے
کہا تم مین سے ایک برق واسطے اعانت ملکہ حیرت کے جائے اور کام فوج عدو کا تمام کرے
اور باقی چھ برقین میرے حکم کی منتظر اپنے مقام پر رہین بروقت نامہ ہمارا پہونچنے کے حکم کی
تعمیل کرین یہ سخن شاہ کا سنکر برق خاطف نے عرض کیا کہ کنیز جاکر سب خطا کردارون
کو سزا دیگی افراسیاب نے اسکو خلعت رخصت دیا سب برقین اپنے اپنے ملک سکونت مین
آئین اور برق خاطف نے اپنی جگہ پر پہونچکر کارسازی لشکر کرکے ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے
خیمہ اور بارگاہ لدوا کر ابر سرخ مین چمکتی ہوئین کڑے زور شور اور چمک دمک سے سمت لشکر حیرت
روانہ ہوئی کہ ساحران ہمراہی اسکے صورتین ہیبتناک بنائے ابر پر سوار حربے آتشین لیے ساتھ
لشکر تمام برروے ہوا جاتا تھا رعد کی صدا برق کا چمکنا خوف سے زہرہ آب کرتا تھا ابیات

ہر اک ساحر زشت رو بدسیر	زبون شکل و بد ہیئت و بد گہر

ستمگار و سفاک و مست شراب
دماغوں میں نخوت ہر اک پر عتاب
شریر اور بے رحم و جنگ جو
روانہ ہوئے بہر رزم عدو

بعد روانگی برق خاطف پاس افراسیاب کے صرصر شمشیرزن اور صبا رفتار حاضر ہوئیں انھیں دیکھ کر شہنشاہ ساحران نے منھ پھیر لیا عیارنیوں نے عرض کیا کہ حضور والا ہمارا قصور کیا ہے شاہ نے ارشاد کیا کہ عمرو اور اسکے ساتھ کے عیار جب سے داخل طلسم ہوے ہیں کیسے کیسے نامی ساحروں کو قتل کر رہے ہیں اور تم باوجود کہ صرصر عیار کا خطاب ہے ہیں ایسے لطائف ہو اور گھر بیٹھے تنخواہ پاتی ہو لیکن آج تک کوئی سردار لشکر باغیان کا گرفتار کرکے نہ لائیں اور نہ کسی کو ان میں سے قتل و ہلاک کر سکیں یہ کلام عتاب آمیز بادشاہ کے سنکر صرصر خجل ہوئی اور فرط ندامت سے سر نیچا کرکے عرض رسا کی کہ اب جس طرح ممکن ہوتا ہے میں جاکر اسد کو کہ دعوی طلسم کشائی کا رکھتا ہے اور مہ جبین کو کہ بادشاہ لشکر مخالف ہے ان دونوں کو گرفتار کرکے لاتی ہوں کہ ایسے سرکش اور کوئی جان و روح عمرو نہیں ہیں ان کے قید ہونے سے کل فوج حریف کی ٹوٹ جائیگی شہنشاہ قصور اس لونڈی کا معاف کریں میری جانب سے خاطر عاطر صاف کریں افراسیاب اس کلام سے بہت خوش ہوا اور خلعت عیارنیون کو دیکر سرفراز فرمایا کر واسطے گرفتاری اسد و مہ جبین روانہ کیا اور آپ مصروف عیش ہوا

گرفتار ہونا شیر بیشۂ شجاعت شہزادہ اسد اور مہ جبین کا روباہ صفائی سے عیارنیوں کی اور قید کرنا افراسیاب کا ان دونوں کو اور بعد رنج و الم کے بادشاہ ہونا لشکر میں عمرو کی صلاح سے تیغ کا اور مقابلہ برق خاطف سے بربادی لشکر اور عیاریاں کرنا باہم عیاروں کا بہ قوت پہلو اور رہائی لشکر کی بلطفہ

آج ساقی سے نہ مطلب ہے نہ کچھ جام سے کام
بادۂ رنج سے بیہوش ہیں میخوار تمام
خود فراموش ہوے ساقیا بیکش ایسے
میکدہ بھول کے مسجد کی طرف جانے لگے
جا وہ ہے راہ عدم زلف بنی ساقی کی
سر سے بڑھ کر جو چلی جاکے کمر تک پہونچی
جوش سیمبر گل کا باکر افسوس افسوس
شیشہ میخانہ کا دہ ہو گیا افسوس افسوس
محتسب نے کیا پابند شریعت ہمکو
پارسائی کی لگائی گئی تہمت ہمکو

قید یہ شرع کی کب تم سے اٹھے گی اے جاہ	اجی لاحول ولا قوۃ الا باللہ
واقفانے کہ در سخن فرد اند	شرح این داستان چنین کردند

مقیدان سلسلۂ سخن و پابندان کلام زینت افزائے انجمن اس داستان رنج و الم کو حیطۂ تحریر
میں اس طرح لاتے ہیں اور زنجیر اسطار کشتہ میں مضامین فسانہ عجیب کو یون قید فرماتے ہیں
کہ جب صرصر اور صبا رفتار بہر گرفتاری شہزادہ اسد نامدار روانہ ہوئیں دریا سے گذر کر
جست و خیز کرتی قریب لشکر مہرخ پہونچیں اور صرصر نے اپنی صورت مردہے کی بنائی
عصائے طلائی ہاتھ مین لیا سر پر گول پگڑی باندھی تمغہ اور سپر لگایا طرہ مقیشی لٹکایا چکن پہنی
سب طرح سے درست ہوکر لشکر مین پھرنے لگی اور صبا رفتار ایک زمیندار کی صورت بنی
دھوتی زانو تک باندھی مرزائی کمر تک کی پہنی انگوچھا سر سے لپیٹا اور لشکر مین ٹہلنا شروع
کیا اس جگہ ہر مقام پر انتظام تھا کوتوال لشکر سرگرم کار بازار مین آراستہ خوش وضع بیوپاری
قطع دار خریدار ہر سمت گرم بازاری ہو رہی تھی رعایا داد خرمی دے رہی تھی ہر بارگاہ کے
سامنے بازار لگی تھی سردار اور ساحر کی آمد و رفت تھی عیار بچیان دن بھر ہر جگہ اکین یہانتک
کہ جہان گرد عالم افروز گشت لگا کر ملک مغرب مین مقیم ہوا اور میدان فلک مین بازار ثوابت
و سیار آراستہ و پیراستہ ہونے لگا کہ نظم

ازین مصیبت عظمی لباس لیلی لیل	سیاہ چون خط مشکین سورۂ و اللیل
زحل بجاے غربال چرخ را می بیخت	بفرق عالمیان گرد حزن و غم می ریخت

اس وقت مہ جبین نے غضب کا دربار تادیر بیٹھ کر برخاست فرمایا اور ہر ایک سردار اپنی
بارگاہ مین آیا اسد اور مہ جبین جو مقام کہ عیش محل اور شبستان مقرر ہے وہان اگر مسند
عشرت پر متمکن ہوئے عیار بچیان بھی عیش محل کی ڈیوڑھی پر آکر ٹھہرین یہان ملازمان ملکہ کنیزین
اور ترکنین حبشنین قلماقنیان وغیرہ آمد و رفت رکھتی ہین اندر باہر واسطے کاروبار کے
پھرتی ہین اتفاق سے ایک حبشن کسی کام کو باہر نکلی صبا رفتار اسکے ساتھ ہولی قریب
اسکے آکر سلام کیا اور کہا مین زمیندار ہون ملکہ نے میرے گانون پر لگان زیادہ کر دیا ہے فیصلہ
کرکے نانکار کا حق بھی لے لیا ہے مقدمہ میرا کچہری مین ملکہ مہرخ کے سامنے پیش ہے آپ محل
مین ملکہ سے میری سفارش کر دیجیے اور یہ کہہ کر ایک ڈالی جس مین عمدہ عمدہ پھل تھے اور کئی
سو اشرفیان جنی تھین اس حبشن کو دی وہ نہایت خوش ہولی اور زمیندار کو تسکین دیکر

وہ بہرہ مقدمے کے سر سبز کرا دینے کا کیا اشرفیان لیکر گھر مین رکھین اور پھل کھانا شروع کیے
دو ایک ثمر کھانے تھے کہ بیہوش ہوئی صبا رفتار اسکو اٹھا کر گوشے مین لائی اور اسکے کپڑے اتار کر
اسکی صورت جیسی تھی ویسے ہی اپنی صورت بنا کر اسکو اسی جگہ پوشیدہ کرکے آپ داخل شبستان
ملکہ ہوئی ادھر صرصر نے دیکھا کہ ایک کنیز محل سے نکل کر جاتی ہے یہ اسکے قریب آئی اور کہا
کیون کل تو نے سب چوبدارون کو گالیان کیون دی تھین کنیز نے کہا بھر تو سے کچھ پوچھا تھا ہی کہ
مجھسے ایسی باتین کرتا نہین عصا چھین کر ملکہ عالم سے کہہ کر خوب پٹیا کرونگی صرصر نے
کا ہاتھ پکڑ لیا کہ چل میرے افسر کے پاس وہ کنیز اور زیادہ برا بھلا کہنے لگی صرصر نے ایک طمانچہ
اسکو مارا ہاتھ مین بیہوشی بھر لی تھی کنیز طمانچہ پڑتے ہی بیہوش ہوگئی صرصر اسکو اٹھا کر کسی
مین جہان آمد ورفت لوگون کی نہ تھی لائی اور پیرہن اسکا اوتار کر بعینہ اسکے مانند صورت
اپنی بنائی اور اوس کنیز کو پوشیدہ کرکے آپ داخل شبستان ملکہ ہوئی دیکھا یہان اسد
اور مہ جبین باہم مسند پر تکلف پر بیٹھے داد عیش ونشاط دے رہے ہین کشتی شراب کی رکھی
ہے دور جام مے گلفام چل رہا ہے گانیوالین خوش گلو زہرہ جبین بیٹھی گا رہی ہین لگری جواہر نگار
آراستہ ہے سامان نشاط رکھا ہے صرصر کنیزون مین مل کر کاروبار کرنے لگی کشتیان شراب کی پیمانہ
سے لا کر سامنے رکھتی تھی جس کام کو حکم ہوتا تھا پہلے آپ اسکو بجا لاتی تھی اور اسی طرح صبا رفتار
جیسی بنی ہوئی ہر طرف پھر رہی تھی اور سب چیزون مین کھانے پینے کی بیہوشی ملاتی تھی اور
صرصر نے شراب وکباب مین بیہوشی ملائی کہ ملکہ اور شہزادہ نشے سے مدہوش ہوئے اور بدمزہ ہم
ہوئے اٹھ کر پلنگ پر دونون گئے اور بیہوش ہوگئے اور سب ملازم صحبت کے لوگ بھی دیوانہ سا
آشفتہ بدار وہی بیہوشی کھا کر بیہوش ہوئے ادھر اہل محل کو بیہوشی کھلا کر صبا رفتار نے بیہوش
کیا اور اسد کو پلنگ پر سے اٹھا کر چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور صبا رفتار نے مہ جبین کا
کا پشتارہ باندھا ان تو اسی طرح سے بیہوش ومدہوش چھوڑ کر محل کے خیمے سے باہر نکلین اور
بہ فن عیاری اپنے تئین طلایہ داران لشکر کی نظر سے مخفی کرتی ہوئین کنارے لشکر کے پہونچکر
مثل برق وباد کے جست وخیز کرتی ہوئین دریاے خون روان سے گذر کر باغ سیب
مین پہونچین جو رات کہ باقی تھی اوسکو وہین بسر کیا جسوقت کہ بیہوشی نیند کی خفتگان عالم
سے مرفع ہوئی اور شبستان فلک شعبدہ باز مین قندیل آفتاب بہر رفع بیہوشی نوم روشن ہوا
رات گذر کر روز روشن نے منھ دکھایا ابیات

ہوا مہر خورشید داماں صبح
پھٹا شب کے غم میں گریبان صبح
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہاں
چھپا نور میں جادہ کہکشاں
رخِ شمع مائل بہ زردی ہوا
لباس فلک لاجوردی ہوا
مسیحا نفس تھی نسیم وزاں
اُٹھے لوگ لیتے ہوے انگڑائیاں

صبح کو افراسیاب تخت پر آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوے نقارے طلسمی بجے اوسوقت عیار بچیوں نے دونوں پشتارے لاکر سامنے شہنشاہ کے رکھ دیے اور عرض کیا کہ یہ دونوں گنہگار اسد و مہ جبین حاضر ہیں افراسیاب بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ انپر سحر ایسا کرو کہ زمین سے اُٹھ نہ سکیں پھر انکو ہوشیار کرو ساحروں نے حکم کی تعمیل کی اپنے سحر پڑھکر دونوں کو ہوشیار کیا جب آنکھ اسد کی کھلی دربار افراسیاب میں اپنے تئین پایا کہ شہنشاہ جادوان تخت پر ہے ہر ایک امیر وزیر و شگل آتشین پر متمکن ہے ساحران نامی کا مجمع ہے اوسوقت اسد نے پکار کر نسیب دی کہ سلام ہے اُس مجلس میں اُس شخص پر ہے جو خدا کو وحدہ لاشریک لہ جانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کو بندہ اُسکا اور رسول اُسکا سمجھتا ہو یہ صدا ساحروں نے جب سنی کانوں میں اپنے اُنگلیان دے لیں کہ یہ گنہگار خداے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے اور افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے جلاد کو بلایا کہ اسے قتل کرو اور مہ جبین کو بہت کچھ سمجھایا کہ عشق سے شاہزادہ کے ہاتھ اُٹھالے مہ جبین نے نمانا اور کہا اگر جان سے میں فداے نام اسد ہوں کہ

بلبل اسی رشک گل کی ہوں میں
تم کیا ہو ہزار میں کہوں میں

نظم ملکہ

بلبل ہوں میں اک دل حزیں کی
ہوں فاختہ سرو نازنین کی
کیا غم ہے مجھکو آشنا کی
شہزادے کے عقد میں ہوں آئی
اوس بن ہو اگر فرشتہ و حور
سایہ سے میرے رکھے خدا دور

افراسیاب نے اسکو بھی زیر تیغ بٹھایا اوسوقت عاشق و معشوق بچشم حسرت باہم نگران تھے اور آنسو آنکھوں میں بھرے گیسو پریشان تھے اور ایک دوسرے کے خطا میں معاف کراتا تھا پھر ملکہ نے بخشوع و رجوع قلب سے درگاہ رب اکبر میں فریاد کی اور پناہ چاہی کہ خداوندا ہمکو اس آفت سے بچا نظم

از بسکہ ہے دل کو یاس میرے
اور جی کو میرے ہراس گھیرے

فوج کفار چار سو ہے — وارث کا میرے ہر اک عدو ہے
شر سے اعدائے دین کے اسکو — تو حفظ وامان مین اپنے رکھیو
وارث کو نہ میرے کوئی ہو غم — رکھ راج سہاگ سے اسے قائم
عاشق کا نہ اپنے قتل دیکھون — مین تیری مدد کی منتظر ہون
آنکھین میری روز بد یہ دیکھین — دشمن میرے راند ہو کے بیٹھین
برق آگرے کاش او مین جل جاؤن — لیکن بیوہ داری نہ کہلاؤن
دے آج رہائی تجھکو یارب — اور ہووین پیر وسپید عدو سب

لب استغاثہ کمان آرزو تھے کہ تیر دعا اُس مین سے نکل کر ہدف اجابت سے لب معشوق ہوا ہنگام قتل وزرا امرا دست ادب بستہ سامنے افراسیاب کے آئے اسنے پوچھا کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو سب نے عرض کیا کہ ہماری جان بخشی ہو تو عرض کرین افراسیاب نے کہا جان تمھاری بخشی جو کلمات کہ خیرسگالی اور ترقی خواہی کے ہون انھین عرض کرو کہ الطاف خسروانہ سے ملازمان والا مرتبہ شاہ پذیرا فرماین گے یہ عنایت شاہ دیکھکر ارکان سلطنت گویا ہوئے کہ بانیان طلسم نے واسطے فاتح طلسم کے فوراً قتل کرنا نہین لکھا ہے حضور کتاب سامری دیکھین جیسا حکم ہو وہ عمل مین لائین افراسیاب نے انکی راے با صواب کو پسند فرماکر آفرین کی اور کتاب سامری دیکھی اُس مین لکھا تھا کہ اسد کا ہلاک کرنا بہتر نہین ہے کیونکہ جیسے کہ عمرو گلیم اوڑھکر سب کے سر آکر کاٹ ڈالے گا کچھ کسی کے بنائے نہ بنے گا لازم ہے کہ طلسم کشا کو مقید کر اور عمرو اور دوسرے عیارون کو بھی گرفتار کر اوس وقت سب کو قتل کرنا افراسیاب یہ تحریر دیکھکر پکارا کہ تم لوگ سچ کہتے تھے کتاب قتل اسد کا حکم نہین دیتی لہذا ان دونون کو لیجا کر گنبد لور مین قید کر دو اور دروازے شہر ناپرسان کے جو طلسم ظاہر کی طرف ہین انکو مین سحر کرکے نظر مردم سے پنہان کیے دیتا ہون کہ کوئی شخص میرا سحر باطل کرسکے گا نہ وہ در ظاہر ہونگے پھر کس طرح سے کوئی عیار اور یا انکا مددگار آئے گا جو انھین چھڑائیگا یہ حکم سنتے ہی کئی لاکھ ساحران غدار بدنہاد وبے شرم وشریر و مردم آزار نے قید سحر کی اسد اور مہ جبین کے جسم پر پنہائی اور مار سرخ وسیاہ ہاتھ پاؤن مین سحر کے لپیٹے اور لیکر روانہ ہوئے اور شہر ناپرسان مین جب آئے تمام مرد و زن رعایا اُس شہر کی قیدیون کی تماشائی ہوئی اور کہتی تھی یہ وہی سرکش ہے جسنے طلسم مین آفت برپا کر رکھی ہے القصہ گنبد لور مین طلسم بانان

کی جانب ایک حجرۂ تنگ و تاریک مین اون دونون شمع انجمن خوبی کو مقید کیا اور کئی ساحر
ساحرون کا پہرا مقرر ہوگیا اور افراسیاب نے سحر کر دیا کہ دروازے طلسم ظاہر کی جانب کے
سب مخفی ہوگئے اور دریاے خون روان ہر طرف بہنے لگا یہان تو یہ کچھ بندوبست ہوگیا لیکن
لشکر مہرخ مین صبح کو سب سردار واسطے لینے ملکہ کے عیش محل کی طرف چلے اس عرصہ مین
وہ حبشن اور کنیزین جنکو عیار بچیان بیہوش کر گئین تھین ہوشیار ہوکر طرف محل کے چلین کہ اس
سمت سے ملازم صبح تھین سکے روتے پیٹتے آئے بہار و نافرمان نے پوچھا کیا ہوا سب نے
عرض کیا کہ ملکہ عالم اور شہزادہ دلاور کو بستر خواب پر سے کوئی اُٹھا لے گیا یہ ماجرا سنکر تمام سردار
رونے لگے اور سارے لشکر مین کہرام پڑگیا عمرو غوغاے مردان سنکر جو صبح اسے آیا یہ سانحہ
جانگداز سنا آکر عیش محل مین پھیرا پایا صرصر و صبا رفتار کے پاؤن کا نشان پایا کہا اے ملکہ
مہرخ شہزادے کو صرصر لیگئی ہے مہرخ نے سمجھا ڈھالی کہ افراسیاب انھین زندہ نچھوڑیگا
پھر تو عجیب طرح کا ایک تلاطم لشکر مین برپا ہوا اور مہرخ کہتی تھی کہ نظم

اے شمع دہر تو کہان ہے — نظرون سے مری کدھر نہان ہے
کس طرف گیا کہان ہے مشغول — کیون یاد مری سے تجھے گئی بھول
کس درد مین مبتلا ہے افسوس — کیا ہوگا حال کیا ہے افسوس
اے واے گیا ہے تو کدھر کو — بیٹھون مین سے تری خبر کو
ہے دیو و پری کی بلا ہے — تجھکو اُٹھا کے لے گیا ہے
ڈھونڈھون کہان تجھکو اے دلاور — دیکھون پھر اب تجھے مین کیونکر
وہ حسن و شباب تیری صورت — وہ تیری شجاعت اور قوت
کیونکر مرے دل سے بھولے اے دلدار — کس طرح نہ ڈھونڈھتی پھرون ہاے
دوری سے تری مین جان بلب ہون — در حالت نزع مین اجل طلب ہون
عالم وہی وہی روز و شب ہے — اک تو ہی نہین یہ کیا غضب ہے
روتی ہون گلے سے لگ کے دل کے — وہ شخص جو بیٹھے مین مل کے
کچھ تجکو خبر نہین کہ اے یار — دل تفتہ و جان تفتہ و زار
زمین پر گنج گنج مہرخ — تجھ بن ہے اسیر رنج مہرخ
موت آتی نہین کہ کاش مر جاؤن — برق آگرے کاش مجھپہ جل جاؤن

آئی نہ مین یہان زبطن مادر
جو آئی نہ آفتین نہ سر پر
یا ہوتے ہی جان دے گذرتی
جیتی ہون نہ سسک سسک کر مرتی

اسوقت ملکہ نافرمان نے آنچل رو سے مہرخ پر سے ہٹایا اور کہا اے ملکہ اس فلک بے مہر کا یہی نقشہ ہے اسکے ہاتھ سے کون خوش و خرم رہا ہے ایسے کرشمے اسکے بائین ہاتھ کا کرتب ہی کیا آپنے نہین سُنا ہی

نظم

اک طرفہ شعبدہ ہے طلسم کبود رنگ
اک چال ہی مزاج فلک مین تو لاکھ ڈھنگ
گوہر سے کہکشان کے جہان یار جمع ہون
ہر وقت پھینکتا ہی یہ اک تفرقہ کا سنگ
انداز ہی فراخ مین ہی اسکے زور و شست
مطلق نہین کسیکا اسے پاس نام و ننگ

شکوہ فلک تا کجا چاہیے کہ دامن صبر دست استقلال سے چھوٹے سلسلہ شکیبائی نہ ٹوٹے کہ ابیات

کبھی تو بیابان ہی نسیم بہار
کہین باد صرصر ہی اور چند خار
کہین کو پلین اور پتے پڑے
کہین پت جھڑ اور ٹھنڈ سوکھے کھڑے
کہین شور مرغول ہمہ عندلیب
کسی جا پہ ہے نالہ درد حبیب
کہین نخل گلشن برومند ہے
کہین کانٹون سے راستہ بند ہی
کہین طوطیان خوش الحان کی دھوم
کہین شور کرتے ہین یان چند و بوم
کسی شے کو یان کے نہین اعتبار
خزان کے تصرف مین ہی یہ بہار
نہ گل کو بقا نہ ثمر کو ثبات
کبھی رات سے دن کبھی دن سے رات

بہار نے رو کر گریبان کو تار تار کیا اور مانند ابر نوبہار کے گریان ہو کر کہتی تھی کہ ای چرخ جفا پیشہ یہ کیا تو نے میرا حال کیا ہی مجھ خانمان آوارہ کو اب کس کا سہارا ہی کہان جاؤنگی کس کی ہو رہونگی

نظم

پا برہنہ خار پر مجکو پھرائے دربدر
خاک کے سر پر کئے واماں گل کا سامان
ابر دریا بار کو برسائے دشت خاک پر
خشک رکھے مزرعہ امید ہر پیر و جوان
ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا بے تمیز
پوست کھینچے ہر ہما کا دیکے مشت استخوان
میل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل
نرگس کے کل ابرو... مرہ دہان
تا کجا کیجیے بیان اس سفلہ خو کا اب مزاج
اک وتیرے پر نہین گاہی چنین گاہی چنان

اسوقت عمرو نے ہر ایک کے اشک حسرت پونچھے اور مہرخ سے کہا کہ تمنے خود نجوم مین دیکھا ہی کہ اسے طلسم کشائی کریگا آخر اسباب کو نمایان کیا پھر اس قدر شور گریہ بیجا نازیبا نہین

بجاے ملکہ مہ جبین تخت سلطنت پر رہائی پائے ملکہ تک بیٹھو اور لشکر کو سنبھالو انشاء اللہ عنقریب اسد رہائی پائے گا وہ جامع المتفرقین ہمکو اُس سے ملائے گا یہ اولاد صاحبقران ہین ایسے ایسے قران صعب بہت آمیز واقع ہوتے ہین کچھ اسکا غم نکرو افراسیاب اگر شہزادے کو قتل کرے تو بابیان خود گلیم اوڑھ کو سب کے سر کاٹ ڈالون اب تم توکلت علی اللہ قدم ہمت بڑھاو کچھ وسواس دل مین نلاؤ غرض کہ بعد رنج و غم کے عمرو نے ملکہ مہرخ کو تخت سلطنت پر بٹھایا کہ جب تک مہ جبین قید سے رہا ہو آپ حکومت کرین مہرخ نے ناچار قبول کیا پسر ویسا ہی سامان برپا ہوا سرداروں نے نذرین دین تھاپ طبلے پر پڑنے لگین لیکن عمرو واسطے تدبیر عیاری کے روانہ ہوا اس طرف برق خاطف ایک لاکھ فوج ساحران سے ابر مین چمکتی ہوئی بڑے تزک واحتشام سے داخل لشکر حیرت ہوئی اور نامہ افراسیاب کا متضمن بہ گرفتاری اسد و مہ جبین اور بھیجنا برق خاطف کا بہر مقابلہ مہرخ ملکہ حیرت کو پہونچایا حیرت نے استقبال برق خاطف کا کرا یا لشکر کو اتروایا بارگاہ فلک فرسا استادہ کرائی سامان راحت مہیا کر دیا برق خاطف بارگاہ مین آکر تخت پر مثل برق کے چمکنے لگی خوف سے عیارون کے ظاہر بصورت اصلی نہ ہوئی جو بارگاہ مین آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تخت پہ بجلی کوندرہی ہے اس حال کی خبر طائران پرندے ملکہ مہرخ کو پہونچائی یہ تدبیر حفاظت لشکر مین مصروف ہوئی لیکن برق خاطف نے ایک نامہ مہرخ کو اس مضمون کا لکھا کہ اگر تو میرے پاس آئے تو خطا تیری مین شہنشاہ سے معاف کرا دون ملک و مال دلا دون سرکشی سے باز آ اطاعت مین گردن جھکا ایک پتلے کو سحر سے نامہ دیا اُسنے لاکر مہرخ کو دیا اُسنے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اے برق خاطف آگاہ ہو کہ عمرو سر بندہ جادوگران ہے عیارون سے ہر ایک ساحر پناہ مانگتا ہے تجکو چاہیے کہ فرمانبرداری شہنشاہ عمرو کی اختیار کر ورنہ اپنی سزا اپنے کنار مین دیکھے گی پتلے نے نامے کو جواب لاکر برق خاطف کو پہونچایا یہ پڑھتے ہی مثل شعلہ جوالہ کے اُسی وقت لشکر مہرخ کی طرف چلی اسکے لشکر نے جو آتے جاتے دیکھا قرنا و نفیر سحر بجائی اور بہ عجلت تمام طائران سحر پر سوار ہو کر ساتھ ہوے اسکے آنے کی خبر مہرخ نے سنکر جلد اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور سب فوج کے سردار سوار ہوے اور آکر مقابل برق خاطف کے ٹھہرے برق خاطف نے چمک اگر نا شروع کیا نامی ساحرون نے سحر کر کے چالیس سپرین سر پر سایہ کین سب دیکھتے ہین کہ گھٹا چھائی ہے بجلی کوندرہی ہے لشکریان مہرخ پر چمک چمک کر

گرتی ہی کہ خرمن ہستی اُنکا جلا کر خاک کرتی ہی عجب غوغا دونون لشکرون مین برپا تھا سحر چل رہا تھا
لاش پر لاش گرتی تھی رن کے کھیت ہرے بھرے تھے تار نفس کے جھولے کشاکش سے پڑے تھے
شام تک ہزارون ساحر نامی رہرو ملک عدم ہوے قریب شام برق خاطف پکاری کہ
ای عمرو خیرہ سر ہنوز نہ اپنے غضب کا مین نے تجھے دکھایا ہی اسوقت تو پھری جاتی ہون کل تم سب کا
نقش ہستی مٹا دونگی بے گور و کفن خاک مین ملا دونگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی
عمرو بھی رنجیدہ دل کبیدہ بارگاہ مین داخل ہوئی لشکر پھرا اب اسکے دل مین خوف
زیادہ پیدا ہوا بزدلے بھاگ گئے بہادر دعا کرتے تھے نظم

خداوندا بگردانی بلا را	زبون گردان زبردستان ما را
بحق آن دو گیسوے محمد	ازین آفت نگہداریش ما را

یہان عمرو نے دو واسطے عیاری کے چلا لشکر برق خاطف کے قریب پہنچا دیکھا لشکر حیرت
سے کچھ فاصلے پر قریب ایک دریا کے فوج اُتری ہوئی ہی عمرو صورت ایک نوجوان کی بن کر دریا
مین اُترا اور غوطے لگانے لگا اتفاقاً ایک خدمتگار برق خاطف کا ادھر آ نکلا اُسنے عمرو سے
پوچھا کہ میان کیا دریا مین سے کیا نکالتے ہو عمرو نے کہا جو نقد پڑا ہوتا ہی کوڑی پیسہ روپیہ
وہ مل جاتا ہی اُسنے کہا ہم پیسے پھینکین تم نکالو گے عمرو نے کہا ہان خدمتگار نے پیسے پھینکے
عمرو غوطے لگا کر نکال لینے لگا جب پیسے ہو گئے خدمتگار نے کہا اب کل آنا آج ہم جاتے ہین ہماری
نوکری کا وقت ہی برق خاطف جوان اسوقت بیٹھی ہونگی میری تلاش ہوگی یہ کہکر چلا عمرو
بھی دریا سے نکل کے اسکے ساتھ ہوا اور کہا آج یہ تماکو جوان مین بہتا تا باب زمانہ ہی اگر پسند
آجاے تو مین تمھین دکان بتلا دونگا اُسنے تماکو لے لی عمرو نے کہا سونگھو کیا خوشبو ہی اُسنے
سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو اُسکے کپڑے پہنکر اور اسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ
برق خاطف مین آیا دیکھا تخت پر ایک بجلی کوندرہی ہی عمرو نے پکار کر کہا حضور حاضر ہی
یہ صدا سنکر وہ بجلی ٹھہری اور اکٹھا ہو کر تخت پر ایک عورت سنہرے بدن کی آکر بیٹھی جسم
اُسکا اس طرح چمکتا تھا کہ جیسے سورج کی جوت ہوتی ہی عمرو نے پان لا کر سامنے لگایا وہ
عمرو کو بغور دیکھنے لگی اوسوقت عمرو نے وہ شیشہ کہ جسے نکالا جو ہوشیار کو قتل کر کے
پایا تھا اور اس مین سے پانی چلو مین لیکر ایک چھینٹا برق خاطف کے مارا کہ یہ بیہوش ہوجاے
گرے لیکن جس تخت پر یہ بیٹھی تھی وہ اسکے بیہوش ہوتے ہی اُڑ کر طرف فلک کے چلا گیا عمرو

حیران ہوکر بھاگا اور صرصر سے آکر کہا کہ برق خاطف مع تخت کے اڑ گئی یہ سنتے ہی صرصر
نے نفیر سحر بجائی سب فوج تیار ہوئی سب کو لیکر لشکر برق خاطف پر آگری وہ لوگ غافل پڑے
ہوئے تھے اول ہی حملے مین ہزارون مارے گئے باقی ہوکر لڑنے لگے سحر چلنے لگا ہر طرف سے
فوج گھر آئی شور بگیر و بہ بند کا بلند ہوا ابر آیا اژدر آتش فشان ایک ایک نارنج اور ناریل سحر ساحرون
کے بغل سے فوج کو نکلنے لگا صدہا تیر مثل شہاب ثاقب کے چمکتا ہوا فلک پر سے گرتا تھا اس ہنگامہ
قیامت خیز کی خبر ملکہ حیرت سنکر سوار ہوئی اور آکر لشکر صرصر کو دیکھنے لگی نظم

ہوئے جب دم علم شمشیر و بازو — دو دستی چلا جب تیغ سے زانو
ہوا گرد دلِ رکابون کا ہوا جوش — سپر خورشید سے بھی اڑ گیا ہوش
سنان نیزہ کا شعلہ تھا یہ تیز — کہ شاخ اسکی ہوئی تھی شاخ گلریز
دل ہر سنگ برق تیغ سے آب — صدائے کرنا سے کوہ سیماب
بھری ایسی تھی سیر مین باد — کہ مرغ آسمان کرتا تھا فریاد
شرر افشان تھے یہ گرز و شمشیر — کہ خاکستر ہوا تھا بیشہ شیر
ہوا تھا سرخ خون سے جو تہ زمین — کہ زرین کیا دامن صحرا تھا رنگین

برق خاطف کا لشکر بہت کام آچکا تھا اور غفلت مین ہوا پھر سحر کی مار پڑنے لگی تاب
نہ لائے اور بھاگے ہر چند کہ حیرت نے لڑائی کو سنبھالا لیکن جب برق خاطف کی فوج
بھاگی لشکر حیرت بھی پسپا ہوا اور اسوقت حیرت نے طبل امان بجوایا اور صرصر
کو بھی حیرت کا خوف تھا یہ بھی پھری لشکرون نے کمر کھولی سب نے عمرو کی بہت تعریف
کی ہنگامہ نبرد تمام ہوا لیکن تخت برق خاطف کا اڑتا ہوا باغ سیب مین پاس
افراسیاب کے آیا افراسیاب نے سحر دور کرکے اسکو ہوشیار کیا اور کتاب سامری دیکھی
حال معلوم ہوا کہ تیرے ہی سحر نے اسے ذلیل کرایا یعنی شیشہ آب سحر سے عمرو نے اسکو مار ڈالا
ہوتا ساحرہ زبردست تھی اسکے پیرا سکو اٹھا لائے ادھر برق خاطف ہوشیار تو ہوئی مگر
آب چشمہ سامری کا رستے چھینٹا گیا تھا اسکے سبب بیمار ہوگئی اور رخصت ہوکر اپنے گھر کیطرف
گئی افراسیاب نے اسوقت بڑا سحر کا پیچ کر دوسری برق کو طلب کیا کہ نام اسکا برق
محشر ہے جب پتلے لینے آئے ہی وہ بڑے کروفر سے مع اپنے فرزند ارجمند رعد جادو
کے خدمت شاہ مین حاضر ہوئی افراسیاب نے کہا اے برق محشر تم جا کر شراکت ملکہ

حیرت کی کرو اور فوج مخالف سے لڑو یہ حکم پاکر برق محشر ایک لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوئی اور چشم زدن میں اسکا
ابر مین غائب ہوا خیمہ ڈیرا لدگیا بڑی اولوالعزمی سے چمکتی ہوئی برق شعلہ بازی کرتی چلی نظم

وہ لشکر اور سرداران لشکر — چلے سب کے عقب مانند اختر
سمک تا ماہ سواران کا اسلوب — کہ وہ میدان تھا چسپیدہ مکتوب
وہ رایت مختلف تھے جنکے الوان — فرنگستان ہوا اُنسے بیابان
قیامت شور و شر برپا سو تھا — کہ طوفان سے تلاطم وہ فزون تھا
ہوا تھا زہرہ گاو زمین خون — زمین کیسی سراسیمہ تھا گردون
جنود اسکا گران سے تا گران تھا — کہ لشکر کو وہ ریگ روان تھا

غرضکہ بعد قطع منازل لشکر اسکا قریب لشکر مہرخ کے کہ وہان سے دو منزل کا فاصلہ اردوے
مہرخ کا ہوگا آکر پہونچا اور صحراے سبزہ زار مین ایک باغ نہایت پُرتکلف تعمیر تھا وہان
اترا کیس لیے کہ طلسم مین ہر ایک مقام پر افراسیاب نے اپنی سیرگاہ اور باغات بنائے ہین
برق محشر اس باغ مین اتری لیکن یہان سے قریب ایک کوہ پُرشکوہ ہے کہ وہان کی مالک ایک
ساحرہ ہے باران جادو نام کہ حسن و جمال مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہے بہت سے ساحر
اُسپر شیفتہ اور دلدادہ ہین منجملہ اونکے رعد جادو فرزند برق محشر کا بھی اس آفت روزگار
پر عاشق ہے جب لشکر اوس جگہ پر برق محشر کا اُترا رعد جادو واسطے دیکھنے اپنی معشوقہ
پری پیکر کے روانہ ہوا اور اوسکے مکان پر جب پہونچا ایک ساحرہ اوسکی ملازم کو بلواکر بہت
کچھ زر و جواہر دیکر اس بات پر اوسے آمادہ کیا کہ وہ باران جادو کو بالاے بام لیکر آئے
تاکہ یہ تماشا سے

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہر چند — اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

نظارۂ جمال عاشق تو وہ بحال کرلین وہ ساحرہ گئی اور کسی بہانے سے باران جادو
کو کوٹھے پر لے کر آئی رعد اوسکی صورت زیبا کے دیکھنے مین محو ہوا اوسوقت باران کو اور
چند عاشق آگئے اور رعد کو زیر قصر معشوقہ دیکھ کر آتش رشک مین جلے اور ایسا سحر کیا
کہ رعد غفلت مین گر کر دنگ ہوگیا انھون نے گرفتار کرلیا اور مشکین باندھکے چلے کہ اسکو
کسی جنگل مین جاکر مار ڈالین کیس لیے کہ یہان سے قریب اسکی ماں برق محشر اُتری ہوئی
ہے یہان قتل کرنا اسکا اچھا نہین یہ سوچکر رعد کو لیکے چلے یہ ساحر تو اسے لیے جاتے ہین

لیکن عمرو بارگاہ سے نکل کے صحرا مین آیا اور دل سے کہتا تھا کہ برق خلاف ہوا گ
لگئی ہے یقین ہے کہ افراسیاب کوئی اور بلا بھیجے گا اسی فکر مین تھا کہ دو تین ساحرون کو دیکھا
کہ ایک نوجوان کو گرفتار کیے لیے جاتے ہین عمرو نے خیال کیا کہ اس مجرم کو اگر رہا کرو شاید
احسان مند ہو کر بتادے اسرار یہ ہو آثار عظمت اسکے چہرے سے ظاہر ہین یقین ہے کہ کوئی ساحر
نامی ہے یہ تصور کر کے ایک درے مین پہاڑ کے ٹھہر کر دیو جامہ کہ جو سات رنگ سے دمبدم بدلتا ہے
نکال کر پہنا اور پتلون سے کے دو شہپر اپنی توچہا کر سر کے اوپر لگائے اور کئی ہاتھ بنا کر لگائے
سوراخون مین کئی نلکی فتیلے کہ جنکے منہ سے زبانہ آتش بار نکلے باہر آتی تھین اور روغن عنبر
اپنے جسم پر ملا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر بن مو سے شعلہ آگ کا نکلتا ہے جب اس صورت سے تیار
ہو چکا سفید مہرہ لیکر بجایا اس مہرے کی صدا سے دل پانی ہونے لگتا ہے ساحر جو مجرم
کو لیے جاتے تھے وہ صدا سے کچھ سنکر بیتاب ہوئے اور خوف ناک ہوکر دیکھنے لگے کہ سامنے
سے عمرو نمودار ہوا انہون نے دیکھا کہ ایک شخص مہیب صورت دو پر لگائے ہوا کہ جسکے جسم سے
آگ نکلتی ہے اور جامہ اسکا کبھی سرخ اور کبھی نیلا اور کبھی سیاہ اور گاہے سبز اور زرد وغیرہ ہوتا
ہے ہماری طرف آتا ہے سب ساحر مارے خوف کے سجدے مین گر پڑے اور عمرو نے پکارا کہ ہم
عزرائیل ہین ملک الموت خداوند لقا وہ ساحر یہ صدا سنکر تھر تھر کانپنے لگے اور پوچھا کہ
آپ کیون تشریف لائے ہین عمرو نے کہا تم اس گنہگار کو قتل کرنے لیے جاتے ہو مین اسکی روح
قبض کرنے آیا ہون اور تمہاری بھی عمر تمام ہو چکی ہے عنقریب تم سب کی بھی روح قبض کرونگا
ان ساحرون نے منت عرض کیا کہ ای ملک الموت خداوند کوئی تدبیر ایسی فرمائیے کہ ہم ابھی
نہ مرین اور کچھ زمانے تک تو زندہ رہین عمرو نے کہا کچھ خیرات کرو شاید خداوند کو رحم آئے
انہون نے جو کچھ مال اور جواہر اپنے پاس رکھتے تھے وہ عمرو کے حوالے کیا عمرو نے ایک
سیب نکال کر انھین دیا کہ اسکی ایک ایک قاش کھاؤ عمر بڑھ جائیگی ان سب نے سیب لیکر
کھایا ایک لحظہ مین بیہوشی نے تاثیر کی کہا ای ملک الموت ہمارا جی سنسناتا ہے عمرو نے کہا عمر تمہاری
بڑھ رہی ہے رگون مین پہنچی ہے اسکی غنودگی دم بھر مین وہ سب بیہوش ہوئے عمرو نے خنجر لیکر سب کے سر
جدا کر ڈالے غل غپاڑا اور شور برپا ہوا اور عد جادو جو بزور سحر گونگا تھا انکے مرنے سے گویا
اور شگفتہ ہوا جب شعلہ آتش کے اور غل و شور بیہوشون کا رفع ہوا عد نے عمرو کو گھورنا شروع
کیا عمرو نے کہا مین نے تیری جان بچائی ہے اور تو مجھے گھورتا ہے عد نے کہا آپکا نام کیا ہے کہا

فرشتۂ قدرت سے رعد نے کہا اے مالک قدرت مجھے ان ساحرون نے غفلت مین گرفتار کر لیا ورنہ
مین فرزند برق محشر کا ہون بزور سحر زمین مین غرق ہو کر حریف کے برابر نکلتا ہون اور نقل
رعد کے اس طرح چیخ مارتا ہون کہ ساحر کا سر پھٹ جاتا ہے اور جو بڑا زبردست ساحر ہوتا ہے اگر
اُسکا سر نہین پھٹتا تو بیہوش ہو جاتا ہے مان میری اوپر سے بجلی کی طرح گرتی ہے اُسکو دو ٹکڑے
کرتی ہے لہذا ہم دونون کو افراسیاب نے بمقابلہ فوج بھیجا ہے جا کر سب کا ہم خاتمہ کر دینگے
جب عمرو نے یہ ماجرا سنا دل سے تصور کیا کہ خوب ہوا جو تم اسکو مل گئے ورنہ بڑی مصیبت
پڑتی اب اسے بھی ہلاک کرو عمرو کو یہ فکر ہو ہی رہی تھی کہ یکایک ابر پیدا ہوا اور برق محشر اپنے فرزند
کو ڈھونڈھتی ہوئی بڑے جوش وخروش سے عنقریب آکر پہونچی کس لیے کہ جب اسنے رعد کو
مقام فرودگاہ مین نپایا خیال کیا کہ لشکر حریف قریب ہے ایسا نہو کہ کوئی عیار اُسے مار ڈالے
الحاصل جب عمرو نے برق محشر کی آمد دیکھی گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ رعد کو یقین
واثق ہوا کہ یہ مالک قدرت خداوند تھا اور ادھر برق محشر اپنے بیٹے کو بچا کر زمین پر اُتری
اور عورت بنکر فرزند کو گلے سے لگایا ساحرون کی لاشین پڑی ہوئی دیکھ کر حال پوچھا کہ
انھین کس نے ہلاک کیا۔ رعد نے جملہ کیفیت اپنی گرفتاری کی اور آنا مالک قدرت کا بیان
کیا اور کہا ابھی وہ یہان کھڑے تھے آپ کو آتے دیکھ کر چلے گئے برق محشر نے کہا
وہ بڑا کم نصیب تھا جو چلا گیا اگر میرے سامنے آتا تو دامن امید اُسکا گوہر مقصد سے مالا مال
کر دیتی رعد نے کہا وہ فرشتۂ قدرت ہین اور یکایک کھڑے کھڑے غائب ہو گئے شاید ابھی
یہان تشریف رکھتے ہون مین پکارتا ہون یہ کہکر پکارا کہ اگر آپ یہان ہون تو بہر کرم فرمائیے
امان جان سے ملیے عمرو نے یہ صدا سنکر گلیم اُتاری اور ظاہر ہوا برق محشر نے بصد تعظیم
جھک کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ آپ ہمارے محسن ہین ہمارے لڑکے کو آپ ہی کی وجہ سے خداوند
سامری نے دوبارہ خلعت حیات عنایت فرمایا چاہیے کہ میرے غریب خانے پر حضور قدم رنجہ
فرمائین جہان مین فروکش ہون وہان چلین جو کچھ مجھ سے ہو سکیگا آپ کی خدمت کرونگی
عمرو نے کہا کیا مضایقہ برق محشر نے کچھ پڑھا کہ ایک تخت جواہر نگین اُڑتا ہوا آیا اسپر
عمرو اور رعد کو سوار کیا اور برق محشر اسی طرح بجلی بنکر چمکتی ہوئی ساتھ چلی یہانتک
کہ مقام فرودگاہ پر اپنے لائی عمرو باغ پر بہار مین اُترا دیکھا اس جگہ ہر سمت درختہای میوہ دار
لگے ہین شجر میوے پھلے ہین کہ ابیات

زمین کا کرون کیا مین وانکی بیان | کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان
بنی سنگ مرمر سے چوپڑ کی نہر | گئی چار سمت اسکے پانی کی لہر
قرینے سے گرد اسکے سرو سہی | کچھ ایک دور دور اُس سے سیب و بہی
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن | کہین نرگس و گل کہین یاسمن

باغ مین قصر عالیشان بنا ہی اُس مین ہر ایک چیز نایاب زمانہ ہی عمرو کو برق محشر نے مسند
پر بٹھایا کشتیان پُر از زر و جواہر حاضر کین اور عرض پیرا ہوئی کہ یہ حضور کے لایق نہین ہین لیکن
براہ کرم انھین قبول فرمایئے اور یہ بھی بتلایئے کہ آپ کا نام کیا ہی عمرو نے کہا مین بتلا چکا ہون
کہ میرا نام فرشتہ قدرت ہی پھر پوچھنا بیکار ہی یہ سنکر برق محشر نے صندوقچہ اپنا منگا کر ورق
جمشیدی نکالے اور اُن مین دیکھا کہ یہ شخص فرشتہ قدرت ہی یا کوئی اور یہ اُس اوراق
مین نکلا کہ یہ عمرو عیار ہی مہرخ کا طرفدار ہی اسنے تیرے بیٹے کی جان بچانے کو یہ صورت
بنائی ہی کچھ دیکر اسے رخصت کر دے ورنہ کچھ فتور کریگا اور اگر بن پڑے تو مار ڈال کہ بڑا
مکار ہی یہ حال دیکھکر برق محشر نے بنگاہ غضب عمرو کی جانب دیکھا عمرو نے کہا اب تیری
بھی شامت آئی ہی جو گھورتی ہی مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی ہی مثل مشہور ہی نیکی برباد گنہ
لازم برق محشر نے جواب دیا کہ مصرعہ جنکو سمجھے تھے مسیحا وہ ہلاکو نکلے + تیرا نام عمرو ہی
خوب اسوقت بمقتضائے ع صاف دھوکا دے رہے ہین مجکو بانکپن کھلا + مجھے فریب مین
تونے پایا ای دشمن شہنشاہ اب کہہ کہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا دیوانی ہی یہ کہ کہ بچگئی اسوقت
اب بھی مجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نگر برق محشر نے کہا تو نے مجھپر احسان کیا ہی کیا تیرے
ساتھ بدی کرون مجھسے یہ زر و جواہر جو تیرے سامنے رکھا ہی لیلے اور چلا جا عمرو نے کہا
چلے نہ جائین گے تو کیا تیرے یہان رہنے آئے ہین یہان تو عمرو سے باتین ہو رہی تھین
لیکن اُدھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ برق محشر پر کیا گذری کتاب مین لکھا
کہ برق محشر نے عمرو کو اپنے مقام پر لا کر مسند پر بٹھایا ہی زر و گوہر پیشکش کیا ہے باتین
کر رہی ہی یہ معلوم کرتے ہی آگ ہو گیا اور مخمور سرخ چشم اسکی معشوقہ بہن خمار کی بناز و ادا
پاس بیٹھی تھی واقف ہو کہ خمار اور مخمور مثل بہار کے معشوقہ افراسیاب ہین لیکن ان
دونون نے بھی بخوف ملکہ حیرت کے وصل منظور نہین کیا ہی اور ساحرہ بے بدل ہین غرض کہ مخمور کو
افراسیاب نے غصے مین حکم دیا کہ ملکہ برق محشر قریب لشکر مہرخ ایک باغ مین عمرو کو لیے بیٹھی ہی

تم جاکر عمرو کو گرفتار کرلاؤ اور اگر برق مخشر کچھ بولے تو اُسے بھی سزا دینا مخمور نے یہ حکم پاکر
سحر کرکے اُڑی اور بعجلت تمام برق مخشر کے پاس پہونچی اُسنے بڑی تعظیم و تواضع کرکے اسے بٹھایا
لیکن مخمور نے ڈانٹا کہ ای برق مخشر دشمن کو تمنے لاکر مقام عزت پر بٹھایا ہی شہنشاہ کو غصہ
آیا ہی خیریت اسی مین ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لے جانے دو رفع شر کرو ورنہ آفت آئیگی جان
پر بن جائیگی برق مخشر نے کہا ای بہن عمرو نے میرے لڑکے کی جان بچائی ہی میرے دین
و ایمان سے بعید ہی کہ اسے اسوقت کسی آفت مین مبتلا کرون مخمور نے کہا بی بہن خواہ افراسیاب
کو دیکھو اسوقت دھرم دین سب طاق پر رکھو کیون ناحق اپنے تئین برباد کروگی اور تم اگر
اسکی بنسبت اپنی جان بھی کھوؤ مگر مین حکم عدولی شہنشاہ کی نکرونگی اس موے کو گرفتار کرکے
لیجاؤنگی اسوقت کہ برق مخشر اور مخمور سے تکرار ہو رہی تھی عمرو نے قابو پاکر اسی شیشے
سے جو ہوشیار سے پایا تھا پانی لیکر ایک چھینٹا مخمور کے منہ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوکر گری اور
عمرو خنجر کھینچ کر دوڑا مگر فی الفور ایک پنجہ پیدا ہوا اور مخمور کو اُٹھا لے گیا برق مخشر نے
کہا ای عمرو اب تم جاؤ یہان سے چلے جاؤ اور مین بھی طلسم مین کہین جاکے چھپونگی افراسیاب
اب دشمن ہوگیا جان لیگا مجھے مار ڈالے گا تمنے غضب کیا جو مخمور پر دست اندازی
کی عمرو نے کہا ای برق مخشر مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر ست۔ اور کہین
کیون جاکر پوشیدہ ہو میرے ساتھ لشکر مہرخ مین چلو اور بہ آرام تمام بسر کرو تمنے آخر کیا
دیکھا جو کہ ہمارے شریک ہوے بفضلہ تعالے زندہ و سالم آپ اوسکے ساتھ موجود وہین
اور انشاءاللہ چند روز مین طلسم فتح ہوگا ہمارے شریک جو ہین مع اُنکے مراتب پیش
صاحبقران دیکھنا اور بالفرض تمھارے نزدیک ہم لوگ افراسیاب سے مغلوب بھی
ہوجائینگے جب بھی یہ تصور کرلو کہ جو تمھارا حال ہوگا وہی ہمارا حال ہوگا مگر انشاءاللہ تعالی
وارد آئیگے تم جاؤ جو میرے نزدیک بہتر تھا وہ بتلا دیا برق مخشر نے کہا خواجہ سچ کہتے ہو
چلو ہم تمھارے شریک ہوے بھاگنے اور چھپنے سے یہی بہتر ہے کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دین
اور حوصلہ دل کا نکال لین خیر بسم اللہ یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی لشکر کو حکم دیا کہ نقارہ
کوچ کا بجے بموجب حکم طبل سفر بجا خیمہ ڈیرا لدا برق مخشر تخت پر سوار ہوئی عمرو کو برابر بٹھایا
اور رعد کو ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ بڑے کروفر سے چلی لیکن یہان مخمور جب ہوشیار ہوئی
اُسنے عرض کیا کہ مین برق مخشر سے عتاب و خطاب کر رہی تھی کہ عمرو نے چھینٹا پانی کا مارا

بیہوش ہوگئی افراسیاب نے یہ ماجرا سنکر کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ شیشہ آب سحر سے
اسے بھی عمرو نے بیہوش کیا تھا اور اب برق محشر شریک اسکی ہوکر طرف لشکر مہرخ کے
گئی یہ معلوم کرکے دستک دی ایک چیلا پیدا ہوا اسکو حکم دیا کہ برق لامع کو بلا لا چیلے نے جاکر
اسکو خبر دی برق لامع حسب الطلب حاضر ہوئی افراسیاب نے حکم دیا کہ تم جاؤ لشکر مہرخ
کی طرف برق محشر جاتی ہے اسکو گرفتار کرو اور لشکر مہرخ کو برباد کردو برق لامع بڑے
تزک و احتشام سے ایک لاکھ ساحر اپنے ملازم ہمراہ لیکر چمکتی ہوئی روانہ ہوئی اور اثنائے
راہ میں اسنے خیال کیا کہ برق محشر لشکر مہرخ میں تو جاتی ہے پھر اثنائے راہ میں روکنا بیکار
ہے اسکو وہیں مع اسکے رفیقوں کے گرفتار کرو اس میں دوہری محنت بھی نہ پڑیگی اور ناموری
بھی زیادہ ہے یہ سوچکر اوسی سمت چلی اور بعجلت تمام راہ طے کرکے قریب لشکر حیرت پہونچی حیرت
نے استقبال کیا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اترا برق لامع بارگاہ میں دن بھر بخوف عیاران
بجلی بنی رہی جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور مشعل مہر بزم گردون میں گل ہونے لگی اور شمع انجمن
افروز ماہ کی روشنی محفل کائنات میں ہوئی نظم

ہوا دریائے مغرب میں فرو مہر — کہ گرد آلودہ ہو دھوئے وہ اپنا چہر
اوڑا ایسا غبار لشکر زنگ — کہ تھا دشت جہان کیسے کا ہمرنگ

برق لامع بارگاہ میں ظاہر ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم نقارہ رزمی پر
چوب پڑی تہلکہ لشکر میں پڑگیا طائران سحر نے جاکر مہرخ سے عرض حال کیا یہاں بھی نفیر
سحر بجی اب تیاری اسباب جدال و قتال دونوں لشکروں میں شروع ہوئی کہ نظم

جو تھے اس جا پہ شاہان ایالت — لگے کرنے وہ تدبیر شجاعت
کیے تیار وہ ہر اک نے تاریخ — کہ پہونچے اس سے دشمن کو بہت رنج
ہر اک تھے اپنے فن میں ایسے کامل — کہ سحر ساحری کرتے تھے باطل
معاذ اللہ ہو وہ ہوں غضبناک — نظر آئیں فلک بھی اک کف خاک

چار پہر رات یونہی ہنگامہ برپا رہا جس وقت کہ دار الامارہ مشرق سے شاہ زرین کلاہ نے برآمد
ہوکر سپہر پر بکروفر تمام جلوس فرمایا اور دارائے ظلمت سامنے سے رو بفرار لایا کہ نظم

اٹھی محفل سے جب شمع تمناک — گریبان سحر آیا نظر چاک
فلک پر شاہ جبار کا عمل تھا — روان لشکر پئے جنگ و جدل تھا

برق لامع ابر سحر میں چمکتی ہوئی ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے اور حضرت شگار بنا انگار میں سوار جمعیت بشمار دار و دشت مصاف ہوئی اس طرف مہرخ اور بہار وغیرہ فوج لیکر آمین ہر طرف بوق کی صدا سے گوش فلک کر تھا ساحرون کے غول چلے آتے تھے ایک ہنگامہ شور و شر تھا اول ابر سحر سا کر بجلیان گرا کر میدان کو پاک و صاف کیا پھر نقیبون نے نکل کر پکارا و رنگا جو صدا یہ تھا کہ نظم

شجاعو جلیلو لڑنے والو بڑھو	زمانے میں کچھ نام پیدا کرو
نہ دارا ہے باقی نہ کاوس ہے	نہ گودرز و بیژن نہ یاں طوس ہے
نہ رستم نہ برزو نہ سشناد ہے	فریدون کہاں ہے کہان کا شہ ہے
جہان میں شجاعت سے ہے نام نیک	وہی زندہ ہے جس سے ہے کام نیک

ہان ای نامدار و آج اس میدان کو سرخ رو ہوکر چھوڑنا یا سب بدا و اسکے نام کی شہرت ہو رکھنا غیب کے کنارے ہوئے برق لامع میدان مین اکر تڑپنے لگی اور جو ساحر مہرخ کی طرف کے تھا برق لامع چمک کر گری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر ابر سے ہوا بجلی کی طرح تڑپنے لگی سب کی نظر خیرہ تھی کچھ چمک کے سوا دکھائی نہ دیتا تھا آخر پیدا ہوا اب کوئی مقابل ہونے کو نہ گیا او سوقت برق لامع صف لشکر پر گری ہزارہا کو جلا یا اور ہلاک کیا ساحران نامی رد سحر پڑھنے لگے اور ساری فوج مین کھلبلی پڑ گئی اوس وقت مہرخ نے تاج اتار کر درگاہ کبریا محتاج ہوکر استغاثہ کیا کہ نظم

یا فاطمہ بنت مصطفیٰ مدد دے	وے مظہر ذات کبریا مدد دے
برقصد ہلاکم ست این گرتہ فوج	اے زوجہ ضیغم خدا مدد دے

تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا یکایک ابر صحرا سے نمودار ہوا اور اسکے بیچ میں نشان لشکر کا پھریرا اڑتا ہوا نظر آیا ہزارہا ساحر اژدہون پر سوار اور تخت پر برق محشر عمرو کے بڑی رونق سے آئی کہ نظم

ظفر پیکر جو لشکر کا نشان تھا	وہی پشت و پناہ مومنان تھا
سر دامن سے وابستہ ظفر تھی	چمک سے اسکے خیرہ ہر نظر تھی
پئے دشمن ہوا ہے تیر خامہ	لکھیون ادس کو مین سطر فتح نامہ
ہزار اک سو جنگ دیدہ مردم فوج	روان تھی دشت مین ہر سو کی جیسے موج

خلاصہ کلام لشکر برق محشر نے ایک طرف پرا جمایا اور برق محشر نعرہ کرکے بجلی بنکر لشکر برق لامع کے جا گری ہزار دن کو اسنے بیجان کیا یہ ماجرا دیکھ کر برق لامع حریف پر گرنا چاہتی

لیکن پھری اور برق مخشر سے جا کر لپٹ گئی اب تو وہ بجلیاں بر سے ہوا چپقلش سب کھائی
نظر آتی تھیں اور سوائے برق کی تڑپ کے میدان میں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا ہر بار صدا
یا سامری اور یا جمشید کی ساحر سناتے تھے باجے بجاتے تھے علم ہائے لشکر بلند ہوتے تھے
ڈنکے پر چوب پڑتی تھی وہ غلغلہ برپا تھا کہ صور محشر بھی ایسا ہی ہوگا رعد جا دو تخت پیچھے
کر دیکر زمین میں ہزدہ سحر غرق ہوا اور برق مخشر گتھی ہوئی برق لامع سے زمین پر گری
یہ دونوں بجلیاں زمین پر لوٹنے لگیں اسوقت زمین شق ہوئی اور رعد جادو نے سر
نکالا جہاں برق لامع لوٹ رہی تھی وہیں پر رعد نکلا اور اس طرح کی چیخ ماری کہ جیسے
ہزار دو ہزار بجلیاں ایک بار گریں برق لامع اگرچہ ساحرہ زبردست تھی نہیں تو سر پھٹ جاتا
لیکن بیہوش ہو گئی اور برق مخشر جیسا کہ اڑ گئی وہاں سے گڑگڑا کر اور تڑپ کر جا بجا گر کر
برق لامع پر گرے لیکن اسکو بھی ایک ضرب اور تھا ہے گیا اسکے لشکر میں رعد نے نکل کے
پھر چیخ ماری کہ بہت ساحروں کے سر پھٹ گئے اور بہت سے بیہوش ہوے اسوقت برق
مخشر چیاں کر کر نے لگی جسپر گری وہ ٹکڑے ہوا فوج برق لامع کی ایسا ہوئی یہ ماجرا دیکھکر
حیرت نے فوج کے سرداروں کو حکم دیا کر روکو اسکو ادھر ملمع آگے بڑھی لشکر حیرت
اور ملمع آپس میں مل کے پھر جنگ ہوا لیکن رعد بدستور زمین سے نکل کر چیخ مارتا تھا اور
برق مخشر گر رہی تھی ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا تھا ناچ اور تیغ چلتا تھا کسی طرف سے بہار
کے جاتے تھے ہر طرف ساحروں کو دیوانہ کر دیا تھا کسی سمت سحر ہونے کا غل کہیں آگ برستی تھی
برا ہوا تھا کہیں باقریان نے آفت برپا کی تھی کسی جا ساحل سے آتش پر آتش گرائی گئی تھی لہ نظم

وہ برق شعلہ فگن جب اتر رہی تھی	صفائی فوج دشمن کی ہو رہی تھی
ہوا تھی بحر خوں میں غرق وہ فوج	ہر اک تلوار کی تھی خون فشاں موج
کرے کھینچ کر ہر اک نے شمشیر	اٹھایا جسنے سر مارا اُسے تیر
شمشیر خصم ابتر ہو گیا تھا	جھکائے سر کو ہر سرکش کھڑا تھا
رگ و پے میں وہم خنجر رواں تھا	بنا دستہ عدو کا استخوان تھا

حیرت نے یہ آفت دیکھکر طبل امان بجوا دیا اور آپ آسمان کی طرف اڑ گئی وہاں سے
سحر کیا کہ دریائے آتش جوش مار کر آیا آسمان کی سمت سے آگ برسنے لگی ملمع نے بھی طبل
آرامگاہ بجوایا حیرت نے دریا کو ٹھنڈا کیا اور لشکر لیکر پھری ملمع بھی داخل بارگاہ ہوئی

برق مخشر اور رعد جادو نے آکر نذر دی سب سے پہلے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا اور رعد کو اپنے گلے سے نو لاکھ روپے کی قیمت کا ہار اوتار کر پہنایا بعدہ اقسری و جشن کرنے کی تیاری ہوئی اور دونوں کی دعوت کی ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش میں آیا اب یہاں تو ہنگامہ عیش و نشاط ہے لیکن ہم جب ہیں جب سمند قلم کو میں پھیروں عنان کو حسینہ کی آگے لکھوں داستان کہ لشکر لقا میں علمشاہ مسرور ہوکر عاشق حسینہ جادو کے ہیں اور بمشورہ بختیارک حسینہ نے حکم طبل جنگ کے بجنے کا دیا تھا غرض کہ ایک روز جب ضیا بخش عالم یعنی نیر اعظم رونق افروز کاشانہ مغرب ہوا اور وزیر نور آگین نے اسکے بیٹے نیر اصغر نے مملکت سپہر کا انتظام کیا کہ نظم

شام تیرہ ہوئی جو مشک فشان	نور ظلمت میں ہو گیا پنہان
رات جنگل میں بولتی سن سن	کھڑکے ہوتے تھے جس سے ہو کے بدن
ہوش رستم کے بھی کریں پروانہ	ہر طرف سائیں سائیں کی آوازہ

لشکر میں لقا کے بنام علمشاہ طبل رزم پر چوب پڑی ہرکاروں نے یہ خبر بہمایوں شاہ نصرت نشان بادشاہ لشکر اسلام میں پہنچائی شہنشاہ سعد بن قباد نے نقارہ زری بجوایا دلاور اور رہا و رسایان جنگ کرنے لگے سلیح خانے کھل گئے ہتھیار پسند کرکے نکالے ہر ایک نے زیب تن فرمائے مرکب کے زین و لجام کو درست کیا جا رہا رات بھی مشغلہ رہا صبح قیامت کا ستارہ گیسو دار الفبار صبح بے نمک بازار فلک میں آیا اور دینار زر کا چلن ساکر رواج پذیر ہوا کہ نظم

جس گھڑی آفتاب گردون گرد	ہو گیا طالب سپہر نبرد
دیکھ کر حال لشکر انجم	ہو گیا صحن آسمان سے گم

شاہ اسلام مسند سے عیش محل سے برآمد ہوکے سرداروں کا مجرا و سلام ہوا حضرت جہاندار مرکب جنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکر تخت پر تاج رکھ کر کوتل ہمراہ لیکر مع تمامی لشکر کے وارد میدان قتال ہوئے اُس جانب کو لقا مع علمشاہ اور حسینہ کے مثل بلائے نازل ہوا تخت لقا کے برابر مرکب پری پیکر پر علمشاہ سوار تھے انکے پس پشت کل سالار سردار تھے حسینہ بڑی حسینہ و جمیلہ بنکر آئی تھی سحر سے صورت زیبا بنائی تھی الحاصل میدان کو درست کیا پست کو ہموار بنایا بلند کو کھود ڈالا پھر صف آرائی شروع ہوئی کہ ابیات

کی نقیبوں نے جب صف آرائی	ہموار دشت سیخ بنالی

طبل و نقارہ سے بلند آواز | طائر شور پرق در پرواز
سینہ منشدہ ہوا اشیار | قلب لشکر میں تھے کھڑے سردار
دونون لشکر ہوئے قریب قریب | یہ صدا دی اجل نے ہوکے نقیب
وقت جنگ است جنگ باید کرد | کشتش نام و ننگ باید کرد

بعد صفوف آرائی جدال و قتال علمشاہ نے لقا سے اجازت حرب لیکر گھوڑا اٹھایا اور
میدان نبرد مین پہونچکر دلاوران اسلام کو للکارا کہ تم مین سے جسے حوصلہ میری ہمسری کا
ہو وہ آکر مقابلہ کرے لشکر اسلام سب اس سبب سے رونے لگا اور کہا ہم اپنے شہزادے کو قتل
کرنے نہ جائین گے اوس وقت والا سے دولت آثار اسود اعظم مالک ہندوستان و رکن رکین
لشکر اسلام دل و جان صاحبقران جانشین امیر یعنی لندھور بن سعدان نے ہاتھی
اپنا آگے بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لی کہ مین جاکر شہزادے کو سمجھاتا ہون و رسامنے
علمشاہ کے آیا علمشاہ نے کہا اے ہندی سپنی خور کس قدر سے تو مجھ سے مقابلہ کرنے آیا ہے
اچھا کیا ہنر جنگ یاد رکھتا ہے لاحرب لندھور نے عرض کیا کہ اے شہزادہ ذی الاقتدار میری
کیا مجال جو آپ سے مقابلہ کرون آپ آقازادے مین ملازم لیکن حضور نے ایک عورت فتنہ شکل
محبہ بازاری ساحرہ اور فاحشہ کے لیے لشکر سے اپنے باپ کے لڑنا اختیار کیا ہے افسوس ہے کہ
کچھ آپ کو پاس نہ آیا شاہ سے بھی انحراف کیا علمشاہ نے یہ باتین سنکر غضبناک ہوکر للکارا
کہ اے ہندی تو نے اپنی مالک اور افسر ہونے میری ناموس محترم کو گالیان دین رہ تو سہی مین
تیرا حال کیا کرتا ہون یہ کہکر ایک تیغہ سر پر لندھور مارا اسنے بچا جاری ہاتھ کی تھپکی دی کہ
تیغہ پٹ ہوا اوس وقت بند دست پر ہاتھ ڈال دیا علمشاہ نے گریبان مین ہاتھ ڈالا
کشمکش کے زور چہ ہوئے مرکب گھٹنون کے بل زمین پہ بیٹھ گئے دونون کود پڑے اور دامن
گردان اسینین چڑھا کر باہم لپٹے کشتی شروع ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ژندہ فیل باہم
مست ٹکرا رہے ہین یہ ماجرا دیکھکر حسینہ جادو نے سحر کیا کہ زور و طاقت لندھور کی
جاتی رہی جیسے معلوم ہوا کہ ہاتھ پانون کا دم نکل گیا اوس وقت علمشاہ نے چارون شانے
چت کر دیا اور مشکین باندھ کر لشکریان لقا کے سپرد کیا یہان لشکر اسلام کے جہان سردار مقید
ہین وہین لندھور کو بھی قید کیا اور امیر کو عیار پہلے ہی گرفتار کرکے غار مین بند کر آیا ہے علمشاہ
گورز کنا کوان تیغ بکف ہوکے صف لشکر امیر آگرے جو سردار کہ قید سے بچے ہین ناچار وہ لڑنے لگے اور

بادشاہ اسلام نے بھی گھوڑا اٹھایا اور لقا کا لشکر بھی چلا شاہ اسلام نے نعرہ کیا کہ نعرہ

نظم

منم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس و جم
بن سید سر باز وسے بھنے — کہ اسفندیار ہم بر دمین نئی

دو رویہ لشکر آپس مین ملکر شمشیر زنی کرنے لگے اسلحے کی چقاچاق اور شور ہاے ہوے بلند ہوا

نظم

ہو گیا گرم عرصہ گاہ نبرد — مرد آیا مقابل ہر مرد
آہن تیغ شعلہ ریز ہوا — گرم میدان رستخیز ہوا
محو تھے یک دگر دم پیکار — کیا مقابل ہوئی تھی جنت و نار
دم تیغ و خنجر بران — تھے یلان ہر طرف بخون غلطان
بہت انصار دین شہید ہوئے — تھے سعید اور بھی سعید ہوئے
کر کے جام شہادت اک اک نوش — ہوا حورون سے جا کے ہم آغوش
پر ادھر بھی بہت سے نار پرست — گئے پا مین نار دست بدست
صبح سے لیکے تا بہ نیم روز — دم تیغ یلان تھا شعلہ فروز
ہوا ذی حوصلون کا حوصلہ تنگ — رستمون مین رہی نہ طاقت جنگ

علمشاہ کی رعایت سرداران اسلام کرتے ہین یعنے اسپر زخم نہین لگاتے ہین اور وہ انکون ہرایک کو زخمی کیا ہی اور لشکریون کو جان سے مارا ہی بادشاہ اسلام بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے آخر لشکر نے شکست کھائی اور لوگ بادشاہ کو ہوادار مین ڈال کر بھاگے عیاران لشکر نے جانبازی کرکے ناموس صاحبقرانی کو سوار کر لیا اور ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور سب سردار بادشاہ کو لیکر دامن کوہستان اور شعاب جبال مین متواری ہوئے خیمے ڈیرے بارگاہ وغیرہ سب چھوٹ گئی علمشاہ نے آکر بارگاہ سلیمانی پر قبضہ کیا اور جب کسی کو اپنا ہمنبرد نہ پایا بارگاہ اکھڑوا کر طبل بازگشت بجوا کر پھرے اور کہا کل مین کوہ پر جہان لشکر اسلام چھپا ہی انپر ہی حملہ کرونگا اور ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا الغرض لقا زر نثار کرتا ہوا اسمر علمشاہ کے پھر کر داخل بارگاہ ہوا لشکر نے کمر کھولی جشن ہونے لگا علمشاہ نے کہا مین بارگاہ سلیمانی لے آیا ہون میرا عقد حسینہ سے ہو جائے عنقریب سر حمزہ بھی لاؤنگا اور ادھر حسینہ بھی ہجر وصل شہزادہ بیقرار تھی اسنے بھی بختیارک سے کہا استادل نہ کرو نکاح میرا کرو بختیارک نے کہا اے ملکہ تمنے جلدی کرکے کام بگاڑا خیر آج تیاری کر دیتا کہ عقد

ہو جائے اور اسکے وصل سے تم مسرور ہو یہ سنکر حسینہ باغ مین آئی حکم آرایش و زیبایش اپنے ملازمون کو دیا انھون نے پانی نہرون کا چھلکایا درختون کی سرتراشی کی بارہ دری کو آراستہ کیا سامان نشاط مہیا کر دیا کہ ابیات

کی وہ سب جا منقش و رنگین — خوب کی فرش سے وہان تزئین
ہمہ دیباے روم اور حریر — مخمل و پرنیان پر وسے سریر
وہان گلدستون سے کہین تھی بہار — کہین آئینہ رونق دیوار
سارے کمرون مین لخلخون کا بخور — اور چراغان کا ہر طرف کو وفور
بید مشک و گلاب سب موجود — اور جلایا تھا مشعلون مین عود
پھر دلہن کا بھی سب جلوس کیا — رونق حجلہ عروس کیا
پھر تو اس جا عروس ماہ لقا — ہوئی خلوت مین آسیہ آرا

اور بارگاہ سلیمانی مین واسطے علمشاہ کے بزم نشاط کو ترتیب دیا طائفے حاضر ہوے نظم

بارگہ تھی وہان جو عالی شان — کیا بزم نشاط کا سامان
تخت نوشاہ کو کیا برپا — تھے نصب جس مین لعل بیش بہا
پہلوے تخت کے یمین و یسار — چار سو کرسی مرصع کار
بیٹھے ان کرسیون پہ غیرت بدر — شاہ و شہزادگان عالی قدر
تھے مغنی لیے سب اپنا ساز — اک طرف مطربان خوش آواز
نغمے دلفریب ہوتے تھے — مرد و زن نا شکیب ہوتے تھے

علمشاہ خلعت فاخرہ پہن کر سہرا باندھکر دولہا بنے ہوے تخت پر جلوہ گر تھے جام مے ارغوانی کا دور چلتا تھا ہنگامہ نشاط گرم تھا انکو تو اس مزے مین چھوڑیے لیکن لشکر امیر کا ذکر سنیے کہ بادشاہ حالت زخمداری مین پہاڑ پر بیہوش پڑے ہین اور گرد امرایان سلطنت سب کے سب زخمی ہین جب شاہ کو ہوش آتا ہے فرماتے ہین کہ مجھے گھوڑے کی پیٹھ پر باندھکر لشکر حریف مین جانے دو کہ اس بے عزتی سے لڑنا اور جان دینا بہتر ہے اس کلام سے شاہ کے شور گریہ ناموس امیر مین بلند ہوتا ہے لیکن جب آنکھ بادشاہ کی دوبارہ غش سے کھلی فرمایا کہ ایک عمرو کے نہونے سے لشکر اسلام پر یہ آفت ہے جو اسے نام بھی عیار ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہو سکتا یہ کلمہ حضرت سے بن کر چالاک بن عمرو کو سنکر برا معلوم ہوا اور

دل سے اپنے مشورہ کیا کہ یا تو چل کر اپنی جان دیدے یا اُس قحبہ حسینہ کو مار ڈال یہ سوچکر پوشاک
عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور جب لشکر لقا میں پہونچا وہ دھوم علمشاہ کی شادی کی
دیکھی خدمتگار کی صورت بنکر ایک شخص سے پوچھا کہ کس کی شادی ہے اُسنے سب ماجرا حسینہ
کے عقد کا بیان کیا اور کہا حسینہ باغ سے بیاہ کے آئیگی چالاک باغ کا پتا پوچھکر چلا اور
قریب باغ پہونچکر صورت اپنی ایک ساحر کی بنائی گھوسے چندن کے تمام جسم پر لگائے
بال فتیلہ فتیلہ بٹ کر جٹا میں خاک آلودہ کرکے لٹکائیں سامری و جمشید کی تصویریں کہنی
تک باندھیں تہمد دھوتی باندھکر ایک تختی ماتھے پہ ہیرے کی اس طرح جڑی کہ معلوم
ہوتا تھا گویا ہیرے کا ہے اور اس تختی پر کندہ کیا کہ مصاحب خاص افراسیاب جادو
ہیں ترسول اور منقل آتشیں لیکر اندر باغ کے آیا جسنے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہا افراسیاب کے
پاس سے آیا ہوں لوگوں نے بڑھکر حسینہ سے خبر کی یہ قحبہ عروسی سے باہر نکل آئی اور
استقبال کیا اندر بارہ دری کے لائی کہا تشریف رکھیے چالاک نے کہا ہمیں بیٹھنے کا حکم
نہیں یہ نامہ تمہیں شہنشاہ نے دیا ہے اسکا جواب لکھدو یہ کہکر ایک نامہ نکال کر دیا حسینہ
نے پڑھا لکھا تھا کہ مرحبا کیا کہنا اے حسینہ تمنے بڑا کام کیا کہ لشکر حمزہ کو برباد کیا ہم باغ
سامری میں سیر کو گئے تھے وہاں سے میوہ تھوڑا لائے تھے سب اپنے ملازموں کو تقسیم کیا
تمہیں تھوڑا سا مکار جادو کے ہاتھ بھیجا ہے اس میوے کے کھانے سے عمر ترقی کرتی ہے
کہ باغ سامری میں بڑی بڑی کرامت ہے تمہیں چاہیے کہ اس میوے کو
وقت پہونچے اسی وقت کھانا اور ان لوگوں کو جو تمہارے مصاحب خاص ہوں
کھاتے وقت رکھ لینا باقی اور سب کو ہٹا دینا مبادا ایسا نہو کہ کوئی ناپاک ہو اور اسکا سایہ
پڑ جائے اور بے ادبی ہو اب تم لڑائی بہت جلد فتح کرکے یہاں آؤ تو ملک و مال اور زیادہ
عطا کیا جائے نامہ تمام والسلام یہ مضمون حسینہ پڑھکر شاد ہوئی اور سب کنیزوں سے کہا
تم باغ کے باہر جاکر ٹھہرو اور چند انیسوں کو اپنے پاس رکھ لیا لیکن اُنسے بھی کہدیا کہ
تو یہاں ٹھہرو بعد اس انتظام کے کہا اے مکار جادو لائیے میوہ دیجیے چالاک نے
اپنی میوہ بہت سا نہایت خوش رنگ و آبدار تر و تازہ نکالا اور طشتریوں میں
آپ تو ندرت کی یہ حسینہ کو دیا اسنے بھی سر پر رکھا اور کہا کیا پرورش شہنشاہ کی ہے
ہیں اپنی کنیزوں کا خیال رکھتے ہیں اور چونکہ اپنے سر کی نامہ میں شہنشاہ نے قسم لکھی ہے کہ

میوہ کھانا ہو۔ لہٰذا اے مکار میں تمہارے سامنے کھاتی ہوں تم شہنشاہ سے عرض کر دینا یہ کہکر وہ
میوہ کہ آغشتہ بیہوشی تھا آپ بھی کھایا اور افسون کو بھی کھلایا کھاتے ہی بیہوش سب ہوگئیں اور
چالاک نے سب کے سر کاٹ ڈالے حسینہ کو بھی ذبح کیا انکے مرتے ہی شور و غل برپا ہوا
تاریکی چھا گئی ساحرنیاں اور ساحر باغ کے باہر سے دوڑے لیکن چالاک نے اسی تاریکی میں
خرزہ ہیکل امیر کی گلے سے حسینہ کے اتار لی اور دیوار باغ پھاند کر روانہ ہو گیا اور ساحر بھی
گھبرا کر بھاگ گئے ہنگامہ برپا ہوا اب کیفیت سُنیے کہ بارگاہ سلیمانی میں علمشاہ جو دولھا بنے بیٹھے
تھے حسینہ کے مرنے سے سحر انکے سر سے اتر گیا اور ایک لمحہ بھر بیہوش ہوگئے پھر جو آنکھ کھلی دیکھا میں
دربار لقا میں بیٹھا ہوں اور وضع میری زمرد پوشوں کے مانند ہے یہ دیکھکر انھوں نے
اہل دربار سے پوچھا کہ میں کس حال میں ہوں انھوں نے کہا آپکی شادی ہے اور آپنے
خداوند کو سجدہ کیا ہے سارا حال عشق اور لڑنا انکا از ابتدا تا انتہا سب بیان کیا علمشاہ
غضبناک ہوکر اٹھا کہ افسوس اس کافر نے مجھ ایسے مجاہد سے لشکر اسلام کو قتل کرایا اور اپنے
تئیں پرستش کرایا پس شمشیر کھینچ کر نعرہ کیا کہ نعرہ

علمشاہ رومی شیر فیل زور	کہ تخت فرق افگندہ شور
من آنم کہ نامم زہرا انجمن	بخوانند جز رستم پیلتن

بارگاہ لقا میں شمشیر زنی شروع ہوئی غلغلہ جو ہوا سرداران امیر ایک خیمہ میں مقید تھے
انپر سے بھی سحر بوجہ مرنے حسینہ کے اتر گیا تھا نعرہ علمشاہ سُنکر بلند حوصلہ اور بانام شیرزن
وغیرہ قید آہن توڑ کر ہتکڑی بیڑی پکڑ کے نکلے اور دربانوں کو مار کر اسلحہ لیکر بارگاہ کی طرف
دوڑے علمشاہ بھی لڑتے ہوئے باہر آئے تھے لشکر لقا جو باہر اترا ہوا تھا اور سپہ گری سے فوج
جلدی ہی کمربندی کرنے لگی لیکن انھوں نے ہزاروں کو دم بھر میں قتل کیا ایک تہلکہ پڑ گیا اس
عرصہ میں چالاک نے جاکر پہاڑ پر لشکر اسلام کو اس حال کی اطلاع دی جو سردار کہ بہت
زخمی نہ تھے وہ فوج تیار کرکے آگے ۔ راوی کہتا ہے کہ امیر حمزہ کو عیار جو غار میں بند کر آیا
تھا بعد ایک روز کے وہ ہوشیار ہوئے اور پتھر در غار پر سے ہٹا کر باہر نکلے لیکن راہ بھول کر
کوہستان میں پھرا کیے دو روز کے بعد ایک کاہ کش کو صحرا سے اجرت دیکر ہمراہ لیا اور اس
وقت قریب لشکر پہونچے کہ سردار اور علمشاہ فوج سے لقا کی لڑ رہے تھے کہ یہ بھی آکر حملہ آور
ہوئے اور اسم اعظم پڑھا کہ سحر ساحران حسینہ کا کچھ اثر نہ کرسکا اور پھر کر تلوار چلنے لگی مشعل

کاسہ گدائی کے ٹھوکرین کھانے کی نظم

ہوئے حمزہ کے گرد با شور و شور　　تھا سلیمان پہ اک ہجوم سور
ایک تلوار اور دو سے چار　　بسکہ یاران ہوئے فی النار
بڑھے جیسے ہم مہاجر و انصار　　تھام کر تیغ و دشنہ و تلوار
گوش تک تان چلہ کمان لائے　　تیغ میدان امتحان لائے
تھا جوان سے جوان تو پیچ پیچ　　گرد سے گرد تھا گریبان گیر
کام کرتی جہان تلک کہ نظر　　نظر آتے تھے لوٹتے تن و سر
گردن ان سرکشون کی پست ہوئی　　بادۂ خون سے مرگ مست ہوئی
سپرون کا ابر چھایا تھا　　تیغ نے صاعقہ دکھایا تھا
مومنین زور تیغ یزدان سے　　لے گئے گوے فتح میدان سے
خوف شیران دین سے اہل ضلال　　سب گریزان ہوئے مثال غزال
کافران گلہ گلہ رہ گریز　　مومنان پر قفا خنجر تیز

آخر لقا شکست کھا کر تا بہ عقیق کوہ مین چلا گیا اور ساحر طرف طلسم کے بھاگ گئے اور بہت سے مارے گئے امیر نے تمام اسباب حریف کا لوٹ لیا اور بارگاہ سلیمانی لیکر جہان پہلے استادہ تھی وہین برپا کرائی لشکر اور بازار برن کھلین پہاڑ سے ناموس اور بادشاہ وغیرہ سب داخل لشکر ہوئے ہر ایک کی زخم بندی ہوئی چالاک نے حرز ہیکل امیر کو دی آگے خلعت امیر نے دیا اس طرف بختیارک نے عرض سلیمان سے کیا کہ لکہوائی کر اب افراسیاب اور کسی کو براہ امداد اپنے خداوند کے روانہ کرے لیکن کہ حسینہ نے خداوند کی یہ خطا کی کہ وہ پسر حمزہ پر عاشق ہوئی لہذا خداوند نے اسکو غارت کر دیا اب خداوند منتظر ہین جلد لتعمیل حکم بجا لانا یہ لکھ کر پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا عرضی اٹھا لیگیا لیکن حال طلسم کا سنئے کہ پنجہ اٹھا کر برق لامع کو پاس افراسیاب کے باغ سیب مین لایا اسنے سحر کر کے اسے ہوشیار کیا اور حقیقت حال زبانی اسکی سنکر فرط ندامت سے سر دھنا برق لامع کو اسکے ملک کی سمت رخصت کیا اور چاہا کہ برق چشمک زن کو طلب کر کے بہر مقابلہ مہرخ روانہ کرے اسوقت ایک ساحرہ زبردست آفت جادو نام مقرب بارگاہ شاہی سردار ذی احترام حال بادشاہ کے پاس بیٹھا افراسیاب

رنجیدہ بیٹھا تھا اسکو بھی خندہ زن ہوتے دیکھ کر بغضب تمام فرمایا کہ ای بے ادب بجای افسوس
دیگر یہ حال پر اپنے مالک کے ہنستا ہی آفت نے کہا ای بادشاہ مین عمرو اور مہرخ کے اقبال کو
دیکھ کر ہنستا ہون کہ کیسے کیسے ملازم اور جان نثار سامری و جمشید کے یادگار ان لوگون کے
ہاتھ سے ذلت اٹھاتے ہین اور بھاگ بھاگ آتے ہین حقیقت تو یہ ہی کہ عمرو پر فتحیاب ہونا
بہت مشکل ہی افراسیاب ان کلمات لاطائل سے آگ ہو گیا اور کہا ای بدسرشت نالایق دور ہو
آج سے دربار مین نہ آنا تو شوکت حریف کی بیان کرکے میرے اہل دربار کی دل شکنی کرتا ہے
جادہ صواب سے خلاف قدم دھرتا ہی آفت ساحر معزز ہی اسکو سخنان درشت کی تاب نہ
آئی اور کہا ہوا کہ ای افراسیاب ای مغرور اور استکبار سے سامری نے تجھپر بلا نازل کی ہی
کہ بمصداق اسکے غرور جسنے کیا سو مردود خطاب ہوا + معلم الملکوت آج تک خراب رہا ہے ان
ذلتون کو کبھی اٹھا کر تو باز نہین آتا مین سچ کہتا ہون کہ تو عمرو کو قتل نہ کر سکے گا بلکہ وہ بھی
اسکا مجھے سچا معلوم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی شریک عمرو کا ہی جبھی اسکی
تعریف اور طرفداری کرتا ہی خیر اس بدزبانی کا مزا ابھی تجھکو چکھاتا ہون دیکھون کہ عمرو
کیونکر تجھے بچاتا ہی یہ کہکر اپنے ملازمون کو کہ ہزارون ساحر اسوقت حاضر دربار تھے حکم دیا کہ
اس گستاخ کو گرفتار کرین ساحر آفت کو قید کرنے اٹھے اسنے بھی چاہا کہ سحر کرون لیکن تنہا
تھا وہ بہت تھے کچھ بس نہ چلا اور ساحرون نے فورا مقید کر لیا افراسیاب نے حکم کیا کہ دریای
خون روان کے پار اسے لے جاو اور گنبد نور کے سامنے طلسم ظاہر مین جو میدان وسیع
ہی وہان لکڑیون کا انبار کرکے اسے سامنے لشکر مہرخ کے جلا دو کہ وہ بھی اسکا حال خراب
دیکھے اور وہان تک عیار وغیرہ سب آ سکتے ہین دیکھون کہ اسکو کیونکر چھڑا لے جاتے ہین
آج شب بھر یہ تیرہ روزگار اسی میدان مین قید رہے کل صبح کو مابدولت بھی گنبد نور پر
جدہر مہرخ کا لشکر دکھائی دیتا ہی اس طرف کے برج مین اکر بیٹھین گے اور سیر اسکے جلنے
کی اور حسرت کرنا اسکے مددگارون کا ملاحظہ کرینگے یہ حکم سنکر کئی ہزار ساحر آفت کو مقید کرکے
بحفاظت تمام لے چلے تمام طلسم باطن مین غلغلہ پڑ گیا اور آفت کے گھر مین بھی یہ خبر پہونچی
زوجہ اسکی ملکہ جلال سحر افگن جادو مع کئی سو کنیزان خوش جمال کے روتی پیٹتی چلی کہ
دیدار آخری اپنے شوہر کا دیکھ لون اور جتنے دوست اور ملازم آفت کے تھے وہ سب گریان
و نالان ماہی سے پریشان چاک گریبان روانہ ہوے لیکن خوف سے شاہ طلسم کے کوئی پاس

نہین جاتا ہی بلکہ سب دو بدو ور چلے آتے ہین جس وقت کہ قید اسکی دریا سے پار اُتری سارے
طلسم ظلمات مین غلغلہ پڑگیا اور طائران سحر نے خبر جا کر حیرت کو پہونچائی یہ بھی سوار ہوئی
کہ اس حال کو چل کر دیکھون سب افسران فوج ساتھ ہوئے نقارے طلسمی بجنے لگے منادی
نے ندا کی کہ جو شخص شہنشاہ طلسم سے سرکشی کریگا یہی حال اُسکا بھی ہوگا شدہ شدہ یہ خبر لشکر
مہرخ مین بھی پہونچی مہرخ نے سنا کہ آفت جادو ہماری محبت مین جلایا جاتا ہی عمرو نے
بھی سنا سب کے سب بیقرار ہوگئے اور مہرخ نے نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا چاہا کہ جا کر
آفت کو چھین لاؤن مگر عمرو نے کہا ای ملکہ فوج بادشاہ طلسم سے تم مقابلہ اگر کرسکتین تو
ہم پھر شاہ طلسم کو قتل نہ کر ڈالتے یہ مصیبت کیون اُٹھاتے بھلا تم کیونکر آفت کو چھین لاؤگی
اس سے بہتر ہے کہ سرداران لشکر بزور سحر کچھ زمین مین غرق ہو جائین اور کچھ آسمان
کی طرف اُڑین اور چھپ کر سر موقع ٹھہرین جب میرے نعرے کی صدا سنین تو فوج افراسیاب
کو بیہوش دیکھین اوسوقت قتل و غارت آغاز کرین اور تھوڑا لشکر یہان رہے اور تھوڑا
سردارون کے ساتھ جائے اور کمین گاہ مین بیٹھے اور یہ سب انتظام پردہ شب مین کرنا تھا
دن جو باقی ہی اسے گذرنے دو ورنہ حال کھل جائیگا لیکن مین ابھی سے جاتا ہون اور فکر
عیاری کی کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا مین پہونچکر زفیل عیاری بجائی سب عیار ایک
جگہ جمع ہوئے اُنسے سارا حال کہا سب نے عمرو سے بیان کیا کہ ہم یہ یہ عیاری کرینگے جو
عیاریان کہ عیارون نے بیان کین وہ عمرو نے پسند کین کہ حال اونکا آیندہ مذکور ہوگا
اور سب عیار چلے عمرو بھی ایک سمت روانہ ہوا اور اس طرف ساحران غدار آفت کو
لیے ہوئے اُسی میدان مین پہونچے حیرت بھی آئی اور ایک طرف ٹھہری اور انسلئے کہ حکم
افراسیاب تھا کہ شب بھر مقید رکھ کر انبار ہیزم لگا تا اسوجہ سے جب ماتم کدۂ دہر مین
عروس روزگار نے لباس سیاہ پہنا اور شام غم نے بصد الم منہ دکھایا کہ نظم

عابد زندہ دار شب مہتاب	اس سلسلے نیلگون پہ شتاب
رشتۂ کہکشان کو لے بصفا	دانۂ اختران پرونے لگا
اوسکی تسبیح کی تھی اس لیے فکر	تاکرے اپنے کبریا کا ذکر

آفت کے واسطے چوکی اور پہرا مقرر ہوا ایک طرف حیرت کا خیمہ استادہ ہوا یہ بھی فروکش
ہوئی ایک ساحر جسکا پیر جادو نام خندق کھدوا کر ہر سمت سے منگوا کر لکڑیان انبار کرنے لگا لشکر

طلایہ ہر طرف پھرتا تھا اور اس طرف عمرو نے حسب نصیحت خواجہ بقیہ فوج کو ہمراہ لیا اور
براہ مخفی روانہ ہوئی اور قریب اُس بیابان کے پہونچکر بسا حد سمت زمین و آسمان جاکے پیچھے فوج
کمین گاہ میں ٹھہری لیکن عیار جو مشورہ کرکے چلے تھے اُن میں سے برق فرنگی قریب
اُس میدان کے جب آیا اُسنے تدبیر کو لکڑیوں کی تدبیر کرتے دیکھا صورت اپنی ایک ہیزم
کش کی ایسی بنائی اور ٹھیر کاندھے پر رکھکر سامنے تدبیر کے آیا کہا میں ایک درخت کاٹ
رہا تھا اُس میں سے شعلہ نکلا وہ شعلہ پری بنکر ناچنے لگا میں بھاگا آپ بھی چل کر دیکھیے تدبیر
کو ایک تعجب ہوا اور برق کے ہمراہ چلا برق اسکو تنہائی میں لایا اور حباب بیہوشی اسکے منھ
پر لگا کر اسے بیہوش کر دیا اور غار میں کپڑے اتار کر بند کرکے اُسکی صورت آپ بنکر آیا اور ہر
سمت انتظام لکڑیاں جمع کرانے کا کرنے لگا اب لکڑیوں کو اس طرح انبار کرایا کہ بیچ انبار میں
اُسکے جوف رکھا ایسا کہ اگر چاہیں تو دو تین آدمی اُس جوف میں اُتر کر جدھر چاہیں چلے جائیں
یہ تو اس کام میں مصروف ہے کہ قران بھی یہاں آیا اور لکڑیوں کا انبار دیکھکر ایک جگہ جنگل
میں بیٹھکر نقب کھودنے لگا کہ نیچے لکڑیوں کے جا کر نکلوں اُسوقت ضرغام اور جانسوز بھی
آئے اور صورت ساحروں کی بنا کر لکڑیوں کے ڈھیر پر روغن بیہوشی آمیز اور بیہوشی ڈالنے
لگے یہ سب تو اپنے کام میں مصروف ہیں لیکن ذکر عمرو کا سنئیے کہ یہ جو مشورہ کرکے چلا
تھا کنارے کنارے دریاے خون رواں کے روانہ ہوا یہانتک کہ قریب ایک باغ کے
پہونچا دیکھا گلشن نگارین ہے رشک دہ بہشت بریں ہے درخت سرکشیدہ و مانند ہر نہال فیض
باغبان ازل سے نہال وارجمند لیکن ہر طرف اداسی چھائی ہے ہر ایک گل گریبان چاک ہے
نہ وہ رعنائی ہے نہ زیبائی ہے

نظم

تھی ہر سو لاجورد جو دیوار
اُس میں رخنے پڑے ہزار ہزار
تھیں جو سقف میں منقش و رنگین
ہیں ابابیل آشیانہ گزین
گرد فاختہ کا بسیرا ہیں
ہیں سر کنگرہ نہ کوکو زن
شاخ پر بلبل حزین بیٹھی
کر رہی ہے صدا سے فاعتبروا

غرض جب اندر باغ کے پہونچا ایک گوشہ میں ٹھہر کر نظارہ کنان ہوا عجیب معاملہ نظر آیا یعنی ملکہ ہلال
سحر افگن زوجہ اُنشا کی جو شہر بند کے سے چلی تھی طلسم ظاہر میں یہ باغ اوس کی سیرگاہ
ہے اِس لیے یہاں ٹھہری ہے کہ شب بعد سوگ و ماتم و نوحہ و شیون کرے اور صبح کو اپنے شوہر

کے پاس جا کر اپنی بھی جان دے ابتدا عمرو نے دیکھا کہ کئی سو عورتیں سیہ پوش ملکہ کو گھیرے مشغول گریہ و بکا ہیں اور بیچ میں وہ غیرت ماہ تاباں خسوف الم میں مبتلا اپنے شوہر غریب کو یاد کر کے بلبلاتی ہے اور روتی ہے کہ

نظم

بید مجنون کا اک درخت وہاں ۔ جسکے سایہ میں تھی عاشقوں کو اماں
شاخ تھا جسکے وہ نازنین کمسن ۔ حسن میں بے نظیر حسن کے دن
نہ تو دنیا کی کچھ خبر اوسکو ۔ نہ تو پروا ہے یا دسر اُسکو
تھی وہ بیزار اپنے جینے سے ۔ کام تھا خون دل کے پینے سے
گاہ جانان کا نام لیتی تھی ۔ گاہ دل تھام تھام لیتی تھی
گاہ بیدم خموش رہتی تھی ۔ گاہ باد صبا سے کہتی تھی
کہ اری صبا ہو گذر اگر وان تک ۔ لیجیو زندان میں میرے جانان تک
کہیو اک نامراد مرتی ہے ۔ ہجر میں تجھکو یاد کرتی ہے
دیکھ کر اس طرح اُسے مایوس ۔ برگ بلشتہ کے دان کہے افسوس

عمرو نے بین کرتے جو اوسکو سنا سمجھا کہ یہ زوجہ آفت ہے فوراً گوشہ باغ میں چھپ کر صورت اپنی ایک ضعیفہ عورت کی بنائی کہ سر سفید کمر پشت لکڑی ہاتھ میں لیے روتی ہوئی ہائے ہائے فرزند کہتی ہوئی سامنے اُس نازنین کے پہونچی اور سر سے پانک بلائیں لینے لگی لگا کر خوب روئی اور کہا میں آفت کی کھلائی ہوں غرض بعد رونے پیٹنے کے کہا اے ملکہ ذرا باغ تک تم تنہا میرے ساتھ چلو میں ایک تدبیر کو بہر رہائی تمھارے شوہر کے جانتی ہوں تم بھی وہ کیفیت سن لو ہلال سب کو چھوڑ کر اکیلی بڑھیا کے ساتھ چلی عمرو نے اُسکو تنہائی میں لاکر حباب بیہوشی منہ پر مارا کہ بیہوش ہو گئی پس پیرہن اوسکا لے کر اپنی صورت مثل اوسی کے بنائی اور اُسے زنبیل میں رکھ لیا وہان سے جب پھر کر اُسی جگہ آیا کہ وہ کنیزیں کھڑی تھیں یکایک پکارا کہ ہت تیری اُسوقت کنیزیں انہیں جلیسیں قدم پر گر کر سمجھانے لگیں کہ اسے نازک بدن یہ سن و سال تیرا جلنے کے قابل نہیں واسطے سامری و جمشید کے اس برہ کی آگ کو دل سے بجھا ہلال نے جواب دیا کہ

جسے عشق کا تیر کاری لگے ۔ اُسے زندگی جگ میں بھاری لگے

ساری عمر آتش فراق میں جلنے سے یہ بہتر ہے کہ اپنے دلدار کے ساتھ جلکر نام روشن

مہاجرت سے ٹھنڈی رہون کیسے

لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیان نہو ۔ جل جیجیے اس طرح سے کہ مطلق دھوان نہو

یہ کہکر زار زار روئی اور پکاری کہ دوہرہ

آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل ہو جل جائے ۔ یہ پاپی جیرا نہ جلے کہ جیہان آہ سمائے

اور کنیزون سے حکم کیا کہ لاؤ اسباب عروسی کہ اس رات کو سامان آخری اور وصال جاودانی کر لین اور ملاقات روحانی کے لیے آراستہ ہو لین کنیزین کشتیان لباس و زیور کی سامنے لائین ہلال نے اپنی زلفون کو سنوار کر اور بالون کو بکھیر کر پشت پر ڈالا ہر بال مین موتی پرو یا کہ یہ معلوم ہوتا تھا بقول کبیشر ہندی کبت

شکنے جیسے جہار بالون ہو رنگ و ارپورن کی دار وہ سونپن کارسے ہین

بین ہنہار کدھون ناگن سے ناگ کدھون تار کمتول کی سوہین سنواری ہین

کاجھون کا رسے اندھیاری سون اندھیاری پریم پیت اور پڑواری سدا سون سدھاری ہین

لائے لٹکائے گوری پیٹھ اور پڑوارے سونپنی دلوار او پر جیلی کے پیاری ہین

اور مسی کی دھڑی اور پان کا لاکھا اس طرح جمایا کہ دل اہل دل کا دھڑی دھڑی کرکے لوٹ لیا بلکہ لاکھے نے جان عشاق پر کردر اکیا کہ کبت

کنگنا سے کہا کیسے آپ پایا ہی گن راجت اور لبی کی

جادن سے ورسی مسکیان سو کان ہنسی لب تیری ہنسی کی

چندر کے آنن مین تل راجت ایسی پراجت دانت مسی کی

پھولن کی پھلوارن مین مانون کیلت ہین جمنا جلسی کی

اور سر سے پانک سرخ لباس زیب جسم فرمایا شعلہ آتش عشق کو دونا بھڑکایا گات کو ابھار کر جوبن کا عالم دکھا کر دل عاشق کو بیتاب بنایا کہ کبت

سیندور کی سی بٹوا کدھون انار بارہ کی سی سری جھل کے تھا بٹھ مانون نارنگی لگائی ہین

ہیبا جیا گات سے تھا بٹھ جیچی وریا پان کی سی مردنگی کی سنک دیا اولٹ دھرا مین ہین

کیلے کے کیندا لی جلکوی جیل اکھوا ہوت تیرے اوبجن مین کنج کی سی چھائین ہین

کست مرہم داس رہے پریم ہی کے ساتھ کام جوٹ کا رہے کچھ توہری لگائین ہین

الغرض جب اس طرح آراستہ و پیراستہ ہو چکی کنیزان خوش رو و یاسمن بو نے ستی کی پوجا کی اور

ہار پھولون کے و دونے مٹھائیون کے گرد اُس نازک بدن کے ڈھیر کر دیے اور تخت پر ملکہ سولہ پدولی
کہارون نے تخت اُٹھا لیا ہلال نے قہقہہ لگایا اور بقول شاعر ہنست کھیلت اسیتلی کے
سائین کے دربار + ایک ناریل لیے دمبدم اوسکو اُچھالتی روانہ ہوئی جدھر سے وہ تخت نکلا
تمام ساحران طلسم رعایا برایا سب کا مجمع ساتھ ہوا ہر ایک مراد اور منت مانگنے لگا پوجا ہونے
لگی ستی کے ہاتھ سے پرساد کے طلبگار ہوتے چاہتے تھے کہ اسمیں دے اور ستی جب خلق کا
مجمع زیادہ دیکھتی تھی تخت ٹھہرا کر مذمت دنیا کی و دون ہر ایک کو سناتی ہر سے گیان دھیان
لگانے کی تاکید کرتی کہ بچا جو اپنے ہر سے پیت کرے اور گھٹ مین جسکے وہ بسے ہر وہی مین سما کر
تن من اُسی کے نام پر سانپنے اُسکو پران چھوڑنا آسان ہو جب چولا چھوڑتے تب اسکو پانے سنسار
مین پریت کی ہر کی اچھا سیفو رن ہے جس سے ہر دم ہر سے بھینٹ ہو ایک ہو جاوے کہ قطعہ

الف ایک بوند کی سائین — ہر گھٹ مین ڈالی ہر چھایا ہین
جہان دیکھو تہان روپ ہی نیارا — ایسا ہے پورن پیارا

وجہن کہے تو کیا کہے کچھ کہنے کی نہین بات
سمند رسما لو بوند مین اچرج بڑو دکھات

ڈنڈلے اور بانسری سامنے تخت کے بجتی تھی ستی کسی کو پھول توڑکر دیتی کسی کو خاک پر جا پرلی
اکبار کسے حوالہ کرتی کلام نصیحتانہ زبانی روانہ تھی بیان یہ تا کہ تازہ فراق شاہد شب مین جلتا ہوا
گنبد مشرق سے نیر تابان نکل کر تخت فلک پر سوار ہوا اور جگر سوزی عالم کو دکھانے لگا قطعہ

اک طرف سے عیان ہوا خورشید — صبح کہتے ہے جانماز سفید
طالب طاعت آلہ ہوا — یعنی خود شکل سجدہ گاہ ہوا

صبح ہوتے ستی اُسی میدان مین جہان انبار ہیزم کے پہنچی اور افراسیاب بھی
اپنی خوابگاہ سے اُٹھکر گنبد نور پر آکے جلوہ گر ہوا اور سارا طرف آفت جادو آفت مین
مبتلا با دل حزین رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کر رہا تھا کہ خداوندا مین بھی مثل تیرے
کے مطیع اسلام ہوا ہون مجھ پر سے اس آفت کو دور کردے اور واسطہ خاصان خدا کا دلاتا کہ
کبت سگر دشنا رپکارت ہی جبریل کو اترتو ہین سکھایو + تین ہزار برس نبی جی سے آگے تاہم
سے سلمان کو چھڑایو بھیڑ پڑی جب خیبر کی تب اتر بار کے سیس چلایو + مین بھی کر ولن
سنگھ اکو میرے ہی بار کو بیر لگایو + یہ دعا کر رہا تھا کہ یکایک ہنگامہ ہوا اور تخت ستی کا

وہان آیا ساری خلقت اُسکی طرف چلی اور تخت کو گھیر لیا پوچھنا شروع کیا کہ ہمارے یہان اولاد کب ہوگی کسی نے کہا مین محتاج ہون مجھے دمبدم دولت کب ملیگی اسی طرح سے سب سوال کرتے تھے اور جواب ستی سے پاتے تھے کہ اس غلغلہ کو دیکھکر افراسیاب نے ساحران دربار سے حال پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے ایک نے عرض کی کہ زوجۂ آفت جادو شوہر کے ساتھ جلنے آئی ہے سنکر اُسنے بھی ستی کو اپنے روبرو طلب کیا اور اسکے جمال دلفریب کو دیکھکر غش کر گیا بہت سمجھایا کہ ای نازنین مانگ وہان سے مجھے اپنا شیدا جان کر جلنے سے باز آ اُس ماہوش نے جواب دیا کہ ای بادشاہ جب اس ہرہ کی آگ ٹھنڈی ہو تب چولا نکلی سہے آن دمن دولتیا تجھی سب خاک ہے کہ دوہرہ

لگی جل کر کوئلا بھی اور کوئلا جلکر ہوا کھر
مین پاپن ایسی جلی نہ کوئلا بھی نہ ہوا کھر

پہلا کہ تخت سے کود کر آفت کے پاس آئی اُسکو بحکم شہنشاہ ساحر انبار ہیزم پر بٹھا چکے ہین کہ ستی نے وہان پہونچکر اسکو گود مین لیا اُسوقت ساحرون نے آکر ستی کے ہاتھون پر کا جل پارکر امتحان لیا کہ یہ جل جائیگی یا عشق اسکا جھوٹا ہے دیکھین عشق کی آگ اسکے تن من کو جلا چکی ہے یا نہین غرض کہ جب کا جل ہتھیلی پر پایا ستی ہنستی ہنسا کی اُسوقت اُس میدان مین ایک انبوہ خلائق تھا حیرت مع تمام ساحران نامی کے گرد انبار کے کھڑی تھی کہ یکایک ضرغام و جانسوز نے جو انتظام کرتے پھرتے تھے کہتے گئی اور تیل کے کپے مین بہوشی ملی ہوئی تھی لکڑیون پر لا کر انڈیلے اور برق نے پولا جلا کر آگ لگا دی یکایک شعلہ بلند ہوا اور چارسمت سے آگ بھڑکی اُسوقت عمرو جو آفت کی لیے بیٹھا تھا اوسے جال مین لپیٹ کو زنبیل مین رکھکر اُس جوف مین کودا جو برق نے بنایا تھا جب تہہ زمین پر پہونچا جہان قران نقب لگائے بیٹھا تھا اُسنے کمند مار کر عمرو کو کھسیٹ لیا اور براہ نقب جہان سے نقب لگائی تھی اُس جھرے پر نکلا اس عرصہ مین سارے انبار مین آگ لگی اور بہوشی کا روغن اور منون بہوشی جو اُسپر پڑی تھی اُسکا دھوان کئی سو کوس تک پھیلا جتنے ساحر جمع تھے اور حیرت مع فوج کے چھینکین مار کر بہوش ہو کر گرے اُسوقت عمرو اور قران خنجر کھینچ کر دوڑے اور نعرہ بلند کر کے بیہوش ساحرون پر گرے اور سر کاٹنے لگے انکے سب کے تھنون مین پھول دافع بہوشی چڑھے ہین کہ خود بہوش نہو جائین پھر تو برق نکلی اور ضرغام اور جانسوز سب ساحرون کے سر کاٹتے تھے اور انکے نعرے صدا اسلام کے

اور بہار اور نافرمان اور مہرخ مو وغیرہ کوئی زمین سے اور کوئی آسمان کی طرف سے
پیدا ہو کر آفت برپا کرنے لگے نارنج اور ترنج گولے فولادی لگاتے تھے کہ ساحروں کے سینے
ٹوٹتے تھے اور شعلے اُنکے مرنے سے اور زیادہ بلند تھے آندھیاں اُٹھتی تھیں اور دھواں
بیہوشی کا ایسا بلند ہوا کہ افراسیاب کے گنبد میں جا کر گھستا اور افراسیاب کہ
نیچے کو جھکا ہوا یہ ہنگامہ دیکھتا تھا کہ یکایک بیہوش ہو کے قلابازیاں کھاتا ہوا طرف نشیب کے
چلا کہ شعلے زمین سے پیدا ہوئے انھوں نے شہنشاہ کو روکا اس عرصہ میں اندر کمرے کے سب
اہل دربار بھی بیہوش ہوئے لیکن مہرخ کی فوج کمین گاہ سے جو نکلی آئے اور تمام سرداروں
نے تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں کا کیا ملک لاکھون آدمی ہلاک کیے ایک تلاطم ڈال دیا کہ نظم

کھینچی مہرخ نے سحر کی تلوار — شعلے اُٹھنے لگے ہزار ہزار
صاعقے بجلیاں گریں ہر سو — ہو گئے ڈھیر کشتہ ہائے عدو
شور تھا ہر طرف کو ایسا بلند — ہوا پیدا فلک کو بیم گزند
برق محشر عیان گری اک بار — لشکر ساحران ہوا فی النار
سر دشمن پہ مثل برق آئی — لگی مثل اجل بفرق آئی
جب کہ وہ برق جگمگانے لگی — پشت گاو زمین تھرانے لگی
وہ چمکنا جو یاد آتا ہے — مہر گردون پہ تھرتھراتا ہے
پرتو تیغ سے وہان ناگاہ — جل گئی ہر طرف زمین گیاہ
سر پڑے تھے ہر طرف جون میخ — تیز تھا ہر طرف کو شعلہ تیغ

دریاے خون جاری ہوا عمرو اسباب لشکر حریف کا لوٹتا پھرتا تھا جو مرتا تھا اُسکا پیرہن
اور بٹوہ وغیرہ لیتا تھا کہ اس ہنگام میں شعلے آکر حیرت کو میدان قتال سے اُٹھا لیگئے اور
افراسیاب کو بھی ہوشیار کر دیا اُسنے آنکھ کھول کر ہنگامہ محشر برپا دیکھا ساری فوج کو خاک
و خون میں غلطان پایا حیرت کو ہوشیار کرکے مارے ندامت کے پر ہوا پیدا کرکے بسمت
ظلمات چلا گیا اور حیرت جو ہوشیار ہوئی اُسنے سب کو ابر شہر بنا کر ہوشیار کیا
اور آمادہ جنگ ہوئی اسوقت مہرخ اور بہار وغیرہ سمجھیں کہ ہم گنبد نور پہ جا سکینگے
اور حیرت اگر دریاے خون رواں سے اشارہ کرے گی تو دریاے سحر کا زور ہم سے گر دہو جاوے
پھر کوئی شکل نہ سکے گا فی الفور یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا کر پھری عیار بھی بھاگ گئے

کہ سب بحیرت تمام قتل و غارت کرکے اپنے لشکر ظفر احتشام مین پہونچے اور یہ داخل بارگاہ
ہوے ہوشن عالی ترتیب دیا اُسوقت عمرو اور سب عیار بھی آئے عمرو نے آفت ہلال
سحر افگن کو زنبیل سے نکالا انھون نے اِس آفت سے اپنے تئین بارگاہ مین پایا یا ہر
سمت حیران ہوکر دیکھنے لگے اُسوقت عمرو نے کہا اے آفت مین تجکو تنی بنکر لیے چلا
سے بقضا لنا سے رہا کرلایا اور سارا ماجرا مفصل کہہ سنایا پھر تو آفت نے اُٹھکر خواجہ کے
قدم پر سر رکھا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا مہرخ کو نذر دلائی خلعت لے بارگاہ مین
اُنکی اُتنا دور ہوئی مین عیش و آرام سے ساکن گزین ہوے لیکن افراسیاب بخیمہ ظلمات
سے پھرکر باغ سیب مین آیا اُسکا حیرت نے لاشین ساحرون کی اُٹھوائین اور
گریان و نالان بقیہ لشکر کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی اور چاہا کہ لشکر مہرخ سے بدلے
لیکن منتظر حکم افراسیاب ہوئی کہ دیکھون اِس امر مین شہنشاہ کی کیا رائے ہے اور
ادھر افراسیاب جب باغ مین آیا بغضب تمام باغبان قدرت اپنے وزیر سے
حکم دیا کہ جاکر بارگاہ مہرخ سے عمرو کو گرفتار کرلا اور جو کوئی بولے اُسے سزا دینا باغبان
اُسی وقت سنسان مین یہ سحر غرق ہوکر چلا کہ اندر زمین کے تو کوئی عیار نہ ملیگا اور
یہان عمرو بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک ذہن مین آیا کہ اے عمرو اتنی بڑی ذلت تیری
ذات سے شاہ طلسم کو پہونچی ہے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی تیری تلاش مین آتا ہوگا تجھے
ہوشیار رہنا چاہیے یہ سوچکر زنبیل سے ایک پہلوان ملک کشمیر کا نکالا واضح ہو کہ عمرو نے اکثر
ساحرون کو زنبیل مین قید کیا ہے بہت سے پہلوان جو مسلمان نہین ہوے وہ زنبیل مین
قید ہین اُنکو زنبیل کے محافظ جن کھانے دیتے ہین اور مقیدان زنبیل جانتے ہین کہ ہم
گویا ایک شہر مین ساکن ہین کیونکہ زنبیل مین سات شہر آباد ہین اور زنبیل جناب آدم
صفی اللہ کی ہے عمرو کو دی گئی ہے مثل ایک بٹوے کے ہے ذکر اسکا پہلے بھی مذکور ہوا الغرض
اُس پہلوان کو بیہوش کرکے اپنی صورت اُسکی بنائی اور بارگاہ مین ایک صحنچی کے اندر پلنگ پر
چپکے لٹا دیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا اِس عرصہ مین باغبان زمین بارگاہ
مہرخ مین پہونچا اور طبقہ زمین کا توڑکر باہر نکلا پکارا منم باغبان قدرت ساحر ان
نامی سنکر لوگ دوڑے اور تانچ وغیرہ مارے لیکن اُسنے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ ہوا سرد چلنے لگی
اور حضاران بارگاہ بیہوش ہوے باغبان نے دیکھا کہ عمرو بارگاہ مین نہین ہے خیال

گیا سب بارگاہ دیکھ لون تو اور سمت صحرا وغیرہ مین ڈھونڈھنے چلون بس پہنچی اور ہر ایک وغیرہ
مین تجسس کنان ہوا ایک جگہ پانگڑی پر عمرو کو سوتے دیکھا بچہ گھر مین دیکھا اٹھا اور جاتے وقت
صحرا اپنا اوتار لیا کہ مہرخ وغیرہ کو ہوش آیا اور باغبان نے بلندی سے پکار کر کہا کہ اے
نمک حرامان مجھے حکم شہنشاہ صرف عمرو کی گرفتاری کا تھا ورنہ تم سب کے سر کاٹ ڈالتا
خیر اب عمرو کو لیے جاتا ہون ہے کوئی تم مین ایسا کہ چھین لے اسکو اسوقت پھر ساحرون نے
ہاریل وغیرہ سنبھال کر قصد مقابلہ کیا لیکن عمرو جو گلیم اوڑھے موجود تھا اسنے کان مین مہرخ
کے کہا مین گلیم اوڑھے کھڑا ہون تم سردارون کو روکو کسی کو لڑنے نہ دو مہرخ نے سردارانِ لشکر
کو ممانعت فرمائی کہ باغبان سے کہا تم شوخواجہ کا خدا مالک ہے لیجانے دو سب ساحر چپکے
اور باغبان اڑتا ہوا تھوڑی دیر مین بخدمت شہنشاہ پہونچا اور عمرو کے بشکل کو سامنے
ڈال دیا افراسیاب نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد حسب الطلب حاضر ہوا کہا اس کو
ہوشیار کرکے قتل کر ساحرون نے نقلی عمرو کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب اس پہلوان
کی آنکھ کھلی ایک بادشاہ جلیل القدر کے دربار مین اپنے تئین پایا گھبرا کر شہنشاہ کو سلام
کیا افراسیاب نے کہا کیون او ناشیاد دیکھا تو نے کہ مین نے کتنا جلد تجھے گرفتار کیا اور
بڑے عذاب سے تجھے ہلاک کرونگا اس پہلوان نے عرض کیا کہ اے بادشاہ مین عیار نہین
ہون بلکہ حضور کا غلام اور ہم مذہب خداوند لقا کا پوجنے والا ہون افراسیاب نے
کہا ارے مین تیرے فریب مین نہ آؤنگا اور جلاد سے کہا اسے قتل کر اس پہلوان نے کہا
اے بادشاہ آپ عدل فرمایئے تحقیق خوب کیجیے مین کشمیر کا رہنے والا ہون خدا پرستون
نے مجھے زیر کرکے ہر چند چاہا کہ مسلمان کرین لیکن مین نے نہ منظور کیا اسوقت عمرو نے مجھے
زنبیل مین قید کیا آج مین حیران ہون کہ نہین معلوم حضور تک کون مجھے لایا اور کیونکر زنبیل
سے چھوٹا افراسیاب کو اسکے کلام تحقیق انجام سے شبہہ ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا
کہ یہ سچ کہتا ہے عمرو نے اسکو اپنی شکل بنا کر لٹا دیا تھا کہ باغبان پکڑ لایا ہے معلوم کرکے
پہلوان کا منھ دھلوایا رنگ روغن عیاری چھوٹا اصلی صورت ظاہر ہوئی اسکو رہا کرکے
خلعت دیا اور ملازم کر لیا بعد اسکے باغبان سے کہا کہ تو کیسا عمرو کو گرفتار کر لایا تھا اسنے
عرض کیا کہ مین نے عمرو کی صورت کا انسان دیکھ کر مقید کیا مجھے فن عیاری مین دخل
نہین مین سمجھا کہ یہی عمرو ہے میرا اس مین قصور کیا ہے افراسیاب نے عذر اسکا پذیرا فرمایا

اور ایک مجھے کو حکم دیا کہ صرصر عیارہ کو لشکر حیرت سے اُٹھا لائے پس جا کر صرصر کو لایا صرصر
نے شہنشاہ کو تسلیم کی اُسکو حکم ہوا کہ تو عیارہ ہے عمرو کو پہچان کر گرفتار کر کے حاضر کر اور اگر نہ لائیگی
تو بایان خود تجھے قتل کر دونگا کس لیے کہ تو کس دن کے لیے ہے دیکھ عیاران لشکر اسلام کیسی
عیاری کرتے ہیں صرصر لرزان و ترسان عتاب شاہ دیکھ کر بانہ عیاری سے درست
ہو کر روانہ ہوئی اور جب دریا کے کنارے پہونچی اور عیار بچیاں ملیں اُنسے سارا ماجرا بیان
کیا وہ بھی پھر عیاری پر روانہ ہوئیں اور صرصر بہ شکل مبدل قریب لشکر مہرخ پہونچکر ہر طرف
پھرنے لگی اتفاقاً ایک کنیز ملکہ مہرخ کی کسی کام کو جاتی تھی صرصر اُسکے پاس آئی اور کہا ملکہ
پاس مجھے بھی ملازم کرا دیجیے کنیز نے کہا کچہری میں جا کر جو کچھ عرض کرنا ہو کرو مجھسے یہ کام
متعلق نہیں صرصر کنیز کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی ایسے مقام تک آئی کہ جہاں تنہائی تھی
راستہ نہ چلتا تھا اور اُس جگہ فرصت پا کر ایک بیضہ بیہوشی منھ پر کنیز کے مارا کہ وہ بیہوش
ہوئی پس اُسکا اُتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور آ کر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی
جب سامنے مہرخ کے آئی ملکہ نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئیں رفع احتیاج کو جاؤنگی
صرصر لوٹا پانی سے بھر کر چوکی پر رکھنے آئی اس عرصہ میں مہرخ بھی وہاں آئی صرصر نے
اکیلا پا کر ایک حباب بیہوشی منھ پر مارا کہ مہرخ بیہوش ہو گئی صرصر نے اُسی جگہ بیٹھکر صورت
اپنی شکل صورت مہرخ کے بنائی اور لباس اُسی کا پہن کر اُسکے دست و پا سمیٹ کر اِس طرح
باندھا کہ ایک گٹھری ہو گئی اُس گٹھری کو ہاتھ میں لٹکائے وہاں آئی کہ جہاں توشک خانہ
تھا اور جو لوگ وہاں تھے اُنکو حکم دیا کہ تم یہاں سے ہٹ جاؤ میں ایک چیز مخفی رکھونگی
وہ سب چلے گئے صرصر نے ایک صندوق میں مہرخ کو بند کر دیا اور جب اُس جگہ سے باہر
آئی ملازموں کو بلا کر وہ صندوق دکھا کر کہا خبردار اسے نہ کھولنا ورنہ قتل کر ڈالونگی
غرض کہ اُس صندوق پر مہر سرکاری ہو گئی اور صرصر وہاں سے آ کر مہرخ کی جگہ تخت پر
بیٹھی اور بعد لمحہ کے حکم دیا کہ دسترخوان سامنے والی کھنچی میں بچھاؤ میں کچھ کھاؤنگی پھر حکم
دسترخوان بکاول نے چنا مہرخ نقلی وہاں آئی اس اثنا میں عمرو جو گلیم اوڑھ کر غائب
ہو گیا تھا ظاہر ہو کر باہر بارگاہ کے بیٹھے تو گیا بعد اسکے پھر آیا دیکھا مہرخ تخت پر نہیں ہے
لوگوں سے پوچھا ملکہ کہاں گئیں ایک نے کہا کھانا نوش فرمانے سامنے والی کھنچی میں تشریف
لے گئی ہیں عمرو یہ سنکر پاس مہرخ کے آیا ملکہ نے کہا خواجہ کھانا کھائیے عمرو نے کہا بسم اللہ

ہونے لگین اس عرصہ مین وہ کنیز جسکو صرصر نے بیہوش کیا تھا ہوشیار ہوکر آئی لیکن اب
حال صرصر سنئے کہ عمرو کو لیے جب وہ مین سے گذری طرف طلسمات کے چلی اس لیے کہ اپنی
راہ سے چلون کہ کوئی عمرو کو چھین نہ لے اور اس ہنگام مین عمرو کی بیہوشی اتر گئی آنکھ جو کھلی دیکھا
کہ مین پشتارے مین بندھا ہون اور صرصر لیے جاتی ہے مگر وہ مقام تنگ و تاریک ہے کہ جہان
خوف سے زہرہ آب ہوتا ہے عمرو یہ دیکھ کر چپ ہو رہا اور صرصر اس تاریکی کو طے کر کے قریب آتش
پہونچی اور پکاری ای بیابان آتش بحق افراسیاب مجھے راہ دے یہ کہکر آگ سے بھی
گذری اور جب اور آگے بڑھی یہان ایسی تاریکی تھی کہ زمین و آسمان کچھ معلوم نہ دیتا تھا
اور راستہ مفقود تھا صرصر وہان ٹھہری ایک ساحر اس جگہ ظاہر ہوا کہ تمام جسم اسکا مشعل
کی طرح روشن تھا اسنے صرصر کی کمر مین پنجہ ڈالکر چیخ دے کے ایک طرف پھینکا عمرو نے
مارے ڈر کے آنکھین بند کر لین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک پتلا آگ کا صرصر کو لیے جاتا
ہے یہان تک کہ وہ پتلا لیے ہوے قریب ایک آگ کے دریا کے پہونچا اور اس مین کودا اندر
دریا کے سیاہی تھی وہ پتلا غوطہ لگائے ہوے چلا عمرو کی مارے خوف کے جان نکلی ہوئی کہ
دل سے یاد و وکو اس اندھیرے مین یاد کرتا چپکا بندھا ہوا صرصر کی پیٹھ پر پڑا ہے لیکن
وہ ساحر اس دریا کے کنارے سے پہونچا اسوقت ایک سوار سامنے سے آیا اور صرصر کی کمر
مین ہاتھ ڈال کر اڑا بہت دور جاکر ایک پہاڑ نظر آیا اسپر وہ سوار اترا اور صرصر کو نیچے
پہاڑ کے پھینک دیا سر نیچے پاؤن اوپر غلطان و پیچان صرصر چلی عمرو کی آنکھین فرط
دہشت سے بند ہو گئین بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ صرصر مجھے لیے ہوے ایک باغ مین
آئی کہ باغ سیب یہی ہو سارا باغ طلسم کے مانند بنا ہے درخت گلدار پر بہار فصل خزان و آسیب
صرصر حوادث و دوران سے بری ہر طرف کو طراوت اور ہر سبزی طائران خوش الحان سحر کے
جانور بزبان بیزبان فصیح بیان و شیوا زبان جب نغمہ سرائی کرتے ہین یا افراسیاب یا افراسیاب
کی صدا دیتے ہین عمارات سب طلسمی تعمیر ایک حجرہ اور قصر پری کی تصویرین لگین سقف اور
ستون مین لگین بارہ دری جواہر لگین کہ مثنوی

دریا مین و گل اس مین انواع کے — طلسمات کل اس مین انواع رنگ کے
طلسمات کے سارے دیوار و در — نہ بیان کرے سے کوئی نہ زبان سے کرے
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر — نہ سردی نہ گرمی کا اس مین خطر

کسی کو ہو جس چیز کا اشتیاق / نظر آئے وہ چیز بالائے طاق
جواہر کے مانند از وحش و طیور / خراماں پھریں صحن میں دور دور
پھریں دن کو سارے وہ حیوان ہو / کریں رات کو کام انسان ہو
لگے ہر طرف گوہر شجر باغ / وہی دن کو گوہر وہی شب چراغ
بنائے ہوئے خار اور سب نہال / گل و غنچہ سب ولیکے دور از خیال
صدا آپ سے آپ گھڑیال کی / کہیں ناچ کی اور کہیں تال کی
رہے وان کے حجروں کا جو در کھلا / تو دنیا کے باجوں کی آئے صدا
اگر بند کر دیجیے ایک بار / تو جوں ارغنون راگ نکلیں ہزار
مکانوں میں مخمل کا فرش و فروش / بخط سلیمانی اُن پر نقوش
طلسمات کے پردے اور چلمنیں / ارادے پہ دل کے کھلیں اور بندھیں

بیچ بارہ دری میں تخت شاہی آراستہ تھا افراسیاب اُسپر جلوہ گر تھا ہزارہا ساحر دست بستہ حاضر تھا کہ صرصر نے پہونچکر مجرا کیا اور پشتارہ عمرو کا سامنے رکھ دیا عرض کیا یہ گنہگار سرکار حاضر ہو کنیز حکم عالی بجا لائی اور جانبازی کرکے عمرو کو لائی افراسیاب نے صرصر کو خلعت بیش بہا عنایت کیا اور حکم دیا عمرو کو کھولو ہنوز عمرو کو پشتارے سے نہ نکالا تھا کہ عرضی سلیمان عنبر مو کی مشتملبر احوال قتل حسینہ جادو جسکا ذکر اول مذکور ہوا ہے گذر آیا افراسیاب نے جب عرضی پڑھی جواب میں اُسکے عرضی خدمت لقا میں لکھی کہ یا خداوند کمترین نے فی الحال عمرو ایسے دشمن خداوندی کو گرفتار کیا ہے لہذا ملک بختیارک شیطان کو اپنی درگاہ سے یہاں بھیج دیجیے کہ وہ آکر عمرو کو قتل کریں اور انہیں کے ہمراہ میں فوج ساحران کر دونگا کہ وہ فوج حمزہ کے لشکر کو غارت کر دیگی یہ عرضی لکھ کر ملکہ خمار جادو کو دی کہ اسی وقت پاس خداوند کے لیجائے اور شیطان خداوند کو لے آئے خمار عرضی لیکر بزور سحر اُڑی اور بتعجیل تمام مسافت راہ طے کر کے کوہ عقیق کے قلعے میں پہونچی اور براہ ادب دروازے پر دار الامارت شاہی کے ٹھہر رہی اپنے آنے کی اطلاع کرائے قضارا یہاں چالاک بن عمرو واسطے جاسوسی اور دریافت حال بارگاہ لقا میں آیا تھا دروازہ پر دار الامارہ کے مرد بنا کھڑا تھا خمار نے اُس سے کہا میاں مرد ہے صاحب جاکر عرض کرو طلسم ہوشربا سے خمار جادو فرستادہ افراسیاب آئی ہے عرض شاہ طلسم

چالاک نے کہا آپ ٹھہریے میں عرض کرتا ہوں اور اندر بارگاہ کے گیا اور بغیر کچھ کہے سنے
باہر آکر خمار سے کہا کہ اے ملکہ جو حکم تمھاری نسبت ہوا ہے اُسے الگ آکر سُن تو خمار اُسکے ساتھ
ہولی چالاک اُسے تنہائی میں لایا اور کہا خداوند نے یہ پھل دیا ہے کہ اسے کھا کر ہماری بارگاہ
میں آنا سارا جسم نورانی ہو جائیگا خمار نے سجدہ کیا اور کہا کیا سرفرازی خداوند کی ہے اپنے
ایک احقر ناچیز بندوں کے حال پر یہ کرم ہے حاضر ہونے کی سرفراز فرمایا قطعہ

آن کہ با پال بتا کرد چو خاک راہم	خاک می بوسم و عذر قدمش میخواہم
سن ندا آمد کہ بجو راز تو بنالم حاشا	چاکر معتقد و بندہ دولتخواہم

بعد اسکے وہ پھل لیکر کھایا کھاتے ہی یہ خبر ملا کہ سر نیچے پاؤں اوپر ہو کے بیہوش
ہو گئی چالاک کمر میں پڑی اُسترا نکال کر سر اُسکا مونڈا اور نامہ افراسیاب اُسکے پاس سے
لیکر خود نامہ لکھ کر اُسکی جھولی میں رکھ کر اپنا راستہ لیا بعد چار گھڑی کے خمار کو ہوش آیا
سنبھل کر اُٹھی دل سے خیال کیا کہ وہ پھل جو خداوند نے بھیجا تھا اُسکی یہ تاثیر ہوگی کہ
انسان کیا کہ ہوش میں نہ رہتا ہوگا کیونکہ اول کی کثافت اور آلایش جب دفع ہوگی
اور قالب پلٹے گا ضرور ہے کہ انسان بیہوش ہو جائیگا اب یقین ہے کہ میں آج کی پاکیزہ
ہو گئی کہ جیسے لطف اسے پیدا ہوتی تھی یہ تصور کرتی ہوئی اور اپنے جسم کو نورانی ہو جا
سمجھ کر بار بار دست و پا کو دیکھتی ہوئی چلی پھر سر کے منڈنے کا خیال بھی نہ کیا یہاں تک
کہ داخل بارگاہ لقا ہوئی اور خداوند کو اپنے تخت پر جلوہ گر دیکھ کر سجدہ کیا اہل دربار
نے دیکھا کہ ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ آئی ہے لیکن سر منڈائے ہے سب ہنسنے لگے اور لقا
نے کہا اے خمار یہ قدرت کی سر سجدے سے اُٹھا کہ رحمت اپنی ہنسنے بخشی نازل کی خمار نے
سر اُٹھایا لقا نے قریب اپنے کرسی عنایت کی یہ آکر بیٹھی اُس وقت بختیارک نے اہل دربار
سے مخاطب ہو کر ایک شعر پڑھا کہ فرد

حسن کی طرح سے آیا نہ سر عشق میں فرق	زلفیں ہوتی منڈگئیں بال جال پریشان گیا

لیکن اس رمز کو بھی خمار نہ سمجھی اور نامہ افراسیاب نکال کر سامنے خداوند کے پیش کیا
لقا نے اپنے منشی کی جانب اشارہ کیا منشی نے نامہ لیکر لفافہ چاک کر کے چاہا کہ پڑھوں
اُسمیں کلمات نا ملائم اور دشنام سے بھری ہوئی تحریر تھیں کیونکہ نامہ چالاک نے بدل لیا تھا
منشی کے منہ سے ہراساں ہو کر خداوند سے عرض کیا کہ یہ نامہ شاہ طلسم لکھا ہے مجھ سے پڑھا نہیں جاتا ہے

سخجیتارک نے کہا لاؤ ہم پڑھ دون منشی نے نامہ حوالہ کیا سخجیتارک نے جو اُسے دیکھا ہیت ہنسا
اور کہا خداوند سُنیے اِس نامہ مین لکھا ہے کہ اے اوبے غیرت حرام زادے مسخرے گدہے نالائق
قرمساق بدتمیز خرس بادیہ ضلالت میمون خصلت خنزیر طینت خبیث صورت بداصل و بیہودہ
شکل سیاہ رو و تیرہ درون گمراہ اعنی زمرد شاہ مردود درگاہ آلہ لعن اللہ ابدا دلما بعد
ہزاران ہزار لعنت کے اے ملعون خدا تجھے کندۂ جہنم کرے کہ تو نے ہزارہا بندگان خدا کو گمراہ
کر رکھا ہے لازم ہے کہ خدمت باسعادت حمزۂ صاحبقران عالی تبار مین حاضر ہو کر
دین مبین اسلام اختیار کر اور دعوی الوہیت سے باز آ ورنہ لشکر کشی کر کے فوج ساحران
بھیج کر اس طرح تجھکو راہ دار البوار دکھاؤنگا کہ حسرت تیرے حال بد مآل پہ گریہ کرے گی اور تیرا
کوئی نام لینے والا بھی باقی نہ رکھونگا تھوڑا لکھا بہت جاننا نامہ تمام ہوا تو ہزارہا دشنام یہ
مضمون سنتے ہی لقا فرط غضب سے مثل رعد کے گرگرایا اور پکارا کہ اِس افراسیاب
حرام زادے کی اب شامت آئی ہے تقدیر کرکے آسے مین غارت کیے دیتا ہون اور دو فوج
بھیجتا ہون خمارہ غصہ دیکھ کر تھر تھر مثل بید کے کانپنے لگی اور عرض پیرا ہوئی کہ یا
خداوند یہ نامہ شہنشاہ ساحران نے ہرگز نہین لکھا معلوم ہوتا ہے کہ اثنائے راہ مین نامہ کسی
نے بدل لیا کس لیے کہ میرے روبرو جب شہنشاہ نے عمرو کو گرفتار کرایا تو منشی سے یہ لکھوایا
تھا کہ خداوند اپنے شیطان درگاہ ملک سخجیتارک کو بھیجین کہ وہ آکر عمرو کو اپنے ہاتھ
سے قتل کرین اور فوج ساحران طلسم سے ساتھ لے جائین لہذا اِس تقریر کے خلاف بیان یہ
گالیان لکھی نظر آتی ہین مجھے بڑا تعجب ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے آپ خداوند ہین آپ پر سب واضح
و روشن ہوگا سخجیتارک نے یہ تقریر سنکر کہا جب ہی یہ نامہ بدلا ہوا ہے عمرو کا گرفتار ہونا
غیر ممکن مین جانتا ہون کہ اُسنے کسی کو اپنی صورت کا بنا کر قید کرا دیا ہوگا اور آپ تمہارے
ہمراہ چل کر کسی مقام پر قابو پاکر نامہ بدلا ہوگا اور اے ملکہ کیا تمہارے طلسم مین بے شرم ہو کر
عورتین بھی سر منڈاتی ہین خمارہ سمجھی کہ یہ دل لگی کرتے ہین کہا اے شیطان خداوند آپکا تو
یہ کام ہی ہے کہ ہر ایک سے تمسخر کیجیے لیکن مجھ حقیرہ ناچیز سے کہ خداوند کی پرستار ہون تمسخر نہ
نہ فرمایئے طلسم مین تو وہ زنان پری پیکر زہرہ جبین حور شمائل ہین کہ جنکی زلف چلیپا مین
ہزارہا دل بیدلون کے گرفتار رہتے ہین اور مار کاکل کے ڈسے ہوئے پانی نہین مانگتے
ہین سر منڈانے کی آپ نے خوب کہی سخجیتارک نے جواب دیا کہ پھر تم نے کیا صنعت مانی تھی کہ

جب خداوند کی زیارت کو جاؤ گی اوس وقت سر منڈاؤ گی سر پہ ہاتھ رکھکر دیکھو کوئی بال
بھی باقی ہے یا میرا کہنا کچھ جھوٹ ہے خمار نے گھبرا کر سر پہ ہاتھ رکھا ہو بہو بختیارک کے کہنے مین
فرق نپایا بال کیسے کھونٹی بھی کوئی نہ تھی صاف چکنا سارا سر پایا یہ دیکھتے ہی رونے لگی اور
کہا ملک جی آپ صحیح فرماتے ہین کہ عمرو میرے ساتھ ساتھ چلا آیا بلکہ راہ مین میرے کاندھے
پہ جھول مجھے یقین ہے کہ وہی سوار ہوگا اور ایک جگہ مجھے جھول کھلا کر مردے نے بیہوش بھی کیا
تھا اور ایکبار طلسم مین عمرو نے میرا سر اور بھی مونڈا تھا یہ کلام جب بختیارک نے سنے پکارا
صلوۃ بر محمد و آل محمد و لعنت بر لقا کیون بی خمار تمنے دیکھا کہ عمرو کیسا مقبول بندہ خداوند
ہے اب تم ظہور اسکا دیکھو گی واضح ہو کہ بختیارک نے چاہا کہ امتحان کرون کہ عمرو یہان آیا
ہے یا نہین اور جانتا ہے کہ جہان عمرو ہوتا ہے اگر اسکی تعریف کرو تو وہ ظاہر ہوجاتا ہے اس
لحاظ سے گویا ہوا کہ یا مرشد برحق اگر آپ تشریف لائے ہین تو اپنا ظہور دکھا دیجیے اسکے اس
کلام سے چالاک جو خمار کا سر مونڈ کر چلا تھا تو خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین کھڑا تھا
سب حقیقت دیکھ اور سن رہا تھا دل سے خیال کیا کہ مین صورت عمرو کی بنکر انکو دکھا دون
تاکہ خمار جو عمرو کو یہان دیکھ کر جائیگی تو افراسیاب سے کہے گی کہ عمرو کو تحقیق مین
نے دیکھا افراسیاب کو شبہہ ہوگا کہ یہ عمرو جس کو مین نے قید کیا ہے عمرو نہین ہے پس وہ
عمرو کو چھوڑ دیگا اور میرا نام ہوگا کہ ہزارون کوس سے عیاری کرکے عمرو کو چھڑا دیا یہ تجویز
کرکے باہر بارگاہ کے جاکر صورت اپنی عمرو کی ایسی بنائی اور یہان بختیارک یہ ہی خوشامد عمرو
کی کر رہا تھا کہ سرا پچہ پھیلا کر چالاک بیچ بارگاہ کے اترا اور اس لیے کہ بختیارک کو کسی
طرح کا شک نرہے پائین انگلی کا مثل عمرو کے اسکو دکھایا اور پکارا کہ ای خمار میرے ہاتھ سے
تو بچ گئی ورنہ مین مار ڈالتا خمار نے جب عمرو کو دیکھا بے اختیار اٹھ کر دوڑی کہ او موے
مونڈچی تجھ پہ غضب کیا تو نے کہ میرا سر دوبارہ مونڈا اور مجھے سارے طلسم مین رسوا کیا خداوند
مین ذلیل کرایا یہ کہتی ہوئی جب قریب پہونچی چالاک نے ایک بیضہ بیہوشی ناک پہ تاک کے
مارا اسکے پھوٹتے ہی یہ بیہوش ہوکر گری اور چالاک جست کرکے بھاگا ملازمان لقا تو حرکات
سے عیارون کی بخوبی واقف تھے وہ بیٹھے رہے کسی نے تعاقب نہ کیا اور بختیارک نے خمار
کو ہوشیار کرایا جب یہ ہوشیار ہوئی بختیارک نے کہا ای ملکہ اب تم جواب نامہ کا لے کے جاؤ
اور یہ نامہ بھی لیتی جاؤ افراسیاب کو دکھانا اور سب کیفیت بیان کرنا یہ کہکر منشی کو حکم دیا

کہ نامہ تحریر کیے بدین مضمون کہ بندہ خاص الخاص خداوند شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو
کو بعد نزول رحمت خداوندی معلوم ہو کہ تم ایسے غافل بادشاہ ہو کہ تمہارے ملازم تمہیں دھوکا
دیتے ہین کہ عیار چی تمہاری عمرو کی صورت بناکر کسی کو لے آئی ہے اور تمہیں کچھ معلوم نہوا اور
عمرو تمہارے نامہ دار کے ساتھ یہان چلا آیا عجب کیا ہے جو اس غفلت کا تمہاری نتیجہ یہ ہو کہ وہ
تمکو کسی دن قتل کرڈالے لہذا میرے شیطان کا آنا ایسے غفلت شعار فراموش کار کے پاس
زیبا نہین جب تم تحقیق اصلی عمرو کو گرفتار کرکے اطلاع دوگے اسوقت شیطان کا آنا ہوگا
اب تمہیں چاہیے کہ بمدد خداوند فوج ساحران روانہ کرو نہین تو خداوند غضبناک ہوکے
طلسم پر تمہیں ہٹینگے اور ناراض ہوکر کسی طرف چلے جائینگے یہ قلمبند کرکے منشی نے لقا کی مہر
اسپر کرکے ختار کے حوالے کیا اسنے نامہ لیکر خداوند کو سجدہ کرکے عرض کیا کہ میرے بال سر کے
پیدا کر دیجیے لقا نے کہا اے بندی میری تو بروز نوروز آنا ہین تجھے ایسا حسن و جمال عطا
کرونگا کہ بہتر میری حوران جنان سے ہوجائیگی اور پھر کبھی ضعیف نہوگی غرض کہ تسکین اور
تشفی دیکر اسکو رخصت کیا اور یہ نامہ لیکر اڑی یہان تک کہ تھوڑے عرصہ مین پاس
افراسیاب کے پہونچی وہ منتظر اسکا بیٹھا تھا کہ اسنے جواب نامہ لاکر دیا اور وہ نامہ بھی جو
چالاک کا لکھا ہوا تھا پیش کیا اور اپنا سر منڈا ہوا دکھلایا افراسیاب مارے خوف کے
کہ افسوس میرے باعث سے خداوند کو گالیان ملین کانپنے لگا اور ختار کا سر منڈا ہوا
دیکھ کر بڑا پیچ ہوا اور یقین ہوگیا کہ بیشک صرصر اپنی رسوخیت جتانے کے لیے کسی کو عمرو کی
صورت بنا لائی ہے اسوقت حکم کیا کہ عمرو جو بندھا ہوا ہے اسکو کھول کر ہمارے سامنے لاؤ
ساحر عمرو کو روبرو لائے عمرو تو پہلے ہی سے ہوشیار تھا ختار کا بیان سن رہا تھا سمجھ گیا
کہ وہان کسی میرے فرزند یا شاگرد نے سر اس قحبہ کا مونڈکر اور میری شکل بنکر دکھایا ہوگا
اور دھوکا دینے سے مجھے چھڑانا چاہا ہے پس جب سامنے افراسیاب کے آیا اسنے پوچھا
کہ تو کون ہے کہا حضور صرصر نے مجھے کہا تھا کہ مین تجھے عمرو کی صورت بناکر سامنے شہنشاہ
کے لیے چلتی ہون وہ تجھے قید کرینگے مین رات کو آکر چھوڑ دونگی اور تجھے پانچ ہزار روپیے
دونگی تو کہدینا کہ مین عمرو ہون ورنہ مین ایک طوائف رہنے والی طلسم ظلمات کی ہون
افراسیاب نے یہ سنکر ساحرون سے کہا سحر اسپر سے اتار لو اور عمرو سے کہا کہ جا جہان جی
چاہے چلا جا اور پانچہزار روپیہ اپنے پاس سے اسکے سچ کہدینے پر عنایت فرمایا عمرو سلام

کرکے روپیہ لیکر باغ سے باہر نکلا اور سمجھا شاید کوئی آفت آئے تم بھاگنے جاؤ اس سبب سے
گلیم اوڑھ کر چلا اور ادھر افراسیاب نے کہا بلاؤ تو اس ناعیارہ عیاری صرصر کو صرصر
اسی باغ میں کہ نسبت دور تک ہے ایک جگہ آرام پذیر تھی کہ ساحروں نے آکر حکم شہنشاہ تضمن
بھاگ جانے ہی سنایا یہ لرزان و ترسان سامنے آئی افراسیاب نے حکم دیا کہ باندھو اسکو ساحروں
نے ستون بارہ دری سے صرصر کو باندھا اور مار پڑنے لگی صرصر پکاری کہ میرا کیا قصور ہے
افراسیاب نے کہا حرامزادی مجھے پیش خداوند لقا ذلیل کرایا دیکھ یہ نامہ آیا ہے تو ایک
بلا آفت کو ایسے دیکھ عمرو بنا کر لائی ہے تو شرط کہ ناک کٹوا ڈالوں صرصر نے کہا کبھی ایسا نہیں ہے
میں عمرو کو پہچان کر پکڑ لائی تھی اسوقت خمار نے کہا دیکھ میرا سر عمرو نے مونڈا بھلا مجھے کیا
پڑی تھی جو اپنا سر آپ مونڈ کر مجھے جھوٹا بناتی صرصر نے عرض کیا آپ کتاب سامری ملاحظہ
فرمایئے اور کسی کے کہنے پر نہ جایئے اگر میرا کہنا غلط ہو تو مجھے قتل کیجئے ورنہ کوئی اپنا سر
منڈاتا مجھ سے تو تمہاری تہمت جھوٹے پرائے شگون کو اپنی ناک کٹوائے مجھے کیا غرض خمار
نے جلا کر کہا اور مجھ میرے منہ لگتا ایک تو چوری دوسرے سرزوری صرصر بولی کہ خبردار
چیخ کر کی کہ آپ بھی ہیں شہنشاہ کے سوا اور کسی کی نہ اٹھاؤنگی اسوقت افراسیاب
دونوں پر خفا ہوا کہ میرے دربار میں یہ گستاخیاں زیبا نہیں اور کتاب سامری دیکھی سب حال
جادو پر نظر ہوا تو کہا کہ صرصر سچی ہے تو نے عمرو کو ناحق چھوڑ دیا اور خمار کا سر جلا لاکے
مونڈا اپنے ہی معلوم کرکے صرصر کو رہا کرکے خلعت دیا اور حکم دیا کہ عمرو دریا کے پار نہ جانے پائیگا
جلد جا کر گرفتار کر لا صرصر تعاقب عمرو میں روانہ ہوئی ادھر افراسیاب نے بھی دربار
برخاست فرمایا سب دربار اپنے اپنے گھر آیا لیکن خمار کو کینہ صرصر سے اور صرصر کو خمار سے
پیدا ہوا کہ ذکر اسکا آگے مذکور ہوگا مگر اب حال سنئے کہ عمرو باغ سے نکل کر گلیم اوڑھ کر
چلا جب دور نکل گیا گلیم اتار لی اور اپنی صورت ایک اگھوری حبشی کی ایسی بنائی کہ لنگوٹی
باندھے بھنگ اور شراب کی بوتل ہاتھ میں بغل میں مردے کی کھوپڑی دابے بیہودہ
بکتا چلا کہ راہ میں اگر کوئی ساحر ملے تو اسکو قتل کرکے دریا سے اسکی صورت بنکر پار اتر جاؤں
اسی فکر میں جاتا تھا کہ صرصر ڈھونڈھتی ہوئی آکر پہنچی اور عمرو کو اگھوری بنا ہوا دیکھ کر
اسنے پہچانا اور للکار کر خنجر پکڑ کر مقابل ہوئی عمرو بھی ناچار لڑنے لگا کچھ دیر تک جنگ
بہ فن عیاری ہوئی تھی کہ ایک سامنے سے پیدا ہوا یہ ساحر رہنے والا اسی صحرا کا تھا جہان

عمرو لڑ رہا تھا غرضکہ جب عمرو نے اُسے آتے دیکھا کہا اے صرصر دیکھ تیرے عقب میں کون
آتا ہے اسنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے قریب جا کر بیضۂ بیہوشی مارا کہ صرصر کے منھ پر پڑا اور چھینک
کھا کر گرنے لگی عمرو نے گود میں اُٹھا کر زنبیل میں ڈال لیا اور چاہا میں بھاگ جاؤں لیکن
وہ ساحر قریب پہونچ گیا تھا اُسنے سحر کیا کہ عمرو وہیں کھڑا رہ گیا وہ پاس آیا اور کہا اے [illegible]
تو کس لیے لڑ رہا تھا اور میں نے اسلیے تجھے روکا کہ تو جس عورت سے لڑ رہا تھا اُسے تو نے
کیا کیا کہاں یکایک غائب کر دیا عمرو نے کہا وہ میری زوجہ تھی جس سے میں لڑتا تھا اور
میں بھوکا تھا اُسکو کھا گیا یہ سُنکر اُس ساحر کو ایک حیرت ہوئی اور کہا آج تک میں دربار
شاہی میں نہیں پہونچا تھا آج یہ وسیلہ اچھا ہے کہ تجھے خدمت شاہ میں لے چلوں کہ ایسا
ساحر اُنکے یہاں کوئی نہو گا کہ جیتے آدمی کو کھڑے کھڑے نگل لے یہ کہکر سحر کرکے عمرو کو لیکر
اڑا اتفاقاً افراسیاب جو دربار برخاست کر چکا تھا تو وزیر اسکا باغبان قدرت
اپنے باغ میں آکر مع اپنی زوجہ ملکہ گلچین جادو کے بیٹھا میخواری کر رہا تھا کہ یہ ساحر
عمرو کو لیے اُسی طرف سے اُڑتا ہوا نکلا گلچین نے دیکھا کہ ایک ساحر آدمی کو پنجہ میں دابے
اڑا جاتا ہے اِسنے اپنے شوہر سے کہا اسکو بلاؤ دیکھو یہ کون ہے باغبان نے سحر پڑھا یہ ساحر
رعایا میں سے ہے شغل نامی ساحر وزن کے سحر نہیں جانتا ہے باغبان کے سحر کرنے سے
آگے نہ جا سکا ناچار اُتر آیا باغبان کو دیکھ کر تسلیم کی اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہے جسے گرفتار
کیے لیے جاتا ہے ساحر نے کہا یہ شخص اپنی زوجہ سے لڑ رہا تھا پھر یکایک اُسے کھا گیا مجھے تعجب
ہوا میں اسکو پاس شہنشاہ کے لیے جاتا تھا باغبان کو بھی یہ ماجرا سنکر ایک تعجب ہوا اور
نگاہ سحر عمرو کو گھورا از بسکہ یہ ساحر زبردست ہے اسکے گھورنے اور نظر گرم سے عمرو کے جسم
سے روغن عیاری اُڑ گیا اور چنگاریاں جسم سے اُڑنے لگیں اُس وقت باغبان نے نگاہ سحر
سے دیکھنا موقوف کیا اور اُس ساحر سے کہا یہ اگوری نہیں عمرو ہے اور عمرو سے استفسار کیا
کہ تو کسے کھا گیا عمرو نے کہا اپنی زوجہ کو میں کسی کے سامنے نہیں کرتا ہوں اور نہ اسکو تنہا
کسی مکان میں رکھتا ہوں بلکہ اپنے ساتھ زنبیل کے اندر رکھتا ہوں اور زوجہ میری عیاس
سے بدلی ہے صحرا میں اسکو جب زنبیل سے نکالتا ہوں وہ مجھے لڑتی ہے لہذا اس وقت میں اور
وہ دونوں لڑ رہے تھے کہ یہ ساحر آیا میں نے اسکو نامحرم سمجھ کر اپنی بی بی کو زنبیل میں چھپا لیا
نگل تو میں کسی کو نہیں گیا یہ حقیقت عمرو سے سنکر گلچین نے کہا اپنی جورو کو نکال ہم بھی دیکھیں

دیکھیں کیسی ہے عمرو نے کہا میں غیر مرد کے سامنے کاہے کو نکالوں سب کو ہٹا دیجیے اور کچھ
روپیہ دیجیے تو نکالوں گلچین نے سب کو وہاں سے ہٹا دیا لیکن باغبان ہشیار تھا اور
اُسنے کہا اے عمرو تو اپنی زوجہ کو میرے روبرو نکال میں تجھے بہت کچھ دونگا عمرو نے کہا
پہلے روپیہ منگا دو تو کیا مضایقہ باغبان اور اسکی جورو نے بہت کچھ زر منگا کر دیا عمرو اُس
وقت ایک گوشۂ باغ میں گیا اور صرصر کا منہ زنبیل سے نکال کر صورت اسکی تبدیل کر دی
اور وہاں سے سامنے باغبان کے آیا اور کمرے برابر سے صرصر کو کھینچ کے اوسکے سامنے
ڈال دیا گلچین نے ایک نازنین عورت کو باحسن و جمال دیکھا کہا عمرو کی بی بی بہت
خوب صورت ہے اچھا اسے ہوشیار کر عمرو نے کہا یہ بھاگ جائے گی گلچین نے کہا کیا
مجال جو میرے سامنے سے بھاگے عمرو نے کہا بھاگ نہ سکے گی تو فقرے دیگی کہے گی میں
صرصر ہوں اور آپ اسوقت میرے دشمن ہو جائیے گا گلچین اور باغبان دونوں
نے قسم کھائی کہ ہم اسکا کہنا نہ مانیں گے اسوقت عمرو نے صرصر کو ایک درخت سے باندھکر
فتیلہ دفع بیہوشی سنگھایا کہ اُسے ہوش آیا اور باغبان اور گلچین کو بیٹھے دیکھا فریاد
کی کہ اے وزیر اعظم شہنشاہ مجھے آپ نے کیوں باندھا ہے اس ساربان زادے عمرو کے کہنے
سے آپ کیا میں اسکو پاس شہنشاہ کے لیے جاتی ہوں کہ آگے اسکی تلاش ہے عمرو نے سنکر کہا
حرامزادی شہنشاہ اپنے یار کے پاس مجھے لیکے جا کر کیا کرے گی آج میں تیری ناک کاٹونگا اب
صرصر جو بڑا بھلا کہتی ہے تو سب جانتے ہیں کہ یہ شوہر و زن باہم ہیں بلکہ گلچین نے کہا اے عمرو
جورو تیری بڑی زبان دراز ہے صرصر کو عمرو تماچے لگانے لگا کہ کیوں اے کسبی بیہودہ
زبان درازی کرے گی اور باغبان اور گلچین ہنسنے لگے اسوقت صرصر نے کہا یہ دل لگی ہے لوگو
ابھی تمہیں میں شہنشاہ سے کہدونگی کہ آپ کا وزیر بھی عمرو سے مل گیا باغبان نے کہا تو شہنشاہ
پاس کیونکر پہنچے گی صرصر نے کہا میں عیارہ صرصر ہوں ہر وقت دربار میں حاضر رہتی ہوں
عمرو نے سنکر کہا کہ دیکھیے میں کہتا تھا کہ یہ اپنے تئیں صرصر بتلاوے گی بڑی مکارہ ہے اور پھر دو ایک
تماچے لگائے اسوقت صرصر نے حال گذشتہ جو دربار میں گذرا تھا اور افراسیاب کا قبل
از گرفتاری عمرو جو ارادہ تھا اور اُسنے مشورہ کیا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا اگر میں صرصر
نہ ہوتی تو کیونکر اس کیفیت کو جانتی اس کلام سے صرصر کے باغبان کو شبہ ہوا اور باغ سے
اپنے مکان میں لیکر اسپر سحر پڑھا کہ وہ سحر نقش ہوا اور اس میں سے ایک طایر خوش رنگ نے نکل کر

ہ خوش الحانی آواز دی کہ یہ عورت جو بندھی ہے صرصر ہے یہ صدا دیکر وہ طائر چلا گیا اور باغبان
نے صرصر کو عذر خواہی کرکے رہا کر دیا اس ہنگامہ میں سب تو صرصر کی جانب متخاطب تھے عمرو
نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا مگر جب صرصر چھوٹی پکاری کہ وہ نا عیار کہاں گیا عمرو نے
جواب دیا کہ موجود ہیں باغبان خائف ہوا کہ صدا آتی ہے اور عمرو دکھلائی نہیں دیتا ہے اس
میں صرصر نے کہا میں جاتی ہوں عمرو نے کہا ہم بھی ساتھ ہیں غرض کہ صرصر باغ سے نکل کے
روانہ ہوئی اور عمرو وہیں ٹھہرا کہ بن پڑے تو اس جگہ کا سب مال لوٹوں اور ساحروں
کو قتل کروں الحاصل بعد چلے جانے صرصر کے گلچین نے کہا صرصر کے جھگڑے میں عمرو کو بھی
ہاتھ سے کھویا میں نے اسکے اوصاف بہت سنے تھے اگر یہاں ہوتا تو کمال اسکے دیکھتی عمرو
نے جواب دیا کہ ہم یہیں ہیں لیکن اس لیے پوشیدہ ہیں کہ تم لوگ ساحر ہو ہمیں گرفتار کرکے
پاس افراسیاب کے لے جاؤ گے گلچین نے یہ آواز سنکر کہا قسم ہے سامری کی کہ یہاں کوئی
تجھ سے دغا نہ کرے گا عمرو نے پکارا کہ اچھا کچھ روپیہ منگا کر رکھو تو ہم آئیں گلچین نے روپیہ
جمع کرایا عمرو گلیم اوتار کر ظاہر ہوا گلچین نے خاطر کرکے بٹھایا اور کہا اے عمرو ہم آپکے گانے
کے بہت مشتاق ہیں کچھ ہمیں سناؤ عمرو نے نے نکالی اور گھنگرو پاؤں میں باندھے رقص و
سرود آغاز کیا اور اہل انجمن کو بیخود کر دیا باغ کے طائر اپنی نغمہ سرائی بھول کر ہمہ تن مصروف
سماع ہوئے اور گل اوس گلشن کے ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے برگ ہوا سے جنبان تھے
تالیاں فرط عشرت سے بجاتے تھے درخت جھوم جاتے تھے وہیں غنچے خموش تھے بلبل شوریدہ ہوکے
سرمست جوش تھے نظم

لگا گانے جیا وہ اس آن سے / نکلنے لگی جب ادا جھڑیاں سے
عجب تان پڑتی تھی انداز سے / کہ بے کل تھی ہر بال آواز سے
وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی / سلاسل تھی اک پھلجھڑی نور کی
لگی دیکھنے آنکھ نرگس اٹھا / گلوں نے دیئے کان اپنے لگا
لگے بلنے آ وجد میں سب درخت / کھڑے ہو گئے سرو ہو کر درخت
درختوں سے گرنے لگے جانور / بنے مثل آئینہ دیوار و در
ہوئے نہر سے سنگ پانی گھل / پڑے سایہ سے فوارے اسکے اچھل
ہوئیں قمریاں شوق سے نعرہ زن / بھرا اشک سے بلبلوں کے چمن

عجب راگ کو بھی دیا ہے اثر — کہ ہو جائے پتھر کا پانی جگر
بندھا اس طرح کا جو اُس جا سمان — ہوا سب کے دل کا عجب حال وان
بندھا اس طرح کا جو اُس دم سمان — ہوا بھی لگی رقص کرنے وہان

لئی لاکھ روپیہ کا جواہر عمرو نے انعام مین پایا تھا خوب اپنا رنگ جمایا تھا کہ وہان افراسیاب پھر دربار مین آکر بیٹھا اور کتاب سامری دیکھی یہ معلوم ہوا کہ صرصر گرفتاری عمرو کو گئی تھی اُسپر کیا گذری کتاب مین نظر آیا کہ باغبان قدرت اپنے باغ مین بیٹھا عمرو کا گانا سن رہا ہے اور صرصر کا جو حال کہ اوپر مذکور ہوا سب دریافت ہوا یہ دیکھکر غصہ ناک ہوا کہ ہمارے دشمن سے وزیر ہمارا اس لطف و مدارا سے پیش آئے افسوس ہے کہ اتنا بڑا معزز کارپرداز رکن سلطنت حریف سے یون مل جائے کتاب کو اُسی غصہ مین بند کرکے دستک دی کہ تیلا زمین سے پیدا ہوا اُس سے حکم کیا کہ باغبان کے یہان عمرو بیٹھا گا رہا ہے اُسکو اور باغبان کو جاکر پکڑ لا تیلا یہ حکم سنکر روانہ ہوا یہان عمرو گا رہے تھے گاتے گاتے ذرا ٹھہرا تھا کہ سناٹے کی آواز آئی اور جو دیکھا تو ایک تیلے کو آتے پایا عمرو نے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور تیلا جو جھپٹا کہ گرا عمرو کو تو نہ پایا باغبان کی کمر مین ہاتھ ڈالکے اوڑا اور پکارا ہم فرستادہ شہنشاہ افراسیاب اور باغبان کو لیے صاف چلا گیا گلچین گھبرائی کہ اب [illegible] آفت آئی اور یہان تیلے نے سامنے افراسیاب کے باغبان کو پہنچایا افراسیاب اسے غصہ سے دیکھتا تھا لیکن اٹھا اور جھڑک کر کہنے لگا کہ کیون اے نمک حرام ہمارے دشمن کو اس طرح اپنے گھر مین بیٹھا تھا باغبان نے سارا حال ساحرہ کے گرفتار کر لانے کا اور صرصر کی کیفیت صاف صاف عرض خدمت بندگان شہنشاہ مین کرکے التماس پیرا ہوا کہ کمترین بخشش شہنشاہ سے مین بندہ حضرت کا ہم نمک پروردہ نعمت قدیم ہون کبھی نمک حرامی نکرونگا اب شہنشاہ خود انصاف کیجئے سوچ کرین کہ اُس مفتری جعلساز کو [illegible] کرون افراسیاب نے اس کلام مین رائحہ صدق استشمام فرمائی اور رہا کر دیا باغبان بصد [illegible] تمام واسطے لینے عمرو کے روانہ ہوا لیکن یہان عمرو کا ذکر سنیے کہ جب تیلا باغبان کو اٹھا لے گیا عمرو نے خالی مقام پاکر گلیم اوتاری اور گلچین سے کہا کہ مین سمجھ گیا ہون [illegible] غضب افراسیاب مجھ پر کی ہو اگر بارہ دری مین علاوہ جلوہ بیان کرون [illegible] مین آٹھ کر تخلیہ ہوئی عمرو اسکو بیضہ بیہوشی لگا کر بیہوش کیا اور دری مین لپیٹ کر بارہ دری مین کسی جا چھپا دیا اور

آپ رنگ و روغن عیاری ملکر اُسکی ایسی صورت بنا لباس اُسکا لیکر زیب جسم کیا وہان سے آکے
مسند ناز پر بصد اعتبار بیٹھا کنیزون نے عرض کیا کہ حضور عمرو کہان گیا عمرو نے جواب دیا کہ اُسکو
تو قدرت غائب ہو جانے کی ہی نہین معلوم کہان گیا یہ سب خاموش ہو رہین کہ ایسا ہی ہوگا
اس عرصہ مین باغبان آکر پہونچا اور زوجہ سے مستفسر ہوا کہ عمرو کہان گیا گل چین نقلی
نے کہا کہ وہ تو جب بتلا آیا تھا جب ہی غائب ہو گیا تھا باغبان نے کہا از بسکہ واسطے اُس
عیار کے شہنشاہ نے مجھے سر دربار ذلیل کیا مین اُسکے تجسس مین جاتا ہون دریا سے پار نہ
جا سکیگا گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لے جاؤنگا یہ کہکر بزور سحر پرواز کرکے چلا یہان عمرو
جو گل چین بنا ہوا ہی بعد اُسکے جانے کے سوچا کہ باغبان تجسس بسیار جب تجکو نہ پائیگا لا بد
ہی کہ سحر سے دریافت کرے کہ عمرو کہان ہی سحر بتلا دیگا کہ گل چین بنا ہوا بیٹھا ہے وہ آکر
مجھے گرفتار کر لیگا یہ سوچکر باغبان کی دو بیٹیان ہین نہال جادو اور ثمر جادو نام
انھین عمرو نے طلب کیا جب وہ حاضر ہوئین اُنکی بلائین لین اور محبت مادرانہ جتائی خوب
پیار کیا اور کہا ای فرزندو باپ تمھارا عمرو کی تلاش مین گیا ہی اور وہ عیار بد بلا ہی ایسا نہ ہو کہ
تمھارے پدر کو کسی طرح کی گزند پہونچائے یا ڈھونڈھے اور تجسس سے نہ ملے تو شہنشاہ کی خفگی
آئے بدین لحاظ ہم تم بھی چلین اور عمرو کو تلاش کرین نہال جادو نے کہا بہتر ہی والدہ
چلیے گل چین نے تخت بزور سحر منگواؤ نہال نے ایک نارنج زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا
اور دھوان اُس مین سے نکل کر سمت فلک کے گیا بعد لمحے کے ایک تخت اُترتا ہوا آیا اور
زمین پر اُترا گل چین اور نہال دونون سوار ہوئین ثمر کو حفاظت مکان کے لیے
چھوڑکر روانہ ہوئین اور گل چین نے نہال سے کہا کہ ای چھوکری دیکھون کتنا جلد تو
اس تخت کو لے چلتی ہی کچھ سحر بھی سیکھا ہی یا دن بھر کھیلا کرتی ہی نہال نے ایسا سحر کیا کہ
تخت اُڑتا ہوا قریب دریائے خون رواں پہونچا اُسوقت گل چین نقلی نے لبون کو
جنبش دیکر کہا میرا سحر خبر دیتا ہی کہ عمرو دریا کے پار اُتر گیا ہی مگر ہنوز صحرا مین پھرتا ہی
جلد سحر کرکے چلو تو گرفتار کرین نہال نے سحر کرکے تخت روان کیا اور دریا کے پار پہونچی
لیکن اُس طرف باغبان ہر سمت عمرو کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتا نہ ملا اُسنے ایک
بت اپنی کلائی سے کھول کر کچھ افسون پڑھ کر کہا ای سامری کی تصویر تجھے واسطہ سامری کا
سچ بتلا کہ عمرو کہان ہی وہ بت گویا ہوا کہ تیری زوجہ کی صورت بنکر ہمراہ تیری دختر نہال جادو

کہہ یا اترا ہی اور تیری لڑکی کو قتل کیے جایا چاہتا ہی باغبان یہ حال سنکر لبعجلت تمام چلا اور
بہت کو لیکر کلائی مین باندھ لیا یہان عمرو پار اُترکر نہال کو بیہوش کیا چاہتا تھا کہ باغبان
آکر پہونچا اور للکارا کہ او باشیدای نا عیار کہان جائیگا مین آپہونچا نہال یہ صدا سنکر حیران ادہر
ہر طرف دیکھنے لگی کہ یہ کون ہمارا للکارتا ہی اور عمرو نے ایک دھول نہال کے لگاکر فوراً گلیم
عیاری اوڑھ لی اور تخت پر سے کود کر نعرہ کیا کہ باش او حرامزادے سنم ہمہ سپہر عیاری نظم

عمروم کہ کلہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ مہتاب بد اختر ببرم
در محفل خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و صبوح و ساغر ببرم

چکیا تو میرے ہاتھ سے اور سارا گھر تیرا اور یہ سب کو جہنم رسید مین کرتا یہ کہکر عمرو تو چلا گیا
اور باغبان نہال کے پاس آیا اور کہا ہوا کہ تو نے بڑا غضب کیا جو عمرو کو دریا کے پار
اُتار دیا نہال نے عذر عدم توقف کیا باغبان اُسے لے کر اپنے مکان مین آیا اور
ڈھونڈھکر گلچین کو بارہ دری سے دری کے اندر سے نکال کر ہوشیار کیا اور سارا ماجرا
بیان کرکے کہا مین چاہتا ہون عمرو اپنی بارگاہ مین جاکر ظاہر ہوگا وہان سے پکڑ لاؤنگا
گلچین نے قدم پر سر رکھ کر کہا ای باغبان واسطہ سامری و جمشید کا ان عیارون کے
مقدمہ مین دخل نہ دے جب شہنشاہ اُنسے عاجز ہو رہا ہی تو ہماری کیا حقیقت ہی ایسا نہو کہ
عیار عاجز آکر قتل کر ڈالین ابھی دیکھا کہ عمرو کہان آیا تھا اور کہان سے کہان پہونچ گیا اور
شہنشاہ کے کچھ بنائے نہ بنا باغبان اسکے سمجھانے سے خائف ہوا اور پاس افراسیاب
کے گیا سارا ماجرا بیان کیا کہ عمرو اس طرح سے نکل گیا افراسیاب خاموش ہو رہا اسلیے
کہ اگر اسکو زیادہ تنبیہ کرونگا ایسا نہو کہ یہ بھی جاکر شراکت مہرخ کی کرے اب یہ سب تو دربار
مین بیٹھے اور عمرو بھی آکر داخل اپنی بارگاہ مین ہوا سب سردار خوش ہوئے بعشرت تمام
بیٹھے لیکن صرصر کا حال سنیے کہ جو مقام باغبان پر سے چلی خیال مین اسکے آیا کہ عمرو تو
دریا کے پار اُتر نسکے گا لشکر مہرخ خالی ہی قران صحرا مین رہتا ہی اور عیار فکر عیاری مین
گئے ہونگے تو چل کر مہرخ یا بہار کسی اور سردار کو گرفتار کر لا اور جیسا کہ عمرو نے مجھے
ذلیل کیا ہی ویسا ہی اُسے بھی جلا غرضکہ دریا سے اُتر کر بشکل بدل داخل لشکر مہرخ ہوئی
اور فکر عیاری کرنے لگی دن بھر اسنے قیام کیا جس وقت عیار دشت گرد فلک خیمہ مغرب
مین جاکر چھپا اور شاہد شب نے آئینہ ماہ مین رخ زیبا اپنا ملاحظہ کیا اور عروس چرخ نے

پیشانی کو پُر افشان کیا نظم

تھی اُس شب یہ تاروں کی جلوہ گری	دو دلھن کی ہو جون مانگ موتی بھری
سیاہی شب خوشنما تھی کمال	کہ جس طرح محبوب کے رخ پہ خال

مہرخ نے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی خوابگاہ مین آیا بیٹا مہرخ کا شکیل کہ سابق مین مذکور ہوا تھا کہ دختر حیرت ملکہ خوب صورت پر عاشق ہے اور خوب صورت بسبب جرم عشق کے قید ہے لہذا شکیل جب اپنے خیمے مین آتا ہے یاد زلف مین اپنی معشوق کے بصد پریشانی وہ رات بسر کرتا ہے شعر عاشقانہ پڑھتا ہے کہ الجھن کو دل کی دام محبت بنا گیا + دھیان اُنکے گیسوون کا بڑا جیلسا تھا + اس رات کو بھی موافق معمول کے دل غمناک لیے بصد اضطرار اپنے خیمے مین آکر زار زار مانند ابر بہار گریان و نالان ہوا گریبان تا بدامن چاک کیا ہرچند کہ وہ شب چاندنی رات تھی مگر اوسکو بسبب رونے تابناک اپنے مہرو کے اندھیرا تھا کہتا تھا کہ یہ پیر گردون میرا دشمن ہوا ہے یہ چاند نہیں زال کا گولا ہے دیدۂ ثوابت سے مجھے گھورتا ہے مشعل ماہ روشن کرکے جلاتا ہے اور کبھی کہتا تھا نظم

اے ستم پیشہ اک ذرا انصاف	کر گنہگار کا گناہ معاف
گو کہ معشوق ظلم کرتے ہین	عہد و پیمان سے بھی گذرتے ہین
پر نہ اتنا کہ خلق مر جاوے	جی سے عاشق ترا گذر جاوے
اور اگر ہے تجھے یہی منظور	پاس سے اپنے رکھ نہ اتنا دور
ہے قسم تجھکو اپنے کاکل کی	تجھکو سوگند ہے تغافل کی
غفلت و ظلم و جور کا صدقہ	اپنے انداز و طور کا صدقہ
میان سے کھینچ خنجر بیداد	پھیر دے میرے حلق پر جلاد
جس مین عاشق کا کام ہو جائے	اُسکا جھگڑا تمام ہو جائے
گو دیے سو پیام ہو بیتاب	پر اُدھر سے ملا نہ ایک جواب
دمبدم عشق اُسکا بڑھنے لگا	غزل عاشقانہ پڑھنے لگا

غزل

چشم کا کام اشکباری ہے	چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے
ہم کہین اور تم کہین صاحب	خاک یہ زندگی ہماری ہے

کسی کا سونا کسے ہی آتی نیند — شب ہجران ہی اور زاری ہی
یہ سب تونے کر دیا ظالم — ہیرا مردہ بھی سب کو بھاری ہی
کہ نہ برباد اوسکے کوچے سے — ای صبا خاک یہ ہماری ہی
جو نہین تھا کسی شمار مین آج — اسی عاشق کی دم شماری ہی

شعر عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ہاتھ لگنے لگے گریبان دیکھین پاؤن چل نکلے کہ بیابان دیکھین

نشاید عشق را کنج سلامت — خوشا رسوائی و کوئے ملامت

بیٹھے بیٹھے تیر نگاہ آئی دل مین یہ سمائی کہ چل کر بیابان مین غم دل کو خالی کر دیتا کہ مجنون کردار یاد مین اُس لیلے عذار کے یہ رات بسر ہو صبح کو لشکر مین چلے آتا کوئی اس حال سے مطلع نہوگا دل مضطر بہل جائیگا آسیب الم ٹل جائیگا یہ تصور کرکے روتا ہوا صحرا نورد ہوا اور ہر گام پہ با دل ناکام اشک حسرت بہاتا تھا یہ غزل زبان پہ لاتا تھا نظم

کیا کہون مین کہ اب کہان ہی دل — اُس گلی مین روان دوان ہی دل
ہی یہ بایک دگر سبک وحشی — دل سے مین مجھسے سرگران ہی دل
گاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس — دیکھیو تو کہان کہان ہی دل
اسقدر آپ یہ رکھ نہ بار فراق — ناتوانون کا ناتوان ہی دل
ظاہرا دوستی کی کس سے امید — پہلو مین دشمن نہان ہی دل
پیچھے صاحب دلون کے قافلے سے — صورت گرد کاروان ہی دل

یہ غزل پڑھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ صرصر جو فکر عیاری مین پھر رہی تھی اسکو تنہا جاتے دیکھکر ساتھ ہولی جب شکیل صحرا مین پہونچا ایک تختہ سنگ پر قریب کوہسار بیٹھکر غم دل کا برطرف کرتا تھا اور سیر گلزار سے دل بہلاتا تھا صرصر تو رہنے والی اسی طلسم کی ہی اور اسکے ماجرائے عشق پر وقوف رکھتی ہی اسوقت اسے بیقرار دیکھکر اپنی صورت ایک کنیز کی کہ جیسی کنیزین ملکہ خوب صورت کی ہین بنائی اور سامنے آکر تسلیم کی اور کہا اری آپ نے یہجا بیٹھا تا شکیل نے جواب دیا کہ مین کیا جانون مین اپنے تئین خود نہین جانتا ہون کہ مین کون ہون کہ مطلع ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون + پر یہ خبر نہین ہی مین کون ہون کہان ہون + صرصر نے کہا مین کنیز ملکہ خوب صورت تمہاری معشوقہ کی ہون جب سے ملکہ قید ہوئین مین صحرا مین رہتی ہون شکیل نے یہ جو سنا کہ کنیز معشوقہ کی ہ

اُسوقت تو موجب بیت

قیس جنگل میں اکیلا ہی مجھے جانے دو	خوب گذریگی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

باہم رونے لگے اور کنیز نے کہا اے شیدا اے جمال یار تیری مفارقت میں ملکہ زار کا بھی حال

تھا اور یہ مقال تھا کہ ابیات

تھے جو تم دونوں یکدگر مانوس	ہوئے پابند حسرت و افسوس
عشق اُسکا تو تیرے دل میں تھا	تیرا عشق اُسکے آب و گل میں تھا
مثل مجنون ہوا تو صحرا گرد	داغ معشوق وائے حسرت و درد
اور ادھر کو وہ مایۂ خوبی	تھی سیہ پوش صورت لیلی
شمع کی طرح روز و گھلتی تھی	بات دل کی مگر نہ کھلتی تھی
کچھ نہ کھاتی تھی اور نہ پیتی تھی	بس ترا نام لیکے جیتی تھی
اُس کی ہی نقش نقش غم اندوہ	کہ یہ قصہ ہے قصہ جانسوز
کیا محبوس اُسے بہ رنج و محن	پابہ زنجیر و طوق در گردن
اب نہ وہ ہے نہ وہ زمانہ ہے	کچھ عجب عشق کا فسانہ ہے

شکیل یہ ماجرای حسرت انتما سنکر کنیز کے گلے لپٹ کر زار زار رویا اور گویا ہوا کہ ای فلک غدار ابیات

اس طرح سے مرا وصال ہوا	نہ میسر مجھے وصال ہوا
یوہین ہجران مین جان جائیگی	روح بھی وان نہ چین پائیگی
بسکہ ہے حسرت وصال صنم	نکلے گا کیا اٹک اٹک کر دم
دل جو تڑپے گا بار بار مرا	ہوگا زیر و زبر مزار مرا
وصل جانان سے مین نہ شاد گیا	ہائے دنیا سے نامراد گیا

یہ بیقراری دیکھکر کنیز یعنی صرصر نے ایک خاصدان کمر سے نکالا اور سامنے اُس ژولیدہ حال کے رکھکر عرض کیا کہ ای رہرو بادیۂ الفت وای سرگشتہ کوے محبت ملکہ نے بروقت رخصت ہونے کے کچھ چکنی ڈلیان اور الائچیان اپنے لب نازک سے جھوٹی کرکے اس مین رکھین تھین اور مجکو حکم دیا کہ جہان کہین ہمارا شیدا ملے اسے دینا اور ہمارا حال بیملال کہدینا شکیل نے خاصدان سے الائچیان لیکر کھائین اور بیہوش ہوگیا صرصر اُسکو پشتارہ مین باندھکر روانہ ہوئی اس ہنگام مین عاشق خونین جگر مشرق تلاش یار مین میدان فلک پر سرگرم رفتار ہوا

اور عجوزۂ سیہ چردۂ شب نے چادر نور میں منھ چھپایا یعنی کہ بمقتضاے ابیات

صبوحی تو دے ساقی لالہ فام	کہ رو دھو کے میں رات کاٹی تمام
ہوا آفتاب الم پھر طلوع	اداسی کا ہونے لگا دن شروع

صرصر عیارہ لیے داخل بارگاہ حیرت ہوئی اور ملکہ کو تسلیم کرکے ایک عیارہ سامنے رکھ دیا حیرت مستفسر ہوئی کہ کس کو لائی ہو اُس نے عرض کیا فرزند مہرخ شکیل کہ شیدائے خوبصورت ہے حیرت نے قید سحر بٹھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ شکیل کی کھلی اپنے تئین گرفتار دربار حیرت میں پایا بے اختیار زبان پر لایا نظم

بچشم لطف گر بینی گرفتاران رسوا را	بیا ہم گوشۂ چشمی کہ رسوا کردہ ما را
ببین از مردن نخواہم سایہ طلبی دلی خود را	کہ روز حشر سایہ بر خاکم فتد آن سرو بالا را
مرا گر از تمنا ہے تو ایک صد بلا بر سر	ز مہر بیدردن نخواہم کرد ہرگز این تمنا را

ای ملکہ میں آپ کے غم دلدار سے زندان الم میں گرفتار ہوں اسیر طرۂ گیسوے تابدار ہوں مجھے گرفتار کرنا کیا بقول شخصے آج نہ موا کل مر جاؤنگا یہ کہا بہت رویا حیرت نے اسکے حال پر رحم کیا اور کہا ای شکیل تو بھی کوئی غیر نہیں مہرخ کا فرزند اور میری بہن دختر شہنشاہ کا ماموں ہے اگر میری اطاعت کرے اور اپنی ماں کا ساتھ نہ دے تو خوب صورت کی شادی تیرے ساتھ کر دوں شکیل نے کہا مجھے نہ ماں کا ساتھ منظور ہے اور نہ آپ کا بلکہ دنیا سے کنارہ ہوں غلام ملکہ خوبصورت جادو میں بیچارہ ہوں نظم

ہست آرزوی کشتنم از ان تند خو مرا	گر او بکشتنم نکشد این آرزو مرا
جان من از جدائی آن مہ بلب رسید	ای وای گر فلک نرساند باو مرا
با ذوق جست وجوی تو آسودہ خاطرا	آسودگی مبادا ازین جستجو مرا
ننگ است عاشقان جہان را ز نام من	عاشق مگو بہ ہر چہ توانی بگو مرا
گفتی کہ آبروی ہلالی سر شکست او	رسوائے خلق ساخت این آبرو مرا

جو ای ملکہ خوبصورت کو بلا دوں لیجیے تو آپ کے لیے مہرخ سے جا لڑوں حیرت نے قید اسکی دور کرکے خلعت دیا اور اسکی خاطر سے طاؤس جادو نام ایک ساحر کو حکم کیا کہ ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کرکے باغ عشرت میں لا کر حمام کراکے مسند نشاط پر جلوہ گر کرے طاؤس حسب الحکم خوشی خوشی گیا اور خوبصورت کو اوتارا اور باغ میں پہونچا دیا اوس

گلندام کے آنے سے اُس باغ کی دونی بہار ہوئی اور اُس غنچہ دہن نے بھی اپنی آرائش و زیبائی اور اپنے عاشق کے ملنے کی خبر سنکر خوش ہوئی اور اُدھر جب صبح ہوئی خبر گرفتاری شکیل ملکہ مہرخ نے سنی اور بعد لمحہ کے خبر پہنچی کہ شکیل پھر اُسی طرح سے سامری پرست ہوگیا اور حیرت کا شریک ہوا مہرخ کو یہ خبر سنکر بڑا رنج ہوا لیکن نجمہ جو دربار میں موجود تھا کہنے لگا ای ملکہ جب طلسم فتح ہوگا ہزاروں ہی بیٹیاں مل جائین گے اگر اصلی نہونگے تو بہت سے آکر بن جائینگے اصل تو یہ ہے کہ فرزند تمھارا غم میں اپنے دلدار کے مرجاتا وہاں زندہ رہیگا یہ اُسکی جان بچنے کا خوب سہارا ہے مطلب اصلی پر تم نظر رکھو ایسی ویسی باتوں کا دھیان کرنا اچھا نہیں ہے مجھے سمجھو کہ شہزادہ اسد قید ہوگیا اور مجھے رنج نہ ہوا اور تیور پر میل نہ لایا الحاصل مہرخ غم فرزند کو بھلا کر صبر کنان استقامت پذیر ہوئی مگر وہاں شکیل نے حیرت سے بمنت عرض کیا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو ایک نظر ملکہ خوبصورت کو دیکھ آؤن حیرت نے اجازت دی کہ جاؤ اور یکشب باغ عشرت میں رہکر اپنی مطلوبہ کا نظارۂ جمال کرو اور طاؤس سے حکم دیا کہ بطور مخفی ان دونوں شیدا کی نگہبان رہے کہ کسی طرح کا اختلاط باطنی باہم نہ کرنے پائیں غرضکہ طاؤس پوشیدہ روانہ ہوا اور شکیل نے بھی بموجب بیت

وعدۂ وصل چون شود نزدیک ۔۔۔ آتش شوق تیز تر گردد

تیاری چلنے کی فرمائی نہا دھو کر پوشاک نفیس سے اپنے تئیں آراستہ کیا نظم

ہوا جب کہ داخل وہ حمام میں ۔۔۔ عرق آگیا اُسکے اندام میں
نہا دھو کے نکلا وہ گل اسطرح ۔۔۔ کہ بدلی سے نکلے ہے مہ جس طرح
غرض شاہزادے کو نہلا دھلا ۔۔۔ دیا خلعت فاخرانہ پنہا
جواہر سراسر پہنایا اُسے ۔۔۔ جواہر کا دریا بنایا اُسے
لڑی لٹکن اور کلغی اور نورتن ۔۔۔ عدد ایک سے ایک زیب بدن
مرصع سرپیچ جون موج آب ۔۔۔ منور بہ شکل گل آفتاب
وہ موتی کے مالے بصد زیب و زین ۔۔۔ کہیں جسکو آرام جان تن کا چین
جواہر کا تن پر عجب تھا ظہور ۔۔۔ کہ اک اک عدد اُسکا تھا کوہ طور
غرض اس طرح ہوکے آراستہ ۔۔۔ خراماں ہوا سرو نوخاستہ
نکل گھر سے جس دم ہوا وہ سوار ۔۔۔ کیے خوان گوہر کے اُسپر نثار

یہ خبر خوبصورت نے بھی سنکر اپنے تئین آراستہ کیا باغ کی زیبایش فرمائی جلسہ عشرت منعقد ہوا نظم

ساقیا مے پلا شتاب شتاب   مطربا تو سنا دے چنگ و رباب
دل ہوا ہے پر از نشاط و سرور   غم دیرینہ ہے دلون سے دور
آج عاشق کو وصل جانان ہے   بزم عشرت کا روز ساماں ہے
یار بیداد گر سے داد ملی   نامرادون کو بھی مراد ملی
مطرب تو دائرہ بجادے ہان   کہو زہرہ فلک پہ ہو رقصان
یعنی اٹھی وہ غیرت بستان   کیا آراستہ تمام مکان
کیا تخت مرصع ترتیب   لا رکھین کرسیان قریب قریب
بیٹھی بن ٹھن کے وہ بصد تزئین   خوب سی آج اپنی کی تزئین
اوس کا نظارہ رخ زیبا   برق جانسوز خرمن دلہا
تھا جو چودہ برس کا سن وسال   چون مہ چاردہ عروج کمال
اتنے مین وان شکیل حسن نژاد   باغ کے در پہ پہونچا خرم و شاد
پھر در باغ سے یہ دی آواز   در پہ حاضر ہے عاشق جانباز
سن کے آواز عاشق رنجور   دوڑی دروازے پر وہ رشک حور
ساتھ لے اپنا عاشق ناکام   رونق بزم ہوئی وہ ماہ تمام
ہوئی اوسکے وہ سات بار نثار   کہا ہے بخت خفتہ اب بیدار
پھر یہ بولی کہ شکر عز و جل   ہوئے سب غم مرے خوشی سے بدل
دیدہ و دل ہوا ہمرا پر نور   کہ میسر ہوا وصال حضور
تھی یہی آرزو بس اک میری   مدتون سے یہی تھی مشتاقی
ہوگا اوسکا نصیب جو دیدار   سجدہ شکر مین کرونگی ہزار
دیکھ اُس رشک گل کا پھول   گیا عاشق خوشی کے مارے پھول
بسکہ نازس تھا وہ محنت کش   ہوگیا بس خوشی کے مارے غش
اُٹھکے اُس مہ نے تب شتاب شتاب   لیے طاقون سے شیشہ ہای گلاب
اُسپہ چھڑکا گلاب خاطرخواہ   ہوش مین آیا وہ جوان ناگاہ
دیکھتا تھا فلک کو باحسرت   تھا عجب وقت اور عجب صحبت

اشک حسرت سے منہ کو دھوتا تھا وصل میں زار زار روتا تھا

زیر لب کہہ رہا تھا یہ ہر آن ای میں تیری جدائی کے قربان

یار سے ہمکنار ہوتا ہوں جاگتا ہوں و یا کہ سوتا ہوں

کہیں جی سے نہ میں گذر جاؤں آج ایسا نہ ہو کہ مر جاؤں

کہہ کے یہ تخت سے اٹھا اختر خاک پر جا کے گر پڑا اختر

ہوا بیہوش اسقدر بیہود کیے سو اُس نے سجدۂ معبود

رو دیا یاں تک کہ جو جلا سب دل ہو گئی خاک اُس جگہ کی گل

اس پری نے اُٹھایا ہاتھ کو تھام آ کے بیٹھا قریب گل اندام

ہوئی آراستہ سحر کی بزم ہوا دونوں کے دل کو اور ہی عزم

حاکم کشور مراد ہوئے دونوں آپس میں شاد شاد ہوئے

نہ رہی ہجر کی مصیبت یاد دل ہوئے شاد گھر ہوئے آباد

اسطرف شرم اور حیا سے خموش اسطرف خواہش وصال کا جوش

بولا اس ماہرو سے وہ مضطر پاس مادر کے اب چلو دلبر

کریں لشکر میں چل کے ہم شادی تاکہ ایمان کی ہو نہ بربادی

کہا اسنے میں آپکی ہوں کنیز مجھے خاطر حضور کی ہے عزیز

سن کے اسکا کلام عاشق زار سحر سے کر کے تخت اک تیار

دیکھ کر ہر طرف کو وہ ہشیار خوبصورت کو کر کے اسنے سوار

سمت مہرخ چلا وہ با دل شاد دل کی پائی بہت دونوں نے مراد

دیکھا طاؤس نے جو یہ سامان دوڑی بیتاب ہو کے وہ نالان

راوی کہتا ہے طاؤس جادو جوان دونوں کی بطور مخفی محافظ تھی اور حیرت نے اس سے کہدیا تھا کہ جب یہ اختلاط باطنی کریں تو انھیں منع کرنا لہذا جب اسنے انھیں جاتے دیکھا گھبرا کر دوڑی اور یہ دونوں باغ سے نکل کر ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تھے کہ اسنے آکر روکا شکیل سے سحر چلنے لگا تخت سے اُتر کر مقابلہ کیا ناچ و تیغ کی مار ہونے لگی طاؤس نے ایک ناریل سحر پڑھکر مارا کہ شکیل بصد زمین میں غرق ہوگیا اُسنے چاہا کہ گرفتار کر کے لیجائے اُسوقت اتفاق سے ضرغام اُس طرف آ نکلا اور یہ ماجرا دور سے دیکھ کر ایک

غلولہ بیہوشی غلیل مین رکھکر غلہ اُسکے ناک پر مارا کہ طاؤس بیہوش ہوکر گری ضرغام نے آکر زبان
مین سوزن دیکر اُسکو ایک درخت سے باندھکر ہوشیار کیا اور کہا اگر اطاعت ملکہ مہرخ کی اختیار
نہ کریگی خنجر ظلم سے ہلاک ہوگی اور حمد و ثنائے خلاق دوجہان بزبان فصیح سامنے اُسکے بجالایا
کہ زنگ کفر طاؤس کے آئینۂ دل پرسے دور ہوا اور باشارے سے کہا کہ مین تابعدار ہون
ضرغام نے اُسے رہا کیا اُسنے شکیل کو زمین سے نکالا اور خوبصورت کو لیکر وارد ہوئی
یہان تک کہ داخل لشکر مہرخ ہوئی ضرغام نے یہ خبر مہرخ کو دی وہ مع سرداران نامی
کے شادان و فرحان بیٹے اور بہو کو لیکر بارگاہ مین آئی ہر ایک گلے سے ملا طاؤس کو
خلعت سرداری دیا جشن رشک جمشیدی بنا کی صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی یہ کیفیت آمد
ایک روز کے حیرت نے سُنی شعلۂ غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوا اور چاہا کہ لشکر تیار کرکے
اُسی وقت چڑھ جاؤن اور سب کو ہلاک کرون مگر صرصر اور صبا رفتار عیارنیان حاضر
تھین اُنھون نے عرض کیا آپ تامل فرمائین ہم جاکر سردار لشکر یعنے مہرخ کو گرفتار کرکے
لاتے ہین شکیل کے بدلے اُسے قتل فرمائیے گا یہ کہکر دونون روانہ ہوئین اور صرصر ایک
خدمتگار کی صورت بنکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی اور صبا رفتار باہر ٹھہری یہان بارگاہ
مین ناچ ہو رہا تھا عمرو بھی بیٹھا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک خدمتگار گوشہ مین کھڑا ہو
اور چار طرف دیکھتا ہی عمرو پہچان گیا کہ عیار ہے اپنے مقام سے اُٹھا اور چاہا کہ جھپٹا
دیکر پکڑ لون لیکن صرصر بھی عمرو کا عندیہ پہچان گئی اور سراپردہ پھاندکر باہر کود کر چلی اور
پکاری ہم صرصر شمشیر زن اور نکل گئی اور صبا رفتار جو باہر کھڑی تھی صحرا سے قران
آتا تھا اُسنے پہچانا اور دھوکا دے کر پشت پر سے آکر گود مین اُسے اُٹھا لیا صبا رفتار
ہر چند تڑپی مگر نہ چھوٹ سکی اس ماجرے کو دور سے صرصر دیکھ رہی تھی فوراً عمرو کی
صورت بنکر آئی اور کہا اے قران یہ تیری معشوق ہے لا مجھے اسکو دے کہ سزا دون تجھے
اسکے ساتھ عتاب و خطاب کرنا اچھا نہین قران نے یہ کلام سنکر عمرو سمجھکے صبا رفتار
کو دیدیا صرصر اسکو لیکر چلی اور پکاری ہم صرصر اسوقت عمرو بھی باہر بارگاہ کے آیا اور
دونون پیچھے عیارنیون کے دوڑے مگر وہ مثل برق و باد جست و خیز کرکے نکل گئین عیار
پھر آئے اور صرصر پھر دوبارہ شکل تبدیل کرکے لشکر مین آئی اتفاق سے ایک جانب خیمہ
ماہ جادو والدہ مہرخ کا تھا اور ماہ بسبب کبرسنی کے خیمے مین رہتی ہے وہ بارگاہ مین کم جاتی ہے

صرصر صورت عمرو کی بنکر اُسکے خیمے مین گئی ماہ نے تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا کشتیان شراب
کی سامنے رکھیں صرصر نے جام شراب سے بھر کر ماہ کو دیا ماہ نے عرض کیا خواجہ سلامت
نوش فرمائین صرصر نے کہا ای ملکہ صحبت رندان مین تکلف کیا ہی پیجیے مین بھی پیتا ہون
یہ جام تو آپ پی لیجیے ماہ نے ساغر لے کر بیک جرعہ درکشید کیا صرصر نے اسکے ملازمون
کو کاروبار کے بہانے سے ہٹا دیا الغرض ماہ شراب پی کر بیہوش ہوئی صرصر اُسکو کسی
جگہ مخفی کرکے آپ اُسکی شکل بنی اِس عرصہ مین رہرو جادو فلک نے پیکار زرین کرہ
کا بہ مغرب مین کھولا اور روزگار غدار قدم عجوزہ تیرہ روے لیل سے آباد ہوکر مشعل ماہ
روشن کرنے لگا نظم

قضارا وہ شب تھی شب چاردہ — پڑا جلوہ ایسا تھا ہر طرف
نظارے سے تھا اُسکے دل کو سرور — عجب عالم نور کا تھا ظہور
عجب جوشش تھا نور مہتاب کا — کہے تو کہ دریا تھا سیماب کا

صرصر بشکل ماہ جادو پاس ملکہ مہرخ کے آئی مہرخ دربار برخاست کرکے آرامگاہ مین
عشرت پذیر و آرام گیر تھی اپنی مادر کو دیکھ کر اُٹھی اور بعد تواضع صدر نشین عزت کیا ماہ نے
کہا ای فرزند عیار بچیان آئی ہوئی ہین آج مین تیرے پاس پلنگ بچھا کر سوؤنگی اور تجھپر
ہاتھ رکھے رہونگی اِس لیے کہ کوئی تجھے زحمت نہ پہونچائے مہرخ نے پلنگڑی جواہر نگار اپنے
پلنگ کے برابر اُسکی بچھوا دی سامان راحت مہیا کر دیا ماہ نقلی آرام پذیر ہوئی یہانتک
کہ جب سب سو گئے اُسنے بیہوشی مہرخ پر چھڑکی کہ بیہوش ہوئی اور پشتارہ اُسکا باندھ کر
سراپچہ چاک کرکے لے چلی لیکن لشکر مین طلایہ پھر رہا تھا پہرے والون نے اُسے جاتے دیکھا
اور سد راہ ہوے صرصر نے خنجر کھینچ کر دو ایک کو زخمی کیا اور چاہا کہ پھر نکل جاؤن غل
بلند ہوا عمرو غل سنکر خیمے سے نکل کر دوڑا اِس عرصہ مین صرصر لب دریا پشتارہ لیکر روانہ ہوئی
مگر عمرو نے تعاقب اُسکا نہ چھوڑا قضارا صرصر جب صحرا مین پہونچی وہان فرات ملا اُس
خنجر چلنے لگا کہ عمرو بھی آکر پہونچا اور صرصر کو گھیرا مگر صحرا کی ہوا ٹھنڈی جو لگی مہرخ کو ہوش
آگیا دیکھا مین چادر مین لپٹی ہون اُسی وقت سحر پڑھا کہ چادر عیاری چاک ہو گئی اور حلقہ
کمند کے جو دست و پا مین بند تھے کھلے مہرخ پشتارے سے باہر نکلی اور سحر پڑھکر صرصر کو
پکڑ لیا صرصر نے کہا سحر سے جب چاہو عیار کو پکڑ لو تُمھیں تو دعوی عیارون سے مقابلے کا ہی

قران نے یہ کلام سنکر کہا اے مہرخ اسکو چھوڑ دو یہ بیچ کیتی ہے ہم اسکو انشاء اللہ پھر عیاری
سے پکڑ لینگے مہرخ نے صرصر کو چھوڑ دیا صرصر اور قران خنجر زنی کرنے لگے اور جنگ عیاری
شروع ہوئی کبھی بیضہ ہائے بیہوشی دونوں جانب سے چلتے تھے اور کبھی کمند کے حلقے
پڑتے تھے عمرو اور مہرخ کھڑے دیکھ رہے تھے مگر اس جنگل مین ایک ساحر رہتا ہے ملازم
افراسیاب کا نام اسکا نشار جادو ہے وہ ہنگامہ سنکر اپنی جگہ سے یہان آیا قران اور
عمرو ساحر کو آتے دیکھکر فرار ہوگئے اور صرصر بھی ایک طرف چلی گئی کہین جاکر اور کچھ
عیاری کرون اور نشار جادو پاس مہرخ کے آیا اور اسکو پہچانکر براہ ادب تسلیم کی
استفسار حال کیا کہ حضور کیونکر یہان تشریف لائین مہرخ نے کیفیت گرفتار کرلانے صرصر کی
بیان فرمائی نشار نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ حضور کی اطاعت کرون آپکا شریک
ہون لہذا اگر ملکہ عالم اس احقر کے کلبۂ احزان کو رونق بخشین دعوت نوش فرمائین تو مین
بھی اپنے اہل و عیال و مال و منال کو لیکر آپکے ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون یہ عرض
مہرخ نے پذیرا فرمائی اور اسکے ساتھ چلی نشار اپنے مسکن پر لایا مہرخ نے دیکھا کہ بالاے کوہ
ایک قصر رفیع بنا ہے شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر لگا ہے مکان نہایت آراستہ ہے نشار نے
مسند پر بٹھایا کشتیان شراب کی ڈالیان فواکہات کی حاضر کین اطاعت کا اظہار کیا مہرخ نے
چند جام شراب پیے اس مین نشار نے بیہوشی ملائی تھی پی کر بیہوش ہوگئی نشار نے صندوق
مین اسکو بند کر دیا کہ صبح کو پاس افراسیاب اور حیرت کے لیجاؤنگا لیکن ادھر عمرو
اور قران جو لشکر مین پھر کر آئے دیکھا کہ ابھی مہرخ یہان نہین آئین خیال کیا کہ صرصر تو وہان
موجود تھی ہی معلوم ہوتا ہے کہ بعد ہمارے چلے آنے کے وہ پھر ملکہ کو پکڑ لے گئی یہ تصور کرکے دوبارہ
تلاش مین روانہ ہوئے اور عمرو بصورت ایک ساحر کی بنکر لشکر حیرت مین آیا یہان صرصر
بھی عمرو سے چھپکر آئی تھی اور دربارگاہ حیرت پر کھڑی تھی کہ عمرو آکر پہونچا اور کہا بی بی
صرصر آج تو تنے بڑا کام کیا کہ مہرخ کو گرفتار کر لائین صرصر نے بنگاہ غور عمرو کو دیکھکر پہچانا اور
کہا مین کسی کو نہین لائی عمرو نے کہا مجھ سے اور مکاری صرصر نے قسم کھائی کہ مین نہین جانتی عمرو
وہان سے تلاش مین چلا اور راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی اس سے بھی کیفیت ساری
بیان کی وہ بھی تجسس مین روانہ ہوا یہان تک کہ رات بھر ہر جگہ ڈھونڈتے پھرے جب وقت
صبح شاہ سپہر آفتاب بیدار ہوکر دشت نورد فلک ہوا اور ظلمت شب نے بحر عالم سے کنارہ کیا کہ شگوفہ

چھپا ماہ نے اپنے منھ پر نقاب
لیے روز کو سا تھ آنے لگا

اٹھا بستر خواب سے آفتاب
وہ سوتوں کو شب کے جگانے لگا

عمرو اور برق متلاشی ترتیب کو وہ جہاں نثار رہتا ہے پہنچے اور پہاڑ پر مکان عمدہ بنا ہوا دیکھ کر
سمجھے کہ شاید صرصر یہاں ہے دونوں علیحدہ ٹھہرے لیکن برق ساحر بنکر در قصر پر آیا یہاں
ایک عورت ملازم نثار کھڑی تھی اس سے ہنس کر کہا آج بعد مدت تمھیں دیکھا کہو مزاج تو
اچھا ہے وہ عورت سمجھی کہ شاید یہ مجھے پہچانتا ہے جواب وہ ہولی کہ جی ہاں دعا کرتی ہون
کیسے آپ تو اچھی طرح ہین برق نے کہا سامری کا شکر ہے پر آج اکیلی کیون کھڑی ہو اوسنے
کہا ہمارے میاں نے صرصر کو قید کیا ہے ہم یہاں پہرا دیتے ہین برق یہ سنکر باتین کرتے
کرتے اسکے قریب گیا اور کہا نہین معلوم اس پہاڑ پر کیسی گھانس لگی ہے کہ جس مین بو آتی
ہے مین نے جو ایک پتی توڑی ہاتھ مین بو آنے لگی دیکھو تو یہ کاہے کی بو ہے یہ کہکر اپنا ہاتھ
اسے سونگھایا وہ بیہوش ہوکر گری برق اوسکو اٹھا کر الگ لایا اور کپڑے اوتار کر اوسکی سی
صورت اپنی بنائی اور اندر مکان کے گیا یہاں اور ملازم نثار کے تھے انھون نے کہا کہ ای
نورعین تم پہرا چھوڑکر چلی آئین برق نے جواب دیا کہ رات بھر مین نے پہرا دیا کسی نے
میری خبر نہ لی اب اور کسی کو بھیجو کیا مین ہی پہرا دینے والی ہون ملازم خاموش ہو رہے
اور برق نے دیکھا کہ نثار خواب سے بیدار ہو کر مسند پر بیٹھا ہے بیزاری کر رہا ہے برق
جاکر برابر اوسکے رومال ہلانے لگا لیکن اب حال سنئے کہ عمرو بھی اس پہاڑ سے اترکر ایک
گویا بنا اور نے کو بجانے لگا صداے دلکش بانسری کی کان مین نثار کے گئی اپنے
ملازمون سے حکم دیا کہ اس نے نواز کو بلا لاؤ ملازم گئے اور عمرو کو سامنے بلا کر لائے نثار
نے دیکھا کہ ایک بڈھا کلاونت مفلوک پریشان روزگار ہے جی مین کہا کیا قدرت سامری کی
ہے کہ صورت اور قطع اسکی ایسی ہے لیکن کمال ایسا جانتا ہے اسی وقت حکم کیا کہ اپنا ہنر
ہمین بھی دکھاؤ عمرو سلام کرکے نے بجانے لگا نثار بہت خوش ہوا اور انعام بہت سا کلاونت
کو دیا کہا آج اسے گویے تیرا گانا سنونگا کل صرصر کو لیکر پاس افراسیاب کے جاونگا
عمرو نے کہا آپ نے صرصر کو کہاں قید کیا ہے نثار نے پہلے تو یہی کہدیا کہ سامنے والے صندوق
مین بند ہے پھر خیال مین اسکے آیا کہ کلاونت کو صرصر کا حال پوچھنے سے کیا مطلب معلوم ہوتا
ہے کہ یہ عیار ہے یہ سوچکر ہنسا اور پکارا کہ اے عیار پہچانا مین نے تجھکو اور پھر جھپٹکر عمرو کو

گرفتار کیا اسوقت برق جو سر پر ڈال جھل رہا تھا اسنے خنجر بیاض گردن پر پشت پر سے مارا
کہ سر نشار کا کٹ کر دور گرا اور غلغلہ اسکے مرنے کا بلند ہوا ملازم اسکے دوڑے مگر برق تو
سن چکا تھا کہ عمرخ صندوق مین بند ہی اسنے اس تاریکی مین جھپٹ کر صندوق کھولدیا عمرخ
مرنے نشار کے ہوشیار ہو چکی تھی باہر نکلی اور جتنے ملازم نشار کے تھے انکو قتل کیا اور
ثمرو نے جال مارکر سارا گھر لوٹ لیا الحاصل قتل و غارت کرکے وہان سے اپنے لشکر کیطرف
چلے راہ مین ایک ساحر ملازم حیرت ملا اسنے ان سب کو پہچان کر کہا آج اور تم عیش کرلو
کل سب ہلاک ہوجاؤگے عمرخ نے کہا ہمین کون سواے خدا کے مار سکتا ہے اس ساحر نے کہا
ای ثمرو مین حیرت کے دربار مین تھا کہ افراسیاب کا نامہ اس مضمون کا آیا کہ اے ملکہ
ہم شہزادہ جنگجو سے تنہا خود سے جادو کو کل بھیجین گے وہ آکر کام سب باغیون
کا تمام کریگی لہذا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ اب تم سب قتل ہوگے یہ کہکر وہ ساحر تو
چلا گیا اور عمرخ نام شہزادہ جنگجو کا سنکر گھبرائی اور رنگ اسکے چہرے کا فرط دہشت کی
سفید ہوگیا ثمرو نے پھر لب کو بہر تسکین کھولا کہا ای ملکہ گھبراؤ نہین خدا قادر ہے مین ابھی
جاتا ہون لشکر مین بھی شہزادہ کو نہ آنے دونگا راستے مین دیکھ بھال لونگا یہ کہکر چلا
اسوقت برق بھی ایک سمت روانہ ہوگیا عمرخ وہان سے لشکر مین اپنے آئی اور سب
سے ملاقات کرکے سریر جہانبانی پر متمکن ہوئی مگر حال سنئے کہ برق جوہر عیاری چلا طلسم
قطع ہر طے کرکے کنارے دریاے خون روان جو صحرا ہے وہان آکر ٹھہرا کہ شہزادہ اسی
طرف سے آئے گی مین عیاری کرونگا لیکن اس جنگل مین ایک مقام پر جھولا پڑا تھا اور
تین عورتین نہایت حسینہ و جمیلہ جواہر کا گہنا پہنے جھول رہی تھین برق نے اپنے
دل مین کہا یہ جادوگرنیان ہین ایسا نہو مجھے گرفتار کرلین یہان سے کسی اور طرف چلکر
ٹھہرنا چاہیے یہ سوچکر راہ کاٹ کے اور سمت چلا ان عورتون نے پکار کر کہا کہ ای برق
ادھر آ ایک پینگ دیتا جا برق نے کچھ جواب نہ دیا اور بھاگ کر دو کوس کے فاصلہ پر نکل گیا
وہان بھی وہی درخت وہی عورتین جھولتے دیکھین برق وہان سے بھی بھاگ کر تیسری
طرف کئی کوس نکل گیا اس جگہ بھی وہی ماجرا نظر آیا یعنی انھین عورتون کو جھولتے پایا الغرض
بارہا جس سمت کو بھاگا غرضیکہ کئی کوس گیا وہی درخت اور عورتین جھولتے دیکھین بالآخر انھون
نے کہا ای برق ادھر آ ہمین پینگ دیکے کہان بھاگا بھاگا پھرتا ہے برق ناچار انکے

پاس گیا اور کہا ہم عیار ہین ہمارا ستانا بہتر نہین آیندہ تم جانو ہر چند برق نے دھمکایا لیکن انھون
نہ مانا اور گرفتار کرکے سمت افراسیاب چلین اب عمرو کا حال سنیے کہ یہ جو بعد قتل شہزادہ جنگ جو
روانہ ہوا ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ چار طرف کوہستان اور اوسکے بیچ مین صحرائے سبزہ زار
ہر گل دریا چمن سے معمور دیکھا ہر سمت نزاہت اور طراوت کا وفور دیکھا جانور شاخہائے درخت
پر نغمہ پرا گلہائے زنگار رنگ شگفتہ عمرو نے تصور کیا کہ اس جنگل کو آراستہ کرو اور یہین ٹھہرو صحرا
پاک و پاکیزہ ہو کیا عجب ہے کہ شہزادہ یہان آکر خودکشی ہو یہ سمجھ کر زنبیل سے قرابے گلاب و کیوڑے
کے نکالے کہ سب آمیختہ بہ عرق بیہوشی تھے درختون پر چھڑکے اور پھول ادویہ بیہوشی کے
نکال کر ہار گوندھ کر درختون پر ڈالے سارا جنگل عطر بیہوشی سے بسا دیا اور آپ ایک بڑھیا
گوژہ پشت نود سال کی صورت بنکر لاٹھی ٹیکتا ہوا درۂ کوہ سے نکل کر ایک جگہ مخفی ہو کر بیٹھا
تھا کہ دور سے دیکھا تین عورتین برق کو گرفتار کیے لیے جاتی ہین یہ دیکھتے ہی ان عورتون
کے پاس گیا اور لگا دوہائی دینے اور رونے انھون نے سبب گریہ استفسار کیا اوسنے
کہا بی بیو اس موئے چوٹٹے کو جو تمنے گرفتار کیا ہے اس سے میرا پاندان دلا دو مین تمہارے
بغیر ہلاک ہو جاؤن گی یہ موئے کا کاٹا مین بار میرا پاندان چرا لے گیا ہے مین حیرت کی طرف
سے اس جنگل مین محافظ ہون پہرا دیتی ہون اون عورتون نے برق سے کہا موئے بھلا
اس بڑھیا کا پاندان تونے کیا کیا برق یہ باتین بڑھیا کی سنکر سمجھ گیا کہ یہ بڑھیا نہین استاد
ہین مجھے چھڑانا چاہتے ہین یہ سمجھ کر کہنے لگا اگر پاندان دیدون تو تم مجھے چھوڑ دو گی یہ کلام
سنکر وہ عورتین اوسکو مارنے لگین برق نے کہا خفا نہو چلو مین بتلا دون جہان بڑی بی
رہتی ہین اوسی جگہ ایک غار ہین اونکے تینون پاندان رکھے ہین ان عورتون نے بڑھیا سے
پوچھا تم کہان رہتی ہو اوسنے کہا وہ سامنے جو درۂ کوہ ہے اوسکے آگے بڑھکر میرا مکان ہے
یہ تینون عورتین اوسی طرف چلین یہان تک کہ درۂ کوہ سے نکل کر جب اوس صحرائے سبزۂ خرم
مین پہونچین جسے عمرو نے درست کیا ہے خوشبو سے گلہائے بیہوشی کے بیہوش ہو کر گرین
عمرو اور برق نے فی الفور سر اونکے کاٹ ڈالے العیاذ باللہ وہ غل و شور برپا ہوا کہ کبھی
ایسی آفت نہ آئی تھی آگ پتھر برسنے لگے وہ صحرا تمام برباد ہو گیا اور محافظان دریائے خونروان
دوڑے عمرو اور برق ان عورتون کا زیور و لباس اوتار کر بھاگ گئے اور محافظ دریا لاشین
اونکی اوٹھا کر باغ سیب مین افراسیاب پاس لے گئے اور سب ماجرا کہا کہ عیار داخل

ہوا اسے طلسم کے محافظون کو مارا شاہ نے لاشین اُن جادوگرنیون کی اُٹھوائین اور بفرط غضب
اُسی وقت حکم دیا کہ اے شرارۂ جنگجو جلد حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ رو سے ہوا شعلہ ہای آتش پیدا
ہوئے اور مثل آتشکدے کے بنکر سامنے آئے اُس آتشکدے سے ایک زن پری پیکر ملبوس ظلمت
سرخ لباس از سرتا قدم پہنے یاقوت احمر کا زیور زیب جسم کیے ظاہر ہوئی افراسیاب کو جھککے
تسلیم کی اسنے حکم دیا کہ ابھی ابھی تم ایک لاکھ فوج جو اپنے پاس رکھتی ہو لیکر پاس حیرت
کے جاؤ اور تمام لشکر حریف کا تمام کرو خبردار ایک تنِ تنہا کو بھی زندہ نہ چھوڑنا اور دمبدم حضرت
شہریار الم کا ہماری انتظار کرنا بڑا تمھارا رتبہ کرینگے بعد فتح ملک و مال دینگے شرارہ حکم
شاہ سنکر اپنی جگہ پہ آئی اور ایک لاکھ فوج کی ترتیب اور درستی کرکے آتشکدے مین مخفی ہوکر بحکم
عظیم الشان سے روانہ ہوئی اور ہمسر بلغر دریا سے اُترکر قریب لشکر حیرت پہونچی کہین راہ
مین نہ ٹھہری حیرت نے خبر سنکر استقبال کرایا شرارہ داخل بارگاہ ہوئی بالکہ نزدیک
خلعت پایا لشکر اسکا اُترا بارگاہ عالی استادہ ہوئی سامنے اسکے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ
گردش مین آیا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ایک نامہ بنام ملکہ صرصر لکھا مضمون یہ
تھا کہ منم شرارہ سحر میرا سب پر ظاہر اور روشن ہے کوئی ایسا نہین جو میرا مقابلہ کر سکے تجھکو
لازم ہے کہ میرے پاس اے صرصر چلی آ خطا تیری معاف کروا دونگی اور اگر نہ آئیگی تو سزا دونگی
اس نامہ کو ایک چیلے کے ہاتھ پاس صرصر کے بھیجا چیلے نے نامہ لاکر بارگاہ صرصر مین پہونچایا
صرصر نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مین کنیز شہنشاہ عمرو کی ہون حرام زادے افراسیاب
اور قطاسہ حیرت کو نہین جانتی اے شرارہ جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور کوتاہی نہ کر خدا
مابزرگ ست یہ لکھکر چیلے کو دیا اُسنے لاکر شرارہ کو دیا پڑھکر غضبناک ہوئی وہ دن
جسقدر باقی تھا تامل پذیر رہی جسوقت کہ نیر جہانتاب آتشکدۂ مغرب مین جاکر مخفی ہوا اور
ماہ منیر فلک نے حکومت زنگبار ظلمت شب حاصل کرکے سکہ نورانی اپنا جاری فرمایا نظم

تھا سحر شرارہ کا اُس جگہ یہ مقام	کہ گیا روز اور آئی شام
جب کہ اُس شب کی تیرگی چھائی	بلبل زنگی کی وان صدا آئی

اس خبر کو طائران پرید کی زبانی سنکر عیاران لشکر سمت صحرا چلے گئے اور صرصر نے بھی نفیر
سحر بجا لائی دلاورون اور بہادرون نے جنگ کی تیاری شروع کی سلاح خانہ کھل گیا مسلح تیار
ہونے لگے صرصر نے حکم محکم دیا کہ ابیات

ہوئے نقیبان و جارچی تیار
جلد ہوں جملہ پیادہ و اسوار
ہان دو در حشمانہ وا کردو
رات بھر اہتمام جنگ کریں
ہوئے مصروف ساز جنگ و جدل
ہوا ناگہ یہ گنبد گردان
نہوا جب انتظام جنگ
مرکب جسم پہ سوار ہوا
دیکھ کر رزم و جنگ کے اوضاع
پشت پر پھینکدی سپر درکار
ماہ انجم سپاہ تنگ ہوا
بستر خواب سے شرارہ پلید
کہا آمادہ سب سپاہ رہے
اپنا اسباب حرب منگوایا
جب مہیا سے کارزار ہوئی
پھر تو گھوڑوں پہ سب نے زین باندھا
نیزے وہ فوج قاہرہ ملعون
ہوئی ایسی غبار کی کثرت
ہوئی ہمرخ بھی اسطرف تیار
سب ہوئے خود آہنی بر سر
اور کمر میں وہ برق تیغ صفات
ہو برہنہ جو ہم غضب جس آن
زیر ران تھے وہ توسن چالاک
تھے جو ہمرہ ان وہ جرأت آئین
اس طرح ہو کے الغرض تیار

کہیں لشکر میں یہ پکار پکار
غرق دریا ہے آہنی تیار
اسلحہ سب کے زیر و ہمدو
صبح کو فکر نام و ننگ کریں
کوئی کرتا تھا رمح کو صیقل
علم آفتاب جلوہ کنان
زیب بخش زمردین اورنگ
شہ سیارگان دوچار ہوا
لے لیا نیزۂ خطوط شعاع
خود ہوا صورت سپہ یکبار
شہ خاور سے قصد جنگ ہوا
ہوئی سپاہ با غضب و شدید
سوے میدان لین لگا وہ بھی
سارا سامان سحر کا آیا
اژدہے پہ تہیں سوار ہوئی
کمر کشتہ کو یہیں باندھا
ہوئی آر دوے فوج سے بیرون
ہو گیا خیمہ شیشہ ساخت
ہوئے آمادہ رزم سب سردار
چار آئینہ و زرہ در بر
آب سیل فنا ہے قہر حیات
ہو عیان کل من علیہا فان
سرمہ چشم تھے سم کی خاک
حکم پروردگار سے عشقین
چلی میدان کو فوج جرار

بولا اقبال یون بطور نقیب
جب کہ میدان رزم مین پہونچی
ناگہان وہ شرارہ با شرر
اژدہے کو کیے ہوے جولان
خویشتن را بہر جنگ آراست
اُسکی آمد سے چھا گیا یہ ہراس
تھے جو نام آوران دہر بڑے
اژدہے پر جو تھی وہ پڑھتی تھی
اب سنین ناظرین افسانہ
عازم جنگ ہوا شرارہ سے
نئی پیدا کمین نہ آفت ہو
پاکے تنہا کوئی اسیر کرے
تھے وہ جانتی نہین مطلق
دل مین یہ سوچکر جوان نے وہان
پاس اپنے بلاکے اُس سے کہا
نام تھا اُس کنیز کا جہان
خوبصورت تو بس تھا اک بار
پیر شکیل آیا اپنی مان کے پاس
حکم ہو مجھکو مادر والا
کہا مہرخ نے اے پسر مخروش
گر تو غلطان بخاک و خون ہوگا
نہ دی اسکو غرض اجازت جنگ
پانون دونون زمین پر مارے
پاس نکلا شرارہ سے جاکر
غش مین آکر گری وہ اژدرسے

ہٹو دشمن کی پہونچی موت قریب
کی نقیبون نے پھر صف آرائی
اپنی صف سے نکل پڑی باہر
آئی میدان مین مثل پیل دمان
از صف دشمنان مبارز خواست
ایک سے بھی سکا رہے نہ حواس
مثل تصویر تھے خموش کھڑے
بیم و دہشت ہر اک کی بڑھتی تھی
کہ شکیل جوان فرزانہ
دل مین اُسکے خیال یہ آئے
تیری معشوقہ خوبصورت کو
بار اندوہ تیرے سر پہ دھرے
کہین ایسا نہو کہ پائے قلق
اک کنیز بہار کو اُس آن
خوبصورت کو یان سے تو لیجا
کرکے طاؤس سحر کو جولان
لے گئی وان سے جانب کہسار
اور کہا اسطرح سے بے وسواس
کہ کرون بند بند اسکا جدا
جنگ نادیدہ خموش خموش
حال مان کا بہت زبون ہوگا
رعد جادو نے پھر کیا آہنگ
سحر سے غرق ارض ہو یار سے
چیخ اٹھا اس طرح سے وہ خودسر
سحر پڑھکر سنبھل کے پھر اُسنے

کرلیا قید رعد جادو کو	اور چاہا کرے ہلاک اُسکو

جسوقت رعد کو قتل کرنا چاہا برق مخشر مان رعد کی پانون پر آکر گری کہا اے شہزادہ مین تیری کنیز ہون میرے فرزند کو چھوڑ دے اُسنے رحم کھاکے چھوڑ دیا اور آپ پر پرواز پیدا کرکے اُڑکر بروے ہوا جاکر ٹھہری اور ایک ناریل لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ قریب صف لشکر ہوکر شق ہوا اُس مین سے ہزارہا ماران سیاہ ظاہر ہوئے کہ اُنکے منہ سے چنگاریان آگ کی نکلتی تھین وہ سانپ لشکر بھر مین پھیل گئے اور چنگاریان اڑانے لگے ایک آن مین وہ چنگاریان شعلہ بنکر لشکریون کو جلانے لگے اور سردارون کے دست و پا مین شرارے کی طرح لپٹی تھین اُس وقت سرداران مہرخ رد سحر کرکے اپنے تئین بچاتے تھے باران سحر آتش بجھانے کو برساتے تھے کہ شہزادہ نے دو سہ نارنج اور مارا اور پکار کر کہا کہ اے افسران لشکر لینا ان کمبختون کو فوج اُسکی ترسول بنسول شمشیرہائے بران سحر کا سامان لیکر لشکر مہرخ پر آپڑی ایک طرف سے حیرت جو ہمراہ شہزادہ بہر تماشائے جنگ میدان مین آئی تھی مع اپنی فوج کے حریف پر گری مہرخ بھی آگے بڑھی سحر چلنے لگا نارنج و ترنج اچھلنے لگا دو لشکر آپس مین مل گئے شمشیر سحر مثل برق گرنے لگی نظم

چلے اپنی جگہ سے وہ دلاور	بڑھایا پانون لشکر نے برابر
کس و ناکس ہوئے مصروف پیکار	سپاہیون نے کھینچین تلوارین اکبار
فلک سرگشتگی اپنی گیا بھول	زمین سے اٹھنے لگی برعکس معمول
صدا گرزون سے نکلی پیاپے	کہان سہراب ہر رستم کہان ہر
تبرزین نے کیا ہر زین کو صاف	سوارون کے ہوئے سر چاک تا ناف
پڑے ڈوبے خون مین وہ تیغزن تھے	جو سنگین دل تھے وہ لعلین بن گئے

غرض گھمسان کی تیغ زنی اور سحر کی لڑائی ہوئی بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ نے ہزارہا کو تہ تیغ کیا صدہا کو دیوانہ بزور سحر بنا دیا لیکن شہزادہ نے بلندی سے تیسرا نارنج مارا کہ اُسکے شق ہونے سے چادرین آتش کی لشکریون مہرخ کے پڑنے لگین اور دیکھا تو وہ سب آتش جمع کر ابر کی طرح کی چادر آتشین ہوئی اور سر لشکر پر جھکی اور پوشیدہ کرنے لگی اُسوقت مہرخ اور بہار اور شکیل سرداران نامی بھاگے اور لشکر نے شکست فاش کھائی اِس سحر کا توڑ نہوسکا شہزادہ اور حیرت قتل و غارت کرتی ہوئین متعاقب حریف کئی کوس آئین

اور سرداران مہرخ مع کچھ فوج ہزیمت خوردہ کے قریب کوہ کہ نام اسکا کوہ لاجورد تھا پہونچکر
متواری لشباب و جبال ہوے اور بہت لشکری خاک و خون مین غلطان و پیچان ہوکر راہی
عدم ہوئے شہزادہ قریب شام ہلاک و غارت کرکے پھری اور جاسوس واسطے خبر کے بھیجے کہ
خبر لاوین باغی کس طرف گئے اور کہان پوشیدہ ہین الغرض جب خیمے مین اپنے مسند پہ بیٹھی
سحر پڑھا کہ گرد اُسکے آتش کدہ بن گیا اُس مین پوشیدہ ہوگئی اور حکم کیا کہ نقارہ اکبری ہو
جشن و طرب کی بنیاد کی جائے بمجرد حکم بزم نشاط ترتیب پذیر ہوئی یہ کیفیت شکست دور سے
عیاران لشکر اسلام نے بھی دیکھی اور بقصد عیاری چلے یہان تک کہ قران بشکل صندل
شہزادہ کے خیمے کے قریب پہونچا اور چاہا کہ اندر جاوے یکایک آواز آئی کہ ہوشیار ہو جاؤ قران
آتا ہے قران یہ صدا سنکر جست کرکے بھاگا اور نکل گیا ادھر شہزادہ سے سب نے پوچھا
کہ یہ آواز کون دیتا ہے اُسنے کہا مین نے پتلا سحر کا بٹھلایا ہے کہ جو آئیگا پتلا بروے ہوا صدا دیگا
اور آنیوالے کا نام بتلاویگا اور عیار بھی جو قریب خیمہ آئے پتلے نے اُنکا نام بھی بتلایا
سب بھاگ گئے اور جاکر مہرخ جہان چھپی تھی پہونچے اور کہا کہ بلکہ ہم لوگ عیاری کو جاتے ہین
تو جا نہین سکتے اب یقین ہے کہ قضا آئی ہے سارے لشکر مین شور گریہ بلند ہوا اُسوقت عمرو
بھی آیا اور حال پر دردمندون کے اشک حسرت بہانے لگا اور ہر ایک کو تسکین و دلاسا
دیتا تھا لیکن عیار پھر بہر عیاری روانہ ہوے اور ادھر شہزادہ ناچ دیکھ رہی ہے کہ افراسیاب
کا نامہ اسکے پاس آیا اُس مین لکھا تھا کہ مہرخ کا حال ہمنے کتاب سامری مین دیکھا معلوم
ہوا ہے کہ کوہ لاجورد مین سب نمک حرام جاکر چھپے ہین لہذا فوج لیکر چڑھ جاؤ اور سب کو
گرفتار کر لو یہ نامہ پڑھکر شہزادہ نے نفیر سحر بجائی اور اسی وقت کمر بندی فوج کی کراکر
سوار ہوئی اور بسرعت بلیغ قریب کوہ لاجورد پہونچکر محاصرہ کیا عین غفلت مین کوئی بھاگ
بھی نہ سکا اُسوقت عمرو نے مہرخ سے کہا مصلحت یہ ہے کہ تم سب جاکر اُس ملعونہ کے
قدم پر گر پڑو اور کہو کہ ہماری خطا شہنشاہ افراسیاب سے معاف کرا دیجیے وہ تم
کو امان دے گی پھر مین سمجھ لونگا یہ رائے خواجہ کی پسند کرکے مہرخ کشتیان زر و جواہر کی
واسطے نذر کے ہمراہ لے کر مع تمام سردارون کے روانہ ہوئی شہزادہ قریب کوہ کے خیمہ زن
تھی اور فوج کوہ و پہاڑ کو گھیرے تھی کہ خبر آمد مہرخ سنی باہر خیمے کے نکل آئی دیکھا مہرخ و بہار
وغیرہ اعیان کو رومال سے باندھے چلی آتی ہین یہ معاملہ دیکھکر اپنے فوج کو متعرض ہونے سے

۶۰

منع کیا اور آگے بڑھی اسوقت مہرخ دوڑکر اسکے قدم پر گری اور جو کچھ عمرو نے سکھایا تھا
زبان پر لائی شرارہ نے ہر ایک کو گلے سے لگایا نہایت خوش ہوئی کہ تیرے سبب سے یہ
ہنگامہ عظیم مٹا اور سب کو لیکر داخل خیمہ ہوئی مقام پاکیزہ مین ہر ایک کو بٹھایا اُس وقت
عمرو بھی اسکے خیمے مین آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین بھی ملازمت شاہ طلسم کی کرونگا شرارہ
نے عمرو کی بھی تعظیم کی اور کرسی پر بٹھایا مگر آپ بدستور اپنے آتشکدے مین پوشیدہ ہوگئی
اور حکم دیا کہ ارباب نشاط حاضر ہوے ناچ ہونے لگا ساقی مہ لقا جام بادۂ ارغوانی سبکو
دینے لگا عمرو نے کہا اے ملکہ آپ بھی آکر شریک بزم ہوجیے شرارہ نے آتشکدہ مین سے
جواب دیا کہ اے عمرو مین تیرے خوف سے آگ مین چھپی رہتی ہون عمرو نے عرض کیا کہ اگر
مجھسے دغدغہ باقی ہے تو پھر میرا ٹھہرنا بیکار ہے شرارہ گویا ہوئی کہ نہین تم خفا نہ ہو مین ظاہر
ہوتی ہون اور یہ صدا دیکر آتشکدے سے مثل شعلہ جوالہ کے باہر آکر تخت پر بیٹھی اور صورت
اصلی اپنی بنائی سب نے دیکھا کہ ایک زن خوب صورت تخت پر بیٹھی ہے عمرو نے پھر عرض
کیا کہ اگر مجھکو حکم ہو تو ساقی گری کرکے اپنا ہنر شایستہ دکھاؤن شرارہ ہنسکر بولی کہ تجھے
بیہوشی دیا چاہتے ہو تو دیا کہو عمرو نے کہا توبہ توبہ اب کبھی ساقی گری کا نام نہ لونگا یہان یہ
باتین ہورہی ہین لیکن اُدھر افراسیاب نے کتاب سامری دوبارہ دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو
براہ مکاری پاس شرارہ کے آیا ہے اور یقین ہے کہ اُسے قابو پاکر قتل کرے اس کیفیت کو
معلوم کرکے نامہ لکھا اور پتلے کو دیا کہ شرارہ کو پہونچائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور شرارہ
پاس پہونچکر نامہ دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ عمرو عیاری کرنے آیا ہے اُسکے فقرے پر نہ آنا سب
باغی اسوقت تمھارے قبضۂ قدرت مین ہین انکو گرفتار کرکے سمت لشکر حیرت بھیجدو کہ
ہم آکر ہر ایک کو وہان دار پر کھینچین گے نامہ پڑھتے ہی شرارہ نے ایک ایسا سحر کیا کہ گرد
عمرو اور مہرخ وغیرہ سب سردارون آتش کا حصار ہوگیا اور شرارے دست و پا مین
لپٹ گئے سب نے کہا اے ملکہ ہمارا کیا قصور ہے اُسنے جواب دیا کہ تم سب جعلساز ہو دیکھو
تمھارے مکر پر شہنشاہ نے مجھے مطلع کیا یہ نامہ بھیجا ہے یہ کہکر سب کو گرفتار کرکے چھکڑے اور
گردون کو طلب کرکے سوار کیا اور خود بھی وہان سے کوچ کرکے سمت لشکر حیرت چلی
اس معاملہ کو وہ لوگ جنکو مہرخ کوہ مین بحفاظت بقیہ لشکر و مال و منال چھوڑ آئی تھی
دیکھکر گریان ہوے اور یقین واثق ہر ایک کو اپنی ہلاکت کا ہوگیا اور اس امر سے قاصد

ہوئے کہ جا کر لشکر شہزادہ پکڑین اور ایسی بھی جان وین اس عرصہ مین مستحکم ہوئے تھے کہ قران انکے پاس آیا اور یہان سب کو ایسے ارادے سے مانع ہو کر کہا کہ ... تو توانا پروردگار دو جہان مین دست دعا بلند کرو اور مین جا کر اس فتنہ شہزادہ کا کام تمام کرتا ہون لیکن ایک ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلے اسکا حاصل ایک ساحر کو لشکر سے ساتھ لیکر قران روانہ ہوا اور یہان اہل لشکر استغاثہ کرنے لگے کہ نظم

ولہ الکبریا و الجبروت
ولہ الملک کائنا ماکان
واسطہ ان خدا شناسون کا
تو ہی قادر حیات ہے کریم
شر سے دشمن کے دے پناہ ہمین

ولہ الاقتدار و الملکوت
ولہ الامتنان و الاحسان
سر جھکون سے تیری رہ مین دیا
تو ہی احسان کرین غلام رحیم
اسکے قابو سے رکھ نگاہ ہمین

یہ تو مصروف استغاثہ تھے لیکن قران ساحر کو لیے ایک درہ کوہ مین آیا اور ساحر سے کہا کہ طاؤس سحر کے بنا دے اسنے ایک طاؤس بزور سحر موم کا بنایا قران نے اسپر زین سا ایک گوہر سے مزین باندھا منقار مین طاؤس کے بالا موتی کا دیا اور گلے مین جواہر بہت سا لٹکا کر آراستہ کرکے اپنی صورت مثل افراسیاب کے بنائی اور اس طاؤس پر سوار ہو کر اوس ساحر سے کہا کہ نہین ہے تو ایسا سحر پڑھتا ہوا میرے ساتھ چل کہ طاؤس اوڑتا ہوا پاس شہزادہ کے پہونچے اور راستہ سے سارہ مین بھی کچھ آگ برسے آندھی آئے پتھر گرین تا کہ علامت آمد ساحر جلیل معلوم ہو اسنے حسب الامر مثل ملازمون کے شکل اپنی درست کرکے رکاب پکڑلی اور سحر پڑھا کہ آندھیان آنے لگین آگ پتھر برسنے لگے اور طاؤس روانہ ہوا شہزادہ نے کہا اسے منزل مقصود تھی کہ دیکھا کہ آتا ہے آمد ساحر دیکھ کر ٹھہری اور جدھر سے آگ برستی آئی تھی اسی طرف دیکھنے لگی کہ سامنے سے افراسیاب تاج مرصع سر پر رکھے لباس فاخرہ پہنے طاؤس سحر پر سوار ظاہر ہوا شہزادہ شہنشاہ کو آتے دیکھ کر لشکر سے باہر نکلی اور بہر تعظیم چلی قریب آکر تسلیم کی افراسیاب نے طاؤس ٹھہرایا اور کہا اسے ملکہ کیا کہنا ماشاء اللہ کتنا جلد تمنے اس جنگ کو فتح کیا یہ کہکر طاؤس پر سے کود اور وہ ساحر جو آگ پتھر برساتا ساتھ تھا اسنے سحر موقوف کیا تا کہ وہ آندھی دفع ہو موقوف ہوئی شہزادہ نے کشتیان نذر کی پیش کش کین اور یا اندا زر بفتی ڈال کر لیکر چلی حکم ہوا کہ خیمہ آنکے

لیکن راہ مین یاقوت جادو وزیرزادی نے اسکی خبر عرض کی کہ مین نے سنا ہے شرارہ
جہنم واصل ہوئی مہرخ بفتح و فیروزی آئی ہے حیرت اس سانحے کو سنکر پھری اور اپنے لشکر
مین آئی ادہر مہرخ بہی سب کو قتل و غارت کرکے اپنی فوج کو جو بھاگ گئی تھی جمع کرنے لگی
وہ لشکری جو پہاڑ پر مصروف دعا تھے فتح کی خبر سنکر حاضر ہوے نقارے فتح و ظفر کے بجنے
لگے ایک روز وہان ٹھہر کر نئے سرے کارسازی لشکر فرماکر دوسرے روز نقارہ کوچ کا بجایا
اور بحشمت و خدم مراجعت کی یہان تک کہ مقابل حیرت پہونچکر بارگاہ استادہ کرائی اور جائے
قدیم پر لشکر نصرت اثر کو اوتروایا خیام ذوی الاحترام سرداران عالی مقام نصب ہوے لشکر
مین گہما گہمی ہونے لگی مہرخ تخت پر بیٹھی بہار سے کہا تمہاری کنیز ملکہ خوب صورت
کو میدان جنگاہ سے سمت کوہستان مے گئی تھی آپ اسکو طلب کرلو کس لیے کہ لاکھ دشمن
و دوست یہان ہین ایسا نہو کہ کچھ پیچ پڑ جائے بہار براہ تعظیم کہ کام یہ بادشاہ لشکر کا ہے
خود واسطے لینے خوبصورت کے روانہ ہوئی لیکن وہان کی کیفیت سنیے کہ مہران
کوہستان مین ایک دریا کے کنارے خوبصورت کو لیے سیر کرا رہی تھی اور وہان ایک
ساحر رہتا ہے رعیت شاہ طلسم کہ نام اسکا ناگ جادو ہے اسنے خوب صورت کو دیکھا اور
قریب آکر گویا ہوا کہ اے مہران تو لونڈی بہار کی ہے تجھے کیا قتل کرون تیری کچھ حقیقت
میرے نزدیک نہین ہے لیکن ملکہ خوبصورت دختر ملکہ حیرت زوجہ بادشاہ طلسم ہے اسے
ضرور لیجاؤنگا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ ایک مار سیاہ زمین سے نکل کر مہران سے
لپٹ گیا اور ایسا زہر آلود وہ سانپ تھا کہ مہران اسکے لپٹنے سے بیہوش ہوگئی ناگ جادو
نے آکر خوبصورت کو اٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوا اتفاقاً ایک سمت سے صرصر آئی تھی
اسنے یہ معاملہ دیکھا کہ دختر ملکہ حیرت گرفتار ہوئی دل مین اسنے تصور کیا کہ ناگ جادو
اگر شاہزادی کو لیجاویگا نہین معلوم کیا کرے ایسا نہو کہ بیحرمتی ہو لازم ہے کہ اس سے چھین لون
یہ خیال کرکے پاس اسکے آئی اور بیضہ بیہوشی اسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے سر کاٹ ڈالا
غل و شور ہوا صدا آئی کہ مارا مجکو نام میرا ناگ جادو تھا اسکے مرنے سے مہران کو ہوش
آگیا اور تجسس مین خوبصورت کے چلی لیکن صرصر ملکہ کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر اپنے
خیمے مین لائی اور صبا رفتار اور شمیمہ سے کہا تم محافظ رہنا کوئی پشتارہ نہ لے جائے
اور آپ بارگاہ حیرت مین آکر عرض کیا کہ مین ملکہ خوبصورت کو گرفتار کرکے حضور کے

سامنے لاؤن اگر آپ اسکو قتل نہ کرین تو یہ امر ممکن ہی حیرت نے کہا وہ میری دختر ہی مین اسکو
کچھ نہ کہون گی تو جلد گرفتار کر لا صرصر یہ اقرار لیکر اپنے خیمے مین آئی اور پشتارہ لیکر چلی اُس
وقت قران بشکل سیدل لشکر حیرت مین پھر رہا تھا صرصر کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھ کر
سمجھا کہ یہ کسی ہمارے لشکر کے سردار کو لائی ہی پکارا کہ اُستانی مار ہی ڈالونگا جو آگے قدم
اُٹھایا صرصر نے تیغ کھینچ کر آپڑی لشکر مین غلغلہ ہوا اُس وقت بہار جو واسطے بلانے خوبصورت
کے چلی تھی جب کوہستان مین پہونچی تاک کی لاش دیکھی اور کسی کو نہ پایا کچھ فتور ہوا ڈھونڈتی
ہوئی لشکر حیرت مین آئی یہان صرصر کو پشتارہ لیے لڑتے دیکھ کر سحر کیا کہ پاؤن صرصر
کے زمین نے پکڑ لیے اور آپ پشتارہ لیکر اُڑ گئی اور اسباب سحر کا بھیجا کہ وہ صرصر کو بھی
لیکر چلا قران لشکر سے نکل گیا کہ پرائے مقام پر ٹھہرنا اچھا نہین غرض کہ بہار پشتارہ لیے
لشکر سے جب صحرا مین آئی قضائے کار ایک ساحر مصاحب خاص افراسیاب کچھ پیام
شہنشاہ کا لیے پاس حیرت کے جاتا تھا اُسنے بہار کو جاتے دیکھکر للکارا بہار مقابل
اُس ساحر کے کہ نام اُسکا علامہ جادو ہی ہوئی اُسنے دیکھا کہ مین بہار سے لڑ نسکونگا بس
خاک قبر جمشید کہ اُسکے پاس تھی اُسکو بہار پر ڈالا کہ یہ بیہوش ہوگئی علامہ سب کو لیکر چلا اس
کیفیت کو دور سے برق فرنگی نے دیکھا کیونکہ عیار تو صحرا مین پھرا ہی کرتے ہین یہ یہان
موجود تھا بے تحاشا دوڑا اور لشکر مہرخ مین جاکر شکیل سے سارا ماجرا کہا وہ حال گرفتاری
مطلوب سنکر دیوانہ وار با چشم اشکبار بیقرار ہوکر چلا اُسکو جاتے دیکھکر بہ محبت مادری سے مضطرب
ہوکر مہرخ بھی روانہ ہوئی تھوڑی دور گئی تھی کہ ادھر سے عیارنیان تلاش مین صرصر کے
چلی تھین اُن مین سے صبا رفتار نے مہرخ کو جاتے دیکھ کر فی الفور صورت اپنی صرصر نام
عیار کی بنائی اور پاس مہرخ کے آکر حباب بیہوشی ناک پر مار کر بیہوش کر کے پشتارہ لگا کر
لے چلی کچھ دور گئی تھی کہ قران لشکر حیرت سے پھرا آتا تھا اُسکو دیکھ کر نعرہ اتلان کر کے دوڑا
صبا رفتار پشتارہ پھینک کر بھاگی قران نے مہرخ کو ہوشیار کیا دونون چلے مگر شکیل نے
پہلے جاکر علامہ کو گھیرا لڑائی سحر کی ہونے لگی منتر اور جنتر پڑھے جانے لگے کبھی یہ غرق زمین
ہوا کبھی وہ آسمان پر اوڑ گیا دھوان آتش سحر کا بلند ہوا دریائے سحر موج مارنے لگا اسوقت
صرصر تو یہان موجود تھی ہی اُسنے یہ کیفیت دیکھ کر ایک بیضہ بیہوشی مار کر شکیل کو بیہوش کر دیا
اور علامہ اسکو بھی بزور سحر گرفتار کر کے لے چلا اور صرصر پہلے آکر لشکر مین پہونچی تھی

کو خبر دی کہ علامہ آپکی دختر کو مع اُسکے عاشق کے اور بہار کے لاتا ہی حیرت خوش ہو کر سوار
ہوئی لیکن ادھر علامہ کے ذہن مین آیا کہ ان سب مجرمون کے سر کاٹ کر لیچل ایسا نہو راہ مین
کچھ اور پیچ پڑے اور یہ رہا ہو جائین اس طرح کا خیال کر کے ایک پہاڑ پر ٹھہرا ادھر سے عمرو
بھی شکیل کو جاتے دیکھکر لشکر سے چلا تھا اسی پہاڑ کے قریب پہونچا اور بصورت ساحر کی
بنا کر علامہ کے سامنے آکر اسکو ڈانٹا کہ اوچھا تو کون ہی جو پرائی جورو بیٹی کو پکڑ لایا ہی بڑا
دغاباز معلوم ہوتا ہی یہ کلمات سنکر علامہ نے پوچھا آپ کون ہین عمرو نے جواب دیا کہ مین
شہنشاہ کی طرف سے میرے قبضے مین ہی مین یہان کا مالک ہون علامہ گویا ہوا کہ بھائی خفا
نہو مین شکیل اور خوبصورت اور بہار مجرمان شاہ کو لایا ہون عمرو نے ہنسکر کہا بھائی آ
مین نے تمکو پہچانا تمھاری زوجہ تو میری بھاوج ہو آؤ میرے گھر چلو کھانا کھا کر چلے آنا علامہ
نے عذر کر کے بلجاجت کہا ای برادر پہلے ان گنہگارون کو قتل کر لین تو چلین عمرو بولا کہ
ذرا مین اس شکیل کو دیکھون کہ کیسا خوبصورت ہی جو دختر حیرت اسکے ساتھ خراب ہو
علامہ نے اپنے سحر مین خوب مسحور کر کے شکیل کو ہوشیار کر کے عمرو کو دکھلایا کیونکہ بوجہ
آمد ساحران اسنے ہر ایک کو بزور سحر نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا الحاصل عمرو نے جب اسکو
دیکھا کہا ای برادر لاؤ مین اسکا سر کاٹ لاؤن اور شکیل کا ہاتھ پکڑ کے الگ لایا اور کہنے
لگا ہم چار کے باپ ہین پندرہ ماؤن کے پیٹ سے پیدا ہوے ہین تمہین کچھ دو تو چھوڑ
دین شکیل اس گفتگو سے حیران ہوا کہ کوئی ایک مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے یہ
پندرہ سے پیدا ہوے ہین شاید یہ عمرو ہی یہ سمجھکر خوش ہو کر بولا کہ پانچہزار روپیے دونگا
مجھے چھوڑ دو عمرو یہ اقرار لیکر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی وہ تو خود مر رہا ہی مجھکو رحم آتا ہی
کیا اسکو قتل کروگے علامہ بولا کہ وہ مطیع شہنشاہ بھی تو نہین ہوتا عمرو نے کہا مین اسکو
سمجھاتا ہون اور پھر شکیل پاس آکر کہنے لگا شاید تم روپیہ بعد رہائی نہ دو تو مین کیا کرون
اس سے بہتر ہے کہ خوبصورت کا زیور مجھے دیدو شکیل کو یقین واثق ہو گیا کہ اب ضرور
ہم رہا ہوے یہ شخص بیشک عمرو ہی اور نہایت درجہ مسرور ہو کر جواب دہ ہوا کہ گہنا کیا
غلام ہون اور محبوبہ میری کنیز آپکی ہو جاے سارا زیور لے لیجیے عمرو یہ سنکر سمجھ گیا کہ
اب یہ مجھکو پہچان گیا غرض وہان سے پھر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی تم سچ کہتے ہو یہ
لوگ بڑے سرکش ہین مطیع نہین ہوتے اب انکو یون قتل کرو کہ پہاڑ کے نیچے سے پتھر اٹھالاؤ

اور انکو بٹھا کر پتھر لگاؤ کہ سر انکے پھٹین اور تڑپ تڑپ کر جان دین علامہ نے کہا آپ انکے محافظ
رہیے مین پتھر لاتا ہون یہ کہکر پہاڑ کے نیچے اترا پتھر لے کر آتا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے پتھر نکالکر
بلندی سے اس طرح اسکے سر پر دھلکایا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے غل اُٹھا اسکے ہلاک
ہونے کا مانند ہوا آگ پتھر برسنے لگے سب قیدی چھوٹے اور شکیل اپنی معشوقہ کو لیکر چلا مگر
اُس پہاڑ پر ایک ساحر ظالم جادو کے کوہی رہتا تھا وہ غل سنکر دوڑا اور سحر پڑھکر شکیل
کو اسنے گرفتار کیا اسوقت بہار نے ایک گولا فولادی مارا کہ ظالم کے سینے پر پڑا اور پشت
کو توڑ گیا شور گیر و دار اُسکے مرنے سے بھی بلند ہوا اور لاشین ان دونون کی ہوا کے بگولے
مین لپیٹ کر پاس افراسیاب کے چلین اور بہار سب کو لیے چلی تھی کہ حیرت مع چند
ساحران نامی کے آکر پہونچی اور سد راہ ہوئی اُس سے اور بہار سے ردوبدل سحر کی آغاز
ہوئی تھی کہ مہرخ اور قران بھی آکر پہونچے اور لڑائی باہم شروع ہوئی بہار نے ہار
اپنے گلے سے توڑ کر مارا کہ ٹھنڈی ہوا چلی اور سامنے ایک چمن پُر از گل و یاسمن شگفتہ و سبز
نظر آیا ہر ایک ساحر ہمراہی حیرت پھولون کی خوشبو سے مست ہوا اور کیفیت بہار ترقی پذیر ہوئی نظم

بس اُسی سبزہ زار مین اک باغ — باغ خلد برین کا چشم و چراغ
ظاہرا رکھ دیا تھا باغ کا اسم — تھا وہ باطن مین تاج باغ طلسم
ثمر و برگ سے کوئی ڈالی — مثل دست سخی نہ تھی خالی
تھی گلون سے زمین بوقلمون — اک طرف میوہ ہاے گوناگون
میوے حد و شمار سے افزون — فصل و بے فصل کے سبھی موجود

حیرت بھی مست ہو کر جھومنے لگی اور بتعریف گلون کی کرتی ہوئی اندر چمن کے گئی ایک پھول
گلاب کا توڑ کر چاہتی ہے کہ سونگھے اسوقت ایک قمری اُڑتی ہوئی آئی اور اُسنے وہ پھول
حیرت کے ہاتھ سے اپنے پنجے مین لے لیا اور منقار اٹھا کر گویا ہوئی کہ اے ملکہ عالم آپ زوجہ
بادشاہ طلسم ہوکر سحر مین بہار جادو کے مسحور ہوتی ہین خبردار اس چمن کے ہر ایک پھول کو
بہزار خار سمجھیے گا ورنہ وہ آسیب صرصر حوادث روزگار سے پہونچیگا کہ کبھی نظر نہ آئیگی
شاخ درخت ہستی مصیبت ڈالیگی زبان قمری سے یہ کلام سنکر حیرت ہوشیار ہو گئی اور خیال کیا
کہ اگر تو پھول سونگھ لیتی تو قیامت ہو جاتی غرض کہ اُس چمن سے باہر نکل کر پھر مقابل
بہار ہوئی دو ایک سحر ردوبدل ہوئے تھے کہ اپنے مقام پر افراسیاب کو حیرت سے مشورہ

کی ضرورت ہوئی اُسنے ایک پنجۂ سحر بھیجا کہ جاکر حیرت کو اُٹھا لائے پنجہ آکر ہنگام جدال اُسکو
اُٹھا لیگیا اور سامنے افراسیاب کے لایا حیرت نے شہنشاہ کو تسلیم کی اور سارا ماجرا بیان
کیا اور اس طرف مہرخ وغیرہ نے ہمراہیان حیرت کو تا بیخ و تیغ و گرز و سحر شکست
دی کشتون کو ہلاک کیا جب کوئی روکنے والا نہ رہا اُسوقت سب کو لیکر مع عیارون کے اور
ملکہ خوبصورت اور شکیل وغیرہ کے داخل اپنے لشکر مین ہوئی بارگاہ مین تخت شاہی
کو مزین فرمایا حکم رقص و سرود دیا ہنگامۂ عشرت گرم ہوا پیالہ شراب کا گردش مین آیا لیکن یہان
افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ مین نے تمکو اس لیئے بلایا ہے کہ میرا قصد ہی اس ہنگامہ
کی خبر جو طلسم مین غلغلہ پڑا ہوا ہی خدمت نبیرۂ سامری مین کرون کس لیئے کہ کل کو جو زیادہ
کچھ فتور یہان پڑے تو نبیرۂ خداوند فرمائینگے کہ ہمسے کیون نہ اطلاع کی اس لحاظ سے اب
کہلا بھیجنا چاہیئے یقین ہے کہ وہ وہین سے بیٹھے بیٹھے سب باغیون کو غارت کر دینگے حیرت
نے کہا اے شہنشاہ نبیرۂ خداوند دل افروز جادو ایسے نہین ہین کہ آپ سرا سری اُنسے کہلا بھیجئے
چاہیئے کہ ہزار ہا روپیہ نذر بھینٹ وغیرہ کے لیئے کہ آپ خود تشریف لیجائیے اور کئی روز
وہان رہ کر ملاقات اُنسے کیجیے جب کہین عرض حال کی نوبت پہونچے اور اگر کسیکو بھیجیے گا
اُسکو زیارت بھی نصیب نہوگی اس سے بہتر ہے اُنکے بھائی جو کنیز سے پیدا ہین مصور جادو
اُسکو نامہ لکھ کر یہان بلائیے کہ اُنکی بھی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین ہے وہ سب عیارون
کو گرفتار کر دینگے اور وہ بھی نبیرۂ سامری ہین ہان اتنا فرق ہی کہ وہ کنیز سے ہین اور
داؤد زوجۂ فرزند سامری سے القصہ ایک نامہ مشعر بہ حالات آشوب طلسم و منحرف
ہو جانا مہرخ وغیرہ کا اور عیارون کا فساد کرنا لکھ کر پاس مصور جادو کے روانہ کیا اور
خواہش مدد کرنے کی ظاہر کی اور نامہ کے ہمراہ بہت کچھ تحفہ و ہدیہ بھی بھیجا جب یہ نامہ
مصور کو پہونچا حال بادشاہ طلسم پر بہت افسوس اُسنے کیا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ تیار
ہو مین ہمراہ اعانت افراسیاب جاؤنگا یہ حکم سنکر بیٹا اسکا شکل کش جادو عرض پیرا ہوا
کہ اس لڑائی پر مجھکو روانہ فرمائیے کہ جاکر فتح کرون اور سحر آزمائی کرکے حوصلہ دل کا نکالون
ابھی حضور کا جانا ایسے مقام پر جہان چند نفر بے حقیقت مجتمع ہون اچھا نہین مصور نے
بعد انکار بسیار التماس اُسکا پذیرا فرمایا اور با جمعیت بیشمار فوج ساحران غدار سے روانہ
کیا اور سا افراسیاب کو تحریر کیا کہ تمھاری مدد کے واسطے اپنے فرزند کو اُس طرف بھیجا ہی

دو اول لشکر باغیان کو جاکر غارت کریگا بعد اُسکے حضور مین حاضر ہوگا یہ لکھ کر تو افراسیاب کو بھیجا اور شفقل کش سے کہا کہ پہلے تم لشکر حیرت کے قریب جاکر مقابلہ مہرخ سے کرکے جب سب کو گرفتار کر لینا اس وقت شہنشاہ طلسم سے ملاقات کرنا اور نشیب و فراز جنگ کے اور سامان سحر سازی کرنے کے لیے پند و نصائح بہت کچھ کرکے روانہ کیا کہ بمصداق نظم

سپاہی بہ ہمراہ او گرد گشت　　گرای طلاق در رزم و اقبال جفت
ز مہرخ و ہم ایشان ز جان　　سپہ بر کش و از عزم دل رہان
عدو را اگر زندہ بردار کن　　کل چشم اعدا از خار کن
سر شیر جنگی گرآری بہ دم　　نہی منت تاج زر بر سرم
دو ہم بہ تیری بر دلیران ترا　　پلنگ سفر و جنگ شیران ترا
بہ چالاکش بہ زین دیو آدم رُبا　　بر آمد چو بر کوہ قاف اژدہا
بب لا و بہنا سے او کس نبود　　پس زین غنق زیر چرخ کبود
بجنبید لشکر بلرزید دشت　　نہان آسمان شد ہوا تیرہ گشت

یہ لشکر اس طرف سے روانہ ہوا اور نامہ پہلا افراسیاب کو پہونچا اُسنے حیرت کو سمت لشکر روانہ کیا اور کہدیا کہ شفقل کش کی تعظیم کرنا اور بہت اُسکے حریف کے مقابل ہونا حیرت اپنے لشکر مین آکر منتظر ہوئی کہ فرزند مصلحہ بعد قطع منازل و مراحل قریب لشکر پہونچا حیرت استقبال کرکے بارگاہ مین لائی لشکر کو اُسکے مقیم کرایا سامان دعوت مہیا کیا آمد شفقل کش کی خبر طائران پرندے مہرخ کو پہونچائی اُسنے کہا اگر مصور خود آتا مقام تشویش کے اندیشے کا تھا لیکن اس چھوکرے سے ڈرنا کیا ہے خدا ہمارا ہے اور وہ توانا ہے یہ کہکر مشغول کار سازی جنگ ہوئی ادھر بارگاہ مین حیرت کی دن بھر ہنگامہ خاطر و مدارات گرم رہا جس وقت کہ مصور قدرت نے صفحہ زمین نہ فلک کو منقش بہ نقش ثابت و سیارگان فرمایا اور صبح سے چہرہ روشن مہر منیر پوشیدہ ہوا ابیات

زمان شب تیرہ نزدیک شد　　چو چشم یلان دہر تاریک شد
شدہ جامہ چرخ نیلی سیاہ　　کمر بستہ بر کینہ خواہی سپاہ

دونوں لشکروں مین طبل جنگ بجا اور درستی اسباب حرب مین ہر ایک سپاہ مصروف ہوا مہرخ و بہار نے سحر کا قلم بنا کے تصویرین اپنی اور سرداران لشکر اپنے کی بنا کر اپنی پیرون

کرکے سپرد کین اور اُنہنے اس امر کا وعدہ لیا کہ صبح کو شکل کش تصویرین ہم لوگون کی بنا کر سحر کی
مقراض تیار کرکے کاٹے گا یہین جو اعضا وہ تصویر کا کاٹے گا وہی عضو ہمارا بھی کٹ جائیگا
لہذا تم محافظ رہنا کہ سحر اُسکا ہمپر تاثیر نہ کرے اور کوئی عضو ہمارا بیکار نہو یہ تو اس کام مین
مشغول رہین اور کل لشکر مین سحر کی تیاری رہی ہتھیار درست ہونے لگے اودھر شکل کش
نے بھی سحر کی تیاری کی اور تصویرین حریف کے لشکریون کی بنائین اگیار کرکے پوجے اور سب
سے فراغت کی اور لشکر کی بھی اسکے یہی کیفیت رات بھر رہی آخر وہ زمانہ آیا کہ مقراض
گردش دہر نے پردۂ شب کو قطع کیا اور گریبان سحر کو چاک کرکے لباس نورانی آفتاب
کو پہنایا نظم

برآمد شہنشاہ مشرق دیار | نشان ظفر شد ازو آشکار
کشیدند صف از یمین و یسار | ہمہ حلقہ در گوش چون زلف یار
ز اسلامیان سپہ در پناہ | چو شیران نمودند عزم رزمگہ
رسید آن زمان شکل کش روسیاہ | بجوشید لب تشنہ جنگی سپاہ
برافراخت بازو سے خون ریختن | مثل ماند از وقت انگیختن
چو آگہ شدہ صرصر از عزم او | بیاراست لشکر پے رزم او
جہان گفت شد روز حشر آشکار | بلرزید خورشید سیماب وار

صدا اسکے نقارۂ جنگی سے شور قیامت برپا تھا ساحرون کی نیرنگ سازی سے غلغلہ ایسا
بلند تھا کہ گوش فلک کر ہوگیا تھا بعد صفوف آرائی جانبین سے اہل میدان قتال صاف
ہونے کے نقیب نکلے اور تعریف شجاعان جانبین کی شجاعت کی سنا کر دل بہادرون کا
بڑھانے لگے اسکے بعد جوہر شمشیر زبان چمکا کر دکھانے لگے بہادرون کے دل مین
اُمنگ آئی نوبت جدال و جنگ آئی شکل کش اپنا اژدر سحر بڑھا کر میدان مین آیا اور
بعد عربدہ سازی و شعبدہ پردازی جادوگری دکھانے لگے للکارا کہ اے فرقہ نمک حرام
دیکھو تمھین کس طرح ہلاک کرتا ہون آغشتہ بخون و خاک کرتا ہون اسوقت صرصر
اپنا بڑھا کر اسکے سامنے آئی اور پکاری کہ او جیو کرے کیا بکتا ہے کوئی دم مین حسرت
و ارمان دنیا سے جاتا ہے شکل کش کو غصہ آیا اور صرصر کی صورت کا ایسا ایک پتلا اپنی
سحر کی جھولی سے نکال کر پھینکا اور پکارا کہ اے شامہ بحکم ساحری صرصر کو پکڑ لا وہ پتلا اپیلا

ادھر سے صرصر کو دی اور اُسنے آکر پتلے کو ہاتھ سے سحر پڑھکر اُٹھا لیا اور کہنے لگی افسوس ہے کہ
اس پتلے کی ساری صورت اور ہاتھ اور پاؤن شکل کش کے ایسے ہین مگر سر نہین ہے تو وہ
مین بناکر لگائے دیتی ہون اس کلام سے وہ پتلا بصورت شکل کش ہوگیا اور طرف اُسی
کے واسطے اُسکے گرفتار کرنے کے چلا اُسنے پھر دعا پڑھکر پتلے کو اُٹھا کر جھولی مین ڈال لیا
ادھر صرصر پھر سحر کرنے لگی اور وہ روکتا جاتا تھا اور کاغذ نکال کر سحر کے قلم سے تصویر
صرصر کی کھینچتا جاتا تھا یہ تو اس کام مین اور مقابلہ صرصر مین سرگرم تھا اور جانتا تھا کہ
دبید اسکو گرفتار یا قتل کر لونگا اسوقت دوسرا شخص میرے مقابلے کو آئے گا از اسکا نا تجربہ کیا
تھا اسکو غافل دیکھکر رعد جادو پاؤن مارکر اپنے صف لشکر مین غرق زمین ہوا اور وہان
اسکی برق مخشر اپنے فرزند کے ارادے پر مطلع ہوکر بند در سحر آئی گئی شکل کش غافل کھڑا رد
وبدل سحر کی کر رہا تھا کہ رعد نے اسکے پہلو پر زمین سے سر نکال کر بڑے زور سے چیخ ماری
کہ بیہوش ہوکر اژدر سے زمین پر گرا افسران فوج اسکے اُٹھانے چلے تھے کہ برق مخشر
چمک کر اسپر گری اور اسکے جسم کے دو ٹکڑے کرکے ہوئی زمین مین اُتر گئی العیاذ باللہ
شکل کش کا کام تمام ہوا صداہائے مہیب رعد آسا آنے لگین کہ مارا مجھے نام میرا شکل کش
جادو تھا پھر تو صرصر کی بن آئی گولا فولادی پکڑ کر آگے بڑھی اور اس طرف سے سپاہ
شکل کش کی بھی اپنے مالک کو مردہ دیکھکر روتی پیٹتی گریبان چاک بغضب تمام برائے
انتقام آکر دوچار ہوئی جانبین سے سحر ہونے لگا کسی نے ایسا اپنا سحر بھیجا کہ شخص مقابل خون
تھوکنے لگا کسی نے ایسا جادو کیا کہ حریف از خود تڑپ کر ہلاک ہوا بعض کے سحر سے
ماران سیاہ نکلے کتنون نے عقرب زہر آلود ظاہر کیے ابرہائے مختلف رنگ برروئے
ہوا آتے تھے آگ پانی سا پتھر برساتے تھے سر اسکے برستے تھے اور جسم دریائے خون مین تیرتے
پھرتے تھے ایک معرکہ عظیم برپا تھا ہر طرف لوہا برستا تھا جب سحر آزمائی سے سیر ہوئے تو بسول و
شپون لیکر باہم ایک سے دوسرا لڑنے لگا شمشیر زنی آغاز ہوئی وہ زمین ایکدم مین سرزمین بنی نظم

زردان خون شد از جوہر تیغہا — لبیسنہ چو آب از رگ میغہا
زخون شد زمین چون عقیق یمن — زبیم نامداران شمشیر زن
زگرد سپہ جا کہ راکب غناد — بہر پیسم باد پاشد بباد

الحاصل فوج نے شکل کش کی لاش بڑی تلاش سے حاصل کرکے راہ ہزیمت اختیار کی

اور صرصر جو تماشا جنگ کا اپنی فوج لیے کھڑی دیکھ رہی تھی اُسنے چاہا کہ جا کر مقابلہ کرے لیکن
بھی کر لڑائی بگڑ گئی آخر طبل امان بجوا کر پھر گئی اس طرف مہرخ فتح و فیروزی داخل بارگاہ
ہوئی اور حمام کرکے تخت شاہی پر جلوس کیا دربار سرداران عالی تبار سے معمور ہوا تاج
جوہر نگار پھر ایکبار مسعود ہوا اور فوج ہزیمت خوردہ پاس افراسیاب کے گئی اور لاش
شکل کش کی سامنے ڈالدی افراسیاب نہایت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ افسوس
سے مہر جادو کا ایک ہی فرزند تھا جو کام آیا مجکو اسنے کمال شرمندگی آخر لاش کو جلوادیا
اور خود سحر ایک پتلا بصورت شکل کش بنایا اور اُسکے قالب میں ایک پر تھا یا جس سے
وہ پتلا زندہ ہوگیا اسکو ہمراہ فوج باقی ماندہ کے اسی جاہ و حشم سے پاس مہر کے روانہ
کیا اور نامہ لکھا کہ ای مہر ساحری فرزند تمہارا بڑی شجاعت کرکے خدمت ساحری میں
کیا اپنے مارا گیا میں نے اسکی صورت کا پتلا تمہارے پاس بھیجا ہے چالیس روز یہ زندہ رہیگا
تم اسکو اچھی طرح پیار کرلو اور اپنے دل کو تسکین دے لو غرض کہ فوج نامہ لیکر ہمراہ اُس
پتلے کے روانہ ہوئی اور ادھر افراسیاب فکر میں ہوا کہ قاتل شکل کش کو بھی گرفتار
کرکے پاس مہر کے بھیجدوں کہ وہ اسکو قتل کرکے بدلا اپنے فرزند کا لیں حاصل کلام صرصر
شمشیر زن کو طلب کرکے حکم دیا کہ رعد جادو کو گرفتار کر لائے صرصر نے عرض کیا کہ ابھی
لاتی ہوں یہ کہکر بانہاے عیاری سے درست ہوکر روانہ ہوئی اور صورت اپنی تبدیل کرکے
داخل لشکر مہرخ ہوئی اور گھات میں لگی تھی کہ ایک کنیز کسی کام کو نکلی صرصر اُسکے ساتھ
ہوئی اور ایک مقام پر تنہائی پاکر بیضہ بیہوشی لگا کر اسکو بیہوش کرکے اسکی ایسی صورت
اپنی بنائی اور وہاں سے بارگاہ میں آکر سر پر رعد کے مگس رانی کرنے لگی ناگاہ عمرو
کی نگاہ صرصر پر پڑی دیکھتے ہی اسنے پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا کہ دوڑ کر پکڑلوں
صرصر بھی سمجھ گئی کہ عمرو نے مجھے پہچان لیا جست کرکے بھاگی عمرو نے پکار کر کہا کہ لونڈی کہاں
جاتی ہو صرصر نے جواب دیا کہ او غلام کچھ شامت آئی ہے تیرے باپ کو بھی لونڈی [illegible]
مجھے پکڑسکے وہ دوڑا مگر وہ نکل گئی ادھر مہرخ نے پوچھا کہ یہ کون گستاخ تھا جو خواجہ کو ایسا
کہہ گیا عمرو نے جواب دیا کہ صرصر بگرفتاری رعد جادو آئی ہے غفلت دیکھ لیجائیگی
ہوشیار رہنا چاہیے غرض اب سب جگہ طریق حزم و احتیاط جاری ہوا جبکہ دربار مہرخ نے
برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمے میں آئے لیکن مہرخ اپنے خیمے میں بخوف عیار بیدار رہی

اور بہار بھی ہوشیار تھی کہ صرصر فرصت پاکر شکل اپنی برق مشتری کی بنا کر آئی اور خیمے کے
قریب رعد جادو کے پہونچکر نگہبانون سے کہا تم سب غافل ہو مین خود اپنے فرزند کی حفاظت
کرونگی یہ کہکر اندر خیمے کے گئی اور رعد کو بیہوش حالت خواب مین کرکے بسبب ہوشیاری
و احتیاط سرداران لشتارہ تو نہ باندھ سکی یونہین کاندھے پر لادکر لے چلی نگہبانون نے جو
دیکھا غل کیا سارے لشکر مین لینا لینا کی صدا بلند ہوئی عمرو بھی غلغلہ سنکر دوڑا اور سمجھا کہ
صحرا کی طرف گئی ہوگی آگے جاکر روکون یہ سوچکر اسی سمت چلا لیکن یہ ہنگامہ صرصر نے جو
دیکھا خیال کیا کہ سب آگے جاتے ہین تو یہین ٹھہر جا بس ایک خیمے کی آڑ مین بیٹھ رہی جب
سب آگے نکل گئے اسنے رعد کا لشتارہ باندھا اور لیکر روانہ ہوئی جب قریب صحرا کے
پہونچی عمرو اُس طرف سے آتا تھا اسنے روکا صرصر نے زٹیل عیاری بجائی کہ صبا رفتار
صدا سنکر دوڑی آئی اسوقت صرصر نے بیضہ بیہوشی بچالاکی لگاکے صبا رفتار کو بیہوش
کر دیا اس عرصہ مین برق فرنگی یہان آگیا اور صرصر کو گھیرا اسنے بھی اسی چالاکی سے
بیضہ مارا کہ برق کو بیہوش کر دیا اور عمرو سے لڑنا آغاز کیا اور پیچھے ہٹتے ہٹتے دور جاکر
بھاگی قضارا اُدھر سے قران آتا تھا صرصر کو جاتے دیکھکر بندہ تان کر دوڑا چاہا تھا کہ
بندہ سر پر لگائے کہ عمرو جو پیچھے آتا تھا پکارا کہ ہان ہان کیا کرتا ہے خبردار یہ میری معشوقہ ہے
اپنی استادی کو بھول گیا قران نے ہاتھ روکا صرصر لشتارہ پھینک کر بھاگی کہ عیارون نے
گھیر لیا ہے اگر رعد کو نہ چھوڑ جائیگی تو یقین ہے کہ خود گرفتار ہو جائے غرض کہ یہ تو بھاگ کر
اُس سمت گئی اور قران نے رعد کو ہوشیار کیا اور برق اور صبا رفتار بھی ہوشیار
ہوکر اپنی طرف راہی ہوئے عمرو اور قران لشکر مین رعد کو لائے اور کہا اب بہت
ہوشیار رہنا الحاصل سب آرام گزین تھے کہ صرصر پھر بہ شکل مبدل داخل لشکر ہوئی اور
ایک کلاوارن کی ایسی صورت اپنی بنائی کہ ٹیکا ماتھے پہ لگا ہوا سرمہ آنکھون مین گھلا ہوا
مسی اور پان سے لب لعلین آراستہ ناک مین حلقہ نتھ کا پڑا لوٹ بچھوے پاؤن مین پہنے
لہنگا سنجاف دار زیب بدن کیے دوپٹہ کی گاتی باندھے سبوچہ شراب کمر پر اٹھائے ہاتھ
مین بوتل لیے بصد انداز و ناز چلی کہ نظم

موسی زلف اسکے کیون نہون خمدار	تھی وہ معشوق آتشین رخسار
دختر نیک اختر خوبی	آفتاب سپہر محبوبی

غرض باین حسن و ادا قریب بارگاہ رعد پہونچی پہرے پر سپاہی اور افسر جو تھے اُنھون نے اسکو دیکھ کر پکارا کہ بی کلوارن تھوڑی شراب ہمین بھی دیتی جاؤ صرصر نے سبوچہ شراب سامنے لاکر رکھا اور اپنے جمال پری مثال کو بھی دکھایا ہر ایک اسپر شیفتہ ہوا اور کہا تحصیل ایک ایک جام ہم سب کو پلا دو کہ ساقی خوش ادا کے ہاتھ سے پینا کیفیت زیادہ دکھاتا ہے صرصر نے ہر ایک کو جام مے پلا دیا وہ شراب بیہوشی آمیز تھی سب بیہوش ہوگئے صرصر نے بارگاہ کا سرا پچھا چاک کرکے ایک مٹھی بھر واسطے ساختہ دوا سے بیہوشی اندر بارگاہ کے پھینکی کہ شمع ہا مومی و کافوری پر جا گرے اور دھوان اُنکا دماغ مین خدمتگارون کے پہونچا اور بیہوش ہوئے صرصر نے جھانک کر دیکھا جب سب کو بیہوش پایا آپ لوٹ لگا کر اندر آئی اور رعد کے پلنگ پاس بیٹھ کر کفچہ مین بیہوشی رکھکر اُسکے دماغ مین پھونکی اور بیہوش کرکے پشتارہ باندھ کر لے چلی دربان وغیرہ تو بیہوش تھے غل کون کرتا صاف لیکر نکل گئی اور پاس شہنشاہ افراسیاب کے لائی اُسنے حکم دیا کہ ای صرصر اسکو بجنسہ پاس مصور کے پہونچا دے صرصر پشتارہ رعد کا لیکر شہر ارژنگ کی طرف چلی مگر اب وہان کا حال سنیے کہ جب ہیشیہ شکل کش نے پتلا مع نامہ فرستادہ افراسیاب پاس مصور کے پہونچا اور جس وقت کہ اُسے معلوم ہوا کہ میرا فرزند مارا گیا عجب طرح کا شور نوحہ و شیون برپا کیا ارکان سلطنت قلم کش جادو اور بہزاد جادو اور نقاش جادو اور مانی جادو وغیرہ سب سیاہ پوش ہوے اور شکل کش کی مان ملکہ صورت نگار جادو فرزند کے مرگ کی خبر سنکر بیہوش ہوکر گری اور جب ہوش مین آئی گریبان چاک کرکے پکاری کہ ای فرزند تم میری نظر سے پنہان ہوگئے افسوس نظم

جب ترا دھیان مجھکو آتا ہے — دل بیتاب تڑپا جاتا ہے
لے گئی ہے اجل کدھر تجھکو — کھا گئی کون سی نظر تجھکو
نالہ و دردناک کرتی تھی — اور گریبان کو چاک کرتی تھی
ساتھ جتنے تھے اُسکے خویش و تبار — رو رہے تھے بسان ابر بہار

بعد گریہ و بکا اُس پتلے کو خوب سا پیار کیا اور اپنی آغوش محبت مین بٹھایا گلے سے لگایا پھر افراسیاب کو تحریر کیا کہ اس پتلے کو ہمنے پیار کر لیا خوب جی بھر کر فرزند کا دیدار دیکھا اب اسکو آپ ہی رکھیے ہم یہان سے بھیجتے ہین اور فوج لیکے پے انتقام حریف کو برباد کرنے

آتے ہین ان مضمون کے ہمراہ چیلے کو بھی روانہ کیا اسکے جانے کے بعد ملکہ صورت نگار
زوجۂ مصور نے اپنی کنیزون کو درستی سامان سفر کا حکم دیا بعد دو ایک روز کے خیمہ ڈیرا
لدوا کر مع کئی لاکھ فوج قاہرہ کے سمت لشکر حیرت چلی اسکی ایک دختر ملکہ الماس پری چہرہ
نام تھی جب وہ ان کے جانے پر مطلع ہوئی خدمت مین آکر ضد کرنے لگی کہ مین بھی ساتھ
چلون گی اور اپنے بھائی کے قاتل کو مارونگی مادر نے ہر چند سمجھایا کہ تم ابھی فرزند سحر نہین
جانتی ہو ابھی کمسن ہو گھر مین کھیلو وہان جنگ و جدل ہے نہ جاؤ مگر الماس نے نہ مانا چار
اسنے ساتھ لیا اور بڑے عظم و شان سے روانہ ہوئی مصور نے زوجہ کو جاتے دیکھ کے
کارسازی خود بھی لشکر کی فرمانروائی سلطنت اپنی ایک مشیر کے سپرد کر کے بعد جانے صورت نگار
کے لشکر حیرت کی راہ لی مگر اول زوجہ اسکی جو روانہ ہوئی تھی قریب لشکر حیرت پہونچی
کہ وہان سے اگر منزل ہمراہ چلے تو لشکر مین حیرت کے پہونچے اسنے وہان بارگاہ استادہ
کرائی اور کہا کل اب یہان سے کوچ کرونگی ساری فوج صحرا اور کوہستان مین اتری
کڑھاؤ چڑھ گئے دیوان بچھنے لگے بارگاہ مین ناچ ہونے لگا عیش و نشاط مین ہر شخص مصروف
ہوا اس وقت اتفاقاً صرصر رعد کو لیکر چلی تھی اس صحرا مین پہونچکر اسنے لشکر کثیر اترا
دیکھا اور بارگاہ استادہ پائی ایک لشکری سے حقیقت دریافت کی کہ مالک اس لشکر کا
کون ہے اسنے کہا صورت نگار مادر شکیل کش لڑنے جاتی ہین صرصر سنکر بہت خوش
ہوئی کہ مجھے اتنی دور جانا نہ پڑا اب رعد کو اسکے سپرد کر کے پھر جاؤن یہ سوچکر اندر بارگاہ
کے قدم زن ہوئی ملازمون نے روکا کہ کہان جاؤگی ٹھہرو اسنے کہا جاکر اطلاع کرو کہ صرصر
شمشیر زن آئی ہے وہ لوگ گئے اور صورت نگار سے اطلاع کی اسنے صرصر کو روبرو
بلوایا صرصر نے جاکر دیکھا کہ تخت شاہی پر صورت نگار بیٹھی ہے ہزارہا ساحر اور جادوگرنیان
گرد و پیش زیب دہ کرسی و دنگل ہین جلسۂ طرب جمع ہے صرصر آداب بجا لائی پشتارہ سامنے
رکھدیا اور عرض کیا کہ گنہگار رعد کو لائی ہون حاضر ہے صورت نگار بہت خوش
ہوئی اور صرصر کو بہت بھاری خلعت دیا مقام عزت پر بٹھایا بتعظیم و تواضع کرکے رخصت
کیا اور حکم دیا کہ ملکہ الماس پری چہرہ کو بلاؤ کہ آکر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کرین کس لیے
کہ وہ اسی لیے ساتھ آئی ہین لوگ بنا بر حکم بلانے گئے الماس پری چہرہ اس صحرا مین
سیر سبزہ زار کر رہی تھی ساتھ سو انیسین جلیسین ساحرہ ساتھ تھین کہ خبر طلب کرنے آئی

مادر کی سنکر بڑی آرایش و زیبایش کر کے ماں پاس آئی صورت نگار نے بیٹی کا حسن و جمال دیکھ کر اپنی ایڑی دیکھی اور اُٹھ کر بلائیں لیکر پاس اپنے بٹھایا پھر قیدِ سحر منگا کر بعد کو ہوشیار کرایا سامنے بلوایا عتاب و خطاب کرنے لگی مگر الماس پری چہرہ نے دیکھا کہ ایک نوجوان بیس بائیس برس کا سن و سال نہایت حسین و جمیل قید پہنے سامنے کھڑا ہے چہرہ اُسکا مانند ماہِ تابان ہے جٹی بھوین اور بھرے بھرے ڈنڈ چھری چھری بازو کی مچھلیان ہیں آثارِ شجاعت و مروت چہرے سے ظاہر ہیں خلق و ہمت سے سب باہر ہیں کہا ابیات

قامت تھا کہ سرو بوستان تھا ۔ موزونی میں ہند دیکھیان تھا
وہ قد کہ قیامت اُس سے پیدا ۔ وہ سرو کہ فاختہ ہو شیدا
پیشانی کا بل بلاے دل تھا ۔ سونا تھا کسوٹی پر کہ تل تھا
تھے صورتِ دام موے پیچان ۔ تل دانہ تھا بہر طائرِ جان
ابرو میں نہ خم کھچا ہوا تاب ۔ مسجد میں بنی ہوئی تھی محراب
وہ آنکھ کہ عین نور یزدان ۔ تھی سرمہ طراز سے فروزان
سرخی کے جو ڈورے آنکھ میں تھے ۔ تیر نگ فلک پہ تھے قمر کے
پلکوں پہ نثار نظر تھی ۔ چلمن در چشم یار پر تھی
رخساروں کا وصف کب بیان ہو ۔ دونا ہوں کا سامنا جہان ہو
وہ پتلے رسیلے خوشنما لب ۔ تھا جام مے صفا لبالب
غنچہ دہن تھا کہ تھا تبسم ناز ۔ لب کھلتے تو کھلتا حسن کا راز
نادر تھی صراحی دار گردن ۔ گردوں سے تھی با وقار گردن
وہ ساعد و دست و بازو و پا ۔ دنیا میں نہ تھا نظیر اُنکا
القصہ وہ سر سے لے کے پا تک ۔ سرمایۂ دلبری تھا بیباک

الماس پری چہرہ اُس کی صورتِ زیبا دیکھتے ہی ہزار جان سے فریفتہ اور شیدا ہوئی اور کمند گیسو میں گرفتار ہو کر بیقرار رہ گئی ہونٹھ چابنے لگی حسرت سے منہ تاکنے لگی جگر بیتاب ہوا تاب و تحمل کا یارا نہ رہا ولولۂ عشق سے جوش جنون طاری سرگرم اشکباری ہوئی کہ بمقتضاے نظم

در پردہ وہ لگا وہ عشق کا تیر ۔ تڑپی ستمِ فلک مثل نخچیر

صبح صادق جبا مثل گردن ہے
اختر صبح خال روشن ہے

کون اس ہاتھ کے مقابل ہے
ایسی گردن مین جو حمائل ہے

ہے حنا خون عاشقان جہان
پنجے ہین رشک پنجۂ مرجان

کیا بیان ہو صفائی سینہ
ہے شکم صاف مثل آئینہ

سینہ پر دو ترنج پستان ہین
یا یہ دو سیب باغ رضوان ہین

جسم مین ہے لگے سیہ پوشاک
ہے عزا دار اور بہت غمناک

صاف رخت سیاہ سے پیدا
ہے سیاہ پوش کعبۂ دلہا

دیکھ کر رعد اسکا روی نگار
ہوگیا مثل شیر خوردہ شکار

محو یاد اسکے تھے جوان و پیر
یا ہوا آپ صورت تصویر

آئینہ حسن دیکھ دیکھ بلند
دل مین اپنے کیا بہت سا پسند

ہوگیا شکل دیکھ نورانی
مثل آئینہ صرف حیرانی

لگا کہنے اگر نصیب ہون یار
ایسا معشوق ہے مجھے درکار

شرف اندوز ہون جو اک باری
جان و دل سے کرون پرستاری

دل مین یہ سوچ سوچ کر گفتار
چپ رہا اپنے دل مین پھر دو بار

مگر صورت نگار نے جلاد کو بلوایا اور اس ہمیں کو قتل کرنا چاہا اس وقت تقدیر کردگار نامہ مصور آیا کہ اے ملکہ صورت نگار ہمنے سنا ہے کہ رعد گرفتار ہوکر آیا ہے لہذا اُسکو یہان قتل نکرنا لشکر حیرت قریب ہے وہان لیجاؤ ہم بھی آتے ہین سب ساتھیون کو دکھا کر اسکو دار پر کھینچینگے اور جو اسکی مدد کو آئیگا اُسے بھی سزا دینگے صورت نگار اس مضمون سے جب آگاہ ہوئی جلاد کو قتل رعد سے روکا اور ایک اپنے ملازم فولاد آہن ربا جادو کو حکم دیا کہ رعد کو آج سے دن قید رکھے فولاد اُسے لیکر ایک درہ کوہ مین آیا اور رعد کو اپنے سحر کی ہتھکڑیان اور بیڑیان پہنا کر وہان بٹھایا آپ باہر آکر سحر پڑھا کہ اس درہ کوہ کے گرد حصار آتش کا ہوگیا اور دھوان ایسا بلند ہوا کہ وہ مقام بالکل پوشیدہ ہوا اوسی جگہ حصار سے ہٹ کر خیمہ استادہ کراکے فولاد بہ نگہبانی مع رفقا و ملازم اپنے کے بیٹھا مگر جب بارگاہ سے رعد کو قید کرنے لے گئے ملکہ الماس پریچہرہ صورت دلدار یاد کرکے بیتاب ہوئی اور بعد کچھ لمحے کے مان سے رخصت چاہی کہ مین بھی اپنی بارگاہ مین جاکر آرام کرون

مان نے اجازت دی اسنے سواری طلب کی خشخانہ حاضر ہوا جلوس سواری کا موجود ہوگیا پیدل
ہوکر چلی برابر خشخانہ کے میان عشرت خواجہ سرا گھوڑے پر انتظام کرتا جاتا تھا یہان تو یہ حال
ہے لیکن لشکر عمرو مین جب ملازم رعد کے ہوشیار ہوئے اور اپنے مالک کو نہ پایا جا کر عمرو
سے بیان کیا کہ کوئی رعد کو پکڑ لے گیا برق مجھتر یا مادر رعد بیقرار ہو کر گریان ہوئی اور بیٹا
بیٹا بیان کرنے لگی عمرو نے تسکین دی اور کہا صبر کر اسی فکر مین پھرتی تھی وہی لیگئی ہوگی
مین جا کر چھڑائے لاتا ہون تم کچھ غم نہ کرو یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی ملا اُس سے
بھی سارا حال کہا برق بھی چلا اور ڈھونڈھتا ہوا قریب لشکر صورت نگار پہونچا لشکر
اُترے دیکھکر صورت اپنی تبدیل کرکے ہر طرف پھرنے لگا کہ اسنے رعد کو درہ کوہ مین
قید کرنے لیجاتے دیکھا اُسوقت عیاری سوچنے لگا کہ کسی طرح سے اسکو رہا کرنا چاہیے اسی
فکر مین تھا کہ سواری کا جلوس نظر آیا یہ بھی اُسی کے ساتھ ہوا اور ایک سے حال دریافت
کیا کہ یہ سواری کس کی ہے ظاہر ہوا کہ ملکہ الماس پری چہرہ دختر صصر جاتی ہے برق اسی
فکر مین ساتھ ہو لیا کہ بن پڑے تو اسکو پکڑ لے جاؤن اُسی اندیشہ مین اسنے دیکھا کہ میان
عشرت خواجہ سرا کا نوکر گھوڑی ایک جا ٹھہر کر ٹھہر رہا ہے برق اسکے پاس آیا اور پکارا
ارے میان ذرا ادھر دیکھنا اسنے منھ اُٹھا کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ
بیہوش ہو گیا اُسکو تو کسی جگہ چھپا دیا اور آپ اُسکی ایسی صورت بنکر گھوڑی پھر کر خواجہ سرا
پاس آیا اگر ہی اُسکے ہاتھ مین دیکر کہا ذرا ٹھہر جائیے سب کو آگے جانے دیجیے مین نے
ایک خبر آپ کی نوکری کے نسبت بہت بڑی سنی ہے وہ بیان کرونگا خواجہ سرا متوحش ہو کر
ٹھہر رہا جب سب دور نکل گئے برق نے اُسکو بھی حباب بیہوشی لگا کر گھوڑے سے گرا دیا
اور خوب بیہوش کرکے اُسی کی طرح شکل اپنی بنا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اس عرصہ مین
ملکہ اپنی بارگاہ جو صحرا مین بہر سیر و تفریح لشکر سے الگ برپا تھی پہونچی اور اُتر کر سب کنیزون
انیسون جلیسون کو علیحدہ کرکے آپ سمت صحرا کے سراُتچہ بارگاہ اُٹھوا کر بیٹھی اور یاد معشوق
کرنے لگی کبھی روتی کبھی شکایت فلک کجرفتار کرتی گاہ دیوانہ وار بکتی کبھی باد صبا سے
مخاطب ہو کر کلام کرتی کبھی یہ غزل پڑھتی

غزل

گلہاست در باغ جنت ہر یک بہ از گلزار ہا
ور آرزو ہے ہر گلے در سینہ دارم خار ہا

گر بے تو بینم یک نظر بر جانب گلزار ہا
از خار در چشمم شود گلہا دانگل خار ہا

ای خوب بودی در نظر امروز زان ہم خوبتر
مصر لاحت جائے تو در جان سوختہای تو
سر در رہت بنہادہ ام جان در ہوایت دادہ ام
ہر دم بجست و جوے تو صد بار آیم سوی تو
تو با قد افراختہ در سوے تیغ انداختہ
ہر دم چو چنگ از غم بدہ در سینہ صد ناخن زدہ
مے نوش بر طرف چمن نظارہ کن سرو سمن
ای ہمدم راز نہان در سینہ ہم یکتا زبان

خوب اندر خوبان دگر اما نہ این مقدارہا
تو یوسف الرسو داسے تو شکر لبستہ دربازارہا
من بارہا افتادہ ام کار من بست این گرہا
ہر بار پیش روے تو خواہم کہ میرم بارہا
سر دا زخجالت ساختہ جا در پس دیوارہا
صد تا زرار آمدہ از ہجر گم چون تارہا
تا من بکام خویشتن بینم بدوران رخسارہا
کز نام و ناموس جہان دارد دلا لی عارہا

اسی طرح مصروف یاد دلدار تھی کہ برق فرنگی خواجہ بنا ہوا آیا اور دیکھا کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہے بلا غمگین معلوم ہوتی تھی برق اسکی پشت پر کھڑا ہو کر بطور مخفی اسکے گانے کا اور بیان قصہ غم بے انتہا کو سننے لگا کہ ملکہ نے آہ بھر کر کہا کہ اے رعد تو نے اپنی صورت دکھا کر میری جان لی اور حسرت تیرے ملنے کی دل میں لیکر میں دنیا سے چلی برق یہ بیان سن کر سمجھ گیا کہ عاشق رعد پر ہوئی ہے پس سامنے اسکے آیا ملکہ اسکو دیکھ کر خفیف ہو رہی اور آنسو پونچھ کر روکھی صورت بنالی برق نے کان میں جھک کر کہا اے ملکہ مجھے تمہارا عاشق ہونا معلوم ہے ناحق چھپاتی ہو میں تمہارے گھر کا غلام ہوں اگر کہو تو آسمان کے تارے توڑ لاؤں تم حال اپنا بیان کرو مجھ سے شرمانے لو جو کسی سے کہوں بلکہ سعی کر کے مطلب سے تمھیں ملاؤں ملکہ نے جب اسے اپنے حال پر مہربان پایا سارا ماجرا سے عشق کہہ سنایا برق سنکے ہنستا تھا کہ رعد پر عاشق ہے خوش ہوا اور کہا ملکہ عالم زندان خانے میں جہاں آپکا عاشق مقید ہے چلیں اور محافظ زندان سے اظہار کریں کہ میں اپنے بھائی کے قاتل سے کچھ پوچھوں گی محافظ اس بہانے سے جب در زندان وا کریگا میں عیار ہوں وہ اسکے چھڑانے رعد کے آیا ہوں وہاں پہونچکر چھڑاؤں گا الماس پری یہ مژدہ جانفزا سنکر فرط خوشی سے غنچہ نما کھل کھلا کر ہنسی اور پکاری کہ بیت برین مژدہ گر جان فشانم رواست کہ این مژدہ آسایش جان ماست + پھر سواری کو حکم دیا کہ ہوا دار حاضر ہوا ملکہ سوار ہوئی برق کو ہمراہ لیا یہ خواجہ سرا بنا ہوا سواری کے ساتھ چلا یہاں تک کہ مقام فولاد پر پہونچی سنتے طالع کی تعظیم کی ملکہ نے وہی اظہار کیا جو برق نے سکھلایا تھا فولاد نے حصار آتش

دفع کیا ملکہ پاس رعد کے گئی اور دیدار معشوق سے خرسند ہوئی لیکن برق پاس فولاد کے
ہتھیار رہا اُسنے ملازم شہزادی کا سمجھ کر شراب وکباب کی صلاح دی برق نے اول تو انکار
کیا پھر اُسکے اصرار زیادہ کرنے سے جام بادہ احمر سے لبریز کیے اور اُسکی نگاہ بچا کر سفوف
بیہوشی ملا کر اُسکے سامنے پیش کیا کہ پہلے آپ نوش کریں تو میں بھی پیوں فولاد جام لیکر پی گیا
برق نے جو لوگ کہ اُسکے ملازموں میں وہاں موجود تھے کسی کو شراب بیہوشی آمیز پلا دی
اور کسی کو میوہ آغشتہ بیہوشی دیا کہ ملکہ کے کھانے کا ہے لیجیے آپ بھی کھائیے القصہ وہ
سب کھا پی کے بیہوش ہوئے برق نے فی الفور سب کے سر کاٹ ڈالے انکے مرتے ہی تاریکی
ہوگئی غل اور شور پیدا ہوا اور رعد رہا ہوگیا الماس پری چہرہ وہ ہنگامہ غل کا سنکر ڈرتی
کہ نہیں معلوم کیا آفت آئے مگر رعد نے اپنے تئیں رہا دیکھ کر کہا اے ملکہ تم [illegible]
اور وہاں فولاد کو کسی نے مار ڈالا ملکہ کو بڑا تعجب ہوا کہ کتنا جلد عیار نے فیصلہ کیا اسی
عالم حیرت میں تھی کہ برق آیا اور کہنے لگا اے شیدا سے کہدو کہ اب جلدی یہاں سے چلو
ایسا نہو کہ صورت نگار اور ملکہ اس حال سے آگاہ ہو اور تم دونوں کو خرابی میں ڈالے
لیں یہ کہ یہاں سے کوس بھر کے فاصلے پر وہ فردکش ہے ملکہ نے یہ کلام سنکر کہا اے برق
میری بارگاہ کے کنارے لشکر کے قریب صحرا ہے وہاں کوئی نہیں آتا ہے ایک لمحہ چلکر
ہم اور رعد دونوں بیٹھیں اور اسباب وغیرہ سے لیں تو سمت لشکر عمرو روانہ ہوں برق
نے کہا اسباب بہت ہو رہے گا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ملکہ نے اصرار کیا برق ناچار
ہوگیا الماس پری چہرہ اپنی بارگاہ میں رعد کو لائی مسند پرتکلف پر بٹھایا اور اسباب
عیش ونشاط مہیا کر دیا کشتیاں شراب ناب کی اور تھالیں بھر کر کباب کی حاضر کیں
دور جام شروع ہوا کہ نظم

لیا دونوں نے عیش گہ میں قرار — سجے جہاں فرش ومسند زرنگار
وہ مکان اور خالی از اغیار — ہوئے آپس میں گرم بوس وکنار
اس طرف ہمنشین ہزار ہزار — اُس طرف بات بات پر انکار
یہاں ہر وقت ناصبوری تھی — واں کنارہ تھا اور دوری تھی
اُس سے کہتی تھی وہ پری تمثال — چل کے لشکر میں ہو قرار وصال
ہو کے مایوس تب کیا یہ خطاب — طاق سے لا صراحی گلناب

تب اُٹھی وہ پری بصد انداز — اور کیا سوئے طاق دست دراز
لے لیا شیشۂ مے گلفام — دوسرے ہاتھ سے اُٹھایا جام
بادۂ عیش سے ہوئے مخمور — لذت عشق سے تھے دونوں چور
ایک کا ہاتھ ایک کی بانہیں — ایک کے لب سے ایک کو تسکین
تھا وہاں اُنکو شغل مے نوشی — غم و شادی سے تھی فراموشی
سر دپا کا نہ ہوش تھا باقی — آپ ہی رند آپ ہی ساقی
اُس پری کو وہ پیار کرتا تھا — گاہ بوس و کنار کرتا تھا
کبھی آغوش میں سلاتا تھا — لب سے لب کو کبھی ملاتا تھا
یہ تو اس طرح تھا یہاں سرشار — فتنۂ خفتہ یہ ہوا بیدار
وہ ستم پیشہ و جفا کارہ — یعنی صورت نگار مکارہ
ہوئی آگاہ کہ رعد چھوٹ گیا — اور محافظ جو تھا وہ قتل ہوا
کہ جو دختر تری پریچہرہ — اُسکے باعث ہوا یہ ہنگامہ
جاکے زندان میں تخت اُسکو — کیا فی النار والسقر اُسکو
سن کے یہ حال وحشت کا اک بار — غیظ سے ہو گئی سراپا نار
چلی واں سے عجب غضب میں بھری — اور در بارگاہ پہ پہنچی

جتنی کنیزیں اور ملازم ملکہ کے تھے وہ مارے خوف کے بھاگ گئے اور صورت نگار نے اندر جاکر دیکھا دونوں عاشق معشوق کو لپٹے پڑے دیکھا خون آنکھوں میں اتر آیا کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ جہاں یہ دونوں طالب و مطلوب لیٹے تھے اتنا ٹکڑا زمین کا اکھڑا اور وہ طبقہ بر روئے ہوا چلا صورت نگار آپ بھی بزور سحر اُڑکر چلی برق جو باہر بارگاہ کے کھڑا تھا یہ ماجرا دیکھ کر روتا ہوا پیچھے اُسی طبقے کے روانہ ہوا اور ادھر آنکھ خواب غفلت سے رعد اور الماس پری چہرہ کی کھلی رعد نے چاہا کہ بزور سحر ملکہ کو لیکر اُڑ جاؤں مگر سحر یاد نہ آیا اُسوقت ملکہ سے کہا معلوم ہوتا ہے ہم گرفتار ہوگئے ملکہ رونے لگی اشک حسرت سے منہ دھونے لگی کہ اے فلک بہر تجھے اتنی بھی صحبت پسند نہ آئی اور ایک لمحہ میں جدائی دکھلائی اسی طرح کبھی شکایت چرخ غدار کرتی تھی اور کبھی باہم گلے مل کر روتی تھی بیقراری سے بصد اندوہ و حرمان گریہ و زاری تھی اور

یہ زبان پر جاری نظم

اے فلک تونے کیا کب مجھ سے	میرا دلبر چھڑا لیا مجھ سے
سر بسر کر دیا مجھے ناشاد	کس سے جا کر کرون تری فریاد
تونے سب گھر کا گھر کیا تہ تیغ	ہائے عاشق مرا دریغ دریغ

وہ نازنین یہ فریاد کر رہی تھی کہ صورت نگار نے دوبارہ سحر کیا وہ طبقہ زمین کا دو ٹکڑے ہوگیا ایک پر رعد اور دوسرے پر الماس پری چہرہ الگ الگ ہوگئے ایک ٹکڑا ایک سمت اور دوسرا دوسری طرف چلا اُسوقت تو عجب حالت دونون پر رقت کی طاری تھی کہ جسکے لکھنے سے خامہ و زبان اشک سیاہ گراتا ہے اور سینہ اُسکا شق ہے دل پر ہزار طرح کا قلق ہے کہ نظم

جب تلک سامنا تھا عاشق کا	تھے ہم دونون گرم نظارا
جب ہوا وہ نگاہ سے اوجھل	لگی کہنے وہ ہاتھ کو مل مل
اے فلک کچھ نہ رحم آہ کیا	تونے افسوس مجھے تباہ کیا
صبر سب کو اگر کیا تو کیا	ہوسکے تجھ سا کوئی جیا نہ جیا
ہوگئی اس طرح سے وہ بیتاب	جیون تڑپتی ہے ماہی بے آب

اسی طرح نالان و گریان یہ دونون جدا ہوئے لیکن برق فرنگی جو پیچھے پیچھے چلا آتا تھا اُنکو جدا ہوتے دیکھ کر مجبور ہوا کہ اب کس کے ساتھ جاؤن اور کسے تنہا چھوڑون آخر اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور آکر سارا ماجرا برق محشر مادر رعد جادو سے بیان کیا وہ اپنے فرزند کے غم مین بیقرار ہوئی یہ کیفیت سنکر بیتابانہ بزور سحر اڑی اور قریب الماس پری چہرہ کے پہونچکر کڑک کے گری اور اُسکو پنجے مین داب کر اڑ کے چلی کہ صورت نگار نے اپنے نشیمن سے بہت جلد قریب اُسکے پہونچکر ایسا سحر کیا کہ ہزار ہا تیلا اُترتا ہوا آکر برق محشر کے لپٹ گیا اُسنے ہر چند سحر کیا تڑپی اور پھڑکی مگر چھوٹ نہ سکی صورت نگار اُسے بھی اپنے سحر مین مبتلا کرکے صحرا مین کہ نہایت قلب اور دہشت ناک جگہ تھی لائی اور وہان کچھ پڑھکر طرف آسمان کے پھونکا کہ وہ ٹکڑا جسپر رعد مقید تھا اُترتا ہوا آکر پہونچا اُسنے اُسے بھی اُتارا اور ایک پتلے کو سحر کے کچھ لگا کر دیا کہ وہ پتلا غائب ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے زمین شق ہوئی ایک ساحر نکلا اور تسلیم کرکے سامنے کھڑا ہوا صورت نگار نے اُس سے خطاب کیا کہ اے ظالم تیرہ رو کے جاؤ تمھین اسلیئے طلب کیا ہے کہ ان تینون کو اپنی

قیدیں رکھو لشکر میں انکا قید کرنا باعث رسوائی تھا کہ مقدمہ دختر کا ہے کہ وہ آگاہ ہوتا کہ دختر صورت نگار جادو بسبب جرم عاشقی کے گرفتار ہے اور دوسرے یہ کہ عیار لشکر میں پہونچکر انکو رہا کر لیجاتے اس لیے یہاں میں لائی ہوں اور تمھارے سپرد کیے جاتی ہوں یہ کہکر قیدیوں کو دیکر آپ پرواز کرکے اپنے لشکر میں چلی آئی اور اس ساحر نے ایک برج سحر کا بنا کے سب قیدیوں کو مقید کیا کہ حال انکا بروقت رہا ہونے کے بیان ہوگا مگر جب ملکہ صورت نگار لشکر میں آئی حکم دیا کہ فوج کوچ کرے اسی وقت خیمہ خرگاہ بار کرا کر مع لشکر شکست اثر کے طرف حیرت کے فوج کے چلی جب قریب پہونچی طائران سحر نے ورود لشکر کی خبر حیرت کو دی کہ زوجہ مصور صورت نگار جادو آتی ہیں حیرت سنتے ہی مع سرداران ذی وقار کے بہر استقبال چلی راہ میں پا انداز جواہر کا بچھوا دیے اور بہ عزت تزک و احتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو اسکے متصل اپنے لشکر کے اتروا دیا اور ہر ایک کے لیے سامان عیش و آرام اپنے یہاں سے بھجوایا سب آرام سے سکن گزین ہو اور صورت نگار نے حیرت سے کہا کہ میں رعد اور الماس پری چہرہ کو قید کرکے آئی ہوں تمھاری دختر خوب صورت لیکن مجھ پر عاشق ہے اور یہ میری بیٹی رعد پر فریفتہ ہوئی ہے ہماری تمھاری شکل ہے کہ ایک جام میں سب ننگے لہذا اے حیرت آج شام کو طبل جنگ بجے کہ میں کام سب باغیوں کا تمام کردوں اور اپنے فرزند کے خون کا انتقام لوں حیرت دن بھر اسکی عزت و ضیافت میں مصروف رہی جس وقت کہ گردش گردون نے تاثیر اپنی دکھائی یعنی رخ زیبا عروس کو ظلمت شب سے تاریک و سیاہ بنایا

بمقتضائے نظم

گردش گردون و دان خورشید را پنہان کند	اہل شمایان ظلمت شب را درین ایوان کنند
روز را پنہان کند شب را پدیدار آورد	آنچہ را باید کہ با این گردش باآن کنند

طبل رزمی حسب الحکم صورت نگار نواخت میں آیا اس خبر کو جاسوسوں نے خدمت شہنشاہ میں بعد دعا و ثنا کے عرض کیا یہاں بھی نفیر سحری دونوں لشکروں میں طبلی سحر کی آواز [illegible] کی رہی واضح ہو کہ اس دفتر میں ہزارہا مقام پر لڑائیاں واقع ہیں اس [illegible] جنگ میں اس حقیر نے اختصار پر نظر کی ہے کہ طوالت کلام سے [illegible] فائدہ نہیں [illegible] لڑائی ہو کسی ساحر زبردست کی [illegible] کی لطف

کیسا عقدہ ہوگی وہ تصریح وار بیان ہوگی باقی سرا سری ذکر کیا جائیگا تاکہ سامع و قاری کو فیصلہ
زیادہ معلوم ہو الغرض ہم سر مطلب پر آتے ہیں کہ شب بھر ہنگامہ بہر کارزار گرم رہا جب کہ خورشید زرین علم چار دانگ
عالم میں بجاہ و جلال تجلی بخش ہوا ابیات

چو خورشید تابندہ در صبحدم	بر بام گردون گردان علم
زخرگاہ خاور برآورد سر	زجا خاست بیدار شد با ظفر
دو لشکر بمیدان چو شیران شدند	گریبندگان چون دلیران شدند
بہر جانب شورش شد شرزہ شیر	بہر گوشہ زاری چو رستم دلیر
شد از نوک پیکان سما چاک چاک	سنان اندر آمد بہ جیب سماک
زبس نوک تیغ و سنان خون فشاند	بخون آسمان کشتی باد راند

صورت نگار اور حیرت لشکر کے کر دونوں نبرد گاہ میں آئیں ایک جانب سے
موج اور بہار مع دلاوران روزگار کے وارد ہوئیں میدان جنگاہ کو آراستہ کیا گرد
و غبار ابر بہار سا گر بیٹھا یا صفوف ہائے قتال ترتیب پذیر ہوئیں نقیب نقابت کر چکے گرگیت
گر چکا ایک طلسمی ہوئے صورت نگار از در سحر پیدا ہر مقابلہ نکلی اور لشکر حریف پر نظر ڈالی
ہوئی اسکے سامنے بہار جا کھڑی ہوئی ایک ناریل صورت نگار نے مارا کہ وہ شق ہوا اور ہزار ہا
تصویرین پریچہرہ میں کی مانند پیدا ہوکر بہار سے لپٹ گئیں بہار نے گلے کا ہار اتار کر آسمان
کی طرف پھینکا ایک لڑی موتیوں کی بھری زمین سے فلک تک لٹکتی ہوئی نظر آئی بہار
اس لڑی پر چڑھ گئی وہاں سے ایسا کچھ سحر کیا کہ آفتاب کے مانند ایک شعلہ چمک کر گرا
اور پرچھائیان سب جل گئیں صورت نگار نے یہ کیفیت دیکھ کر اپنے ہاتھ سے ایک تصویر
کھینچ کر اس لڑی کی سمت پھینکی تصویر زمین پر گر کر سیدھی ہوئی شعلے
کہ وہ لڑی موتی کی جل گئی اور بہار زمین پر گری لیکن بزور سحر کے سنبھلی اور اپنے
سر کے بال توڑ کر اس تصویر پر مارے کہ وہ بال کمند بنکر تصویر کے لپٹ گئے اور کھینچ کر
سامنے بہار کے لائے آہستہ اسکو مقراض لیکر کاٹ ڈالا اور ایک گلدستہ نکال کر صورت نگار
پر مارا اس گلدستے سے سرخ اور زرد پیلے پھول برسنے لگے صورت نگار اور ہمراہی اسکے
عالم مدہوشی میں محو ہوکر سب جھومنے لگے اور تعریف ملکہ بہار کی کرنے لگے اسوقت زمین
شق ہوگئی اور چند چیلیاں نکلیں باغبانوں کی طرح پھول چننے لگیں اور پکاریں کہ ای ملکہ

صورت نگار آپ روحہ مصور ہو کر ایک چھوکری کے سحر سے مفتون ہوئیں ہوشیار ہو جیسے
اور سنبھلیے یہ کلام سنکر جھجکا کر صورت نگار ہوشیار ہوئی اور تیغہ پکڑکر بہار سے آپڑی اور
آپس مین نبرد سحر و شمشیر کی شروع ہوئی اسوقت حیرت نے فوج کے سردارون کو
للکارا ساحر ہر طرف سے چلے ادھر صرصر فوج سے گرا آگے بڑھی دونون لشکر آپس مین
مل گئے جنگ مغلوبہ ہوئی ہر طرف سے ابر اٹھکر برستے تھے اور آندھیان زور شور سے
اٹھتی تھین آگ اور پتھر برستے تھے صداے یا سامری و جمشید بلند تھی لاش پر لاش اور
مردے پر مردہ گر رہا تھا گونے فولادی چلتے تھے دامن صحرا خون سے گلنار تھا تھلکہ
عظیم برپا تھا نظم

روان گشت شمشیر زہر آبدار — بہر گوشہ شد رستخیز آشکار
ز افلاک شد نقش یک پیکرش — در گیتی غرض بد ز تاب جوہرش
ز برقش سماوات شد مشتعل — بہ پیچید بر ہم چو طی السجل
ز برقے کہ از تیغ افروختے — دم مار سیما از و سوختے
بہم ریخت نقش وجود عدم — تو گفتے ہوا داشت نہ بد جز قدم
زمین آب گردید از اضطراب — زمان را شد از فرط بیم اضطراب
ولیکن چو عاجز شد از مصاف — نمودند شمشیر کین از غلاف

جب کہ شہنشاہ زرین قبا مراجعت فرما کر بارگاہ مغرب مین آیا اور شاہ گردون پیر سے
انجم با فوج کواکب جلوہ فرماے مسند چرخ ہوا سپاہ جانبین سے جدا ہو کر طبل بازگشت
بجا کر اپنی خوابگاہ مین آئی حیرت سے صورت نگار نے کہا مین آج لشکر حریف
کی تصویرین بناتی ہون کس لیے کہ میدان قتال مین اس چھوکری بہار کے ہاتھ
ذلیل ہوئی ہون اب کسی کو ان مین سے زندہ نہ رکھونگی حیرت جواب دہ ہوئی
کہ جو مناسب جانیے وہ عمل مین لائیے اسی طرح دونون گرم سخن تھین کہ ایکبار زمین
شق ہوئی اور ریشلا نامہ لیے پیدا ہوا نامہ حیرت کو دیا افراسیاب کی جانب سے
اس مین لکھا تھا کہ اے ملکہ حیرت اسوقت تم گنبد نور پر آؤ تجھسے کچھ مشورہ کرنا ہے اور
صورت نگار سے کہدینا ابھی رزم کو موقوف رکھین یہ مضمون پڑھکر پیک کو جواب
دیکر رخصت کر دیا کہ شہنشاہ سے کہنا جیسا آپنے فرمایا وہی عمل مین آئیگا اور آپسے

آراستہ و پیراستہ ہوکر گنبد نور کی جانب عازم ہوئی چلتے وقت جنگ میں توقف سے پہلے
صورت نگار سے کہا اور صرصر سے حکم دیا کہ تو عیارہ ہے خبردار کوئی عیار یہاں آکر ملکہ
صورت نگار کو زحمت نہ پہونچانے پائے اور قریب میں نہ آنے پائے صرصر نے عرض کیا مجال کسی
کی جو یہاں آسکے غرض سب انتظام کرکے حیرت ٹلی گئی اور صرصر بہ تحفظ حاضر رہی لیکن
جس وقت لشکر جنگاہ سے پھرے تھے عیار ارادہ کرگئے کہ اگر ہوسکے تو چل کر صورت نگار کو قتل
کریں چلے تھے سب بصورت ہائے مبدل داخل لشکر حیرت ہوئے اور عمرو صورت فراش
کی بنکر بارگاہ میں آکر شمعوں کا گل کترنے لگا اور بیہوشی بھرا ایک شمع پر ڈالتا تھا کہ دھواں اسکا
بلند ہوا اور سب بیہوش ہوئے مگر صرصر نے عمرو کو پہچانا اور صورت نگار سے آہستہ کہا
کہ وہ عمرو جو شکل فراش شمع کا گل کتر رہا ہے صورت نگار نے ایسا سحر پڑھا کہ دستے زرین کے
نکل کر عمرو کے لپٹ گئے اور سامنے اسکے لائے اسنے پوچھا تو کون ہے عمرو نے جواب دیا
کہ ملک الموت جان ساحران میرا نام ہے صورت نگار نے کہا کیا تجھے اپنی جان کا خوف
یہاں آتے نہ آیا عمرو بولا کہ میں سوا اسکے خدا کے کوئی نہیں مار سکتا صورت نگار کو غصہ
آیا چاہا کہ حکم قتل کا دے اسوقت صرصر نے عرض کیا کہ مجھے دیجیے میں اسکو حیرت پاس
لیجاؤں صورت نگار نے کہا بہتر ہے لیجا لیکن جب عمرو گرفتار ہوا تو غلغلہ ہوا کہ عمرو پکڑا گیا
یہ ماجرا اور عیار جو آئے ہیں انھوں نے بھی سنا اور برق فرنگی بہت جلد صورت صبا رفتار
کی ایسی بنکر سمت بارگاہ چلا اس طرف سے صرصر لیے ہوئے عمرو کو آتی تھی اسنے سلام
کرکے پوچھا کہ اس نا عیار کو کہاں لیجائیے گا صرصر نے کہا گنبد نور پر صبا رفتار عرض پیرا
ہوئی کہ آپ یہاں محافظت کیجیے اور اسکو مجھے دیجیے کہ میں پہنچا آؤں صرصر نے اسکو اپنی
عیاری بھی سمجھ کر حوالے کیا برق قیدی کو لیکر چلا جب دور نکل گیا ہتھکڑی بیڑی کاٹ دی
اور کہا استاد میں ہوں برق فرنگی اسوقت عمرو خوش ہوا اور پھر صبا رفتار کی طرح
صورت بدل کے عمرو بارگاہ میں گیا صرصر نے اسے دیکھ کر کہا اے صبا رفتار تو اتنا جلد گنبد
نور پر عمرو کو پہونچا آئی عمرو نے جواب دیا کہ میں لیے جاتی تھی ایک پنجہ آیا اور لے گیا صدا
آئی کہ ہم افراسیاب کے فرستادہ ہیں صرصر یہ ماجرا سنکر خاموش ہو رہی اور عمرو نے کہا
اے صرصر میرے سر میں درد ہوتا ہے میں سونے جاتی ہوں یہ کہکر لیٹ رہا لیکن برق جو
عمرو کو رہا کرکے چلا ایک مقام پر صبا رفتار اصلی اسے ملی برق نے صورت صرصر کی بنا

اپنے تئین قریب اُسکے پہونچاکر باتین کرنے مین ایک جانب بیہوشی لگاکر اُسے بیہوش کرکے
صورت اُسکی بنکر لشکر مین آیا اور صبا رفتار بعد لمحہ کے جو ہوشیار ہوئی اپنی شکل مانند صرصر
عیار کے بناکر بہر گرفتاری برق چلی برق کنارے لشکر کے کھڑا تھا کہ اُسنے آکر پکارا مگر برق
اُسکو پہچان گیا اور خنجر لیکر جھپٹا صبا رفتار نے ایک تیر مارا برق نے جست کی کہ خالی دے لیکن
مگر تیر پاؤن کے انگوٹھے مین لگا زخمی ہوا اور اسکے پیچھے دوڑا وہ بھاگ کر بارگاہ مین چلی
گئی صورت نگار اور صرصر نے جو اس صبا رفتار کو دیکھا حیران ہوئین کہ ایک صبا رفتار
تو یہان سوتی ہے دوسری اس جگہ اور آئی بس اسکو پکڑا صبا رفتار نے کچھ پتے اور نشان
ایسے دیے کہ یقین ہوا یہی ہے مگر اس وقت عمرو جو لیٹا ہوا تھا یہ باتین سنکر اُٹھکر بھاگا
پیچھے صرصر اور صبا رفتار چلی اور جا کر گھیرا عمرو نے کئی حقے آتشبازی داغ کر ان دونو
پر لگائے یہ دونون جست کرکے پیچھے کو ہٹ گئین لیکن دھوان بیہوشی آمیز پھیل چکا تھا دونو
کے دماغ مین گیا تھوڑی دور جا کر ایک تو کسی جھیل کے کنارے اور ایک دامن کوہ مین
پہونچکر بیہوش ہو گئین عمرو اُنکا تعاقب چھوڑ کر صورت صرصر کی ایسی بنکر بارگاہ مین آیا
اور صورت نگار سے کہا اے ملکہ ذرا آپ میرے ساتھ چلیے مین ایک تماشا آپ کو دکھاؤن
وہ صرصر سمجھ کر اسکے ساتھ ہولی عمرو کنارے لشکر کے اسے لایا اور بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش
کیے پشتارہ باندھ کر لیے چلا ادھر صرصر اور صبا رفتار کو ہوش آیا وہان سے جو بارگاہ
صورت نگار مین آئین غلغلہ سنا کہ کوئی ملکہ کو چرا لے گیا یہ سنکر دونون تلاش مین
دوڑین اور یہان عمرو نے چاہا کہ صورت نگار کو مار ڈالون اُسوقت زمین تھرانے لگی
اور صداہاے عجیب آنے لگین عمرو سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اکیلی ہلاک نہو سکے گی اپنے لشکر
مین لیچلکر باعانت ساحران اسے قتل کرنا چاہیے غرض سمت لشکر چلا ادھر صرصر جو خبر گرفتاری
صورت نگار سنکر روانہ ہوئی عمرو کا تعاقب چھوڑ کر لشکر مین شہرخ کے آئی اور صورت اپنی
برق فرنگی کی ایسی بناکر شہرخ سے بولی کہ اے ملکہ ذرا میرے ساتھ چلو عمرو کنارے لشکر
کے کھڑے آپ کو بلاتے ہین شہرخ کہ عیارون سے گردن تابی نہین کرتی ہو فوراً اسکے
ساتھ ہولی جب کنارے لشکر کے تنہائی مین پہونچی صرصر نے ایک بیضہ بیہوشی لگا کر اسکو
بیہوش کرکے کسی جگہ صحرا مین چھپا دیا اور اسکی ایسی شکل بنکر لباس اسکا پہنکر بارگاہ مین آئی
ملازمون سے کہا مین سامنے والی خیمے مین آرام کرنے جاتی ہون اگر عمرو آکر پوچھین تو بتانا

یہ کہکر جاکے لیٹ رہی اس عرصہ مین عمرو پشتارہ صورت نگار کا لیے آیا اور پوچھا کہ مہرخ کہان
ہین لوگون نے کہا وہ سامنے خیمے مین آرام کرتی ہین عمرو نے جاکر جگایا اور کہا اسے الله مین
صورت نگار کو لایا ہون یہ کہکر پشتارہ سامنے رکھا مہرخ نے کہا خواجہ بڑی مشکل سے
مرگئی جہان مین شب کو سوتی ہون تم وہان جاکر ایک جھولی اسباب سحر سازی کی رکھی ہو اسے
لے آؤ کہ اس مین ایک گولا فولادی ہے اسی سے اسکو قتل کرونگی عمرو بموجب اس کے
کہنے کے جھولی لینے گیا اور صرصر نے پشتارہ اٹھا کر دوش پر رکھا اور پیچھے بارگاہ کا خنجر سے چاک
کرکے باہر نکلی اور دور جاکر پکاری کہ منم صرصر اے عمرو یون آنکھون مین خاک ڈالکر لیجاتے
ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین یہ نعرہ سنکر لشکری دوڑے اور غلغلہ بلند ہوا عمرو بھی غل سنکر
دوڑا اور حال سنا کہ صرصر بشکل مہرخ تھی پشتارہ لیگئی عمرو کا رنگ زرد ہوگیا اور نہایت
درجہ خفقان ہوا کہ معلوم ہوتا ہے اسنے مہرخ کو مار ڈالا جب تو اس خاطرجمعی سے آکر سو رہی
تھی یہ سوچکر بیتابانہ عقب صرصر روانہ ہوا لیکن لشکر کے ساحر پیچھے صرصر کے دوڑے
تھے اور چاہتے تھے کہ بزور سحر اسکو گرفتار کرلین صرصر نے یہ معاملہ دیکھکر صورت نگار کو
ہوشیار کردیا اسنے ہوشیار ہوکر دیکھا کہ بہت سے آدمی لینا لینا کہتے چلے آتے ہین اور عمرو بھی
آتا ہے پس مشت خاک اٹھا کر سحر پڑھنے لگی عمرو نے اپنے لوگون سے کہا بھاگ جاؤ نہین تو
سب قتل ہو جاؤگے ساحر کچھ زمین مین غرق ہوگئے اور کچھ سمت آسمان اوڑگئے اور عمرو بھی
بھاگا مگر کہتا گیا کہ اے صرصر قسم ہے نمک حمزہ کی اگر تو نے مہرخ کو مار ڈالا ہے تو تجھے زندہ
نہ چھوڑونگا صرصر نے کچھ جواب نہ دیا لیکن عمرو جو بھاگا صورت خدمتگار کی بن کر بارگاہ
صورت نگار مین جا کھڑا ہوا کہ صورت نگار اور صرصر بھی آئین اور صورت نگار
نے پوچھا کہ اے صرصر تو نے مہرخ کو کیا کیا صرصر نے عرض کیا کہ بیہوش کرکے رکھ آئی ہون
اسنے کہا جاکے لے آ صرصر روانہ ہوئی عمرو بھی چلا جب صرصر لشکر سے نکل گئی عمرو نے
للکارا کہ کہان جاتی ہے صرصر خوفناک ہوکر بھاگی کہ عمرو نے کہا چپکا ہے ماری ڈالیگا
مگر عمرو نے دوڑ کر کمند ماری صرصر جست کرکے حلقون سے نکلی اس جست کرنے مین پھندا
ایک درخت کا سر مین لگا گر پڑی عمرو نے باندھ لیا اور خنجر لیکر ذبح کرنا چاہا صرصر نے نگاہ
حسرت سے عمرو کی جانب دیکھا اور کہا خواجہ ہمارا قتل کرنا جائز ہے عمرو از بسکہ فریفتہ ہے آنکھون
مین آنسو بھر لایا اور کہا اے صرصر بتلا مہرخ کہان ہے ہنوز صرصر بتلانے نپائی تھی کہ سامنے

یہاں درہ کوہ تھا وہاں سے ایک ساحر ناقوس جادو نام رہتا تھا طلسم میں سے پیدا ہوا اور
عمرو کو دیکھ کر پکڑ کر گرفتار کر لیا اور حصر کو پہچان کر چھوڑ دیا یہ بھاگ کر چلی کوس بھر یہاں سے
دور نکل گئی تھی کہ ایک جگہ ٹھہری آواز آئی کہ کہاں بھاگ کر جاتی ہے حصر نے پھر کر
جو دیکھا قران کو بندہ نما نے آتے پایا گھبرا کر بھاگی قران ٹھہر گیا اس اثنا میں
ناقوس گرفتار کیے عمرو کو ادھر سے نکلا قران صورت ساحر کی طرح بنا کر پکارا کہ ارے تو
کون ہے ادھر جگہ ہے خطر میں ہے یہاں کیوں آیا ہے ناقوس نے کہا بھائی میں گنہگار
شہنشاہ عمرو کو گرفتار کیے لیے جاتا ہوں قران اسکے قریب گیا اور کہا ہوا کہ تم تو آسکے
کہو کون ہے جو پیچھے تمہارے ہے ناقوس نے پیچھے پھر کر دیکھا قران نے بندو اس زور
سے مارا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا عمرو چھوٹ کر ایک
طرف چلا راہ میں دیکھا کہ برق فرنگی ہے اور صبا رفتار سے پیچھے چل رہا ہے اور پشتارہ صبح
پکار رہا ہے کیسی لیکر صبح جہاں بیہوش پڑی تھی صبا رفتار ادھر آنکلی اور پشتارہ باندھ کر
چلی تھی کہ برق آگیا اور لڑنے لگا الحاصل جب عمرو آکر پہنچا تو وہ صبا رفتار کی بیکسی
اور خیال عمرو کی طرف گیا برق نے قابو پا کر بیضہ بیہوشی مارا یہ گر پڑی اسکو باندھ کر ڈال دیا اور
صبح کو ہوشیار کر کے کہا جائیے مگر اب کسی کے فریب میں نہ آنا صبح وہاں سے لشکر میں آئی
اور یہاں عمرو نے صورت اپنی صبا رفتار کے مانند بنائی اور برق فرنگی کو صبح کی
طرح کا بنا کر پشتارہ میں باندھ کر بارگاہ صورت نگار میں آیا اور عرض کیا یہ صبح حاضر
ہے اسنے کہا اسے ہوشیار کرو اور بہت خوش ہو کر انعام دیا عمرو نے برق کو ہوشیار کر دیا
اس میں صورت نگار واسطے رفع احتیاج کے گئی راہ میں دست راست کو بارگاہ کے
ایک نہر بہتی تھی وہاں سات پتلیاں جو صورت کے سحر کی تھیں اسوقت نہر سے پتلیاں
آئیں ایک پتلی نے کہا آج صورت نگار کو بہت خوشی ہے دوسری پتلی بولی کہ صبا رفتار
گرفتار کر کے صبح کو لائی ہے اس باعث سے خوش ہے تیسری پتلی بولی یہ مقام کچھ خوشی کا
نہیں ہے چوتھی پتلی نے کہا کہو تو یہ ماجرا میں کہہ دوں پانچویں پتلی نے کہا میں بتلا دیتی ہوں
چھٹی پتلی نے جواب دیا کیا کہو گی سنا تو ہیں پتلی بولی کیا بات بتلائی ہے اری کمبخت جو بنا
تھا وہ ہوا صبح نہیں صبا رفتار ہے عمرو ہے اور برق فرنگی کو صبح بنا کر لایا ہے صورت نگار
ہو یا نہیں پتلیوں سے سنکر جلدی پیشاب کر کے پھری لیکن اندر بارگاہ کے عمرو کو بھی لگا تھا پتلیاں

گئی سنی اور جلد اپنی صورت صرصر کی بنائی ہے جب صورت نگار اندر بارگاہ کے آئی عمرو
نے برق کو اشارہ کیا وہ اٹھکر بھاگا عمرو پکارا کہ ای ملکہ صرصر یہی جو آئی تو عمرو پہلے
بھاگ گیا اور اب برق بھاگا جاتا ہے لینا اسکو صورت نگار پیچھے برق کے دوڑی
جب دور نکل گئی عمرو بھی بشکل صرصر دوڑتا آتا تھا اُسنے ایک بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے
پشتارہ باندھکر بہت جلد صورت نگار کو بارگاہ مہرخ میں پہونچا مہرخ نے حکم دیا کہ سب
سردار جمع ہوں کہ اسے تیرباران کریں سردار جمع ہونے لگے لیکن صرصر جو بارگاہ صورت نگار
میں گئی سنا کہ کوئی ملکہ کو پکڑ لے گیا یہ سنتے ہی صرصر ایک خدمتگار بنکر فی الفور بارگاہ مہرخ
میں آئی یہاں تیاری قتل کرنے کی ہو رہی تھی کہ صرصر نے تدبیر پشتارہ صورت نگار
کو بو سنگھا ایک حباب دافع بیہوشی اُسکے منھ پر مارا کہ وہ ہوشیار ہو گئی اور ایک گولا سحر پڑھکر
اُسنے مہرخ کے مارا اور چاہا کہ تخت شاہی پر مانند برق کے گری مہرخ زمین میں غرق
ہو گئی اور شکیل نے ایک ناریخ مارا کہ پاؤں صورت نگار کا زخمی ہوا مگر صرصر کو بغل
میں داب کر اڑ گئی اور اپنی بارگاہ میں آئی اُسوقت حیرت جو گنبد نور پر گئی تھی پھر آئی
صورت نگار نے کہا اے حیرت کل جب سے تم گئی ہو آج تک عیاروں نے ناک میں دم
کر دیا ہے صرصر نے بڑی جانبازی کی ورنہ میں ہلاک ہو جاتی حیرت نے صرصر کو خلعت
بیش بہا دیا اور سارا ماجرا عیاروں کا سنا اُسوقت ایک چیلا آیا اور نامہ لا کر اُسنے حیرت
کو دیا اُس میں لکھا تھا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہیں حیرت یہ مضمون پڑھکر بہر استقبال چلی
بعد لمحے کے سواری افراسیاب کی بڑی دھوم سے آئی سب نے تعظیم کی شاہ بارگاہ میں
آکر تخت پر بیٹھا ساری حقیقت عیاروں کی اور مقابلے کی سنکر گویا ہوا کہ اے صورت نگار
تم ناحق بلا میں گرفتار ہوئی ہو اپنے گھر بیٹھو اور کچھ پڑھکر دستک دی کہ ایک ساحر زمین
سے پیدا ہوا اور اُسنے تسلیم کی اُسے حکم دیا کہ اے باران جادو لشکر مہرخ تو جا کر برباد
کر دو مگر خوبصورت جادوگر گرفتار کر کے دریائے شور پر لیجانا وہاں ہندولا سحر کا اڑا کر
اسیر اُسے بٹھا دینا یہ حکم دیکر تھوڑی دیر ٹھہر کر سوار ہو کر چلا گیا اور داخل باغ سیب ہوا ادھر
باران نے کارسازی اپنے لشکر کی فرمائی بارگاہ اُسکی علحدہ نصب ہوئی اور یہ خود بارگاہ
مہرخ میں آیا ایک کرسی خالی بچھی تھی اُسپر متمکن ہوا اور کہنے لگا کیوں اے نمک حراماں تم شہنشاہ
سے منحرف ہو گئی ہو میں تمکو سزا دینے آیا ہوں یہ کلام سنکر عمرو نے اُٹھکر چٹکی کمند کے مارے

باران بزور سحر بادل بنکر حلقہ ہاے کمند سے نکلا اور کڑک کر جو گرا خوبصورت کو پکڑ کر اڑ گیا یہان
ساحرون نے ناریل او ترنج وغیرہ بہت لگائے لیکن وہ نہ رکا اور خوبصورت کو لیے ہوئے
دریاے شور کے میدان مین پہونچکر ہنڈولے پر سحر کے بٹھا دیا ادھر خوبصورت کے پکڑ جانے
سے شکیل پر آفت آئی وہی بلبلانا شور مچانا عشق مین گریہ وزاری کرنا شعر عاشقانہ پڑھنا
آغاز ہوا عمرو نے تسکین دی اور پوچھا کہ اے صرصر یہ ساحر کیا سحر کرتا ہے اوس نے کہا خواجہ
یہ باران ہے پانی برساتا ہے جسپر قطرے پانی کے پڑین گے وہ درخت ہو جائیگا مگر ہمیشہ رعد
اور برق جادو کا مطیع تھا وہ دونون اسکے افسر تھے اگر وہ لشکر مین ہوتے اور قید ہو جاتے
تو یہ بھاگ جاتا عمرو نے کہا مین انکی رہائی کے لیے جاتا ہون اور ہو سکا تو خوبصورت
کو بھی چھڑا کر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر سے نکلکر زنبیل عیاری بجائی سب عیار صدا
سنکر حاضر ہوے ہر ایک سے واسطے تلاش کرنے رعد و برق محشر کے تاکید کی سب تجسس کرنے
چلے مگر باران دریاے شور سے مراجعت کرکے داخل لشکر ہوا اور حسب الحکم افراسیاب
تیاری رزم مین مصروف ہوا اسوقت کہ چشمۂ آفتاب دریاے مغرب مین جاکر ملا اور جو کے
نورانی کہکشان کی بحر اخضر چرخ پہ جو جلن ہوئی کہ نظم

بجنت عروس روز بالیکہ شد سیاہ	سلمای چرخ معجر مشکین فام بست
آمد ز بہر جنگ جوانان زتیغ تیز	در معرکہ بہ فوج بہر سو نظام بست

تا سے تری اور نفیری رزمی کا شور لشکر باران سے بلند ہوا اور صرصر کے سمع ہمایون مین جب
صدا پہونچی اسنے بھی نقارہ رزم کے بجنے کا حکم دیا طبل جنگ دونون طرف کپکپانے لگا ساحر
سحر جگانے لگے ہتیار صیقل ہوتے تھے ہیبت دیکھائی دیتی تھی آگیا رہو رہی تھی چار پہر یہی ہنگامہ گرم
رہا جبکہ ہندوے فلک پوجا کرکے گنبد چرخ سے گیا اور صنم پرست مشرق برہمنی تھالی ہاتھ مین
لیے بتخانۂ چرخ مین آیا بمقتضاے ابیات

چو بست فلک نقاب انور	بکشود عروس چرخ زیور
جبہ شہ شام سرنگون شد	شب در دم صبحدم زبون شد

سپاہ ہر دو سو کینہ خواہ صبح کو بڑے کروفر سے میدان قتال مین آکر صف آرا ہوئی قلب لشکر
مین صرصر اور باران دونون سمت جلوہ گر تھے کوس حربی بج رہے تھے غرضکہ ابد ترتیب
عرصہ گاہ وغیرہ ایک ساحر باران کی طرف سے میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوا اسطرف سے

سحر جمشید نے نکل کر ایک گولا فولادی مارا کہ اُسکے سینے کے پار نکل گیا اسی طرح چند ساحرون کو ملازمان
مہرخ نے مارا اُسوقت باران کو غصہ آیا اور خود میدان مین آکر سحر پڑھکر طرف فلک کے پھونکا
یکایک کوہستان کی طرف سے کالی گھٹا اُٹھی اور ابر آکر لشکر مہرخ پر ہر طرف کو محیط ہوا اور ترشح
ہونے لگا جسپر بوند پڑی وہ درخت ہو گیا کونپلین اور ہرے ہرے پتے نکل آئے ساحران نامی
نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اُسوقت ملکہ بہار جادو گلدستہ لیکے گئی پھر بھی باران
سونچا کہ یہ سحر ہوگئی تو دیوانہ بنادیگی پس اُڑکر پاس بہار کے آیا اور خاک قبر جمشید اسکے پاس تھی
وہ چھڑک دی بہار بیہوش ہوگئی پھر اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ پانی زور زور برسنے لگا اور
سب لشکری بیہوش ہوکر درخت ہوگئے اور بھگدڑ پڑی سب بھاگ گئے یہ نقارہ فتح و ظفر بجاتا
ہوا پھرا اور خیال کیا کہ عیار میرے فراق مین ضرور آئینگے اس لحاظ سے لشکر مین نہ رہا قریب طلسم
باطن جاکر بزور سحر ایک تالاب بناکر اندر اسکے مقیم ہوا لیکن عیارون نے دور سے جو یہ حال
لشکر کا دیکھا تصور کیا کہ عمرو برق نے سوچا کہ اب کہان ڈھونڈھین اس سے بہتر ہے کہ
چلکے باران کو مارین یہ تدبیر کرکے چلے اُدھر سے صبا رفتار آتی تھی سابق مین بیان ہوا تھا
کہ اسکو عمرو اور برق بیہوش کرکے اور خود اسکی صورت بنکے واسطے گرفتار کرنے صورت نگار
کے گئے تھے الحاصل یہ بندھی ہوئی تھی جب ہوشیار ہوئی آئیندہ روندے سے کہا مجھے چور باندھ
گئے ہین کھول دو ایک شخص نے اسے کھولا یہ وہان سے جو چلی تو اُسوقت عیارون کو
ملی اور عیار تو تردد مین تھے ایک طرف چلے گئے لیکن برق نے قریب جاکر کمند ماری
صبا رفتار الجھکر گری اور گرتے گرتے بیضہ بیہوشی اُسنے مارا کہ برق بھی بیہوش ہوکے
گرا اور ایک ساعت کے بعد برق ہوشیار ہوا دیکھا صبا رفتار کے گلے مین کمند کا حلقہ
بھی ہو گیا ہے یہ دیکھکر لگا کمند کھولنے کہ خلیفہ کی معشوقہ ہے ایسا نہو مر جائے جب کمند کھولدی
صبا رفتار نے کہا ہاے میرا ہاتھ ٹوٹا برق نے گھبراکر چھوڑ دیا وہ جست کرکے نکل گئی
برق بھی تدبیر مین قتل کرنے باران کے چلا مگر پہلے عمرو اور ضرغام تالاب پر باران
کے پہونچے اور ضرغام نے ایک پتھر تالاب مین پھینکا ایک ساحر باہر نکلا ضرغام بھاگا تھا
کہ اُسنے سحر کرکے گرفتار کرلیا سامنے باران کے اندر تالاب کے لایا اُسنے چاہا کہ قتل کرون
اُسوقت ایک نامہ افراسیاب کا اِسکے پاس آیا لکھا تھا کہ اے باران جو لوگ تُنے گرفتار
کیے ہین مع مہرخ وغیرہ کے اُنکو کنارے دریاے خون رواں کے لیکر آؤ وہان عمرو اُنکے

چھڑانے کو آئیگا ہم قید کر لین گے اور شیطان خداوند لقا یعنے بختیارک کو طلسم مین بلوائینگے
کہ وہ آکر عمرو کو قتل کرین کس لیے کہ ہم پہلے بھی شیطان کو بلوا چکے ہین اور اُس دفعہ ہمکو ایک
خجالت بھی اُٹھانی ہوئی تھی اب ہم چاہتے ہین کہ اُس حجاب کو رفع کرین یہ نامہ جب باران نے
پڑھا تالاب سے نکل کر اپنے لشکر مین آیا اور لشکر کو حکم کوچ کرنے کا دیا اور لشکریان عمرو کو
اُسی طرح درخت بنائے ہوئے چھکڑون پر لاد کر دہرا نچہ کی مقرر کرکے مع اپنے لشکر کے روانہ
ہوا جب کنارے دریاے خون رواں کے پہونچا بارگاہ لب دریا استادہ کرائی اور قیدیون
کو سامنے بارگاہ کے قید کیا یعنے میدان مین چھکڑون سے اُتروا کر رکھا اور ضرغام شیر دل کو
بھی انھین مین بیہوش کرکے ڈال دیا آپ بارگاہ مین بعشرت تمام بیٹھا لیکن عیار جو اُسکی فکر
مین چلتے تھے جب یہ تالاب سے نکل آیا تو عیار بھی اسکے لشکر کے ساتھ دور دور ہین
آکر پہونچے اُن مین سے جانسوز ایک جادوگر کی ایسی صورت بنکر اُسکی بارگاہ مین گیا
جیسے ہی اندر بارگاہ کے پہونچا باران نے پہچان کر گرفتار کر لیا اور سحر سے جہان سب
مقید ہین وہین اُسے بھی قید کرایا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین لکھکر بھیجی کہ
خداوند نعمت کے فرمانے بموجب کمترین قیدیون کو لیکر کنارے دریا کے حاضر ہوا ہے جب
یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی اُسنے خمار جادو سے کہا اے ملکہ عنایت سامری سے سب
باغی قید ہوئے لیکن عمرو اور دو تین عیار باقی ہین اور عمرو تمھارا سر مونڈ چکا ہے کہ اُسے تم
پہچان کر جہان ملے اور جس طرح سے ہو سکے گرفتار کر لاؤ کہ تم پیش خداوند ایکبار جب
شیطان کو لینے گئین تھین تو ذلیل بھی ہوئی تھین اب اگر عمرو کو لاؤ تو میری اور تمھاری
ندامت جائے خمار نے عرض کیا بہت اچھا مین تلاش کرکے لاتی ہون افراسیاب نے
اُسوقت خمار کی بہن مخمور سرخ چشم سے حکم دیا کہ تم بھی اپنی بہن کے ساتھ جاکر تلاش
کرو غرضکہ یہ دونون روانہ ہوئین انکا حال پہلے بیان ہو چکا ہے کہ دونون معشوقہ افراسیاب
کی ہین اور بخوف حیرت وصل منظور نہین کرتی ہین فی الجملہ جب یہ روانہ ہوئین تو دو
طرف دونون جویا عمرو کی چلین اور خمار جب دریا کے پار اُتر کر قریب لشکر باران
پہونچی صحرا مین جادوگر بنا ہوا عمرو جاتا تھا اُسنے پہچانا اور پکار کر کہا میان جادوگر مزاج
اچھا ہے ذرا ٹھہرنا عمرو نے خمار کو آتے دیکھکر اور یہ کلمات سنکر خیال کیا کہ اِسنے پہچان
لیا اُسی وقت گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا خمار ہر سمت ڈھونڈھتی پھری جب خوب تلاش

اکڑ چلی تھک کر باران کے خیمے مین آئی اُسنے استقبال کیا اور بہت توقیر کرکے مسند عزت پر بٹھایا
مستفسر حال ہوا خمار نے اپنے آنے کا سبب اور تلاش عمرو کا باعث بیان کرکے کہا کہ مین اب
سحر کرونگی عمرو جہان ہوگا آپ چلا آئیگا مگر ایک چوکی صندل کی منگا دو کہ اُسپر بیٹھکر سحر کرون
باران نے ملازمون سے اپنے حکم کیا کہ ایک چوکی صندل کی لاؤ اور خمار اُٹھکر نہانے دھونے
مین مصروف ہوئی مگر عمرو جو گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا تھا آگے جاکر گلیم اُتاری دیکھا ایک
چوبدار کسی طرف جاتا ہے اُسکے پاس آکر پوچھا میان مرد سے صاحب کہان جاتے ہو اُسنے کہا
میری چوکی باران کی ڈیوڑھی پر ہے اِسوقت پہرا بدلا کر اپنے گھر جاتا ہون عمرو نے یہ سنکر ایک
پھل اپنی کمر سے نکال کر اُسے دیا اور کہا بھائی اس جنگل مین ایسے پھل ہزارون لگے ہین
ذرا کھا کر دیکھو ایسے مزے کے ہین کہ کوئی میوہ ایسا نہ ہوگا اُسنے یہ تعریف سنکر وہ پھل
کھایا اور بیہوش ہوا عمرو نے اُسے غار مین ڈال دیا اور اُسکے کپڑے لیکر اوسی کی ایسی
صورت بنکر باران کی درگاہ پر آکر ٹھہرا اسوقت ایک ساحر اندر سے بارگاہ کے نکلا اُس
پوچھا کیسے کچھ فرمایا ہے اسنے کہا میان مرد سے ایک صندل کی چوکی حضور مانگتے ہین خمار جادو
اُسپر بیٹھکر سحر پڑھینگی کہ عمرو آپ چلا آئیگا عمرو یہ سنکر خاموش ہو رہا اور وہ ساحر چوکی لیکر آیا
جب اندر بارگاہ کے چلا عمرو گلیم اوڑھکر اُسکے ساتھ اندر آیا اُسوقت خمار نہاکر دھوتی باندھکر
اُس چوکی پر بیٹھی اور اسباب سحر سازی سامنے رکھکر اپنے آگے دھونے کے پھل وغیرہ مرچ
لگے تخنے گوگل دیپ دھوپ چندن رائی سرسون سکھ و اپنے پتلے اور کلیجیان بھنگے عمرو
لیکر تیاری کرکے شراب اور سور کی بھینٹ دیکر منتر پڑھنا شروع کیا عمرو گلیم اوڑھے اُسکے
پس پشت چوکی پر آکر بیٹھا وہ منتر تو اسی بات کا تھا کہ عمرو جہان ہو یہان چلا آئے جبکہ عمرو
موجود تھا تو وہ کیا تاثیر کرتا کچھ حال عمرو کا معلوم نہوا سحر نے یہی خبر دی کہ عمرو اسی جگہ ہے
آخر ناچار ہوکر کہا اے باران عمرو کا کہین پتا نہین لگتا اُسنے کہا بھلا وہ ایسا ویسا ہے جو
تمہارے سحر سے چلا آئیگا وہ بھی بڑا کامل شخص ہے اُسکی تعریف خداوند سامری نے سامری نامہ
مین تحریر کی ہے یہان تو یہ باتین ہوتی ہین مگر وہان چوبدار کو جو عمرو بیہوش کر آیا تھا وہ ہوشیار
ہوا لیکن سوچا کہ ابھی مجھپر وہ حالت طاری ہوئی تھی اور ایسی سنسناہٹ جسم مین اُٹھی
تھی کہ جیسے جان نکلتی ہے اور پھر کچھ خبر نہ رہی تھی اب شاید مین مرگیا ہون اور بعد مرگ جو
سنا کرتے تھے کہ آدمی زندہ کیا جاتا ہے وہی کیفیت میری ہے مین اصل مردہ ہون یہ سوچکر

ہاتھ اور پاؤن ہلائے گھبرا کر اُٹھا اور غار سے باہر نکلا ہر طرف حیران وار دیکھتا چلا اور خیال
کیا کہ کہین مردہ بھی راہ چلتا ہی یہ سمجھ کر لیٹ رہا بعد لمحہ کے اُٹھا کہ اب تو ہوش و حواس درست
ہین چلو یہان کب تک لیٹے رہو گے غرض اُٹھکر چلا مگر اسی طرح برہنہ تھا کیونکہ پیرہن عمرو
اُتار لے گیا تھا یہان تک کہ جب قریب لشکر باران پہونچا ایک دوست اُسکا ملا اُسنے کہا
ارے بھائی ننگے کیون پھرتے ہو اُسکو اب بھی وہم ہوا کہ مین کپڑے پہنے تھا جب سے بیہوش
ہوا ہون خود بھی اپنے تئین برہنہ پاتا ہون اور یہ بھی مجھے ننگا بتاتا ہی لہذا بیشک مین
مرگیا ہون کفن یقین ہے مجھے نہین دیا یون ہین ننگا گڑھے مین کسی نے ڈال دیا پس اپنے
تئین مردہ سمجھ کر دوست کی بات کا کچھ جواب نہ دیا کہ مردے بولتے نہین ہین اس آشنا نے
آگے بڑھکر ہاتھ پکڑکر کہا میان جواب نہین دیتے ننگے چلے جاتے ہو اُسنے کہا تم مجھے دیکھتے
ہو ملاقاتی نے ہنسکے کہا خوب کیا اندھا بنایا ہی صریحا تو سامنے ننگے کھڑے ہو چوبدار نے
جواب دیا بھائی مین مرگیا ہون تم دوست ہو تمھین کیا ستاؤن ورنہ مار ڈالتا دوست اُسکا
یہ سنتے ہی خوف ناک ہوکر بھاگا کہ جابجا طلسم مین ہزارون آدمی روز قتل ہوتے ہین کیا
عجب ہی جو یہ بھٹکتا ہو یہ سمجھ کر وہ تو بھاگا اور چوبدار کا وہم زیادہ ہوگیا یقین واثق ہوا کہ
مین مردہ ہون حاصل کلام وہان سے ہیئت کذائی اندر بارگاہ باران کے آیا وہ اس
کیفیت سے چوبدار کو دیکھکر بگڑا اور جتنی جادوگرنیان تھین وہ مردہ کو ننگا دیکھکر اوہی
اوہی کرکے اُٹھ گئین باران نے اُسے گھرکا کہ او بے ادب مسخرے یہ کیا ماجرا ہی چوبدار
نے کہا پہلے یہ تو فرمائیے کہ مین جیتا ہون یا مرگیا ہون باران یہ کلام سنکر ہنسنے لگا اور
حاضرین دربار مارے ہنسی کے لوٹ گئے اور زیادہ تمسخر کرکے اُسکو بنانے لگے مگر باران
نے کہا قوت واہمہ اسکی بڑھ گئی ہی اور حکما کا مقولہ ہی کہ واہمہ خلاق ہوتا ہی اور کابوس
پیدا کرتا ہی رفتہ رفتہ نوبت بہ غشی اور صفت لنج اور صرع کی حاصل ہوتی ہی اور یہ صفت
کبھی غم و ہم اور کبھی فرط تنعم و مسرت اور کبھی عشق و زیادتی سودا و بیت سے باختلاف
حرارت قلب واقع ہوتی ہی فی الحال اسکو بسبب غم کے یہ حالت طاری ہی یہ کہکر تشفی
و دلجوئی قریب بلا کر حال استفسار کیا کہ تو کس حال مین بسر کرتا ہی اور کوئی سانحہ تازہ تو
تجھپر نہین گذرا چوبدار نے عرض کیا کہ ابھی راہ مین ایک شخص ملا تھا اُسنے ایک پھل دیا وہ
کھاکر مین مرگیا ہون باران نے کہا اے خمار دیکھو عمرو نے اسے بیہوش کیا تھا اور فرط نشہ کیا

سے یہ کہتا ہے کہ مین مر گیا ہون مگر بسا تعجب ہے کہ اتنا قریب عمرو تھا اور تمھارے بلانے اور سحر
کرنے سے نہ آیا یہ کیسا تھا سحر تھا خمار یہ سنکر متعجب ہوئی مگر باران نے چوبدار کو عجب جانا کہ
شبہہ مین گرفتار ہے واسطے دفع توہم و توحش یہ حکم دیا کہ نیچا دادراسکی گردن مارو جلاد
با تیغ برہنہ جب سامنے آیا اسوقت چوبدار سوچا اگر مین مردہ ہوتا تو انکے سامنے سے غائب
ہو جاتا یہ مجھے قتل نہ کر سکتے لہذا مین زندہ ہون مفت جان جائیگی چاہیے کہ منت کرون
یہ خیال کر کے منت اور عاجزی کرنے لگا باران نے کہا کیون دیکھا جب اسکو خوف دلایا
تو قوت دراکیہ قوت واہمہ پر غالب آئی اچھا ہو گیا سب مصاحب اُسکے تعریف فراست کرنے
لگے اور چوبدار کو کچھ انعام دیکر سمجھا دیا کہ تجھے عیار بیہوش کر گیا تھا وہ یہ سنکر اچھا ہو گیا اور ساحر
بارگاہ سے آیا عمرو خود گلیم اوڑھے تھا یہ بھی نکل کر صحرا مین جاکر ٹھہرا مگر خمار جو نداست زدہ
ہوئی تھی اُسنے سحر کیا کہ دھوان پیدا ہوا اُس سے کہا کہ دود سحر جہان عمرو ملے وہان سے
پکڑ لا دود سحر روانہ ہوا عمرو نے صحرا مین آکر گلیم اتاری تھی کہ دھوان آکر لپٹ گیا اور بگولہ
کی طرح چکر دیتا ہوا لے چلا یہان تک کہ بارگاہ باران مین سامنے خمار کے لایا اُسنے کہا
کیون اے عمرو تو نے ہزارون ساحر مارے میرا سر مونڈا اب کہہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے
جواب دیا میرا یہی کام ہے چور و چیرہ دستے مجھے تو کر سکتے اُسکے ساتھ جانبازی کرون حمزہ
میرے مالک نے اس لیے مجھے بھیجا ہے کہ ساکنان طلسم کو قتل و غارت کرون ابھی تم کو گرفتار کرکے
تمھارا ویسے ہی حکم بجا لاؤن عمرو نے کہا اور نیز و مکار تو مجھے دم دیتا ہے تجھے افراسیاب
کے سامنے لیے چلتی ہون شیطان خداوند بختیارک کی عوت ہے وہ آکر تجھے قتل کرینگے
عمرو کے یہ کلام سنکر ہوش اُڑ گئے لیکن دل کو مضبوط کر کے کہا او غیبانی کیا بکتی ہے مین جانتا
ہون کہ افراسیاب کی اب قضا تجھے وہان لیے جاتی ہے اور تیرا ایک بار سر مونڈا تھا اب کی
دفعہ ناک کاٹون گا خمار کو ان باتون سے غضب طاری ہوا اور ایک تھپڑ اُٹھ کر مارا کہ عمرو
بیہوش ہو گیا اسے چادر مین بطور لیشتارہ کے باندھ کر کاندھے پر لادا اور باران سے
رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور عیار جو آئے ہوئے تھے انھون نے دیکھا کہ ساحرہ لیشتارہ
لیے جاتی ہے لشکریون سے حال گرفتاری عمرو سنکر اسکا تعاقب کیا چنانچہ ضرغام اور
جانسوز تو قید ہو چکے ہین صرف برق فرنگی اور قران باقی ہین یہ دونون چلے لیکن
ایک ایک جانب اور دوسرا دوسری سمت راہ مین برق کو ضرار صبا رفتار دو

خیز نگاہ خنجر زن عیار بچیان ہمین اور سب سے گھبرا برق لڑنے لگا مگر وہ تین یہ اکیلا صرصر نے
ایک بیضہ بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کرکے باندھا اسوقت ایک پنجہ چمک کر برق کی طرح گرا اور تینون
عیار بچیون کو مع برق کے اُٹھا لیگیا اِدھر ان سب عیار بچیون نے دیکھا تو ہم صورت نگار کی
بارگاہ مین ہین اُنھون نے سلام کرکے کہا آپ نے ہمین کیون بلایا ہی صورت نگار نے کہا
اے صرصر تو نے میرے ساتھ جانبازی بہت کی تھی اور مجھے عیارون سے بچایا تھا اُسدن
سے مین نے ایک پنجہ سحر کا تیرے ساتھ کردیا تھا جب تجھے عیار گھیرین وہ پنجہ اُٹھا لیکے
اور دشمن سے بچائے صرصر یہ سنکر گویا ہوئی کہ ملکہ عالم کی عنایت مین کچھ شک نہین مگر ہمکو
عیار ہین خدا جانے کس فکر مین پھرتے ہین کیا کیا تدبیرین کرتے ہین اگر پنجہ یون ہی ہمین
لے آیا کیجا تو کام کا ہیکو ہوگا آپ سمجھے کہ منع فرمایئے کہ اب کبھی ہمین نہ لائے ورنہ ہم
نوکری سے درگذرے صورت نگار یہ باتین سنکر شرمندہ ہوئی اور پنجہ سحر کو انکے ساتھ رہنے
سے منع کیا پھر برق فرنگی پر عتاب وخطاب کرکے کچھ سحر پڑھا کہ ایک ساحر اڑتا ہوا آیا
اُس سے کہا کہ ای ظالم تیرہ درو سے جادو اس مجرم کو بھی لیجا کر وہین قید کر جہان رعد
اور برق محشر مقید ہین ظالم بموجب حکم کے برق کو لیکر اڑا اتفاق سے اُسی صحرا سے
ہوکر گذرا کہ جہان عیاران اترا ہوا تھا اُس مقام پر قران تھا اُسنے ساحر کو دیکھا کہ برق
کو لیئے اڑا جاتا ہی قران نیچے نیچے بطور اخفا اُسکے ساتھ چلا غرضکہ کچھ دور گیا تھا کہ پھر
عیار بچیون کو آتے دیکھا خیال کیا کہ اسوقت اپنے تو لو کیونکہ سب قید ہوگئے ہین ایک ہم
اکیلے باقی ہین ایسا نہو کہ مقید ہو جاؤ یہ تصور کرکے راہ کترا کر چلا ادھر صرصر نے ساتھ والیون
سے کہا قران کبھی ہمکو دیکھ کر نہین بھاگا لیکن آج راہ کاٹ کے جاتا ہی لازم ہی کہ ہم بھی
خبر ہون یہ کہکر ایک طرف کو چلین مگر قران اُس ساحر کے ساتھ چلتے چلتے ایک صحرائے
ہول خیز اور وحشت انگیز مین پہونچا وہان ایک گنبد بنا تھا لیکن بہت وسیع مثل قصر عالیشان کے
اُس ساحر نے وہان اتر کر کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ گنبد مین ایک کھڑکی پیدا ہوئی اُس مین
وہ برق کو لیکر چلا گیا کھڑکی پھر بند ہوگئی قران باہر رہ گیا مگر ایک عیاری سوچکر صورت
اپنی سڑی سودائی کی ایسی بنائی کہ لنگوٹی باندھکر جسم غبار آلود کرکے مٹی کا ڈھیلا لیکر
کھاتا ہوا سامنے گنبد کے آکر چیخنے لگا کہ اس گنبد پر کبوتر بیٹھا ہی مگر ہرن نکل رہا ہی ہرن
کی دم مین اونٹ بیٹھا ہی گھوڑا ہاتھی کھاتا ہی چیل لیے جاتی ہی مچھر پر گدھا سوار ہی پیچھو لو ہم

ایسے اودھر دیکھو وادرے مردے خوب ناچتا ہے ایک کان پر سارا مکان ہے سر بھر چاپ پالی کھا چکا
ہے ہوا کی رت بھری موت نے تجھے جتنے قضا کا جبن ہوئی رات نے انڈا دیا دن نے چھپکلی
سے جوڑا کھایا یہ صدا جو ساحر نے سنی گھبرا کر گنبد سے نکل آیا کہ یہ کون ہے جو واہی تباہی بکتا
ہے اگر جو دیکھا تو ایک پست سا آدمی ہے قریب آکر کہا ارے تو کیا بکتا ہے بیفائدہ غل مچا
رکھا ہے قران بولا آنکھیں ہوں تو تم دیکھو تم تو اندھے ہو لو یہ ڈھیلا کھا لو آنکھیں کھل جاتی ہیں
ظالم سمجھا کہ فقیر مست ہے اسکی دی ہوئی چیز سے انکار نہ چاہیے ڈھیلا لیکر کھایا ظاہر میں وہ
مٹی تھی مگر مزہ مٹھائی کا تھا کیونکہ قران نے لعل عیاری بنایا تھا لہذا وہ سمجھا کہ یہ درویش
صاحب کمال ہے سارا ڈھیلا کھا گیا بیہوش ہو کر گرا قران نے قتل کر ڈالا شور و غوغا بلند ہوا
وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا قران نے دیکھا کہ رعد و برق محشر و برق فرنگی
و الماس پری چہرہ بیہوش پڑے ہیں انکے منہ پر پانی چھڑکا سب ہوشیار ہوئے اور قران
سے کہا آپ کیونکر تشریف لائے اسنے کہا میں نے ظالم تیرہ رو کو مارا اور حال لشکر بھی
بیان کیا کہ باران نے آکر سب کو گرفتار کیا ہے سارا لشکر تباہ و برباد ہو گیا ہے یہ ماجرا سن کر
برق محشر نے بغضب تمام کہا کہ جب ہم قید ہوئے تو افراسیاب نے باران کو بھیجا
کیا موا اسپیا ناہے اور باران کبھی اپنے تئیں ساحر جانتا ہے سامنے نہ آیا موئے ڈھونڈھی کاٹے کو
دن لگے ہیں قضا آئی ہے ہمارے سبب سے اور ہمارے زور سے باران ہے بھلا اب جاتی ہوں
دیکھوں حرام زادہ کیا کرتا ہے قسم ہے اپنے ایمان کی کہ جاتے ہی اگر اسکو نہ مارا تو نام اپنا
برق محشر نہ رکھا یہ کہکر رعد اور برق محشر دونوں چلے الماس پریچہرہ کو بیہوش
کرکے قران نے پشتارہ باندھ لیا اور مع برق فرنگی کے واسطے سیر دیکھنے کے
باران کی سمت روانہ ہوئے ادھر افراسیاب نے باران کو لکھ بھیجا کہ سب قیدیوں کو دریا
کے اس پار لے آؤ انھیں قتل کریں باران نے کشتیاں تیار کیں ساحروں کو حکم دیا کہ مجرموں
کو سوار کرو اسباب بار کرو حفاظت سے لشکر اترے غرض کنارے دریاے خونخوان
کے کھڑا انتظام کر رہا ہے ہنوز اتارا کسیکا نہیں ہوا ہے کہ برق محشر آکر پہونچی اور رعد چلا کر
گرجا باران نے دیکھا کہ بجلی چمکتی ہوئی اور رعد گرجتا آتا ہے مارے خوف کے بھاگا مگر
رعد فوراً زمین میں غرق ہو کر قریب اسکے نکلا اور اس طرح چیخا کہ یہ بیہوش ہو کر گرا
برق محشر چمک کر گری وہ ٹکڑے کرتی ہوئی زمین میں اتر گئی ہنگامہ رستخیز آسا بلند ہوا

شور و غل اور تاریکی اسکے مرنے سے پیدا ہوئی اور سرداران مہرخ اور بہار وغیرہ جو درخت ہوگئے تھے بحالت اصل ہوکر سب ہوشیار ہوے اور اسباب سحر تو پاس ہی تھا یعنے میدان جنگاہ سے گرفتار ہوے تھے سب لشکر یاران پر گرے بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا صحرا کے درخت سبز و شاداب ہوے چمنہاے طولانی پیراز ریاحین و لالہ ارغوانی ہر سمت ظاہر تھے طائرون کا شاخہاے شجر پر ہجوم نغمہ سرائی کی دھوم باد بہاری کی چال مستانہ طاوسون کی روش مشتاقانہ گلہاے رنگا رنگ کی بہار لب غنچہ سے نغمہ طرب اظہار غزل

باغ مین آمد بہار ہے آج — چشم نرگس کو انتظار ہے آج
پاے زنجیر موج آب ہے کیون — باغ مین سرو جویبار ہے آج
آئے گا کیا کوئی صنوبر قد — قمریون کا گلہ شکار ہے آج
نکہت گل ہوئی ہے مژدہ رسان — مرکب باد پہ سوار ہے آج
مین نے پوچھا صبا سے باغ مین کیون — ابر نیسان گہر نثار ہے آج
کہا باد صبا نے اے نادان — سینۂ دشمنان فگار ہے آج

ساحر لشکر یاران کے دیوانے ہوے اور سحر کرنا بھولے آپس مین تیغ اور ترنج ناریل وغیرہ پڑنے لگے مہرخ نے گولے فولادی مارے نافرمان نے پیکان تیر برسائے دم بھر مین دریای خون کنارے دریای خونروان کے جاری ہوا لاش پر لاش اور سر دھڑ سے جدا ہوا گرا شمشیر سحر نے ہزارون کو بیجان کیا خاک و خون مین غلطان کیا ایک آفت عظیم برپا ہوئی موت نے کسی کو نجات نہ دی کہ نظم

چنین رفت روشن گر این رقم — ز آتش نہ سینہ ام گرد گم
کہ مہرخ روان شد چو آتش ز باد — عنان داد بر رخش صرصر نژاد
چو شیر گرسنہ پی میش رفت — سپاہ ستم پیشہ از خویش رفت
بخون تیغش ار لکہ آلودہ بود — بسینہ ہلال از شفق می نمود
بہر سو کہ شبرنگ را تاختی — یلان را ز زین سرنگون ساختی
عقاب اجل بال و پر باز کرد — ز تن مرغ جان عزم پرواز کرد
ز بس تیر جست از کمان آسمان — شد از انجم زخمہا خونفشان
زمین شد ز خون قلزم موج خیز — چو قلزم ز دی موج جوش تیغ تیز
ز سینے کہ لجہ سمے نمود — اگر بود خون بود و خاکے نمود

ایک تن بھی اُن مین سے زندہ نہ چھوڑا لیکن کنارہ دریاے سحر کا تھا اُس طرف ساحران
تمامی اور محافظ دریا رہتے ہین اُنکے خوف سے قتل و غارت کرکے بہت جلد اپنے فرودگاہ
کی جانب مراجعت فرمائی سواے عمرو کے اور سب عیار رہا ہوکر ہمراہ چلے شہسوار خونخوار
یکیکی یہ حال اُنکا مذکور ہوگا لیکن یہ سب جو چلے قتل و قتال کرنے مین ہنگام شب ہو گیا تھا
ماہ منیر لشکر ستارون کا لیے کر میدان فلک مین آپہونچا اور نیر اعظم خوف سے روپوش
ہو گیا اُسوقت عمرو جو دس بارہ کوس آچکی تھی کہ راہ بھول گئی یہ مکان سب طلسم باطن کے
معلوم دیتے ہین ایسا نہو کہ یہان گرفتار ہو جائین اور اگر طلسم باطن مین قید ہو گئے تو چھوٹنا
دشوار ہوگا ہمارے کہا سچ کہتی ہو جلدی چلو غرضکہ ہر دو ساحرہ وہ راہ چھوڑ کر دست راست
کو چلے اور دو کوس نکل گئے وہان دیکھا کہ قصر عظیم الشان نہایت پر تکلف بنا ہے
پردے مخمل کاشانی کے سبز و سرخ و زرد پڑے ہین دروازے صندل کے لگے ہین
سائبان زربفت تمامی کے کھنچے ہین موتیون کی جھالر لگی ہے نگیرے کی بڑی تیاری ہے
سنہرے روپہلے استادے جواہر نگار ہین نہایت طرحدار ہین شیشہ آلات فانوس و ہر رنگ
اور جھاڑ اور کنول بلورین رنگا رنگ کے اپنے اپنے مقام پر آراستہ ہین کوسون تک سامنے
مکان کے گملے ہاے بلور بالوان مختلف پر آراستہ ہین اُن مین شجر پھولون کے لگے ہین گل
لالہ و نرگس و یاسمن و نافرمان کھلے ہین گرد کوہستان ہے بیچ مین یہ مکان ہے پہاڑون
کی ڈانگ پر طاؤس و تدرو و بروش مستانہ خرامان ہین ہر سمت چشمہ ہاے آب رواں ہین
جاے دلکش و پربہار ہے جا درین چھوٹتی ہین پانی کا کوہ سے آبشار ہے کہ ابیات

عمارت کی خوبی دورون کی وہ شان — لگے جس مین زربفت کے سائبان
چقین اور پردے بندھے زرنگار — دَرون پر کھڑی دست بستہ بہار
کڑی دو سے در سے اٹکا ہوا — کڑی زہ یہ خوبی سے لٹکا ہوا
وہ مقیش کی ڈوریان سربسر — کہ سمہ کا بنا جس مین تار نظر
چقون کا تماشا تھا آنکھون کا حال — نگہ کو وہان سے گذرنا محال
وہ مخمل کا فرش اُسمین ستھرا بچھا — پڑے جس سے پاے ہوس کی بنا
رہین مخملے اُس مین روشن مدام — معطر شب و روز جس سے مشام
مغرق زمین پر تمامی کا فرش — چمک جسکی ہے عرش سے تا بہ عرش

زمین کا طبق آسمان کا طبق	سنہرے رپہلے ہون جیسے ورق
در و بام سارے تھے وانکے سفید	ہر اک طاق محراب صبح امید
زمین نور کی آسمان نور کا	جدھر دیکھو ادھر سمان نور کا

سب اس مقام دلکش اور پربہار مین بفرحت خاطر ٹھہرے کہ ایک سمت سے صدا آئی ای ساحرو
کہان پھر رہے ہو یہ مقام شہنشاہ طلسم کے رہنے اور سیر کا ہی لازم ہی کہ کسی گوشے مین رات شب
بسر کرو مہرخ نے برق تخشش سے کہا خدا جانے یہ کسکا مکان ہی اور کسکی آواز ہی ہمنے تمام عمر
یہ جگہ نہین دیکھی یہ جانتے ہین کہ آج طلسم مین پھنس گئے جہان تک ہوسکے راہ فرار اختیار کرین
یہ کہکر زور سحر سناٹا مارکر اوڑے اور بائین طرف بارہ کوس تک چلے گئے لیکن جہان تک
گئے ویسے ہی مکانات اور کوہستان لالہ زار وغیرہ نظر آیا جب تین منزل گئے اور وہی
سامان دیکھا ناچار تھک کر ایک مقام پر ٹھہرے اور بہار نے مہرخ سے کہا بہن آج کی
یہین اترو دن کو راستہ دریافت کرکے چلین گے اب ایسے ہم بھی حلوا نہین ہین جو کوئی
نگل جائیگا جو خدا چاہے گا وہ ہوگا یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک ساحر سامنے سے ظاہر ہوا
اور بولا کہ ای ملکہ مین نے تم سب کو پہچانا کیا ہوا جو تم افراسیاب سے پھر گئین یہان آرام کرو
صبح کو چلی جانا مجھے کچھ تمسے عداوت نہین ہی مہرخ نے پوچھا کہ یہان کچھ کھانے کو بھی ملسکتا
ہی اُسنے کہا ہان سب کچھ حاضر ہی یہ کہکر چلا گیا بعد لمحہ کے خوان کھانے کے اور گلابیان شراب
ہوش کی لیکر آیا مہرخ اور بہار وغیرہ نے پہاڑ کے تختہ ہاے سنگ پر فرش بچھوایا اور بیٹھکر
کھانا کھایا شراب پی اُس ساحر سے پوچھا کہ یہ کونسا مقام ہی اور آپ کون ہین اُسنے جواب
دیا کہ یہ کوہ جیبی مقام سیرگاہ شہنشاہ جادوان افراسیاب کا ہی اور منزلہا منزل تک
طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن اسی طرح کی آرایش و زیبایش سے آراستہ ہی اور دریاے
خون رواں پہاڑ کے درے سے ہوکر بہتا ہی تم جس جگہ بیٹھی ہو یہ ابھی طلسم ظاہر ہی
اور مین اسی حوالی مین رہتا ہون نام میرا گھر بار جادو ہی الغرض تا دیر وہ ساحر بیٹھا رہا
پھر رخصت ہوکر اپنے گھر گیا اور اپنی مان صدف جادو سے سارا ماجرا مہرخ کے آنیکا
بیان کیا اُسنے کہا ای فرزند تو ان سب کو یہان نہ ٹھہرنے دے ایسا نہو کہ افراسیاب سمجھے
کہ ہمارے حریف کو اپنے گھر مین جگہ دی اِس باعث سے شب مین گرفتار کرے بیٹے نے
اُسکے کہا وہ آپ سب صبح کو چلے جائین گے ہمکو اُنسے کیا کام ہی اور افراسیاب سے کون

کہے گا اور اوسکی خاموشی ہو رہی لیکن مخفی اُسنے ایک نامہ حیرت کو مشعر بحالات اِس جگہ کے
لکھکر تیلے کے ہاتھ بھیجا جب حیرت اِس مضمون سے آگاہ ہوئی زمرد جادو وزیرزادی کے
کہا یاران شاید مارا گیا لیکن شہنشاہ صاحب اقبال ہین کہ مہرخ وغیرہ سب جیتے ہین کوہ
چھینی پر بیٹھے ہین بھلا وہان سے کہان جائینگے زمرد اور یاقوت کو کہا بلاؤن افراسیاب
نے تمہین حکم دیا ہوگا وہ سب کو گھیر لیے گیا ہوگا غرض نامہ لیکر حیرت طاؤس پر سوار ہوئی
اور پاس افراسیاب کے گئی وہان پہونچکر پہلوے شاہ مین بیٹھکر نامہ صدف پیش کیا شاہ
ساحران نے نامہ پڑھکر کہا مجھے بھی پتلون نے سحر کے خبر دی ہے کہ یاران مارا گیا اور قیدی
چھوٹ گئے مگر اب معلوم ہوا کہ کوہ چھینی پر ہین خیر ہین گرفتار کراتا ہون اور سحر پڑھکر دستک
دی ایک ساحر سیاہ فام بد ہیبت زشت انجام حاضر ہوا اُسے حکم دیا کہ اے کامل جادو دشت کی
کوہ چھینی پر ہین انھین گرفتار کر لا وہ ساحر حسب الحکم روانہ ہوا پھر دوسرے ساحر صندل
جادو نے حکم دیا کہ پانچون عیار بچیون سے جاکر کہدے کہ سمت کوہ چھینی جاکر حفاظت کامل
کی کرین صندل نے جاکر عیار بچیون سے حکم سنایا یہ بھی روانہ ہوئین اور حیرت سے کہا آج
ہم جا زمرد و پیلا کرے سب کو غارت کرینگے لہذا تم بھی لشکر مین جاؤ اور ہمارے حکم کا انتظار کرو
حیرت بھی رخصت ہوکر لشکر مین آئی اور کامل جاکر برابر کوہ چھینی کے پہونچا اور ایک نعرہ
مارا کہ باشیدائی نمکحرامان اب کہان بچکر جاؤگے اور ناریل سحر پڑھکر مارا کہ وہ پھٹا چالیس تیلے
اُس مین سے نکل کر پکارے کہ اے خیرہ سران قضا تمھاری یہان لائی ہے بہار نے سحر پڑھکر جواب
دیا کہ خیرہ سر تم کسکے ہو ہم بندے سامری و زردہشت و جمشید کے ہین دربگابدار افراسیاب
کے ہین کامل نے کہا تم نمکحرام ہوا گر تابعدار ہوتے یہ غضب تمپر نہ آتا اور پتلون سے اشارہ کیا
اُنھون نے گھیر لیا اور اُسنے دوسرا ناریل مارا کہ مہرخ اور بہار وغیرہ بضعف جسم سے زمین پر
غش ہوگئے ہر چند سحر پڑھا مگر موثر نہ ہوا پتلون نے ایک زنجیر مین سب کو باندھ لیا اور لیکر
چلے لیکن برق مخشر اور رعد جادو سب سے الگ ایک چشمے کے کنارے سو گئے تھے جو
قید ہونے سے محفوظ تھے دفعتہ انکی آنکھ جو کھلی وہان سے اُٹھکر آئے دیکھا کہ جہان سب
اُترے تھے اب وہان کوئی نہین ہے آخر روانہ ہوئے راہ مین دیکھا کہ سب ایک زنجیر مین
بندھے ہین اور ایک ساحر گرفتار کیے لیے جاتا ہے یہ دیکھکر رعد زمین مین غرق ہوکر
قریب کامل کے نکلا وہ تو غافل تھا اسنے اس زور سے چیخ ماری کہ بیہوش ہوکر گرا اور پتلے

برق محشر جو چمک کر گری وہ پر کاسے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی نعرہ بلند ہوا کہ اشتی مارا
نام کامل جادو بود وہ چالیسون پتلے اسکے ہوکے غارت ہوگئے زنجیر کھل گئی سب چھوٹ
گئے اور اپنے لشکر کی سمت چلی اس ہنگام مین گریبان سحر چاک ہوا اور نیر جہانتاب نے روے
روشن اپنا دکھایا سب کو راستہ نظر آیا ساحرہ ایک جا جمع ہو کر چلے مگر عیار متفرق ہوگئے کہ
جو کوئی آفت آئیگی تو ہم اعانت کرینگے الحاصل جب یہ روانہ ہوے افراسیاب کو پتلے
سحر نے خبر دی کامل مارا گیا اُسنے اُسی وقت برق چشمک زن کو بلایا اور حکم کیا کہ جاکر
ایک ایک نامحرم کو زندہ نہ رکھنا سب کے سر کاٹ کر لانا اگر اسکے خلاف کریگی تو سزا دونگا برق
چشمک زن اوڑی اور بغضب تمام روانہ ہوئی لیکن عیار بچیان جو چلی تھین انھون نے
راہ مین صرصر وغیرہ کو دیکھا جلدی صورت مثل عیارون کے بناکر باہم سہار وغیرہ کو اپنی
باتین کرتی ہوئی چلین لیکن بیہوشی کا سفوف آنکھ بچا کر اڑاتی جاتی تھین راہ کا غبار
بیہوشی آمیز اور گرد ہر ایک کے منھ پر جو پڑی سب چھینک مار کر بیہوش ہوے عیار بچیون نے
چادرین عیاری کی بچھاکر دو دو تین تین آدمیون کو اپنے زور و قوت کے موافق باندھا
اور لاد کر لے چلین باقی ماندہ کو کھینچ کر صحرا کی جھاڑیون مین چھپا دیا کہ پھر آکر لیجائینگے غرضکہ
جب یہ لے گئین اسوقت برق چشمک زن وہان آکر پہونچی جو پتا کہ افراسیاب نے
اُسے دیا تھا اُس جگہ پر کسی کو نہ پایا از بسکہ از فرط غیظ وہان سے آگئی تھی ایک کوہ پر جو گری
اُسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اُس پہاڑ کے قریب کہین برق فرنگی عیار موجود تھا اوسنے
دیکھا کہ ایک جادوگرنی جسکے بالون کی ایک لٹ سنہری اور ایک روپہلی ہے بجلی بنکر اُس
پہاڑ پر گری ہے اُسی وقت اُسکے قتل پر آمادہ ہو کر ساحر کی صورت بنکر ہیکت کنے سے تابنے
باندھ کر جھولا گلے مین ڈال کر پارا ان سیاہ مقوے کے بناکر جسم مین لپیٹ کے سامنے اُسکے
جاکر پکارا اے ملکہ خیر تو ہے کیا غضب ہے برق چشمک زن نے اُسکو ساحر سمجھکر سارا حال
بیان کیا اور کہا مین مجبور ہون شہنشاہ سے کیا کہونگی کہ صرصر وغیرہ نکل گئین اگر فرمایئے
تو شکرے اُنکے جاکر گرفتار کر لاؤن برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم ایسی ہی ہو لیکن دور
سے آئی ہو ذرا اطمینان کر دم سے لو اور میرے پاس کچھ میوہ ہے حکم ہو تو حاضر کرون نوش فرمایئے
برق چشمک زن نے کچھ سوچکر کہا کیا مضایقہ ہے لاؤ ہم تم ایک ہین یہ غیر کیا ہے برق
فرنگی نے گری بادام کی اور کشمش پستے وغیرہ بیہوشی آمیز جھولی سے نکال کر سامنے رکھے

برق چشمک زن نے وہ میوہ بغور دیکھا سحر سے خبر دی کہ بیہوشی آمیز ہی اور زہر آلود وہ جسے
کھانا نہ چاہیے یہ معلوم کرکے برق فرنگی کو ازرہ غصہ پنجے مین دابکر اوڑ گئی اور سامنے
افراسیاب کے باغ سیب مین لاکر پہونچایا کہا اور تو کوئی نہین ملا یہ عیار حاضر ہی افراسیاب
سمجھا کہ اسنے نزاکت اور امیری کو کام فرمایا کہ سب باغیون کو تلاش نہین کیا ورنہ ضرور ملتا کیا
معنی وہ سب تو راہ مین تھے کیا اتنے تو جھے ہین کہ وہان پہونچی نہین وہ سب اپنے لشکر
مین پہونچ گئے یہ سوچکر بغصہ گویا ہوا کہ مالزادی تجھ سے مین نے کب حکم دیا تھا کہ تو صرف
ایک عیار کو پکڑلائے اور اپنی خالاؤن کو تلاش نکرے چل دور ہو میرے سامنے سے اور
اس عیار کو حیرت پاس پہونچا دے برق چشمک زن یہ عتاب دیکھکر ڈرگئی اور برق
فرنگی کو لیکر پاس حیرت کے آئی اُسنے خاطر کی کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کیونکر اسے لائی
یہ بیان کیا چاہتی تھی کہ ایک ساحرہ نے آکر عرض کیا کہ عیار بچیان لشکر سے اوڑ کے آئی ہین
حیرت نے صرصر سے کہا جاکر صرصر خیمے سے خبر لاؤ کہ کس کو لائی ہین صرصر گئی اور جاکر
خبر لائی کہ مہرخ کو مع اُسکے سردارون کے گرفتار کرکے لائی ہین یہ کیفیت برق چشمک زن
سنکر حیرت سے عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ مجھسے بسبب نہ گرفتار کرنے باغیون کے خفا ہین
اس وقت صرصر سے ان قیدیون کو اگر دلا دیجیے تو مین پاس شہنشاہ کے لاؤن اور خفا
اپنی مٹاؤن اگر سب کو اُسکے سامنے قتل کرون حیرت نے کہا جاؤ تو کیا مضایقہ ہی برق
چشمک زن وہان سے اُٹھکر صرصر کے خیمے مین آئی اور کہا لاؤ مجرمون کو مجھے دو کہ
پاس شاہ طلسم کے لیجاؤن صرصر نے کہا کیا خوب تمھاری تو وہ مثل ہوئی جان دین بی فاختہ
اور کوے میوے کھائین تم کون گنہگارون کی لیجانے والی ہم آپ لیجائینگے برق چشمک زن
ایسی باتون سے بہت خفا ہوئی اور گالیان دینے لگی صرصر نے صبا رفتار سے اشارہ کیا
کہ لینا اسکو صبا رفتار نے ایک بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ دھم سے آرہی صرصر پشتارہ باندھکر
سامنے حیرت کے لائی اور کیفیت واقعے سے مطلع کیا صرصر پر حیرت خفا ہوئی کہ اب
تیری یہ مجال ہی کہ شہزادیون کو طلسم کی ذلیل کرتی ہی جلد اسے ہوشیار کر صرصر نے اسکو ہوشیار
کیا برق چشمک زن ہوشیار ہوکر پکاری کہ اری او صرصر ابھی چپکا کر گئی ہون ورنہ دو
ٹکڑے تیرے ہوتے ہین حیرت نے کہا ہان ہان بی بی حق بجانب ہی ان عیارنیون کے کم
اپنا قفلی پہ لیے پھرتی ہین برق چشمک زن نے جواب دیا کہ تخت پر جو بیٹھی ہو تو سیاہ جانا

آنکھوں کے آگے پڑ گئی ہے اپنے اپنے دن سب کوئی بھول جاتے ہیں یہ دربار تمھارے ٹھہرنے کا مقام نہیں کہ
یہ کہکر اُڑ کر روانہ ہوئی اور سحر اپنا چلتے وقت برق فرنگی پر سے دفع کرتی گئی اور کہہ گئی کہ اے
صرصر شہنشاہ سے تیرے حال کی خبر کرکے دیکھ تو کس طرح پیش آتی ہوں صرصر یہ کلام سنکر
حسرتناک ہوئی اور حیرت کے قدم پر گری اُسنے سر اُٹھا کر سینے سے لگایا اور کہا تو گھبرا نہیں
میرے سر کے ساتھ تیرا سر ہے یہ کہکر برق فرنگی کی طرف مخاطب ہوئی کہ بتلا اب تیرا کیا
حال کروں برق فرنگی نے دیکھا کہ جسم تیرا ہلکا ہے اسوقت تو مسحور نہیں معلوم ہوتا ہے کہ
سمجھ کہنے لگا اے ملکہ ہم بیان کیا آپسے دو چار کی قضا آئی زمرد نے کہا ہوسکے کیا بکتا ہے
شامتیں آئی ہیں برق فرنگی نے کہا ہم سچ کہتے ہیں جہاں ہمارے قدم آئے دس بیس کا
سر کاٹ لیا پانچ چار کو لوٹا اور چلے گئے حیرت کو غصہ آیا اور تیغ اُٹھا کر چاہا مارے برق
جست کرکے اور ایک دھول صرصر کے لگا کر بھاگا صرصر پیچھے دوڑی غلغلہ ہوا کہ لینا جانے نہ
پائے برق جو باہر بارگاہ کے نکلا یہ بھی کہتا چلا ارے یارو بھاگو لشکر پر لُٹ آگیا یہ ہنگامہ
سنکر لشکر میں بھاگڑ پڑی دکانیں بند ہونے لگیں صراف روپیے پیسوں پر اوندھے پڑ گئے کہ
سپاہی ہیں کوئی قتل کرتے پھر رہے ہیں عورتیں اپنے مردوں سے لپٹ گئیں کہ صاحب خدا
کے لیے خیموں سے نہ نکلنا مرد کہہ رہے ہیں اجی جو یہاں آئیگا تو ہم لڑینگے وہاں جب آکر یا
کرینگے غرض ایک تلاطم ہوگیا برق بھاگا ہوا صحرا میں جو آیا صرصر نے آگھیر لیا لگا تھپڑ چلنے
برق نے ایک تیغہ چپٹ کرکے کہ ہاتھ اوستانی کا کٹنے لگا یا ہتھیلی کی چوٹ پڑی ہاتھ سے
انگوٹھیاں اوچھٹ کر گر پڑیں برق نے پھر کمند ماری صرصر انگوٹھیاں جھپٹ کر اُٹھاتی تھی
کہ کمند میں پھنسی مگر اسوقت حیرت بھی نکلکر یہاں آئی اور صرصر کو گرفتار ہوتے دیکھکر چیخ کر
گری گھبراہٹ ایسی تھی کہ برق جو بھاگا اسکا تعاقب نہ کیا صرصر کو پکڑ لیا تھا لیکن لشکر
میں نہ لائی دریائے خون رواں کے اُس پار لیگئی برق نے آکر انگوٹھیاں صرصر کی
اُٹھالیں اور ساحر بنکر دریا کے پار یہ بھی چلا جب پل پر پڑاؤ ان پر پہونچا دریا نے بسبب انگشتری
صرصر کے راہ دی لیکن ایک نگہبان دریا پیچھے دوڑا کہ اے عیار وہ انگشتری دیدے جو
شہنشاہ نے صرصر کو عطا فرمائی ہے نہیں میں تجھے مار ڈالونگا برق نے ایک انگشتری جسکے
نگینے پر نام افراسیاب کا کندہ تھا اتار کر پھینک دی اب جو چلا دریا سے شعلے آگ کے نکلنے
لگے اور غلغلہ ہوا راستہ بند ہوگیا برق وہاں سے پھرا کہ اب چلکر سرداروں کو چھڑاؤں سن تو چکا ہی

کو صرصر گرفتار کرکے لائی پس صورت اپنی صرصر کی ایسی بنائی اور اُسکے خیمے مین گیا وہان [illegible]
لیے صبا رفتار بیٹھی تھی اُسنے دیکھا کہ صرصر ہانپتی پسینے مین غرق آئی ہے خیمے مین وندانے
پڑے ہین پھول سپر کے گر گئے ہین اُسنے یہ ہیئت دیکھکر پوچھا اے شہزادی کیا کیفیت گذری
اُسنے کہا یہ غلغلہ تمنے نہین سنا برق فرنگی سے خوب شمشیر زنی مجھسے ہوئی اب لاؤ ان
مجرمون کو پاس حیرت کے لیجاؤن یہ کہکر لشتارے کھول کر فتیلہ دفع بیہوشی سبکو دیدیا
مہرخ اور بہار وغیرہ جو ہوشیار رہوئے صبا رفتار انھین دیکھکر بھاگی اور یہ دس پانچ
سردار جو ہوشیار ہوئے سب حال سنکر تا پیچ تیغ پکڑ کر لشکر حیرت پر گرے اسوقت وہ لوگ
جنھین عیار بچیان بیہوش کرکے جھاڑیون مین ڈال آئی تھین ہوشیار ہوکر وارد ہوئے اور
فوراً آکر یہان پہونچے مہرخ کو مصروف جنگ دیکھکر ترسول پسول حربہ ہائے سحر لیکر حملہ آور
ہوئے یہ لوگ تو پہلے ہی سے ڈرے ہوئے تھے اور سن رہے تھے کہ لشکر حریف آتا ہے اس
لڑائی مین گھبرا کر بھاگے مگر بہادر اور ساحران نامی ملازم افراسیاب سینہ سپر کرکے لڑنے
لگے شمشیر ہر ایک سمت سے بجلی بنکر گرنے لگی اور جوے خون جاری ہوا سر حباب آسا اُس مین
بہتے تھے وہ غوطے کھاتے تھے کہین آگ برستی تھی کہین بیر غل مچاتے تھے رہار زمین سے
شکار چیخین مارتا تھا برق محشر چپاک چپاک گرگئی تھی آفت عظیم اور ہنگامہ رستخیز گرم تھا
تلوار کی آنچ مین گیلا سوکھا سب جلتا تھا اپنا پرایا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا نظم

برآمد بہر سو کہ بستہ بدریان	علم گشت رایات نصرت نشان
ز آواز طبل و فغان جرس	جہان را کر بستہ گلو و نفس
بجنبید لشکر چو دریا ز باد	بآئین کین پردلان از عناد
چو رعد خروشان سپہ بیدریغ	ہمی زد بکشت عدو برق تیغ
دلیران ز دشمن چو بیداد گشتند	بغارت گری دست افراشتند
غنیمت گرفتند گردان بسے	غنی گشت از سیم و زر ہر کسی

شب جو لشکر تباہ ہوگیا تھا اور شتاب وجبال مین متواری ہوا تھا یہ ہنگامہ سنکر آنے لگا
آخر لشکر حیرت شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا اور مہرخ جو خیمہ و خرگاہ بیچ جنگ باران
مین غارت ہوگیا تھا اور قبضہ لشکریان حیرت مین تھا وہ لوٹ کر اور حاصل کرکے اپنے
مقام فرودگاہ پر آئی بارگاہ فلک پایگاہ نصب ہوئی بازار مین آراستہ ہوئین دکانین

نکلین طبل بے چوب بجنے لگا انتظام ہونے لگا سرداران عالی تبار داخل بارگاہ ہوئے مہرخ سریر جہانبانی
پہ بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئی دربار گرم ہوا جشن کی تیاری ہوئی رقاص پری چہرہ آکر رقص کرنے
لگے ساقی حور رخسار جام بادہ گلنار لیکر میکشون کو مسرور اور مخمور کرنے لگے سب عیار بھی
عمرو کے سوا بارگاہ مین آئے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمائے اور عمرو کے لیے دست
بدعا ہوئے کہ وہ بھی اے پروردگار بخیر و خوشی جلد رہائی پائین اسوقت برق فرنگی
نے کہا مجھے انگوٹھیان صرصر کی ملی تھین اُن مین ایک انگوٹھی ایسی تھی کہ دریا سے صحرا
راستہ دیا تھا لیکن مین اُس پاس سبب سے نہ گیا کہ آپ لوگون کو چھوڑنا منظور تھا لہذا اب
واسطے چھڑانے کے جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی واسطے تلاش کے روانہ ہوئے
مگر وہان حیرت جو صرصر کو لیکر پار دریا کے گئی ایک جگہ ٹھہری اور کہا ای صرصر اسوقت مین
ایسی گھبرائی کہ عوض گرفتار کرنے برق کے تجھے گرفتار کر لائی غرض مین پاس شہنشاہ کے جاتی
ہون ایسا ہو کہ جا کر برق چشمک زن کہ آتش افروزی کرے اب تم لشکر کی طرف جاؤ
صرصر وہان سے سمت لشکر چلی اور حیرت پاس افراسیاب کے آئی یہان آکر دیکھا کہ
برق چشمک زن نہین آئی معلوم ہوا کہ اپنے ملک کو گئی اسنے سارا ماجرا افراسیاب سے
صرصر اور برق چشمک زن کی لڑائی کا بیان کیا افراسیاب نے کہا مجھے سب کیفیت
پہلے ہی سے بزور سحر معلوم ہے اسے حیرت جب ادبار آتا ہے یہی کیفیت ہوتی ہے آپس مین
نفاق ہوتا ہے سمجھ الٹی ہو جاتی ہے بھلا مین تم سے کہتا ہون اگر برق چشمک زن سے کو
انگلی تھی اس مین کیا حرج تھا اب اچھا ہوا کہ تم تو ادھر آئین وہان برق فرنگی نے سب کو
ہوشیار کر دیا اُن باغیون نے سارا تمھارا لشکر لوٹ لیا اور بیشتر اسی طرح سے جیسے جنگل مین
تھے اپنے لشکر مین پہنچے ہین دیکھو قیدی جدا چھوٹ گئے اور برق چشمک زن علاوہ رنجیدہ
ہو کر چلی گئی لشکر کی تباہی کے علاوہ قتل و غارت ہوئے یہی صرصر کی ذراسی رعونت کے باعث
سے خرابیان ہوئین اور تم کیسی منتظم تھین کہ عیار کے کہنے سے آفت برپا ہونے کا خیال نہ کیا
اگر ہمارے ملازم نمک حلال ہوتے تو یہ سمجھتے کہ جیسے ہم مجبور ہو کر گئے ویسے اگر کوئی
دھر لیا جائے گا تو کیا حرج ہے مطلب اُن حریفون کو قتل کر ڈالنے سے ہے جس طرح ہو ہلاک
ہو جائین پس یہ خیال کسی کو نہین اب تم جاؤ لشکر جما کا ہوا پھر جمع کرو مین انتظام مین ہون
کر تمھارا اور مخمور گرفتار کرنے عمرو کو گئی ہین وہ آلین اور مین شیطان خداوند کو بلا کر عمرو

کو قتل کرون اور ون کی بھی فکر کرون کس لیے کہ سب سے زیادہ سرکش عمرو ہی ہی حیرت
ایسے کلمات سنکر محجوب اور حال تباہی لشکر سنکر بہت جلد وہان سے روانہ ہوکر اپنے لشکر مین
آئی اور بھاگی ہوئی فوج کو منادی کراکر پھر جمع کیا بارگاہ استادہ کرائی بازار کھلی واسطے رفع
ندامت کے حکم رقص وسرود دیا یہان بھی ناچ ہونے لگا مگر حال صرصر سُنیے کہ دریا سے
اترکر سوچتی چلی کہ لشکر عمرو مین چلکر صورت کسی عیار کی بنکر عیاری کرون کیونکہ برق فرنگی
چور ہا ہوگیا ہی اُسنے ضرور بالضرور اپنے سردارون کو چھڑایا ہوگا الحاصل ایسے خیالات کرکے
صورت اپنی اُسنے عمرو کی ایسی بنائی تھوڑی دور گئی تھی کہ چند ساحر ایک جا بیٹھے تھے اُنھون
نے اُسے دیکھکر جانا کہ کوئی عیار لشکر حریف کا ہی یہ جانکر سحر پڑھکر صرصر شمشیر زن کو گرفتار
کرلیا ہر چند اُسنے کہا کہ مین عیار نہی ہون صرصر میرا نام ہی ملازم شاہ طلسم ہون لیکن ساحرون
نے نمانا اور چاہا سر کاٹ لین مگر برق فرنگی تلاش عمرو مین جو چلا تھا اُدھر آنکلا دیکھا
کہ ساحر ایک عیار کو قتل کیا چاہتا ہی قریب آکر دیکھا تو عمرو کی صورت نظر آئی مگر بغور دیکھکر
پہچانا کہ صرصر ہے دل سے کہا اسکو بھی چھڑا دینا چاہیے استاد کی منظور نظر ہی غرض صورت
اپنی ساحر کی ایسی بناکر پکارا بھائی تمنے بڑا کام کیا جو اس مکار کو گرفتار کیا جلد اسکا سر کاٹ لو
صرصر حیران ہوئی کہ یہ دوسرا دشمن کون پیدا ہوا مگر برق قریب آیا اور کہا اسکی بوٹیان
کاٹ کر کھاؤنگا اسنے ہزارون ساحر قتل کیے ہین ہیرا اسکا بنانا چاہیے بڑے کام آئیگا یہ کہتا ہوا
صرصر سے نزدیک آکر چپکے سے کہا استانی کہو تو بچا لون مین برق فرنگی اُسوقت صرصر گویا
ہوئی کہ موئے استانی کسنے کہتا ہے اور احسان کیا جتاتا ہی اگر مین کہدیتی ہون کہ یہ بھی
میرے ساتھہ کا عیار ہے تو ابھی مارا جاتا ہے برق اُسکے اس کلام سے گھبرایا کہ واہ جہان
فراموشی دیکھیے اور اُلٹے دھمکاتی ہے مگر بسبب معشوقہ ہونے استاد کے چھڑانا اسکا منظور تھا
اُس ساحر کے پاس جاکر باتون مین لگاکر بیضۂ بیہوشی مارا اور بیہوش کرکے سر کاٹ ڈالا غلغلہ
گیرودار بلند ہوا صرصر چھوٹ کر بھاگی برق نے پکار کر کہا اپنے ماتھے پر کوئی نشانی بنوا دیا
ناک کی پھنگی استانی کٹوا دو کہ لوگ پہچانین اور عیارون اور عیارچیون مین فرق معلوم کیا
کرین صرصر نے کہا مونڈی کاٹے مجھے بھی ٹھٹھے بازی کرتا ہی کچھ کمبختی آئی ہی مثل مشہور ہی کہ
مان چھوڑ موسی سے ٹھٹھا برق بولا کہ استانی خفا نہو مجھسے قصور ہوا لیکن اتنا بتلا دو کہ
اُستاد کو کون پکڑلے گیا ہے صرصر نے کہا تمھارا چچا وہ گرفتار کرکے طلسم باطن مین لیگیا افراسیاب

سکے گی بہی اب چھوٹنا ایسی جگہ سے عمرو کا دشوار ہے برق نے کہا خدا مالک ہے غرض عمرو
ایک جانب اور برق اپنی راہ روانہ ہوئے

پہونچنا شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم باطن مین پاس افراسیاب کے اور آنا بختیارک کا طلسم مین واسطے قتل کرنے عمرو کے اور عیاری کر کے لوٹ لینا عمرو کا دربار افراسیاب کا اور آوارہ پھرنا طلسم باطن مین اور قتل کرنا ساحران نامی کو وہان کے اور آنا بعد ایک مدت کے بہ فن عیاری دریائی سحر سے اوتر کر اپنے لشکر مین اور رعد و کرنا مخمور سرخ چشم کا عاشق ہو کر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ پر عمرو کی اور سیر طلسم باطن عمرو کا کرنا [illegible]

اے ساقی خوش جمال میرے | اے دلبر ذی کمال میرے
اے شعلہ حسن عالم افروز | عشرت ہو نصیب تجھکو ہر روز
اے میرے انیس و یار ساقی | اے میرے وفا شعار ساقی
ناچیز اسیر مہربانی | بے لطف ہے عیش زندگانی
کس شدت ہے دل کی بیقراری | ہے شدت غضب کی اشکباری
کب تک رہون زندہ میرے بیتاب | اک اور دے جام بادہ ناب
وہ مے کہ ہو آبدار و شفاف | جسپر کہ یقین جسد ہو صاف
وہ مے کہ نشے مین جسکے ساقی | ہو نشہ سخن ہی ملاقی
نیرنگ فسون و سحر سازی | اک گردش جام کی ہے بازی
جسکے سبب طلسم دل کو منظور | کر دے مجھے جام سے مخمور
دکھلاؤن بہار باغ مضمون | ہو بلبل دل ہزار سے مفتون
وہ پھول جھڑین مری زبان سے | شرمندہ چمن ہو داستان سے
سرسبز ہو باغ میری ایجاد | جو دیکھے کہے کہ [illegible]
ہو شاہد داستان کا وہ حسن | نکھرے رنگ بیان کا وہ حسن

بلبل بے برگ را دہ نوا افسردہ	غنچہ گل گو دمید از بن ہر برگ و خار
سوے گلستان چمن سرو قد نازنین	تا نگہ چہ از پاے وطن سر زدہ در نو بہار

ایک سمت پہاڑ پر چہل ستون تعمیر تھا اور اسکے بنگلہ جواہر نگار میں خوبی میں پری کی تصویر تھا پردے زربفت کے پڑے تھے فرش مکلف پر مسند با سلک گوہر بچھے تھے اسباب نشاط و طرب مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا ملکہ زعفران جادو لباس زعفرانی پہنے دست نازک میں چھڑی عقیق رنگ کی ایک ڈال ترشی ہوئی لیے پکھراج کے تخت پر لب نہر بصد انداز جلوہ فرما تھی اور چار سو کنیزیں جوڑے زعفرانی زیب قامت کیے گرد و پیش استادہ تھیں تلچھ ہو رہا تھا ہنگامہ انبساط گرم تھا جلسہ سرور میں ہر ایک بے شعور تھا نظم

مسند قیمتی مسند اک جگمگی	کہ تھی چاندنی جسکے تکیوں لگی
پچھے سامنے تھے تکیے دھرے	کہ تھے شیشے میں وہ سر بسر بھرے
بلوریں صراحی و جام بلور	دل و دیدہ وقف تماشا سے نور
[illegible]ان رنگ کی ہر طرف بیل	چنبیلی کوئی اور کوئی رائے بیل
شگوفہ کوئی اور کوئی کام روپ	کوئی چمپئی لگن اور کوئی سیام روپ
کہیں چمکیاں اور کہیں تالیاں	کہیں قہقہے اور کہیں گالیاں
وہ مسند پر اک نوجوان حسین	کہ تھی غیرت افزاے مہر مبین
نگہ آفت و چشم میں بلا	مژہ دیں صفوں کو الٹ پلا
وہ ابرو کہ محراب دیوان حسن	جھکی شاخ نخل گلستان حسن
وہ رخسار نازک کہ ہوجائیں لال	اگر آئینہ لوے کا گذرے خیال
وہ بینی کہ جس کی نہیں کچھ نظیر	تھی انگشت قدرت کی سیدھی لکیر
وہ بازو وہ ساعد بھرے گول گول	برابر ہو الماس کے جسکا مول
وہ ساق بلوریں وہ انداز پا	کھٹکتے ہر سحر چشم و دل میں سدا

الحاصل خمار سرگرداں قریب اُس جلسہ طرب کے جب پہونچی ایک کنیز نے اسے دیکھا اور رانی ملکہ سے کہا کہ خمار جادو ایک شتارہ لیے کسی طرف جاتی ہیں زعفران یہ سنکر اٹھی اور پکار کر اُسنے کہا کہ اے ملکہ خمار جادو ہمارے یہاں کے پیچھے جاتا اور رسم ملاقات نہ کرنا بڑی بیمروت ہو واہ کیا کہنا جیسے کبھی کی صاحب سلامت ہی نہ تھی خمار نے

پوچھا اسنکر ہاتھ باندھے کہ اے شاہزادی مجھے ایک کام ضرور کا ہے اسوقت جاتی ہون پھر
کبھی حاضر ہونگی زعفران نے کہا میرے سر کی قسم گلوری کھاتی جاؤ کھڑے کھڑے ایک جام
شراب پی لو چلی جانا عیار نے عرض کیا ہوا کہ بہت خوب حاضر ہوتی ہون غرض بیٹھ گئی پہرا آئی
زعفران نے خاطر کر کے اسے بٹھایا اور پوچھا ایسا کیا کام جلدی کا ہے اور یہ لپشتارہ کیسا
ہے اسنے جواب دیا کہ شہنشاہ منتظر ہین مجھے عمرو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا اسے
لیکر جاتی ہون اس لپشتارے مین وہی بندھا ہے زعفران نے کہا مین نے شہرہ اسکا سنا ہے
ذرا مین اسکی صورت تو دیکھون کیسا ہے صندل جادو وزیرزادی بھی آگئی یہ کہہ رہی تھی
کہ ہان اے ملکہ ذرا لپشتارہ کھولیے تو مین بھی دیکھون کہ اس عیار کا کیا قطع ہے عیارہ منت
کرنے لگی کہ حضور یہ بڑا مکار ہے اور جو لپشتارہ کھولا اور یہ بھاگ گیا اور بادشاہ کی مفسدہ واسطے مرا
کیا میری محنت ساری برباد جائیگی شہنشاہ مجھپر اور آپ پر خفا ہونگے اسکو نہ کھولیے زعفران
اسکے انکار کرنے سے آزردہ ہوئی اور کہنے لگی کیا ضرور ہے اسکا ہوشیار کرنا بھلا ہم اس لائق
کب ہین کہ کوئی ملازم بادشاہ صاحب کا ہمارا کہنا مانے اچھا لی لیجا وجس مین اپنی بہتری
سمجھو وہ بات کرو عیار نے دیکھا کہ بھابھی شہنشاہ کی ناراض ہوتی ہے ناچار لپشتارہ کھولا
اور عمرو کو ہوشیار سحر دفع کر کے کیا لیکن جس و حرکت رکھا کہ بھاگ نہ جائے لہذا عمرو
کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین مقام پر بہار اور جلسہ حسینان طرحدار مین پایا حیران ہوا کہ مین
کہان تھا اور کس جگہ آیا مگر از بسکہ فطرتی ہو نہایت ادب سے ملکہ زعفران کو سلام کیا اور
لب عجز کو ستایش و تحسین مین کھولا کہ سامری و جمشید کی پناہ رہے بخت یار
رہین دولت و اقبال ہمکنار رہین ستارۂ عزت فلک رفعت
کا آج واین امید گوہر آرزو سے مالا مال ہے

سالہا شد کہ بخت ... گردش سلیم
چونکہ نگذاشت با ... از باغ آرزو حیثیم

یہ قطعہ اس خوش الحانی سے پڑھا ... متحیر ہو گئی اور صندل نے کہا حضور مین نے سنا ہے
یہ گانا بہت خوب ہے اس سے کچھ گوایئے ملکہ نے خطاب کیا کہ اے عمرو ہم مشتاق ہین اپنا گانا
سنا عمرو نے جواب دیا بخدا ذیبدین انھین باتون مین بدنام ہون لوگون نے ریش تراشندہ
کافران و سر بریدہ جادوگران مشہور کیا ہے حالانکہ مین نے کبھی چیونٹی کو بھی نہین مارا ملکہ خفا جاہے

فرمائی ہین کہ میرا سر مونڈا بھلا ایسی تہمت کا کیا ٹھکانا آپ سمجھ کر اتنے کہین ایسا نہو دو چار سر
منڈ جاویں تمھارے کی ناک کٹ جائے دس پانچ قتل ہون اس سے بہتر ہے کہ مجھکو جانے دیجیے کاٹے
بچا لیجیے اور کرنہ فرمائیے تمھارے سر منڈانے کا حال بیان کرنے سے بہت شرمندہ ہوئی اور زعفران
ہر چند ہنسی اور روٹھی ہوئی کہ ای عمرو کچھ گانا سنا عمرو نے کہا ملکۂ عالم ایسے وقت مین ہوش و حواس
تو درست نہین ہوتے تمھارے قتل کرانے کے لیے جاتی ہین ہاتھ پاؤن مین دم نہین کیسا
حرکت پیدا ہو گیا گاؤن اور کیا بجاؤن یہ کہکر رونا شروع کیا اور اس ہچکی سے رویا کہ
زعفران بھی رونے لگی صندل نے بہت افسوس کیا اور تمھارے سب ساتھی ہین کہ
اسپر سے آثار کرنا چاہے ہر چند اسنے کہا کہ لو کوئی بڑا بھلا ہے تمکو فریب دیکر چلا جاویگا لیکن کسی
نے کہنا اسکا نہ مانا چاہا اسنے سحر دفع کیا عمرو اٹھکر بیٹھا اور بہت دعا ملکہ کو دی ملکہ
نے کہا قسم سامری و جمشید کی مین بھی بہت کچھ تجھے دونگی اور افراسیاب سے جاگیر علاوہ معاش
کراکر جاگیر و منصب دلواؤن گی اچھا اب ہمین گانا سنا عمرو نے عرض کیا کہ حضور کی خاطر
منظور ہے کچھ تھوڑا بہت یاد ہے ظاہر کرتا ہون مگر ایک بھاری جوڑا اور پشواز جواہر دو زیور ایسا
کا منگا دیجیے کہ منگوا کر پہنے گاؤن بھی اور ناچون بھی اور یہ نہ سمجھیے گا مین چور نہین ہون کہ آپکا
مال لیجاؤنگا اور نہ آپسے بدل لونگا بجنسہ بعد فراغ رقص حاضر کردونگا ہان اگر آپکی کوئی
لونڈی جھوٹے سے بچا بدل لے تو میرا قصور نہین زعفران ہنسنے لگی اور کہا خواجہ تم بڑے
ظریف ہو اور لائق مصاحبت سلاطین رہوگے ساحرہ نے حکم کیا کشتیان لباس ہائے پر تکلف سے
آراستہ اور زیور جواہر سے پیراستہ حاضر کرو حسب ارشاد سب چیزین مہیا ہوئین عمرو نے علیحدہ
جاکر صورت اپنی ایک جوان طرحدار کی ایسی بنائی اور لباس اور زیور زیب بدن کرکے سامنے
آیا ملکہ نے یہ شکل صورت دیکھی تھی تو بہت حقیر اور عجیب الخلقت پایا تھا اس وقت یہ
رعنائی و زیبائی دیکھ کر حیران ہوئی کہ کیا قدرت اسکو سامری نے دی ہے کبھی انسان ہے
اور کبھی پری ہے دیر تک جمال جہان آرا کو دیکھتی رہی کہ نظم

وہ طرۂ زلف عنبرین بو | شہرہ ہے جہان مین اسکا ہر سو
ہر طائر دل کے واسطے دام | ہر صبح بہار کے لیے شام
ہر جان کے لیے کمند الفت | آزاد دل کو بند الفت
وہ آئینۂ جبین روشن | تھا جو کہ نظر کے زیر دامن

ہے جلوہ گستر روش مہر عالم
یارب رہے اس میں ریزش نور

کیونکر نہ اسے دعائیں دیں ہم
رونق بخش اسکو صورت نور

غرض کہ عمرو سازندوں سے وہاں کی سنگت کرکے بیٹھے گت ناچا اور دل ارباب محفل کو خوب لبھایا پھر سے بجانے لگا اور خوش الحانی سے غزل و اشعار گانے لگا ہر ایک کو دیوانہ بنایا جب اس غزل کو میر کی گایا نظم

الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند
یعنے رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں ہمکو عبث بدنام کیا

کاش اب منھ سے برقع اٹھا دے ورنہ پھر کیا حاصل ہے
آنکھ مندے پر ان نے گو دیدار کو اپنے عام کیا

یاں کے سفید و سیہ میں ہمکو دخل جو ہے تو اتنا ہے
رات کو رو رو صبح کیا یا دن کو جوں توں شام کیا

ساعد سیمیں دونوں اسکے ہاتھ میں لاکر چھوڑ دیے
بھولے اسکے قول و قسم پر ہائے خیال خام کیا

ایسے آہوے رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی
سحر کیا اعجاز کیا جن لوگوں نے تجھکو رام کیا

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو اسنے تو
قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

اس غزل کا گانا تھا تمام حاضرین محفل رونے لگے اور مست ہوکر جھومنے لگے اس عرصے میں ضیا گر صبح چارم نے لباس سنجاف و زرین کا شانہ مغرب میں جاکر اتارا اور نیا سیہ لباس پہنکر سامنے شہنشاہ سیارگان نے آکر مجرا کرنا شروع کیا انجمن انجم ترتیب ہوئی یعنی دن گیا اور رات آئی ابیات

جب منزل شب میں رہبر و رہرو
کف بیگر گردون کا تھا جو ہے در

نکلے گوہر شبنم آیا پر سوز
تابان ہوئے اس طرح ماہ و اختر

شام ہوتے ہی تمام صحرا میں روشنی ہوگئی قندیلیں نورنگین درختوں میں آویزاں تھیں مکانات میں جھاڑ اور کنول روشن تھے بزم میں مردنگوں کی دوسری بار ٹھمر آراستہ ہوئی شمعدانوں پر کنول کے اندر گلاس چڑھے گئے اسکے اوپر دو شاخے شمع مومی اور کافوری کے منور ہوئے عمرو نے تالو پا کر پروانے بیہوشی کے بنے ہوئے نکال کر کمر میں رکھے اور کھود کر لوکی شمعوں میں لیے چھا دیتا تھا ہوا جب قریب کسی شمعدان یا مردنگ کے پہونچا مٹھی کو پروانہ

شمعون پر ڈالنے لگا یہان تک کہ بعد چند عرصے کے دود بیہوشی بلند ہوا اور ہر ایک کے دماغ
مین سرایت کر گیا سب کا سر پھرنے لگا خیال مین آیا کہ باعث کثرت مے نوشی ہی چاہیے کہ اٹھ کر
ٹہلین تاکہ ہوا لگنے سے سر و سے کیفیت دفع ہو خلاصہ کلام زعفران اٹھی کہ جا کر نہر مین منھ
دھو آوے مگر ایک قدم آگے بڑھی تھی کہ شمع پر ہوا لگتے ہی بیہوش ہو کر گری صندل اور خمار
اٹھانے کو اٹھین یہ بھی بیہوش ہوئین پھر تو جو اوبھا وہ دنیا سے اٹھا گر پڑی تھوڑے عرصے مین
ساری سبھا بیہوش ہو گئی ایک عمرو باقی رہ گیا کہ اسنے دو پھول اُس دوا کے بسے ہوئے
کہ جس سے بیہوشی تاثیر نہ کرے اپنے نتھنون مین رکھ لیے ہین واضح ہو کہ اب جہان کہین کہ
عیارون کے بیہوشی اُڑانے کا ذکر آئے تو ناظرین سمجھ لین کہ عیار اپنا دماغ اسی طرح سے بند کر لیتے
ہین اب کسی جگہ تصریح اسکی نہ کی جائیگی الحاصل جب سب بیہوش ہوئے عمرو نے جال الیاسی
نکال کر اشیاے موجودہ بزم پر مارا اور اسباب لوٹ کر زنبیل مین رکھا اُس جگہ نقش بوریا
بھی نہ چھوڑا فرش اور چھت اور پردے چلمنین اور شیشہ آلات وغیرہ سب نذر کر کے کپڑون
کا زیور اور لباس اتار اتار سب غارت اور لوٹ چکا تو خنجر لے کر چلا کہ زعفران اور خمار
کا سر کاٹ لون اُس وقت افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ خمار اب تک نہین آئی
دیکھون اسپر کیا گذری لہذا معلوم ہوا کہ عمرو بیابان زعفران زار مین سب کو قتل کیا چاہتا
ہے اسنے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اسکو بھیجا کہ جا کر دست قاتل سے سب کو بچائے یہان عمرو
خمار کا کاٹا چاہا کہ ایک پنجہ زمین سے نکلا اور اسکو لے کر زمین مین غرق ہو گیا عمرو دوبارا
زعفران کی طرف لپکا کہ اسے ہلاک کرون اُس وقت مخمور سرخ چشم کہ یہ بھی عمرو کی
ڈھونڈھنے نکلی تھی اسکا اول ذکر ہو چکا ہے یہان آئی اور اس ماجرے کو دیکھ کر للکاری کہ ہان
اے دزد مکار کیا کرتا ہے عمرو اسکی صدا سنکر چاہتا تھا کہ بھاگے کہ ایک زمین سے خمار نکلی اور
سحر کر کے اسنے عمرو کو بے حس و حرکت کر دیا اور زعفران کو ہوشیار کیا مخمور نے ابر سحر برسایا
سب کنیزین وغیرہ ہوشیار ہوئین مگر سب برہنہ تھین اٹھ کر اندر قصر کے جا کر لباس تبدیل کر کے
آئین زعفران نے سب حال بیہوش ہونے کا سنا اور انجمن کو تباہ و برباد پایا خمار نے عرض
کیا کہ اے ملکہ آپنے ملاحظہ فرمایا میرا کہنا یقین آیا بڑا فضل کیا سامری نے کہ سبکی جان بچگئی
ورنہ یہ تو اپنا کام کر چکا تھا اور دیکھیے نہ کچھ اسنے کھایا نہ پلایا باتون باتون مین بیہوش
کر دیا مجھے اسنے جانا کہ یہ شراب وغیرہ کسی کو پینے نہ دیگی اس لحاظ سے شراب کا نام بھی نہین لیا

لیکن نہیں معلوم کیا طلسمات کیا کہ سب کو بیہوش کر دیا ایسکے وصف ساحری نامہ میں لکھے ہیں یہ
بہت بلا سے بد ہے مکار از حد ہے زعفران نے کہا واسطے ساحری و جمشید کا جلد اسکو یہاں سے
لیجاؤ اب میں بھی یہاں نہ ٹھہرونگی اپنے قلعے میں جاؤنگی ایسا نہ ہو اسکے شومی قدم اور نحوست
ذات سے سارا جنگل آغشتہ بدا روی ہو گیا ہو خمار یہ سنکر رخصت ہوئی اور عمرو کو
بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر لیچلی مخمور نے اسوقت کہا ای خمار اسکا لیجانا دربار افراسیاب
میں اچھا نہیں ہے ایک تو یہ کہ ایسا نہ ہو یہ کچھ وہاں بھی فساد کرے دوسرے عیاروں کو اپنا
دشمن بنانا مجکو بہتر نہیں معلوم ہوتا آئندہ تمکو اختیار ہے جان بچانا مشکل پڑ جائیگی لازم ہے کہ اسکو
دریاے سحر کے پار لیجا کر چھوڑ آؤ اور شہنشاہ سے چلکر کہدو کہ عمرو راہ میں چھوٹ گیا خمار یہ
کلمات سنکر خفا ہوئی اور کہنے لگی ای بہن مخمور تمہارا طور مجکو بے طور نظر آتا ہے ساحری سے
کرین عیاروں سے بہت دھمکاتی ہو اور انکی طرفداری کرتی ہو خیر تمہارا جو جی چاہے کرو
لیکن میں تمہارا کہا نہ کرونگی یہ کہکر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی مخمور بھی زعفران سے رخصت
ہو کر چلی لیکن سوچتی ہوئی کہ تونے اسوقت اگر عمرو کو گرفتار کرایا اسکے دل میں کینہ تیرا
جاگزین ہوا ایسا نہ ہو کہ تجھے گزند پہنچائے اور دوسرے تو راز طلسم جانتی ہے عمر طلسم آخر
ہو چلی ہے عمرو کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا بلکہ جو ساحر اس سے عناد کریگا وہ مارا جائیگا
پس لایق ہے کہ اسوقت عمرو کو رہا کرے اور عذر کرے کہ میرے ساتھ کبھی بدی نہ کیجیے گا یہ
سوچکر پیچھے خمار کے روانہ ہوئی اور ایک جگہ درہ کوہ میں مخفی ہو کر سحر پڑھا کہ خمار جنگل میں
چلی جاتی تھی اسکے سر پر ایک ابر کا ٹکڑا چھایا اور اس میں سے تقاطر ہونے لگا کچھ بوندیں
خمار پر پڑیں وہ یہ تو جانتی نہ تھی کہ کوئی سحر کریگا اس باعث سے بیہوش ہو گئی مخمور نے
آکر پشتارہ کھولا عمرو کو ہوشیار دیکھ خمار کو بیہوش کر دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اگر نظر عنایت
رکھیے گا اور حال اسوقت میں عرض نہیں کر سکتی ہوں اور نہ اسوقت خمار کو قتل فرمایئے
کیونکہ میں بدنام ہونگی اور نہ میں دریاے سحر کے پار اسوقت آپ کو لیجا سکتی ہوں کس لیے
کہ فتنہ قابیل ہے میں اور آپ پکڑے جائینگے اس سے بہتر ہے کہ بھاگ جائیے یہ کہکر ایک سمت
چلی گئی عمرو بھی بھاگ کر کہیں پوشیدہ ہوا اور مخمور نے دور جا کر سحر اپنا خمار پر سے دفع
کر دیا اور اسکو ہوش آ گیا اور عمرو کو رہا دیکھ کر اپنے تئیں آپ سے بیہوش ہوا جانا
بہت خائف ہوئی اور بیرو از پیدا کر کے عمرو کو ڈھونڈھتی ہوئی دریاے پار اتر کر باغ کا

حیرت میں آئی سارا حال اُس سے بیان کرکے کہا میں اکیلی شہنشاہ یہاں نہ جاؤنگی راہ میں کچھ
فتور ہی جب تو میں بیہوش ہوگئی اور دوسرے شہنشاہ مجھ پر خفا ہونگے کہ عمرو کو کیوں نہ لائی
غرض یہ ذکر کر رہی تھی کہ سواری افراسیاب کی بڑی عزم و شان سے یہاں آئی کس لیے
کہ جب خمار کو عرصہ آنے میں بہت ہوا شاہ لشکر کی جانب آیا کہ دیکھوں وہاں کیا رنگ ہے
لہذا ملکہ حیرت نے مع سرداروں کے استقبال کیا افراسیاب نے بارگاہ میں تخت
شاہی پر جلوس فرمایا خمار نے جملہ کیفیت ابتدا سے انتہا تک عرض کی تا اینکہ اپنا آپ سے
آپ بیہوش ہونا اور عمرو کا چھوٹ جانا بھی کہا افراسیاب نے جواب دیا کہ کوئی عیار عمرو
کے ہمراہ نے کو تمہارے ساتھ دریائے سحر کے پار اُتر گیا ہوگا وہی فکر میں ہوگا تمہیں بیہوش
کرکے اُسے لے گیا اور دریا کی دوست عمرو کا طلسم باطن میں ہے کہ اسنے تجھے غفلت میں
اُسکو لے لیا فی الجملہ اگر پار دریائے سحر کے عمرو ہے تو وہاں سے رہائی ممکن نہیں کوئی سوا
میرے اُس پار اُسکو نہیں لا سکتا ہاں جو کوئی راز طلسم سے آگاہ ہے وہ شاید پہونچا دے
اب تک شیطان لق کو بلانا چاہیے عمرو کو جب جا ہونگا بیابان طلسم باطن سے گرفتار کر لیا جائیگا
یہ کہکر پھر چٹکی دستک دی کہ جنگل کی طرف سے ایک شیر اور شیرنی دوڑ کر سامنے حاضر ہوئے
بارگاہ میں آگئے اُنکو ایک نامہ لکھ کر دیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند شیطان درگاہ بختیارک
کو طلسم میں روانہ فرمائیے کہ سیر طلسم بھی کریں اور عمرو سے دشمن کو بھی قتل فرمائیں نامہ شیر کو
دیکر پھر چٹکی دستک دی کہ ایک عقاب سفید اُڑتا ہوا آکر پہونچا اور سامنے پھول کر بیٹھ گیا
اُسکی پیٹھ پر ایک حوض کی جواہر جڑی رکھکر ریسمان سے مضبوط باندھ دی حوض کی پر بچھونا اطلس اور
دیبا کے ترقیم کا کر دیا شیر سے کہا سرحد طلسم تک تو اپنی پشت پر شیطان خداوند کو سوار کرکے
لانا پھر وہاں سے عقاب پر سوار کرنا کہ یہ اُڑکر طلسم باطن میں میرے پاس لائیگا کس لیے کہ
قبلہ میرے طلسم میں عیار ہیں وہاں سے اُڑکر آنا بہتر ہے ایسا نہو کہ انہیں کچھ گزند پہونچے الحاصل
شیر و شیرنی نامہ لیکر چلے اور عقاب اور ترکستت کو عقیق روانہ ہوا پھر افراسیاب
بھی سوار ہوا کر باغ سیب میں جا کر عمرو کو گرفتار کر آئے یہاں تک کہ باغ میں پہونچکر وہ
دقیقہ شب عیش و آرام میں بسر کی کہ مہمانان خوان لیتا سے چرخ رخصت ہوئے اور میزبان
نیر دہرنے خسرو سیارگان کے لیے دسترخوان کرم بچھایا یعنی رات گذری اور دن آیا ابیات

	نکلا پردے سے شاہ خاور		چھپا لی دھنی عروس مہ نے چادر	

ثابت وہ جو شب کو تھے ستارے	خورشید نکلتے ہی سدھارے

افراسیاب خواب استراحت سے بیدار ہو کر اورنگ شہی پر کلاہ شہی سر پر رکھ کر جلوہ گر ہوا چار ہزار ساحران نامی آکر حاضر ہوئے اور مجرا کر کے اپنے رتبے کے موافق بیٹھے اُسنے حکم دیا کہ کچھ جادوگر روانہ ہوں اور عمرو طلسم باطن میں آیا ہوا ہے اُسے گرفتار کر لائیں ساحر حسب حکم کے روانہ ہوئے مگر اب حال اُس رہبر جادہ عیاری خضر بادیہ طراری کا سنیئے کہ جب مخمور انھیں رہا کرکے چلی گئی اور یہ بھی بھاگے اب کہ رات کا وقت تھا ایک درخت پر چڑھ کر اُس شب کو بسر کیا جنگل صحرا وہاں سے اُتر کر صورت ساحر کی بنا کر آگے کا راستہ لیا جب کئی کوس رہروی کی ایک مرغزار دلکشا میں گذر ہوا صحرا سے سبز و خرم غیرت بخش گلزار ارم دیکھا ایک مکان زینت دہ ایوان و کسری و طاق فریدون وہاں بنا تھا کہ صفا اسکا نہایت درجہ صفا تھا بیت

زہے صفائے عمارت کہ در تماشایش	بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار

ہزار دروازے اُس منزل عالیشان میں لگے تھے کہ پٹ اُنکے جواہر آگین تھے ہر دروازے پر چلمن دل صد چاک عاشق کی خرمن آویزاں تھیں تیلیاں اُنکی طلائی بننے کے کام کی کلابتون کی ڈوریاں تھیں روبروے چمنستان پر فضا لگا تھا جواہر کے درخت تھے طائر و گل باغ کی طرح گلشن ہرا بھرا تھا ہر سمت چشمہ ہائے آب شیریں بصد لطافت جاری گلشن میں بروش مستانہ روان باد بہاری خلاصہ کہ عجیب تیاری تھی نظم

نقشے میں وہ گلشن نگارین	گلزار ارم سے تھا فزون آئین
گول اُسکے ستون ساعد حور	چلمن مژگان چشم مخمور
دکھلاتا تھا وہ مکان جادو	محراب سے چشم و ابرو

مکان کے ایک دروازے پر ساحر تنہا بیٹھا تھا عمرو اسکو دیکھ کر راہ کاٹ کر اور طرف چلا مگر جدھر گیا اور جہاں تک گیا وہی مکان ملا اور اسی ساحر کو بیٹھے دیکھا ناچار پھر ایک طرف قدم زن ہوا اسوقت وہ ساحر پکارا کہ ارے تو کون ہے جو یہاں آیا ہے یہ مقام سیرگاہ شہنشاہ ساحران عالم افراسیاب کا ہے عمرو نے یہ صدا سنکر جواب دیا کہ بھائی کیا میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ جگہ کشاد طلسم کی ہے مگر میں کام کو جاتا ہوں ساحر نے کہا اس جگہ کو ہزار دہ کہتے ہیں جو شخص ادھر سے گذرتا ہے وہ نشانی لے کر جاتا ہے اور مجھے دکھلاتا ہے اسوقت ہم

راستہ ملتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص واقف کار اور رہنے والا طلسم باطن کا ہے غرضکہ
اگر تیرے پاس نشانی ہے تو جہان جی چاہے جا اور جو نشانی نہین ہے تو البتہ تو غیر ہے تیرا
گرفتار کرنا زیبا ہے عمرو اِس گفتگو کو سنکر ہنسا اور کہنے لگا تو بڑا بیوقوف ہے بھلا کوئی
بھی بغیر نشانی یہان آتا ہے یا مین ہی آیا نشانی میرے پاس موجود ہے اُس ساحر نے کہا
مین دیکھون عمرو غبار بیہوشی کا مٹھی مین لے کر اُسکے پاس گیا اور کہا لو دیکھو وہ جھک کر
دیکھنے لگا عمرو نے غبار بیہوشی منھ پر اوڑا دیا کہ تمام آنکھ اور منھ اور ناک مین پہونچی بھر گئی
اور بیہوش ہوکر وہ گرا عمرو نے کپڑے اوسکے اوتار لیے اور اوسے چمن مین اور زیادہ بیہوش
کر کے کسی جگہ چھپا کر آپ اوسکی ایسی صورت بنکر مکان کے دروازے پر بیٹھا کچھ دیر اوسے
گذری تھی کہ سامنے سے ایک اژدر آتش فشان پیدا ہوا اوسپر کٹہرا آہنی تھا اور ایک ساحر
اور ایک ساحرہ سوار تھی کنڈل دونون کے کانون مین پڑے تھے صندل کے قشقے ماتھے
پر دیئے تھے دونون اژدہے پر سے اوتر کر سیر مین مشغول ہوے عمرو نے تنبیہ دی کہ ارے
تم کون ہو لاو نشانی مجھے دکھاؤ پھر قدم آگے بڑھاؤ اُن دونون نے یہ سنتے ہی اپنی جھولی
سے ایک کاغذ کا نکال کر عمرو کو دکھایا اوسنے دیکھا کہ اوسپر تصویر افراسیاب کی بنی ہے
سمجھا کہ یہان کی یہی نشانی ہے خاموش ہو رہا وہ ساحر سیر کرتے ایک سمت کو چلے گئے اُنکے
بعد پھر ایک جادوگر اور جادوگرنی آئی عمرو یہان کے آئین سے بخوبی تو واقف نہین تھا
اور دستور یہان کا یہ ہے کہ جو ساحر مقرب درگاہ شاہ طلسم ہے اوسکے لیے کچھ سند
اور نشانی کی ضرورت نہین ہے بلکہ جب کوئی ایسا شخص جلیل القدر یہان آتا ہے تو دروازے
پر مکان کے بیٹھنے والا اُٹھکر تعظیم اُسکی بجا لاتا ہے اور دونون ہاتھون سے سلام کرتا ہے
اُس وقت یہ ساحر اور ساحرہ جو آئے مقربان طلسم سے تھے عمرو اسی طرح طالب نشانی
ہوا اور اونکی تعظیم بجا نہ لایا اُنھون نے سحر پڑھکر فوراً اوسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا خیر تو
ہے مجھے کیون قید کیا ہے میرا کیا قصور ہے ساحر نے کہا تو نے دستور کے بموجب ہماری تعظیم
نہین کی عمرو نے جواب دیا کہ دستور مجھے کیا معلوم نہین لیکن میرے دونون گھٹنے شدت
سے دکھتے ہین اٹھنا بیٹھنا مشکل سے جاتا ہے اور ساحرہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کیون آپنے
ملاحظہ کیا ہوگا کہ مین کھڑا ہوتا تھا لیکن گر پڑا اُٹھا نہین گیا ساحرہ نے عمرو کے آنکھ ملنے
کرنے سے اور اسکے گڑگڑانے سے کہا ہان ہان مین نے دیکھا تھا کہ یہ اُٹھتا تھا مگر اُٹھا نہین گیا

ساحر نے اپنی زوجہ کی بات تصدیق اور عمرو کو چھوڑ دیا مگر پوچھا کہ اچھا دوسرا آئین تونے کیوں
نہ ادا کیا عمرو نے جواب دیا کہ مارے درد کے ہوش و حواس میرے درست نہ تھے مجھے یاد نہ رہا
اسنے کہا اب یاد ہے عمرو بولا ہاں یاد ہے وہی تعظیم و تواضع کرنا ساحر نے کہا اور دوسری
بات عمرو نے سوچ کر کہا اسے تو میں بھی ابھی یاد تھا کیا سہو مزاج میں ہو گیا ہے کہ ذرا سی
بات یاد نہیں رہتی ساحر نے کہا اب یاد رکھنا نہیں موقوف ہو جاوے گے روز کا جانا رہیگا
وہ بات یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے سلام کرنا عمرو نے عرض کیا واہ واہ یہ تو میں پہلے ہی
عرض کر چکا کہ تعظیم و تواضع میں تواضع میں سب باتیں آگئیں آپ نے خود مجھے اس وقت
جھڑکیں ڈالا غرض کہ وہ دونوں بھی سیر کرنے چلے گئے انکے جانے کے بعد یکایک آندھی آئی
اور ہر طرف اندھیرا ہو گیا بعد لمحے کے ایک ساحر طویل قامت مہیب صورت ظلمات سحر
فام جادو نام یہاں آیا عمرو نے جانا کہ یہ کوئی بڑا زبردست جادوگر ہے تعظیم کرو ایسا نہ ہو
کہ یہی کچھ پرسش کرے یہ سمجھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کر دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر سلام بجا لایا
ظلمات بہت خوش ہوا اور دس ہزار روپیہ انعام دیئے عمرو روپیہ لیکر سوچا کہ یہ پہلے
تو اسکو قتل کر دیں یہ سوچ کر کہا سرکار آپ کوئی لحظہ تشریف رکھیے ظلمات یہ کلمات سن کر
گھورنے لگا اور کہا آج تونے خلاف دستور بات کیوں کی مجھے بیٹھنے کو کیوں کہا عمرو نے
جواب دیا بیشک خطا ہو گئی معاف فرمائیے اور آپ چلے جائیے ظلمات نے کہا یہ کہنا بھی
خلاف قانون ہے جب میرا جی چاہیگا جب جاؤں گا عمرو دل میں سوچا کہ یہاں بات کرنا مشکل ہے
خاموش ہو رہو چپ چاپ ہو رہا وہ ساحر بھی سیر کرکے روانہ ہو گیا بعد کچھ عرصے کے ایک نازنین
عورت پری پیکر صاحب حسن و جمال فلک خوبروئی کی ہلال غیرت وہ ماہتاب رشک خورشید
جہانتاب گھوڑے پر سوار پشواز پہنے دامن پشواز کا دستے پر ڈالے لباس پرتکلف اور زیور سے
زیب قامت کیے یہاں آئی اور عمرو سے پوچھنے لگی کہ اے ساحر جادو دوست کوئی ساحر
تو نہیں کیا ہے عمرو نے کہا میں نہیں جانتا اس نازنین نے سحر کر کے عمرو کو گرفتار کیا اسے
گھوڑے پر بٹھا لیا اور کہا اب تیری کیا مجال ہوئی کہ ہم بات پوچھیں اور تو کہے میں نہیں جانتا
میں تجکو سامنے شہنشاہ کے لیے جاکر سزا دوں گی یہ کہہ کر گھوڑا بڑھا کر چلی عمرو اسکے پیچھے تو
بیٹھا ہی تھا کمند کا حلقہ اسکی گردن میں ڈالکر جھٹکا مارا کہ حلقہ تنگ ہوا فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا
العیاذ باللہ وہ جگہ قیامت آسا مانند ہوا کہ زمین تھرائی کہ وہ دشت میں دہان [illegible]

عمرو گھوڑے پر سے کود کر بھاگا اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر درخت پر چڑھا اتفاق سے وہاں درخت
سیب آم کے تھے اسکے پتے توڑ کر آشیانے کی طرح اپنے بیٹھنے کی جگہ بنا کر چھپ رہا لیکن سر اُس
ساحرہ کا جسکو ابھی قتل کیا ہے اڑتا ہوا باغ سیب میں پاس افراسیاب کے گیا اور پکارا
کہ مجھے عمرو نے مارا افراسیاب شعلہ فرط غضب سے ہو گیا اور ایک ساحر ذوفنون جادو
نام سے حکم دیا کہ عمرو مقام ہزار درہ میں ہے جلد اسکو گرفتار کر لا ذوفنون اُسی وقت
روانہ ہوا اور جلسے مذکور پر پہونچکر تلاشی پھرنے لگا یہانتک کہ اُس پہاڑ پر جہاں عمرو
درخت پر مخفی تھا آکر ہر سمت تجسس کنان ہوا عمرو نے درخت پر سے دیکھا کہ ایک ساحر ہر سمت
پھرتا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو ڈھونڈھتا ہے یہ معلوم کر کے جب وہ تلاش کرتا ہوا دور
گیا عمرو نے درخت سے اتر کر زنبیل سے اپنی صورت کا پتلا شمع کا نکال کر ایک درخت
کے نیچے چادر اڑھا کر لٹا دیا اور آپ پھر درخت پر چڑھ کر پتوں کے آشیانے میں چھپ رہا جب
ملکے ذوفنون جو ادھر آیا دیکھا زیر درخت کوئی چادر اوڑھے سوتا ہے اسنے پہلے سحر
سے حصار کر دیا اور بے حس و حرکت بنایا کہ ایسا نہ ہو کہ اٹھکر فرار ہو جائے پھر قریب آکر چادر
ہٹا کر صورت دیکھی اگرچہ عمرو مشہور بہت ہے اس باعث سے سب ساحر تصویر اسکی رکھتے
ہیں اسنے بھی تصویر سے ملا کر عمرو کی صورت شناخت کر کے خوش ہوا اور نیچے بغل میں
داب کر اڑتا ہوا خدمت افراسیاب میں آکر عرض پیرا ہوا کہ اسکو بڑی مشکل سے جال سحر کا
لگا کر میں گرفتار کر لایا ہوں حاضران دربار نے تعریف اسکے سحر کی کی بادشاہ نے حکم دیا
کہ اسکو ہوشیار کرو اسوقت اسنے سحر اپنا دفع کیا اور ہر چند پتلے کو جھنجھوڑا مگر وہ ہوشیار نہ ہوا
ایک ساحر نے اٹھکر غصہ کر کے لات ماری کہ حرامزادہ دم چرائے پڑا ہے اٹھتا نہیں وہ لات
اسکی پیٹ میں پتلے کے گھس گئی پھر تو سب حیران ہوے اور افراسیاب نے پانی چھڑکوایا
کاغذ وغیرہ پھٹ گیا غرض معلوم ہوا کہ پتلا شمع کا کاغذ سے منڈھا ہوا ہے افراسیاب نے
کہا اب اہل دربار مجھسے مسخرے کرتے ہیں اور پتلے عمرو کی صورت کے بنا لاتے ہیں یہ کہکر ذوفنون
کو مار کوٹ اور بے عزت کر کے دربار سے نکلوا دیا اور دوسرے ساحر دانا سے جادو سے
حکم دیا کہ تو جا کر عمرو کو لا [illegible] سوچا کہ عمرو کا ملنا غیر ممکن ہے ایسا نہو کہ میں
جاؤں اور ذوفنون کی طرح ذلت حاصل ہو اس سے بہتر ہے کہ شاہ سے کوئی حیلہ کر دوں
یہ تجویز کر کے اسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت نشان عمرو مرد عیار ہے اور عیار کو عیار ڈھونڈھے

شناخت کر سکتا ہی آپ صرصر کو بلا کر حکم دیجیے کہ کسی ساحر کو ہمراہ لے جائے اور بھاگا ہوا اسے گرفتار
گرفتار کراوے افراسیاب کو یہ رائے بہت پسند آئی اور ایک پنجہ سحر روانہ کیا کہ جہان کہین
صرصر ہو اسکو اوٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا مگر اب حال صرصر سنیے کہ جب زبانی خمار کے حال
گرفتاری عمرو اسنے سنا صورت اپنی مثل عمرو کے بناکر بارگاہ مہرخ مین آئی یہان سب
سردارون نے جب سے سنا تھا کہ عمرو طلسم باطن مین قید ہو گیا ہی نہایت درجہ مغموم
تھے اور ہر ایک دست دعا بدرگاہ کبریا بلند رکھتے تھے اسوقت صرصر کے آنے سے بہت
خوش ہوکر اٹھے اور عمرو سمجھ کر بغلگیر ہوئے اور کہا خواجہ خدا نے کیسے آپ کو وہان
سے رہائی دی صرصر نے براہ مکاری کہا کہ مین ہی ایسا تھا کہ ساحرون کو فریب دیکر
وہان سے چھوٹا خدا نے دوبارہ میری زندگی کی اگر دوسرا ہوتا تو ہلاک ہو جاتا یہ کہکر کہا
عیار کہان گئے ہین انھین بھی دیکھنے کو دل چاہتا ہی مہرخ نے جواب دیا کہ آپکے
ڈھونڈھنے کو گئے ہین آتے ہونگے یہ کہکر تصدقات بہت سے صرصر پر سے اتروا لیے
ارباب نشاط کو بلوایا ساقیان مہ لقا حاضر ہوے جام مے گلفام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا
صرصر نے اپنے ہاتھ سے اہل انجمن کو شراب پلانا شروع کیا اور آنکھ بچا کر داروی بیہوشی
پیالہ و ساغر مین ملا کر ہر ایک کو دیا کہ سب بیہوش ہو گئے اسنے خنجر نکال کر چاہا کہ سب کے
سر کاٹ ڈالے ان عمرو بھی گرفتار ہو گیا لشکر کا خاتمہ مین کر دون جیسے ہی اسنے خنجر لیکر چلی
تھی کہ پنجہ افراسیاب کا بھیجا ہوا آ گرا اور اسکو اوٹھا لے گیا اسوقت برق فرنگی جو صحرا
سے پھر کر لشکر مین آیا سنا کہ عمرو آئے ہین خوش ہو کر بارگاہ مین گیا دیکھا کہ ساری محفل بیہوش
پڑی ہی اور پیترہ صرصر کا بنا ہی سمجھا کہ غضب ہی ہو گیا تھا اسنے سب کو ہوشیار کیا اور
پوچھا کیا ماجرا گذرا سبنے حال بیان کیا اسنے کہا اب جو یہان آیا کرے اول اوسکی شناخت
کر لیا کرو پھر آنے دو اسوقت خدا نے بچایا ورنہ سب کا خاتمہ تھا الغرض یہان تو سب
مصروف عیش ہوے لیکن پنجہ صرصر کو سامنے شاہ طلسم کے لایا اسنے شہنشاہ کو مجرا کیا
اور بہت افسوس کے ساتھ عرض کنان ہوئی کہ مین اسوقت سب تمام سردارون کا کام
تمام کر چکی تھی اور جملہ کیفیت معرض بیان مین لائی افراسیاب نے کہا اے صرصر ان
باغیون کو جس وقت مین چاہون ایک آن واحد مین غارت کر دون لیکن ضرور تھا کہ
عیارون کے قتل کی ہی اور اس سفر کی حیلہ ساز عمرو کا گرفتار کرنا مقدم ہے تو جا ابھی کر

گرفتار کر لا حضرت سلام کرکے بموجب ارشاد روانہ ہوئی مگر کیفیت عمرو کی بیان ہوتی ہے کہ یہ دشت
پرستی اور کرنے بہار کے پیچھے آیا اور آگے چلا راہ کا ملنا دشوار تھا کہ وہ دشت طلسم میں آوارہ پھرتا
تھا کبھی کنارے دریائے سحر کے جا کر سیر اور تفریح کی کرتا مگر ٹھکانا نہ ہوتا تھا جا بجا پھر کر اور سیر
پاتا ہزارہا مکان اور باغات ساحروں کے دیکھتا اور ساحروں کو دربار میں پھرتے چلتے
پاتا اسنے اپنے تئیں چھپاتا روانہ تھا جہاں تک جاتا تھا عجائبات اور طائر اور درند
و گزند اور چوپائے انواع اقسام کے دیکھتا اسنے کبھی ایسے شکل دیکھے تھے اور نہ اس
طرح کے طائر اور جانور نظر سے گذرے تھے غرضکہ اسی طرح سیر کنان بہوشیاری تمام ایک
جگہ پہونچا وہاں دیکھا کہ پانچ ساحر دف اپنے پگڑیاں باندھے تختے گلے میں طلائی جڑاؤ کے
جواہر کے کرتے انکے ہاتھوں میں بیٹے لباس پر تکلف پہنے کہیں جاتے ہیں عمرو نے انہیں
دیکھ کر تجویز کیا کہ مال اور لباس انکا لینا چاہئے پس فی الفور کسی گوشے میں جاکر ایک ضعیفہ
عورت کی صورت بنا اور ایسا کبڑا اپنے تئیں بنایا کہ سر ملتا ہوا لاٹھی ہاتھ میں کر
ہاتھوں میں دی ہوئی چادر محمودی کی اوڑھے وہ ناتوانی کا لیے آہستہ آہستہ چلکر پکارا
کہ بیٹا ذرا ادھر آؤ مجھ غریب کا کام کرتے جاؤ وہ پانچوں کہ آگے بڑھ گئے تھے اسکی صدا
حزین سنکر پھرے دیکھا ایک بڑھیا پکار رہی ہے مشکل چل کر اسکے پاس آئی اور کہا بڑی بی
کیا کہتی ہو اسنے کہا بیٹا گھر سے یہاں تک اس عالم میں ضعف و ناتوانی اور بڑھاپے کے
ڈھونڈتی ہوئی آئی ہوں کوئی نذر دینے والا نہیں پاتا تم ذرا اس شیرینی پر ساحری کی شیرینی
کی نذر دو ساحروں نے مٹھائی لیکر کہا یہ اور سکے ساتھ کچھ پڑھکر اور نذر دے
کرکے کہا لو نذر ہو چکی عمرو نے دو دو ڈلیاں پانچوں کو دیں کہ اتنا تبرک تم بھی لیتے جاؤ انہوں
نے وہ لیکر دہن میں رکھا لیکن کہ ذرا اسکے واسطے کہاں باندھیں کیا لیجائیں جب کھا چکے
بیہوش ہوکر گرے عمرو نے انکے کپڑے اور کرتے اور تحفے وغیرہ جو کچھ انکے پاس تھا سب
لے لیا اور ایک خط جو پڑھا لکھا تھا کہ ملازم و خدمتگار افراسیاب جادو معلوم ہوا کہ خدمتگار
بادشاہ طلسم کے ہیں عمرو نے ایک رقعہ لکھکر ان میں سے ایک کے گلے میں باندھ دیا مضمون
اسکا یہ تھا کہ سر ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران عمرو عیار امیر اور عزیز
افراسیاب ثبت اس میں ہے کہ مجھے دریائے سحر کے پار پہنچا دے ورنہ سارا طلسم
برباد کرونگا ہزارہا ساحران نامی مارونگا مکانات اور باغ لوٹونگا اور غارت کرونگا

اور بے وقوف کوئی اپنے دشمن کو گھر میں بلا لاتا ہے میرے یہاں رہنے میں سارے طلسم میں
بدانتظامی اور بدعملی ہو جائیگی سوائے بدتری کے کوئی بہتری کی صورت نظر آئیگی آئندہ
سمجھئے اختیار ہے الحاصل جب رقعہ بار در چکا اب کسی جگہ چھپ کر بیٹھ رہا بعد عرصہ کے ساحر
ہوشیار ہوئے اور اپنے تئیں بہ بند دیکھکر سمجھے کہ وہ بڑھیا بلا تھی کہ ہمارا مال لے گئی یہی غنیمت
ہوا کہ جان چھوڑ گئی شکر سامری کرتے ہوئے چلے کہ ایک نے اُس سے کہا جسکے گلے میں
رقعہ بندھا تھا کہ یہ کاغذ تمھارے گلے میں کیسا ہے اُسنے یہ سنکر کاغذ کھولا اور لیکر پاس
افراسیاب کے آیا سب حال کہا اور رقعہ دیا وہ پڑھکر غضبناک ہوا مگر کیا چارہ تھا
پیچ و تاب کھا کر خاموش ہو رہا مگر عمرو پھرتا ہوا دوبارہ کنارے دریاے خون رواں
کے گیا اور چاہا جست کرکے ادھر جاؤں یہ سوچکر پہلے ایک پتھر پھینکا وہ الٹا پھر آیا اور
پاٹ دریا کا بڑھ گیا اور شور عظیم پیدا ہوا ایک ایک موج برابر کوہ کے اُٹھنے لگی عمرو
بھاگ کر ایک درہ کوہ میں چلا گیا اور صورت اپنی پنڈت کی بنائی قشقہ دیکر دھوتی زنار
کمر کی باندھ کر پوتھی لیکر بیٹھا لیکن صرصر جو فکر میں عمرو کے ڈھونڈھتی چلی راہ میں مخمور سے
ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا کہ بی صرصر کہاں جاتی ہو اُسنے جواب دیا کہ ایک کام ضرور ہے
اسکے بجا لانے کو مخمور سمجھ گئی کہ سوائے گرفتاری عمرو کے اور کیا کام ہوگا مگر یہ ٹال کر طرف
دربار کے چلی گئی اور صرصر پھرتے پھرتے وہاں پہونچی جہاں عمرو پنڈت بنا ہوا بیٹھا تھا
اُسنے دیکھتے ہی پہچانا اور کہا پنڈت صاحب مزاج اچھا ہے کہیے آپکے بچاؤ میں اسوقت
کیا سکتا ہے قید ہو جائیے یا گلے بندھن پھرئیے گا عمرو یہ گفتگو سنکر سمجھ گیا کہ مجھے پہچان گئی
سنبھل کر گویا ہوا کہ ای صرصر مجھ ایسے غریب اور بیچارے پر رحم کھانا چاہیے کہ دور از وطن
بے خانماں و آوارہ ہوں غریب الدیار اور محتاج و بیچارہ ہوں ایسی جگہ پھنسا ہوں
کہ بمقتضاے

بیت

ہر پھر کے آج دائرے میں رکھتا ہوں قدم
آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں

صرصر نے کہا تم ایسے بیچارے محتاجوں پر رحم کیا جائے تو طلسم کیا ساحران عالم تباہ و
برباد ہو جائیں تم مسافر ہو یا دعوی طلسم کشائی رکھتے ہو اور اگر غریب بھی ہو تو کیا تم نے
نہیں سنا کہ

فرد

کرتے کس منھ سے ہو غربت کی شکایت غالب
تمکو بیمہری یاران وطن یاد نہیں

اب افراسیاب کے گھر مین آپ تشریف لائے ہین وہ بھی بلا سبب دربان ہے مثل مشہور ہے
یا مرنہین یا مردی نہین یا تو اُسنے تمھین ہلاک کیا یا تمنے اُسے عمرو نے کہا انشاءاللہ مین
اُسکو قتل کرونگا موت اُسکی ہمین یہان لائی ہے صرصر بولی کہ یہ تجھے بیت ہے اُسکو تم پاؤ گے
کہان وہ آئینہ سحر مین رہتا ہے اپنا ہمشبیہ شکل مین بٹھا کر آپ غائب ہوجاتا ہے عمرو نے
کہا صدہا ساحر ایسے کوئی آگ مین رہتا تھا کوئی پانی مین لیکن بروقت قتل سب کو کیا مین نے
انھین ظاہر کرلیا اسی طرح اس گیدی کو بھی پا کر ذبیح کرونگا آئینہ سحر مین اگر ہوگا مین پتھر
مارونگا صرصر نے کہا اچھا اب شیخی باتین ہوچکین وقت گرفتاری آپہونچا عمرو نے
ہنسکر جواب دیا کہ کیون شامتین آئی ہین مشفقہ تجھے کس طرح دیتا ہون ورنہ آب تیغ آتش
لحد مین سلا دیتا صرصر نیمچہ پکڑ کر آگے بڑھی اور کہنے لگی چل تجھکو سامنے شہنشاہ کے لیجاؤن
اور سفارش کرکے چھڑا دون لیکن خواہ مخواہ اقرار باگزیدنے کا اُسکے مین نہین کرسکتی کیونکہ
بہت کچھ آئندہ شہنشاہ کو اختیار ہے عمرو نے کہا وہ مسخرا ہو گیا اور اُسکا اختیار کیا تو مجھے
یہ بات کچھ ایسے پہونچا وسے جس وقت حمزہ صاحبقران طلسم مین تشریف لائینگے وہ
تیرا شہزادہ چھڑا لینگے صرصر ہنسی اور جواب دیا کہ حمزہ کا آنا تجھے بیت ہے بیچ مین طلسم آئینہ
اور طلسم ہفت اربیج اور طلسم حیرت سد راہ ہین جب اُنکے طلسمات فتح ہون اُسوقت اُنکا
آنا ہوگا اگر نیمچہ مارا اور کمند پھینک لگائی عمرو نے سوچا کہ تم اس سے مقابلہ کرو اور کوئی ساحر
آجائے تو مفت مین قید ہوجاؤ بہتر ہے کہ بھاگ کر کہین ایسی جگہ چلو کہ کچھ مطلب نکلے اسکے
لڑنے مین سوا اسکے قباحت کے کچھ فائدہ نہین یہ سوچکر وار اُسکا رد کرکے بھلاوا دیکر
گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا صرصر نے چاروطرف ڈھونڈھکر پایا افراسیاب کے گئی اور
عرض رسا ہوئی کہ میرے ساتھ ایک ساحر کر دیجیے تو جلد عمرو کو گرفتار کرلاؤن ورنہ عمرو
سے بہت ہوگا وہ نہایت زبردست ہے یون مشکل سے ہاتھ آئے گا افراسیاب نے ایک ساحرہ
شگوفہ سحر ساز جادو کو حکم دیا کہ تم اسکے ساتھ جاؤ لیکن کچھ نشانی بناتی جاؤ کہ ہمیں
اگر وہان کچھ آفت آئے تو مجھے یہان معلوم ہوجائے شگوفہ نے حکم پاکر اُٹھی اور اپنے گلے
مین جو مالا پہنے تھی اُسمین سے ایک دانہ لیکر سامنے شاہ کے زمین مین بو یا فی الفور درخت
پیدا ہوکر بلند ہوگیا اور شگوفہ و ثمر اُس سے ظاہر ہوئے اُسوقت ساحرہ نے عرض کیا کہ ای
شہنشاہ اگر مین کہین جا کر قتل ہوجاؤنگی تو یہ درخت برباد ہوجائیگا یہ میرا نشان ہستی ہے جبتک

پر ترو تازہ ہے جانیے گا کہ کنیز جنتی ہے یہ کہکر صرصر کے ہمراہ روانہ ہوئی لیکن وہ تاج شناس
فلک سکاری جو گلیم اوڑھکر راہی ہوا ایک پہاڑ پر چڑھکر یک نگاہ دوڑایا کہ اگر کوئی بستی نظر
آئے تو وہاں چل کر دو چار دن دس پانچ ساحروں کے گھر لوٹوں تاکہ افراسیاب بھی
یاد ہی تو کرے کہ عمرو کا آنا ایسا ہوتا ہے غرض کہ جب ہر طرف طائر خیال اوڑایا دور سے
ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا کوہ سے اوترکر اوسی طرف کا راستہ لیا جب قریب پہونچا ایک
حصن حصین بصد فرو تمکین تعمیر دیکھا کہ حصار اُسکا بلور کا تھا سنگ موسی اور سماق اور
سنگ یشب بیش بہا کے برج ہزار در ہزار بنے تھے پھاٹک جواہر نگین سراسر نور کا تھا ارد گرد قلعہ
زمین سے خندق کندہ تھی لب گردان اُسکی یاقوت احمر سے بنائی تھی کہ دور سے تماشہ تھی
پل تختہ خندق پر فولادی پڑا تھا دروازہ پر ہزارہا ساحر ملبس بتکلف بیٹھا تھا گرداگرد
قلعہ کے پشتہ دیوار پر چمنستان پر بہار لگا تھا سبزہ لہلہاتا تھا کہ نظم

اللہ رے اوج واہ ری شان | فرہاد کی روح اُسپہ قربان
ہمت کی بلندیاں جہاں پست | مانند زمین ہے آسمان پست
رفعت میں عرش کے مقابل | وسعت میں دل حکیم کامل
ہمسر سدرہ غرور شان سے | باتیں کرتا تھا آسمان سے
دور اُسکا بیان میں کیونکر آسکے | اوج اوسکا نظر میں کیا سمائے
سمند سخن کمیت شکستہ | مرغان نگاہ پر شکستہ

عمرو نے صحرا میں جا کر گھاس چھیل کر گٹھا اُسکا سر پر رکھا جسم سارا غبار آلود کر کے شکل کو
مثل گھسیارے کے بنا کر قلعہ کا راستہ لیا خندق سے گذر کر جیسے ہی دروازے میں قدم رکھا
دیوار قلعہ پر ایک طائر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ عمرو آیا ساحر یہ صدا طائر کی سنکر دوڑے
مگر عمرو نے گٹھا پھینک دیا اور اندر شہر کے بھاگا ساحروں نے در شہر کو بند کر کے تلاش
عمرو کی مخفی کر دیا اور تلاش کرتے چلے دو ایک ان میں سے زعفران جادو کے پاس واسطے
اطلاع دینے کے گئے کیونکہ یہ قلعہ اوسی کا ہے جس وقت کہ سیرگاہ سے پھر کر آئی ہے اور
عمرو کے ہاتھ سے بیہوش ہو کر زک اُٹھائی ہے قلعہ میں آکر اُسنے طائران سحر کو مقرر کیا اور
ساحروں کو جتلایا کہ عمرو یہاں اگر آئے تو مجھے خبر ہو جائے خلاصہ کلام طائر سحر اُڑ کر اُسکے
پاس پہونچے اور آمد عمرو کی مخبر ہوئے صندل جادو وزیرزادی نے عرض کیا اے ملکہ

جلدی آپ زمین و آسمان سارا جہان سحر بند فرمایئے کہ یہ دو مکار نکل کے جانے نہ پائے زعفران
نے فی الفور سحر پڑھ کر دستک دی کہ دیوارین قلعے کی بلند ہوئین اور شعلہ فشان ہوگئین ہر طرف
سے راستہ نکل جانے کا بند کیا دروازہ بھی ناپدید ہوگیا بند و بست کامل کر کے بہت ہوشیاری
اور خبرداری سے تجسس عمرو مین مصروف ہوئی لیکن عمرو بھاگا شہر کے کوچہ و برزن مین
صورت اپنی تبدیل کر کے پھرنے لگا عجیب شہر پاکیزہ اور بیلوسوا دہشت نزا دیکھا کہ عمارات
مرتفع و بلند سرا اپنا سقف سپہر سے گھستی قصرہا سے بہشت سے باج لیتی رعایا برایا حسین اور
خوش وضع طرحدار دو طرف دکانین آراستہ بیچ مین سڑک ہموار بازارین ہمشکل ذی حوصلہ بیوپاری
اور خریدار حسینان دہر کا مجمع جنکا عارض آتشین رنگ رشک شعلہ شمع دکانون مین اجناس
نفیسہ کا انبار خرمے اور پیشے والے مالدار اور تجار جوہری بازار کی چمک دمک پر صیرفی فلک
کا دل قربان جواہر انجم کو انپر نثار ہونیکا ارمان نظم

بام و ایوان فلک مسند لہا — شدہ تعمیر ز لوح دلہا
قصرہا چادر مہتاب بدوش — خانہا سیر ارم در آغوش
حسن با آن حشم و جلوہ ناز — بجلو داری خوبان ممتاز
ہریکے لالہ رخے گل بدنے — گلشن رنگ و بہار چمنے

عمرو نے دل سے کہا ان پڑے تو سارا شہر لوٹ لیجیے اور رونق بازاران ساحران غدار
کی کا سد اور برباد کر دیجیے یہ سوچ کر دکان پر ایک جوہری کے جا کر نگین الماس و یاقوت طلب
کیے اسنے اول تو مفلوک وضع عمرو کو دیکھ کر انکار کیا پھر سوچا کہ مجھے اپنے دام سے مطلب
ہے دکھانے مین کیا ہرج ہے غرض چند دانے لعل و گوہر اور نگین الماس و یاقوت درج
سے نکال کر دکھائے عمرو نے انکو زنبیل مین رکھ لیا اور اپنے پاس سے بڑے بڑے نگینے
جھوٹے نکال کر دے دیے کہا یہ جواہر کام کا نہین ہے مین نہ لونگا جوہری نے جو ان نگون
کو جھوٹا دیکھا غل مچایا اور گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا ارے اس دغاباز نے مجھکو لوٹا ہے ہی فریاد
کو پہنچو لوگ بازار کے چار طرف سے دوڑے اور ہنگامہ عظیم برپا ہوا عمرو نے کہا مجھے یہ
دیتا ہے مین بیچارہ غریب آدمی نگینے جواہر کے کیا کرتا اور اسنے کیسے جواہر دیا کیون مین بھلا
لینے کے قابل تھا سب نے کہا یہ سچ کہتا ہے اب لوگ جوہری سے پوچھنے لگے کہ جی مہاراج جی
تمنے اسے جواہر دیا کیسے ایک نے کہا لالہ کسی امیر لیے مرد تو کچھ وصول بھی ہوا اس مفلس دادا

۱

سے کیا ملیگا ایک شخص بولا ارے بھئی اس سے کبھی کی عداوت ہوگی بعض نے کہا یہ بڑے بڑے
ٹھگ ایسا مرد مفلوک کہان سے پائیگا جو بدل لیگا غرضکہ سب نے جوہری کو قایل کیا اُسنے کہا
ابھی دس دکانداروں کے سامنے مین نے اسکو جواہر دیا ہے تم سب آئے مجھکو سمجھانے ہو سب
نے کہا اچھا یہ شخص کہین گیا تو نہین تھا اُسنے کہا نہین کہا تو تلاشی لے لو عمرو نے یہ سنکر سب
تلاشی دی جواہر تو زنبیل مین تھا اور زنبیل بروقت تلاشی لینے اور قید ہونے عمرو کے
غائب ہوجاتی ہے کیونکہ وہ تحفے کی ہے پس کہین جواہر کا پتا نہ لگا پھر تو ہزاروں دشنام عمرو
نے جوہری کو دین اور مارنے کو دوڑا لوگون نے کہا جانے دیجیے یہ جوہری بڑا دغاباز ہی
کہا حاصل بیچارہ جوہری صبر کرکے بیٹھ رہا اور جو لوگ فہمایش کرتے تھے وہ بھی اپنی راہ گئے
اور تخلیہ ہوا عمرو نے پھر اسی جوہری کے پاس آکر کہا تمھارا مال وہ کتنے کا تھا جو جاتا رہا اُسنے
بتلایا کہ بیس ہزار روپیہ کا عمرو نے کہا اگر دس ہزار روپیہ مجھکو دو تو تمھارا جواہر دیدون جوہری
نے بموجب مثل کے کہ جاتا دھن دیکھیے تو آدھا دیجیے بانٹ دس ہزار دینا قبول کیے عمرو نے
جیسا اُسکا جواہر تھا ویسا ہی جواہر مصری کا بنا ہوا زنبیل سے نکالا اور اشرفیان دس ہزار
روپیہ کی لیکر اُسکے حوالے کیا اور آپ وہان سے روانہ ہو گیا جوہری جب دکان بڑھا کر
پہنچا گھر گیا سارا ماجرا اپنی زوجہ سے بیان کیا کہ آج اس طرح سے ایک ٹھگ دس ہزار روپیہ
مجھ سے لے گیا زوجہ نے کہا وہ جواہر جو اسنے پھیر دیا اُس مین بھی کچھ فتور ہوگا لاؤ
مین تو دیکھون جوہری نے درج جو کھولا روئی کے اندر لپیٹ کر جواہر رکھا تھا گرمی سے
مصری پگھل گئی جواہر کا پتا نہ رہا اُسوقت دونون لگے سر پیٹنے اور روتے ہوے پاس ملکہ
زعفران کے دہائی دینے گئے اور در دولت پر سر پیٹنے لگے ملکہ نے انھین پاس
بلوا کر حال سب دریافت فرمایا اور کہا تم سمجھے ہو یہ کام عمرو عیار کا ہے جب وہ گرفتار ہوگا تمھارا
مال دلوا دیا جائیگا اور حکم دیا کہ شہر کے سب جوہری ہمارے باغ مین آکر جمع ہون تاکہ اس معاملہ
کی تحقیقات کی جائے یہ حکم جوہریون کو جب پہنچا سب روانہ ہوے عمرو نے جوہریون کو جاتے
دیکھکر ایک شخص سے کیفیت پوچھی معلوم ہوا کہ جسکا مال تمنے لیا ہے وہ نالشی ہوا ہے پس سب
زعفران کے پاس جاتے ہین غرض یہ حال پوچھکر خود بھی جوہری بنا چپکن پہنکر شملہ دار
پگڑی سر پر دوشالہ گلے مین ڈال کر بھاری جوتا پانون مین انگوٹھیان جواہر کی ہاتھون مین
پہنکر جوہریون کے ہمراہ باغ مین زعفران کے آیا سبحان اللہ اسکا باغ کیا کہون

شہر آل پاکر حسن تخت زر پر بیٹھ اُسکے گلشن نگارین کا کیا پوچھنا در باغ پر پھول جواہر کے
لگا رکھے تھے کہ شداد کی روح کو شرماتے تھے جو کھٹ بازو ایسا ڈال طلاے خالص کے تھے اور
چار دیواری اوسکی سنگ یشب کی بنی تھی کہ سوداز دون اور ضعیف دلون کو قوت اور فرحت
بخشتی تھی اندر باغ کے درخت کے تراشی کیے ہوے تھے اُنکے بلورین بنے ہوے تختے
درختوں کے سونے چاندی سے منڈھے ہوے روش بجری سے درست کسی طرف ایک
کیفیت کے ساتھ داد و دلبستہ ریاحین اور گل انواع و اقسام کے پھولے ہوے بار اثمار
سے جھکے جھومتے ہوے نہرین آب گوہر سے زیادہ مصفا طائر خوش نوا شاخون پر نغمہ سرا
گرد باغ کے عمارت عالی قصر بے نظیر بنے تھے درخت بلند ہو کے لب بام تک پہنچے تھے کہ پھولوں
کی منڈیر پر پھل درخت کے لگے تھے کہ لیٹے لیٹے جس میوے کو جی چاہے وہ لبون سے لگا
لے جائے فرش قاقم و سنجاب کا ہر قصر دل نشین پر بچھا تھا بیچ باغ میں نگینہ زر رکھا تھا
نیچے اُسکے تخت یاقوت سرخ سے مزین اور مطلا آراستہ تھا کرسیان و دنگل مرصع کار رو
برو تخت کے گلدستے لگے تھے انجمن جمشید جم کو شرماتے تھے اسکندر کی بزم کو
غیرت دلاتے تھے کہ ابیات

تھی حسن فزا فضاے گلشن — تھی وجد ہوا ہواے گلشن
دیکھے نرگس کے طرفہ سامان — اپنی خوبی پہ آپ حیران
لالے نے کیے چراغ روشن — شب سے کہ شام باغ روشن
رقاصہ نسیم ہر روش پر — شاخین بھی جھومتین برابر
گرمی آفتاب گل سے — سایے گلبن کے نیچے بیٹھے
مینا غنچون کا جلوہ زا تھا — مشرق صبح بہار کا تھا
الجھی ہوئی نہرون سے نزاکت — بہتی ہوئی نہرون سے لطافت
نہرون مین عکس لوٹتے تھے — پانی مین لعل بہ رہے تھے
شبنم سے بھرے تھے کاسئہ گل — تختے مین جیسے ساغر مل

فی الجملہ شب جوہری جمع ہوئے ملکہ زعفران مع کنیزان زری پوش و رفیق و انیسان
زری پوش کے باغ مین آکر زر نگینہ زرتار تخت پر جلوہ گر ہوئی اور ایک ایک جوہری کو
بلا کر تحقیقات مقدمہ کی کرنے لگی یہان تک کہ نوبت ... سے جوہری پیشکش کی آئی سامنے

طلب کرکے استفسار کیا کہ اس جوہری کا جواہر جو شخص لے گیا ہے وہ کبھی تیری دکان پر بھی آیا
تھا کبھی تو نے اُسے دیکھا تھا عمرو نے عرض کیا پانچ ہزار روپیہ کا مال ایک روز وہ میرا بھی
لے گیا لیکن میں صبر کرکے خاموش ہو رہا نالش و فریاد و ہنگامہ کچھ نہیں کیا اب اگر آپکے
یہاں ہو کر آئیگا تو میں بھی اپنا مال اُس سے لے لونگا زعفران نے کہا تمہیں سب کو میں نے
اسواسطے طلب کیا ہے تا ہوشیار اور خبردار کردون کہ قلعہ میں عیار آیا ہے وہ سب کو لوٹتا
پھرتا ہے اپنا اپنا مال نہایت ہوشیاری سے رکھنا اور جو کچھ تمہارا جاتا رہا وہ سرکار سے
اِسوقت لے لو آئندہ کو شنوائی نہ ہوگی یہ فرماکر صندل سے حکم دیا کہ پچیس ہزار روپیہ لاکر
اِن دونوں جوہری کو دو اُسنے فوراً روپیہ حاضر کیا بیس ہزار اُس جوہری کو پانچ ہزار عمرو
کو عنایت ہوا اس انصاف کو دیکھکر سب جوہری دعا دینے لگے اُسوقت حکم ہوا کہ جو کچھ
جواہر ہمراہ لائے ہو در حضور میں گذرانو کہ ہم بھی خریدینگے جوہریوں نے جواہر اپنا اپنا
دکھایا لیکن عمرو چپکا کھڑا رہا اُس سے کہا تو بھی دکھلا عمرو نے جواب دیا کہ میرے پاس
جواہر ناقص ہے حکم ہوا کہ دکھا تو شاید پسند آئے عمرو نے مسکراکے ایک درج کمر سے
نکالا اور اسکو وا کرکے موتی برابر بیضہ مرغ کے ہاتھ پر رکھ کر دکھایا وہ جگہ تمام روشن ہوگئی
اور زعفران بیقرار ہوکر تخت سے اُٹھ کھڑی ہوئی پوچھا اے جوہری یہ موتی فرد ہے یا اسکی
جوڑی بھی ہے عمرو نے کہا کیا خوب آپ نے قدر کی ایک تو کسی بادشاہ نے آنکھ سے نہ دیکھا
ہوگا جوڑی کی ایک ہی کہی زعفران نے کہا سچ ہے جو اسکی نسبت کہو سچا ہے یہ کہکر اور
جوہریوں کو رخصت کردیا انہیں نہایت تعظیم سے بٹھلایا کہا قیمت اسکی اگر دام ابھی لو تو یہ
موتی میں مانون جان اور اسباب کو لیکر جبھی عمرو نے کہا کوئی اسکی قیمت بھلا کیا
دیگا یہ ہمارا ہی کلیجہ تھا کہ اسکی جوڑی کا موتی کھول کرکے کھا گئے زعفران نے پوچھا
کس لیے اسکو کھایا تھا کچھ فائدہ تو بیان کرو عمرو نے جواب دیا کہ میں نے سیاحی بہت
کی ہے ایک بار سنگلدیپ بھی جانیکا اتفاق ہوا تھا ہر چند کہ یہ ذکر طولانی ہے لیکن خلاصہ
یہ ہے کہ وہاں ایک درویش صاحب کمال کے ذریعہ سے اندر نگر میں پہنچا اور خدمت
میں راجہ اندر کے گیا اُنھون نے ایک جوڑی موتی کی عنایت فرمائی تاثیر اسکی یہ بتلائی
کہ جو کوئی ایک موتی کھائے سات سو برس کی عمر پائے اور کبھی بوڑھا نہو لہذا ایک میں نے
کھا لیا دوسرا یہ موجود ہے یہ بیان سنتے ہی زعفران لوٹ ہوگئی اور کہا کرور روپیہ لیکے

اور زعفران دونون نے ملکر منگایا اور بڑی منت سے عمرو کو دیکر راضی کیا عمرو نے کہا ان
روپے کا جواہر منگا دیجیے اس قدر لیجانے مین مجکو تکلیف ہوگی اور بارہ دری مین چلیے مین
تدبیر اس ہونی کے کھانے کی بتلادون غرضکہ اُس روپے کا جواہر لے کر اور ان دونون
کو بارہ دری مین لاکر ہونی کھول کر کے کھلایا یہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئین عمرو نے خنجر نکال کر
چاہا کہ انکے سر کاٹ ڈالون مگر زمین شق ہوگئی اور ایک شیر نکلا عمرو نے شیر کو دیکھ کر فی الفور
صندل کو اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اور زعفران پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ شیر نے
چیخ ماری زعفران ہوشیار ہوگئی شیر تو غائب ہوگیا لیکن اُسنے عمرو کو پکڑ لیا اور کہا
او دزد غضب کیا تھا کہ مارہی ڈالا ہوتا اور گرفتار رکھیے باہر بارہ دری کے لائی ہر طرف
صندل کو تلاش کیا کہین پتا نہ ملا عمرو سے پوچھا سچ بتا کہ تو نے صندل کو کیا کیا عمرو نے
کہا اسے ملک مین ساحرون کا گوشت نہایت رغبت سے کھاتا ہون اُسکو مین کھا گیا بہت
بھوکا تھا زعفران جواب دہ ہوئی کہ تو غلط کہتا ہے سامنے تیرے جو درخت صندل کا لگا
ہے خشک ہوجاتا جو صندل کو کھا لیتا قاعدہ ہے کہ جب ساحر مرجاتا ہے اُسکے سحر کی
بنائی ہوئی چیز گم ہوجاتی ہے عمرو نے کہا سچ تو یہ ہے کہ اسکو مین نے زنبیل مین رکھا ہے زعفران
کو اور زیادہ استعجاب ہوا لیکن کہنے لگی کہ اے عمرو تو اگر صندل کو چھوڑ دے تو مین
تجھکو اپنے قلعے سے باہر کردون عمرو گویا ہوا کہ اگر دریاے خون رواں کے پار بھیجدو تو
البتہ اُسکو مین دیدون ملکہ نے کہا یہ میری مجال نہین کہ دریا کے پار تجھے بھیجون یہ اختیار شہنشاہ
کو ہے عمرو عرض پیرا ہوا کہ دو لاکھ روپیہ دو اور اپنے قلعے کے باہر نکال دو تو بھی صندل
مل سکتی ہے زعفران نے قبول کیا اور روپیہ منگوا دیا اور قلعے کے باہر بھیجدینے کی نسبت
قسم کھائی عمرو بارہ دری مین گیا اور زنبیل سے ایک اور ساحرہ کو کہ اکثر مقامات پر گرفتار
کر کے رکھا ہے نکالا اور صورت صندل کی بنا کر اُسکو فہمایش کردیا کہ تجھے زنبیل کی قید سے
رہائی ملتی ہے اور وزیرزادی زعفران اپنی شاہزادی کی کہلاویگی خبردار سواے صندل
جادو کے اور کچھ اپنے تئین نہ بتلانا اس ساحرہ کو خوشی اپنی رہائی کی ہوئی اور کہنا عمرو کا
قبول منظور کیا یہ اُسکو لیکر سامنے زعفران کے آیا اُسنے اُٹھ کر وزیرزادی جانکر گلے سے
لگایا اور پاس اپنے بٹھایا شفقت سے ہاتھ پشت پر رکھا چنانچہ زعفران ایسی زبردست
ساحرہ ہے کہ اسکے گلے ملنے اور پیٹھ پر ہاتھ رکھنے سے سارے جسم مین اُس عورت کے سوزش

ہونے لگی اور تاب نہ لائی اوٹھ کر بھاگی زعفران نے کہا اے صندل کیون مجھے سحر یاد نہ رہا
کہ اس مین عمرو نے بات بتائی کہ حضور زنبیل مین جانے سے سحر بھول جاتا ہے کیونکہ اگر یاد رہے
تو پھر ساحر وہان رہنے کیون زعفران نے کہا سچ ہے افسوس ہے مین نے بڑی مشکل سے سیکھا تھا
تھا خیر پھر بتلایا جائے گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک آندھی آئی اور آگ ہر طرف برسنے
لگی بعد تھوڑے ایک بجلی کوندتی ہوئی آئی زمین پر گر کر لوٹی اور زن خوب صورت بنکر لباس
سرخ رنگ پہنے زر زیور یاقوت احمر زیب جسم کیے سامنے پہونچی زعفران پہچان کر اٹھی خوشی
لیے برق شرر ریز اسکی دوست ہے اکثر اسکے پاس آتی ہے ماحصل کلام دونون
باہم بغلگیر ہو کر بڑی گرمجوشی کے ساتھ بیٹھ کر گرم سخن ہوئین زعفران نے سارا حال عمرو
کا بیان کیا اور صندل کو دکھایا اسنے بھی اٹھکر سلام کیا برق شرر ریز نے غور سے
دیکھکر کہا اے ملکہ یہ صندل نہین ہے عمرو بڑا دغاباز ہے اسنے ذات مہ جادو و آذر ساحر
شمشمہ ایسے جادوگرون کو مارا ہے خداوند سامری اسکی صفت سامری نامے مین لکھ گئے
ہین بھلا وہ صندل کو دیگا یہ سنکر زعفران نے اس عورت کو دھمکانا شروع کیا کہ
سچ کہہ تو کون ہے اسنے کہا مین شہر کامرو کی رہنے والی ہون اور عمرو نے مجھے زنبیل مین ڈال
دیا تھا اسوقت مجھے صندل بنایا ہے حال میرا یہ ہے آیندہ آپکو اختیار ہے زعفران
نے کہا اے برق شرر ریز تم سچ کہتی تھین اس موذی نے دغا کی عمرو دیکھ رہا تھا
باتین سنتا تھا بولا کہ جرا فرادی تو نے میرے ساتھ بھی تو دغا کی وعدہ کیا تھا کہ عمرو کی
پھر مجھکو کہان رہا گیا بھاگے کو مین نے صندل کو نہین دیا ورنہ ہلاک ہو جاتا برق ہنسکر
بولی کہ اے عمرو تو آدمی نہایت لائق ہے مین تجکو اپنے ساتھ لے چلون گی لا صندل
کو دیدے عمرو نے جواب دیا کہ مجھ سے سحر دفع کرو باغ کے باہر جانے کا راستہ ہو تو
مجھے یقین آئے کہ تم چھوڑ دو گی ابھی تو اپنی مضبوطی تم سب نے کی ہے اور مجھ سے صندل
کو مانگتی ہو زعفران نے یہ باتین سنکر سحر اپنا دفع کیا راستہ کھول دیا اور کہا لاؤ صندل کو
عمرو کمر مین ڈھونڈنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ دیتا ہون سب تعجب سے دیکھ رہے تھے
کہ عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا زعفران گھبرائی کہا دیکھو مین ہوا دغا کر گیا برق نے
کہا کہین گیا نہین یہین ہے تم سحر کرو کہ اس عرصے مین عمرو نے جال مار کر لوٹنا شروع کیا
فرش و کرسی و دنگل و تخت و پاندان و خنجر و سقا باد وغیرہ جملہ اسباب غائب ہو گیا اگرچہ

ہنگامہ مچا عمرو نے پکار کر کہا ہم جاتے ہیں کنیزیں غل کرنے لگیں کہ کوئی کہتا ہے ہم جاتے ہیں
ایک نے کہا تو اس آنے جانے میں ہم لٹ گئے دوسری بولی ہیں غضب ہوا میری تو گٹھری تک
نگوڑے نے نہ چھوڑی خلاصہ کلام ایک لمحہ میں سارا گھر صاف نظر آنے لگا نقش بوریا تک
عمرو نے نہ رکھا اور پھر وہاں سے نکل کر چلا دروازے پر چلتے وقت ترکون اور حبشیوں سے
بھی کہتا گیا کہ ہم جاتے ہیں اور جو کچھ اسباب انکا پایا وہ بھی لیکر شہر کے اطراف میں جو دیہات و
قریہ جات ہیں اس طرف چلا اور ایک گانون میں پہونچکر صورت اپنی سپاہی کی ایسی بناکر
ٹھہرا ادھر زعفران نے ایک طائر ماش کے آٹے کا بزور سحر بناکر اڑایا کہ جہان کہیں
عمرو ہو وہان جاکر دیکھے اور مجھکو آکر خبر دے طائر اوڑ گیا اور اسنے ایک مرقع سحر کا
منگا کر دیکھا کہ عمرو کس کی صورت کی طرح بنا ہے اس ہنگام میں وہ طائر سحر اوڑکر اسی
گانون میں پہونچا کہ جہان عمرو تھا اور پھر کر آیا اور پکارا کہ موضع زعفران پور میں عمرو
ہے زعفران یہ خبر سنکر اور مرقع سحر میں دریافت کرکے کہ عمرو کی صورت سپاہی کی ہے
اوڑی کہ جاکر پکڑ لاؤن جب مقام عمرو پر پہونچی طائر سے پوچھا کہ کس طرف ہے اسنے
پکار کر کہا کہ وہ درخت کے نیچے بیٹھا ہے یہ سنکر اودھر ہی چلی مگر جانور کا بولنا عمرو نے بھی
سنا جلدی سے گلیم اوڑھ کر بھاگا زعفران وہیں ٹھہری اور طائر کو پھر بھیجا کہ خبر لا عمرو
کدھر گیا طائر چلا لیکن عمرو نے ایک جگہ آکر گلیم اتاری تھی کہ طائر پھر آکر ٹھہرا اور پھر کر چلا
عمرو سمجھ گیا کہ یہی طائر معلوم ہوتا ہے کہ میری خبر دیتا ہے پس گلیم اوڑھکر بھاگا وہان طائر
نے جاکر خبر دی زعفران اڑتی ہوئی آئی لیکن کسیکو نہ پایا پھر طائر کو روانہ کیا جب طائر
آیا عمرو جہان ظاہر ہوا تھا دیکھکر پھر اور خبر جاکر کہی ساحرہ ادھر چلی ادھر عمرو نے گلیم
اوڑھکر اپنی راہ لی اب عمرو آگے آگے اور زعفران پیچھے پیچھے دور پھر اسی طرح پھیر
آخر عمرو نے تھک کر ایک غار میں اتر گیا اور جال الیاسی سر غار پر لگاکر گلیم اتار کر بیٹھا کہ جانور
آیا اور دیکھ کر جاکر مخبر ہوا زعفران اڑکر غار پر آئی اور عمرو کو بیٹھے دیکھکر پکاری کہ حرامزادے
اب کہان جائیگا عمرو نے بھی کہا مادر زادی تجھے آ تو سہی یہان زعفران بغضب تمام بجھم
جھنکر ہی غار میں پہونچکر جال میں پھنسی اور عمرو نے کھینچکر زنبیل میں ڈال دیا اور غار کے
نکل کے روانہ ہوا زعفران ہنوز زندہ ہے مگر اسکا باقی ہے پتلوں نے سحر کے عمرو کو
گھیرا اور ہر ایک کہتا تھا کہ ہماری بی بی کو چھوڑدے عمرو جس وقت کہتا جاتا تھا کہیں

۲۴۰

قیامت آئی ہے اگر مجھے تم ستاؤ گے میں تمھاری بی بی کو مار ڈالوں گا تیلون نے خائف ہو کر برق
شرر ریز جو مہمان آئی ہے اُسے اِس حال سے مطلع کیا برق شرر ریز ساحروں کو بلا کر
سحر کرنے لگی دوڑی شور و غل سے عظیم برپا ہوا ساحر پیچھے پیچھے عمرو کے غل مچاتے جاتے ہیں لیکن
اِس خوف سے کہ زعفران کو عمرو ہلاک نہ کر ڈالے کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا عمرو بھاگا ہوا
ویرانے سے آبادی میں آیا اور ہر کوچہ و برزن میں پھرنے لگا لیکن جب شور و غل ساحروں کا
کسی طرح کم نہوا اسوقت عمرو نے قصد کیا کہ زعفران جادو کو مار ڈالوں اسی فکر میں ہر
سمت پھرتا تھا کہ ایک مقام پر حلوائی روغن کڑھاؤ میں گرم کر رہا تھا عمرو نے زنبیل کا منہ کھولکر
جال میں زعفران کو رکھ کر کھینچ کر باہر نکالا تیلون نے اور ساحروں وغیرہ نے چاہا کہ لپٹ کر
چھین لیں عمرو نے جال کو کڑھاؤ میں جھاڑ دیا زعفران چھوٹ کر روغن میں گری اور جل کر
تمام ہو گئی ایک ہنگامہ قیامت زا بلند ہوا تمام عالم تاریک تھا تیلون ہائے سحر جو عمرو کو گھیرے
تھے اسکے مرتے ہی غائب ہو گئے ساحر اس آفت کو دیکھ کر بھاگے برق شرر ریز بھی خائف
ہوئی کہ عمرو بلا سے بدتر ہے ایسا نہو تو بھی گرفتار ہو جائے یہ سوچکر گریزاں ہو کر اپنے مقام کی طرف
گئی اور عمرو نے اُس تاریکی اور شور وغیرہ میں جال مار کر دکانوں کو لوٹنا شروع کیا دکاندار
سر پیٹتے ہیں دکانیں بند ہوتی ہیں اہل شہر بھاگتے پھرتے ہیں آفت برپا ہے آخر اسی حالت
میں یکایک صدا آئی کہ کشتہ ہوا نام من زعفران جادو بود قلعہ جو سحر سے بند تھا اسکا
سد و دروازہ کھل گیا عمرو بھاگ کر قلعہ سے باہر نکل گیا اور صحرا نورد ہوا اس خیال سے کہ کسی
طرح دریائے خون رواں کے پار اتر جاؤں لیکن اب حال صرصر کا سنیے کہ ہمراہ شگوفہ
سحر کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے چلی تھی تلاش کناں قریب اُس صحرا کے پہونچی جہاں عمرو
پھر رہا ہے خلاصہ کلام عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر ایک ساحرہ کے ہمراہ کسی کو ڈھونڈتی
ہوئی جاتی ہے یہ دیکھ کر کوس بھر اُسنے عمرو آگے نکل گیا اور وہاں اپنے تئیں ظاہر کیا صرصر
نے اُس ساحرہ سے کہا ای شگوفہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہے عمرو نے یہ کلام سنکر جھاڑی میں
اپنے تئیں چھپایا لیکن صرصر نیمچہ پکڑ کر دوڑی عمرو جھاڑی کے اندر ہی اندر چلکر ایک غار
میں اُتر گیا صرصر نشان پا دیکھتی ہوئی جھاڑیوں کو ڈھونڈھتی چلی اس عرصہ میں شگوفہ
سحر نے کہا ای بہن کسی طرف سے سانس لینے کی صدا آتی ہے صرصر اُسکے کہنے سے ہر طرف
نگران ہوئی ادھر عمرو نے اژدہا غار سے مقوے کا بنا کر نکالا کہ بجائے آنکھوں کے یاقوت

سرخ نصب تھا مشعل کی طرح آنکھیں روشن تھیں منہ سے شعلے آتش کے نکلتے تھے صرصر اور
شگوفہ اُسکو دیکھ کر بھاگیں اُنکے پیچھے عمرو بھی غار سے نکل کے چلا اور چاہتا تھا کہ قابو پاکر
انھیں گرفتار کرے اتفاقاً ایک مقام پر شگوفہ کو احتیاج پیشاب کرنے کی ہوئی صرصر
سے علٰحدہ ہو کر جھاڑی میں گئی عمرو نے پشت پر سے آکر حلقے کمند کے مارے اُسنے گھبرا کر پیچھے
پھر کر دیکھا عمرو نے بیضہ بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کر دیا اور پیرہن اُسکا اُتار کر رنگ و روغن
عیاری لگا کر اُسکی ایسی صورت بنکر صرصر پاس آیا اور اُسکے ہمراہ آگے روانہ ہوا کچھ دور
چل کر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا صرصر بھی سمجھی کہ شگوفہ ساحرہ زبردست ہے بزور سحر غائب
ہو گئی ہے لیکن عمرو نے دور سے ایک ساحر کو اس طرف آتے دیکھا تھا اسوجہ سے غائب
ہو کر دوڑا اور قریب اُسکے پہونچکر گلیم اُتار کر ظاہر ہوا وہ ساحر ساکن طلسم باطن صاحبان
اعزاز میں سے تھا شگوفہ سحر کو پہچانتا تھا اُسنے استفسار کیا کہ آپ کہاں جاتی ہیں عمرو
نے کہا تلاش عمرو میں پھرتی ہوں لیکن تجھسے کچھ کہنا ہے یہ کہکر قریب اُسکے جاکر حباب
بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا عمرو اسکو اُٹھا کر جھاڑی میں لے گیا اور زیادہ بیہوش
کرکے اسکو اپنی صورت اصلی کے مانند بنایا اور پیٹھ پر لاد کر چلا یہاں صرصر حیران تھی
کہ شگوفہ غائب ہو کر کدھر گئی اور ڈھونڈھتی پھرتی تھی کہ ایک جانب سے اسکو دیکھا
کہ عمرو کو لادے ہوئے آتی ہے صرصر جھپٹ کر نزدیک آئی اور گویا ہوئی کہ آپ نے
شاید اسیکو کہیں دیکھا تھا جو غائب ہو گئی تھیں بارے محنت ٹھکانے لگی اچھی تدبیر
سے عمرو کو گرفتار کیا ورنہ اُسکا ہاتھ آنا دشوار تھا لیکن امید یہ آپ سے رکھتی ہوں کہ سامنے
شہنشاہ کے یہ نہ فرمائیے گا کہ میں نے عمرو کو گرفتار کیا ہے بلکہ یہ اظہار کیجیے گا کہ صرصر نے
قید کیا ہے کیونکہ عیار کا گرفتار کرنا ہم عیاروں کا کام ہے دوسرے یہ کہ اس نفری کو
مجھے عنایت فرمائیے تاکہ لپیٹ کے تارے میں باندھ کر لے چلوں شگوفہ نقلی یعنی عمرو نے جواب
دیا کہ اسکو ہوشیار کرنے ہی چاہتا ہے حال پوچھوں صرصر نے کہا کہیں ایسا غضب بھی کیجیے گا
ہوشیار ہوا اور آفت لایا فوراً چھوٹ جائیگا پھر قید نہ ہو سکے گا مناسب یہ ہے کہ اسکو مجھے
دیجیے آپ کے باعث سے میری عزت افزائی ہوگی آیندہ آپکو اختیار ہے شگوفہ
نے فرمایا کہ التماس کو پذیرا کرکے اُس ساحر کو دیا صرصر نے چادر عیاری بچھا کر حلقہ ہائے کمند
سے جکڑ کر مضبوط باندھ کر پشتارہ درست کر کے دوش پر رکھا اور نہایت درجہ شادان اور

فرحان روانہ ہوئی آگے بڑھکر شگوفہ سے مصلحت کی کہ خاص طلسم کی راہ سے دربار میں
چلیں ایسا نہ ہو کہ دوبارہ چلنے میں کچھ فتور پڑے غرض دونوں اوسی طرف چلیں یہاں
تک کہ ایک صحرا میں پہونچیں کہ سارا جنگل سونے کا تھا ہر سمت آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی
تھی گھانس اور درخت گیا بلکہ زمین تک طلاے احمر کی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مرصع
طراز قدرت نے طلائی زیور گیاہ اور نباتات کا شاہد صنعت میں رخسار الارض کو پنہایا ہے
یا فصل بہاری نے لباس استبرق اوتار کر سنہری پوشاک زیب قامت فرمائی ہے پھول
اور بعض درختوں کے گل خورشید کو شرماتے تھے رنگ سے آتش حسرت میں جلاتے تھے
میوہ دار اشجار سراسر پہار پھولوں کے درختوں پر عقد ثریا نثار سبحان اللہ کیا قدرت
صیرفی قدرت کی ظاہر تھی کہ چشمہ ہائے آب کی بھی رنگت سنہری تھی موجوں سے کیفیت
عیان تھی کہ سونا بوتہ زرگر میں چرخ کھاتا ہے سنہری گھاس سہرے کی طرح لہلہاتی آنکھ سہرے
میں کو شرماتے گرداگرد اوس جنگل کے پہاڑ سونے کے سربلند تھے جھرنے جھڑتے زعفرانی
پھول اونچے لگے ہر ایک کے دلپسند تھے آبشار کا جوش موج تبسم کو کندلی رنگوں کے شرماتا تھا
فی الحقیقت اسکی شان میں یہ زیبا تھا نظم

ہر سمت وہ آبشار کا جوش — جھرنے وہ کہ ابر ہو دیکھ بیہوش
صناعی صانع ازل کی — پتھر پتھر سے صاف جھلکی
کیفیت سبزہ اس ادا سے — جو باج لے خلد کی فضا سے
اللہ اللہ وہاں کا جوبن — قربان صدقے ہزار گلشن
قدرت کی بہار اس جگہ تھی — رنگین کش دامن نگہ تھی
گھبراتے جو چرخ کے فرشتے — پھرتے چلتے وہیں پہ آتے
پتھر بھی وہاں کے سونے کے تھے — ہر سمت چٹان سے پڑے تھے
لاکھوں آہو ہزاروں چیتے — چرتے گھاس اور پانی پیتے
بشاش و کلیل میں نظر آتے — گر بھاگتے کبھی کبھی ادھر آتے

عمرو ہمراہ صرصر کے شگوفہ بنا ہوا یہ سیر و کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا اور دل میں سونے کا
جنگل دیکھکر للچاتا تھا کہ کس طرح پاؤں جو اس جنگل کو زنبیل میں رکھ لوں پھر سوچتا
تھا کہ طلسمی کارخانہ ہے بظاہر سونے کا دکھائی دیتا ہے نظر بندی کا ایسا طلسم ہوگا

طمع کرنا سراسر بیجا ہے غرض اسی طرح دل سے باتین کرتا روانہ تھا یہانتک کہ کوہستان سے وہان سے جب گذر گیا تو ایک جنگل پر وارد ہوا کہ وہان گھاس اور پتے درختون کے زمرد کے تھے اور پھول جواہر کے پھل موتیون کے لگے تھے ہر نوک گیاہ پر گوہر شب چراغ نصب تھا صحرا سے گوہر نگار تھا یا قدرت رب تھا چمنستان روش سبزہ پر ہزار طرح کا جوبن رونق دہ گلشن نگارین مثل فردوس بریں تھا کہ ابیات

سبزے کا ہوا سے لہلہانا	جوبن پہ سبہ پھول کا دکھانا
لپٹا پیڑون سے عشق پیچان	ہر غنچہ و گل تھا عطر افشان
خوبی سے بھرا ہوا وہ گلزار	نایاب و نفیس و سادہ پرکار

جب اس مقام سے اور آگے بڑھے ایک دیوار چینی کی از زمین تا چرخ بریں سر کشیدہ نظر آئی کہ منزلون تک درازی اسکی تھی روبرو اس دیوار کے ہزار ہا پتلا بلور کا سپر و شمشیر ہاتھ مین لیے کھڑا تھا اور بیچ مین دیوار کے ایک پتلی مثل تصویر کے نصب تھی اوسکے نزدیک صرصر نے جاکر کہا اے تصویر طلسمی بحق شہنشاہ طلسم مجکو راستہ دے اُس پتلی کا پیٹ شق ہوا اور ایک دروازہ ظاہر ہوا صرصر اور شمیم وہ دونون داخل ہوے اور ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ در بند ہوگیا صرصر اور شمیم وہ آگے بڑھے ایک بیابان مین پہونچے کہ وہ مرغزار دلکشا تھا سراسر نکہت سمن و گلاب سے بھرا تھا نسیم سحاب وہان کی معطر کن مشام جان تھی شمیم گل مثل زلف عنبر سا سے شاہدان کے عطر افشان تھی طرفہ تر یہ طلسمات تھا کہ ہر سمت ابر گھرا ہوا جیسے موسم برسات تھا ساون کا مہینا معلوم دیتا تھا کہین پانی برستا تھا کہین مطلع صاف نظر آتا تھا ساون پھولی تھی گھٹا گنگھور چھائی تھی غرضکہ ایسے مقام فرحت بخش کی صفت مین یہ اشعار کافی ہین حظ لطف ناظرین کو وافی ہین نظم

بوتلین لاؤ برانڈی کی منائین ساون	آج کل باغ پہ عالم ہے گھٹا پہ جوبن
ہاے کیا باغ ہے کیا ابر ہے کیا سبزہ ہے	بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین ہوائین سن سن
پانی پتون سے ٹپکتا ہے شرابور ہین پیڑ	دھوئی دھائی روشین صاف ہین جیسے چندن
باغ مین آسے یہانتک تو جھکی ہے بدلی	ٹہنیان جھکین جو بالی نہ جھکالین گردن
بادل اُٹھ کے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو	بجلیان کوندتی ہین شوخی ہی اترو دکھن
یون گھٹا چھائی ہے یون کوندتی ہے بجلی	جیسے نیلم کے نگینے پہ جڑا ہو کندن

اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے | پیڑ اس طرح جھکے جاتے ہین جس طرح دلھن
مینھ برسنے کی ہے آواز ہوا کا غل ہے | شور سے سر جو اٹھاتے ہین چمن مین مرغ چمن
اس قدر چار طرف ابر ہے ماشاء اللہ | چشم بد دور نہین دیکھا ہے ایسا ساون

اُس دشت تراوت بخش مین ہر چند کہ بارش ہوتی تھی مگر جسم پر ایک بوند پڑتی تھی صرصر اور شگوفہ نقلی سیر کنان ایک ایسے مقام پر پہنچین کہ وہان آٹھ ہنڈولے گڑے تھے یہ دونون ایک ہنڈولے پر جا کر بیٹھین کہ یکایک زمین شق ہوئی اور دو پنجے پیدا ہوے اور دونون کی کمر مین ہاتھ دیکر اوڑے ایک صحراے سبزہ زار مین لا کر انھین اوتار کر غائب ہوگئے انھون نے اس جنگل کو بھی نہایت سبز و خرم پایا یعنے سبزہ وہان کا سبز رنگون کو لبھاتا تھا سبز بختان دہر کو شرماتا تھا جو پھول تھا شگفتہ خاطرون کے دل کا فراغ تھا بلکہ مرہم داغ پاتیرہ بختون کے لیے چراغ تھا ہر ایک شجر خضر راہ اشتیاق تھا مجنون کے دل کر قاست لیلی کا طور دکھا کر تسکین دینے مین طاق تھا ہر سمت چشمے جاری گرد جھیلون کے سبزہ زنگاری بمقتضاے

نظم

ہر اک طرح کے تھے وہان پر چمن | کسی مین بنفشہ کسی مین سمن
کہین لالہ تھا اور کہین جعفری | کہین راے بیل اور رتن منجری
کہین چاندنی تھی کہین موگرا | کسی جا مدن بان اور موتیا
کسی جا سے آتی تھی خوشبو کی بو | کہین پر کھلا تھا گل نازبو
کسی جا لگا تھا گل آفتاب | کہین تھا ہزارا بصد آب و تاب
کہین تھی وہ شبنم کی گل پر بہار | کہ گوہر کرے ابر نیسان نثار
غرض تھا وہ گلزار رشک جنان | تھین ہر شاخ پر بلبلین نغمہ خوان

یہ دونون اُس بیشہ فرحت افزا مین روان تھین کہ سامنے سے صدا طرقو کی سنائی دی اور بڑے جاہ و تجمل سے ایک سواری ساحر جلیل القدر کی آئی آگے آگے پیادل در چوبدار عصاے طلائی اور جواہر آگین لیے ادب اور تقادت گویان ہزارہا خادم بلباس تکلف ہمراہ سواری پویان دور باش کا شور بلند اور ایک تخت مرصع کار و دلپسند پر طوفان جادو نام ساحر ذی احترام سوار پشت پر ہمراہان نامدار کی قطار قریب آکر پہنچا صرصر نے آگے بڑھکر سلام کیا اُسنے سلام لے کر پوچھا کہ بی صرصر کہان چلین اسنے جواب دیا کہ عمرو کو

دربار شہنشاہ مین لیے جاتی ہون طوفان جادو نے کہا مین بھی وہین چلتا ہون میرے
ہمراہ جلو سواری موجود ہے سوار ہو لو صرصر عرض پیرا ہوئی کہ حضور ہم عیار بچیان ہر جگہ پھرا
کرتی ہین سواری اگر ڈھونڈھین تو کام کیونکر چلے آپ تشریف لے چلین کنیز پیچھے پیچھے آتی
ہے یہ سنکر وہ ساحر آگے بڑھا اور صرصر اور شگوفہ بھی چلین جب اُس صحرا سے گذر کر
آگے بڑھین تو ایک دریا ملا اُسکے آگے ایک دیوار بلور کی تھی صرصر نے دیوار سے کہا
مجھے واسطہ بادشاہ طلسم کا راستہ دے وہ دیوار شق ہوئی یہ دونون داخل ہوئین اور
آگے بڑھین تو ایک لشکر ساحرون کا اترا ہوا دیکھا کہ خیمے خرگاہ ہین استادہ ہین سائر کی قناتین
تنی ہے کڑھاؤ چڑھے ہین چہل پہل ہو رہی ہے بستر ساحرون کے لگے ہین جابجا چوکے دیے
ہین آسنی ہر جگہ بچھی ہے پوجے پاٹ مین بعض مصروف ہین بعضے اشنان گیان دھیان
مین ہین کنوئین پختہ بنے ہین دھوتی چھانٹ رہے ہین کوئی سورج سے آنکھ ملائے ہاتھ
جوڑے کھڑا ہے کوئی ہوم کر رہا ہے سامھنے اگیار کے جاپ کرتا ہے کوئی رسوئی کرنے مین
مشغول ہے بھونریان لگاتا ہے کسی نے سب کام سے فراغت پائی آرام مین ہے کوئی عیش و
نشاط کے کام مین ہے دف دائرہ کہین بج رہا ہے کسی جگہ چکارا اور ڈھولک کا سامان ہے
کوئی کثرت کرتا ہے پٹا بانک ہوتا ہے کہین ڈنڈا اور مگدر کا چرچا ہے کوئی ناچ دیکھنے مین مصروف
ہے کہین حسن خوب سے کوئی مالوف ہے حاصل کلام صرصر جب اُس لشکر مین داخل ہوئی
مہر طلایہ نے روکا اور کہا کیا باعث ہے کہ تم روبراہ آئین خاص طلسم سے جہان کوئی سوای
شہنشاہ کے نہین جاتا آؤ ہے آئین اس مین کوئی پیچ ہے صرصر نے لانا عمرو کا اور راہ اس
خیال سے کہ گذرگاہ خلائق کی طرف سے آنے مین خوف رہائی عمرو تھا بیان کیا مہر طلایہ
نے کہا اچھا تم لمحہ ٹھہر جاؤ مین اجازت شہنشاہ سے نسبت تمھارے منگا لون تو جانے
دون صرصر ٹھہر گئی اور اُسنے ایک ساحر کو پاس افراسیاب جادو کے بھیجا وہ ساحر
گیا اور پیش شاہ جادوان کیفیت صرصر اور شگوفہ کی معرض بیان مین لایا وہان
حکم ہوا کہ آنے دو کوئی مزاحم نہو ساحر نے آکر مہر طلایہ کو حکم شہنشاہ سے مطلع کیا اُسنے ان
دونون کو اجازت دی یہان سے جو آگے بڑھین تو بہشت باغ سیب نظر آئی اس سمت
کو بھی دروازہ عالی شان جواہر آگین لگا تھا اور ہزارہا ساحر بعہدہ نگہبانی کھڑا تھا صرصر
آلہ بیج عمرو بعینہ شگوفہ کے داخل باغ ہوئی ہرچند کہ عمرو پہلے بھی اس باغ مین آچکا ہے

گذرے وسکے ورسے آیا تھا ایکی بار طلسمی راہ سے پشت باغ کی طرف سے آیا ہے کیفیت آرایش اور زیبایش کو اس طرف سے اُس جانب سے دو چند پایا اور علاوہ اس کے یہ باغ مسکن افراسیاب ہے روز بروز آراستگی اسکی بڑھتی جاتی ہے ہر روز ایک کیا ہزار دن بہارین تازہ بتازہ اس مین پیدا کی جاتی ہین خلاصہ کلام اب جو عمر نے اس بوستان کو دیکھا تو بیخود ہو گیا اور دل مین اپنے ورد وظیفہ لگا بلا التشبیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کا نقشہ نظر آیا کہ ہر ایک درخت نیلم اور پکھراج اور الماس اور زمرد کا لگا ہے اور سونے کی زمین پر منڈھا کیا ہوا ہے لعل بدخشانی اور عقیق یمنی کے نگینے جڑے ہین کہ ستارون کو شرماتے ہین زمرد کے چمن ہین گرد اُنکے فیروزے کے کٹہرے بعد چمن ہین پھولون کی سرخی گل سرخ آفتاب کو شرماتی ہے بو باس سے نسیم عطر آگین اتراتی ہے سنبل پیچان زلف شاہدان کو پیچ سکھاتی ہے معشوقون کی قد قدون سے کھا سبزہ رنگین تر اور سرو اکڑتے ہین قد رعنا خوبان سے بہتر طرفہ تر یہ کہ لعل کے درختون مین موتیون کے گچھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خورشید کے درخت مین ستارے لٹکے نہرون کی لب گرداگرد جڑاؤ آن مین گلاب اور کیوڑا بھرا تھا نہر کی ڈالیون کا آبِ زر سایہ تھا بطین اور مرغابیان گوہر نگار جواہر کی اُن مین پھرتی تھین غوطہ بازیکی اور کلیلین کرتی تھین جوش فصل بہار تھا سبحان اللہ کیا بہار تھا۔ قطعہ

اسقدر باغ مین ہے کثرت شبو و سمن	یان جا ہی نہی تو کھلتے نہین غنچون کے دہن
انتہا یہ ہے کہ جگہ نالہ و بلبل کی نہین	جس طرح سے کہ گلستان مین نہین جائے سخن

سبحان اللہ وہ سہانا باغ کہ چشم و چراغ گلزار دہر اسکو کہنا بجا ہے یا داغ دہ ریاض رضوان ہے ۔ نظم

گل کھلے سب اپنے جوبن پر	بو سے گل تھی ہوا کے توسن پر
تھا عجب لطف پر جمال چمن	جھومتے تھے بڑے نہال چمن
فصل تھی وہ لبس گل و مل کی	گرم جوشی تھی بلبل و گل کی
رقص کرتی تھی موج باد نسیم	لخلخہ سا تھا عطردان شمیم
باغ گل مین کہین نہ گرد و غبار	نور افشان مگر تھا وہ گلزار
تھا زمین سے سپہر تک اک نور	نور سے تھا خلاصہ کل معمور
کسنے دیکھا جہان مین ایسا باغ	تھا وہ باغ ارم کا چشم و چراغ

خلاصہ یہ کہ صرصر اور شگوفہ لیے عمر و چمنستان کو طے کرکے ایک ایوان عظیم الشان مین

پہونچے کہ جہان افراسیاب سر جہان بانی پر جلوہ آرا تھا اور دنگلون پر ہزارہا ساحر دست
بستہ بیٹھا تھا صرصر نے گرفتار اُس ساحر کا جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا ہر بعد بجا آوری
آداب و تسلیم سامنے شہنشاہ کے رکھدیا اور حیران رہنا اپنا تلاش مین اور جد جہد گرفتار
کرنے مین عمرو کے مبالغہ کے ساتھ بیان کیا اسکو خلعت عنایت ہوا انعام فراوان عطا کیا
پھر شگوفہ سحر نے بھی مجرا کیا اسپر بھی الطاف خسروانہ فرما کر حکم بیٹھنے کا دیا اور خراج اسکے
ملک کا معاف کر دیا پھر مخمور سرخ چشم سے مخاطب ہو کر حکم دیا کہ شیر اور شیرلی وغیرہ کو
پاس شیطان درگاہ ملک بختیارک مرے مین نے بھیجا تھا مگر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہ
اب تک تشریف نہین لائے اب ذرا تم تکلیف کرکے کوہ عقیق تک جاؤ اور شیطان
خداوند کے پاس آؤ میری طرف سے عرض کرنا کہ وہ نا عیار یعنی عمرو گرفتار ہوا ہو حضور جلد تشریف
لاکر اُسے قتل کرین دیر نہ فرمائین مخمور نے یہ حکم پاکر اول تو انکار کیا کہ حضور میری بہن خمار
جادو وہان جاکر زک اُٹھا چکی ہین مین نہ جاؤنگی آخر جب افراسیاب نے مکرر اوسکو
کہا ناچار اُٹھکر اپنے مقام پر آئی اور دو ہزار کنیزان زرین پوش کو ہمراہ لیکر خود بھی زرد
زیور سے آراستہ ہو کر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ کوہ عقیق مین شیر اور شیرلی جاکر
پہونچے تھے لقا اور اہل دربار گھبرائے تھے کہ یکایک ابر سنہری رنگ کا سر قلعہ پر چھایا
اور ریزہ یاقوت کی بارش ہونے لگی وہان کے ساحر واقف کار گویا ہوئے کہ علامت آمد
مخمور سرخ چشم معلوم ہوتی ہے یہ کہہ ہی رہے تھے کہ تخت آکر اوترا اور ملکہ مخمور سرخ چشم
بہزاران ناز و انداز مہ سیما پاتاب جواہر کا زیور پہنے لباس شاہانہ زیب قامت کیے دو ہزار
کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے ہمراہ تخت سے اُتر کر سامنے آئی اور خداوند کو سجدہ کیا نذر
دی خلعت عنایت ہوا با دب تمام بیٹھی لقا نے پوچھا کہ اے بندی قدرت حاضر ہونے کا کیا
باعث ہے مخمور نے گرفتار ہونا عمرو کا اور بلانا افراسیاب کا ملک بختیارک کو
واسطے قتل کرنے عمرو کے اور شیر اور شیرلی بھیجکر مرغ کے طلب کرنا بیان کیا بختیارک نے
یہ باتین سنکر ایک قہقہہ مارا عمرو کا گرفتار ہونا کار لیست مشکل و امر لیست دشوار مین طلسم مین
جاکر اپنی جان نہ دونگا پیر و مرشد کی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین اگر وہ قید بھی ہوکر آتے ہین
تو دو ایک کے سر کاٹ کر لوٹ مار کرکے چلے جاتے ہین بالفرض شاہ جادوان نے انہین گرفتار
کرایا ہوگا مگر جب تک مین یہان سے وہان پہونچون اتنی دیر مین وہ شاہ کا سر کاٹکر چلے جائینگے

محمور سرخ چشم نے کہا کہ ملکہ جی شہنشاہ طلسم بغیر فتح طلسم ہلاک نہین ہوسکتا آپ تشریف
لے چلین غرضکہ بعد مقالات بسیار کے بختیارک پشت طائر پر سوار ہوا اور شیرا و شیرنی ہمراہ
چلے آگے بڑھکر یہ سوار کرینگے مگر محمور سرخ چشم جو خداوند سے رخصت ہوئی تو تصور
کرنے لگی کہ آخر تو اتنی دور آئی ہون لازم ہے کہ لشکر حمزہ صاحبقران کو بھی دیکھتی
چلون یہ تصور کرکے بیرون قلعہ جب پہونچی تو لشکر امیر کی طرف چلی اور تخت اپنا بڑھ کر سر
ایک مقام بلند پر اتار کر کیفیت لشکر دیکھنے لگی دیکھا کہ بازار لشکر سے ہر سردار کی بارگاہ کے
آگے آراستہ ہے اور اردوے معلی کا نقشہ ہے ایک طرف سونے کی بازار ہے دوسری سمت
جواہر کا انبار ہے کہین چینی کا بازار خاقان چین کی کھلی ہے کہین فرنگستان کی بازار لگی ہے
اگر اول بازارون کی طرف رقم ہو تو بیان افسانہ عدم ہوجاوے القصہ ایک سمت بارگاہ
سلیمانی کو دیکھا کہ ہزارہا کلس سونے کے اسپر چڑھے ہین اور ہر کلس پر طاؤس جواہر کے منقار
مین مالے مروارید کے لیے بیٹھے ہین دونون جانب سڑک کنارے سے آگے بازار چار طاق
باقیس آراستہ ہے سڑک پر جواہر لگا ہے سقے بادلہ لگا کر لنگیان باندھے کٹورے چاندی سونے
کے کمر مین رکھے چھڑکاؤ کر رہے ہین سرداران عالی تبار اپنی اپنی بارگاہ سے نکل کے بارگاہ
سلیمانی مین جاتے ہین اور لشکر امیر جہان تک بیک نگاہ جاتا ہے اترا ہوا نظر آتا ہے
بلکہ براہ مبالغہ یہ انداز ہے کہ از مشرق تا مغرب و از جنوب تا شمال فوج ظفر موج صاحبقران
موجزن ہے لشکر مین ڈنکے فتح ہو رہے ہین تبلیان چڑھی ہین قورے بجن رہے ہین
بہادر ہاتھ تلوارون کے نکالتے ہین تودے بنائے ہین تیر اندازی ہو رہی ہے کسی جا
سجادے بچھے ہین لوگ تلاوت صحیفہ ابراہیمی کتب ربانی مین مصروف ہین محمور جاہ
و جلال لشکر دیکھ کر دنگ ہوگئی اور دل سے کہتی تھی کہ کلاہ گوشہ صاحبقران
اوج تا باوج آسمان پہونچا ہے کب کوئی اسکے مقابل ہوسکتا ہے زہے خوبی لشکر و خہی عز
شان و کروفر بفحواے

نظم

سپہ کے ملک در رہ رزم آوران ۔ بہ محمور گی بہتر از اصفہان
بہ رونق زبت خانہ چین نکو ۔ وسے مردوش صانع فنا کو

محمور سرخ چشم حیران کار کھڑی تھی کہ ایک سمت سے سامان اور تجمل سواری ظاہر
ہوا ہٹو بچو کا شور سنائی دیا دیکھا کہ آگے آگے سقے گلاب و کیوڑا چھڑکتے نکلے ہین انکے

طفلان چہرہ صورت منقلیں روشن کیے عود و عنبر سلگاتے گذرے پھر خاص بردار اور چوبداران
کے ظاہر ہوے جب یہ سب آگے بڑھے اسوقت سواران زری پوش انتظام کنان پیدا
ہوے انکے پیچھے گلدستے اور درخت جواہر کے جن میں گچھے موتی کے آویزان تھے ملازم
لیے وردیان منقول پہنے نکلے اور سامنے سے مرکب پری پیکر پر شاہزادہ والاتبار بہم زندہ
زیب دہ ایمان وگل گلزار صاحبقران نور دیدہ مومنان و مسلمان صاحبقران بن
صاحبقران بن صاحبقران اعظم نور الدہر بن بدیع الزمان عالی ہمم برآمد ہوے
گرد انکے سرداران شکوہ شاہزادے کے زیر کیے مرکبوں پر سوار ہیں ایک ایک آہنین ذوالفقار
ہیں مثل طہماس بن عقیل دیو پرور و فضل بن کیا خوار خون آشام وغیرہ کئی
سردار ہمراہ ہیں ذکر انکے زیر ہوتے اور اطاعت میں شاہزادے کی آنے کا دفتر چہارم
ایرج نامے میں مذکور ہو حاصل کلام محمود نے صورت جان پرور شاہزادہ عالی گہر کو جو دیکھا
ششدر ہو گئی کہنے لگی کہ اس جوان حسین و صاحب تمکین گویا ہالہ جبار دے زیبا آفتاب
تابان کو شرماتا تھا اور وجاہت و صولت میں افسانہ رستم کو قصہ بیہودہ بناتا تھا نظم

برنگ کردہ لباس ارغوانی — بہار حسن و آغاز جوانی
قدش چون سرو بستان سرکشیدہ — ز چشم آسودہ و آفت ندیدہ
رخش تابان میان زلف پرتاب — چنان کاندر شب تاریک مہتاب
لبش چون غنچہ لب پر تبسم — دہانش راہ خندیدن زدہ گم
جبین و عارضش آن غیرت حور — نمودے شمع نور علی نور
دو ابرو پیش چشم نرگس مست — کشیدہ تا ز راج دل دادہ پیوست
نوشتہ دست قدرت چشم بد دور — دو نون سرنگون پیوستہ نور
نگویم دیدی آن چشم پر فسون — کہ دل بردی بیک دیدہ دیدن
ز ہر تارش نگاہی ساحری داشت — پیے طرزی بہ فن دلبری داشت
ہزاران زخمی کہ زد تیغ مژگان — لب او سرنگون کردی نمکدان
حلاوت خیز لعل رازان لب بود — کسے نشنیدہ شیرینی بآن سود
چگویم وصف آن سیب زنخدان — کہ بردہ گوے حسن از ماہرویان
بیاض گردن آن غیرت حور — نمودے چارہ جز گردن نہادن

دکھانے سے پہلے طائران طلسم نے اُسکے آمد کی خبر افراسیاب کو پہونچائی وہ بہر استقبال
ساحران نامی سے آیا یہان تک کہ پُرشکوہ عزم و شان سے اول لشکر حیرت دکھانے کو طلسم
ظاہر مین لایا حیرت اور صورت نگار سردارون کو لیکر پیشوائی کو آئی نقارے طلسمی بجنے
لگے عمرو نے کل لشکر دیکھا اور سب حال بیان کیا بارگاہ مین لا کر ارباب نشاط کو بلایا ناچ
ہونے لگا افراسیاب نے حکم دیا کہ جب تک ساحری لشکر مین تشریف فرما ہین باغ سیب
مین کچھ سردار جاکر دعوت کی تیاری کرین باغ کے مکان اور عمارتین آراستہ ہون فرش
بدلا جائے شیشہ آلات سجا جائے میخانہ درست ہو مطبخ مین طعام لذیذ تیار کیا جائے اس حکم
کو سنکر شگوفہ نقلی یعنی عمرو جو ہمراہ شہنشاہ کے استقبال کے لیے آیا تھا اور اس تہیہ
سے دریا کے پار اترا تھا کہ شگوفہ اصلی جسکو بیہوش کر چکا ہے اُسکی کنیزین اور ملازم اسکے
مطیع ہین اور اپنا مالک جانتے ہین اُسنے حکم دیا کہ سواری سحر سے تیار کرو کہ مین شہنشاہ
کے ہمراہ جاؤن اور مین عمرو کے گرفتار کر لانے مین خستہ ہون ورنہ خود سحر کرتی کنیزین
حکم بجا لائین اور تخت سحر کا بنا کر دیا عمرو سوار ہو کر افراسیاب کی سواری کے پیچھے ہو لیا
ادھر تو کنیزون نے سحر پڑھکر تخت کو روان کیا اُدھر افراسیاب نے کنارے دریا کے
پہونچکر حکم کیا کہ اے دریا تھم جا اور رہبر سے ہمراہیون کو راہ دے غرضکہ اس تدبیر سے عمرو
اتر تو آیا اور قصد رکھتا تھا کہ اپنے لشکر مین جاؤن مگر اسوقت حکم تیاری باغ اور سامان
دعوت سنکر بیقرار ہوا اور دل سے کہا اگر بن پڑے تو اس دعوت کو چل کر لوٹو اور بختیارک
حرامزادہ جو تمھین قتل کرنے آیا ہے اسکو جوتیان لگا کر خوب ذلیل کردیں یہ سوچکر اپنی جگہ
سے اٹھکر اسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ کنیز جاکر انتظام دعوت کرتی ہے افراسیاب نے سبب
گرفتار کر لانے عمرو کے اس سے خوشنود ہے جواب دیا کہ بہتر ہے تمہین سب کاروبار
تمہارے متعلق کیا دیکھین کہ کیسی شائستگی سے اس کام کو انجام دیتی ہو حسن و خدمت مین
ملک وبال ہے یعنی ہوشگوفہ نقلی آداب بجا لا کر رخصت ہوئی چلتے وقت افراسیاب
نے سحر پڑھکر دستک دی کہ نگہبان دریاے خون روان کو اسکے جانے کی اطلاع
ہوگئی شگوفہ نقلی دریا پر پہونچکر تخت کنیزون سے روان کرا کے پار اتر گئی اور باغ
سیب مین پہونچکر عہدہ دارون یعنی داروغہ مطبخ خانہ دار و مشکاندار اور فراش و مالک
میخانہ وغیرہ کو بلاکر حکم سنایا انعام بیکران پانے کا امیدوار کیا سب درستی جلد جلد ہونے لگی

آئینے قدِ آدم نصب ہوئے چھتیں بلّور کی لگائی گئیں دیوار گیریاں صاف و شفاف درست ہوئیں شیشہ آلات ہانڈیاں جھاڑ کنول وغیرہ قرینے و قرینہ سے ترتیب کیے مرغیوں کی دوہری باڑھ سامنے مسند کے لگائی چنگیر جو گلدستے چنے گئے مکان کے کونوں پر گھڑیاں جڑ دیں تصاویر آئینے کے اندر شاہان دہر کی درست کیں باغ کے درخت شبنم و بادلے اور زربفت سے منڈھوائے نہروں میں گلاب و کیوڑہ اور بید مشک سے بھروا کے اجزا کا فوارہ ہر جگہ چھوڑا یا دستہ پھولوں کے مناسب جگہ پر گلشن کے نشانیاں جو ہر چال دار تمثال بر خدمت گذاری مقرر کیں کہ وہ باغ میں ہر طرف کو کاربار کرتی پھرتی تھیں کوئی سامان اور کوئی چیز ایسی نہ تھی جو اُس جگہ موجود نہو بلکہ بمقتضای مثنوی

باغ کا سبزہ کو تھا بستان تھا
تختہ ہر طرح کا مرغوب تھا

ہر طرف بید مشک کا چھڑکاؤ
خوبرویان کا ہر جگہ پہ جماؤ

پھرتے تھے اس طرح ہوا کھاتے
ہوش پریوں کے تھے اڑے جاتے

سیم و زر کی بنی تھی ہر دیوار
اور جواہر کے اُس پہ نقش و نگار

فصلِ گل سے کیا تھا متوالا
جھومتی تھی چمن میں بادِ صبا

نسترن اور رائے بیل کہیں
کہیں نرگس کہیں گلِ نسرین

موتیا تھا کہیں کہیں بیلا
کہیں سوسن کسی جگہ چنبا

عشق پیچان کہیں کہیں جوہی
ساؤنی تھی کسی جگہ پھولی

جعفری تھی کہیں کہیں لالہ
جو کھلا تھا کہیں کہیں کھلتا

تاک انگور غضب کی بہار
لوٹتے پائے تھے دیکھ کر میخوار

پھیلے ایسے تھے سنبل تر کے
جیسے بکھرے ہوں بال دلبر کے

ہر گل تر تھا عارض مہرو
تھی چنبیلی میں جسم یار کی بو

تھے کسی جا پہ رقص میں طاؤس
تھے بہت اہل دید کا فانوس

نہر بیچ کی چار سو جاری
لہریں لیتی تھی رحمتِ باری

تھی جو تعمیر نہر کو بھی
نئے انداز کی عمارت تھی

اُسکو دیکھے تو حور ہی شیدا
چھوڑ دی سب نے نہ کچھ بھی خبر

قصرِ جنت سے تھی کہیں وہ بلند
پہنچے اُس پر نہ وہم کی بھی کمند

خوبصورت ہر ایک طاقچہ و در / کہیں آغوش حور سے بستر
تھا درخشندہ مہر سقفون اسکا / ساق محبوب سے کہیں اعلا
سب در و دالان مین تمامی کے پردے / تار اُن مین شعاع مہر کے تھے
اطلس کے تھے اُن مین آئینہ ایسے / رشک رخسار مہ جبین کیسے
ہانڈیان اس طرح کی تھین نایاب / کہیے بحر صفا کی انکو حباب
جھاڑ ہر رنگ کے قرینے سے / چھت کی زنجیرون مین لٹکے تھے
گنتی پہ نقش تھی ہر اک ہر رنگ / ہو دل حور جسکو دیکھ کے دنگ
خوبصورت تھی ایسی ہر تصویر / دیکھ پائے پری تو ہو تسخیر
فرشی جھاڑون مین نور ایسا تھا / جلوۂ نخل طور پیدا تھا
سبز مخمل کا فرش وہ نایاب / نیند آجائے جسکا دیکھ کے خواب
میزین الماریان بہت خوشتر / ہر طرح کے چنے ہوئے ساغر
بعض مین کیوڑا بعض مین تھا گلاب / دشمن ہوش تھی کسی مین شراب
تھا مسہری کا سٹ لگا ہوا ایسا / پاؤن پھیلائے دیکھ کر لیلا
پردے پر نور وہ سفید سفید / عاشقون کی ہو جیسے صبح امید
آگے اُسکے تھی مسند پرزر / گاؤ تکیے لگے ہوئے اکسیر
قابل دید تھی ہر الماری / شیشے کنٹرا چاریون سے بھری
لالٹینین بھی اسقدر نایاب / کہیے شمس و قمر کا انکو جواب

غرض جب سارے مکان کی آراستگی ہو چکی اُس وقت میخانہ عمرو نے خود جاکر سجا اور جتنا شراب مین بیہوشی خوب ملائی سیرون کیا بلکہ منون بیہوشی صرف کی داروغہ میخانہ سے کہا کہ شراب کے تیز اور عمدہ کرنے کا نسخہ یہ تیار کیا ہے اس سفوف کو ملا دو وہ اسکا مطیع حکم تھا جو کہا وہی بجا لایا پھر اسکے باورچی خانے مین جاکر ہر ایک دیگ کا منہ کھول کر بیہوشی ملائی اگر کسی نے دیکھا بھی تو کہا یہ گرم مسالا مین نے لاکھون روپیہ صرف کرکے بنایا ہے آج شہنشاہ کو حظ کھانے کا اُٹھے گا اور میری بدولت سب باورچیون کو انعام ملے گا غرض کہ جب سب اپنی تدبیر کرچکا منتظر آمد افراسیاب ہوا وہان شاہ طلسم دن بھر تخت تارک کرشکری سیر کرتا تھا جسدم ہیزم کشان دہر نے تنور فلک کو آتش مہر سے سرد کیا اور قلفی کو ماہتاب کی

دسترخوان طلسم چرخ پر چنا قطعہ

نور چشم سیہ او راشب کا	سرخ چشم نہار صبح ہوا
پھیلا عالم مین دام گیسوی شام	پھر دکھایا فلک نے روے شام

افراسیاب باحشم وخدم بختیارک کو لیکے داخل باغ سیب ہوا اور آرائش تمام دیکھکر
کمال محظوظ ہوکر شگوفہ کو خلعت دیا مقام صدر پر مہمان کو بٹھایا تمام باغ مین روشنی ہوئی
رقاصان پری وش حاضر ہوئین اسوقت مخمور سرخ چشم بھی آکر پہونچی اور شریک جلسۂ دعوت
ہوئی اس طرف حیرت بھی لشکر سرداران ذی رتبہ کو ہمراہ لیکے مکان دعوت مین آگئی
جب سب جمع ہوچکے اس وقت وہ ساحر جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا ہے اور پشتارہ
مین بند ہوا پڑا ہے اُسکو سامنے طلب کیا اور پشتارہ کھلوا کر بختیارک کے ہاتھ مین خنجر دیا
کہ اسکا سر قلم کرو اُسنے بائین آنکھ کو عمرو کی دیکھا اس مین تل شناخت کرنے کا ہے اس
ساحر بیہوش یعنی جو عمرو کی صورت ہے اسکی آنکھ مین تل نہ پایا بختیارک مسند پر سے اچھلکر
ناچنے لگا اور پکارا کہ صلوات بر ابراہیم پیغمبر خدا و لعنت بر لقا ای افراسیاب جلد مجکو
یہان سے رخصت کرو کہ اب اس جگہ کوئی لمحہ مین آفت آیا چاہتی ہے مین پہلے ہی کہتا تھا
کہ میرو مرشد برحق کو کون گرفتار کرسکتا ہے اس اثنا مین مخمور نے کہا ملکہ جی آپ کرشمہ ہی
جانا اسکو سر جدا کیجیے یہ عمرو ہے شہنشاہ نے بڑی جستجو سے اسے قید لیا ہے قتل کا کیا
دیکھنا کہین بہہ گیا ہوگا بختیارک نے کہا مین مسلمان ہون اشہد ان لا الہ الا اللہ ابراہیم
خلیل اللہ مجھ سے سر نہ کٹ سکے گا اور کیون کسی بیچارے اپنے غریب برادری کے ساحر
کو قتل کیا چاہتے ہو شہنشاہ عمرو تو کے دشمن قید ہون یہ کوئی تم مین کا ساحر ہے اور علاوہ
برین اس شخص کے سر مین ابتو ایک بال بھی نہین جو جوتیان حضرت کی کھاتے یہ کہکر فیتہ
سر پر سے اوتار کر دکھایا کہ فی الحقیقت کھوپری صاف اور چکنی تھی افراسیاب اور سب
اہل دربار ہنسنے لگے کہ دراصل یہ شخص شیطان ہی ہے اور مخمور سرخ چشم سے اشارہ کیا کہ اسے
بکنے دیجیے تو سر عمرو کا کاٹ دے بختیارک نے کہا ابھی تم ہنستے ہو کوئی گھڑی مین رو دوگے
مختصر یہ کہ اسکا کہنا نہ سنا مخمور سرخ چشم نے حکم شاہ طلسم سے سر عمرو مصنوعی کا جدا کیا
بختیارک آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا اور اس ساحر کے مرنے سے شور اور غوغا بلند ہوا
کہ کشتی مرا نام سن فریاد جادو و لیو داگ پتھر برسنے لگے بختیارک خوب اچھلا اور کود

پکارا کہ وہ مارا مین نہ کہتا تھا کہ جناب مستطاب معلے القاب گردون رکاب شاہون کے شاہ
ہم غریبون کے پناہ سرگروہ پروردگار عمرو نابکار کو کون پا سکتا ہے افراسیاب بہت ذلیل
ہوا اور رانیہ کر وہ درخت جو شگوفہ نے اپنے حیات کی نشانی کا لگایا تھا اُسے دیکھا ازبسکہ
وہ ابھی زندہ صحرا مین بیہوش پڑی ہے اس باعث سے درخت کو سبز اور شاداب پایا سمجھا کہ
شگوفہ سحر جو یہان موجود ہے یہ تو اصلی ہے لیکن عمرو کے گرفتار کرتے وقت معلوم ہوتا ہے اُسنے
دھوکا کھایا اصلی عمرو کو پایا نہین ناموری کے واسطے کسی کو عمرو بنا لائی یا عمرو کسیکو اپنی
صورت کا بنا کر آپ اسکے پنجے سے نکل گیا بہرحال ایسا ہی کچھ فتور ہوا ہے یہ مضمون شاہ طلسم
سوچکر خاموش ہو رہا لیکن بسبب تر و تازہ ہونے درخت حیات کے یہ گمان مطلق نہ ہوا کہ
شگوفہ سحر کی شکل بنا ہوا عمرو یہان موجود اور منتظم ہے غرضکہ مسند پر آکر بیٹھا اور گویا ہوا
کہ ملکہ ہی آپ سچ فرماتی تھے عمرو گرفتار نہین ہوا اگر آپ دعوت نوش فرمائین مین عمرو
کو گرفتار کراتا ہون بختیارک نے کہا مین دعوت سے باز آیا آپ مجھے خدا واسطے بھیجیے
افراسیاب نے بہت تمام پر دکا اور حکم دیا کہ سامان عشرت حاضر کرو بحر دار شاد شگوفہ
نقلی جو منصرم کار دبار ہے اسنے میخانے سے کشتیان بادۂ ناب کی آغشتہ بدارو ہی بیہوشی حاضر کین
اور ساقیان سیمساق نے جام بھر کر سامنے لائے پہلے بختیارک نے پی پھر اہل انجمن نوش کرنے
لگے گانے والیان خوش گلو زہرہ جبین سازسے دمساز ہو کر تانے لگانے لگین عجب سمان بندھا
کہ فلک پیر بھی اپنی گردش بھولا اس اثنا مین افراسیاب کو شراب بیہوشی کا نشہ دوبالا
ہوا اُسنے اپنے دونون ہاتھون کو دیکھا اُسکے دہنے ہاتھ مین یہ صفت ہے کہ حال اچھی باتون
کا اور ساعت نیک ظاہر ہوتی ہے اور بائین ہاتھ مین حال بُری باتون کا اور ساعت بد معلوم
ہوتی ہے فی الجملہ اُسوقت بائین ہاتھ سے ثابت ہوا کہ چند گھڑیان اسدم تیرے لیے ذلت
اور بُرائی کی ہین تھوڑی دیر کے لیے محفل سے چلا جا ورنہ خرابی ہوگی یہ دریافت کرکے
حالت نشہ مین اور کچھ زیادہ تفتیش نہ کرسکا اُسی طرح انجمن کو چھوڑ کے اپنے ہمشیرہ کو
اپنی جگہ بٹھا کر آپ غائب ہو گیا اور بسبب حرکت کرنے کے کچھ دیر مین بیہوشی نے تاثیر کی
اپنے مقام پر بیہوش ہو گیا ادھر اہل محفل جو مصروف نا و نوش تھے بعد لمحے کے بیہوش
ہونے لگے شگوفہ نقلی نے ایک خم شراب کی خادم خدمتگار وغیرہ کو دی کہ شیطان خداوند
کی دعوت مین حکم شاہ طلسم ہے کہ کوئی محروم نہ رہے لہٰذا تم بھی شراب پیو اور ناچ دیکھو سب

ادنی و اعلی خوشنود ہوکر مشغول مےخواری ہوئے ادھر بعض اہل مجلس ساحرون کو حکم دیا کہ جسکو خواہش
کھانا کھانے کی ہو وہ مطبخ مین جا کر بلا تامل کھانا نوش کرے خلاصہ کلام ایک آن مین ادنی و
اکابر وغیرہ کو بیہوشی طاری ہوئی اور باہم گفتگو بیہودہ مستون کی طرح کرکے اور جوتی پیزار آپس مین
لڑکے مردے کی طرح بےحس و حرکت ہوئے مگر شہنشاہ افراسیاب آئینے کے اندر سے ہشیار رہا وہ
بیہوش نہوا عمرو اُسے دیکھ کر گھبرایا اور سامنے اُسکے بھی جام شراب بھر کر رکھا اُسنے کچھ اعتنا
نکی پھر عمرو نے اُسے سلام کیا اُسنے ہاتھ ماتھے پر رکھ لیا مگر منہ سے نہ بولا عمرو نے دل سے
کہا اسطلب ہی فوت ہوتا ہے اب ہرچہ بادا باد کچھ قتل و غارت منظور ہو وہ کر وقت کو ہاتھ
سے نہ دو یہ خیال کرکے اول بختیارک کو ہشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی عمرو کو باخنجر برہنہ پایا
اور سب محفل کو مدہوش پایا جلدی سے تسلیم کی اور عذر خواہ ہوا کہ جناب عالی وہ شخص تو آپکے
غلام کا غلام بلکہ تلام اور تلام کا احتلام ہے جو حکم ہو بجا لاؤن عمرو نے کہا ملک جی اب باتین
نہ بناؤ وہان کے ہمارے قتل کرنے کو آئے تھے آج تم بچ گئے نہین اچھا لو یہ خنجر حاضر ہے جلدی
جلدی سران ساحران نابکار کے جدا کرو بختیارک نے عرض کیا بہت خوب یہ حرامزادے سب
اسی قابل ہین اور واجب القتل ہین عمرو نے اُسوقت رقیدہ آتا بکر ایک جوتی سر بختیارک کے
لگائی کہ نالائق باتین بناتا ہے جس کام کو کہا ہے اُسے نہین کرتا بختیارک پر جوتی پڑی کیلون
سے نعلین کی سر سے خون جاری ہوا مگر سر کو سہلا کر کہتا جاتا تھا کہ زہے سعادت اوس فرزند
خوش نصیب کی جسکو ایسا باپ شفیق اور مہربان مار کر نصیحت فرمائے تم مجھے اپنے دین و
آئین کی کہو عقیق مین مجھے یہ لذت نہ حاصل تھی سر کو اس نعلین کا بڑا اشتیاق تھا آخر طالع
یاور ہوئے اور بخت رسا نے مدد کی کہ سر کو اس جوتی تک پہونچایا عمرو اسکی باتون سے ہنسا
اور سمجھا کہ یہ ایسی فعلین کرکے وقت کو ضائع کریگا تمام کر واپس در باغ جا کر بند کیا
اور زنبیل سے دس پانچ قیدی جنکو اکثر اوقات پکڑ کر زنبیل مین ڈال لیا ہے نکال کر حکم دیا
کہ جلد یہان کا اسباب فرش و تخت و کرسی و میز اور دنگل وغیرہ سمیٹ کر ایک جا کر دو اگر
عرصہ ہوگا تو تمھین مار ڈالونگا وہ سب اسباب ایک جا کرنے لگے اور عمرو جو مال کہ ڈھیر
ہو جاتا تھا اُسکو جال الیاسی مار کر زنبیل مین رکھتا تھا اور آپ بھی ہر جگہ جال مار کر لوٹتا
پھرتا تھا اور بختیارک ساحرون کا لباس اور ساحرنیون کا زیور براہ خوف بعجلت تمام
اتار کر ایک جگہ انبار کرتا تھا یہان تک کہ دو گھڑی مین سارا باغ ویران کرکے عمرو نے

ساحرنیون کا سر مونڈنا شروع کیا اور قیدیون سے اپنے روغن دیکر کہا ان سب کا منھ کالا کرو
لیکن جب مخمور کے سر مونڈنے کی نوبت آئی عمرو کو احسان اسکا یعنی چھڑا دینا خار کے تخت
سے یاد آگیا اسکا سر مونڈنے اور پوشاک لینے سے باز رہا باقی ہر ایک کا سر مونڈکر اور ساحرنیون
کا گلے مین بٹھا کر منھ کالا کیا اور ساحرون کے انثیین کو تانت سے باندھکر درختون مین دوسرا
سرا تانت کا باندھ دیا اور بعض کو عورت کی صورت بنا کر بعض کے پہلو مین لٹا دیا اور کسی کو
ریچھ والا اور بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ مین دیدی جب ان کامون اور لوٹنے سے
فرصت پائی بختیارک کو مارنا شروع کیا کہ جلد سر انکے کاٹ وہ ناچار چھاتی پر چڑھ کر
ساحرون کو ذبح کرنے اور مارنے لگا شور نشور محشر کی طرح ہنگامہ برپا ہوا عمرو نے اسوقت
کھال کتے کی نکالی کہ جسپر بڑے بڑے بال تھے اور گنڈیان پیٹ کی جگہ اُس مین لگی تھین اُسکو
پہنکر زمین پر گر کر مثل سگان تازی کے جست کرکے ایک گوشہ باغ مین جا کھڑا ہوا اور چلتے
وقت ایک رقعہ لکھکر مقام نشستگاہ افراسیاب پر ڈال دیا اُس مین لکھا تھا کہ این کار
عمرو نامدارست غرضکہ خود ایک گوشہ باغ مین بصورت کلب بنا کھڑا رہا بعد تھوڑی دیر کے جب
افراسیاب اپنے مقام پر ہوشیار ہوا باغ کی جانب چلا اب اور لطف کی بات سنیے یعنی وہ شگوفہ
سحر جسکو عمرو بیہوش کرکے صحرا مین چھوڑ آیا تھا ہوشیار ہوئی اور ہر سمت جستجو کرنے لگی
اور عمرو کو بھی ڈھونڈھتی پھری جب کہین پتا نہ لگا تو سمجھی کہ ضرور شاید عمرو کو پکڑ لے گئی
ہوگی یہ سوچکر باغ سیب کی طرف روانہ ہوئی اور اسوقت آکر پہنچی کہ عمرو جا چکا تھا اور
بختیارک ساحرون کا سر خوف عمرو سے کاٹتا پھرتا تھا شگوفہ نے کیفیت مجلس اور اسکا
ذبح کرتے پھرنا دیکھکر تصور کیا کہ عمرو جو قید ہو کر آیا تھا اُس نے دغا دیا سب کو بیہوش کیا ہے
وہی سب کے سر کاٹ رہا ہے بس دیکھتے ہی دہن سے شعلہ بلند کیا کہ بختیارک کے دست و پا
بیحس ہوئے اور شگوفہ نے آکر تازیانہ سحر سے تیار کرکے مارنا شروع کیا اور بختیارک
نے عمرو کو اسی صورت کا بنا ہوا دیکھا تھا سمجھا کہ خواجہ ہین غرض منت وسماجت کرنے
لگا کہ حضور مین تعمیل حکم کر رہا ہون بہتون کے سر کاٹے ہین مجھے زدوکوب نفرمایئے شگوفہ
نے اس کلمہ پر اور زیادہ مارا اسوقت تو یہ لگا دہائی دینے کہ دہائی افراسیاب کی
مجھے گھر مین بلاکر خوب دعوت کی کہ کھانے کے بدلے خوب مار کھائی اسکے واسطے ساحری و جمشید
کا کیون مجھے مارے ڈالتے ہو ہر چند یہ چیختا ہے اور غل مچاتا ہے مگر شگوفہ سماعت نہین کرتی

اور اسکو پیٹے جاتی ہے ایک ہنگامہ بلند ہے کہ ادھر سے افراسیاب آکر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ
ساری محفل بیہوش پڑی ہے اور شگوفہ تازیانے لیے بختیارک کو مار رہی ہے یہ دیکھکر اسکے ذہن مین
آیا کہ شگوفہ بنکر عمرو یہان موجود تھا اُسنے سب کو بیہوش کیا اور اب شیطان خداوند کو مار رہا
ہے اس یقین کے ہوتے ہی بغیظ و غضب تمام سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایک برق چمککر
شگوفہ سحر پر گری کہ دو ٹکڑے کر کے زمین مین اُتر گئی اور اُسکے مرنے کا شور اُٹھا اور صدا
آئی کہ افسوس مردیم و جان دادیم کشتی مرا کہ نام من شگوفہ سحر جادو بود یہ ندا سنکر افراسیاب
گھبرایا کہ یہ تو شگوفہ اصلی تھی اور نہایت پریشان ہوکر باغ مین آکر درخت حیات کو دیکھا
شگوفہ کے مرتے ہی وہ جل گیا تھا اُسوقت افسوس کر کے خیال کیا کہ اور سب بیہوش ہین
مگر شیطان خداوند ہوشیار ہے اغلب ہے کہ یہ عمرو ہو ایسا کچھ سمجھ کے اسکے جانب بہ نگاہ
غضب دیکھا بختیارک نے کہا ابھی تو یہ قحبہ مجھے پیٹ رہی تھی جو واصل جہنم ہوئی اب
تو گھورتا ہے کیون گھر مین بلا کر بحیلہ دعوت عداوت پر کمر باندھی ہے کب کی مجھسے دشمنی
نکالی ہے اے افراسیاب دیکھا تو نے استاد برحق کی عیاری کو اب مناسب ہے
کہ مجھے پاس خداوند کے بھیجدے افراسیاب ان باتون کو سنکر قاصد ہلاکت تھا لیکن
رُک گیا کہ ابھی ایک دھوکا کھا چکا ہون ایسا نہو کہ پھر افسوس کرنا پڑے اور پشیمانی ہو لیکن
براہ تحفظ سحر سے حصار گرد بختیارک کے کر کے ابر سحر برسایا کہ اہل محفل ہوشیار ہوے مگر کسی
نے پہلو مین اپنے عورت کو لیٹے پایا جان جان کہکر اُس سے لپٹا اور کسی نے بیدھڑک اُٹھنے
کا قصد کیا تو انھین بندھے تھے جھٹکا جو لگا ہاے کر کے پھر گر پڑا کسی نے منھ پر جو ہاتھ پھیرا
جوتی ہاتھ مین پکڑا دی تھی وہ تڑاق سے رخسار پر لگی کسی نے ہاتھ کو جو اونچا کیا اور حرکت
دی تو ڈگڈگی بجنے لگی خلاصہ یہ کہ وہ مسخرا اور استہزا ہوا کہ افراسیاب خود ہنس پڑا اور
سب کو ڈانٹا کہ ذرا ہوشیار ہوکر اُٹھو تمھاری حالت اسوقت دوسری ہے اب جو سب نے
اپنی اپنی کیفیت دیکھی نادم ہوکر سنبھل کے اُٹھے اور سحر کر کے تانت انھین سے کھولی
گوشے مین گئے عورات اوہی اوہی کہکر بدن چراتی ہوئین اُٹھکر بھاگین اُسوقت مخمور
بھی اُٹھی اور ساحر و ساحرنیون کے سر مونڈے دیکھکر اپنے سر پر بھی ہاتھ پھیرا دیکھا کہ میرا
سر نہین منڈا ہے علیحدہ اُٹھکر جاکے آئینہ دیکھا تو منھ بھی کالا نہ تھا پھر لباس اور زیور کو بھی
بدستور پایا ابھی کہ عمرو کو جو تو نے ایک بار رہا کر دیا تھا یہ اُسکا نتیجہ ہے غرضکہ افراسیاب نے

آکر پہونچا اسکو یاد آیا کہ اس زمانے مین میرے سحر پڑھنے اور سامری کے نام پر چلہ کھینچنے کا وقت ہی
یہ خیال کرکے اسی جا فروکش ہوا کہ بعد چلہ پورے ہونے کے جاؤنگا اسوقت طائر نے جاکر نامہ
افراسیاب دیا پڑھکر شادمان ہوا اور جواب اسکا اس طرح سے لکھا ابیات

اے شہنشاہ آسمان رفعت	اے شہ نیک خو و با صولت
بادشاہ جہان و گردنکش	حاکم ساحران عالی منش

نامہ محبت مشحون کے مضمون سے مطلع ہوکر واسطے قتل باغیان طلسم ظاہر کے عنان عزیمت
کو ہمنے منعطف کیا بعد و سامری فیصلہ جنگ کرکے تمسے ملاقات کرینگے اطمینان رکھو یہ نامہ
کو طائر لیکر سمت شاہ طلسم گیا اور اسنے کوچ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل با فوج قاہرہ قریب
طلسم ظاہر پہونچا لیکن جب طائر سحر نے شاہ طلسم کو جواب نامے کا لاکر دیا وہ اسنے پڑھکر
خوشنود ہوا اور اسی وقت حیرت کو لکھ بھیجا کہ نبیرہ سامری اس طرف آتے ہین انکی تعظیم
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا حیرت اس تحریر کو پاکر مع سرداران استقبال کو
چلی ادھر سے بہران اپنی فوج لیکر بڑے کروفر سے دریائے خون روان کے پار اترا
حیرت نے اسکے استقبال کے لیے یاقوت اپنی وزیرزادی کو بھیجا اسنے جاکر پیشوائی کی
ادھر حیرت پاس مصور کے پہونچی اسکے جاہ و جلال کو دیکھا کہ ابیات

فیل سا ایک اژدر خونخوار	اسکے اوپر تھا وہ خبیث سوار
اپنے فن مین تھا وہ بہین کامل	سحر جادو مین مستعد قابل

غرض اسطرف سے بہران اور ایک جانب سے مصور مع افواج قاہرہ داخل لشکر
حیرت ہوئے ایک ہنگامہ اور غلغلہ برپا تھا انکے آنے کی خبر صبح کو ہوئی یہ دربارگاہ پر اپنی
کھڑے ہوکر مع سرداروں کے آمد لشکر دیکھنے لگی کہ ابیات

تیغون مین چمک تھی بجلیون کی	جلتی تھین جانین ناریون کی
اٹھی ہوئی گرد کی گھٹا تھی	گھوڑون مین رعد کی صدا تھی

مختصر یہ کہ بارگاہین برپا ہوئین لشکر اترے مصور اور صورت نگار زن و شوہر باہم
ملاقی ہوئے بہران بھی شریک انجمن ہوا مصور نے اس سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم تم
ملکر حریف سے لڑین اسنے جواب دیا کہ مجھے سامری کی مدد کے سوا کسی کی اعانت نہین درکار
یہ کلمہ مصور اور صورت نگار کو برا معلوم ہوا مگر خاموش ہو رہے حیرت نے دعوت

وضیافت دونوں کی فرمائی شغل مے نوشی رہا جب دم نقاش دہر نے صفحۂ دہر سے نقش زرین خورشید کو مٹایا اور ورق سپہر کو ستاروں سے زرافشاں کیا کہ نظم

جہاندار انجم بصد عظم و شان / قدم رنجہ فرما سوے آسمان
بیاراست بر چرخ بزم سرور / ستور جہاں گشت از ذرہ نور

حیرت نے حکم نواختن طبل جنگ دیا نقارہ رزمی گرگرایا طائران تیر اور عیاروں نے جا کر شہنشاہ کو بھی مطلع کیا ادھر بھی نفیر سحر کو دم ملا رات بھر طرفین سے تیاری رہی ساحروں نے سحر جگایا بہادر اور دلاوروں نے تلواروں کو سان پر چڑھایا طول ہر مقام پر تھا یہ شب گذر کر آخر وہ وقت آیا کہ آہوے وحشت اخضر گردون یعنی ماہ صید ہوا اور شہنشاہ خاور باوہدبہ و شوکت میدان چرخ پر آیا کہ ابیات

ماہ تاباں ہوا نگہ سے نہاں / ہوا گردون پہ مہر جلوہ کناں
چلے دشت وغا کو دو لشکر / ہر طرف غل ہوا لگے شور و شر

لشکر دونوں طرف سے بعظم و شان تمام میدان قتال میں آئے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا کہ ابیات

زمین ہل گئی آسمان ہل گیا / سمندوں سے دونوں جہاں ہل گیا
چقاچاق خنجر بہ گردون رسید / زمین خون شد و خون بہ جیحون رسید

حکم صف آرائی ہوا میمنہ میسرہ وغیرہ درست کیا گیا سوار آگے بڑھے چپقلش ہوا کی دکھانے لگے نامرد منہ چھپانے لگے نقیب للکارے بہادروں کو پکارے مذمت دنیاے فانی زبان پر لائے وہ فقرے سنائے کہ عروس مرگ کا ہر ایک مشتاق ہوا یعنی نظم

عیش دمی دیار و جوش مستی کب تک / یہ عجب وہ غرور و خودپرستی کب تک
اس دیر خرابات سے جانا ہے ضرور / غافل ہشیار ہو کہ ہستی کب تک

اے نامدارو آج میدان جنگ کو بزم عروسی بناؤ خون میں سرخرو ہو کر عدو کو [illegible] شمع ناموری کو روشن کرو عروس مرگ سے منعقد ہو تلواروں کی جھنکار کو ساز کا بجنا سمجھو نعروں کو دل میں سیار زیر کی راگ تصور کرو کہ نظم

عنان را ز دشت وغا بر متاب / کہ نامرد در دہر و در عالم خراب
شجاعت خدا و رسل را پسند / شجاعان نزد [illegible] بلند

اس صدا کو سنکر بہادر بشاش ہوئے نامرد بدحواس ہوئے حیرت اژدر پر آکر میدان میں آیا

اور جو لقون کو للکارا اس طرف سے صرخ مو نے نکل کر سامنا کیا نابل سحر کا مارا پیران نے
سحر پڑھ کر تیغے آرد ماش جیب سے نکال کر دو شیر اُسکے بنائے اور سحر کیا کہ وہ زندہ ہوسکے
اُنھیں میدان میں چھوڑ کر آپ الگ کھڑا ہو گیا اُن شیرون کے روبرو جو آیا اوسکا شکار بنا
ساحرون کو اُنھون نے کھانا شروع کیا یہ حالت دیکھ کر صرخ کو تاب باقی نہ رہی جنگ مغلوبہ
کا حکم دیا شمشیر سحر پکڑ کر جا پڑی دونون فوجین آپس مین غتربود ہوئین سحر چلنے لگا بہادر
و نامرد اُس ہنگامہ مین صرف گرنے لگا بجلیان چمکین رعد گرجا پتھر برسے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رہا
آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی تلوار کھنچی پھر تو یہ عالم تھا نظم

لڑائی عجب دشمنون سے ہوئی	سرون کی جدائی تنون سے ہوئی
چلی جس گھڑی تیغ خارا شگاف	سرون پر چڑھی اُتری پائین ناف
بڑھے جب جوانان شمشیر گذار	نہ پائی کسی نے بھی راہ فرار

لیکن کثرت فوج پیران اور چیرہ دستی بہت تھی لشکر اسلام کے پاؤن اُٹھ گئے اور سردار
نامی طلسم شیران سحر ہوسے پیران شاہ کے قریب با فتح و فیروزی پھرا اور خیمے مین آکر مشغول
بزم و عیش ہوا لشکر نے اسکے کھولی مگر عیاران عمرو اسکے قتل کی فکر مین چلے اور برق
فرنگی بشکل صندل لشکر مین جریدہ کے آیا ایک خیمے مین کچھ ساقی گلابیان شراب کی درست
کر رہے تھے اُنکے پاس جا کر پکارا کہ میان اولاد جادو میان ہین ایک ساقی نے کہا کون
اولاد جادو اسنے کہا ہمارے بھائی ہین ملازم پیران ساقیون نے کہا ہم نہین جانتے
لشکر مین جا کر دریافت کرو برق بولا بھائیو مجھکو ذرا ضرورت تھی کہ ساقی کو بتلا دو وہ
میرے بھائی بھی ہین ساقیون نے اسکو پتہ بتایا برق نے کہا بھائیو لشکر اتنا بڑا ہے کہ
اس مین ملنا اُنکا غیر ممکن ہے اگر تم مین سے ایک شخص براہ مہربانی ذرا تکلیف اُٹھا کر میرے
ساتھ چلے تو بہت مناسب ہے یہ سنکر اسکی منت کرنے پر رحم کھا کر ایک شخص ساتھ ہوا راہ
مین برق نے ایک گلابی شراب کی نکالی اور کہا دیکھو یہ مین نے کیسی کی شراب کھینچی ہے اپنے
بھائی کو دونگا ساقی نے رنگ و بو کی تعریف کی برق نے کہا تم اسے پی کر دیکھو اوسنے
ذرا سی شراب پی اور بیہوش ہوا برق نے پیراہن اسکا اُتار کر آپ پہنا اور مانند اوسکے
اپنی صورت بنائی اور اسکو کنارے لیجا کر ڈال دیا آپ وہان سے بے تامل بارگاہ مین
پیران کے پاس آیا وہ مسند پر تکلف پر بیٹھا تھا جب برق نے سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تو

کون ہے اُسنے عرض کیا کہ سرکار کا ساقی ہون اُسنے کہا لا شراب مجھے پلا اُسنے ایک جام ساوی
شراب کا پہلے اُسکے پلایا اور دوبارہ بجنسہ بیہوشی ایک ساغر دیا ہنوز وہ پینے نہ پایا تھا کہ
صبا رفتار عیارہ یہان آئی اور اُسنے برق کو پہچانکر پکار کے ہیران سے کہا کہ یہ ساقی
عیار ہے خبردار اسکے ہاتھ سے شراب نہ پینا برق یہ صدا سنکر بھاگا مگر ہیران نے سحر پڑھکر
گرفتار کر لیا صبا رفتار نے کہا مین جاکر ملکہ حیرت سے اسکے گرفتار ہونے کا ذکر کرون
یہ کہکر چلی گئی لیکن برق کی گرفتاری کی خبر لشکر مین منتشر ہوئی ضرغام بھی فکر مین عیاری
کی آیا تھا وہ یہ حال سنکر اپنے تئین صبا رفتار کی ایسی صورت بنا کر پاس ہیران کے
آیا اور کہا ملکہ حیرت نے کہا ہے کہ جس عیار کو تمنے گرفتار کیا ہے اُسے ہمارے پاس بھیجدو
ہیران نے کہا اچھا لیجاؤ صبا رفتار نے عرض کیا کہ آپ واقف ہین ہم عیار بچیان سحر
نہین جانتی ہین یہ سحر سے بچے ہین لیجا نہ سکونگی آپ سحر اسیری سے دفع کر دین ہیران نے
سحر اپنا اُٹھا لیا برق کو ضرغام گرفتار کئے باہر لایا اور رہا کر دیا عیار نعرے مارتے بھاگے
یہ خبر ہیران کو ہوئی کہ عیار کو عیار آکر رہا کر لے گیا یہ سنکر اُسنے رات بھر ہوشیاری اور بیداری
رکھی جسوقت شاہ سحری فلک پر چمکا اور آفتاب تابان نے منہ دکھایا ہیران لشکر لیکے
داردشت مصاف ہوا اور اُسطرف مہرخ بھی آکر صف آرا ہوئی ہیران نے سحر کے
شیر بنا کر میدان مین چھوڑے کہ وہ لشکریون کو پھاڑنے لگے اُسوقت قران نے مہرخ کو ایک
تدبیر بتلائی مہرخ نے حسب فہمائش قران پکار کر کہا کہ اے ہیران اگر تم ہمارے پاس آکر تنہائی
مین ایک بات سنو اور وہ شرط ہماری منظور کر لو تو ہم اطاعت شہنشاہ جادوان کرین اور
راہ مخالفت سے قدم ہٹا لین ہیران یہ صدا سنکر مہرخ کی طرف چلا مہرخ بھی صف لشکر
سے آگے بڑھی اور کہا صحرا مین ہم تم چلین وہان نہ تمہین کوئی اندیشہ نہ مجھے کچھ خوف فوج
نہ میرے ساتھ نہ تمہارے ہیران کو یہ امر بہت پسند ہوا اور ہمراہ مہرخ جنگل کی طرف
چلا راہ مین قران نے نقب کھود کر گلیم بچھا کر خس پوش کی تھی ہیران اُسپر ہو کر نقب مین
گرا اوپر سے مہرخ نے تاریخ سحر پڑھکر مارا اور قران نے نقب سے نکلکر گنڈہ لگایا کہ
ہیران کا سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہوا صداہائے مہیب پیدا ہوئین آندھیان آئین
لشکری جنکو شیر کھا گئے تھے وہ پھر ظاہر ہوئے اور شیر سحر کے غائب ہو گئے یہ معرکہ جو لشکر
ہیران نے دیکھا اور حال مرگ اپنے مالک کا سنکر لشکر مہرخ پر حملہ کیا اور مہرخ بھی بڑھی

پہونچی اور فوج لیکر ہمنبرد ہوئی دو لشکر باہم ایک ہوگئے اور بارخ و تیغ سحر کے چلنے لگے
پھر تو تلوار ایسی چلی کہ خون کی ندی بہی نظم

جو سر کہ پناہ خود مین تھا
تلوار کے ہاتھون کو دین تھا
آری تلوارون کو بنایا
بے سر سردارون کو بنایا
گھوڑے کے چکرا کے راہ بھولے
پھیر کے بن گئے بگولے
چنگاریان سُمون سے اڑائین
کیفیتین جنگ کی دکھائین

آخر لشکر بہران نے شکست پائی ہنگامہ گیرو دار کی صدا سنکر حیرت بھی سوار ہوئی
لیکن خبر ملی کہ لڑائی بگڑ گئی بہران مارا گیا ناچار سمت بارگاہ واپس آئی مصور جادو
کو بہران کے اس کلام کا کہ مین کسی کی مدد نہین چاہتا رنج تھا اس باعث سے خبر نہ ہوا
اور اپنی بارگاہ مین ہتھیار باقصہ کوتاہ مہرخ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئی اور حیرت
نے کیفیت جنگ و جدال افراسیاب کو لکھی اُسنے جب اس واقعہ پر اطلاع پائی آتش
غضب زیادہ بھڑکی دوسرے سردار ساحر زبردست طوفان بلا افگن جادو کو نام
لیکر پکارا زمین کو تزلزل ہوا اور شق ہوگئی طوفان نے نکل کر مجرا کیا اسے حکم دیا کہ جمعیت
کثیر اسی وقت طلسم ظاہر مین جاکر سرکشون کا کاٹ لا موجب حکم وہ بڑے کروفر سے
لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ پار دریائے سحر کے اُترا حیرت نے خبر سنکر
استقبال کرایا طوفان نے کہلا بھیجا کہ مین جب مقام کرونگا اور آرام پذیر ہونگا کہ مہرخ
اور اسکے ہمراہیون کو قتل کرلونگا اور یہ پیام دیکے لشکر مہرخ پر چڑھ آیا سر سواری نقارہ
رزمی بجوایا فوج کو صف آرا کیا مہرخ بھی نکل پڑی ہوئی طبل و بوق بجنے لگے عیار سب بھاگ
گئے نقیب نقابت کرکے ہٹے اور کشت کرنیکا کہنے کہانے ہوئے اسوقت طوفان آگے
بڑھا اور مشت خاک اٹھا کر پڑھکر لشکر مہرخ پر پھینکی فوراً آندھی پیدا ہوئی اور ریتی
گرد ایسا بلند ہوا کہ سارا لشکر مہرخ کا اس مین چھپ گیا ہر ایک کی آنکھ مین گرد پڑی اور
کل لشکریون کی بینائی جاتی رہی مہرخ سب اندھے ہوگئے ہرچند ساحران زبردست
نے سحر پڑھکر دستک دی رد سحر کیا لیکن کچھ نہوا صدائے یارباہ و یا مستغاثاه بلند ہوئی
سپاہ بلا مین پھنسی اسوقت مہرخ نے کہا اے طوفان ہم سب تابعدار افراسیاب کے
ہین تم ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دو طوفان نے یہ کلام سنکر جواب دیا

کہ اے صرصر تو نے فریب سے میرے پہلوان کو مارا میں تیرے مکر میں نہ پھنسونگا اچھا میں تیرے لشکر پر
اپنا سحر دفع کیے دیتا ہوں مگر تجھکو میں پاس شہنشاہ کے اسی طرح اندھا بنائے ہوئے بھجوادونگا
یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر فلک کی طرف پھونکا یکایک ہوا سرد چلی اور ابر گھر آیا پانی برسنے لگا جتنے
سردار نامی مثل بہار وغیرہ کے تھے مع صرصر کے وہ تو اندھے رہے اور باقی سب لشکر بینا
ہوگیا یعنی سارے لشکر پر وہ پانی سحر کا پڑا مگر سرداران زبردست پر ایک بوند بھی نہ پڑی عیاران
لشکر سے نکل گئے تھے پانی برستے دیکھکر لشکر میں بشکل بدل آئے اور تردد کرنے لگے
کہ یہ پانی کسی ظرف میں بھر لیں تاکہ صرصر کے کام آئیگا اور سرداران کی آنکھیں روشن
کرے گا غرضکہ ہرچند تردد کیا وہ پانی ممکن نہوا اور طوفان نے آکے سب سرداروں کو گرفتار
قید کر لیا وہاں سے طبل ظفر بجا کر پھرا قیدیوں کو ایک خیمہ میں ہتھکڑیاں بیڑیاں سحر کی
آتش ناک پہنا کر مقید کر دیا ساحر حفاظت کو مقرر کیے آپ آکر بارگاہ میں دربار آراستہ ہوا
لشکر نے بھی کمر کھولی بارگاہ میں ناچ ہونے لگا ساقی مہ جبین جام سے گلگون دینے لگا
اسوقت برق فرنگی ساقی بنکر بارگاہ میں گیا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھے حیرت شہنشاہ نے
تحفہ دیکے بھیجا ہے طوفان نے کہا لا دیکھوں وہ کیسی شراب ہے اور کیسا اسکا انداز ہے برق
نے جام شراب سے بھر کر پیش کیا اسنے اس جام کو بنظر سحر اس طرح گھورا کہ شراب شعلہ بن کر
اڑ گئی اسوقت اسنے ایک بیضہ زمین پر مارا اور کہا اے عیار اس بیضہ کو اٹھا لا مجھے معلوم
ہوا کہ تو برق عیار ہے مگر میں تیری خطا معاف کر دونگا یہ کلام سنکر برق بیضہ اٹھانے
کو جھکا اس بیضہ سے ایسا دود غلیظ نکل کر اسکی آنکھوں میں لگا کہ یہ بھی اندھا ہو گیا
طوفان نے قید کر لیا اور آپ مصروف بادہ نوشی ہوا دوبارہ ضرغام ساحر جھکا اندر
بارگاہ کے آیا اور سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ مجھے مصور نے بھیجا ہے اور نامہ دیا ہے
طوفان نے پھر ایک بیضہ سحر زمین پر پھینکا اور گویا ہوا کہ اسکو اٹھا کر میرے پاس آ
اور نامہ دے ضرغام جب بیضہ اٹھانے کو جھکا دھواں آنکھوں میں لگا یہ بھی اندھا ہوا
اسکو بھی اسنے گرفتار کر لیا اور پھر مے نوشی کرنے لگا اسوقت زمین شق ہوئی اور ایک
پتلا پیدا ہوا اسنے نامہ دیا اسنے لیکر پڑھا افراسیاب کی طرف سے لکھا تھا مرحبا
صد مرحبا اے طوفان تم نے بڑا کام کیا ہمنے نظارہ جادو کو مع خیمہ و خرگاہ اور خلعت
کے تمھارے پاس بھیجا ہے تم سب قیدیوں کو لیکر دریاے سحر کے کنارے آؤ اور اسی بارگاہ

مین جو بھیجی ہے درکش ہوکہ اس بارگاہ مین بہت تکو آسایش ملیگی اور عیارون کی عیاری
وہان نچلیگی ہم مقرر کو گرفتار کرکے دہین آتے ہین سب کے سر کاٹ کر پاس خداوند لقا کے
بھیجینگے اس نامہ کو پڑھکر چیلے کو اسنے رخصت کیا اور آپ اسیوقت کوچ کرکے مع اور
قیدیون کو ہمراہ لیکر سمت دریاے خون روان چلا اسکے لشکر کو کوچ کرتے قران نے دیکھا
ایک ساحر کی صورت بنکر لشکریون پاس آکر مستفسر ہوا کہ بھائی مین ملازم حیرت ہون
مجھے نہین معلوم کہ تم لوگ اسوقت کہان جاتے ہو انھون نے جواب دیا کہ مفصل تو ہمین
بھی نہین معلوم کہ طوفان کا کیا ارادہ ہے مگر اتنا سنا ہے کہ دریاے خون روان کے کنارے
کوئی ساحر خیمہ لگاتا ہے قران یہ سنکر وہان سے بعجلت تمام قدم زن ہوا اور کنارے دریاے
سحر کے پہونچا یہان نظارہ جادو بارگاہ لیے منتظر طوفان تھا کہ قران بشکل ساحر اسکے
پاس گیا اور کہنے لگا کہ جب شہنشاہ طلسم سے رخصت ہوکر چلے آئے تو شہنشاہ کو پھر کچھ یاد آیا
انھون نے مجھے بھیجا ہے ذرا الگ چلو تو وہ راز تمسے بیان کرون نظارہ اٹھکر اسکے
ہمراہ تنہائی مین آیا قران نے حباب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کیا اور وہین گڑھا کھود کر اسکو
دفن کردیا اسلیے کہ اسکو اگر قتل کرونگا غل ہوگا ہمراہی اسکے آگاہ ہونگے اس سے بہتر ہے
کہ یہ آپ سے آپ اندر زمین کے ہلاک ہوجائے فی الجملہ اسے دفن کرکے اور لباس اسکا لیکر
اسی کی ایسی صورت بنکر اسکے ہمراہیون پاس آیا اور حکم دیا کہ بارگاہ واسطے طوفان
کے استادہ کرو ملازمون نے بتعمیل حکم کی قران نے بارگاہ مین پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی
مسند پر قرار استادہ کرائی اور گل تکیون مین پلنگ کی چادر مین مسند تکیہ مین عطر بیہوشی
چھڑک دیا اور سامنے مسند کے گلدستے رکھے ان مین بھی عطر ملا سب درستی کرکے آپ
الگ خیمے مین جاکر منتظر رہا ادھر وہ سیہ کار طوفان آکر پہونچا قیدیون کو الگ ٹھہرایا حصار کھینچ
کردیا اسوقت نظارہ نے آکر سلام کیا اور کہا بارگاہ آپ کے لیے شہنشاہ نے جو بھیجی ہے وہ
سامنے استادہ ہے چلکر آرام فرمائیے طوفان یہ سنکر داخل بارگاہ ہوا اور مسند پر آکر بیٹھا جتنے
ساحر رفیق و مصاحب اسکے گرد و پیش بیٹھے اور سارا لشکر بارگاہ سے علیحدہ اترا نظارہ دغلی
نے خادم خدمتگارون سے کہا تم اندر بارگاہ کے نہ جاؤ کہ عیار تم مین ملکر چلے جائینگے وہ لوگ
بھی حسب الحکم باہر ٹھہرے لیکن اتنے عرصے مین وہان طوفان خوشبوے عطر بیہوشی کی
مع اپنے مصاحب رفقا کے بیہوش ہوگیا قران خدمتگارون کو رخصت کرکے جو اندر آیا سب

فوراً اپنی صورت ایک جوان حسین طرارہ جبین شوخ و شنگ غارتگر جان لعبتان فرنگ بنا کر
کلاہ ہوادار بنفشی کج کا رکھکر درمیان راہ کو دل سے قیاس کرکے کہ اس راستے سے یہ جائیگی آکر
کھڑا ہوا اور ایک شاخ درخت تھام کر روتا تھا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا قطعہ

مثل تصویر حبیب و سینہ نگار — زانوے غم سے آشنا رخسار
آرزو اضطراب دل کی مرید — شوق گلچین باغ حسرت دید
صبر شیداے بیقراری دل — ضبط فرمان خاطر بسمل

خمار جب قریب آئی عمرو کا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑا کہ ای نوجوان کیا باعث ہے گریہ کرنے کا ہے
عمرو نے آنکھ اٹھا کر اسکو دیکھا اور زیادہ رونے لگا خمار نے جب بار بار حال استفسار کیا
عمرو نے کہا میں عاشق و شیدا ملکہ بہار کا ہوں اور وہ شریک عمرو ہے کوئی قابو میرا نہیں
اول شاہ طلسم سے خوف کچھ اس سے کہہ نہ سکتا تھا مگر صورت زیبا دیکھ لیتا تھا لیکن اب تو
وہ بھی محال ہے کوئی دل بہلانے والا نہیں ملتا پھر گریہ نہ کروں تو کیا کروں خمار نے یہ
تقریر سنکر جواب دیا کہ ای نادان معشوق بیوفا مثل عنقا ہے گوگرد احمر کی خاصیت رکھتا ہے
کیوں دیوانہ ہوا ہے عمرو نے کہا جو تم نے حال پوچھا ہے تو دلداری لازم ہے تم ہی اپنی غلامی
میں مجھے قبول کرو میں مالدار بہت ہوں اور کوئی والی وارث میرا نہیں ہے عشق میں خانہ
آوارہ پھرتا ہوں خمار یہ باتیں سنکر ہنسنے لگی عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا اور گلے سے لپٹا یا خمار
نے کہا دیکھو کوئی آجائیگا میں بدنام ہونگی تم تو نام خدا انگلی پکڑتے پہونچا پکڑتے ہو
کتنا جلد منہ سے لپٹ آگئے عمرو نے کہا ای ملکہ وقت غنیمت جان اس پل چھن کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے یہ کہکر گود میں اٹھا کر کنارے سے لایا اور چادر بچھا کر اسکو بٹھایا
خاصدان کمر سے نکالا اور کہا گلوری کھانے کا مجھے بڑا لپکا ہے تم بھی کھاؤ خمار گلوری کھا کر
بیہوش ہوئی عمرو نے زیور اور لباس اسکا اتار از بسکہ بالوں میں یہ موتی پروتے رہتی ہے
اس باعث سے اسکا سر بھی مونڈ لیا قصد اسکے مار ڈالنے کا کیا تھا کہ یکایک آندھی آئی
عمرو بھاگ گیا مگر یہ منڈا چکر دیتا ہوا پاس افراسیاب کے خمار کو لایا اُسنے اپنا دوشالہ
اسکو اڑھایا ہوشیار کیا اُسنے عرض کیا کہ عمرو مجھکو کئی بار ذلت دے چکا ہے میں اسے
قتل کرنے جاتی ہوں جہاں ہوگا ڈھونڈھکر مارونگی افراسیاب نے کہا تامل کرو میں
تدبیر کرتا ہوں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک کچھ طائر اڑتے ہوئے آئے اور سامنے بیٹھکر

گویا ہوئے کہ اے شہنشاہ طوفان اور نظارہ دونون مارے گئے اور قیدی چھوٹ گئے
سنتا تھا کہ افراسیاب فرط غضب سے کانپنے لگا اور ایک اپنے ملازم اہل دربار مین
سے زلزلہ جادو نام کو حکم دیا کہ صرصر وغیرہ چھوٹ کر اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین انھین
گرفتار کر لا زلزلہ پریدار پیدا کر کے بزور سحر روانہ ہوا اور بسرعت تمام لشکریان عدو پہ
پہونچکر ایک نارنج مارا کہ وہ نارنج زمین مین آکر سما گیا زمین کو تزلزل ایسا آیا کہ سرداران
صرصر گر پڑے اسوقت رعد جادو نے سحر سے اپنے تئین پاس اسکے پہونچایا اور برق مخشر
بجلی بنکر اڑ گئی رعد نے اس زور سے چیخ ماری کہ زلزلہ بیہوش ہو کر گرا اوپر سے برق مخشر
چمک کر گری اُسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی شور و غوغا اسکے مرنے سے
بلند ہوا سب سردار سنبھل کر آگے چلے تھے کہ ایک ساحر اژدر خوار جادو نام سامنے
سے پیدا ہوا اور نعرہ مار کر پکارا کہ اے نمک حرامان میرے رہنے کی جگہ پر تم زلزلہ کو مار کر چلے بھی
جاتے ہو اور سحر کیا کہ ہزارہا اژدہا آتش فشان پیدا ہوا اور سب کو اژدہون نے گھیر لیا جتنے
ساحران صرصر نے سحر کیا کچھ نہو سکا سب مضطر ہو کر گریہ و زاری کرنے لگے اُس وقت
قران درہ کوہ سے ساحر کی صورت بنا ہوا پاس اژدر خوار کے آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون
ہے جواب دیا کہ مین بہتر قران اُسنے کہا کہ مجھے گرفتار کرون قران نے چمک کر بندہ
مارا کہ سر پھٹ گیا لیکن دیر آیا اژدر گرا ہنگامہ بلند ہوا اژدہے غائب ہوئے پھر صرصر
آگے بڑھی اس عرصہ مین خبر قتل زلزلہ و اژدر شاہ طلسم کو ہوئی اُسنے زانو پر ہاتھ افسوس مین
کر کے مارا اور پکارا کہ اے قدرت سحر تم بھی آؤ یہ ساحرہ لونڈی جمشید کی مشہور ہے اور
اسی طرح سات کنیزین جمشید کی ہین کہ حال انکا وقت پر ذکر ہوگا خلاصہ کلام ایک ساحرہ
فلک کی طرف سے ظاہر ہوئی اُس سے کہا تو جا کر عمرو کو پکڑ لا اُسنے کہا مین روز بلندی
دیکھا کرتی ہون کہ عمرو دوڑا دوڑا پھرتا ہے جب کہو جب گرفتار کر لاؤن مگر اسوقت
مین نہ جاؤنگی کسی اور کو بھیجو افراسیاب بسبب کنیز ہونے جمشید کے اس ساحرہ کی
عزت اور توقیر کرتا ہے اسکے انکار کرنے سے خاموش ہو رہا یہ ساحرہ چلی گئی اسوقت
دوسری کنیز بلائے قدرت کو پکارا وہ بھی اڑتی ہوئی آئی اُس سے کہا کہ تو جا کر
عمرو کو پکڑ لا اُسنے جواب دیا کہ اے شہنشاہ ہمین حکم جمشید نہین ہے کہ ہم عیارون سے مقابلہ کرین
دوسرے کنیزان جمشید کا یہی ارشاد ہے کہ آپ آتشین جنگ و جدال کا حکم کرتے ہین آپکو

ہم لوگون کی پرستش لازم ہی ایسے کلمات کہکر یہ بھی چلی گئی افراسیاب اُسوقت غصہ ناک ہو رہا
تھا اور زیادہ غضبناک ہوا اور کنیز سوم کو پکارا کہ ای خونخوار چہار دست جادو آ وہ ایک
ساحرہ کریہ منظر کہ جسکے چار ہاتھ تھے اور زبان منہ سے باہر نکلی تھی اُڑتی ہوئی سامنے آکر اتری
اسکو حکم دیا کہ صرصر کو مع اُسکے ہمراہیون کے تو جا کر گرفتار کرین عمرو کو اور کسی سے قید
کرا دونگا اس کنیز نے کچھ عذر و انکار نہ کیا اور اسی وقت سمت صرصر چلی مگر صرصر جو سحر اژدر
سے نجات پاکر روانہ ہوئی تھی قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دیکھا کہ یہ کوہ درمیان سے شق ہی
اُسکے اندر ایک قصر عالیشان تعمیر ہی مختصر سا باغ لگا ہی مگر نہایت آراستہ ہی چار طرف کو
چار بنگلے بنے ہین بیچ مین بارہ دری ہی سراسر خوبی سے بھری ہی صرصر کو دن بھر پھر دی
کرتے گذرا تھا اور لڑتے بھڑتے دن تمام ہوا تھا اس مقام کو نزہت آگین پاکر وہین قیام
کیا رات بعیش و آرام بسر کی صبح کو اُٹھکر چلی تھی کہ خونخوار آکر وہین پہونچی اور للکاری
کہ ہم کنیز جمشید تم لوگ اب کہان بچکر جاؤگے یہ صدا سنکر صرصر نے گولا فولادی سحر پڑھکر
مارا خونخوار کنیز جمشید ہی اسکے سامنے وہ گولا موم کا ہوگیا اسوقت بہار نے گلدستہ
مارا کہ پھول کھلے اور چمن وغیرہ صحرا مین ظاہر ہوے خونخوار نے منہ سے آگ جو نکالی چمنستان
بہار مین آگ لگ گئی سب جل گئے پھر رعد نے جا کر چیخ ماری اور برق محشر بجلی بنکر گری
مگر خونخوار نے کمند سحر مارکر دونون کو پکڑلیا غرض اسی طرح سب ساحرون نے اپنے اپنے
حربے کیے مگر موثر نہوے اور خونخوار نے سحر پڑھکر دستک دی زمین شق ہوئی ہزار ہا
نکلا اور ہر ایک کے لپٹ گیا سب کو باندھکر سامنے خونخوار کے لایا عیار جو ساتھ
تھے وہ پہلے ہی بھاگ گئے تھے بس وہ بچگئے اور سب کو لیکر خونخوار سمت شاہ طلسم
روانہ ہوئی عیار دور دور اسکے ساتھ چلے اور ایک جگہ برق فرنگی بڑھیا بنکر سر
ہلتا ہوا لاٹھی ٹیکتا کوژہ پشت بال سفید اس ہیئت سے سامنے خونخوار کے آکر چلا رہی
دہائی کہ ای ملکہ مین لٹ گئی عیار موذی کاٹے ہیرا اسباب گھر لوٹ لے گئے مجکو فقیرنی کردیا
آپ ذرا چلکر ملاحظہ کیجیے خونخوار اسکی فریاد سنکر گویا ہوئی کہ مین کسی کے گھر نہین جاتی
اور سحر پڑھکر بڑھیا کو پکڑکے ہمراہ قیدیون کے باندھا بڑھیا نے غل مچایا کہ ایک تو میرا
لٹ گیا دوسرے قید ہوئی خونخوار بولی کہ مین تجھے شہنشاہ پاس لیے چلتی ہون وہ
تیرا گھر پھر آباد کر دیگا ای مکار تو جانتا ہی کہ مین غافل ہون مجھسے تیرا فریب چلیگا یہ کہکر

آگے چلی ابکی بار ضرغام ایک کسان بنکر سر پر انگوچھا باندھے مرزائی پہن کر کوپھن لیکر ایک کھیت
کے کنارے کھڑے ہوکر گالھریان اور طوطے ہنکانے لگا جب خوشخوار وہان پہونچی کسان نے
پکار کر کہا خبردار ادھر نہ آنا تمھارے ساتھ لوگ بہت ہین کھیت میرا پامال ہوجائیگا خوشخوار
نے کہا بھلا موئے پہچانا مین نے مین ادھر ہی سے جاؤنگی ضرغام سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گئی
کھیت مین کود کر بھاگ گیا اور پھر ایک ساحر بنکر خوشخوار کے پاس آیا کہا تجھے شہنشاہ جادو
نے بھیجا ہے کہا ہے کہ پہلے جو بڑھیا بنکر آیا تھا وہ برق فرنگی عیار ہے اسکے فریب مین نہ آنا اور
راہ مین ہوشیاری رکھنا خوشخوار نے جواب دیا کہ مین ایسی ہوشیار ہون کہ تجھے بھی پکڑونگی
یہ کہکر سحر سے ضرغام کو بھی پکڑکر رسن مین سب جیسے تھے باندھ لیا اور آگے روانہ ہوئی
یہ سب کیفیت دور سے قران نے دیکھی کہ دو عیار گرفتار ہوگئے لہذا آپ بصورت اصل
آکر خوشخوار کے قدم پر گرا کہ یہ دونون بھائی میرے قید ہوئے ہین اور استاد میرا طلسم مین
پھنسا ہے لشکری بھی سب مقید ہوکر وہین جاتے ہین تم مجھے بھی باندھ لو اور لیتی جاؤ مین
اکیلا یہان رہکر کیا کرونگا شاہ طلسم میری جان کا دشمن ہے خوشخوار نے کہا اے قران تو بڑا
معقول شخص ہے تو نے بہت اچھا کیا جو میرے پاس چلا آیا مین خطا تیری شہنشاہ سے معاف
کرادونگی قران نے کہا دیکھیے ایک عیار اور آپکے پیچھے کھڑا ہے خوشخوار پھر کر دیکھنے لگی
قران نے بغدہ اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر دور گرا غل و شور پیدا ہوا تاریکی پھیل گئی
بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا سب قیدی رہا ہوکر پھر آگے چلے مگر پریون نے سحر
کے یہ خبر شاہ طلسم کو پہونچائی کہ خوشخوار ماری گئی یہ سنتا تھا جھلا کر اٹھا اور چاہا کہ خود جا
باغیون کو سزا دون مگر ایک ساحر قہر نگاہ چہار چشم نام دربار مین حاضر تھا سامنے آکر
عرض کیا کہ حضور کو کہان مناسب ہے جو ان ملازمون کے مقابلے کو جائین یہ کمترین جاکر
سب کو سزا دیگا اور باندھ کر روبروے شاہ حاضر کریگا شاہ طلسم اسکے سمجھانے سے رکگیا
اور یہ دربار سے باہر آیا بارہ ہزار ساحر منتخب اپنی ہمراہی کے لیے گئے اور تخت سحر تیار کیا
جب سب درستی ہوچکی اسوقت افراسیاب سے آکر رخصت چاہی خلعت رخصت
عنایت ہوا یہ ساحر سامری منش سب اسباب سحر اپنا لیکر تخت پر سوار ہوا چار آنکھین مشعل
کی طرح اسکی روشن تھین درحقیقت شعلہ افروزی مین گلخن تھین اسقدر ہیبت تھا کہ نظم

سیہ دودی بگردون بردہ راہی	بہ نخچیدہ ہوا فیل سیاہی

سشتر مرغے زدام دہر جستہ	زبام آسمان بالا نشستہ
محاسن چہرۂ پر تر کہ ہوشش	بسان طوق گردن در گلویش

بارہ ہزار ساحر گرد و پیش تخت کو گھیرے رال اڑاتے ڈہرو بجاتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے
روانہ ہوئے یہاں مہرخ وغیرہ بعد طے مسافت راہ اپنے لشکر کے قریب پہونچی تھیں کہ
یکایک ابر سحر رنگ برنگ کے پیدا ہوئے اور آگ پتھر برستے نظر آئے مہرخ ٹھہر گئی دیکھا کہ
تخت قہر ننگاہ ظاہر ہوا اسنے پہچان کر کہا خدا خیر کرے لیکن چارہ کیا تھا اپنے سرداران
کو حکم صف آرائی دیا اس طرف قہر ننگاہ نے حکم کیا کہ محاصرہ کرلو خبردار انمیں سے کسی کو
زندہ نہ رکھیو آپ آگے بڑھا اور للکارا کہ کون مجھسے ہم نبرد ہوا چاہتا ہے اس صدا کو سنکر
ہلال سحر افگن آگے بڑھی واضح ہو کہ اسکے شوہر کو عمرو نے ستی بنکر رہائی دلائی تھی جب
پیشتر یک ہی الماس اسنے طوق اپنے گلے سے اتار کر مارا کہ وہ اژدر بنکر قہر ننگاہ پر آیا وہ شدت
اور جوش اس سحر کا دیکھ کر گھبرایا ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولی سے نکال کر اژدر پر ڈالی کہ
وہ پانی ہو کر بہ گیا اسوقت یہ اڑ کر بلندی پر گیا اور وہاں سے خاک کو اڑایا یکایک آندھی
آئی اور سب سردار مہرخ کے آشفتہ مثل سحر ہو کر بیہوش ہو گئے اسوقت اسنے خیمہ سحر کا
استادہ کرا کر سب کو اس میں قید کیا اور آپ وہاں سے چڑھ دوڑا لشکر تو مہرخ کا قریب تھا
اسپر آ کر سحر کیا اور خاک اڑا کر ہر ایک کو بیہوش کر دیا اور سب کو جھکڑوں پر ڈالکر بڑی سواری
حیرت سے جا کر ملاقات کرکے بحفاظت قیدیاں کچھ ساحر حیرت سے لیکر روانہ ہوا اثنائے
راہ سے مہرخ وغیرہ کو جدا کرکے اور گردون پر ڈال کر راہی ہوا یہاں تک کہ کنارے
دریاے خون رواں کے پہونچا از بسکہ اس آمد و رفت میں اسنے کہیں قیام نکیا تھا
نہایت خستہ و شکستہ حال تھا لشکر کو حکم دیا کہ آج رات کو یہاں مقام کرو میں شہنشاہ
کو عرضی لکھکر دریافت کروں کہ قیدی کہاں رہیں دریا کے اس پار قتل کیے جائینگے
یا آپکی خدمت میں آئینگے غرضکہ بارگاہ استادہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی یہ جا کر اندر
بارگاہ کے مصروف مے خواری ہوا اسوقت عیار اسکے ساتھ ساتھ فکر رہائی سرداران
کرتے چلے آتے تھے ان میں سے برق فرنگی ایک ساحر بنکر اندر بارگاہ کے آیا اور دست
بستہ التماس کیا کہ حضور کا نام سنکر آیا ہوں محتاج ہوں گردون کا ستایا ہوں سحر ساحری
سب کچھ جانتا ہوں مگر نوکری کہیں نہیں ملتی امیدوار ہوں کہ اپنے ملازموں میں مجھکو بھی نوکر

ادھر سپر آسکے سہارے سے لگا دیجیے قہر نگاہ یہ تقریر سنکر بر سر رحم ہوا اور برق کو بلا کر
اپنے اپنے پاس بٹھایا مصاحب خاص کا خطاب دیا اور اپنا ملازم کیا برق نے قصیدہ اسکی
تعریف مین پڑھا اور دل مین اسکے گھر پیدا کیا یہ تو اسکے قتل کی فکر مین تھا کہ وہان افراسیاب
نے کتاب سامری دیکھکر معلوم کیا کہ قہر نگاہ سب کو گرفتار کرکے کنارے دریا کے آکر اترا ہے
اور عیار آکر اسکو قتل کیا چاہتا ہے یہ معلوم کرکے اسنے غدار جادو نام ایک ساحرہ سے کہا
کہ تو جلد قہر نگاہ کے پاس جا اور کہنا کہ یہ جو تمھارا مصاحب ہے برق فرنگی عیار ہے اسکو
گرفتار کرلو اور عیارون سے ہوشیار رہو صبح کو جیسا تمھین حکم میرا پہونچے اوسکے بموجب
تعمیل کرنا یہ حکم پاکر غدار جادو اڑکر روانہ ہوئی اور پاس قہر نگاہ کے پہونچی اسنے تعظیم
و استقبال کیا مگر اسنے آتے ہی سحر پڑھکر برق کو گرفتار کرلیا اور حکم افراسیاب سے
قہر نگاہ کو بھی مطلع کیا اسنے برق کو بھی بیہوش کرکے سب مقیدون کے پاس بھیجدیا
کہ وہین اسکو بھی رکھو اور غدار کو بٹھایا اسوقت قران بشکل مبدل لشکر مین موجود
تھا برق کو قید ہوتے دیکھکر ایک جنت کی صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اسوقت سب بیٹھے
بارگاہ کے اٹھتے تھے اور روشنی تمام لشکر مین ایسی تھی کہ شب تارہ از روز روشن تھی
غدار نے جنت کو آتے دیکھکر قہر نگاہ سے کہا کہ یہ جنت قران ہے اسنے چاہا کہ گرفتار کرے مگر قران
اسکے ارادے سے مطلع ہو کر بھاگ گیا اسوقت افراسیاب کا نامہ آیا ایک پتلے نے لاکر خط
دیا اس مین لکھا تھا کہ ای ملکہ غدار تمھین عیار آکر پریشان کرتے ہین لہذا اس پتلے کو ہمنے
ایک اسم تعلیم کرکے بھیجا ہے اس اسم کو اس سے تم سیکھ لو جو عیار تمھارے پاس آئیگا اور تم
اسم پڑھو گی سحر کا یہ تمھین اسکے حال سے خبر دیگا اور قہر نگاہ سے کہنا کہ تم قیدیون کو
لیکے وہین ٹھہرو اب عیار تیرے قبضہ مین آئینگے مین عمرو کو گرفتار کرکے وہین آتا ہون سب کے
سر مع عمرو کے کاٹونگا یہ نامہ پڑھکر غدار نے پتلے سے اسم سیکھکر اسے رخصت کیا اور
قہر نگاہ کو بھی مضمون نامہ سے آگاہی دی اور باطمینان تمام سکونت اختیار کی اور ادھر
افراسیاب نے بھی آرام کیا دربار برخاست ہوا صبح دم انجمن آرای چرخ برین یعنی خسرو کجکلاہ
ماہتاب تابان رواق سپہر سے روانہ ہوگیا اور نیر اعظم شبستان مشرق سے برآمد ہوا نظم

برآمد شہنشاہ مشرق دیار — منور شدہ دیدہ روزگار
چو فرمانش در دہر جاری شدہ — غدا زند انجم فراری شدہ

شاہ جادوان رونق افزای سریر جہانبانی ہوا اور حکم دیا کہ صرصر جسکے واسطے گرفتار
کرنے عمرو کے گئی ہی ہنوز اسکو پکڑ کر نہ لائی اب ایک ساحر تم مین سے جائیے اور صرصر کو
ڈھونڈھ کر اُسکے ساتھ ساتھ رہیے جس شخص کو وہ عمرو بتلائے فوراً گرفتار کرکے حضور مین
لائیے یہ حکم سنتے ہی خمار جادو کہ دشمن جان عمرو ہی اور کئی بار سر منڈا چکی ہی اُٹھ کھڑی
ہوئی عرض کیا کنیز جاتی ہی اور اسی دم اُس مفتری کو لاتی ہی اور اُڑکر روانہ ہوئی صرصر
تلاش عمرو مین کوہ و دشت کی خاک چھانتی پھرتی اور ہر جگہ دیکھتی بھالتی چلی جاتی تھی
کہ خمار اُڑتی ہوئی آئی اور اسکے ساتھ چلی اب حال عمرو کا سنیے کہ یہ جو خمار کا سر مونڈکر
چلا ایک گانون مین پہونچا کہ اس جگہ بہت سے ساحرون کا مجمع ہی دف اور دایرہ بج رہا
ہی جام مے ارغوانی کا دور چلتا ہی ایک ساحر دولہا بنا مسند پر بیٹھا ہی عمرو سمجھا کہ کسی کی
شادی کا سامان ہی لاؤ اسے چلکر لوٹو یہ سوچکر اپنی صورت مثل ساحر کے بنائی اور قریب
محفل پہونچکر صاحب سلامت کی وہ لوگ سمجھے کہ یہ ساحر اسی اطراف کا یقین ہی رہنے والا ہی
پاس خاطر سے تھوڑی جلسہ دیکھنے چلا آیا ہی پس سب نے توقیر و عزت کے ساتھ بلاکر مجلس مین
بٹھایا عمرو نے کشتی شراب کی کھینچکر جام شراب سے بھرکر اہل انجمن مین سے ایک شخص کو دیا
اُسنے کہا آپ نوش کیجیے مین پی چکا ہی عمرو نے کہا یہ کبھی نہوگا مین اپنے ہاتھ سے سب کو جب
پلا لونگا اُسوقت آپ پیونگا غرض کہ اصرار کرنے سے عمرو کے اُسنے شراب پی پھر تو دور
شروع ہوا سب کو شراب بیہوشی ملاکر پلائی وہ سب جوتی پیزار لڑکر بیہوش ہو گئے عمرو
نے جال الیاسی مارکر وہان کا اسباب زنبیل مین رکھا یہان تک کہ پیرہن بھی سب کا اُتار
لیا جب لوٹ چکا اُسوقت خنجر لیکے ہر ایک کو ذبح کرنے لگا دھوان بلند ہوا شعلے اُٹھنے
لگے پتھر برسنے غل مچانے لگے اتفاقاً صرصر اور خمار ادھر ہی چلی جاتی تھین غل اور شور سنکر
ادھر کو لپکین یہان پہونچکر دیکھا کہ عمرو ساحرون کو ذبح کر رہا ہی خمار سے صرصر نے کہا
دیکھو وہ عمرو ایک ساحر کے سینے پر سوار ہی خمار دیکھتے ہی عقاب بنکر جھپٹی اور عمرو کو پنجے
مین داب کرلیکے اُڑی عمرو نے پکارا کہ ای صرصر قحبہ تونے پکڑوایا تو ہی دیکھنا کس طرح پیش آتا
ہون اور اس خمار غیبانی کی ابکی ناک کاٹونگا خلاصہ کلام عمرو کو لیکر خمار روانہ ہوئی
لیکن صرصر دوڑتی ہوئی پہلے افراسیاب پاس پہونچی شاہ کو تسلیم کی اور عرض پیرا
ہوئی کہ عمرو کو اس کنیز نے گرفتار کرادیا ملکہ خمار لاتی ہین شاہ طلسم یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا

اور اسکو خلعت سے مخلع کیا حکم دیا کہ یہین حاضر رہ مین عمرو کو قتل کر لون تو جانا صرصر حسب الحکم
ٹھہری اس اثنا مین خمار بھی آ پہونچی اور عمرو کے ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار کر کے سامنے ڈالدیا کہ یہ
گنہگار حاضر ہے افراسیاب نے کہا کیون عمرو تجھے یہ دن بھی یاد تھا عمرو نے کہا اے بادشاہ
میرا اس مین کیا قصور او خطا ہے مجھے خداوند لقا نے کیون طلسم مین بھیجا ہے مین بارہا عرض کر چکا
ہون کہ خداوند نے مجھے بہر قتل ساحران حکم دیا ہے افراسیاب نے کہا تو نے شیطان خداوند
کے سامنے مجھے ذلیل کیا اب تجھکو مع تیرے ہمراہیون کے قتل کر کے سب کے سر خداوند کے پاس
بھیجونگا عمرو نے جواب دیا اگر میری قضا خداوند نے تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہے تو کیا
چارہ ہے اور اگر تیری موت میرے قبضہ مین دی ہے تو مین تجھے ہلاک کرونگا بہر صورت
جو خداوند نے تقدیر مین لکھا ہے وہ ہونا ہے افراسیاب نے کہا اچھا اب مین دیکھتا ہون
کہ کون شخص کسکا قاتل ہے یہ کہکر حکم دیا کہ اے خمار اسکو دریا سحر کے پار لیجا وہین بھی آتا ہون
خمار چاہتی تھی کہ لیکر روانہ ہو مگر صرصر نے آگے بڑھکر عرض کیا کہ یہ اگر دریا کے پار اترجائیگا
تو وہان اور عیار آکر رہا کر لیجائینگے پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار ہوگا اس سے بہتر ہے کہ یہین
سر اسکا جدا فرمایئے بعد اسکے جا کر اورون کو قتل کیجیے شاہ کو یہ رائے پسند آئی اور جلاد کو
طلب کیا اسوقت مخمور سرخ چشم جو عاشق شاہزادہ نورالدہر ہے یہ حال دیکھکر اپنے دل
مین گھبرائی کہ عمرو کا قتل ہونا باعث ناراضی تیرے معشوق کا ہے بس فوراً سامنے افراسیاب
کے دست بستہ آئی اور کہنے لگی کہ اے شہنشاہ یہان سے شیطان خداوند ذلت اٹھا کر
گئے ہین اور عالم ہجر اسی مین اچھی طرح انکی دعوت بھی آپ نے نہین کی اب سب دشمن
اقبال سے حضور کے گرفتار ہین ابکی بار شیطان کو پھر بلایئے اور انکے ہاتھ سے سبکو قتل
کرایئے اس مین باعث ناموری حضور زیادہ ہے آئندہ سرکار کو اختیار ہے افراسیاب نے
کہا بات تو نے بہت بہتر کہی بس اسی وقت نامہ اس مضمون کا لکھا کہ یا خداوند آپکے سفر کے
اس خادم کو شیطان قدرت سے بڑی ندامت ہے کہ وہ جناب شیطنت مآب میرے یہان
تشریف لائے لیکن ذلت اٹھا کر چلے گئے کوئی خدمت حقیر انکی نہ کر سکا اب انکے دشمن
یعنی عمرو کو مع اسکے مطیعون کے بخوبی شناخت کر کے گرفتار کیا ہے امید کہ شیطان خداوند
پھر نزول اجلال فرما کر اس عبد ناچیز کو سرفرازی بخشین اور اپنے روبرو سب کو قتل ہوتے
دیکھکر مسرور ہون توقع کہ اس التجا سے مین محروم نہ ہون فقط یہ مضمون حوالہ خمار کے

کہا کہ خداوند پاس لیجائیے خمار نے عرض کیا کہ سابق مین بختیارک اور ذلت وہان جانے سے
ہو چکی ہے ابکی بار کسی اور ساحر کو بھیجیے اور مجھے معاف رکھیے افراسیاب نے یہ عذر سنکر بلکہ
نقیر جادو نامی ایک سفیر ساحرہ کو نامہ دیا کہ تم لیجاؤ اور شیطان خداوند کو دیکے آؤ نقیر جادو
نامہ لیکر آراستہ پیراستہ ہو کر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین قریب کوہ عقیق
کے پہونچی یہان غیب سے لشکر لقا آیا ہے عیاران صاحبقران کہ سب ایک لاکھ چوراسی
ہزار ہین اُن مین دو ایک دس پانچ ہر وقت صورت بدلے لشکر مین حریف کے پھرا کرتے
ہین دو چار قلعہ مین پندرہ بیس بارگاہ لقا مین موجود رہتے ہین اسوقت چالاک بن
عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ دربار لقا کی طرف جاتی ہے خیال کیا کہ اسکو لیکر نا چاہیے
بس اسی وقت صورت اپنی مثل بختیارک کے بنائی اور نقیر کی طرف چلا اُسنے جو شیطان
کو آتے دیکھا ٹھہر گئی اور جھک کر سلام کیا کیونکہ بختیارک کو بسبب ہوا اسنے طلسم سب
ساحران نامی پہچانتے ہین فی الحال اسنے پوچھا کہ ملک جی صاحب آپ کہان جاتے ہین چالاک
نے کہا کچھ نہین سے خداوند کے پہاڑ کے غار مین عبادت بیٹھے کر رہے ہین انکو خداوند کا توشہ
دینے جاتا ہون اگر اس کھانے مین سے کوئی ایک دانہ کھائے تو سو برس عمر مین زیادہ
ہون یہ کھانا مخصوص انھین عابدون کے لیے خداوند روز بھیجتے ہین جو دنیا کو ترک
کرکے یاد خداوند مین مصروف ہین نقیر یہ باتین سنکر منت کرنے لگی کہ اس کھانے مین
تھوڑا مجھے دیجیے کہ میری عمر بھی دراز ہو جائے چالاک نے بڑی خوشامد اور عاجزی
کرانے کے بعد ایک ٹکڑا شیرمال کا اپنے پاس سے نکال کر دیا نقیر نے ڈنڈوت کرکے لیکر کھایا
اور بیہوش ہوگئی چالاک نے اسکی تلاشی لی نامہ نشان طلسم پایا سب پڑھکر پھاڑ کر پھینکدیا
اور دوسرا نامہ اپنی طرف سے لکھکر لفافے مین رکھکر نقیر کی کمر مین رکھا اور ساحرہ کا سر اسکا
مُنڈکر سفیدا اسکا لگا کے اپنا راستہ لیا اور دربار لقا کے قریب پہونچکر صورت اپنی مثل
صورت عمرو کے بنائی اور علحدہ جاکر ایک گوشہ مین ٹھہرا کہ کوئی مجھکو شناخت نہ کرے جب
نقیر کو ہوش آیا حیران وہان سے اُٹھکر دربار مین آئی چالاک بھی عمرو بنا ہوا بارگاہ
مین گیا نقیر نے خداوند کو سجدہ کیا اور نامہ پیش کیا لقا نے اسکو کرسی بیٹھنے کو دی بہت کچھ
رعایت کی پھر نامہ لیکر منشی کو دیا اُسنے لفافہ چاک کرکے جو نامے کو دیکھا اس مین کچھ سخت
وسست بنسبت لقا کے لکھا تھا یہ دیکھکر اُسنے بختیارک کو نامہ دیدیا کہ آپ پڑھیے مجھے

نہین پڑھا جاتا بختیارک نے جب اُسے دیکھا ایک قہقہہ لگایا اور نقیبر کی جانب بغور دیکھا اسکا
سر منڈا پایا ہنس کر کہا کہ اے ملکہ یہ نام تمنے کسی سے بدل لیا اور سر تمھارا مونڈ ڈالا اب تم
زبانی بیان کرو کہ شاہ طلسم نے تمہین کسلیے بھیجا ہے یہ گفتگو جو نقیبر نے سنی گھبرا کر اپنے سر پر
ہاتھ مارا اور سر منڈا پایا رونے لگی آخر عرض کیا کہ ملک جی آپ کو شاہ جادوان نے بلایا ہے
عمرو وہان گرفتار ہوکر آیا ہے بختیارک نے کہا توبہ توبہ شہنشاہ عیاران عالم کو عمرو عمرو
کیا کہتی ہو بھلا وہ گرفتار ہونا کیا جانین اور اگر قید ہوکر آئے ہونگے تو وہ ایک ساحر دن
کے سر کاٹین گے گو تین گے چلے جاینگے یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک نعرہ ہوا منم عمرو
بن امیہ اور چالاک جست کرکے تخت لقا کے قریب آیا ایک دھول خداوند کے لگا کر
تاج لیا لقا نے نعرہ کیا کہ لینا اس بندہ بے ادب کو نقیبر گھبرا کر دوڑی چالاک نے
ایک حباب بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑی اسوقت لوگ اُٹھ اُٹھ کر دوڑے
الیان دربار دوڑے لینا لینا کہتے ہین لیکن چالاک پر کوئی ہاتھ نہین ڈالتا کسلیے
کہ جانتے ہین کہ رات کو عیار آکر ہمارا سر جدا کر ڈالین گے غرضکہ چالاک جست و خیز کرکے
قریب بختیارک پہونچا اور رخسار پر خال بائین آنکھ کا چھپا کر دکھلایا بختیارک کو یقین ہوا کہ
بیشک عمرو ہے اور چالاک نے بعد خال دکھلانے کے دو چار جوتیان سر پر ایسے
لگائین پھر تو تمام ملازمین لقا دوڑے چالاک پر ہجوم ہوا اُسنے خنجر کھینچکر دو ایک
زخمی کیا دس پانچ کو جان سے مارا لیکن جب غلطک انجی وہ دوکے پاؤن شل ہوئے اور
جب جست کی پانچ چار کے سر اُڑا دیے بارگاہ مین ہنگامہ پڑ گیا کہ یکایک نقیبر کو ہوش
آیا حیران تھی کہ یا الٰہی یہ کیسا ہنگامہ ہے ایک عمرو وہان ہے ایک نے یہان آکر آفت برپا
کی ہے اسی پریشانی مین تیغ پکڑکر جھپٹی تھی کہ چالاک سراپچہ بارگاہ پھاند کر بھاگا لوگ
پیچھے دوڑے جو قریب آیا اُسکو خنجر مارا یہان تک کہ مثل برق جہندہ نکلے بچا کر نظر سے
ایک لمحہ مین غائب ہوگیا خلاصہ بعد اس ہنگامے کے نقیبر سے بختیارک نے کہا اے ملکہ
تمنے عمرو کو دیکھا اب جاکر شاہ طلسم سے سب ماجرا کہہ دینا اور میرا جانا طلسم مین کسی طرح
نہوگا یہان گھر بیٹھے تو جوتیان پڑتی ہین جان بچانا مشکل ہے وہان جاکر کیا اپنی جان
دون نقیبر آخر کار یہان سے روانہ ہوئی اور سامنے شہنشاہ جادوان کے آئی لیکن
گھبرائی اور کانپتی ہوئی افراسیاب نے اور سب اہل دربار نے اسکا سر منڈا دیکھا

عمرو وہین چپکے سب نے دیکھا کہ افراسیاب نے صورت اور پیدا کی یعنی ایک کڑک کر زمین پھٹی
اترا اس صورت سے کہ سانولا رنگ بھرے بھرے بازو پتلی کمر خوب صورت جوان تاج
الماس سر پر پہنے ایک بیش قیمت مالا ہیرے کے گلے مین کنٹھا مروارید کا پہنے دوپٹہ
زناری کمر سے باندھے قشقہ ماتھے پر کھینچا کرسی پر آکر بیٹھا اسوقت دو سو گھنٹے بجے چار سو
ناقوس پھنکے کئی سو شنقلون پر بخور لوبان سلگا اور سیاہ مرچ کا ہون ہونے لگا تمام ساحرون کو خبر
ہوئی کہ افراسیاب آپ تخت سے نکل کرسی پر بیٹھا ہے تمام عمر کسی نے اسے نہ دیکھا تھا
چار طرف سے دوڑے طلسم مین غلغلہ ہوا لاکھون ساحر آکر سجدے مین گر پڑے لاکھون
روپے بھینٹ چڑھے عمرو نے بھی گنا کہ روپیہ ڈھیر ہوا ہے مال بہت سا جمع ہے ساحر جاتے ہین اشرفیان
جواہر چڑھاتے ہین عمرو کے بھی منہ مین پانی بھر آیا دل سے کہا چپکے کب تک رہو گے چلو بھی
یا تو یار اس طلسم کو یا اپنی جان کو خلاصہ عمرو گلیم اتار کر چلا ادھر افراسیاب نے ساحرون
سے کہا کہ عمرو آتا ہے دیکھو کیا بے کلیجہ عیار ہے ساحرون نے عرض کیا کہ حضور کیا مجال جو
یہان آسکے شاہ نے کہا اسے بلا کی قدرت ہے تم بھی ہوشیار رہو وہ روپیہ لینے آئیگا
اس اثنا مین اشرفیون اور جواہر کے ڈھیر مین عمرو نے آکر جال مارا افراسیاب نے کہا
دیکھو وہ لیگیا ساحر جھپٹے دوڑے عمرو بھاگ کر غائب ہو گیا اس کیفیت مین شاہ مصروف
تھا کہ ایک نامہ ہوا سے گر آیا دیکھا تو خداوند لقا کا نامہ ہے بدستور لقا کے نامہ بھیجنے کا سابق
مین لکھا گیا ہے غرض لکھا تھا کہ ای افراسیاب تو نے نہ کسی کو ہماری مدد کو بھیجا نہ آپ
آیا اور شیطان کو بلا کر طلسم مین عمرو کے ہاتھ سے ذلیل کرایا اب اگر عمرو گرفتار ہو تو
فوراً اسکا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیج اسکا بھیجنا اور جلد کسی ساحر نامی کو بھیج کر حمزہ کو غارت
کرے یہ مضمون پڑھ کر افراسیاب بولا الحق فی الواقع شیطان خداوند کو بڑی ذلت ہوئی
ہے اچھا مین عمرو کو وہین قید کر کے بھیجتا ہون کہ شیطان اسکو قتل کرے خوش ہون یہ کہکر
اپنے سر پر ہاتھ پھیرا وہان عمرو کی گردن و کمر مین ایک حلقہ مثل دھوئین کے پڑگیا عمرو نے
دل سے کہا قید ہوئے خیر رضینا بالقضا چلو جو کچھ خدا کو منظور ہے ہوگا اور سمت کو چلا
دیکھا اس طرف اندھیرا معلوم ہوتا ہے پھر اور سمت چلا ادھر بھی تاریکی دیکھی آخر افراسیاب
کی طرف چلا ادھر روشنی نظر آئی عمرو ٹھہر گیا کہ یہین کہین نجات نہ تھی لگا اسوقت معلوم ہوا کہ
کوئی از خود ڈھکیلتا لیے جاتا ہے ناچار افتان و خیزان خدا کو یاد کرتا افراسیاب کی طرف چلا

میرا کوئی رفیق نہیں کہ بیت

توئی یاری دہ و فریاد رس		بہ فریاد من رس و فریاد خواہ رس	

قصہ کوتاہ سامنے افراسیاب کے پہونچا وہ دیکھتے ہی گویا ہوا کہ اے دزد مکار تو بہت
دنوں اڑا پھرا صرصر کو تو نے بہکایا ساحران نامی کو مارا اب کوئی فقرہ تجھے یاد ہے عمرو نے
کہا اے شہنشاہ میرا قصور معاف فرمائیے کہ شعر

ہر چند نیم لائق بخشایش تو		بر من منگر بر کرم خویش نگر	

افراسیاب نے کچھ عذر و التماس پذیرا نہ کیا اور کتاب سامری کو دیکھا تا معلوم کرے کہ یہ
اصلی عمرو ہے یا اس مرتبہ بھی دھوکا ہے غرض کتاب میں نکلا کہ یہ اصلی عمرو ہے اسکی باتوں
پر نہ جانا اور فریب میں نہ آنا اسکا یہاں رکھنا مناسب نہیں کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ قتل
نہوگا بہراہ مکر چھوٹ جائیگا چاہیے کہ اسکے ہلاک کی تدبیر کیجیے اتنا قصہ پاکر کتاب سے
حکم دیکھکے فی الفور تخت سحر تیار کرکے عمرو کو سوار کیا اور حصنا جادو اور انفار جادو
نام دو ساحر اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر تم خداوند باختر پاس
جاؤ اسکے دشمنوں کو غارت کرو اور عمرو کو ساتھ لیتے جاؤ خداوند جس طرح چاہیں اسکو قتل
کریں تم اسکے قتل ہونے کی کیفیت اور لشکر حمزہ کے غارت ہونیکا حال لکھ بھیجنا تاکہ اور
باقی صرصر وغیرہ جو گرفتار ہیں میں انھیں بھی ہلاک کروں اور سب کو نیست و نابود کروں
وہ دونوں ساحر حکم شاہ پاکر باہر آئے اور ساٹھ ہزار ساحر کو حکم تیاری لشکر دیا انتظام
ہونے لگا طبل و نقارے بجے ناقوس پھنکے گرمابازی ہو گئی اسوقت مخمور سرخ چشم کہ جو
شاہزادہ نور الدہر پر عاشق ہے اپنے دل میں بیقرار ہوئی کہ مبادا اس فوج سے لشکر اسلام
نے شکست کھائی اور میرے مطلوب پر کچھ آفت آئی تو میں دیدار جاناں سے محروم رہونگی
لازم ہے کہ اسی لشکر کے ساتھ جاؤں اور اپنے دلبر کو دیکھ آؤں اس مضمون کو سوچ کر
روبرو شاہ طلسم کے گئی اور دست بستہ اجازت خواہ ہوئی کہ اگر حکم حضور پاؤں تو خداوند
کی زیارت کو جاؤں افراسیاب نے اسکو بھی اجازت دی اور یکایک وہ پتلا جو
سمت خوب صورت جوان کرسی پر آکے بیٹھا تھا اور حکم احکام دے رہا تھا اسکے جسم میں
آگ لگ گئی جلکر غائب ہو گیا ہزاروں گھنٹہ ایکبار بجا ناقوس کی صدا آئی اور آواز
ہوئی کہ اے ساحرو شہنشاہ آئینہ سحر میں تشریف لے گئے یہ خود نشستہ بلکہ پتلا سحر کا اٹھا تھا

تھا آئین اور انتظام کرنے آیا تھا خلاصہ یہ کہ جب شاہ طلسم داخل آئینہ سحر ہوا دربار برخاست کیا گیا ساحر اپنی اپنی جگہ پر گئے مخمور بھی اپنے گھر آئی اور تیاری چلنے کی کرنے لگی چالیس کنیزیں اپنی ہمراہی کے واسطے حور وش گل اندام منتخب فرمائیں اور خود بھی دریائے جواہر میں غوطہ زن ہوئی پوشاک نفیس و پر تکلف سے آراستہ ہو کر حنا دست و پا میں لگائی مسی ہونٹھوں پر ملکہ پان کی لالی جمائی کہ ابیات

رنگین لبوں سے جان بے چین — گویا کہ شفق میں ہیں ہلالین
یکتا ہیں چمک میں دانت سارے — یہ برج دہن میں ہیں ستارے
پیدا ہوئے ہیں جو اسکے رخ سے راہیں — بس ہوں جنت مکاں نگاہیں
تھی اُس کی ہر اک ادا مناسب — بد بین کو نظر شہاب ثاقب

اس سج دھج سے درست ہو کر تخت سحر پر سوار ہوئی اس شان و شوکت سے روانہ تھی کہ شہنشاہ حسن کی بارگاہ پر جاہ و شان غمزہ و ناز صدائے دورباش عالم کو دیتے تھے نظم

اللہ رے حسن واہ رے نور — طینت میں پری تو شکل میں حور
آگے آگے وہ عہدہ داریں — بے حکم پلک بھی جو نہ ماریں
مسند پہ تھی نشست کس ران — جلوہ آئینہ دار حیران
پہلو میں سنبھالے تھی نزاکت — فرش آگے بچھاتی تھی نزاکت

اور اس سرعت کے ساتھ تخت روان کیا کہ ساحر جو قید عمر کی لیکر چلنے کو تھے ہنوز جا نہ چکے تھے کہ یہ آکر پہونچی ساحر بھی اپنی اپنی سواریوں پر چڑھ کر ڈھر و بجاتے سحر کی نیرنگیاں دکھاتے خواجہ کو لیکر بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوئے کہ ابیات

اژدہے زیر ران ہر اک کے تھے — قشقے ماتھوں پہ اپنے کھینچے تھے
لیے ترسول تھے وہ ہاتھوں میں — سحر کرتے تھے باتوں باتوں میں
رال اُڑاتا تھا اپنے لب سے کوئی — کوئی کہتا تھا جے ہے سامری کی
تیغ بران ہر اک کے زیب کمر — ڈھالیں فولادی پشت کے اوپر
شان و شوکت غرض دکھاتے تھے — سحر کے تخت کو اُڑاتے ہوئے
عازم لشکر لقا تھے وہ — بانی جور و پر جفا تھے وہ

مخمور سرخ چشم اپنے دل سے باتیں کرتی تھی کبھی ہنستی تھی اور کبھی روتی تھی دل مضطر

طلبیان تھا کہنے لگا تھا کہ دیکھیے اس عشق کا انجام کیا ہوتا ہی جان جاتی ہی یا معشوق ملتا ہی
خلاصہ کلام اسی طرح کوچ و مقام کرتی ہمراہ ساحرون کے جادہ خطرناک مین قدم دھرتی طلسم
سے باہر نکلی اسوقت خاطر غمگین اور زیادہ حزین ہوئی شوق دیدار نے غلبہ کیا ذہن
مین آیا کہ چلکر محبوب کی تلاش کیجیے مگر سب کے ساتھ جانا اچھا نہین راز عشق ظاہر ہوگا
ہر کہ و مہ اس سے باہر ہوگا یہ سوچ کر حضار سے کہا تمھارے ساتھ کھڑے آہستہ مین آگے
جاکر خداوند سے تمھارے آنے کی خبر کرتی ہون یہ کہکر اپنے تخت سحر کو بڑھا کر روانہ ہوئی
کنیزون سے بھی حکم دیا کہ تم پیچھے آؤ دربار خداوند مین میری رسائی ہوئے تو تمھین طلب
کرون گی لونڈیان بموجب حکم ٹھہرین اور ملکہ آگے بڑھی جب تنہا ہوئی بلبل دل ہوائے
ملاقات مین اپنے گل کے بیقرار ہوا سرشک خونین چشمہ چشم سے بہانے لگی اور شعر
عاشقانہ گانے لگی کہ غزل

دربی آن دلبر شیرین شمائل میروم ۔ دل بی او رفت من ہم از پی دل میروم
میروم نزدیک آن قصاب گو خونم بریز ۔ من ہلاک قتل خویشم سوی قاتل میروم
گر ز تیغ از سر کویش نخواہم رفت لیک ۔ چند گامی ہمچو مرغ نیم بسمل میروم
چون نگوی اور دم ترسم رقیبان پی برند ۔ زانکہ من از گریہ خود با پای در گل میروم
ای کہ میگوئی برو تحصیل درس عشق کن ۔ میروم اما پی تحصیل حاصل میروم
وادی درد و بلاد عشق ہر یک منزل است ۔ کردہ ام عزم سفر منزل بمنزل میروم
میروم سوئیش باستقبال خوشحالم کہ باز ۔ میرسد اقبال وصلش ہم درمقابل میروم
در رہ عشق ای ہلالی از من آگاہی مجو ۔ زانکہ من این راہ را بسیار غافل میروم

خلاصہ کلام اسی طرح آہ بر لب و فغان بر زبان قریب لشکر صاحبقران پہونچی اور ایک
مقام بلند پر کھڑے ہوکر یکبارگی نگاہ تلاش مین اپنے یوسف گمگشتہ کے روانہ کیا لیکن
شاہزادہ عالی تبار نور الدہر دربار مین پاس امیر کے جلوہ فرما تھے محمور کو پتا انکا
نہ ملا اور خوف یہ بھی تھا کہ اگر لشکر اسلام کا کوئی عیار یہان آئے اور مجھے ساحرہ سمجھ کر قتل
شمار اور تشہیر کرکے کوئی ذلت دے اور ہلاک کرے تو اچھا نہوگا آخر مجبور و ناچار ہوکر طرف
لشکر لقا روانہ ہوئی قلعہ کوہ عقیق مین لقا تخت خدائی پر بیٹھا تھا کہ یکایک ابر سنہری
رنگ کا ظاہر ہوا اور پھول سنہرے برسنے لگے وزیر یعنی بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی

بندہ خاص آپ کا آ رہا ہے ذرا اپنی مشیت سے ہمیں تو خبر دیجیے کہ کیا نئی تقدیر آپ نے فرمائی
ہے لقا نے کہا قدرت کے کارخانے میں کسی کو دخل دینا نہ چاہیے جو کوئی ہوگا وہ سامنے
آئیگا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ابر شق ہوا اور تخت مخمور کا بارگاہ میں اترا ملک بختیارک
اٹھ کھڑا ہوا العظیم دی مخمور سرخ چشم نے سلام کیا اور آگے بڑھکر لقا کو سجدہ کیا نذر پیش
کرکے دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ جادوان نے دو ساحر جلیل القدر بہر مقابلہ حمزہ
مع ساٹھ ہزار ساحروں کے بھیجے ہیں اور قید عمرو عیار کی وہ ساحر لائے ہیں یہ سننا تھا کہ
لقا نے تاج اپنا بالفخر کج کیا اور پکارا کہ ای بندگان قدرت دیدی قدرت مرا دھر بختیارک
اپنے چوتڑ پیٹنے لگا اور گویا ہوا کہ الٰہی ملکہ تمہارے دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں اچھا چلیے میں
اور آپ اُن ساحر فرستادگان شاہ کو استقبال کرکے لے آویں مخمور نے کہا آپ کیوں
تکلیف فرمائیں یہ کنیز جاکر انھیں بلائے لاتی ہے یہ کہکر اسی جھپٹے سے دوبارہ تخت مطلوب
میں روانہ ہوئی مگر اسکے جانے کے بعد بختیارک نے لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند اِس
وقت میں اور آپ تنہا ہوں اپنی مشیت سے مجھے آگاہ فرمائیے کہ عمرو جو قید ہوکر آیا ہے اسکو
قتل کیجیے گا اور اسکی تقدیر میں آپ نے ہلاک ہونا لکھا ہے کہ نہیں لقا جواب دہ ہوا کہ
نوے ہزار برس پیشتر سے میں نے یہی تقدیر میں اسکی لکھا ہے کہ جب وہ طلسم سے قید ہوکر
آئیگا تو مارا جائیگا یہاں یہ باتیں مسرت و انبساط کی شیطان و خداوند سے ہو رہی تھیں
مگر مخمور قریب لشکر اسلام آئی لیکن بخوف عیاران قدم اندر لشکر کے نہ رکھا اور چہرہ
نگران جمال یار تھی دل سے کہتی تھی کہ مقتضای بیت

تماشا ہے اگر آئینہ بے زنگار ہو پیدا		در و دیوار سے نقش جمال یار ہو پیدا

ہر چند تجسس اور جویا رہی مگر شبیہ دلدار آئینہ نظر میں جلوہ گر نہ ہوئی ناچار آگے بڑھکر حضار
کو خبر دی کہ خداوند کا حکم ہے جلد قیدی کو حاضر کرو ساحر اسکے ہمراہ عمرو کو لیکر بسمت لقا
راہی ہوئے جب قریب قلعہ جاکر پہونچے سلیمان عنبر مو نے آکر استقبال کیا اور فوج
ساحران کو مقام پاکیزہ میں اتروایا بارگاہیں اور خیمے نصب ہوئے بارگاہ کے روبرو
بازار میں کھل گئیں طبل و نقارے قیام اور داخلہ لشکر کے بجے عیاران لشکر اسلام صورت
بدلکر واسطے خبر دریافت کرنے کے آئے کچھ لشکر ساحران میں ٹھہرے کچھ قلعہ میں گئے
مگر حضار اور انتظار عمرو کو سامنے لقا کے لائے خود سجدہ کیا نذر دی دنگل عنایت ہوا

بیٹھے لقا نے عمرو سے کہا کیون ای بندۂ گستاخ و بے ادب اب کہہ کس عذاب شدید سے تجھے
ہلاک کرون عمرو نے کہا یا خداوند میرا کیا قصور ہی آپ نے خود مجھے وہ طاقت عنایت کی ہی
کہ مین نے جناب کی داڑھی کو اپنے پیشاب سے مونڈا ہی آج بھی ایسی ہی کچھ آپ نے تقدیر
کی ہوگی پھر وہی معاملہ پیش آیا چاہتا ہی لقا ان باتون سے غضبناک ہوا اور بختیارک
نے کہا یا خداوند اب وہی تقدیر جاری فرمائیے جو آپ مجھ سے ابھی وعدہ کر چکے ہین یہ کلام
سنکر عمرو نے بختیارک کو گھورا اور کہا ملک جی تم مجھے جانتے نہین کہ مین کون ہون ہم
عمرو آج میرے روبرو چہ میگوئیان کرنا خیر سمجھا جائیگا بختیارک گھورنے سے عمرو کے ڈر گیا
اور لگا گرد پھرنے پکارا کہ ای شہنشاہ عیاران مرشد برحق مین اس حرامزادے لقا مردود
درگاہ خدا سے ہرچند کہتا ہون کہ حضور ریش تراشندہ کا از ان کو کوئی تکلیف نہ پہونچا مگر
یہ کبیدی نہین مانتا پھر آپ ہی اپنی سزا کو پہونچے گا لقا نے کہا او حرامزادے کیا بیہودہ بکتا
ہی بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون جناب معلے القاب کو کہ ہمارے جان کی پناہ شاہان
کے ساہ خواجہ سلامت ہین تو باعزاز تمام رہا کردے ورنہ سر منڈ نکٹا ناک کٹے کی جوتیان
پڑینگی لقا ایسی باتون سے نہایت غیظ مین آیا اور حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس ملعون یعنی
بختیارک کو بھی قتل کرو بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون آپ نے اگر عہدۂ شیطنت
دیا ہی تو مین ایسی ہی باتین کرونگا نہین یہ طوق لعنت آپ کا حاضر ہے کسی اور کو دیجیے
اور شیطان بنائیے لقا نے حکم قتل عمرو کی نسبت صادر فرمایا اور بختیارک کو بری
کردیا بموجب حکم جلاد آکر حاضر ہوا عمرو کو لیکر میدان خونی مین آئے قلعہ کو حقیق کے
سامنے جو بیابان واقع ہی وہان چبوترہ نکہت کا بنا اور لوہا رہا سے فلاکت سمجھا گیا جلادان
قوی بازو بیرحم تیغہاے آبدار لیے ہر طرف پھرنے لگے کل لشکر لقا مین کمربندی
ہوگئی ایک طرف ساٹھ ہزار ساحر حصار کے تیار ہوے اور صف باندھ کر ٹھہرے ایک سمت
سواران کسے پرے اور پیادون کی قطار آراستہ ہولی کماندار لیس ہوکر تیر چلہ کمان مین جوڑ کر
مستعد تھے کہ اگر کوئی حمایت کو عمرو کی آئے تو جیتا نہ بچے عمرو کے حال زار پر مردود زن
قلعے سے ہنستے تھے لیکن دانشمند عبرت گزین سے کہ ایہا الناس یہ نفس حمزہ ہی یہ وہ شخص ہی
کہ جسنے ساحران عالم کو قتل کیا شہنشاہ عیاران اپنے تئین بنایا آج اس طرح بے بس ہے
نہ کوئی رفیق ہی نہ مونس ہی بعض کہتے تھے کہ اسیر کیا منحصر ہے چرخ جفا پیشہ نے بڑے بڑے

تامیون کو ذلیل کرکے ہلاک کرایا ہے اور پیر زال دنیا نے بہت نوجوانوں کو بحسرت و ارمان دنیا سے اٹھایا ہے آج نہ دارا ہے نہ سکندر ہے نہ وہ چتر و اورنگ ہے نہ افسر ہے نہ کلاہ دعویٰ شہنشہی شہی نہ سریر عزت ہے فی الحقیقت یہ سرائے فانی مقام عبرت ہے کہ نظم

کہاں شداد وہ بہشت آرا　اس چمن کا کرے جو نظارا
گو سکندر بھی شاہ عالی تھا　جب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا
آج کرے گذشتگان پہ نظر　ہے گا کل تو بھی عبرت دیگر
ہے یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ　لاکھ یوسف گرائے در تہ چاہ
بحر حیرت میں عقل کیوں نہ غرق　ہے زمین اور آسمان کا فرق
کہیں ہوتا ہے قطع پیراہن　کہیں مردم کو ہے تلاش کفن
کہیں ساماں غسل صحت ہے　کہیں ترتیب غسل میت ہے
کوئی تخت رواں پہ جلوہ نما　کہیں مردہ وبال دوش ہوا
اک دلہن سے دوچار ہوتا ہے　اک کنارے لحد میں سوتا ہے
قصر بنوا کے ہو گئے شداد　قبر کی کوٹھری نہ کچھی یاد
ہیں یہ خواہان حشمت دنیا　تشنہ قتل ہم سراب نما
اسکے شربت میں زہر ہے سو وہ　نوش ہے اسکا نیش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف ہنگامہ برپا تھا صغیر و کبیر کا مجمع تھا ایک جانب محمود سرخ چشم بھی مع اپنی کنیزوں کے کھڑی تھی مگر حیران تھی کہ ناحق خون عمر میں شریک ہوئی کاش طلسم سے نہ آتی یہ بدنامی اپنے ذمے نہ اٹھاتی اب معشوق سے ندامت ہوگی بڑی قباحت ہوگی یہ سوچ رہی تھی کہ وہاں لقا بھی فیل پر سوار ہوکر آموجود ہوا جلاد نے عمر کو زیر تیغ بٹھایا اور سامنے لقا کے آکر پوچھا کہ اس گنہگار کے بارے میں کیا حکم خداوندی ہے اس کمبخت نے گنگنا کر صدا دی کہ لاکھ سجدہ کا ایک حکم تمکو دیا جاتا ہے کہ جلد سر اس گنہگار کا کاٹ کر حاضر کرو جلاد وہاں سے آکر مستعد قتل ہوئے خواجہ کی گردن پر کوئلے کا خط دیا اور کہا جو کھانا ہو اے اجل رسیدہ وہ کھا پی لے جو کہنا ہو وہ کہہ سن لے کہ کوئی دم میں پیمانہ عمر بادہ فنا سے لبریز ہوگا اور رخت ہستی اتارا جائیگا عمر نے آنکھیں تو مطلق ہوا سب تدبیر نہ پایا لیکن دل کو سمجھ بوجھ کر شوخ بد رنگ جلاد کو تکتا

دافع البلیات و کافی المہمات کیا بے اختیار رو کر پکارنے لگے کہ اے قادر و توانا اے فریادرس غریبان تو صادق الوعد ہے مجھسے تونے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک مین بارِ موت اپنے منہ سے نہ مانگون اسوقت تک نہ مرون آج نرغۂ اعدا مین گرفتار ہون بے یار و غمگسار ہون سوا تیرے کون میرا مددگار ہے اور اس بیکسی مین یا یہ ہے نظم

ترے لطف و کرم سے کچھ نہین دور
کہ غالب ہون مین اس فرقہ پہ مجبور
نہین ہے کوئی تیرا مثل و مانند
بری ہے شرک سے تو اے خداوند
تری حکمت سے ہے ہر شے ہویدا
شب تاریک سے ہے صبح پیدا
زمین و آسمان حیرت فزا ہین
یہ دونون تیری قدرت سے بپا ہین
بچا لے اس بلا سے مجھکو یارب
کہ تو غالب ہے اور مجبور ہین سب

اس دعا کے مانگنے سے نسیم قبول چمنستان دہر مین وزان اور صبح عشرت گریبان خندہ زن تھی یعنی عیاران لشکر امیر مثل قاسم لنتوری و دیگر عیار جو ہمراہ آتے ہوئے تھے اس ماجرا سے جانگزا کو دیکھ کر افتان و خیزان بارگاہ سلیمانی مین آئے اور روبروی شاہ اسلام یون التماس پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ کیوان جاہ قطعہ

اے عدالت گستر و عالم پناہ و دادبخش
کس زبان سے ہم کرین تیری عدالت کی ثنا
شمع کا شعلہ پتنگے کو جلا سکتا نہین
بسکہ شہرہ معدلت کا تیری پہونچا جابجا
تازیانہ ہو نسیم صبح کو بیم ستم
غنچۂ تصویر کے گر ہوسے پیراہن قبا
نام ہے جس شہر مین خلط و جنایت کا تری
دست خوبان مین نہ ٹھہرے خوف سے رنگ حنا

آج کچھ ساحر عمرو کو طلسم سے گرفتار کرکے لائے ہین اور لقا انکا گل ہستی جھول و پژمردہ کیا چاہتا ہے اور نخل حیات تیغ سیاست سے قلم ہوتا ہے اس خبر کو سننا تھا کہ بادشاہ نے امیر کی جانب دیکھا صاحبقران ہاے یار وفادار کہکر دنگل سے اٹھے اور انکے اٹھنے کے کل سردار دست راست اور دست چپ کے اور فرزندان امیر وغیرہ سب کھڑے ہوگئے لشکر مین حکم کمربندی کا پہونچا تیاری ہونے لگی مگر امیر نے کسی کی راہ نہ دیکھی باہر بارگاہ کے آکر اشقر دیوزاد مرکب پر سوار ہوکر چل نکلے انکے بعد قاسم اور نورالدہر اور ایرج اور علم شاہ وغیرہ بیٹے پوتے اور سردار مثل لندھور ساد سالک اور رعد ادہرزاد جمہور وغیرہ لے روانہ ہوئے ایک سمت سے طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی اور بلٹنین اور

رسالے اور پیادہ و سوار لینا لینا کہتے چلے پھر تو بادشاہ بھی مع تاجداران ذیوقار سر تخت مرصع پر سوار بر آمد ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی فلک تھرایا اور زمین ہلی کہ نظم

چلے ایسے بزرگی سے وہ صفدر	کیا چرخ بریں نے آپ کو خم
وہ صحرا دشت محشر ہو بہو تھا	قیامت غلغلہ ہر چار سو تھا
ہوا نیزوں سے وہ جنگل نیستان	نیستان تھا وہ جولانگاہ شیران
خدا کی راہ میں باندھے کمر تھے	لیے ہمراہ اقبال و ظفر تھے

یہاں تک کہ دیدوی قلعہ ہو چکا اس مجمع فوج مخالف پر اول امیر شمشیر کھینچکر اور نعرہ کر کے کہ نعرہ

امیر عرب حمزۂ نامدار	عم مصطفےٰ شاہ شہسوار

لشکریان عدو نعرہ امیر سنکر لرزاں ہوئے مگر لقا کے سامنے تھا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر اذان دینے لگا کہ میں پہلے ہی کہتا تھا او مشرک خدا تو مسلمان ہو جا اب دیکھ کہ حمزہ تیری جان پر کیا آفت لاتا ہے اور میں تو دل ہی سے مسلمان ہوں لقا نے یہ معاملہ دیکھ کر نعرہ مارا کہ سر عمرو کا جلد جدا کر ڈالو سپاہی اور رجالہ بڑھے تھے کہ ادھر عمرو نے مخفی کچھ پڑھا کہ کوئی آگے نہ بڑھ سکا اور امیر نے صفوں کو زیر تیغ براں رکھ لیا پھر تو صد ہا جادو اور ساٹھ ہزار ساحر نارجیل و ترنج سحر کے مارتے تھے اور امیر اسم اعظم پڑھتے قتل کرتے چلے جاتے ہوئے آتے تھے کہ یکایک ایک سمت سے نعرہ شاہزادہ قاسم بلند ہوا نعرہ

ملک قاسم آن ترک خاور سپاہ	زنم تیر بر ابر و سینہ ماہ
ز آب و مہر تیغش شد زمین	ہمہ باختہ شد زیر نگین

اور شاہزادہ دیوقابیلار کو فراسیابی کھینچکر لشکر پر آپڑے کہ ایک جانب سے نعرہ نورالدہر کا ہوا نعرہ

ہمای اوج رفعت بادشاہ عرصہ مردی	گرشاہ آتش جبا تکبیر و فلک گیتی ستان جم اندہ
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کج بخش	عدو در زسگاہ ہفت صد ہزاران الامان جم لندہ

پھر تو ایک کے بعد ایک کا نعرہ بلند ہوا اور تلوار پھر کر چلنے لگی ادھر لقا کے حکم سے سامری جابی دباخری اور مشتری حصاری حملہ آور ہوئے نعرہ ہائے بہادران قتل کے سینہ تا کمر پیٹ گئے تیغوں کی ہوا سن سن چلنے لگی سر مثل برگ خزاں کے گرنے لگے نخلبند اجل سربلندوں کے شجر قامت کی سرتراشی کرنے لگا عندلیب آسا نقیب سرگرم فغاں تھے جوہر تیغ خوباں کے پھول کھلے نظر آتے تھے وہاں زخم شکل غنچہ مسکراتے تھے سپر کے پھول گل ہوں

تمام غلغلہ دار و گیر برپا ہوا اور عمرو جو اسکے سحر مین مبتلا تھا چھوٹ گیا ادھر سردار لڑتے بھڑتے
قریب عمرو کے پہونچے اور ہتھکڑیان بیڑی کاٹ دی عمرو گھبرا کر اُٹھا اور جست کرکے تخت
لقا پر چڑھ گیا ایک دھول بڑے زور سے اُسکے سر پر لگائی اور تاج اُتار لیا بختیارک نے کہا
بسم اللہ مال آپکا ہے اور اپنا رشیدہ اور دوشالہ وغیرہ اُتار کر سامنے کیا خواجہ نے وہ بھی
لیا اور چاہتے اُنکو گرفتار کرنے کا قصد کیا عمرو نے خنجر مار کر اُسے راستہ ملک عدم کا دکھلایا
خلاصہ یہ کہ جب فوج ساحران نے شکست کھائی اور انتشار جادو باسعد وسے چند بھاگ کر
زندہ بچا اسوقت لشکر اسلام کا غلبہ زیادہ ہوا عمرو بھی لڑتا اور لوٹتا ہوا قریب مرکب صاحبقران
پہونچا اور رکاب کو بوسہ دیا امیر گھوڑے سے اُتر کر گلے سے لپٹ گئے عمرو نے عرض کیا ابھی
لڑائی فتح نہین ہوئی حضور سوار ہوں مین ہمراہ ہوں امیر دوبارہ سوار ہوکے اور نعرہ اللہ اکبر
کرکے حملہ آور ہوئے پھر تو عجب ہنگامہ آفت گرم ہوا کہ نظم

گھر تیغیلوں سے کچھ دیئے ہر سو — کشتون کے پشتے کر دیئے ہر سو
جس طرف گھوڑے کو سپہ سر — کافرون کو ملی نہ راہ گریز
الامان منہ سے کہتے جاتے تھے — ٹھوکرین کھا کے رہتے جاتے تھے

اسی طرح ہمدم امیر تخت لقا کے قریب پہونچے بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ یہی
آئین امیر کا ہے کہ جب طبل امان لشکر مخالف مین بجتا ہے تو امیر حریف کو طالب امان
سمجھ کر پھر مقابلہ نہین فرماتے غرض جسوقت نقارہ امان بجا لشکر دونون جانب کے پھرے
امیر بھی بارگاہ کی طرف واپس ہوئے سردار سر پر امیر کے زر نثار کرنے لگے عمرو عیار پکارا کہ ای
بہادران کیون مال ضائع کرتے ہو یہ سب جمع کرکے مجھے حوالے کرو کہ مین نہایت محتاج ہون
امیر ہنسے اور کہا خواجہ تمہارے لیے اور بہت کچھ ہے عمرو نے عرض کیا اگر یہ اور وہ ملکر مجھے
ملتا تو اچھا تھا یہ کہکر جال الیاسی لگایا کہ سب مال اُس مین آگیا اور لوٹنے والون کو ایسا
جھنجھلایا اسی طرح شادان و فرحان جملہ سردار ہرچند کہ خون مین تر بتر اور خستہ لیکن پھر
اور پریشان تھے مگر عمرو کے آنے سے بارگاہ مین چلے آئے عمرو ہر ایک سے گلے
ملا اور کرسی پر بیٹھا بادشاہ بھی خرسند ہوئے اور کشتیان جواہر کی امیر اور بادشاہ
نے منگوا کر عنایت فرمائین عمرو نے سارا ماجرا جو کچھ طلسم مین گذرا تھا حرف بحرف بیان
کیا امیر نے عیارون کی فطرت سنکر اُن سب کے لیے بھی بھاری خلعت عنایت فرمائے

کہ ہماری طرف سے قران اور برق وغیرہ کو دیدینا عمرو نے کہا کہ مین اُن چھوکرون
اور روپیہ دے کر اب تو نہین کرونگا مگر کہدونگا کہ امیر نے تمھین بھی خلعت دیا تھا عید
کے دن پہننا امیر اور سب سرداراس تقریر سے ہنسنے لگے اور عمرو نے کل مال نذر زنبیل
کرکے کہا مین جاتا ہون امیر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ خواجہ ایک روز تو توقف کرو عمرو نے جواب
دیا کہ پھر مین طلسم مین جا نسکونگا ابھی سب ساحر جاتے ہین انکے ساتھ مین بخوبی پہونچ جاؤنگا
یہ کہکر وہان سے اُٹھکر چلا کہ ملکہ مہر و بہتین اپنی بی بی سے مل آؤن اور اپنی شہزادیون
یعنی امیر کی بی بیون سے بھی مل لون غرض داخل محلات ہوا جمیع خاتونان معظم اسکے
آنے سے مسرور ہوئین اور بہت کچھ زر و جواہر دیا حال طلسم سنا خواجہ کا مزاج پوچھا لیکن
شہزادیان اُن شہزادیون کی بی بیان عمرو کی بہن اُنھون نے عمرو کو گھیرا اور کہا کیون
صاحب بعد مدت کے تم طلسم سے آئے مگر کچھ تحفہ اور سوغات ہمارے لیے نہ لائے اچھا
جو کچھ کمایا ہو وہ تو بتلاؤ کہ ہم لوگون کو کچھ تو دو عمرو نے کہا طلسم مین خود میرا لاکھون روپیہ
صرف ہو گیا اب مین محتاج اور پریشان ہون چاہتا ہون کہ تمھارا زیور لیکر فروخت
کرون تاکہ رفع تکلیف ہو یہ باتین سنکر محل مین ایک قہقہہ اُڑا اور عورتون نے خواجہ کو
چار طرف سے گھیرا کہ ہم تو ضرور کچھ تم سے لینگے اسوقت مجبور ہو کر عمرو نے کچھ چھوٹے نگینے
اور ہلدی کی گرہین لوہے کی کیلین ایک آدھ دھیلا وغیرہ نکال کر دیا اور کہا گھر والیان
کمبخت نہ پریشانی کو جانتی ہین نہ مفلسی کو مانتی ہین انکو چوری کرو اور جہان سے بنے
لاکر دو سب ہنسنے لگے اور عمرو گھبرا کر اُٹھا کہ یہان ٹھہرونگا تو لٹ جاؤنگا اور وہان سے
اُٹھکر ملکہ مہر و بہتین کے پاس گیا ملکہ نے خواجہ کو اعزاز سے بٹھایا اور بڑے تپاک اور
گرمجوشی سے ملاقات کی یہ بی بی عمرو کی بہت پیاری ہے عمرو یہان بیٹھکر مصروف بشاشی
ہوا اور باتین باخلاص و محبت کی کرنے لگا لیکن اُدھر جب لقا عاجز اور درماندہ ہو کر
اپنی بارگاہ مین آیا لشکر بھاگا ہوا آکر بہم فروکش ہوا انتظار رہی چند ساحر وشہ بارگاہ
مین حاضر ہو کر عرض رسا ہوا کہ یا خداوند اب لشکر ساحران باقی نہین مین رخصت لیتا
ہوتا ہون شاہ طلسم سے جو کچھ فرمایئے عرض کر دون لقا نے کہا کہدینا کہ اے شاہ جادوان
تیری ملاقات کو میرا جی چاہتا ہے مگر ان بندون نے مجھے بہت پریشان کیا ہے اور انکو
[illegible] ہین مین نے پیدا کیا ہے انکی قضا مین بھول گیا خلق ہی نہین کی بس یہ سرکشی کرتے

ہین اور مجھے سجدہ نہین کرتے ہین تو کہدینا کہ کسی ساحر زبردست کو پھر میری مدد کے لیے
بھیجے ابکی بار مین اُس ہستی کے عالم کی تقدیر کی ہوئی کو پھیر دونگا اور بندگان مغضوب کی قضا
پیدا کردونگا بختیارک اس تقریر کو سنکر بولا کہ یا خداوند آپ نے عمرو کی قضا بھی تو فرمایا تھا کہ
آج ہے اور اُسکے قتل کی تقدیر آپ کر چکے تھے پھر عمرو کے عوض صرصر کی قضا آگئی اب اُسکی
تقدیر آپ نے کیسی فرمائی لقا نے کہا قلم قدرت میرا جدھر مین نے چاہا اُدھر پھر گیا بندونکو
خداوندی مین کچھ دخل دینا نہ چاہیے بختیارک خاموش ہو رہا اور انتظار رخصت دربار کا
باہر نکلا اس عرصہ مین مخمور بھی آکر لقا سے رخصت ہوئی اور جب باہر بارگاہ کے آئی سب
ساحرات ور اور طائران سحر پر سوار ہوے یہ بھی طاؤس سحر پر چڑھکر چلی جب طاؤس بلند ہوا
یہ لشکر اسلام کو نگاہ حسرت دیکھتی جاتی تھی اور وہان جب عمرو دخل مین گیا بادشاہ و
دربار برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیمون مین بآسایش و آرام آسئے نور الدہر بھی
آکر اپنی بارگاہ کے دروازے پر کھڑے ہوے اُنکو اس ہاسے لگی عاشقی ہجران کشیدہ
رنجور ملکہ مخمور نے دیکھا دل بیتاب کو تاب نہ آئی کنیزون سے کہا تم ورے کو مین جاکر شہزادہ
مین آتی ہون لونڈیان حسب الارشاد اُس طرف گئین اور یہ شاہین صید گاہ محبت و
الفت اپنے طاؤس کو پھیر کر قریب بارگاہ شاہزادہ بلند قدر اتری اور سامنے آکر سلام کیا
او بیوفا رسم و راہ الفت یہی ہے کہ ہم آوارہ دشت ادبار پھرین اور تجھے خبر نہو کہ مقتضائی فقط کلم

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست	سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا ست
سرم بہ دنیا و عقبیٰ فرو نمی آید	تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ما ست
در اندرون من خستہ دل ندانم کیست	کہ من خموش و او در فغان و در غوغا ست
مرا بکار جہان ہرگز التفات نبود	رخ تو در نظر من چنین خوشش آراست

یہ صید اسکر شاہزادے نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک اختر آسمان دلربائی گوہر دریاے اشتیاق
گل گلزار ناز کی بلبل شاخسار دلبری یوسف جمال زلیخا خصال ماہ کی صورت چکور کی سیرت
لیلیٰ کی سج مجنون کی دھج شمع کا رنگ پروانے کا ڈھنگ بزم کی آرایش پہلو کی زیبایش
نیند کی کھونے والی لپٹ کر سونے والی کو ملاحظہ کیا کہ سرگرم گفتار ہے ایسے حسین شوخ و چنچل
کو دیکھا کہ بے صبر اور بیتاب ہوگیا ہوش و حواس عیش و راحت سب بھول گیا

جو ناخدا قد قیامت عالم	زلف چہرے پہ آفت عالم

راستی قد کی اک قیامت تھی
کم سنی اس پہ اور آفت تھی

حسن لاثانی ایک عالم میں
پھول سا تن عرق کے شبنم میں

ہاے رے وہ نتھا کھلا مکھڑا
تھا یا وہ چھپا نور سا مکھڑا

صدقے آرایش اور بناو
اس بگڑنے میں بھی ہزار بناو

سر بسر زلف کے وہ بال الجھے
گیسوے خم بہ خم کمال الجھے

قابل دید اس پری کا حال
شکل معشوق جیسے صبح وصال

گو کہ سہمی ہی تھی نہ غمزہ تھا
پہ محبت کا یہ تقاضا تھا

دل سے ہو جاتے تھے ہزار اسیر
غرض آتے تھے لاکھ پیار اسیر

شاہزادۂ والا منزلت ولدادہ و شیفتہ ہوکر قریب اس گلفام کے آیا ملکہ نے مسکرا کر منہ پھیر کر کہا چلو اب منہ دیکھی محبت نہ جتاؤ ہیں ایسے بے مروت سے بات نہیں کرتی یہ فرما کر اور پھر کر روانہ ہوئی یہ کشتۂ خنجر ناز و مجروح شمشیر انداز بیتاب و بیقرار ہو کر پکارا کہ

ای سکین گزین خاطر عاشق حزین مخمسہ

تڑپتا ہے مریض ہجر کیونکر دیکھتے جاؤ
دم رخصت ذرا حسرت کی تیور دیکھتے جاؤ
اجی دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ
نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو مڑ کر دیکھتے جاؤ

اے دلدار رواداری یا نہ نبھانا یہ کیا بجز ناشاد پر عتاب ہے کہ آپ ہی تو پری کی طرح سایہ ڈالکر دیوانہ بنایا اور پھر نظر پھیر لی شاہزادہ یہ کہتا ہوا اور شعر عاشقانہ پڑھتا اسکے پیچھے جاتا تھا لیکن وہ بت پرفن کچھ جواب نہ دیتی تھی یہاں تک کہ لشکر سے نکل کر ایک درۂ کوہ میں جب پہونچی وہاں ٹھہر گئی شاہزادہ قریب پہونچا تو مجھو رہنے تیوری چڑھا کر کہا کہ صاحب کیا ہے کیوں میرے کمبخت کا پیچھا پکڑا ہے لو اچھا میں ٹھہری ہوں کہو کیا کہتے ہو شاہزادہ نے کہا واللہ اے جان زار کی تسکیں میرا تو یہ حال ہے کہ نظم

گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہے
کرنے نہ قتل تجکو عبث پھر درنگ ہے

اس خانماں خراب کو لیجاؤں میں کدھر
دل پر تو یہ فضا ہے بیاباں بھی تنگ ہے

تیری درشتیوں کو سمجھتا ہوں آشتی
تجکو تو میرے ساتھ عبث عزم جنگ ہے

کرتا ہے اس قدر تو خفا درد کو عبث
ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی بتنگ ہے

یہ کہکر اشک سے رخسار کو تر کیا مخمور شاہزادے کے رونے سے بیچین ہو گئی اور جھک کر اپنے دست نازک سے آنسو پونچھنے لگی اور کہا مجھ خانمان آوارہ سے محبت کرنا دل لگانا اچھا نہیں کہ شہنشاہ طلسم افراسیاب کے پھندے سے میرا نکلنا محال ہے اسوقت ہزار ساحروں کے حیلہ کر کے تمہارے دیکھنے کو چلی آئی تھی شاہزادے نے کہا کیا تم بھی ساحرہ ہو اسنے کہا ہاں یہ سننا تھا کہ نور الدہر حزین ہو گئے انکے چپ ہونے سے مخمور سمجھ گئی کہ مجھے ساحرہ جو انہوں نے سنا ہے تو میرے حسن و جمال کو عارضی نمود سمجھا ہوا جانکر خاموش ہو رہے ہیں یہ تصور کر کے ہنسی اور لب لعلین سے گہر افشاں ہوئی کہ اے دلبر تجھ بار دل اے جان تو انہیں مثل ان ساحروں کے نہیں ہوں کہ جنکا سن و سال دو دو سو برس کا ہوتا ہے اور وہ سحر سے صورت اپنی جوانوں کی بناتی ہیں میرا سن چودہ سال کا ہے شہزادہ اس تقریر کو سنکر دل میں شاد ہوا لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ امیر کبھی ساحروں سے تو نہیں بیٹیوں اور پوتوں کے عقد کرنے پر راضی نہیں ہوتے ہیں لہذا اس سے وصال ہونا غیر ممکن ہے اور یہ تیری طبیعت اسیر آئی ہے دیکھئے کہ مقدر میں کیا لکھا ہے رسوائی ہے یہ سوچکر اسکے چہرے پر سرخی آئی تھی یا پھر وہ غنچہ دہن مرجھا کر زرد ہو گیا مخمور سوچی کہ شاہزادے کو میرے کم سن ہونے کا حال سنکر فرحت حاصل ہوئی تھی مگر اب پھر کچھ فکر لاحق ہوئی ہے ازبسکہ یہ عاشق ہے شاہزادے کے خفا رہنے سے دل اسکا خفا ہوا اور ہاتھ گردن میں ڈال کر اپنا دوشالہ سر سے اتار کر فرش کیا اور شاہزادے کو بٹھلایا لگی منت اور خوشامد کرنے کہ کیوں صاحب تمہیں کیوں خفا ہوئے کیا باعث ہے اہانت

دل بھر آتا ہے خدا کی قسم — بہت اسوقت ضبط کرتے ہیں ہم
کچھ خفا ہو تو ہمسے فرماؤ — لو ہمیں بھی سواب جو شرماؤ
ہیں سنوں تو مرا قصور ہے کیا — سبب رنجش حضور ہے کیا
سچ تکلیف ہمکو ساری ہے — یا خطا اور کچھ ہماری ہے
کون کہتا ہے تم گلہ نکرو — بے تکلف کہو حیا نکرو
ہمکو قائل کرو لڑو ہمسے — مشتعل گیسو اور کچھ پڑھو ہمسے
خوش ہو رنج فراق دور ہوا — عذر کرتے ہیں لو قصور ہوا
خود معتقد ہوتے ہیں خطا پہ ہم — ناحق اس درجہ آپ ہیں برہم

ایک مقام پر پہنچی ہین اور باہم باتین رمز وکنایہ کی کرتی ہین اور کچھ اشارہ ورقہ کو دیکھ کر
کرتی جاتی ہین عمرو ساحر کی ایسی صورت بنکر اُنکے پاس گیا اور گویا ہوا کہ ہائین انتظار
وغیرہ سب طلسم کو گئے ہم بھی جاتی ہین تم ابھی یہین ٹھہرو یہ کلام سنکر اُنھون نے کہا
کہ ہم کنیز ملکہ مخمور کی ہین اور ملکہ در کو وہ ہین کسی کام کو گئی ہین آئین تو ہم بھی طلسم کو
جائین عمرو انکی باتون سے خوش ہوا اور دل سے کہنے لگا کہ خدا نے بہتر کیا کارسازی کی
اور بندہ نوازی کی کہ میرے جانے کا سبب پیدا کر دیا اب جاکر ایک بار حمزہ کو اور دیکھ لون
پھر سوچا کہ صبا و ایسے ساحرنیان چلی جائین اور تو وہ جانے لازم ہے کہ نہ جاؤن مگر عاشق
ہو رہے امیر بے تاب نہ آئی دوڑتا ہوا پاس امیر کے آیا اور پاؤن پر گرا امیر نے بھی گلے
سے لگایا آخرکار رخصت ہوکر پھر انھین عورتون پاس بصورت ساحر آیا اور ان مین سے ایک
کو کہا کہ تم ذرا میرے ساتھ آؤ میرے کسی عزیز کا یہان گھر ہے سب چلیے یہان پھر ان اٹھی ہین
انکے لیے مین شراب وکباب وغیرہ بھیجدون کنیز اسکے کہنے سے ساتھ ہولی عمرو اسکو جب
مکان مین دور لیکر آیا تو حباب بیہوشی اُسکے منہ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسکا پیرہن
اُتار کر اور اسکی ایسی صورت بنکر اُسے زیادہ بیہوش کرکے آپ چند گلابیان شراب
کی لیکر ان عورتون کے پاس آیا اور شراب انھین دی کہ اُس ساحر نے بھیجی ہے سب
ساحرنیون نے وہ شراب پی انھین بیہوش کرنا منظور نہ تھا اسوجہ سے شراب اسنے بیہوشی
تھی غرض یہ سب راستہ مخمور کا دیکھ رہی ہین لیکن وہان ملکہ نے شاہزادہ سے ٹھنڈی
سانس بھر کر کہا کہ تجھے خدا حافظ و ناصر اب جو صحبت ہوا ہے میری یاد شاہ طلسم کو جانا
ہوگا جب اور ساحر جاکر پہونچین گے اور مین نہ ہونگی تو نہایت خرابی ہوگی یہ کہکر اُٹھی
شاہزادہ اسکے جانے سے آبدیدہ ہوا پھر تو مخمور بھی رونے لگی اور اسوقت عاشق
ومعشوق کا عجب حال تھا کہ نظم

قصہ لب پہ بنگیا نالہ	خون بہا آنکھون سے تو دھو ڈالا
دل کو سوچ و تاب ہونے لگے	شدتون سے عذاب ہونے لگے
دل تو اُمڈا مگر رہے خاموش	تھم گئے اشک آکے بر سر جوش

قصہ کوتاہ دونون روتے یہ ادھر وہ طلسم کی طرف روانہ ہو مخمور چلتے وقت کہتی گئی کہ نظم

کرم مجھ پہ رکھنا ذرا میری جان	مین دل چھوڑ کر جاتی ہون اپنا یہان

صفا اسکے ہونٹ سے دو نوجوان	آئیا تو دے شہر پہ آنسو روان

نورالدہر الفراق الفراق کویان ہمت لشکر روانہ ہوئے اور مخمور اشتیاق کھنچی ہوئی پاس اپنی کنیزون کے آئی طاؤس پر سوار ہوئی سب کنیزین طاؤس اور طائران سحر پر چڑھکر ہمراہ چلین عمرو بھی اس کنیز کے طاؤس پر کہ جسکو بیہوش کر آیا ہی سوار ہوا کیونکہ ابھی وہ کنیز زندہ ہی سحر اسکا کام دیتا ہی قاعدہ ہی کہ جب تک ساحر زندہ رہتا ہی اشیا سے ساختہ سحر اسکی قائم رہتی ہی اور بعد ہلاک ہونے اسکے باطل ہوتی ہی قصہ مختصر مخمور شہزادون کے فراق مین روتی اور رستے کا بیان کرتی بعد قطع مسافت راہ طلسم باطن مین پہونچی کہ وہان رہتی ہی عمرو کو بھی طاؤس لیے ہوئے طلسم باطن مین آیا عمرو نے ہر چند چاہا کہ مین طلسم ظاہر مین رہ جاؤن مگر وہ طاؤس زمین پر نہ اترا یہان تک کہ باغ سیب کے قریب پہونچے دیکھا تو انتظار بھی کچھ دیر ہوئی ہی کہ آکر پہونچا ہی لوگ اسکی ہمراہی کے اترے ہین یہ ابھی سامنے شہنشاہ کے نہین گیا ہی غرضکہ مخمور وہین اتری لونڈیون سے کہا کہ تم میرا دل خستہ و شکستہ ہی گھر جاؤ مین شہنشاہ سے ملا آئی ہون کنیزین رخصت پا کر سوار ہوکر چلین عمرو بھی انکے ساتھ روانہ ہوا یہان تک کہ ایک درہ کوہ سے نکل کر صحرا کو طے کرکے قریب ایک شہر کے پہونچا دیکھا دروازہ شہر کا نہایت بلند فولادی مانند قفل سکندری کے مقفل رہا ہی ہزارہا ساحر کا پہرا ہی چاردیواری شہرپناہ کی منقش و رنگین پتھر کی تعمیر ہی لیکن اسقدر صفائی اور شفاف ہی کہ آئینہ مہر کو شرماتی ہی اپنے روبرو اندھا بناتی ہی عمرو ہمراہ کنیزون کے اندر شہر کے آیا اسکو نہایت خوبی سے معمور پایا عمارتین پختہ اور طرح طرح کے پتھرون کی یعنی سنگ یشب و سنگ موسی و سماق وغیرہ کی بنی ہوئین حسن مین پری تمثال دکان اہل حرفہ اور پیشہ ورون کی چشم انتظار عاشق کیطرح کھلی ہوئی ہر قسم کا اسباب نفیس دنیا و زمان مین بھرا تھا دکاندار پوشاک عمدہ پہنے دکان پر بیٹھا تھا شہر کے چوک کی صفت اگرچہ بطول تقریر ہو مختصر یہ کہ اگر اس جگہ کی زمین کو چرخ چارم لکھون تو مسیحا کو آرزو مندسکونت بناؤن اور اگر بہشت سے مشابہت دون تو

رضوان پر احسان کرون نظم

لگے تھے ہر اک جا یہ وان سنگ و خشت	ہر اک کوچہ اسکا تھا رشک بہشت
عمارات گچ کی وہان بیشتر	کہ گذرے صفائی سے جسپر نظر

کروں کیا میں وسعت کا اسکی بیان	کہ جوں اصفہان تھا وہ نصف جہاں
ہنرمند واں اہل حرفہ تمام	ہر اک نوع خلقت کا تھا اژدہام
یہ دلچسپ بازار تھا چوک کا	کہ ٹھہرے جہاں بس وہیں دل لگا
جہاں تک کہ رستے تھے بازار کے	کھچے تو کہ تختے تھے گلزار کے

کنیزیں اس شہر میں اتریں سواریاں سحر کی اڑ کر کسی طرف چلی گئیں عمرو بھی انکے ساتھ اتر کر چلا اور وہ سب سیر کرتی ہوئیں قریب دار العمارۂ شاہی کے پہونچیں یہ کاخ عالیشان قصر فریدون پر طعنہ زن تھا مشکوی کنیزوں کے بیٹھنے میں رشک سے مقابل اسکے روزن تھا کہ تمنائے شنوائی

کہاں تک کہوں اسکا جاہ و حشم	محل اور مکان واں کے رشک ارم
وہ دولت سرا خانۂ نور تھا	سدا عیش و عشرت سے معمور تھا

عمرو ہمراہ لونڈیوں کے اندر قصر کے گیا دیکھا تخت سلطنت کئی سونے کا مرصع کار مقام صدر پر بچھا ہے تاج خالی تخت پر رکھا ہے گرد تخت کے کرسیوں اور زنگلوں پر اہل دربار وزیر امیر مشیر متمکن ہیں لیکن سب ساحران پرفن ہیں فرش مقول قاقم و سنجاب کا بچھا ہے جابجا شیشہ آلات سجا ہے ایک طرف پردہ اسی قصر میں پڑا ہے وہاں ہزاروں ساحر لعبہ دربانی کو کھڑا ہے کنیزیں بے تامل پردہ اٹھا کر چلیں عمرو نے دیکھا کہ یہ زنانی ڈیوڑھی ہے صدہا مکان اور کمرے چار سمت بنے ہیں اور سامنے ایک صحن کا جواہر نگار لگا ہے پردہ زنبوری پڑا ہے یہاں چوبدار عصا بردار طلائی عصا لیے جواہر کے کڑے انکے ہاتھوں میں پڑے کھڑے ہیں پرستاریں یہاں بھی پردہ اٹھا کر آگے بڑھیں عمرو نے بھی ساتھ قدم بڑھایا نقشہ ہی کچھ اور نظر آیا یعنی باغ جنت نظیر دیکھا پری از وصف تحریر دیکھا کہ رضوان اسکی خوبی اور سرسبزی کو پہچانتا ہوگا بلکہ اسکا دل جانتا ہوگا۔ نظم

گل نرگس اگر تھا دیدۂ حور	کہوں زنبق کو بینی پر نور
گل سوسن کا حسن کہیے کیا	مسی مالیدہ تھا دہن گویا
دل عاشق تھا پھول لالہ کا	داغ کیونکر نہ اس میں ہو پیدا
کیا اناروں کا ہو بیان جوبن	کہوں پستان شاہدان چمن
سرو میں خوش قدوں کا تھا انداز	جسکی قمری تھی عاشق جانباز

کنیزیں وہاں بارہ دری اور کوٹھیاں بنی تھیں ان میں جا کر ٹھہریں اور آمد آمد کا غلغلہ

کی خبر اس مین ہزارہا عورتین معین اُسکے کی اور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئین بیگم
اور کنیزون اور جادوان محل نے آنے کی اپنی مالکہ کے خبر سنکر بہت جلد آرایش اور زیبایش
مکان اور فرش زردوزی شیشہ آلات پلنگ وغیرہ کی فرمائی مسند بچھائی گلدستے چن دیے
عطردان وچنگیر پھولون کی رکھی شراب اور کباب خوان پر الوان نعمت موجود کیے غرضکہ جملہ ساز و
سامان سے درست ہوکر انتظار ملکہ کرنے لگین لیکن حال اُس رنجور و مہجور یعنی مخمور کا سنیے کہ وہ
اندر باغ سیب کے گئی اور شاہ طلسم کو مجرا کرکے دنگل پر بیٹھی خمار نے اُسکی بلائین لین
اور گلے سے لگایا چہرہ اُترا پایا کہا کیون بہن تمہارا جی کیسا ہے مخمور نے کہا اچھی ہون مگر
جانور راہ کی تھکی ماندی آئی ہون اور مین سچ کہون مجھے راہ چلنے کی عادت بھی نہین تغیر
حواس اور مزاج کی یہی وجہ ہے مخمور یہ کہی رہی تھی کہ انتظار نے آکر افراسیاب کو تسلیم کی
اور کل سرگذشت عمرو کی رہا ہوجانے اور خمار کے مارے جانے اور لقا کے پیام وپیش کی
بیان کی افراسیاب نے جواب دیا کہ مجھے سب خبر ہے یہ کہکر بغضب تمام پکارا کہ آؤ مخمور ادھر
مخمور گھبرا کر تھراتی ہوئی سامنے آئی شاہ نے خطاب کیا کہ کیون او بیحیا تو جب [illegible]
مین گئی تو پہلے ہر سمت اپنے یار کو ڈھونڈھتی پھری آخر جب مسلمانون سے لڑائی شروع
ہوئی تو علیحدہ جا کھڑی ہوئی اور سحر کرتی تھی تاکہ مسلمانون پر سحر تاثیر نہ کرے اور انجام کار
یہ کہ چلتے وقت درہ کوہ مین اپنے یار کو لگا کر لائی اور خوب رنگ رلیان منائین سچ کہ
کہ یہ کیا ماجرا تھا واضح ہو کہ جب مخمور طلسم سے واسطے لقا پاس جانیکے بیٹھی افراسیاب
سے اجازت خواہ ہوئی تھی تو اُسکو یہ شعلہ یہ گذرا کہ ایک بار یہ لقا پاس ہو آئی ہے دوبارہ اب
سے درخواست کرکے یہ پھر جاتی ہے پس اس گمان کے آتے ہی شاہ جادوان نے مخفی
ایک پتلا سحر کا اُسکے ہمراہ کر دیا تاکہ جو کچھ وہان یہ کرے اُس سے وہ پتلا مجھے خبردار کرے
جسوقت مخمور شاہزادہ نورالدہر کو پہاڑ کے درے مین لیگئی اور باتین کرنے لگی
پتلا نے سحر کے افراسیاب کو اسکے آنے سے پہلے آکر خبر دی اور پتلا سحر کا البتہ مخمور
کے ساتھ درہ کوہ مین تھا اس باعث سے عمرو کی عیاری کی کیفیت اور کنیزونکے بیہوش
کرنے کا حال اُسکو نہ کھلا ورنہ آخر عمرو کا بھی حال شاہ جادوان کو معلوم ہو جاتا خلاصہ
کلام جب مخمور پر اُسنے زجر و توبیخ کی وہ رونے لگی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ حضور
[illegible] تو مسلمانون کے پیچھے لیےگئی تھی اور نہ کسی کی جویا تھی ہان اتنی خطا مجھسے

بیشک ہوئی کہ جب مین وہان سے پھری ہون تو ایک جگہ لشکر حمزہ مین بہت سے آدمی کھڑے
تھے مین اُنکو دیکھنے گئی اُن مین سے ایک جوان حسین مجھے خوبصورت عورت دیکھکر دوڑا
مین بھاگی اور دروازہ کوہ مین جاکر چھپی وہ بھی پیچھے پیچھے وہان آیا اور میرے حال کا مستفسر
ہوا مین القصہ اپنی کیفیت بیان کرکے آمادہ ہوئی کہ سحر سے اُسے گرفتار کرون وہ بھاگ کر
لشکر مین چلا گیا مین طلسم مین چلی آئی اب عنایت بنیابت خسروانہ حضور سے امیدوار ہون
کہ اتنی خطا میری معاف فرمایئے افراسیاب گویا ہوا کہ دیکھ تیرا جھوٹ سچ ابھی ظاہر ہوا
جاتا ہے یہ کہکر اُسکے بازو کی طرف نگاہ کی پھر دیکھا مخمور کے بازوؤن پر اُسکے زمرد کے بندھے
تھے اور اُنپر تصویرین تھین ایسی کہ جیسے نگینے پر نقش وغیرہ کندہ ہوتے ہین شہنشاہ کے
گھورنے سے دونون بازو کے اُسکے کھل کر گر پڑے اور افراسیاب پکارا کہ اے پتلیون تم
بتاؤ کہ یہ کس سے باتین کرتی تھی اور کسکا دم محبت کا بھرتی تھی وہ پتلیان گویا اُسکے حق مین
کراما کاتبین تھین کہ جو کچھ مخمور نے وہان کیا تھا وہ سب بیان کرنے لگین اور کہنے لگین
اے شہنشاہ یہ اُس مرد کے سامنے اپنا عشق جتانے کو روتی تھی افراسیاب ہنسا اور
پکارا کہ اے مخمور سنا تو نے کہ پتلیون نے کیا کہا مخمور نے عرض کیا کہ مین اُنکو ساحر جو جنگ مین
مارے گئے اُنکے لیے روتی تھی یہ کہکر قدم شاہ پر گری کہ خطا میری معاف فرمایئے افراسیاب
نے کہا سو کوڑے مارونگا جب معاف کرونگا یہ کہکر دستک دی کہ زمین سے دو ساحر
بدہیبت کریہ منظر تازیانے لیے نکلے اور اُس طرۂ زلف محبوب پر مار پڑنے لگی جسم نازنین
سے فوارے خون کے چھوٹنے لگے پیرہن سب تار تار رہا جینا دشوار ہوا آخر غش کھا کر گر پڑی
دانت بیٹھ گئے اُس وقت خمار بڑی بہن اُسکی سامنے شہنشاہ کے آئی اور گویا ہوئی کہ اے
شہنشاہ آپکے جو مزاج مین آتا ہے وہ کرتے ہین ہماری کسی کی آبرو اور عزت کچھ نہین
سمجھتے افراسیاب نے کہا پتلیان سارا ماجرا بیان کرتی ہین اور تو مجھی کو الزام دیتی ہے
خمار نے کہا خدا جانے پتلیان بالا دیان کیا بکتی ہین آپ میری بچی کی جان لیجیے گا اور
مخمور کے اوپر روتی ہوئی گری شاہ طلسم نے تازیانہ والون کو منع کیا کہ اب زد و کوب
نہ کرو وہ حکم پاتے ہی زمین مین سما گئے افراسیاب نے کہا اے خمار مین نے اِس لیے
اِسکو سزا دی کہ اورون کو عبرت ہو ورنہ مجھے کیا چاہیے کوئی کسی پر عاشق ہو یا اُسکا دشمن
بنے مگر میرے دشمنون سے ملاقات و مدارات کرے خمار نے کہا ہم کنیزون کی مجال ہے جو خلاف حکم

شہنشاہ کوئی امر کرین یہ کہکر مخمور کو گود مین اُٹھا کر باہر باغ کے آئی اور بزور سحر تخت تیار کرکے
سوار ہوکر چلی بعد لمحہ کے اسی شہر اور عمارت اور باغ مین جہان عمرو کنیز بنا ہوا موجود ہی پہونچی
اُسوقت مخمور کو بھی ہوش آیا خمار نے پوچھا کہ بہن تمنے سچ بتاو کیا کیا مخمور نے جواب دیا
کہ افراسیاب بھڑوے کی شامت آئی ہی جو ہمارا جی چاہا وہ ہمنے کیا کیا مین کسی کی لونڈی
باندی ہون وہ اپنا دیا ہوا املاک و مال دھر چھوڑے مین اب شریک جان و دل عمرو
کی ہون خمار نے ایسے کلمات سنکر بہت سمجھایا کہ بہن شہنشاہ سے بگاڑ کر ہم کہان رہین مگر
مثل چلی آتی ہی کہ دریا مین رہنا اور مگرمچھ سے بیر مخمور نے کہا بی اپنے کام لگو یہ سمجھانا تہ کر رکھو
وہ مسخرا پیر اکیا کر لیگا آجتک بہار کا اُسنے کیا بنا لیا کرٹے سے سب ڈرتے ہین مین شاہزادی
ہون کوئی پاجی نہین جو مار کھا کر چپکی ہو رہون ای تو مین اپنی ذات کی اشراف اور اپنے
نام کی مخمور جو اس موسے کے اپنے شہزادے کے ہاتھ سے دھرے نہ اُڑا دون ہان جب
تک مین یہان ہون اسوقت تک مجبور اور اُسکے بس مین ہون چاہے اور زد و کوب
کرے خمار نے کہا تم جانو تمھارا کام جانے تمہین بدھب سوار ہی یہ کہکر خمار رخصت ہوکر
روانہ ہوئی کیونکہ اُسکے رہنے کی جگہ اور ہی یہ دو بہنین دو قلعہ کی حاکم ہین غرض خمار جاکر
دربار شاہ طلسم مین پہونچی ادھر مخمور پر ایک تو مار پڑی ہی اور دوسرے یاد اپنے گلعذار کی
ہی دل سے لگی ہی بیتاب اور بیقرار مثل عندلیب زار بال شوق کھولے نالہ و شیون کرتی
چمنستان مین آئی اور چبوترہ بلورین پر جو وسط باغ مین بنا تھا فرش مکلف بچھا تھا وہان
آکر بیٹھی کہ خاطر مضطر تسلی یاب ہو لیکن سیر گلزار نے اور زیادہ ہوائے عشق بڑھائی وہ
گلبدن بیکلی سے گھبرائی جب باد قامت یار آئی صورت سرو دار دکھائی دی چشم نرگس کو
دیدۂ حیران سمجھی زلف سنبل کو گیسوی پریشان سمجھی نخل ہر ایک نخل ماتم نظر آیا گل کو اپنے
لخت جگر سے مشابہ پایا باد صبا کو صرصر حادثہ روزگار پایا لالے نے داغ دل دکھایا سبزہ
زنگ آئینہ بر تھا جان بلبل پر صیاد کا قہر تھا گھٹا غم و اندوہ کی ہر طرف چھائی تھی گلشن
دہر کو تاریک جان کر وحشت تنہائی تھی گھبرا کر کہتی تھی کہ مسدس

صرصر حادثہ اس باغ مین کیا چلتی ہی | شاخ میوون کے عوض آبلون سے پھلتی ہی
آتش گل سے گلستان کی ہوا جلتی ہی | برق آفت سر اشجار سے کب ٹلتی ہی

داغ سینے کے ہین جو پھولون کے پٹارے ہین

زخمون کی نہرین ہین اور خون کے فوارے ہین

گرہ خاطر گلچین ہی ہر اک غنچۂ گل
رنگ گل نالش ہی بہر رگ بیان بلبل

باغبانون کے لیے دام بلا ہی سنبل
راستبازون سے اٹھی رسم محبت بالکل

رد اسیب خزان مین عجب ایجاد کیا
سرو نے فاختہ کو صد سے مین آزاد کیا

ای محمود ریگ گل خندان شہیدان ہین زخم خندان ہین ارغوان خون غلطان ہی سرو سرو چراغان ہی ہر شاخ غنچہ عریان ہی موج سبزہ شمشیر بران ہی جامۂ گل خون مین تربتر ہی طفل غنچہ بے شیر ہی نار یخ جنبش رنج سے سراسر ہی شمشاد دیدہ قمری رنجور ہی یادار منصور ہی سوسن سیاہ پوش ہی نرگس مخمور بادۂ الم سے مدہوش ہی قصہ مختصر وہ نسرین عذار با دل خار خار و سینۂ فگار با دل جلوۂ گل اندام مین اسی طرح بیقرار تھی آخر نظم

دل کی واشد سے بے اوقع ہو
دیکھ گلشن کو ناامیدانہ

ہر سحر کے نالے بہت سارو
رخ کیا اُسنے جانب خانہ

یعنی دیوان سے اٹھ کر بارہ دری مین آکر پلنگ پر گری حرارت عشق کی تپ چڑھی یاد مین دنیا کی خبر نہ رہی سارا دن بشکل ہر دو سے کے پڑی رہی آخر اسکے دود آہ سے عالم مین تاریکی چھائی اور شب ہجر کالی بلا سی چشم عاشقان مین نظر آئی کہ ابیات

شب فرقت اسی کو کہتے ہین
جان لیتا ہی کام اسی شب کا
جان بچتی نہین یہ وہ ہی شب
ہے بلا سے فراق یار یہی
یہی ظالم سحر نہین ہوتی

لوگ آفت اسی کو کہتے ہین
شام غربت ہی نام اسی شب کا
شب بیمار ہی اسی کا لقب
ہے شب اول مزار یہی
اسی شب کی سحر نہین ہوتی

چند کنیزون نے سارے مکان مین روشنی کی اور رقاصون کو بلوایا تاکہ ملکہ کا دل بہلے رنج و غم بھولے اور چند پرستارین آکر پانون ہاتھ دبانے لگین اور منت ملکہ کو جگا کر کہنے لگین کہ واری آج کیا صدمہ و ملال ہی دشمنون کا کیا حال ہی ہم حضور کی بلا لیکر مرجائین تا شاہ اور ماہ اور دنیا سے گذر جائین کچھ ہمسے تو ارشاد فرمائیے دل پر جو گذرتی ہو قیاس ہے کہ اسکی تدبیر کرین [illegible] آیا ہو تو ہم اسکو تسخیر کرین ان باتون کی صدا جب کان مین آئی چونکہ [illegible]

کہاں خوبی سے پہونچی چشم حیران وا کی خواب وصل یار دیکھ رہی تھی آنکھ کھلتے ہی نہ وہ یار تھا
نہ وہ بوس و کنار تھا بلکہ زمانہ شب تار تھا گھبرا کر پکاری کہ نظم

سیہ عمر خاک کرتی حسرت مین کھوئی ہے
او موت کیا تو مر گئی کس نیند سوئی ہے

مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک
آب حیات سے مری مٹی بھگوئی ہے

زور و رو کے بھی کٹی نہ شب تار ہجر یار
بھاری ہوئی ہے جون جون یہ کملی بھگوئی ہے

اس بیقراری کو دیکھکر کنیزین قدم پر گرین اور منت استفسار حال ہوئین اس مست بادہ محبت
نے کہا افسوس ملکہ کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ عمرو عیار سے جا بجا مین ملاقی ہوئی مگر اپنے
راز سے اسکو آگاہ نہ کیا اور مفت اسے اپنے ہاتھ سے کھو یا اگر پہلے ہی اسکے ساتھ چلی
جاتی تو یہ ذلت نہ اٹھاتی اب کیا ہوتا ہے گیا وقت کہان ہاتھ آتا ہے اسوقت عمرو کوہ عقیق
مین ہے اسے کہان پاؤن جو اپنا داغ دل دکھاؤن اس گفتگو کو سنکر عمرو جو کنیز کی شکل بنا
ہوا تھا ملکہ کے قریب گیا اور مسکرا اسنے لگا پکارا کہ اے ملکہ اس کنیز نے سر دینے مین قصور نہین
کیا اور اب بھی یہ سر حاضر ہے جوتیان لگانے مخمور نے کہا اری چھنال تو کیا بیہودہ بکتی ہے
ایسی باتین کہ جسکا سر نہ پاؤن کہہ رہی ہے مین عمرو کا ذکر کرتی ہون تو کہتی ہے سر حاضر ہے بھلا
اس بات کا جوڑ ملتا ہے عمرو نے جواب دیا کہ پھر عمرو کہان گیا جہان پہلے تھا وہین اب
بھی ہے اگر گیا تھا تو چلا بھی آیا مخمور نے کہا تو دیوانی ہے صرصر جادو لقا کے دربار مین کہ تو
بھی میرے ساتھ تھی عمرو کو حکم گردن زنی ملا اور حمزہ آکر چھڑا لے گیا تو باتین بناتی ہے
مجھے چندراتی ہے عمرو نے کہا قربان جاؤن یہ سب سچ ہے لیکن جو کچھ نذر نقد مجھے دیجیے تو مین
عمرو کو بلا لاؤن مخمور نے جواب دیا کہ کیون واہیات باتین کرتی ہے اگر عمرو کو بلا لا تو
پانچہزار روپیہ دیتی ہون عمرو بولا کہ اگر قسم اپنے دین و آئین کی کھائیے تو ابھی بلا لاؤن
مخمور نے کہا قسم مجھے اپنے دین و ایمان کی کہ پانچہزار روپے تجھے دونگی اور خواجہ کی خدمت
بدل و جان کرونگی مال و منال و متاع کثیر دونگی یہ قسم لے کر عمرو نے کہا بی بی مین
ہی عمرو ہون مخمور بولی تو مجھ سے دل لگی کرتی ہے تجھے سودا ہوا ہے اسوقت عمرو نے ایک
گوشے مین جا کر اپنی صورت اصلی بنا لی اور ملکہ کو آکے مجرا کیا پکارا کہ بی بی تمنے عمرو کو پایا
لاؤ نذر مجھے کیا کہا تھا وہ دلوا دو مخمور یہ دیکھکر حیران ہو گئی اور ہنسنے لگی خواجہ تم کیونکر آئے عمرو
نے تمام حال اپنے آنے کا بیان کیا اب احوال سنئے کہ جس لونڈی کو عمرو بیہوش کر آیا تھا

جب اُسے ہوش آیا تو اُٹھکر اپنی بی بی کو ڈھونڈھتی پھری آخر جب پتا نہ ملا سوچی کہ تو گھر چلی
بی بی آ رہیں گی پس نزد و رستہ اُترکر چلی اُسوقت آکر پہونچی مخمور نے لونڈی کو دیکھا کہ لنگوٹی
باندھے پتون سے سارا جسم چھپائے آئی ہے یقین واثق ہوا کہ عمرو یہی شخص ہے جو میرے پاس
ہے کیونکہ لونڈی کے کپڑے پہنکر کے لیے تھے جب تو یہ برہنہ آئی ہے خلاصہ کلام عمرو کو
پہچان کر لعنت تمام بھیجا یا پانچہزار روپیہ کیسا کبھی لاکھ کا جواہر پیشکش کیا لیکن اب حال افراسیاب
ذکر کیا جاتا ہے کہ جب اُسنے مخمور کو سزا دی اور حمار اُسکو گھر پہونچا گئی ازبسکہ مثل بہار
شہنشاہ اسپر بھی فریفتہ اور نثار ہے پہلے تو غصے میں اُسے آزار پہونچایا پھر بہت پچتایا اور
یہ خیال آیا کہ مبادا یہ بھی بہار کی طرح ہاتھ سے جاتی رہے اور عمرو کے پاس چلی جائے
تو اچھا نہ ہوگا یہ سوچکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاؤ ہماری طرف سے ملکہ کو سلام شوق کہنا اور
پیام دینا کہ شب کے دربار میں کیا ہمیں سرفراز نہ فرماؤ گی ساحر حسب الحکم آکر شہر مخمور میں
پہونچا اور دار العمارۃ میں پہونچکر اپنے آنے کی اطلاع کرائی جب محل میں خبر پہونچی عمرو
گلیم اوڑھکر چھپ رہا اور مخمور نے ساحر کو سامنے بلایا اُسنے آکر پیام شاہ سب سنایا اور
بہت کچھ سمجھایا مخمور گو کہ شاہ سے رنجیدہ ہے مگر نہایت درجہ عقیلہ و فہیمہ ہے سوچی اگر حسب
الطلب نہ جاؤں گی شاہ کو میری تلاش ہوگی اور کتاب سامری دیکھکر میرا حال دریافت
کریگا سب راز عمرو کے ملنے کا کھل جائیگا پھر نکلنا یہاں سے دشوار ہے اور چلے جانے میں
شاہ غافل رہیگا اور مجھے بھی حال دربار میں جو کچھ گذریگا وہ معلوم ہوتا رہیگا یہ سوچکر
ہمراہ ساحر فی الفور تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی عمرو بھی کنیز بنکر ایک گوشے میں باغ کے
جا کر ٹھہرا کہ ملکہ آلے تو پھر کچھ معاملہ بنے ادھر مخمور دربار میں پہونچی شاہ طلسم اسکے چلے
آنے سے بہت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ اب خفگی جانے دو تم مجھے جان و دل سے زیادہ
عزیز ہو مخمور نے کہا میں تابعدار ہوں آپ مالک ہیں یہ ذلت جو مجھے ہوئی عین میری
عزت ہے شاہ جادوان نے اُسکو خلعت اور کئی ملکون کی حکومت کا دیا یہ خلعت پہنکر اپنی
جگہ پر جا کر بیٹھی اُسوقت حمار سے شاہ مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ میرا ارادہ ہے کہ جملہ باغی جو
کنارے دریائے سحر کے قید ہیں اُنکو بلا کر سمجھاؤں پھر خیال کرتا ہوں کہ ان نمک حرامون
نے ملک غارت کیا ہے مار ڈالنا بہتر ہے حمار نے جواب دیا کہ میرے نزدیک قتل ہی کرنا اُنکا
مناسب ہے آئندہ جو حضور کی رائے یہ سنکر افراسیاب پکارا کہ اے جلاد جادو حاضر ہو

اسی وقت زمین سے ایک ساحر مریخ ہیئت سر کٹا ہوا ہاتھ مین لیے تیغ چوڑا ہاتھ سے پیدا ہوا شاہ کو مجرا کیا اسنے کہا تم جادو اور غدار کے شریک ہوکر سر قیدیون کے جدا کرکے قیصر کا پاس نگار نا مہرخ اور بہار وغیرہ سب کو ہلاک کرنا چلا وہ آداب بجا لاکر رخصت ہوا اسکو بھیجکر رات بھی زیادہ گئی تھی دربار برخاست ہوا اور سب ساحر اپنے اپنے گھر سدھارے خمور بھی چلی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ افسوس عمرو میرے یہان تنہا رہگیا یہی سوچتی اور دست تاسف ملتی اپنے گھر مین آئی عمرو گوشہ باغ سے نکل کر اسکے پاس آیا مگر اسکو پریشان اور بدحواس پایا استفسار کیا کہ ای ملکہ مزاج ہمایون کیسا ہے اسوقت مجکو آئینہ مصفا سے خاطر نازک غبار آلودہ سے مکدر معلوم دیتا ہے خمور نے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور کہا قطعہ

آہ ازین روزگار برگشتہ	کہ زمین تختہ تختہ برگردد
گر فلک را بکام خود خواہم	او بکام کسے دگر گردد
در زجام نشاط بادہ خورم	بادہ خوناب جگر گردد
در قدم بر بساط سبزہ نہم	سبزہ در حال نیشتر گردد
کیست با این خوشم کہ طالع من	نتواند ازین بتر گردد

تجھ شوریدہ بخت کو کچھ بن نہین پڑتا لوگ طعنے دینگے بدنام کرینگے کہ خمور کے یہان عمرو عیار رہا اور سارا لشکر مہرخ کا قتل ہوگیا عمرو نے گھبرا کر پوچھا کیون خیر باشد مہرخ پر کیا گذری کوئی خبر تشویش اگر سنی ہو تو جلد بیان کرو خمور نے سارا ماجرا دربار کا اور بھیجنا جلاد جادو کا بہر قتل مہرخ وغیرہ ذکر کیا عمرو کا دل اس کیفیت کو سنکر بھر آیا رونے لگا کہ افسوس مین طلسم مین رہا اور رفیق میرے اسطرح ہلاک ہوے خمور نے کہا خواجہ اگر مین حضور کی مدد کرون جب بھی کچھ نہوسکے گا کیونکہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا دم قدم مین بازار ملک الموت گرم ہوگا سب کا فیصلہ ہوجائیگا مین یہ سوچتی ہون کہ اگر آپکے ہمراہ چل کر جلاد سے سامنا کرون اور بالفرض اسکو قتل کرون تو بھی کوئی بچاؤ کی صورت نہین اب جادہ ہر جو پیدا ہوگا سحر ساز اور کاہین جادو اور باغبان قدرت اور جنین جادو وغیرہ کو حیرت لیکر تخفیف آرا ہوگی اوسوقت دوست اور دشمن ساکنان طلسم جو کوئی ہوگا وہ سلسلے مین بندھا ہوگا پھر کسی کی کیا جان و مجال ہے جو شہنشاہ کا مقابلہ کرسکے عمرو نے کہا ہو دیر کہ دل دہی و اسوقت اے ملکہ اگر مجکو دریا سے سحر کے پار پہنچا دو تو تماشا دکھاؤ کہ مین جلاد سے

لمحہ بھر کے قریب ساحل دریائے سحر پہونچا عمرو کو چھوڑ دیا عمرو نے کنارے بیٹھ کر جلکی بھرائی کنارے
دریا کے اژدر نکل کر ٹھہرا تھا کہ جلکی مین ڈورا اٹکل کر اژدہے کے لپٹ گیا عمرو نے ڈورے کو آہستہ
آہستہ کھینچا کہ وہ اژدر قریب آیا عمرو اُسکی صورت دیکھ کر نہایت خائف تھا کہ منہ سے اُسکے
شعلے آگ کے نکلتے تھے اور قلاب کھینچنے کی صدا زہرہ آب کرتی تھی لیکن جان پر کھیل کر سوار
ہوا اژدر فی الفور دریا مین کود پڑا عمرو کی آنکھین بند ہوگئین مگر جیشیون کے لڑنے سے
جو اوپر پل کے درجے مین لڑ رہے ہین اور اکثر ذکر انکا اوپر لکھا گیا ہے کھٹا کے کی صدا اور سر
کٹنے کی آواز سنتا تھا اور جدھر ہاتھ پھیلاتا تھا گیلی مٹی ہاتھ مین آجاتی تھی عمرو دل مین کہتا
تھا کہ پل پر پریزادان پرزنگی لڑتے ہین انکی صدا آتی ہے مگر یہان موتی اوچھالتی ہین کوئی موتی
ہاتھ نہین آتا اور اسی لالچ سے دمبدم دست طمع دراز کرتا تھا کہ کوئی موتی مل جائے کبھی
کہتا تھا کہ نام بڑا درشن تھوڑے دریائے سحر دریائے سحر سنتے تھے مگر مال خزانہ موتی مونگا کچھ
بھی نہین غرضکہ بعد کچھ دیر کے عمرو کو اژدر نے دوسرے کنارے پر آتارا ڈورا جلکی کا چھوٹ
گیا اژدر غائب ہوگیا عمرو نے سجدہ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کیا اور آگے بڑھا دیکھا لشکر
قہرنگاہ دورتک اترا ہوا ہے اور ایک سمت بارگاہ مین غدار بیٹھی پہرا دے رہی ہے اس
اثنا مین دیکھا کہ جلاد جادو فوج لیے دریا سے اترا اُسکے آنے کی خبر سنکر قہرنگاہ اور غدار
نے استقبال کیا بڑے تزک اور احتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوے لشکر اُسکا اترا جلاد
بتقریب رات مین یہ انتظام کیا کہ سولیان استادہ کرائین چبوترے نکبت کے لیے بنائے
جواسے اور بیرونے قبرسے کھدوائے مہرخ اور بہار وغیرہ سب سردارون کو لاکر دار کی زنجیرون
مین اٹکا کر سولی پر ٹانگ دیا جلادون کو انکے سر پر تعین کیا اور کہا ہنگام صبح شمع حیات تمہاری
نسیم جنبش شمشیر ستم سے گل ہوگی ہر ایک کی صبح ہوجائیگی یہ کہکر آپ بارگاہ مین آکر میخواری کرنے
لگا ادہر سب قیدیون کو اپنی زندگی سے یاس ہوئی اور برق فرنگی نے کہا افسوس دم آخر
ہمنے اپنے استاد عمرو کی بھی صورت نہ دیکھی اسکے یہ بیان کرنے سے سب رونے لگے اور
نوحہ وشیون کی صدا بلند ہوئی ساحر جو وہان موجود تھے انکے حال زار پر ہنستے تھے اس صحرا
مین ہر نخل صرصر رنج سے سر دھنتا نظر آتا تھا اور ہر برگ کف افسوس ملتا تھا رات سائین
سائین کرتی تھی باد دہر ٹھنڈی سانس بھرتی تھی آہین کرتی تھی موجین دریا کی سر
ٹکراتی تھین کہانس نہ تھی جسم زمین کے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے شورا قتلوا ہر سمت بلند

تھا سوائے خدا کے کوئی پناہ دینے والا نظر نہ آتا تھا اسی رنج و ماتم مین گریبان سحر آخر چاک ہوا اور عروس نہار نے سفیدہ صبح سے رند سالہ پہنا روز محنت نے منھ دکھایا کہ نظم

تھی سپیدی سحر کی شکل کفن — آہین بھرلی تھی وان نسیم چمن
وہ گل آفتاب باصد درد — مثل برگ خزان ہوا تھا زرد

وہ صبح صادق نور کا تڑکا دیکھکر برق فرنگی اور سرداران سطیع الاسلام نے حمد الٰہی اپنی زبان پر جاری کی سبزہ خوابیدہ بھی بیدار ہوا اور ہر برگ دگیاہ بیتابا نہ باد صبا کے گلشن طلسم عالم کرنے لگا اسوقت برق نے کہا اپنی رہائی کے لیے رجوع قلب سے ہم سب ملکر دعا کرین کچھ بعید نہین جو نسیم قبول گل مراد شگفتہ کرے اور دل حزین کو ٹھنڈک بخشے سب نے اسکے کہنے سے ہاتھون کو بلند کیا اور پکارے کہ اے بار آلہٰی دستگیر یا افتادگان اے بے نیاز قادر و توانا یا مالک الملک یا ذوالجلال والاکرام کہ نظم

خداوندا شب تار و زر گردان — چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید — ازین شب تار و سپیدم کن چو خورشید

ہر ایک بلبلا کر استغاثہ کر رہا تھا کہ صبا سے مراد گل کھلانے لگی تھوڑے دنوں صورت تھا رجال دو کی طرح بنائی اور ایک تھالی بہجی جس میں تشتریان میوے سے لبریز کیے رکھیں اور لشکر ساحرہ مین آیا خبر اسکے آنے کی غدار اور جلاد کو ہوئی از بسکہ وہ سحر جو پہلے کی معرفت غدار نے یاد کیا ہی کہ جو عیار آئے مجھے معلوم ہوجائے اس سحر کو رات بھر پڑھکا انسے پہرا دیا ہی جب صبح ہوئی خیال آیا کہ اب ہوشیار رہین میری نگہبانی کی کچھ احتیاج نہین ہی بس سحر موقوف کیا تھا کہ خبر آمد خمار نے دی سب نے اٹھکر استقبال کیا بارگاہ مین لائے خمار نے کہا کہ شہنشاہ جادوان نے فرمایا ہی یہ میوہ لیکر سب قیدیون کو کھلا دو کہ اتنے دنون سے وہ سب بھوکے پیاسے ہین کسی کو تشنہ اور گرسنہ قتل نکرنا چاہیے اور یہ تشتریان تمھین عنایت ہوئی ہین اور قسم دی ہی کہ ابھی کھانا جلاد وغیرہ نے وہ سب میوہ تعظیم کرکے لیا ایک ایک بیٹھی جا کر سب قیدیون کو دیا کہ بہ تصدق شاہ طلسم کھا لو آخر تو دم بھر مین ہلاک ہوگے وہ سب سردار مصروف دعا تھے مشغول گریہ و بکا تھے میوے کو لیکر انھون نے پھینک دیا اور اسی طرح دعا کیے گئے مگر یہان خمار نقلی نے اصرار کرکے میوہ قہر لگا اور جلاد اور غدار مع انکے رفیقون کے کھلایا بعد کے سب کا منھ خشک ہوا قہر لگا وہ نے کہا

کیا میوہ ہے جسسے نشہ پیدا کیا عیار نقلی نے جواب دیا کہ افراسیاب کے باغ کا یہ میوہ ہے
وہان کے درخت پانی کے عوض شراب سے سینچے جاتے ہین اسی گفتگو مین زبان اینٹھ گئی
اور ہر ایک سمجھا کہ یہ عیار نہین کوئی عیار ہے جسنے بیہوشی ہمین کھلادی یہ سمجھکر عمرو کی جانب
بنظر قہر دیکھا عمرو نے بھی آنکھین لال پیلی کین اور گھورنے لگا پھر پکارا کہ ای تیرہ سران فہم
سر برندہ ساحران عمرو بن امیہ ساحر ہے یہ نعرہ سنکر اسکی طرف لپکا مگر بیہوش ہوکر گرے عمرو
نے خنجر کھینچکر مارا لیکن اوچٹ گیا خدا بھی نہ پڑا سمجھا کہ انہون نے بزور سحر اپنا جسم اژدہات
کا بنایا ہے یہ معلوم کرکے زنبیل سے تھوڑی آگ نکالی اور کراہی نکال کر سیسہ گرم کر کے
تینون کا منہ چیر کر پلا دیا سیسہ پیٹ مین پہنچکر گلا اکہنا سلاخ بنگیا دل و جگر انکا جل گیا
تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوگئے پھر تو آندھی سیاہ آئی اور رعد سے ہولناک پیدا ہوئی آگ
پتھر برسے پھر پکارے کہ مارا غدار جادو اور قہر نگاہ اور جبل دہا دو کو عمرو عیار
مار کر اسباب بارگاہ کا غارت کیا وہان سے بعجلت تمام بھاگا ساحر جو قیدیون پر تعینات
تھے غل سنکر دوڑے مگر ان تینون کے مرنے سے مہرخ اور بہار قید سے چھوٹین اور
سحر پڑھکر ہتھکڑیان بیڑیان توڑین اسباب لیکر اپنے لشکر مین سلامت پہنچ گیا وہ جھپٹین
لاشون پر لاش مردے پر مردہ گرا یا برق شمشیر چمکتی برق فلک کی طرف گئی اور پھر اسکا
رعد جادو زمین مین غائب ہوا لشکر حریف مین غل کرکے لگا بجلی گرنے لگی خرمن ہستی
کو جلانا آغاز کیا کہین مہرخ نے گوسپند فولادی مارے ابر کہہ آیا باران سے بڑے سانپ
گرے جو دلیون کو مار لیا کسی طرف بہار نے عالم بہار دکھا کے شمع زندگی دشمنان کو گل کرد
بار کیا شمشیر جادو کے زور سے اژدہو چلنے لگی لوہا برسنے لگا آتش و شور کا ہنگام قیامت برپا تھا کہ لشکر

وہ شور کہ الحفیظ کی صدا — غل سے ہر ایک کر رہا تھا
تھا سحر کی جنگ کا عجب رنگ سا — دشمن ہو کے اپنی جان سے تنگ
کیا ہے تھا کہین طلسم کا ساز — آتی تھی کہین عجیب آواز
تھا ایسا غبار سحر چھایا — اندھا آئینہ جان بنایا
ہر سو تھے یون ہر اک نے کھینچے — دشمن کو پڑے تھے جی کے لالے
تلوارین چمک رہی تھین ہر سو — لہرین لیتی تھی موت کی جو
تلوار جو گنڈے کی دوش دوش پہ سے — بوندون کی طرح سے سر کٹے پڑے

بھڑ کر ایسی چلی تھی تلوار ۔۔۔ تھے ہلاکت عدم کو راہی سردار
لشکر نہ عدو کا تاب لایا ۔۔۔ لڑنے سے ہر اک نے جی چھپایا
بھاگے ہر ایک جی چھپا کر ۔۔۔ عمرو نے سب کو پھری بھگا کر
برباد ہوا جلال دشمن ۔۔۔ غارت کیا سارا مال دشمن
اُسوقت عمرو نے کی ملاقات ۔۔۔ خوشنود ہوئے وہ سب نکوذات
القصہ سبھون کو وان سے لیکر ۔۔۔ لشکر کی طرف پھرے دلاور

عمرو نے بعد فتح لوٹ مار کر سب سرداروں سے کہا کہ اس لڑائی کی خبر شاہ طلسم کو ہوگی
کوئی دم میں آفت آئیگی یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں تم سب فرداً فرداً بھاگ کر لشکر کی
طرف جاؤ میں بھی آتا ہوں لہٰذا بنا بر حکم عمرو کے سردار پر پرواز پیدا کرکے اُڑ گئے بعضے زمین میں
غرق ہو کر چلے عیار بھی کوئی کسی طرف اور کوئی کسی سمت بھاگے عمرو بھی ایک طرف
بھاگ کر روانہ ہوا لیکن افراسیاب کا حال سُنیے کہ وہ سحر آئینہ سحر میں آکر جلوہ گر ہوا
اہل دربار حاضر ہوئے پایہ بپایہ تمام سردار بیٹھے اُسنے گویا ہوا کہ اب کوئی لمحے میں
باغیوں کے آیا چاہتے ہیں ہنوز یہ کلمہ دردہان تھا کہ دو طائر ایک اُن میں سبز اور ایک
سرخ رنگ تھا سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوئے کہ اے شہنشاہ عمرو دریائے سحر کے
پار اُتر گیا اور اُسنے غدار وغیرہ کو ہلاک کیا قیدی سب رہا ہوگئے لڑائی ایسی ہوئی کہ بہت
ساحر ملازموں میں سے حضور کے کام آئے یہ خبر عرض کرکے طائر نظر سے غائب ہوگئے اور
افراسیاب براہ تاسف دست افسوس ملنے لگا زانو پر ہاتھ کئی بار مارا اور پکارا کہ اس
عیار نے ذلت پر ذلت دی ہے اور میں یہ حیران ہوں کہ یہ عیار خداوند کے یہاں گیا تھا
عمرو آکر چھڑا لیگیا تھا یہ طلسم میں کیونکر آیا اور پھر طلسم باطن میں کیونکر پہونچا اگر یہ کہا جائے
کہ انتظار جادو کے ساحروں میں ملکر یہاں چلا آیا تو پھر اب دریائے سحر کے پار
کیسے پہونچا اس میں کسی ساحر واقف کار جلیل رتبہ تیرے یہاں کے سرداروں میں سے
اُسکا شریک ہوا ہے بغیر اس امر کے جانا اُسکا ممکن نہ تھا خیر اب دریافت کرکے اس طرح
سزا دونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان صحرا اُسکے حال پر گریہ کرینگے یہ کہکر برہم جاکر آنکھ
سے غائب ہوگیا اہالیان دربار ساحران نامدار کانپنے لگے کہ آج دیکھیے اس جرم کے
عوض کس پر آفت آتی ہے اُسوقت کے دربار میں مخمور بھی حاضر تھی شاہ طلسم کی

سنکر تھرانے لگی مگر پھر دل کو قوی کرکے سوچی کہ جسوقت تجھسے کچھ پوچھے تو بھی برابر سے
سوال وجواب کرنا کچھ اسکی زر خرید تو ہی نہین ہی نہ وہ بادشاہ ہی تو رعیت ہی پھر خدا کی جو
مرضی اور مقدر کا جو لکھا آخر یہ سوچکر بعد غائب ہونے شاہ طلسم کے آئینہ سے یہ بھی اپنے گھر
مین آئی اور سحر کا اسباب نکالا سب کو دیکھا بھالا کہ شاہ طلسم سے لڑون گی

داستان افراسیاب کا واسطے گرفتار کرنے عمرو کے طلسم بنانا اور عمرو کا قید ہونا اُس طلسم مین اور مکاری کرکے چھوٹنا اور مخمور کا حال لکھانا اور شریک عمرو ہوکر لشکر مہرخ مین چلے آنا اور عیاری عیارون کی چھیڑ چھاڑ کرنا ساحرون سے واسطے مخمور کے لمؤلفہ

نازون کے اُٹھانے والے ساقی
رندون کے جھکانے والے ساقی
اللہ رکھے تجھے سلامت
رندون کے ہی دل کو تجھسے راحت
آباد تجھی سے انجمن ہے
آرائش محفل سخن ہی
پھر رند ہوے ہین تیرے بیتاب
اک اور دے جام بادۂ ناب
وہ جام کہ جسپہ جان ہو قربان
وہ جام کہ جس سے نکلین ارمان
وہ جام جو رشک جام جم ہو
وہ مے کہ نہ جس کا نشہ کم ہو
وہ نشہ کہ جو دکھاے نیرنگ
تقریر مین ہو طلسم کا ڈھنگ
دل مین ہی پھر ی اُمنگ ساقی
سوجھی ہے نئی ترنگ ساقی
کرنا ہے مجھے طلسم کی سیر
دیدے مجھے جام جسنم کی ہو خیر
سب چھوڑ کے اپنا تنکت مندرا
ساقی مین گدا ہون تیرے در کا
وہ آج پلا دے جام ساقی
جس مین کہ ہو تیرا نام ساقی
اقلیم سخن کو مین کرون سر
مداح رہین مرے سخنور
تحریر مین میری ہو وہ افسون
ہر لفظ پہ ساحری ہو مفتون
زینت دہ باغ کامرانی
اسے حجاہ بنے مری کہانی

وہ پھول جھڑین مری زبان سے ۔۔۔ ہر صفحہ نہ کم ہو بوستان سے
مشتاق ہین اہل بزم اسی جاہ ۔۔۔ سب دیکھ رہے ہین دیدہ
آغاز بیان کرو بیان سے ۔۔۔ رونق دو سخن کو داستان
از نخل قلم گل معانی ۔۔۔ بشگفتہ شود بہ خوش بیانی

گلگونہ کشایان عارض شاہد بیان و آرایش دہندگان عروس داستان پیرایہ رنگین و حال گرانمایہ
تقریر با تمکین سے بالاے والاے محبوب لتعویذ کو اس طرح مزین و مجلے فرماتے ہین اشتیاق
مشتاقان دلدادہ فسانہ بڑھاتے ہین کہ جب افراسیاب بادل بیتاب آئینہ سحر سے حیران
ہوکر غائب ہوا دریاے سحر کے پار اترا اور لشکر مہرخ سے تا ساحل دریاے سحر افسون پر مستحکم
ایک طلسم باندھا کہ اُس مین وہ کیفیت پیدا ہوئی جیسے طلسم ہوشربا مین طلسم ظاہر اور باطن
بنا ہے ساحران نامی کو طلب کرکے اُس طلسم مین مامور کیا اور آپ نظر سے غائب ہوا مگر جب
اُسنے طلسم کو تعمیر کیا اُسوقت مہرخ اور سلطنت اور شریک اُسکے کہ بزور سحر بھاگ کر چلے تھے
اپنے لشکر مین آگئے مہرخ نے پراگندہ لشکر کو اپنے آکر جمع کیا بارگاہ برپا کرائی بازارین لگین
لشکر مقابل فوج حیرت اور مسرور اُترا فتح کی خوشی مین جشن کی بنیاد کی نغمہ تہنیت مغنیون
نے آغاز کیا حیرت کو اُسکے چھوٹ آنے سے بڑی حیرت تھی اُسوقت صرصر مع عیاریچیون
کے حاضر ہوئی اور سب ماجرا جنگ و جدال اور رہائی مجرمان کا عرض کرکے کہا شہنشاہ اُس
پار تشریف لائے اور باغ عشرت مین گئے ہین آپ بھی تشریف لے چلیے حیرت نے کہا
مین اس فکر مین ہون کہ اگر شہنشاہ اجازت دین تو مجرمون کو لڑکر ہلاک کردون وہ بولی کہ
شہنشاہ کے بغیر طلب مین کہین نہ جاؤن گی صرصر یہ باتین سنکر خاموش ہو رہی مگر اب
کیفیت سنیے کہ عمرو دوسرے عیار جو روانہ ہوے تھے صحرا مین گھومتے ہوے لشکر کیطرف
چلے ان سب کو اتنا عرصہ آنے مین ہوا کہ افراسیاب طلسم بنا گیا سب اُس طلسم کے اندر رہ گئے
اُس طلسم کا ماجرا سنیے کہ عمرو صحرا مین چلا جاتا تھا اُسنے دیکھا کہ چارسمت بڑے بڑے پہاڑ ہین
اور سب کے درے بند ہین لیکن ایک کوہ مین درہ کھلا ہوا ہے عمرو اُس درہ مین داخل ہوا
جب درے سے سربدر کیا صحراے لطیف و سرسبز دیکھا جس مین دو قصر بلند ایک دست
راست اور ایک دست چپ کی جانب تعمیر تھے آرایش اور زیبایش مین یہی کی تصویر تھے
مانی اُنکے نقش و نگار پر ارژنگ نثار کرے اور بطلیموس مجسطی اُنکی جہات پر قربان فرماے

وہ قصرہاے دلکشاے قصور رشک دہ کاخ آسمان تھے جسکے ثناخوان حور و غلمان تھے
آستان کو انکی اگر فلک سے مشابہت دیجائے تو احسان چرخ پر کیا جائے اور ہلال کو اگر محراب
در سے مشابہ کیا جائے تو فخر سے وہ بدر کامل بنے ہر سمت اُن مکانوں کے پردے پڑے تھے
اطلس چرخ کو شرماتے تھے چھتین منقش و رنگین لگی تھین دلربا وہ بہشت برین تھین ہر
دالان کے سامنے سائبان زربفتی کھچے تھے تکیے بادلے کے بانات گوہر استادہ تھے
ستون ہر ایک الماس نگار تھا سراسر جواہر نگار تھا کروڑون روپیے کا مال و اسباب اُس مین
دھرا تھا شیشہ آلات موقع سے سجا تھا کہ ابیات

وہ مکان غیرت گلستان تھا	قصر جنت سے بڑھکے سامان تھا
چشم عاشق ہر ایک حلقۂ در	دل رضوان نثار تھا اسپر
پردۂ چشم عاشقان پردے	راز دل کی طرح سے بستہ تھے
دخل بے رونقی کو وان کب تھا	شیشہ آلات نور کا سب تھا

عمرو نے وہان کے سامان کو دیکھکر دل سے کہا کہ

آنچہ نصیب است ہم میرسد	ور نہ ستانی بہ ستم میرسد

ان مکانون مین جو مال ہے وہ تیرے ہی لیے خدا نے رکھوایا ہے پھر ع خدا دیوے جسکو وہ
کیونکر نہ لے + پوچھتا کون ہے بسم اللہ کرو یہ سوچکر اندر مکانون کے گیا کوئی وہان ملا اور
چوکیدار و پاسبان نہ دیکھا جال الیاسی مار کر سب اسباب مع چھت اور پردے اور چاندنیان اور
میز اور کرسی وغیرہ نذر زنبیل کرکے آگے کا راستہ لیا یکایک صدا غیب سے آئی کہ کہان
لیے جاؤ گے اب تو پھنسے ہو اس صدا کو سنکر بھاگا اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچا دیکھا یہان
ہری بھری کے درخت سایہ دار لگے ہین نظر کو ٹھنڈک بخشتے ہین ایک درخت کے نیچے ساحر
شاہی کی دھوتی باندھے بیٹھا ہے جواہر کے بٹ بازون پر بندھے گلے مین موتی کا مالا ہے
عمرو اسکی راہ کترا کر چلا کہ یکایک زمین سے پتلی پیدا ہوئی اور پکاری کہ اے خرسان جادو
ہوشیار یہ بھاگا جاتا ہے عمرو یہ صدا سنکر سمجھا کہ اب بھاگ نہ سکو گے چلو اس ساحر کا بھی مال
گویا اپنے تئین قید کرا کچھ چارہ سوا اسکے نہین جو مرضی خدا کی یہی سوچتا ساحر کے
پاس پہونچا اور معرفت زن ہوا کہ اے بھائی تم کون ہو ساحر ہنوز جواب دینے نہ پایا تھا کہ
پتلی بولی کہ اسی موذی کاسہ نے سارا مکان طلسم لوٹ لیا چھوڑا اسباب اور روپیہ وغیرہ (۱۱)

لیتا ہی اُسنے چھت پر دے تک اُتار لیئے خرسان نے یہ ماجرا سنکر چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرے
اسنے کہا اندھے تو پہچانتا بھی ہی وہ چور کوئی اور ہوگا مین سا ہوکار ہون خرسان نے کہا یہ پتلی
تجھی کو بتاتی ہی عمرو نے جواب دیا کہ یہ محض جھوٹی ہی خرسان نے کہا مین نہین مانتا سحر کی پتلی
جھوٹ نہ بولیگی یہ کہکر ایسا سحر کیا کہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیئے عمرو نے کہا بھائی جہان
یہ پتلی سچی ہی وہان مین بھی سچا ہون ساحر نے پوچھا تو کیونکر سچا ہی عمرو بولا کہ میرا حال سنو مین
چار لاکھ روپیہ کا قرضدار ہون اور خداوند سامری و جمشید سے دعا کرتا تھا کہ مجھے مال ملے
میری دعا قبول ہوئی اور یہ دو مکان مال سے بھرے خداوند نے مجھے عطا فرمایا پھر اس مین یہ
پتلی کے اور تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی اور مجھے تو نے کیون قید کیا ہی خرسان اس تقریر
کو سنکر ہنسا اور کہا یہ ہوا کہ خداوند چاہتے تو دو تین پہاڑ سونے کے کر دیتے تجھے اپنے خزانہ
غیب سے دیتے پرایا مال خداوند دینے والے کون تھے تو سراسر دروغ کہتا ہی عمرو نے کہا
اچھا خفا نہو جو کچھ مین نے لوٹا ہی وہ سب ایک غار مین رکھ آیا ہون تم چلکر لے لو خرسان
چلنے پر راضی ہوا تھا کہ وہی پتلی بولی ارے موے کیون فقرے دیتا ہی مکاری کرتا ہی غار مین
تو مال اسباب کب لیگیا تو وہین میرے سامنے سب کھا گیا جو کچھ تھا وہ تو نے اپنے پیٹ
مین رکھ لیا ای خرسان تو اسکے دم مین نہ آنا نہین یہ مر لیا تجھے ایسا نہو ضرر پہونچا سکے
خرسان بولا ای پتلی کیا بکتی ہی بھلا یہ چھت پردے کرسی میز وغیرہ کیونکر کھا گیا پتلی بولی
کہ سامری کی قسم مین سچ کہتی ہون سب اسباب اسنے پیٹ مین رکھ لیا ہی عمرو نے کہا ای
خرسان تجھے قسم جمشید کی ہی سچ کہہ کہ کہین انسان بھی اتنی اتنی بڑی چیزین کھا سکتا ہی
بھلا یہ بالزادی پتلی جھوٹی ہی کہ نہین خرسان کہ حیرت ناک تھا بولا کہ تو سچ کہتا ہی اچھا
چل مین تیرے ساتھ چلتا ہون یہ کہکر ساتھ ہو سحر اپنا عمرو پر سے دفع کر دیا عمرو اسکو
ایک غار پر لایا اور کہا اس مین اُترو وہ اُترنے لگا عمرو نے پشت پر سے خنجر ایسا مارا کہ
سر کٹ کر دور گرا غل اور شور ہوا کہ کشتی ساحر خرسان را عمرو نے اُسکے بت وغیرہ جھولا آخر
کالیکر تیگرے کا راستہ لیا کہ یکایک آواز مہیب آئی اور ایک ساحر اور پیدا ہوا عمرو کو اُسنے
بزور سحر گرفتار کیا اور لیکر چلا اُسوقت اور عیار بھی اس طلسم مین پھنس گئے ہین اُن مین
سے مہتر قران ادھر آنکلا اور عمرو کو گرفتار دیکھکر اپنی صورت مثل ایک ساحر کے بنا کر
اُس ساحر کے پاس آیا اُسنے پوچھا تو کون ہی جواب دیا کہ جو مین سو ہون تجھے کیا اپنی فکر کر دیکھ

پیچھے تیرے کوئی کھڑا ہے اور تجھے مارا چاہتا ہے اُسنے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا قران نے لبندہ مارا کہ
سر کے ٹکڑے ہو گئے سنکر تڑپ کر یہ کہنی ہلاک ہوا آندھی آئی صدا پیدا ہوئی کہ مارا خون پیر
جادو کو عمرو نے قران کو گلے سے لگایا اُسنے کہا اُستاد سب طرف پھرتا ہون رستہ
نہین ملتا ہے اور میرا دل خوف سے ازخود دھڑکتا ہے پریشان پھر رہا ہون خدا بچائے معلوم
ہوتا ہے کہ طلسم مین پھنس گئے ہین یہ کہتے کہتے ایک بار جست کر کے بھاگا اور روزنہ کوہ مین
جا کر غائب ہو گیا عمرو حیران ہوا کہ کوئی آگے نہ پیچھے یہ کیون بھاگ گیا اسی سوچ مین تھا
کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا اور کہا اے عمرو تو کیا تمام عالم کو مار ڈالیگا ارے ظالم تو
ذرا تو رحم کر اور یہ مقام ساحرون سے بھرا ہے تو کہان تک قتل کریگا مثل مشہور ہے سو دن کی
سنار کی تو ایک دن لوہار کی کبھی نہ کبھی تو بھی دھرا جائیگا عمرو اسکی تقریر سنکر سوچا کہ یہ پیچھے
ناصح مجھے ملا اُسنے کچھ کہو سنو نہین اپنا کام کر دیا یہ سمجھ کر گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا اور دور جا کر
گلیم اُتار کے آگے بڑھا یہان تک کہ ایک جنگل مین پہونچا دیکھا یہ صحرا تمام ریگستان ہے اور
جہان سے یہ ریگستان آغاز ہوا ہے وہان ایک تختہ آئینہ کا دیا ہوا ہے اور سب طرف سے
راستہ بند ہے عمرو گھبرایا کہ اب کدھر جاؤن ناچار جست کر کے اُس آئینہ کو پھاند کر ریگستان
مین آیا واضح ہو کہ افراسیاب نے جو طلسم بنایا ہے یہ اُسکا باطن ہے یہان سے نکلنا بغیر طلسم
ملے افراسیاب کے ناممکن ہے عمرو اس ریگستان مین پریشان و برباد پھرنے لگا
اور بگولے کی طرح چکر کھاتا تھا جدھر جاتا تھا راہ نہ ملتی تھی دل سے کہتا تھا آج تو پھنسا
وہ ساحر جو نصیحت کرتا تھا سچ کہتا تھا شاید در پردہ یہی خبر دیتا تھا کہ تو ایسے مقام پر جانے
والا ہے جہان تو پھنس جائیگا غرضکہ اور تھوڑی دور چلکر گیا زبان شدت تشنگی سے باہر نکل آئی
زنبیل سے پانی نکال کر پیا پانی پینے سے اور زیادہ پیاس معلوم ہوئی اپنے حال پر افسوس
[illegible] سوچتا تھا کہ اے عمرو پانی کہان تک زنبیل سے نکالون مفلس ہو جاؤگا
ہمیشہ جب کبھی صحرا مین پیاسا ہوتا تھا تو ایک جام آب سوا لاکھ روپیہ کو بیچتا تھا
آج افسوس ہے کہ زنبیل سے پانی پیا کھانا بھی نکالنا پڑیگا لاکھون روپے کا نقصان ہوگا
اسی اندیشے مین پڑا جاتا تھا مگر پیاس بری چیز ہوتی ہے ایکبار برف مین جھلی ہوئی صراحی
پانی کی نکالی اور پانی پیا اور پہلے سے بھی زیادہ پیاسا ہوا بلبلا کر بھاگا دیکھا ایک جگہ
چند درخت گنجان لگے ہین نیچے اُسکے سبزہ اُگا ہے نظر کو طراوت بخشتا ہے عمرو اُس سبزے پر گیا

گر پڑا کچھ پیاس کو کمی ہوئی ہوا ٹھنڈی سی جسم کو لگی ذرا حواس درست ہوئے ایک طرف جو نگاہ اٹھا کر
دیکھا ایک دیوار گنگا جمنی سونے چاندی کی معلوم ہوئی اُس میں دروازہ بھی سونے کا لگا
تھا اور دونوں پٹوں میں اُسکے آئینے نصب تھے جیسے کھڑکیاں ہوتی ہیں اندر اُس چار
دیواری کے باغ لگا ہوا ہے عمرو اُٹھکے چلا کہ دیکھوں یہ باغ کسکا ہے جب قریب در کے پہونچا
آئینوں میں سے دیکھا کہ باغ بہشت آئین بصد خوبی و تراوت لگا ہے کہیں نرگس شہلا کہیں
سنبل پیچیدہ ہے نہریں لہریں لے رہی ہیں متوالوں کی طرح جھومتی ہیں کسی طرف شاخ گل پر
بلبلوں کا ہجوم ہے ہر سمت آمد بہار کی دھوم ہے وسط باغ میں چبوترہ بلور کا ہے نگیرہ استادہ ہے
چار سو کلس یاقوت کے اُسپر چڑھے نیلم کے طاؤس کلسوں پہ بیٹھے ہیں اُنکی منقاروں میں
موتی کے مالے ہیں نگیرے کی چوبوں میں جواہر کے آویزے ہیں گوہر کی جھالر چار طرف
لٹکتی ہے ہوا سے لہریں لیتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بحر گوہر آب و تاب موج مار رہا ہے نیچے
نگیرے کے فرش مشجر کا بچھا ہے منقش اُسپر کترا ہوا ہے وسط فرش پر تخت آراستہ بچھا ہے
افراسیاب جلوہ فرما ہے اس بہار اور آرایش کے نسبت یہ کہنا زیبا ہے کہ بمقتضای قصیدہ

بہار کے جھونکوں میں آگئی یہ لپٹ — کہ صاف چاند سے کاٹے کے کھل گئے گھونگھٹ
ہوا وہ باغ میں بادِ بہار سے یہ بھری — کہ گھوڑیاں عربی جائیں جس طرح سرپٹ
صبا کے جھوکے سے کچھ ڈالیاں جو لہرائیں — تو خوب پھولوں کی چھڑیاں چلیں ہاں سٹ پٹ
یکایک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل کے بیچ — اکھاڑے پریوں کے آکر ہیں جمگھٹ
نظر پڑا تھا جو بلور کا احاطہ ایک — مکان وہاں کے صرع عجب اک
ستون ہیں کے ہر سمت مشک بیز تمام — انوکھی ڈول کے دیکھے
ہزار رنگ کے فوارے گوہر افشاں — ہر ایک جا پہ پری پیکروں کے
چھتوں میں موتیوں کی جھالر اور تمامی کا فرش — سپید ایک ڈال زمرد کے وہاں کنوارے
کسی میں پارۂ الماس کے لگے گنڈے — جڑی ہوئی کہیں یاقوت سرخ کی
لگے ہوئے گہر شب چراغ اکثر جا — تجلی اُنکی کہ اک نور کی ہتی پھیلا

غرض وہ اس سامان کو دیکھکر سمجھا کہ تیری گرفتاری کے لیے یہ سب تدبیر کی ہے افراسیاب بیٹھا
ہے تم یہاں نہ ٹھہرو ہر چند مال و اسباب کا یہاں کے بیش نقصان عظیم ہے لیکن محل خوف
و بیم ہے لعنت بھیجو بھاگ چلیے سوچا بیچ بست و خیز کر کے پھر اکا راستہ پکڑا اکر سوں نکل گیا

سواے اُس ریگستان کے اور کچھ نہ دیکھا اُسوقت رجوع قلب سے پکارا کہ یا حضرت خضر آپ کہان
ہین راہ بتائیے کہین حضرت خود تو راستہ نہین بھولے ہین یہ کیا ماجرا ہے اسی طرح جب دن اور ریگ
بڑھا جنگل تپنے لگا آفتاب عازم برج حمل ہوا اور تمازت سے جسم جلنے لگا نظم

اُس دشت مین ہر سمت تک دد دو	یا ریگ روان تھی یا وہ رہ رو
سایے کو پتا نہ تھا شجر کا	عنقا تھا نام جانور کا
مرغان ہوا تھے ہوش راہی	نقش کف پا تھی ریگ ماہی

عمرو پسینے مین غرق تھا اور پسینا بہکر جو زمین پر پہونچا تھا تو خاک پر پتلا بصورت عمرو بنگیا
تھا اس مصیبت مین تو گرفتار تھا ہی اسپر اور طرہ یہ ہوا کہ ایک طاؤس زرین بال صبح دم
اُڑتا ہوا آیا اور پکارا کہ مجھے بڑی شدت سے بھوک لگی ہے اور پیاسا بھی ہون یہ صدا دیکر
غائب ہوگیا اسکے اس کہنے سنے وہ تاثیر کی کہ عمرو مارے بھوک کے بیتاب ہوگیا اور بلبلا کر
ہر سمت درختون کو دیکھا کہ پتیان کھاؤن مگر وہان درخت کہا جو ایک آدھ تھا بھی تو لنڈ منڈ
سوکھا ڈنڈ اُسوقت بناچاری زنبیل سے روٹی نکالی چاہا کہ کھائے روٹی باہر زنبیل کے
جب آئی مٹی ہوگئی حیران ہوکر پھینک دی کہ یہ روٹی کیا خاک کھاؤن اور پھر زنبیل مین
ہاتھ ڈالکر گویا ہوا کہ دادا جان یا جناب ابوالبشر لشکر حلوا دمین جو مٹھائی مین سے لوٹی
ہے وہ عنایت فرمایئے کہ تازی ہے فی الفور مٹھائی زنبیل سے نکلی مگر جب ڈلی منہ مین رکھی
مٹی ہوگئی منہ کرکرا ہوگیا تھوک دی اسی طرح جب پیاس کی شدت ہوئی پانی زنبیل سے
نکال کر پیا اور زیادہ گرمی معلوم ہوئی اُٹھکر پھر اور طرف بھاگا کہ شاید کہین پناہ ملے
مگر پناہ ملنا کجا ایک ایسے دشت ہولناک و مہیب و وحشت خیز مین جا پڑا کہ جہان
ہر بگولہ دیو کی صورت تھا دشت میدان قیامت تھا ذرے غول بیابان بنکر آنکھین
دکھاتے تھے کانٹے زبان دراز ہوکر کج بحثی پر آمادہ تھے جیب و دامن سے خواہ مخواہ الجھتے
تھے دل کے پھپھولے پھوڑتا کیا حرارت سے اور زیادہ چھالے پڑتے تھے الحفیظ والامان
وہ گرمی وہ تابش وہ لو کہ باد سموم جسکی دہشت سے روان دوان سمندر کا دل اُس جا
بیتاب تھا شعلہ بیقرار مثل سیماب تھا ہر جھونکا ہوا کا گرم دوزخ کی لپٹ سے کم نہ تھا

کہ ابیات

دیکھا تو عجب مقام دیکھا	سامان حشر ان تمام دیکھا

زندگی باقی ہے اور جب میری زندگی ہے میرا بنایا ہوا طلسم بغیر میرے مٹائے نہ مٹیگا اور عیار
یہان سے رہا نہونگے یہ کہکر کنیزون کو روانہ کیا لونڈیان بنا بحکم دربار باغ پر آئین اور عمرو کو
دیکھکر پہنین پکارے کہ تو کون ہے یہان کیون آیا ہے عمرو کو اسوقت اپنا نام بتانے غیرت
آئی کہ عیار حمزہ ہو کر اس ہیئت سے یہان وارد ہون کیا اپنا نام بتاؤن بس کہنے لگا میرا
نام کیا پوچھتی ہو مسافر ہون غریب الدیار ہون مبتلائے آفت روزگار ہون بھوکا پیاسا
خستہ و خراب ادھر آنکلا ہون نظر ترحم کی تمسے امید رکھتا ہون کنیزون نے سنکر اک تبسم
شمگین کی کہ کیا غریب اور مسکین بنتے ہین گویا کچھ جانتے ہی نہین انکے چالاکیان تک باقی
نہین رہنے اور انکے کاٹے کا منتر نہین ہے غرضکہ عمرو سے گویا ہوئین کہ جب تک تم اپنا
اصلی نام ظاہر نہ کروگے یہان سے کوئی رعایت تمھاری نسبت عمل مین نہ آئیگی ہم خوب
تمہیں جانتے ہین کہ تم وہ ذات شریف ہو کہ ہر دیار و امصار مین نام تمھارا مشہور ہے اور
ساحرون کے قلب پر لکھا ہے مگر نام پوچھنے کے لیے حکم شہنشاہ ہے اگر نام بتاؤ تو روٹی پاؤ
پانی پیو آسودہ ہو عمرو نے یہ تقریر سنکر سمجھا کہ افراسیاب کو مجھے ذلت دینا منظور ہے وہ نہ
جب تک سمجھاتی ہین مجھے بھوکا رکھینگی کیون نہ ہو تو بھی اپنا نام نہ بتاؤنگا کم ظرف

عدو نے دل لیے تجھکو بتا جان مین مجھو	اگر سنبھال نہ لے میرا یا نکلین ہو مجھو

اسی فکر مین تھا کہ خدا نے اتنا لگا بات رکھنا تھی وہ کنیزین اور باہم کہتی تھین اور لے گئین
شہنشاہ ساحران عمرو کو یاد فرماتے ہین ارشاد کیا ہے کہ نام و نشان انکی پرسش نہ کرو
یہان انکو لے آؤ عمرو یہ سنکر خائف ہوا کہ دیکھیے یہ نابکار میرے ساتھ کیا کرتا ہے میرا تکلیف
صدہا ساحرون کو بارہا اسنے کئی بار ذلت دی شوق کا اسکے سر مونڈا بہت ساحرون کی
اپنا بدلا لیا اب جو کچھ بدی یہ میرے ساتھ نہ کرے وہ تھوڑی ہے آج تو ضعیف ہو موت
پڑی ہے اب یہان سے نکلنا دشوار ہے زنبیل کھانے پینے کی مدد نہین کرتی خیر جو مرضی
میرے رب کی آج یا قوت نہین اور میری بات نہین پایہ سحر افراسیاب نہین لیا
سے یہ مشورہ کرتا باغ مین آیا کہ ابیات

ہر طرف گیا میان گلزار	ہر گل نظر آیا صورت خار
غنچہ ہر شاخ تنگ کے جا بجا	سنبل نے الجھکے پیچ کھایا
... وہ سنبل کی لی اکثر نے	سبزے نے کڑی کی پاؤن پکڑے

آخر ساحر نے تخت افراسیاب کے آیا اور اُسکو تسلیم کی اُسنے بھی بطور مزاج پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت
مزاج آپ کا اچھا ہی عمرو نے کہا ہزار شکر ہی اُس رب اکبر کا کہ جو مجھے یہان لایا ہے افراسیاب
گویا ہوا کہ ای عمرو مین تجھسے ایک بات پوچھون تو سچ بتلا دیگا عمرو نے کہا آپ مجھے جھوٹا
جانتے ہین مین کہتا ہون کہ اپنی ساری عمر مین مین نے کوئی لفظ جھوٹ کہی ہی نہین اچھا
پوچھیے جو کچھ مین جانتا ہونگا عرض کرونگا آیندہ ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہی شاہ طلسم نے کہا
اگر تو سچ کہدیگا تجھے اپنے سحر سے رہائی دونگا ورنہ یوہین بھوکا پیاسا رکھکر ہلاک کر دونگا
کیا مناسب جو میری زندگی مین تجھے کوئی چھڑا سکے عمرو نے کہا دشمنکے مار ڈالیے گا پوچھیے
کہ تو وہ بات جو ہم جانتے ہین بتلا دینگے پھر آپ کو یقین نہین تو جھوٹ ہی اب بتلائیے مجھسے
نہ پوچھیے افراسیاب نے کہا نہین تو سچا ہے مین نے بنا پر اعتبار تجھسے ایسے کلام کیے اب
مجھے پوچھنا یہ ہے کہ تجکو دریائے سحر کے پار کس نے اُتار دیا اور تو کوہ عقیق مین خداوندی کا اسیر
تھا کہکر طلسم مین کیونکر آیا عمرو نے یہ کلام سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا ای شہنشاہ یہ امر تو لایق
پوشیدہ کرنے کے نہین آپ ناحق مجھسے شرمگین کرتے ہین مین بیچارا بندہ اپنے خدا کا ہون
جب مین اس پار آنے کے لیے عاجز ہوا اپنے خدا سے دعا کرنے لگا اُسنے ایک حبشی
بھیجدی اُسنے مجھے کاندھے پر سوار کر کے اس پار اُتار دیا افراسیاب نے پوچھا کہ تیرا خدا
کون ہی یہ سنکر عمرو خوب ہنسا اور کہا مین نے بارہا عرض کیا ہی کہ شہنشاہ باخبر ہی لیجیے
خداوند لقا کا مین فرشتہ قدرت ہون اور طلسم مین مجھے خداوند نے ملک الموت بنا کر روانہ
فرمایا ہی اور پھر آپ پوچھتے ہین کہ تیرا خدا کون ہی اگر وہی ہمارا ایک خدا ہی آج اُسکا کوئی ثانی
نہین اور نہ شریک ہو سکتا ہی اور مین سچ کہون اُسی ایک خدا کو مین مانتا ہون اور سجدہ
کرتا ہون اور پوچھنے والے خدا اُن کا مین قائل نہین اور آپ کیا جانیے خداوند کے اور بھی
کیا راز و نیاز ہین اب اسوقت مین کہتا ہون خداوند کو پرستش کرنا ساحری جمشید کی بری
معلوم ہوئی مجھے حکم دیا کہ جا کر پرستاران غیر معبود کو قتل کر بظاہر خداوند یہ باتین مہربانی کی
فرماتے ہین مگر تم لوگون سے خوش نہین خوشنود اُس سے ہین جو اُنھین کو بدذات و بدمعاش کہے کیونکہ
کیونکہ خداوند کا قول ہی کہ جو خدا مر گیا اُسکی خدائی بھی مر گئی اور ای شاہ جادوان سمجھ تو بھی کہ
مین چھپا نہ سکا اور تو ہزار من کا میر اُنھین مقابلہ کیا یہ خداوند کی ناراضی کا باعث ہی جو کچھ کہ
تجویز غلبہ ہو جاتا ہی افراسیاب یہ باتین سنکر بولا کہ جو کچھ تو نے کہا ہی سب سچ ہی اور درست ہی

ایسے بیان کر کے پھر ڈھونڈھنے نکلے دریا سے سحر میں غوطہ مار کر اُس پار نکلی یا اُتر کر آگے ادھر پہونچا دیا
پھر وہیں کہا صاحب ہوا خواہی پیچھے پڑا لا ڈکرے چلی تو بیچ دریا میں آ کر آہستہ غوطہ لگایا میں نے
دیکھا کہ نا اُمیدی کا دریا ہے اور میں اُس میں ڈوبنے لگا اُس وقت ایک کشتی پیدا ہوئی
خداوند لقا اُس پر سوار تھے اُنھوں نے مجھکو اُس نالے سے نکالا اور زنار بیچھا کر پار لے چلے
مجھکو ایسی بدبو اور تعفن خداوند میں آتی ہوئی معلوم دی کہ دماغ میرا گندہ ہو گیا اور میں
بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا آنکھ کھلی تو اپنے تئیں یہاں دیکھا افراسیاب نے پوچھا کہ خداوند میں
بدبو کیوں آتی تھی عمرو نے کہا یہ آپنے کا باعث یہ ہے کہ خداوند دس دس برس تک پاخانہ
پھر کر آبدست نہیں لیتے اور منھ تو کبھی دھوتے ہی نہیں دانتوں میں پھپھوندی لگ گئی ہے
جب باتیں کرتے ہیں منھ انکا نہیں کھلتا ہے بلکہ سنڈاس کا دروازہ کھلتا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ
بندوں کے کام سے انکو فرصت نہیں پہر بھر کی عادت نہیں کسی کو مارنا کسی کو جلانا کسی کو امیر بنانا کسی
کو فقیر کرنا اور اسی طرح شغل جاری ہے پس آپ ہی فرمائیے کہ آبدست کس وقت لیں اور منھ کب
دھوئیں افراسیاب گویا ہوا کہ تو نے کلمات بیہودہ نسبت شان خداوندی کہے مگر سچ کہا
کسلیے کہ جیسا ہم بندوں کے ایک طلسم کے انتظام کرنے میں عدیم الفرصت رہتے ہیں اور منھ
نہیں دھو سکتے ہیں پھر خداوند کو تو سارے عالم کا انتظام فرمانا مارنا جلانا روزی دینا
کیونکر معلوم کو لی دم کی ہوتی ہوگی یہ سخن شاہ جادو ان کہہ رہا تھا کہ ایک کنیز عرض رسا
ہوئی کہ شہنشاہ آپ اس کی باتوں میں لگے ہیں یہ مکار ہے بھلا اس سے پوچھیے کہ دریائے
سحر میں نالہ کہاں ہے افراسیاب کنیز کی اس بات سے خفا ہوا کہ بیہودہ تو کیا جانے جو دل
و خوف لا رہی تھی ہے دریا سے سحر میں خون تو بہتا ہی ہے یہ اُسی کو خون کا نالہ کہتا ہے اس میں جھوٹ
کیا ہے کنیز شاہ طلسم تلخ لہجے سے چپ ہو رہی اور آہستہ پوچھا کہ اے عمرو یہ تو معلوم ہوا کہ
مقرب خداوند تو ہے لیکن خداوند کو بلا یا تجھے کس کے عدادشا کیوں ہے اور شیطان تو تیرا دشمن
جانی ہے یہ کیا معاملہ ہے اور یہ بتا کہ خداوند کو کبھی فرصت ہوئی تھی یا اب ہوتی ہے اسکا حال
تجھکو معلوم ہوگا عمرو نے کہا اسکا سبب مجھ سے سنیے خداوند کو ایک بار فرصت پہر بھر کی ہوئی
تھی اس مہلت میں خداوند نے سوچا کہ ایسا کوئی فعل کرو کہ جس سے میری خدائی میں
شیطان پیدا ہو چونکہ مشغل بیکاری میں اُس وقت خداوند تھے فعل حرام کرنے لگے اور شیطان
پیدا ہوئے جب اُسکو پیدا کر چکے اور وہ بندوں کو بہکانے لگا اُس وقت خداوند نے چاہا کہ

اسکا بھی کوئی سرکوب پیدا کرون اور وہ ایسا شخص ہو کہ مجھسے بھی گستاخی کرے اور میرے لیے
باپ سکے ہو لیں لاکھ برس ہیچ بار کہ مجھکو پیدا کر کے اپنا باپ بنایا یہی باعث ہے کہ مین خداوند
کی داڑھی مونڈتا ہون اور شیطان سے مجھسے دشمنی ہے کہ مین اسکا سرکوب ہون اور خداوند
نے فرما دیا ہے کہ اے عمرو تو میرا باپ ہے اکثر وقت مین تو مجھپر غلبہ کریگا اور میری جوتیان لگائیگا
داڑھی مونڈیگا اب مین فی الحال اس عہدے سے معزول ہون آج کل مجھے شکست دہ ساحران
اور ملک الموت جادوگران خطاب ملا ہے اور اب بھی داڑھی مونڈا دینے کی اور شیطان کو دلیل
دینے کی جب ضرورت ہوتی ہے تو خداوند مجھکو بلا لیتے ہین افراسیاب یہ باتین سنکر سن
ہو گیا اور بولا کہ بھلا اب کیا کہا جائے سچ ہے کہ مشیت خداوندی کو کوئی نہین مٹا سکتا اچھا
اے عمرو ایک بات یہ بتلا دے کہ خداوند تجھسے اس بار آ بار گئے تو اب کیا تقدیر فرماتے
ہین عمرو نے جواب دیا کہ اس دن تو کچھ نہین فرمایا مگر کل ایک نامہ مجھکو فرشتہ قدرت کے
ہاتھ خداوند کا ہو سکا اگر اسپر عمل کرون تو سارا طلسم برباد ہو جائے لیکن یہ بھی مجال نہین کہ
مین سارے مضمون نامہ پر عمل کرون گو کہ میرا رتبہ پیش خداوند بہت ہے مگر مین بھی غضب سے
اسکے ڈرتا ہون اگر بالکل نہ مانون تو غضب خداوندی اور اسکے عتاب مین گرفتار ہون
افراسیاب نے کہا مضمون نامے سے مجھے اطلاع دے کہ کیا اس مین لکھا ہے عمرو نے کہا
اس قدر راز خداوندی آج میری زبان سے نکل گئے اب آگے بتانے کا حکم نہین ہے اور یہ
ایسی جسارت مجھے کبھی نہ چاہیے اب جو کچھ تمھین میری نسبت کرنا ہو وہ کرو اور مین بھی
نامے پر خداوند کے عمل کرون دیکھون آج تم مجھپر غالب ہوتے ہو یا مین تمھین ذلیل کرتا ہون
یہ کلام سنکر افراسیاب گویا ہوا کہ اے عمرو خدا نہ ہو جہان اور باتین تونے بتلائی ہین وہان
اتنی بات اور بتلا دے کہ نامے مین کیا لکھا ہے عمرو نے کہا آپ میرے پیچھے پڑے ہین بتلائے
دیتا ہون اس مین لکھا ہے کہ طلسم کے ساحران نامی کو قتل کرنا اور شاہ طلسم نے چونکہ ہماری
مدد کی ہے اسکو نہ مارنا اسکی اطاعت کرنا مجھے اس نامے پر عمل کرنے مین پس وپیش یہ ہے کہ
آپکی اطاعت اگر کرون تو حضور مجھے اپنا دشمن صحیح جانتے ہین اپنا رفیق اور مطیع کاہیکو
جانینگے اور دوسرے جب آپکی اطاعت کر لی پھر ساحران نامی کو قتل کیونکر کرونگا اگر
قتل کرونگا تو آپ مجھے مکار اور غدار جانینگے فرمائیے کہ عمرو نے مکر کیا پھر بتائیے
ایسی صورت مین کیا کیا جائے افراسیاب نے کہا اگر تو میری اطاعت بدل وجان قبول

کرے اور نامہ خداوند پر عمل کرے بشرطیکہ وہ نامہ مجھے بھی دکھلاوے تو مین تجھ سے صاف ہو جاؤن
اور بہت بڑا امر تیرا کردن عمرو نے کہا نامہ میرے پاس موجود ہے کہا آپ اسمین خلاف تھوڑی
عرض کرتا ہون آپ بھی ملاحظہ کیجیے یہ کہکر زنبیل سے ایک کاغذ مثل خط کے نکالا کہ اسکے لفافہ پر
مہر لقا کی ثبت تھی اور آداب اور نام عمرو کا القاب کے ساتھ لکھا تھا غرضکہ اُس نامے کو
افراسیاب کے حوالے کیا اُسنے خداوند کی مہر کو بوسہ دیا سر پر رکھا اور تعظیم کے ساتھ
نامہ وا کیا دیکھا کہ لکھا ہوا ہے اے عمرو تو اطاعت اور فرمانبرداری شاہ طلسم کی اختیار کرنا
اور کوئی فریب اور مکر نہ کرنا اور مہرخ و سرخ مو اور بہار اور نافرمان اور رعد اور
برق مشتر وغیرہ کو مع اپنے ساتھ کے عیار برق فرنگی و ضرغام وغیرہ کو گرفتار کر کے پاس
شاہ جادوان کے جانا اور شاہ ساحران کو بھی چاہیے کہ حسن خدمت مین عمرو کے بہت زر و سیم
اسکو دے اور اسکو اپنا دوست سمجھے اور عمرو ساحران نامی کو کہ اب وہ بہت بادہ خوار ہین
قتل کرے یہ مضمون پڑھ کر افراسیاب نے ہزار اشرفیان منگائین اور بارہ کشتیان جواہر کی
اور بارہ توڑے روپیون کے اور سب عمرو کو دیے وہ عنایت فرمایا اور کرسی پر جواہر کی
بٹھایا کہا جا کر اب اپنے ساتھیون کو بھی لے آ عمرو نے کہا مین پھر اسے جا نہین سکتا ہون کیونکر
انھین لاؤن افراسیاب نے اسی وقت سحر پڑھ کر دستک دی کہ وہ تختہ آئینہ کا جو حائل
ریگستان مین لگا تھا ٹوٹ گیا اور ادھر اور عیار جو بہت پریشان پھر رہے تھے انھین راہ ملی
کہ سب داخل ہو کے کچھ عرصہ مین لشکر مہرخ مین پہنچے یہان افراسیاب نے عمرو سے کہا
کہ اب راستہ کھل گیا کوئی روکنے والا نہ رہا جاکر سب باغیون کو لے آ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ
ایسا نہو مین پھر راستہ بھولون آپ کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ وہ مجھے تختہ سحر پر بٹھلا کر پہونچا دے
شاہ نے ایک ساحر کو طلب کر کے عمرو کو رخصت کیا وہ ساحر اسکو لیکر قریب لشکر مہرخ
پہونچا اور کہا اے عمرو شہنشاہ سے جو وعدہ کیا ہے اسکو بھول نہ جانا اور پھر پہنچانا ورنہ شہنشاہ
پھر تمکو پکڑوا منگائینگے عمرو بولا کہ جو مجھے کہنا ہے سو کہا لشکر تھوڑی ہی دور ہے تم جاؤ مین آتا ہون ساحر
چلا گیا اور عمرو بارگاہ مین آیا ساحرون نے نذرین دین سردارون نے استقبال کیا گلے
ملے عمرو اپنے مقام پر بیٹھا مہرخ نے تصدق بہت سا اتارا یہ تو اب فکر مین عیاری کے
ہین اور حال طلسم باطن سب سے کہہ رہا ہے مگر وہان افراسیاب نے نامہ حیرت جادو کو
لکھا کہ اے ملکہ تم باغ عیش مین جاکر تیاری کرو ہم بھی آتے ہین حسب یہ نامہ حیرت کو پہونچا

اور اُسنے چلنے کی تیاری کی یہ سب لشکر میں یہ خبر مشہور ہوئی عمرو نے بھی سنا کہ حیرت جاتی ہے اُسنے عمرو سے کہا کہ اب یقین ہے کوئی آفت آئیگی عمرو نے کہا جیسا ہوگا سمجھ لینگے پیشتر اسکے حرکت دادیا کیا ضرور ہی مہرخ نے کہا اے عمرو دریاے عجائب و دریاے سحر تھا سنا اور دریاے طاؤس یہ سب نشیب سکے دریا ہیں اُنکا حال کسی کو معلوم نہیں اور دریای خون رواں تو آپ دیکھ آئے ہیں اسی طرح باغات بھی شاہ جادوان کے ہیں کہ اُن میں پتلیاں مثل پریوں کے کاروبار کرتی ہیں اگر اُن میں سے ایک پتلی کو حکم دے تو ہم سب کو وہ گرفتار کر لیجائے باغ عیش میں افراسیاب نے اسی لیے حیرت کو بلوایا ہی عمرو نے کہا میں وعدہ کر آیا ہوں کہ سب مخالفوں کو راضی کرکے لاتا ہوں یقین ہی کہ یہ اُسی کی تیاری ہی خلاصۂ کلام یہاں تو یہ تذکرہ ہو رہا ہی اور سب عیار بھی اسوقت بارگاہ میں موجود ہیں لیکن حیرت جا کر باغ عیش میں پہونچی اور آدشاہ طلسم نے لیے اسکے خوب آراستہ و پیراستہ کرایا اسی وقت سواری افراسیاب کی بڑے تزک اور احتشام سے آئی کہ ستر ہزار جادوگرنیاں دُر در گوش مرصع پوش گلنار جوڑے پہنے ہمراہ تھیں اور ایک سرخ رنگ کا مہر مثل چتر کے سایہ فگن تھا موتی اُس میں بے بہا ٹکے تھے حیرت اسکو آتے دیکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور باغ کی بارہ دری میں بارہ سو در بنے ہیں ہر ایک در میں گھنٹے لٹکے ہیں وہ سب بجنے لگے بارہ ہزار سنکھ بجے انکا حیرت نے گیارہ سو اشرفیاں نذر دیں افراسیاب تخت پر بیٹھا اٹھارہ سو کرسیاں جواہر نگار گرد تخت کے بچھی تھیں وزرا امرا حاضر ہوکر بیٹھے باغ کی نہریں مثل دریا کے ہیں اس پر فوارے چھوٹتے ہیں اور وہ فوارے زمرد کی مچھلیوں کے منہ سے جاری ہیں پتلیاں بزور سحر حسینہ و جمیلہ عورتوں کی طرح ہیں اور زیور اور پوشاک عمدہ زیب قامت فرمائے ہمیشہ کاروبار میں مشغول رہتی ہیں کوئی آبدار خانے میں صراحیاں برف کی لگاتی ہی کوئی میخانے میں گلابیاں شراب کی اور تھالیاں کباب کی کشتیوں میں آراستہ فرماتی ہی کسی کو مطبخ کا اہتمام سپرد ہی کوئی صنعت ایسی بناتی ہو کہ بہار باغ اُسکے مقابل گرد ہی پریاں اور حوریں اُنکی ہر آن و ادا پر شیدا ہوں دل و جان سے مبتلا ہوں کہ نظم

جتنی تھیں حسین و نازنین تھیں　　نازک اندام و مہ جبین تھیں
چہرہ وہ تھا قمر ہلال ابرو　　عاشق کی شب مراد گیسو
یکتا تھے چمک میں دانت سارے　　پروین دہن میں تھے ستارے

دیدون کی سفیدی و سیاہی
دیتین شب و روز کی گواہی
پیشانیان تھین جو عرش اعظم
معراج کی شب تھی زلف پرخم
تھی ادنکی ہر اک ادا مناسب
بدبین کو نظر شہاب ثاقب

غرضکہ شہنشاہ والا جاہ تخت پر جلوہ گر ہوا صرصر بھی پہلو مین بیٹھی پریان سامنے آکر ناچنے لگین اسوقت صرصر شمشیر زن مع چارون عیار بچیون کے حاضر خدمت تھی افراسیاب مسکرا کر اسکی جانب نگران ہوا اور کہا بی صرصر اب تمھاری عیاری تو ہوچکی ہماری اطاعت کرو نامدار عیارون کے شہنشاہ زینت بارگاہ تم تھا سے صرصر عمرو خداوند زنبیل و نطع کلیم بدل قبول کی ہر ایک اسکا درجہ اور مرتبہ مین کرون گا کہ شاہان روی زمین رشک کرینگے اور پھر اُنکا نکاح بھی آنکے ساتھ کر دیا جائیگا صرصر نے کہا مین اُسے اپنی ایڑی چوٹی پر سے قربان کرون وہ تمہارا اپنی صورت تو دیتی نہین پیشاب کرکے دیتیہ حضور مجھ سے ایسی دل لگی نفرمایئن اگر سرکار کو دولت دنیا اور عقل کا ہونا منظور ہے میرا سر حاضر ہے اور خداوند ہشت کو اس مکار کی بات کا یقین تھا اور یہ مین جانتی ہون وہ بڑا دغاباز ہے افراسیاب گویا ہوا کہ وہ آپ سے تھوڑی مکاری کرتا ہے خداوند لقا نے اسکو اسی سرشت کا خلق کیا ہے اور ایسا مرتبہ رکھتا ہے کہ جو جیثیت خداوند اُسکو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے دریاے سحر سے پار لیگئی اور خداوند خود تشریف لا رہے تھے وہ بہ [illegible]

وہ ہر گھڑی لقا کے واسطے تھی سراپا کا اسکے
عیان ہے اسکے دل پر سارا اسکا راز پنہانی

تیری مجال ہے کہ اُنکو قربان کرسکے وہ صرصر ذخیرہ کو لینے گیا ہے اور اُنکی مرتبہ اسقدر نہ اُسنے وعدہ کیا ہے صرصر یہ باتین سنکر بہت ہنسی شاہ طلسم خفا ہوا کہ او بیہودہ میرے کلام پر ہنستا کیا ہے ابھی ترا سر جدا کیا جاتی ہے صرصر نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا طاقت جو کنیز آپ پر ہنسے مقرر ہے عمرو نے یا کمبختون کو لائیگا افراسیاب نے جواب دیا کہ تو مجھکو در پردہ بناتی ہے بالفرض اگر وہ نہ آئیگا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا صرصر نے کہا آپ چاہین مجھکو دس سو تیان لگا دیجیے مار ڈالیے لیکن مین یہی کہونگی کہ وہ عیاری کرکے آپ کو دھوکا دیکر نکل گیا کبھی نہ صرصر کو لائیگا حیرت نے اُسوقت کہا اے صرصر تجھے کیا ہوا ہے جو شہنشاہ کے کلام صداقت التیام کو جھٹلاتی ہے اور بکواس بکتی ہے تو نہین جانتی کہ بیت

عقل شاہون کی ہے سب عقلون کی شاہ
ہم شب تاریک و عقل شاہ ماہ

لازم ہے کہ خاموش رہو افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت تم دیکھو میں ابھی اس مردار کو
جھوٹا بناتا ہون اور منہ میں اسکے گُہ دیتا ہون یہ کہکر ایک پتلی کو اُس باغ کی پکارا کر اسکے
صحن چشم گوہر بار ہوئی اِدھر آ ایک پتلی نہایت خوبصورت جواہر کا زیور پہنے سامنے آئی
اُس سے کہا تم لشکر مہرخ میں جاؤ عمرو کو میری جانب سے دعا کہنا اور بہت بہت مزاج پوچھنا
کہنا ہم تمھارے منتظر باغ عیش میں بیٹھے ہیں چاہیے کہ اپنے قدم میمنت لزوم سے اس باغ
کو پر بہار کرو اور بمصداق الکریم اذا وعدہ الوفا شب کو اپنے ہمراہ لیکے تشریف لاؤ پتلی
یہ پیام سنکر روانہ ہوئی اور بارگاہ مہرخ میں آئی اسکو دیکھکر سب ساحر گھبراگئے اور تیغ
و تیغ علم کرکے سنبھالے پتلی نے کہا میں لڑنے نہیں آئی ہون بلکہ حضور پرنور عالی جناب
والاخطاب شہنشاہ عیاران کے پاس پیام لائی ہون عمرو کا کلیجا دھڑکا کہ خدا جانے اب کیا ہوتا ہے
کر دیکھیے اب کیا ہوتا ہے مگر وہ پتلی قریب اُنکے آکر گویا ہوئی کہ شہنشاہ نے آپ کو دعا کہی
ہے مزاج پرسی کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تمھارے منتظر ہیں اپنا وعدہ ایفا کرو پتلی یہ
کہہ رہی تھی اور قران عیار بعدہ تانکر اسکے پشت پر کھڑا تھا عمرو نے قران کو اشارہ
سے منع کیا اور پتلی سے کہا تم آگے چلو تو میں جواب دون اور اُٹھکر علیحدہ اُسکو لاکر کہا کہ
شہنشاہ سے میری تسلیم بعد تسلیم کہنا اور پیام دینا کہ حضور کے اقبال سے میں سب کو رہا
کر چکا ہون کل لیکر حاضر خدمت ہونگا پتلی یہ جواب پاکر رخصت ہوئی یہان دل میں عمرو
نے کہا جو دم ٹلے وہی غنیمت ہے مگر پتلی چلکر افراسیاب کے پاس آئی اور جو کچھ عمرو نے
کہا تھا وہ بیان کیا افراسیاب نے اُسوقت کہا کہ ای صرصر تو نے سنا کہ میرے دوستدار
عمرو نے کیا کہا بھیجا صرصر نے عرض کیا بلا لون سچ ہے ضرور وہ سب کو لائینگے یہ کہکر
صبا رفتار کی طرف دیکھکر قہقہہ لگایا شاہ طلسم آگ ہوگیا ادھر صبا رفتار بولا کہ لاکھ
ہنسی کو روکتی رہی مگر ضبط نہو سکا ہنس پڑی شاہ بولا کہ اگرچہ تمھیں ان گستاخیون کی سزا
دینا چاہیے مگر تامل کرینگے کل اگر عمرو حسب وعدہ آکر پہونچا تو پھر تمکو بہت ذلیل کرونگا صرصر
نے کہا حضور مالک ہیں جو چاہیں فرمائیں لیکن سب فقرے ہیں ہم عیار نشان ہیں عیار کی
باتون کا اندازہ پہچانتے ہیں بھلا کل کیا ہے اور آج کیا ہے جب سب راضی ہی ہیں تو پھر
کیون نہیں لاتا ہے افراسیاب نے کہا اچھا میں ابھی تجھے قائل کرتا ہون یہ کہکر پھر اُسی
پتلی کو روبرو طلب کرکے کہا تو پھر عمرو کے پاس جا کر بعد دعا کے کہنا کہ جلد کل لیتے آج

بمقتضائے مصرعہ بر کریمان کارہا دشوار نیست ٭ آپ ابھی تشریف لائیے اور اگر کچھ حیلہ
اور مکاری کرنا ہو تو قسم سامری جمشید کی بوٹیاں کاٹ کر زاغ و زغن کا طعمہ بنا دونگا پتلی یہ
پیام سنکر پھر روانہ ہوئی اور جب قریب بارگاہ مہرخ پہونچی خبر عمرو کو ہوئی کہ گوہر بدن
پتلی پھر آتی ہے یہ سنتے کانپنے لگا کہ ابکی اسکا آنا خالی از علت نہیں ہے رنگ بیرنگ لرزتا
ہے اس عرصہ میں پتلی نے آکر پیام سنایا اسکو جواب دیا کہ حضور سے عرض کر دینا میں باغ عیش
میں نہیں آؤنگا میرے لیے طلسم ظاہر میں جو گنبد نور ہے اپنے قلعہ طلسمی کے نیچے بارگاہ مخملی
استادہ ہے وہاں جناب تشریف لائیں میں حاضر ہوتا ہوں پتلی یہ سنکر چلی گئی اور شاہ
جادوان سے سب کیفیت بیان کی اُسنے کہا کیوں صرصر دیکھا اب سب آتے ہیں کہہ تیرا
کیا حال کردوں صرصر نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور افراسیاب نے کنیزوں سے
اپنے ملازموں سے حکم دیا کہ جاؤ بارگاہ مخملی میں آراستگی کر دو میں بھی آتا ہوں کنیزیں حسب
الحکم چلیں اور عمرو کو پھر اطلاع دی کہ اچھا بارگاہ مخملی میں تم آؤ ہمنے وہاں تمھاری دعوت
کی ہے عمرو جب اس حال سے آگاہ ہوا مہرخ اور بہار وغیرہ سب ساحران نامی سے کہنے
کہ میں شہنشاہ سے وعدہ کر آیا ہوں پھر ایک اپنے مطیعوں کو آپکے پاس حاضر کردونگا
غرض تم سب میرے ہمراہ چلو اور شاہ طلسم کے قدم پر گرو مہرخ نے کہا وہ گو چاہیں ہمیں
جیسے یہ نہو سکیگا ہمکو لڑنا اور مرنا قبول ہے عمرو نے جواب دیا کہ تمھارا کیا نقصان ہے جب
تم جا کر پاؤں پر گرو گی افراسیاب چلا جائیگا اور اُس کام کرنے کے بدلے میں مجھ پر عنایت
کریگا اسد اور بدیع الزمان کو چھوڑ دیگا تم پھر منحرف ہو جانا میں اپنے شہزادوں کو
لیکر طلسم سے چلا جاؤنگا مثل مشہور ہے آپ زندہ جہان زندہ اور جس سے لڑنا ہوگا تو بگاڑ
کرینگے کچھ کو پرائی ہے اور یہی بی اگر تم نہ مانو گی تو میں شہنشاہ کے پاس جا کر کہدونگا کہ میرا
کہا کوئی نہیں مانتا آپ جانیے وہ جانیں اس کہنے میں میری جان بچ جائیگی تم سب
ماری جاؤگی مہرخ نے کہا ہمکو مرجانا قبول ہے مگر اُس خوک پیکر کے پاس جانا نہیں منظور
ناظرین کو معلوم ہو کہ عمرو کو عیاری کرنا جو منظور ہے بدین لحاظ ایسی باتیں اپنے مطیعوں سے
کرتا ہے تا کہ شاید کوئی پتلا سحر کا شاہ طلسم کی جانب سے سنتا ہو تو میرا راز نہ کھلے بلکہ مخبر
وغیرہ یہ خبر اسکو پہونچائیں کہ عمرو صحیح راضی کرکے سبکو لایا ہے اور دوسرے ان سرداروں
کا امتحان بھی لیتا ہے کہ دیکھو سب بدل جنگ پر راضی ہیں یا کچھ مزاج میں خلل و فتور رکھتی ہیں

قصہ مختصر جب سب کو راسخ الاعتقاد دیکھا مہرخ وغیرہ سے بطور مخفی کہا کہ میں تم سب کے دل و جان سے مشتاق تھا اب لازم ہے کہ تم سب سردارون کو لیکر ایک علاحدہ خیمے مین چلو یہان آفت کوئی آئیگی اور تمام لشکر مین اس امر کی مطلق خبر نہو یہ کہکر آپ اٹھکر ایک خیمے مین گیا اور بظاہر دربار مین کہتا گیا کہ مین شہنشاہ کے پاس جاتا ہون جسکو میرے ساتھ چلنا ہو وہ آئے مہرخ وغیرہ تو سب انکی عیاری سے خبردار ہو چکے تھے براہ شناوری کے بولے کہ ہم سب تابعدار آپکے ہین جس جا آپ چلیے گا آپکے ہمراہ ہین یہ کہکر الگ تخلیے مین آئے اور چارون عیار بھی ساتھ تھے جب تنہائی مین سب آئے عمرو نے کہا آخر تو چلتے ہی ہین ایک ایک جام شراب تو پی لین عیارون سے اشارہ کیا کہ وہ مینخانے سے جاکر شراب لائے مگر بیہوشی آمیز کردی وہی شراب سب کو پلائی بہار اور طاؤس اور رعد اور برق اور سرخ مو اور مہرخ اور شکیل وغیرہ کئی سو سردار بیہوش ہوگئے ان سب کو اٹھاکر زنبیل مین رکھ لیا زنبیل کا حال اول مین ذکر کیا گیا ہے کہ اُس مین سات شہر آباد ہین اور ساری دنیا کو اگر چاہے تو اُس مین رکھ سکتا ہے یہ سب کرامت تبرک عطیہ جناب آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہے پھر اُن حضرت کے دیے ہوئے تحفے مین اس کرامت کا ہونا مقام استعجاب نہین المختصر بعد داخل کرنے زنبیل کے سب کو عیارون سے حکم کیا کہ کئی سو ساحر لشکر سے بلا لین وغیرہ کو بلا لاؤ عیار جاکر جادوگرون اور جادوگرنیون کو لائے اُن سب کو بھی شراب پلا کر بیہوش کیا اور سب کو مہرخ اور بہار وغیرہ کی ایسی شکل بنائی اور ہوشیار کرکے سمجھایا کہ تم سب افراسیاب کے پاؤن پر گرنا اور اپنے تئین مہرخ اور بہار وغیرہ بتلانا عرض کرنا کہ جو کچھ ہمسے خطا ہمین سرزد ہوئی ہین وہ براہ نوازش مالکانہ معاف فرمائیے خبردار جو کچھ مین نے تعلیم کیا ہے اس مین سر مو فرق ہوا اگر ذرا بھی زبان مین لکنت ہوگی تو مین سب کو مار ڈالونگا سب ساحرون نے کہا ہم اسی طرح کہین گے آپکے تابعدار ہین حضور کا فرمانا بجا لائینگے خلاصہ کلام سب کو سواریون پر سحر کی اور تخت ہائے سحر پر سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور عیارون مین سے قران نے عرض کیا کہ یہ عیاری مجکو نہین آتی مین نہ جاؤنگا مگر اور عیار ہمراہ چلے انکو بھی تخت سحر پر برابر اپنے بٹھا لیا اب بڑے جاہ و تجمل سے سواری چلی کہ نقارے آگے آگے تھے ساحر نہایت اچھا طائران سحر سر پر ہر ایک کے سایہ کیے نقیب ادب اور تہنیت کی صدا دیتے آگے آگے سحر عمرو مع چھ سردار روانہ تھے دربار گاہ مخملی کی طرف جاتے تھے وہان بتاید حکم شاہ طلسم

جو شدنی ہوتا ہے ہوتا وہی ہے	گر ز دست بر نگر دد سر نوشت

پھر کہا خلعت منگوا کر سب کو عنایت فرمائیے عمرو کو بہت بھاری خلعت مع چند کشتیون جواہر کے
دیا سب سردار سامنے کرسیون پر بیٹھے اور عمرو قریب شاہ بیٹھا اسوقت صرصر کہ پہلے ہی سے
عمرو کے سب کو لانے کی قائل نہ تھی اور شاہ طلسم سے بچتی تھی اسوقت بغور عمرو کے اور سرداران
اور سرخ مو وغیرہ کو دیکھکر پہچان گئی کہ یہ اصلی سردار نہیں ہیں مصنوعی ہیں چپکے سے صبا رفتار
سے بولی کہ تو دیکھتی ہے بہار جو بیٹھی ہے اسکے دانت پر دانت چڑھے ہیں اور آنکھوں پر باریک حلقے
دیے ہیں کیا خوب شکلیں تبدیل کی ہیں صبا رفتار نے چپکے سے کہا بی بی تمنے خوب پہچانا
سامری کی قسم مجھ سے مطلق نہ شناخت ہو سکی فی الحقیقت جو باتیں باہم کرتی تھیں عمرو نے انکے
لب ہلتے دیکھے اور جنبش لب کو اس طرح غور کیا کہ ہر حرکت کو انکی لفظ بنا کر معلوم کر لیا کہ یہ باتیں
کہتی ہیں عمرو صورتیں سب کی بدل کے لایا ہے بس اس مضمون کو سمجھ کر ڈانٹا کہ اے صرصر تو
بار بار ہر ایک کا منہ تکتی ہے شاید تجھے یہ گمان ہے کہ میں نے عیاری کی ہے مجھ سے ایسی حرکت سے
شہنشاہ ساحران کے نمک کی کہیں کالے کے سامنے چراغ جلا ہے یہ کلام جو افراسیاب کے
گوش زد ہوئے از بسکہ اول ہی سے صرصر کو یہ جھوٹا بنا رہا تھا اُسوقت سمجھا کہ صرصر براہ
عداوت مجھے شبہ میں ڈالا چاہتی ہے اور عمرو چونکہ اُسکا ہم پیشہ اور حریف ہے اسلیے فروغ
اُسکا نہیں چاہتی ہے ایسا کچھ تمہید کرکے گویا ہوا کہ اے صرصر اب جو تو کچھ کہے گی تو سزا پائیگی تجھے
شرم نہیں آتی کہ عیارہ ہو کے سارا قیاس تیرا غلط ٹھہرا صرصر شاہ کو غصہ میں دیکھ کر خاموش
ہو رہی اس اثنا میں صبا رفتار کسی ضرورت سے باہر بارگاہ کے گئی برق فرنگی اسکے
پیچھے گیا اسلیے کہ صرصر سارا کھیل بگاڑا چاہتی ہے میں کوئی تدبیر کروں غرضکہ صبا رفتار
کو اُسنے دیکھا کہ یہ دور نکل گئی اور عرصہ میں آئیگی بس الگ جاکر صبا رفتار کی اپنی صورت
بنکر بارگاہ کی طرف چلا یہاں صرصر کو کڑھ سے چپ رہا جب نہ آئی اور دل میں سوچی کہ آج
اس سحر سے افراسیاب کی شامت آئی ہے کچھ دیوانہ ہوا ہے کسی طرح سمجھتا ہی نہیں
تو نے اُسکا نمک ہمیشہ کھایا ہے پھر آگاہ کر دے یہ سمجھ کر آگے بڑھی کہ میں کان میں بادشاہ
کے بقصد راز عیاری عمرو بیان کردن ہنوز قریب شاہ نہ پہونچی تھی کہ برق بشکل صبا رفتار
بارگاہ میں آیا اور اُسنے اشارے سے صرصر کو بلایا کہ ادھر آؤ جب وہ قریب آئی ہاتھ پکڑ لیا
کہ باہر چلو مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے صرصر اسکے ساتھ باہر آئی اور یہ قریب جھاڑی کے اسکو لایا عیار

بیہوشی اسکے سلفہ پر یا صرصر چاہتی تھی کہ سنبھلے اپنے بچالا کی کمند باری اس مین الجھی اور صبا
کی بیہوشی نے اثر کیا بیہوش ہو کر گری برق اُسکو اٹھا کر جنگل مین لایا اور ہوشیار کیا مگر مشکین
باندھ لین اور کہا ارے استانی بالزادی تو عیارون کو پکڑوایا چاہتی ہے بشرطیکہ ناک کی پھنگی
کاٹ لون یہ کہکر دو تین تماچے مارے کہ چڑ تو جانتی نہین استاد ہمارے بغیر عیاری کوئی کام
نہین کرتی اور پھر تو رخنہ پردازی کرتی ہے صرصر بار کہا کر لگی کوسنے کہ موئے موڈی کاٹے
کیون مارے جاتا ہی مین تیرے استاد کو گھڑی گھر مین تو یون اور تیرا حلوا اور بھٹی کھاؤن
بر لیجیو انا مرگ خدا کرے تیرے ہاتھ ٹوٹین تو ناشاد اور نامراد دنیا سے جائے برق نے
کچھ جواب نہ دیا اور ایک درخت مین خوب کھینچکر باندھ دیا اور کہا یہان پڑی پڑی اکڑا کر اب
پھر بارگاہ کی طرف چلا اب حال سنئے کہ مہرخ پیچھے پیچھے وہان کا سب سامان اور بارگاہ
کی آراستگی لاکھون روپیون کا مال جو دیکھا تجویز کیا کہ اس سب مال کو لینا چاہیے اور یہ
تو شاہ طلسم کو نذر رسید کرنا چاہیے یہ سوچکر لگا گنگنانے ازبسکہ الحان داؤدی رکھتا ہے
شہنشاہ ساحران کے قلب پر تاثیر ہوئی اور کہنے لگا کہ اے عمرو آج اگر ناگوار نہو تو کچھ گا کر
اور نہین محظوظ کر دے عمر نے کہا میرا گانا تم پسند کا ہے کو کرو گے گانا معشوقان قمر پیکر و زہرہ
جبین کا اچھا ہوتا ہے کہ آنکی صورت بھی دیکھیے اور حالات باطنی پر بھی غور کرتے جائیے
پچاس برس کے بڈھے داڑھی دراز آدمی کا گانا کیا کہ موجب باعث برہمی نفسہ رنج و اندوہ
ہوتا ہے بلکہ مغز عقل زحمت کہ این چہ بوالعجبی است افراسیاب یہ باتین سنکر گویا ہوا
کہ آپ کو خیال نکرنا چاہیے مین نے بار ہا آپ کو گاتے سنا ہے اس طلسم مین تو کوئی آپکے
مثل نہین گاتا ہے عمر نے کہا یہ سب آپکا الطاف ہے جو میری تعریف فرماتے ہین ورنہ مین
نے تو برائے احتیاج عیاری کچھ سیکھ لیا ہے اگر آپ فرماتے ہین تو مجھے عذر نہین اور یہ کہکر اٹھا
کہا ایک پیشوا دمشرق بجواہر سنگاردیجیے اور آپ گوشے مین جا کر ایک زن خوبصورت مہر طلعت
کی صورت بنا کہ فی الحقیقت اسکے چہرہ زیبا سے حسینان دہر شرماتے تھے بمصداق نظم

گلبدن خوب دنیا سے تھی وہ خوش	اپنے عالم مین ایک تھی وہ خوش
راست کی طرح لمبے لمبے بال	چاند کے ٹکڑے گورے گورے گال
وہ نگاہین کہ تھین آفت تھین	تھی نظرین غضب قیامت تھین
رخ سے مہر بھی شرماتا تھا	تیغ ابرو پہ دم نکلتا تھا

جہان گشت روشن ز انوار او	شدند عاشقان وصلت یار جو

عمرو نے گانا موقوف کیا اور آہ سرد بھر کر رونے لگا شاہ جادوان نے بیقرار ہوکر سبب رنج و
ملال استفسار کیا عمرو نے کہا اسوقت مجھے محفل خلد مشاکل حمزہ یاد آئی ہے کہ جس روز کبھی انکے
سامنے گاتا تھا تو لاکھوں روپیہ انعام پاتا تھا اور اُس رات کو روشنی بھی میں ہی کرتا تھا
نیرنگ بازی اور شعبدہ پردازی دکھلاتا تھا افراسیاب مستفسر ہوا کہ روشنی کرنے میں
کیا کمال ظاہر ہوتا ہے عمرو بولا کہ عجائبات دکھلائی دیتا ہے ایک شمع سے ہزاروں طرح کے
پھول نکلتے ہیں اور دریا بہتے نظر آتے ہیں باغ پھلے پھولے دکھائی دیتے ہیں افراسیاب
نے حیران ہوکر پوچھا کہ اس طرح کی روشنی بھی ہوتی ہے عمرو نے کہا یہ سب تماشا حمزہ کی صحبت
تک تھا نہ ایسا کوئی قدردان ہوگا نہ میں روشنی کروں گا شہنشاہ ساحران نے کہا یہاں
کروروں روپیہ آپ کے واسطے حاضر ہے آج وہ روشنی ہمیں بھی دکھائیے یہ فرماکر کئی لاکھ
روپیہ کا جواہر منگواکر عنایت فرمایا عمرو اسوقت ہنستا ہوا اُٹھا اور فراشوں کو بلاکر شمعدان
موم اور کافوری اُنکے پاس سے مانگ کر رکھ لیں اور اپنے پاس سے شمعیں نکال کر دیں
کہ انکو ہانڈیوں اور جھاڑ وغیرہ میں روشن کرو اور اپنے ہاتھ سے سامنے تخت کے جو مرد
اور فانوسیں تھیں بتیاں لگاکر روشن کردیں اور تخت کے چار کونے پر لگن اور گلدستے
رکھ دیے شمعیں جو روشن ہوئیں اُن میں سے پھول مثل آتشبازی کے نکلنے لگے اور دھواں
اُسکا بلند ہوا اور جھاڑ و فانوس میں جو بتیاں روشن ہوئیں وہ کوئی اودی کوئی سرخ
کوئی سبز طرح بطرح کی لو رکھتی تھیں اسوقت مثل گلزار پیرا زریا تھیں کسے باغ لگا ظاہر
تھا سنہرے روپہلے انواع و اقسام کے پھول بتیوں سے نکل رہے تھے ہر ایک محو تماشا تھا
اور تعریف عمرو کی کرتا تھا کہ ایسی گلکاری کی شمعیں کبھی ہمنے نہ دیکھی تھیں عمرو اس ہنگام
میں سامنے افراسیاب کے گانے لگا یہاں تک کہ دھواں بتیوں کا کہ آتشبازی کی
طرح چھوٹ رہی تھیں بارگاہ میں گھٹا اور ہر ایک شمع بیہوشی آمیز تھی اُسکے دھوئیں سے
اول ساحر نشے میں ہوے اور جو لی بیزار ہا ہم لڑنے لگے حیرت نے شہنشاہ سے کہا شعلوں
کی لو سے نہر سے سانپ نکل کے میرے منہ پر چڑھے آتے ہیں افراسیاب نے جواب دیا کہ
بوسے لیتے ہیں عمرو سے کہا اسکے بعد کیا تماشا ہوگا اُسنے جواب دیا کہ اس روشنی کے بعد
اندھیرا ہی کوئی دم میں چراغ گل ہوکر ہی غائب گو کہ عمرو نے بیٹھی کی کہی لیکن کوئی رنجم میں

سمجھا نہیں اس میں ایک ساحر نے کہا دیکھو خدمتگار کیا بے وقوف تھے کہ کرسیاں الٹی بچھا گئے
ہیں یہ کہکر اٹھے اور سیدھی کرسی کو اپنی دانست میں سیدھا کیا یعنی الٹی کر کے بچھائی اب جو
بیٹھنے لگے گر پڑے اور بیہوش ہو گئے قصہ مختصر مع افراسیاب اور حیرت کے سب بیہوش
ہو گئے عمرو نے اور دوسرے عیاروں نے سب اہل دربار کے کپڑے اتار لیے اور اپنے ساحروں
کو الگ کر کے ہوشیار کیا انہوں نے حکم سے خواجہ کے وہاں کا اسباب اٹھا کر ایک جگہ اکٹھا
کیا اور عمرو نے جال مار کر مع شیشہ آلات اور فرش اور تخت وغیرہ کے نذر زنبیل فرمایا
ادھر عیاروں نے ہر ایک کے منہ کالے کیے اور کسی کو ریچھ والا اور کسی کو بندر والا بنایا ایک
کو زن حسینہ بنا کر دوسرے کے پہلو میں سلا دیا اور عمرو نے خنجر لیکر قصد کیا کہ سر افراسیاب
کا جدا کرے لیکن جب تخت کے قریب گیا کسی نے ایسا دھکیل دیا کہ لاکھ تدبیر کی مگر
تخت تک نہ پہونچا اسوقت دل سے کہتا تھا کہ ہائے افسوس کیا کروں کچھ بن نہیں پڑتا
کیونکر اسکو ماروں اسی فکر میں تھا کہ یکایک آسمان کی جانب سے صدا آئی ہشیار افراسیاب
جادو اور یکایک ابر پیدا ہوا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوا اور عیار تتر بتر ہو کر بھاگے ساحر ہمراہی
کے یعنی ملمع نقلی وغیرہ بزور سحر زمین میں سما گئے بارگاہ میں بجلی بڑے زور شور سے تڑپکر
گری اور جتنے ساحر بیہوش پڑے تھے انکی کمر میں لپٹ کر لے اڑی عمرو وہاں سے بھاگ
کر دور نکل آیا اور ایک درہ کوہ میں ٹھہرا سمجھا کہ شاید شاہ طلسم مجھے گرفتار کرے تو ملمع
وغیرہ میری زنبیل میں ہیں وہ بھی قید ہو جاینگی لازم ہے کہ انکو زنبیل سے نکالوں
یہ سوچکر درہ کوہ میں چاندنی بچھائی اور سب سرداروں کو نکال کر لٹایا اور پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا ملمع اور بہار جو ہوشیار ہوئیں اٹھ بیٹھیں اور گویا ہوئیں کہ اے شہنشاہ
عیاران ہم سب تو اپنے خیمے میں تھے یہاں کیونکر آئے خواجہ نے سب کیفیت عیاری
کی اپنی بیان کی سب ہنسنے لگے اور کہا جو کچھ آپ نے کیا وہ خوب کیا لیکن آگے تو
افراسیاب نے فرمایا تھا کہ میں اپنے سب سلطنتوں سے اے شہنشاہ جادوان تیرا شریک
ہوں اب تو وہ نقض عہد کیا اتنا بڑا غضب ہوا کہ تم اسکو بیہوش کر کے لوٹ لائے اب وہ
بڑا ستم ڈھائیگا اور ہمیں نہ چھوڑیگا کوئی نہ کوئی آفت آیا چاہتی ہے عمرو نے کہا ہم آفت
سے نہیں ڈرتے لیکن یہ بتاؤ کہ افراسیاب کیونکر قتل ہو اور حیرت کیونکر ہلاک ہو
بہار نے جواب دیا کہ خواجہ افراسیاب بغیر لوح طلسم کے مارا نہ جائیگا وہ اصل میں نہیں

معلوم کہان رہتا ہی کسی نے اسکو آج تک دیکھا نہین اور حیرت کا ہمزاد جب تک قتل نہوگا
اسکو بھی کوئی نہین ہلاک کرسکتا عمرو نے کہا سمجھا جائیگا اب اپنے لشکر مین چلو یہ سنکر
وہان سے ہندو سحر سب اُٹھے اور لشکر بارگاہ مغلی مین اسی لیے بیرون طلسم عمرو نے جانا
منظور کیا تھا کہ وہان سے راستہ کھلا ہوا اور لشکر اسکا قریب تھا کچھ دیر مین داخل لشکر
ہوئے اور بارگاہ مین پہونچکر داد عیش و کامرانی دینے لگے رقاص حاضر ہوکر مجرا کرتے تھے
دور جام بادۂ احمر آغاز تھا بعد کچھ دیر کے عیار اور ساحر جو ہمراہ گئے تھے وہ بھی آئے
اور انبساط و مسرت مین مصروف ہوئے لیکن وہان جب حیرت اور کل ساحرون
کو بجلی اُٹھا لے گئی باغ سیب مین سب پہونچے اور شاہ طلسم ایک تو وہان بیٹھا تھا اور
دوسرا بیہوش تھا جو ہوش مین تھا اُسنے سب کو ہوشیار کیا ایک غائب ہو گیا اور ایک آئینہ
سحر مین جا بیٹھا مگر نہایت غضبناک تھا اور سب ساحر جو ہوشیار ہوئے کسی نے اپنے
تئین عورت بنا ہوا پایا اور کسی نے اپنا چہرہ سور کا ایسا دیکھا سب بحالت تباہ
اور رو سیاہ تھے اور اس حال کو دیکھکر وہ تماشے کی سب کی صورت تھی کہ اپنے اور آئینہ
دیکھتے تھے حیرت ہوشیار ہوکر ادھی ادھی کہکر بارہ دری مین چلی گئی اور سب جادوگرنیان
چھپا گئین خلاصہ کلام ہر ایک نے جا کر اپنے منہ سے کالک چھڑائی اور لباس پہنکر دربار
مین آئین افراسیاب نے کہا اے حیرت تجھ مین وہ قدرت ہی کہ ابھی ابھی اُس عیار
مکار کو پکڑ بلاؤن مگر مین دیکھتا ہون کہ یہ کیا قدرت سامری ہی اس عیار کو مین نے بارہا
گرفتار کیا وہ ہمیشہ ذلت دیکر نکل گیا اور ایکی بار تو بہت بڑی رسوائی ہوئی اور مجھکو اُسنے
بہت ذلیل کیا صرصر پیچ کرتی تھی ناحق اُسکے قول کو نہ مانا ویسے ہی سزا پائی یہ کہکر کتاب
سامری دیکھی تو معلوم ہوا کہ صرصر وغیرہ بند ہی ہے بھیجکر اُسکو کھلوا منگایا اور خلعت
پاکیزہ مرحمت کرکے تسلی دی اور نذرانہ لایا زمین تھرائی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سر اپنا ہاتھ
مین لیے ہوئے تھا لیکن دھڑ سے جدا تھا افراسیاب نے اسکو حکم دیا کہ اے ہیبران جادو تو جاکر عمرو کو خیمہ
طہرخ سے پکڑ لا اسوقت حیرت بولی کہ اگر وہ خیمہ طہرخ مین نہو شاہ جادوان اُسکو جہان
ہو وہان سے گرفتار کرلا ہرگز چھوڑنا نہین ہیبران سلام کرکے روانہ ہوا اسکے بھیجنے کے
بعد حیرت سے گویا ہوا کہ مجھکو یہ حال نہ ثابت ہوا کہ عمرو کی قضا خداوند سامری اور لقا
وغیرہ نے کیونکر مقرر کی ہی چلو آج دادی جان سے چلکر پوچھین وہ سب حال جانتی ہین

جس طرح وہ قتل کرنا اُسکا فرماوین اُسی طرح ہلاک کرنا چاہتیے یہ کہکر دربار برخاست کر حیرت کا ہاتھ پکڑکر تخت پر سوار ہوکر چلا کسی کو ساتھ نہ لیا طلسم مین نہر اون چلا گیا ابھرا اور کوہ کو طے کرکے متصل ایک پہاڑ کے پہونچا کہ وہ بالکل سونے کا ہی اور چار پتلیان سونے کی اُسپر کھڑی تھین مثل زنان پری پیکر خورشید چہرہ کے خوبصورت تھین لباس زرنگار پہنے تھین اور سر سے پاؤن تک جواہر کے زیور سے آراستہ تھین سامنے پہاڑ کے بارہ کوس تک تختہ لالہ زار نافرمان کے کیا لگے تھے درخت سب بار کے سے منڈھے تھے قندیلیں اُن مین جواہر کی لٹکتی تھین اور جال موتیون کے پڑے تھے گھانس پر مخمل کا فرش پڑا ہوا تھا ہر تختہ گلشن مین نہرین آب صاف اور شفاف کی موج مارتی تھین اور سب گرداگرد اُنکی یاقوت احمر کی تھین کنارے کنارے فوارے چڑھے تھے آبشار سے ساون بھادون کی گھٹا کو شرماتے تھے جواہر کے طایر درختون پر بیٹھے تھے نغمہ سنجی کرتے تھے ہر سمت آمد فصل بہار تھی فردوس گلشن شگفتہ کیے نوجوانان چمن کو لبھانے پر تیار تھی اودی گھٹا پہاڑ سے لیکر تمام صحرا مین چھائی تھی اُس مین بجلی جو چمک رہی تھی تو آلی ڈوپٹے مین چھپکے کی گوٹ لگی تھی عشق بتان زلف مہوشان کی طرح رخسار و صندلین شاہد ابر آراستہ تھا نظم

بہار چمن کا نیا رنگ تھا	ترا سنے مین بجلی کے آہنگ تھا
ہرایک پھول کی تھی الوکھی پھبن	لگے تھے جگنو سے نہال چمن
جمائی مسی کی تھی سوسن نے دھڑی	لٹاتا تھا زر گل اشرفی
بھرا تھا جو نہر مین آب روان	صفا مین تھا رخسار مہوشان

افراسیاب جیسا اور نزدیک پہاڑ کے پہونچا وہ پتلیان سونے کی قہقہہ مار کر ہنسین ایک پتلی بولی افراسیاب آتا ہی دوسری نے جواب دیا اب کیون نہ آئیگا تیسری بولی غرض ایسی ہی ہوتی ہی چوتھی گویا ہوئی کہ آیا ہی تو کیا کیون رہا آتا کیون نہیں یہ کہنا اونکا افراسیاب نے سنا اور ہاتھ حیرت کا تھام کر پہاڑ پر چڑھ گیا بلندی پر پہاڑ کی ایک عمارت بلند قصر فلک سے خوبی مین دو چند تعمیر تھی چار دیواری اُسکی بلور کی صفائی مین مثل قلب روشن ضمیر تھی ہر سمت کو ہزارہا کمرے اپنے بنے تھے کہ طاق نیلی رواق کو شرماتے تھے کہا ہا شعر

تھی وہ بارہ دری پری پیکر	جان انسان دیتے تھے اُسپر

سقف و ایوان اس بہار کے تھے | صدقے دل اپنے سو ہزار کے تھے
چاندی سونے کے تھے در و نکھٹ | گنگا جمنی ہر ایک تھی چوکھٹ
اس طرح سے بنے تھے نقش و نگار | صدقے سو جان سے ہو اپنی بہار
پردے ایسے ٹنگے ہوئے تھے وان | چلمن کہتا تھا راز معشوقان
وہ غضب اپنی لپٹ الله الله | جسے لہرائے ہے بیت خوش خو
کارچوبی بنت ستاروں کی | آنکھ جھپکاتی تھی وہ تاروں کی
پھول ہر ایک یوں چمکتا تھا | شک ہوتا تھا مہر گردون کا
غیرت مہر و ماہ مہتاب | قصر تھا کاخ آسمان کا جواب

افراسیاب فرط ادب سے اندر مکان کے نہ گیا اور دریچہ پر جا کھڑا ہوا کہ یکایک قصر کی پشت سے پیدا ہوا اور آندھی اٹھی جہان تاریک ہو گیا ابر لیے گئے آندھی تھمی اور تخت اڑتا ہوا نظر آیا اسپر ایک ساحرہ نہایت ضعیف کہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت کئی سو برس کا سن گویا بڑھاپے کے جوانی کے دن جھریاں گالوں پر پڑیں چھاتیاں سوکھ کر سینے سے چمٹی ہوئیں کوزہ پشت کمر دوہری جوانی اور شباب جو کھو گیا تھا اسکو ڈھونڈھتی سر پر نیلا عصابہ باندھے محمودی کی چادر اوڑھے آ کر پہونچی افراسیاب اور حیرت نے جھک کر نہایت ادب سے سلام کیا اس ضعیفہ نے کہ نام اسکا ملکہ آفات چار دست جادو ہے اور دادی شاہ طلسم کی ہے دعا سے جان درازی دی اور ہاتھ پھیلائے افراسیاب نے سر جا کر اسکے سینے سے لگا دیا اسنے بلائیں لیں پیار کیا ہنگامہ تکلم شعلہ ہائے آتش اسکے ہر بن مو سے نکلنے لگے اور صورت مہیب ہو گئی اور جھلا کر بولی ای لڑکے کیوں طلسم تجھ سے نہ سنبھل سکا گھبرا گیا آخر چھوکرا ہی نہ افراسیاب نے کہا دادی جان میں کیا کروں خداوند لقا ہی کو یہ منظور رہا کہ عمرو کو مجھ پر غالب کیا ورنہ میں نے اسکو دریائے سحر کے اس پار پکڑ بلایا تھا خداوند نے خود یہ سمجھکر بلکہ خود تشریف لا کر اسکو اس پار پہونچایا آفات یہ تقریر سنکر خوب ہنسی اور کہا ای چھوکرے تو کیا بیہودہ بکتا ہے لقا کیا تقدیر کریگا وہ آپ بھاگتا پھرتا ہے عیاروں سے ذلت کیا کیا نہیں اٹھاتا ہے بھلا کچھ بھی اس سے ہو سکتا ہے تجھے اپنے گھر کی تو کچھ خبر نہیں کہ کون کس فکر میں رہتا ہے ای نادان تیری چہیتی مخمور سرخ چشم نے عمرو کو دریائے سحر کے پار اوتار دیا اور کل واقعہ مخمور کا اپنے جو کچھ عمرو سے باتیں ہوئیں تھیں اسنے کہدیں اور کہیں

شاہ طلسم کو اُسنے سمجھایا کہ سن زمین آسمان مل جائینگے تمام طلسم غارت ہو جائیگا سب ساحر مارے
جائینگے مگر تو یہ چار کام نہ کرنا اول طلسم کے آئین میں فرق نہ ڈالنا دوسرے حجرہ ہاے ہفت بلا
کو نہ کھولنا تیسرے گیارہ مہینے بعد اسکے طلسم کشا کو قتل کرنا بیچ میں ارادہ نہ کرنا ورنہ آئین
طلسم میں فرق آئیگا چوتھے کیسی ہی آفت آئے اور جناب تخت اکبر سے وہ جو ایک ساحر
یادگار زمانہ ساحری میں اُنکو لڑنے نہ بھیجنا اور عمرو ابھی مارا نہ جائیگا تو لیٹ بلیپران کو بھیجا
ہی سن لینا کہ اسکا بھی کام تمام ہوا اب تم جاؤ چاہو زہر دیدیا کہو اُس روز صبح اور بہار
اور شکیل وغیرہ سب حاضر ہوں گے اُسوقت لڑائی کا سامان کرنا لیکن عمرو سے ہوشیار
رہنا وہ عیب بھی مکاری کریگا اور تو قضا عمرو کی پوچھنے آیا ہے کہ کب ہے اور کیونکر ہے اس
بات کو میں جب سے عمرو یہاں آیا ہے اُسی روز سے تمام کتابوں میں طلسم کی اور خداوند سامری
کی تصنیف میں تلاش کر رہی ہوں لیکن پتہ نہیں ملتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو کشندہ
ساحران ہے پس اسے فرزند لازم ہے کہ اُس سے غافل نہ رہو ذرا بھی چوکے تو مارا جائیگا
اچھا اب گھر جاؤ میں بھی جاتی ہوں افراسیاب اور حیرت نے تسلیم کی نازنین نے
اشارہ کیا تخت اونچا ہوا اُسوقت وہی چاروں پتلیاں گویا ہوئیں ایک پتلی کہا جاتا ہے
تو جاؤ دوسری نے کہا جاتے ہو تو چلو تیسری نے کہا سوچ کر قدم دیا جائیگا چوتھی بولی
پہاڑ کو آگ لگ جائیگی افراسیاب جاہ حیرت کو لیکے پہاڑ سے نیچے اتر گیا کہ پتلی نے
کہا ہے آگ ضرور لگیگی وہی ہوا کہ نیچے اترتے ہی پہاڑوں نے شعلے نکالے اور سارا آسمان
اور صحرا وغیرہ دہر دہر جلنے لگا افراسیاب اور حیرت نے پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور شاہ
طلسم نہایت غضبناک کہتا ہوا کہ اس شخص نالزادی کو جل کر بڑے عذاب سے ہلاک
کروں گا اور اسی غصہ میں باغ گلزار کی طرف چلا کچھ عرصے میں داخل باغ ہوا یہ باغ
بھی مثل باغہاے طلسم کے جنکا ذکر اکثر مقام پر ہوا اسکے انجم سے دنیا کی خوبی اور عمدگی
سے معمور ہے چمنستان میں جواہر کے درخت سایہ دار لگے تھے مگر طلسمات سے تھے کہ ایک
ایک شجر میں سات طرح کی ڈالیاں تھیں اور ہر ایک ڈالی میں کئی وضع کے پھول اور پھل
تھے حلاوت بخش جان بیکل تھے گلشن جواہر میں ہرا بھرا اور پھولا پھلا تھا بلبلیں چہکتی
تھیں ہمہ دم گونا گون رنگا رنگ نظم

ہلاتی تھی اُس جا صبا ڈالیاں
بجاتے تھے برگ شجر تالیاں

کہین باغ مین آبشارون کا جوش — کہین سرو و قمریون کا خروش
کہین زمزمہ شاخ پر جانور — ہلین وجد مین اُسکے شاخون کے سر
کہین بلبل و گل کا افسانہ تھا — کہین رقص طاؤس مستانہ تھا
غرض زعفران سے زمین وانکی پُر — پڑے سنگریزے سو یاقوت و دُر
زمین زرد مخمل سی با آب و تاب — ہزارون پڑے نافہ مشک ناب
ہر اک نہر ایسی تھی اُس جا روان — صفائی مین جون طبع روشندلان
کنارون پہ اوسکے جواہر کا کام — وہ فیروزہ فام اور یاقوت فام

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی جسکے ستون مین منبت کاری کی تھی ساری عمارت جواہر جڑی تھی گویا کان جواہر کی تھی اور بلند اسقدر تھی کہ فخر سے سر عزت اپنا فلک پر رکھے تھی نظم

عمارت نہ تھی تھا وہ باغ بہشت — طلا اور نقرے کی ایک ایک خشت
عجائب صفا کی عمارت تمام — جہان چشم خورشید جھپکے مدام
عریض و طویل اُس مین سونے کے در — طلسمات کا سب بنا تھا وہ گھر

سب درون مین بارہ دری کے پردے پڑے تھے اور چارسو کنیزان خوش جمال پری تمثال برق وش حور وش وہان حاضر تھین لیکن دوسو اندر بارہ دری کے اور دوسو باہر تھین اندر کی عورتین آج تک باہر نکلین نہ تھین اور اونکو کبھی کسی نے دیکھا نہ تھا اور بارہ دری کے اندر کا حال بھی کسی کو معلوم نہ تھا کہ اس مین کیا چیز ہے اُسوقت شہنشاہ ساحران کے آنے سے باہر کی لونڈیون نے تسلیم کرکے پردے بارہ دری کے باندھ دیے گویا راز طلسم کا پردہ فاش کیا مثل برق کے چہرے اندر کی کنیزون کے چمکنے لگے اور اُنکے حسن کے روبرو باہر کی عورتون کا رنگ پھیکا ہوگیا بلکہ باغ کے پھول اُنکے رخسار نازک کے روبرو زرد ہوگئے گلاب اور یاسمن گرد ہوگئے کہ بمقتضاے ابیات

وہ نور کی صورتین تھین محبوب — گلہاے چمن تھے اُنسے محجوب
ایک ایک تھی اُن مین غیرت حور — تھین حسن مین اپنے سب وہ مغرور
طرار و وجیہ و شوخ و بیباک — خوش شکر و خوش خو حسین و چالاک
ابرو مین کجی تو زلف مین بل — اور کبھی ہوئی کاکل مسلسل
وہ طبع کڑی وہ نرم روئی — ظاہر ہیتون سے گرم خوئی

ہر ایک نے شاہ جادوان کو تسلیم کی اور عہدے ہاتھوں میں لے کر با ادب پشت پر کھڑی
ہوئیں شہنشاہ آگے بڑھ کر بیچ ایوان میں جا کھڑا ہوا وہاں بھی پردہ پڑا تھا جب اُس
پردے کو کنیز نے اُٹھایا ایک تخت بچھا ہوا نظر آیا کہ ہر رنگ کا جواہر اُس میں نصب تھا
تخت کہکشان فلک اُسکے مقابل کم تھا اُس تخت پر پتلا پتھر کا ہمصورت افراسیاب
بیٹھا تھا اُس پتلے کو ہاتھ سے بلایا کہ اے ہمنام ہمارے پاس آؤ وہ اُٹھ کر سامنے آیا اُس سے حکم کیا
کہ تم ہمارے ہمنام ہو ہمارا تمھارا ایک واسطہ ہے ابھی جاؤ اور عمرو کو پکڑ لاؤ یہ حکم سنتے ہی وہ
پتلا زمین پر گرا اور دھوان نکلا وڑا سامنے سے غائب ہو گیا شہنشاہ ساحران اُسی پتلے
کی جگہ پر جلوہ فرما ہوا حیرت بھی وہیں بیٹھی کچھ سحر پڑھ کر دستک دی باغ کے سب پھول
کھل گئے اور چھوٹے چھوٹے جانور خوش رنگ پھولوں سے نکل کے زمین پر گر کے لوٹنے
لگے اور صورتیں اُنکی پریوں کی بن گئیں کہ نہایت درجہ حسینہ و جمیلہ تھیں پشواز میں رنگ
برنگ کی زیب قامت فرمائے باغنج و دلال روبرو شاہ جادوان کے آکر ناچنے لگیں اور
کنیزان بادہ دری جام و صراحی لے کر شراب گلگون پلانے لگیں شاہ جادوان مشغول مجرہ
میں یہاں بیٹھا ہے لیکن کچھ حال عمرو کا سنیے کہ بلبیران اُنکی گرفتاری کو چلا ہے غرضکہ جس
شب کو عمرو ذلت شاہ طلسم کو دیکر درہ کوہ سے سب کو بارگاہ میں لایا رات بھر بزمگاہ عشرت
یہاں گرم رہا جبکہ شہنشاہ طلسم فلک ایوان مشرق سے برآمد ہو کر با جاہ و جلال حکمران ہوا اور
لشکر خواب دیدہ عالم سے فرار کر گیا کہ ابیات

شہنشاہ زرین کلاہ سپہر — گرفت از مشرق چو راہ سپہر
جہان گشت از نور او کامیاب — ز چشم خلائق روان گشتہ خواب

مہرخ بھی دربار میں نقارہ نوازی فرما کر سریر ریاست پر جلوہ فرما ہوئی سب سردار حاضر
ہوئے اور بعد مجرا کرنے کے پایہ بہ پایہ بیٹھے ہنگامہ حکمرانی گرم ہوا عمرو بھی کرسی پر متمکن تھا
کہ آپ سے آپ گو کہ کھانے کا وہ وقت نہ تھا مگر عمرو کو بھوک معلوم ہوئی دل سے سلسلہ مشورہ
کیا کہ از خود بے وقت بھوک معلوم ہونا علامت سحر کی ہے شاہ جادوان نے تیرے لیے
کوئی سحر کیا ہوگا یا کوئی ساحر تجھے گرفتار کرنے آتا ہے یہ سوچ کر اُٹھا مہرخ نے پوچھا کہ خواجہ
کہاں چلے آپ کا جانا باہر بارگاہ کے آج کل اچھا نہیں ہے کہ شاہ طلسم حضور کی فکر میں ہے
عمرو نے جواب دیا کہ میرا دم گھبراتا ہے ذرا پھر آؤں تو آتا ہوں یہ کہہ کر نکل کر چلا گیا جب یہ

جا چکا اوس گھڑی زمین تھرائی اور بلبیران ظاہر ہوا چرخ وغیرہ نے گولے سحر کے سنبھالے بلبیران نے ہنس کر کہا اے نمک حرامان تم لوگ مجھ سے کیا لڑو گے رہو ابھی میں جنگی سے مل کر کشش پیشہ و مگس تم کو ہلاک کرون گا مگر ناچار اس سے ہون کہ تم سے لڑنے کو مجھے شاہ نے نہیں حکم دیا جس کام کے لیے بھیجا ہے انتظام اسکا کرکے چلا جاؤن گا تم سب اپنی جگہ پر بیٹھے رہو اگر مجھے چھیڑو گے تو اچھا نہیں ہے یہ عتاب و خطاب سنکر سب اہل بارگاہ خاموش ہو رہے اور بلبیران تلاش عمرو میں چاہت نگاہ کو ہر طرف دوڑانے لگا اتفاق روزگار سے کنیز ملکہ بہار جادو پر کہ نام اسکا محبوب پری چہرہ جادو ہے عاشق ہوا اور جب بہار طلسم باطن میں رہتی تھی شاہ طلسم کی مطیع تھی اسی زمانہ سے یہ عشق رکھتا ہے اور کنیز بھی اسپر فریفتہ ہے مگر خوف سے ملکہ بہار کے اس سے مل نہیں سکتی ہے اور بلبیران بھی بسبب اس شرم کے کہ کنیز کو ملکہ بہار سے مانگنا باعث ننگ و عار ہے کچھ کہہ نہ سکتا تھا اسوقت اسنے دیکھا کہ محبوب ستون بارگاہ کی آڑ میں کھڑی ہے مگر مجھے دیکھ دیکھ کر ہنستی ہے بناؤ سنگار کیے ہے مسی لگائے لکھوٹا جمائے ہے ہاتھوں میں پور پور چھلے ہیں منھ پر زلفون کے ساتھ پٹے چھوٹے ہیں کنگھی چوٹی سے درست بندی ماتھے پر دوپٹے چھاتیان ابھار سے دکھا رہی ہے یہ عالم معلوم ہوتا ہے کہ بیت

رنگ بھبھوکا پیٹ ملائم اور کچوں میں سختی ہے
سینہ سے لے ناف تلک اک صندل کی سی تختی ہے

اور اسوقت اپنے عاشق کو دیکھ کر اسنے اٹھلانا شروع کیا کبھی چھپ جاتی ہے اور کبھی سامنے آکر تیوری چڑھا کر منھ بنا کر سر ہلاتی ہے کبھی مسکرا کر بیٹھ جاتی ہے اور کبھی چھلانگ مار کر ادھر ادھر پھرتی ہے کبھی گریبان کھول دیتی ہے اور سینہ پر سے دوپٹہ ہٹاتی ہے چھاتیان دکھاتی ہے اور گاہے آنچل الٹ کر سر پر ڈالتی ہے اور منھ عاشق سے چھپاتی ہے ان اداؤن کو دیکھ کر بلبیران مر گیا اور دل ہی کہتا تھا رباعی

رفتار میں یہ کسی کے انداز کہاں
باتوں میں کسی کے ایسی آواز کہاں
خوبی ہے جو تم میں [illegible] کی
یہ عشوہ کہاں کسی میں یہ ناز کہاں

ادھر تو یہ محو جمال کنیز تھا اور کنیز بھی سمجھی کہ مدت کے بعد یہ پرانا چاہنے والا آیا ہے باہر بارگاہ کے چل کر دو دو باتیں کرے یہاں ملکہ بہار کے روبرو وال نہ گلے گی یہ سوچکر ٹالا بالا بتا ادھر ادھر آشفتہ و شیدہ ہو بارگاہ سے ہو نکلکر اس طرف اس طرف دیکھ کر پیچھے پھری کہ دیکھوں مطلوب

بھی آتا ہے یا نہین جب کسی کو آتے نہ دیکھا کھنکھاری اور آپ سے آپ اوہی کرکے باہر باہر نکل گئی بلسیران نے جو آواز اُسکی سنی سمجھا کہ مجھے در پردہ بلاتی ہے یہ بھی باہر نکل آیا اور پاس کنیز کے پہونچکر گویا ہوا کہ کیون صاحب مزاج اچھا ہے اُسنے جواب دیا کہ دعا کرتی ہون تم اچھے رہے کیونکر آئے اِسنے کہا آیا تو مین عمرو کے گرفتار کرنیکو ہون مگر تمھارے فراق مین بھی بے چین تھا اور خواہش دیدار رکھتا تھا کہ رباعی

واللہ ہم اے صنم نہ بھولینگے تمھین
جب تک ہے یہ دم مین دم نہ بھولینگے تمھین
یاد آپ کی ایک دم فراموش نہین
تم بھولو تو بھولو ہم نہ بھولینگے تمھین

اے محبوب عاشق نواز جب سرکار شہنشاہ سے منحرف ہوئی تھی اُسوقت تم میرے پاس چلی آئی ہوتین اور تمھاری بی بی کو کیا ضرور تھا کہ عمرو کی شریک ہوئین محبوب نے کہا میرے سامنے کچھ اُنکو کہنا نہین کہ وہ میری مالک ہین اور مین کیا ستائی تھی جو تمھاری ہو رہتی اپنی بی بی کو چھوڑ دیتی مردون کی بات کا اعتبار کیا مجھے میری محبت کا ذرا بھی ہوتی تو آجتک میرے پاس نہ آتا اب لگا باتین بنانے بلسیران بولا کہ جان من جیسے تم پرائی تابعدار تھین ویسے ہی مین بھی تھا غیر لشکر مین کیونکر آتا مگر فرقت مین میرا یہ حال تھا رباعی

بے چین جو درد دل سے ہم ہوتے ہین
ہر اپنا بیگانہ تک جی کھوتے ہین
سے شام سے تا سحر ترے بن گھر مین
سب سوتے ہین اور ہم پڑے روتے ہین

اے یار بے وفا اب شکوہ و شکایت موقوف کرکے ذرا سامنے درہ کوہ مین چل کر صحبت آرا ہو کہ دل مضطر میرا تسلی یاب ہو محبوب نے تیوری چڑھا کر کہا کہ مجکو اکیلے مین جانے سے کیا مطلب ہے تو مسٹنڈا مستی مین بھرا ہوا ہے میری عزت مین خلل آجائیگا بس مین نے تجکو دیکھا تو نے مجھے زیادہ ہوس نکر بلسیران بولا کہ اے عنگسا سیم اندام میرا آنا پھر یہان کاہے کو ہوگا آج کا ملنا غنیمت جان کر میری مراد بر لا گھڑی بھر شراب و کباب کا تنہائی مین شغل ہو بوس و کنار کی لذت ملے پیاری آج تو اپنا یہ جی چاہتا ہے کہ رباعی

بوسے سے جو منہ موڑو تو موڑو اپنا
تک پاؤن تو دابنے مین دو اپنا
گرنام سے عاشقی کے ننگ آتا ہے
نوکر جب کہ غلام سمجھو اپنا

محبوب بولی چل باتین نہ بنا مجھے مردوے دم دھاگا دے کر جہلنسے نہ بتا مین کچھ خدمت سرکار کے کام کو باہر آئی تھی یہان جان غضب مین پڑگئی یہ کہکر آگے بڑھی بلسیران ساتھ ہو لیے کچھ

پھر کر مسکرا کر اُس سے کہا ارے مین بدنام ہو جاؤن گی تو میرے ساتھ نہ آ غرضکہ اسی طرح باتین
بناتی ہوئی درہ بہار مین آئی عاشق اسکے ساتھ آیا باہم اختلاط کرنے لگے محبوب نے دوپٹہ
اپنا گچھایا اور اس چیلے سے اپنا گہنا پاتا اتارنے کی راہ سے سب دکھایا کہ مجھے لونڈی نہ جاننا
مین گہنا پہنے ہون اب کبھی اتھلاتی ہے کبھی ٹھنکتی ہے کبھی سر اسکے زانو پر رکھکر لیٹ جاتی ہے
اور دل سے کہتی ہے آج جو میرے ہے سو راجہ کے نہین یہ غمزے کر رہی تھی کہ عمرو
جو بارگاہ سے پہلے چلا آیا تھا ادھر آ نکلا اور دیکھا کہ کنیز بہار کی ایک ساحر کے ساتھ
اختلاط کر رہی ہے اور دو بوتلین شراب کی سامنے رکھی ہین عمرو نے خیال کیا کہ یہ ساحر
مہرخ ہی لشکر کا ہے اس کنیز سے پھنسا ہے تو چل کر دھمکا کے اس لونڈی کا گہنا لے لے
یہ سوچکر فی الفور بڑھیا کی ایسی صورت کہ ہاتھ پاؤن کانپتے سر ہلتا ہوا گوڑے کی ہڈیان نکلین
[illegible] کا الاری کا لوٹی سی لکڑی ہاتھ مین جوتی کی ایڑیان نکلی ہوئین کھٹ کھٹ کرتی آئی
لونڈی جھجکا کر بسیران سے الگ ہوئی کہا دیکھو کوئی آتا ہے بسیران نے دیکھا کہ ایک بڑھیا
آتی ہے ادھر اس بڑھیا نے اسکو دیکھکر دعا دی کہ سامری یہ جوڑی قائم رکھے راج سہاگ
میری سہاگن کا بنا رہے میان بانون مر بد رہین میری بی بی کی ایڑی دیکھکر کسی کا منھ نہ
دیکھین ہائے مین صدقے تمہین ہنسنا بولنا نصیب ہو یہ کہکر کراہ کرکے بیٹھ گئی محبوب کی جان
مین جان آئی کہ یہ کوئی واقف کار نہین ہے پوچھنے لگی کہ بڑی بی کہان چلین اس جنگل مین
کیون پھرتی ہو بڑھیا نے کہا بیبیا لون اس موئے پیٹ کے کارن اس بڑھاپے مین مٹی
خراب ہے ستیاناس برباد ہر طرف خاک چھانتی پھرتی پھرتی ہون اس وقت لشکر مین
مانگنے جاتی تھی تمہاری باتون کی آواز سنکر ادھر چلی آئی سامری و جمشید تمہاری عزت و
حرمت رکھین مکان میرا قریب ہے وہان چل کے بیٹھو بولو بسیران نے کہا مجھے زیادہ ٹھہر
کی فرصت نہین ہے بادشاہ طلسم عمرو کو پکڑنے آیا ہون یہان سے اٹھون تو اسکو گرفتار
کر لیجاؤن بڑھیا بولی کہ دہائی اس موئے کا پکڑنا کیا مشکل ہے کل میرا آ نکلا آکر اوٹ گیا تھا مین نے
بھی گٹھڑی کھینچ کر مارا ہی غارتی کی تا ناک جاتی ہو گی یہ کہکر کہا صدقے گئی مجھے مدت سے شراب
نہین ملی کنیز نے ایک بوتل شراب کی حوالے کی بڑھیا دعائین دینے لگی اور شراب جام مین
انڈیلی پھر بوتل مین ڈال دی اس ادلت بدلت مین بچالاکی تمام گھالی مین پڑا بیہوشی کی
دبی تھی شراب مین ملا دی اور گویا ہوئی کہ دریان اتنی شراب مین کیا کرون گی تم بھی پیو

عیش کرو مین بڑھیا ہون مجھسے کیا حجاب کرتی ہو مین نے جوانی مین بہت دلون کے ساتھ مزے
اوڑائے بقول شخصے کالے سر کا ایک نہین چھوڑا کنیز ہنسنے لگی کہ بڑھیا بڑی دل لگی باز ہے آخر
بڑھیا کے ہاتھ سے دونون نے شراب پی اور بیہوش ہوگئے عمرو نے بوتل شراب کی زنبیل مین
رکھی اور اسکو قتل کرنا چاہا وہ روئین تن بزور سحر تھا عمرو نے کرچھا اور سلیمانی زنبیل سے نکالکر
گرم کرنا چاہا تھا کہ قران جو ہمیشہ صحرا نورد رہتا ہے لشکر مین کم جاتا ہے دور سے یہ کرشمہ دیکھ
رہا تھا وہین سے پکارا کہ استاد آپ تکلیف نکرین مین آیا اور قریب آکر اسن زور سے
بغدہ مارا کہ بلبیران کے دو ٹکڑے ہوگئے وہ اصلی جسم ہوا غل وشور بپا ہوا کہ مارا بلبیران
کو عمرو نے صورت اپنی اصلی بنا کر محبوبہ کو ہوشیار کر دیا اسنے جو عمرو کو دیکھا جان نکل گئی
تھرانے لگی اور پانون پر گری کہ خواجہ میری بی بی سے یہ حال نکہنا عمرو نے زنبیل سے کوڑا
نکال کر مارنا شروع کیا کہ نابکار دشمنون کو ہمارے بغل مین لیے بیٹھی تھی اور اب بنتی ہے
بکھاری ہے غرضکہ خوب مارا وہ بنا دستکو ہار خاک مین ملا دیا اور جھونٹے پکڑکر لے چلا کہ
چل تو سی قحبہ سامنے بہار کے تجھے بھی قتل کرونگا کنیز نے بہت منت کی کہ اور جتنا جی
چاہے آپ زدوکوب کر لیجیے مگر وہان نہ لیجائیے میری جان بچائیے عمرو نے کہا جو کچھ تیرے
پاس ہے اور جو تونے جمع آج تک کرکے رکھا ہے وہ سب مجھے دیدے تو چھوڑ دونگا محبوبہ
نے کہا چار جوڑے بہاری کپڑون اور سو روپیے نقد تو مین نے اپنے مقام پر جمع کر کے
رکھے ہین اور باقی یہ گہنا ہے عمرو نے سب گہنا لے لیا اور کہا جو بہار نے پوچھا کہ گہنا
کیا کیا تو کیا بتائیگی کنیز نے کہا کہونگی گہنا اوتار کر دیا کے کنارے رکھکر نہانے بیٹھی تھی
ہولی کوئی چرا لے گیا عمرو نے کہا دو روپیہ کا پتیل لے کر ہین سے
بس مین پیش ہو کنیز نے کہا آپ چلیے تو مین بات بنالونگی اور دل مین خیال کرتی
تھی کہ بی بی کا مال چرا کر سب کچھ ہو جائیگا کچھ غم نہین اسوقت تو جان بچی غنیمت ہے الغرض
وہان سے سب بارگاہ مین آئے مہرخ سے عرض ہوئی کہ خواجہ کہان گئے تھے عمرو نے
کہا ہمنی کرنے خیر دو چار کوڑیان جو قسمت کی تھین مل گئین یہ جو بی محبوبہ کھڑی ہین انکی
بدولت بلبیران کو بھی ہمنے مارا اور مال بھی پایا اس بیان سے محبوبہ کانپنے لگی کہ ایسا
نہو عمرو میرا حال کہدے اور عمرو نے اٹھکر کنیز کو الگ بلا کر کہا کہ اگر آو
کا اقرار کر تو بہار سے تجھے انعام دلوا دون کنیز نے کہا مین

معاف فرمائیے عمرو بولا کہ وہ دن جو کچھ تونے درہ کوہ مین کیا ہی لونڈی قدم پر گر پڑی اور گویا ہوئی کہ آپ سب مال لے لیجیے گا جو کچھ بی بی دین سب آپ کا ہے یہ سنکر عمرو کرسی پر آکر بیٹھا بہار نے کہا خواجہ میری کنیز کو پسند کیا ہو تو حاضر ہے اس مردار کو بھی یہ لیاقت ہی کہ آپ سے تخلیے مین باتین کرے عمرو نے جواب دیا کہ ای ملکہ یہ کنیز ہماری محسن ہے اسنے ہماری جان بچائی طبیران کو درہ کوہ مین لگا کر لے گئی اور مجھ کو خبر کر گئی مین نے جاکر کام اسکا تمام کیا لیکن اس بیچاری کا گہنا اور روپیہ اس ہلڑ مین جاتا رہا اُسی کو اسنے مجھ سے الگ بلاکر کہا کہ بی بی سے مجکو دلا دیجیے بہار نے جب یہ ماجرا کنیز کی رفاقت کا سُنا کئی توڑے روپون کے اور جڑاؤ زیور اپنے پہننے کا منگوا کر عنایت کیا کنیز مالا مال ہو گئی عمرو نے اُسکے جائے سکونت پر جاکر آدھا مال وصول کیا اور بارگاہ مین پہونچکر مصروف عیش و نشاط ہوا اور بادہ گلرنگ آغاز تھا اور بربط و چنگ ہنسی بجاتا تھا سب خوش اور سرخوش بیٹھے تھے اب انکو اس حال مین چھوڑیے اور ماجرا اس رہرو جادۂ اشتیاق و گام فرسائے بیابان فراق قتیل تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو بیقرار و ناصبور یعنے ملکہ مخمور کا سنیے کہ بعد اتار دینے بار دریاے سحر کے عمرو کو مفارقت مطلوب سے سخت گھبرائی جان لب پر آئی ہزار طرح کا دل مین خیال آیا کہ شاہ طلسم جب عمرو کو چکی دینے کا حال سنیگا تو کیا کچھ ستم برپا ہوگا تیر گرفتار ہو گی سارے طلسم مین رسوائی بڑھے گی آفت مین جان پڑیگی غیرت ای مخمور عشق کے کارن جو نہو وہ تھوڑا ہی پاؤن بھی خانہ زنجیر مین جانے کے مشتاق ہین کان بیڑیون کی غل سُننا چاہتے ہین ہاتھون کو شغل گریبان دری ہی رسوائی تو اس کام مین دھری ہی جتنی بے عزتی ہو اُتنی ہی عزت ہی دیوانگی اور برہنہ پائی عاشق کے لیے مقام فخر و سعادت ہی کہ ابیات

غیر بدنامی ہمین کیا چاہیے الفت مین نام — بی نشان ہو جائیے بس یہ نشان درکار ہے
زیست بدتر مرگ سے ہے گر نہو دید وصل یار — ورنہ جی تن کو رہے نہ تن کو جان درکار ہے
ہووے شادابی گلشن کب بغیر اشک آنکھ — سینہ پر داغ کو اشک روان درکار ہے
سب طرح سے بہتر اپنے حق مین ہے دیوانگی — جون دہان زخم یان کسکو زبان درکار ہے

اسی سمجھ مین کبھی بارہ دری مین پلنگڑی پر مردے کی طرح پڑی رہتی اور گاہے گلشن مین ٹہلتا یا نہ جاتی تڑپتی اور بلبلاتی غم دل کو زبان پر لاتی رو روکر یہ مقالی رباعی

اگر دل نہ یہ مبتلا کسی پہ ہوتا	میں کاہے کو اس طرح سے مضطر ہوتا
کمبخت یہ دل تو میری جانی کا ہے جم	کاش اسکے عوض بغل میں پتھر ہوتا

اسی طرح اپنے حال میں مبتلا تھی کہ یکایک تماشا ہوا اور افراسیاب زمین سے نکلا
مخمور گھبرا کر شرط ادب بجا لائی اور تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ بیت

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد	اگر ترا گذری بر مقام ما افتد

حضور نے بڑا کرم کیا جو مجھ کنیز کے کاشانۂ احزان کو منور اور رشک چمن فرمایا اس بیکس نے کہ
ہمشیرہ افراسیاب تھا اور باغ گلزار سے واسطے اسکے گرفتار کرنے کے شاہ جادوان
نے بھیجا تھا مگر اس کی باتوں کا جواب نہ دیا اور مکر میں پنجہ دیکے اوڑا اور مجھکو یہاں
سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا مخمور نے دیکھا کہ حیرت پہلو سے شاہ میں بیٹھی ہے مگر دونوں
غضبناک ہیں اس اسیر پنجہ فراق نے دونوں کو سلام کیا افراسیاب نے بعتاب
خطاب کیا کہ کیوں اے قحبہ بے حیا میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو نے عمرو
کو دریا سے بحر کے پار اوتار دیا مخمور نے عرض کیا کہ لوگ مجھ سے اس طلسم میں خار کھاتے
ہیں کسی نے تہمت لگائی ہے ورنہ میں عمرو کو پار کیوں اتار دیتی وہ میرا
کون تھا اور مجھے اس سے کیا مطلب تھا افراسیاب نے کہا دیکھ ابھی جھوٹ معلوم
کیے دیتا ہوں بس کچھ پڑھکر دستک دی کہ ایک تخت فلک کی جانب سے اترا اسپر
ایک ساحر جام اور صراحی لیے بیٹھا تھا اس سے حکم کیا کہ ای حباب جام جمشید
جادو پیالہ شراب کا حیرت کو دو اسکو سے آتش ساغر حیرت کو دیا اور حیرت نے ساغر
اونکو مخمور پر خشم سے تھی تو اسے کہا کہ ای ملکہ اگر تم سچی ہو تو اس شراب ساحری کا جام
پیو مخمور نے وہ جام لیکر پی لیا شاہ طلسم نے تخت کیا اور کہا کہ ای حباب تم جاؤ اور
کاتب نامہ اعمال کو حاضر کرو یہ سنتے ہی وہ ساقی تخت اوڑا کر چلا گیا اور زمین سے ایک
پتلی کاغذ اور قلم اور دوات لیے نکلی افراسیاب نے کاغذ وغیرہ مخمور کو دیا اور کہا
لکھ اپنا نامہ اعمال اسکو جام پینے سے وہ بیخودی چھائی تھی کہ اپنے حال سے گو کہ واقف
تھی مگر غیر کا سا حال سمجھتی تھی فی الفور سارا ماجرا حسن عشق لوح الله پھر اور عمرو کا اپنے
گھر میں رکھنا اور پھر دریا سے بحر کے پار جانے دیکر اوتار دینا سب لکھ دیا جب سب
لکھ چکی شاہ طلسم نے تحریر پڑھا کہ وہ تاثیر جام سحر برطرف ہوئی اور یہ اپنے ہوش میں آئی

اُسوقت خفا ہو گیا کہ دیکھو تو نے اپنے ہاتھ سے کیا لکھا ہے اس حیرت زدہ آئینہ رخسار
نے جواب سے کیفیت اپنی معائنہ کی اور سمجھی کہ حال میرا آئینہ ہے اب جواب کیا دے
مانند تصویر کے خاموش ہو رہی کہ مصرعہ خاموشی کے سوا نہین تقصیر کا جواب ہے
اُسوقت افراسیاب نے پھر دستک دی پتلی قلم اور دوات لے کر چلی گئی اور دو
ساحر کہ پتلے بہ ہیئت تازہ پاپوش زمین سے نکلے اور تصویر پر مار پڑنے لگی جسم نازنین
فگار ہوا پیرہن تار تار ہوا اور سو کوڑے جب پڑ چکے یقین تھا کہ طائر روح اسکا قفس تن
سے پرواز کر جاوے کہ حیرت نے دست بستہ کہا اے شہنشاہ بس ہے اپنی سزا کو پہونچی
اب میری خاطر سے درگذر فرمایئے شاہ طلسم نے اسکا التماس پذیرا فرمایا اور چار و ناچار
کو چار پتلیاں تخت لے کر آئین اُسنے کہا اس مجرمہ کو اسکے گھر پہونچا دو اور ساحران نازنانہ
زمین میں سما گئے پتلیوں نے تخت پر تصویر کو ڈال کر گھر پہونچا دیا اور آپ تخت لے کر
چلی گئین کنیزین اور ہمرازین انیسین وغیرہ تصویر کے پاس آئین اور اسکا عالم دیکھکر
رونے لگین پلنگ پر مردے کی طرح لٹا دیا اور گرد اس ماہ سپہر عاشقی کے سب نے کہرام کیا
کوئی پٹی سے سر ٹکرانے لگی کوئی شور گریہ مچانے لگی کسی نے چہرے سے نقاب کی جگہ خنجر ملا لیا
لیکن کوئی بے قرار ہو لی کسی نے گالیاں شاہ طلسم کو دین کہ اس بیدرد افراسیاب
نے ستم ہے اس نازنین کی جوانی پر بھی رحم نہ کیا اس جلاد سے کیونکر اسکا پٹنا دیکھا گیا
کوئی ملکہ کا منہ پکڑ کر کہتی تھی کہ مین واری کچھ منہ سے تو بولو اے ملکہ اس تیری چندری
کا صبر ہووے افراسیاب کی جان پر پڑے جسنے تجھے زخمی کیا اور مرنے کے قریب
پہونچایا کھٹیا سے لگایا افسوس نصیب نے تجھے کس قصائی کے پالے ڈالا ایک نے کہا
اے لوگو مین یہ حیران ہون کہ اس جوانا مرگ افراسیاب کا ہماری ملکہ نے کیا ڈھالا
بگاڑا تھا یہی نہ کہ ایک شخص پر جی آگیا پھر اس مین میری جان اسکا کیا اجارہ اور اس
مقدمے مین وہ تو کیا جنکی عرش پر چھولتی ہے ہر وقت تلوار سے جنکی خون ٹپکتا ہے وہ تو
کچھ کر نہین سکتے تو بھلا یہ بڈھا کیا کرے گا وہ اپنی جورو کی تو خبر رکھے کہ ہر طرف ہنڈیا
پھرتی ہے مثل مشہور ہے کہ جو دو دل راضی تو کیا کرے قاضی یہ باتین ہو رہی تھین کہ
یکایک تصویر نے دو ایک ہچکیان لین اور ہاتھ پاؤن پٹکنے لگی جیسے کوئی دم توڑتا ہے
یہ کیفیت طاری ہوئی اُسوقت سارا محل تلے اوپر ہو گیا اور ایک کہرام مچ گیا سب چھوٹے

پیٹتے تھے اور بین کرنے لگے اور گرد ملکہ کے پلنگ کے پھرتے اور کہتے تھے کہ ابیات

ہائے افسوس کیا یہ کیا آہ ہوا	ہائے سب گھر کا گھر تباہ ہوا
کیا کیا ہائے درد کا چارا	ہائے اجل تو نے اسے فلک مارا
کھائی تھی جسنے پھول کی چھڑی	اسپہ یہ ضرب تازیانہ پڑی
کوڑے ایسے لگائے ہیں اُسکے	پیٹھ پر پڑ گئے نشان جسکے
ہائے کوڑوں کا درد جان گئی	ہائے افسوس اسکی جان گئی
کس سے اس ظلم کی کریں فریاد	سب ستمگر کیا ہمیں ناشاد

قصہ مختصر کسی نے مرہم سحر ملکہ کے لگایا اور کسی نے نافہ ملکہ کے قریب کیا اور بید مشک کا عرق حلق میں ٹپکایا کہ پھر اس رنجور کو افاقہ ہوا ملازمین اسکی تیمارداری کرتے ہیں دیکھا چاہیئے کہ بعد صحت کے یہ کیا کرتی ہے اور کہاں جاتی ہے مگر شاہ طلسم کو بعد اس کے گھر پہنچنے کے طائران سحر نے خبر دی کہ بشیران جو بہر گرفتاری عمرو گیا تھا اس خبر کو سنکر غضبناک وہاں سے اُٹھا اور باغ سیب میں آیا یہاں اہالیان دربار حاضر تھے رسم تعظیم کی گھنٹے بجے ناقوس پھونکے سور سلگنے لگے شاہ تخت پر بیٹھا اور وزیر سے اپنے یعنی باغبان قدرت سے کہا جلد جا کر عمرو کو پکڑ لا از بسکہ وزیر اول مرتبہ عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکا تھا تامل پذیر ہوا اتنے میں شاہ جادوان نے بنگاہ غضب جو اُسکو دیکھا افراط خوف سے کہ مبادا مثل مخمور کے مجھپر بھی خطا ثابت ہو کہ عمرو سے یہ ملا ہوا ہے سبب تو اسکی گرفتاری میں رکتا ہے فوراً روانہ ہو گیا جب یہ جا چکا حیرت سے کہا اے ملکہ تم بھی لشکر میں جاؤ اب میں ایک ساحرہ یا ساحر کو بہر مقابلہ فوج مہرخ بھیجونگا حیرت بحکم شہنشاہ روانہ ہوئی اور اس وقت وہیں اپنے ملازم چھوڑ کر آ گئی کہ جب عمرو گرفتار ہو کر آئے تو مجھے خبر کرنا میرے دل میں بھی اُسکے جانب سے شعلے اُٹھ رہے ہیں اپنے ہاتھ سے دو ایک طمانچے اسکے ماروں گی یہ کہکر چلی گئی اور لشکر میں آئی یہاں بھی سب نے استقبال کیا یہ آکر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت پر بیٹھی یہاں صرصر اور صبا رفتار حاضر تھیں وہ عرض رسا ہوئیں کہ اے ملکہ نسبت گرفتاری عمرو کیا شہنشاہ نے صلاح ٹھہرائی حیرت بولی کہ اے صرصر کیا میں کہوں وہ عیار لنگوٹا شرارہ ہے یا کوئی جن ہے آسیب ہے بلا ہے دیکھئے کیا

ہوتا ہے اور پھر مقتضا سے سپہر

تو ئی از خاک و باد و آب و آتش	نمی شاید کہ بر یک حال باشی

وہ ایسا آنکھوں کے سامنے سے اڑ جاتا اور تلبیس ہو جاتا ہے کہ پتا ہی نہیں لگتا ابکی بار
باغبان قدرت اسکی گرفتاری کو گیا ہے دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہے وہ قید ہوگا
یا کچھ قابو پا کر سے گا لیکن ابکی مرتبہ جو ہتھے چڑھا تو شہنشاہ بغیر قتل کیے نہ رہیں گے مگر
مجھے افسوس یہ ہے کہ تم عیارنیوں سے کچھ نہ ہو سکا کبھی ایسی عیاری نہ کی کہ شہنشاہ خوش
ہوتے عیارنیوں نے عرض کیا کہ واری کئی مرتبہ ہم اسکو پکڑ لائے وہ فریب دیکر
چھوٹ گیا ہماری عیاری میں کیا قصور ہے اب ہم اپنے ملک کی طرف جاتے ہیں وہاں
سے آکر پھر کوشش کرینگے اور جب تک باغبان قدرت پر کچھ گذرنے کی خبر بھی ظاہر
ہو جائیگا یہ کہکر رخصت ہو کر چلیں راہ میں برق فرنگی نے ان کو جاتے دیکھ کر صورت
اپنی شمیم لنگاوہ عیارہ کی ایسی بنالی اور پاس جاکر کہا کہاں کا ارادہ ہے صرصر بولی کہ
بہت دنوں سے گھر نہیں گئی ہوں آج جاتی ہوں کہ پھر آؤں تم بھی چلی جاؤ چاہو
برق یہ سنکر ساتھ ہولیا راہ میں اس نے کہا میں نے سنا کبھی کچھ باغبان قدرت گیا ہے
پھر دیکھو پاتے ہیں اس کلام کو جب برق نے سنا رنگ چہرے کا زرد ہو گیا اور چپ ہو گیا
صرصر اسکے خاموش ہونے اور تغیر رنگ سے پہچان گئی کہ یہ شمیم لنگاوہ نہیں برق عیار
ہے فوراً خنجر نکال لیا کہ دیکھو تو عیار نے کہ دم دیتے کیوں ساتھ چلا آتا ہے جا دور ہو اپنے
باپ سے کہدینا کہ پھر آیا رہے باغبان قدرت بڑا زبردست ساحر ہے برق نے کہا
اشتیاق تم اتنا خفا کیوں ہوتی ہو ہم تمہاری محبت سے کبھی کبھی چلے آتے ہیں اور تم ہو کر
سنتی نہیں پیار نہیں کرتیں صرصر نے کہا تیری محبت کو چولہا اور تیری دوستی کو کیا
ٹکڑوں کو کیا آگ لگا یا آگ میں جلتا بیٹھے ہو کہ غارتی نے کیا دل لگی نکالی ہے دوستی
بنانا چاہتے ہو اسکے واسطے دکھاتا لگاؤں ساتھ تھوڑے ننگل اتوار مار دفعان بھی ہو برق
گرانیا پھر باغبان کے آنے کی اشتاد سے کہنا تھی اسوجہ سے اسکو غصہ ناک پاکر راہی
ہوا اور پاس عمرو کے دربار کا میں آیا عرض رسا ہوا کہ آپ کی گرفتاری کو باغبان
آیا چاہتا ہے عمرو نے کہا خدا مالک ہے صرصر بولی کہ خواجہ تم چھپے رہو وہ ڈھونڈھ کر چلا
جائیگا عمرو بولا کہ میں ایسے مقام میں چھپا ہوں اور نہ پہنچیگا ایک بار میں نے باغبان
کو قتل کر کے چھوڑ دیا تھا ذلیل و زبون بہت کیا تھا اب پھر اسکی شامت آئی ہیں

یہ کہہ کر علیحدہ گیا اور زنبیل سے ایک شخص کو کہ اکثر ساحر زنبیل میں ڈال لیتا ہے نکال کر اپنی ایسی
صورت اسکی بنائی اور وقت تبدیل کرنے شکل کے اُسے بیہوش کر دیا تھا اب ہوشیار کر کے
اُس سے کہا کہ تو میری قید میں تھا میں اس شرط سے تجھے چھوڑے دیتا ہوں کہ خبردار
کوئی کیسا ہی دھمکائے ڈرائے خوف دلائے تو یہی کہنا کہ میں عمرو ہوں اگر اسکے خلاف
کرے گا تو مجھکو تو جانتا ہے مار ہی ڈالوں گا اور اگر میرا نام اپنا بتائے گا تو تیری عزت و آبرو
بھی ہوگی اور لوگ خدمت کرینگے غرضکہ بہت کچھ اسکو سمجھا کر اندر بارگاہ کے بھیجا کہ قریب
تخت شاہی میرے بیٹھنے کی کرسی بچھی ہے وہاں جا کے بیٹھیو یہ قیدی باشندہ ملک روم تھا
حسب اجازت عمرو کرسی پر آکر بیٹھا لیکن برسوں سے بھوکا تھا کیونکہ زنبیل میں دن بھر
لوکری ڈھلوا کر سوکھے ٹکڑے دیے جاتے ہیں اُسوقت اس رومی نے شیشے ہی خوب
شراب پی اور کہا میں بھوکا ہوں صرصر نے عمرو اسکو جان کر حکم دیا کہ جلد خوان کے
خوان نعمت حاضر کرو اور سامنے والی چھتری میں دسترخوان بچھا دیا حسب ارشاد بکاول
نے کھانا موجود کیا اور رومی آکر دسترخوان پر بیٹھا پھر تو بقول سعدی علیہ الرحمۃ یہ ہوا

ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان ۔۔۔ عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

فرد

اگر لقمے دو کس بر دوش گیرد ۔۔۔ لئیم الطبع پندارد کہ خوان ستد

اس مرد بھوکے نے قرار واقعی ہتھے مارے اور سیر ہو کے کئی سیر کھانا کھایا بعد فراغ طعام کچھ
عرصے میں تجویز ہوئی کہا میں سوؤں گا وہیں پلنگڑی بچھا دی گئی لیٹ رہا صرصر
خدمتگار جی سے پیچھے بیٹھے اور پردے چھوڑ دیے یہ الٹا کیا کر خراٹے لینے لگا اُسوقت
برق کہ خبر کر چلا گیا تھا پھر بارگاہ میں آیا اور مستفسر ہوا کہ استاد کہاں ہیں صرصر بولی
کہ آرام کرتے ہیں اُس نے جا کر پردہ اُٹھا کے دیکھا تو نفیر خواب بلند تھی دل سے کہا استاد
کبھی ایسے غافل نہیں ہوتے تھے لاؤ اسکو جگا کر دیکھوں کہ کون ہے یہ تجویز کر کے اُسے بیدار
کیا اور پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں عمرو ہوں برق پہچان تو چکا ہی تھا کہ استاد نہیں ہیں
ہنس کر بولا کہ واہ ہمیں سے بنایا اور ہمیں سے یہ باتیں رومی نے کہا پھر جانتے ہو
پوچھتے کیوں ہو میں وہی پہلوان رومی ہوں برق نے کہا اچھا آرام فرمائیے وہ تو
لیٹ رہا اور یہ دل سے کہتا ہوا کہ واہ استاد خوب الو بنے ہو اور اچھا اسکو اُول دیا

چلا گیا کہ دیکھوں استاد کہاں گئے ہیں لیکن چلتے وقت صرصر سے کہتا گیا کہ جو کوئی استاد کو
پکڑنے آئے تو اس سے مقابلہ نہ کرنا گرفتار کرلیجانے دینا یہی کہہ کر استاد سوتے ہیں یہ کہہ کر
آپ روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے باغبان قدرت بزور سحر اندر زمین کے سما کر چلا
اور زیر زمین نکلا کہ جہاں وہ رومی سوتا ہے لیکن اسکے آنے سے ہوا گرم چلنے لگی صرصر
وغیرہ کے رونگٹے کھڑے ہوگئے گویا ہوئی کہ اے بہار کوئی سحر پہنچی ہے آیا ہے کہ زمین ہل رہی
ہے بہار نے کہا سچ کہتی ہو مجھے بھی سحر برابر خبر دے رہا ہے اس اثنا میں رومی کو باغبان
نے دیکھ کر کہا اے مکار یہاں چھپا ہے اپنی قضا سے غافل کس آرام سے سو رہا ہے یہ کہہ کر
پنجہ کمر میں دے کر اوڑا لیچلا اسم باغبان قدرت بصدا صرصر وغیرہ نے سنی کہا رہے
بچی کے پر دستہ باندھ کر دوڑیں دیکھوں تو خواجہ کے پاس کون آیا ہے پر دستے خواب بندھے
گئے سحر کا پلنگ خالی پایا رونے لگی کہ افسوس ایکی شاہ طلسم اسکو زندہ چھوڑیگا کیونکہ
اسکے ہاتھ سے اسکو ذلت بہت ہوئی ہے وہ جانی دشمن ہے لیکن اے صرصر جب ایسا
دوست مارا جائے تو خاک لطف زندگی ہے سب کارخانہ ہیچ ہے چاہیے کہ چل کر دریائے
سحر میں اپنے تئیں گرا دے یہ سوچکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی لاکھ ساحر ہمراہ ہوئے لشکر
میں تلاطم پڑگیا جلد سب نے کمر جنگ پر باندھی اسوقت برق جو تلاش عمرو میں گیا
تھا ہر طرف پھر کر آیا یہاں سب کو آمادہ سفر دیکھا پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے صرصر نے
جواب دیا کہ خواجہ کی محبت میں جان دینا منظور ہے دریائے سحر جا کر گرینگے اور طلسم باطن پر
حملہ کرینگے برق نے کہا آفرین یہی چاہیے ہے اور شرط محبت کے یہی لائق ہے لیکن خواجہ
یہاں موجود ہیں انکے دشمن پکڑے جائیں تم جاکر آرام کرو اور سب کیفیت عیاری بیان
کرکے کہا اس راز کو پوشیدہ رکھنا اور جب ذکر خواجہ کا آئے تو افسوس کرنا کہ ہر ایک کو
گرفتاری انکی ثابت رہے اور تم دیکھو تو کہ خدا کیا کرتا ہے صرصر یہ کلمات سنکر خیمہ میں آئی
اور بموجب فہمایش کے کاربند ہوئی لیکن اول حال عمرو کا سنیے کہ یہ جو بارگاہ میں پہلوان
کو پھینککر چلا تو کئی کوس اپنے لشکر سے نکل گیا ایک جنگل میں پہونچا وہاں ایک مکان بنا
تھا اسکے دروازے پر ایک ساحرہ عورت بیٹھی تھی اور دو لڑکے کھیل رہے تھے عمرو
بڑھیا کی صورت بنکر انکے سامنے گیا اور کہا ساحری بھلا کے میں بہت بھوکی ہوں کچھ
ہو تو کھلوا دو اس عورت نے گھر میں اسکو بلا لیا اور روٹی دی بڑھیا نے دعا دی کہ شیشہ

دسامری تیرے بچوں کو خوش رکھے بڑھیا تو سنکے بھوک کا پیٹا پھرا اُسی عورت نے پوچھا
کہ بڑھیا تیرا کوئی ہی اُسنے جواب دیا کہ میرا تو سواے خدا کے کوئی نہیں ہے سب کو کھا گئی تم مجھے روٹی
دو تمھارے یہی یہاں رہوں اور پچاس اشرفیاں نکال کر دکھائیں اتنے میں وہ ساحرہ پاس
آبیٹھی اور کہا بڑی بی یہ کیا کرو گی بڑھیا بولی کہ میرے بڑھاپے کے وقت کے کام آئینگی تین
تین فاقے کرتی ہوں مگر انھیں صرف نہیں کرتی لگا رکھی ہیں اور انکے علاوہ اور بھی
بہت کچھ ہے تم علٰحدہ چلو تو بتا دوں بس یہ کہکر اور ساتھ اُس ساحرہ کا تھام کر کوٹھری میں
لے گیا اور اُسکے منھ پر ایک تھپڑ بیہوشی کا بھرا ہوا مل دیا وہ بیہوش ہوکر گری اسکو زنبیل میں رکھا
اور پیرہن اُسکا لیکے کراُسی کی ایسی صورت بنکر باہر نکلا جو دو ایک نوکر چاکر تھے اُنسے کہا یہ
بڑھیا بڑی دغا باز ساحرہ تھی کوٹھری میں جاکر زمین میں سما گئی اب کوئی گھر میں تو آنے
نپاوے اور لونڈی سے کہا کھانا جلد پکا میاں آتے ہونگے کنیز نے کہا سالن پک چکی ہوں
روٹی پکانا باقی ہے غرضکہ اسی طرح عمر تو بشکل ساحرہ امورات خانہ داری میں مصروف ہیں
مگر باغبان اس رومی کو سامنے شہنشاہ کے لایا اُس رومی نے یہ باغ طلسمی اور دربار
شاہ طلسم جو دیکھا ہوش جاتے رہے اور یہی چھوٹ گیا کہ بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہیں گھنٹے
ناقوس گھڑیال بج رہے ہیں دف اور جھانجھ اور رنفیری کی صدا بلند ہے اس حال کو دیکھکر
گھبرا کر سب کو ایک سرے سے جھک جھک کر سلام کرنے لگا اور افراسیاب نے کہا
کیوں اے عمرو تونے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ بھی یاد ہے اب اُسکا بدلا میں تجھسے
لیتا ہوں رومی نے کہا آگے جو ہوا سو ہوا اب مجھے روٹی دو میں یہیں رہوں افراسیاب
بولا کہ او بدذات نابکار تو بہروپ بھر کے دم دینے لگا یہ سنتا تھا کہ رومی تو پہلوان ہے اسکو بھی
غصہ آیا اور کہا ہوا کہ بدذات تو اور تیرا باپ نابکار بیہودہ بھلے مانسوں سے یوں ہیں
بات چیت کرتے ہیں افراسیاب نے جھلاکر کہا حرامزادے زبان دراز تو اپنی حرامزدگی
ہر بار بتاتا ہے رہ تو جا تیری ایسی تیسی کی پہلوان نے کہا حرامزادہ تو اور تیری ہفتاد
پشت بلکہ اپنی چھٹی تک سے کیا بڑھکر بولتا ہے گردن اُکھاڑ کر پھینکدونگا تکرار
جو ہونے لگی حاضرین دربار آپس میں کہنے لگے کہ میاں یہاں سے ٹل جانا چاہیے آج
عمرو بھی بگڑا معلوم دیتا ہے یقین ہے کہ بڑا فتور کریگا ایک ساحر نے کہا بھائی ڈر کیا
ہے تم بڑے نامرد ہو بیہودہ سے کہہ لینے دے اور کیا کریگا زبان کھلی ہے دست و پا بند حضرت

اسنے کہا واہ ہم آزما چکے ہین دم بھر مین آدمی مرد سے عورت بنتا ہی چوٹیان بڑہتی ہین منہہ
کالا ہوتا ہی یہ کہکر وہ ایک ساحر اٹھے کسی نے پوچھا کہان چلے کہا رفع احتیاج کو اوٹھکر
جو گئے پھر نہ آئے اور افراسیاب نے بغصہ حکم کیا کہ ای باغبان اس بے ادب کا سر
کاٹ لے وہ پہلوان پکارا کہ واہ نام بڑا درشن تھوڑے ایک تو مین بہت تک زنبیل مین
قید رہا اب میرا سر کاٹتے ہین یہ نہوا کہ مجھپر احسان کرتے اور رد بیچ کہتے ہین روم
کا آدمی ہون یہان سے روم تک نام کرتا افراسیاب نے یہ تقریر سنکر کہا اسکے فقرے
پر اور روم مین نہ آنا جلد سر اسکا کاٹ لے یہ سنتے ہی باغبان شمشیر بران لیکر چلا مگر اسکے
بازو پر اک بندھا تھا اُس مین رقعہ جمشیدی رکھا ہوا ہی اُسپر نقش دیکھا لکھا تھا کہ یہ شخص
بیشک عمرو نہین ہی رومی پہلوان ہی یہ معلوم کرکے باغبان رک رہا اور ندامت زدہ
ہوا کہ عمرو فریب دیکر نکل گیا اب شاہ طلسم مجھے ذلیل و زبون کریگا اسکے ٹھہرنے
سے افراسیاب نے پوچھا کہ کیون تامل کس وجہ سے کیا پس و پیش ہی باغبان
نے کہا کہ جمشیدی پر نقش ہی یہ عمرو نہین ہی اور رقعہ شاہ جادوان کو دکھلایا جب اسکو
بھی ظاہر ہوا کہ یہ شخص رومی ہی عمرو نہین ہی بغضب تمام گویا ہوا کہ اس مرد غضب کو
چھوڑ دو مین اس ناعیار کو بغیر گرفتار کیے باز نہ رہونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی
تو زمین سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی کہ بال سر کے پریشان کیے تھی سر کو برہنہ کیے حیران وار
آئینہ ہاتھ مین لیے سامنے آکر سلام کرکے ٹھہری افراسیاب نے آئینہ اسکے ہاتھ سے
لے لیا اُسپر غلاف سرخ مخمل کا چڑھا تھا اُسکو اُتار کر پھر کچھ سحر ورد زبان کیا کہ دو عورتین
اور زمین سے نکلین ایک کے ہاتھ مین پچکاری اور دوسری کے ہاتھ مین رومال اُسنے
حکم کیا کہ آئینہ صاف کرو بس پچکاری لیے جو عورت تھی اُسنے پچکاری مارکر گرد آئینے کی
دھوئی اور دوسری نے رومال اُٹھا کر خوب صاف کیا اور سامنے شہنشاہ کے لگا دیا اُسنے
کہا ای باغبان دیکھ اس آئینے مین جہان عمرو ہوگا نظر آئیگا باغبان قریب آکر
دیکھنے لگا اب کیفیت عمرو کی سُنیے کہ اُس ساحرہ کی صورت بنکر جو بیٹھے بعد ایک گھڑی کے اُس
ساحرہ کا شوہر آیا اور انکو اپنی زوجہ سمجھکر گویا ہوا کہ جلد جو کچھ کھانا تیار ہو لاؤ مین نہایت
بھوکا ہون عمرو نے اُسکو بٹھلا کر ہاتھ دھلائے دسترخوان بچھایا کھانا نکال کر سامنے رکھا
آپ رومال لیکر جھلنے لگا اُسوقت اُس ساحر نے ہاتھ پکڑکر اپنے پہلو مین انھین بٹھایا اور کہا

صاحب تم بھی ہمارے سر کی قسم کھاؤ عمرو بھی از راہ بناوٹ کے کھانے مین مصروف ہوا
اسی حالت کو آئینہ سحر مین باغبان نے دیکھا کہ صحرا سبزہ زار مین اندر مکان کے بیابان
بی بی بیٹھی کھانا کھا رہی ہی مین اسنے کہا ای شہنشاہ مجھے عمرو اس آئینہ مین نہین معلوم ہوتا
افراسیاب نے کہا جب یہ آئینہ ہوا اسکو کیا بتا سکے اور وقوف پہ عمرو بہ شاہ جو عمرو کے سا
کھانا کھانے مین مصروف ہی نہین دیکھتا کہ تو اسے جیب و آستین و دامن مین رکھتی ہوا آپ
نہین کھاتی ہی یہ وہی مکری فریب شعار ہی یعنی عمرو کیسا لیکہ آئینہ کا خاصہ ہی کہ جسکے جو یا
ہو اسکا مقام ظاہر کر دیگا آگے اپنی سمجھ ہی اب تم سدھارے اسی جنگل مین جاؤ اور ادین
ساحر کو کہ بیابان جادو نام ہی اس حال سے مطلع کرکے اسکی جورو کو پکڑ لاؤ مین اسکو
میان عمرو بنا لونگا باغبان یہ باتین سنکر بند و سحر اڑکر چلا اور چشم زدن مین بیابان کے
مکان پر پہونچا وہ کھانا کھانے مین سے اٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی تسلیم کی اور عرض کیا ہوا
کہ خوش آمدی زہے فخر میرا کہ وزیر اعظم میرے گھر کیا احوال ہین تشریف لائے ہین باغبان نے
اسکی باتون کا تو کچھ جواب نہ دیا مگر ایک دانہ ماش کا سحر کرکے اسکی جورو کی گود مین ڈال دیا
عمرو اسکو دیکھ کر چاہتا تھا کہ بھاگ جائے لیکن دانہ ماش کے سبب سے آدھے دھڑ مین دم اپنے
نہ پایا سکتا زمین پر لوٹنے لگا کہ ہائے میرے کلیجے مین درد ہوتا ہی بیابان جورو کا یہ
حال دیکھ کر سخت مضطر ہوا اور کہا ای وزیر اعظم اسکا کولا سحر سے اچھا کرو کیسے مین اپنی
بی بی کو چاہتا ہون باغبان بولا ای نادان یہ تیری زوجہ نہین ہی اسکو اسنے غائب کر دیا
ہی یہ عمرو عیار ہی مجھے شہنشاہ نے اسکی گرفتاری کو بھیجا ہی بیابان یہ سنکر سر پیٹنے لگا کہ
ہی ہی میری بی بی عمرو نے اسکا ہاتھ پکڑکر کہا صاحب کیون روتے ہو مین تمھاری زوجہ
موجود ہون اسکو بکنے دو یہ جھوٹا ہی باغبان نے جو سنا کہ یہ مجکو جھوٹا بناتا ہی کچھ سحر پڑھا
کہ ایک ابر فلک پر آیا چند بوندیان اس مین سے عمرو پر گرین کہ رنگ و روغن عیاری اسکا
دھل گیا اور صورت اصلی نکل آئی وہ ساحر پچھاڑین کھانے لگا اور کہتا تھا ای عمرو دغا باز
مجھے اپنے دین و مذہب کا میری جورو کو بتادے کہ کہان ہی عمرو نے کہا مین بھوکا تھا اسکو
تو بڑی دیر ہوئی کہ ہضم بھی کر چکا اگر باغبان نہ آتا تو مین تجکو بھی چٹ کر جاتا یہ کہکر باغبان
کی طرف مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ تو مجکو سامنے افراسیاب کے لیجا اور تجھے ایک بار کی
اپنی ذلت یاد نہین ہی جو پھر میری ایذا رسانی پر تو قدم زن ہوا یقین جانا کہ جو مجکو ستا ہیگا

چھینا نہ جائیگا مین گر شاہ ساحران عالم ہون تو اپنے اوپر رحم کر اور میرے درپے آزار نہو باغبان
یہ گفتگو سنکر خوفناک ہوا اور اگرچہ جمشید کی کو دیکھا اُسپر نقوش پایا کہ جو یہ کہتا ہے سچ کہتا ہے یہ
مارا کسی سے نہ جائیگا مگر اسوقت اسکو چھوڑ جانے مین شاہ جادوان مجھکو ذلیل کریگا پکڑ لیجا
مجھے وہین سے آنا اسکے تجسس مین مناسب نہ تھا باغبان کو جب یہ دریافت ہوا اپنے
آنے سے نادم ہوکر بناچاری عمرو کو پنجے مین دابکر اڑا عمرو نے کہا ای باغبان ذرا
ٹھہر جا اور ایک بات میری اور سُن لے اس بلندی سے وہ ٹھہر گیا عمرو نے کہا تو مجھے
طلسم باطن مین لیے چلتا ہے تو اتنا کام کر کہ مجھکو باندھکر زمین کے اوپر چل تاکہ دریاے
سحر تک میرے عیارون اور رفیقون کا گذر ہو وہ مجھے اور مین انکو دیکھ لون جب دریاے
سحر کے کنارے پہونچنا اسوقت جس طرح جی چاہے لے چلنا اور قسم تاک حمزہ کی اگر یہ میرا
کہنا نہ مانا تو مین تجھکو جہان پاؤنگا مار ڈالونگا باغبان نے کہا تو یہ چاہتا ہے کہ مین
پاؤن سے چل کر دریاے سحر تک جاؤن تاکہ راہ مین اور عیار مجھے چھڑا لین تو یہ امر سمجھ بیٹھا
ہے مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون جو کسی کے دم مین آجاؤن اچھا تیری خاطر سے مین
چلتا ہون یہ کہکر زمین پر اُترکر چلا اب اسکو تو جانے مین عرصہ ہوگا جب تک دریا افراسیاب
کا حال سنئیے کہ وہ آئینہ مین بیٹھا تماشا کیفیت ملاحظہ فرماتا تھا جب باغبان لیکر عمرو کو
راہی ہوا اپنے سب اہل دربار سے کہا کہ وہ عیار گرفتار ہوا یہ خبر جو مشہور ہوئی حیرت اپنے
ملازمون کو اس خبر کے لیے یہان چھوڑ گئی تھی انھون نے جاکر حیرت کو اطلاع دی کہ چالاکی
عمرو گرفتار ہوا حیرت خوش ہوکر سوار ہوئی اور بعد قطع بعد راہ دربار شاہ جادوان
مین پہونچکر پہلو مین بیٹھی شاہ طلسم نے سب حال بیان کر کے کہا باغبان اب عمرو کو لایا
چاہتا ہے جلسہ کا اہتمام سب منتظر آمد باغبان کے بیٹھے تھے کہ یکایک آسمان کی طرف سے صداے
مہیب آئی اور گھٹا تمام عالم مین ایسی چھائی کہ اندھیرا ہوگیا بعد لمحے کے تخت سحر ظاہر ہوا
اسپر ایک ساحرہ مہیب صورت سوار تھی سر سے پاؤن تک سانپ کالے کوڑیالے دھامن ناگن
وغیرہ اُسکے لپٹے تھے اور ہمراہ اُسکے دو لاکھ ساحر باجے سحر کے بجاتے تھالیان برنجی لیے
مشعلین روشن کیے جے سامری کی بولتے تھے اس ساحرہ کو آتے دیکھکر شہنشاہ ساحران
نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ صنوبت جادو دختر ہمین جادو کہ جو تیرے طلسم مین تھا
ایک ملک کی حاکم ہے بمقابلہ حمزہ آئی ہے کتاب کو دیکھکر اسنے بند کر دیا اس عرصے مین

بھبوت بھی آکر حاضر ہوئی شاہ کو مجرا کیا اسنے کہا کہو تمھاری مان کا مزاج کیسا ہے وہ کیون
نہ آئین ساحرہ نے عرض کیا کہ وہ بھی حاضر ہوتی ہین مین پہلے اسلیے حاضر ہوئی ہون کہ
اپنی مان کے آنے تک آپسے اجازت لے کر کام سب نابکارون کا جاکر تمام کرون لہذا
حضور مجھے اجازت دین کہ لشکر مہرخ کی طرف جاؤن افراسیاب نے کہا ابھی چلی آئی
ہو ذرا دم لو اپنی مان کو بلا بھیجو وہ جہاندیدہ کار آزمودہ ہین تم تنہا نہ جاؤ بھبوت گویا
ہوئی کہ آپ مجھے بودا اگر جانتے ہین تو مین اپنے گھر جاتی ہون ورنہ مجھے اجازت دیجیے یہ
کلام سنکر حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ ہمیشہ سے دیوانی ہے اسوقت آپکا کہنا نہ مانیگی
اسے جانے دیجیے اچھا تو ہے ادھر تو عمرو کو باغبان پکڑ لائے اور ادھر مہرخ کو
یہ جاکر گرفتار کرے سب کا فیصلہ ایک ہی دفع ہو جائے یہ تقریر شاہ جادوان کو پسند آئی
کہا ای حیرت تم بھی جاؤ زیر گنبد نور بارگاہ استادہ کراؤ سب سامان آرام و آسایش واسطے
بھبوت کے درست کرو حیرت نے عرض کی مین سب درستی یہین سے کیے دیتی ہون
اور اپنی وزیرزادیون زمرد جادو و یاقوت جادو سے حکم دیا کہ جلد بارگاہ جاکر آراستہ
کرو شراب کباب ہمہ نعمت موجود کرو خبردار کوئی تکلیف نہو وزیرزادیان روانہ ہوئین اور
آکر مختار جادو کو حکم پہونچایا کہ وہی داروغہ بارگاہ ہے اسنے علیحدہ بارگاہ [illegible]
زیر طلسم بارگاہ اور خیمہ سلطانی جسمین جھالر مروارید کی لگی تھی استادہ کردیا فرش مخمل کا بچھایا
[illegible] اور زر و پیلے جواہر دوز آراستہ کردیے جملہ سامان راحت درست کرکے
اطلاع دی اسوقت ہرطرف گرد و فر سے ملکہ بھبوت سوار ہوکر چلی کہ طبل و نقارے بجنے لگے
جھانجھ اور نفیر سحر پھونکی ساحران غدار ترنج اور نارنج اچھالتے شعلے [illegible] آراستہ چلے
کچھ عرصے دریا سے اتر کر داخل طلسم ظاہر ہوئی یہان مصور اور صورت نگار پہلے
سے موجود ہین انھون نے ساحرہ استقبال کیے بھبوت نے آکر اول مصور کی تعظیم
کی اور پاؤن کو بوسہ دیا کہ آپ نبیرہ سامری ہین کل میری لڑائی کو حضور ملاحظہ فرمائین
کہ کس طرح کام ان نابکارون کا تمام کرتی ہون یہ کہکر داخل بارگاہ ہوئی اور مشغول بادہ
خواری کرنے لگی لشکر اسکا اترا اور آرام مین مصروف ہوا لیکن جسوقت کہ شہسوار [illegible]
میدان سپہر نے خیمہ مغرب مین جاکے پٹکا زرین خط و شعاع کا کمر سے کھولا اور لشکر ظلمت کا
متمکن ہوا جہان مین تاریکی بسبب آمد شب [illegible] چھا گئی اور مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری

میں روشن ہوئی کہ ابیات

ہوا تھا جو ایوانِ گردون سیاہ	ہوا شکل مشعل شبِ افروز ماہ
ہوا مہر گردون جو مستور بھی	بچھی ہر طرف چادرِ نور بھی

بھبوت نے طبلِ جنگ بجوایا نقارہ زری کمرکا بجایا طائران ہر سو نے یہ خبر بارگاہِ ملکہ مہرخ میں پہونچائی کہ ایک ساحرہ بھبوت جادو نام بہر مقابلہ لشکرِ نصرت اثر آئی ہے اور طبلِ رزم اُسنے بجوایا ہے آمادۂ جدال ہوئی ہے مہرخ نے کہا ہمارا بھی خدا توی و توانا ہے اچھا ہمارے لشکر میں بھی کوسِ حربی پر چوب پڑے بموجب ارشاد ملکہ دلاوروں نے نقارۂ جدال بجایا صدائے شور و فسادِ اُس سے بلند ہوئی لشکر میں لڑائی کی خبر مشتہر ہوئی ساحران نامی سحر جگانے لگے بہادر اسبابِ حرب و ضرب آراستہ کرنے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ دونوں لشکر میں برپا رہا آخرہ وقت آیا کہ افسونگر فلک نما ورکہ مشرق سے نکل کر میدانِ چرخ میں آیا اور منقل ظلمت سوز کو بجادوگری مقابل خسرو انجم روشن کیا جہان نورانی ہوا کہ قطعہ

چو تیغ نور در کف کرد خورشید	سیاہ چہرہ یکسر گشت ناپدید
نوشتہ منشی قدرت باعجاز	برو کہ جز ورق دہر گشت باز
زرہ جوشِ از دو سو طوفان پولاد	زبس لرزان زمین شد سست بنیاد

سپاہ کینہ خواہ جانبین سے وارد دشت مصاف ہوئی ساحر اور جادوگرنیاں اژدہوں کی سواریوں پر لکھین بجر رنگ بجر رنگ کا دم بھرتین پرتیں اور جھنڈیاں ہاتھون میں لیے ایسا ولوت آکر کھڑیں اور ایک جانب شیران بیشۂ تہور و جلادت صفت باندھ کر کھڑے ہوئے گھٹا سحر کی چھا گئی اور بجلیاں گرنے لگیں رن لوہانے لگا اور ربابِ جنگی بجنے لگا میدانِ جدال و قتال کی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ترتیب ہوئیں افسران لشکر آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے قلب سپاہ مہرخ کا تخت قائم ہوا ادھر بھبوت کا اژدہا سب سے آگے بڑھا ہوا تھا ہر الف بیلا و سرکرو بے ناک دیکا کہنا شروع کیا اور زمین دنیا سے فانی کو آواز بلند سنایا زندگی سے دل ہر ایک کا سیر الم

قطعہ

ہر آن کس کہ بر کام گیتی نہد دل	بنزدیک اہل خرد نیست عاقل
چو نقد بقا نیست در جیب ہستی	ز دامان او دست امید بگسل

ہاں دلیرو دنیا پر دل نہ لگاؤ نام دلاوری کا زمانے میں چھوڑ کر معرکہ جنگ میں مر کر زندہ

جادو ہوجا واس صدا سے میلوں پر سناٹا ہوگیا اور رہا ب شجاعت کا دم بھرنے لگا بچھو
اژدر کو مثل مرکب اوڑا کر بہر حرب بیچ میدان مین آئی آگ پتھر برسانے لگی سراپا میدان
کا دکھانے لگی اور لقب غضب تمام کا ہاتھ پر جڑا اور اپنی ثناخوانی مین سرگرم تھی اسوقت
اس ملعونہ کی یہ کیفیت تھی کہ

نظم

چو گامے چند در میدان قدم زد — بہ بانگ تند گفتہ عالم علم زد
نہیب دشت ساحر بودہ ہمہ گوش — غریوان تیز زابر آسمان پوش
قدم زد پیش و بر لب گفتگو داشت — کہ صرصر واگذار این کار زشت است
چو خار زرہ بر داماں صبا ریز — کہ سحر یاد دارم مرگ انگیز
ندا کی دیوم اے فرخندہ بنیاد — کہ دارم تحفہ خود بہ اولاد
بہ قتال ہمہ ساحران را — بترسانم چو طفلان ہر جوان را
چو صرصر این سخنہا گوش کردہ — نخستہ جام حسرت نوش کردہ
بگفتا اے سادہ لوح دنجمت در خواب — چو دریا گفتگو سے بر قضا سے

صبوحت کو غضب کا ہم صرصر سے طاری ہوا اور للکاری کہ ہیچ کسی کو ہے جو مقابلہ
مین لشواست جادو ملا ہم صرصر عقاب اسٹا کر اسکے سامنے جا کر ہم نبرد ہوا اسنے ایک
ناریل سحر پڑھکر جو مارا لشواست کا سینہ توڑ گیا اسوقت صرصر عازم میدان ہوئی کل لشکر
کے سردار گرد تخت کے آکر جمع ہوئے اور عرض کیا ہم جانبازی کو حاضر ہین ان سب کو
سہل و آسانی تشفی دیکر رخصت فرما کر تخت آگے بڑھایا باجے بجنے لگے علمون کو جادو بالا
صرصر میدان مین پہونچی صبوحت نے اپنے ہاتھ سحر پڑھکر آنکھون پر اپنی رکھکر لیے ہاتھ
صرصر کی بینائی چشم جاتی رہی صبوحت نے شمشیر سحر کھینچ کر چاہا کہ سر کاٹ لے صرصر نے
گھبرا کر دشت جادو پڑھکر دی کہ دو پنجے چاپ کر گرے اور اٹھا کر سامنے سے صبوحت
کے لے گئے اسنے قہقہہ مار کر کہا کہ لو وہ جاتی ہین یہ کلمہ بہار کو برا معلوم ہوا اور ایک
گیند کھینچ کر مارا صبوحت نے دو انگلیاں اپنی بلند کین کہ وہ مثل مقراض کے بن گئین
اور گیند بہار کا کٹ گیا چمنستان اور عالم بہار ظاہر ہوا اور وہ گیند جو کٹا پھول اسکے سب
زمین مین بکھر گئے اسوقت صبوحت نے کہا اے ملکہ بہار ذرا اپنے پھولون کی بہار دیکھو
بہار یہ سنتے ہی اپنے طاؤس پر سے اتر کر ان پھولون کے قریب جا بیٹھی اور چھونے لگی

مصبوحت تلوار لیکر اسکا سر کاٹنے چلی تھی کہ رعد جادو زمین میں غرق ہو کر اُسکے پاس
نکلا اور ایسی تیغ ماری کہ مصبوحت ازبسکہ غافل چلی آتی تھی اور قتل بہار کا خیال رکھتی تھی
اسکے چنگھنے سے بیہوش ہو کر گری پھر تو برق مخشر بجلی بنکر کڑکڑا کر جو گری اسکو کاٹکر اور دو ٹکڑے
کر کے زمین میں اُتر گئی اور پھر زمین سے نکل کر اپنے لشکر کی طرف چلی اودھر دونوں ٹکڑے
مصبوحت کی لاش کے باہم تڑپ کر مل گئے اور اوڑکر ایک سمت چلے گئے صدا کہیو دا
بلند ہوئی کہ کشتی میرا نام مصبوحت جادو ہود ہنگامہ جو برپا ہوا برق مخشر چھپ چھپ کر
لشکر مخالف پر گرنے لگی اور رعد چنگھیں مارنے لگا اور بہار پر سے سحر دفع ہو گیا ایک
جانب سے مہرخ بھی بینا ہو کر آئی اور کل لشکر سے کر فوج پر حریف کے حملہ آور ہوئی دونوں
سمت سحر چلنے لگا کہ نظم

لبیان شیر نر مہرخ غضبناک
جادو بر سر آن فوج سفاک

ہوا خواہان میدان را رضا داد
کہ گیرند از کف خون تیغ پولاد

زیک سو کوس کین آمد بفریاد
ز دیگر سو ہوا بشن کوہ میداد

زیک سو لشکر آمد وز دیگر سو
دو شیر یکدگر شد روی برو

چو چشمان بتان ازبس کماندار
جہانے را بہ دم کشتند یکبار

ز جا شیر سے فلک فرسای جنبید
فلک حیران کہ کوہ از جا سے جنبید

مزاج خون بخون گرم ہو ست
دم شمشیر نوک نیزہ اش بست

دم بھر میں ہزار ہا سرکش فوج مخالف کا مارا گیا دریائے خون موج زن تھا آخر لشکر مصبوحت
کار و بفرار لایا اور ساحران مہرخ قتل و غارت کرتے بڑھے چلے اسوقت مصور نقشب
تمام آگے بڑھا واضح ہو کہ سحر مصور کا یہ ہے کہ تصویریں اول کل لشکر عدو کی قلم سحر سے
کھینچ کر رکھ لیتا ہے پھر طبل جنگ بجوا کر مقابلے میں آکر تصویروں کا سر کاٹ کر سبکو ہلاک
کرتا ہے فی الجملہ جب سے یہ آیا ہے تصویریں تیار کر رہا ہے اسی سبب سے اب تک نہیں
لڑا ہے آئندہ حال اسکی جنگ کا بیان ہو گا اسوقت اُسنے طلسمانی مجمع لشکر دیکھکر ایک
ناریل زمین پر مارا کہ اُس میں سے دھواں نکل کر مثل دیوار کے روبرو سے لشکر مہرخ
چھا گیا اب جو آگے بڑھا اس دیوار دودی سے پرچھائیں مانند تصویر کے نکلی اور اُسکے
لپٹ گئی یہ معاملہ دیکھکر مہرخ طبل امان و آسایش بجوا کر بفتح و فیروزی پھری مال غنائم

لیا

تقسیم فرمایا اپنی فوج کے کشتون کو اٹھوایا بارگاہ مین سریر حکمرانی پر جلوہ گر ہوئی ہر طرف شور
بشرت ہی لیکن وہان لاش بھبوت کی اڑتی ہوئی سامنے افراسیاب جادو کے
پہنچی اور طائران سحر نے واقعہ رزم پر اطلاع دی شاہ طلسم نے براہ افسوس زانو پر ہاتھ
مارا اور کہا دیکھو مین اسی دن کے لیئے اسکو منع کرتا تھا اُسنے اپنی ضد کی اور کہنا نمانا
آخر یہ تھی نہ مفت جان گنوائی اب اُسکی مان سے مجھے بڑی ندامت ہوگی اب جاہ زمرد
پر ضرور میلا کرکے سب باغیون کو ہلاک کرونگا اول کام عمرو کا کرلون تو تدبیر کرون باغبان
نہین معلوم کہان بیٹھ رہا جو اب تک عمرو کو نہ لایا ان خدا پرستون سے بیڈول سامنا
پڑا ہی نہ کسی ساحر سے کچھ ہو سکتا ہے نہ کچھ مجھے بن پڑتا ہی بلکہ روز بروز ذلت ہوتی جاتی
ہی کیا صورت کرون جو یہ زبردست غارت ہون یہ کلام کر رہا تھا کہ یکایک پنجہ نامہ
لایا اُسکو جو دیکھا تو لقا کا نامہ پایا کھڑے ہو کر تعظیم بجا لایا سر پر رکھ کر آنکھون سے لگایا
زر نثار کیا پھر لفافہ چاک کرکے پڑھا لکھا تھا کہ ای شہنشاہ جادوان نظم

زہے فرمانِ عالی مقامے — زہے شاہنشہے فرخندہ نامے
بکو خلاق و نکو روے و نکو کار — ز علم و حکمت و دانش خبردار
بعہدِ تو نہ بینم ہیچ کس را — کہ رغبت ندید مور و مگس را
فلک قدر و فلک رفعت فلک جاہ — گذشتہ پایہ تمکین تو از ماہ
بہ تمکین و وقار است آسمانے — بعلم و حکمت و دانش جہانے

نہایت مقام استعجاب ہی کہ مثل تیرے ہمارا بندہ ہو کر یون غفلت اپنے خداوند سے کرے
افسوس کا مقام ہے کہ ہمنے اپنی رحمت کاملہ سے اٹھارہ ہزار ملک با خضر تصویر کے اور تیری
عملداری مین قدم رنجہ فرمایا محض اس خیال سے کہ تیری عزت افزائی کرین اور ان بندگان
مغضوب یعنے خدا پرستون کو تجھ سے قتل کرائین مگر تو نے کچھ اسکا شکریہ نہ ادا کیا ہم اسیقدر
تقدیر کرکے تیرے طلسم کو غارت کر دینگے اور یہان سے سمت کوہ زلازل چلے جائینگے کیونکہ
اب بندگان مغضوب ہمکو بہت ستاتے ہین اور تجھ سے کچھ ہماری خبرگیری نہین ہو سکتی ہی
نامہ تمام والسلام یہ مضمون پڑھکر شہنشاہ نے کہا فی الحقیقت مجھ سے کوئی خدمت خداوند
کی نہو سکی شکایت اُنکی بجا ہے کسلیے کہ نہ یہان عمرو گرفتار ہو سکا اور نہ وہان کوئی ساحر ایسا
گیا جو کام خدا پرستون کا تمام کرتا اب مین ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جاتے ہی حمزہ کا فیصلہ

کر دے یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھ کر دستک دی زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک اژدہا سے مہیب صورت
نکلا اُسنے سامنے شاہ کے ایک ساحرہ کو اُگل دیا اُس ساحرہ کا سارا جسم مثل شعلہ کے دمکتا
تھا آنکھیں یاقوت رمانی کی طرح تھیں اور ہنگام رفتار جھنکاریاں جسم سے اٹھکر گرتی تھیں اس
سے حکم دیا کہ ای قہار شعلہ بدن جادو تم خداوند کی خدمت میں لشکر ساحران لیکر
جاؤ اور تمام لشکر حمزہ کا تمام کرو خبردار ایک کو بھی لشکر مسلمانان سے زندہ نچھوڑنا شعلہ بدن
تسلیم کرکے دوبارہ دہن اژدر میں سما گئی اور اپنی جگہ پر پہونچی اور لشکر ساحران کو حکم تیار
ہونے کا دیا پھر دار شاد اسی ہزار ساحران نابکار سوار ہوئے باجے جنگی بجنے لگے ترسول
پنسول اس طرح چمکتے تھے کہ پنجہ خورشید کو شرماتے تھے لگے ابر کے سروں پر بڑھ سحر سائبان
تنے سب سے آگے تخت ملکہ قہار شعلہ بدن کا اژدہے اُٹھائے اور پیچھے تمام لشکر
ساحروں کا پرا جمائے بڑے کر و فر سے سمت کوہ عقیق روانہ ہوئے اُنکے جانیکے بعد
شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھکر تالی بجائی یکایک آواز ہی بڑے زور شور سے آئی اور ایک ساحر
پیدا ہوا کہ مثل فیل کے دو دانت منہ سے اُسکے باہر نکلے تھے جب اُسنے آداب بجا کر
تسلیم کی اُسنے حکم دیا کہ ای طوفان فیل دندان جادو تمہیں قہار شعلہ بدن
کو خدمت خداوندی میں بھیجا گیا ہے تم بھی جاؤ اور پانچ کشتیاں جواہر کی منگواکر حوالہ کیں
کہ خداوند کو میری جانب سے نذر دینا اور ایک عرضی بھی اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے سپرد
کی مضمون اُسکا یہ تھا کہ جناب خداوندی سے عظمت و جلال کے ساتھ سرفراز نامہ نے
نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا حسب خواہش تقدیر خداوند جو کچھ صعوبت کہ مجھپر
گذری ہے اگر تحریر کروں تو شاکی مشیت خداوند کا کہلاؤں فی الحال دو ساحر با فوج کثیر
خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں حال اور نام اُنکے بر وقت اُنکے پہونچنے کے آگاہ
ہو جائینگے اور یہ کام حضور کے دشمنوں کا تمام کر دینگے خلاصہ یہ کہ عرضی اور کشتیاں
نذر کی لیکر طوفان روانہ ہوا اسکے ساتھ چالیس ہزار ساحر ہیں وہ بھی ہمراہ ہوئے اور
با حشم و خدم سمت لقا چلے لیکن اول قہار شعلہ بدن طلسم سے باہر نکل کر ایکدم قطع منازل
قریب قلعہ عقیق کوہ پہونچی لقا دار الامارہ شاہی میں سریر آرا تھا کہ یکایک ابر بالوان
مختلف پیدا ہوئے اور علامات آمد ساحران ظاہر ہوئی آگ پتھر برسنے لگے لقا نے
خوش ہو کر کہا کہ میرا کوئی بندہ قدرت آتا ہے تا سخن در دہان تھا کہ قہار شعلہ بدن تخت

سے اوتر کر سامنے آئی خداوند کو سجدہ کیا سات بار گرد تخت کے پھری نذر دی اور دنگل پر
بیٹھی لشکر ساحران کو بیرون قلعہ سلیمان نے اوترا پایا یہان بختیارک نے قہار سے کہا
ای ملکہ تمھارے آنے سے ہمکو بڑا رنج ہوا اسنے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی صاحب کیا گزند حضور کو
پہونچا ہی بختیارک نے جواب دیا کہ مجھے تمھارے مارے جانے کا ملال ہی کہ تم مثل شعلے
کے تو جسم رکھتی ہو اس گروہ فر سے آئی ہو لیکن دو چار گھڑی کی مہمان ہو ہائے افسوس یہ ہیبت
سطوت و صولت دم بھر مین خاک مین مل جائیگی قہار نے کہا ای شیطان درگاہ کیا خدا ایسے
بڑے زبردست ہین جو آپ مجھے پہلے ہی سے مارے ڈالتے ہین پیش از مرگ واویلا یہ آپ
ہی کا کام ہی بختیارک گویا ہوا کہ مسلمان تو ایسے زبردست ہین کہ خداوند انکے در بدر
بھاگتے پھرتے ہین خیر اب تم آئی ہو کوئی دم مین جو ہونے والا ہی وہ ظہور مین آئیگا اور
ای ملکہ تم طلسم مین حال عیارون کا سنتی اور دیکھتی ہو گی یہان ویسے ایک لاکھ عیار ایسے بھرے
ہین تمھارا بچنا غیر ممکن ہی قہار نے کہا مین سارے لشکر حمزہ کا کل ہی خاتمہ کردونگی
تم کہتے کیا ہو مجھسے موسے عیار کہان پائینگے اب تم بیرون قلعہ چلو تاکہ طبل جنگ بجے اور لڑائی
کی ٹھہرے بختیارک نے سمجھایا کہ ای ملکہ کچھ دن دنیا کی ہوا کھالو جلدی نکرو پھر تم کہان
اور ہم کہان قہار نے اصرار کیا کہ شیطان صاحب زیادہ باتین نہ بنایئے باہر تشریف لے چلیے
اسکے کہنے سے لقا اور بختیارک اور منظور زاغ چشم وغیرہ قلعہ کے باہر نکل کر لشکر مین داخل
ہوئے بارگاہ استادہ ہوئی سب سامان درست کیا اندر بارگاہ کے خداوند تخت نشین
ہوئے ناچ ہونے لگا پیالہ شراب کا گردش مین آیا جب دماغ قہار کا بادۂ ناب سے
گرم ہوا حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے کوس رزم پر چوب لگائی ادھر اسیر لشکر
اسلام خبر لیکر داخل بارگاہ عرش اشتباہ امیر کشور گیر ہوئے شاہ سمندر تخت سلیمانی پر جلوہ
فرما تھے سرداران عالی وقار گرد و پیش جمع تھے کہ ہرکارون نے مجرا گاہ پر ٹھہر کر بزبان نیاز
التماس عرض کیا اور یہ قطعہ بفصاحت پڑھا کہ قطعہ

درگاہ تو قبلۂ شہان باد — عمر تو برابر جہان باد
تا نام و نشان آسمان ہاست — وز دہر بدولتت نشان باد

لشکر حریف مین نقارۂ رزم قہار شعلہ بدن نامے ساحرہ نے بجوایا ہی بندہ نے فردا
معرکۂ رزم ٹھہرایا ہی باقی امن و امان ہی خانۂ دولت دشمن ویران ہو یہ عرض کرکے ہرکارے

کنارے ہوئے اور بصد رعونت شاہنشاہی سے واسطے نقارہ نوازی کے حکم شرف نفاذ پایا چالاک بن عمرو نقارہ خانہ سکندری میں آیا اور طبل سکندری پر ڈوال دی چوب لگا کر کوس جسکی صدا کنی دل ساکنان دنیا کے ہل گئے تھا ور مرنے پر تل گئے شور کرتا سے زلزلہ واذا زلزلت الارض زلزالها آشکار ہوا اور ونفخ فی الصور فتاتون افواجا کا زمانہ گویا قریب آیا کہ نظم

صدائے کوس وکرتا شد بگردون ۔ دل کروبیان از خوف شد خون
بود آن صدا شور محشر ۔ فلک در گردش ولرزان شدہ بر

دلاوران عرصہ شجاعت ہوشیار ہوکر مصروف درستی آلات حرب ہوئے جس وقت کہ شہنشاہ گردون سریر کی آمد آمد خسرو انجم دریافت کرکے عرصہ گاہ سپہر سے رو بفرار لایا اور بادشاہ ثوابت نے اورنگ فلک پر بصد شوکت وحشمت جلوس فرمایا کہ ابیات

شبے چون شاہ انجم خیمہ آراست ۔ شفق اطلس بزیر پائے انداخت
حصار روشن نکرد ماہ انور ۔ کہ گیتی ہست از نورش منور

شاہ اسلام نے شام ہوتے ہی دربار برخاست فرمایا کہ ہر ایک بہادر اول شام اپنی ضرورت سے فراغت کرے اور پچھلی رات کو آمادہ جنگ ہو کر آستانہ شاہی پر حاضر ہو غرضکہ دونون لشکرون مین سامان حرب فراہم ہونے لگا ساحر منتر اور جنتر جگانے لگے موہن بھوگ بیرون کو چڑھانے لگے کہین سور کا بھوگ دیا کسی نے بکرا جھٹکا دیا کوئی سامری اور جمشید کی جاپ کرتا تھا اور رالا لیے آسنی پر آسن جمائے دھیان لگا کا لگائے اس طرح پکار رہا تھا کہ ابیات ہندی

سینہ ما ایک پکار ہماری ۔ ہم تو آئے شرن تمہاری
مین پاپی ابرا دھکے کمبہرو ۔ پا پ ندی مین ادھو بیچ پڑو
تاسین دکھی رہون دن راتا ۔ ہوا وہ ساے مو سنے بد ھاتا
کبھی سنتی سنپہہ پکارا ۔ اب کا بھیو ہماری بارا

ہر سمت ایک ہنگامہ قیامت برپا تھا نقیب ہر سمت پکار رہے تھے بہادرون کو کلمات شجاعت پہلوانان گذشتہ سنا کر رغبت جدال وقتال دلاتے تھے اہل اسلام غسل فرماکر پوشاک کو کفن سمجھ کر پہنا کرتے تھے مشت خاک گریبان مین رکھتے تھے کہ اے خاک تو خود ہو چیو لاش پچھلی کو سے نہ کہا مین بہ پھر گ تو آسمان سے وہ گز زمین چھین کر لانے

قبضہ مین لائین کہ بیت

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم	دو گز کفن ملیگا کسی دن بخیل سے

اسیطرح چار پہر یہی ہنگامہ شر و فساد گرم رہا تلوارون کے قبضے کھڑکتے رہے سپرون کے پھول اور خنجر چمکتے رہے آخر نسیم سحری سن سن مثل تیر کے چلی اور گل خورشید خاور ہامی شعاع مین اس طرح گھرا ہوا گلشن چرخ مین ظاہر ہوا کہ جیسے اسد نیستان جرأت نیزون مین گھرتا ہے نظم

سحر گر تیغ خورشید ظفر کوش	شفق کی خون مین کفن افگندہ بر دوش
کفن بر دوش و بر کف تیغ و خنجر	برون آمد بہ جنگ انجم و اختر
نثار بود تیغ و خنجر صاف	ہوا گشتہ پرند آہنین باف

امیر سجدہ گاہ پاس مین داخل ہوئے اور رو بقبلہ نماز سحر ادا فرما کر دعا کرنے لگے کہ اے خالق لیل و نہار مجھے اس لشکر روسیاہ کفار پر فتحیاب فرما کر سرخرو کرنا ادہر امیر تضرع و زاری درگاہ باری مین کرتے اور بلبلاتے تھے اس طرف لشکر دلاور لیکر دشت نبرد مین جاتے تھے غول کے غول اور گروہ کے گروہ سردارون کے در دولت آستان عالی جاہ ظل اللہ شہنشاہ گیتی ستان پر حاضر ہوتے تھے کہ ایکایک سلطان عالم پناہ کا تخت کہاریان اٹھائے آئین کہارون نے تخت بدلوایا شاہ کا جمال نظر آیا ہر شخص مجرے کو جھک گیا مردہ نے نگاہ رو برو کر کے تسلیم و آداب کرنا ہر ایک کا جتایا تخت شاہی کا بوسہ دیکر سب نے بیچ مین کر لیا اور سواری حضور عالم کی وادی گاہ مصاف کی طرف چلی اس امر کی خبر عیارون نے امیر سے جا کر عرض کی امیر فی الفور اسلحہ جنگ زیب قامت فرما کر حاضر خدمت شہنشاہ عالم پناہ ہوئے اور مجرا کر کے بعہدہ سپہ سالاری کل لشکر کے آگے ہو کر روانہ ہوئے اسوقت اس لشکر نصرت اثر پیکر کے ہنگام قیامت دو آثار تھا کہ ابیات

فراوان اسپ با زین مکلل	بہ فتراک از صبا صد رہ تجلی
ہزارون فیل نر چون کوہ الوند	تو گوئی آسمان را منشعب بوذ
شمار فوج شد افزون ز تعداد	ہمہ سرکش قوی دل سخت پولاد
نکوآرا یشش ز انداز بیرون	چمن را غنچہ زر کشش دل پر از خون

قصہ کوتاہ بڑے جاہ و تجمل سے برآمد دشت مصاف ہوئے کہ آمنے سامنے فوج صف بستہ

ظفر موج کے فلک شیشہ ساعت بنگیا اسقدر غبار بلند ہوا پلٹنون اور رسالون مین ظلم
بجے نرسنگے پھونکے ہل من مبارز کی صدا بلند ہوئی کہ بہرام چرخ فلک پر گھبرایا ناقوس فلک
ہاتھ سے چھوٹی تیر سپہر کو قلم بناکر سپہ گری چھوڑی ناشیون مین نام لکھایا غرضکہ پرے صفون
کے جمے ولاور آگے بڑھکر ٹھہرے تھے کہ سامنے سے لشکر ساحران نظر آیا لقا ہاتھی پر بصد
زیب وزینت سوار کئی لاکھ سرکشان روزگار آمادہ کارزار شمشیرین کاندھون پر رکھے
دریاے آہن مین غوطہ مارے خداوند کے ہاتھی کو گھیرے صحراے قتال مین وارد ہوے
ایک جانب قہار شعلہ بدن اژدہے پر سوار ہمراہ اسکے ساحران غدار صف آرا ہوے
اونچی نیچی زمین بیلدارون نے برابر کی اور سقون نے آب پاشی کرکے گرد وغبار بٹھایا
میمنہ ومیسرہ آراستہ ہوا نقیبون نے للکار کر صدا دی کہ دنیاے فانی مین نوجوانو زندگی
کا عرصہ تنگ ہے یہ میدان مصاف جاے نام ونگ ہے زینت دہ بزم شجاعت ہو شمع
ناموری روشن کرو جوش جرأت وجنگ آزمائی دکھادو کہ بقول اسکے نظم

اب یہ کام تو نیزہ و شمشیر سے ہے	تلوار سے چلے عدو کے جگر سے
وہ تم سے عیان ہو شان جرأت	دنیا مین رہے نشان جرأت
آب شمشیر خوب برسے	پانی کرو وہان زخم تر سے
ہو گلشن نام وننگ شاداب	تحسین کرے تم پہ روح سہراب

نقیبون کی صدا سے بہادر بشاش ہوے نامرد بد حواس ہوے قہار جاہ وجلال لشکر
اسلام دیکھکر دنگ تھی اور دل سے کہتی تھی کہ اسنے لڑکر سر بر ہونا غیر ممکن ہے اسوقت بختیارک
نے کہا اے ملکہ کس فکر مین ہو جاؤ مقابلہ کرو قہار نے جواب دیا کہ رنڈیون کو مردون سے
لڑوانا ملک جی تمھارا ہی کام ہے ایک پہلوان آیا چاہتا ہے وہ لڑے گا یہ کہکر آسمان کی طرف
دیکھا اور پکاری کہ اے سوار قدرت شہنشاہ افراسیاب آؤ اس صدا کے دینے سے
ایک تڑاقا ہوا اور سوار قدرت یعنی ایک نوجوان زرہ جوشن وغیرہ پہنے ہتھیار لگائے ہوئے
صحرا سے پیدا ہوا اور اسنے آکر لقا کو سجدہ کیا تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ حرب ہوا
لقا نے کہا مین نے سب مسلمانون کا مرنا تیرے قبضے مین دیا یہ سنکر وہ میدان مین آیا
اور سلح شوری کرکے سراپا میدان کا دکھاکر بہیبت وسطوت رجز پڑھنے لگا کہ نظم

مین ہی رستم وقت ہون بیگمان	نہین اور مجھسا کوئی پہلوان

ہوا نمرود ہوں پیدا اگر آؤں میں ٭ نیا رنگ دنیا میں دکھلاؤں میں
مجھے سب طرح سے ہے زیبا غرور ٭ مری تیغ اژدرا ہے رنج مدے فزور

ہے کوئی اے فرقۂ اسلامیان تم میں ایسا کہ مجھ سے آکر ہم نبرد ہو اس نہیب کو سنکر دست راست سے شہزادہ نور الدہر نے گھوڑا دوڑایا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر عرض کیا کہ فدوی میدان کی رضا دیجئے تاکہ اس گمراہ کو باندھکر حضور میں حاضر لاؤں اور یا جان گرامی اپنی حضور پر نثار کروں بادشاہ نے انکو خلعت سے مخلع کیا اور سپرد پروردگار عالم کے کیا شہزادہ مرکب جہندہ کو روانہ ہوا اور سامنے حریف کے پہونچ کر لگاورزنی کی سوار قدرت کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب شہزادے کا زور میں ڈپٹ کے ساتھ جسقدر حریف کا گھوڑا ہٹا اُسی قدر آگے بڑھ گیا شہزادہ بجوش شجاعت سنکے یہ اشعار حریف کی رجزخوانی کے جواب میں زبان پر لایا اشعار

میں ہوں نامدار جہان بے عدیل ٭ میں ہوں نسل صاحبقران جلیل
وہ شمشیر براں ہے مجھکو ملی ٭ کہ ہیبت سے جسکی ہے قہر ستم ہلی
مقابل ہو مجھ سے کہاں اتنی تاب ٭ وہ پرزہ ہو جو ہو وہ افراسیاب

اور یہ بھی کہا کہ بیہودہ سے لاف و گزاف بکتا ہے لا ضرب میدان مردان عالم سوار قدرت نے یہ سنکر بغضب تمام نیزہ مارا شہزادے نے نیزے کی سنان کو اپنی سنان نیزہ پر روکا حملے طرفین میں رد و بدل ہوئی تھیں کہ نیزہ سوار قدرت کا ہاتھ سے اُنکے اُنہوں نے نکال دیا آخر کو عمود گرز گرانبار چرخ دیکے سر شہزادہ پر لگایا انہوں نے گرز کو اپنے گرز پر روکا کہ شعلے بھڑک پڑے آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی سوار نے تلوار سر شہزادے پر لگائی شہزادہ نے ڈھال پر روکی تیغ خاراشگاف نیام سے اُسوقت قہار نے مخفی طور پر سحر کیا کہ شہزادے کے ہاتھ سے تیغ گر پڑی اور بیجان کر دیا اور سوار قدرت نے بد وقت تلوار اپنے سر پر آنے کے شہزادے کی کلائی پر ہاتھ ڈالا شہزادے نے بھی گریبان میں ہاتھ ڈالا لیکن آدمی جسم تو وہ نہ رکھتا تھا کچھ زور نہ چلا سوار قدرت نے اُنکو قاش زین سے اُٹھا کر زمین پر پٹکا اور بالہ دار لشکر میں بھیج دیا اُس نے قید کرایا سوار قدرت نے پھر مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے شہزادہ نور الدہر کے دو بھائی ایک کے بعد ایک آکر کینہ خواہ ہوئے مگر بسبب سحر کے نہ قہار کے گرفتار ہو گئے شام ہو گئی تاک چالیس سپاہ ور ایسے سرخیل القصہ یہ ہو گئے اُسوقت طبل بازگشت قہار نے بجوایا ادھر بھی کاکلہ کیا

کہ اے خدا پرستو آج تکو اور مہلت دیتی ہون اگر تمنے خداوند کو سجدہ نہ کیا تو کل سب کا خاتمہ
کر دونگی ادھر عیار درون سے لاکارا کہ او مردار کیا بکتی ہے انشاء اللہ کل تجکو راہ ملک عدم
دکھا دینگے عیار عورت نے کہا کہ آج ہی رات کو اے کمبختو ہم تمکو زندہ نہ چھوڑینگے غرض کہ
لشکر جانبین کے پہرے کر کر کہ کھولی آسودہ ہوئے لقا اپنی بارگاہ مین نہایت خوش و خرم آکر
سو رہا اور حکم رقص و سرود دیا ناچ ہونے لگا بختیارک نے کہا اے خمار آج تم بہت ہوشیار
رہنا شہنشاہ حضور کرآئین گے اسپر ہمدرد جادو سناگر کہ خداوند نے مسلمانون کو گرفتار کرا دیا ہے خداوند
نشہ ملتا پانا ہے اور بھالی سبکی یہین ہن تقدیر پلٹ دیتے ہین لقا نے کہا اے ملک ہمین
تیری حفاظت کو فرشتے مقرر کر دونگا بختیارک بولا کہ عزرائیل کو مقرر فرمائیے گا خمار
بولی کہ آج پھر نقارہ حرب بجوائیے مین سب کو گرفتار کر دونگی اور طلسم مین چلی جاؤنگی بختیارک
نے کہا اے ملکہ جلدی نکرو دیر آید درست آید رفتہ رفتہ سب کو گرفتار کرنا مثل مشہور ہے نہ
دوڑ کے چلیو نہ گر پڑیو آج کا دن ٹھہر جاؤ کل مقابلہ کرنا خمار نے اسکا کہنا نہ مانا اور طبل
جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر سے جاکر خبر دی امیر کے یہان بھی حکم کوس حرب کے بجنے کا
ہوا اور بجوا اسوقت چالاک نے عرض کیا کہ غلام کے نام پر طبل بجوائیے کل سوار قدرت سے
مین لڑونگا امیر نے فرمایا کہ مین تجھے بجا سے امیر کی جانتا ہون کیونکر دانستہ قتل اور گرفتار
کراؤن تیرے پاس تحفہ جات اور تبرکات مثل ہمدو کے کہان ہین چالاک قدمون پر گرا کہ
یا امیر اسمین ذلیل ہونگا جو منہ سے نکلا ہے ویسا ہی کرنا چاہیے لازم ہے کہ میرے نام پر طبل
بجوائیے اسکے اصرار کرنے سے امیر نے اجازت دی کہ بنام چالاک طبل بجے پھر تو نقارے بجے
پہر سپاہی سارے لشکر مین خبر مشہور ہوئی کہ کل چالاک سے مقابلہ ہے دیکھا چاہیے کہ مشیت
ایزدی مین کیا گذرا ہے یہ خبر لشکر لقا مین جب پہنچی بختیارک ٹھٹھے ہو کر ناچنے لگا اور
پکارا کہ وہ مارا ایسے مرشد زادے کا مقابلہ کرینگے پھر سوار قدرت کا بچنا غیر ممکن ہے یہ باتین
تھین کہ سوار قدرت بھی بارگاہ مین آیا اس سے کہا واسطے ساحری کا بہت ہوشیار رہنا اب
کچھ تمہین نہین معلوم ہوتے سوار قدرت نے کہا مین آسمان پر جاکر رہونگا مجھے عیار کہان پائینگے
یہ کہکر اڑ کے چلا گیا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی دربار برخاست ہوئے چالاک
اور ابوالفتح صورت بدل کر لشکر ساحران مین گئے ایک ساحر سے اجنبی بنکر پوچھا کہ سوار
قدرت کہان ہین ہم انکی ملاقات کیا چاہتے ہین ساحر نے کہا سوار قدرت آسمان پر جاکر رہا ہے

نکل آئیں سے اور چالاک سے ملتا چاہیے یہ سنکر چالاک گھبرایا دل سے کہا تو نے ناحق اپنے
ماموں چلبل جنگ ساحر کو [illegible] اب صبح کو امیر کو کیا منہہ دکھاؤنگا بڑی ذلت کا سامنا ہے سوار قدرت
کا ملنا محال ہو لاؤ چل کر بختیارک سے اسکا حال پوچھوں یہ سوچکر روانہ ہوا ادھر لقا سے
دربار برخاست کیا تھا سردار اپنی اپنی جگہ پر جاکر مقیم تھے بختیارک بھی اپنے خیمے مین تھا کہ چالاک
در خیمہ پر آیا اور دربانون سے کہا جاکر ملک جی کو اطلاع کر دو کہ چالاک تمہارے پاس آئے
ہین دربان نے جاکر عرض کیا بختیارک گھبراکر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ارے تم نے اونکو روکا
کیون جلد باعزاز تمام لاؤ لوگ چالاک کو بلا لیے گئے بختیارک نے سر و قد اٹھکر تسلیم کی
اور گویا ہوا کہ اے مرشد زادے آج آپ نے کرم فرمایا کہ مجھے تشریف لانا آپکا بہت تھا ہی بیت

نگوئیم ہمہ تشریف ما قدوم خانہ وارم	غریبم خاکسارم گوشہ ویرانہ دارم

چالاک پاس اسکے بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملک جی ہمارے باپ کو جب کوئی ضرورت ہوتی
تھی تو تمہارے پاس آتے تھے آج ہم بھی آئے ہین کہ تمسے کچھ پوچھین لیکن شرط یہ ہے کہ اگر
سچ بتا دوگے خیریت گذریگی ورنہ یہ خنجر بران دیکھو اسکو بھی تم سمجھو ہوا اور ہم بھی تم سے حیلے
انتہا سے زیادہ ہین بختیارک نے کہا کہ مین تو غلام کا آپکے غلام ہون جو فرمایئے
بجا لاؤن اسنے کہا سوار قدرت کو تم جانتے ہو کہان ہے بختیارک نے کہا اگر آپکو ذلیل کرنا
منظور ہے تو ذلت دیکھیے جو مزاج مین آئے وہ میرے ساتھ کیجیے مگر مجھکو قسم ہے اپنے شہر
یجو لینے آپکے والد ماجد کی کہ سوار کا مسکن مین نہین جانتا ہون اتنا سنا ہے کہ وہ آسمان کا
رہتا ہے پھر کیا ہے آپکے نزدیک زمین و آسمان سب یکسان ہین آپ دو دفعہ یا سوار
ہوکر جائیگا اور مجھے یقین ہے کہ آپسے قتل ہوجائیگا یہ آدمی اسکی سنکر چالاک سمجھا کہ سچ کہتا
ہے یہ حال سوار قدرت کا نہین جانتا ہے ورنہ میرے باپ کی قسم نہ کھاتا آخر ناچار ہوکر وہان
سے پھرا اس عرصہ مین رات تھوڑی سی باقی رہی اسنے خیال کیا کہ اب چل کر قمار شعلہ
بدن کو مار ڈال سوار قدرت اسی کا بلایا آتا ہے اسکے مرنے سے وہ نہ آئیگا یہی سوچتا ہوا
خیمہ قمار کے قریب آیا اس خیمہ کے صحن خیمہ مین پلنگ بچھوایا ہے اور سر اسکے خیمے کے اٹھوا کر
دور دور ساحرون کی چوکی بٹھائی ہین اور آپ پلنگ پر لیٹ کر کھول سحر کر کے اپنے اوپر [illegible]
کہ سارا بدن آگ کی طرح دہک رہا ہے آپ غافل سو رہی ہے چالاک نے دور سے سولہ شعلہ
آتش کے جب ساپ تو کچھ نہ دیکھا گھبرایا کہ اب کسکو بیہوش کرون اور کسے قتل کرون آخر ناچار ہوکہ

وہاں سے کوچ کیا ادھر اس اثنا میں نوبت صبح کی بجنے لگی اور ستارے مثل گل باد خزان سے چمن
آسمان میں مرجھا گئے غنچہ صبح کھلا کھلا یا گلشن نیلوفری سپہر میں گل خورشید پھولا کہ نظم

سحرگہ از شبستان شاہ خورشید	برون آمد ز مشرق ہمچو امید
جہان پیدا شدہ مثل جواہر	بیارا اطراف عالم خوش گذر کرد

صبح دم لشکران ہر دو سپہ جلیل و ذلیل آمادہ حرب و پیکار میدان جنگگاہ میں وارد
ہوئے امیر بھی نماز پڑھکے تمام اسلحہ ترتیب قد کرکے در دولت پر آئے سب سرداروں نے
مجرا کیا بادشاہ جہاں پناہ برآمد ہوئے نقاروں پر چوب پڑی ہر ایک نے تعظیم دی تخت شاہی
کے ہمراہ جملہ سردار روانہ ہوئے اور بڑے کر و فر سے میدان جنگگاہ میں آئے بدستور روز اول
مقام رزم پاک و صاف ہوا بیلچہ کار پست و بلند زمین کو ہموار کر چکے سقوں نے آبپاشی کی
گرد اٹھانی صفیں جم گئیں نقیب نقابت کرنے لگے خلاصہ یہ کہ جب دونوں لشکر لڑنے پر
تل گئے یعنی لشکر تیار بھی آکر صف آرا ہوا اسوقت امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ سب سردار اپنے
اپنے سرداروں کے ساتھ حاضر ہیں لیکن چالاک نہیں ہی عیاروں سے پوچھا کہ چالاک کہاں
ہی انھوں نے عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہی امیر نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ مارے غیرت کے روپوش
ہو گیا ہی یا خنجر مار کر مر گیا سوار قدرت سے لڑ نہ سکا اب بڑی سبکی ہوئی عیاروں نے عرض
کیا کہ ہم سب لڑنے مرنے کو حاضر ہیں ایک عیار نہوا نہ سہی امیر نے جواب دیا کہ طبل جنگ تو
اسی کے نام پر بجا ہی بات میں تو فرق آیا یہ فرما رہے تھے کہ فوج ساحروں کے ہمراہ ایک
طرف آکر ٹھہری اور آسمان کو دیکھا سوار قدرت فلک کی جانب سے بلا کی طرح نازل ہوا
اور میدان میں آکے مبارز طلبی کی دست راست کے سرداروں نے کہا کل ہمارا شہزادہ گرفتار
ہوا ہی ہم لوگ آج جان دینگے کوئی اور ارادہ سوار کے ساتھ ہم نبرد ہونے کا نہ کیجیے یہی کہہ رہے
تھے کہ صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور ایک سوار مرکب باد رفتار زیر ران تاج سر پر خنجر کمر
میں ترکش پشت پر نقاب چہرے پر ڈالے پیدا ہوا امیر نے اسکی جانب دیکھا اور روتے بھی مسکرا اٹھے
امیر نے پوچھا تاکہ چالاک ہی دعا فرمانے لگے کہ خداوندا اسکو مظفر و منصور فرمانا اور چالاک
سوار قدرت سے لگا ور نزدیک ہوا اور للکارا کہ ہم غلام صاحبقران سوار قدرت ہنس کر
پکارا کہ ابھی تو میرے سامنے ٹھہرا ہی نکل تجھکو اپنا ساقی بناؤں گا چالاک نے کہا او بے حیا
پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہی میں تیرا ساقی اجل ہوں تو کیا بکتا ہی ادھر الا ضرب مردان عالم

سوار قدرت نے جھنجھلا کر تلوار ماری اسنے جست کر کے خالی دیا ایک بیضہ بیہوشی مار کر سوار قدرت
کی ناک پر پڑا وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا چالاک نے کاٹی خالی کر کے خنجر مار کر سر کاٹنا چاہے
مگر خنجر اچٹ گیا اُسنے جسم بزور سحر اپنا سخت مثل پتھر کے بنایا تھا یہ دیکھتے ہی وہ تو بیہوش تھا
اور گھوڑے سے زمین پر گرا چاہتا تھا کہ چالاک نے کمند پا سکے اپنے گھوڑے کو ہنکایا سوار
قدرت بھی کھنچتا چلا اور پتھر اور درختوں سے ٹکرا کر پیٹ پھٹ گیا اعضا ٹوٹ گئے آخر مر گیا صدا
دار و گیر بلند ہوئی کہ کشتی سوار قدرت مارا گیا رنگ لقا کا سفید ہو گیا اور بختیارک ناچنے لگا پکارا
صلوٰۃ بر ابراہیم و لعنت بر لقا فوج ساحران اور کافران لینا لینا کہتی چلی ادھر سے امیر بھی
اسم اعظم بآواز بلند پڑھتے ہوئے آگے بڑھے جسکی تاثیر سے تاکہ سحر اثر نہ کرے ابر سیاہ
ہر طرف سے گھر آیا پھر تو

نظم

بڑھے لڑنے والے کھینچی تیغ تیز
چلی جس طرف کو وہ جنگی سپاہ
ہوئی لاش پر لاش اُس جا عیاں
برسنے لگا آ کے پیکان تیر

ملی امن کو وان سے راہ گریز
دلاور ہوئے ہر طرف کینہ خواہ
چمکنے لگے خنجر خون چکان
ہوا دور ہو کے سر گوشہ گیر

ہزارہا ساحر اور لقا پرست مارے گئے لشکر امیر چڑھتا چلا بختیارک نے طبل امان
بجوا دیا اور لشکر سے کہہ پھرا امیر بھی لشکر فیروزی پھیر کر داخل بارگاہ ہوئے چالاک کو
خلعت عنایت کیا اور بعشرت شام بیٹھے عیار باہم مشورہ کر کے واسطے قتل کرنے قہار
کے روانہ ہوئے یہاں لقا وغیرہ سب بارگاہ میں آکر ٹھہرے ہیں کہ ابر آسمان کی طرف
آیا اور بجلی چمکی بختیارک نے کہا یا خداوند یہ کیا تقدیر فرمائی ہے لقا نے قہقہہ مارا اور کہا
ہماری تقدیر کو کون سمجھ سکتا ہے دیکھو ہمنے سوار قدرت کو اپنی رحمت نازل کر کے بہشت
میں بھیج دیا ہاں وہ سیر کرتا ہے یہ کلام سب حضاران دربار سنکر کہنے لگے در حقیقت جاگتی
جوت کا خداوند ہے جو چاہے وہ کرے سب باتیں یہ کر رہے تھے اور بختیارک چپکے کہتا تھا
کہ جھوٹے پر لعنت ہے اس گفتگو کے درمیان میں وہ ابر جو نمودار ہوا تھا قریب آیا اور طوفان
فیل دندان فرستادہ شاہ طلسم آکر پہنچا سلیمان نے جا کر لشکر اسکا اتروا یا مگر اسنے
وہ کشتیاں جو اپنے ساتھ لایا تھا خداوند کو نذر دیں اور نامہ بادشاہ ساحران کا دیا آپ
سات بار تخت خداوند کے گرد پھرا سجدہ کیا بختیارک نے خداوند پر سے پانی اتار کر ادھر

پلایا اور کہا یہ احسان یاد رکھنا اس پانی کے پینے سے دس برس عمر ہر روز بڑھتی ہے ٹھنڈک
رہتی ہے طوفان نے کہا بیشک میرا سارا بدن خنک ہو گیا بختیارک نے چپکے سے کہا جو اندر
آتا ہے وہ چھوٹا ہی آتا ہے قصہ مختصر طوفان برابر تھا کہ بیٹھا سب نے دیکھا کہ تین جوڑے
اسکے سر پر بندھے ہین ایک جوڑے سے آگ کے شعلے نکلتے ہین اور دوسرے سے دھوان
چھپتا ہے گھبرا کر بلند ہوتا ہے تیسرے سے سانپ گردنین باہر نکالتے ہین اسکو دیکھ کر اپنا
بھی پانی مانگتا ہے جس وقت یہ بیٹھا ساقی نے جام لاکر شراب کا دیا اسنے پیا اور حال پوچھا
بختیارک نے سب حال سوار قدرت کے مارے جانے کا بیان کیا اور کہا ملکہ پر سخت
مین ہین یہ حال سنکر اسنے کہا کہ اے ملکہ افسوس ہے کہ اتنی بڑی تم ساحرہ ہو اور دشمن پر ہوسکا
اب تم دیکھو مین کام خدا پرستون کا تمام کئے دیتا ہون اسکے ان کلامون سے قہار کو بھی
غصہ آیا اور گویا ہوئی کہ تنہا فصیل قلعہ پر چل کر تشریف رکھین لو تماشا دکھاتی ہون کہ یہ
مسلمانون کو ہلاک کردون کی اسکے کہنے سے لقا مع تمام سردارون اسکے قلعہ کی
فصیل پر جا بیٹھا اور طوفان نے ایک ناریل جوڑی دار سحر پڑھکے مارا کہ لشکر اسلام مین وہ
آکر گرا لشکر میں کوس ڈیڑھ کوس کے گرد میں اترا ہوا تھا آگ کا چبوترہ گول سا بنا ہوا طاق بلند
مین بنا ہوا تھا اور ایک ہاتھ اسکا ہاتھ پکڑے باتین کر رہا تھا کہ ناریل کا گرنا دیکھا ہاتھ چھڑا کر
بھاگا اور دو کوس پر جا کر ایک گلی اسکی دکان پر ٹھہرا دیکھا کہ ناریل سے صدا سنسناہٹ پیدا
ہوئی اور شعلے نکل کر تمام جمع ہو کر مثل چادر آتش فشان بنگئے اور تمام لشکر پر وہ چادر
پھیلنے لگی جو آگ ... آتش دیکھ کر بھاگا اور لشکر کی حد سے باہر نکل گیا ابو الفتح اور جنید
بھاگا اور بھی بھاگے اسنے پانی کل لشکر پر وہ چادر پھیل گئی صرف بارگاہ سلیمانی محفوظ رہی
کہ اسپر تاثیر نہین کرتا ہے اور نہ کوئی تماشا اس مین آسکتا ہے اگر آسکے تو جل جائے غرض
اہل لشکر کو وہ گرمی معلوم ہوئی کہ زبان شدت تشنگی سے منہ کے باہر نکل پڑی اور چادر
آتش مین سے آگ برسنے لگی امیر اور بادشاہ اور سردار جو اندر بارگاہ سلیمانی کے بیٹھے
وہ بچ گئے ہین باقی سب اہل لشکر آفت مین گھرے ہین امیر نے پانی پر اسم اعظم دم کر کے
مشکون مین بھروا کر حکم دیا کہ جہان آگ برسے وہان چھڑکو تاکہ جلنے سے بچو لیکن جب تک
پانی چھڑکین زمین گرم تھا سنگی خیمے بارگاہ مین ہزارون جلین اور ہزارہا آدمی ہلاک ہوئے
لشکر مین ہلا چل پڑ گئی پانی چھڑکنے سے آتش زمین کی ٹھنڈی ہوتی ہے لیکن وہ چادر

تی ہوئی ہے نہ اس تک پانی بسبب بلندی کے پہونچتا ہے نہ وہ آفت دفع ہوتی ہے غرضکہ عجب مصیبت ہے کہ

قطعہ

زمین آگ کی آسمان آگ کا	جدھر دیکھیے اک سماں آگ کا
جلا اس قدر رشک سے آسمان	ہوا آسمند کا آتش فشان
درختوں سے پیدا شرارے ہوئے	چمک میں ہر اک گل ستارے ہوئے
پھپھولے کی صورت تھی ہر اک کلی	زمین گلشن دہر کی یون جلی

خلاصہ کلام لشکر تمام بھاگ کر اندر بارگاہ سلیمانی کے جا کر چھپے لیکن سارا لشکر ایک بارگاہ میں کیونکر سما سکے امیر نے پانی اسم اعظم پڑھکر دیا کہ اسکو تقسیم کرو اور سب سپاہ کو لشکر میں وہ آب تقسیم ہوا تاکہ جلنے سے تو بچے مگر اس آگ میں سب وحشت سے گھبرا گئے اس طرف لقا بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے بندگان من دیدید قدرت ما را ادھر عرش پر امیر کہ یا خداوندا تیری بہت بڑی قدرت ہے کہ تو نے ایک سحر ایسی بندی گندی ناچیز کو عطا عنایت فرمائی ہے اب میں سب مسلمانوں کا کام تمام کیے دیتا ہوں ایک حمزہ والا اسم اعظم ہے وہ اگر بچ گیا تو خیر بغیر مارے مر جاویگا اکیلا جیا تو کیا رفیقوں کے غم میں اوسکا جینا محال ہے بختیارک نے کہا یہ تو سب سچ ہے لیکن ایک تو مسلمانوں کو مرنے کی عادت نہیں ہے دوسرے خداوند کے نواسے اس لشکر میں اسیر ہیں اور تم خداوند داماد ہیں کہیں خداوند رحم کھا کر آفت پر نہ پلٹ دیں لقا بولا اب وہ ہوا کہ انکی سب کے ہلاک کی میں نے تدبیر تقدیر کی ہے اسکو نہ پھیرونگا یہ باتیں کر کے فصیل قلعہ سے اترکر بارگاہ میں سب آکر بیٹھے اور ناچ ہونے لگا خوشی کرنے لگے شراب کا دور شروع ہوا بختیارک کہتا ہے دیکھا چاہیے کہ یہی خوشی روز رہتی ہے یا آج کے دن کی ہے کیونکہ مسلمان ایسی بلائیں بہت سی اٹھا چکے ہیں انکا خدا بڑا زبردست ہے کہ دم میں کیا سے کیا ہو کچھ کا کچھ ہوا چاہتا ہے یہی گفتگو تھی کہ چالاک اپنی فوج کی مصیبت دیکھ کر رہا ہوا صورت بدل کے جو اس بارگاہ لقا میں خدمتگار بنکر آیا مگر وہاں پہرا تھا پہرہ داروں نے خبر دی کہ عیار آیا ہے بختیارک نے کہا کہ عیار یہاں موجود ہے اسنے پوچھا کہ تمھیں کیونکر ثابت ہوا اسنے کہا کہ جب کوئی دشمن آئیگا تو میرا سحر خبر دیگا اور آنکھ پھڑکنے لگے گی یہ باتیں سنکر چالاک نے سمجھا کہ یہاں اگر ٹھہروگے تو گرفتار ہو جاؤگے یہ شخص پہچان لیگی یہ سوچکر باہر نکلا وہاں سے نکل گیا دونو ...

پہر سے ہوے تھے ابوالفتح کھڑا تھا اُسکو پہچان کر چالاک نے بیجا کر سب حال کہا اور دل جو حالت لشکر پر
بیتی تھی تو دونوں پہر فراش بنکر داخل بارگاہ ہوے حریف ہوے قہار سے کہا ملکہ جی عیار
فی الحقیقت ہیں جو انداز سے ہیں پہلے آپ آکر چلا گیا تھا اُلٹی ہوا دوسرا کیا اور رلایا ہے تخیتیار نے
نے کہا اے ملکہ یہ لوگ بلا سے ہیں ورنہ یہاں ہیں تمھیں چھپا تجھ کو ڈر نہیں کہ پھر جان ہے تو جہان ہے اپنی
جان بچاؤ کسی ایسے مکان میں جاؤ کہ جہاں فرشتے کا بھی گذر نہو مجھے یہ بات تم پر
ظاہر ہوتی ہے کہ کبھی نہیں معلوم ہوتی صبح کو ملی لیبی لیٹی ہوگی ہم افسوس کرتے ہونگے قہار نے
بولی کہ ملکہ جی جو باتیں آپنے کہیں وہ میرے ظہور میں آگئیں جو تمنے کہا وہی ہوا اپنی
نگہبانی اچھی ہی ہے خوب ہوئی ہر تیج ہے جو میں اپنی محافظ نہونگی تو کون ہوگا یہاں
سے دو کوس پر ایک باغ ہے کہ باغ جمشیدی اُسکو کہتے ہیں اور صحرا بھی وہاں طلسم کا ہے کہ
کسی کا وہاں گذر نہوگا جو جائیگا قید ہو جائیگا میں وہاں جا کر رہونگی اور اسم اعظم حصار
ہر سمت بند کر سکے اگر ہر ایک کو ہلاک کرونگی تخیتیار نے کہا اے ملکہ تدبیر تو اچھی ہے لیکن
ہماری خبر نہیں تمہاری مگر خیر بتقضاے بشریت گر تصدیعہ اسے حضرت دل کو پتا کو
لو جاؤ کیا آپ کو اغیار کے حوالے ہو یہاں سے بیٹھا جانے میں جان بچ جائیگی قہار نے کہا
میں تمہارے ملنے کی تدبیر کئے دیتی ہوں یہ کہکر دو جادوگرنیوں سے حکم دیا کہ جو ملکہ جی حکم کریں
تم اسکو بجالانا کچھ عذر نہ کرنا جادوگرنیوں نے اپنے سر کے بال نوچکر تخیتیار کو دیے کہ
ملکہ جی یہ بال جب تم آگ پر رکھوگے ہم دونوں حاضر ہو کر جو فرماؤ گے بجا لائیں گے تخیتیار نے
بال لے لیے اور جادوگرنیاں اور قہار بزور سحر اُڑ کر چلی گئیں چالاک اور ابوالفتح
یہ باتیں سنکر ساحرنیوں کے چلے جانے سے صحرا میں آئے اور مشورہ کرنے لگے کہ باغ جمشید
میں چلکر قہار کو ماریں اس میں چالاک نے کہا میں جاکے اس تخیتیار کو مارے
ڈالتا ہوں کیونکہ جو کچھ شرارت ہے اُسی کی ہے ابوالفتح نے جواب دیا کہ کہیں ایسا کام نکرنا
خواجہ عمرو ہمیشہ داڑھی مونڈنے اور جوتیاں لگانے کا خراج اُس سے لیا کرتے ہیں وہ
ناراض ہونگے کہ میری سر دکھوالی چالاک نے کہا کچھ ہی کیوں نہو میں تو جاتا ہوں یہ کہکر
خدمتگار کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا ادھر تخیتیار کہ جب جادوگرنیاں جا چکیں تو بارگاہ
سے اُٹھکر اپنے خیمہ میں آیا چالاک اسکے ساتھ ہو لیا یہ اپنے خیمہ میں پہونچکر کھانا کھا کر
شراب پی کر آرام کیا چاہتا تھا کہ رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی خدمتگار کو پکارا کہ آفتابہ

چوکی پر رکھکر آپ یہان چالاک جو خدمتگار بنکر آیا تھا اُسنے پانی وغیرہ مین بیہوشی ملا کر اور خدمتگار
کو بیہوش کیا اُسوقت بختیارک نے جو پکارا آتا تھا لیکن بسبب انقلاب مین آیا بختیارک اسکو
دیکھکر اپنی جگہ سے اُٹھ کر چوکی پر آکر کھڑا ہوا کہ خدمتگار چاہے تو مین بیٹھون مگر خدمتگار نے
کہا کہ ملک جی ہٹو ورنہ مارے جوتون کے مارہی ڈالونگا اب بختیارک گھبرایا اور گویا ہوا کہ کیون
بے حرامزادے مالکون سے ایسی ہی گفتگو کرتے ہین چالاک نے کہا ہم اپنے مالک کا منہ
نوکری مین دیکھ چکے ہین بختیارک ان باتون سے جھلا کر پکارا کہ کوئی حاضر ہے چالاک
نے کہا ہمارے سوا کوئی حاضر نہین اور سوائے تو ہر وقت ساتھ رہتی ہے بختیارک ان
باتون سے سمجھا کہ شاید عمرو طلسم سے آگیا یہ جانتے ہی عیاری سے کر با وسہ سلام کیا اور کہا آپ
طلسم سے کب تشریف لائے ہین آئے تھا اور سب بیبیون کا مال اسباب آپکی نذر ہے
چالاک نے کہا ہیرے کس کام کا ہے اگر دالہ ہوتے تو زنبیل مین رکھ لیتے مجھکو بیس ہزار
روپیہ روز امیر عنایت کرتے ہین وہی میرا خرچ ہے مین تیرے پاس اسلیے آیا ہون
کہ ہمیشہ عمرو پر تونے احسان کیا ہے جو مشکل ہوتی ہے وہ بمصداق جب مشکل تو
تو آسان + آسان نہ تو نال تو مشکل + تجھکو قسم ہے لقا کی سچ بتا وہ کہ قہار کے پاس
کیونکر جاؤن چالاک نے نہایت منت سماجت کر کے پوچھا کہ شاید بتلا دے لیکن بختیارک نے
نہ بتلایا اُسوقت اُسکو بیہوش کر کے چالاک دروازہ کہ گھر لایا اور لشکر اسلام کی جو ہر ایک
دیکھکر دل تو جلا ہوا تھا ہی لکڑیان کچھ جمع کر کے آگ سلگا کر سوختہ تیاری کے کڑھائی
اور تیل نکال کر کڑھائی آگ پر رکھ کر تیل گرم کیا اور بختیارک کو ہوشیار کر دیا اُسکی جو
آنکھ کھلی دیکھا کہ مین بندھا ہون ادھر چالاک نے کڑچھے سے تھوڑا سا تیل جلتا ہوا اُسکے
جسم پر ڈالا کہ بلبلا گیا اس سے بغصہ پوچھا کہ اے نطفۂ شیطان جلد بتا کہ قہار کہان ہے
نہین تو مارہی ڈالونگا جہان لشکر اسلام پر آفت ہے وہان تجھے بھی جہنم رسید کرونگا
اور اسی کڑھائی مین تلونگا اُسنے کہا مجھے کھول دو تو بتا دون چالاک نے کھول دیا
اور کہا اگر کچھ حرکت کی تو یہ سمجھ لینا کہ مین نہین ہون بختیارک سوچا کہ میان جان ہے
تو جہان ہے اسی اثنا مین چالاک نے تیل کا ایک چھینٹا اور دیا کہ تڑپ گیا اور داڑھی
سے بال جادوگرنیون کے آگ پر رکھے پھر تو بقول نسیم

بال آگ پہ رکھتے آندھی آئی		وہ دیو لی بال باندھی آئی

دو لڑکیاں جادوگرنیاں حاضر ہوئیں اُنسے کہا ملکہ قہار کو بلا لاؤ وہ چلیں اور باغ جمشید میں
پہونچکر اُنہوں نے عرض کیا کہ حضور ملکہ جی آپکو درہ کوہ میں کھڑے بلاتے ہیں قہار
یہ سنتے ہی اٹھی اور سمجھی کہ اسکے ہمراہ شیطان خداوند نے جو مجھے بلایا ہے یقین ہے کوئی
تماشا قدرت خداوندی کا دکھائیگا یا مجھسے کچھ راز کی باتیں کریگا یہ سوچکر کنیزوں سے
کہا تم شہر میں اکیلی جاؤ [illegible] غرضکہ تنہا آکر پاس ملکہ جی کے پہونچی چالاک اسکو
دیکھکر کہسار پر چڑھ گیا اور سختیارک دوڑکر قدم پر گرا چھینکے سے کہا [illegible]
مارسے وہ اٹھا اور سب حال کہدیا قہار اسکے گفتگو سے چار طرف دیکھنے لگی چالاک
پہاڑ پر سے دیکھا کہ یہ ہر سمت نگراں ہے سمجھا کہ سختیارک نے کچھ حال کہدیا یہ سمجھکر
گوپھن میں پتھر رکھکر مستعد ہوکر کھڑا ہوگیا قہار نے جب گوپھن پہاڑ کو پایا سختیارک کی
جانب دیکھا اسنے ہاتھ اوپر اٹھاکر اوپر کو بتایا قہار پہاڑ کے اوپر چلی کہ پکڑ لاؤں چالاک
نے پتھر گوپھن کا کھینچ کے مارا اسکے سر پر پڑا سر پھٹ گیا [illegible] چشم اپنا کر [illegible] ایسا
بنایا تھا کہ ہلاک نہوئی چالاک کہا کہ بڑا غضب ہوا [illegible] جلدی تمام [illegible]
سل پتھر کی دھکا دی کہ قہار سنبھل کر دوبارہ اٹھکر چلی تھی کہ وہ پتھر گرا اور
نیچے پڑا اٹھا جوکہ سر گئی دم نکل گیا غل اور شور تاریکی ہوئی کہ [illegible] قہار شعلہ بدن
جادو سختیارک بھاگ کر درہ کوہ میں غار کے اندر چھپ رہا کہ مجھے آفت نہ آسکے
اور چالاک پہاڑ سے اتر کر ڈھونڈھنے لگا کہ اس شیطان حرامزادی کو جوتیاں لگاؤں
ایسے قتل کرانے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا غرضکہ ہر سمت اسکو ڈھونڈھنے لگا
جب کہیں پتا نہ لگا شاداں و فرحاں لشکر کی طرف چلا یہاں لشکر اسلام سے
وہ جادو آتش دفع ہوگئی ہر ایک نے رہائی پائی امیر نے [illegible] بارگاہ میں [illegible]
اترا پایا اسوقت چالاک نے آکر سلام کیا اور سب کیفیت عرض کی امیر نے اسکو
خلعت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ جلسہ انبساط آغاز ہو ناچ ہونے لگا ادھر سختیارک
بھی پہاڑ سے نکل کر اپنے لشکر میں آیا لوگ اسکے سب ڈھونڈھتے پھرتے تھے اسکے آنے
سے خوش ہوئے مگر یہ بارگاہ دولت میں آیا اور کہا یا خداوند خبر منگوائیے وہ جادو
آتشیں لشکر اسلام سے دفع ہوگئی قہار آپکی جہنم واصل ہوئیں یہ کیا ماجرا کہنا یاد
تھا [illegible] کہ ہمارے حال پر رحم آگیا ہمنے تقدیر پھیردی یہ باتیں تھیں کہ طوفان اٹھا

خیمے سے بارگاہ میں آکر بیٹھا اور کہا ملکہ نہیں معلوم کہاں گئی ہیں بختیارک بولا کہ وہ بہشت
نصیب ہوئیں طوفان گویا ہوا کہ بابک جی بدکلامی سے نہ نکالو بختیارک جواب دہ
ہوا کہ بہ دنیا میں کچھ نہیں جانتا ہوں مجھی سے بلوایا اور مار ڈالا دیکھو ہمارے دل میں
بھی چھید سے پڑتے ہیں اور تن پر بھی چھالے ہیں یہ کہہ کر جسم برہنہ کرکے وہ نیل کے چھینٹے
دکھائے اور سارا حال کہا فیل دندان حیران ہوا ہوش اڑ گئے کہ عیار بڑے زبردست
ہیں بختیارک نے کہا اب تم اپنی خیر مناؤ کہ تمہیں خدا نہ پاس رہو سمجھ لینا فیل
دندان سمجھا کہ شیطان سچ کہتا ہے لیکن کیا کروں شہنشاہ ساحران کہے گا کہ تجھ سے
کچھ نہ ہو سکا بہتر ہے کہ عرضی لکھوں جیسا جواب آئے ویسا بجا لاؤں غرض کہ اسنے عرضی
تحریر کی اور کل کیفیت یہاں کی لکھی اور لفافے نامہ کہا کہ ای شاہ جادوان جو جادوگر
ہم بھیجتے ہیں اسکو مغرور ہوتا ہے ہم اسکو غارت کر دیتے ہیں کوئی ایسا زبردست بھیجو کہ
ہمکو مانع نہ سکے اور کام خداپرستوں کا تمام کرے یہ مضمون سب عرضی فیل دندان
نے پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اٹھا کر اٹھا لیا سب پاس لایا اسنے عرضی اور نامہ
پڑھ کر فکر کی کہ کس شخص کو بھیجوں جو صاف باطن ہو اور کام ان خداپرستوں کا تمام کرے
آنکی ایسا شخص چاہئے کہ عیار آسیر غالب نہ آسکیں اور بیہوشی اسکو تاثیر نہ کرے خلاصہ
کلام یہ تو اس فکر میں ہے لیکن مقتضائے سبب زیب سخن گوہر آرم باطن + نو سیم تیکھے
داستان شگرف + یعنی جسوقت کہ نخلبند حدیقہ عیاری و گل چین باغ طراری خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری کو باغبان قدرت جو گرفتار کرکے لے گیا راہ میں ایک باغ
اسنے اپنی سیر کے لیے بنایا ہے وہاں آیا یہاں چارسو لونڈیاں نازنیناں خوبصورت
وافق تقدیر آنکھوں ان سے جگہ آگیا عمرو سحر میں اسیر ہے اسکو بٹھا دیا آپ مسند پر بیٹھ کر رقم
لینے لگا کنیزوں سے اختلاط کرنے لگا دو ایک کنیزیں جو منہ چڑھی تھیں انہوں نے
پوچھا کہ یہ شخص جو گرفتار ہے کون ہے اسنے کہا عمرو عیار ہے ایک لونڈی بولی آپ ناحق
اسکو پکڑ لائے کیونکہ جو اسکے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ مارا جاتا ہے آپ اسکا جو [illegible] اسکی کہو
اسنے بڑے بڑے ساحر مار ڈالے ہیں سرکشوں کے سر اتار لئے ہیں آپ شاہ طلسم سے کہو کہ [illegible]
کر عمرو جیسے نہیں ملا یہ گفتگو باغبان سنکر لونڈیوں پر خفا ہوا اور ایک طمانچہ کنیز کے مارا کہ
میں نمک حرام نہیں ہوں جو شاہ کے حکم سے گردن تابی کروں اسوقت عمرو نے بھی موقع

پاکر کہا کہ ای باغبان میرے ساتھ دشمنی کرنا بہتر نہیں ہے میرا کچھ نہیں جائیگا مین ایک لشکر
کا پیادہ ہون مارا گیا تو کیا اور زندہ رہا تو کیا مگر جو تو مارا گیا تو پھر کیسی ہوئی اس گفتگو مین عمرو
مصروف تھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اور سب باتین سنکر سامنے شاہ جادوان کے گیا جملہ
تقریر بیان کی اس سے بیان کی افراسیاب نے کہا وزیر میرا نمک حلال ہے وہ ضرور عمرو
کو لائیگا ہمارے پانچ چار ہی چیدہ اور منتخب ساحر ہین انھین مین سے وہ بھی ہے یہ تو تقریر لطف
کر رہا ہے مگر باغبان باغ سے عمرو کو لیکر روانہ ہوا ابھی یہ حال سنئے کہ برق فرنگی
بھی جنگل مین بہ تلاش عمرو پھر رہا تھا کہ دیکھون استاد سے اور باغبان سے کیا معاملہ
در پیش ہوا اسکو ایک ساحر نے پھرتے دیکھکر پکڑ لیا اور لیکر چلا راہ مین اسکے ایک دوست کا
مکان تھا وہان برق کو لایا وہ دوست اسکی ساحرہ ہے نازک اندام جادو نام اسنے جو
برق کو دیکھا تو اسپر فریفتہ ہو گئی اور اس ساحر کی پشت پر آکر عین قفا مین ناریل سحر
پڑھکر مارا کہ اسکے سینے کے پار گذر گیا غل و شور ہوا مگر اسنے برق کا ہاتھ پکڑکر بٹھایا اظہار
عشق کیا برق تو عیار ہے بدل ہے اسکو اپنے اوپر شیفتہ پاکر اسی کی محبت کا دم بھرنے لگا
اور شراب منگواکر اپنے ہاتھ سے اسکو جام بھر کر دیا لیکن آنکھ بچاکر بیہوشی اس مین ملا دی کہ
ساحرہ جام پی کر بیہوش ہو گئی برق نے سارے کپڑے اسکے اتار کر زیور وغیرہ لیکر سر اسکا
کاٹ ڈالا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ عمرو کو باغبان لیے
جاتا ہے برق راہ کاٹ کر کنارے سے دریا کے اس طرح آیا کہ یہ معلوم ہو جیسے اس پار سے دریا
اترکے آیا ہے اور قریب آکر سلام کرکے ایک نامہ افراسیاب کی طرف سے دیا اور زبانی
بھی کہا کہ آپ نے مجھے کاہے کو پہچانا ہوگا مین کنیز ہون شہنشاہ کی مجھے آپ پاس بھیجا ہے
اور فرمایا ہے کہ ہمنے عمرو کو گرفتار کرنے تمھین بھیجا تھا تمنے بڑی دیر لگائی اب جلد لیکر آؤ
ہم منتظر ہین باغبان نے اسکی تقریر سنکر خیال کیا کہ جب مین اپنے باغ مین تھا اسوقت
طائر سحر آکر خبر لے گیا تھا شہنشاہ نے پھر اس کنیز کو کیون بھیجا اس مین معلوم ہوتا ہے کچھ دھوکا
ہے یہ سوچکر غصہ سے اوس بدکی برق کو زمین پر گرا کر لوٹنے لگا اسنے کہا سچ بتا تو کون ہے برق
نے کہا سچ تو یہ ہے کہ سامنے درہ کوہ مین میرا مکان ہے اور مین ساحرہ ملازم شہنشاہ ہون
باغبان کو اس بدلی ہوئی تقریر سے اور زیادہ شک ہوا اور ایک چٹکی خاک کی اٹھاکر سحر
پڑھکر پھینکی برق کمر تک زمین مین غرق ہو گیا باغبان نے کہا اگر سچ سچ اپنی حقیقت نہ

تو بتا دے تو قسم ہے سامری کی کہ تجھے چھوڑ دوں گا نہیں مار ڈالوں گا برق نے دیکھا کہ اب تو
مجبور ہو سکے اور زمین میں سما گئے ناچار گویا ہوا کہ ہمارا برق فرنگی میرا نام ہے استاد کو لینے
پیچھا اسنے آیا تھا خود ہی گرفتار ہو گیا باغبان نے اسکے سچ بولنے سے خفگی بجائی دو چار دو گر
پیدا ہو سکے اور لفافوں میں ہاتھ دے کر برق کو زمین سے دونوں نے کھینچ لیا باغبان
نے سحر کر دیا کہ بھاگ نہ جاسکے اور ایک عرضی لکھ کر ساحروں کو دی اس میں سب حال برق
کا مندرج کر دیا اور لکھا کہ اسکو ہمراہ لیتا آؤں یا نہ لاؤں ساحر بہت جلد عرضی خدمت شاہ
طلسم میں لے گئے اسنے پڑھ کر جواب لکھا کہ اور عیاروں سے کچھ مطلب نہیں تمنے برق
سے سچ بولنے پر رہا کر دینے کا اقرار بھی کیا ہے اسپر احسان کر کے چھوڑ دو اور عمرو کو یہاں
لے آؤ جب یہ جواب عرضی باغبان کے پاس پہنچا تو برق سے گویا ہوا کہ تم سب کا گرفتار
کر لینا کچھ بات نہیں ہے میں تیرا احسان کرتا ہوں کہ تجھے چھوڑ دیتا ہوں جا اب کبھی شرارت
نہ کرنا یہ کہہ کر سحر اسپر سے اتار لیا برق نے کہا کہ میں نے کوئی دقیقہ تیرے مارنے میں
باقی نہ رکھا تھا مگر قضا تیری نہ تھی اور استاد کی قسمت میں گرفتاری تھی خیر یار زندہ و
صحبت باقی بقول شخصے

فرد

جیتے رہے تو ہم بھی سمجھ لیں گے اور رہ گئے تو خیر	اچھا کیا جو آپ نے باندھا مجھے بہر

باغبان نے کہا شاباش مردان عالم میں ہمیشہ داد دیکر بازو عمرو کو پکڑ کر لے گیا
برق روتا ہوا مجبور وہاں سے پھرا اور باغبان سامنے شاہ جادوان کے عمرو کو لایا
اور عرض کیا یہ مجرم حاضر ہے یہ کہہ کر سامنے پیش کیا افراسیاب نے ہنس کر کہا کہ اسے
عمرو بقول جرأت

غزل

پیغام اجل لایا پیغام گرفتاری	مرنا ہی نظر آیا انجام گرفتاری
نکلے نہ جو تجھے سو چاہے اک کام گرفتاری	اچھے ہوے تو لے بیٹھے گئی پیشے کا
کیا چین سے کٹ جاتے ایام گرفتاری	کیوں دام میں لگ جاتے صیاد کو گر پاتے
کیا کہئے کہ ہمیں کیا کیا آلام گرفتاری	تار نظر بنا رد نکلا ہوے نہ شکار صیاد

اب کوئی دم کے تم مہمان ہو عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ میں سب طرح کی قدر ہے کہ مجھ
ادنیٰ شخص کا قصور کیا جل سکے آپ کو لازم ہے کہ اپنی مرتبے سمجھئے اور چھوڑ دیجئے اور قلم عفو میرے
حروف جرائم پر کھینچئے میں اسکا احسان تمام عمر مانونگا افراسیاب نے کہا کئی بار تجھکو چھوڑ دیا

اور تو نے مجکو ذلیل کیا اب تجھے زندہ نہ رکھونگا عمرو نے کہا جو آپ فرماتے ہین سچ ہے مجھے
بھی یاد ہے باغ نشاط مین حضور کے پیچھے بڑی ذلت ہوئی تھی غرض الماضی لا یذکر مضی ما مضی
وہ باتین جانے دیجیے خداوند لقا نے جو مقدر مین لکھا تھا ہوا اس گفتگو سے افراسیاب کا
دل بھر آیا تھا کہ حیرت نے دیکھا بڑا ستم ہوا عمرو نقرہ دے کے چھوٹا چاہتا ہے بس پہلو سے
شاہ طلسم کے اٹھکر قریب عمرو کے آئی اور دو تھپڑ مارے لاتین بھی کی کہ موئے جوانا مرگ
دغا باز حیلہ شہنشاہ کو دم دیا چاہتا ہے ہمکو تو نے موم کا سمجھا ہے کہ غضب پایا گھلا لیا تیری باتین
سننے والے کو کیا نہ کوسون غارت ہوئے دیکھ تو تجھے کس طرح قتل کرتی ہون یہ عتاب عمرو
دیکھکر رونے لگا اور دل سے پکارا کہ خداوندا اب زیادہ مجھے ذلت نہ دلا تو عالم الغیب ہے
خوب جانتا ہے کہ مین کافرون ساحرون کو قتل کرنے آیا ہون تاکہ تیرا دین جاری ہو الہی
میری مدد کر دعا مانگتے ہی عمرو کے دل کو تسکین ہوئی چہرے پر سرخی آگئی افراسیاب نے
پوچھا کہ اے عمرو تو مردے کی طرح پڑا تھا لیکن اب کچھ خوش معلوم ہوتا ہے عمرو نے کہا میرے
خدا نے مجکو تسکین دی شاہ نے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہے عمرو نے جواب دیا کہ میرا خدا وحدہ
لا شریک لہ ہے جسنے تمام طلسم و دنیا کو بادشاہ دکا یہ کن خلق فرمایا تجھ ایسے ساحر اور سنگدل کو یہ قدرت
عنایت کیا کہ اسکے خاص بندون پر جبر و تعدی کرتا ہے اب مجکو اسنے قدرت ہدایت عالم غیب سے
ہوئی کہ تو گھبرا نہین افراسیاب کو تو مارے گا اور تیرا کوئی کچھ نہ کرسکے گا اور اسکی حیدر
ہمیشہ کو آگے مین نے بڑی ذلت سے نہ مارا تو نام اپنا نہ رکھا حیرت یہ تقریر سنکر ڈری
اور دل کڑا کرکے بولی کہ ارے او موئے جعلساز تو مجھے دھمکاتا ہے اب اپنی خیر منا عمرو نے
کہا اری چشم لونڈی کہنا لباس پہن کر اترا گئی ہے تو نام میرا عمرو ہے تجھے پرنالوی بنا کر
کونے سے لگی نہ بٹھایا اتفاق سے افراسیاب نے حیرت سے آگے اب کچھ روپے دیے تھے
اسوقت عمرو نے لونڈی جو کہا حیرت بہت کھسیانی اور کہا ارے کمبخت میرا لونڈی بنانا
ثابت تو کر عمرو نے جواب دیا کہ اپنی امان اور یاد سے پوچھ لینا اب تو حیرت اور بھی
زیادہ جھینپی اور فرط غضب سے تھر تھر کانپنے لگی عمرو نے کہا قاعدہ ہے کہ لونڈی کسیکو لونڈی
کہو تو وہ روٹھتی ہے اور یہ بی بی کہ جو لونڈی کہو تو ہنستی ہے پیروزنا تیرا عین دلیل کنیز ہونے پر ہے
اس گفتگو مین ایرج کوہ شگاف نے او حیرت یا ملکہ حیرت اتنا کہا اے ملکہ حیرت
چپ ہو گا جب اسکا سر کاٹا جائے گا آپ اسکو قتل کیجیے اور اسکے منہ نہ لگیے حیرت نے

کہا ای شہنشاہ اسکو جلد قتل فرمائیے افراسیاب نے اسکے کہنے سے کتاب سامری دیکھی
کہ عمرو کی نسبت کیا کیا جائے کتاب میں لکھا تھا کہ عمرو کو حیرت کے حوالے کرو وہ اس
ملک میں لیجائے جو خاص اسکی حکومت میں تو نے دیا ہی اور اصلی مکان اسکے رہنے کا ہے
وہان لیجا کر عمرو کو قتل کرے کیونکہ جہان خون اسکا گرے گا وہان آبادی نہ رہیگی اور
وہ مقام اور ساکن اس جگہ کا دونون برباد ہو جائینگے عمرو ایسا گنہگار سامری ہے کہ
خداوند سامری جہان اسکا خون گرے گا وہان آب رحمت نہ برسائینگے یہ معلوم کر کے
حیرت کی طرف مخاطب ہو کر کہا ای ملکہ ذرا کتاب تم تو دیکھو کہ اس میں کیا لکھا ہی حیرت نے
مسکرا کر آنکھون کو گردش دیکر نگاہ اپنی دکھا کر [illegible] کتاب کو دیکھا اور حکم پڑھ کر خوش
ہوئی کہ میں لیجاتی ہون اس میں ساحران حاضر دربار پکارے کہ ای شہنشاہ ہمکو آثار
خوشی [illegible] اڑنے کے معلوم ہوتے ہین کسی نے کہا میرا دماغ خشک ہوا جاتا ہی شاہ طلسم نے
کہا کچھ ہو تو مجھے بھی معلوم ہوتی ہی عمرو نے جواب دیا کہ رستم کی دھاک [illegible] ہی حیرت
نے کہا قربان جمشید و سامری کے میرا جی چاہتا تھا کہ موسے کی گردن اپنے ہاتھ سے مار لیتا
وہی حکم کتاب میں بھی نکلا عمرو بولا کہ وہی عمرو سامری ہی جسکا تابوت چالیس گز کا لٹکا
ہوا ہی اور اس میں سے کوئی شیطان صدا دیتا ہی پانچ کوس تک آسمان سونیکا اسکے سر پر
تنا ہی حیرت اور افراسیاب یہ کلام سنکر گھبرا گئے اور مستفسر ہوئے کہ تو سامری کی بندگی
کو کیا جانے عمرو نے کہا میں ان سب خداوندون کے پاس رہ چکا ہون اور رجوع کرتی ہین
اس کو جب تم لوگون کی نسبت عمل کرتا ہون اتنا جانتا ہون کہ حیرت کی قضا آگئی ہے
حیرت یہ سنتے ہی اٹھی اور بولی کہ کیون نہ میں آج تجھے بغیر قتل کیے نہ چھوڑون گی
اور چاہا کہ [illegible] دوسرے گرز اٹھا لیجائے کہ افراسیاب نے کہا ہان ہان ای ملکہ تمھاری یہ
کیا قدرت نہیں جو اسکو اٹھا کر لیجاؤ زمرد جادو و داریا قوت جادو سے کہو وہ لیجائینگے
[illegible] قدم نہ یہان سے جانا اور کام اسکا تمام کرنا یہ گفتگو سنکر حیرت خوش ہوئی
اور کہا حضور میری قدر و منزلت کرتے ہین [illegible] کہ گنگا جمنا میں پانی رہے جب تک
سلامت رہین اچھا ای زمرد تو اسکو لیکر چل میں بھی آتی ہون اور ای یاقوت تم
مثل محافظ کے ہمراہ جاؤ نہایت احتیاط سے [illegible] باغ میں لیجا کر اسکو [illegible] قتل
کرو تو گی زمرد و داریا قوت نے حسب ارشاد [illegible] تیار کیا [illegible]

ہے حس و حرکت کرکے اسپر بٹھایا لیکر روانہ ہوئیں عمرو کی آنکھیں کھلی ہیں اور زبان قابو میں ہی باقی سب اعضا بیکار ہین کوہ و دشت طلسم کو دیکھتا خدا کو یاد کرتا چلا آتا ہی یہانتک کہ ایک ملک سے قریب پہونچا دیکھا چار دیواری اس شہر کی آئینے کی ہی اور تصویرین صحرا و باغ و ملک کی آئینوں مین بنی ہین کسی جا نازنینوں کے جلسے اور رنگ پاشی کی تصویر ہی کسی مقام پر شاہون کی شکار گاہ کا نقشہ بصد خوبی کھینچا ہی در قلعہ بصد شان و شوکت تعمیر ہے اسقدر بلند ہے کہ فکر مہندس اسکی برتری کو نہ پہونچے اور پاے اندیشہ وہان تک جانے سے قاصر رہے ہر کنگرہ اسکا گنبد چرخ دوار سے مقابل اور ہر مینار اسکا طارم فلک سے برتری مین کامل کہ بمقتضاے ابیات

سر قلعہ است بر کوہ فلک سر / بنا کردہ ز سنگ و آہن و زر
بلند از کنگرہ برو و رینش / ز برج آسمان بالا نشینش
نہ پرد بر سر از وی مرغ تدبیر / نشود اندیشہ اندر نیم رہ سیر
زند پاسبانش را بدل باک / رہا سوس خیال در دزد ادراک
چو خواہد شیخ بوسد آستانش / ز ہمت کردہ پاسے نردبانش

ہزار ہا ساحر دروازے پر نگہبان تھا دروازہ کھلا تھا عمرو اور یاقوت اندر شہر کے داخل ہوئین عجب حسن آباد اور دلکشا شہر دیکھا کہ جسکی رونق کے سامنے بستی گلزار و لن کی فلک پیر آ جائے نظر آئی تھی ہر ایک عمارت اسکے قصور بہشت شداد پر طعنہ زن تھی اور دکاندار پوشاکین عمدہ اور پر تکلف پہنے تختون پر جلوہ گر تھے تحفہ اسباب نادر روزگار اور اشیاے نفیس سامنے رکھے بیع و شرا مین سرگرم تھے سقے کٹورے کھنکاتے تھے دلال خریدارون کو بلاتے تھے کہ بمصداق نظم

ہر دکان تھی سجی دلہن کی طرح / صاف آراستہ چمن کی طرح
گل فروشون کی ایک سمت قطار / ہر جگہ پر تھے پھولون کے انبار
کرلی دیتا تھا اس طرح کی صدا / سے یہ بڑھی وہ ہو جو البیلا
اک طرف تھا وہ کنجڑون کا پکار / خار کھاے چمن مین آئینہ بہار
پان والون کے گہ ہون وصف بیان / سرخ یاقوت کی طرح ہو زبان
بیٹھے ہین اس غرور و نخوت سے / جیسے حاکم ہی ہین بنگلے کے

تھی جو تنباکو والے کی دوکان | طرفہ ساماں نرالی اسکی شان
ایک جانب کو تھے جو خوشبو ساز | ان کی دوکان کا نیا انداز
نکہت عطر شمیم کھوتی تھی | روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی
کیا دوکان کلال کی ہو وصف | عقل حیران ہے دیکھ کر صنعت
مئے کی کب نہالی تھیں پریان | قاف سے اڑ کے آئی تھیں پریان
بیٹھے بند ایک سو قرینے سے | بیچے اپنی دوکان میں بانٹتے تھے
تھی وہ عطار کی لطیف دکان | جملہ امراض کی دوائیں واں
بیٹھے تھے کچھ علاقہ بند وہاں | اپنی اپنی سجے ہوئے تھے دکان
حسن بندش کا انکے کیا کہنا | کام تھا سہرہ گوندھنا گہنا
سیکڑوں دکانوں میں بیٹھے سادہ کار | کر رہے تھے انگوٹھیاں تیار
ایک جانب کو بیٹھے تھے صراف | سیکڑوں انکے چلن سے کیا اوصاف
کہیں ہنڈی کوئی سکھاتا تھا | دیکھتا تھا کوئی یہی کہتا تھا
پوچھتا تھا کسی سے یوں دلال | مہر کا بھاؤ کیا ہے کندن لال
قابل دید جوہری بازار | ہر دکان غیرت عروس بہار
خوشنما ایک سو تھا بزازہ | ہر طرح کا وہاں تھا تھان نیا
تھے وہ شیریں زبان حلوائی | روح فرہاد خوش ہوتی تھی
اک طرف نان بائی بیٹھے تھے | شیرمال و کباب بیچتے تھے
اک طرف ساقنیں پری پیکر | جان انسان دیتے تھے جن پر
ہر طرح کا غرض وہاں تھا جماؤ | دل کہے یاں سے اب نہ کہیں کو جاؤ

قصہ کوتاہ سیر شہر دیکھتا ہوا اور دل سے تحسین کرتا ہوا اس شہر کو خوب لوگ کا دیکھا ایک باغ کے پہونچا شہزادہ وہاں قوت تخت اندر باغ کے لائیں یہ باغ بادشاہ طلسم کا ہے اسکی خوبی کا کیا کہنا در باغ جواہر نگار تھا اندر گلزار جواہر طرحدار تھا ہر نخل ہرا بھرا پھلا پھولا تھا ثمرادر گلوں سے لدا تھا روشیں جواہر نگین گلشن سپہر کو شرماتی تھیں مہندی کی ٹٹیاں مینا کار نظر آتی تھیں

نظم

خوشا آب وہواے دلکشا را | کہ فرحت می فزاید آن دل آرا

ازو خلد برین یک قطعہ باغے	بلا دیدہ را چشم و چراغے
کہ آن باغ آبروے ہفت کشور	نگاہ از دیدن او تازہ و تر
بود نشو و نما آنجا روان را	بہار دیگرست آن بوستان را
صفاے شام را آنجا سحر نام	چہ نسبت صبح صادق راست با شام

ہزاروں قصر و ایوان عظیم الشان پتھر کے تعمیر تھے جواہر کا کام اُن پر کیا تھا چشم حیران کا نیا تماشا تھا لیکن حیرت از بسکہ پاس افراسیاب کے رہتی ہے اس باعث سے کچھ فرش وغیرہ کا سامان نہ تھا خواصین اور مالنین اپنے اپنے مقام پر ساکن تھیں زہرہ و یاقوت کے آنے سے سب حاضر ہوئیں انکو باادب سلام کیا انھوں نے کہا کہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہیں بہت جلد اس جگہ آراستگی کرو تمنے پاس کی گھر ڈال رکھا ہے دیکھو تو ملکہ کیسا آکر خفا ہوتی ہیں کہ جھاڑو بھی یہاں نہیں دلوائی ہو کنیزیں یہ خبر سنتے ہی سرگرم کار و بار ہوئیں چھت پردے چلمنیں وغیرہ درست کیں فرش قاقم و سنجاب کا بچھایا زینت بخش ریاض رضوان اس باغ کو بنایا زہرہ و یاقوت نے عمرو پر سے سحر دفع کرکے اس مکان کی ایک کوٹھری میں بند کر دیا اور تین قفل برابر ران شتر کے فولادی لگا دیے اور سحر کر دیا کہ کوٹھری کے دروازے پر شعلے آگ کے چیخ مارنے لگے اور اژدہے منہ پھیلا کر بیٹھے غرض اس طرح قید شدید میں مبتلا کرکے آپ بھی انتظام کرنے لگیں مکان اور باغ کو دولھن کی طرح خوب سجا اور چبوترہ بلورین پر فرش بچھوا کے آپ بیٹھیں اور انتظار ملکہ حیرت کا کرنے لگیں لیکن عمرو جو کوٹھری میں بند ہوا وہاں سجدہ شکر درگاہ خدا کے تعالے ادا کیا کہ میں نے ان ساحروں کے ہاتھ سے نجات پائی اور خنجر سے زمین کو کھودنے لگا دیکھا کہ زمین یہاں کی پتھر کی ہے اور فولاد سے بھی زیادہ سخت ہے اسوقت گھبرایا کہ اب کیا کروں اور اسی حالت اضطرار میں دعا کرنے لگا کہ یا حضرت ابوالبشر دادا جان کوئی طریقہ عیاری تعلیم فرمایئے اس دعا کرنے سے چونکہ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہیں فی الفور تائید غیبی ہوئی اور ذہن میں تدبیر عیاری آگئی ایک آدمی زنبیل سے گنہگار واجب القتل نکال کر بیہوش کیا اور اس کی زبان میں دوا ایسی لگا دی کہ منہ میں زبان پھول گئی اور گویائی موقوف ہوئی پھر اسکو مثل اپنی صورت کے بنا کر وہیں لٹا دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر قریب دروازے کے کونے میں بیٹھ رہا یہاں زہرہ و یاقوت انتظار میں تھیں کہ ملکہ حیرت

بڑے عظم وشان سے اپنے مکان میں آئی اہلکاران سلطنت نذرین لیکر حاضر خدمت
ہوئے لیکن اپنے وزیرزادیون سے پوچھا کہ تمنے عمرو کو کیا کیا زمرد نے عرض کیا کہ کوٹھری
مین بند ہے حیرت خفا ہوئی کہ تمنے بڑا غضب کیا وہ وہان سے نکل گیا ہوگا انھون
نے کہا کیا مجال ہے حضور چلین اور ملاحظہ فرمائین نہایت مستحکم اور حفاظت کے طور پر
ہمنے اُسے رکھا ہے یہ سنکر حیرت اُنکے ہمراہ کوٹھری کے در پر آئی اور زمرد نے
پڑھکر آتش اور اژدر دفع کیے قفل کھولکر دروازہ وا کیا عمرو متصل دروازہ تو بیٹھا ہی تھا
اور بسبب گلیم کے کوئی اُسکو دیکھ نہ سکتا تھا دروازہ کھلتے ہی نہایت آہستہ سے باہر نکل آیا
اور باغ مین آکر ٹھہرا ادھر حیرت نے دیکھا کہ عمرو لیٹا ہوا ہے کٹا ہوا مونڈی کا تکیہ
کیے پڑا ہے دیکھو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیسے مر گیا ہے یہ کہکر زمرد سے کہا کہ جا اس مکار کو اندر
سے نکال لا زمرد اندر گئی اور حیرت سب کو لیکے دروازے کو گھیر کر کھڑی ہوئی اور کہنے
لگی کہ ایسا نہو کہ اُٹھکر یہ بھاگ جائے آخر زمرد عمرو کو بند و زنجیر مین ڈال کر
باہر لائی اور حیرت نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ بمجرد حکم قلماقنی نے حاضر ہوکر تسلیم کی اوسکو
ارشاد کیا کہ اس مجرم کا سر جلد جدا کر قلماقنی نے وہ کلہاڑا مارا کہ سر عمرو مصنوعی کا کٹ گیا
اور خون کا تھالا بندھ گیا لاشہ تڑپنے لگا اسنے حکم کیا کہ دھڑ اسکا لیکر کسی خندق مین پھینک دو
اور سر کو لیکر ایک خوان مین اپنے ہاتھ سے رکھکر کہنا کہ ایک خوان پوش جواہر نگار زردوزی
کے کام کا اُسپر ڈالکر زمرد اور یاقوت کے حوالے کیا کہ شہنشاہ ساحران پاس لیجاؤ
میری جانب سے بھی مبارکباد دینا اور نذر خوشی کی گذراننا اور پوچھنا کہ قتل عمرو کا [illegible]
کہان فرمائیے گا کسلئے کہ جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے زمرد اور یاقوت ساحرہ نے سر و
خوان رکھکر حسب الارشاد ملکہ روانہ ہوئین اور باغ سیب مین پہنچین شاہ طلسم اور
تمام اہل دربار نے دیکھا کہ زمرد وغیرہ خوان جواہر و زربالا پوش پڑا ہوا ہمراہ لائی
ہین سمجھ گئے کہا ملکہ نے اپنے باغ کا میوہ بھیجا ہے مگر خیال کیا کہ سر عمرو کا ہوگا اس
خیال سے سوچا کہ عمرو کا مارا جانا دشوار ہے مگر زمرد نے آکر عرض کیا کہ آج دن خوشی کا
ہے اس خوان کو کھولکر ملاحظہ کیجیے ملکہ نے نایاب تحفہ بھیجا ہے شاہ جادوان نے اپنے
ہاتھ سے خوان کھولا سر عمرو کا کٹا ہوا دیکھا فرط خوشی سے کھڑا ہو گیا اور کوہ عقیق کی جانب
سجدہ کیا کہ لقا کا ہزار ہزار شکر ہے جسنے میرے ہاتھ سے ایسے دشمن کو ہلاک کرا یا ہین اور

اس لائق نہ تھا مجھکو شہرت دی سارا عالم اس سے عاجز تھا اور کوئی اسکو قتل نہ کر سکتا تھا آج
اسکا خاتمہ ہوا تمام حاضران دربار عرض رسا ہوئے کہ حضور کا اقبال ہے شہنشاہ نے ایک
قہقہہ لگایا اور تاج اپنا سر سے اچھال دیا اور سب کو حکم دیا کہ میرے ساتھ نعرے خوشی کے
بآواز بلند کریں پھر تو ہا ہا ہا آہو ہو ہو کی صدا بلند ہوئی اور جوتیون پر ہاتھ پڑنے لگے
اور ساحر جو آگے بڑھکر قریب تخت آتا تھا شاہ طلسم ہاتھ پھیلا کر اسکو گلے لگا لیتا تھا
وزیرزادیان حیرت کی نذر چڑھاکر آئی تھیں وہ پیش کی اور جشن کے تئین کرنے کا دن
پوچھا افراسیاب نے کہا آج ہی رات کو جشن کرین اور ملکہ سے کہا باغ عیش میں جا کر تیاری
کرین کہ وہ مقام نہایت آراستہ ہے اور میدان وسیع و فرح افزا ہے ساکنان طلسم سب وہاں
با آرام تمام مقیم ہو سکتے ہیں زہرہ و ادریا قوت یہ حکم پاکر چلین اور شہنشاہ مع ساحران کے بہ شوکت
اسی تجمل سے جو اکثر ذکر کیا ہے سوار ہوا نقارے طلسمی بجنے لگے آٹھ ہزار جادوگرنیان
دُر در گوش مرصع پوش لباس دھوم دھامی پُرتکلف پہنے کمال آراستگی کے ساتھ ہمراہ
ہوئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک پر ستارے چمکتے ہیں کچھ پریزادین شہنشاہ کو جھنڈ کیے زلفین
اور مشک اور بادلہ جھولی میں بھرے اچھالتی جاتی ہیں موتیون کا مینھ ابر سحر سے برستا
جاتا تھا ستر سو جادوگرنیان پریون کی طرح سر پر اڑتی ہوئی سایہ کیے تھیں اور ستر سو
آگے آگے عمدہ سے ہاتھوں میں لیے اہتمام کرتی تھیں پس پشت ستر ہزار ساحران جلیل
القدر سواریون پر سحر کی سوار روانہ تھے اور طلسمی جو بیرقین کہ باقی ہیں یعنی بعض بابکین
اور بیرقین مسلمان ہوگئی جو بچی ہیں وہ واسطے اوربائین تخت شہنشاہ کے جگمگاتی
ہوئی جاتی تھیں کہ اسکی چمک سے افراسیاب ایک بکۂ نور معلوم ہوتا تھا کہ
نظم

فلک کی طرف تخت افراسیاب — چلا اس طرح سے لئے آب و تاب
چلی تھین پرین سیمین و بسیار — پس پشت ساحر تھے ستر ہزار
کنیزان ہمہ در زرین لباس — لیے عمدہ سے ہاتھوں میں سب آس پاس
سپیشہ کرتی تھین گوہر نثار — خوشا شوکت و شان و عز و وقار

اس طرف سے تو یہ تجمل تمام روانہ ہوا اور ادھر زہرہ و دریا قوت نے ملکہ حیرت
سے جاکر جب پیام شاہ طلسم کہا وہ بھی اسی دم تخت سوار ہوکر مع تمام ساحرنیون کے روانہ ہوئی
اور قبل پہنچنے شاہ جادوان کے پہنچی اول خود حمام کیا اور پوشاک نفیس و پرزر پہن کر

ہتی لگائی لکھوتا جاتا کمال زینت سے آراستہ ہو کر حکم دیا کہ آتشبازی بنا کر سامنے باغ کے نصب کرد اور باغ کے درخت بادلے سے منڈھے جائین اور ٹھلیان زرلفت کی خوشون پر چڑھائی جائین خلاصہ یہ کہ جملہ طرح کی تیاری جسکا بیان آیندہ کیا جائیگا ہوئین اور اسی انتظام مین وہ دن تمام ہوا اور شاہ طلسم فلک اول باجماعت کواکب گلشن سپہر مین واسطے جشن کے آیا اور ناہید فلک کو حکم رقاصی وخوش آہنگی دیا کہ ابیات

شبی چون جیب صبح آبستن نور
چو خور دامن فشان بر شمع کافور

تجلی بخش شمع خلوت خانۂ او
چراغ آسمان پروانۂ او

ہوا صافی چو رای مرد آگاہ
زمین از شیر شستہ گاو بر ماہ

بدان خوبی شبی آیا چہ شب بود
کہ چون معشوق تو عاشق طلب بود

شام ہوتے ہی حیرت نے سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا اور اُسنے بھی افسون پڑھا کہ باغ کی گھانس جو لگی تھی ہر نوک گیاہ پر پھول یاقوت رنگ کے کھل گئے اور مثل گوہر شب چراغ کے تابندہ اور روشن ہوے اور حصار باغ آئینہ کا نظر آنے لگا کہ جو چیز بیرون باغ تھی سب دکھائی دیتی تھی چار سمت درختون مین قندیلین اور فانوسین جواہر کی آویزان ہو کر ضیا بخش گلزار بہار ہو گئین اندر عمارت باغ کے شیشہ آلات روشن ہوے روشنی ہو رہی تھی کہ سواری افراسیاب کی آکر پہونچی حیرت نے تسلیم وتعظیم کے مراسم ادا کیے لیکن شہنشاہ باغ کے باہر اُترا اور ایک ناریل سحر کا سمت باغ پھینکا کہ در باغ کا تو ظاہر نہ تھا مگر اب دکھائی دیا اور پردہ زنبوری لٹکتا نظر آیا چار پتلیان مثل پریون کے زمین سے نکلین اور پردہ در کو اُٹھا کر کھڑی ہوئین شاہ جادوان نے کچھ سحر پڑھا کہ ہزار پھول ستارون کی طرح فلک کی طرف سے گرنے لگے اور آپ داخل باغ ہوا حیرت کا ہاتھ پکڑ لیا اور سیر کرتا ہوا چلا جسقدر ساحر کہ ہمراہ آئے تھے معزز ین ساتھ رہے اور باقی باغ کے باہر ٹھہرے یہ گلشن طلسمی کہ جسکا مذکور پہلے بھی ہو چکا ہے کئی کوس کے گرد مین بنا ہے آج بوجہ جشن ہونے کے کمال فرش وآراستہ کیا گیا ہے ہر روش پر جواہر چمکتا ہوا ہے اور زنانے کے پھول جواہر کے لگے ہین کاسہ ہائے چینی وبلورین دھرے ہین بعض انمین نرگس دان الماس تراش ہے تاک انگور پر ایسا جوبن ہے کہ میکشون کو اُسکی تلاش ہے خوشون پر تماہی کی تھیلیان چڑھی ہین کلابتون کی ڈوریان کسی ہین درختان جھلی کے مقابل نخچیر

جواہر کے لگے ہین یا لوہرن چمنستان ہین کودتے ہین سینگ اُنکے چاندی سونے سے منڈھے
ہین جھولین زردوزی کی اور تمامی کی پڑی ہین اور درخت تمام بادلے سے منڈھے ہین
اور ہر درخت کے نیچے چبوترے بلور کے بنے ہین اور نہرین اور حوضین آب صاف و
شفاف سے لبریز ہین اُن مین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی ہین تماشا خیز ہین مہندی کی ٹٹیان
پر عشق پیچان لپٹا ہی منقش کٹہرا ہوا روشون پر پڑا ہی گنبد سقیفتی اور قمقمے درختون مین لگے
ہین سرو کے درخت قامت رعنائے معشوق کو شرماتے ہین ہر سرو کی چوٹی پر طاؤس
ناچتے ہین اٹھارہ سو باغبانیان کمسن جواہر مین غرق زرلفت کے لہنگے پہنے گاتیان
باندھے بیلچے سونے روپے کے لیے روش پٹری بنا رہی ہین گہنا گوندھتی ہین ڈالیان
لگاتی ہین جا بجا رقاصان زہرہ جبین ناچتی ہین اور بنگلے چار طرف کو تعمیر ہین صدہا کاخ
یاسمین پیکر کنیزین حاضر ہین ہر رنگ جھاڑ فرشی کنول رکھے ہین پلنگ اور مسہریان پھولون
سے بسی ہین عطردان چنگیرین گلدستے وغیرہ ہر سمت رکھے ہین دیوارون مین دیوار
گیریان اور آئینے نصب ہین پردے مخملی اور باناتی کارچوبی کام کے بندھے ہین چلمنین
عمدہ چاندی اور سونے کی تیلیون کی پڑی ہین تخت جواہر نگار رکھے ہین محمودی کی چاندنیان
کھنچی ہین ہزار بارہ سو سقنیان جوان گلاب کیوڑہ بید مشک مشکون مین بھرے چھڑکاؤ
کرتی ہین بیچ باغ مین چبوترہ جواہر کا بنا ہی سنگیرہ روپہلی تمامی کی جھالر کا استادہ ہے
آٹھ سو استادے الماس نگار پر ٹھہرا ہوا ہی ہر ایک استادے پر طاؤس جواہر کا ناچتا ہی
سونے چاندی کی میخین طنابین ریسمان وغیرہ کلابتون کی ہین مثل کرن آفتاب کے
جھالر شعاع ریز ہے نیچے اُسکے تخت شاہی لگا ہے مگر جواہر آمیز ہے نو سو کرسی الماس
کی گرد تخت کے گستردہ ہین مسندین روپہلی پر تکلف لگی ہین جنپر خوبان طلسم ایستادہ ہین
سفید سفید گلابیان الماس تراش شراب انگوری سے مملو سرخ و سبز کشتیون مین چنی
ہین منقلون مین عود و عنبر کا بخور ہو رہا ہے شمع مومی و کافوری جلتی ہین شہنشاہ طلسم
ملکہ کا ہاتھ پکڑے تخت پر آکر بیٹھا اور حکم کیا کہ کوئی سامان عشرت و کار عیش اُٹھا نہ رہے حکم
تماشے میرے روبرو دکھائے جائین پھر تو ہنڈولون پر اور جھولون پر اسی ہزار پریزاد جا بیٹھین
اور پینگ بڑھنے لگا اور ملار لہک لہک کے گانے لگین جھولے کے پیڑون مین جو گھنگرو
نصب تھے اُنسے آواز چھم چھم کی بلند ہوئی اور شاہ کے روبرو بھی رقاصان قمر پیکر [illegible]

روآرایش ناچنے لگیں باغ میں نقش اُڑنے لگا پریاں ایک دوسرے پر قمقمے تاک تاک کر لگانے لگیں پچکاریاں رنگ کی چلنے لگیں دف و دائرہ الگوجا قانون بین چنگ جلترنگ سب طرح کے ساز اور باجے تمام باغ میں بجنے لگے صدائے ارغنون ہر سمت پھیلی شراب کا دور شروع ہوا عبیر و گلال اُڑنے لگا مہر و چراغان کی بہار اور چاندنی دیکھنے کی کیفیت نہایت لطف سے آغاز ہوئی باہر باغ کے منزلوں تک ساحر عیش میں مصروف ہوگئے اور داد عیش و نشاط دینے لگے اور حکم ہوا کہ آتشبازی چھوٹے بمجرد ارشاد چرخیوں میں آگ لگائی عقل پیر چرخ کی چرخ میں آئی اناروں کے پھول گلنار سنہری گلزار طلائی کا رنگ دکھانے لگے سبحان اللہ کیا جلسہ انبساط تھا کہ بمقتضائے نظم

ز آتشبازی بے دود روشن　　زمین پُر از جواہر گردہ دامن
انار آتشین برخاستندے　　تو گوئی نخل زر برداشتندے
ستارہ گنج گنج از بسکہ برخاست　　ہوا را یکسر از پروین بیاراست
گروہے لولیان مشتری رو　　براے رقص ہر سو در تکاپو
جلوس تخت را آمادہ گشتند　　بپازنگولہ ہا را چست بستند
نشید دلبری آغاز کردند　　در عشرت بدلہا باز کردند
ہمان جا ساقیان سیم اندام　　بکابک گرفتہ مینای می و جام
ہمہ میخوارگان راست کردند　　بیک پیمانہ عقل و ہوش بردند

جلسے اور جمگھٹے جمگئے بادہ خوار ڈٹ گئے خنیاگران ناہید سرا نے تانے مارنا شروع کیں اور مبارکباد گانے لگیں عمرو کے قتل ہونے کی یہ خوشی ہوئی کہ ملک و مال انعام لینے لگیں شاہ طلسم کے دل کو لبھاتی تھیں اور فرط عشرت سے یہ غزل گاتی تھیں غزل

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت مینا نہ آج　　دور ہے ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج　　داغ سودا ہمکو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہوں میں دیوانہ آج　　گنج گل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب　　دیکھتا ہوں میں بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
جلوہ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل　　عقل گل کہتے ہے جو کوئی ہے دیوانہ آج
وصل کی شب ہے کہاں ساقی تکلف برطرف　　میں تمہیں پیمانہ دوں تم مجھکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند / بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
عرش پر ہی ان دنون مین اہل دنیا کا دماغ / کون سا گھر ہے نہین جس مین ہو بالاخانہ آج

جب یہ ہنگامہ انبساط گرم ہوا اور زر و جواہر ہر ایک کو بٹنے لگا شاہ جادوان نے عام حکم دیا کہ آج جو کوئی ہم سے جو کچھ طلب کرے وہ اسکو ملے یہ سنکر حیرت پہلو سے اٹھ کر سامنے دست بستہ آکھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ اگر حضور ناراض نہون تو مین کچھ مانگون افراسیاب نے گلے لگا کر بوسہ لیا اور کہا اے ملکہ قسم سامری و جمشید کی کہ جو خواہش کرو گی مین فوراً عطا کرونگا حیرت گویا ہوئی کہ مین امید رکھتی ہون آج شہنشاہ ملکہ مخمور سرخ چشم کا میرے کہنے سے قصور معاف فرمائین اور آج دن بڑی خوشی کا ہے اسکو بھی اس جلسے مین بلائین افراسیاب نے اسکی سفارش منظور فرما کر ایک ساحر کو حکم دیا کہ مخمور کو جا کر باعزاز تمام یہان لے آوے ساحر حسب ارشاد روانہ ہوا اب حال اس مجروح تیغ ستم کا سنئے کہ شاہ طلسم نے جب اسکو زد و کوب کر کے گھر بھجوا دیا تھا بعد چندے اسنے صحت پائی اور یاد محبوب کرنے لگی محبت نور الدہر کا دم بھرنے لگی ہر وقت بیقرار رہتی ہر شب شمع نشان سوز دل سے بیتاب و اشکبار رہتی شعلہ رخسار سے اپنے ہر روز پروانہ دل کو نثار کرتی کہ نظم

زبان چون نام زلف یار بردے / چو مارے نیم کشتہ تاب خوردے
گہ از جور فلک دل تنگ مے بود / گہے با بخت خود در جنگ مے بود
بہ تنہائی نشستہ در شب تار / ہمہ شب تا سحر بگریستے زار
شبش تا صبحگہ این کار بودے / بروزش کار بس دشوار بودے
برویش اشک چون گلگونہ پرداز / سیہ روزے بچشمش سرمہ انداز
ہلال آسا شدہ بدر از ضعیفی / مرا با چشم خود گشت از نحیفی
ندانم شب بچشمش چون گذشتی / کہ روزش چون شفق در خون نشستی
تراشیدے بناخن خال رورا / خراشیدی دل و مسکین مورا
بماتم بزم شیون ساز کردہ / سرود غم بلند آواز کردہ

اسی اندوہ و رنج مین آج طلسم مین غلغلہ شادمانی سنا سبب دریافت کرایا معلوم ہوا کہ عمرو کے مارے جانے کی خوشی ہے شاہ طلسم نے جشن کیا ہے ساکنان طلسم کا دل شاد ہوا ہے

اس خبر کو سنتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑی جب ذرا ہوش آیا نالہ جانکاہ کیا اور رو رو کر پکاری کہ ای
گردون دون افسوس ہی کہ تو نے میری امید توڑی اب کس ذریعے سے مین اپنے مطلوب
تک پہونچون گی اور اگر مطلوب کا سامنا ہوگا تو کیسی ندامت ہوگی ہاے ملکہ مخمور تو زندہ
رہے اور عمرو مارا جاے کاش جب وہ گرفتار ہو کر آیا تھا تو جا کر اُس کی مدد کرتی اور ساتھ
ہی قید ہو کر اپنی جان دیتی اب ذرا باغ عیش مین چل کر دریافت تو کر کہ اُس پر کیا
گذری اور کیونکر مارا گیا یہ تجویز کر کے سادی پوشاک سفید زیب قامت کی اور کچھ کنیزون
کو ساتھ لیا چاہتی تھی کہ ساحر فرستادہ افراسیاب آکر پہونچا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مبارک ہو
کہ قصور تمھارا شہنشاہ نے معاف فرمایا اور حیرت نے سفارش تمھاری کی اب چلو بلایا ہی
جشن مین شریک ہو اس پیام کو سنکر جانا تو منظور ہی تھا کچھ عذر و حیلہ نہ کیا اور تخت سحر پر بیٹھ کر
روانہ ہوئی اور باغ عیش مین پہونچی یہان کا سامان عشرت اقتران دیکھ کر اشک حسرت
گرائے کہ اللہ اللہ عمرو کے مرنے کی یہ خوشی ہے اور تو بھی اس جشن مین شریک ہوئی ہے
دوست کے مرنے کا جشن آنکھ سے دیکھتی ہے خیر شکر ہے جو خدا دکھائے کہ بیت

ستم دیکھتے ہین جفا دیکھتے ہین	دکھاتا ہے جو کچھ خدا دیکھتے ہین

یہی سوچتی تخت سے اُتر کر داخل باغ ہوئی اور شاہ جادوان کو مجرا کیا حیرت نے اسکو
پاؤن پر گرا دیا شاہ ساحران بھی بدل محبت رکھتا ہے اسکے سر کو سینے سے لگایا خلعت
عطا کیا اُسنے بھی قتل عمرو کی مبارکباد دے کر نذر دی اور داہنی طرف تخت شاہی کے
رومال لے کر جا کھڑی ہوئی شال اسکے سر پر جھلنے لگی شہنشاہ نے پھر طائرون کو [illegible] بلایا
اور حکم کیا کہ چار دانگ طلسم مین جا کر پکارو کہ کوئی شخص محروم نرہے جسکو جو کچھ مانگنا ہو
ہماری ملاقات کرنا ہو وہ آئے یہ سنتے ہی وہ طائر سحر اُڑ گئے اور سب طرف پکار آئے کہ بعد
کے ساحران نامی آنے لگے اور ابر سرخ رنگ برسنے لگا ظاہر ہوئے اُسپر سے پانچ ساحر
لباس بہشت پر تکلف پہنے اُترے نام اُنکے شوریدہ فولاد افگن نفیر آواز جادو و بابران
بلا افگن جادو و خونخوار شمشیر زن آہو چشم جادو و سرہنگ جادو و طوطا جادو
تھے اُنکے بعد دو بادشاہ خراج گذار شہنشاہ جادوان کی خضران سبز رنگ جادو و ضمیران
روشن تن جادو و آکر پہونچے انکے ساتھ ستر سو ہیلا فولاد کا مسلح و مکمل آیا اور دو [illegible]
[illegible] اپنی نذر لائین کہ جشن مین آٹھ سو تھیلیان اشرفیان تھین اور کچھ دیر بعد دی ہوا [illegible]

رہکر پھر ہنر دن مین گرگئی تھین اور نوسو طاؤس زرین بال ان بادشاہون کے سر پر پرون کا
سایا کیے تھے قصہ مختصر یہ سب باغ مین داخل ہوئے اور بادشاہ کو نذر دے کر کرسیون پر بصد
انداز بیٹھے اور کہا اے شہنشاہ مبارک ہو کہ خداوند لقا اور سامری نے یہ دن دکھایا کہ آپ
کے ہاتھ سے ریش تراشندہ کافران و سر بریدہ ساحران مارا گیا یہ وہ شخص تھا کہ جسکے خوف سے
ساحران عالم چھپتے پھرتے تھے اب آپ کا نام تمام زمانے مین ہوا لقا نے بڑا احسان کیا
لیکن اس جشن مین ہیرہ ساحری اپنی مصور کو آپ نے کیون نہ بلایا افراسیاب نے کہا
وہ مقابلۂ فوج باغیان مین اُتری ہے مین ملکہ حیرت بھی یہان ہین لشکر کے سردار رہتا اگر
مین اُنکو بلاتا تو دو سردار اور بزرگ ہین وہ ہر وقت جلا کش رہتے ہین اور تصویرین
لشکر حریف کی کھینچتے ہین ہر جگہ جا سکتے ہین تکلیف اُنکو ہوتی ہے اسلئے اُنھین وہان سے مین
اُنکو نہین رخصت دی شوریدہ وغیرہ نے کہا حضور یہ سب سچ ہے لیکن کوئی افسر یہان سے
انتظام فوج کے لیے جانے اور اُنکو ضرور بلوا لیجیے اور ایک عرضی اور نذر کے لیے تحفۂ طلسمی
پاس خداوند کے بھیجیے اور شکریہ اُنکا ادا کیجیے کہ انھون نے اپنے فضل و کرم سے ہم بندون
کی جان بچائی شہنشاہ جادوان نے اُنکے کہنے کو منظور کیا اور کہا میری رائے مین یہی ہے کہ سر
عمرو کا بھی عرضی کے ساتھ بھیجون کہ شیطان خداوند اُسکو دیکھکر خوش ہون اور لشکر حمزہ
مین کہرام پڑ جائے بغیر اُسکے سب مر جائین یہ تقریر سنکر سب نے کہا بہت مناسب ہے یہی
کرنا چاہیے پس اُسی وقت پانچ ساحرون کو طلب کر کے ایک سونے کے خوان مین سر
عمرو کا رکھکر خوان پوش جواہر دوز ڈالکر کچھ تحفۂ طلسم کے دے کر اُسکو پاس خداوند کے
بھیجا اور ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر اُنکے حوالے کی کہ یا خداوند غلام پر آپ نے بڑا کرم
کیا اور مین نے فراغت پائی کوئی دغدغہ باقی نہ رہا عمرو کو مین نے مارا سر اُسکا ہم ملاحظہ
بندگان حضور بھیجتا ہون یہان مین نے جشن کیا ہے درباریان آپکا اور شیطان آپکا اور سب
بندے حضور کے داد عیش و نشاط دے رہے ہین بعد فراغ جلسہ شربت ساحر نامی کو آپ کی
خدمت مین بھیجے گا جو آکر کام لشکر حمزہ کا بھی تمام کر دیگا غرضکہ یہ عرضی اور سر عمرو کا دیکر
جادوگر لیکر راہی ہوئے اور اسکے بعد ایک نامہ مصور کو بھی تحریر کیا کہ اے ہیرہ ساحری حضور
لشکر کسی افسر چابک کو سپرد کر کے اس جلسۂ نشاط مین آکر شریک ہو کہ آپ کے دادا نے بھی
بڑا فضل کیا اور عمرو کو قتل کرایا یہ نامہ بھی ایک ساحر لیکر چلا مگر وہ ساحر سر لیے ہوئے کوہ

ہفت رنگ اور دریاے ہفت رنگ وغیرہ طے کرکے کوہ عقیق میں پہونچے لقا بارگاہ میں
بیٹھا تھا کہ ساحر حاضر ہوے بختیارک خوان دیکھ کر سمجھا کہ افراسیاب نے میوہ طلسم بھیجا ہے
اسنے لقا سے کہا یا خداوند یہ کون سی آپ نے تقدیر فرمائی ہے مجھے بتلائیے کہ اس خوان میں
کیا ہے لقا بولا کہ قدرت جانتے ہیں مگر بتلائینگے نہیں بختیارک نے دل میں کہا لاش
مسخرے کو معلوم ہی کیا ہے جو تجھ سے بتلائے اس اثنا میں ساحرون نے تسلیم کی اور سجدہ ادا کرکے
خوان سامنے رکھا تحفہ پیش کیا عرضی دی بختیارک نے دیکھا کہ پانچون ساحر رنگ میں
شرابور ہیں بار بیٹھے اور رخسار گلالی منھ پر ملے ہیں نہایت محظوظ نظر آتے ہیں دیکھ کر اسنے
پوچھا کہ شہنشاہ ساحران نے کیا بھیجا ہے ساحرون نے کہا بلکہ جی تھا اسکے دشمن کا سر کہ
عمرو مارا گیا یہ سننا تھا کہ بختیارک خوش ہو کر ناچنے لگا اور کہا ارے سچ کہتے ہو یا میرے خوش کرنے کو
یونہین کہتے ہو انھون نے کہا عرضی پڑھیے معلوم ہو جائیگا اسنے عرضی پڑھی اور لقا
کے صدقے ہوا کہ قربان تیرے کیا تو نے تقدیر کی ہے کہ میری امید برآئی یہ کہکر پگڑی اپنی
اچھالی اور گویا ہوا کہ آج کے دن سے بہتر کوئی دن مبارک نہوگا جسکی رات کو یہ مژدہ
طربناک میں نے سنا یہ تو اس طرح خوش ہو رہے تھے اور عیاران لشکر اسلام میں سے
دو عیار قاسم کنوری اور قاسم تناسار داخلی صورت بدلے یہان موجود تھے انکو ان دونے
جو یہ معاملہ دیکھا آپس میں کہا کہ امیر سے چل کر خبر کرو پھر مشورہ کیا کہ سر عمرو
کا ان ساحرون سے لیتے چلو تو اچھا ہے اس فکر میں تو مصروف ہوتے اور وہ خوان کھولا
گیا اور بختیارک نے سر کو اٹھا کر سب کو دکھایا کہ یہ وہ ہے جنھون نے میرے باپ کا
سر پکایا اور میرے حلوا پکانے کی فکر میں تھے بھرتے تھے جوتیان لگا کر خراج مانگتے تھے
کہا ہی جوتیون کے صدقے ہین تیرے یہ بال نہیں ہین جتنے سال بعد میں جو تجھکو جگے
دیتا تھا وہ یہان دیکھ کر مجھکو تعجب ہے کہ اسکا خدا اترا نہ ہوے جیتا ہے اور ایسے اور خدا
اسکا وعدہ تھا کہ نصیب تک تا تین بار یہ موت نہ مانگین اسے قوت اسکا ساتھ دیں
کیونکہ گئے اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ خدا انکا جھوٹا نہیں یہ کہکر پھر گود میں رکھ کر یا پین آنکھ
سر تل کا عمرو کی آنکھ میں دیکھا کہ وہی نشانی انکی ہے کہ بوا عیاری کوئی صورت خواہ بنا کر
آنکھ میں تل سب بختیارک کو دکھائین یہ شناخت کرے خلاصہ یہ کہ وہ تل سبز رنگ کا اسکی
اسکے آنکھون میں نہ پایا خوب غور کرکے دیکھا جیسا کبھی نہ معلوم ہوا لگا سر ہلانے لقا نے کہا

ارے کیا ہے پکارا کہ ابھی کیا کہون کیا ہے کچھ نہین بختیارک کا ستیاناس جائے خدا جانے کسکا
سر بھیجا ہے لقا بولا کہ تو کیا بکتا ہے بھلا بختیارک کیونکر ثابت ہوا کہ سر عمرو کا نہین ہے اسنے کہا خال
آنکھ کا نہین دکھائی دیتا ہے لقا نے کہا بندہ خاص ہمارا عمرو ہی ہے ہمکو بھی ثابت ہے کہ وہ مارا نہین
گیا بختیارک سے کہا تو غارت ہو تیری خدائی برباد ہو مارا جائے تو کیسی تقدیر پہ کرتا ہے
کہ مین خوش ہوکر رنجیدہ ہوتا ہون لقا نے تسکین اسکو دی کہ تو بد مزہ نہو مین تیری خاطر
سے سنبھوا لقدیرا بکی کردونگا یہ کلام سنکر ساحرون کو بڑی حیرت ہوئی اور شیطان نے
پوچھا کہ شاہ طلسم ابھی ساحران اسوقت کہان ہین کہا باغ عیش مین ہین اسنے کہا جاؤ خبر لو
باغ وہ سب برباد ہو گیا ہوگا اور شاہ طلسم کا نخل ہستی قطع ہوا ہوگا طلسم مین ماتم برپا ہوگا
عمرو کے دشمن مارے جائین لو دیکھو تمھین میرا کہنا یقین نہوگا خیر اپنی آنکھ سے ملاحظہ کر لو
یہ کہکر گرم پانی منگا کر اس سر کو دھلوایا رنگ روغن اسکا جاتا رہا اصلی صورت اوس مرد
زنبیل کے قیدی کی شکل آئی ساحرون سے کہا دیکھا تمنے اب جلد یہان سے جاؤ ورنہ تمھارے
سر لانے کی کیفیت حمزہ کو ظاہر ہوگی تو پھر وہ بہر قصاص یہان آجائیگا خداوند خوب سمجھینگے
تمھارا جانا یہان سے دشوار ہوگا وہ ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا ساحر اسکے کہنے سے بعجلت روانہ
ہوئے ادھر وہ دونون عیار جو یہان موجود تھے سب حال دیکھ سنکر خدمت امیر مین
گئے اور کل کیفیت عرض کی سب سردار بختیارک کی گفتگو سنکر ہنسنے لگے اور امیر نے فرمایا
کہ عمرو کا خدا مالک ہے انشاء اللہ وہ فتحیاب ہوگا یہان تو یہ گفتگو فرماکر امیر نے دربار برخاست
فرمایا کہ رات زیادہ آئی ہے غرضکہ سب آرام پذیر ہوئے اور وہ ساحر پرواز پیدا کیے تعجیل
تمام پاس شہنشاہ ساحران کے پہونچے یہ حیرت سے بیٹھا اختلاط کر رہا تھا چھیڑ رہا تھا اور
بوسے لیتا تھا حیرت بگڑ رہی تھی کہ شہنشاہ آپ سب کے سامنے نہ ستایا کیجیے صاحب میرے
چھوٹے بڑے سب کے روبرو کھلے جاتے ہین نگوڑ ماری مین پسینے پسینے ہوئی جاتی ہون
اور تمھین اپنے کام سے کام آپ بانی سے نہین چوکتے اسی صحبت مین یکایک وہ ساحر
پہونچے مگر بدحواس رنگ رو سفید افراسیاب انھین اس حال سے دیکھ کر سمجھا کہ عمرو بندہ
مقرب خداوند تھا شاید اسکے مرنے سے خداوند ناراض ہوئے ورنہ ان ساحرون کے ہاتھ
بھیجکر خلعت سرفرازی ضرور بھیجتے اور انکو بھی نہال کر دیتے خیر پوچھو تو کہ کیا ہوا آخر اسنے پوچھا
کہ خیر تو ہے وہ ساحر بولے کہ خاک خیر ہے دیکھیے یہ کہکر سر خوان سے نکال کر دکھایا اور سارا حال بیان کیا

افراسیاب یہ سنتے ہی حیرت کی طرف گھورنے لگا اور مخمور دل میں شاد ہوگئی ادھر حیرت
نے کہا اے شہنشاہ آپ مجھے کیا گھورتے ہیں جو آپ نے فرمایا وہ کنیز بجا لائی اور جس شخص کو
کہ وزیر آپ کا گرفتار کر لایا اسے میں نے قتل کیا شاید وہ عمرو نہو کیونکہ جسے وزیر باغبان
پکڑ لایا ہے بیشک باغبان نے کہا مجھکو قسم ہے سامری کی کہ میں نہایت ہوشیاری سے اور سحر سے
خوب سا دریافت کر لیا تھا جو کچھ پیچ پڑا وہ طلسم میں پڑا افراسیاب نے حیرت سے کہا میرے
سر پر ہاتھ رکھو تو کہ کوئی فتور میں نے نہیں کیا حیرت نے قسم کھائی اور زمرد اور یاقوت
سے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ہوا انھوں نے کہا بلا لوں اگر ہم سے کچھ ہوا ہو تو ناک اور چوٹیاں ہماری
کٹوا ڈالیے کہ شکلے پر سوار کر کے تشہیر کرائیے شاہ طلسم نے کہا راہ میں تم سب عمرو کو لیکر چلیں
تھیں تو کہیں کوٹھری میں تو نہیں آئیں انھوں نے عرض کیا کہ کہیں نہیں اب مخمور دل میں بہت
خوش ہے کہ اس سخن سے افراسیاب کو کیفیت ظاہر ہوگی کہ عمرو کو گرفتار کرنا ایسا ہوتا ہے
غرضکہ افراسیاب تحقیقات کرنے لگا اور زمرد اور یاقوت سے کہا کہ تمکو مار ڈالونگا
ورنہ صحیح بتاؤ کہ عمرو کیا ہوا انھوں نے عرض کیا کہ ہمنے کوٹھری میں اسکو بند کر دیا تھا
شاہ نے کہا جب کوٹھری کھلی تو وہاں دو عمرو تھے یا ایک انھوں نے کہا ایک عمرو سے
نے تو یہ آفت ڈھائی ہے دو ہوتے تو قیامت ہی آجاتی اس کلمہ پر حاضرین دربار ہنسنے
لگے اور دست بستہ کہا کہ آپ کتاب سامری دیکھیں شاہ جادوان نے زانو پر ہاتھ مارا
کہا ہماری عقل پر پتھر پڑے ہیں اگر پہلے ہی کتاب دیکھ لیتے تو خداوند سے روبرو ذلت
نہوتی ہاں جب باغبان گرفتار کر کے لایا تھا جب میں نے کتاب دیکھی تھی اُس وقت
بیشک معلوم ہوا تھا کہ یہ عمرو اصلی ہے باغبان کی کچھ خطا نہیں ہے میں اس اعتبار پر
رہا کہ میری زوجہ نے اپنے ہاتھ سے عمرو کو قتل کیا ہے اب اس میں کچھ شبہ اور شک نہیں ہے
خیر جو مقسوم میں ہوتا ہے وہی پیش آتا ہے یہ کہکر سامنے جو گلدستے سجے تھے ان میں سے
ایک پھول لیکر باغ کی طرف پھینکا اور سحر پڑھا ایک طاؤس اُڑ کر سامنے آیا اسکو
حکم دیا کہ کتاب لا طاؤس جاکر کتاب لایا اسے وا کر کے دیکھا لکھا تھا کہ عمرو جب کوٹھری
میں بند ہوا تو اسیر قید سحر نہ تھی غفلت سے کار پردازوں کی ہے لہذا اوسنے اپنی
صورت کا ایک شخص زنبیل سے نکال کر بٹھا دیا اور آپ کلیم اوڑھ کر نکل گیا ابھی حیرت
کے شہر میں ہے کچھ دنوں میں پتا چل جائیگا یہ حال دیکھکر کتاب بند کی اور پوچھا کہ راستے کی باقی

لوگون نے کہا اب صبح قریب ہی شاہ نے فرمایا کہ دربار او رجلسہ برخاست اے حیرت تم اپنے ملک کو جاؤ اور سحر کا حصار کر دو عمرو نکل کے جانے نہ پائے مین ذرا آرام کر لون تو آتا ہون یہ حکم سنتے ہی جملہ ساحران نامی اٹھ اٹھ کر روانہ ہوئے اور حیرت بھی اپنی وزیرزادیون کو لیکر اپنے شہر کی طرف گئی شاہ جادوان نے وہین آرام فرمایا یہان تک کہ سلطان انجم نے مجمع کواکب کو برخاست فرمایا اور ساحر مشرق سلاسل شعاع لیے بہر گرفتاری دزد ظلمت شب میدان سپہر مین آیا بمقتضاے نظم

	گرفتہ از شعاع مہر ادراک		مگر منشی قدرت خامہ فرسا	
	بہ اوراق فلک روشن کند نظم		کہ آرایہ بیاض رو دست این ہمہ	

افراسیاب خواب استراحت سے اٹھا اور سواری طلب کی ہنوز سوار نہوا تھا کہ ظہور کی سواری آپہونچی کیونکہ نامہ شاہ طلسم جسکا ذکر اوپر لکھا گیا اسکو پہونچا تھا یہ اسوقت آکر داخل ہوا شہنشاہ جادوان اسکے آنے سے مسرور ہوا اور تعظیم کر کے بٹھایا سب حال بیان کیا ظہور نے کہا مین جاکر عمرو کو گرفتار کیے لاتا ہون افراسیاب جواب دہ ہوا کہ آپ یہین تشریف رکھین حضور کے آنے سے ابھی مین ہی نہ جاؤنگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی ایک آندھی سیاہ آئی تمام عالم مین گرد چھا گئی کہ بمقتضاے بیت

	الٰہی ہو تو کہو میری مشت خاک سے لے		بھلا یہ ہے دل گرد ہون غبار دشمن اسکے	

اس آندھی سے دو ساحر سرکش چھالون پر سوار اڑتے ہوئے باغ مین آکر اترے شاہ جادوان کو سلام کیا اسنے حکم کیا کہ سنجار جادو و حسام جادو تم دونون دو ہمت جاؤ سنجار ملک حیرت کے ملک کو جاؤ ملکہ بھی وہان موجود وہین عمرو کو گرفتار کر کے اسکے حوالہ کرے اور حسام لشکر مہرخ کا جاکر کام تمام کرے یہ حکم سنکر دونون ساحر روانہ ہوئے حسام اپنی جگہ پر آیا اور لشکر تیار کیا اور سحر اپنا جسکے ایک باران سحر دوسرا آسمان سحر جب یہ دونون جادو قبضہ مین کر چکا اسوقت ابر سحر پیدا ہوکر تجربت چالیس ہزار ساحران نابکار راہی ہوا اور سنجار جب اپنی جگہ پر آیا اسنے سحر زمین سے اندر جو کچھ ہوتی سونگھکر دریافت کر کے تیار کیا اور تخت پر بیٹھکر سمت شہر حیرت چلا ادھر حیرت نے آکر رات کو آرام نہین کیا ہزارہا ساحر کو بلاکر حکم دیا کہ شہر کے دروازے ہر طرف سے بند کر دو عمرو اسی شہر مین زندہ ہے ہر کسی سے سوال کرتے ہو جو گرفتار کر لائیگا مال دنیا سے مستغنی کر دونگی سارے شہر

مین اس حکم سے انتظام ہونے لگا اور ساحر ہر سمت ڈھونڈھنے لگے بعضے طائر بنکر اڑے اور بعض
ہر ایک گوشے اور غار وغیرہ مین متلاشی ہوئے لوگون کے گہر کی تلاشی ہونے لگی در شہر بند ہو گیا
ہر سمت چوکی پہرے بیٹھ گئے ہر گلی اور کوچے مین ساحر پھرنے لگے اور چوکی پہرا مقرر ہوا کوتوال شہر گرد وپیش
اور گشت کرنے لگا گلی گلی یہی چرچا ہونے لگا کہ عمرو دیکھئے کیونکر گرفتار ہوتا ہے یہان تو یہ
بند و بست ہے لیکن عمرو کی کیفیت سنیے کہ یہ جو کلیم اوڑھکر کوٹھری سے نکلا اسوقت تک باغ
مین ٹھہرا رہا کہ حیرت باغ عیش مین واسطے جشن کرنے کے گئی یہان چند ملازم اور کنیزین
باقی رہ گئین عمرو نے قابو پاکر ازبسکہ رات کا وقت ہی تھا کچھ دوائے بیہوشی کی شمعون و چراغ
مین ڈالکر روشن کی وہ سب بیہوش ہوکر سو رہین عمرو نے سب اسباب وہان کا جال
مین بند کر زنبیل کیا اور جہان تک کہ ممکن ہوا لباس لونڈیون کا اور زیور اتار لیا پھر وہان سے
نکل کر صورت ساحر کی بنا کر اندر شہر کے پھرنے لگا یہان تک کہ ایک جگہ شہر مین ویرانہ تھا اور
مکان بے مرمت تھے زمین مین غار پڑے تھے یہ ایک غار مین اترکر رات کو ٹھہر رہا اور سوچا
کہ ساحر بڑے بڑے زبردست ہین تو یہان چھپ سکے گا اور اگر کلیم کی وجہ سے تو مخفی رہا تو پھر
لطف عیاری نہین کیونکہ کلیم تو اس کام کی ہے کہ جہان بیٹھے ہی وہان بیٹھ جائے اور کچھ نہ
ممکن ہو تو کلیم اوڑھ لے یہ سوچکر خنجر سے کر نقب کھودنا اسی غار مین شروع کی اور راہ اندر سے
مکانات کو علم مساحت سے وہان پہنچنے کی بذریعہ فراست سے پیمایش کر لیا یہان تک کہ نقب ایک
مکان کے اندر کھود کر پہونچا جب وہ نقب توڑا اتفاق سے کوٹھری مین پہونچا نقب کا منہ کھلا تو
دیکھا یہان بورے اناج کے بھرے ہوئے ہین اور چاول کے پھر رکھے ہین معلوم ہوا کہ کسی بنئے کا
گھر ہے عمرو نے وہ بورے نقب سے نکالکر جال مین باندھکر اٹھایا اور
رکھے اور پھر بورے کو کاٹ دیے کہ اناج پھیلکر نقب مین چلا گیا اور زور بورے کا خالی ہو گیا
اسنے پھر نقب مین گھس کر اناج وہ بہنے باہین ہٹا کر بورے کے اندر چھپ آنے کا راستہ کیا جب
یہ بند وبست کر چکا پھر خنجر لیکر اندر سے نقب کو اور آگے کھودنے لگا اور مٹی اسکی زنبیل مین
بھر لیتا تھا یہان سے مکان تور عایا کے شہر کے قریب قریب ہین دوسرا ادھر وہ نقب کا
نان بائی کے مکان مین نکلا عمرو نے رات کا وقت ہی تھا سر نکال کر نقب سے جو دیکھا تو نقب
دالان مین ٹوٹی ہے اور سب سوتے ہین یہ دیکھ کر یہان کوٹھری تجویز کرکے سر نکالا اسی طرف
سے چلا اور کوٹھری مین سر نقب کا کھلا یہان دیکھا کہ شطرنجی پر شیرمال و کباب اور روٹیان

اور کچھ وغیرہ رکھے ہین اور اوپر چادر ڈھکی ہے یہ دیکھ کر دل سے کہا اے عمرو خوب آئے اس جگہ ٹھہرو
نقب کو اندر گھس کر طبقہ زمین برسے سے ملا کر لیپ دیا کہ اوپر سے نقب نہ معلوم ہو اور یہین جب
آدمی تو بیر مٹی کا ہٹا کر چلا آسکو ن غرضکہ جب اس انتظام سے فراغت پائی یہان سے تیسری
سمت نقب مین شاخ نکالی اور کھودتا ہوا چلا ایک بار کلوار کی دکان مین سرا نقب کا نکلا اسنے
اس سرے کو تو مٹی سے اندر کی طرف سے بند کر دیا اور دکان کی کوٹھری مین جا کر جو سرہ نو پڑا اُس
مقام کو بھی بوتلون سے شراب کی بھرا دیکھا کہ سب بوتلین بادۂ خوشگوار اور رنگین کی مملو ہین
اسنے یہان بھی اندر سے نقب کو لیپ پوت کر برابر کیا اور چاہا کہ چوتھی سمت چلون مگر اس اثنا
مین آواز آدمیون کے بولچال کی کان مین آئی اور سمجھا کہ رات تمام ہو گئی لپیٹے کاغذ زرین
لیے نقاب فلک مشرق کی سرنا سے باہر نکلا عمرو سوچا کہ اب مخفی ہو جانا چاہیے ورنہ حال
کھل جائیگا یہ تصور کر کے براہ نقب غار مین آکر بیٹھا اور اپنے کسل کو نقب کھودنے اور مٹی
اُٹھانے کے کروٹین لیکر دفع کرنے لگا چار گھڑی بھر خوب پاؤن دراز کر کے آرام کیا اور جال
الیاسی سر غار پر تان دیا کہ شاید جو کوئی مجھے پکڑنے آئے تو اُس مین پھنس جائے لیکن کوئی
اس طرف کو نہ آیا یہ سو کر اُٹھا زنبیل سے پانی نکال کر منھ دھویا وضو کیا وظیفۂ سحری جو قضا
ہوا تھا ادا کرنے لگا اس اثنا مین بھوک معلوم ہوئی براہ نقب مکان مین نانبائی کے گیا
اور ایک تھیلی سوراخ کر کے دو چار شیرمال وغیرہ لے کر پھرا اور کلوار کی کوٹھری مین جا کر ایک
گلابی شراب کی لیکر غار مین آیا شراب پی کھانا کھایا چپکا ہو کر بیٹھا کہ بیت

تم ہوا دستگیر ہین اور راہ انجمن آرائی ہے	ہم ہین اور ورد ہی اور گوشۂ تنہائی ہے

اب یہان غل اور شور تھا ساحرون کا سنتا تھا اور ہر طرف سے بگیر بگیر کی صدا آتی تھی کھٹکے
ناقوس بجتے تھے لوگ بہرسلتا دوڑتے پھرتے تھے فی الجملہ انھین تو اسی حال مین چھوڑیے مگر
حال سنیے کہ حیرت رات کو تو انتظام مین مصروف رہی صبح کو جو غور کیا تو سارا مکان لٹا ہوا
پایا کمال غضبناک ہوئی اور چاہا کہ خود عمرو کو ڈھونڈنے نکلے اس اثنا مین خبر پہونچی کہ غبار جادو
بھیجا ہوا شاہ طلسم کا آیا ہے یہ سنکر ٹھہر رہی اور یاقوت کو بہر استقبال بھیجا انھون نے جا کر تعظیم
کر کے اُسکو پاس ملکہ کے پہونچایا اُسنے حیرت کو آکر سلام کیا اور حال پوچھا ملکہ نے سب حال
بیان کر کے کہا اب تم دریافت کرو کہ عمرو کہان چھپا ہوا ہے اُسنے حکم ملکہ سے باہر باغ کے آکر
ایک مشت خاک زمین سے لیکر سحر پڑھکر پھونکی اور ملکہ سے آکر کہا کہ مجھے ثابت ہوا کہ عمرو زمین کے

مشورہ کیا کہ میں مقابل میں اگر خیمہ زن ہونگا تو عیار آکر ستائیں گے اور حریف بھی ہوشیار ہو جائیگا اس سے مناسب یہی ہے کہ اسی وقت تاخت و تاراج پر کمر ہمت چست باندھوں اور عیش و عشرت دشمن کو مبدل بہ غم کروں سب کے سر کاٹ کر خدمت شہنشاہ میں بھیجوں کہ نظم

چو بر دشمنان خستہ آمد کمند — یقین گردنش آرم اندر کمند
چو این وقت غافل شدہ بگذرم — عجب نیست فند دانگشو دابترم

ایسا کچھ تصور کرکے سرداران لشکر بلا کر اپنے ارادے پر مطلع کیا اور بعزم خونریزی بارگاہ ماہرخ کی سمت چلا یہاں تمام سرداران خبر گرفتاری عمرو زبان برق سے سنکر واسطے رہائی خواجہ کے دعا کر رہے تھے اور گریاں و نالاں تھے کہ یکایک صدائے نفیر سحر کان میں آئی طائران سحر اور عیار جو بامر جاسوسی صحرا و بیابان میں پھر رہے تھے آمد لشکر اعدا دیکھ کر اور رخ اس فوج کا اپنے عسکر کی طرف نظر کرکے بہ جناح استعجال بارگاہ میں آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ نظم

زمین بوسہ دیکر دعا این دعا کرد — بجان تسلیم و منت ادا کرد
زبان بکشاد و گفت ای فر اقبال — کہ گیرد ماہ و مہر از روی تو فال
ز اقبالش جہان را عید نوروز — بسر در رزم جوئے باد فیروز
تمامی ساحران و بت پرستان — ہمہ رزم آوران و کینہ خواہان
بعزم جنگ رخ دارند این سو — بہ قصد ... اندر تکاپو

ماہرخ بہ استماع اس خبر کے آتش غیظ بھڑکی ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر نصرت اثر تیار ہو کسی کو ... لشکر حریف کا یہ کیا ایسا نہو کہ حملہ کرے لازم ہے کہ بیت

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد — دریغ سود ندارد چو رفت از دست

فی الفور بحکم داراشاد خفیف بجا و اس شیرزن کے نقارہ رزم کڑکڑایا شور و شر کارزار آیا ساحر شکست ... جان دینے پر تیار ہوئے ہنگامہ قیامت خیز گرم ہوا ابھو رحسا نہ آنے پایا تھا کہ بمقتضائے فرد

از نشستہ یکے عربدہ آشوب دگر خواست — نا رفتہ یکے فتنہ بلائے دگر آمد

یعنی جوانان خنجر گذار و شمشیر زنان مرکبہائے تازی نژاد پر سوار بر آمد ہوئے ہاتھوں میں وہ دو دہ سیف اور تیغیں جواہر دار لیے تھے کہ جنکی ضرب سے عدو کو راہ فنا دکھاتے تھے نظم

چون برگ گل تند تا ست بسبزی دلی شود — در بوستان معرکہ چون شاخ ارغوان

نیلوفر در آب نہان باشد این عجب ۔ نیلوفریست آتش شدہ آب اندرون نہان

ایک سمت سے سواران زرین لجام گھوڑے جمکاتے اپنی شوکت دکھاتے رواں تھے کہ ابیات

گردون گرد سے زمین کوردی ۔ گر چشمہ مہر آب خوردی
ہر بار کہ در نورد رفتے ۔ صد باد صبا بگرد رفتے
ہر بار کہ در عرق شدے غرق ۔ باران بودی و درمیان برق

ایک جانب سے فیلان تنومند کی ہوا اڑاتے تھے اور ساحر لباس زرق برق پہنے اُن پر سوار تھے کہ نظم

ابر ند و یک قطرہ ایشان سر خنجر ۔ برج اند و یک بارہ ایشان صف ہیجا
دندان یکے سخت شدہ در دل [illegible] ۔ خرطوم یکے حلقہ زدہ گرد ثریا

جادوگرنیان نازنین نازک بدن گاتیان دیہون کی مانند سے بجلیان اسباب سحر سازنگی گلون میں ڈالے آمادہ جنگ و پیکار تختہائے سحر و طائران سحر پر سوار کہ بمصداق شعر

سیکے چون لالہ بار دی درخشان ۔ سیکے چون گل بخو لی دامن افشان

دو رخ کا تخت قلب لشکر میں لیے نارنج و ترنج اچھالتی ہوئی آگ پانی سے اور پانی آگ سے نکالتی تھیں یہ معلوم ہوتا تھا نظم

زمین سے اوج فلک تک تھا اس طرح کا ہجوم ۔ کہ شور حشر کا ہنگامہ ہوتا تھا معلوم
رواں تھے ساحر نامی برائے جنگ و جدل ۔ لیے تھے ہاتھ میں سب اپنے سحر کی مشعل
بزور سحر برستے تھے ایسے انگارے ۔ فلک سے گرتے ہیں جس طرح رات کو تارے

قصہ مختصر حسب نزول لشکر کی حد سے دو کوس آگے فوج بڑھی لشکر حریف سے دوچار ہوئی حسام جو لشکر لیے آتا تھا اس کثرت سپاہ کو دیکھ کر نعرہ زن ہوا کہ ہان اے دلیران شماہ اموں کو گھیر دخنجر داران میں سے کوئی زندہ بچکر نکل نہ جانے کسی طرف پناہ نہ پائے فوج نے یہ حکم سنتے ہی صف آرائی کی اس ہنگامہ کی خبر لشکر حیرت کو بھی معلوم ہوئی سہان مصور اپنی جانب سے ہزار جادوگر افسر کیا وہ بھی فوج لیکر حسام کا آکر شریک ہوا اوق ترکی اور نا ئے زرمی بجنے لگی کوس و دہل کے شور نے گنبد گردون دوار کو ہلایا مبارزان تیغ شعار نے قدم ہمت میدان میں جمایا میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا ہر ایک چاق و چست ہوا علمون کے پھریرے لہرائے نشانوں کے پرچم کھلے نقیب سے بلند آواز پکارنے لگے عیاران سحر صدائیں سنانے لگے کہ بمقتضائے ابیات

نے کیسا مرتبہ دیا ہے کہ نظم

دیو کا نیچا رسید سر بنہد — مرغ کا تیب پرید پر بنہد
نزد جسے بدر قہ بیرون — از ہوا و زمین او گردون

شہنشاہ کا حکم دو تفا ہے کہ تجھ ایسی نمک حرام کو ابتک زندہ چھوڑا ہے اے بے ادب یہ تجھے کب زیبا ہے کہ قطعہ

ستیزندگی با خداوند تخت — ستیزندہ را سر برد چون درخت
گو زشے کہ در شہر شیران شود — ہمہ گرگ خودش خانہ ویران شود
چو سر با بدست سر بتاب از خراج — وگرنہ نہ سر با تو ماند نہ تاج

صرصر نے یہ تقریر عتاب آمیز سنکر شمشیر زبان کے جوہر دکھلائے اور بیکاری کر ابھیا قطعہ

اگر دشمن از تیغ دارد ستیز — مرا ہم زبان سنان ہست تیز
چو من آرزو سے نبرد آورم — دل دشمنان رابدر آورم

حسام نے یہ کلام ملامت انجام سنکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا پھر توبہ نعوذ باللہ اس میں آتش
ارکہ آرزد کو دے + اُس میں سے دھواں نکلا اور عنقریب تھا کہ شق ہوکر آفت تازہ اور بلا سے
بے انداز و پیدا کرے صرصر نے اُس نارنج کو آتے دیکھکر سمت فلک کچھ افسون پڑھکر پھونکا
کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُس نارنج کو روک کر غائب ہوگیا حسام کا جب سحر رد ہوگیا تو غصہ سے شمشیر
صاعقہ بار کھینچ کر بڑھا اُسوقت بہار اپنا طاؤس بڑھا کر میدان میں آئی اور گویا ہوئی کہ
اے حسام تمھیں لازم ہے کہ ہم پا افتادوں کی اگر دستگیری کرو اور شرط مردی یہ ہے کہ
مغلوب کی مدد کو آؤ تمہے ملجا و ایسے نامنصف اور ظالم بادشاہ کی اطاعت کرنا عقل صحت
سنج کے خلاف ہے افراسیاب نالائق اور بیہودہ اور ناانصاف ہے بیت

بے مزد بود منت ہر خدمتی کہ کردم — یارب مبادکس را مخدوم بے عنایت

ہم ایسی اطاعت اور تابعداری سرکار کی بجا لائے پھر آخر اسکے جلدو میں کیا ملا تم بھی انجام
کو کیا پاؤگے اس سے بہتر یہ ہے کہ سعدی

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست — با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اور شہنشاہ ساحران کے یہاں مثل تمہارے بہت لڑنے والے ہیں ہم البتہ مجبور و بیچارے
ہیں تمکو لازم ہے کہ بموجب فرد

رہ نیک مردان آزادہ گیر — چو استادہ دست افتادہ گیر

حسام بدانجام ان کلمات نصیحت التیام کو سنکر حرف زن ہوا کہ مین نمک حرام نہین ہون جو مشتعل
ہو کے اپنے مالک سے منحرف ہو جاؤن بہار نے کہا اچھا اب ہوشیار ہو جا اور نیچہ سحر دوڑکر
مارا اسنے جسم اپنا بزور سحر اژدہات کا بنایا نیچہ اچٹ گیا بہار نے دوبارہ تیر مارا وہ بھی خالی گیا
حسام نے دونون حربے رد کرکے ایک ناریل مارا کہ وہ پھٹا اور آٹھ ہزار پیکان تیر اس مین
سے نکل کر لشکریان مہرخ پر گرا سر سے گذر گئے پانون کی طرف سے نکل گیا بہت ساحر ہلاک
ہوئے بہار گلدستہ لیکر بڑھی حسام سمجھا کہ اب یہ باغ سحر بنائیگی میرے لشکر کو صرصر ستم سے
برباد و خزان رسیدہ کریگی لازم ہے کہ مین بھی تحفہ طلسم سے کام لون یہ سوچکر اپنے جیب سے
حلقہ جمشیدی نکال کر مارا بہار کی گردن مین وہ حلقہ پڑکر تنگ ہو گیا اور وہ بیہوش ہو گئی
اسنے گرفتار کر لیا اور وہی حلقہ لیکر پھر آگے بڑھا مہرخ نے للکارا کہ ای نامراد ازلی کہان آتا
ہی اسنے حلقہ دوڑکر مارا کہ مہرخ کی بھی گردن پھنسی اور اسیر ہو گئی اسوقت وہ دونون سحر
یعنے باران سحر اور آسمان سحر جو ہمراہ اپنے لایا تھا انکو حسام نے زبان پر جاری کیا سب نے
دیکھا کہ ایک سمت دھوان بلند ہوا اور بڑھتے بڑھتے مثل آسمان سبز فام کے سر لشکر مہرخ
پر قائم ہوا نیچے اسکے آسمان دودی کے لکہ ہائے ابر گھر آئے اور پانی برسنے لگا جسکے سر پر بوند
گرتی تھی تیر کا کام کرتی تھی ساحران نامی سپر بن سحر کی سر پر روکے تھے ہر طرف ایک تلاطم
مچا تھا اس ہنگام مین برق مجشر نے کہا ای فرزند رعد اس باران سحر مین ہماری اور
تمہاری کسر باقی ہے یہ سنکر رعد گرجتا ہے بجلی چمکتی ہے چلو ہم بھی اپنا کام کرین یہ سنتا تھا کہ
رعد زمین مین غرق ہوا اور برق چمک کر فلک پر گئی ادھر برق کو چمکتے دیکھکر حسام
سمجھا کہ قاعدہ ہے جب پانی برستا ہے بجلی ضرور چمکتی ہے یقین ہے کہ میرے سحر کی یہ بجلی ہے غرضکہ
بالکل غافل رہا اور رعد زمین سے نکلا اسوقت برق کا چمکنا ہے حسام کے سب لشکر
رہے تھے کہ رعد [illegible] اری بہت ساحرون کے سر پھٹ گئے اور حسام ازبسکہ زبردست
تھا اسکا سر تو نہین شق ہوا مگر بیہوش ہو گیا اور پر سے برق جو کڑکا کر گری اسکے جسم نجس کو
کاٹ کر زمین مین اتر گئی العیاذ باللہ شور لشکر قیامت برپا ہوا وہ آسمان سحر پھٹا لشکریان
حسام در حیرت پر گرا ہزارہا ساحر دب کر مرا مہرخ اور بہار قید سے چھوٹین فوج
نے مہرخ کی حملہ کیا پھر تو [illegible]

	ہمہ پر کینہ بیباک و خونریز		اگر وہ رزم جو ہر فتنہ انگیز

بکین خواہی میان را تنگ بستہ ولے چون سنگ را در جنگ بستہ

رعد نے چیخیں مارنا شروع کیں اور برق چاک چاک گرنے لگی اسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت

سینۂ کوہ از سنان برق میشد چاک چاک وز صدای رعد می لرزید برخود جرم خاک

برق چالیس گز کی دراز ہو کر آڑی اور ترچھی پے در پے گرنے لگی ہر بار دو دو سو تین تین سو کو جلا کر
خاک سیاہ کر گئی دم بھر میں چالیس پچاس ہزار ساحر جلا دیا آخر لشکر حیرت میں طبل امان بجا
بہت ساحر رو بفرار لائے اور ہزاروں گرفتار ہوئے بہتوں نے اطاعت اختیار کی مال و متاع
حریف لوٹ کر طبل نقارہ فتح بجا کر میدان سے پھری اور خیام ذوی الاحترام میں پہونچکر
مصروف عیش و نشاط ہوئی لشکر نے گھمولی ہنگامہ نشاط گرم ہوا ادھر لشکریان حسام
بھاگ کر دریائے سحر کے پار گئے افراسیاب براہ نخوت مصروف گرم سخن تھا کہ میں آجتک
طرح دیتا تھا کہ یہ لوگ راہ راست پر آئیں ورنہ میرے غصے کی پناہ نہیں اب دیکھنا کیسے
سر حسام کاٹ کر لاتا ہوگا یہ باتیں تمام نہ ہوئی تھیں کہ صدائے واویلا کان میں آئی خادم دوڑے
اور ساحران حسام کو سامنے لائے انہوں نے تیغ بیان واقعہ چلائی اسے خاطر بادشاہ کو مجروح بنایا اور
دل کو دو نیم دود آہ سینہ شہنشاہ سے نکلا اور یاس شکست کی خبر سنکر دست تاسف ملے اور کہا ع

آہ ازین طالع برگشتہ کہ ہر روز مرا رہ بجائے بنماید کہ بلا ہست ترا است

ان مفروروں سے پوچھا کہ حسام کو کسنے قتل کیا کہا برق مشیر نے تو اسکو قتل کیا لیکن سب
لوگ کہتے تھے کہ افراسیاب ساحر افراد سے سحر نے بھیجکر قتل کرایا اس کلمہ پر اہل دربار
منہ پھیر کر مسکرائے اور سرما پہ وزیر نے ان ساحروں کو گھرکا کہ لوگ سب بکتے ہیں تم تو اپنی
زبان سے نہ کہو عوام الناس کا قاعدہ ہے کہ شاہوں کو سرداروں کو برا بھلا کہتے ہیں لیکن
کوئی حضور میں ایسی بات کہتا ہے افراسیاب یہ تقریر سنکر گویا ہوا کہ اگر میں انکو مروا ڈالتا ہوں
تو لوگ کہیں گے غصے سے تو کچھ بس نہیں چلا اپنے ملازموں کو ہلاک کرتا ہے اس سے لازم
ہے کہ تا قتل ہونے نمک حراموں کے جو کچھ کوئی کہے سنوں اور خاموش رہوں کیونکہ چاند پر خاک
ڈالے سے اپنے ہی منہ پر پڑتی ہے میں جیسا ہوں ویسا ہی رہونگا یہ کہکر بغل میں ہاتھ ڈالا اور ایک کاغذ
کا پتلا نکال کر پھینکا اور حکم کیا کہ جہاں صرصر عیارہ ملے اسکے پتلے اٹھا لا پتلا مجرد حکم کو نقش
کاغذ بادی کے اڑتا ہوا روانہ ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرد

اب تو وہ شکل کاغذ بادی نہ زمین کا نہ آسمان کا ہے

صرصر لشکر حیرت مین اندر خیمہ کے مسکن تھی اور صبا رفتار کہتی تھی کہ داری عمرو موذی کا نام
بلا کا عیار ہی کمبخت طلسم مین جب سے آیا ہے آفت ڈھائی ہی اب شہر مین حیرت کے ہے لیکن
کسی کے ہاتھ نہین آتا ہی صبا رفتار کے چپ ہونے کو صرصر گویا ہی کہ ہان بہن تمھارا جی جانتا ہوگا
جیسا عمرو ہے ویسا اسکا شاگرد قران اس بلا کا ہی کہ میرے دل کو زخمی اسنے کیا ہے صبا رفتار یہ
سنکر کھسیانی ہوکر حرف زن ہوئی کہ حضور کو اگر برا لگتا ہی تو مین نام بھی عمرو کا نہ لونگی خلاصہ کلام
انھین باتون مین تھین کہ وہ پتلا کاغذی آکر کمر مین صرصر کے لپٹ گیا اور اڑکر چلا صرصر
سمجھی کہ رعد و برق نے جو صسام کو قتل کیا ہی تو شہرخ اندیشہ مند ہوئی ہی کہ عیار حیران
کوئی عیاری نہ کرین اس لحاظ سے مجھے گرفتار کرایا ہی یہ تصور کرکے سمجھنے لگی کہ ہم سے اور
عیارون سے گرفتار کرنے کی شرط ہی نہ کہ ساحرون سے لہذا ہمارا کام ہی اس پتلے نے کچھ مسافت
طی کی اور روبرو ستمگر کی طرف چلا اب صرصر سمجھی کہ افراسیاب نے معلوم ہوتا ہی کہ بلایا ہے
یقین ہی کہ یہی کہیگا کہ صسام مارا گیا اور تجھ سے کچھ نہو سکا پھر میرے بھی جو مزاج مین آئیگا
جواب دونگی غرضکہ اسی کشمکش و پیچ مین تھی کہ پتلا سامنے شاہ جادوان کے لے آیا
اسنے چھوڑ دیا اور یہ تھرتھرا کر کھڑی ہوئی افراسیاب نے کہا ای صرصر تونے کئی بار اقرار کیا کہ مین
عمرو کو پکڑ لاؤنگی مگر آج تک گرفتار نہ کرسکی صرصر نے عرض کیا کہ قربان ہوجاؤن کنیز تو کئی بار
اسکو پکڑ لائی مگر اسکی قضا نہ تھی چھوٹ چھوٹ گیا شاہ نے کہا اچھا اب جاکر رعد اور برق کو
پکڑ لا اور ملکہ حیرت کے پاس پہونچاوے صرصر تسلیم کرکے رخصت ہوئی اور شہنشاہ نے ایک
نامہ حیرت کو لکھا کہ ای ملکہ تم گھبراؤ نہین مین عمرو کی گرفتاری کو ساحر زبردست بھیجتا ہون
اور خود بھی آتا ہون لیکن صرصر رعد اور برق مجشر کو اگر تمھارے پاس گرفتار کرکے لائے
تو فوراً ان دونون کے کاٹ ڈالنا اس نامے کو ایک پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر چلا اور وہ خط
کو پنجہ سحر آکر اسکے خیمہ مین پھر پہونچا گیا صبا رفتار اسکے جانے سے متردد تھی اسوقت
خوش ہوکر پوچھنے لگی کہ ای شہزادی آپ کہان تشریف لیگئی تھین صرصر نے سب کیفیت بیان
کرکے کہا چلو رعد اور برق مجشر کو پکڑ لائین یہ کہکر کسوقت عیاری وا کرکے آئینے سامنے
رکھکر صورتین اپنی دونون نے تبدیل کین ایک تو خود عورت حسین نازنین حور جمال بنی اور
دوسری کو اسنے بنایا دختر پری زاد حسینہ او چھیلا بارہ بارہ برس کی کمسن لڑکیان بنین وہ دونو
صورت ایسی کی تھی کہ ماہ شب چاردہ انکے رخسار پر نور سے روشنی اور نور اقتباس کرتا تھا

اور چراغ جہان افروز آفتاب کہ قندیل فلک ہی پرتو شمع جمال دل آراسے اُنکے تاب قرص لیتا تھا الحق وصف مین اُن خوبان روزگار کے یہ زیبا ہی کہ نظم

لباس ارغوانی کردہ در بر — تو گوئی لعبت سرو از لالہ زیور
دو چشم ترک بر دل کین ساز — دو ابرو بر جگرہا ناوک انداز
رخش تابان ز چین زلف پرتاب — چنان کاندر شب تاریک مہتاب
زرشک تازہ یک یک موی شستہ — بآب زندگانی روے شستہ

اس خوبی و زینت سے آراستہ ہو کر منتظر ہوئین کہ رات کو چل کر دستبردی کرین یہانتک ٹھہری رہین کہ سیمرغ زرین جناح آفتاب آشیانہ مغرب مین گیا اور غراب شب سیاہ چہرے نے بال ظلمت اطراف عالم مین بچھایا کہ نظم

روز چو در پردہ بپوشید راز — راز برون داد شب پردہ ساز
صوفی خورشید بخلوت نشست — کرد فلک سبحہ پروین بدست

جب رات ہوئی دونون اپنے خیمے سے مخفی نکل کر روانہ ہوئین اور لشکر مہرخ مین پہونچین جسنے لشکر مین دیکھا انپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا عاشق تن شعر پڑھنے لگے نوجوان آوازے کسنے لگے کوئی بولا کہ مین تو اِس زلف کا سودائی ہون کوئی پکارا کہ مین رخ انور کا شیدائی ہون کہ رباعی

ہر شوخ کا مار زلف کالا کافر — حلقہ مار سے ہے اسپہ بالا کافر
اُس چشم پہ آنکھ پڑتے ہی دل نے پکارا — جادو برحق ہے کرنے والا کافر

اور کوئی بیقرار ہو کر اُنکے پیچھے چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اے یار دلنواز فدای سراپا یہ ناز ایک نظر ادھر بھی دیکھ لو کہ یہ دل مضطر تسلی یاب ہو اور مجھ بیتاب کی جان بچے کہ اشعار

گردش چشم سے سرمے کا ضرر کیا ہوگا — دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے — پھیر لے ہمسے وہ بے دید نظر کیا ہوگا

اور کسی نے انکی اچپلاہٹ اور چلبلاپن دیکھ کر دل سے دعا دی کہ فرد

چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرا — گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہوکر

ہمراہ اِن دونون کے مجمع عاشقان ہر سمت سے ہجوم جوانان تھا کہ فرد

شہر مین شہرہ ہے کس قد قیامت کا کیون — جلوہ گاہ حشر ہر ہر کو و برزن ہوگیا

اسی طرح لشکر سے گذر کر دربارگاہ مہرخ پر پہونچین حاجبان درگاہ سے کہا کہ ہماری خبر ملکہ عالم

سے جاکر عرض کرو کہ دو لڑکیاں حاضر ہوئی ہیں دربانوں نے کہا تم کہاں سے آئی ہو انھوں نے
کہا ہم کچھ فوج لیکر تو آئے نہیں ہیں جو تم پوچھا کچھی کرتے ہو جاؤ ملکہ سے بیان کرو جہاں سے ہم
آئے ہیں آپ ہی ثابت ہو جائیگا اس تقریر سے دربان خاموش ہوئے اور عرض بیگی نے
جاکر مہرخ سے بعد دعا و ثنا کے دست بستہ التماس کیا کہ دو لڑکیاں آستانہ عالی پر حاضر ہیں
تنہا باریاب ہونے کی رکھتی ہیں مہرخ نے مجرد سننے کے حکم دیا کہ سامنے لاؤ ملازمان بارگاہ
دونوں کو روبرو لائے انھوں نے مجرا گاہ پر سے باادب استادہ ہوکر مجرا کیا اہل دربار میں
سے جسنے انکی صورت پاکیزہ کو دیکھا دیوانہ رخ زیبا بنا اور بہار اور مہرخ و نافرمان
وغیرہ دیکھکر گویا ہوئیں کہ یہ ہمشیریں ابھی بالکل کم سن ہیں کنواریاں ہیں پر نہیں معلوم کیا
مصیبت پڑی جو گھر سے نکلیں ایک ساحرہ بولی کہ ناشدنیاں صورتیں تو بھولی بھولی
رکھتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کسی اشراف کی بیٹیاں ہیں ایک نے کہا بہن دیکھو یہ الڑھ بھی
ہیں کچھ شعور نہیں ہے بال بھی رخ پر سے نہیں ہٹاتی ہیں غرضکہ اپنی اپنی بولیاں سب
بولتے تھے اور انکے حسن وجمال پر فریفتہ تھے فی الحقیقت انھوں نے اپنی بناوٹ ہی
ایسی کی تھی کہ کرتیاں آستینوں دار پہنے جھولیاں گلے میں ڈالے ناک میں ایک ایک موتی
کی نتھنی پہنے تھیں مگر روے زیبا مثل گل تازہ کے نسیم تمناے عاشقان سے شگفتہ اور زلف
مثل سنبل پر تاب کے کہ ہزاروں نافۂ مشک ناب اس میں پوشیدہ تھے آراستہ اور پیراستہ
کرکے آئی تھیں الحق انکی شان میں یہ زیبا تھا کہ ابیات

ز سنبل بر سمن مرغولہ بستہ ز مرغولش بنفشہ گشتہ دستہ
ز مستی نرگس جادوش در خواب ز سودا سنبل ہندوش در تاب

مہرخ نے نہایت شفقت سے انکو کرسی قریب تخت بیٹھنے کو مرحمت کی اور براہ نوازش و تفقد
حال پوچھا دونوں لڑکیاں رونے لگیں لآلی آبدار اشک متصل از مسلسل صدف
چشم سے ٹوٹ ٹوٹ کر رخسار پر آنے لگے خوب دھاڑیں دھاڑیں روئیں مہرخ بیقرار ہو گئی اور پاس
اپنے بلایا انکے حال زار پر رحم آیا آنسو پونچھے دلاسا دیکر سمجھایا انھوں نے کہا ہم ہیکل جادو کی
بیٹیاں ہیں باپ اور ماں ہمارے سر دفعتاً عدم ہوئے ہم اکیلے رہ گئے کوئی روٹی دینے والا
کیسا خالی سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی نہ رہا اب محنت و مشقت کرتے ہیں تیرا میرا کام کاج کرکے
روٹی میسر آتی ہے کھاکر پڑ رہتے ہیں لیکن جوان جہان ہیں اور بخت بیلا پھرا ہمارا ایسا ہے کہ

جسکے سبب سے ہر شخص آبرو کا خواہاں رہتا ہی مردوے تاکتے جھانکتے ہین آوزے کستے ہین غریب سمجھ کر ہر شخص جو پاتا ہی سو کہہ لیتا ہی لہذا ہم آپکے پاس آئے ہین کہ ہمین کنیزی مین قبول فرمایئے اور رعد اور برق مخشر کا شاگرد کرا دیجیے کہ ہمکو انھین کا سحر پسند ہی انکا کاروبار کرینگے اور سحر بھی سیکھین گے آپکے فرمانے سے اگر وہ ہمین رکھ لین تو عین عنایت ہی اس تقریر کو سنکر مہرخ نے رعد اور برق مخشر کی جانب دیکھا اور رعد اپنا نام انکی زبان سے سنکر انھین کی طرف متوجہ ہوا اور بنظر غور اسنے دیکھا کہ وہ نازنینان مہپارہ کمسن قبول صورت ہین چھاتیان ابھرتی آتی ہین معلوم ہوتا ہی کہ گٹھلیان چھوٹی چھوٹی چھاتیون مین ابھی پڑی ہین مہندی ہاتھون مین لگی ہی پوروے چھلے پہنے ہین پانون مین چھاگلین پڑی ہین گلے مین طوق ان خورشید رخسارون سے ہلال آسا پڑا ہے کان کے بالے رخسار پر حلقہ فگن ہین کہ نظم

ماہ را ہمسر سہیمان کردہ	زہرہ با مشتری قران کردہ
ماہ روے مشکبوے دل کشے	جانفزاے دلفریبے مہوشے

رعد کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ مہرخ مین انکو بدل جاد تعلیم کرونگا ادھر برق مخشر نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی جو کچھ انکی کیفیت ہوگی دس ہی پانچ روز مین شاہ طلسم کا مقابلہ کرینگی اور طلسم کی جو ترقین ہین انکا جواب یہی دینگی میرے ساتھ دشتے بیابان چھکا کرینگی اور آپکے لشکر مین مجھ سمت مین برق ہو جائینگی مہرخ نے کہا انکو اپنے ساتھ خیمے مین لیجاؤ سرکار سے خرچ انکے آبخورش کا ملیگا لیکن سحر سکھانے مین انکو مارنا نہین یہ سمجھ لو کہ یہ ماں باپ کی بچیان ہین برق مخشر نے جواب دیا کہ ہین اپنی بیٹیان سمجھونگی اور خصوصًا حضور کا درمیان انکے بارے مین ہی کوئی تکلیف کسی طرح کی انہین نہوگی اور بطریق تعلیم اور تربیت وہ اختیار کیا جائیگا کہ بمقتضاے رباعی

از تربیت ست کاب گوہر گردد	خون در شکم نافہ مشک اذفر گردد
وان آہن تیرہ روسے بے قیمت را	اکسیر چو تربیت کند زر گردد

قصہ کوتاہ رعد اور برق مخشر انکو لیکر اپنے خیمے مین آئے مہرخ نے بھی دربار برخاست فرمایا رات کا وقت تھا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے برق مخشر نے لڑکیون کے لیے مسندین اور پلنگڑیان جواہر کار بچھوا دین جملہ طرح کی نعمتین بہر آسایش مہیا کر دین اور کہا

صبح کو اہل عملہ کنیزین اور ملازم وغیرہ سب بلوا دونگی اسوقت تم شراب پیو کھانا تناول کر کے
آرام کرو یہ تقریر سنکر وہ دونون مسند پر جلوہ گر ہوئین رعد بھی اُنکے پاس آکر بیٹھا اور نظارہ
جمال حور مثال کرنے لگا برق محشر نے کہا بیٹا تو انکو اسطرح نظر حسرت سے دیکھتا ہی کہ بس
نہین تیرا چونگا ہون سے انھین پی لے رعد نے جواب دیا کہ اما جان تم مان ہو تمسے کیا پردہ
میرا دل انپر آگیا ہی یہ کہکر مان کی گردن مین ہاتھ ڈال کر لاڈ کرنے لگا کہ میری امان تیری صدقہ
تیرے قربان برق محشر تیوری چڑھا کر بولی کہ لونڈے کیا بکتا ہی حواس بگڑ گئے عقل کے ناخن لے
مجھے یہ باتین نہین اچھی معلوم ہوتین ہو نچلے کی باتین کسی اور سے جا کر کرو اور سنو تجربے کی
خوبی بزرگی خردی سب ڈوبی سبحان اللہ اب تو خوب چل نکلا ہی مجھسے بھی صاف صاف
کہنے لگا شامتی غارت ہوئے موئے بھیا تیرے جیسے کتا نہ جیسے خدا کی شان جن جائے انھین
لیجائے ابھی کل کا ذکر ہی کہ لنگوٹی باندھے پھرتا تھا آج اس قابل تو ہوا کہ رنڈی بازی کرنے لگا
چل پیچھے دور ہو نگوڑمارے نکل یہان سے کیا مجھے مہرخ کے سامنے ذلیل کرائیگا رعد مان کے
غصہ کرنے سے پانون پر گرا اور لوٹنے لگا کہ آپ اس مقدمہ مین نہ بولیے مین جانون اور یہ جانین
برق محشر آخر مان ہی اُسکے حال پر رحم کھا کر چپ ہو رہی مگر بہت برا جانا خود بھی لڑکیون کے
پاس آکر بیٹھی کہ شاید رعد انکو ستائے اور یہ ناراض ہو جائین اور ادھر صرصر بھی رعد کی
بیقراریان دیکھ کر گھبرائی کہ مبادا یہ ہمپر دست درازی کرے تو ہم کچھ اسکا نکر سکینگے یہ سوچ کر
اپنے پاس سے ایک بیضہ نکالا اور برق سے گویا ہوئین کہ ہم تو سحر نہین جانتے ہین لیکن
یہ انڈا ہمنے ایک جگہ پر پڑا پایا ہی لوگون سے جو ہمنے اسکا حال پوچھا تو ہر ایک ساحر زبردست
نے یہی کہا کہ تمھاری قسمت بہت اچھی دنیا کی تھی جو یہ تمنے پایا یہ انڈا عقاب جمشید کا ہی اس
مین عجیب عجیب خوشبوئین آتی ہین رعد نے کہا لاؤ مین تو دیکھون صرصر نے اسکو حوالے
کیا رعد نے کہا تم بھی انڈا دینے لگین لڑکیان لو لین کہ تم ٹھٹھے بازی کرتے ہو برق نے کہا
بیٹا تمنے اِسلیے کیا کہا رعد نے مان کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر مارے ہنسی کے پیٹ پکڑ کر لوٹنے لگا
اور وہ بیضہ آپ بھی سونگھا اور مان کے نتھنون سے لگا دیا اُس مین غضب کی بیہوشی تھی
دونون سونگھتے ہی بیہوش ہو گئے یہان رعد نے بسبب اپنی میلان طبیعت کے تخلیہ تو
کر رکھا تھا ہی کوئی ملازم بھی موجود نہ تھا صرصر اور صبا رفتار دونون کو لشتارے مین
باندھ کر خیمے سے پشت پر لا دے باہر نکلین لیکن جسوقت کہ بارگاہ مین مہرخ پاس آتی تھین

تو عیار صحرا میں تھے جب پھر کر بارگاہ میں آئے تو حال سنا کہ دو لڑکیاں آئی ہیں اور رعد و برق
کے خیمے میں ہیں برق فرنگی نے ضرغام سے کہا کہ چل کر لڑکیوں کو دیکھنا چاہیے یہ کہکر دونوں
خیمہ رعد میں آئے یہاں دونوں عیار بچیاں جا چکی تھیں عیاروں نے خیمہ خالی پایا باہم خیال
کیا کہ بیشک عیار بچیاں تھیں بوجہ قتل کرنے ہمارے ان دونوں کو پکڑ لے گئی ہیں یہ سمجھ کر عیار
دوڑے اور عیار بچیاں انگشتی بیٹھی سگ و گربہ کی چال چل کر لشکر سے باہر نکل گئیں اور صحرا
میں پہونچیں عیار بھی آکر جنگل میں اور حفظ ما تقدم کرکے ایک نہیب دی کہ خبردار کہاں چلی
ہوائی نکالتا وہ ہم بھی آپہونچے یہ صدا عیار بچیوں نے سنی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگیں اور ایک
ایسے مقام پر پہونچیں کہ کوڑیالا پھولا تھا ہری ہری گھاس لہلہا رہی تھی تالاب
چشمہ پانی کے بہہ رہے تھے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اس جنگل
قران تھا عیاروں کی صدا سنکر بندہ پکڑ دوڑا اور تیز نگاہ عیار بھی صرصر کی کمک کو
آئی تھی اور ایک جگہ نقب لگاکر چھپی بیٹھی تھی برق اور ضرغام جو دوڑے چلے آرہے تھے
اس نقب میں گرے تیز نگاہ نے کمند ماری ضرغام کی گردن پھنسی اور برق تڑپ کر
نقب کے باہر نکلا تیز نگاہ نے ضرغام کو کھینچ لیا اور حباب مار کر بیہوش کیا باہر نقب کے نکلی
مگر برق نے ضرغام کے گرفتار ہونے کا کچھ خیال نہ کیا اور صرصر کے تعاقب میں چلا یہاں تک
کہ صحرا کے سبزہ زار میں برابر آپہونچا اور پکارا کہ واہ واہ استانی کیا خوب عیاری کی مگر میں بھی
جان بچا کر آیا اب کہاں جانے دیتا ہوں صرصر نے پلٹ کر جواب دیا کہ ہوش تیرے استاد
بھی کبھی روکا تھا جو تو روکے گا یہ کہکر صبا رفتار اور صرصر نے تیغ کھینچی برق بڑا آگ بن برق
بھی بجلی کی طرح چمکنے لگا ایک چوٹ صرصر پر اور ایک صبا رفتار پر کرتا تھا کبھی روکا
کبھی مارا خنجر کی جھنکار بلند ہوئی اور بیضہ ہائے بیہوشی چلنے لگے اسی عالم میں تیز نگاہ بھی ضرغام
کو پشتارے میں باندھے یہاں آپہونچی اور برق کو گھیرا برق گنہگار کی لڑائی لڑنے لگا صرصر
نے تاک کر بیضہ بیہوشی مارا برق نے جست کی خالی دیا زمین پر جیسے ہی اترا تھا کہ صبا رفتار
نے حباب مارا اسنے لوٹ مار کر وہ بھی خالی دیا لیکن سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیز نگاہ نے دوڑ کر خنجر
مارا برق اچکی چوٹ بچا دو ہاتھ جاکر گرا اور وہاں سے سنبھل کر پھر دوڑا تینوں عیار بچیوں کو روکا
کسی پر کمند ماری کسی پر خنجر اور کسی کا وار روکا ہمہ تن چشم بن گیا عجیب ہنگامہ برپا تھا کہ اسے

برائے لشکرے را نتوان کشت	بشمشیرے یکے تا صد توان کشت

اسی غوغا اور ہنگامے میں قران نعرہ زنان آکر پہونچا صبا رفتار نے صرصر کو پکارا
کہ واری وہ سوا کالیا آتا ہی قران یہ صدا سنتے ہی صبا رفتار کے سر پر آیا ہر چند اسنے روکا اور
ہتھ واپس چھپ کیے لیکن قران وترا کہ گھس پڑا اور چاہا کہ گود میں اٹھا لون اسو قت وہ ادہی
ادہی کرکے بھاگی اور پکاری کہ اے صرصر یہان تو بھاگتی ہون وہ چھپا نہیں چھوڑتا صرصر و
تیز نگاہ اس پکار سے نیم ادہر متوجہ ہوئی تھین کہ برق نے تیغ و پہنچا تو سے صرصر پر
اور خنجر بائین ہاتھ سے تیز نگاہ پر ایسا کہ دونون سر کشتار سے کٹ کٹ گئے اور برق محشر و
خم غام زمین پر گرے برق نے دوڑ کر دونون پر حباب دل فریب ہوشی مارے کہ دونون بیہوش
ہو گئے یہ ماجرا دیکھ کر صرصر سمجھی کہ برق محشر ایسا نہ ہو کہ غصے میں آکر مجھ پر گرے جو دونکڑے
کر ڈالے اسو جہسے سر پر پاؤن رکھ کر بھاگی ادہر سے قران کی صبا رفتار بھی چھٹا
پھینک کر بھاگی رعد کو بھی عیارون نے ہوشیار کردیا برق محشر صرصر کی عیاری پر
مطلع ہو کر تعجب تمام گویا ہوئی کہ اس ہوئی عیارحی کی یہ حقیقت ہوئی کہ مجھسے عیاری کرنی
تھی ابھی اسکے رخت ہستی کو جلا کر فنا کردون گی اور خرمن عمر کو برباد دون گی یہ کہکر چمک کر
چلی تھی کہ قران پکارا ہان ہان یہ خواجہ عمرو کی شہزادی زنانہ ہے جو اسکو قتل کریگا اسکو خواجہ سے
مقابلہ کرنا ہوگا اور عمرو اسکو جیتا نہ رہنے دیگا برق محشر مارے ڈر کے یہ اقرار ... سمجھی
قران اور برق وغیرہ سب مل کر خیمے میں آئے برق محشر نے شکریہ برق فرنگی کا ادا کیا
اور زر نقد سامنے رکھا کہ آپکے باعث سے میری جان بچی برق نے کہا میری کیا حقیقت
ہی میں ایک بندہ ناچیز بیدرد گار ہون وہی سب کی جان بچاتا ہی برق محشر بولی کہ یہ سب
سچ ہی مگر آپ ہی لوگون کے سبب سے ہمارا بچاؤ اور زندگی ہی ورنہ ادہر تو ساحرون کا سامنا
اور عیار بچون کا مقابلہ ہی ادہر افراسیاب ایسے شخص کا سامنا ہی مگر ہم بھی ... کو
ہر لحظہ ... حاضر ہین قصہ کوتاہ عیار رخصت ہو کر لشکر کو چلے راہ میں دیکھا کہ ایک شخص نعرہ زنان
درد فراق اور نوحہ کنان رنج مہاجرت و اشتیاق جوہر طوسیت غریبی آتش فراق میں گلاتا ہی
اور شمع وار شعلہ عشق معشوق سے جلتا ہی اور زبان حال سے یہ کہتا ہی کہ ابیات

کیا کیا نہیں طلسم آہ مجھ پر ہوتا	ہر لحظہ تری جدائی میں ہوں میں روتا
سوتے میں بھی اشک چشم یون جاری ہین	نکلے ہے تری زمین سے جیسے کوئی سوتا

برق جب اس اسیر سلسلۂ الم کے قریب گیا تو پہچانا کہ شکیل جادو ہے مفارقت میں اپنی معشوقہ

ملکہ خوبصورت کے بھر شب یونہین بیقرار رہا کرتا ہی اور معشوقہ کا اصلی حال اول لکھا گیا ہی
کہ نجمہ سحر نے بحکم شاہ ہند وسے پیر دریاے سحر کے میدان مین بٹھا دیا ہی کہ وہ جھولا کرتی ہے
غرضکہ برق نے اسکو تسکین اور دلاسا دیا اور کہا مین تیری معشوقہ کو چھین لانے جاتا ہون
یہ کہکر سمت دریاے سحر چلا اس اثنا مین گاذر روزگار نے پوشاک سیاہ رنگ لیلای لیل کو
دھوکر سفید کیا اور بحر نور مین ہر ایک انجم غوطہ زن ہوا شعاع آفتاب سے دریاے نیلگون
صبح کا یہ عالم تھا کہ قطعہ

زمین و آسمان سب پر از نور
صفا چون ضمیر عارفان نور
جہان غوطہ زدہ در بحر کا نور
سحر گہ نور افشان آن چنان بود

برق یاد خالق نور و ظلمت کرتا ہوا قریب ساحل دریاے سحر پہونچا اور بحر فکر مین غوطہ زن ہوا
کہ کیونکر پار دریا کے جاؤن اور اُس گوہر قلزم محبوبی کا پتا پاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا تھا
کہ مہر صرصر نے دور سے دیکھا کہ یہ بیباک گرد دریاے سحر شور بار نہ آنے کی تھی اب جو برق کو
دیکھا اپنے دل سے مشورہ پذیر ہوئی کہ کل اسی بھی دوسرے نے مجھے گھیرا تھا اور قید مین
ایسے تھے اُسکا بدلا آج لینا چاہیے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور راہ کاٹ کر
برق کے سامنے سے آئی تاکہ معلوم ہو دریا کے اُس پار سے آیا ہی فی الفور جب برق نے
استاد کو آتے دیکھا دوڑکر قدم پر گرا اور کہا ہوا کہ زہے میمون و مبارک یہ صبح عالم افروز کہ
کہ آفتاب عالمتاب سپہر عیاری نے ہم خاکساران ذرہ مثال پر پرتو رحمت ڈالا اور چشم مشتاقان
مین نور مثل طور کے مشاہدہ جمال عین الکمال حضرت استاد الاستادی تجلی پذیر ہوا بیت

دمید صبح سعادت کہ یار باز آمد
ہزار شکر کہ آن غمگسار باز آمد

صرصر نے سر اُسکا اُٹھاکر سینے سے لگایا اور وقت بغلگیر ہونے کے منہ سے سفوف بیہوشی
چھڑکا کہ برق کے دماغ مین اُسنے سرایت کی اور بیہوش ہوگیا اسنے پشتارہ باندھ کر
پشت پر لادا اور آگے بڑھی راہ مین خیال آیا کہ در باب گرفتاری عیاران سرکار شہنشاہ
طلسم سے حکم شرف نفاذ نہین پایا میا و شہنشاہ نے کہا کہ عیارون کو لاکر طلسم کی راہ دکھائی
ہی تو تیرے واسطے قباحت ہوگی یہ سوچکر پار دریاے سحر کے نہ گئی پشتارہ لیے اپنے خیمہ مین
آئی اور ارادہ کیا کہ اول گرفتار کے حال سے شاہ طلسم کو اطلاع دون اگر وہ طلب فرماوین
تو لیجاؤن اسی فکر مین تھی کہ تیر لگا اور شیشہ نقب زن بھی یہان آئین مہر صرصر نے

کہا کہ ابھی میرے قریب نہ آؤ پہلے ہاتھ دھولوں دیکھ لوں کہ تم کوئی عیار تو نہیں ہو اُن دونوں
عیاروں نے دست و پا دھو کر اسکا شک مٹایا اور نشان اور پتے سب دیئے اُسوقت اُسنے
کہا کہ تم لیشتارہ لیکر یہاں ٹھہرو میں دربار شہنشاہ میں جا کر اسکے لیجانے کی نسبت دریافت
کر آؤں عیاروں نے عرض کیا ارے کچھ نوش جان فرمائیے تو پھر تشریف لیجائیے گا کہ
آپ کو کل سے بھی محنت شاقہ پڑ رہی ہو غرض اسکے کہنے سے ٹھہر گئی لیکن شکیل صبح ہوتے
وقت یاد محبوب میں رو رو کے خیمہ میں گیا وہاں سے دربار شاہی کی طرف چلا راہ میں
ضرغام سے ملاقی ہوا اُس سے کہا کہ برق میری معشوقہ کو چھوڑ اسنے کیا ہوا ابھی تک نہیں آیا
ضرغام اسکی کیفیت کو سنکر دریا سے سحر کی طرف راہی ہوا اور اُسوقت یہ سوچا کہ صرصر لیشتارہ
برق کا باندھ رہی تھی اُسنے گرفتار ہونا برق کا دیکھ کر صورت اپنی شکل ایک جادوگرنی
کے سے بنائی بندلی سیندور کی ماتھے پر لگائی دو چار سنگ نیل سے جسم پر دیئے گلے میں چندن
کا مالا پہنا لنگا قیمتی زیب قامت کیا اوپر سے پہنی دوپٹہ کی گاتی باندھ کر گلے میں
ڈالی کچھ ہاتھوں میں باندھی اور قد کو مثل سرو روان کے کیا چمن روح پرور میں اگا ہوا آراستہ
کیا اور چہرہ کو مانند رخسارہ تازہ گل کے بنایا کہ جو آب حیات سے دھویا ہوا تھا نظم

نگارے دلفریبے جامگدازے	پری پیکر بتے عاشق نوازے
ز زلفش سنبل اندر تاب می شد	ز رشک عارضش گل آب می شد

اس صورت سے درست ہو کر خیمہ صرصر کے قریب آکر اس طرح جست کی کہ سراپچہ پھاند کر
بیچ صحن خیمہ میں اُترا اسلیئے کہ معلوم ہوا کہ اُڑتی ہوئی آئی ہے صرصر عیاروں سے باتیں کر رہی
تھی جادوگرنی کو دیکھ کر اسم تعظیم بجا لائی اور مستفسر ہوئی کہ باعث رونق افزائی حضور
کیا ہے ساحرہ نے کہا میں دربار شاہ جادوان سے آئی ہوں شہنشاہ نے کتاب دیکھ کر معلوم
کیا ہے کہ تمنے برق فرنگی عیار کو گرفتار کیا ہے اسلیئے مجھے بھیجا ہے اور بتاکید ارشاد فیض
بنیاد ہوا ہے کہ قیدی کو جلد لیکر حاضر ہو تمہیں عیش و آرام سوجھا ہے اور میں متردد ہوں صرصر
نے کہا میں عیش کرنے والی صدقہ گئی کنیز ابھی تمہارے ساتھ چلتی ہے ساحرہ نے
کہا میں ٹھہر نہیں سکتی تم قیدی لیکر آؤ میں جاتی ہوں یہ کہکر صحن خیمہ سے پھر جست کی اور
خیمہ پھاند کر جادو جا بیار استہ لیا صرصر کو یقین واثق ہوا کہ بیشک یہ ساحرہ فرستادہ
شاہ طلسم تھی کیونکہ اگر عیار آیا ہوتا تو مجھ سے لیشتارہ برق کا طلب کرتا نہ کہ چلا جاتا معلوم ہوتا

کہ پل پریزادان کے دربانون نے شہنشاہ کو قید ہونے کی برق کے خبر دی ہوگی اُسنے اس ساحرہ
کو بھیجا اب چلنا لازم ہے یہ سوچ کر سب ساتھ کی عیارنیون سے کہا تم یہین ٹھہرو مین جاکر قیدی
کو دے آؤن وہ سب تو ٹھہر گئین اور یہ لیشتارہ اُٹھا کر چلی وہان ضرغام نے کنارے
دریاے سحر کے جاکر ایک جگہ کھود کر اپنا جسم زمین مین چھپایا یعنی زمین کھدی ہوئی مین
لیٹا اور اوپر سے مٹی ڈال لی بالکل زمین دوز ہوگیا اور گرد اپنے حلقہ ہاے کمند بچھا کر خس
پوش کر دیے سرا کمند کا ہاتھ مین رکھا ہاتھ کو بھی زیر خاک چھپا لیا صرف دیکھنے اور آنکھین
کھلی رکھین اور مثل خفتگان خاک چشم براہ انتظار تھا کہ صرصر کنارے دریا کے آکر پہونچی اور
چاہتی تھی کہ جست کرکے پل پر جائے کہ ویسے ہی حلقہ ہاے کمند مین پاؤن رکھا ضرغام نے جھٹکا
مارا کہ پاؤن مین حلقہ پچی ہوا اور یہ اُلجھ کر گری ضرغام تڑپ کر اُٹھا اور نعرہ کرکے سینے پر سوار
ہوا صرصر نے کہا ارے موے تو کہان تھا اُسنے کہا اُستانی ساحرہ بنکر کون گیا تھا تمنے اتنا
بھی نہ سمجھا یہ کہکر لیشتارہ اُسکے پاس سے جدا کرکے اُسکو بیہوش کیا اور برق کو ہوشیار کرکے
سب کیفیت بیان کی پھر صرصر کی مشکین باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا مین تجکو ذبح کرونگا اُسنے
کہا مین تیرے بس مین ہون جو چاہے سو کر عیار بولے کہ اُستاد چاہتے تمکو نہوتے اور گھوڑے کا
دانہ دلوانا منظور نہوتا تو البتہ ہم زندہ نہ رکھتے صرصر نے ہنس کر کہا کیون شامیتو مین دانہ
دلنے کے قابل ہون نام خدا کیا ارمان تم لوگون کے دل مین ہین غرضکہ دونون عیار اسکو
لیکر بارگاہ شہرخ کو چلے کچھ دور راہ طے کی ہوگی کہ ایک پنجہ کمر مین صرصر کے پڑا اور سمٹ کر
سمت فلک چلا گیا عیار بھاگ کر علحدہ ہوے یہ پنجہ فرستادہ افراسیاب تھا کہ اوسنے
جب عیار بچیون کو عرصہ ہوا تو پنجہ روانہ کیا کہ صرصر جہان ملے اُٹھا لائے اُسوقت پنجہ نے
اسکو لیجاکر دربار شہنشاہ مین پہونچایا اُسنے تسلیم کرکے سب کیفیت عرض کی ہنوز افراسیاب
نے کچھ نہ کہا تھا کہ نامہ حیرت کا آیا اُسکو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ نسبت گرفتاری عمرو بندگان
حضور سے کوئی حکم شرف صدور نہین پایا امید کہ شہنشاہ خود نزول اجلال فرمائین یا کسی
ملازم خاص کو روانہ کرین کہ یہ مہم سر ہو افراسیاب نے نامہ پڑھ کر دستک دی اور پکارا کہ
ای آسمان شعلہ خوار جادو حاضر ہو اس صدا کے ساتھ ہی ایک آسمان تمام باغ پر چھا گیا
اور اُس مین سے شعلے برسنے لگے بعد لمحے کے وہ آسمان شق ہوا اور ایک ساحر مثل شعلے کے
زمین پر گرا آنکھین مثل شعلے کے روشن تھین رنگ جسم از سر تا پا نیلا منہ سے دھوان اُسکے نکلتا

تھا صورت ناپاک کو اُس شہر کی دیکھ کر ترک فلک کا جیتا تھا فی الحقیقت بموجب نظم

کھوپڑی اُسکے سر کے وہ اوندھی	جیسے ہووے بخیل کی ہانڈی
آنکھ وہ جسمین تھا نہ ایک خلل	چشم بد دور غیرت حنظل
ناک تھی یا کہ غوک تھا مردہ	دانت تھے مثل سلک خرمہرہ
تھے وہ رخسار یا چاک صحرا	یا کوئی گانگلا ہو سخت جلا
یون وہ لب اُسکے غیرت زاغی	جیسے کیلے کی ہو پھلی داغی
کان اُسکے اگر نظر آئین	سیپ بھی اُنکو دیکھ شرمائین
پوست تھا اُسکا گردن سے سخت	یا کہ کمبخت جسد کا تھا کمبخت
سر سے پاتک وہ خرس وحش بددین	ہو بہو تھا سیاہ دیو لعین

شاہ جادوان کو اُسنے سلام کیا شہنشاہ نے ارشاد فرمایا کہ عمرو دو تین روز سے ملکہ حیرت کے شہر مین ہے تم اُسکو ڈھونڈھ کر گرفتار کر لاؤ یہ حکم سنتے ہی وہ ساحر اُڑکر اپنے آسمان سحر مین جاکر خوشی ہوا اور آسمان سمت ملکہ حیرت روانہ ہوا یہ بلاے آسمانی تو عمرو کے لیے جاتی ہے لیکن عمرو کی کیفیت سنیے کہ یہ غار مین بفراغت تمام مسکن گزین ہین اور دل سے مشورہ ہے کہ اے عمرو شکر ہے خدا کا چند سے پریشانی سے جا بجا پھرنے کی تو نجات ہے کہ صحبت مردمان زہر افعی سے بھی زیادہ بدتر ہے کہ مثنوی

عقل چه گوید هر که عاقل ست	زانکه در خلوت صفا های دل ست
ظلمت جسم به که ظلمتهای خلق	مے گریزد عاقل از غوغای خلق

اسی کیفیت مین دور سے دیکھا کہ ایک دھوبی بیل پر لادی لادے کندھے پر میلے کپڑون کی گٹھڑی رکھے جالدانی کا انگرکھا پہنے ہاتھون مین چاندی کے کڑے پڑے ہوئے بموجب مثل دھوبی کا چھیلا آدھا اُجلا آدھا میلا بنا ہوا بیل ہانکتا آتا ہے اور پیچھے اُسکے بہت سے دھوبی بیلون پر کپڑے لادے اور بیلون کے گلے مین گھنٹیان پڑی ہوئین بعض بیل پر دھوبن ٹانگین پھیلاے سوار ڈوری ہاتھ مین بندھی ہوئی ہاتھ مین لیے گھا گھا کہہ بیل کو مارتی جاتی اور بعض بیل پر پاٹا اور تناو کے بانس لدے پیچھے اُسکے دھوبی پتیلا بھٹی چڑھانیکا اور ناند سونٹا کندھے کا شنکھ سے پر اوندھا ہے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھیا رے کہتا چلا آتا ہے عمرو کی طبع اُنکو دیکھ کر جنبش مین آئی اور گلیم اوڑھکر غار سے باہر نکلا اور قریب اُنکے پہونچ کر

استقدر توقف پذیر ہوا کہ دھوبی بیچ چوک مین اُس شہر کے پہونچے عمرو نے زنبیل کی کنڈیان کھولین
اور گلیم اوتاری آدمیون کے مجمع مین ٹھہر کر ایک لادی پر جو سب سے آگے تھی جال الیاسی مارا
اور زنبیل مین رکھ لی آپ الگ جا کھڑا ہوا دھوبی نے جو دیکھا کہ لادی بیل پر نہین ہے گھبرا کر
دو چار مرد آدمی کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہ تمنے لادی اُتاری ہے سب دھوبی جمع ہو گئے
اور گالیان اُن شریف بیچارون کو دینے لگے کہ ایسے کتنے تھپیون ہم مارے گھونسون کے
تمھارا بتیسی نکال دینگے ایک بولا کہ وہ کل رسید کرونگا کہ مغز ان کا بھیجا جائیگا دوسرے
نے کہا پھاڑ دو پھاڑ دو وہ تھاپڑ جماؤن گا کہ چہرہ بگڑ جائیگا تجھے بھی ٹال ٹال کے کوئی
اور بنایا ہے کہ مال کھا دیا لادی تھلا دی مارے مارے گھونسے کے ہڈیان توڑ دون گا اس ہنگامے کا
وہ شور غل بلند ہوا کہ ساکنان شہر اور دوکاندار سب مجتمع ہو گئے اور دھوبی اور لڑکے اور
دھوبین بیل ایک جا ٹھہرا کر اُن مرد آدمیون کے گرد جمع ہوئے عمرو نے فرصت جو پائی
اُتر کر بیلون پاس گیا اور جال مار کر بیچ بیل اور لادیان سب نذر زنبیل کرکے گلیم اوڑھ کر ٹھہرا
ادھر وہ بیچارے بے گناہ مانس حیران تھے کہ یا اللہ ہم کس آفت مین پھنسے اور لوگون کا انبوہ
تھا ایک کہتا تھا کہ یہ کس آفت کے چور ہین جو دن دھاڑے اتنی بڑی لادی غائب کر لیگئے
کوئی کہتا تھا کہ ارے چوٹٹو اس دھوبی پر رحم کرو یہ بیچارہ مر جائیگا غریب آدمی ہے کوئی
کہ رہا تھا کہ یہ دھوبی ملکہ حیرت کا ہے اسکا مال چرا لینا دل لگی نہین ہے سنڈیان کس جا ٹینگی
پڑے رہو قید مین سر جائین گے اسی طرح ہر شخص اپنی اپنی کہتا تھا وہ لوگ چپکے کھڑے
تھے کچھ نہ کہتے تھے اس اثنا مین ایک دھوبی نے جہان بیل کھڑے تھے ادھر دیکھا بیلون
کو نپایا اور آگے بڑھ کر دیکھا کہ شاید کہین چلے گئے ہون جب کسی طرف سراغ نپایا سب
دھوبیون سے آکر کہا کہ بھیا بیلون سمیت کوئی لادیان لے گیا یہ سننا تھا کہ سب نے دہائی
دینا شروع کی اور شور ایسا مچایا کہ شہر کا کوتوال مع اپنے پیادون کے دوڑا اور آکر سارا
ماجرا سنکر مع چند اُن راہگیرون کے جنکو پہلے پکڑا تھا اور دھوبیون کو لیکر حیرت کے پاس
چلا جب قریب باغ ملکہ سب پہونچے دھوبی پکارے کہ دہائی ملکہ عالم کی ہم آپ کی زیر قنات
لوٹے گئے حضور کی پوشاک بھی چور لے گئے آجتک طلسم مین یہ اندھیر نہ تھا جو اب ہے حیرت
نے جب شور و غل فریاد کا سنا ملازمین سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے کیسی رہی تھی کہ عرض ہوئی
کوتوال امیدوار باریابی ہے ملکہ نے سامنے اُسکو طلب کرکے سبب کیفیت سنکر اُن مرد آدمیون

کو سامنے بلوایا اور کہا تمنے یہ کیا حرکت کی وہ رونے لگے اور عرض رسا ہوے کہ حضور ہم
چوری کبھی نہ کرینگے چاہیے مارے فاقون کے مر جائین حیرت نے اُنکے انکار سے زمین پر دہتر
مارا ایک پتلا اُس مین سے نکلا پتلے سے پوچھا کہ کپڑے دھوبیون کے کسنے لیے ہین پتلے نے
ہنسکر جواب دیا کہ ملکہ عالم روز بروز نادان ہوتی جاتی ہین سوای عمرو کے اور کوئی بھی لینے والا ہی
اے ملکہ آپ کو ہوشیار رہنا چاہیے وہ شخص اس شہر مین آیا ہوا ہی کہ جسکی نسبت یہ بجا ہی قطعہ

دزد دستی کہ زجہر از دہن مار بدزدد — خال از رخ زنگی لب شب تار بدزدد
پاپوش بدزد بدزد ز پی بیاک دوندہ — نعل از قدم اسپ رہوار بدزدد

یہ کہکر وہ پتلا زمین مین پھر سما گیا اور ملکہ نے کوتوال سے کہا یہ مرد آدمی سب بیقصور ہین
انھین رہا کر دے لا دی دھوبیون کی عمرو عیار لے گیا ہی ان دھوبیون کو ہماری سرکار سے
دو دو سو روپیہ دلا دے کہ بیل وغیرہ خرید لین اور جنکے کپڑے گئے ہین انکو قیمت دیدے
کوتوال نے حکم ملکہ کی تعمیل کی روپیہ لیکر دھوبی اپنے گھر گئے اور کوتوال شہر مین اکر انتظام کرنے
لگا اس اثنا مین عمرو ایک ساحر بنکر بزاز کی دوکان پر گیا اور عمدہ عمدہ تھان کپڑے دیکھنے کو
طلب کیے بزاز نے سامنے لاکر ڈال دیے اسنے دیکھتے دیکھتے انکو غائب کر دیا بزاز نے غل
مچایا اور چاہا کہ گرفتار کرے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اب بزاز حیران ہوا دوکان سے اوتر کر اور
دوکانداروں کو دوکان سپرد کرکے ڈھونڈھنے چلا عمرو نے اُسکو جاتے دیکھکر بہت جلد اُسکی اسی
صورت بنکر دوکان پر اکر ساری دوکان لوٹ لی اور بظاہر کوٹھری مین قفل لگایا دوکاندار
سمجھے کہ دوکان بڑھا کر چور کی تلاش مین جائیگا عمرو وہان سے ہٹ کر گلیم اوڑھکر ٹھہرا اس
ہنگام مین بزاز ہر سمت چور کو ڈھونڈھکر چلا آیا دوکان بند پائی قفل کھول کر جو دیکھا سب مال
اور گٹھریان ندارد سر پیٹتا باہر نکلا اور ساتھ کے دوکانداروں سے لڑنے لگا کہ مین تمھین سونپ
گیا تھا تمنے میرا اسباب لیا ہی دوکاندار کہتے ہین ابھی تو پلٹ کر آیا تھا دوکان بند کرکے پھر چلا
گیا ہم کیا جانین تیرا مال کیا ہوا بزاز کہتا ہی مین آیا ہی نہین تم کیون جھوٹ بولتے ہو تمکو میرا
اسباب دینا ہوگا خلاصہ کلام اسقدر تکرار ہوا کہ سب بزاز اور جوہری وغیرہ اُس بزاز کو
اپنی اپنی دوکان سے اُٹھکر زد و کوب کرنے لگے عمرو نے ان سب کو مصروف فتنہ و فساد
دیکھکر دوکانین خالی پائین گلیم اُتاری اور رجال اکر مارا بہت دکانون کو لوٹ کر زنبیل مین بھرا
اور گلیم اوڑھکر اپنا راستہ لیا لیکن دوکاندار جب لڑ بھڑ کر دکانون مین آے سب اسباب غائب پایا

اور زیادہ شور و غوغا مچایا پھر کوتوال دوڑا آیا سب حال سنا دہائی تہائی کا شور بلند پایا
سب کو لیکر ملکہ کے پاس آیا ملکہ ایک بار تو حال سنتے ہی کو بلا کر معلوم کر چکی تھی اُسنے ہزارون
اور جوہریون کو روپیہ دلوا کر حکم دیا کہ دکانین اپنی اپنی بند رکھوا ایک چور اس شہر مین آیا ہے
کہ وہ سب کو دیکھتا ہے اور کوئی اسکو دیکھ نہین سکتا فی الجملہ وہی سب کو لوٹتا ہے اگر آپ
اپنے مال کی تم آپ حفاظت نہ کروگے تو کچھ سماعت یہان نہ ہوگی یہ کہہ کر کوتوال سے حکم
دیا کہ ڈھنڈورا تمام شہر مین پٹوا دے کہ جو کوئی اپنے اسباب کی حفاظت نہ کریگا اور
اسباب اُسکا تلف ہوگا تو سرکار کچھ سماعت اُسکی فریاد کی نہ فرمائیگی ہان اُس چور کی گرفتار
کرنے کا بند و بست سرکار کر رہی ہے جب وہ قید ہوگا اُسوقت تمہارا مال مسروقہ اُس سے
ملے لازم ہے کہ تا گرفتاری اُس دزد کے نگہبانی سب اپنی آپ کرین کوتوال یہ حکم سنکر رخصت
ہوا اور منادی کو حکم دیا کہ اُسنے سارے شہر مین دہل زنی کی اور حکم ملکہ سے جدا جدا ہر ایک کو
رعایا کو باخبر کیا پھر تو تمام شہر مین ہل چل پڑ گئی دوکانین بند ہونے لگین رعایائے شہر
نے اسباب اپنا اپنا تہ خانون مین رکھا اور عورتون نے گہنا اپنا زمین مین گاڑا اُنکا ایک
عالم ہوکا نظر آنے لگا گلی کوچون مین خاک اُڑنے لگی سناٹا ہوگیا اور ہزارہا ساحر بلاؤن مین
عمرو کی نکلا کوئی کہین چھپ کر بیٹھا اور کوئی سو سو پچاس آدمیون کو ساتھ لیکر ہر سمت پھرنے لگا
عمرو یہ کیفیت دیکھ کر پھر غار مین جا بیٹھا اور براہ نقب ایک نانبائی کی دکان سے جا کر شیرمال و
کباب لیے اور کلوار کے یہان سے شراب لیکر اپنی جگہ پر آیا کھانا کھایا شراب پی آرام سے
ہوا اور دل سے کہتا تھا کہ بیت

خاکساران دہر را ہنر ز دنیا بار گردن	خلوتی خواہم کہ در وی جز غم اُو گرد باد

حاصل کلام یہ تو فارغ از کار روزگار گوشہ نشین ہین ادھر وہان حیرت متردد بیٹھی تھی کہ یکایک آسمان
تمام باغ پر چھا گیا اور چمک صاعقہ کی ظاہر ہوئی آسمان شعلہ خوار فلک پر سے جلد کہتا
ہوا زمین پر اُترا حیرت نے رسم تعظیم بجا لائی اور اُسکو لا کر مسند پر تکلف پر بٹھایا جام شراب کا
بھر کر دیا اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مین عمرو کو گرفتار کرنے آیا ہون بعد اُسکی گرفتاری کے
عیش و عشرت کرونگا ابھی شراب کبھی نہ پیونگا حیرت نے کہا خوب ہوا جو تم آئے مجھکو یقین
ہے کہ تم اُس مکار کو ڈھونڈھ لوگے مین تو ہزارون ساحرون کو بھیج چکی ہون کہین پتہ نہین
معلوم ہوتا ہے اُسنے کہا اے ملکہ جب تمہین پتا نہین ملتا کہ دو جہ شاہ طلسم ہو تو مین بھلا کیا

کر سکون گا ملکہ نے کہا اسپر کیا منحصر رہی ایک کام تجھسے نہ نکلا تجھسے راست آیا ہم تم ایک ہین کچھ جدائی
نہین ہے لیکن یہ شعلہ خوار سنتے ہی اُٹھا اور گوشہ باغ مین کہ جہان بہت سے درخت گھنے لگے
تھے آکر زمین لیپی لونگ اور ہار رکھے مالا لے کر جپنا شروع کیا بعد ساعت بھر کے سر اُٹھا کر
کہا اے ملکہ عمرو آسمان پر نہین ہی یہ کہہ کر پھر پڑھنے لگا لمحہ بھر کے بعد کہا کہ زمین پر بھی نہین ہے
اسی طرح ابکی جو سحر پڑھا معلوم ہوا کہ زیر زمین ہے اُسنے پھر سحر خوانی آغاز کی ابکی دریافت ہوا
کہ بسمت مشرق ایک غار مین بیٹھا ہی یہ معلوم کرتے ہی اُٹھا کہ مین جا کر پکڑے لاتا ہون حیرت
سمجھی کہ ایسا نہو یہ بھی مارا جائے اس باعث سے کہنے لگی کہ مین بھی ساتھ چلتی ہون او ہمراہ
ہوئی اسکے ساتھ زمرد جادو اور یاقوت وغیرہ ساحر اور جادوگرون کا غول ہمراہ ہوا
شعلہ خوار نے کہا بھیڑ دیکھ کر عمرو بھاگ جائیگا اچھا مین سحر کرتا ہون کہ وہ جہان چھپا
بیٹھا ہی بلبلا کر نکل آئے اور جب تہ زمین سے نکل آئے اُس وقت ساحر اسکو گرفتار کرلین
یہ کہہ کر در باغ پر سیب کو لے کر کھڑا ہوا اور ایک ناریل اپنے آسمان سحر کی طرف مارا کہ وہ
آسمان چکر کھانے لگا اور ایک چادر آتش اُس مین گر کر چار طرف پھیلی اور اندر زمین کے
سما گئی دھوان تہ زمین سے نکلنے لگا اور یہان غار مین اس قدر گرمی عمرو کو معلوم ہوئی
کہ دم گھٹنے لگا پیاس کی شدت ہوئی زنبیل سے پانی نکال کر پیا اس عرصہ مین دھوان
غار مین گھسا وہ مقام عمرو کے لیے چاہ بابل بن گیا عمرو وہان ٹھہر نہ سکا نقب کی راہ
سے بھنسے کے گھر گیا کوٹھری مین ٹھہرا دیکھا یہان کی زمین بھی تپتی ہے اور شہر پر ہی عمرو
گیہون کے بورے مین جا بیٹھا کیونکہ بورے مین بیٹھنے کا ٹھکانا پہلے ہی کر رکھا تھا وہان
حرارت کم ہوئی اور تشنگی مٹی کس لیے کہ شعلہ خوار نے زمین گرم ہونے کا سحر کیا ہے اور
بورے زمین سے بلند ہین اندر طبقہ زمین اسقدر گرم ہوا کہ تنور ہو گیا اور جس طور بھاپ
موسم سرما مین چاہ سے نکلتی ہے اس طرح دھوان نکلنے لگا اور ہر طرف پھیلا اور زمین
کے تفتیدہ ہونے سے ارض وسما شعلہ خیز بن گیا خلقت شہر کی گھبرائی ہنگامہ مچ گیا
ہر ایک کی زبان پر اُف اُف جاری ہوا فریاد و فریاد ہر شخص پکارنے لگا زمین سے دھوان
نکلتا تھا اور فلک سے چادر آتش گر کر اندر زمین کے سما جاتی تھی ہوا گرم چلتی تھی رعایا
شہر گھرون مین اور تہ خانون مین چھپتی تھی مگر مرتی نہ تھی کنوین شہر کے خشک ہو گئے
تھے عجب حال تھا کہ قطعہ

> زگرما آن چنان می شد نفس گرم — کہ لب از تاب آن چون شمع میسوخت
> زبا دگرمی بیداری کہ تف دید — بدنہا دوزخی دیگر برافروخت

ساحران زبردست وہان کے بزور سحر اپنی جان بچائے تھے اور ایسے ویسے صدہا ہلاک ہو گئے
تھے شور گریہ و ماتم جو برپا ہوا حیرت نے کہا اے شعلہ اس سحر کو موقوف کرو اسنے جواب
دیا کہ یقین ہے شدت گرما سے عمرو مر گیا ہوگا حیرت نے مسکرا کر کہا میری دانست مین
عمرو کا بال بھی بیکا نہوا ہوگا اسکو ایسا ویسا نہ تصور کرنا وہ مقتضای بیت

> سراپاے او حیلہ پیوستہ رنگ — ز افسون او زہرگان گشتہ ونگ

جلد اسکی گرفتاری کی تدبیر کرو اس سحر مین میری رعیت ہلاک ہوئی جاتی ہے آسمان شعلہ خوار
نے کہنے سے حیرت کے سحر گری کا موقوف کیا اور زمین کو لیپ کر خون خوک سے چوکا
دے کر سحر پڑھنے لگا اور ماش کے آٹے کے پتلے بنا کر گرد چوکے کے رکھے ماش پڑھکر پھینک
مارے کہ پتلون نے پھریری لی اور بعد لمحہ کے جاندار ہو کر سامنے آئے سلام کیا انکو اسنے
حکم دیا کہ زمین مین سما جاؤ اور لوگون کے مکانون مین کوٹھریون مین نکلا اور کوئی غار
و مغاک نشیب چھوڑو سب جگہ جا کر تلاش کرو جس جگہ عمرو کو دیکھنا مجھ سے آکر خبر کرنا خبردار
کوئی دقیقہ تجسس مین فروگذاشت نہ رکھنا یہ حکم سنکر سب سو پتلے زمین مین سما گیا
اور رعایاے شہر کے مکانون مین کوٹھری وغیرہ مین آکر ڈھونڈھنا شروع کیا اتفاقاً
جہان عمرو بورے مین بیٹھا ہے اسی کوٹھری مین بنیے نے روپیہ پیسا رکھنے کیلیے غلہ کا
صندوق رکھا ہے اسوقت بنیا بکری کا کچھ روپیہ رکھنے کو کوٹھری مین آیا اور روپیہ گن کر غلہ
مین ڈال کر چلا گیا عمرو نے کھنکار روپے کی جو سنی بے چین ہو گیا اور جب بنیا کوٹھری بند
کر کے چلا گیا عمرو بورے سے نکلا اور غلے کا صندوق جال مار کر زنبیل مین رکھا بورے مین
جایا چاہتا تھا کہ ایک پتلا یہان بھی تہ زمین سے نکلا عمرو جال لیکر چلا کہ پتلے پر مارون مگر
پتلا اسکو دیکھ کر جلدی زمین مین سما گیا عمرو سمجھا کہ یہ مجھے دیکھ گیا ہے ضرور کوئی آفت برپا
کریگا یہ سوچکر بورے مین جا کر نقب مین گیا اور نقب کا منہ مٹی سے لیپ کر نان بائی
کے مکان مین آیا اور کوٹھری مین چھپ کر بیٹھا ادھر پتلے نے جا کر شعلہ خوار کو خبر دی
کہ عمرو بنیے کے مکان مین کوٹھری کے اندر ہے میرے سامنے روپیہ لیکر بورے مین چھپا ہے
شعلہ خوار یہ خبر سنکر حیرت سے گویا ہوا کہ آپ [illegible] گرفتار کیے لاتا ہون [illegible]

ہوا اور پتلے کو ہمراہ لیا یہاں تک کہ بنیے کے گھر پر آیا بنیا سمجھا کہ یہ سردار زبردست ہیں دو
ہمیں غلہ خریدنے آیا ہے یہ سمجھ کر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا لیجیے گا میں سب سے کم نرخ آپکے
ہاتھ بیچوں گا شعلہ خوار نے اسکی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور روانہ گھر میں چلا گیا بنیا سمجھا کہ
شہر میں غدر تو پڑا ہی ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوٹنے آیا ہے یہ معلوم کر کے غل مچانے لگا کہ
دوہائی ہے سرکار کی گھر لوٹے لیتے ہیں ارے یہ کیا اندھیر ہے دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہے
دوڑو فریاد کو پہونچو مارے ڈالتے ہیں اسکی آواز سے بنیے سب دوڑے اسوقت پتلے نے
کہا اے بنیے بیکار غل کیوں مچاتا ہے جب تو میں جب ہی اسقدر چھپنا تیری کوٹھری میں چور
بیٹھا ہوا ہے تیرے غلے کا یہ سب اسنے نکالا ہے ہم اسکو قید کرنے آئے ہیں اب تیرے
غل سے عجب نہیں جو وہ بھاگ گیا ہو پتلے کے اس کلام سے بنیا خاموش ہوا اور شعلہ خوار
کوٹھری کھول کر اندر گیا پتلے سے پوچھا کہ وہ دزد کس بورے میں ہے پتلے نے بتایا اسنے
پتلے کو سمجھا کا حصار کر دیا کہ عمرو نکل نہ جائے پھر بورا گرا کر سب گیہوں ہاتھ سے اٹھا پلٹ کر
دیکھے اور پتلے سے کہا اسمیں تو کیا سوئی تھا جو تمہیں معلوم ہوتا ہے کہ کہیں چھپ گیا تھا پتلے
نے کہا میں حضور دیکھ گیا اب چاہے چلا گیا ہو شعلہ نے اور بورے بھی خالی کر کے ہاتھوں
سے اناج ہٹا ہٹا کر دیکھے کہیں پتہ نہ ملا اسکو غصہ آیا پھر کر پتلے پر چیخا کہ وہ پتلا جل گیا
آپ کوٹھری سے باہر نکلا بنیا اپنا غلہ لٹا ہوا دیکھ کر سر پیٹنے لگا کہ ہائے میرا روپیہ چور لے گیا
آخر ناچار گیہوں سمیٹ کر بوروں میں پھر بھرے اور بورا اٹھا کر کے باہر آیا لیکن حیران تھا
کہ چور آیا کدھر سے اور ادھر نان بائی کے مکان میں بھی ایک پتلا نکلا عمرو نے اسکو دیکھ کر
لگایا تو ادھر لی مگر پتلا بھی دیکھ چکا تھا اسنے جا کر شعلہ خوار سے بیان کیا کہ عمرو نان بائی کے
مکان کی کوٹھری میں تھا مجھکو دیکھ کر چھپ گیا شعلہ خوار پتلے کے ہمراہ نان بائی کے یہاں
آیا وہ بھی غل مچانے لگا پتلے نے منع کیا کہ بھائی چپ رہو گھر میں تمہارے چور بیٹھا ہے
یہ سنکر نان بائی نے کوٹھری کھولی لیکن عمرو پہلے ہی پتلے کو دیکھ کر نقب کا منہ بند کر کے
نکل کر کے یہاں چلا گیا تھا اسوقت شعلہ خوار نے ہر چند تفحص کیا لیکن سراغ نہ پایا پتلے
پر خفا ہوا کہ تمکو سب جگہ دوڑاتا پھرتا ہے صحیح خبر نہیں لاتا یہ کہہ کر ایک لات ایسی ماری
کہ یہ پتلا بھی جل گیا اور آپ کوٹھری سے نکل کر پھر تازہ کی فکر میں تھا کہ ایک پتلا عمرو کو
... پتلے کے ہمراہ ہوا گرد ...

عمرو نے بھی پتلے کو دیکھا تھا پھر کلوار کی دکان سے پھر شیشے کے یہاں آیا اور لوہے سے نقب پر دست
گیر کر کے آپ پورے میں اتر کر بیٹھا اس عرصہ میں پتلا مشعلہ کو لیے گیا جب یہاں آیا کلوار نے
عرض کیا کہ آپ مالک ہو کر آج کیا ہے جو سب کے گھر میں گئے پھرتے ہو اور شیشے کہا تیری ہی
کوٹھری میں چور بیٹھا ہے اسکو گرفتار کرنے آئے ہیں کلوار بولا کہ تمہاری خوب بن پڑی ہے
ایسے بہانے سے اور شیشے پھرتے ہو میں نے سنا تھا ابھی بنیا دہائی دیتا تھا مشعلہ کو یہ
لفظ سے بہت غصہ آیا لیکن ضبط کر کے خاموش ہو رہا اور چار و ناچار دکان دار سے کہا کہ دیکھ
میں اسکی کوٹھری میں جاتا ہوں تم گواہ رہنا کہ کوئی چیز اسکی تلف نہیں ہوئی غرضکہ اندر جا کر
ہر چند ڈھونڈھا کہیں پتا عمرو کا نہ پایا غصے میں آکر اس شیشے کو بھی جلا دیا اور وہاں سے نکل کر
ایک جگہ ٹھہر کر سحر کی دستک دی ایک طاؤس فلک کی جانب سے اترا اس سے پوچھا کہ
عمرو کا پتا نہیں ملتا تو بتا کہ وہ کہاں ہے یہ سنکے طاؤس منقار کھول کر خوب ہنسا اور بولا یہ حوال
کہ عمرو نے نقب شاخ در شاخ کھودی ہے ایک کلوار کی کوٹھری میں دوسری بنیا کے یہاں
اور تیسری نقب شیشے کے یہاں فی الحال جب تو اسے ڈھونڈھنے جاتا ہے وہ ایک جگہ سے
دوسری جگہ چلا جاتا ہے اب فی الحال شیشے کی کوٹھری میں پورے کے اندر ہے یہ کہکر طاؤس سحر
اڑ گیا اور مشعلہ نے زمین لیپ کر ایسا سحر پڑھا کہ ہزاروں چوہے نقب کے مسدود رہنے کے
اور باشندے آئے سے سانپ بنا کر نہ پڑھ کر سحر انکو زندہ کر کے حکم دیا کہ اس غار میں جاؤ جہاں
عمرو نے نقب کندہ کی ہے وہاں جدھر جدھر سرنگ گئی ہے اسی طرف ایک ایک سانپ جا کر
بیٹھے اور منہ سے نقبوں کے رو کے یہ حکم سنکر سانپوں نے جا کر دہنہ ہائے نقب روکے اور مشعلہ
نے سب پتلوں کو جو [illegible] لے آیا اور راستے ہمراہ لیکر شیشے کے مکان پر
آیا شیشے نے کہا حضور ابھی تو تلاشی لے گئے پھر کیوں آئے مشعلہ نے کہا حضور پھر چھوڑ
جھانک کر پھر یہاں آیا ہے شیشے نے جواب دیا کہ حضور اندر [illegible] دیکھ لیجئے
ہی گھر میں پھر آیا ہے ایک بار تو مشعلہ نے گیا ابھی [illegible] کہکر قفل کوٹھری کا
کھولا عمرو نے صدا پاؤں کی جو سنی چاہا نقب میں چلا جاؤں جیسے ہی دہن نقب میں قدم
رکھا سانپ نے پھنکار ماری عمرو نے جلدی پاؤں ہٹا لیا اور خیال کیا کہ یقین ہوا راہ نقب کی
بند و سحر بند کی گئی ہے آخر پورے میں آکر کروٹ کے بل لیٹا زنبیل کی ہوا سی ٹانگیاں دا کر
نے اسکا خوب پھیلا دیا کہ زنبیل کے اندر رکھا اس جگہ کوئی باہر سے دیکھے تو نظر آئے اسکو وہ کھائی دے

غرض کہ اپنے جسم کو گیہوں میں پوشیدہ کرکے چپ ہو رہا اور مشعلہ سب بورے کا تماشا کر اور ہاتھوں سے اناج ہٹا کر دیکھتا ہوا جس میں عمرو تھا اس بورے میں آکر دیکھنے لگا جس دم اوپر سے کچھ گیہوں ہٹائے عمرو تو نظر نہ آیا لیکن عجیب تماشا دیکھا کہ ایک جنگل سرسبز و شاداب نہایت وسیع ہے اور اس میں درخت باردار مثل سرو قدان بستان بناسے جوانی کے جھومتے ہیں اور کثرت انہار سے روئے زمین رشک فرمائے چرخ بریں نظر آتا ہے عکس ریاحین عطر بیز سے ہر زاغ مانند طاؤس زریں بال کے بنا ہے سبحان اللہ مثنوی

زہر سو چشمہ چون آب حیوان — چراغ لالہ ہر جانب فروزان
بنفشہ رستہ و سنبل دمیدہ — نسیم صبح جیب گل دریدہ
شقائق پیش کے پا ایستادہ — چو بر شاخ زمرد جام بادہ

یہاں کے چشموں میں سونے کی بیاں پڑی ہیں اکثر چمن کیاریاں پری زادیں حور نژاد و سوار ہیں سر پا تا سر زیور مرصع جواہر کا پہنے ہیں چمن میں ہر ایک لاثانی ہے اٹھتی جوانی ہے کرشمہ جمال سے اپنے عروسان بہشت کو جلوہ گری تعلیم کرتی ہیں اور تاب رخسار سے آفتاب عالمتاب کو آتش غیرت میں جلاتی تھیں تیر غمزہ ہدف سینہ عشاق میں رخنہ پرداز تھا اور لب جان بخش ہر ایک کا تنگ شکر کی طرح کام دل کے لیے چاشنی بخش اور حلاوت سے بسا تھا کہ نظم

خمیدہ ابروی ماہ چو سرو بلند — مسلسل دو گیسو چو مشکین کمند
سمین زنخ گوئی آمیختند — بر و طوق از غبغب آویختند
بدان طوق و گو آن بت ماہ روی — ز سر طوق بردہ ز خورشید گوی

سامنے اس صحرا کے مینا فام کئی شہر بستی آباد معمور سواد نظر آتے تھے عجائب غرائب لوگوں کے تماشے ان ملکوں میں دکھائی دیتے ہیں کہیں تماشائیوں کا ہجوم ہے کہیں سودے والوں کی دھوم ہے کسی جا دکانیں سجی ہیں کہیں پریوں کی ہنسی دل لگی ہے عمارتیں سر بفلک و بلند ہیں کاشانہ سپہر سے زیادہ ارجمند ہیں مشعلہ نے جو یہ سیر کیفیت دیکھی آپ سے آپ مارے ہنسی کے لوٹ گیا اور کہا عمرو بھی بہت بڑا ساحر ہے جسنے اپنے جادو کے زور سے ایسا طلسم اس بورے میں بنایا ہوا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بنائے ہوئے طلسم میں جا کر چھپا ہے لیکن میں ایسا ساحر نہیں ہوں جو اسکے طلسم میں نہ جا سکوں اور اسکو ڈھونڈھ کر پکڑ نہ لاؤں یہ کہہ کر بورے پر چڑھ کر اسی جنگل اور ملک کی جو نظر آتے تھے سیدھا تاک کر دم سے کودا اور سیدھا جنگل میں

چلا گیا عمرو نے گنڈیاں زنبیل کی بند کین اور لوہے مین سنبھل کر بیٹھا سمجھا کہ جب تک یہ نابکار زندہ ہے
نقب کا راستہ بند رہیگا اور ہم نکل نہ سکینگے یہ سوچکر پہلے زنبیل سے اسکا سر نکالا اور بیہوشی
سونگھا کر بیہوش کیا پھر اسکے زنبیل سے کھینچ کر فی الفور ذبح کر ڈالا پھر تو الحفیظ الامان وہ شور
وہ غل غپاڑا بلند ہوا کہ یقین تھا طبقہ زمین کا شق ہو جائے آگ کوٹھری مین لگ گئی پتلے جل گئے
پتھر تمام شہر مین برسنے لگے عمرو نقب مین کود گیا وہان سے ساتھ ساحر کے دم نے سے غائب
ہو گئے تھے یہ تو اپنے غار مین پہنچکر ساحر کی صورت بنکر باہر نکلا اور ادھر بیچی کی کوٹھری مین
جو شور برپا ہوا اور آگ لگی بنیا سمجھا کہ کوئی آفت آئی گھبرا کر سب اپنے لڑکے اور جورو وغیرہ کے
گھر بار چھوڑ کر بھاگا اور کہتا جاتا تھا کہ ارے بھاگو آفت آئی ہاے مار ڈالا ارے لوٹ لیا
واے غضب گھر بار سب پھونک دیا اسکے غل مچانے اور بھاگنے سے رعایاے شہر تو پہلے
ہی خوف زدہ ہو رہی تھی اور ڈھنڈھورا اسی کا پٹ چکی تھی اوسوقت ہر شخص یہی سمجھا کہ یقین ہے
ڈاکہ پڑا یا عمرو کے چھڑانے کو اسکے طرف دار آ گئے اور قتل و غارت کرتے ہین ایسا کچھ ہوا کہ تمام
شہر مین بھگدڑ پڑی دروازے گھرون کے بند ہو گئے دوکانین چھوڑ چھوڑ کے لوگ بھاگے عمرو جو
بشکل ساحر غار سے نکلا شہر مین تلاطم دیکھ کر دوکانون پر چھاپا مارنا شروع کیا اور اکیلے ساحر کو یا دو
چار کو جاتے بھاگتے دیکھ کر للکارا کہ آ شیدائی و غازیان اور خنجر کھینچ کر جس کسی کو پاتا ایک کے سینے
پر سوار ہوا اور دوسرے کا سر اوڑا دیا جسکے کندھے پر چڑھا ہی وہ ایسا گھبرایا کہ نہ جادو اوسکو
یاد آتا ہی نہ عمرو کو پکڑتا ہی اور عمرو نے اسی طرح جہان جسکو پایا ہلاک کیا گلی کوچون مین لاشین
جو بھاگنے والون نے دیکھین جی چھوٹ گئے بد حواس ہو کر جدھر جسکا منہ اٹھا ادھر بھاگا اور
جادوگرنیان منہ ڈھانک کر رونے لگین کبھی کہتی تھین کہ یا سامری و جمشید عمرو کے ہاتھ سے
ہماری اور ہمارے وارثون کی جان بچا غرض کہ تھوڑے عرصہ تک عمرو نے خوب لوٹا
اور غوغاے عظیم جو شہر مین برپا ہوا حیرت ننگے سر اور ننگے پاؤن باغ سے نکل کر دوڑی
دیکھا تو شہر کے مکانون مین جابجا آگ لگی ہے رعیت بھاگی جاتی ہے رونا پیٹنا گھر گھر پڑا ہے
آفت او رہنگامہ بپا ہے اس اثنا مین کچھ ساحر روتے ہوئے آ گئے اور کہا اے ملکہ آسمان
شعلہ خوار جادو کو عمرو نے مارا اور سارا شہر لوٹ لیا حیرت یہ سنتے ہی چیخین مار کر رونے
لگی اور سر پیٹتی ہوئی چلی کہ ارے لوگو وہ شہنشاہ کا دستہ پیارا تھا مین اسے کیا افراسیاب
کو منہ دکھاؤن گی اسکی لاش تو بتاؤ کہ کہان ہے کچھ ساحرون نے بتایا کہ بیچی کے گھر مین آگیا

ہے اندر تاب ساحر بعہدہ نگہبانی بیٹھے ہیں اگر ذرا بھی کھٹکا ہوگا تو یہ سب دوڑ آئینگے اس مکان
سے نہایت آہستہ زہرہ کے پاس گیا اور اسکو اٹھا کر اس مکان کی ایک کوٹھری میں لا کر
کپڑے اسکے اتار کر آپ پہنے اور اسکی ایسی صورت بنا کر ایک صندوق میں اسکو بند کر دیا
اور آپ باہر نکل کر پانی چھڑک کر حضاران انجمن کو ہوشیار کر کے کہا کیا باعث ہے کہ تم سب
غافل ہو گئے تھے سب نے عرض کیا کہ ہم خود استعجاب میں ہیں یہ ماجرا کیا ہوا زہرہ نقلی
نے کہا یہ میں نے سحر اپنا آزمایا تھا کہ دیکھوں کہ ہوش ہوتا ہے یا نہیں اب میں سحر کرونگی کہ
عمرو جہاں ہوگا از خود بیہوش ہو جائے گا ڈھونڈھ کر قید کر لونگی یہ سنکر سب ساحر تعریف
کرنے لگے کہ فی الحقیقت یہ سحر نایاب ہے غرضکہ اب عمرو نے جملہ ساحروں اور پہرے چوکی
والوں وغیرہ کو اپنے پاس بلایا اور بتاکید تمام ارشاد فرمایا کہ تم سب جا کر تمام مہاجنوں
اور جوہریوں کو بلا لاؤ ساحر حسب الحکم مہاجنان شہر کے گھر گئے اور اپنے ساتھ لیکر حاضر
ہوئے ملکہ نے باہستگی انسے کہا کہ آج رات کو عمرو سے اور ہمسے پھر مقابلہ ہے اسکو گرفتار
کرنا منظور ہے فی الجملہ اگر عمرو غالب آئیگا تو سارے شہر کے لٹ جانے کا احتمال ہے بنا برآں
تمھیں لازم ہے کہ جو کچھ روپیہ اپنے پاس رکھتے ہو سرکار میں داخل کر دو اگر یہاں سے لٹ
جائے گا تو ہم اپنے پاس سے دینگے اور اگر نہ داخل کر دوگے تمھیں اختیار ہے ہم بری الذمہ ہیں
اس حکم کو سنکر جو لوگ اس قول پر سمجھے کہ روپیہ اپنی گانٹھ کا اچھا ہوتا ہے وہ تو چپ ہو رہے
اور باقی جوہری اور مہاجنوں نے گھر جا کر اپنا مال نقد و جنس کھینچنا شروع کیا زہرہ نقلی
نے ایک جگہ سب ڈھیر کرایا اور ملازمین سے کہا آج میرے پاس آکر شریک صحبت ہوں سب
بیٹھ کر شراب پئیں کچھ لحاظ اور ادب میرے سردار ہونے کا نہ کریں کیونکہ شغل میخواری میں
بیداری اور حفاظت بخوبی ہوگی جملہ ساحر حسب الامر حضور میں حاضر ہوئے اور ملکہ نے شیشہ
طلب کر کے اپنے ہاتھ سے شراب ہر ایک کو تقسیم فرمائی لیکن آنکھ بچا کر بیہوشی تو بوتلوں میں
ملائی تھی وہ شراب ساحروں نے پی بیہوش ہو گئے عمرو نے اول جو مال کہ مہاجنوں نے
جمع کیا تھا جال مار کر زنبیل میں رکھا اور خنجر براں لیکر ساحران روسیاہ کے سر کاٹنا شروع
کیے باغ میں حیرت کے شعلے بلند ہوئے اور زمانہ رستخیز و شور قیامت انگیز برپا ہوا افسران
فوج سمت باغ دوڑے پہنچتے ہی سارے ساحروں کے مسلح و مکمل ہو کر در باغ پر آئے رعیت شہر
کی مارے ہول کے گھر چھوڑ کر بھاگی غل ہوا کہ ادھر سے عمرو آگیا کسی نے کہا غضب ہوا کہ دیکھیے

اگر مار ڈالا بعض نے کہا حیرت چند روز تو اپنے وطن کے پاس گئی ہر دہ ہلاک ہوئی تو خوب تھا کہ
اس مردار نے عمرو کو یہاں لا کر سارے شہر کو قتل کرایا ایک نے جواب دیا کہ زمرد تاج شاہی
کہ قتل ہو گئی فی الجملہ جو جسکی سمجھ میں آتا تھا وہ کہتا تھا اور عورتیں فرط خوف سے کنوؤں
میں گر پڑی تھیں جنھوں نے مال مہر کا زمین میں جمع کیا وہ سب سے زیادہ بد حواس ہر طرف
پھرتے تھے کہ جب زمرد مر گئی تو ہمارے مال کی نشان کون دیگا اور حیرت کہیں گی کہ جب
میری وزیرزادی ہی مر گئی تو تمھارا مال کیسا حاصل کلام شہر میں تو غل اور ہنگامہ برپا تھا
اور فوج نے آکر باغ کو محاصرہ کیا ساحر اندرون باغ در آئے عمرو نے اتنے عرصے میں جملہ
ساحروں کا فیصلہ کر دیا لیکن کوٹھری میں بہر قتل زمرد نہ جا سکا ساحروں کو آتے دیکھ کر
گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا اور باغ سے نکل کر اپنا راستہ لیا ساحروں نے لاشیں اٹھا کر اٹھائیں
سارا مکان لٹا ہوا پایا کارگزار ریاست سب مارے پڑے تھے انکے عزیز و اقارب چاک
گریبان سینہ کوبان لاشیں لیکر گھروں کو گئے وہ رات ہر ایک کو روتے پیٹتے گذری گھر
گھر کہرام برپا رہا یہاں تک کہ جمشید خورشید نے علم فتح و نصرت قبہ قصر فیروزہ فام فلک پر
بلند فرمایا اور شاہ ستارگان نے حجاب ظلمت کو ایوان صفحہ سپہر مینا گون سے اٹھایا نظم

چو از دہانہ سحر دمید صبح تمام		حباب دم طشت مہر افتاد از بام	
نفس وس آفتاب خوب بار شمار		ازین شعلی تیغ نمود دیدار	

عمرو گلی کوچے شہر کے طے کر کے اپنے غار میں آیا راہ میں ہر مقام پر سناٹا پایا گھروں کے
دروازے بند رعایا فراری یہ حال دیکھ کر دل سے کہا ہماری آمد ایسی ہی ہے کہ کوئی آرام
سے نہ رہیگا غرضکہ جب غار میں پہونچا فریضہ نماز صبح ادا کر کے تسبیح پڑھتے پڑھتے پشت دیوار
سے لگا کر سو گیا اب یہ فتنہ تو سو گیا لیکن ملکہ حیرت تخت سحر پر لاش آسمان شعلہ خوار
کی رکھے مثل بلائے آسمانی کے پاس شاہ جادوان کے نازل ہوئی اور تسلیم کر کے سامنے
رکھ دیا اور مثل ابر کے اشکبار ہوئی شہنشاہ نے استفسار کیا کہ اے برق رخسار اسکے خرمن
حیات کو عمرو نے کیونکر جلایا کیا حادثہ پیش آیا حیرت نے جواب دیا ۵

ہر بن مو جون پر طاؤس کھلتا ہے بہار		غم کے داغوں نے تو مجکو رشک گلشن کر دیا	

یہ کہہ کر باچشم تر جملہ کیفیت بیان کی اور عرض پرداز ہوئی کہ حضور یہاں غافل بیٹھے ہیں اور وہ
عیار سارا طلسم اسی طرح برباد کریگا اور ہاتھ نہ آئیگا افراسیاب نے بھی اس ماجرے کو

شنکر دست تاسف ملنے لگی غشیان کیا کہ حاضران دربار میرے جزع و فزع سے بیدل ہو جاتے ہین سمجھ کے اس وجہ
سے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ اے ملکہ لڑائی مین جانبین کے لوگ آخر قتل ہی ہوتے ہین اب تم
لاش شعلہ خوار کی لیجا کر جلا دو مین دوسری تدبیر کرتا ہون اور خود جاتا ہون یہ حکم سنکر ساحر
لاشہ اٹھا کے لے گئے اور شاہ نے پھر حکم دیا کہ اے حیرت مجھے خوف ہے کہ عمرو تمھین کوئی
زک نہ دے بنا برین اب تم چندے میرے پاس رہو اور مین کسی اور کو اس شہر کا حاکم کر کے
بھیجتا ہون تاکہ گرفتاری عمرو کا بخوبی انتظام کرے یہ کہہ کر سمت فلک سحر پڑھ کر پھونکا ہیر کے
سحر سے ظلمات چہار چشم جادو کو اطلاع دی کہ شہنشاہ یاد فرماتے ہین وہ اپنے مقام
سے چلا ادھر شہنشاہ ساحران نے صدا دی کہ اے ظلمات جلد حاضر ہو اتنا کہتے ہی ایک
تڑاقا ہوا اور فلک کی طرف سے وہ ساحر خبیث دیو پیکر اترا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی [illegible]
ہے مصداق فرد

از کجا پیدا شد آیا این بلای ناگہان	زین بلاے ناگہان مارا خدایا دار امان

چار آنکھین مثل مشعلوں کے روشن تھین اور شعلہ خیزی مین مثل گلخن تھین کریہ منظر ایسا تھا کہ نظم

چو بنمودے بہ دو دست چشم و دندان	شدے از ہیبتش چون آب سندان
دو مثل چون دو کانون پر آذر	دہانش ہمچو غارے پر ز خنجر

جب شہنشاہ کو اسنے سلام کیا اسنے حکم دیا کہ مین نے تجکو ملک ملکہ حیرت کا بادشاہ کیا
لیکن اس شہر میں ہے کہ عمرو وہان ہے اور کسی کے ہاتھ نہین آتا ہے تم اسکو گرفتار کر کے میرے
پاس بھیجو پھر تمھین حکومت وہان کی مبارک ہو یہ کہہ کر خلعت ریاست اسکو عنایت فرمایا
وہ ہنوز جانے نہ پایا تھا کہ چند ساحر نالان و گریان حاضر ہوئے اور عرض کنان تھے کہ زمرد
کا کہین پتا نہین ملتا اور عمرو نے اکابران شہر کو مار ڈالا ہے جنون اور جوہریون کا [illegible]
مفصلاً سب حال جب وہ عرض کر چکے حیرت رونے لگی کہ نہین معلوم عمرو نے زمرد زادی
کو بھی کیا کیا افراسیاب نے اسکے رونے سے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ کوٹھری
مین صندوق کے اندر زمرد بند ہے اور عمرو غار مین اسوقت سو رہا ہے شہنشاہ نے کہا
اسوقت کوئی اگر جاتا تو عمرو بآسانی گرفتار ہو جاتا کیونکہ سو رہا ہے یہ کہکر چاہا کہ پتلا سحر کا
روانہ کرون لیکن ظلمات نے عرض کیا کہ حضور مین جاتے ہی اس مفتری کو گرفتار کر کے
بھیجدونگا پتلا اگر بھیجیے گا تو حضور میرے جانے کی کیا ضرورت ہے شاہ نے اسکے عذر کرنے سے

تامل پذیر ہوا اور حیرت نے یاقوت کو ساتھ کیا کہ جا کر زمرد کو صندوق سے نکالے غرضکہ
ظلمات اژدر خونخوار پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ شہر حیرت میں پہونچا
یاقوت نے تمام افسران فوج سے کہا کہ حکم شہنشاہ نے کہا ہے حیرت انکو حاکم جاننا افسران
فوج نے سر جادہ انقیاد پر رکھا اور اسکو ہمراہ لیکر دار الامارت شاہی میں آئے تخت پر بٹھایا
بارہ ہزار گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے مشعلیں روشن ہوئیں عنبر و مشک و عود و لونگ کا بخور
ہونے لگا شعلے اٹھنے لگے عطردان سامنے رکھے گئے نذریں گذرنے لگیں ارباب نشاط حاضر
ہوئے ناچ ہونے لگا دور جام مے سرخ آغاز ہوا کہ مثنوی

یکے محفل جشن آراستند	گلستان عشرت بپیراستند
مغنی چو زہرہ برامشگری	صراحی درخشندہ چون مشتری
بقانون نوائی طرب گشتہ رست	بنوشے کہ طبع فریبندہ خواست

تمام شہر میں دہل زنی ہوئی اور رہائی پھری جارچی نے ندا دی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا
حکم ظلمات چار چشم کا جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا گردن مارا جائیگا ہٹایا گیا حیرت
معزول ہوئیں اب ظلمات یہاں کا حاکم ہے ڈھنڈورے کی آواز سے عمرو کی بھی آنکھ کھلی اور
گلیم اوڑھ کر باہر آیا تمام شہر میں رونق پائی نئے حاکم تخت نشین ہونے کی مسرت بے اندازہ دیکھی
شہر کی دکانیں خوف سے عمرو کے بند تھیں اس جشن کی خوشی میں ہار پھول والے اور تنبولی
اور خوشبو ساز وغیرہ نے دکانیں کھولی ہیں اور گہنا ہار بدھی طرہ وغیرہ ڈالیاں ہر قسم کی لگا کر
دار الامارہ شاہی کی جانب لیے جاتے ہیں عمرو بھی صورت اپنی تبدیل کرکے انکے ساتھ
چلا اور دار الامارہ میں پہونچ کر ٹھہرا دیکھا جن لوگوں نے ڈالی پیشکش کی انکو اشرفیاں انعام
میں ملیں عمرو کو اشرفیاں دیکھ کر لالچ آیا اور فکر عیاری کرنے لگا لیکن ظلمات جب بخوبی
حاکم ہو چکا اسوقت اسنے حکم دیا کہ ایک مکان نہایت عمدہ چارسو بازار میں ہمارے رہنے
کے لیے خالی ہو اور اُس عمارت میں تا بہ سمت کو دیکھ سکوں تاکہ جس طرف وہ عیار بہروپیے
ہو کے اندر چلا آئے حسب الحکم کارپردازان مملکت نے ایک بارہ دری نہایت پرتکلف
فرش ملوکانہ اور اسباب شاہانہ سے وسط شہر میں آراستہ کردی مسند ہائے مغرق بچھا دیں
پلنگ کرسیاں جواہر کار کسوا دیں جب تمام درستی ہو چکی ظلمات کو اطلاع دی وہ دن بھر
حکمرانی میں مشغول رہا جسوقت کہ نقاش روزگار نے پردہ مشکین قصر عالم میں لٹکایا اور چراغ ستارگان

ہفت منظر کاخ افلاک قمر درزہ فام مین روشن ہوئے ماہ منیر زیب گہر سپہر ہوا کہ نظم

شبے چون روے زنگی و سیاہی — رسیدہ رنگ شب تا پشت ماہی
رواق چرخ اخضر گشت تاریک — فروزان شمع در فانوس باریک

ظلمات مع چار ہزار ساحران نامی کے اس مکان عالی شان مین آیا عمرو بھی بشکل مبدل
در کاخ پر آکر ٹھہرا ہمیان ظلمات نے حکم دیا کہ خاصہ حاضر کرو تاکہ اکل و شرب سے فارغ ہوکر
سحر خوانی مین مصروف ہون بحر دار شاد بکاولون نے طعام لذیذ انواع و اقسام کا موجود کیا اور
دستر خوان اطلس رومی کا بچھایا اسپر گرد ہاے نان کہ مثل قرص قمر کے افق منور تھو سے طالع
ہوئی تھین رکھین اور قفلیان شیر بیخ کی جو ماہتاب کی قفلی کا اپنے رو برو سرد مبالی تھین
چین وہین نان آفتابی گرما گرم جیسے آفتاب سے گرمی تھین اور نان ہوائی خاطر گرفتگان کی
ہوا و ہوس بڑھاتی تھین کہ قطعہ

فراوان بہر خباز قرص گرم پنداری — کہ خورشید چہا ماہتاب طالع گشتہ از گردون
تنور نانوا از جنبیل اللہ را ماند — کز و ہر لحظہ آید تازہ نانی ہمچو گل بیرون

بعد ترتیب سفرہ گستری ظلمات مع رفقا کے کھانا کھانے لگا اسوقت عمرو نے خوان کھانے
کے اندر قصر کے جاتے دیکھکر تجویز کیا کہ اسوقت ظلمات کھانا کھائیگا یہ معلوم کرکے اپنی
صورت مثل ایک رکابدار کے گوشے مین ٹھہر کر بنائی لبنے سر اپنا مونڈکر ٹوپی جوگوشیا پہنی اور
لنگی زانو تک کی باندھی پانون مین بڑی نوک کا جوتا پہن کر دو ہر کمر سے لپیٹی اور تھال ہاتھ پہ
رکھا مزائی کمر تک کی زیب قامت فرمائی تھال مین سموسے اور مٹھائی کے جانور بنے ہوئے
لگا لیے ایک ایک سموسے کی سو سو پرتین اس طرح بنائی تھین کہ ایک پرت اٹھاؤ سو پرت الگ
الگ ہوجائین اور پھر ملی رہین تکلف یہ کہ ایک پرت سلونی دوسری نمکین چاشنی دار تیسری میٹھی
چوتھی بالکل ترش اسی طرح سو پرت کا الگ الگ مزا اور ذائقہ ہو اور مٹھائی اس ترکیب سے
ایک سو ایک پرت کے بنائے کہ ہر پرت مین شیرہ انگور کا بھرا تھا نہایت [illegible] کہ ذائقہ لینے
ٹپکتا تھا لوزات اور شاخین پنجہ نگارین لعبتان چین و چگل گوشوارہ تھین اچار و مربا وہ
لذیذ کہ حیا نگین اسکی چشم عشوہ گران نمکین کو اپنے اوپر لبھاتی تھین اور بہشت آب و تاب مین
حقیقۃً دربہاے بہشت کے جواہر کو غیرت بخش تھا ٹپکہ کا کھیلے اور سموسون وغیرہ پر نقش تھا کہ نظم

رقیب اسکی اگر ہوون مین صفات — بنے ہر ایک سطر شاخ نبات

ایسا خوش رنگ تھال ہاتھ میں تھا — طشت سپہر فلک سے اچھا تھا
لوزیں برفی کی خوشنما ایسی — بے حد مزے سے تھیں اسکے تھی
ورق نقرہ اس طرح کی تھی — انگوٹھی کی تھی شبیہ حوروں کی
ایسا پیڑا کہ لوٹتے ہوں جسکے — دانت میں بھی ذرا نہ دہ جسکے
ٹکلیاں تھیں ورق کی یا تارے — زہرہ و مشتری ہی شکر پارے تھے

غرض کہ اس طرح کے پکوان اور مٹھائی آراستہ کرکے سب کو زہر آلود کیا اور وہ سم قاتل اس میں ملایا کہ جسکے سونگھنے اور دیکھنے سے انسان پانی ہو جائے اور کسی تریاق سے صحت نہ پائے یہ تدبیر کرکے تھال ہاتھ پر رکھے اندر قصر کے آیا اور ظلمات کو سلام کرکے تھال سامنے رکھدیا ظلمات نے دیکھا کہ جانور سنبوسے تھال میں رکھے ہیں اور خوشے انگور کے ایسے ہیں کہ ابھی گویا ڈالی سے توڑے ہیں کھجوریں گویا جیسے الماس کی ڈلیاں بھری ہیں ایسی آب و تاب رکھتی ہیں غرض دیکھکر سب سامان لذیذ کو ششدر ہوا اور ظلمات نے پوچھا کہ ای رکابدار تو کیا مالک حیثیت کا ملازم ہے رکابدار نے عرض کیا کہ میں فقیر ہوں صرف اللہ میاں کا نوکر ہوں اور کسی کا نوکر چاکر نہیں اور مجھے نوکر کون رکھ سکتا ہے میرا سودا غریب کھاتے ہیں اور غریبوں ہی سے ایک دو روپے مجکو مل جاتے ہیں امیر کا تو نام ہی نام ہے سن لو جو سب مثل اونچی دوکان کا پھیکا پکوان اور ہمیشہ سنا ہے

رباعی

نافہم امیروں سے پڑا ہے پالا — ہر دم کی خوشامد نے غضب میں ڈالا
وہ آپ تو کھائیں تمہیں کیا دینگے بھلا — رزاق کوئی اور ہے دینے والا

آج آپ ایسے قدردان کی کشش سے شوق سے اپنی جورو کا گہنا گرو میں گانٹھ کرکے یہ مٹھائی وغیرہ بنا لایا اب قدرشناسی حضور کے اختیار میں ہے ظلمات اس تقریر کو سنکر ہنسا اور کہا تو بیشک صاف گو ہے کیوں نہو اپنے فن میں تو کامل ہے اور کاملین نازک مزاج عالی دماغ ہوا کرتے ہیں یہ کہکر کئی سو اشرفیاں انعام دیں اور تھال سے تھوڑا پکوان اور مٹھائی لیکر خوان میں لگائی تو تحفہ پیش تخت زرخوان پر ڈال کر یاقوت کو طلب کیا یاقوت حبشی آئی جسے شہر کو صندوق سے نکال کر ذکر میں دل کی حیرت کر رہی ہے اسکے طلب کرنے سے دونو حاضر ہوئیں ظلمات نے کہا یہ خوان اپنے ساتھ خدمت شہنشاہ میں لیجاؤ اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یہ مٹھائی بھی یادگار رہا نہ ہو ملاحظہ ہو یا لطف نوش فرمائیں اور ملکہ حیرت کو بھی کھلائیں

زمرد اور یاقوت وہ خوان کشتی بسر رکھ کر سمت شاہ طلسم چلے اور اُسنے باقی شیرینی و شیرخوان
پر جو لوگ بیٹھے تھے اُنکو بھی دی اور آپ بھی کھائی ہر طرف سے شور تحسین و آفرین نسبت رکابدار
کے بلند ہوا اور رکابدار جناب جمشید کو سلام کرنے لگا اس میں ایک شخص نے کہا میاں رکابدار
تمہارا نام کیا ہے رکابدار نے بتایا کہ فدوی کو اتنا چرب دست کہتے ہیں اور رکابدار نے کا نام خورد
بُرد ہی لوگوں نے کہا دونوں نام اسم بامسمی ہیں کیا کہنا ایک نے کہا دیکھیے یہ مٹھائی کیسی کیا
کیا عمدہ بنائے ہیں دوسرا بولا کہ کیوں میاں چرب دست ایسا جانور بھی بنا سکتے ہو جو اُڑ کر
رکابدار نے کہا سنیے آپکو وہ مرغا بنا کر دکھلاؤں جو گھر تک اُڑتا ساتھ جائے اس کلام پر
سب نے قہقہہ لگایا کہ میاں چرب دست بڑے ظریف معلوم ہوتے ہیں ظلمات نے کہا جو کہ
ہیں تو بلے کا آدمی ہے لیکن ایسا شخص اور مفلوک رہے افسوس کی بات ہے

اگر بہر سر موئے دو صد ہنر باشد ‌‌ ‌ ‌ ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد

غرضکہ ایسی ہی باتیں بنا رہے تھے پہلوان اور مٹھائی کھا کے بعد فراغ دسترخوان اٹھا
ہاتھ منہ دھو کر سب نے گلوریاں کھائیں پیچوان پینے لگے اور ظلمات نے رکابدار سے کہا میں
پانسو روپیہ ماہواری کا تجکو نوکر رکھتا ہوں بشرطیکہ تو منظور کرے رکابدار نے کہا اگر آپ بچ
جائیے گا اور زندہ رہیے گا تو میں نوکری کر لوں گا سب نے یہ کلام سنکر کان کھڑے کیے اور
پوچھا کہ یہ تو نے کیا کہا اُسنے جواب دیا کہ حضور سحر و کنکر نے آئے ہیں اور وہ نہایت مکار ہے
اسی وجہ سے میں نے یہ عرض کیا کہ آپ اس جہم سے فراغت کر لیں یہ کہہ کر سلام کرکے وہاں
سے رخصت ہوا اور باہر آکر گھبرا اُدھر کو ٹھہرا کہ دیکھیں پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اور
اُدھر زہر نے ظلمات وغیرہ کے جسم میں تاثیر بخشی سر پھرنے لگا اور جی متلایا چاہا کہ پلنگ
پر جا کر آرام کریں لیکن اُٹھا نہ گیا اپنے رفیقوں سے کہا کہ مجھ سے اُٹھا نہیں جاتا ہے تم بغلوں
میں ہاتھ دے کر پلنگ پر لٹا دو ساحروں نے دل میں کہا کہ اب بہت سا کھایا ہے اور اسکی
بغلوں میں ہاتھ دے کر چھپر کھٹ میں لٹا دیا اُسنے پوچھا کہ کیوں مٹھی میں کچھ زیادہ کھانا کھا گیا
ہوں لوگوں نے براہ خوشامد عرض کیا نہیں خداوند مجھے اس سے زیادہ کھا جاتے
ہیں آپ نے کھایا ہی کیا ہے ظاہر میں تو یہ کہا اور آپس میں گرم سخن ہوئے کہ بڈھے نے ایسی
نعمتیں دیکھی تو کبھی تھی نہیں مارے ہوکے سیروں نگل گیا اب منہ سے کرتا ہے اسکے لیے
چورن چاہیے کہ ہضم ہو

تا درِ عیش آدمی شکم است — تا ببندد رنج میبد و چہ غم ست
گر ببندد چنانکہ نکشاید — گو دل از عمر بہ کسب نشاید
ور کشاید چنانکہ نتوان بست — گو بشو از حیات دنیا دست

اِدھر تو یہ کیفیت ہوئی اور اُدھر اژدر جِن و گون نے کہ وہ پکوان کھایا تھا وہ بھی لوٹنے
لگے اور بیہوش ہوئے بعض کو دست آنے لگے بعض کا پیٹ پھولا ظلمات کا بھی پیٹ پھول کر
وہ ماندہ ہوگیا اور زبان اینٹھ گئی ملازم وغیرہ دوا علاج کو دوڑے ہر طرف دوا دوش کرنے لگے
لیکن وہاں کام تمام ہوگیا یعنی کتنے سو ساحر اور ظلمات پانی کی طرح بہہ گئے اور ہلاک ہوئے
انکے مرتے ہی غلغلۂ عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے رعایائے شہر بدحواس ہوئی اور منتظم لوگ
وہ ایوانِ شاہی چھوڑ کر بھاگ گئے عمرو ساحر کی صورت بنکر اندر قصر کے آیا اور جال پاکر تمام
اسباب وہاں کا مع فرش اور شیشہ آلات وکرسی و منبر وغیرہ زنبیل میں رکھا ساحروں کے
لباس اور جھولیاں اور دھوتیاں وغیرہ اُتار کر انبار اسکا بنایا پھر دکان راہ میں مل گئی اسکو
لوٹا جو راہگیر رستے میں ملا اُسکو قتل کیا ایک لمحہ میں آفت برپا کردی سارے رونق خاک
میں ملا دی دوہائی تہائی مچ گئی شہر میں ہر سمت کو اندھیرا گھٹ ٹوپ ہوگیا آپ رات بھر لوٹتا پھرا
کوتوال بھی مارے ڈر کے کوتوالی سے بھاگ گیا اسی ہنگامہ میں وہ رات تمام ہوئی اور
عیارِ زرین رائے آفتاب کمند شعاع لیکر شہر مینو سواد دنیا بزنگ شہر میں آیا اور شبِ
تیرہ روسیاہ نے منہ چھپایا کہ نظم

فرو ریخت زرّین تیغ گوہر فروش — زبانہا بر گردون بر آمد خروش
در مہر بکشاد گردان سپہر — بیار است بر روے زمین را بمہر

عمرو دم بھر غار میں اتر گیا اور نماز سحر ادا کرکے خاموش بیٹھا دل سے کہتا تھا کہ نظم

میں وہ قانع ہوں اگر مینکدہ میں کتنا پیا — رکھیں پانسر کی طرح بیمر جا قانع ہو

اس کو چھوڑ قضا صفت میں وہ روز ہی بیان حلق تھیں سب کچھ ہو چکا تھا جگہ پڑی بیابان میں
لگ وکر گئے کہ زمرد اور یاقوت وہ پکوان اور شیرنی لیے خدمت شہنشاہ ساحران میں
پہونچیں اور تسلیم کر کے تھال سامنے رکھا سارا حال بیان کیا افراسیاب اس طرح کا نا پایا کہ
پکوان دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ حیرت یہ تمہارے رکابدار نے پکایا ہے تم اپنی
ملکہ تو دو چار نا کہیں ہیں پکوا ایسا پکوان نہیں کیا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ میرے رکابدار کے

۱۱

یہ لیاقت نہیں جو ایسا پکوان پکائے زمرد نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اس زمانے کا بڑا نام
استاد چرب دست ہے اور نوکر کسی کا نہیں ہے شاہ طلسم نے یہ سنکر ایک ڈلی مٹھائی کی لیکر چاہا نوش
کرے صرصر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آپ نے کبھی چرب دست کا نام بھی نہیں سنا وہاں عمرو موجود
ہے ایسا نہو یہ اسکی کارسازی ہو صرصر کا یہ دہن سنکر صرصر کے کلام کی تائید کی کہ حضور نے ہزارہا
روپیہ خراب کیا پکوان پکوایا لیکن آپکی بیٹوں کا کھلا نہیں دیکھا افراسیاب نے کہا عمرو
کیا باورچی ہے جو تم اسکی جانب ایسا خیال کرتے ہو صرصر کا یہ جواب دیا کہ وہ عیار ہے سب
کاموں میں دخل رکھتا ہے آپ کتاب جمشیدی دیکھیے حال کھل جائیگا افراسیاب نے
کیونکہ سے کتاب منگوا کر دیکھی تو لکھا تھا کہ یہ سب کام عمرو کا ہے اور اسنے ظلمات کا کام کیا
اگر اس مٹھائی کی ایک ڈلی تو کھا لیتا تو فورًا مر جاتا خبردار ایسی غفلت کبھی نکرنا یہ عبارت
کتاب سے دیکھکر شہنشاہ فرط غضب سے تھرانے لگا اور مٹھائی وغیرہ کو حکم دیا کہ زمین میں
دفن کر دو بموجب حکم مٹھائی زمین میں دفن کر دی اور شاہ نے ایک نامہ لکھکر سحر کے پتلے کو
دیا کہ دانا سے جادو کے پاس لیجائے پتلا لیکر چلا اور پہاڑ کے درے میں کہ جہاں دانا
جادو رہتا ہے پہونچ کر نامہ اسکو دیا اسنے نامہ کو آنکھوں سے لگایا اور سر پر رکھا پھر کھولکر
پڑھا لکھا تھا کہ اے دانا سے جادو تم ہمارے پاس بہت جلد آؤ کہ ہم سوار ہوا چاہتے ہیں
یہ مضمون پڑھکر تخت پر دانا سوار ہوا وہ تخت عقیق زرد کا تھا اب جو بلند ہوا یہ معلوم ہوتا
تھا کہ آفتاب نکلا ہوا ہے غرضکہ بعد لمحہ کے خدمت شاہ میں پہونچا تسلیم کی اور نذر دی شاہ
نے اسکو خلعت دیا اور کہا اے دانا کئی روز سے عمرو ملک حیرت میں ہے تم میرے ساتھ
چلو اور اسکو گرفتار کر دو دانا نے عرض کیا غلام حاضر ہے اچھا تشریف لے چلیے شہنشاہی
شہنشاہ نے سواری مانگی تخت سحر حاضر ہوا اور اسی تجمل و شوکت سے جیسا اول ذکر کیا
گیا سوار ہوکر مع حیرت اور صرصر اور دانا سے جادو وغیرہ کے روانہ ہوا اور سواری
اسکی ایک درہ کوہ کے سامنے پہونچی اس درے میں بالکل اندھیرا تھا شاہ جادوان نے
سحر پڑھکر دستک دی اور پکارا کہ اے ماہ جادو روشنی کر اس کہنے سے دو چاند تاریکی میں فورًا
نکل آئے اور دور تک روشنی ہو گئی سواری اس اندھیرے سے آگے بڑھی اور کچھ دیر نگذری
تھی کہ شہر حیرت میں پہونچ گئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ میں کبھی اس راہ سے نہیں آئی
آپ بہت جلد تشریف لائے افراسیاب نے جواب دیا کہ یہ راہ طلسمی ہے سوا میرے کوئی ادھر

نہیں ہیں تکشا غرض کہ باتیں کرتے ہوئے سب داخلِ شہر ہوئے رعایائے شہر و اکابران مملکت مسرور و شادان لینے کو آئے اور شہنشاہ جادوان کے گرد پھرے اور عرض کرتے تھے کہ اے شہنشاہ ہمارے گھر لٹ گئے دو دن ہمارے بے فریاد گئے ہم برباد ہو گئے آج ظلِ ہما طلعت ہما وار آپ نے پھیر ڈالا ہے یقین ہے کہ ہم اپنی داد کو پہنچیں اور اپنے دشمن بد انجام کو ذلیل و خوار گرفتار عذاب الیم دیکھ کر خوش ہوں کہ بقولے قطعہ

شاہا غم رعیت بیچارہ میخوری
از حال بیکسان نظرِ لطف وادار

اینست رسم و قاعدہ دادگستری
کز تاج و تخت و دولت و اقبال برخوری

افراسیاب نے ہر ایک کو تسکین دے دلاسا دیا اور دار الامارۂ شاہی میں آیا ملازمین نے لاکھوں ساحروں اور ظلمات کی آمد میں مکانات شاہی پاک و صاف کر کے آراستہ کر دیے شہنشاہ نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے کہ سب اہل شہر دروازے اپنے اپنے اور دکانیں کھولیں کسی طرح کا خوف نہ کریں جو مال کہ انکا تلف ہو گیا ہے یا اسباب ہو گا وہ سرکار سے دیا جائیگا اور مجرم گرفتار ہو کر سزا پائیگا حسب ارشاد منادی نے اہل شہر کو مژدۂ طرب سنایا فی الفور دکانیں کھلیں رونق کاروبار آغاز ہوئی ہر طرف آرایش و زیبایش تھی اور چہل پہل لوگ کرنے لگے کہ بمقتضائے مصرعہ نئے سر سے آئی چمن میں بہار شہنشاہ نے ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ تخت پر بٹھایا حیرت نے مسکرا کر کہا کہ بیت

نکالا غیر کو گھر سے بلایا یار نے مجھکو
مری سرکار میں ہر روز برطرفی بحالی ہے

شاہ جادوان نے جواب دیا کہ اے ملکہ تم اس غزل دلنشیں سے ناراض نہ ہو تم میری جان و دل کی مالک ہو اور سارے طلسم کی حاکم ہو لیکن ہمارے مصاحبت کار جب کبھی ایسا اتفاق ہو تو اور وہ ہونا مناسب نہیں حیرت نے یہ عذر سنکر شرما کر نیچا کر آنکھوں کو گردش دیکر مرحبا بادشاہ اس ادا پہ ہزار جان سے نثار ہوا کہ

نگاہ ہے دلفریب جانگداز سے
پری پیکر ہے عاشق نواز سے

قصہ مختصر اہالیان سلطنت نے نذریں دیں اور باغ میں جلسۂ انبساط کی بنیاد کی شہنشاہ مع رفقا کے باغ میں حیرت کے آکر بیٹھا وہ تخت حکومت ہوا ناچ ہونے لگا نظم

کردہ بہ ترانہ دل آویز
چون گوشۂ عود ساز کردے

بازار نشاط عیش را تیز
ناہید و گردش باز کردی

اسی عشرت و طرب مین مصروف تھا کہ یکایک ایک پنجہ نے نامہ لاکر ہاتھ مین دیا شاہ جادوان
نے پڑھا ماہی زہر درنگ نے لکھا تھا کہ ای برخوردار سعادت آثار میرا جی تیرے دیکھنے
کو چاہتا ہے لازم ہو کہ میرے پاس آکر اپنے دیدار فرحت آثار سے مسرور کرو افراسیاب
نامہ پڑھ کر گویا ہوا کہ ای دانا سے جادو مین سمت پردہ ظلمات اپنی نانی جان کے پاس
جاتا ہون تم ایسا نکرنا کہ مثل ظلمات کے پلوان کے لالچ مین اپنی جان دے دو بلکہ اسی
وقت عمرو کو گرفتار کرکے قتل کرو اور ای دلدار تم کبھی غفلت کو کام نہ فرمانا ہر وقت دغا عیار
دغا شعار گرفتار ہو فورًا سر کاٹ ڈالنا غرضکہ نہایت طریقہ حزم و احتیاط فہمایش کرکے سوار
ہوکر روانہ ہوا اسکی روانگی کے بعد دانا نے تدبیر سحر خوانی کی اور تھوڑی سی مٹی لیکر اپنے جسم
کے خون گوندھ کر ایک پتلا بنایا اور پیٹ مین پتلے کے سحر کا پھونکا کہ وہ پتلا زندہ ہوکر
بولنے لگا اُس سے کہا کیون اُستاد عمرو سے لڑنے کو کیا کہتے ہو پتلے نے جواب دیا کہ عمرو
سے مقابلہ کرنے کو ایک حصہ سحر تو دس حصہ عقل چاہیے اُسکا مقابلہ اچھے اچھے نہین کرسکتے
تم بیچارے کیا ہو مجھ سے کہو تو کرہ نار سے آگ لے آؤن اور تحت الثری سے مٹی لاؤن
لیکن عمرو کو نہین لا سکتا باوجودیکہ وہ غار مین چھپا ہے اور مین جانتا ہون مگر مجال نہین
جو وہان جاؤن یہ تقریر سنکر دانا مایوس ہوا کہ میرے سحر نے جواب دیا اب کوئی افسون
نہ چلے گا اور عمرو گرفتار نہوگا سحر کے پرچے ہار چکے اور جوگیون کے چھکے چھوٹ گئے عمرو
بلا سے بے درمان ہے اسی تردد مین فکر کرتے کرتے اسکے ذہن مین آیا کہ عمرو لالچی اور حریص
طماع ہے اُسے لالچ دیکر گرفتار کرنا چاہیے زر و جواہر کا دام تزویر مین بچھا کر اُس مرغ
زیرک کو پھانسنے کہ مقتضاے قطعہ

چون بہ قوت حریف خصم نشد	حیلہ و مکر را دو دست بدہ
کہ بہ حیلت کسان قوت برآ	[illegible] اینکہ بگسلانی شدہ

حاصل مرام ایسا مکر تازہ سوچکر حکم دیا کہ بہت سے لپیٹ ہوا اور حاضر کرو تاکہ سوار ہوکر شہر کی
سیر کرونگا اور رعایا تمام پریشان و بے نوا ہو گئی پامالی ہوا اس سبب سے اشرفیان اور جواہر
گلی کوچون مین لٹاؤن گا حکم دیتے ہی ملکہ حیرت کے کہار و دربان زرق برق پہنے مچھلیان
اور تمغے ملبوس پہنے اور رشاؤن وغیرہ پر لگائے ہوا اور جواہر نگار کاندھے پر اٹھائے حاضر ہوئے
اُسنے بہت سے توڑے اشرفیون کے اور بہت سے صندوقچے جواہر کے کہارون کے سر پر

رکھوا دیے اور کچھ توڑے وغیرہ ہوا دار پر اپنے آگے رکھ کر سوار ہوا اور اُس پتلے کو جو اپنے خون سے ابھی بنایا ہمراہ لیا پتلا ہوا دار کا پایہ پکڑے باتین کرتا ہوا چلا جسوقت بیچ شہر کے پہونچا دونوں ہاتھوں سے مٹھیاں بھر بھر کر زر و جواہر پھینکنے لگا تھا جہین کا ہجوم ہوا اور اس عطیہ بیکران کو دیکھ کر تمام اہل شہر مثل مور و ملخ جمع ہو گئے اور ہر کہ و مہ دامن آرزو پھیلا کر سر راہ آ کھڑے ہوئے ہر شخص گوہر کی امید مین صدف وار منھ کھولے کھڑا تھا اور ہر ایک چشم امید و حسرت سے آنکھین اُسی سمت لگائے ٹکٹکی باندھے تھا ایک شور بپا تھا کہ قطعہ

ہم گنج داری ہم خدم ہم ملک داری ہم حشم
رنج جانب مقصود کن اندوہ را نابود کن

بیرون نہ از خلوت قدم بر بام عالم زن علم
احباب را خوشنود کن بردار از دل بار غم

عمرو کے کان مین شور و غل کی صدا جو پہونچی گلیم اوڑھ کر غار سے باہر آیا عجیب ماجرا دیکھا کہ ایک ساحر ہوا دار پر سوار ہے اور مٹھیاں بھر بھر کر اشرفیان اور جواہر چارطرف پھینکتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنہرے رنگ کا مینھ برس رہا ہے یہ دیکھتے ہی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا اور دل سے کہا اس قہر بالائی کو لینا چاہیے ہر چند کہ عقل مصلحت بین نے سمجھایا کہ یہ ٹھاٹ سے ہی یہ جال بچھایا گیا ہے اور کنوان خس پوش ہوا ہے عاقل ایسے مال پر لعنت بھیجتے ہین اور جادۂ قناعت سے قدم باہر نہین رکھتے ہین خبردار آگے نہ بڑھنا جہان کہین گل ہے وہان خار ضرور در پیش آتا ہے اور جہان گنج ہے وہان مار زہر دار ہے کہ مثنوی

ہر چہ کہ روزیست رسد در زمان
بس ز پے آنچہ نخواہد رسید

آنچہ نباشد نہ رسد بے گمان
رنجش بیہودہ چہ باید کشید

ہر چند عقل دور اندیش نے ممانعت فرمائی لیکن بمصداق ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند
عمرو اشرفیان دیکھ کر کب کسی کی سنتا تھا دل ہی دل مین مشورہ پذیر تھا کہ فرد

کس زغصہ شکایت کہ در طریق طلب
براحتی نرسید آنکہ زحمتی نہ کشید

ڈرنا کاہے کا چلو یہی اتنا مال مفت ہاتھ سے جاتا ہے تمہارا کوئی کیا کر لیگا کہ قطعہ

ہر کہ آسودگی و راحت جست
دان کہ ترسید از جفاے خمار

دل خود را ز بخت شاد نکرد
قدح بادۂ مراد نخورد

ایسا کچھ سوچکر بہت جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بنا کر اُس گروہ ساحران مین جو لوٹ رہے تھے اپنے تئین پہونچا یا اور جیسے ہی دانا نے زر و جواہر پھینکا جال الیاسی مارا کہ جو لوگ لوٹنے

گرے تھے انکی پگڑیان اور ٹوپیان تک مع مال کے جال مین اٹکین جو شخص کہ زمین سے مٹھی باندھکر سیدھا ہوا اور ہتھیلیاں اسکے کہ میری مٹھی مین زر و جواہر ہوگا تو کھولا اسیوقت بمصداق بیت فلک سے آج تک پایا نہ کچھ خاک + ملیگی ایک دن مٹی زمین سے + سواے خاک کے کچھ نہ پایا حیران وار دیکھنے لگے کون لے گیا اور پتلا جو دانا کے ساتھ تھا اسنے بھی دیکھا کہ انکی کسی نے کچھ نہین پایا یہ دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ عمرو آیا اور دانا سے جادو بھی دمبدم پوچھتا جاتا تھا کہ عمرو لوٹنے آیا نہین ابکی پتلے نے اسکو چپکے سے بتلایا کہ جلدی جلدی اشرفیان پھینکا عمرو آیا یہ سنتے ہی اسنے دو توڑے سے منھ کھول کر لٹاتے تھے کہ لو بھائیو لوٹو ساری خلقت مٹھیان باندھکر زمین پر گری اور عمرو نے بھی جھک کر جال مارا پتلے نے جال مارتے ہی دیکھ کر اسکو بخوبی پہچانا اور یہ نہ عمرو سیدھا نہوا تھا کہ پتلا جست کرکے گردن پر سوار ہوا پھر تو بمقتضای مصرعہ مرغ دانا پھنس گیا دانے کی خاطر جال مین + دانا سے جادو نے جب پتلے کو گردن پر سوار دیکھا ہنستا ہوا وہان سے ہوا اور پھر وا کر باغ مین حیرت کے پاس آیا اور پتلا عمرو کو گھوڑا بنا کے ادھر لگاتا باغ کی طرف لے چلا عمرو نے ہرچند چاہا کہ جال مارون لیکن ہاتھ نہ اٹھ سکا اگر اور سمت جانے کا قصد کیا وہ بھی ممکن نہوا ناچار بسمت باغ چلا اور دل سے کہتا تھا کہ قسمت مین تجکو تیری حرص نے پھنسایا اور کبھی دل مضطر کو تسکین دیتا تھا کہ گھبرانا نہ چاہیے مارا نہ جاؤنگا خدا مالک ہے فرد

مرد سے باید کہ از بلا نگریزد
و ز بہر کسے از سر جان برخیزد

اسی طرح قریب پہونچا اور ادھر دانا سے جادو کو ہنستا ہوا دیکھ کر حیرت نے کہا تم تو اسقدر شاد آئے ہو جیسے عمرو کو پکڑ لائے اسنے جواب دیا کہ افضال سامری سے ایسا ہی کچھ ہو جیسا کہ ملکہ آپ فرماتی ہین حیرت کو اسکے کہنے کا یقین نہ آیا یہ باتین ہی تھین کہ پتلا عمرو کو اندر باغ کے لایا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کی گردن پر پتلا سوار ہنکاتا ہوا لایا ہے حیرت نے اس ساحر سے پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا مین خداوند لقا کا نوکر ہون خداوند کا ایک ٹھیکرا رات کو زمین پر گر پڑا تھا اسکو ڈھونڈھنے مین یہان آیا ہون عمرو کی یہ تقریر سنکر پتلا بولا کہ ای ملکہ آپ اسکے فقرے مین نہ آیئے گا یہ عمرو ہے مین نے خوب پہچان کر گرفتار کیا ہے یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھا کہ لکہ ابر باغ پر آکر برسنے لگا عمرو پر جو بوندیان پڑین رنگ و روغن جسم پر سے دفع ہوگیا اور صورت اصلی نکل آئی حیرت شکل دیکھتے ہی پکاری کہ کیون ای عمرو پھر ہم نہین ہین اور تو آیا ہے

ناچیز ہی اب تجکو ثمرہ اپنی مکاری کا ملیگا کہ بقول شخصے بیت بد مکنی و نیک طمع میداری ؛ جز بد
نبود ہنراے بدکاری + اسوقت کس حال مین اپنے تئین پاتا ہی عمرو نے جواب دیا کہ مصرعہ
چشم من بسیار زین خواب پریشان دیدہ است + ای حیرت تجہ ایسی نخبیان ہزارون مین نے
مار ڈالین ساز مشش کو مارا دمامہ کا سر اتارا اب تیری اور افراسیاب کی باری ہی یہ کلام جو
اہل دربار نے سنے گھبرائے کیسلیے کہ عمرو کی حرکتون سے بخوبی واقف ہین کہ جب وہ قید ہو کر آیا ہی
ساحرون کو ذلیل اور قتل کرکے چلا گیا ہی اسوقت بعض گویا ہوے کہ میان آج پھر کوئی آفت
آیا چاہتی ہی یہان سے چلو ایسا نہو کہ ہماری ڈاڑھیان مونڈین اور ذلت کے ساتھ ہلاک کیے
جائین ایک نے کہا دانا سے جادوگرفتار کرکے تو عمرو کو لائے ہین مگر اب زندہ رہین گے تو
ہم جھک کر سلام کرینگے دوسرے نے جواب دیا کہ بھئی تم سچ کہتے ہو آج حیرت کا بھی خاتمہ ہے
ہم تو ابھی سے اپنے گھر جاتے ہین بقول سعدی سہ چہ خوش گفت یکتاش با خیل تاش ؛ چو
دشمن خراشیدی ایمن مباش + ساحرون کی باتین خوفناک دانا نے جو سنین سمجھا کہ بڑے
بڑے زبردست یہان موجود ہین مگر عمرو کے آنے سے کانپتے ہین بیشک تو بھی قتل ہوگا یہ سوچکر
اسکو بھی دست آنے لگے لیکن حیرت نے سحر مین عمرو کو مسحور کیا کہ بھاگ نہ جائے اور پتلا گردن
پر سے اترا عمرو نے کہا مجھ سے لقا نے رات کو کہا تھا کہ کل عمرو مارا جائیگا مین حیران ہون
کہ اب وہ قتل ہوگا یا مین ہلاک ہونگا عمرو سے یہ سنتے ہی رونے لگا اور اہل دربار ایک ایک
آنکھ بچا کر چلے گئے یاقوت نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ عمرو نہین ہی آپ اسکو چھوڑ دیجیے حیرت
نے جواب دیا کہ تجھے دیوانی ہی میری جان پر بھی اگر بن جائیگی تب بھی مین اسکو نہ رہا کرون گی
اور ایک نامہ مشعر بحال گرفتاری عمرو لکھکر بادشاہ طلسم کے پاس بھیجا پتلا سحر کا ظلمات مین
لے گیا شہنشاہ ساحران اپنی نانی سے باتین کر رہا تھا کہ پتلے نے جا کر نامہ دیا پڑھکر لوزہ خطاب
کیا کہ حیرت جلد سے مین کہ آیا تھا کہ عمرو کو پاتے ہی مار ڈالنا نامے پیام کی کیا ضرورت تھی
اسنے اتنی دیر کیون لگائی یہ کہکر اسکے ساتھ جو ساحر کہ دس پانچ یہان آئے ہین انمین سے
ایک ساحر برق انداز جادو نام سے حکم دیا کہ تم جا کر عمرو کو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ
حکم سنکر برق انداز روانہ ہوا اور پتلا جو نامہ لیکر آیا تھا وہ پھر کر حیرت پاس گیا اور گویا
ہوا کہ شہنشاہ قتل عمرو کے توقف کرنے سے آپ پر بہت خفا ہوے برا بھلا کہا اور برق انداز
کو بھیجا ہی وہ آیا چاہتا ہی حیرت نے غصہ شاہ معلوم کرکے اسی وقت حکم دیا کہ میدان سیاستگاہ

بیرون قلعہ مقرر کرکے دار استادہ کی جائے اور لشکر ساحران تیار ہو کر اس جگہ محاصرہ کرے ڈھنڈھورا پٹ جائے کہ تمام شہر اُس ناعیار کے حال خراب کو دیکھ کر دل شاد و بند غم سے آزاد ہو بمجرد حکم دینے کے جارچی نے منادی کی اور میدان خونی میں دار استادہ ہوئی فوج کمر باندھ کر تیار ہوئی ہر طرف دیکھو دیکھو کا چلو چلو کا غلغلہ بپا ہوا اس اثنا میں برق انداز بھی آپہونچا اور عمرو کو عراوہ پر بٹھا کر ہمرہ قتل سے چلے حیرت بھی آراستہ و پیراستہ ہو کر سوار ہوئی باجے بجنے لگے اور ساحر عراوہ کو گھیر کر روانہ ہوے شہر میں عورت و مرد کا در و بام پر اژدہام گلیوں و کانوں میں ہجوم تھا ہر سمت ٹھٹ لگا تھا کوئی کہتا تھا کہ میاں اس عیار نے گھر کے گھر ہم لوگوں کے ناس کر دیے بستیاں اجاڑ دیں آج شکر ہے سامری کا کہ یہ گرفتار ہوا دوسرا جواب دیتا تھا کہ ابھی کسنے دیکھا ہے جب یہ قتل ہو جائے اور کچھ عرصہ اسکی ہلاکت کو گذرے اور زندہ نہو جب جانو کہ اسکے شر سے جمشید نے بچایا بعض نے کہا ابھی کل کا ذکر ہے کہ اسنے اسجگہ کیا کیا فتور برپا کیا اور توبہ توبہ ہر جگہ مچا دی تڑہ تڑہ پڑ گئی تھی آج بے مونس و غمخوار دیکھیے ناچاری کے ساتھ گرفتار ہے غرضکہ اسی طرح ساحر خوشی کرتے تھے لیکن اُن جو اولی الالباب بصارت تھے وہ عبرت انگیز باتیں کرتے تھے کہ میاں ہم تو دوست ہو یا دشمن حق بات ضرور کہیں گے یہی مقام عبرت اور جاے تاسف ہے کہ شہنشاہ عیاران مصاحب و رفیق خاص حمزہ صاحبقران صاحب زور و زر اہل ہنر یوں دست دشمن میں گرفتار ہو کر مارا جائے اور جسکی لاش گور و کفن بھی نہ پائے طعمۂ زاغ و زغن ہو نہ صف ماتم اُسکی بچھے نہ شیون ہو یہ سب روزگار ناہنجار کی گردش ہے جائے غور ارباب بینش ہے

نظم

ہاں دلا ہے متاع دہر قلیل — ہے مگر زاد راہ صبر جمیل
یہ گلستاں نہیں ہے قابل سیر — کرے اللہ خاتمہ بالخیر
نخل دنیا سے لے اثر کا ثمر — ہے فقط دشمنی یک دیگر
اِسکے خواہاں ہیں یار و اغیار — کہیں اغیار بھی ہوے ہیں یار
ہست چون مار گرچہ زیبا دہر — نرم و رنگین و اندرون پُر زہر
شکر و شہد و نعمت دنیا — باعث تلخی کاسۂ عقبیٰ
زردی روے درہم و دینار — سبب زرد روئی زردار
آئینہ نقش پا کا دیکھ دلا — روے حال گذشتگاں ہے کھلا

کون سا تھا جلیل ملک اجل — جسکا بستر ہوا نہ خاک اجل
دہر نے کب ثبات سے پایا — ہے یہ گویا درخت کا سایا
کس سے اس بے وفا نے یاری کی — کس سے دنیا نے پایداری کی
لذت ناتمام ہے گویا — خواب کا احتلام ہی گویا

مردم شہر تو اس تقریر مین سکتے اور عمرو بحسرت و یاس ایک ایک کا منہ تکتا تھا دل سے کہتا تھا کہ ای کس بیکسیان وای پروردگار عالم و عالمیان کیا میری قضا کشان کشان اس شہر مین مجکو لائی تھی قسمت مین لکھی ہوئی یہ ذلت و رسوائی تھی افسوس ہی کہ زیارت سے اپنے آقا حمزہ صاحبقران کی بھی محروم رہا اسوقت مین مہرخ اور بہار وغیرہ کا سوائے رب جلیل کے اور کون کفیل ہی یہان کون ایسا رفیق ہی جو میرے حال کی رفیقان غمخوار کو خبر کرے یا میرے حال زار پر اشک حسرت بہائے ہان ایک مخمور ہی لیکن نہین معلوم کہ وہ کہان ہی اور کس کنج مین ہی کہ ترجیع بند

خبر جو قتل کی میری ہوئی ہی شہر مین سو — ہوا ہی مجمع یہان اک جہان تماشہ کو
ہر اک طرف سے یہی ہی صدا چلو دیکھو — غرضکہ حال مرا جلسے سیرے اتو
خدا ہی جانے وہ آگاہ اس سے ہو کہ نہو — کوئی پتہ میری نہ بالی تک اس سے جا کے کہو

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

یہان تو عمرو یاد مخمور کی کرتا ہی اور ادھر وہ سر گشتہ کوچہ الفت مجنون بادیہ محبت جب سے خطا معاف کراکے جشن شاہ جادوان مین سے امان پاکے جو اپنے گھر گئی یاد مین اپنے محبوب زیبا کے پھر بیقرار و اشکبار ہوئی پھر وہی بلبلانا اور بلبل کی طرح عشق گلعذار مین شور مچانا اور یہ لب پر لانا کہ غزل

نگاہ قاتل کا آہ لڑنا جو یاد مجکو وہ آرہا ہی — تو کوئی گویا دل و جگر پر ہماری چھریان لگا رہا ہی
جو غور کیجے تو وہ گئے دن کہان کا آنا کہان کا جانا — اک آمد و رفت سانس کی ہی بس اور اسمین کیا رہا ہی
وہ بعد مدت جو یاد آیا تو سب نے اسکو یہ کہہ سنایا — یہ وہ پڑا ہی جو بیرون اک تمہارے در پر کھڑا رہا ہی
کوئی تو اس سے کہے کہ صاحب جو ناز بردار تھا تمہارا — ذرا چلو تم کہ ایک مجمع اب اسکی میت اٹھا رہا ہی
زمین سینہ یاد خواب شیرین ہوا تھا جسطرح سو کہین کبھی — یہ دست عشق اب اسیطرح ہی تھپک تھپک کر سلا رہا ہی

وہ لذت وصل یاد کرکے گہے یہ رویا گھر مین بیٹھا ۔۔۔ تمام شب مجھ مین اور دل مین عجب طرح کا غدر رہا ہی
قلق گذرتا ہی مجھکو کیا کیا سنو ن ہون حسرت بھرا ہی بیٹھا ۔۔۔ کہ کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا منا رہا ہی
ہجوم یاس اب ہی اپنے دل پر نہین کوئی پاس غیر حرمان ۔۔۔ وبال جان زندگی ہوئی ہی کہ لطف جینے کا کیا رہا ہی
دل اسلیے جان بلب پڑا ہی کہ مبتلا تپ ہجر ہوا ہی ۔۔۔ یہ سچ ہی صاحب نے کیا کیا ہی کیا یہ اپنا ہی یار رہا ہی
کہان وہ صحبت کہان وہ مجلس بکنج تنہائی ہین بیکس ۔۔۔ نہ کوئی ہمدم نہ کوئی مونس نہ کوئی اپنا آشنا رہا ہی
فقط ہی درد غم نہانی حباب آسا ہی زندگانی ۔۔۔ پڑا جو دم تھا رفیق جانی سو وہ بھی ہونٹھون پہ آ رہا ہی
قریب عاشق کا وقت رحلت چلا ہی تو دیکھو اسکو پھر وقت ۔۔۔ کہ آہ کیا کیا وہ دل کی حالت شمار تو نہین جتا رہا ہی

ابھی اندوہ و تعب مین آستاد عشق نے سبق پڑھایا کہ عمرو ملک حیرت مین پیشتر سا ہوا تھا
اب نہین معلوم اسپر کیا گذری چل کر خبر اسکی لینا واجب ہی از بسکہ اپنا جانا موجب رسوائی تھا
اس سبب سے دو پتلے بزور سحر کاغذ کے بنائے اور انھین حکم دیا کہ عمرو کی خبر لاؤ جہان وہ
ہو وہین اپنے تئین پہونچاؤ پتلے شہر حیرت مین آکر ٹھہرے اور جو کچھ کہ عمرو قتل و غارت
بیان کرتا تھا اسکی کیفیت حضور سے جا کر کہتے تھے اور وہ رنجور سنکر خوش ہوتی تھی اور عمرو
کی فطرت پر حیران کار تھی کہ وہ بھی آفت کا عیار ہی جسنے ناک مین دم ساحرون کا کر رکھا ہی
اسی حالت مین ایک دن پتلون نے خبر گرفتاری عمرو اور قتل کرنے کی تیاری کا ماجرا سنایا
سنتے ہی رنگ روفق ہوا دل کو قلق ہوا کلیجہ دونون ہاتھ سے تھام لیا اور کر سمت فلک دیکھا
اور دل سے کہا اگر عمرو مارا گیا تو معشوق کے ملنے کا سہارا گیا کہ رباعی

بن جائے وہان ہی چین پانا مشکل ۔۔۔ اور ضعف سے ہی قدم اٹھانا مشکل
جرأت پھر زیست ہووے کس طرح بھلا ۔۔۔ جینا مشکل ہی اور نہ جانا مشکل

دل کی بیتابی سے ناچار ہو کر اشکبار ہو دل بیقرار تخت پر سوار ہوئی اور نہایت تیزی کے ساتھ
اس جا اکر پہونچی کہ عمرو میدان خونی مین زیر تیغ بیٹھا تھا گرد ہزارون ساحرون کا مجمع تھا
اور جلاد تیغ و خنجر کو سنگ چٹا رہے تھے اور بعضے حکم قتل ملکہ سے حاصل کیا چاہتے تھے
اور لعن سے کرتے تھے کہ نظم

طائرون کو حرص دانہ نے پھنسایا دام مین ۔۔۔ حق اگر سمجھین تو ہی شکوہ عبث صیاد کا
جسکی آ پہونچی قضا وہ ہر طرح مارا گیا ۔۔۔ حکم حاکم سے پھر اس مین جرم کیا جلاد کا

اس اثنا مین حیرت سے برق انداز اجازت لیکر تلوار کھینچے سر پر عمرو کے آیا اور عمرو نے

وقت مرگ اپنا دیکھ کر رخ جانب قبلہ کیا دل سے اپنے عقائد کی تجدید کی کلمہ زبان پر جاری کیا
اور بخضوع و خشوع تمام خدائے دوجہان کی یاد کرنے لگا اور راستی سے لو لگائی کہ نظم

یا الٰہی پر از گناہ ہون مین — فرط عصیان سے روسیاہ ہون مین
کر عطا سید سے دل کو اپنا درد — کر مجھے اپنے غم مین عارض زرد
کھول دے میرے دیدۂ ادراک — لوث عصیان سے لوح دل ہو پاک
عذر کرتا ہون مین ندامت سے — بخش عصیان کو اپنی رحمت سے

زبان عمرو صرف مناجات تھی اور برق انداز تلوار تول رہا تھا کہ سر جدا کرے اسوقت مخمور
نے سحر پڑھ کر اس بلندی سے ایک جگر مارا کہ وہ ہاتھ برق انداز کے اکھڑ گیا اور ہاتھ اسکا مع
تلوار کٹ کر دور گرا فوج ساحران متحیر ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ آفت کہان سے آئی اور مخمور نے ایسا سحر
پڑھا کہ بجلی چمکی اور آنکھین سب کی بند ہو گئین اور اندھیرا ہو گیا اسی تاریکی مین مخمور نیچے جھک کر گری
اور عمرو کو لے کر اوڑی حیرت اور رونا وغیرہ بزور سحر اڑ کر پیچھے چلے مخمور نے دور جا کر اپنا
پتلا عمرو کی صورت کا جھولی سے نکال کر پھینکا حیرت نے دیکھا کہ عمرو قلابازیان کھاتا زمین
کی طرف جاتا ہے اسنے سحر پڑھ کر اسکو روکا اور خیال کیا کہ میرے افسون سے جو کوئی عمرو کو لیے
جاتا تھا اسکے ہاتھ سے یہ چھوٹ گیا ہے غرضکہ اس پتلے کو جلادون کے لا کر سپرد کیا کہ جلد اسکو
ہلاک کر دیں تو ادھر یہ کرامت ہوئی اور اس طرف مخمور بعجلت تمام اڑتی ہوئی اپنے باغ مین پہونچی
اور اپنی کنیزون اور متعلقون وغیرہ سے کھڑے کھڑے حکم دیا کہ مین اپنی خالہ ملکہ مشترن جادو
کے مکان پر طلسم ظاہر مین ہون گی تم اسباب و مال میرا لیکر وہین آنا یہ کہہ کر تخت سحر پر عمرو کو
ہوشیار کر کے بٹھایا کیونکہ یہ متوحش ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا آپ تخت کو اڑا کر سمت دریائے سحر چلی نظم

ز جادو بود تخت گوہرین ساز — بافسون ہا ہمی آمد بہ پرواز
نشستہ بر سر آن تخت بران — پری و پری چو بلقیس و سلیمان
بوجد عشرت ہمہ در رفتہ از انجا — رسیدہ انگہ سحاب آسا بدریا

جب دریائے سحر پر پہونچے مخمور نے چاہا عمرو کو گرداب کے دریا کے اندر کود پڑے اور اسکے اس دریا
سحر کے کئی راستے ہین ایک راہ تو وہ ذکر کی گئی تھی کہ صرصر لیکر عمرو کو دریا مین کودی تھی
اور ایک راستہ یہ ہے وہ راہ کل ساحران معتبر جانتے ہین اور یہ راہ سوائے حیرت اور شاہ طلسم
اور مخمور کے کوئی نہین جانتا ہے اور علاوہ اسکے اور بھی راز ہائے طلسم سے مخمور آگاہ ہے

حال اُسکا مذکور ہوگا خلاصہ کلام اُسوقت مخمور رہنو بحر افسون مین کودی غلطان و پیچان دیر
تک چلی گئی کچھ عرصہ مین ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ چار سمت گویا پانی بھرا
ہی اور اوپر سر کے بھی دریا ہی زیر قدم بھی بحر زخار بہتا ہی لیکن جہان مین کھڑا ہون وہان سوکھا
ہی اور ہزارون ساحر نہنگ صورت دنا ہی ظلمت دہان شناوری کرتا ہی اور پانی وہان کا
رہی آب و تاب سو خرن ہی نہایت مصفا ہی کہ بیت

روان اندر وماہی سپہر سا	ہو ماہی تو اندر سپہر مدور

اور بیچ پانی مین ایک تختہ فولادی اِس طرف لگا ہی کہ جیسے دروازہ ہوتا ہی اور اُس مین قفل برابر
ران شتر کے لگا ہی مخمور نے اپنے جوڑے سے ایک کنجی نکال کر اُس قفل کو کھولا اور تختہ ہٹا کر
ایک سمت کر دیا اور آپ عمرو کو لیکر تختے کی پشت پر آئی تختہ کھینچکر پھر لگا دیا عمرو کی آنکھین دوبارہ
بند ہو گئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دریا کے پار طلسم ظاہر مین اپنے تئین پایا اور مخمور کو روبرو
کھڑا دیکھا سجدہ شکر بدرگاہ منزل رسان رہ گم کردگان بجا لایا اُسوقت مخمور نے باادب تمام
سلام کیا اور گوہر سخن کو رشتۂ تقریر مین یون منسلک فرمایا کہ حضرت عشق کی بدولت یہ ذلت
دربدری مین نے اُٹھائی ہی اور کنیز آپ کو پار دریاے سحر کے لائی ہی اب مجھے خدمت نور الدہر
مین پہونچا دینے کا اقرار فرمایئے اور رفاقت کے رنج سے میری جان بچایئے کہ فرد

دست وفا در کمر عہد کن	تا نشوی عہد شکن جہد کن

محبت شاہزادہ نامدار مین گھر بار چھوڑا اپنے بیگانے سے رشتۂ الفت توڑ کر منہ موڑا اب
دیکھیے کیا تقدیر دکھاتی ہے اور کیا مصیبت پیش آتی ہی کہ غزل

کر اُسکو یاد اشک سرخ کیون بھر لائے ہم کٹورے	یہ کھٹکا لگ رہا ہی دیکھیے کیا اسکا کل پھوٹے
کیا چاہے جو دریا پار تو ہر ایک قطرے کو	تو اپنی چشم سے اے ابر تر دو چار آنسو لے
سفارش لوگ کرتے ہین مری اور مین یہ ڈرتا ہون	کہین اس بات کا بدلہ نہ کچھ مجھ سے وہ بدخو لے
بھلا کیونکر پکارون مین کہ جسکی یہ تقید ہو	کہ منہ مین چپکے چپکے بھی نہ میرے نام کو تو لے
خدا جانے کدھر اب بیخودی لیجائے اے جرأت	اُٹھا پائے نہ سر در سے اور رستہ گھر کا ہم بھولے

عمرو نے اُس داستان اشتیاق و شرح دفتر فراق کو سنکر ساحل مقصد سے ہمکنار ہونیکا اس غریق
بحر الم و شناور بحر ستم کو مژدہ دیا اور نہایت تسکین اور تشفی دی کہ اے ملکہ انشاء اللہ دامن تمنا گوہر وصال
شہزادہ خوش خصال سے مالامال ہوگا اب تم صرصر کے لشکر مین چل کر قیام کرو اور [illegible]

گر ملاقات ہمدمون سے تو / گرم بازی ہو محرمون سے تو
عشق کا اپنے دل سے غم کم کر / ساتھ والون کو اپنے خرم کر

اگر حیات مستعار باقی ہے تو پھر دکر دگار ایکدن دلدار بھی ملاقی ہو رنج کرنا بیکار ہے اپنا یہ اظہار ہے کہ رباعی

ہستی گویا ہے اک مسافر خانہ / ہر روز ہے قافلون کا آنا جانا
رنجیدہ کسیکو یان نہ کر اپنے سے / پھر جا کے نہین ہے اس سرا سے آنا

مخمور کے گلشن خاطر خزان رسیدہ مین آبیاری کلام تسکین بخش عمرو سے بہار تازہ آئی اور سرخی چہرہ زرد پر چھائی اور یہ شگفتہ پیشانی عندلیب آسا زمزمہ سنج ہوئی کہ ای نخلبند ریاض عیاری لشکر مہرخ مین فی الحال جانا میرا بہتر نہین اس مین دو وجہ ہین ایک یہ کہ شاہ جادوان میرا تعاقب کریگا دوسرے سب متعلق میرے میری خالہ کے یہان آئینگے اگر مجکو وہان نہ پائینگے تو پریشان و آوارہ ہونگے لازم ہے کہ وہین آپ بھی تشریف لے چلیے بعد چندے قابو پاکر لشکر مہرخ مین چلین گے عمرو کو بھی یہ بات پسند آئی اور سوچا کہ شاید خالا بھی اسکی میری شریک ہو جاے مگر فرط احتیاط سے پوچھا کہ ایسا تو نہو خالا تمھاری کچھ دغا کرین مخمور نے کہا مجھکو انپر اعتقاد واثق ہے یہ باتین فیما بین ہو رہین تھین کہ ایک جانب سے ساحر کریہ منظر خرس ہیکر پیدا ہوا اسلیے کہ یہ جادوگر اسی صحرا مین مسکن گزین ہے اور نا قوس جادو نام ہے اسنے جو مخمور کو عمرو کے ساتھ گرم سخن دیکھا سمجھا کہ مخمور عمرو سے مل گئی ہے بدینوجہ للکارا کہ او مردار تو افراسیاب سے بغاوت کرکے اس عیار کے ساتھ نکل آئی ہے میرے ہاتھ سے کہان جائیگی عمرو اسکا نعرہ سنکر بھاگا اور پہاڑ قریب تھا اسپر چڑھ گیا اور مخمور نے نا قوس سے کہا ای نابکار تو کیون اپنی جان دیا چاہتا ہے مجھسے خبر نہو اپنا راستہ لے نا قوس نے ڈانٹا کہ مین تجکو ہرگز نہ جانے دونگا اور گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لیجاؤنگا مخمور بولی کہ تو کیون اپنی جورو کو رانڈ بناتا ہے خیر اب جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نکر یہ سننا تھا کہ اسنے ناریل سحر کا مخمور پر مارا اسنے خالی دیکر گولا فولادی مارا اسنے بھی رد کیا اور اڑکر پہاڑ پر گیا وہان عمرو بیٹھا تھا لیکن اسنے عمرو کو نہین دیکھا لڑائی مین مصروف رہا اور دوسرا گولا مارا مخمور نے وہ گولا ہاتھ سے پکڑ لیا ہاتھ اسکا جھنجھنا گیا لیکن نا قوس اسکی اولوالعزمی دیکھکر سمجھا کہ یہ رنڈی منظور نظر شاہ طلسم ہے یون قتل نہوگی اسکو شمشیر سے قتل کرنا چاہیے یہ سوچکر تلوار کھینچکر آپڑا عمرو نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ عورت مرد کا سامنا ہے تلوار مین مخمور ہار جائیگی یہ تصور کرکے پتھر کلہ فلاخن مین رکھکر مارا کہ کاسۂ سر اس خیرہ سر کا ترش کر دور گرا غل

شور برپا ہوا کہ مارا گیا قوس جادو کو مخمور نہایت خوش ہوئی اور گوہر کو دیکھکر پوچھا کہ بھتیا یہ
چھینکا کیسا ہی عمرو نے کہا یہ گوہر آلۂ جنگ و جدل ہے غرضکہ اب صلاح کی کہ اتنا دن جو باقی ہے
اس میں چھپ رہیں اور رات کو تخت پر بیٹھکر چلیں یہ سوچکر ایک درۂ کوہ میں دونوں آکر
مخفی ہوئے جبکہ شہزادۂ زرین چنگال مہر پیشۂ سپہر کے غار مغرب میں گیا اور ذنب اکبر و اصغر نے حوالی
قطب شمالی میں جست وخیز شروع کی کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمودہ پشت	ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت
زمین از تف گرمی آفتاب	ز سر سام سودا در آمد بخواب

رات کو دونوں سوار ہوکر روانہ ہوئے اور ایک ملک میں پہونچے کہ طلسم ظاہر میں ہے ملک نہایت
وسیع اور آباد ہے رعیت نوجوان اور دلشاد ہے عمارتیں نایاب اور بلند ہیں معمار خرد کے پسند ہیں کہ بیت

شہرے چو ارم بتازہ روئے	چون باغ بہشت در نکوئے

دونوں سیر کرتے ایوان شاہی میں آئے یہاں سریر جہانبانی پر ملکہ گلشن جادو جلوہ فرما
تھی مخمور نے اسکو تسلیم کی اُسنے اُٹھکر اسکو گلے سے لگایا اور پیار کیا پوچھا کہ بیٹیا کیونکر آنا ہوا
مخمور نے باغ سخن کو اپنی حکایت کی آبروئی سے سرسبز کیا اور نہال بیان کو گلستان تقریر الم
تاثیر میں بوپالشتن کو چیرا اپنی دکھائی کہ شاہ جادوان نے میرے تازیانے کھلوا کر یہ حالت
بنائی گلشن گلے اسکو لگا کر خوب روئی اور گویا ہوئی کہ میں اُس موئے کو گھڑی کو میں تو لون
اور جہان تیری دائی نے ہاتھ دھوئے ہوں وہاں اُس موئے کو سات بار صدقہ کر دوں جسنے
تجھکو مارا وہ افراسیاب بھڑوا اپنی حکومت پر دھمکتا ہے لو صاحب میری بچی کو ایسا مارا کہ
لہولہان کر دیا غرضکہ خوب ناک جھوک کر مخمور کو اپنے باغ میں لائی اور رہنے کو ایک خوابگاہ
مقرر کی پلنگڑی نہایت نفیس و معقول بچھا دی کنیزان مہ جمال کو بہر خدمت گزاری مقرر کیا اور سا
مخمور سے کہا اے فرزند یہان سے گنبد جمشید کا راستہ نزدیک ہے ہم تم چلکر سحر اپنا وہان
جگائیں اور آج رات کو وہیں رہیں کس لیے کہ شاہ طلسم سے مقابلہ کرنا ہے مخمور نے کہا اچھا چلو یہ
کہکر ساتھ ہوئی عمرو نے انکو جاتے دیکھکر اپنی صورت ایک ساحر کی ایسی بنائی کہ جیسا ان کی
غیبت میں کوئی یہان آئے اور مجھکو پہچان کر گرفتار کرے خلاصہ یہ تو پلنگ پر بعد اکل وشرب
کے بفراغت تمام لیٹے اور وہ دونوں گنبد جمشید کی طرف گئیں اگر حیرت کا حال سنیئے کہ یہ سبب
پتلا لیکر آئی اور اسکو قتل کرایا دیکھا تو وہ لاش سے آدمی کا پتلا تھا اسکو غیظ وغضب طاری ہوا

لیکن کیا کر سکتی تھی واتا سے کہا بڑا غضب ہوا وہ مکار چھوٹ گیا تمام شہر میں اول تو غلغلہ تہنیت
بلند تھا رہائی کی خبر سنتے ہی اندوہ والم طاری ہوا اس عرصے میں افراسیاب بھی اپنی نانی کے
پاس سے آیا حیرت وغیرہ کو غمگین پایا سبب اندوہ استفسار فرمایا ملکہ نے جو کچھ گذرا تھا عرض
کیا شاہ نے حکم دیا ایک ساحر جا کر دیکھے کہ مخمور اپنے گھر میں ہے یا نہیں حسب الحکم کچھ لوگ لینے
اور مخمور کو نہ پایا کنیزوں سے پوچھا کہ ملکہ کہاں گئی ہیں انھوں نے جواب دیا وہ کل سے کہیں
تشریف لیگئی ہیں ہمیں نہیں معلوم وہ ساحر پھر آئے اور شہنشاہ ساحران سے اطلاع دی تو
اُسنے کہا ای ملکہ حیرت یہ کام اُسی نمکحرام کا ہے تمنے سفارش کرکے اُسکو چھڑایا اگلی بار وعمل کیا
ویسی ہی اُسکا مزا پایا اب مجھے قتل کرنا مخمور کا واجب اور لازم ہے کیونکہ وہ بہشت سے راستے
طلسم کے جانتی ہے یہ باتین کہہ رہا تھا کہ طائران طلسم سامنے آئے اور یہ عرض رسا ہوئے کہ اسے
شہنشاہ ناقوس نے عمرو اور مخمور کو روکا تھا لیکن مارا گیا یہ سنتے ہی یقین واثق ہوا کہ مخمور
نے بغاوت کی اور اپنے وزیر سے کہا لڑائی اب بڑی سخت پڑیگی عمرو کا چھوٹ جانا بڑا ہوا افراسیاب
نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ نشترن کے مکان پر مخمور گئی ہے یہ معلوم کرکے حضار ان
دربار میں سے ایک ساحر خونخوار شمشیر زن جادو نام کو حکم دیا کہ جا کر اُس لگانہ نمکحرام کو
پکڑ لا حکم پاتے ہی خونخوار سلام کر کر روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے دوبارہ عظیم قوی بازو کو
جادو نام سے کہا کہ تو بھی جا اور خونخوار کی مدد کر کیونکہ مخمور بڑی زبردست ہے شاید اس
سے گرفتار نہو سکے اس حکم سے یہ بھی روانہ ہوا مگر خونخوار پہلے جا کر پہونچا عمرو ساحر بنا ہوا
پلنگ پر بیٹھا تھا کنیزیں خدمت گزاری میں مصروف تھیں اُسنے مستفسر ہوا کہ مخمور کہاں گئی
ہے انھوں نے کہا وہ یہاں نہیں آئیں خونخوار بولا کہ مجھ سے کہاں چھپ کر جائیگی بغیر گرفتار کیے
میں نہ جاؤنگا اور وہ بدذات عمرو نہیں معلوم کہاں ہے جسنے اُسکو خراب کر رکھا ہے عمرو نے
جو یہ باتیں سنیں روتا ہوا پلنگ پر سے اُٹھا خونخوار نے پوچھا کیا ہوا عمرو بولا کہ طلسم کی زندگی
کو مرد تو نصیب نہیں ہوتا ہے نشترن مجکو پکڑ لائی ہے اور دن رات اپنی خدمت میں رکھتی
ہے آپ مجھے یہاں سے لیتے چلیے اور دونوں ہاتھ سے اُٹھ کر بلائیں لیں روغن بیہوشی مل دیا
خونخوار بیہوش ہو کر گرا عمرو چاہتا تھا کہ سر کاٹ ڈالے اُسوقت عظیم آکر پہونچا اور عمرو
کو خنجر بکف دیکھ کر پنجہ میں داب کر اور اُڑا یہاں جو کنیزیں تھیں وہ غل مچانے لگیں کہ وہ مُوا
لیے جاتا ہے لیکن عمرو نے اُس اضطرار میں خنجر کہ جس سے خونخوار کو ذبح کیا چاہتا تھا عظیم

سکے ہاتھ پر مارا کہ ہاتھ اُسکا کٹ گیا اور عمرو چھوٹ کر زمین پر گرا گرتے ہی گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا
اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل کنیز مخمور کے بنائی اور آکر لونڈیون پاس ٹھہرا اتنا کہ عظیم
بھی پھر کر آیا اور خونخوار جو بیہوش پڑا تھا اُسکو اُٹھا لے گیا اس اثنا مین پچھلی رات باقی رہگئی
اور مخمور و لشترن بھی گنبد جمشیدی سے پھر کر آئین اور کنیزون سے مستفسر ہوئین کہ خواجہ
عمرو کہان ہین کنیزون نے کہا عمرو کو ساحر اوڑا کر لے چلا تھا لیکن وہ خنجر مار کر اسکے ہاتھ
چھوٹ گئے مگر آپ اُڑ کر کہین چلے گئے مخمور نے یہ حال سنکر کہا مین خواجہ کو ڈھونڈھنے جاتی ہون
ایسا نہو کہ وہ کسی آفت مین مبتلا ہوجائین یہ کہکر جایا چاہتی تھی کہ عمرو جو کنیز بنا ہوا موجود تھا
اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مین بشکل کنیز حاضر ہون تم اپنی فکر کرو اسوقت لشترن بولی کہ میرا
ایک احاطہ سحر ہے باقی رات وہین چل کر بسر کرو وہان ایک بار اگر اسباب بھی آجائیگا
تو ہمکو بنا پڑیگا یہ کہہ کر سب عمرو کے روانہ ہوئی لیکن عظیم یہان پھر آیا خونخوار کو ہوشیار کر کے
اُسنے سب ماجرا بیان کیا کہ عمرو تجھکو مارے ڈالتا تھا مین اُٹھا لایا اب چلو عمرو کو ڈھونڈھین
کہ وہ میرا ہاتھ بھی کاٹ گیا ہے یہ کہکر بسمت تلاش کر کے دونون مخمور کی خالا کے بیان
پھر آئے مکان سارا خالی پایا دونون نے باہم مشورہ کیا کہ اب ڈھونڈھنے کہان جائین
لاعلم ہوکر اس مکان مین آگ لگا دو جہان کہین لشترن اور مخمور ہونگی اُسکے لگنے کی
آپ دوڑی آئینگی ہم گرفتار کرلینگے غرضکہ یہی کیا جب گھر مین آگ لگی اور شعلے بھڑکنے
لگے مخمور اور لشترن بیتاب ہوکر احاطہ سحر سے دوڑین اور آکر ابر سحر برسا کر آگ کو بجھایا
اور ادھر سے عظیم و خونخوار مقابلہ کرنے کو بڑھے اور ایک کنیز نے مخمور سے کہا کہ بی بی آپ
گھر اپنے مین عمرو کو احاطہ سحر مین اکیلا چھوڑ آئین ایسا نہو کہ اُنپر کوئی آفت آئے اتفاق سے
یہ کلمہ خونخوار نے سنا دل سے کہا عظیم کو یہین چھوڑ دو اور عمرو اکیلا احاطہ سحر مین ہے اُسکو
چل کر گرفتار کر دیجے یہ سوچکر بذریعہ سحر اسقدر بلند ہوا کہ احاطہ کو شناخت کر کے سحر کیا ہوا اُس مین
اُترا کہ عمرو جہان گیا تھا اور گھر مین پہنچ دبے کے لیے اوڑا دو چار لونڈیان غل مچانے لگین
کہ ارے لیے جاتا ہے اس غل کو سنکر مخمور عقاب بنکر دوڑی اور راہ مین کنیزون سے حال
سنکر پیچھے خونخوار کے چلی لشترن نے چاہا تھا کہ ساتھ جائے کہا خالا امان تم عظیم کا سامنا
کرو اور اپنے گھر کا بندوبست کرو مین پکڑ کے لاتی ہون عظیم نے جو یہ ماجرا سنا اپنے دل مین کہا
غضب ہوا خونخوار اپنا مطلب کرگیا لینے عمرو کو لے گیا اب اُسکا نام ہوگا شہنشاہ سے انعام

ملیگا یہ سوچکر یہ بھی تعاقب مین چلا اِس دار و گیر مین زاہد سفید پوش صبح صادق نے سجادۂ
آفتاب واسطے وظایف والصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ لباس شب نے خلوتخانہ
واللیل اذا عسعس مین قرار پکڑا کہ نظم

چو صبح در سپہر گردون کشید خلعت نور	جہان کشاد ز رخ پردۂ شب دیجور
بگشت ظاہر و روشن لواے افلاک	نشستی زر خورشید زیر تودۂ خاک

عظیم چونکہ اُسی طرف سے ہو کر نکلا کہ قران عیار وہ کو وہین بصورت ساحر کھڑا ہوا تھا
اُسنے اوسکو پکارا کہ بھائی سویرے سویرے کہان چلے عظیم زمین پر اوترکر پاس آیا اور کہا بھائی
تمنے کچھ اور بھی سُنا خونخوار کی مین نے عمرو کے ہاتھ سے جان بچائی وہ مجھی کو فریب دیکر
عمرو کو پکڑے گیا مجھے خبر بھی نہین کی قران نے سارا حال سُنکر کہا وہ دغا باز تو ہی تم میرے
ساتھ چلو مین اُسکو گرفتار کردون یہ کہہ کر ہاتھ پکڑ لیا اور لیکر چلا اور ادھر خونخوار جو عمرو کو لیے
جاتا تھا راہ مین ایک ساحرہ سلیمان جادو نام پہاڑ پر بیٹھی تھی اُسکے ہاتھ مین چھُری سامری
کی تھی اُس مین یہ وصف ہی کہ اگر زمین پر مارے تو طبقہ زمین توڑ جاے اور اگر بلند کرے تو
فلک کو ہلا دے غرض کہ اُسنے دیکھا ایک ساحر آسمان مین غرق ایک شخص کو لٹکائے لیے جاتا
ہی یہ دیکھتے ہی سحر کرکے چھُری کو اوچھالا وہ چھُری جاکر خونخوار کی کمر مین لپٹ گئی کہ وہ آگے
نہ جا سکا اور وہین اُترآیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ کس کا بانس کو صحرا سے پکڑلایا ہی خونخوار
نے کہا یہ عمرو عیار ہی حضور نے پاس سے اِسکو گرفتار کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ ہوگی کچھ دیوانہ
ہی حضور پیشوا شہنشاہ ہی اور اپنے سحر جانتی ہی کہ مین اُسکا مقابلہ نہین کرسکتی تو بھلا کیونکر
اُسکے پاس سے عمرو کو پکڑ لایا چل دور ہو ترا اوسکے جھوٹے یہ کہکر چھُری جو اُٹھائی خونخوار
کا کچھ بس نہ چلا عمرو کو چھوڑکر بھاگا اور پاس افراسیاب کے آیا سارا ماجرا مفصل کہہ سنایا
شاہ جادوان غضبناک ہوا اور کہا ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ دونون کو پکڑلائے اور سرمایہ
اور ابرق وزیرون نے عرض کیا کہ ہمین حکم ہو ہم جائین شہنشاہ نے کہا تم ٹھیرو اور ایک
ساحر قصاب جادو نام سے کہا تم جاکر سلیمان کو مع عمرو کے پکڑلاؤ وہ یہ حکم سُنکر بزور سحر
اُڑکر چلا لیکن یہان سلیمان نے اپنی لونڈیون کو بلاکر حکم دیا کہ فرش بچھاؤ گلدستے سامنے
لگاؤ و سامان بزم عشرت مہیا کرو کنیزین بمجرد ارشاد تعمیل حکم مین مصروف ہوئین اور اُس پہاڑ
کو غیرت دہ انجمن کسری کی بنایا گلدستے فرش کے روبرو چنکر گلزار جواہر مین لگایا کہ نظم

درختان سر اندر سر یکدگر		بران جلوہ گر میوۂ نغز تر	
نہالش ز طوبیٰ دلاویز تر		گیاہش ز سوسن زبان تیز تر	

عمرو مجلس آرائی کے بعد حسب اجازت سلیمان بیٹھا اُسنے پوچھا کہ ای عمرو تو نے ساحران نامی
کو بہت تنگ و ذلیل کر کے کیونکر ہلاک کیا عمرو نے کہا میری کیا حقیقت ہے جو چاہتے ہین خداوند
لقا کرتے ہین خداوند نے میرے ساتھ فرشتگان مقرب اپنے کر دیئے ہین پہلے بھی ایک فرشتے
نے مجھے پالی مین پہونچایا اور ایک ملک نے پالی چیرا جب مین سامری پاس گیا اور دنیا
مین اسکو مارا اب میرے ساتھ چالیس فرشتے کر دیئے ہین وہی میری مدد کرتے ہین یہ باتین
ہو رہی تھین کہ مخمور جو لقا قلب مین چلی تھی یہان آئی کنیزون نے سلام کیا اور سلیمان نے بہر
تعظیم اُٹھکر نہایت اعزاز سے مسند پر بٹھایا اور پوچھا ای ملکہ تم افراسیاب سے کیون بگڑین
مخمور نے کہا وہ موا جلا دیا اُسنے ذراسی بات کرنے مین مجھے کوڑے کھلوائے اور سارا ماجرا
اپنا بیان کر کے کہا ای سلیمان چاہو تم بھی ہمسے مل جاؤ دیکھو ہمارا اور مہرخ کا شاہ طلسم
نے کیا کر لیا یہ کلمات سنکر سلیمان نے بظاہر تو کہا اچھا مگر دل مین مشورہ کیا کہ اسکو مع عمرو
دہوکے سے پکڑ کر شہنشاہ کے پاس لے چلنا چاہیئے فی الجملہ یہ سوچکر مخمور سے گویا ہوئی کہ
اب تو مین تمھاری شریک ہون میرے یہان جو نان خشک میسر ہے اسے نوش فرمایئے مخمور
نے کہا یہان تکلف اپنے مزاج مین نہین غنیمت ہے منگوایئے سلیمان اُٹھکر اپنے قصر مین گئی
اور کھانے مین بیہوشی ملا کر لائی کنیزون سے حکم کیا انھون نے دسترخوان پر تکلف بچھایا اُسنے
کھانا اپنے ہاتھ سے چنکر مخمور سے کہا بسم اللہ کیجئے مخمور نے پہلے عمرو کو دسترخوان پر بٹھایا
اور قسم دیکر اپنے نوالا بنا کر کھلایا عمرو نے چپکے سے کہا بھی کہ ای ملکہ اس کھانے مین دغا ہے
لیکن مخمور نے کہا خواجہ خدا حافظ ہے یہ کیا کریگی کھاؤ بھی غرضکہ دونون کھا کر بیہوش ہو گئے
سلیمان نے تخت سحر پر ڈال کر قصد کیا کہ پاس افراسیاب کے جاؤن کہ اسوقت قضا
جو چلا تھا یہان پہونچا اور للکارا کہ ای سلیمان تو نے قیدی کو شہنشاہ سے چھین لیا دیکھ
مین تیری چوٹی پکڑ کر کھینچتا لیے چلتا ہون سلیمان یہ کلمات سنکر بولی کہ او بھڑوے قصائی
ابھی جو کنیزون سے حکم دیتی ہون تو مارے جوتیون کے فرش کر دیتی ہین تو بھی اس لائق
ہوا کہ میرا مقابلہ کرنے آیا ہے قصاب نے یہ سنکر پنجہ مارا سلیمان نے رد کر کے گولا مارا
لڑائی ہونے لگی لیکن اتفاق وقت سے مخمور کو بھی ہوش آ گیا اور تخت سے اُٹھکر للکاری

کہا اے جدّو مالزادی مجتبہ بڑی کھلی پکاری رہ تو بھی قطامہ تو نے مجھ سے دغا کی یہ نعرہ سنکر سلیمان
گھبرائی دل سے کہا غضب ہوا مخمور ہوشیار ہوگئی اور قصاب سے گویا ہوئی کہ تو مجھ سے کیا کرتا ہے
وہ عمر و اور مخمور موجود ہیں ہم تم مل کر انکو گرفتار کریں غرضکہ قصاب اور سلیمان ناچخ
و تبرغ لیکر مخمور کی طرف بڑھے اور مخمور نے اپنی جھولی سے ایک ساغر بلورین نکالا اور سحر
پڑھ کر سمت فلک اُچھالا فوراً ایک تڑاقا ہوا اور چار طرف سے ابر گھر آیا ہواے سرد عیسیٰ دم
مسیح نفس وزاں ہوئی اور ایک تخت فلک کی طرف سے چکر کھاتا ہوا زمین پر اترا اُس تخت پر
ایک نازنین چاردہ سالہ لباس ارغوانی پہنے جان مشتاقان و روح بیدلان سوار تھی گلابی
شراب کی سامنے رکھی تھی اور جام مے سرخ ہاتھ میں لیے تھی صورت زیبا کو اُس صنم دلربا کی
مشاطۂ صنعت یزدانی نے گلگونہ لطافت سے آراستہ کیا تھا اور صیقل قدرت سبحانی نے حسن
سے آئینہ رخسار تابناک کو اسکے منور اور روشن بنایا تھا وہ چہرۂ زیبا کہ خورشید جہانتاب سامنے
اُسکے تاب میں تھا اور وہ زلف چلیپا کہ مشک ختا کا جگر غیرت سے خوناب تھا لبہاے یاقوت
فام لعل یمن کو شرماتے تھے عقیق جگری کو اپنے روبرو سیاہ بناتے تھے کہ مثنوی

سہی چون سیم و قدی چون صنوبر ۔ ہمہ جانش زیک دیگر نکوتر
جگر از ہر دو چشمش تیر خوردہ ۔ شکر از ہر دو لعلش شیر خوردہ
لبش گوئی کہ حلواے نبات ست ۔ چہ حلواے نبات آب حیات ست

وہ نازنین اپنا تخت بر لب جو بہار لا کر ٹھہری اور بیک غمزہ صبر و ہوش قصاب کا کھویا اور
سلیمان کو دیوانہ بنایا دونوں شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے سامنے اُس نازنین کے آئے کہ نظم

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے ۔ یہ دل کیا غمکدہ وار پیدا ہوا ہے
ہوا چشم مردم سے آرام پنہاں ۔ وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہے
ذرا اور تا تک آپ دیکھو تماشا ۔ عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہے
کراہا جو میں تو وہ رک کر یہ بولا ۔ کہاں کا یہ بیمار پیدا ہوا ہے
موے جس سے گھل گھل کے مجنوں لاکھوں ۔ ہمیں میں بھی وہ آزار پیدا ہوا ہے
جو کہیے کہ او فتنۂ دل تو یہ بولے ۔ بڑا تو تو زردار پیدا ہوا ہے
کبھی بیٹھے رونا کبھی ہنسنے لگنا ۔ عجب ہم میں اسرار پیدا ہوا ہے

جب قریب اُس غارتگر صبر و شکیب کے آئے اُسنے ایک جام شراب سرخ سے بھر کر قصاب کو عطا کیا

یہ اُسکو پی کر مست ولایعقل ہوا تالیان بجانے لگا پھر اُس زہرہ جبین بت مہ تمکین نے دوسرا ساغر سلیمان کو دیا وہ بھی پیتے ہی دیوانی ہوئی عقل و خرد سے بیگانی ہوئی دونون گلے ملکر ناچنے لگے اور کہتے تھے نظم

دہل پر مار کر چوب اک دہل زن تھا صدا دیتا ✱ کہ ہے حکم آج یون پیر مغان کا میکشو نکلا
گلی مین میفروشون کی یہ قدغن ہے کہ جو نکلے ✱ کوئی فرد بشر بے نشہ و بے ساغر و مینا
لگے مین شیشہ سالوس و سر پر رکھکے عمامہ ✱ اگر ہو محتسب یا قاضی و مفتی با فتوا
تم اس اعدائے دین می پرستان و دشمن خم کو ✱ نکل جانے نہ دینا کر کے سب ہمت سے بلوا
خدا باقی بنانا میکدے مین کھینچ لانا ✱ پلا کر مے کو دخت پارسائی مین لگا دینا

اسی طرح عالم مستی مین قصاب نے سلیمان کو برہنہ کر ڈالا اور سلیمان اس سے باتین فحش کرنے پر آمادہ ہوئی اُس نازنین نے جو تخت پر بیٹھی تھی پکار کر کہا کہ تمسے دعوی محبت کا کرکے تم دونون نے غیر سے کیون دل لگایا کہ بموجب بیت سب ہین کے جو میان لاکھ برائی ہوگی + پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی + اب تم دونون باہم لڑکر مر جاؤ ہمارے عاشقون مین نام کر جاؤ یہ حکم سنتے ہی قصاب نے ناریل سحر پڑھکر سلیمان پر مارا اور اُسنے ترنج سحر کا قصاب پر لگایا اسکا ناریخ اُسکے سینے کو اور اسکا ناریل اسکے سینے کو توڑ گیا دونون مر کر زمین پر گرنے اس پہاڑ پر آگ لگی غل و شور پیدا ہوا سلیمان کے سحر سے جو مکانات وغیرہ یہان تھے وہ غائب ہو گئے اصلی عمارت اور کنیزین رنگین اور وہ نازنین جو مخمور کے سحر سے پیدا ہوئی تھی غائب ہو گئی عمرو نے مخمور پر تحسین و آفرین کہی اور جال الیاسی لگا کر سارا مکان سلیمان کا لوٹ لیا اور مخمور تخت پر سوار کرکے عمرو کو اپنی خالا کے مکان پر آئی یہان کنیزین اور ملازم مخمور مع مال و اسباب کے آئے ہوئے تھے انھین دیکھ کر اپنی خالہ سے کہا آپ بھی اپنا مال و اسباب بار کرا کر لشکر ماہرخ مین تشریف لے چلیے یہ کلام سنکر اُسنے اپنے اہلکارون سے حکم دیا کہ چھکڑون پر اسباب لدوا کر ماہرخ کی طرف روانہ ہو وہ حکم پاتے ہی تیاری سفر کرکے چھکڑے اور عرادے اسباب کے لیکر چلے لیکن نسترن اور مخمور اور عمرو تخت پر سوار ہو کر علحدہ چلے راہ مین عمرو نے مخمور سے کہا اے ملکہ مین طلسم باطن مین مدت تک رہا مگر کچھ مال اور خزانہ شاہ طلسم کا کسی جگہ مین نے نہ پایا مخمور نے کہا خواجہ تمھین مال کی اگر خواہش ہو تو میرے مال سے چالیس ہزار اشرفی آپکی نذر ہے اور جب لڑائی فتح ہوگی

شاہ جادوان مارا جائیگا میں آپکو کوشک مال کی بتلا دونگی کہ اُن میں طاؤس مرد کی ہیں
اور ہر ایک طاؤس کے پیٹ میں لعل و گوہر بھرے ہیں اور جواہر کے پتلے ہیں کہ جنکے شکم میں اشرفیان
رکھی ہیں اور ایک خزانہ شاہ طلسم کا میں جانتی ہون کہ اُس میں اسی ہزار گھوڑون طلائی سانچے
پہنے زین و لجام مرصع کار رکھا ہے اور جن گھوڑون کا وہ سانچہ ہے اُس اصطبل کو بھی میں جانتی ہون
لیکن خواجہ طلسم کا فتح ہونا غیر ممکن بغیر لوح کے فتح نہوگا عمرو نے کہا ای ملکہ لوح بھی وہ صانع
طلسم ہشیردہ ہزار عالم دلا دیگا الحاصل چالیس ہزار اشرفی کے پانے سے عمرو بہت خوش ہوا
اور اتنے بڑے خزانے کا حال سُنکر منھ میں پانی بھر آیا اور شادان و فرحان باتین کرتے
سمت لشکر چلے مگر وہان طائران سحر نے خبر قتل قصاب و سلیمان شہنشاہ ساحران کو پہونچائی
اُسنے کفِ افسوس ملے اور بغصہ طغیان جادو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ جلد جا کر صرف اتنا دیکھ آ
کہ محمور بھی لشکر حمزہ میں تو نہیں گئی اگر جاتی ہو تو اُسکو روکنا اور اگر نہ گئی ہو تو دیکھ کر چلا آنا
تو مقابلہ نہ کرنا کیونکہ وہ بڑی زبردست ہے میں خود جاؤنگا اور اُسکو گرفتار کر لاؤنگا یہ
تقریر سُنکر طغیان روانہ ہوا اتفاق سے جب پار دریاے سحر کے آیا راہ میں عظیم اور قران جو
خونخوار کے تعاقب میں چلے تھے اُنسے ملاقات ہوئی عظیم نے پوچھا کہ ای طغیان اُس دغاباز
کا حال کہو کہ وہ عمرو کو لیکر پاس شہنشاہ کے گیا ہوگا اور اپنی رکھوخدمت جتاتا ہوگا دیکھیے کیا زمانہ
دغابازی کا ہے کہ ہمنے تو اُسکی جان بچائی عمرو فریب دیے ڈالتا تھا اُسکو پنجے سے چھڑا لیا اپنا ہاتھ
کٹوا لیا اور وہ یہین سے چال کر گیا طغیان یہ سُنکر بولا کہ میان کیا بکتے ہو کون عمرو کو لے گیا
یہان محمور نے آفت مچائی ہے سلیمان کو مار کر اور قصاب کو راہ عدم دکھا کر اُس عیار
کو لیکر بھاگی ہے یہ کہکر ساری کیفیت مفصل سنائی قران نے یہ ماجرا سنا دل سے کہا یہ اُستاد کو
مارنے جاتا ہے اسکو یہیں قتل کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے کہا ای عظیم پھر اب خونخوار کا تعاقب تو
گیا چلو تھوڑی دیر میرے مقام پر ٹھہر و شراب پیو کچھ کھا لو تو خدمت شہنشاہ میں جانا طغیان
نے یہ کلام سُنکر پوچھا کہ ای عظیم یہ کون ہیں اُسنے کہا انکا نام بیابان جادو ہے بہت خوب ہون
کے آدمی ہیں ہیچارے بڑی دیر سے ہمراہ محبت میرے ساتھ خراب ہیں آؤ تم بھی انکے ساتھ
لمحہ بھر ٹھہر کر چلے جانا اُسنے جواب دیا کہ شہنشاہ ساحران نے خبر منگوائی ہے مجھکو دیر ہوگا تو وہ
خفا ہونگے یہ عذر سُنکر قران نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا واہ واہ ایک لمحہ میں کیا حرج ہوگا کبھی کبھی
غریبون پر بھی کرم فرمائیے پھر ہم کہان اور آپ کہان صحبت بھی یادگار رہے یہ کہتا ہوا دونون کو

ہمراہ لیے درہ کوہ میں جہاں آپ رہا کرتا تھا آیا اور جو کچھ چھپا لایا تھا یا گلابیاں شراب کی اور شیشے
سامنے رکھیں دونوں کو بٹھایا اور ایک جام شراب بھر کر انکو دیا دونوں نے خوب شراب
پی بیہوش ہوئے قران نے تیغ سے نیندو وطغیان کو یہ مارا کہ وہ ہلاک ہوا اور غل و شور برپا ہوا دیکھا
تھا کہ ظلم سے سر نیندو کا گرا چاہتا تھا کہ ایک پنجہ سحر کا گرا اور اسکو اٹھالے گیا قران بھی یہاں
سے بھاگا اور کوئی پاس نکل گیا وہاں دیکھا کہ کاروان چھکڑے اشرفی روپیہ سے بھرے اور
پشمینے مال و اسباب سے لدے کھڑے ہیں اور ساحر ہزاروں پہرا انکو گھیرے ایک سمت چلے
جاتے ہیں قران ساحر کی صورت تو بنا ہی تھا اُسنے مستفسر ہوا کہ یہ مال کسکا ہے اور کہاں جاتا
ہے لوگوں نے کہا مخمور کا مال ہے لشکر مہرخ میں جاتا ہے قران حال تو زبانی طغیان کے سن چکا
تھا سمجھا کہ یہ مال بھی گویا ہمارا ہی ہے بحفاظت اسکو پہونچانا چاہیے یہ سمجھ کر ساتھ ہو لیا جب کچھ
آگے بڑھے ایک ہوا پر سیطل جادو نام ساحر جاتا تھا اُسنے بھی پوچھا کہ یہ اسباب کس کا ہے
لوگوں نے بتلایا جب اُسنے کیفیت سنی پکار کر نعرہ مارا کہ اے شیدائیو تمہارا ایمان تم سب شہنشاہ کا
گھر برباد کر کے جاتے ہو میں تمھیں ہرگز نہ چھوڑوں گا یہ کہکر ایک سحر ایسا کیا کہ تاریکی عالم میں
پھیلی اور رعد زمان مخمور اندھے ہو گئے قران اسکے نعرہ کرنے سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا
دور سے تاریکی اور جھلاسے آفت لوگوں کو دیکھ کر ایک ساحر مغرور کی شکل بنکر اُسکے پاس گیا
اور اُسکے سحر کی بہت تعریفیں کی کہ واہ واہ کیا کہنا آپ کا مثل نہیں آپ جمشید عہد ہیں
سامری وقت ہیں لیونا ہماری سے بھی یہ نہو سکتا جو آپ نے سحر کیا ہے سیطل یہ انکسارانہ تعریف
سنکر سلام کرنے لگا قران پاس تو آ ہی چکا تھا لنڈھا تان کر جو سر پر لگاتا ہے کھوپڑی کے ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے شور و شغب مچا کہ مارا سیطل کو وہ تاریکی دور ہوئی اور رعد زمان مخمور ذی ہوش ہوئے قران
اُنکے پاس آیا اور کہا چلے چلو تمھیں کسی کی مجال نہیں جو آنکھ ملا سکے انھوں نے پوچھا کہ آپ
کون ہیں آپ نے بڑا ہی احسان کیا قران نے جواب دیا میں بھی ملکہ کا نوکر ہوں مخمور نے
مجھے بھیجا ہے کہ اسباب کی نگہبانی کر کے پہونچا دوں غرضکہ اسی طرح اسباب لیے کچھ عرصہ
میں داخل لشکر مہرخ ہوئے لیکن پہلے اُسنے مخمور کا تخت پہونچا اور رعد و برق نے کہا اے ملکہ
پہلے مجھکو کنارے لشکر کے اُتار دو مخمور نے تخت اُتارا رعد و اُتر کر اندر بارگاہ کے گیا اور آمد
مخمور سے مطلع کیا مہرخ نے خبر سنتے ہی حکم دیا کہ سرداران ذی احترام زیب و زینت فرما کر بہر
استقبال مخمور روانہ ہوں اور لشکر بھی بڑے احتشام سے لینے جائے بمجرد ارشاد طبل بشارت

جو سب بیٹھی اور فوج تیار ہوکر آگے بڑھی بہار اور ثنا فرمان اور سیمرغ مو اور طاؤس و آفت
اور ہلال سحر افگن اور رعد اور برق مجسر جملہ ساحران نامی تختہائے سحر پر سوار ہوکر لباس
فاخرہ زیب قامت فرما کر روانہ ہوئے باجے جنگی بجنے لگے صدائے طرقوا بلند ہوئی زمین سے
آسمان تک غلغلہ شادمانی تھا نقیبان خوش گلو شور تہنیت مچاتے تھے اور کہتے تھے نظم

نہ دیکھی یہ کثرت نہ دیکھا یہ زور — محب شاد ہوں چشم دشمن ہو کور
خدایا یہ اقبال عالی رہے — ہمیشہ ظفر کی بحالی رہے
یہ تلوار دشمن کا سر کاٹ لائے — یہ نشان خون عدو چاٹ جائے

اسی طرح بصد حشمت و شوکت قریب مخمور کے پہونچے وہ بھی انکو دیکھ کر تخت سے اتری سرداروں نے
رسم تعظیم و تکریم ادا کی مخمور ہر ایک کے گلے ملی سب نے خوش آمدی مرحبا کہہ کر اپنے ہمراہ سوار
کیا اور لیکر چلے سپہ لشکر کے دکھاتے زر و جواہر لٹاتے بارگاہ کے نزدیک پہونچے حیرت دربارگاہ پر
برسم استقبال منتظر کھڑی تھی نگاہ راہ کی سمت لڑی تھی مخمور وغیرہ دیکھ کر پیادہ ہوئیں اور
جھک کر مجرا کیا اسنے مخمور کو گلے لگا لیا اور کہا بیٹی مزاج اچھا ہے تیرے آنے سے میرے
لشکر کو تقویت ہوئی اور دل کو سرور حاصل ہوا یہ کہہ کر خلعت جواہر نگار عنایت فرما کر پھر
لشکر کا حال استفسار فرما کر مراعات سلطانی اور الطاف خسروانی مبذول کرکے خاطر
عشرت مآثر کو اسکے شاد کیا اور حکم دیا کہ بارگاہ شاہی کے متصل بارگاہ مخمور کے لیے نصب
کی جائے اور جملہ سامان عیش و آرام مہیا ہو اسوقت منتظمان کار سلطنت درستی بارگاہ میں
مصروف ہوئے اور ملکہ حیرت اپنی بارگاہ میں مخمور کو لائی کرسی یاقوت احمر کی قریب
تخت بیٹھنے کو مرحمت کی مخمور نے نذر دی پانچہزار روپیہ علاوہ اور مصارف کے خرچ جیب
خاص کے لیے حیرت نے مقرر فرمایا اور فرمان عشرت توامان جشن ہونے کے لیے صادر کیا
پھر تو مغنیان ماہر و خوش گلو ساز وغیرہ ہر قسم کا لیکر حاضر ہوئے اور انجمن یادگار جشن فریدون
و جمشید ترتیب پذیر ہوئی سراپچے بارگاہ کے ہرسمت سے اٹھوا دیے وہ سامنے صحرا و کوہ
میں درختوں کی سرسبزی مردہ دلوں کو زندہ جاوید بناتی تھی خضر راہ جادۂ عشرت نظر
آتی تھی پانی چشموں کا بصد لطافت لہریں لیتا تھا دل کو بادہ خواران بزم کے ٹھنڈک
بخشتا تھا بارگاہ میں ہر ایک سردار و عیار بصد عشرت بادہ کشی کر رہا تھا مطرب بالحان
داؤدی نغمہ مسرت سناتا تھا کہ ابیات

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست — صلای سرخوشی ای عاشقان بادہ پرست
اساس توبہ کہ در محکمی چو سنگ نمود — ببین کہ جام زجاجی چگونہ اش بشکست
بیار بادہ کہ در بارگاہ استغنا — چہ پاسبان و چہ سلطان چہ ہوشیار چہ مست
ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل — رواق و طاق معیشت چہ سربلند چہ پست

الحاصل یہ سب سلطان عمرو عیش و مسرت میں مشغول ہیں اور قران بھی مال و اسباب لیکے آچکا ہے مخمور کے ملازم اور کنیزیں جملہ راحت و آرام سے یہاں فروکش ہیں لیکن اب حال خسران مآل افراسیاب بدسگال کا سلک تحریر میں منسلک کیا جاتا ہے

داستان بھیجنا افراسیاب کا ہوشیار کمٹی کو واسطے گرفتاری مخمور کا اور مارے جانا اُس کمٹی کا عمرو کے ہاتھ سے اور گرفتار ہو جانا مخمور کا اور چھوٹنا عمرو کی عیاری سے پھر نامہ آنا لقا کے پاس سے افراسیاب کو اور بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو بہر جنگ حمزہ صاحبقران اور مقابلہ کرنا ساحروں سے شہزادہ ملک قاسم کا اور عاشق ہونا شہزادے کا ملکہ نرگسی چشم دختر حنظل جادو سے اور گرفتار سحر ہونا آخر کو اور جانا طلسم آئینہ میں شہزادہ ایرج کا + لمولفہ

اے کعبۂ دین بادہ خواران — وے قبلۂ عالم رند کیشان
اے دشمن جان پارسائی — زاہد نے ہی تجھ سے منہ کی کھائی
اے شیخ مقیم بیت احرام — جسکا کرے طوف ہر مے آشام
اے مجمع خلق و لطف و احسان — ای ساقی مہربان و ذی شان
ہے دختر رز کی تجھ سے حرمت — اللہ رکھے تجھے سلامت
پھر دل ہے طپان بشکل بسمل — پھر زیست ہمین ہوئی اپنی مشکل
برسات کی فصل ساقیا ہے — مے پینے کو دل ترس رہا ہے
گھنگھور گھٹا ئین آکے برسین — افسوس ہے مے کو ہم ترسین

اس منڈھی ہوا میں یہ ہوس ہے / یاد مے سرخ ہر نفس ہے
وہ جام وہ مے جو کھائے یہ رنگ / جادو عیاری اور نیرنگ
وہ مے کہ جو مجھکو ایاغ الفت / دکھلا دوں بہار باغ الفت
اک عشق کی داستاں لکھوں میں / اس رنگ میں پھولوں اور پھلوں میں
ہر اک جسے پڑھ کے مست ہو جائے / صبر و ہوش و خرد سے کھو جائے
پھر سنئیے دل سے آئے آواز / فریاد رسیدہ ہوں سے دمساز
کہہ ہاتھ پڑیں سوی گریباں / پھر ہونے لگیں جنوں کے ساماں
پھر غنچوں سے اک غشی سی چھائے / پھر بے خبری خبر کو آئے
اپنے میں جو جام وہ سے فرا ہے / ساقی یاد دل گھرا ہوا ہے
وہ سرخ ہو کے گھٹائیں کالی / جیسے کہ مسی پہ ہو وہ لالی
بدلی میں جو جام لب تلک آئے / منہ سے مرے آفتاب لگ جائے
مشرق کی طرح دہن ہو پیدا / خورشید سے خاوری ہو پیدا
ساقی چھلکا اسا تو حسب دلخواہ / دل سب سے لگا ہو سے میں آگاہ
دکھلا دے چھلک دہ ماسبیاں کی / مشتاق ہے بزم داستاں کی
گلستاں ادو شگفتہ باغے / افسردہ و خستہ تر شجر اسکے
الفاظ شہد چھڑاؤ ست معانی / معنیش چو آب زندگانی

حدیقہ بندان گلشن معانی و گل چینان بہارستان نکتہ دانی عندلیبان شاخسار خوش الحان حکایات دھر و لوشنچان چمنستان عجایب روایات ریاض اسرار میں نہال خوشنگارش کا اس طرح جماتے ہیں اور نغمہ دلدار گلزار تحریر میں صریر کلک سے یوں زمزمہ سنجی فرماتے ہیں کہ افراسیاب منتظر خبر شمشیر جادو تھا کہ غلطیدہ کو نتیجہ سحر جو قران کے ہاتھ سے بچا لے گیا تھا سامنے لایا اور اسنے قتل ہونا طغیان کا بیان کیا شاہ جادوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اس اثنا میں افسر لشکر حیرت کی عرضی آئی اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مہجبیں لشکر خرم میں آئی ہے اور جو کچھ تعظیم اور استقبال اور جشن کی کیفیت تھی وہ سب اس عرضی میں درج تھی اس حال کے معلوم ہونے سے شاہ جادوان قاصد ہوا کہ میں خود بہر گرفتاری مہجبیں پر جاؤں لیکن مصلحت مانع ہوا کہ حضور کا جانا اچھا نہیں عمرو نے یہاں آکے کیسی قتیں

برپا کی تھیں سبا والنسبت بندگان شہنشاہ کے کوئی بے ادبی کرے تو بہتر نہ ہوگا اس فتنہ انگیز
جادوان آنے سے باز رہا اور صرصر کو جو پہلے سے حاضر دربار تھی سامنے طلب کرکے بہت برا
بھلا کہا کہ تجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا جب عیار طلسم میں نہ آئے تھے تو بہت کچھ اپنی تعلیان کرتی
تھی اب استادی وہ کہاں گئی صرصر ان باتوں کو سنکر عرض پیرا ہوئی کہ
کو گرفتار کر لائی تھی اور اب بھی کسی طرح قاصر نہیں ہو جاتی ہوں اور گرفتار کیے لاتی ہوں
یہ کہکر رخصت ہوکر چلی اسکے جانے سے شاہ جادوان کو کچھ تسکین نہوئی اور
سے پوچھا کہ تمھارے ملک میں پانچ کٹنیاں رہتی تھیں انھیں طلب کرو
ارشاد جو بیاز روانہ کیا اسنے کٹنیوں کو اطلاع دی پانچوں حسب الطلب لباس
زیب بر کرکے خدمت شہنشاہ میں حاضر ہوئیں یہ پانچوں فریب اور دغابازی میں شیطان
کو درس دیتی تھیں اور نیرنگ سازی و عربدہ پردازی و دغابازی میں وہم و خیال کو
سبق پڑھاتی تھیں کہ بیت

لعبت بازگر صد اوده		ورد دکان پرده بازی فره

انھوں نے جب شاہ کو تسلیم کی اسنے پوچھا کہ تم کیا کرسکتی ہو کٹنیوں نے جو شاہ کو اپنی جانب
متخاطب پایا اور موقع عبارت دیکھا فورا فریب گفت آئین اور بلا کر دالان ہوئیں کہ ہم
تے واری اور نثار ہو جائیں اور صدقہ جائیں ہمارے کام کو آپ کیا پوچھتے ہیں ہمنے
سیکڑوں گھر غارت کر دیے لاکھوں کو بہلا کر پھسلا کر بیچ ڈالا ہزاروں کے نشیمن اور بیاہ کرا دیے
اور صدہا طلاق دلا دیں آپس میں دو شیدا سے محبت کے جانی دشمنی کرا دی اور بہت
سی بہو بیٹیاں جنکا دامن تک کسی نے نہ دیکھا تھا انکو نو بار کرا دیا اور بڑے بڑے اڑیل
مہاجنوں کے گھر بھید بتا کر چوروں کو کودا یا جہاں ہوا نہ جاسکی تھی وہاں کا حال بتایا آج
دنیا میں تو کوئی چھل اور فریب ایسا نہوگا جو ہمکو آتا نہو ہم آگ لگا پانی کو دوڑتی ہیں دو
رہتے ہیں اور دشمنی کرتے ہیں ہمارے کاتنے نہیں کیسے تو زمین میں سما جائیں اور دنیا کو
پشت ماہی سے تحت الثری گرا لائیں اور اگر فرمائیے تو فلک چہارم پر اپنے ٹھیں ہو سکتی ہیں
اور ورق آفتاب سے سونا اتار لائیں آسمان پھاڑ کر تھگلی لگانا ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب
ہے عرش اعظم ہلنے لگے اس طرح دل ہلائیں شہنشاہ نے یہ تقریر سنکر استفسار فرمایا کہ تم میں
زیادہ استاد کون ہے انھوں نے اپنے میں ایک عورت کو بتایا کہ وہ سب سے زیادہ چھینال

اور نام اسکا ہوشیار کٹنی ہے اسکو سب نے کہا کہ یہ ہماری ٹہی بلکہ شیطان کی خالا ہے اور
اکثر ہمکو فریب اسنے سکھایا ہے کہ بہت دیدہ ور ہے پر ہنر سے تیز ہوش ہے حسام گر سے سخت دلی
شقاوت کوش ہے شہنشاہ ساحران نے صفت ہوشیار کی سنکر ارشاد فرمایا کہ مجھکو مہرخ سحر چشم
یہان سے بھاگ کر لشکر مہرخ مین گئی ہے چاہتا ہون کہ تو اسکو گرفتار کرا دے اور وہان سے
نکال لاے مجھ تک پہونچا دے ہر چند کہ ساحر زبردست بھیجکر مین اسکو قید کرا سکتا ہون لیکن
ساحر کو عیار قتل کر ڈالتے ہین بدین وجہ کہ عیار مکار ہین اور مکار سے مکاری ہی کرکے
انسان پیش پاتا ہے اور تمکو سبقت میدان فطرت سے دانشمندی لیجاتا ہے مین تجھے سمجھتا ہون
اگر اس مہم کو اپنی حسن تدبیر سے تو سر انجام دیگی مال دنیا سے مستغنی کر دونگا اور درجہ رتبہ
و اقبال کی افزونی جاہ و دولت سے ترقی ہوگی کہ تمام عالم تجھپر رشک کریگا بمصداق قطعہ

چو کار تو از حق برآمد چنان کن	کہ بارے کز از تو کارے برآید
نظر در مراد است یاران ہمان بہ	کہ سبز ہمتے انتظارے برآید

ہوشیار نے مراعات شہنشاہی اپنی نسبت دیکھکر دریاے مکاری ذہن سے شستہ سخن
ظاہر کیا کہ قربان جاؤن یہ کون سی بڑی بات ہے جسکے لیے سرکار اسقدر بہ التجا تاکید مین فرماتے
ہین ایسے کام تو میری چھوکریان کرلیتی ہین اور میری تو یہ صفت ہے کہ بیت

تریاک و زہر ہست مرا بہر زبان	این ہر دو نشان بود ان ہر دشمنان

مضمون اور عمرو وغیرہ کو باندھکر اگر حضور مین نہ لاؤن تو نام اپنا ہوشیار نہ رکھا اپنا اطمینان
کامل رکھیے شہنشاہ جادوان نے اسکو خلعت مرحمت کیا اور زر و جواہر دیکر اور کٹنیون
کو بھی رخصت فرمایا اور ایک ساحر سے حکم دیا کہ ہوشیار کو دریاے خون رواں کے پار
پہونچا دے اسنے تخت سحر پر کٹنی کو بٹھایا اور لیکر چلا بعد جانے کٹنی کے افراسیاب بھی
مع حیرت اور سرصور وغیرہ کے وہان سے اٹھکر باغ سیب مین آیا اور حیرت سے
کہا کہ تم بھی مقابلہ مہرخ مین جاؤ اور اپنے لشکر مین ٹھہر کر منتظر وقت کی ہو حیرت یہ
حکم سنکر سوار ہوئی اور اپنے لشکر کی طرف گئی اس عرصہ مین پیک نامہ خداوند باختر
لقا کا لایا اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ عرصہ مدید گزرتا ہوا کوئی ساحر ہماری مدد کو نہین
آیا لازم کہ مجھکو نامہ دیکھتے کسی ساحر زبردست کو روانہ کر دیکے

صبا بہ منزل جانان گذر دریغ مدار	وزو بہ عاشق بیدل خبر دریغ مدار

شاہ جادوان مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر حرف زن ہوا کہ ای خونخوار شمشیر زن جادو
تم پہلے مخمور کو گرفتار کرنے گئے تھے لیکن سلیمان کے ہاتھ سے بھاگ آئے اب خداوندکی
مدد کو جاؤ گے خونخوار نے جواب دیا کہ حضور کا اقبال چاہیے میرا جانا کیا اور نجانا کیا افراسیاب
نے کہا تم اپنے بھائی عمود زن جادو کو بھی اپنے ہمراہ لے لو اور لشکر کثیر لیجا کر خداوندکی مدد
کرو اس حکم کو سنکر خونخوار اور بھائی اُسکا عازم روانگی ہوئے خلعت رخصت پایا فوج ساحران
کو حکم تیاری ملا بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہوکر طائران سحر پر سوار ہوئے باجے بجے اور ناقوس
پھنکے افسر اژدہون پر چڑھ کر چل کھڑے ہوئے اُن اژدہون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان پر پانی
لہرین لے رہا ہے یا فلک نے موذی پن ظاہر کیا ہے قطعہ

گہے شدہ چو سپہر گرد و گہ بہ نیزہ دراز	گہے نمودہ ز تن حلقہ ہا کمند آسا
نہ ابر لیک ز برق اندرو شدہ پنہان	نہ بحر لیک بر و موج بیکران پیدا

اسی طرح بعد قطع مسافت راہ طلسم سے باہر نکل کر بہم ملتیار قریب لشکر کے پہونچے سلیمان
اور بختیارک آمد فوج ساحران کی علامت دیکھکر استقبال کو آئے خونخوار اور عمود سے
ملاقات کی لشکر ساحران مقام پاکیزہ مین اُترا یا اور ان دونون کو باعزاز تمام بارگاہ مین
پہونچایا لقا کو دونون نے سجدہ کیا اور سنگلون پر قرار لیا ساقی مہ لقا نے جام مئی ارغوانی
انکو پلایا اور ناچ ہونے لگا جب دماغ اُنکے بادۂ خوش گوار سے سرگرم ہوئے حال لشکر امیر
پوچھا بختیارک نے ابتدائے پیدائش امیر یعنے زمان نوشیروان سے ہنگام اپنے بیان
تک مفصل کہہ سنایا اور کہا باعث فتح پانے اسلامیون کا یہ بھی ہے کہ داماد خداوند کے اور لڑکا
اور بیٹیان لشکر حمزہ مین موجود ہین اور خداوند لاکھون تقدیرین روز فرماتے ہین تمام
عالم کے مالک ہین پس بیٹیان خداوند کی کہ نور چکیدۂ قدرت ہین ضرور ہزار دو ہزار تقدیر کی
مالک ہونگی وہی تقدیر کرتی ہین کہ جو امیر سے لڑتا ہے مارا جاتا ہے اور جو طلسم مین عمرو سے
مقابلہ کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے اور از بسکہ خداوند کی بڑی بیٹی کے شوہر شاہزادہ بدیع الزمان
جو طلسم مین قید ہین خداوندزادی چاہتی ہونگی کہ طلسم برباد ہو جائے خونخوار اور عمود نے
جو یہ تقریر سنی ہوش باختہ ہوگئے اور گھبرا کر بولے کہ پھر ہمارا لڑنا بیکار ہے ہمین چاہیے کہ حمزہ کی
اطاعت کرین بختیارک نے جواب دیا کہ یہ امر خداوند کو منظور نہین کہ جو میرا حریف ہوا اوسکی
اطاعت کرین فی الجملہ خداوند کی مشیت پیچیدہ بہت ہی بہتر یہ ہے کہ جو خداوند فرماتے ہین وہ انسان

گریہ اور دمبدم متوقع نزول رحمت خداوندی کا رہے کہ بمصداق بیت

گنہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش و گو گناہ منست

غرضکہ وہ روز اسی طرح یہ دونوں شاہ رونق افزا صحبت آرا رہے اور کسل سفر سے آسودہ ہوئے ایکدن جس وقت کہ تیغ حیات سوز ہندوی شب سپہر زنگار آفتاب پر پہونچی اور رایت چتر سیاہ میدان روزگار پر بمضمون واللیل اذا یغشیٰ کا بلند ہوا کہ بمقتضاے قطعہ

ہوئے بدخواہ یک دیگر جو مردم
سر خورشید نے دستار کی گم
شب تیرہ ہوئی فتنہ پہ مائل
سیاہی ہوگئی ہر سمت حائل

دونوں ساحران نابکار آمادہ کارزار ہوئے اور حکم دیا کہ لشکر میں طبل جنگ بجے ہر ایک معلوم کرلے کہ کل معرکہ جدال و قتال ہے بے لڑے بھڑے جان بچانا محال ہے اس حکم سے بموجب لشکر ساحران میں صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جاسوسان لشکر اسلام بعد توقیر روبروے شہنشاہ کشورگیر بارگاہ اسلامیان میں آئے اور مراسم تعظیم و تسلیم بسزاواری بجا لائے لب عجز کو دعاے دولت ابدقرین بادشاہ میں وا کیا کہ قطعہ

کا ہے مبارک بر شہنشاہی کہ حاصل میکنند
اختران آسمان از طلعت نیکو اختری
مور در دولت شود چون سایہ بر ہما کر
مہر آن روی کہ تو ظل ہمایون گستری
من چہ گویم در کمال کبریای حضرت
آفرین باد آفرین کز ہمہ گوئیم برتری

دو ساحر تیرہ روز بد انجام خونخوار شمشیر زن و محمود زن جادو نام نے لشکر عدو میں آکر قیام کیا تھا آج طبل جنگ بجوایا ہے آمادہ حرب ہوکر بکھیڑا مچایا ہے باقی خیریت ہے یہ عرض کرکے ہلکارے دوبارہ خبر لینے سدھارے لیکن شاہ گردون بارگاہ نے حکم محکم تقاضاے شیم بوق ترکی اور تاسے کیومرثی کے بجنے کا صادر فرمایا چالاک بن عمرو نقارخانۂ سکندری میں آیا داروغہ نقارخانہ نے نذر دی لیکر واسطے عمرو کے امانتاً جمع کرلی پھر فاشیہ طبل اٹھا کر چوب لگائی جسکی صداے پر زور سے سپہر فلک پر جھڑ جھڑایا اور گاؤ زمین کا سر چکرا گیا خلاصہ یہ کہ ارض و غبرا میں زلزلہ پڑ گیا کہ نظم

قیامت سے نہ تھا کچھ شور وہ کم
لگے ہلنے جبال و دشت اس دم
ہوا بہتوں کا زہرہ خوف سے آب
ہر اک دل فرط وحشت سے تھا بیتاب

ادھر اعادی عرصہ گاہ نبرد ہوشیار ہوکر سامان جنگ جوئی میں مصروف ہوئے شاہ کی ذرہ پوشیدہ

برخاست فرمایا پھر ایک سہاد رانی اپنی جگہ پر آیا سلح خانے کھل گئے ہتھیار نکلنے لگے گھوڑوں کے ساز
درست ہونے لگے زرہ جوشن و برگستوان لپیٹ کر کے زیب تن مبارزان نامی کرنے لگے اسطرف
ساحر سحر جنگ کرتے تھے لوچا باٹ حباب منتروں کے ہو رہے تھے ڈمرو بجتے تھے نفیریاں اور جا بجتی
دونوں سمت کے تعریف شجاعت کر کے دل مردان عالم کے بڑھاتے تھے چار پہر رات یہی ہنگامہ
رہا آخر وہ زمانہ آیا کہ تو اسے ظلام ترک شب تیرہ فام نگونسار ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بفروز
تمکین تیغیہ مہر اور نیزہ خط شعاع لیکر توسن سپہر پر سوار ہوا کہ نظم

دگر روز کاین خسرو خاوری ۔ بر آمد بدین چرخ نیلوفری
زمانہ در روشنی باز کرد ۔ جہان بازی دیگر آغاز کرد

صبح ہوتے ہی سپاہ جنگجو و کینہ خواہ جانبین سے فوجوں فوجوں اور انبوہ انبوہ وارد دشت
وغا ہوئی امیر پچھلی رات سے مصروف طاعت الہ تھے دعا سے فتح و ظفر مانگتے واسطے خاندان
خدا کے ولاتے تھے نہایت خضوع و خشوع سے استغاثہ فرماتے تھے کہ بمضمون رباعی

بندہ سے ہو کیا بیان اوصاف خدا ۔ قطرہ کیا کہہ سکے صفات دریا
کن کہتے ہی ہو گیا سبھی کچھ موجود ۔ حقا کہ تو ہی ہے مالک ارض و سما

مجھے اس لشکر شقاوت اثر پر فتحیاب فرما تا ہر آفت سے بچانا اس دعا کرنے میں خبر ورود جنود میدان
قتال میں سنی آپ بھی سلیح جنگ سے آراستہ ہو کر اور تبرکات انبیا علیہم السلام مزاست فایض
البرکات پر پیراستہ فرما کر مسجد کریاس سے برآمد ہوئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر در دولت
دالانعمت سلطان گردون رفعت پر حاضر ہو کر ٹھہرے یہاں تمام سرداران لشکر سلیمان
آئے اور امیر کو مجرا کر کے منتظر تشریف آوری شہنشاہ ہوئے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی
کا پردہ چرخی پر کھنچا ہر ایک سردار مع امیر کے مجرا گاہ پر جا کھڑا ہوا دیکھا محل سے کنول بردار
اور لالٹینیں اور پنچشاخے والیاں طلائی نقرہ پنچشاخے لیے ظاہر ہوئیں اور [illegible]
عود و عنبر کے کھلے اور لوبان کے بخور کرتے ظاہر ہوئے پھر ترکنیں اور حبشنیں اردا بیگنیاں [illegible]
انتظام کناں دروازے تک آئیں اور کہاریاں تخت جہان پناہ اٹھائے لباس زریں پہنے [illegible]
سروں پر لگائے جیسے ہی دروازہ پر پہنچیں نقیبوں کہاروں سے تخت پہنچ کر [illegible]
زنانہ پھر گیا مردانا [illegible] نظم

شہنشاہ گردون پناہ عالی جاہ ۔ [illegible] ہوتا ہی سے تا ماہ

حسد خصلت ہے یہ تکو القاب ہا	رونق تخت و تاج عرش جناب
دشمن اس کے ہر گز نا مراد رہیں	دوست آباد و رشاد رہیں

جمال باکمال سلطان عالی شان جب نظر آیا امیر اور سرداروں نے مجرا کیا پایہ تخت شاہی کو بوسہ دیا چاروں طرف سردار گھوڑے اڑاتے قلب میں تخت کو لیے نقارے پر چوب پڑی نقیب افسانہ جنگ پہلوانان گذشتہ پڑھتے آگے بڑھے اور اسی شان و شوکت سے قریب دادگاہ مصاف پہونچے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ ابیات

اٹھا ہر سمت سے شور قیامت	ہوئی بس مشتعل نار عداوت
زمیں ہلنے لگی نیچے قدم کے	کیا طوفان پھر برپا نے علم کے
ہوا وہ آب بستہ بحر جاری	سما ڈانوا ڈول اوس کی اضطراری
جو قطرہ تھا وہ سیلاب دمان تھا	جو ذرہ تھا وہ دشت بیکران تھا

جس وقت کہ وارد دشت قتال ہوئے دیکھا کہ لقا فوج بیکران لیے ہوئے کہ دو رخ تخت ہاتھی پر کھڑا ہے آیا ہے تخت زرنگار کہ خواصی میں بیٹھا مگس رانی کر رہا ہے گرد سالاران لشکر کا مجمع ہے فوج ساحران کا ایک جم غفیر جا بجا پرا جمائے ہیں تلوار کی چمکتی ہیں سحر سے شعلہ ہائے آتش بلند ہیں دمامے اور دہل کی آواز گنبد گردان تک گردوں میں پہنچی ہے غرضکہ اول جلیداروں نے میدان برابر کیا پھر سقوں نے گرد و غبار آب پاشی کر کے بٹھایا اور صف آراؤں نے میمنہ میسرہ درست فرمایا گردآوروں نے لشکر کا سماں پایا کہ نظم

ہوئے آراستہ لشکر بدستور	دل خالی ہوا جیسے کہ زنبور
نقیبان و غازیان دی یہ آہنگ	دلیرو ہے یہ وقت نام اور ننگ
نہیں ہے جگہ رہنے کا یہ ہنگام	بڑھو آب روان کی طرح ہر گام
دمامہ کوس و دہل بجنے لگے ہر بار	ہوا تھا فتنہ خوابیدہ بیدار
گھبرا تھا دل یہ ہر لشکری کا	کہ شمشیر اور کمان استادہ تھا

جب کارسازی لشکر ہو چکی عمرو زن جادو اجازت لقا سے لے کر میدان میں آیا پہلے اک چتر سیاہ کر اپنی شوکت دکھا کر للکارا کہ اے لشکر خدا پرستان و اے زہرہ ستان جس کو آرزو ہو مرنے کی میدان میں آئے میدان میں لشکر امیر میں شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان زرنگار و سیاہ مہر صاحب دستار شمشیر بند سلیمانی پر سوار تھے اور طلسم کا ہو یا گیا بادشاہ کی

ہو رہی تھی جام بادۂ احمر انجمن نشینان کو دیتے تھے لیکن بوجہ گرفتار ہوجانے سرداران قاسم کے مزاج ہمایون شہنشاہ مکدر تھا ناچ و راگ کا چرچا نہ تھا اور اس طرف لقا بھی اپنی بارگاہ میں جب پہونچا فرط عشرت سے حکم جشن ہونے کا دیا لولیان قمر طلعت و رامشگران مہر صورت نے ترانۂ خرمی آغاز کیا رقص و سرود کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر ہیراجو کی سب طرح کی درستی ہوگئی سرداران امیر جہان قید ہین وہان ساحرون نے حصار کھینچ کر دیا کہ کوئی عیار آکر دستبرد نہ کرے بعد اس اہتمام و انتظام کے بختیارک نے عمرو ذرلن کو گرمایا کہ دشمن کو فرصت دینا اچھا نہین ہی آج ہی نقارۂ رزم بجواؤ اور لشکر عدو کا خاتمہ کرو خداوند کی عادت ہی کہ تقدیر پلٹ دیتی ہین آج تمھاری نسبت تقدیر اچھی کی ہو آیندہ شاید بندگان حضور سے پھر رحم آجائے اور تقدیر پھیر دین اس سے بہتر ہی کہ اسوقت کو غنیمت سمجھو ان باتون کو سنکر عمرو ذرلن نے حکم دیا کہ کوس رزم پر چوب پڑے جب حکم نفیر سحر کو دم ملا اور لڑنے والون نے نقارۂ جنگی بجایا ہرکارون نے جو بامر جاسوسی یہان موجود تھے خبر جاکر خدمت شاہ اسلام مین گذارش کی شہنشاہ ہنوز نواخت طبل رزم کی نسبت کچھ فرمانے نپائے تھے کہ شاہزادہ ملک قاسم دشمن افراسیابی سر افکندہ و برد تخت شاہ آئے و بادب تمام عرض پیرا ہوئے کہ نظم

شہا بخت و جاہ تو پائندہ باد
مہ و سال میمون و فرخندہ باد
فلک بندہ و آفتابت غلام
زمانہ مطیع و جہانت بکام

آج پھر نام پر طبل جنگ بجے یعنی کل سوا امیر کے اور کوئی مقابلہ کرنے ساحرون سے میدان مین نہ نکلے کیونکہ اس اتفاق سے رفیق آج بہت سے گرفتار ہوگئے ہین چاہتا ہون کہ عمرو ذرلن کو سر اسکے تخت و رن اور بعد اس نامزا کا کاٹ کر خدمت عالی مین حاضر کرون اور یا مین بھی مثل اپنے رفقا کے اسیر و دستگیر ہوکر ان وفاشعارون کا ساتھ دون کہ قطعہ

صحبت یاران غنیمت دان کہ نقد زندگی
خاص از بہر نثار صحبت یاران خوش است
خوشتر بود بہر تماشا گلشن عمر عزیز
آن تماشا ہم بدیدار ہوا داران خوش است

یہ عرض شہزادۂ گرامی منزلت کی شہنشاہ نے مسموع فرماکر ارشاد کیا کہ ای شہزادۂ عالی ہمم دا ساحر اعظم ہی تمھارا اور اسکا مقابلہ کیا ہی یہی مناسب ہی کہ

نہ ہر جای مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] زمانہ [illegible] ساحران [illegible] کا ہتھیار [illegible] ہونگے اور سردار تمھاری رہا ہوں [illegible]

آ گئین تھے غرض ہر چند لآلی آبدار اندرز و پند دامن شہزادہ مین شاہ اسلام نے گرائے لیکن قاسم نے
اُنکو زیب گوش اپنے شنا ہر ہوش کے نہ کیا اور اپنی غرض کے پذیرا ہونے پر مصر ہوا اور کہا اگر یہ
نامزد ہوکر طبل جنگ نہ بجے گا تو غلام اپنے تئین جوہر کریگا آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ مخصوص
ساتھ بنام شہزادۂ قاسم نقارہ رزم بجے یعنی یہ مشتہر کر دیا جائے کہ کل سوا سے قاسم کے کوئی
لڑنے کا ارادہ نہ کرے حسب الارشاد خسرو گیتی ستان چالاک نے نقار خانے مین جا کر شہر لیہ
بنام شہزادۂ قاسم طبل سکندر پر چوب لگائی کہ نظم

یہ غرش ہوئی جو طبل سکندر را	تزلزل مین پڑے کہسار او بحر
اُڑ گئے اس صدا سے دیو کے ہوش	ورندہ اس سے تھا بریدہ گوش

طبل شہرطی بجنے سے دونون لشکرون مین قاسم کے مقابلے کی خبر مشتہر ہوئی اور زنجیا کے تمتے
جب یہ کیفیت سنی پکارا الصلوۃ بر محمد و آل محمد و لعنۃ اللہ بر لقا اے عمرو زرن اب تم دونون بھائی
زندہ رہتے نظر نہین آتے آج خداوند کے داماد نے طبل اپنے نام پر بجوایا ہے پھر خداوند کے سب
جاہین تھے کہ بیٹی میری رانڈ ہو جائے اور اُدھر خداوند زادی تقدیر تیرے ہلاک ہونیکی کیونکی
عمرو زرن یہ تقریر سنکر گھبرایا اور لقا کی طرف بحسرت دیکھا اس مردک نے کہا تم گھبراؤ شیطان
کے کہنے پر نہ جاؤ وہ ورغلاتا ہے اور اسکا کام بندگان قدرت کو بہکانا ہے مین تقدیر آج مٹھی
مین بند کیے لیتا ہون کل جیسا موقع دیکھونگا ویسا کرونگا خلاصہ کلام تیاری جنگ کی دونون
لشکرون مین ہونے لگی شاہ لشکر اسلام نے دربار سے برخاست فرمایا ہر ایک سردار
اپنی اپنی بارگاہ مین آیا قاسم جب اپنے مقام پر پہونچے دل سے مشورت پذیر ہوئے کہ
کل روز معرکہ نبرد ہے کہ سحر سے تم نابلد ہو ضرور ہے کہ قتل ہو گئے یا گرفتار ہوکر سامنے لقا کے
پہونچوگے پھر وہ دشمن خدا بڑے عذاب سے قتل کرائیگا اس سے بہتر ہے کہ اس دنیای فانی
پر اعتبار نکرو اور جوان مراد لطف اٹھا لے گوناگون جہان سے آج تم بھی چاشنی عیش و عشرت
چکھو اور اسکی لذت معلوم کرو کیونکہ اس غدار نے ہزار دن کو برابر حسرت و ارمان آغوش
لحد مین سلایا ہے اور سیکڑون کو ہزاران تمنا و آرزو خاک مین ملایا ہے کون اس دار ناپائدار
سے دلشاد ہوکر گیا اور کس نے اس سے دل لگا کر نخل عشرت و کامرانی سے ثمر مراد اور
گل امید دامن آرزو مین چنا کہ نظم

ازل سے ہے یہی دنیا کا دستور	کوئی ناکام ہو اور کوئی مسرور

کسی کے بر مین ہے پیراہن زر
کسی کا گھر ہے رشک صحن گلشن
کسی کا رات کو ہے خشت پہ سر
نہین سر پر کسی بے پر کے چادر
کوئی بابلبل ہمنوا کرتا ہی شیون
کسی کے سر پہ ہی شاہی کا افسر

خلاصہ کلام دل سے شہزادوں نے دنیا کو فانی سمجھ کر تنبیہ کیا کہ آج سامان عشرت ہر طرح کا مہیا کرکے خوب عیش و نشاط مین بسر کیجیے کہ بہشت بر لب جوے نشین و گذر عمر ببین + این اشارت ز جہان گذران مارا بس + اس کیفیت کو دل سے تجویز فرما کر سیارہ بن عمرو اپنے عیار کو بلا کر ارشاد کیا کہ لشکر اسلام جہان تک اترا ہوا ہی اسکی حد سے پانچ کوس بڑھ کر لب دریا خیمہ زرنگاری رسے لیے نصب کیا جائے اور صحرا کے درختون کو بادلے سے منڈھوا دو کوسون تک روشنی کرا دو ارباب نشاط حاضر ہو کر مجرا کرین آج جنگل مین ہم سیر شب ماہ دیکھین گے خاطر حزین کو شاد و خرم کرینگے اس حکم کو سنتے ہی سیارہ نے انتظام کیا ہزارہا آدمی دوڑ پڑا لشکر کی حد سے دور بہ سر دامن کوہ مین جنگل کو خار و خاشاک سے صاف کرا یا اور ایک کوہ پرشکوہ کا دامن جو نہایت وسیع اور فرح افزا تھا تجویز کرکے خیمہ استادہ کیا فی الواقعی اُس پہاڑ پر روح فزا و نثار تھی قدرت خالق بر و بحر سے طرفہ بہار تھی مثل ہمت جوانمردان او رمانند رتبہ صاحبدلان کے بلند تھا سر کوہ فرق ہمت اوج سپہر سے ارجمند تھا چشمہ ہاے شیرین صاف تر دل اصفیاے پاکبازان سے اُس مین جاری کنارے چشمون کے سبزہ ہاے زنگاری دامن کوہ مین کوسون تک رہا حین وانہار مثل نجم فلک کے تابان اور جدال آب روان رشک دہ انہار روضۂ رضوان سبزہ سایہ بید مین آرام گیر اور یاسمن لب آب او رکنار چمن مین فرحت پذیر پاے ثبات کوہ کی نسبت والجبال اوتادا کہنا واجب تھا فضاے وشت کی صفت مین فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی لکھنا روا بنفشہ حوالی گل مین گویا گرد عارض گلرخان زلف دلفریب کا جوبن دکھاتا تھا اور سنبل تر لالۂ احمر کے قریب مثل خط غالیہ بیز سبز رنگون کے آگاتا تھا جیسے نوجوان رعنایان گلشن کی مسین بھیگتی تھین ایک جانب بید طری نیمہ اطلس گلگونکا پہنے اور سرو سہی جامہ حریر در بر کیے زبان نسیم مشکبار نے اسرار روائح گلزار کو چارسوی عالم مین فاش کیا تھا اور گفتگوے بلبل اور حکایت رنگ دلوے گل کو ساکنان ہفت عالم بالا کے کان تک پہونچایا تھا طائران شیرین نو خطبۂ ثناے ملک متعال زبان حال سے پڑھتے تھے کہ نقاش قدرت نے لوح سنگین کوہ پر قلم قدرت سے کیا کیا نقش زیبا رقم فرمائے ہین اور

کلک نیرنگ تحریر باغبان تقدیر نے کیسے کیسے گل بوٹے بنائے ہیں الحق بیت

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانست | کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبان است

نظار ارباب بینش میں کنارے جوئبار کے خط سبزہ سے حرف وفجرنا فیہا من العیون پڑھے جاتے تھے اور لوح زمرد میں سبزہ سے وجعلنا فیہا جنت رقم قلم کدیور حقیقی نظر آتے تھے کہ ابیات

ریاحین بر کنار جو سے رستہ | آب تر آلہ دستہ دررو شستہ
درختان چون بتان قد بر کشیدہ | زیک دیگر بخوبی سر کشیدہ
نوا از شاخ مرغان خوش آواز | با لحان ارغنونہا کردہ بر ساز
نہال سرو کز جنت سبق داشت | خط طوبیٰ لہم بر ہر ورق داشت

ایسے مقام دلکش میں آرامگاہ شہزادہ عشرت پناہ آراستہ کی اسباب شاہانہ کیسا رہ نے مہیا کیا کہ نظم

جیسے زیور از گوہر شاہوار | جیسے خانم و یارہ و گوشوار
جیسے درج و صندوق با قفل زر | پر از لعل و یاقوت و درو گہر
ز زرینہ آلات و سیمینہ ظروف | ز ہر گونہ تحفہ ہائے شگرف

نہروں میں کنول بلور کے روشن کر کے چھوڑ دیے اور درختوں کو بادلے سے منڈھا جھاڑ فرشی قد آدم استادہ کیے فرش شاہانہ لب نہر بچھایا کنارے ہر جوئبار کے سرو چراغان کیا میخانہ ایک جانب سجا گیا اور ایک سمت پلنگ جواہر کار شہزادہ کا لگایا مہوشان گل اندام آکر جمع ہوئے اور دشت میں گاتیاں ڈوپٹہ کی باندھ کر جھلی جھلیا کھیلتے تھے مور نیکھیاں اور بجر کے چشموں میں پڑ گئے جلترنگ اندر بجنے لگا اور ماہجبینوں نے کہ جو لہنگے جواہر کار پہنے تھیں اور کرتے مگر دہان ہاتھوں میں رکھتی تھیں پچھر دن کو کھینا شروع کیا اور ہر سمت ناچ کنارے کنارے ہونے لگا مقیش کترا ہوا اڑایا جاتا تھا تارے فلک سے ٹوٹ کر گویا زمین پر گرتے تھے قمقمے اور رنگ کی پچکاریاں چلتی تھیں حقیقت میں یہ عالم تھا کہ نظم

وہ خیمہ جو تھا غیرت آسمان | سجا اُس جگہ پر بصد عز و شان
طناب اُس کی ہر ایک زرتار تھی | شعاع تھی مگر وہ خط مہر کی
کھنچے آگے خیمے کے وہ سائبان | کہ تھا سلک گوہر کا جس میں سمان
سراپچے ہر اک سمت اٹھوا دیے | در باغ خلد بریں وا کیے
تمامی کا ہر جا پہ بچھوایا فرش | زمین بن گئی واں کی سب شکل عرش

لب نہر روشن چراغان ہوئے — کہ پانی میں اختر نمایان ہوئے
اوڑاتے تھے مہتاب جو سب کھڑے — ستارے فلک سے لگے ٹوٹنے
لٹکتے تھے جو گیند بلور کے — درختوں میں پھل تھے لگے نور کے
پریرو ہر اک سو تھے بازی کنان — عجب حسن انکا عجب آن بان

جب یہ جلسہ عشرت پیرا جمع ہو چکا شہزادہ کو اطلاع دی قاسم لباس رنگین پہنکر اور آرائش اپنی زر و گوہر سے فرما کر زینت بخش انجمن ہوا مسند جواہر نگار پر لب نہر آکر بیٹھا سامنے رقاصان زہرہ نا چنے لگے اور اشعار عاشقانہ گانے لگے ہوا اندھیرا جاتا کیسا سماں بندھا وہ سناٹے کا عالم اور صحرا کی فضا فرش زمردین سبزہ زنگاری پر چاندنی کا چھٹکنا اور کھیت کرنا عجب لطف دکھاتا تھا زمین فرح افزا سے اور عکس ستارگان سے فلک اطلس بنی تھی پھولوں کی خوشبو سے زمانہ مہکتا تھا ایسے وقت میں مہ رخوں نے اور نغمہ سروں نے لہک کر جو بھاگ گایا تو ناہید فلک کو دیوانہ بنایا کہ مثنوی

گل نغمہ سر تھی کی تھی یہ بہار — کہ صحرا کے گل پا اسکے آگے تھے خار
فقط بلبل و گل کا کب تھا ہجوم — کہ گرتی تھیں وان ڈالیاں جھوم جھوم
بچھی ہر طرف چادر نور تھی — یہی چاندنی اس کو منظور تھی
بندھا اس طرح کا جو اس دم سماں — صبا بھی لگی رقص کرنے وہاں
وہ سنسان جنگل وہ نور قمر — وہ براق سا ہر طرف دشت و در
وہ اجلا سا میدان چمکتی سی ریتا — اوگا نور سے چاند تاروں کا کھیت
درختوں کے پتے چمکتے ہوئے — خس و خار سارے جھمکتے ہوئے
درختوں کے سایے میں مہ کا وہ روپ — گہے جیسے چھاؤں سے چھن چھنکے وہ دھوپ
تماشا نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی — در و دشت غش ہو پڑے تھے سبھی
نظر جو کہ کرتی تھی بوٹی جڑی — ہر اک عالم شوق میں تھی کھڑی
یہان تک کہ وہ بھی جو تھے نقش پا — وہ بیٹھے تھے کان اپنے ادھر لگا

ساقی رنگین لباس نے پیمانہ شراب ہوش ربا بیادگن اساس تو بہ دینا شروع کیا دماغ بادہ ناب سے شہزادہ کا گرم ہوا خیال آیا کہ اسوقت کوئی معشوق نیا چہرہ دیدار اگر پہلو میں ہوتا تو بہتر تھا کہ فرد

چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا چلتی ہے دریا ہے — فقط اک تیری جا ای ساقی گلفام باقی ہے

اس قدر کہنے پائے تھے کہ عجیب اتفاق ہوا یعنی یہاں سے کچھ دور پر قریب سرحد طلسم ہوشربا ایک

پہاڑ ہی کہ نام اسکا نرگس کوہ ہی اور حوالی کوہ مین ایک شہر آباد ہی اور قلعہ مستحکم بنا ہی حاکم اُس
شہر کا زنار بلا افگن جادو نام مصاحب خاص افراسیاب شاہ جادوان ہے اور ہمیشہ
دربار افراسیاب مین اندر طلسم ہوش ربا کے رہتا ہی اور خراج گزار شاہ جادوان ہی ہرچند کہ
یہ شہر بیرون طلسم آباد ہی لیکن ساحرون کی بستی ہی اور خلقت یہان کی مطیع شہنشاہ افراسیاب
کی ہی زنار اسلیئے کہ طلسم مین حضور رہتا ہی اسلیئے زوجہ اسکی ملکہ خنشطل جادو سریر جہانبانی پر بیٹھی
ہی اور انتظام سلطنت کرتی ہی اور ایک دختر اسکی ہی کہ حسینان جہان کو حسن اُسکا غیرت دلاتا
ہی اور یوسف مصری کو غلام بناتا ہی یاد مین اُسکی لعبتان روزگار زلیخا کردار سودے کا قفل سر پر بانا
فریفتہ تھے مین اور مجنون وار لیلی عذار دہر صحرا بصحرا پہرتے ہین کہ بیت

روز ولادتش چو نظر کرد مشتری	انصاف داد و گفت کہ این سعد اکبر ست

نام اُس رشک گلزار کا ملکہ نرگسی چشم ہی ہمیشہ مثل ماہ سپہر کے سریع السیر رہتی ہی لیکر دو دو شت
و بحر کی سیر کرتی ہی آج کی شب ہمراہ کنیزان خورشید رو اور وزیرزادی سوگند جادو نام کے
تخت سحر تیار کرا کے سیر کنان اپنے باغ سے روانہ ہوئی اتفاق سے طرف پہونچی کہ جہان قاسم
جلسہ کیا ہی سامان عشرت مہیا ہی صدا ارغنون اور صورت قانون اور حسن بتان اور مشعل
دیدہ ماہ لقایان کی کیفیت دیکھکر چاہا کہ اس جلسہ مین جا کر تفصیل جملہ سامان مشاہدہ کرون لیکن
سوگند نے منع کیا کہ اے ملکہ غیر صحبت مین جانا اچھا نہین لازم ہی کہ سامنے اس جشن گاہ کے کہین
اُتر کر ٹھہریے اور یہین بزور سحر فرش شاہانہ اور اسباب ملوکانہ حاضر کرون ناچ دیکھیے آپ آرام
انبساط ہو بیٹھیے جو کوئی اس محفل خلد مشاکل کا بانی ہوگا وہ یقین ہی کہ آپ کا حال دریافت
کرے اور حضور سے ملنے کی طرف آئے پہر اسوقت پیام و سلام ہو کر سارا حال منکشف ہو جائیگا
اور جہان آپ جاتی ہین وہ خود آئیگا ملکہ نے یہ کلام سنکر وزیرزادی کی رای کو پسند کیا اور
سوگند نے تخت زمین پر اتار کر ایک مقام پاکیزہ و مصفا پسند کر کے ایسا سحر پڑھا کہ وہ
مقام مہر خار رشک لالہ زار بنا اور گلستان عشرت پیراستہ ہوا کہ نظم

شبنم اُس سبزہ زار کے اندر	جون زمرد کے کان مین گوہر
تھی ادہی سبزہ زار کے اندر	ایک نہر روان اُدہر سے ادہر
یون نظر آتی تھی وہ ضرب مثل	سبزہ کاغذ پہ نقرئی جدول
نہر کے آس پاس بوتیمار	کہین طاؤس تھے قطار قطار

کہین جو سجدہ کہین گو کو
فقط یار محو یا حق ہر سو

جب اس سامان عشرت انتما اور جائے فرحت افزا کی درستی اور انتظام ہوچکا لب نہر وہ سرو خرامان مسند پر جلوہ کنان ہوئی اور کنیزین سازنے کر بجانے لگین غزلہائے عاشقانہ گانے لگین کہ غزل

وہ بیکس ہون نہین ہے کوئی میرے غمگسارون مین
رہا اک دل سو وہ بھی ہے تمھارے جان نثارون مین

سوے گور غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب
مرے کشتے کی تربت کون سی ہے ان مزارون مین

ترا اٹھنا ہوا جوبن یہ اٹکھیلو گذر گذرا ہے
کہ لوٹے جاتے ہین مارے ہنسی کے پھول ہارون مین

حقیقت عاشقون کے مرگ کی ہم سے کوئی پوچھے
بہت جب نیند آئی سو رہے جا کر مزارون مین

ادھر بھی اک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ
الٰہی حشر کے دن آنکھ نیچی ہو نہ یارون مین

جگر روتا دل کو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے
ہم اسکے سوگوارون مین یہ اسکے سوگوارون مین

ادھر دل لوٹتا ہے اس طرف بجلی تڑپتی ہے
الٰہی خیر ہو بحث آپڑی دو بیقرارون مین

تقاضا ہے آئینہ پر مانگتے ہین عکس سے بوسہ
وہ خود اپنے در دولت پہ ہین امیدوارون مین

رہے ہم زخمیون کی قبر مین یارب کوئی روزن
مرے مرکر بھی آنکھین جھانکی آہ مزارون مین

ہوے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا
بٹا یہ خون ناحق چلو چلو گلعذارون مین

آہیر ایسے نہ سیکھی دخت رز آنکھون مین پی جاتے
ہوائی کا گذر شاید نہین پرہیزگارون مین

قاسم کے سمع ہمایون مین گانے کی صدا آئی مسند سے اٹھکر میدان مین آئے ازبسکہ چاندنی چھٹکی ہوئی تھی دور ایک جلسہ حسینون کا نظر آیا عقل حیران ہوئی کہ الٰہی یہ پریان ہین یا حوران جنان ہین یہ کیسا عشرت کا سامان ہے آخر دل نے کہا اس جلسہ کو چل کر قریب سے دیکھیے یہ سوچکر اسی سمت کا راستہ لیا جب نزدیک اس انجمن رشک دہ انجم کے پہونچا یہ عالم نظر آیا کہ نظم

بحر دیگر

سامنے اک نگار کو پایا +
بوستان مین بہار گویا پایا +

باور کا اک چبوترہ خوب
اک حوض بھی اسکے آگے محبوب

اسپر تخت اور تخت پر حور
یعنی اک نازنین مغرور

بحر دیگر

گرد حلقہ کیے کنیزین سب
چاند کے گرد جس طرح کوکب

باغ کی سیر کوئی کرتی ہے
کوئی انگیا مین پھول دھرتی ہے

کوئی گلدستے محو گلبازی
کوئی دکھلا رہی ہے طنازی

گلبدن اک کھڑی ہے زیر شجر
ہے لب نہر اک پری پیکر

کوئی چھوٹے پنچھی گاتی ہے
کوئی ملتان زمزمہ لگاتی ہے

کہین کوئی بجا رہی ہے ستار
خوش گلو کوئی گا رہی ہے ملار

ذائقہ دل مین سب کی سب کمسن
جھانکنے تاکنے کے اونکے دن

بے حجت بات وہ کہ کرتی تھین
اپنی چالاکیون پہ مرتی تھین

اون کا مارا نہ مانگتا پانی
سچ تو یون ہے جوانی دیوانی

بیچ مین اونکے تھی وہ ماہ لقا
حور و پریان ہون جسپہ دل سے فدا

نازنین نوجوان حسین کمسن
مار رکھنے کے عاشقون کے دن

فتنۂ دہر قامت رعنا
چال مین دم مین حشر کر دے بپا

ابھی اس صنم زیبا صورت کی شکل کو دیکھ کر کیونکر کسی دل کو قرار رہے کہ جسکے عکس رخسار نے روشنی طلیعہ سحر کو دی ہو اور جسکے رنگ زلف تابدار نے غالیہ فروش شام کی ظلام سے مدد کی ہو سپہر مینائی نے نظیر اسکا سواے آئینہ چہرہ اور کہین نہ دیکھا تھا اور نقش بند خیال نے تمثال بے نظیر کو اسکے سواے عالم خواب کے اور کہین نہ پایا تھا بمقتضای مثنوی

لب لعلش نگین خاتم جسم
دہان از حلقۂ انگشتری کم

زنخ چاہ عارضش روی ہوا لعل
خم زلفش و آتش کردہ صد نعل

عذارش قبلۂ آتش پرستان
دہانش آرزوی تنگدستان

قاسم ملک نگاہ اس رشک ماہ پر شیفتہ ہوا اور بآواز بلند پکار کر اس رباعی کو پڑھا کہ رباعی

ہم کیونکر نہ آہ و نالے کرتے ہین زمین
ڈھونڈھ پھر کر کس طرح نہ بھرتے ہین زمین

اٹھتے ہی لیے جہان مین حدآت ہم تو
جیتے نہین کہ تا کسی پہ مرتے ہین

اس صدا کو چند کنیزان ملکہ نے سنا اور آئینۂ رخسار شہزادہ عالی تبار کو دیکھکر اپنے تئین حیران کار بنایا لیکن براہ ناز و انداز اون شوخ چشمون نے ڈوپٹے سے منہ چھپایا اور راہ ہی ادہر کی سامنے سے بھاگین اور اپنی ہمجولیون سے آکھلا اٹھلا کر ہاتھ ماتھے پر رکھکر انگلی دانتون مین دابکر گویا ہوئین کہ نظم

ملک قاسم کی اس جا پاکے آہٹ
لگین دکھلانے سب وان چلبلاہٹ

خجالت کے پسینے مین کوئی غرق
جھجک کر کوئی آنکھون سے جون برق

کوئی بولی بھلا لازم یہ کب ہے
یہ کیسا دن دہاڑے لوٹ غضب ہے

نہ جس سے واسطہ نہ جان پہچان
وہ آیا بن بلائے گھر مین مہمان

ڈھٹائی دیکھو کر اس نوجوان کی ❊ مین اپنے دل مین یہ حیران ہون جی
یہ ہی کون اپنے دل مین کیا ہی سمجھا ❊ جو اس جنگل مین تنہا اس طرف آ
کھڑا ہی گھورتا ایسا نڈر ہو ❊ ذرا اس کے کلیجے کو تو دیکھو
کوئی بولی ہوئی ہی عقل کچھ گم ❊ زنانے مین نہ گھس آنا کہین تم
ابھی بچے کی خوبی واہ جی واہ ❊ قیامت گرم ہوا للہ اللہ

اس گفتگو کو سوگند وزیرزادی نے سنکر کنیزون کو ڈانٹا کہ اری ستانو یہ کس سے ایسی باتین کرتی ہو لونڈیون نے عرض کیا دیکھیے یہ کون سامنے کھڑا ہی اوئی مردوا کیسا ڈھیٹ ہی کہ کسے بھی نہین ہٹتا قاسم نے یہ باتین سنکر ہنسکر کہا کہ بہت ہم چاہین تو ذرا توڑ کے درانہ در آئین یہ پردہ لیے بیٹھی رہیے دیوار تمہارا + سوگند نے کہا کیا کہنا آپ ایسے ہی ہین مگر یہان کوئی اودہاتی نہین ہی یہ باتین کسی اور جگہ جاکر کیجیے بہر مہربانی رکھیے خلاصہ کلام اس تکرار کے ہونے سے ملکہ نے بھی آواز سنی اور بولی کہ ارے یہ کیا ہی جو سب ایک جگہ غول باندھے کھڑی ہو اور چیختی ہو ایک کنیز نے جواب دیا کہ حضور یہان مردوا گھس آیا ہی ملکہ بھی اٹھی کہ مین تو چل کر دیکھون اور وہان آئی کہ جہان شہزادہ کھڑا تھا ملکہ کی نظر اسکے جمال بے مثال پر جو پڑی اک تیر کمان خانۂ عشق کا کھایا اور اس شہسوار حسن کے ناوک مژگان کا اپنے دل وحشی کو نشانہ بنایا خنجر جانستان ابروان پرخم نے حلال کیا اور تیغ ادا و ناز نے ایک ہی وار مین تسمہ بھی لگا نہ رکھا عقل و ہوش کا فیصلہ کر دیا دیکھا کہ ایک محبوب لاثانی جس کی ابھی جوانی ہی آفتاب رخسار ہی گلشن خوبی کا گل نوبہار ہی اگر مردم چشم شب تاریک مین رخسار روشن اسکے دیکھین تو یقین کرین کہ صبح صادق افق مشرق سے طالع ہوئی ہی اور اگر دیدۂ روزگار پردۂ شب دیجور مین اسپر نظر کرے تو بیشک جانے کہ آفتاب جہان تاب کی روشنی پھیلی ہی عارض گلگون مثل گل سیراب اور خط رخسار پر مثل سنبل کے پرپیچ و تاب یہ معلوم ہوتا تھا کہ نقاش حکمت نے دائرۂ عنبر تر کا پرکار قدرت سے صفحۂ عذار پر کھینچا ہی یا کاشتکار دہقان فطرت نے سبزہ کنارے آب حیات کے اگا ہی الحق اسکی شان مین یہ کہنا روا ہی قطعہ

چوگان ز مشک بر مہ تابان کشیدہ ❊ سر را چو گوے در خم چوگان کشیدہ
آن خط سبز فام کہ خضر است نام او ❊ خوش بر کنار چشمۂ حیوان کشیدہ
آوردہ ز شب سیہ سائبان حسن ❊ بر روے آفتاب درخشان کشیدہ

ملکہ تھرا کر گری غش کر گئی اور شہزادے کا بھی یہی نقشہ ہوا سوگند نے دونوں کو گلاب و کیوڑا
چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ شہزادے کی کھلی ملکہ بھی ہوشیار ہو کر پاس کھڑی تھی ہاتھ میں ہاتھ
ڈال دیا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا آخر دونوں خراماں خراماں آکر مسند پر بیٹھے لیکن وہاں کا
سیارہ نے دیکھا کہ سارا جلسہ جمع ہے لیکن شہزادہ نہیں ہے بہت نگران ہوا کچھ دور
چند پریوں کو صحبت آرا دیکھ کر یہ بھی اوسی سمت چلا قریب پہونچکر شہزادے کو پاس ایک حسین
کے بیٹھا پایا اور وزیرزادی کو اوس پری کی مصروف انتظام دیکھا سیارہ اسپر عاشق ہوا اور
پاس اپنے شہزادے کے آکر بیٹھا سوگند نے جو اسکی صورت کو دیکھا از بسکہ بیٹا عمرو کا ہے
اور خواجہ کا حلیہ اکثر بیان کیا گیا ہے اس وجہ سے اسکی بھی صورت دیکھتے ہی تو ملی اور لا حول
مثل ہوش صحرائی کے سوگند نے قہقہہ مارا اور نوبت پہونچی ملکہ سے کہا حضور ذرا دیکھیے
یہ ہیں ماش آکر کھڑا ہوا ہے سیارہ نے کہا مجھے تو سب پیل اور جنگل کے درختوں پر
چھپکلیاں اور گرگٹ نظر آتی ہیں اس کلمہ پر سب نے قہقہہ لگایا اور شہزادے نے ساغر
چھلکایا شریک بزم کیا اسوا صل ملکہ نے سوگند کے اشارے سے شہزادے کو جام مے ارغوانی بھر
دیا شہزادے نے ارشاد فرمایا کہ اے گل بوستان خوبی و اختر سپہر محبوبی تم کس کی لخت دل افروز
کی ہو اپنا نام نامی ظاہر کرو اور اپنے دین و آئین کا پتا بتاؤ اگر مذہب اسلام رکھتی ہو تو
ہم یہ شہزادے ہیں اور نہیں تو ہم کہاں اور تم کہاں ملکہ نے یہ کلام شاہزادہ عالی مقام سنکر
کہا آپ اپنا نام بتائیے مجھے تو تمام عالم جانتا ہے کہ ملکہ نرگسی چشم ہوں اور تمام کیفیت اپنی بیان
کی شاہزادے نے سب سارا حال کہہ سنایا کہ مجھے قاسم بن عالم شاہ بن حمزہ صاحبقران
کہتے ہیں اور ہم لوگ غیر ملت و مذہب والے الشان سے محبت نہیں کرتے اگر ہماری دوستی
درکار ہو تو ہمیشہ توبہ کرو اور لقا و دیگر خداوندان باطل پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ مخلوق ہیں
اور خالق وہی ایک وحدہ لاشریک ہے جسنے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ اور ذریعت طرازی
کلک فطرت سے منشور ظہور کائنات مسطور فرمایا اور بمصداق اذا اراد شیئا دم بھر میں حدیقہ
موجودات کو سر سبز فرمایا اور طلسم آفرینش کو بہ فحوای ان یقول لہ کن فیکون کے بنایا کہ بیت

صانعے کز کمال عز و جلال
در ثنائش زبان ناطقہ لال

حمد الٰہی کو شہزادے نے اس طرح دستیاری خامہ زبان لوح سینۂ ملکہ پر ترقیم فرمایا کہ سیاہی
باطل پرستی کی ورق خاطر سے دھو گئی نام معبود حقیقی سنکر مسرور ہو گئی شہزادے کی گردن میں

ہاتھ ڈال کر بولی کہ صاحب تم خفا ہوتے ہو میں سحر تو بالکل نہیں جانتی ہوں لیکن لقا اور جمشید وغیرہ کو مانتی ہوں آج سے ان موذی کافروں پر بھی لعنت کرونگی کہ فرد

سر ارادت ما و آستان حضرت دوست	که هر چه بر سر ما میرود ارادت اوست

شاہزادے نے جب اسکو راضی پایا کلمہ طیبہ پڑھایا ملکہ کلمہ پڑھکر مع کنیزوں اور سوگند کے مسلمان ہوئی پھر تو شاہزادے نے جام بادۂ احمر ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیا اور ارشاد فرمایا کہ غزل

گل در بر و می در کف و معشوقہ بکام است	سلطان جہانم بچنین روز غلام است
گو شمع میارید درین بزم کہ امشب	در مجلس ما ماہ رخ دوست تمام است
در مذہب ما بادہ حلال است ولیکن	بے روی تو ای سرو گل اندام حرام است
گوشم ہمہ بر قول نی و نغمہ چنگ است	چشمم ہمہ بر لعل لب و گردش جام است
از ننگ چہ گوئی کہ مرا نام ز ننگ است	وز نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام است
میخوارہ و سرگشتہ و رندیم و نظرباز	وانکس کہ چو ما نیست درین شہر کدام است
حافظ منشین بے مے و معشوق زمانی	کایام گل و یاسمن و عید صیام است

دور جام دمادم دو بدو چلنے لگا اور سوگند کو سیارہ نے چھیڑنا شروع کیا گویا ہوا کہ اے ملکہ آپکی وزیرزادی مجھکو اشارے سے بلاتی ہے کہ پہاڑ کے درے میں چلکر ہم تم ہم آغوش ہوں سوگند نے جو یہ کلام سنے سیارہ پر ایک دوہتڑ مارا کہ موئے مرچیا جن تا تینہ جد لگتے غارت کرے جھوٹے لو صاحب بھلا ایسی میری کیا کھاٹ کٹی تھی جو اس سے اشارے کرتی میں تو ایسے لوتا بھی نہ اٹھواؤں موا اپنے حوصلے نکالتا ہے ارمان پورے کرتا ہے جو آنا ہے تو اسی ہوس میں رہیگا میں کبھی تھوکونگی بھی نہیں سیارہ نے کہا تمھارے یہ باتیں سب کے سنانے کو کرتی ہو اور اپنے ہاتھ سینے سے لپٹا کر اشارہ کرتی ہو کہ یوں گلے سے لگاؤنگی اتفاق سے اسوقت سوگند کے ہاتھ سینے سے لپٹے تھے اسکے کہنے سے اسنے ہاتھ ہٹا لیے ساری محفل اس حرکت پر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور سیارہ نے سب کی آنکھ بچا کر چٹکی لی سوگند چیخکر کوسنے لگی سیارہ نے کہا دیکھیے میں بولتا چالتا نہیں ہوں یہ ریڈی بڑی ستاتی ہے میں جو اسکے اشاروں کو نہیں مانتا ہوں اور اسکو پسند نہیں کرتا تو یہ مجھے کوستی ہے خلاصہ کلام ایسا ستایا کہ رو دی اور کھسیانی ہوکر ماتھا کوٹ لیا کہ ہاے اللہ میں کیا کروں اور ملکہ سے کہا حضور اللہ کی قسم منع کیجیے نہیں ہزاروں بھوک سناکر اپنے تئیں کو رکھ دونگی یہ دل لگی اچھی ما کہنیا سے

کر کے اپنے دل میں سمجھا گیا ہی شہزادے نے سیارہ کو منع کیا سبب وہ چپ ہو رہا سو گستاخی اسکی ملاحظہ
دیکھ کر ہنسی اور شہزادہ گرد و پیش کی آنکھ کی سیارہ نے ملکہ سے کہا حضور آپ نے دیکھا ملکہ نے کہا
سچ تو یہ ہے نگوڑی تو آپ اشارہ کرتی ہے اور کھلی جاتی ہے آپ بیچارے کا نام بدنام کرتی ہے غرضکہ
اس مذاق میں رات تھوڑی رہی اور ہر ایک بد مست و مخمور ہو گیا تھا شہزادے نے سیارہ سے
کہا آج تم کچھ گاؤ دل بہلاؤ سیارہ تو فرمانے کی منتظر تھی ہر چند کہ خواہ مخواہ گرا بجان داد و خدا نے دیا ہی
ویسا تو یہ نہیں ہے لیکن پھر بھی بمصداق الولد سر لابیہ کے ولی تمام علم موسیقی میں رکھتی ہے ساز
لیکر ایسا بجایا اور ایسا گایا کہ اہل انجمن کو دیوانہ بنایا وہ پچھلی رات کا سماں چاندنی شبنم کے
گرنے سے خوب صاف ہو گئی تھی روشنی جھلملا کر گل ہو گئی تھی کہیں کہیں جو چراغ جلتا تھا وہ
بھی بارنج و دلہراز جلتا تھا چکور چاند پر دوڑتے تھے پپیہا پی کہو پکارتا نرگس نگاہیں تا تکتے تھے درد و
کہسار میں نکلتے بلند تھے نازنینوں کے جسم میں پھولوں کی مہک آتی تھی رات بھر کے تھکے
کا خمار تھا آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے لٹکے پڑتے تھے نیند کا خمار تھا جماہیاں لیتے تھے پروانوں
کے پر لگن میں شمعدانوں کے ڈھیر تھے فرش میں پھول پٹ گیا تھا اسوقت ملکہ اور شہزادہ کی آنکھیں
باہم بوس و کنار شروع ہوا اور سو گئے سیارہ شاطر تھا کنیزیں رو بہ ہٹ گئی تھیں
شمعدانوں کے پاس سر لپیٹے تھے کہ فقط

گہی چون زلف بربالش فتادی	گہی چون خال بر رخ بوسہ دادی
چو سرشار شاہ این ہم بر کناری	دانی ہم شدہ و سیر بوسہ بازی
خمار آرزو در باز بستہ	چو نالم ہم چو ان ور گشتہ
من و تو از میان بیرون زدہ گام	نشانہ دہ اسپ ما زہرہ و قمر نام

ہاتھ کی افشاں اور لبوں کی مسی چھوٹ گئی چولیاں مسک گئیں پائجامے میں چنٹیاں سیدھی نہ تھیں
سوا وصل ہونے کے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا غرض جو قدر ایک ایک کو ہوش آیا سیارہ کو سامنے
طلب فرمایا سو گئی تھی خلوت سے سامنے ملکہ کے آئی دیکھا تو بال سر کے کھلے ہیں رخسار پر نشان
بوسوں کے ہیں کرتی اوپر چڑھ گئی ہے پائچے چھوٹے ہوئے پیچھے زمین پر گھسٹتے چلے آتے ہیں
آنکھیں ندامت سے نیچی ہیں غرضکہ اسی طرح جب یہ دونوں روبرو آئے شہزادے نے فرمایا
کہاں ای سیارہ اپنے پھر گانا شروع کیا کہ غزل

فراغ سیر چمن سے جو یار کا جی بھر جائے	گلوں کا اور ہی کچھ رنگ ہو ہوا پھر جائے

جو تیری دھیان میں ہو کیوں نہ اسکو سودا	ہر اک پکار پکار اسکا آشنا پھر جائے
نہ پھر تو جو رہ سکے گا وہ بت وہ پھر جو کیا تھا	نبھا نہ چاہتے جس شخص سے خدا پھر جائے
جو فرشتہ مرگ تقاضا را اتنا گذرا ہو	تو کیا عجب ہے مری آنکھ تھما پھر جائے
کوئی تو گھر میں بھی رہنے کا وقت بتلاؤ	کہ آن کر کوئی محرم دم تا کجا پھر جائے
لگی ہیں آس بت قاتل ہی سے یہ دیکھیں ہیں	کہ جائے جان سے اک اور دوسرا پھر جائے
خدا کے واسطے ایسا عمل کوئی بتلاؤ	کہ یا پھر آئے وہ یا اس سے دل مرا پھر جائے
کھڑے ہیں سب بت قاتل کے در پہ دیکھو تو	خدا کرے کہیں یہ بندہ خدا پھر جائے

آخر اس ہنگامہ عشرت میں اور جلسہ مسرت میں وہ رات تمام ہوئی اور مشاطہ قدرت نے عروس شاہد روز کو زیور زر میں چھپا کر حجلہ مشرق سے منظر سپہر پر جلوہ گر کیا صحرائے فلک چہرہ تابناک شاہد ہور سے منور اور پر روشن ہوا عاشق معشوق کی جدائی کا زمانہ آیا۔ قطعہ

چو روز دگر شاہ گیتی فروز	بہ فیروزی آورد شب را بروز
در مہر بکشاد گردان سپہر	بیاراست روے زمین را بمہر

وہ نور کا تڑکا جانوروں کا آشیانوں سے اڑنا اور سورج کی کرن کا پہاڑوں سے پھوٹنا وہ شفق کے سبز پتوں پر سنہرا ہو جانا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاہد بہار نے طلائی زیور زیب قامت فرمایا ہے پھولوں کے کنارے مرغابی و مرغ آب و بوتیمار و قاز و کلنگ ہوا سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے تھے غوطہ بازی اور کلیل کرتے تھے اور ہر قسم کے طائر اشجار پر بہار پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی کرتے تھے بلبلان شوریدہ کا شور تھا کہ بموجب نظم

روان آب در سبزہ آبخورد	چو سیماب در پیکر لاجورد
ریاحین دمیدہ بہر طرف جوے	فضا عطر بیز و ہوا مشکبوے

ایسے وقت بہار میں اور سامان فرحت انتہا میں معشوق کا جدا ہونا ہی کیا غضب کا سامنا تھا کہ رباعی

ہمکو نہ کوئی سناتے اسکا جانا	ہے اپنی تو موت ہائے اسکا جانا
آنے ہی پہ جسکے جی چلا جاتا تھا	اب دیکھیے کیا دکھائے اسکا جانا

ملکہ اور شہزادہ دونوں مل کر رونے لگے قاسم نے کہا اے ملکہ کبھی کبھی فراق میں ہم غریبوں کے بھی آنا اور دو پھول چڑھا کر غنچہ دل کھلا جانا ملکہ نے کہا اے مونس جان نواز میں آج رات کو پھر اسی مقام پر آؤں گی دن بھر سنگ مفارقت سینہ پر رکھ کر ہم دونوں بسر کریں شام مواصلت کی راہ دیکھیں

قاسم نے یہ کلام محبت آمیز سنکر کہا ع پیش از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد* آج ہماری جان جائیگی
سامان ہو لشکر اسلام مین عمرو وزن اور خونخوار شمشیر زن اُٹھنے آکر آفت برپا کی ہے میرے رفیقون
کو گرفتار کیا ہے مین نے اپنے نام طبل جنگ بجوایا ہے یہان سے جاکر اُسکا مقابلہ کرونگا اور چونکہ سحر
نہین جانتا ہون یقینی ہے کہ جان جائیگی یا نوبت بہ گرفتاری آئیگی ملکہ نے جو کیفیت سنی بیقرار
ہوگئی اور سوگندہ کی طرف دیکھا سوگندہ بھی سیارہ کی مہا حیرت سے اشکبار تھی ملکہ سے
عرض پیرا ہوئی کہ یہ تو محرم دل وجان ہین واقف اسرار نہان ہین اپنے کسی چیز کا عذر کرنا کیا
تیغ سحر کش جو اپکے پاس ہے دیکر پھر شغل شکار رہیگا دریا مین بسر کرین اور ہم آپ یہان سے جاکر خود
تزئین و آرایش کرین رو رو مفارقت دونون کا بخوبی کٹ جائیگا شام کو وہ جام الفت پیمانہ
پھر ملائیگا اگر چرخ کج مدار یار ہے تو پھر انشاء اللہ ہمکناری دلدار ہے ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک آہ سرد
بھر کہا کہ لا تیغ سحر کش دیدے اُسنے اپنی کمر سے کھول کر شہزادے کے حوالے کیا اور فرمایا کہ یہ
تیغ تحفہ طلسم ہوشربا ہے افراسیاب جادو نے میرے باپ کو دیا ہے کہ اپنے قلعہ کی حفاظت
کیلیے رکھیں پس ماں میری یہ جانتی ہے کہ لڑکی میری سیر دوست ہے اور راتون کو اکیلی پھرا کرتی
پھرا کرتی ہے ایسا نہو کسی آفت کا سامنا ہو اور کوئی ساحر اکیلا جانکر اسکو دھمکا کے آبرو
مین فرق لائے ایسا کچھ جانکر یہ تلوار ساتھ کر دی ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ جسکے پاس یہ تلوار
ہوگی اُسپر سحر کا اثر نہ کریگا اور اس شمشیر سے کیسا ہی زبردست ساحر ہوگا دو ٹکڑے ہوگا فقط
قاسم تلوار پاکر بہت خوش ہوا اور اسکو نیام سے کھینچ کر ملاحظہ فرمایا ایک شمشیر جوہر دار کو دیکھا
کہ مضمون وہ تیغ کبود تو جوہر از تن خویش * چو بر بنفشہ سیراب قطرہ باران * اُس تلوار کو
کمر سے اپنی لگایا ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھ کر کنیزون کے روانہ ہوئی لیکن جاتے وقت
بچشم اشکبار رو رو بیقرار یہ کہتی تھی کہ رباعی

آتش سے جو غم کی دل جلا خاک ہوا | اور جل کے جگر بھی اب مرا خاک ہوا
جون شمع ملا نہ کچھ بجز سوز فراق | حاصل ہمین عاشقی مین کیا خاک ہوا

قاسم نے ہنس کر کہا اے شمع محفل خوبی وای رونق بزم محبوبی آج کی شب ضرور اپنے جمال نورانی
سے چشم تیرہ عاشق زار کو منور کرنا اور اگر آنے مین ذرا بھی تغافل ہوگا تو مقتضا ہے رباعی

گر شکل نہ اپنی تو دکھا جاویگا | تو مجکو غم فراق کھا جاویگا
ایسا ہی ہجوم غم ہے تو تن سے مرے | گھبرا گھبرا کے جی چلا جاویگا

قصہ مختصر جب ملکہ روانہ ہو گئی شہزادہ باچشم تر سب سامان جشن اسی طرح چھوڑ کر اور ملازموں سے تاکید فرما کر کہ کوئی دقیقہ آرایش و زیبایش میں باقی نہ رہے آج کل سے زیادہ تکلف کا سامان ہو میں رزمگاہ سے واپس ہو کر یہاں آؤں گا اور دل بہلاؤں گا غرضکہ سب طرح سے تاکید کر کے روانہ ہوا اگرچہ بارادہ رزم چلا تھا اس وجہ سے مسلح و مکمل تھا اور مرکب شبرنگ زہرہ جبین زیر ران تھا سوار روانے جا کر جو سردار کہ باقی تھے انھیں اطلاع دی کہ اسباب ترک و احتشام خدمت شاہزادہ میں لیکر حاضر ہوں تمام مطیع و منقاد مع جلوس حکمران شہزادہ پاس آئے شہزادہ سب کو لیکر تو ادھر سے چلا اور ادھر امیر باتوقیر نے رات بھر تیاری جنگ میں اوقات بسر کی دم صبح موافق دستور کے مسلح کر باس سے نکلے تیار ہو کر سوار ہوئے اور دربارگاہ سلطان باکرم پہونچے شاہ ذیجاہ جب برآمد ہوئے تخت کو گھیر کر سمت دشت مصاف چلے کہ نظم

چلا مشرق سے جب سلطان خاور ۔۔۔ عنان توسن گردوں اٹھا کر
اٹھے آغوش راحت سے سحر دار ۔۔۔ نماز صبح کو وہ مرد دیندار
رکاب بار جہاد اپنی کمر پر ۔۔۔ اسے سمجھے کہ ہے یہ فرض دیگر
چلے خورشید آسا بس شتابان ۔۔۔ ہوا لشکر ہر اک سو سے نمایان
چلی شہ کی سواری اس چمک سے ۔۔۔ صدا سے طرقوا آئی فلک سے
نقیب و چوبدار اسکے تھے ہمراہ ۔۔۔ صدا حاجب کی تھی نصر من اللہ
فلک فرسا تھے رنگا رنگ رایت ۔۔۔ کوئی قمری کوئی طاؤس جنبت
ادھر تو تھا یہ سامان سواری ۔۔۔ ادھر آئی لقا کی فوج ساری
جمے دونوں طرف میدان میں لشکر ۔۔۔ صفیں آراستہ تھیں سب برابر

جب لشکر لڑنے پر تل گئے اور ساحروں کے پرے جم گئے سلحشوروں میدان کارزار میں نکلا اور اپنی اولوالعزمی دکھا کر مبارز طلب ہوا ہنوز کوئی لشکر امیر سے مقابلے کو نہ گیا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف سے گرد اوڑھی سب کی نظر اس طرف گئی دیکھا آگے ہاتھی پر علم نشان فوج کا جلوہ دکھاتا پھریرا اسکا لہراتا پیدا ہوا اسکے پیچھے کئی ہزار جوان رستم مثال زرہ چاندی سونے کے کمروں سے زیب بر کیے گھوڑے اڑاتے نکلے پھر ستر سو جوڑی نقرئی و طلائی نقارہ زن بجتی ہوئی ظاہر ہوئی جسکی صدا سے گوش فلک کر ہوا پھر اٹھارہ ہزار سوار وہ زرہ سرخ و سفید کے لدا ہوا آیا کہ زرہ کو بہر نثار ہوتا تھا اور شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ زیر بار

علم شیر پیکر زرہ یاقوت نگار در بر کیے مرکب چمکاتا ظاہر ہوا وہ مرکب اصیل تگ و دو میں پھری کرتا رہا اپنے
سے کھلیاں ان پری کی سواری کے لنگت دکھاتا اپنے سایے سے رم کرتا کہ مثنوی

از آسیب گام و سمش گاہ تک
نشاں بر رخ ماہ و پشت سمک
بیک تک روی از فلک کم نبود
صبا مرد میدان او ہم نبود

فی الجملہ قاسم رات ہی سے اجازت حرب شہنشاہ سے لے چکا تھا بادشاہ کو دور سے تسلیم کر کے گھوڑا بڑھا کر عمو وزن سے مقابلہ میں گیا اور لشکر نے شاہزادے کے ایک سمت پرا جمایا الحج بجے علم کل لشکر کے جلوہ دکھانے لگے امیر دعائے فتح و ظفر یابی اپنے پوتے کی مانگنے لگے ادھر سخلنتارک نے لقا کو گرمایا کہ یا خداوند مدد او آپ کے بڑے شیو رشتے آئے ہیں اس بار کر بغیر ہلاک کئے نہ چھوڑینگے ذرا تقدیر کو اپنی سنبھالیے لقا نے کہا میں تقدیر کر چکا ہوں کہ قاسم مارا جائیگا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ قاسم نے ساحر سے ضرب طلب کی اُسنے آج تیغ بھی نہ لگایا پہلے ہی اپنا گرز سحر کا اٹھا کر شہزادے پر وار کیا امیر بسبب تیغہ سحر کش کے جادو اثر نہ کر سکا اور وہی تیغہ جو کلاہ عمود پر لگایا دو ٹکڑے اُس گرز کے ہوئے عمو وزن نے جھلا کر تلوار کھینچ کر لگائی شہزادے نے وہ بھی خالی دی اور تیغہ سحر کش جو کمر کو تیلا کر سر پر مارا عمو وزن نے پیشتر سپر کی چہرے پر اپنے پناہ کی تیغہ سپر کو کاٹ کر مع اُسکے جسم ناپاک اور سواری کے واسطے ہو کر دو پرکالے ہوکے زمین پر اترا اور شور اسکے مرنے کا برپا ہوا لشکر اسلام میں نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا اور سخلنتارک پکارا کہ صلوۃ بر محمد یہ ضرب دست نہ دیکھی ہوگی اُنہوں نے جادو چلایا اور نہ خداوندی تقدیر نے کچھ اثر کیا واہ واہ کیا کہنا یا خداوند اب تقدیر کو بہتر فرمائیے غرض بعد ہلاک عمو وزن کے بھائی اُسکا خوشجوار شمشیر زن غضبناک ہو کر شہزادے کے مقابلے میں آیا اور بڑھ کر شمشیر آبدار کا وار کیا قاسم نے اسکے وار کو بھی رد کر کے تیغہ سحر کش سے اُسے بھی واصل جہنم کیا پھر تو وہ غل و شور مچا کہ پناہ بخدا آندھی سیاہ اٹھی کہ جہان تاریک ہوگیا اور لقا کی یہ حالت ہوئی کہ بقول کسی نظم

عجب صدمہ ہوا جانِ حزیں پر
وہ بسمل کی طرح لوٹا زمیں پر
کبھی تھا بیقراری سے وہ بیہوش
کبھی تھا اضطراری سے ہم آغوش

آخر فوج کے سرداروں کو للکارا کہ عدا آسا نعرہ مارا کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو خبردار نہ پیرہ کر کے نہ جانے سلامت نہ لیجائے لشکر حکم اپنے خداوند کا سنکر لینا لینا کہکر بڑھا اور ساحروں نے ایک ساتھ حملہ کیا ناریل ترنج سحر کے مارنا شروع کیے کبھی اژدہے پیدا ہوئے اور کبھی فلک کی طرف سے انگارے برسے

لیکن بسبب تیغہ سحر کش کے جادو نے تاثیر نہ کی اور قاسم نعرہ کر کے اُس بحر فوج میں غوطہ زن ہوا کہ بیت

من آن شہسوارم کہ در روز جنگ / نہ پیچم بخشم آمدے نے پلنگ

اودھر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے شمشیر کھینچکر بڑھے اور لشکر اسلام فوج لقا پر چلا بادشاہ تخت آگے بڑھا طبل و بوق و نا سے تیزی کو دم ملا و دو بحر زخار لشکر باہم مل گئے از تلواروں کی موج اُٹھنے لگی کشتی حیات طوفانی ہوئی کہ نظم

بڑھی ہر سمت سے جب فوج اسلام / زرہ پوشوں کے آئے سب تہ دام
نقیبوں نے دلیروں کو کیا گرم / ہوئے دل سنگ اور جاتی رہی شرم
صدا سے کوس کی جو ہر کہیں تھی / غبار آسا پراگندہ زمیں تھی
سروں پہ فیصل توسن بولتا تھا / نقیبوں کی جگہ رن بولتا تھا
ہوا دریا سے خون ہر جوہر تیغ / جو قطرہ تھا نظر آتا تھا وہ میغ
جو کوچے تھے وہ لاشوں سے پٹے تھے / قدم آگے جو تھے پیچھے ہٹے تھے
اُچھالے نے پرے کے خالی کیے تھے / کئی لشکر بھرے خالی کیے تھے

قاسم پر تو سحر تاثیر نہ کرتا تھا ساحروں کے کشتے کے پشتے کیے تھے لاشوں کے انبار لگا دیے تھے لشکری شہزادے کے فوج لقا پر گرے تھے تلواروں کی ہوا اُس میں چلتی تھی غبار کی طرح جانیں ہر ایک کی برباد تھیں رہ میں رہبر جادۂ عدم ناشاد و نامراد تھیں دو عسکر جنگجو کینہ ور تھے علم تیغ و بازو سپر تھے کہ نظم

پیچھے کشتوں سے پشتے حسب دستور / پرے خالی ہوئے میدان میں معمور
ہزاروں کی رگ کس طرح سے راہ / زرہ کا مثل بھاگ نکلے قصہ کوتاہ

شام تک شعلہ آتش قتال بلند رہا اور اُس آتش سے بحر خون جاری تھا کہ بموجب ابیات

ہوا جو شعلۂ ہنگامہ ناورد / کہ دور کی آتش سوزان ہوئی سرد
وہ زخمی تھے جو اُس فوج شفق کے / گیا ادنکو ہوا سے چاندنی کے

شام کو مختار نے طبل بازگشت لشکر بجوایا اور لقا شکست کھا کر میدان میں نہ ٹھہر سکا مع لشکر کے بھاگ کر اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا گیا پل تختہ قلعے کا اُٹھوا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا لشکر امیر نے خیمہ و خرگاہ لشکر عدو لوٹ لیا امیر بہ فتح و ظفر قاسم کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوئے پھر کشتے اپنے لشکر کے میدان سے اُٹھوا لیے راوی کہتا ہے کہ جب ساحر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے تو سرداران قاسم جو گرفتار ہو گئے تھے اُنپر سے سحر دفع ہو گیا اور قید اصلی توڑ کر

نکلے از بسکہ لقا پر وقت صعب تھا اُن سرداروں کو کون روکتا کیونکہ سب بھاگ کر قلعہ میں گئے
تھے وہ سردار رہا ہو کر خدمت شہزادہ قاسم میں آئے ہمراہ ایک سردار داخل حمام ہوا اور نہا کر لباس
خون آلود تبدیل کر کے بارگاہ سلیمانی میں آکر بیٹھے وہ کرسی و دنگل سونے چاندی کے نشستگہ دربار
میں حکم جشن ہونے کا دیا فوراً جلسہ عشرت ہوا سب ناچ دیکھنے لگے اور مصروف عیش و نشاط
ہوئے لیکن قاسم حمام کر کے لباس پر تکلف جواہر آگین پہنکر سمیارہ کو ہمراہ لیکر اسی صحرا
صحرا کی طرف روانہ ہوئے جہاں ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی یہاں حسب الارشاد ملازموں نے
فرش بدل دیا جو کل سامان تھا اس سے زیادہ کیا تھا سارے جنگل میں گلاب و کیوڑہ
و بید مشک کا چھڑکاؤ تھا اور جواہر کو میدان میں چھڑکا کہ زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا خلاصہ
یہ کہ وہ مقام چمن سپہر سے بھی بڑھ کر تھا کہ شاہزادہ آکر پہونچا اور مسند پر جلوہ گر ہوا لیکن دل مضطر
یاد میں اُس ساقی مستانہ ادا کے بیقرار تھا یہی خیال آتا تھا کہ دیکھیے اب وہ سراپا ناز آتی ہے
یا نہیں اگر نہ آئی اور یہی جتائی تو اپنی زندگی بھی محال ہے جینا وبال ہے کبھی کہتا تھا رباعی

دل آنکھوں سے خون ہو بہا ہے میرا — احوال میں کیا کہوں کہ کیا ہے میرا
جی تن میں کسی طرح ٹھہرتا ہی نہیں — آجلد کہ دم اُدھر چلا ہے میرا

اور کبھی اُدھر کو ہر سمت دیکھتا تھا اور پتا اگر کھڑکتا تھا تو دل وحشی شاد ہو جاتا تھا جب کسی کو
آتے نہ دیکھتا تھا تو با خاطر حزین وہ غمگین یہ لب پر لاتا تھا کہ رباعی

آنے کو کہا تھا یار تو نے تو آ — کب تک کروں انتظار تیرا میں بھلا
تو نے بھی جہان میں یہ سنی ہوگی مثل — کہتے ہیں کہ الکریم اذا وعد وفا

حاصل الامر شہزادہ تو انتظار یار میں بیقراریاں کرتا ہے لیکن اب طرف ثانی کی کیفیت
سنیے کہ وہ جو تیغہ و پیکر اور یار خنجر ابرو سے دلدار دل میں لیکر روانہ ہوئی کچھ عرصہ میں اپنے
باغ میں کہ جو بیرون قلعہ نرگس کوہ ہے پہونچی لیکن کئی روز سے اپنی ماں پاس نہیں گئی تھی
اس باعث سے حنظل جادو وہاں اُسکے دیکھنے کو باغ میں رات سے آئی ہوئی تھی اُسوقت
ملکہ کو جو اُسنے آتے دیکھا ملکہ نے باادب تمام سلام کیا ماں نے اُسکی بغضب عتاب و خطاب کیا
کہ اُف وہ چھوکری خوب تو آب ہوائی دیدہ ہوئی ہے رات رات بھر غائب رہتی ہے نہ گھر کا خیال ہے
نہ کچھ دین و دنیا کی فکر دسن دسن در باغ میں اکیلے رہنا اور جگہ جگہ مارے مارے پھرنا آج بتا
کہ تو کہاں گئی تھی ملکہ نے یہ کلمات نصیحت آگین سنکر جواب دیا کہ اماں جان سیر کی تھم گئی تھی

کوئی کوس بھر پر ایک صحرا مین چاندنی کی بہار دیکھتے دیکھتے سو گئی آنکھ صبح کو کھلی نہین رات ہی کو
چلی آئی حنظل اس عذر کو سنکر خاموش تو ہو رہی لیکن طور لڑکی کے بیڈھب دیکھے کہ رنگ چہرہ
کا فق ہے ہنسی کھچی معلوم ہوتی ہے پیر کہین ڈالتی ہے پڑتا کہین ہے راستا ہی بھر مین چھاتیان ابھر آئی
ہین جیسے کسی مرد کا ہاتھ لگا ہے دیدہ ہوائی ہے آنکھ کا پانی مرگیا ہے چار طرف آنکھین چلکر چلی
جاتی ہین ظاہر ہوتا ہے کہ کسی کو ڈھونڈھتی ہین یہ کیفیت سمجھ بوجھ کے کنیزون سے علیحدہ جاکر
دھمکا کر ڈرا کر دم دلاسا دیکر پوچھا کہ سچ بتاؤ ملکہ کہان گئی تھی کنیزین سب رفیق ملکہ کی تھین
وہ لگین قسمین کھانے کہ ہمین اپنے دیدون کی قسم شہزادی سوا سیر جنگل کی دیکھنے کے
اور کہین نہین گئین حنظل سمجھی کہ یہ سب چربانک ہین ایسی باتین نہ بتائینگی لیکن کچھ دال مین
کالا ہے آج سے اپنی لڑکی کو کہین جانے نہ دینا چاہیے ایسا کچھ سوچکر بیٹی کو اپنی گلے سے لگایا
اور کہا بابا مین تمھارے بھلے کو کہتی ہون منگنی تمھاری ہو گئی ہے اب تم پرائے گھر کی ہو دولھا
تمھارا جو سنے گا تو کیا کہے گا گھر سے کہین جایا نہ کرو یہین سیر تماشا کیا کرو جو چاہو وہ سب
سامری کی عنایت سے موجود ہو جائے بیٹا مین نے تو کبھی تجھپر پانس کی نہین ڈھیلی رہی چھوٹ
رکاب پر اب دنیا کی باتین سن سن کر چول آئی ہے دیکھو نہ مہ جبین نے کیسا نام شہنشاہ ساحران
کا روشن کیا ہے اسد پر عاشق ہوکر اپنے تئین ستیاناس کیا سلطنت چھوڑی دین عیش تجا دین
ایمان برباد کیا مجھے دھڑکا ہے کہ لشکر مسلمانون کا یہان سے قریب اترا ہوا ہے اور وہ لوگ
نگوڑے خوب صورت بہت ہین پھر تم جانو جوانی تو دیوانی ایسا نہو کہین پانون اونچ نیچ
پڑے تو میری رسوائی کیسی ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ جب تک یہ موئے مسلمان یہان سے دفع
ہولین تم کہین جایا نکرو بیٹا تمکو نصیحت کرنا کیا نام خدا تم خود سمجھدار ہو ان باتون کو گرہ
باندھو ملکہ یہ کلام سنکر رونے لگی اور کہا خوب اتھم باتھم مین آپ نے مجھے بدکار بنایا میرے جانے
کی جلن تو سب کو تھی یہی ہر ایک کو بھولا تھا کہ ہیہے ملکہ اس طرح پر اچھی پھرتی ہے آخر دشمنون کی
مراد پوری ہوئی اب تو وہ گھی کے چراغ جلائین کہ میرے مدعی قید ہوے یا سامری جو میرا برا
چیتیے ہون انکا دونون جہان مین منہ کالا ہو اور جو میری لگائی بجھائی اماکرے وہ اپنی
جان جوانی سے پائے دیدے گھٹنون کے آگے آئے اپنی اولاد سے پائے وہ بھی قید ہو ہو
کے پانون مین ہتھکڑیان پڑین دنیا سے کلپتا جائے اسکے گھر مین مری کے جھاڑو پھرے
اسکی بہتی پتنگے جو مجھے بدنام کرے بدکار بنائے ایک اسکا نام لیوا اور پانی کا دیوا نرہے غرض

جب ملکہ نے دوپٹا اٹھا کر گود پھیلا کر کوسنا شروع کیا حنظل نے اسکو گھُرکا کہ چل چپ رہ تو تڑ تڑ چلی
جاتی ہے خبردار اب کہین قدم نکالا تو مجھ سے برا کوئی نہین ملکہ اسکے غصے کی آنکھ دیکھکر چپ
ہو گئی اور دیدار معشوق کے دیکھنے سے ناامید ہوئی دریا آنکھ سے اشکون کا امنڈا اشک غم
نے طوفان برپا کیا وہ رات کا مزا جو دل مین سمایا تھا اور پہلے پہل دل لگایا تھا عنان توسن
صبر و قرار ہاتھ سے چھوٹ گئی کہ ابیات

سمان شب کا آنکھون مین چھایا ہوا	مزا دل مین سارا سمایا ہوا
اُٹھے جو کوئی وصل کا دیکھ خواب	نہو وصل اور دل کو ہو اضطراب
نئی بات کا لطف پانا غضب	وہ پہلے پہل دل لگانا غضب

ماں سے کہا چاہئے میری جان جائے یا رہے مجھے تو سیر کا لپکا ہے گھر مین گھٹ کر تو نہ بیٹھون گی
ضرور سیر کو جاؤن گی یہی نہ ایک جان ہی جائے خدا سے چاہئے بندہ دے آپ مجھے کاٹ بھی ڈالیے گا
تو مین بغیر جائے نہ رہون گی اور جن لوگون نے آپ کو بہکایا ہے انھین مین خوب جانتی ہون
برا اچھا کیا ہوگا مین انھین دن رات پھر کر جلاؤن گی لو صاحب بیگا پن جو مین دو بیٹھون
تو لوگ کہین گے کہ نرگسی چشم کہین کسی کے ساتھ بگڑی گئی ماں نے دونون ہاتھون کر کے غیب
چھپایا مگر بیٹی کو سمجھانے نہین دیتی ہے یہ کہہ کر رونے لگی اشکون سے منہ دھونے لگی ماں کی محبت
آخر رحم آگیا اور ایک آدھ بڑی بوڑھی انیس بول اٹھی کہ ہان بی سچ تو ہے اب لڑکی کا لہو
پانی ایک کرنا بیکار ہے پہلے تو اسکو چسکا اکیلے رہنے کا ہے کہین پھرنے کا ڈال دیا آج روکے
سے کیا ہوگا یہی نہ کہ کوئی آزار دشمنون کو لگ جائیگا اور کوئی مرض اٹھ کھڑا ہوگا مثل مشہور
ہے کہ گربہ کشتن روز اول یہ تقریر سنکر حنظل بولی کہ اچھا یہ سیر کو جب جایا کرے تو ملکہ حسامہ
جادو اپنی دایہ کو ساتھ لے لیا کرے اور حسامہ کو بلا کر حکم دیا کہ آج سے لڑکی تمھارے سپرد کی
جہان کہین جائے سایہ کی طرح اسکے ساتھ رہنا خبردار اکیلا نہ چھوڑنا نہین مین بری طرح
پیش آؤن گی یہ جو ملکہ نے سنا اپنا حال تباہ کیا اور جواب دیا کہ مجھ سے یہ قید فرنگ نہ اٹھی ہے
نہ اٹھیگی لو صاحب دائی مجھپر کروڑا ہوگی مین تم ماں کا تو دباؤ سہتی نہین دائی جو میرے ساتھ
رہین گی اور ہر بات مین ہٹ پٹ کو لین گی پھر مجھے کہان تاب ہوگی مین بھی کچھ کہون گی تو
بگڑو گی بدنام ہون گی اس سے مین در گذری چھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان
ایسی بے اعتبار مین ہون کہ دائی کو لیے لیے پھرون بھاڑ مین جائے سیر چولھے مین جائے

تماشا مین اپنی جان دون گی کہین نہ جاؤن گی اور جاؤن گی تو اس بڑھیا نگوڑی کو نہ لیجاؤن گی مان نے جو یہ باتین سنین کہا اگر تو اکیلی جائیگی تو مارے مار کے تیرا کچومر نکالون گی لو ہوئی مجھسے بھی تکرار سے کبھار سنے لگی ایسی خود مختار ٹھہری کہ کوئی بڑا بوڑھا واقف کار اسکے ساتھ نہ رہے خواہ تیرے سے لیے کچھ ہی کیون نہو تو جیسے یا مرے مگر دایہ ضرور ساتھ رہیگی قصہ کوتاہ ملکہ نے لاکھ لاکھ روز مارا کہ اکیلے جانا ملے مگر ممکن نہوا اور دایہ کے لیے ایک صحنچی مین اسکی مان نے پلنگ بچھوا دیا دایہ حفاظت کے لیے وہان فروکش ہوئی اور حنظل وہان سے قلعہ مین چلی گئی ادھر ملکہ کو بالکل ملنے سے محبوب کے یاس ہو گئی اور وہ باغ اسکو زندان خانے سے بدتر ہو گیا بیقرار ہو کر چمن مین سب سے الگ جا کر ٹہلنے لگی شکل زلف سنبل مسلسل یاد کاکل خمدار مین زنجیر نظر آئی اور خیال قامت قیامت زا مین یار کے سرو سہی کو دار سمجھی نرگس نگاہ غضب سے چشم کی یاد مین گھورتی تھی ہر ایک کلی اسکے حال پر بسورتی تھی غنچے چٹکتے تھے یا گھرکیان دیتے تھے گل فرط غصہ سے منھ لال کیے تھے لہرین نہر کی جیسے کوئی خنجر چمکا کر دھمکاتا ہو اسطرح تیور سے بدلتی تھین بلبلین شاخ سبز پر بیٹھ کر عوض ترنم ہرائی کے منھ سے زہر اگلتی تھین جو پھول تھا وہ نظر مین داغ دل بیمار تھا جو خار تھا وہ درپے آزار تھا ہوائی وصال گلعذار مین باد صبا چراغ زندگانی گل کیا چاہتی تھی سوسن زبان دراز باتین سنایا چاہتی تھی شمیم کاکل عنبر بار جو باغ مین بسی تھی تو بو پھولون کی سر پھراتی تھی اور بیتابانہ وہ بیقرار یہ غزل اپنی زبان پر لائی تھی کہ

غزل

چاک کر ڈالا گریبان اسکے ہر غمخوار نے
آہ بھر کر کچھ کہا ایسا ترے بیمار نے

دور ہی سے قتل کو فرما جو بھیجا یار نے
آہ کیا تڑپا کے مارا حسرت دیدار نے

مین وہ وحشی ہون کہ گر جاؤن تو پابوسی کو رن
سر اٹھایا ہی بہت گر دشت مین ہر خار نے

دیکھ کر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین طبیب
سیکڑون کی جان کھوئی ہے اسی آزار نے

کل سے اک بیمار سا جو تیرے در پر تھا پڑا
سو اٹھا کر آج اسے سونپا کہین دو چار نے

کیا کہین اے ہمدمو عشق کا ایسا مرض
کھو دیا دنیا سے ہمکو آہ جس آزار نے

طرفہ حالت ہو گی اسکے گھر مین ہو گی عید کی
جب ہلائی دست و پا تک بھی ترے بیمار نے

حشر مین کیا کیا ہماری دل مین آئین جبکہ آہ
دلبری کی اپنی عاشق کی کسی دلدار نے

وصل کی شب کو یہی کہتے ہو جرأت ہان نہین
مار ڈالا ہمکو تو اس آپکے انکار نے

یہی اندوہ والم سوگند پر مفارقت سیارہ مین طاری تھا زمانہ ہجر کتنا بار الم سے بھاری تھا ہین
اسکی جب یاد آتی تھین کلیجہ ملجاتا تھا دل مجروح پر چھریان کوئی لگا کر نمک چھڑکتا تھا بیتیابانہ
یہ کہتی تھی کہ ای ناکام تو نے کیون بیٹھے بٹھائے یہ رنج مول لیا کہ فرد سودا ہی سر مین تابیا اور
پانو مین زنجیر ہی + دیکھ لو صورت مری یہ عشق کی تصویر ہی + غرضکہ اسی بیتابی مین ملکہ
کے پاس آئی اور اسکو رنجیدہ و دل کبیدہ دیکھ کر گرد پھری تصدق ہوئی اور عرض کیا کہ حضور
دن تھوڑا باقی ہی حمام کیجیے پوشاک بدلیے اپنی آرایش و زیبایش مین مصروف ہو جیسے ملکہ
نے آہ سرد کھینچ کر فرمایا کہ نظم

صورت اخگر ہمین جز سوختن کیا چاہیے	تن بہ عجز از خاک اپنے پیرہن کیا چاہیے
رنج ہی راحت سی بہتر درد ہی درمان سے خوب	ہم ہین عاشق ہمکو جز رنج و محن کیا چاہیے
ہم اسیر دام حسرت کیا کرین گلگشت باغ	بلبل تصویر کو سیر چمن کیا چاہیے
دی نہ تکلیف لباس عید کی ہمکو کوئی	مردہ دل جو ہوا سے غیر از کفن کیا چاہیے

سوگند نے کہا حضور آپ چلنے کی تیاری تو فرمائیے خداوند کریم کوئی صورت معشوق سے ملنے کی
بھی پیدا کر دیگا مین آپکو جس طرح بنے گا لے چلونگی ملکہ اس کلام سے مثل گل کے شگفتہ خاطر ہوئی
جان تازہ قالب مین آئی اور گویا ہوئی کہ مصرع خرم آن روز کزین منزل ویران بروم
راحت جان طلبم وز پی جانان بروم + سوگند نے کہا ای ملکہ اس والی کو قریب شام شراب
مین بیہوشی پلا دیجیے اور غافل کر کے چلیے جبتک ہوش نہو سکے پاسکے کہ پھر آپکے کوئی کانون کان
واقف نہوگا ہمارا اپنے مقصد کو بر آئیگا ملکہ یہ تدبیر معلوم کرتے ہی پھڑک گئی اور کہا واہ واہ
صد آفرین کیا خوب تدبیر سوچی پس اسی وقت حمام گرم کرا کے نہا دھو کر باہر آئی اور بہشتی
پوشاک کی منگا کر اپنی تزئین مین مصروف ہوئی زیور یاقوت احمر کا مرصع سر سے پانو تک
پہنا اور جوڑا دھانی اس نہال باغ زندگانی نے قامت نازک پر آراستہ فرمایا یہ ظاہر تھا
کہ اسکا جسم نازنین آسمان حسن ہی اور زیور اسپر مین ستارے ہین کہ بمقتضای مثنوی

گردن اسکی پوشاک کا کیا بیان	فقط ایک پشواز آب روان
زبس موتیون کی تھی سنجاف کل	کہے تو وہ بیٹھی تھی موتی مین تل
گریبان مین تکمہ اک الماس کا	ستارہ سا مہتاب کے پاس تھا
وہ کرتی وہ انگیا جواہر نگار	نیا باغ اور ابتدا کی بہار

جھلک پائجامے کی دامن سے یون | کہ روشن ہو فانوس مین شمع جون
وہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن | وہ بازو وہ ڈھلکے ہوسے نورتن
وہ آنکھون کی مستی وہ مژگان کی نوک | کرن پھول سنگی اور بالے کی جھوک
جواہر سے سینے کی ہیکل جڑی | کمر اور کولے سے نیچے پڑی
فقط موتیون کی پڑی پا زیب | کہ جسکے قدم سے گہر پائے زیب
کرشمہ ادا غمزہ ہر آن مین | غرض دلبری اسکے فرمان مین

جب خوب آراستہ ہو چکی کنیزون سے فرمایا آج ہم کہین نہ جائینگے یہین جلسہ جمائینگے شراب و کباب لاؤ ارباب نشاط کو بلاؤ اور دایہ امان سے کہو یہان آکر بیٹھین میرا جی بہلا دین ایسا نہ ہو کہ مین کسی یار کو بلالون حسب الارشاد جملہ سامان مہیا ہوگیا اور دایہ بھی پاس آکر بیٹھی سوگند نے شراب مین خوب بیہوشی ملا دی اور جام بھر کر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا دایہ امان پہلے تم پیو دائی نے اسکے اصرار کرنے سے شراب پی لی ملکہ نے متواتر کئی ساغر اسکو پلا دیے کہ ٹانگون مین سر ڈالکر اسی جگہ پڑ رہی بیہوش ہو گئی اس ہنگام مین بازیگر روزگار مین عجوزہ سیہ چردہ شب کی آمد ہوئی اور معشوقہ خورشید نے بہارستان مغرب کی راہ لی نظم

قلق دل پہ لینے لگے روز کب | لگے مجھ سے شمع شب افروز کب
ہوئی شب لیا منہ نے جام شراب | کیا سجدۂ شکر مین آفتاب
عجب شب تھی وہ جون سحر روسیاہ | عجب روز تھا مثل روز امید

دایہ سے اور زیادہ بیہوشی منہ پر مل کر بیہوشی بخوبی کر کے تخت سحر سوگند نے تیار کیا مع چند کنیزون کے سوار ہو کر راہ خانہ محبوب کی لی بیت

منزلون ہے یہان سے خانۂ یار | شوق کہتا ہے دو قدم بھی نہین

بعد کچھ عرصہ کے اپنے مشتاق کے پاس تخت رسانے پہونچایا یا دہی صحرا نظر آیا جہان غزال بادیہ محبت مسکن گزین تھا تخت سے اتر کر اٹھلاتی پاؤن کی چھاگل سے مژدہ آمد سناتی آگے بڑھی شہزادہ قاسم تو دیر سے اسکا منتظر ہر سمت ٹہلتا پھرتا تھا اس سراپا ناز کو آتے دیکھ کر مضطربانہ دوڑا اور زبان پر لایا کہ مخمس

کسے ایسے قیامت راہ چلن بھاتے ہین صاحب | نرالی آنتین ناز و ادا ڈھاتے ہین صاحب
خلاف وضع ہی پایل چلاتے ہین صاحب | قدم اندازے باہر ہوئے جاتے ہین صاحب

ستم رفتار مین کرتی ہے ٹھوکر دیکھیے جاتا

غرضکہ جب قریب اُس سرورواں کے پہونچا گود مین اُٹھا لیا ملکہ نے بھی رخسار پر رخسار رکھ دیا آخر الامر مسند پر لب بام بیٹھا یا ادھر سیارہ نے اپنے مطلوب کو گلے سے لگایا اور شکر معبود حقیقی ادا کیا ملکہ نے سب حال بدرد کر اپنا بیان کیا کہ آج تمسے ملنے کی کسی طرح امید نہ تھی خدا سوگند کا بھلا کرے جسنے دایہ کے بیہوش کرنے کی تدبیر نکالی اور اللہ نے پھر تمہاری صورت دکھائی قاسم نے کہا اسے جان جان اب تم یہان سے بچا نا ہین تمہارے والدین سے سمجھ لونگا سوگند نے کہا جیسا موقع ہوگا دیکھ لیا جائیگا اب داد عیش و خرمی دو رات تھوڑی ہے دو باتین ہنسی خوشی کی کرو قاسم نے ارباب نشاط کو حکم دیا گانا ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا نالون کی قہقہیان بند ہوگئین بوس و کنار شروع ہوا دونون مست ولایعقل ہوکر جام محبت سے سرشار اُٹھا اُٹھا کے پاپیاسے پیار کرنے لگے اور سیارہ اپنی معشوقہ کو علیحدہ لے گیا شیدا سے لپٹ گیا باہم عشرت پذیر ہوکے مرادین برآئین آرزوئین پوری ہوئین کہ نظم

خوشا وہ زمانہ کہ دو اک جگہ	کہین یک دگر جلوہ گر مہر و مہ
سبھی یون تو دنیا کے ہین کاروبار	دیے حاصل عمر ہر وصل یار
بہم مل کے بیٹھے ہین دو رشک مہ	فسانان مہ وشہ ہر اک جا بہ
ہر اک ہے جو رشک گلستان ہے آج	بہار وصال غنچہ دہان ہے آج
پسینا پسینا ہوا سب بدن	کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن
لبون سے ملے لب دہن سے دہن	دلون سے ملے دل بدن سے بدن
لگی آنکھ سے آنکھ خوش حال ہو	گئین حسرتین دل کی پامال ہو
لگی جا کے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ	چلے ناز و غمزے کے آپس مین ہاتھ

آخر بعد لذت بوس و کنار گلے مین باہین ڈال کر وہ سرشار ہو گئے لیکن بمصداق بیت

ہزار افسوس پھر یہ چرخ پرزور	کرے گا مشتری کو ماہ سے دور

صندل ربان ملکہ کی بدگمان ہوکر اُٹھ گئی تھی دایہ کے چھوڑ جانے پر اکتفا نہ ہوئی دو پہر رات گئے قلعہ نرگس کوہ سے ملکہ کے باغ مین آئی یہان کچھ تو کنیزین قلماقنیان اردہ بیگنیان پہرے چوکی کے لیے حاضر تھین باقی باغ مین سناٹا تھا اُسنے پہرے کے لوگون سے استفسار کیا کہ ملکہ کہان ہے اُنھون نے عرض کیا کہ وہ شام سے امین تشریف لے گئی ہین اُسنے کہا اور کوئی ساتھ ہے

ہاں نہیں ہیں انھون نے جواب دیا کہ وہ بارہ دری مین سوتی ہین حنظل نے بارہ دری مین آکر جنید
دایہ کو جھنجھوڑا کہ یہ بیدار ہو مگر وہ نہ اٹھی اسوقت تو اُسنے ملازمون سے کہا ارے روشنی تو لاؤ کہین
دائی کو زہر دیکر تو نہین سلا دیا ہے لوگ شمع جلا کر لائے حنظل نے دیکھا کہ سانس تو دایہ لیتی ہے
لیکن بیہوش ہے لخلخہ سنگھایا پانی سے تر کر کے اُسکے دماغ پر رکھا کہ چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی حنظل
نے لپٹ کے کہا خوب تو حفاظت چھوکری کی کرتی ہے دائی نے کہا بی مجھے حواس مین آنے دو تمھاری
چھوکری ہی ایسی ہو تو کوئی کیا کرے دل لگی بُری ہوتی ہے وہ مجھے سنگھا دے کر چلی گئی تو عجب نہ تھا
ہین ایسی نگہبانی سے باز آئی تم اپنی لڑکی کی خبر لو حنظل یہ باتین سنکر لپٹا اور غضب تمام ڈھونڈھنے
چلی اور بزور سحر اسقدر بلند ہوئی کہ تمام دنیا پیش نگاہ تھی آخر ایک طرف کثرت سے مشعل و
چراغان روشن دیکھے یقین واثق ہوا کہ وہ شوخ دیدہ بھی یہین ہوگی یہ تجویز کر کے اسی جگہ پہنچی
یہان پہونچا یا عجیب معاملہ نظر آیا کہ بیچ جنگل مین اونٹ پہلون سے کھڑے ہین اور ملازم کسی
شخص کے پہرے پر ہین اونٹ کے اُس طرف چھپر کھٹ مرصع بچھا ہے گرد اگرد اُسکے قرابے گلاب
کیوڑے کے منھ کھلے رکھے ہین لخلخے ہوا کے رخ پر دھرے ہین اور ملکہ سر بانہ دیرا پائے بارہ
نو جوان سے رکھے ہماری بغل مین ڈالے اسکا ہاتھ اُسکے سینے پر اُسکا ہاتھ اسکی چھاتی پر رکھے ہوئے
ہین اور ملکہ کے پانچے چڑھ گئے ہین رانین کھلی ہین پنڈلی سے پنڈلی گتھی ہوئی ہے نظم

دیکھا تو وہ دونون کرتے تھے خواب — گل سے تھے آفتاب و مہتاب
بند اسکی وہ چشم نرگسی تھی — چھاتی پہ کھلی ہوئی تھی
سمٹی تھی جو محبت اُس قمر کی — برجون پہ سے چاند لی تھی مہر کی
لپٹے تھے جو بال کروٹون مین — بل کھا گئی تھی سنبل لٹون مین

یہ کیفیات دیکھتے ہی شعلہ غضب اور زیادہ بھڑکا اور ایسا قہر چڑھا کہ ہوا کھنڈی چلی جسقدر
کہ پاسبان تھے بیہوش ہوگئے اور یہ آخر اندازہ طالب و مطلوب قریب پلنگ کے آئی ملکہ کو
صدر پر لٹا یا اُس گل بدن سے جدا کیا اور ایک نعرہ مارا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ کیا غضب
تونے کیا کہ قفل عصمت کلید فاجری سے وا کیا اس صدا سے شہزادی کی آنکھ کھلی اور قاسم بھی
بیدار ہوا عوض مسیحا کے بلا کو بالین پر نظر آیا مگر بجلدی تمام اُٹھ کر پہلو سے تیغہ سحر کش لیا حنظل اس
تیغے کو دیکھ کر گھبرائی اور کمر مین ملکہ نے پنجہ دیکر اوڑی پکاری کہ او تختہ تیغہ سحر بھی تو ملانے دیکر
سکو دیدہ پارہ تو سہی کیا تیرا حال کرتی ہون یہ ہنگامہ اور غل جو ہوا سو گنبد بجا و سیارہ سے اُٹھکر

دوڑی حنظل نے جو اسکو آتے دیکھا پھر بال اپنے سر کے نوچکر اسکی جانب پھینکے کہ وہ زنجیر اہنی بنکر اس سیر دام زلف کے دست و پا وغیرہ مین لپٹے حنظل اسکو بھی کھینچ کر زاری ہوئی چلی اور سوگنامسر لنگتی کجاتی تھی مگر سیارہ سے کہتی جاتی تھی کہ دیدار ما نشد اقبال شت افتاد و افتد ملکہ قاسم کو پکار کر سنائی تھی کہ ای شہریار خدا حافظ و ناصر اپنے دل نازک پر میرے مرنے کی خبر سنکر کچھ صدمہ و ملال نکرنا تمھین حفظ و حمایت مین پروردگار کی دیا اللہ نگہبان ہم آغوش قبر مین سونے جاتے ہین اور حسرت دیدار کی دم نزع دل مین رکھتی ہین کہ نظم

دکھا دو ذرا چہرہ رخ اپنا ہمین
چلے ہم تو دنیا سے ناشاد ہا ہے
مری جان اللہ کو سونپا تمھین
نہ کچھ رنج اسکا تم سے دل پہ آئے

قاسم نے تشنہ سمجھا اسکو ہر چند دوڑ دوش کی کہ ملکہ تک مین پہونچون کسی طرح ممکن نہوا ناچار بنگاہ حسرت دیر تک دیکھتا رہا اور زار زار بچشم خونبار روتا تھا آخر نگاہ سے وہ کشتہ تیغ ستم تڑپتی ہوئی غائب ہوگئی اور یہ جب سے صدمہ آنکھون سے یہ دیکھا ہوا تھا فرش خاک پر اسی جگہ گر پڑا اور گریبان کو تا بدامن چاک کیا بیتابانہ یہ اشعار زبان پر لایا کہ اشعار

فسانہ بیکسی کا اپنی جب اکر سناتا ہے
دل آفت زدہ رو رو کے مجھکو بھی رلاتا ہے
کہون کیا آہ مجھ آزردہ دل پر کیا گذرتی ہے
کہ جب عاشق کوئی معشوق کو اپنے مناتا ہے
جدائی سے تری دل پر نہایت غم ہے ای پیارے
خدا کے واسطے آجا نہین تو جی سے جاتا ہے
خدا جانے کہ دل پر آج کیا حالت گذرتی ہے
کبھی بیتاب ہوتا ہے کبھی آنسو بہاتا ہے
یہی صحبت ہم نے تھی یہ مثل غنچہ و شبنم
ادھر روتا ہون مین اور اس طرف وہ مسکراتا ہے
کوئی بندہ خدا کا جان دیوے اور تو دیکھے
ارے بے رحم کافر کیش یہ کیا تجکو بھاتا ہے
حقیقت کوئی کہتا ہے مرے رونے کی گر اس سے
تو منہ کو پھیر کر وہ اس طرف سے مسکراتا ہے

اسی ولولہ جنون مین ترنگ آئی کہ یہان اشک بہانے سے کیا فائدہ راہ کو چھوڑ کر تلاش کیجیے یا اسکو ڈھونڈھ نکالیے یا اپنی جان دیجیے یہ سوچکر سیارہ سے فرمایا کہ وادا جان سے جاکر میری جانب سے عرض کرے کہ چندروز تک مین دربار مین حاضر نہونگا باندا ہون سیارہ حسب اجازت امیر کے پاس گیا امیر پچھلی رات سے عبادت کرنے اٹھتے ہین چلکر پاس مین تھے کہ سیارہ نے پہونچکر شہزادہ کی حالت بیان کی امیر نے فرمایا کہ میری طرف سے دعا کہنا اور مین بھی دیکھنے کسی روز آؤنگا سیارہ پھر وہان سے خدمت شہزادہ مین آیا قاسم نے

فرمایا کہ مرکب حاضر کریں تلاش میں اپنی محبوبہ کے جاؤنگا سیارہ نے عرض کیا کہ حضور کا جانا ابھی اچھا نہیں ایسا نہو کہ آپ کو متلاشی ملکہ سمجھکر اُسکو کوئی گزند پہونچائیں اور قید و بند زیادہ کریں اس سے بہتر یہ ہے کہ غلام کو روانہ کیجیے تاکہ خبر رشک یوسف کی آپ کے لاؤں اور موقع دیکھکر یا آپ کو وہاں لے چلوں یا اُسکو آپ تک پہونچاؤں شہزادے نے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر جلد آنا دیر نہ لگانا ورنہ میں تڑپ کر ہلاک ہو جاؤنگا ہائے وہ اُسکی بھولی بھولی باتیں جب مجھے یاد آتی ہیں تو دل مضطر یہ کوئی جیسے ٹھہریان لگتا ہے کسی صورت آرام نہیں آتا ہے دل کو کوئی ہاتھوں سے ملتا ہے یا بنوں اچھلتا ہے نظم

جس طرح ہوگا شب فرقت بسر کرلیں گے ہم
وہ تو کب آتے ہیں تو ہی ای اجل آنا نہ آج

کھل گئی بے یاکی دل کے شگاف زخم سے
قطرۂ خون سمجھے تھے سو وہ بھی نکلا نہ آج

خواب کیسا رات بھر رویا کیا اُن کے لیے
قصۂ مرگ عدو سمجھا مرا افسانہ آج

کوہکن ہیں منتظر بیکار رکھا ہے کفن
اب نکالے مرگ ہمسے ناز معشوقانہ آج

کل نگاہ منتظر ڈوبی ہوئی تھی جام میں
پھر رہی ہے آنکھوں میں اپنی گردش پیمانہ آج

دشت میں کیس رشک لیلی نے قدم رنجہ کیا
گھر بھلائے دیتی ہے دلچسپی ویرانہ آج

قیس کا روز ازل سے تھا سو پہنے ای جنون
جان کر فال زبون طوق گلو پہنا نہ آج

سیارہ نے شہزادے کو سمجھایا کہ حضور اگر ملکہ آپ سے راضی ہے تو کوئی اُسکو روک نہ سکیگا آج کل میں وہ خود کوئی تدبیر ملنے کی پیدا کرے گی آپ اسقدر مضطر نہوں میں جاتا ہوں اور خبر اسکی لاتا ہوں یہ کہکر تنظور کو زمین چومی اور بیٹیا دستقر لائی سے آراستہ ہوکر اسباب عیاری جسم پر آراستہ کرکے صورت اپنی مثل ساحروں کے بنالی اور منزل مقصد کی راہ لی شہزادہ فرش خاک سے اُٹھکر خیمہ میں آیا اور پلنگڑی پر لیٹ کر درد ہجر کی شدت سے کروٹیں لینے لگا شب ہجر سے عشق کی کراہنا شروع کیا بیتاب ہوکر کہتا تھا ابیات

اس عہد میں الٰہی محبت کو کیا ہوا
چھوڑا وفا کو اُسنے مروت کو کیا ہوا

امیدوار وعدۂ دیدار مرچلے
آتے ہی آتے ہائے قیامت کو کیا ہوا

اُسکے گئے یہ ایسی گئی دل سے ہمنشین
معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا

بخشش نے مجھکو ابر کرم کی خجل کیا
اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا

جاتا ہی یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

جادو ابھی کلام نہ کیا تھا تو یار محبوب مین بیقرار ہی مگر اُس اسیر سے تجھ قضا و تقدیر یعنی ملکہ دلگیر کو جب
حنظل گرفتار کر کے لائی قلعہ مین اس لیے نہ گئی کہ اس آوارگی سے ہر خرد و بزرگ آگاہ ہوگا
شناسی ہوئی ہی لڑکی بدنام ہو جائیگی غرضکہ باغ مین لاکر پہونچایا اور ملکہ کو کئی تماچے زور زور
لگائے غصہ پکاری نظم

بیٹی کی طرف کیا نظارا	جھنجھلا کے کہا کہ حشام یارہ
حسرت مین لگایا داغ تونے	لٹوائی بہار باغ تونے
تھمتا نہین غصہ تھامنے سے	چل دور رہو میرے سامنے سے

سوگند کو بھی مارا اور کہا ماما لڑا دی تو نے میری لڑکی کو خراب کیا سوگند اور ملکہ اُسوقت
تو خاموش ہو رہین لیکن کچھ دیر کے بعد حنظل نے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ خیر آج تو مین
طرح دیتی ہون درگذر کرتی ہون اب اگر تجھے کہین جانے سنون گی حلال ہی کر ڈالون گی
خبردار کبھی بھولے سے بھی ایسی حرکت نکرنا یہ کلام ترحم کے سنکر سوگند کو جواب دینے کی جسارت
ہوئی اور رو کر حنظل کے پانون پر گری عرض کیا کہ بیبی حضور دو باتین میری سُن لین پھر
جو چاہین وہ کرین ہم آپکے بس مین ہین حنظل بولی کہ کہ کیا کہتی ہے اُسنے کہا ہونیوالی بات
بدنامی تقدیر مین لکھی ہو تو کوئی کیا کرے اور مین ہمیشہ شاہزادی ملکہ سے کہتی تھی کہ حضور نجائیے
نجائیے میرا کہنا نمانا اپنے ساتھ مجھے بھی رسوا کیا سنیے حضور اصل بات یہ ہے کہ ملکہ جو سیر کو
گئین قاسم پوتا حمزہ کا صحرا مین صحبت آرا تھا اُسنے ملکہ کو اپنا برابر والا سمجھ کر منت شریک
بزم کیا اور کہا اُس مین عیب کچھ نہین کیا ایسا ہوتا نہین ہے کہ شاہ و شہریار باہم تپاک کرین
اور ایک جگہ ملکر بیٹھین یہ کلام اُسکا ملکہ نے پسند فرمایا اور جا کر مسند پر بیٹھین اوسنے شراب
اپنے ہاتھ سے شہزادی سمجھ کر پلائی ناچ ملکہ دیکھا کین اُسوقت ملکہ نے سر مین درد ہوا فرمایا
کہ مین اب جاکر آرام کرون گی قاسم نے پھر اوسے کہا کہ یہین میرے پلنگ پر لیٹے لیٹے ناچ
دیکھیے پھر چلی جائیے گا ملکہ نے جاکر تکیہ سرکش پہلو مین رکھ لیا اور لیٹین لیٹے ہی سو گئین
مین نامراد بھی پڑ رہی جگانا مناسب نجانا ادھر قاسم بھی ملکہ پاس جا لیٹا اور سو گیا اُسوقت
آپ جاکر پہونچین اور گرفتار کر لائین اور ننگے کھلے ہونے کو مین کیون نامی پیون جوانی
کی نیند سویا ہوا برابر ملکہ کا اسمین کچھ قصور نہین اُسوقت آپکے کھینچنے سے تلوار وہی پہلو مین
رکھی تھی قاسم نے بیدار ہو کر اٹھائی اور نہین تو ملکہ نے اُسے نہین دی اگر روکنے پیٹنے کو

دونوں سے کہو تو ملکہ کا ابھی سن کیا ہی پردہ کر روتی ہانکتی ہین سمجھین کہ مان نے مجھے غیر دریا مین ڈھکیا ہی
اسے مار ڈالین گے مارے ڈر کے اسی کی منتین کرنے لگین کہ شاید یہ بچ جائے اور ادھر وہ یہ سمجھا کہ ملکہ
کو نہین معلوم کون پکڑے لیے جاتا ہی اور یہ میری مہمان غریب اپنے دل مین کیا کہیگی کہ اس سے
کچھ نہو سکا اس سبب سے وہ بھی جزع و فزع کرنے لگا اور اگر آپ کو میری باتون کا اور کہنے کا
یقین نہو تو ملاحظہ فرما لیجیے کہ ملکہ کا شیشۂ عصمت سنگ شرارت سے قاسم کے شکستہ نہین ہوا
اور مسلمان حرام نہین کرتے اسی سبب سے انکو خدا نے نوازا ہی بتقریب جب شغل کے سنی ملکہ کو ہر طرح
سے دیکھا بخوبی محفوظ پایا سوگند کے کہنے کا یقین آیا کہ بیشک جو اسنے بیان کیا ہی یہی کیفیت واقع
مین گذری ہی ورنہ آگ اور خس ایک جا ہو ممکن نہین کہ نہ جلے اسوقت بظاہر تو غصہ کی نگاہ
رکھی مگر ملکہ کو عتاب کرنے سے باز رہی اور چند عورتین اپنی جانب سے بہر حفاظت تعین کرکے
چاہا کہ آپ قلعہ مین جائے پھر سوچی کہ کل جاؤن گی آج سے دن رہکر اسکا رنگ ڈھنگ دیکھ لون
غرضکہ یہ بھی وہین فروکش ہوئی اور ملکہ ایک جگہ چھپی مین ان سے علیحدہ پلنگ پر جا لیٹی
لیکن نیند کیسی اور سونا کہان کا دل پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تھا تنہائی مین کلیجہ منہ کو
آتا تھا مانند ماہی بے آب کے وہ گوہر غلطان قلزم محبت تڑپتی تھی آہ سرد کھینچ کر یہ پڑھتی تھی کہ ابیات

دم تری الفت پوشیدہ سے بھرنے والے — دل جلے سینہ جلے آہ نہین کرنے والے
عشق مین جی سے گذرتے ہین گذرنے والے — موت کی راہ نہین دیکھتے مرنے والے
بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپ کر — اور ہمسے سوگ کیے پردے مین بیٹھ رہنے والے
آخری وقت مین پورا نہ کیا وعدۂ وصل — آپ آتے ہی رہے ہم تو گئے مرنے والے
نزع مین ہم ہین غضب عشق پہ چلتا ہی — دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنے والے
جان دینے کو کہا اسنے تو ہنسکر بولے — تم سلامت رہو ہر روز کے مرنے والے
آب خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا — نہ دیکھے خلق سے وہ گھونٹ اترنے والے
کیسی بہار آئی ہی پھر ہمکو جنون ہوتا ہی — کیا دن آئے ہین فراغت سے گذرنے والے
آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو امیر — یاد آئے مجھے داغ اپنے ابھرنے والے

قصہ مختصر یہ سوختہ جگر تو یہان بیقرار ہین لیکن سیارہ جو روانہ ہوا تھا راہ سے نابلد تھا راستہ
کا وقت راہ بھی کسی سے پوچھ نہ سکتا تھا راستہ بھول کر ایک بیابان وحشت افزا مین جا پڑا کہ باد
سموم جہان کی دم بھر مین انسان کو گلاتی تھی اور تاب و تب وہان کی ابر بہاری کو پیاسا رکھ کر جلاتی

سمند تیز گام ماہ اُس جگہ کی صعوبت سے فلک پیرا ہو لیتا تھا خیال عالم گرد وہاں کی منازل طے نہ کرسکتا تھا پاؤں میں چھالا پڑتا تھا نہ گمانش اُس جگہ کبھی جمی تھی نہ کرلی چشمۂ آب تھا چٹیل میدان منزلوں تک نظر آتا تھا کہ ابیات

برستی تھی وہ آگ افلاک سے — ادھر تھا دھواں مرکز خاک سے
تنور فلک تھا بشدت طپاں — ہر زمین ذرہ ریگ چنگاریان
جہاں تک نظر کرتی تھی کام واں — عجب دہشت آگین تھا ہو کا مکان
کسی جا پہ تھے ڈنڈ سوکھے کھڑے — تھے انبار کانٹوں کے ہر سو پڑے
کہیں سایہ ڈھونڈھو تو پیدا نہ تھا — کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا

سیارہ نے دل سے شکر خدا کیا کہ اگر دن کو اس صحرائے آتشین میں گذر ہوتا تو جانبری نہ ہوتی اور جلد وہاں سے سبک گام ہوا کہ صبح نہ ہو جائے آخر بوقت تمام اُس بادیۂ پُر مخافت کو طے کیا اور مرغزار دلکشا میں پہونچا پانی چشمے سے پیا اور ٹھہر گیا کہ رات کو راہ نہ ملیگی دن ہولے تو چلوں فی الجملہ کچھ عرصے کے وہ زمانہ آیا کہ شاہد قمر چہرۂ شب شعاع آفتاب کی زنجیر میں گرفتار ہوئی اور عیار خاور تلاش میں اسکی رہ نورد ہوا نظم

فلک تیغ مہر از میان برکشید — شب تیرہ دامن از و درکشید
روان شد چو عیار مشرق دیار — بہ صحرائے افلاک کردہ گذار

سیارہ نے نماز صبح پڑھکر آگے کا راستہ لیا کچھ دور چلا تھا کہ ایک آندھی بڑے جوش وخروش سے ظاہر ہوئی اور ایک ساحر تیرہ رو غدار کو سامنے سے آتے دیکھا سیارہ آپ بھی صورت ساحر کی بنا تھا اُس سے بڑھکر صاحب سلامت کی اور پوچھا کہ بھائی کہاں چلے اُسنے کہا ملکہ حنظل کے پاس جاتا ہوں اس لیے کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی کہیں نہیں کرتی ہے نہ جواب دیتی ہے اور لڑکی کو سنا ہے کہ وہ سیر میں کرتی پھرتی ہے میں نے اپنے لڑکے کی منگنی کرکے پھنسایا ہے آج فیصلہ کرلونگا یہ کلام جو سیارہ نے سنا چاہا کہ اُسکا کام تمام کرکے اُسکی صورت بنکر جاؤں اسی فکر میں اُسکے ساتھ ہوا لیکن کچھ دور چل کر وہ اُڑکر روانہ ہوگیا یہ ناچار پیچھے پیچھے اُسکو دیکھتا ہوا چلا یہاں تک کہ قلعہ نرگس کو وہ دکھائی دیا برج و بارے اُسکے نہایت مستحکم تھے بلندی

حصار وسعت وسواد عظیم کے بیت

کسی نے دیدہ فرازش نگر بچشم ضمیر — کسی نے فہم نشیبش نگر بپایۂ گمان

اور اُس قلعہ فلک فرسا کے داہنے جانب ایک باغ رشک دہ باغ عدن پُر از نسترین و یاسمن بنا
تھا وہ ساحر کہ نام اُسکا ظالم جادو ہے اُڑتا ہوا باغ کی طرف چلا اور سپاہ ٹھہر رہا جب وہ
نزدیک باغ پہونچا نزد رشک ایک طائر سحر کو حنظل پاس بھیجا کہ میرے آنے سے اُسکو مطلع کرے طائر
نے جاکر خبر دی حنظل سمدھی کی آمد سنکر گھبرائی کس لیئے کہ اگر وہ یہان آئیگا دختر میری اسی جگہ پر
مقیم ہے اُسکے دیکھنے کا واسطہ ہے ایسا نہو کہ کچھ حال اُسکی بے حیائی کا سُن لے اس باعث سے خود برسم تعظیم
دروازہ باغ آئی اور اثنائے راہ مین ظالم سے ملی باتین کرتی ہوئی اُسکو اندر قلعہ کے لے گئی
مقام پر بیٹھا پا شراب و کباب کی صلاح کی ناچ ہونے کا حکم دیا جلسہ جما بعد ازان امور
کے سبب آنے کا پوچھا اُسنے کہا بیٹی تمھاری نوجوان گلی گلی ماری ماری پھرتی ہے اور تم شادی
نہین کرتین آج ہان نہین کا مجھے جواب دو حنظل یہ تقریر سنکر سمجھی کہ اسکو شاید ملکہ کی آوارگی
کی خبر ہو گئی پس حرف کر بولی کہ جو کوئی اُسکو بد کہتا ہے وہ جھک مارتا ہے بچی میری سیدھی بات
کرنا نہین جانتی نہین وہ لگو نڈی یاری آشنائی کیا جانے اور سنو صاحب جو تم مین شادی کرنا ہی
تو وہ خرابون کی خراب ہے گون ہو تو کرو نہین ہین لگے تو لگاتی نہین کچھ سمجھایان تو بہین نہین
جو ہٹری جاتی ہین جب تم لوگون نے میری وہان کی خاک سے ڈالی تب مین نے منگنی کی اور اب
یہ باتین ہین مگر اب بھی کچھ جلدی کو آتی پروا نہین یہ نہ سمجھنا کہ میری لڑکی کو کوئی نہ پوچھے گا
اور نہ پوچھے گا تو ملا سے نہ پوچھے اُسکو کس بات کی کمی ہے یہ کہہ کر کوسنا شروع کیا کہ یا ساحری
جس طرح میری بچی کو لوگون نے بدنام کیا ہے آنکی کنواریون کے آگے آئے آنکی نتھنی ٹیڑی ہو بیٹیان
بکھاتی جائین غرض کہ ایسا کچھ اُسکو آڑے ہاتھون لیا کہ کچھ کہتے بن نہ پڑا اتنا تو کہا کہ مین کب
کہتا ہون ملکہ کو کہ خراب ہے لیکن شادی کب کروگی اُسنے کہا کرون گی کیون نہین اُسکا باپ شاہ
افراسیاب کے پاس سے آئے تو تیاری کرون بیٹی میری کلیجہ ہا ہے تو ہی نہین مجھے تو سب ہی
ارمان نکالنا ہین کنبہ اجھل آتا رہا ہی گھبراؤ نہین مین خط اُسکے باپ کو لکھتی ہون اور جلدی
سامان کرتی ہون یہ گفتگو سنکر ظالم رخصت ہوا لیکن اُسنے رد کا کہ آج کہان جاؤگے کل چلے
جانا اور سامان دعوت مہیا کیا مگر ملکہ کی حفاظت کے لیے ایک ساحر کو مخفی جانب باغ بھیجا کہ رشتہ
تحفظ بخوبی کرنا کہین جانے نہ دینا مین کام مین الجھی ہون مہمان کی خاطر داری مین مصروف
نہین خود جاتی تو یہان سے جا اور خاصداران مہر الیجا اگر ملکہ پوچھین کہ کیون آئی ہو تو کہنا آپکی
ان نے نگاہ بان بھیجی ہین یہ شکایت اُسکو نہو کہ میرا ادھیٹے یہ آئی ہین وہ ساحرہ خاصداران لیکے

اُسکے کہنے سے روانہ ہوئی جب قلعے کے باہر نکلی اس جگہ سیارہ ٹھہرا ہوا تھا ساحرہ کو جاتے دیکھکر قریب اُسکے گیا اور پکارا کہ ہمارے میاں ظالم جادو کیا کرتے ہین اُسنے جواب دیا کہ اپنی سمن‌بر سے باتین کر رہے ہین تم بھی جادو گر ہو کیا تم اُنکے ملازم ہو اُسنے کہا ہان اور کہا ہم تمھارے ساتھ چلینگے ساحرہ بولی کہ مین ملکہ پاس باغ مین گلوریان لیکے جاتی ہون اور وہین آج رہونگی میرا ساتھ دینا اسا تھ نہوگا سیارہ کو جب یہ حقیقت معلوم ہوئی باتین کرتے ہین جناب بیہوشی ساحرہ کے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری اُسنے کپڑے اُسکے اُتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور اُسکو خوب سا بیہوش کرکے غار مین ڈال دیا اور آپ خاصدان لیکر سمت باغ چلا یہان تک کہ داخل گلزار ہوا دیکھا کہ یہ گلشن زینت بخش باغ عدن ہی شاہد چمن پر عجیب جوبن ہی کہین سنبل ہو رہا ہی کسی جا شگوفہ مشک نافہ اور عطر دان سے شرمسار اور عطر بیز ہی نرگس مصروف نظر بازی ہی گلون کی بہار مین رونق تازہ ہی دار بست کا سلسلہ دار بند و بست ہی بوسے گل سے بلبل شیدا مست ہی ہر سمت شبنم اور کار فرما اس جگہ کی بہار ہی رنگ گل کا قدر دانی نہین ہزار در ہزار ہی

سبحان اللہ و بحمدہ

نظم

بہ خوبی باغ چون خلد برین بود	دران خلد برین گل حور عین بود
سمن ساقی و نرگس جام در دست	بنفشہ پر خمار و سرخ گل مست
فگندہ سنبل تر زلف بر دوش	کشادہ باد نسرین را بنا گوش
نوا سنج بلبل و آواز دراج	شکیب عاشقان را کردہ تاراج

سیارہ ہر سمت ملکہ کو تلاش کرتا چلا یہان کچھ کنیزین بھاگ کر بر وقت گرفتاری ملکہ آئین تھین اور ملکہ کی خطا جب معاف ہوئی تو انھین بھی امان ملی ہی اور کچھ عورتین ملازم قلعہ دل کی موجود ہین وہ سب سیارہ کو دیکھکر بولین کہ اے زینت بزم جادو کہان آئین اُسنے کہا بیوہ بہن یہان لیکر آئی ہون اور پاس جاکر چپکے سے کہا ملکہ نے تو خوب گل کھلایا ہی آڑی اُڑی بلا چھوٹی تھی شہر میں خبر سنکر آیا ہو مجھے اُنکی مان نے بہین بھیجا ہی صاحبزادی ہین کہان ذرا مین تو دیکھون کہ اپنا کیا حال بنایا ہی اور مجھے بھی ڈر معلوم ہوتا ہی کہ کہین میرے بہرے سے نہ نکل جائے جو میری گت چوٹی کٹے ساحری آبرو رہے کہین یہ تقریر سنکر سب عورتون نے کہا ملکہ وہ سامنے بارہ دری مین پلنگ پر مردہ سی پڑی ہین بہین خوب ہوا جو تم آئین ہم بھی ڈر رہے تھے کہ ایسا نہو کہین جل جائے تو ہم پر آفت آئے اب تم جاؤ تمھارا کام جانے ہم وہان جائین گے بھی نہین پکارکر سب کنارے ہو بیٹھین

اور سیارہ اندر بارہ دری کے آیا اور آہستہ در کی آڑ مین ٹھہر کر چاہا کہ سنون ملکہ کیا کہتی ہے دیکھا کہ
سوگند پلنگ کی پٹی کے نیچے لیٹی ہے اور ملکہ اُس سے چپکے چپکے کہہ رہی ہے کہ کیون سوگند اسوقت
قاسم کیا کرتے ہونگے اسنے جواب دیا کہ آپ کی محبت کا دم بھرتے ہونگے ملکہ نے کہا نہین معلوم
میرے نکل آنے کے بعد اُنکے دل پر کیا گذری ہوگی ہائے کوئی انہین تسکین دینے والا بھی نہوگا
کہین ایسا تو نہو اپنی جان دیدے وین افسوس کس کو اُن تک بھیجون اور اُنکی خیر و عافیت منگواؤن
یہ کہہ کر زار زار روئی اور یہ زبان پر لائی کہ غزل

راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے ۔ آہین نکل رہین ہین دل بیقرار سے
اللہ رے طول مردم دیدہ ہوئی ہین ہم ۔ آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے
کسوقت زلف یار کا ہم کو نہین خیال ۔ فرصت کہان ہے سلسلہ انتشار سے
بخشین کہان کہ خاک لحد سے کدورتین ۔ کس کس کو ہے غبار ترے خاکسار سے
برآئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو ۔ اتنا گلا رہا ہمین آغوش یار سے
اے جاہ اپنے دست سے گھبرا رہا ہون ۔ بہتر نہین ہے کشمکش روزگار سے

سیارہ اس حال کو ملکہ کے دیکھ کر گھبرا اور پانؤن کی آہٹ دی ملکہ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور
اُسکو اپنے جان کر چپ ہو رہی اور سوگند یہ سمجھی ادھر نظر کی اُسنے اشارے سے کہا کہ میرے
پاس آؤ سوگند گھبرائی کہ دیکھیے یہ کیا کہے گی مگر ناچاری اُٹھ آئی سیارہ اسکو بارہ دری کے
ایک کونے مین ہاتھ پکڑ کر لایا پہلے تو تمسخر کی راہ سے اسکو گدگدایا کہ کیون ری تونے خوب ملکہ کو
بدراہ کیا یارون سے بغل مین لیجا کر سلایا سوگند یہ بات سنکر ڈر گئی اور لگی کانپنے اور قسمین
کھائین کہ مین نہین جانتی کیسے یار تم کیا کہتی ہو اُسنے کہا مین سب جانتی ہون پہلی رات کو
تیشہ سے کشف دیکر ساحرون کو قتل کرایا دوسری رات کو ساتھ سوئی سوگند یہ باتین سنکر
بہت خائف و لرزان ہوئی سیارہ نے کہا اگر تو میرے گلے سے لگ جائے تو مین تجھے قاسم
پاس لے چلون سوگند اُسکے گلے سے عورت جانکر لپٹی اُسنے خوب لپٹایا پیار کیا سوگند نے کہا
بتاؤ کیونکر ہمین لیچلوگی اُسوقت اُسنے کہا مین سیارہ ہون سوگند جھجک کر تیوریان چڑھا کر
پیچھا چھڑا کہتی آغوش سے تڑپ کر نکلی اور جا کر ملکہ پاس چپکی بیٹھ رہی شہزادی نے پوچھا کہ کیا
تھا کہان گئی تھی اُسنے کہا میری بلا جانے ہوسے آسیب کی خاصیت رکھتے ہین جہان دیکھو
وہان موجود شہزادی نے کہا ارے کون ہے کیا کہتی ہے سوگند بولی وہی موا تا نیتا عیار ہے قاسم

کا اور کون ہے یہ سنتا تھا کہ ملکہ آنکھ کر دوڑی اور دوڑ کے سیارہ نے بڑھ کر تسلیم کی اور ایک گلوری
میں بیہوشی ملا کر ملکہ کو دی کہ شہزادے نے آپ کو بھیجی ہے ملکہ بہزاران اشتیاق کھاتی کھاتے ہی
بیہوش ہو گئی سوگند نے کہا ارے یہ کیا ہو گیا سیارہ نے چپکے سے کہا میں ملکہ کو
پشتارہ باندھ کر لیے جاتا ہوں تمہیں چاہئے کہ سحر ایسا کرو کہ جتنی عورتیں باغ میں ہیں سب
بیہوش ہو جائیں اور تم بھی آؤ کہ ہمارے ساتھ چلو سوگند نے یہ سنتے ہی سحر پڑھ کر دستک دی کہ
جو ساکن باغ تھے وہ بیہوش ہو گئے کیونکہ وہ لوگ یہ تو جانتے نہ تھے کہ یہ کوئی سحر کریگا ہمیں
غفلت میں بیہوش ہو گئے سیارہ نے پشتارہ ملکہ کا باندھ کر پیٹھ پر لاد کر راہی ہوا سوگند بھی
اڑ کر چلی دونوں باغ سے باہر نکلے اور سوگند پھری کرتی ہوئی آگے آگے چلی ابھی تھوڑی راہ نہ
چلی تھی کہ صحرا ہولناک تھا ملکہ پہر کے عرصہ میں وہ مقام آگیا جہاں قاسم انتظار
جانان میں پلنگ پر پڑا تڑپ رہا تھا کہ سیارہ نے پشتارہ ملکہ کا کھول کر رکھا سوگند سے کہا
تم ملکہ کو ہوشیار کرو اور آپ پاس شہزادے کے آیا قاسم نے جو اسکی صورت دیکھی اٹھ بیٹھا
اور بے اختیار اس سے استفسار کرنا لگا

قاصد پیام گیسو سنا ابھی گیا	یا خود گئے اسکے پاس جا نہ گیا
اک بات تھا کہ یوں ہی مجھکو تاج	سمجھیں کیسا نہ کوئی آیا نہ گیا

کہو کہ کیا پیام لائے کہاں گئے تھے کیا کر آئے سیارہ نے کہا جو کچھ میں نے کیا ہوگا وہ آپ ہی
ظہور میں آئیگا اور آپ سے تکلف کیا خبر عشرت بیان کرنا سنا سب تجاہل عارفانہ سے شہزادے
کو باتوں میں لگایا ادھر سوگند نے ملکہ کو ہوشیار کر کے مژدہ دیا کہ مبارک ہو سیارہ جو گیا
تھا وہ آپ کو پاس شہزادے کے لایا ہے ملکہ شکر کنان شادان و فرحان خیمہ میں آئی قاسم
نے جو اپنے مطلوب کو آتے دیکھا بیتابانہ یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت صنم کہ دیدہ بیدار و دست
کردم باز + چہ شکر گویمت ای کارساز بندہ نواز + آخر آغوش محبت میں لیکر پلنگ پر لا کر بٹھایا
اور رنج مفارقت کو یاد کر کے گوہر اشک باہم بہانے لگے دونوں طرف سے ملکہ نے کہا ای
مایۂ راحت و آرام بغیر تیرے جو احوال گذرا کیا کام ہر گذرا بتلوا سکے لکھا

درد ہجران کشیدہ ام کہ مپرس	زہر ہجران چشیدہ ام کہ مپرس
آن چنان در ہوای خاک درش	میرود آب دیدہ ام کہ مپرس
بے تو در کلبۂ گدائی خویش	رنجہای کشیدہ ام کہ مپرس

قاسم نے یہ کلام درد التیام سنکر جواب دیا کہ فرد

تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم — مین کس سے کہون جو کچھ کہ مجھ پر گذری

شرح ایام درد فراق کون کرسکتا ہی وہی یہ حال جانتا ہی جو کسی پر مرتا ہی اب ہنسی خوشی کی باتین کرو اس رنج جانکاہ کو دل سے بھلا دو یہ کہکر حکم دیا کہ ابیات

خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست — ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
معنی آب زندگی و روضۂ ارم — جز حرف جوئبار و می خوشگوار چیست
ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار — کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست
سہو و خطای بندہ چو گیرند اعتبار — معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

حسب الطلب شاہزادۂ عالی مقام ساقی و بادہ و جام ایک جا ہوے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا لیکن اس خبر کو چند مخبرون نے صاحبقران سے عرض کیا کہ شاہزادی نرگس کوہ کی ملکہ نرگسی چشم نام محبت مین شاہزادہ قاسم کے آکر مسلمان ہوئی ہی امیر نے سب کیفیت سنکر ارشاد کیا کہ اول سے اگر یہ حال ظاہر ہوتا تو قاسم کو ممانعت کی جاتی کہ پرائے ناموس مین رخنہ پردازی اچھی نہین مگر اب شاہزادی نے آکر اسلام مین پناہ لی ہی شہر ظلمروشنا سے دور ہی کہ پھر اُنسے ساحرون کے حوالے کر دیا جاے تاکہ دین جدید سے اُسکو پھیرین پس یہان سے ایکسو اکیس کشتی زیور الماس کی ملکہ کے لیے بھیجی جاے اور جملہ اسباب عیش و آرام مہیا کر دیا جاے چنانچہ بنابر ارشاد مقبل وفادار کشتیان زیور کی اور چنگیر جوگھڑے چاندی سونے کے اور بہت سا اسباب راحت لیکر خدمت شاہزادے مین آیا اسباب پیش کش کیا امیر کی جانب سے دعا کہی قاسم نے خلعت دیا یہ تو رخصت ہوکر چلا آیا اور قاسم و ملکہ اور سیارہ و سوگند مشغول عشرت ہوے اختلاط ہونے لگا طالبان یکدیگر باہم بغلگیر ہوے اور فرط عشرت سے یہ زبان پر جاری تھا کہ قطعہ

ساقی بیار بادہ کہ ماہ صیام رفت — در دہ قدح کہ موسم ناموس و نام رفت
وقتی عزیز رفت بیا تا قضا کنیم — عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت
در تاب توبہ چند توان سوخت ہمچو عود — مے دہ کہ عمر در سر سودای خام رفت
مستم کن آنچنان کہ ندانم ز بیخودی — در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت
زاہد گو دان و خلوت و تنہائی و نیاز — عشاق را حوالہ بعیش مدام رفت

الحاصل یہ تو اس طرح کا جلسہ جماے مصروف انبساط و ارتباط ہین مگر جس عورت کو کہ سیارہ بیہوش

کرکے چھوڑ آیا تھا اُسکو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر بہزار خرابی باغ مین ملکہ کے آئی اور کسی کہیں سے کپڑے مانگ کر پہنے اور پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون نے کہا بارہ دری مین تھین وہین جاکر دیکھو اُس نے وہان جاکر دیکھا کسی کو نپایا ہر جگہ گوشہ گوشہ باغ کا ڈھونڈھا کہین سُراغ اُس زلیخا منش کا نپایا معلوم کیا کہ تلاش مین اپنے عزیز مصر کے گھر سے نکل گئی اور مجکو جو بیہوش کر گیا وہ معلوم ہوتا ہے کوئی عیار تھا آخر نالان و گریان چند کنیز اور وہ ساحرہ سامنے حنظل کے گئین اور بسیاختہ کہہ گذرین کہ حضور ملکہ بھاگ گئین کہین اُنکا پتا نہین ہے حنظل سمدھی کے سامنے اِس خبر کو سنکر چپ ہوگئی رنگ چہرے کا زرد ہوگیا کاٹو تو لہو نہین ہزارون گھڑے پانی پڑگیا مگر کرتی کیا سر جھکاکر رونے لگی ظالم نے کہا انھین دونون کو مین جھینکتا تھا کیون دیکھا خیر اب تمھین کیا کہون اُس گیسو بریدہ کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر بزور سحر پرواز کرکے بغضب تمام روانہ ہوا اور قلعہ سے نکل کر کوہ و دشت کو دیکھتا چلا کہین پتا جب نہ ملا دل سے سوچا کہ سوائے لشکر حمزہ کے اور کہین نہوگی یہ سوچ کر اُسی جانب آیا یہان لشکر اسلام مین بھی ملکہ کو نہ دیکھا اور آگے بڑھا پانچ کوس پر کو بیچ جنگل مین ایک میدان ہے از باغ ارم دیکھا اور لب نہر مسند پر ایک جوان رعنا حور شمائل کو بیٹھے پایا اور ملکہ کو سر اُسکے زانو پر رکھے لیٹے دیکھا آتش غضب مین یہ ناری جل گیا اور بجلی کی طرح تڑپ کر گرا نعرہ کیا کہ منم ظالم جادو یہ سنکر سوگند بکاری کراہے شہریار خبردار ہو جیسے قاسم نرم مسرت مین بیٹھا تھا اسوجہ سے ہتھیار صندلی پر رکھے تھے اُسنے اُٹھکر تیغہ سحر کش اُٹھایا مگر اُسنے عرصہ مین ملکہ کو پنجے مین دابکر ہوا سے آسمان ہوا ملکہ نے شور واویلا بلند کیا اور قاسم تیغہ لیے پیچھے پیچھے دوڑتا چلا مگر کیا ہوسکتا تھا یہ جادو جادو راہی ہوا اور قاسم بیہوش ہوکر گرپڑا سیارہ نے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی تو وہی بلبلانا شور مچانا اور نعرہ آہ مارنا بار بار اضطرابی دل سے یہ لب پر لانا کہ رباعی

غم ہے اب تو ملا بجائے آرام ہمین
اک لحظہ نہین ہے یاس سے آرام ہمین
آتی نہین خواب مین بھی وہ لوگ نظر
دیکھنے سے جنھون کے آتے آرام ہمین

سیارہ شہزادے کا گو کہ عیار ہے مگر لنگوٹیا یار ہے جس شہزادی سے اسکے باپ پیدا ہوئے ہین اُنکی یہ وزیرزادی سے پیدا ہوا ہے جس طرح عمرو امیر سے ہنستا ہے بُرا بھلا کہہ لیتا ہے اسی طرح یہ بھی شہزادے سے کیا بلکہ اُنکے باپ سے گستاخ ہے اسوقت بھی یہ ملکہ اور شہزادے کے دل تو اُسکا جلا مگر غفلت پر اُنکی اُسکو غصہ آیا گویا ہوا کہ بس دیکھی بہادری آپ کی یہی دعوی شجاعت تھا

سنتے سنتے ہی رحم آگیا اٹھایا ہاتھ گیا بہت بھاری تھا اسوقت رانڈون کی طرح لٹو سے گھگھلانا او ہی اللہ
کہکر سر پہ ہاتھ دھر کر رونا آتا ہی اس سے وہ بیچاری عورت اچھی تھی جو جان بچ کر تین بار چلی آئی
جادو بیان تم سے کچھ نہو سکے گا یہ ظالم جادو اسکا سسرا ہی جانتے ہی ملکہ کو اپنے بیٹے پاس لیجائیگا
کچھ عشقبازی دل لگی نہیں ہی کہ مصرعہ عشق بازی نام سر بازی کا ہی + قاسم کو اسکی باتون سے
بحث سب ظاہر ہوا اور فرمایا انشاء اللہ نرگس کوہ میں گھس کر ایسی تلوارین مارون گا کہ یہ
ساحران غدار یاد ہی تو کرینگے دریا سے خون بہا دون گا گو بڑا امیر جلد حاضر کہ بہیارہ طبیعت نے
گو آندھی تھا اب بربادی کا جو شہزادے کی خیال آیا عرض رسا ہوا کہ آپ ٹھہریے میں جاتا ہون
قاسم نے کہا اب ٹھہرنا کیا کہ بیت

عاشق سے بھی ہوتا ہی کہیں صبر و تحمل	وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہیں مجھکو

ناچار بہیارہ نے اتنا تو کیا کہ جست کر سرداران قاسم کو اطلاع دی وہ سب خدمت میں
شہزادے کے آئے سمجھانے لگے کہ حضور تامل فرمائین ہم لوگ جاتے ہین اور شہزادی کو لاتے
ہین قاسم نے ایک کا کہنا نا مانا اور رخش پر سوار ہوا کہ نظم

ببالا صنوبر برخ آفتاب	نہ بستگی مطلع انتخاب
بخشکی پلنگ و بدریا نہنگ	بدیدہ کسی پشت او روز جنگ
حمائل بپیکر تیغ مصری کزو	پر از زہر چشم جام عمر عدو
ببازو کمان بر زدہ تیر چند	ببندد کمر رستم دیو بند
بدستش عنان دستان بچنگ	رجز خوان روان گشت بر عزم جنگ

پھر تو جلد جلد تمام سرداران ذی احترام سوار ہوئے اور لشکر قاسم میں وردی کی پلٹنون رسالون
کو جاکر گھر بندی ہی کی ساعت لاکر فوج نے کوچ کیا زمین دہلنے لگی غبار دشت سے ایک نیا آسمان
بلند ہو گیا ستم کرنے کو پیدا ہو گیا طبل و نقارے گرگرائے سواروں نے گھوڑے اٹھائے آن کی آن
میں قریب شہزادے کے آگئے اور ہمراہی میں چلے قاسم نے کہا اپنا بڑا لشکر ایک قلعہ پر لیجانا
اچھا نہیں تم سب یہیں ٹھہرو جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی آخر لشکر تو یاون
ٹھہر گیا لیکن سرداروں نے ساتھ نہ چھوڑا کئی ہزار آدمی ہمراہ رہا اس ہلچل کی صدا گوش
حق نیوش امیر میں پہونچی ہلکاروں سے پوچھا یہ غل کیسا ہی انھوں نے سارا ماجرا مفصل عرض
کر دیا امیر نے فرمایا کہ خدا خیر کرے قاسم جاہل مزاج ہی اور ساحروں کا سامنا ہی وہ جا کر یا لنا

وسے دیسے گا اسکے مقابل تو چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر پیچھے پیچھے جا لیکن اتنی دور رہ کر قاسم یہ نجانے کہ میری مدد کو دادا نے بھیجا ہے نہین تو وہ ابھی سے لڑنے لگے گا یہ سنتے ہی مقبل باہر بارگاہ آیا اور نفیر جنگی بجائی چالیس ہزار کا لشکر فی الفور تیار ہوا اور راتون رات ہم سپہر صاحب قرانی کے پیچھے مثل ستارون کے چلا عجب کروفر یہ عسکر نصرت اثر رکھتا تھا نظم

ہوا اس شان و شوکت سے روانہ	سپہ تیغ زن مرد و مردانہ
وہ سب فولادپوش آہن کے تھے ہمراہ	کہ جوشن آہنی تھے ابر اور وہ ماہ
جونہی نقارے پہ ڈنکا لگایا	قدم کہسار کا لغزش مین آیا
نقیبون کی صدا تھی نالہ صور	زمین سے استقامت ہوگئی دور
سراپا غرق آہن سارا لشکر	عیان مردانگی سے اس کے جوہر
وہ گھوڑے خال خوش جنگی سواری	سحاب رحمت و باد بہاری
خجل رفتار سے آہوے مشکین	دل نافہ ایال انکے سے خونین
وہ تیغ تیز گردن مین حمائل	کہ جس سے وہم کا خون مین ہوا دل
وہ لشکر تھا کہ بحر بیکران تھا	بلند و پست صحرا پر روان تھا

فی الحال عقب شاہزادہ نصرت قسیم یہ لشکر روانہ تھا اور شاہزادہ کی رکاب سے بارہ منزل آگے سو کمند بزور سحر اوڑتی ہوئی رہبری کرتی چلی اور قاسم نہایت اضطراب سے یاد محبوب مین یہ کہتا جاتا تھا کہ نظم

خیال روی تو در ہر طریق ہمراہ ماست	نسیم موی تو پیوند جان آگہ ماست
اگر بزلف دراز تو دست ما نرسد	گناہ بخت پریشان و دست کوتہ ماست
بحاجب در خلوت سرای خاص بگو	فلان ز گوشہ نشینان خاک درگہ ماست

اسی طرح یہ تورہ نورد بیابان فراق ہین لیکن ظالم نے اس اسیر سلاسل الفت ملکہ چہرہ شت کو قلعہ مین پہونچایا احتظل شہر شدہ ندامت زدہ بیچ قلعہ کے کھڑی چشم براہ انتظار تھی جب ظالم آیا اپنے اژدر پر سے اترا اور سر کو ملکہ کے پانون پہ رکھ دی اور کہا بھائی تنے میری آبرو رکھ لی اب اپنے دامن مین مجھے چھپا لو تمھاری امانت ہے اسی وقت اس نامراد کا گلا گھونٹ دو ساحری قسم مین اپنے نہ کرونگی مجھے آہ نہ آئیگی یہ کہہ کر ملکہ کو دو تین تھپڑ مار کر ایک زنجیر طلائی منگا کر پانون مین پہنائی اور بغصہ عتاب و خطاب کہا کہ اے مردار جو تو نے اسکے گھر کی نوبتی اور

اختیار رہتا تو پسینہ پر لکھ کر لوٹیاں کاٹتی اور چیل کوؤن کو بانٹتی یہ کہہ کر حکم کیا کہ ایوان شاہی مین جو پائین باغ ہے وہان لیجا کر اسکو قید کرو ملازم ملکہ کو لیگئے اور کئی جادوگرنیان واسطے نگہبانی کے مقرر ہوئین یہ تو قید ہوئی اور ظالم کو باعزاز تمام برج قلعہ پر بٹھایا اس عرصہ مین یوسف مصر افلاک زندان خانۂ مغرب مین مقید ہوا اور زلیخاے شب نے سواد دیدۂ اشک شبنم گرانا شروع کیا کہ ابیات

نشستہ ملکہ بیدل خموش ہمچو عروس	بروی منفعل و سینہ چاک و دل مایوس
نثار زلف کشیدہ نہ شانہ از مژگان	ہر شک دیدہ بجاے گلاب شد افشان
بدیدہ اش بکشیدہ نہ سرمہ از لف آہ	کہ روزگار بچشمش شدہ زیادہ سیاہ

ملکہ اس شب ہجران مین یار غمخوار سے جدا اپنے سلسلۂ زلف دوتا سے حسرت و یاس رو کر خطاب فلک ظلم اساس سے کرتی تھی کہ اے جفا پسند یہ کیا تو نے کیا جو مجھ ناکام و بخت نا فرجام کو دوست دلنواز سے جدا کیا رحم نہ اصلا کیا اپنا حال زار کس کو دکھاؤن اور کس سے اسکی خبر منگاؤن اسی طرح اشک خونین دیدۂ خونبار سے گراتا اور بیقرار ہو کر لب پر لاتا کہ نظم

لعل سیراب بخون تشنہ لب یار منست	آخری دیدن او دادن جان کار منست
بندۂ طالع خویشم کہ دریں قحط وفا	عشق آن بوی ہمہ مست خریدار منست
شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود	نرگس او کہ طبیب دل بیمار منست

رات کو حنظل نے آکر جو بیٹی کا حال دیکھا محبت مادری سے کلیجہ منہ کو آیا سمجھانے لگی کہ مثنوی

سمجھانے لگی کہ مر رہی ہے کیون	ترک خور و خواب کر رہی ہے کیون
ثابت کچھ اندیشہ کا ہے	کس چاند کو کب گہن لگا ہے
صورت تری زار ہو گئی ہے	گل ہو کے تو خار ہو گئی ہے
رحم اپنی جوانی پر ذرا کر	منہ دیکھ تو آئینہ منگا کر
ہے ہے تری عقل کسنے کھوئی	نا جنس کو چاہتا ہے کوئی
محبوس کیا ہے تجکو ہر چند	توبہ کا تو در کیا نہیں بند
بھولے سے بھی کر نہ یاد قاسم	پھر گھر وہی تو وہی وہی ہم
سمجھانے سے تھا ہمین سروکار	اب مان نہ مان تو ہے مختار
تو قید جفا مین ہے کہ ہم ہین	تو دام بلا مین ہے کہ ہم ہین

غم راہ نہیں کہ ساتھ دیجے — دکھ بوجھ نہیں کہ بانٹ لیجے
سمجھلائی وہ خستہ دل کہ بس بس — تم ایک کہو گی گر تو مین دس
رنجور رہو ہون تو مین تمھین کیا — مجبور رہو ہون تو مین تمھین کیا
مانا مری حالت اب ردی ہے — بہتر ہے یہی بھی بدی سے
بلبل اسی رشک گل کی ہون مین — گم کیا ہو ہزار مین کہون مین
سوچی کہ وہ یہ نہیں سمجھتی — لپکے بلا بہ رنگ زلف الجھتی
کچھ روگ جو درپے خلش ہو — درمان کے لیے دوا دوش ہو
بیماری عشق لا دوا ہے — اس باغ کی اور ہی ہوا ہے

حنظل ناچار برج قلعہ پر چلی گئی اور اسی اندوہ و تعب میں ماتم کدہ سپہر پر ماہ شب افروز کے گم ہونے کا ماتم برپا ہوا اور گریبان سحر چاک ہوا خورشید بائیں زرہ دلبر جستجو سے گرم تگاپو تھا کہ نظم

وہ شب ساری اندوہ و غم میں گئی — گھڑی جو گئی سو الم مین گئی
رہی صورت آنکھوں مین جو یار کی — ہوئی یاد مین صبح رخسار کی

صبحدم ملکہ نسیم سحری سے خطاب کرنے لگی اور پیام یار کو دینے لگی یہ تیاں بیان کر لی تھی اور یہاں اس کی برج قلعہ پر مع ظالم کے بیٹھی تھی کہ یکایک سامنے سے گرد اڑی اور لشکر کے سردار قاسم کے کئی ہزار نمایاں ہوئے سب کے بیچ مین شہزادہ گھوڑا اڑائے زیر قلعہ آکر پہونچا کہ شہزادہ راتوں رات برسم یلغار آیا ہی کہیں ٹھہرا نہیں صبح کو قریب قلعہ جب پہونچا وہاں دروں نے پڑا جمایا اور نعرہ انا سیارز بلند کیا ظالم نے کہا دیکھو آخر وہ مفسد یہاں بھی آیا لیکن مین ایسے زندہ کب چھوڑتا ہوں یہ کہہ کر حکم کیا کہ فوج قلعہ کی تیار ہو کر باہر نکلے ساحرون نے جلد جلد کمر باندھی اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہوئے تیر ہیاں پہونچین پل تختہ قلعہ کا اٹھوا لیا قلابند دروازہ کھلا اور لشکر ساحرون کا باہر نکلا ظالم اژدرہائے شعلہ فشان پر سوار آگے آگے اور پیچھے کئی ہزار ساحران غدار بڑے جوش و خروش سے مقابلے مین شہزادے عالی تبار کے آئے کہ نظم

رجزخوان سنا ور دگہر رو نمود — بسے خویشتن را بہر وی ستود
کشیدند صف سرفرازان بدشت — دو کوہ و دو دریا بہ پا سے گشت
ز یکسو سے ظالم کمین ساختہ — بخون یلان خنجر افراختہ

زسوی دگر قاسم نامور — بمیدان چو شیر ژیان جلوہ گر
سخن مختصر ہر دو جنگ آزما — شدند و آزمودند از ضربہا
عدو را چو سرگرم پیکار دید — کہ قاسم حسام از میان برکشید
بسی نیزہ در خاک غلطان نمود — زبان را بدشنام ظالم گشود
فرو شد بسر کینہ جو اہرمن — چرا می فشانی بمیدان من
اگر تشنہ ترا دست تا ورد نیست — بجنگی بہم درین انجمن مرد نیست

نعرہ شہزادہ کا لا ور سنکر ظالم میدان میں رعد آسا گرجتا ہوا آیا اور سحر کی نیرنگیاں دکھانے لگا کبھی سمت فلک سے آگ برسی اور کبھی تیر کا باران برسا غرض سو طرح کی آفت آئی تمنید سحر کے سبب شہزادہ پر کچھ تاثیر نہوئی اور شہزادہ نے تیغہ بلند کرکے کمر کو بتلا کر سر پر ہاتھ مارا پھر تو نظم

کہ قاسم چو بار دیگر افراشت دست — ظفر از خدا بہر امدادش جست
بزد بر سرش تیغ و گفت ای دلیر — ازین رزم جنگ آوران یاد گیر
سیہ دل بزیر سپر شد نہان — بلا بر سرش آمد از آسمان
سخن مختصر با سپر چون خیار — دو دستش دو انگاہ نمود چار

ایک ہاتھ میں مع اژدہے اور ظالم کے چار ٹکڑے ہوئے شور عظیم اسکے مرنے سے مچا یا آندھیاں آئیں آگ برسی اور فوج ساحران لپنا لپنا اسکے شہزادے پر آگری ادھر سے بھی غازیوں نے گھوڑے اٹھائے اور نبرد و کشت کی نوبت آئی تہلکہ عظیم برپا کیا ابیات

دو لشکر بہم تیغ کین آختند — روان سیل خون بر زمین ساختند
بشمشیر اسلامیان ہمہ دشت — زخون ہمسر بحر زخار گشت
ہو تیغی کہ آن برانشا شد برق — کس از پیر و برنا نمیکرد فرق

لشکریان شہزادہ سحر سے مجبور تھے لیکن جنگ سے لب دور نہ تھے مرتے تھے مگر کٹے پڑتے تھے یہ حال جو سوسن نے دیکھا کہ فوج شاہزادے کی سحر سے ہلاک ہوتی ہے آپ درہ کوہ میں گھسی اور سحر کرنے لگی لشکر عدو پر تیر برسنے لگے یہ سب کیفیت فصیل قلعہ پر سے ملکہ حنظل نے دیکھی کہ میرے لشکر پر تیر برس رہے ہیں اسطرلاب جادو اپنی رفیق سے گویا ہوئی کہ مسلمان ساحر زبردست ہوتے ہیں میرے لشکر پر پیکان گر رہے ہیں تو یہاں سے جا اور کسی طرح ایسا کر کہ تیغہ سرکش ہاتھ آجائے یہ تقریر سنکر اسطرلاب اڑی اور بہت بلند ہوکر نیچے

پیسنگدل برسانے لگی سوگند نے پتھر برستے دیکھ کر ہر طرف دیکھا کہ یہ کون سحر کر رہا ہے معلوم ہوا کہ
اسطرلاب ہی بس یہ بھی اڑتی اور غافل اسکو پاکر پشت پر جا کر ایک نارجیل سحر کا مارا کہ کلیجے
سینے سے نکل گیا وہ مرکر زمین پر گری صداے شور بشور برپا ہوئی اتفاق سے ملکہ حسامہ
دایہ نے سوگند کو جو قتل کرتے دیکھا بغضب تمام اسکی جانب متوجہ ہوئی اور سوگند کو پکڑ کر
دو تین کوہ میں لائی چاہا کہ سر کاٹ کر پاس حنظل کے لیکے جاؤں کیونکہ اگر زندہ لے جاؤں گی تو
ملکہ نرگسی چشم اسکو قتل نہونے دیگی غرضکہ یہ قتل کیا چاہتی تھی کہ سیارہ نے دیکھا سحر
سے سوگند نے تیر برستے تھے اب نہیں برستے معلوم ہوا کہ وہ کسی آفت میں پھنسی یہ سوچکر
صورت اپنی ملکہ حنظل کی ایسی بنائی اور جہان کوہستان میں سوگند تھی وہاں آیا حسامہ
کو خنجر بکف آمادہ اسکے قتل پر پایا پکارا کہ دایہ صاحب آپ نے بڑا کام کیا جو اس غیابی کو پکڑ
لائین حسامہ نے جو یہ صدا سنی اور حنظل کو اپنا ثنا خوان پایا بشرط تعظیم بجا لائی اور سیارہ
نے اسکے قریب ہو کر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہو لی پھر سر اسکا تن سے فی الفور جدا کیا
غل و شور برپا ہوا کہ مارا سوگند نے حسامہ کو یہ ہنگامہ جو حنظل نے دیکھا فوراً نفیر بجائی
کہ لشکر اندر قلعہ کے چلا آئے ساحروں نے صدا اسکی نفیر جو سنی سمجھے کہ حنظل لڑنے سے منع
کرتی ہے یہ معلوم کر کے سب اٹھ کر اندر قلعے کے گئے اور در قلعہ بند کر لیا قاسم نے جب میدان
صاف دیکھا فرمایا آج تو دن تمام ہو چکا ہے کل قلعہ پر حملہ کریں گا یہ فرما کر اسی جگہ خیمہ استادہ
کرا کر قلعہ کو محصور کر کے اترا مگر دل سے خیال کیا سب کچھ گشت و خون وغیرہ ہوا لیکن دلدار کا

پتا نہ ملا یہ سوچکر بیقراریان کرنے لگا کہ رباعی

ملنے کی جو اسکے سوچتا ہوں گھاتیں	تو کیا کہوں کس طرح کٹی ہیں راتیں
حیران ادھر اودھر تاکتا ہوں	یاد آتی ہیں جب وہ پیاری پیاری باتیں

اسی بیتابی میں سیارہ کو بلا کر ارشاد کیا کہ اب کام ہمارا تمام ہے اسنے عرض کیا عشق کا یہی انجام ہے
مر جائیگا تو نام عاشقی میں کر جائیگا قاسم نے کہا یار بھی ہم سے جدا ہے اور اجل بھی ہم سے خفا ہے
اب شب فراق ڈرانے کو آتی ہے چشم سیارگان سے آنکھیں دکھاتی ہے سیارہ نے حال ابتر
شہزادہ کا دیکھ کر رحم کھایا اور جتنا دن باقی تھا سمجھایا بجھایا گیا جسوقت کہ مہر زرین علم
سیر عالم کر کے کلبہ احزان مغرب میں جا کر ماتم نشین ہوا اور ماہتاب جگر داغدار لیکر عارض
صبح شام پر سحر کے تمناے دیدار میں پھرنے لگا نظم

دیدم بوقت شام شفق زار میگریست	ہی ہی چہ گریہ ہا کہ گل زار میگریست
باریدیسکہ تیر بلا در شب فراق	خون آسمان بدامن کہسار میگریست
سوسن کبود گردہ بہر رخت خویش آہ	نرگس بحالت دل بیمار میگریست

سیارہ بانے عیاری سے یہ سنکر قلعے کی سمت چلا اور در قلعہ پر پہونچکر ٹھہرا کہ کیونکر اندر قلعے کے
جاؤں یہ تو یہان کھڑا ہی مگر حنظل کو جساہ واپی کے مرنے کا بڑا رنج ہوا ہی اُسنے اپنے سر کے
بال کھول کر پریشان کر کے جھٹکے ایک سیاہی بالون سے پیدا ہوئی اور لوٹ کر پرچھائی آدمی کی
بنی اُس کالی بلا سے کہا جا کر سیارہ عیار کو لشکر قاسم سے پکڑ لا وہ بلاے سیاہ حسب الحکم
روانہ ہوئی اور لشکر شہزادے مین آکر ہر سمت تجسس کر کے پھر گئی کیونکہ سیارہ تو وہان سے
آکر شکل ساحر در قلعہ پر ٹھہرا ہی اسے کیونکر ملتا اُسنے حنظل پاس آکر کہا کہ مین نے سب لشکر اُس
عیار کو ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا شاید لشکر حمزہ کی طرف گیا ہو حنظل یہ کلام سنکر مایوس ہوئی
اور اشارہ کیا کہ وہ پرچھائین بالون مین اُسکے جا کر غائب ہو گئی اُسوقت آفت جادو نام
ایک رفیق نے عرض کیا کہ اے ملکہ آپ سوچتی کیا ہین اپنے شوہر شہ نار بلا افگن پاس کسی کو
طلسم ہوشربا مین بھیجے اور اس حال کی انھین اطلاع کیجیے یہ لڑائی مسلمانون کی بڑی
سخت جنگ ہی یہ لوگ نہ جادو کو مانتے ہین نہ کسی کو اپنے نزدیک زبردست جانتے ہین
ترک فلک سے مقابلہ کرنے والے ہین ہوا سے لڑنے والے ہین حنظل بولی سچ کہتی ہو
اور پھر اپنے بالون کو پریشان کیا وہی سیاہی دوبارہ پیدا ہوئی اُس بس کی گانٹھ سے
حکم کیا کہ باغ سیب مین شہ نار کے پاس جا کر سب کیفیت یہان کی بیان کر کہنا کہ جلد چلو کہ
گھر سارا برباد ہوا عورت ذات اکیلی مین ہون مجھ سے کیا ہو سکتا ہے لیکن سب حال اس طرح
نہ کہنا کہ دربار والے شاہ جادوان کے سنین اور شوہر میرا ذلیل ہو انھین الگ بلا کر چپکے
سے کہنا اِس حکم کو سنکر وہ پرچھائین راہی ہوئی حنظل اُسکو بھیج کر قلعے کا انتظام کرنے لگی
مگر سیارہ در قلعہ پر کھڑا دعا مین کر رہا تھا کہ الٰہی مجکو اندر کسی طرح جانا ملے اتفاق سے ایک
عشرت نگار قلعے کے باہر اُسکا گھر تھا کئی روز پیشتر اِس جنگ کے رخصت لیکر اپنے مکان مین
آئی تھی اُسنے جو قلعے پر لڑائی ہونے سنی خیال کیا اگر مین نجاؤن گی نمک حرام کہلاؤن گی ایسے
وقت مین شریک ہونا لازم ہے یہ سوچکر روانہ ہوئی جب قریب قلعے کے پہونچی پکاری
کوئی یہان ہی سیارہ جو ساحر بنا کھڑا تھا حاضر کہکر سامنے آیا اُسنے کہا دروازہ کھلواو سیارہ

نے بڑھکر پکارا آئی مخلدار صاحب آئی ہین دروازہ کھولو سادہ جو پہرے پر تھین سنتے ہی اُنہون نے
پھاٹک کی کھڑکی کھول دی سیارہ پہلے آپ کھڑکی سے اندر آیا پھر مخلدار سے کہا آئیے وہ بھی
اندر آئی دربان سمجھے کہ یہ ساحر مخلدار کے ساتھ ہے اور مخلدار یہ سمجھی کہ یہ بھی کوئی ملازم شغل ہے
الحاصل جب اندر شہر کے آئے گو کہ رات کا وقت تھا لیکن کمال حسن خیز اور زر ریز شہر دیکھا
حسینان دہر اُٹھا تھے دوکانین آباد روشن چراغان تھے سڑکین پختہ اور ہموار بنی تھین کہ
کہکشان فلک کو شرماتی تھین سیارہ مخلدار کے ساتھ سیر دیکھتا ایک گلی مین آیا وہان تنہائی
جو پائی اپنے پاس سے شیشی عطر کی نکالی اور کہا بی مخلدار صاحب اس عطر کو سونگھیے مین نے
سمجھا پایا ہے بتلایے تو کتنے تولے کا ہے اُسنے شیشی لیکر نتھنون سے لگائی فوراً چھینک آئی بیہوش
ہوکر گری اسنے پیرہن اُسکا سب اوتار لیا اور گوشے مین چھپا کر آئینہ رکھکر فتیلۂ عیاری جلا
اُسکی ایسی صورت بنا اُسکو خوب بیہوش کر کے وہین چھوڑا آپ آگے بڑھا راہ مین سوچا کہ
شغل برج قلعہ پر آج کل رہتی ہے وہین ملکہ بھی ہوگی یہ سوچکر اُسی جانب چلا جب قریب
برج کے پہونچا ایک کہاری اُدھر سے آتی تھی اُسنے سلام کر کے کہا بی مخلدار کہان تھین حضور
نے باربار یاد کر چکین سیارہ نے جواب دیا کہ بی کیا کہون خوب ہوا جو مین نگوڑی یہان نہ تھی
نہین کتنا ہے مین مرتی جاتی بھلا سنو تو کیا ماجرا گذرا کچھ حال تو کہو کہاری نے کہا بس
زبان نہ کھلواؤ وہی مثل ہو گیا اور کرنا نا مین ہوتی تو کر دکھاتی اری بی تم کیا تھی ہو شکر ہے
پاہر تو گھر گھر سے پڑا ہے اور پھر تم مجھسے پوچھتی ہو کہ کیا ہوا سیارہ نے کہا میرے سر کی قسم مجھکو
ری ہو کر سے جو نہ بتا سے سچ کہو کیا معاملہ ہے کہاری نے کہا حاشا للہ بی بی مین کانون پر
ہاتھ دھرتی ہون جسکا باپ اُسکا پاپ مین نہین جانتی کہ ملکہ نے کیا کیا ہان اتنا سنا کہ مین
دھگڑے پاس پکڑی گئین اور بی بی شہزادیان ہین جنکو محل کیا کوئی کونا اٹاری نصیب نہ تھا
بیچ میدان مین پڑی مخلدار نے کہا بچی ہو نادان وہ کیا جانے اور وہ مردوا بھی ایسا کچھ دار پہنچ
ہوگا کسی کا تھالا ڈلا ہوگا پھر میدان نہوتا تو کیا ہوتا کہاری تڑاق کر بولی کہ بی چھچھورپن ایسی تھی
ہین کہ روٹی کو توڑی پانی کو بلا کہتی ہین منہ سے دودھ کی بو آتی ہے تو جانے دس گھاٹ
شادی ہو جاتی تو چار بچون کی مان ہوتین اتنا جانتی تھین کہ آشنائی یون کہتے ہین نہ
جانتی تھین کہ بیچ میدان مین جو ہم لیکر بیٹھتے ہین اسکا انجام کیا ہوگا آدمی اپنا انجام اگر اندیشہ
تو سوچ لیتا ہے اب اچھا ہوا کہ دوبارہ پکڑا آئین اکیلے گھر مین تمسکاری پینے جیسی ہوتی ہین سیارہ

نے کہا حنظل نے اپنے پاس قید کیا ہوگا کہاری نے جواب دیا نہیں ایوان شاہی میں جو پائین
باغ شاہی ہے وہاں قید ہیں حنظل آپ اُنکا پہرا دیتیں یا لڑائی کا بند و بست کرتیں شاباش کیا عورت
ذات کو جو سب طرف کی تاک جھانک ہے سیارہ نے کہا خیر جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا میں حضور
پاس تو ہو آؤں یہ کہکر آگے چلا کہاری بھی اپنی راہ گئی لیکن یہ ادھر سے پھر کر ایوان شاہی
کو ڈھونڈھتا آخر وہیں آکر پہونچا اُس کاخ رفعت بخش قصر کسریٰ کو بہت بلند رفیع دیکھا ہر کنگرہ
اُسکا ہمراز شکوہ پرویز تھا بلکہ خورنق بہرام جسکو نعمان بن منذر نے بنایا تھا نظر آتا تھا یہ لوگ
ایک مکلدار کی صورت بنا ہوا تھا کسی نے اسکو منع نہیں کیا اندر قصر کے گیا ہر سمت دروازے
لگے تھے بیچ ایوان میں تخت شاہی بچھا تھا کرسیاں و مشکل قرینے سے بچھی تھیں ایک طرف
زنانی ڈیوڑھی تھی پردہ زنبوری پڑا تھا ہزارہا حاجب کھڑا تھا لیکن پردہ اُٹھا کر چلا
وہاں سے پوچھا کہاں جاؤگی اسنے پھر کر کہا موذی کاٹے اپنے بیگانے کو نہیں پہچانتے
مکلدار ہیں مدت کی آنے جانے والی آج مجھے بھول گیا سپاہی بولا کہ مکلدار آج تو تم ہوا کے
گھوڑے پر سوار ہو ایک شخص بولا آج جوبن بھی دیا وہ ہی مکلدار نے کہا شاہ نشین آئی ہیں
موئے زبان کاٹ ڈالو انکا لتے ہیں یہ کہکر اندر ڈیوڑھی کے چلا گیا تجھ نکال کر انگوٹھا دکھایا کہ
نا شدنی ہو تم ارمان ہی میں رہ گئے اور میں ہنستی ہنستی ٹھٹھا کرتی آگے بڑھا اندر محل سے
دیکھا آدھر کسی نے پوچھا کہ بی مکلدار کیا ہے کہا موئے سپاہی ایسا ستاتے ہیں کہ بیٹھا میں جل
بھن کے خاک ہوتی ہیں زہر نافہ ور دماغ ہونے لگا خلاصہ کلام آگے چل کر قلماقنیوں ترکنیوں حبشنوں
سے بچکر بلکہ کسی کو اور بھی خالی نہ دیکر گذر کر دو دو منہ ہر ایک سے ہنستی باتیں بناتی پائین
باغ میں آئی عجب تختہ گلزار بہار آگیں دیکھا کہ جہاں کی ہوا نسیم بہار کو اعتدال بخش تھی اور
شمامہ ریحان روح افزا دماغ جان کو معطر فرمانی کہ ابیات

گلستانے چو گلزار جوانی — گلش سیراب از آب زندگانی
نوائے عندلیبش عشرت انگیز — نسیم عطر بیزش راحت آمیز

سیارہ پھرتی دیکھتا پھولوں میں کنیزوں انیسوں جلیسوں کی باتیں سنتا جاتا تھا کوئی کہتی
تھی دیکھئے اس عشق کا کیا انجام ہوتا ہے دوسری جواب دیتی تھی کہ دونوں میں ایک کی جان
جائیگی اسکا اور کیا ہوگا کوئی انگشت بدندان تھی ہاہا کر کے کہتی کوئی ناک بھوں چڑھائے
تھی کہ اشتعال میں میرا اسپ چھوڑ کر کے یہ آفت ڈھائی کہ مرد وا ساتھ لگالائی امان باوا

کی ناک کٹوائی یہ معرکہ ڈال دیا اسی طرح کوئی پاندان کھولے پان کھاتی بیٹھی کوئی مسی لگاتی تھی
کوئی کہانی کہتی تھی کہ ایک تھا بادشاہ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ کہانی ایسی جھوٹی نہیں بات ایسی
جھوٹی نہیں یہی کیفیت سیارہ دیکھتا سنتا بارہ دری تک پہونچا یہاں تلنگنوں کا پہرا کھڑا تھا
ایک تلنگن پکاری حکم در سیارہ نے کہا محلدار تلنگن بولی کہ اندر پہنچانا محلدار نے کہا بجا تو نگی سے مجھے
کیا پڑی ہے جو جیسا کریگا ویسا پائیگا پہرے والیوں کا تو راج ہے اپنا پرایا کچھ پہچانتی نہیں لو صاحب
مان کی ماتا اُسنے تو خیر صلاح کو بھیجا گلوریاں بھیجیں ہم ہر وقت کے پاس رہنے والے لیکر آئے
ہیں یہ کہتی ہیں اندر پہنچانا میں سچ کہوں تمہیں تمہاری قسم مجھے آج تک کسی نے روکا نہیں ہیں جوتی کی
نوک پر ایسی نوکری مارتی ہوں کیا مجھے ناک کا ٹکڑا لینے کو ای کٹنی مشاطہ مقرر کیا ہے جو جانے
کی مناہی کرتی ہیں ملکہ انکے پہرے ہیں جو گئی ہے جاتی ہیں اب ان میں ملاپ نہ ہوگا
وہی مثل ہے ماں بیٹیوں میں لڑائی ہوئی لوگوں نے جانا بیر پڑا یہ کہکر پھر سیارہ چلا
دوسری پہرے والی نے جو پہرے پر تھی اُس سے کہا اری جانے دے سچ تو ہے یہ لوگ
ناک کا بال ہیں دو دن میں ایک ہو جائینگے اور اس وقت نہیں معلوم یہ کیا کیا جا کر لگائینگی
ہم تم پہرے کیلیے ہیں کبھی سامنے جانا نصیب نہیں ہوتا پھر ہماری کون سنیگا یہ کلام
تلنگنی نے سنکر محلدار کو پکارا کہ بی محلدار خفا نہ ہو جاؤ ہم بھی تو حکم کے تابع ہیں اگر نہ روکتے
ابھی تم ہی الزام دیتیں کہ تم کیسا پہرے پر کھڑی تھیں کہ میں چلی گئی اور کسی نے نہ روکا محلدار
نے کہا بی بی سچ کہتی ہو مگر اچھی کو روکتے ہیں یہ کہتا ہوا سیارہ اندر بارہ دری کے گیا یہاں
شیشہ آلات روشن تھا فرش قاقم بچھا ہوا تھا ایک طرف پلنگڑی پر ملکہ زنجیر پہنے پڑی کراہتی ہے
اور چار ساحرہ سفر زکھڑولی بچھائے پہرا دیتی ملکہ کا بیٹھی ہیں لیکن وہ سوختہ جان آتش محبت
تپ مفارقت سے جب ہوش میں آتی ہے تو بیتابانہ یہ زبان پر لاتی ہے رو کر چلاتی ہے درد دل
سناتی ہے کہ نظم

بے اثری لاشہ ہوا لاغر بس تن ہو گیا	ذرہ ریگ بیابان اپنا مدفن ہو گیا
ایک ہی جنبش میں تھی صد رشتہ خواب عدم	اضطراب اشک گو گھوارہ دامن ہو گیا
بیکسی سے نزع میں اپنے کو رویا آپ میں	دم جو کچھ باقی رہا تھا صرف شیون ہو گیا

سیارہ جب آگے بڑھا جادوگرنیوں نے پوچھا کہ بی محلدار کہاں آئیں محلدار نے سلام کیا اور کہا
بی بی حاکم حاکم ہے ناچاری ہے نہیں تو یہاں آتے بولی کاپتی ہے لو یہ گلوریاں حضور نے شہزادی کی

لیے بھیجی ہین اور فرمایا ہی کہ سمجھا کر انکو کھلانا کہ بچپنے سے ملکہ کو پان پریان کھانے کی عادت ہے
ایسا نہو ترک عادت سے بیمار ہو جائے یہ کہکر خاصدان سے چارون نے گلوریان نکال کر دین کہ
تم بھی کھاؤ ملکہ سب تھوڑی تھوڑی کھائینگی رئیس کے یہان سارا مال نوکر چکھتے ہین آدھے کا تہیا سرکار کو
ملتا ہے سونے کا خاصدان بھی اپنے پاس رکھو جو کوئی پوچھے تو بتانا نہین تمھارا مال ہے وہ
جادوگرنیان ان باتون سے خوش ہوگئین اور وہ گلوریان چارون نے کھائین بیہوش
ہوگئین سیارہ ملکہ کے قریب گیا ملکہ نے مخلدار کو دیکھکر فرمایا کہ اے مخلدار اب ہمارا وقت آخر
ہے کس لیے کہ مقتضا ہے قطعہ

کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے	کہ آپ ذرہ نوازی جو مہر وار کرین
تو باوجود تقاضائے مرگ و شدت نزع	ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین

اسنے کہا حضور مین سیارہ ہون ملکہ سنتے ہی اٹھکر لپٹ گئی اور کہا ع شد بجان ابلیس آنکہ
می جستیم ما + کہو بہیا سوگند کیسی ہین بظاہر تو سوگند کو اچھا مگر اس پردے مین گویا شہزادے
کا حال دریافت کیا سیارہ نے ایک گلوری ملکہ کو کھلائی کہ یہ بھی بیہوش ہوئی اسنے پشتارے
مین باندھا اور چاہا کہ کسی تدبیر سے نکل جائے مگر حنظل نے علاوہ چار جادوگرنیون کے ایک
ساحرہ اور مخفی ہنگامہ نام جادو نام کو مقرر کیا تھا کہ ملکہ کو چھپ کر دیکھتی رہے اسنے پوشیدہ ملکہ
کی باتین سنکر سیارہ کو پشتارہ باندھتا دیکھا تھا کہ جاکر حنظل کو اطلاع دی کہ عیار ملکہ کو لیے جاتا ہے
وہ سنتے ہی بغضب تمام چلی اور شعلے کی طرح لپکی کہ سیارہ پر آگری اسنے ہر چند چاہا کہ پشتارہ
لیکے بھاگ جاؤن حنظل نے سحر کردیا کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے اسنے ملکہ کو پھینکا کہ ہوشیار
کرکے گھر کا کہ ادب عیار تیرے ہتھکنڈے اب بھی نہین جاتے ملکہ نے کہا اس مین میرا گناہ کوئی
نہین اگر مجھے اگر بیہوش کرے تو مین کیا کرون حنظل سوچی کہ یہ سچ کہتی ہے بولی کہ بیٹا یہ ذات
مسلمان ایسے ہی ہین ملکہ نے کہا تم مجھے مار ڈالو جھگڑا فیصل ہو جائے حنظل بولی کہ اس موئے
عیار کو مین قتل کرتی ہون کہ تجھے لیے جاتا ہے سیارہ یہ کلام سنکر ڈرا اور گویا ہوا کہ میرے بھائی
تجھے اگر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین گے حنظل سوچی کہ عیار بہت مفسد ہوتے ہین اور لشکر اسلام مین
بہت ہین ایسا نہو کہ اسکے قتل کرنے سے مجھے ضرر پہونچائین اسکو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنا چاہیے
یہ سوچکر ہنگامہ نے کہا اسکو لیجا کر باہر قلعے کے کسی پہاڑ پر ذبح کر ڈال تیرا کوئی کیا کرے گا وہ جادوگرنی
پاکو پہنچ مین سیارہ کو دابے کرکے اوڑی اور باہر قلعے کے دامن کوہ مین لائی قصد اسکے قتل

جس وقت مین قاسم کے چلا تھا آج شام کو آکر ہوتا گیا لشکر شاہزادے سے دو کوس پیچھے اوترا
از بسکہ شب ماہ تھی کھڑا چاندنی کی کیفیت اور صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ
کسی کو بغل مین دابے لیے جاتی ہے یہ تو قادر انداز ہے دل مین کہ شب تار مین بال کو تیر سے
پروتا ہے اُسنے تاک کر تیر ہوا پر اسکا ایسا لگا کہ سینے پر پڑکر پشت کو توڑ گیا وہ مر کر گری شور برپا ہوا
اور سیارہ ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے قلابازی کھاتا چلا مقبل نے دوڑ کر ہاتھون پر روکا اور زمین پر
اوتارا دیکھا سیارہ ہے ہوشیار کر کے کہا تجھے خدا نے بچایا اُسنے کہا زندگی تھی جو بچ گیا
اور ساری کیفیت اپنی عیاری کی بیان کی پھر وہان سے رخصت ہو کر قاسم پاس آیا یہ یاد
مطلوب کر رہے تھے کہ سیارہ کو دیکھ کر پکارے فرد

نقد روان خویش نثار تو میکنم	جانے کہ ہست در سر کار تو میکنم

اے یار دلنواز کہو کہ اُس معشوقہ بامروت کی کیا کیفیت ہے سیارہ نے ساری حقیقت خدمت والا
خدمت مین شہزادے کے عرض کی اُسنے جب یہ سنا کہ مطلوب کو نہین لایا ہے یہ مقصود پھر آیا ہے
شور واصیبتا بلند کیا لیکن اس عیاری کے کرنے مین وہ رات آخر ہو چکی تھی اور قائدان
سیارہ خبر افلاک کے نظر سے مردم دنیا کے نہان ہوئے اور خورشید بارادہ قلعہ گیری گنبد سپہر
میدان چرخ مین آیا کہ ابیات

روز دگر کہ چرخ شعبدہ باز	کرد صندوق حیلہ را سرباز
صبح سیمین قباے زرین تاج	تاج از زر نہاد و تخت از عاج

قاسم نے اُٹھ کر نماز پڑھی اور دعاے فتح و ظفر مانگ کر کمربندی کا حکم دیا اور آپ بھی مسلح و
مکمل ہوا اور مقبل اپنی جگہ پر آکر سمجھا کہ ابتو میرا آنا سیارہ نے کہا ہو گا پھر اب مجھے بھی شہزادے
کے پاس جانا روا ہے یہ سوچ کر فوج کو تیار کر کے آپ پہلے سب سے خدمت شہزادہ مین پہونچکر
مراسم نیازمندی بجالایا امیر کی طرف سے دعا کہی اپنا آنا بیان کیا شاہزادہ نے خلعت
دے کر کارسازی لشکر کا امر فرمایا اُسنے باہر آکر تمام لشکر کو آراستہ کیا صداے کرنا صوری قیامت
اور دعوی رکھتی تھی اور فغان دہل گوش گردون کے پار تھی ہر دلاور بحر آہن مین غوطہ مار کے
تھا نامردی کے کنارے تھا کہ ابیات

اُٹھایا یا علی کہکے علم کو	بڑھایا کہہ کے بسم اللہ قدم کو
رفیقون سے کہا باندھو کمر کو	ذرا ہو حملہ آور قلعہ پر تم

لڑو بہر خدا اعدائے دین سے | قصاص خون لو ہر اک لعین سے
دکھایا ہے یہ دن بخت رسا نے | زرہ پہنو جسے گھڑا داؤد نے
کسے تاب ہے کس کا ہے یہ دل | جو تم سا دشمن سے ہوئے مقابل
جہان کھینچو گے تم شمشیر پرخم | پسر ہون زال کا ہوئے گا رستم
چلے تلوار برق آسا جہان کے | اڑیں پھر ہوش جادو فلک کے
تلاطم پر ہوا وہ بحر لشکر | مثل طوفان خیزی پر برابر
ہوا لشکر جو وہ آمادۂ جنگ | کہ تنگ اس سے ہوا میدان ہوا تنگ
وہ شمشیر طوفان تھا سپر کوہ | دلیرون کے تھے گویا پشت پر کوہ
زمین کو کرنا نے کیا ہلایا | بدن خورشید کا بھی تھرتھرایا
نہ پھر زیب گلگون تھے وہ رایت | ستون سقف گردون تھے وہ رایت
چلا وہ شیر نر پھر سوئے جنگاہ | یلان فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر | نمایان ہر طرف سامان محشر

اس کے ذرے جب روبرو قلعے کے پہونچا لشکر نے صف کھینچی اور جنطل بھی ملکہ کو قید میں پیادہ مبتلا کرکے برج قلعہ پر آئی لشکر کو شہزادے کے صف آرا دیکھا فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا اور آج خود ارادہ مقابلے کا کیا ہنوز برج سے قلعے کے نہ اٹھی تھی کہ سامنے صحرا کی طرف سے گرد اڑی لکہ ہائے ابر رنگ برنگ کے بر فرسے ہوا ظاہر ہوئے اور ساحران غدار بہیئت بد شعار اژدر سوار دکھائی دیئے ہر ایک صورت اپنی ڈراونی بنائے ماتھے اور منھ پر ٹیکے لگائے سانپ سے لپیٹے اور منھ سے رال اڑاتے تھے آگے سب کے اژدہے پر سوار ایک ساحر جوان طرحدار موتیوں کے ہار گلے ڈالے جواہر بیش قیمت کے اسکے بازو پر بندھے کمر میں کردھنی سونے کی بندھی پیدا ہوا اور زمین پر اس فوج کا خیمہ و خرگاہ بہیر و بنگاہ کا سامان ہوا اور گردون پر لدا چلا آتا تھا جب قریب قلعہ پر لشکر پہونچا فوج ساحران ہوا سے اتر کر مقابل لشکر قاسم ٹھہری اور وہ ساحر جوان خوش رو برج قلعہ کی طرف چلا جنطل نے جو اسے آتے دیکھا پہچانا کہ میرا داماد یعنی ملکہ جس سے منسوب ہے طولان بن ظالم جادو ہے اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سنکر بارادۂ رزم قاسم آیا ہے بس داماد کو دیکھتے ہی مع ساحران نامی کے برج قلعے سے چلی اور قریب اسکے آکر گرد پھرنے لگی سمدھی کو یاد کرکے روئی طولان نے بھا کر

قاسم نے دیکھا کہ ملکہ نرگسی چشم تخت پر سوار ہے با دیدۂ خونبار ہے پانوؤن مین زنجیر پڑی ہے قید
کر دی ہے بال سر کے پریشان ہین آنکھین اشک ریز ہین خیال یار حیران ہین رخسار اس گلعذار کے تمانچے
کھانے سے نیلے مثل سوسن ہین لب گل برگ تر پر مستی سے اداسی چھائی حضرت عشق نے
عجیب صورت بنائی ہے حیرت سے انگشت بدندان ہے زبان سے راز عشق اور جمال یار کی
مدح خوان ہے کہ اشعار

اس انجمن مین کوئی دل شادمان نہ تھا — تھی آہ تڑپنے گھر کی رات سواد جہان تھا
جنس شباب کا یہ کبھی قدردان نہ تھا — گردون کی سات پشت مین اک نوجوان تھا
جینا انہین پسند تھی آنکھون کی سادگی — کاجل کی کوٹھری مین بھی پنہان دھوان تھا
تھا ضعف میری غفلت میری سے ہم بغل — اس فتنہ کے نصیب مین بخت جوان تھا
بجلی تھی مہربان کبھی آتش کی تھی بہار — صد شکر ہے چراغ مرا آشیان نہ تھا
سمجھا دیا جو رحم محبت نے ہر جگہ — اتنا بھی تنگ جامۂ تاب و توان نہ تھا

وقصہ کوتاہ وہ رشک ماہ قریب شاہزادہ کے آئی قاسم گھوڑے سے اتر پڑا اور یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت

الحمد للہ کہ اگر رنج کشیدیم — دیدیم ترا و ز تو بمقصود رسیدیم

سوگند نے جو یہ کیفیت دیکھی پکاری کہ ای سرشار جام عاشقی شہزادہ والا گہر یہ تصویر ساحری
ہے ملکہ نہین ہے دھوکا نہ کھا یہ تیغ سرکش سنبھالے شہزادے نے جو یہ صدا سنی تیغ پر ہاتھ ڈالا
اسوقت ملکہ نرگسی نے انگلی اپنی دانتون مین دابی اور بحسرت شاہزادے کو دیکھ کر رونے
لگی آہ سرد بھر کر بولی کہ ابیات

یاری اندر کس نمی بینیم یاران را چہ شد — دوستی کی آخر آمد دوستداران را چہ شد
کس نمیگوید کہ یاری داشت حق دوستی — حق شناسان را چہ حال افتاد و یاران را چہ شد

کیون شہزادے یہ تیغ ہمنے تمکو اسی لیے دیا تھا کہ تم ہمین پر ہاتھ صاف کرو فرض کرو کہ مین نہین ہی ہم
شکل نہ سہی اسکی ہمشبیہ تو ہون تمکو صورت جانان پر ہاتھ اٹھاتے شرم نہین آتی لاؤ یہ تیغ مجھے دو
شہزادہ پیکر جان فریب مطلوب دیکھ کر ایسا دیوانہ عقل و خرد سے بیگانہ ہو رہا تھا کہ کچھ
خیال انجام کار نہ کیا اور فرمایا کہ فرد

اتحاد ان ظہر تو امروز دل و جان جای گرفت — گر گرم دست بدامن تو از جان نزدود

یہ تیغ حاضر ہے لو اور اس جسم مین کہ مین نے کہین تلوار پہنچی ہو بیچ کے کھال کر دو اس تصویر کے

١٤٠

تیغہ جیسے ہی ہاتھ سے اُٹھا لیا ایک شور برپا ہوا اور اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے مین طولان اُکر
کمر مین پنجہ ڈال کر لے اُڑا سوگند نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا
کہ شاہزادے کو طولان پنجے مین دابے لیے جاتا ہے سیارہ نے سوگند سے کہا کہ تم
خبردار رہیو مین تعقب شاہزادے مین جاتا ہون یہ کہکر شہزادے کو دیکھتا چلا اودھر فوج ساحران
لشکر شاہزادے پر حملہ زن ہوئی سوگند زمین پر بیٹھ گئی اور سحر پڑھ کر [illegible] خاک دو طرف ملا
غبار زمین سے سیاہ اُڑا اور مثل دیوار کے درمیان لشکر طولان و قاسم کے حائل ہو گیا
ساحران ہر چند خواستگار ہوے کہ اس دیوار کو ہٹا دین اور لشکر حریف کو قتل کرین مگر نہ ہو سکا
اس اثنا مین حکم حنظل پہونچا کہ تا آنے طولان کے جنگ نکرنا صفوف لشکر آراستہ رہین
تاکہ وہی آکر کام اس لشکر کا تمام کرین غرضکہ اس حکم سے فوج ساحران رُکی اودھر سپاہ
شاہزادے کے انتظار مین ٹھہرے لیکن حنظل نے آفت جادو اپنی رفیق کو بھیجا کہ
طولان سے جا کہے میان قلعہ مین اس مفتری گنہگار کو لا کر قتل کرو کہ اہل قلعہ خوش ہون
آفت اوڑکر پاس طولان کے برو سے ہوا پہونچی اور پیام حنظل کا کہا اُسنے جواب دیا کہ
اندر قلعے کے لیجانا اسکا صلاح نہین ہے وہان ملکہ اسکی عاشق ہے ایسا نہو کہ اسکو ہلاک ہوتے
دیکھ کر اپنے تئین بھی ہلاک کرے اور میرا گھر برباد جائے مین اسکا سر کاٹ کر خدمت والا مین
ارمان جان کی حاضر ہوتا ہون ملکہ جب سنیگی کہ عاشق میرا مر گیا رنج تو ہوگا لیکن صبر کر کے چپ
ہو رہیگی کیونکہ سنا ہوا حال دیکھنے کے برابر نہین آفت یہ تقریر سنکر پھر گئی اور سب کیفیت
حنظل سے آکر بیان کی وہ سنکر خاموش ہو رہی اور طولان دامن کوہ مین قاسم کو لایا
اور زمین پر ایستادہ کر کے عتاب و خطاب کرنے لگا اس اثنا مین وہ پتلی سحر کی جو ملکہ کی
صورت بنکر گئی تھی تیغہ سحر کش لائی طولان نے تیغہ لیکر پتلی سے کہا جا وہ منھ کھولکر کھڑی
ہو گئی منھ سے اُسکے دھوان نکلا اور نعرطاق مار کر ایک ساحر بنا اور سلام کر کے چلا گیا اُسنے
پتلی اُٹھا کر اپنی جھولی مین رکھ لی قاسم نے یہ ماجرا دیکھ کر دل سے کہا افسوس ملکہ کی صورت
بنکر یہ ساحر جو ابھی گیا ہے میرے سامنے آیا تھا مین نے تیغہ دیدیا یہ تو افسوس کرنے لگے
اور طولان نے بغصہ کہا کہ اے نالایق تو میری منگیتر کو بھگا لے گیا تھا اب کہہ کہ تجھے کسطرح
قتل کرون شہزادے نے اسکے کلام کا کچھ جواب نہ دیا اس اثنا مین سیارہ جو تعقب مین
چلا تھا آکر پہونچا اور صورت حنظل کی اپنی بنکر طولان کے پاس آیا کہا خبردار شہزادہ

مردہ پایا جا کر بیان کر دیا کہ وہ مارا گیا حنظل زرّانی کا انتظام اور حفاظت قلعہ اُسوقت کر رہی تھی جانفشانی رونا چیخنا ہو رہی اب جو فوج پھر کر قلعہ مین آئی اور قلعہ بند کر کے افسر مقرر کر کے رونی ہوئی ہائی میرے مرادون والے دولہا افسوس تو ناشاد دنیا سے گیا کہتی ہوئی لاش پر آئی خوب روئی اور پیٹی چلائی کہ ہے جو گل نہ کھلنے پائے تھے پھول آنکے گئے + مسند سے دولہا اُٹھتے ہی تکیہ مین سو گئے + ہائے آئی برات پھرے نوشا کدھر گئے ای میرے غیرت والے اب میری بیٹی کا راج اور سہاگ کون کرے گا ہائے وہ جنم کی رنڈیا ہوگئی ہائی اُسکی مانگ اُجڑ گئی تم کیسی تھی نیند رات بھر کے جاگے پاؤن پھیلائے سو رہے ہو آج عروس مرگ سے ہمکنار ہوکے آغوش لحد مین جا کر لیٹے خلاصہ کلام رو پیٹ کر لاش کو اپنے آئین اور رویہ جمشیدی کے بموجب اُٹھایا یہ تو اس ہنگامہ اندوہ و الم مین مصروف رہی لیکن شاہزادہ بدیع دفع کرکے جب پھر لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا مقبل نے طلایہ قایم کیا اور شاہزادہ خیمہ مین پلنگڑی پر آکر لیٹا پھر وہی دیوانگی اور بیقراری دل پر طاری ہوئی یاد جانان مین سر دُھننے لگا اور یہ زبان پر لایا

قطعہ

دل سے خلش ہجر کا صدمہ نہ اُٹھے گا — کھٹکے گا کلیجے میں یہ کانٹا ابھی کچھ اور
آئی ہوئی آنکھ نہ میرے سر کہیں آجائے — گردن کو جھکائے نہ بڑھا پائے ابھی کچھ اور
سلجھائے کہیں رنگ بدلتا نہ مری آہ — پھر و پیا دکھائے نہ دنیا ابھی کچھ اور

جب بیقراری شہزادہ کی حد سے زیادہ بڑھی سیارہ اور سوگند نے آکر سمجھایا ہزار صورت سے دل بہلایا یہانتک کہ آفتاب مثل عاشق کے بیقرار با چہرہ زرد و دلگیر و افسردہ شب ہجر کے تھرّاتا خیمہ مشرق سے نکلا اور بادیہ گرد افلاک ہو کر دلسوزی جتانے لگا کہ مقتضا ہوا یہ

ہوا پھر جلوہ گر دار سے خورشید — کہ گردون پر تو سے جا سے خورشید
غبار و گرد مطلق ہوگیا دور — ہوا روے زمین آئینہ نور
سحر گہ پھر وہی خصمی وہی قہر — بلاے متصل مقابل فتنہ دہر
ہوئی ہر سمت فکر تاخت و تاراج — سر آرام تھا بالین کا محتاج
ثنائے صبح پڑھ کر وہ دلاور — رجزخوان پھر چڑھا گھوڑے کے اوپر
چلا وہ شیر نر پھر سوے جنگاہ — بلایا فوج کو سب اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر — نمایان ہر طرف سامان محشر

ہوا محشر بپا رو بینہ کے دم سے ۔ مُردے چونک اُٹھے خواب عدم سے
ہمہ صد پارہ وقتا تھا پردۂ گوش ۔ زمین کانپی فلک کا اڑ گیا ہوش
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی ۔ ہوئی زیر و زبر ساری خدائی
کمر لشکر نے باندھی بہر پیکار ۔ پڑی طبل و دہل پر چوب یکبار
کہون کیا فوج کین کی ایسی مردی ۔ ہوا تیرہ سپہر لاجوردی

جب روبروئے قلعہ لشکر پہونچا حنظل روسپید کر لاش حولالان کی اُٹھا کر برج قلعہ پر کھینچ لی آمد لشکر قاسم دیکھ کر خود عازم جنگ ہوئی اسوقت آفت جادو کی مصاحب نے عرض کیا کہ مین آج مقابلہ کو جاتی ہون اور اس نامزا کو سزا دیتی ہون حنظل نے اسے خلعت سرفرازی دیکر فوج جو کچھ حولالان کی اور قلعہ کی قتل و تیغ سے باقی تھی اُسکو حکم کمر بندی کا دیا ساحر جلد جلد تیار ہوئے دستاخہ کھلا علم فوج ظاہر ہوا تخت اور اژدر ساحرون کے نکلے میدان جنگگاہ مین صفین جمائین کہ نظم

انتظام اپنے سے جب آگئے وہ باہم ۔ دو جیدران ہو گئی وہ شورش حشر
کرین شورش کا دو دریا ارادہ ۔ کوئی طوفان نہین اس سے زیادہ
معاذ اللہ کیا غوغا تھا ہرسو ۔ کہ بھاگے شیر صحرا مثل آہو

الحاصل بعد صفوف آرائی لشکر آفت میدان مین آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ اے قاسم تیغ کے کس بھروسے پر لڑتا ہے یہ بھی صدقہ ملکہ نرگس حشم کا ہے ورنہ اب تک تو زندہ درگور ہوتا آج کسی پہلوان کو میرے مقابلے مین روانہ کر کہ اُسے راہ عدم دکھاؤن مزا سرکشی کا چکھاؤن یہ سنکر سرداران قاسم کو تاب نہ آئی اور زبیر اسکے جوشن پوش نے گھوڑے کی باگ لی رخش صرصرتگ مین طرارون مین اُس لکاتہ کے روبرو پہونچا اسنے افسون پڑھکر دستک دی کہ گوشہ صحرا کی طرف سے ایک سوار اسپ تیز رو پر سوار مسلح و مکمل پیدا ہوا اور زبیر اسے مقابلہ کرنے لگا دونون مین اول تو نیزہ چلا جب باہم برابر رہے سوار سحر نے تلوار لگائی اور ایسا سحر پڑھا کہ زبیر اسکے بیحس و حرکت ہو گیا سوار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھا لیا اور لشکر ساحران کے سپرد کیا کہ اُنھون نے لیجا کر اندر خیمے کے قید کیا ادھر سوار نے پھر مبارز طلبی کی سلیم شیر شکار شہزادے سے اجازت لیکر رزم کے لیے گیا بعد نیزہ وری کے نوبت شمشیر زنی کی جب آئی سوار سحر نے انکی بھی وہی حالت کی گرفتار کر کے لشکریون کو دیا اور پھر طلبگار نبرد ہوا اسی طرح چالیس سردار جانباز

اُسنے گرفتار کیا۔ یہ دن تمام ہو گیا اور خسرو عالم آرا جہان گیر سیر عالم کرکے منزل مغرب کی طرف
قدم زن ہوا اور لشکر انجم با خیل و حشم ہمراہ سپہ سالار ترک کلاہ دشت نبرد افلاک
مین آیا۔

نظم

ہوا تھا گرد سے آلودہ رو مہر	گیا دریائے مغرب مین فرو مہر
اوڑا ایسا غبار لشکر زنگ	ہوا خستہ جہان سینے کا ہمرنگ
پھرے اپنی طرف ہر ایک لشکر	کہ راحت کے لیے شب ہے مقرر

سب نے کمر کھولی آسودہ ہوئے آخرش اندر قلعے کے گئی فوج ساحران کو لیکر مقابل سپہ سالار شہزادہ
دلاور اور تری کیونکہ ہر سحر قاسم قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اگر کوئی سامنے آتا ہو گا تو قلعہ سے
یورش نکریگا اور اسی لیے اپنے ہمراہ ان شہزادے سے لڑکر مقابلہ کیا کہ دو ایک روز اسی
حیلے مین بسر ہوں تاکہ زہار شوہر جنگل آجائے اگر شہزادے سے مین ارادہ رزم کرونگی تو قبضے
کے سبب ایک ہی روز مین فیصلہ ہو جائیگا اور قلعہ بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا غرض جب لشکر
ساحران باہر قلعے کے اُترا بازار لشکر کی کھل گئی طلایہ دونوں طرف پھرنے لگا سیار نے قاسم
سے کہا آپکے دادا کا یہ آئین نہیں کہ حریف لشکر یون ہی سے طلب جنگ ہوا اور پیش دستی کرکے
آپ لڑنے لگے دیکھیے امیر باوجودیکہ اسم اعظم جانتے ہین مگر پیش قدمی نہین فرماتے جو حریف سے
طالب ستیز ہوتا ہے اُسی کو لڑنے دیتے ہین انشا تقدیر کا یہ کہ اب آپکو بھی تامل کرنا ہوگا اور
روانہ ہجر مطلوب طول کھینچے گا مین لشکر عدو مین جاتا ہون آپ دل کو مضبوط کرکے آرام پذیر
ہو جیے اور نظر بفضل کریم کارساز رکھیے یہ کہکر صورت اپنی ساحر کی بنائی اور در لشکر حریف
کی جب داخل لشکر ہوا دیکھا افواج اپنے خیمے مین مشغول عشرت ہو رہی ہین دیکھ رہی جام شراب
گردش مین ہے یہ کیفیت دیکھتا ہوا دوسری سمت چلا پایا دیکھا ایک خیمہ مخمل کا استادہ ہے سر پر
کوئی ہر وقت پڑا ہے پہرا چوکی کچھ نہین خالی پڑا ہے پردہ اٹھا کر دیکھا ایک ساحر کو سوتے
پلنگ پر خواب راحت مین پایا فوراً ایک لوٹا بار کر اپنے تئین زیر پلنگ پہونچایا اور رومال
مین سفوف بیہوشی رکھکر نتھنون سے اُسکے ملاکر جو بیہوش کیا ساحر بیہوش ہو گیا یہ چادر مین
پلنگ کے لپیٹ کر پشتارہ باندھکر وہان سے نکلا صحرا مین لاکر گڑھا کھود کر اسکو دفن
کر دیا پھر وہان سے لشکر حریف مین گیا اور ساحر تو بنا تھا ہی بازار مین پھرنے لگا ایک دکان
پر کبابی کباب بیچکر دکان پہ بیٹھا رہا تھا اسنے تجویز کیا کہ کبابی کو زک پہنچاؤن یہ سوچکر مقابل سے

کے چار سر اپنے سر کے اوپر لگائے اور کئی ہاتھ درست کیے جسم مین روغن ایسا ملا کہ سارا بدن
آگ کی طرح دہکنے لگا اس شکل ہیبت ناک سے آہستہ آہستہ کبابی کی دکان کے پاس آکر پکارا کہ دن چڑھے
ہماری خبر بھی ہے اُسنے جو پیچھے پھر کے اسکو دیکھا مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگا اور ہاتھ باندھکر
پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ جہان تم ہمیشہ شب کو چراغ جلایا کرتے ہو ہم وہی ہین کبابی نے کہا
میری خطا معاف کیجیے مین نے ابھی آپکے نیاز کا ملیدا چڑھایا تھا اُسنے کہا ہم اسیلیے تجھسے
بہت راضی ہین چلو اندر دکان کے کہ تمکو ہم بہت کچھ دین یہ کہکر ہاتھ پکڑکر کبابی کو اندر
اسکی دکان کے لایا اور منھ پر اسکے ہاتھ بیہوشی کا پھرا پھیر دیا کہ وہ بیہوش ہو گیا اسکو اسیجگہ بٹھا کر
سوار سحر کی صورت کے مثل رنگ روغن لگا کر بنایا اور ہتھیار سب لگا دیے بخوبی آراستہ کرکے
ہوشیار کیا اور کہا حکم خداوند سامری کا یون ہوا کہ کبابی تمھاری سیوا اطاعت کرتا ہے اوسکو جاکر
سوار سحر بنا دو بموجب حکم خداوند مین نے تجھے سوار بنا دیا اور سوار سحر کو غائب کر دیا ہے اور
مسلمانون کی قضا تیرے ہاتھ سے ہے خبردار آج سے اپنے تئین کبابی نہ کہنا جو پوچھے کہنا سوار سحر
ہون یہ سمجھا کر وہان سے ہاتھ پکڑے خیمہ سوار مین لایا جسنے دیکھا یہی سمجھا کہ سوار کہین گیا تھا
اب آیا ہے غرضکہ کبابی کو خیمہ مین لٹایا اور کہا آرام کرو صبح کو قاسم ہی سے لڑنا وہ افسر عجم اسکو
قتل کیا اور سب فوج بھاگی کل ہی فتح ہو جائیگی اس طرح سمجھا کے سیار کو تو اپنے لشکر مین چلا آیا
اور کبابی نے جو سونے کا پلنگ اور رختخواب کا دیکھا اور بارگاہ کی تیاری دیکھی دل سے کہا کہ
خداوند نے مجھے سلطنت دی جیسا مین سوار سحر ہون رات بھر اسی خوشی مین جاگا کیا جس
وقت کہ لواے شوکت انتہاے خاقان زرین کلاہ خاور گردون پر بلند ہوا اور لشکر زنگ

ظلمت رو بفرار لایا کہ بمقتضاے ابیات

وہ شب آنکھون مین کالی مثل اختر	غرض خورشید نے کی یہ مہم سر
تردد رات کا سب ہو گیا دور	ہوئی مردانگی دونون کو منظور
چلے لشکر سوے میدان جنگاہ	کہ اک کشور مین کب رہتے ہین دو شاہ
ہلال آسا چمکتے تھے جو خنجر	صف لشکر تھی گردون سے برابر
علم ہر رنگ کے ہر سو نمودار	وہ صحرا ہو گیا تھا رشک گلزار
ادھر سے وہ سپاہ ظلم بنیاد	کہ تھا شہر طلسم جسنے آباد
نہ لشکر بحر عمان تھا دو لشکر	کہ تھا وہ کشتی گردون کا لنگر

غرض لشکر ہوے دونون مقابل	تماشا سے جہان سے اٹھ گیا دل

بعد صفوف آرائی کارزار کبابی کو سوار سحر آفت نے سمجھ کر حکم کیا کہ میدان مین جاکر ہنر دانی ظاہر
دہ گھوڑا بڑھاکر داوگاہ مین آیا اور نعرہ زن ہوا کہ ای قاسم آج تو میرے مقابلے مین آ شہزادہ
مرکب بڑھاکر اسکے سامنے گیا کبابی نے تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا کبابی
کے دو ٹکڑے ہوے شور اسکے مرنے کا اٹھا آفت گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا ہی شاید یہ ہوا [illegible]
تھا ادھر قاسم نے مبارزطلبی فرمائی آفت بغضب تمام سامنے آئی اور ایک نارنج سحر کھینچ
مارا کہ تمام لشکر مین شہزادے کے اندھیرا ہوگیا شہزادے کو بسبب تیغہ سحر کے روشنی دکھائی دیتی
تھی اور باقی کسی کو سوجھائی نہ دیتا تھا قاسم نے دیکھا کہ حنظل آکر میرے پاؤن پر گری ہی
اور کہتی ہی کہ ملکہ کو لینا آپ کو منظور ہی تو تیغہ سحر مجھے دیجیے کہ ملکہ کو جاکر دے آؤن شہزادہ نام
مطلوب سنکر بیقرار ہوگیا اور تیغہ اسکے حوالے کیا تیغہ دیتے ہی آفت آئی نعرہ ہوا کہ منم آفت
جادوگر مین نے پنجہ [illegible] بزور سحر انگوٹھے اوڑھی اور لشکر ساحران سے کہتی گئی کہ تم کمر کھولو اور طبل
امان بجاکر پھر جاؤ لشکر مین طبل امان بجا اور سب پھر کر خیمون مین آئے اسوقت روشنی ہوئی
اور سحر کی تاریکی مٹی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ لشکر مین نہین ہی ایک تلاطم پڑگیا سیارہ لشکر
کو حوالے [illegible] کرکے صورت ساحر کی بناکر تلاش چلا مگر آفت کا ایک باغ تھا جنگل
مین ہی وہان قاسم کو لائی اور بارہ دری مین آکر زمین پر لٹاکر سحر کردیا تاکہ بیہوش پڑا رہین
اٹھ نہ سکین اور آپ بیچ شور کا لینے گئی کہ اسکو جب آکے قاسم کو قتل کرون اور اسکی روح
کا ہیر بناؤن جب یہ جا چکی سیارہ ڈھونڈھتا ہوا قریب باغ پہونچا عقل سے دریافت کیا
کہ شہزادہ اسی باغ مین ہوگا فی الفور صورت اپنی مالن کی ایسی بنائی پاؤن مین گہنے
الوٹ بچھوے پہنے چھری سرخ اوڑھی لہنگا پہنا لگالی زلف غالیہ بیز عنبرآگین کو خوشنما
رنگین پر چھوڑا اور چشم غزالین کو سرمہ آگین کیا کہ ابیات

زلف ہزار دل بیکے تار مو ببست
راہ ہزار چارہ گر از چار سو ببست

تا عاشقان ببوی نسیمش دہند جان
بکشود نافہ در ہمہ آرزو ببست

پھولون کی ٹوکری ہاتھ پر رکھ کر چھم چھم کرتی در باغ پر آئی اس نزہت گاہ کو نمونہ اعلی علیین
پایا کہ صبا زلف پرتاب بنفشہ سے شانہ ناب کا نافہ کھولے تھی اور عطار شمال جیب سنبلین
[illegible] سنبل سے عنبر پر بستا تھا یا [illegible] جان دماغ گلہاے [illegible] سے مشام جان [illegible]

معطر فرمایا اور باغ جنان اشجار پُر بہار سے اُسکے سر سبزی اور لطافت قرض لیتا تھا کہ نظم

شگفتہ اُس مین تھے گلہاے الوان	کہ ہر تختہ تھا رشکِ صد گلستان
صفا ایسا تھا آئینۂ آب	کہ اُس سے نیلگون تھا رنگ سیماب
یہ بینائی تھے سبزے سے در و بام	کہ بھولا خامۂ ارژنگ کا کام
ایاغ بادہ بعیت تھا ہر گل	ترنم ریز ہر گلبن پہ بلبل

جب آگے بڑھی باغبانون نے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ سرکار کی مالن ہون جلیسۂ ظل سکے ملازم ہین سب کے پاس ہمیشہ سے آئی جاتی ہون آج یہان مالک آئی ہین میرا بھی جی چاہا کہ اس باغ کو دیکھ آؤن باغبان بولے کہ تم اکیلی مین آیا کرو اسوقت تو جاؤ مگر یارون کو نہ بھولنا ہم تو تمھارے ہی اور اسکے دیوانے ہین ایک نے کہا ذرا منہ پھیر کر ہنس تو دو دوسرا بولا کہ ہنسی اور پھنسی غرض یہ تو سب آوازے کسنے لگے مگر باغبانون کے چودھری کا لڑکا تو مالن کی صورت کو دیکھکر قمری کی طرح طوق محبت درگلو ہوا اور سیب ذقن پہ جان شیرین کھونے لگا اُسکے ساتھ چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اے جان جہان مجھے اپنے گلزار رخسار کا بلبل سمجھ کہ ابیات

دکھاوین ہم دل پر داغ دل اے یار دیکھو گے	عجب ہی سیر سوجھیگی جو یہ گلزار دیکھو گے
لگی ہے آگ سینے مین جگر جل جائیگا غم سے	بہینگے اشک آنکھون سے مژہ خونبار دیکھو گے

یہ کہہ کر دوڑ کے جاکر ہاتھ پکڑ لیا کہ میری جان ہی جاتی ہے ذرا میرے ساتھ آؤ مالن نے مسکرا کر کہا کہ اپنی بہنیا کو بلاؤ آگ لگاؤن تیری باتون کو کیسا جلد مزے مین آگیا باغبان ایسا بیتاب تھا کہ اسکی باتون کو غمزہ و ناز جان کر آغوش مین اُٹھا کر جس کوٹھری مین کہ آپ رہتا تھا لایا یہان ایک کونے مین امرود رکھے تھے ایک مین شریفون کی بال پڑی تھی کہین بیج رکھ کے تھے کدو ڈھیر تھے بیچ مین کھٹری بچھی تھی اُسپر مالن کو بٹھایا حسب اتفاق آفت اُسوقت بچہ خوک سے کر آگئی اور اُس کو جھٹکا کیا جھنیٹ جو تیار ہو لی سحر کے پیر آسنے اور کہا غافل کیا ہے سپارہ عیار کوٹھری مین مالن بنا بیٹھا ہے یہ سنتے ہی بغضب تمام دوڑی کہتی ہوئی کہ موا عیار یہان بھی آیا یہ صدا سپارہ نے جو سنی سمجھا کہ راز تیرا کھل گیا آفت یہان بھی آئی ہے جان کر باغبان بچہ جو پاس بیٹھا ہی تھا فورًا ہاتھ بیہوشی کا اُسکے منھ پر ملدیا کہ وہ بیہوش ہوا آپ اُٹھ کر کوٹھری کے پٹ کی آڑ مین کھڑا ہو گیا کہ آفت نے آتے ہی دروازہ کھولا اور جیسے ہی سر اندر جانے کے لیے ڈالا اسنے ایسا زور سے خنجر مارا کہ سر بحسب تن سے جدا ہو گیا العیاذ باللہ شور عظیم بلند ہوا کہ مارا مجھے نام

پھر آفت جادو تھا باغبان وغیرہ سب ملازم باغ سے بھاگ گئے اور قاسم کے جسم میں طاقت
آگئی اٹھ بیٹھا ایک جگہ بارہ دری کے کونے میں تیغہ سحر رکھا تھا اٹھا کر جو ساحر کہ نظر پڑا اسکو مارا اور
ستیارہ باغبان بچہ کو مار کر شہزادے کے پاس آیا اور انہیں ہمراہ لیکر سمت لشکر روانہ ہوا ادھر
کچھ باغبان وغیرہ بھاگ کر حنظل پاس گئے اور خبر ہلاکت آفت بیان کی یہ رونے لگی
اور برج قلعہ پر آکر نفیر سحر بجائی کہ فوج ساری جو باہر اتری ہوئی تھی اندر چلی آئی دروازہ بند
کر دیا اس عرصہ میں قاسم آکر بعد بجا فوج تو جا چکی تھی یہ بھی اپنے لشکر میں داخل ہوا اسوقت
وہ سردار جو سوار سحر پکڑے گیا تھا آفت کے مرنے سے سحر کی قید سے چھوٹے از بسکہ لشکر ساحران کو
بیم وہراس تھا اور قاسم طاری تھا کسی نے انھیں نہ روکا وہ بھی پاس شہزادے کے آئے اور
بآرام تمام اقامت گزین ہوئے لیکن وہ سپاہی کا انسان فرستادہ حنظل طلسم میں زنار
بلا افگن کے پاس پہونچا نامہ دیا اس میں سارا حال لکھا اور قاسم کا مرقوم تھا اور گھر کی
بربادی پڑھکر روتا ہوا افراسیاب کے پاس پہ گیا اور عرض کیا کہ تیغہ سحر کے حربے کا کچھ توڑ
بتلائیے میرا سارا گھر برباد ہوگیا افراسیاب نے اپنے خزانے سے ایک لعل بے بہا نکالکر اسکو
عنایت کیا کہ اسکا اکہ بنوا کر بازو پر باندھنا اور جب مقابل حریف جاتا بازو اسکے سامنے کر دینا لعل
کا عکس اور چمک جو اسپر پڑیگی وہ بیہوش ہو جائیگا تم اس سے تیغہ چھین لینا اور اسکو گرفتار
کرنا بعد لمحے کے وہ پھر ہوشیار ہو جائیگا جو چاہنا سو کرنا اسنے وہ لعل لیکر اسی وقت اکہ بنوا
بازو پر باندھا اور فوج ساحران ساحران ساتھ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا بعد طے کرنے مسافت
راہ کے قریب اپنے قلعے کے پہونچا یہاں برج قلعہ پر زوجہ اسکی بیٹھی تھی در قلعہ بند تھا شہزادہ
نے بھی ایک دن حملہ کرنے سے تامل فرمایا تھا کہ یکایک لکہ ابر سمت فلک ظاہر ہوا ابر کے
آتش کے اڑتے نظر آئے بارہ ہزار ساحر اژدہون پر سوار اور بارہ ہزار شیر پر اور بارہ ہزار
فیل پر بیٹھے ہوئے ہاتھی اور شیر انکے بزور سحر اڑتے دکھائی دیے اور بارہ ہزار پیادے نشان
کھولے اڑتے آکر پہونچے نوبت و نقارے بجتے سنائی دیے اور چار اژدہون پر تخت بچھا ہوا
زنار بلا افگن بیٹھا ہوا سر پر چتر شاہی پھرتا تاج جگنے قبا سے فرمان روائی زیب بر کیے
دکھائی دیا حنظل اسکو آتے دیکھ کر مع ملازمون کے بہر استقبال آئی اور زر نثار کر کے تصدق
اتاری ہوئی قلعے میں لائی سوگند نے شہزادے سے کہا یا سپہ ملکہ نرگس چشم کا بھی یہ خوشدامن
کرکے یہ بڑا زبردست جادوگر ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدا ہمارا اسسے زبردست ہے غم نکھا

فوج ساحران مقابل جنود مسعود شہزادہ اُتری اور بارگاہ زنار کی قلب لشکر مین نصب کی گئی زنار اندر قلعے کے گیا بی بی نے اسکی مارے جانا طولان وغیرہ کا سب حال بیان کیا اسنے کہاکہ حمزہ نے اپنے پوتے کو منع کیا یا نہین کیونکہ لڑائی تھی تو لقا سے اور افراسیاب سے مجھے کیا مطلب تھا خیر مین نامہ لکھتا ہون یہ کہکر نامہ لکھا کہ یا امیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اپنے پوتے کو آپ منع فرمایئے ورنہ وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ لکھکر طائر جادو نام ایک پیامبر کے ہاتھ خدمت امیر مین بھیجا وہ جب لشکر امیر مین پہونچا اپنے آنیسے امیر کو اطلاع کی انھون نے الگ خیمے مین اگر نہایت عزت کے ساتھ سامنے بلوایا اور نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مجھے قاسم کے مقدمے مین کچھ دخل نہین تم جانو وہ جانے اگر تم مجھسے نہ لڑوگے تو مین بھی کشتے رہنے نہ آؤنگا یہ تحریر کرکے حوالے کیا کہ طائر جواب زنار پاس لایا اسنے پڑھکر کہاکہ حمزہ کو شر کرنا منظور ہے خیر بیجے طبل جنگ بجا یہ کہکر آپ بیرون قلعہ یہان کی فوج لیکر آیا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جس وقت کہ یہ جوان فلک زنار شعاع گلے مین ڈالے تھا مغرب مین گیا اور ہندوی فلک نے تھالی بدر کی لیکر اور چوبا سایہ دین کی بنا کر انشان کے لیے بجز ملکون سے پھر آیا نظم

شب باشیرہ سنے پھر تماشا
جہان مین دیدۂ اختر کیے وا
جہان مین ہر طرف پھیلی سیاہی
سیاہ زنگ نے کی پھر چڑھائی

رات بھر تیاری جنگ دلاوران سے کی زنار نے طبل رزم بجوایا شہزادے کے یہان بھی نقارۂ جنگی گرگرایا دونون جانب ایک شور غوغائے عظیم بلند ہوا ساحر سحر جگانے لگے بہادر ہتھیار زین سمان پر چڑھانے لگے خلاصہ کلام اسی تدبیر مین وہ شب بسر ہوئی اور اسکندر آسا شہنشاہ خاور نے سیاہ زنگبار شب کو شکست دی کہ نظم

سیاہ زنگ نے لی پھر چادر
سحر پیدا ہوئی مثل سکندر
بڑھا خورشید آسا لشکر دین
لیے جنگ وسیے رزم وسیے کین

سحرگاہ قاسم شیر نر چڑھکر سوار ہوا اور فوج ظفر موج کو لیکر دشت قتال مین آیا ادھر سے زنار لشکر ساحران نابکار ہمراہ لایا صفین جمین میدان رزم پاک وصاف ہوا نقیبون نے دلیرون کو گرمایا دل ہر ایک کا بڑھایا جب یہ پیچھے ہٹے زنار کی طرف سے حشمت جادو نام ایک ساحر میدان مین آیا ادھر سے الیاس خان مقابلے کو گیا اور طالب ضرب ہوا حشمت نے اپنے کان کا چکر اتار کر سحر پڑھتا بڑھا اور پھیکر کھینچ مارا الیاس کی گردن مین وہ چکر طوق کی طرح پڑگیا اور

آپ پھر کیون آئے اسنے جواب دیا کہ مین چاہتا ہون تمہارے پاس رہکر گھاس کی گردن پر
کٹتا ہوا قریب پہونچ گیا اور کہا قاسم شہزادہ تمہاری وہ عیار آپہونچا یہ سنکر گھبرا کر دیکھنے لگا
سیاہ رو نے اس نزدیک سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا شور قیامت برپا ہوا قاسم چھوٹ گیا اور سنئے
قید ہوتے وقت دیکھا تھا کہ تیغ سحر شمار نے درہ کوہ مین گڑوا دیا تھا کہ ایسا نہ ہو قلعہ
مین رکھنے سے تیغ جاتا رہیگا اور دوسرے مین دفن کرنے سے کسی کو گمان بھی نہ ہوگا تیغ درہ
کوہ مین دفن ہے خلاصہ یہ کہ قاسم اس راز سے واقف تھا اسنے کھود کر تیغ لے لیا اور ہمراہ
سیاہ رو کے داخل لشکر نصرت اثر ہوا اس ہنگامہ کی خبر نثار کو پہنچی کہ عیار نے سنگ کو مار کر
قاسم کو چھڑا لے گیا اس خبر کے سنتے ہی قتل یاسر کو نزدیک تیغ و تاب آ گیا اسیوقت حکم
دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے اور جتنی رات کہ باقی ہے آلات حرب و ضرب کی تیاری مین بسر
صبح کو بغیر قتل کیے قاسم کے میدان سے نہ پھرونگا حسب الحکم کوس حربی پر چوب پڑی اور
نفیر سحر کو دم دیا خبر شہزادے کو پہنچی اپنے یہان بھی طبل جنگ بجوا دیا دونون لشکر تمام شب
مثل گل کے سلاح خارا لے کمر کسکے پچھلی رات سے تا سحر ہنگامہ کارزار کی تیاری مین گرم رہا جسوقت
دارا ے دولت آراے سواد اعظم شفقستان بجاہ و حشم توسن فلک پر سوار ہوا اور خیل انجم
ملائک افلاک کے دست بردار ہوکر چھپ گیا نظم

سیاہ سحر چون علم بر کشید — جہان حرف شب را قلم در کشید
بر افروخت شمع رخ آفتاب — چو بر داشت از ظلمت شب نقاب

صبح ہوتے سپاہ ہردو سو وادگاہ مصاف مین یک دگر آ پہونچی دہل و دمامہ بجنے لگے نقیب الکارنے لگے نظم

سکارا سمند کین داد بیداد — ہوئی عریان ہر اک شمشیر فولاد
ترقی دون کی تھی آتش کا بڑھنا — غضب ہے شعلہ سرکش کا بڑھنا
ہوا وارد جو قاسم دشت کین مین — گرے نیزے خجالت سے زمین مین
قضا نے کیا فقط ہاتھ اسکا چوما — قدر نے بھی لیا بازو کا بوسا
سپہ سالار لشکر اسکے ہمراہ — جوان نیزے سے بہتر اسکے ہمراہ
دم شمشیر کے ڈر سے تہ خاک — کفن تھا مردہ صد سالہ کا چاک
غرض ترتیب لشکر ہو چکی جب — بڑھا نثار اور اڑا کر اپنا مرکب
غضب سے ڈانٹ کر بولا وہ بدخواہ — کہان ہے قاسم ذیہوش و ذیجاہ

مقابل مجھ سے ہو آکر اگر آج	ملاؤں خاک و خون میں اسکا سر تاج
سنا قاسم نے جب نعرہ عدو کا	ہوا غصہ سے رنگ رخ بھبھوکا
اڑا کر رخش وہ آیا دلاور	ہوا دشمن سے اپنے جنگاور

جب ہوا قاسم مقابل ہوا نثار نے ایک ناریل سحر پڑھ کر صحرا کی طرف پھینکا کہ یکبارگی ایسی آندھی تیرہ و تار
آئی اور دنیا اندھیری ہو گئی ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا اسی تاریکی میں ایک پنجہ آیا جیسے بجلی کے
اوپر نکال کر سر کاٹ کر زمین پر ڈال دیا اور قاسم کو اس تاریکی میں سبب تیغ سحر کے نظر آتا تھا
اپنے سامنے آکر بازو کو پکڑ لیا کس سے نعل کے پیچ و پیش ہوا اسنے تیغ ہاتھ سے لیکر انکو بھی قید
کر لیا سحر کی دستک دی کہ ایک پنجہ آیا اور شہزادہ کو اٹھا کر ایک سمت لے گیا پھر ادھر نے سحر
پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہو گئی سب نے دیکھا کہ لاشہ قاسم کا خاک و خون میں غلطان ہے سر الگ پڑی
دیکھ یہ ماجرا ہے لشکریان قاسم نے گریبان چاک کیے اور مقبل تلوار پکڑ کر نثار پر جا پڑا اسنے
بھی سحر کی دستک دی کہ عالم میں تاریکی پھیلی اور پنجہ پیدا ہوا مقبل کو بھی اٹھا لیگیا نثار نے جلاد
نکال کر سر کاٹ کر ڈال دیا اور تاریکی ہو کر دفع ہو گئی سب نے دیکھا کہ لاش مقبل کی بھی پڑی
ہے خاک و خون میں حسرت آلودگی ہوا اور سردار تلوار میں پکڑ کر فوج ساحران پر چلے
اسوقت نثار نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان پھر جاؤ لاشیں ان دونوں
کی ہمراہ لو اور حمزہ کو جا کر دکھاؤ کہہ دینا کہ جو یہاں آئیگا اسی طرح مارا جائیگا طبل امان بجنے سے
سردار ناچار ہو گئے اور روتے پیٹتے صدمہ سے خاک اڑاتے لاشہ قاسم کے قریب آئے پکار کر کہا
ای آقا افسوس ہے کہ تیرا ارمان نہ نکلا بلکہ کسی چشم کو تو نے ہم کو تنہا کیا اسکا اس عالم شباب
میں تو حسرت بھرا دنیا سے اٹھ گیا اور سیارہ گرد لاش کے پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے
آقا کس سے اپنے غلام کو اپنے پاس بلالے میں کس طرح اب تیرے زندگی کروں گا کہاں جاؤنگا
کس کا ہو رہونگا آخر جنازہ دونوں لاشوں کا بنا کر کاندھے پر اٹھا کر نالاں و گریاں سمت
لشکر حمزہ صاحبقران روانہ ہوئے جب لشکر اسلام کے قریب پہونچے ہرکاروں نے صدائے نالہ
و شیون سنکر خبر آکر دریافت کی اور جا کر بارگاہ میں امیر سے بیان کیا کہ شاہزادہ قاسم نرگس کو
پیارے گئے اور مقبل بھی اسیر نثار ہوا لاشیں دونوں کی آتی ہیں یہ خبر سنتے ہی سالار سردار
اور امیر نامدار ننگے سر ننگے پاؤں دوڑے آکر دیکھا تو سیارہ منہ پر طمانچے مارتا آتا
آتا ہی ہر سردار خاک اڑاتا ہی امیر آکر جنازے کے ہمراہ ہوئے اور آنسوؤں سے رونے لگے

غرض اور جو سردار تھے انھوں نے شور رونے کا فلک تک پہونچایا جسقدر لشکر کے دانا اہل حرفہ تھے
وہ سب روتے تھے اور علم شاہ باپ کو قاسم کے غش پر غش آتے تھے ایرج نوجوان فرزند قاسم
لاش پدر سے لپٹا تھا اور کہتا تھا کہ ہائے ڈالا مجھ خستہ جگر کے سر پر کون دست شفقت رکھیگا آخر
وہ دونوں لاشیں بارگاہ میں آکر رکھی گئیں صف ماتم بچھ گئی یہ خبر محلات امیر میں پہونچی ملکہ
خورشید خاوری مادر قاسم یہ کہکر کہ ہائے میری گود اجڑ گئی فرش خاک پر گر گئی اور زوجہ
قاسم ملکہ گیتی افروز دختر لقا سے چھوڑ بال توڑ میں تمغہ اتاری چہرا پیٹنے کیا سینے لگی کہ ہائے میرا
راج سہاگ لٹ گیا پھر تو اکثر اللہ زر بفت اطلس پوشی تا در علم شاہ سے کہ بہن کی
سے نہ پائے تھے جیسے وہ کہتی تھی کہ اے میرے کڑیل جوان بیٹا تمہاری برات بندی کو دیکھے
پھر آئی جوانی ہی پیچھو بیاہ کر نہ لایا اسکا اے میرے گیسو دراز والے اے میرے ناز والے پالنے
تجھے کیسی نیند آگئی کون سی نظر کھا گئی اسوقت بائیس ہزار عورتیں گرد حلقہ باندھے وہ سر پیٹ
سینہ پر ہاتھ مارتی تھیں کہرام برپا تھا ایسی بیکسی پڑی تھی در و دیوار زمین و زمان روتا تھا ایک
ہنگامہ ماتم برپا تھا کہ قطعہ

ایک تو اس لڑکی کہ واسطے بیٹا — ایسی آواز سنا جسکے ذرا
لگتی کہتی آہ جسمیں بھری تھی — روتی تھی اور بین کرتی تھی
محفل شادابی سے ہو گئی یاس سے — افسردہ جیسے کا مرا تی یاس سے
گر پڑا جسکا جسم قتل ہو کر — دل بیمار اجل سے سالم ہو کر
رو رہے رو رہے جو سب ہو کر بیہوش — پڑگیا دشت و بر میں ایک خروش
ایسا تھا حال دوست اور دشمن — نعرہ زن تھے تمام مرد و زن

القصہ لاش اٹھائی گئی تجہیز کی اور خیمہ سیاہ غسل کے لیے مقرر فرمایا اسوقت خواجہ زادہ
سے نقیب خدمت امیر میں آئے اور عرض کیا کہ ایسا ہی طرح لاشہ شہزادہ بدیع الزمان کا
آیا تھا مگر لاش سر آکے کا پتلا تھا اس لاش پر بھی بنا بر احتیاط پانی اسم اعظم پڑھ کر چھڑکیے شاید
ویسا معاملہ ہو امیر نے اسم اعظم دم کرکے پانی لاشوں پر چھڑکا دونوں لاشیں سچے آدمی کی تھیں
سمجھ گئے لشکریوں اور خادمان محل اور امیر اور سرداروں کو تسکین ہوئی معلوم ہوا کہ
قاسم و مقبل قید ہیں امیر یہ سنکر حیران ہوے اور چپ ہو رہے لیکن ایرج کو باپ کے قید
ہونے کا بڑا رنج ہوا اور بیتاب ہو کر امیر سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے امیدوار ہوں

شکار کھیلنے کے لیے جنگل جانا ملے امیر نے اجازت دی ایرج نے شاپور شیر دل اپنے عیار کو
حکم دیا کہ سامان شکار درست کیا جائے خیمہ وغیرہ لدے ارباب نشاط کو بھی حکم ملے کہ ہمراہ چلیں
شاپور نے بازداروں کو اور قراول بہیلیوں کو شہزادے کے ارشاد سے خبردار کیا سب نے تیاری
کی ایک دن پیشتر پانضیوں پر خیمہ و بارگاہ تیار ہو کر روانہ دشت ہوا اور کسی قدر فوج بھی بارگاہ کے
ساتھ گئی باز اور جہری و جرہ و شاہین و عقاب وغیرہ باز دار لیکر چلے چیتوں کی کھتولیاں بہلیوں
پر رکھوا کر روانہ کیں کتوں کو ڈورے لیے ہوئے باؤلیاں دیتے آگے بڑھے جس وقت کہ ساکن
برج اسد یعنی شیر زرین چنگ فلک پلنگ شب پر حملہ آور ہوا اور دشت اخضر سپہر کے گلستاروں
کا ر دلفرار لایا کہ ابیات

چو طاؤس زرین جناح سپہر	بگسترد و باز و برا طراف دہر
بپرید از آشیان طائران	نسیم سحر گشتہ ہر سو روان

ایرج باز تیز پرواز جو ایک جھپٹ میں سیمرغ کو قلہ قاف سے پکڑ لاتا اور بہیم چنگل سے اسکے
تن طائر آشیانہ سبز سپہر میں جا کر چھپتا ہاتھ پر بٹھا کر سوار ہوا اور سمت دشت چلا وہ صبح کو شبنم
کی لطافت دل پژمردہ کو طراوت بخشتی تھی نسیم عنبر شمیم غنچہ خاطر کھلاتی تھی شہزادے نے اول
صید طائران کرنا شروع کیا اور اپنے باز کو کہ اس کی تعریف میں یہ کہنا روا ہے جانوروں
پر چھوڑا کہ مثنوی

چو او باز کردے پر و بال خویش	ز ہیبت شدے سینۂ چرخ ریش
دگر جانب آسمان تاختے	عقاب فلک پر بینداختے

پہر دن چڑھے تک دشت طائروں سے خالی ہو گیا پھر اسپ مراد کو صید گور و گوزن پر دوڑایا
اور کمند کشادہ کو گلوے آہوان صحرا میں ڈالا جہاں کہیں کچھار میں ہرن گھیر و کرتے نظر آئے
نشانہ تیر ہوئے نظم

وہ کرنے لگا جا کے صید افگنی	درندوں کی پھر جان پر آ بنی
کیے صید اس درجہ گور و گوزن	نہ میزان گردوں میں ہو جنکا وزن
بہت شیر مارے بہت پیل مست	ہوئے کرگدن زور بازو سے پست
وہ کرتا رہا دیر تک یہ شکار	ہوا جس گھڑی وقت نصف النہار

ٹھیک دوپہر کو ایک آندھی تیرہ و تار آئی دن کی رات ہو گئی اور ہر کسی کے منہ پر ہوا اڑنے لگی

کشتیاں بدل کر وہ رہوار بادپا فر فر کرتا ایک سمت راہی ہوا شہزادہ بھی راہ امن اور جای
تحفظ تلاش فرماتا گھوڑے کو جھپٹتا گیا یہاں تک کہ ایک درۂ کوہ کے متصل پہونچا اور وہاں
جھکڑ آندھی سے گم ہوے اُسوقت ایک بجلی چمکی اور کمر میں شہزادے کے لپٹ گئی قاش زین
سے اسکو اڑا کر ایک سمت لے گئی آنکھیں اسکی متوجہ ہوا کے بند ہو گئیں لیجانیوالے نے
اتنا تو کہا کہ طلسم آئینہ کی شہزادی پاس یہ نوجوان جاتا ہے جو کوئی اسکے ساتھ ہو وہ سُن رکھے
مگر وہاں ہمراہ اِنکے کون تھا جو سُنتا بعد کچھ عرصے کے ملازم انکے آئے اور رہوار خالی پاکر
متفکر ہوے ناچار ہر سمت ڈھونڈھ کر جانب لشکر امیر پھرے لیکن شاپور عیار تجسس کنان
آگے کو روانہ ہوا اور سب ملازم لشکر میں جب آئے امیر سے ساری کیفیت غائب ہو جانے
ایرج کی بیان کی امیر نے فرمایا کہ خداوند عالم اُسکا نگہبان رہے یہ فرماکر خاموش ہو رہے واضح ہو
کہ شہزادگان قاسم و ایرج کا حال اور فتح ہونا طلسم آئینہ کا اور رہائی قاسم کا ذکر جلد ثانی میں
ہر حقیر مترجم گزارش کریگا اب اس جلد کا ازبسکہ خاتمہ منظور ہے اس لحاظ سے باقی حال ہوشیار
کشتی اور مخمور کا اور داستان لشکر امیر سے اور پہلی بار ملاقات عمرو کی کوکب روشن ضمیر
سے ہونا اور پیٹے کا چاہ زمرد وغیرہ کے بیان ناظرین پڑھکر محظوظ ہوں اور امید ہے کہ دامن
عفو سے میری غلطیوں کو چھپائیں

نظم

چنین گفت مرد سخندان بمن — که اے باغبان ریاض سخن
درین روضۂ پاک مینو نشان — درختے معانی بنو سے نشان
که هر کو خورد میوهٔ زین درخت — نشانند را گو بپاے نیک بخت
درین باغ خوش میوه های بهشت — ز زیبائی از یک دگر بهتر ست

کرشمہ سنجان لب شستہ نطیر و عروس بندہ جوبان نیرنگی حسن شاہد تقریر عروس زیبائے بیان کی آرائش
اس طرح فرماتے ہیں کہ ہوشیار کشتی کو جب ساحر پار دریاے سحر لیکر آیا چاہا جہان دریاے
دلکشا و طلسم بیان کیا گیا ہے کہدیا کہ جسوقت یہ عورت دریا سے اُترنے کا قصد کرے فوراً راہ دینا
اور کہا فی الحال آثار وغیرہ کہکر ساحر تو مراجعت کر گیا اور وہ محتالہ فقیرنی بنکر لشکر عمرو میں آئی
ہر طرف خیمہ و بارگاہ کے در پر مانگنے لگی ایک دن سامنے بارگاہ کے اُسکے تھے اور عمرو سپہ
و شاپور کہ رہی تھی دربار معمور تھا کہ اس عجوزہ نے روبرو آکر دعا دی اور سوال کیا عمرو نے
اسکو بارگاہ میں بلایا اور پوچھا کہ بڑھیا تو کون ہے اُسنے کہا واری میں سب عزیزوں کو کھا گئی

آپ تنہا عاقبت سے بے بوریے سمیٹنے کو رہ گئی ایک جگہ نوکری بھی کی تھی آپ جانیے اپنے مزاج میں
وہی خو بو کسی کی بات سہنے کی عادت نہیں انھوں نے بھی چھڑا دیا آخر بھیک مانگنے لگی بی بی اب
بہت آرام سے ہوں دن بھر مانگا اور شام کو پیر پھیلا کر سو رہی کہ بیت

گدا را میسر چو شد نان شام — چنان خوش بخسپد که سلطان شام

صرصر نے ارشاد فرمایا کہ تو میرے یہاں بقیہ عمر اپنی بسر کر میرے کارخانے سے کھانا دونوں وقت ملے گا
کپڑے جیسے چاہیں گے خیمہ رہنے کو پائے گی ایک ملازم کار دار کے لیے تیرے پاس رہے گا
اور کچھ کام تجھ سے نہ لیا جائے گا کٹنی نے یہ عنایت دیکھ کر زبان کو صفت و ثنا میں کھولا
اور براہ مکاری درج دہن سے گوہر سخن کو میزان بیان میں تولا کہ مثنوی

ای خوشت آئین جہان داشتن — ملک بہ نیکو نہ توان داشتن
ہیچ نہالیکہ تو آبش دہی — میوہ شاخش نبود جز بہی

میں بھی یہی امید کر کے آئی ہوں کہ بدست الٰہی سایہ عاطفت پیرایہ دامن دولت حضور میں
رہوں اور مرنا چاہتی ہوں میں نثار کی جاؤں صرصر نے براہ غریب نوازی پوشاک منگوا کر
عنایت فرمائی خیمہ رہنے کو دیا کھانا مقرر کیا یہ جا کر ساکن ہوئی اتفاق سے جب وقت بیارگاہ
میں آتی تھی کوئی عیار نہ تھا کس لیے کہ عیار تو کم بارگاہ میں رہتے ہیں اور عمرو خیمہ صرصر میں
بہت رہتا ہے کیونکہ صرصر ہر وقت حال نور الدہر کا پوچھتی ہے اور انھیں کا حال بیان کر کے
سنا کرتی ہے عمرو کو بہت کچھ دیا ہے اور وعدہ دینے کا کیا ہے ایسا اسقدر صحبت بڑھی ہے کہ تمام
ساحروں میں چرچا ہے کہ صرصر عاشق عمرو ہے دونوں ایک ہی مسند پر بیٹھتے ہیں فولادستا
کو بھی یہ خبر پہنچی ہے آتش رشک میں جلا جاتی ہیں کہتا ہے کہ صرصر اپنے نامعقول عیار پر عاشق
ہوئی سچ ہے رنڈی کا کیا اعتبار کہ نہ ہو تو کہا ہے بقدغنائی ہے بیت

اگر نیک بودی سرانجام زن — زنان را مزن نام بودی نہ زن

سب تو اسکو عمرو کا شیدائی جانتے ہیں اور عمرو اسکو سچا سمجھ کر فرزند کہہ جانتا ہے بالکل ایک
ہے اور راز طلسم دریافت کرنے کو خلوت پذیر رہتا ہے قصہ کوتاہ کٹنی نے خالی میدان پا کر صرصر
کے دل میں گھر بنایا اور اپنے افسون آمیز افسانوں پر خوب لبھایا ہر وقت کی مصاحبت گرم
کرنے لگی اور جو پاس سے وقت تھی ایک دن اسنے اپنی ہنرمندی دکھا کے کہا یا بہت خوش
ذائقہ پکایا اور دستر خوان پر سامنے صرصر کے لگایا صرصر نے اسکو عمدہ سمجھ کر کھایا سمجھا کہ اللہ

ای محمور تم کیا آئین کہ خواجہ کے دیکھنے کو ہم ترس گئے آج تم بھی آؤ اور عمرو بھی آئین دسترخوان
بچھا ہی پلاؤ بہشت کا مزے کا پکا ہے نوش فرمائین جب یہ پیام پہونچا محمور اور عمرو آکر دسترخوان
پر بیٹھے مہرخ نے کہا خواجہ سلامت ہمنے ایک نیا ملازم رکھا ہی اُسکو سب باتون مین دخل ہی
رکابداری بھی جانتا ہے اُسی نے یہ پلاؤ پکایا ہے عمرو کو یہ تقریر سنکر خیال آیا کہ کہین صرصر رکابدار
بنکر نہ آئی ہو وہ آگے بھی لڑکی بنکر آئی اور رعد کو پکڑ لے گئی تھی محمور کی فکر مین اب آئی ہوگی
یہ سوچکر قاب اُٹھا کر پلاؤ کو سونگھا اور زنبیل سے تیغ نکال لرچا نوالون کو رکھا پوچھا رکابدار
وہ ملازم نیا کہان سے آیا ہے مہرخ نے سب حال بیان کیا کہ وہ ایک فقیرنی ہے مین نے
رکھ لیا ہے اُسنے کہا اُسکو سامنے بلاؤ ہوشیار حسب الطلب سامنے آئی عمرو نے صورت
بغور دیکھ کر کہا کہ عیار بچی تو یہ نہین ہی مگر کٹنی معلوم ہوتی ہی بڑی چالاک ہی تیور بد ہین یہ کہہ کر
فرمایا کہ میری طرف اے نیک بخت ذرا دیکھ تو سہی کٹنی نے آنکھ سے آنکھ ملائی عمرو نے بھلاوا
دیکر بعد لمحے کے پھر کہا کہ دیکھون تیری آنکھ اُسنے پھر اُنکی جانب دیکھا عمرو نے کہا دیکھیے پہلا
جس نگاہ سے اُسنے دیکھا تھا اُنکی وہ نظر نہ تھی اُتنے ہی عرصے مین تیور اور ہوگئے بقرینہ کٹنی
اور اسکی مان کٹنی اگر کہو تو کوڑے مار کر قبول کرا دون یہ کہکر زنبیل سے کوڑا نکالا ہوشیار نے دیکھا
کہ بیڈھب اسوقت مار پڑیگی جان جاتی رہے تو عجب نہین دوڑ کر قدمون پر گر پڑی اور عرض
رسا ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کہنا آپ کا مثل نہین خوب پہچانا مین ہوشیار کٹنی ہون
افراسیاب نے لاکھون روپے دے کر محمور کے پکڑنے کو بھیجا ہی لیکن اب عہد کرتی ہون
کہ کسی طرح کی دغا نہ کرونگی میرا جی نہین چاہتا کہ ملکہ مہرخ کے قدم چھوڑ کر کہین جاؤن کیلیے
کہ ملکہ نے میرے حال پر عنایت ہی ایسی فرمائی ہی عمرو نے اُسکا عذر سنکر فرمایا کہ مین کسی طرح
تیرے رہنے کی اجازت نہ دونگا کس لیے کہ ع اصل بد از خطا خطا نکند + مہرخ نے دیکھا کہ
عمرو اُسکے رہنے پر راضی نہین از بسکہ مانوف اُس سے ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ خواجہ یہ اقرار
کرتی ہی کہ مجھ سے خطا سرزد نہوگی اُسکو رہنے دیجیے عمرو نے کہا آپ بادشاہ لشکر ہین جیسا
مناسب جانیے کیجیے میرے نزدیک اسکا پاس رہنا اچھا نہین کہ بیت بقول خصم بد اندیش
غرہ نتوان کرد + کہ گر چنین عاقبت پشیمان شد + مہرخ نے کہا کہ یہ الگ پڑی رہیگی
مین اسکو منہہ نہ لگاؤنگی یہ کہہ کر کٹنی سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے سے ٹل گئی عمرو کھانا کھانے لگا
وہ باتین رفت و گذشت ہوئی بعد فراغ طعام سب اپنی اپنی جگہ پر گئے کٹنی دو ایک روز اپنے

خیمے سے نکلی اور کسی کو اُسنے اپنی صورت نہ دکھائی سب کو کچھ خیال بھی اسکا نہ ہوا بعد دو دن کے
بہار دل تنگ ہو کر سکیل کے خیمے میں جانے آنے لگی دل سے کہتی تھی کہ صرصر کو اگر پکڑ لے جاؤں تو عہدے
کے خلاف شاہ طلسم کے ہوگا اور محمور پاس عمرو رہتا ہے اُسپر قابو نہیں چل سکتا آخر ایک رات
کو چھپ کر حیرت کے پاس گئی اور سارا حال بیان کرکے کہا کہ آپ میرے ساتھ کوئی ساحر زبردست
کر دیجیئے تاکہ جسوقت میں محمور کو اپنے قبضے میں لاؤں وہ ساحر گرفتار کرکے شہنشاہ کے پاس
لیجائے حیرت نے اسکی تقریر یعنے شاہ جادوان کو لکھ بھیجی اُسنے نامہ پڑھکر باغبان سے
کہا تم جاؤ اور گلچین کے پاس رہو وہ حکم پاکر اُٹھا باغبان کی زوجہ نے چپکے سے کہا محمور کو شاہ خراب
کرنا چاہتا ہے تو کیوں اپنی شامت لایا چاہتا ہے اُسنے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ تابعدار کو مالک
کے کام میں کیا عذر ہے افراسیاب نے بھی اسکی آہستہ تقریر کو سنکر پوچھا کہ کیا ہے باغبان نے
عرض کیا کہ گلچین جانے کو منع کرتی ہے شاہ نے کہا تیری راست گوئی سے میں بہت خوش
ہوں اچھا اب جا اور محمور کو پکڑ لا یہ آداب بجا لاکر راہی ہوا گلچین بھی اُٹھ کر چلی اور راہ
میں شوہر سے کہا کہ کیوں مجھے رانڈ کیا چاہتا ہے عمرو سے عداوت اچھی نہیں اُسنے کہا تو واہی
تباہی بیہودہ بکتی ہے جا کر باغ میں ٹھہر میں شاہ کے کام کو ضرور جاؤں گا یہ کہکر چلا زوجہ اسکی
ناچار اپنے باغ میں گئی اور یہ بارگاہ حیرت میں آیا اُسنے گلچین کے ساتھ کر دیا گلچین اسکو بدور
صورت بدلوا کر اپنے خیمے میں لائی اور چاہا کہ محمور کے خیمے میں گئی اتفاق سے عمرو اُسوقت
وہاں گیا تھا اُسنے تاڑ لیا اور دیکھ لیا کہ ای ملکہ میں نے صنعت کرکے ایک چڑیا بنائی ہے آپکے
دیکھنے قابل ہے محمور نے کہا آخر اُس چڑیا میں کیا وصف ہے اُسنے جواب دیا کہ وارثی طلسم کے زور
سے چینی کی پتلیاں باہم لڑتی ہیں گاتی بجاتی ہیں محمور کو اسکے دیکھنے سے اشتیاق پیدا ہوا اور
خراماں خراماں اُسکے ہمراہ خیمے میں آئی یہاں باغبان بیٹھا تھا اُسنے اُٹھکر خاک جمشیدی
چھڑک دی کہ محمور بیہوش ہو گئی وہ گٹھری میں باندھ کے لیکر اوڑا اور گلچین اسباب وغیرہ سب
چھوڑ کر بھاگی لشکریان صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحر محمور کو لیئے ہوئی اُڑا لیئے جاتی ہے
سب پیچھے غل مچایا عیار اور ساحر دوڑے لیکن باغبان دریا کے پار بہت جلد گذر گیا سب
حیران ہوکر رہ گئے گلچین بھاگتی ہوئی ڈھیر دریا پہونچی تھی اتفاق سے عمرو بھی محمور کے لیئے
دوڑتا آیا تھا اسکو [illegible] آگے [illegible] گٹھری کہاں جاتی ہے گلچین نے اسکی آواز سنکر
[illegible] اپنے [illegible] پہونچا [illegible] ہاتھوں [illegible]

دیتے ہیں ہنوز سیسے گرجانے نہ پائے تھے کہ عمرو نے دیکھا یہ نکل جائیگی فی الفور کلہ فلاخن میں رکھکر سر پر کھینچ دے کر جو مارا اُلٹی کے سر پر جا کر پڑا کہ کاسہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا وہ تڑپکر مر گئی اسی کے مرگئی کے شور و گل سے یافت کا سبا بلہ ہوا ساحرہ عمرو کو پکڑنے دوڑی اسنے گلیم اوڑھلی اور اپنے لشکر میں آیا باغبان کا حال عمرو وغیرہ سے کہہ کہا کہ میں جاتا ہوں جانبازی کرکے محمور کو لاتا ہوں یہ کلمہ سنکر سب جواب دہ ہوئے کہ محمور کا خدا نگہبان ہے آپ تم جا نہیں دریا کے سحر کے گذرنا مشکل ہے عمرو نے نہ مانا اور راہی ہوا لیکن اسکے اور عیار بھی روانہ ہوئے لیکن محمور کے پکڑ جانے کا حال حیرت نے بھی سنا شادان و فرحان سوار ہو کر باغ سیب میں آئی اس وقت شاہ طلسم پردہ ظلمات میں گیا تھا باغبان نے محمور کو لا کر خوب تر سے محمور کر کے ہوشیار کیا تھا کہ حیرت آ پہنچی اور محمور پر عتاب کرنے لگی کہ او بد ذات بے وفا شہنشاہ سے کیا برائی کی تھی تجکو خاک سے پاک کیا شہزادی بنایا کل شاہان طلسم تیری خاطر کرتے تھے اور تو عمرو پر عاشق ہوئی یہ کلام حیرت کر رہی تھی کہ ایک لکہ ابر سیاہ آیا اور سواری بادشاہ طلسم کی آئی سب نے استقبال کیا بادشاہ اگرچہ تھا اور محمور کو دیکھ کر تھا تمام سے کہا محمور بھی کیا سنتی ہے اب تیری جان گئی افسوس کہ دم مرگ اپنے شہزادے نور الدہر کی بھی صورت نہ دیکھی تو ہمیں دنیا سے محروم چلی دل میں کہنے لگی کہ اب اتنا

دیکھا کبھی نہ وصل جدائی میں مر گئے	یوں ہیں تمہاری ہجر کے دن [illegible] کر گئے
صبر و قرار و ہوش و خرد سب ہی [illegible]	اس کے دو [illegible] ہی یار سے [illegible]

یہ تو خیال مطلب میں تھی کہ شاہ جادوان نے دوبارہ خطاب کیا کہ تجھے عمرو عاشق ہوا اسکے جواب دیا کہ عمرو تو میرے باپ کے برابر ہے مگر اور میرے سیکڑوں یار ہیں کسی کی جرأت کا انکار نہیں میں ایک دن میں انتی ہزار کرونگی یہ جواب شاہ طلسم سنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ عمرو کا مجھے وہاں کہ وہ اگر چھڑا لیجائیگا محمور نے کہا کہ وہ ساتھ تجھے خدا کی ذات کا ہے لیکن عمرو یہاں سے چھڑا لیجاسکتا ہے وہ تو آسمان پر سے لیجا سکتے ہیں ایسے ہیں کہ تیرے [illegible] میں [illegible] اُڑا سیاس نے غصہ کہا کہ او فحبہ تو مجھے اس عیار پر دھمکاتی ہے میں سامنے اسکے تجھے آگ میں جلاؤنگا یہ کہکر حکم دیا کہ ای حیرت تم اپنے لشکر میں جاکر سامنے فوج عمرو کے میدان میں لکڑیاں جمع کراؤ اور اسکو اسکے رفیقوں کے روبرو جلاؤ اور ایک ساحرہ نہایت معزز رنگین سحر جادو سے حکم دیا کہ تم جاکر پہرا چوکی مستعد کرو اور

لکڑیوں کا انتظام وغیرہ کرکے حیرت کی مددگار ہو رنگین سحر حسب ارشاد شاہ کئی ہزار
ساحر اپنے ہمراہ لے کر چلی اور پار دریا کے اُتر کر روبرو لشکر عمرو خیمہ استادہ کرکے اُسنے اُن
ساحروں کو حکم دیا کہ انبار ہیزم لگاؤ ساحر صحرا کے درخت کاٹ کر ایک جگہ جمع کرنے لگے
اتفاقاً عمرو بھی فکر رہائی مخمور میں چلا تھا اُسنے ساحروں کو دیکھا صورت ساحر کی بنکر قریب
اُنکے گیا سبب لکڑی جمع کرنے کا پوچھا اُنہوں نے سارا ماجرا کہا عمرو نے چاہا کہ یہاں ٹھہر کر
کچھ عیاری کروں لیکن شاہ جادوان نے اپنے مقام پر کتاب سامری دیکھی اسلیے کہ مخمور کے
چھڑانے کو عمرو ضرور آئیگا دیکھوں اسوقت کہاں ہے کتاب سے ظاہر ہوا کہ عمرو انبار ہیزم
جہاں ہو رہا ہے وہاں بشکل ساحر کھڑا ہے یہ دیکھ کر اُسنے حیرت سے کہا کہ تو اپنے آشنا یعنی مخمور
کے لکڑیوں پاس آپہونچے اب تم اسکو لیجاؤ اور میں انھیں بھی گرفتار کرائے دیتا ہوں جز سحر
کے جوڑے کو جلا دو یہ کہہ سیتلہ کے ہاتھ لکھ بھیجا کہ اے رنگین سحر قریب لکڑیوں کے عمرو
کھڑا ہے اُسکو گرفتار کر لو اس مضمون کو جب سیتلہ سے پایا پڑھکر رنگین خیمے سے نکل کر نگاہ
تلاش عمرو میں دوڑانے لگی عمرو نے بھی اسکو کسی کا جویا سمجھ کر گلیم اوڑھ لی غائب ہو گیا
اور وہاں سے کچھ دور ہٹکر گلیم اُتاری دیکھا کہ برق فرنگی صورت ساحر کی بنا ہوا آتا ہے
اُسنے زنبیل عیاری بجا کر اُسکو بلایا جب وہ نزدیک آیا کہا بیٹا آج مخمور جلائی جائیگی اس
وقت تم میری صورت بنکر سامنے ساحروں کے جاؤ اور اپنے تئیں قید کرا دو پھر میں سمجھ
لونگا برق نے کہا بہت خوب اور فی الفور صورت اپنی مثل عمرو کے بنائی اور لشکر کے
سامنے گیا یہاں صرصر کو شاہ جادوان نے بھیجا تھا کہ عمرو آیا ہوا ہے تو بھی رنگین سحر کے
پاس جا اور حفاظت کر صرصر آکر کئی ساحر اپنے ہمراہ لیکر انبار ہیزم کے گرد ٹہل رہی تھی کہ
برق بصورت عمرو ادھر سے گذرا صرصر نے پکڑکر ڈانٹ بتائی بڑھی برق نے بھی خنجر
کھینچا اور مقابل ہوا ہنوز دو ایک ہاتھ چلے تھے کہ ساحر صرصر کے ساتھ جو تھے آگے بڑھے اور
بزور سحر عمرو نقلی کو پکڑ لیا سامنے رنگین سحر کے لائے اُسنے برق کو قید کرکے شہنشاہ ساحران
کو لکھ بھیجا کہ عمرو کو حسب الارشاد والا صرصر نے پہچان کر گرفتار کرا دیا جب یہ نامہ افراسیاب
کو پہونچا پڑھکر بہت خوش ہوا از بسکہ کتاب تو پہلے خبر دے ہی چکی تھی کہ عمرو آیا ہوا ہے اسوقت
یہ سمجھا کہ بیشک وہی گرفتار ہوا اور دوسرے عیار چکی نے پہچان کر گرفتار کرایا ہے اب اسکے عمرو
ہونے میں کچھ شبہہ نہیں غرضکہ خوش و خوشنود ہو کر حیرت سے کہا کہ اے ملکہ تیاری کرو اور اس مخمور کو

بھی لے چلو مین بھی چلتا ہون تاکہ عمرو کے ساتھ اسکا جلا کر دل ٹھنڈا کرون حیرت یہ سنتے ہی
اٹھی اسکے اٹھنے سے ہزارہا ساحر اٹھ کھڑا ہوا طلسم باطن مین غلغلہ پڑ گیا جسقدر کہ مخمور کے یہان
دوست تھے انکو صدمہ عظیم ہوا اور باہم مشورہ کیا کہ چل کر آخر وقت مین مخمور کو پھر دیکھین
اور دشمنون نے کہا کہ آج اسکا حال سقیم دیکھ کر دل شاد کرین چنانچہ دوست و دشمن سب باہم
راہ آکر کھڑے ہوے ادھر حیرت نے ہاتھون مین ہتھکڑیان پانوٗن مین بیڑیان مخمور کے ڈالکر
تخت سحر پر جادو سے بے بس کر کے بٹھا لیا اور خود اپنے طاؤس پر سوار ہو کر چلی ہزارون ساحر
مصاحب پیچھے روانہ ہوا اور شاہ طلسم بھی پڑے کے گرد فرشتہ سوار ہو کر چلا حیرت جادو نے
مخمور کو لاکھ طرح سمجھایا کہ بہن اگر تو سچے دل سے راسخ الاعتقاد ہو کر افراسیاب کی اطاعت
کرے تو مین اپنی ضمانت کر کے تجھے چھڑا لون مخمور نے جواب دیا کہ یہ جلنا میرا ہزار زندگی سے
بہتر ہے مین ہرگز ایسے روسیاہ ظالم بادشاہ کی اطاعت نہ کرون گی خمار ناچار چپ ہو رہی
اور شاہ طلسم سے بھی سفارش نہ کر سکی مگر دھاڑون دھاڑ بہن کے لیے روتی تھی ادھر جو لوگ
کہ تماشائی تھے ان مین بعض روتے تھے اور بعض ہنستے تھے اور بعض جو زیرک و دانا تھے وہ عجب
مذبذب تھے اور کہتے تھے کہ میان اس شہزادی کا یہ سن اور یہ دن حسن ایسا ہی صورت ویسی ہی اور
فلک کا یہ ظلم کہ اسکو جلنے کے لیے مقرر کیا ہے افسوس ہے کہ کیا جفا پسند چرخ ہمیشہ رہا ہے رباعی

شادی و نشاط در بنی آدم نیست	در عالم بیوفا کسے خرم نیست
یا آدم نیست یا درین عالم نیست	آنکس کہ درین زمانہ او را غم نیست

خلاصۂ کلام یہ مجمع قیدی کو لیے مع شاہ طلسم کے تو آتا ہے لیکن حال عمرو کا سنیے کہ جب برق
گرفتار ہو چکا اسوقت عمرو گلیم اوڑھے خیمہ رنگین سحر مین آیا دیکھا تو مسند پر بیٹھی ہے اور چند
ملازم ساحر اسکے گرد و پیش حاضر ہین عمرو نے صدا دی کہ اے رنگین سحر مین فرشتہ سامری
ہون خداوند سامنے جو درہ کوہ ہے وہان تشریف لائے ہین اور عمرو کے گرفتار ہونے سے
بہت خوش ہین تمھین بلاتے ہین یقین ہے کہ عمر جاودانی عطا فرمائین گے رنگین سحر یہ صدا
غیبی سنکر بہت خوش ہوئی اور سمجھی کہ صدا دینے والا کوئی دکھائی نہین دیتا بیشک یہ فرشتہ
خداوند کی آواز ہے بس اسی وقت اٹھ کر تنہا چلی اگر کسی نے ساتھ چلنے کا قصد کیا تو مانع
ہوئی کہ تم لوگ بغیر طلب خداوند جانے کے قابل نہین غرضکہ اکیلی چل کر نزدیک درہ کوہ کے
جب پہونچی عمرو پہلے سے اسکا منتظر یہان آ بیٹھا تھا اور صورت اپنی [illegible] بنا چکا تھا

کئی سر اور کئی ہاتھ پاؤن بنائے تھے منھ اور کان اور آنکھ سے شعلے نکلتے تھے رنگین سحر کے آنے سے ایک پلیٹ مین کچھ میوہ لیے ظاہر ہوا اور قریب آکر کہا کہ آپ کو آنے مین ہر صرہ گزر را خدا وند تشریف لیے گئے مگر یہ میوہ دے گئے ہین کہ اسکو کہا لیجیے عمر بڑھ جائیگی یہ کہکر وہ میوہ اسکے ہاتھ مین دیا اور آپ سامنے سے غائب ہو گیا رنگین سحر نے جانا کہ فرشتہ تھا میوہ دے کر پاس خداوند کے گیا اسنے میوہ کچھ کھایا اور باقی لیکر خیمے کی طرف چلی راہ مین بیہوش ہو کر گری عمرو نے ظاہر ہو کر کپڑے اسکے لیے اور اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور اُسکو زمین کھود کر دفن کر دیا آپ وہان خیمے مین آیا اور ساحر جو لکڑیان جمع کر رہے تھے اُنسے حکم دیا کہ پہلے زمین پر بارود بچھا دو اُسکے اوپر لکڑیون کا انبار کر دکہ مجرمون کو جلاتے وقت آگ لگاتے ہی فیصلہ ہو جائے دیر نہ لگے کیونکہ عمرو سکے مددگار بہت ہین ایسا نہو کوئی بیچ پڑ جائے اور آگ مین سے کوئی اُسکو لیجائے یہ کہکر الگ جا کر زنبیل سے بیہوشی ایسی نکالی کہ بارود معلوم ہوتی تھی اور ساحرون کے حوالے کی انھون نے زمین پر اُسکو بچھا یا اُسپر لکڑیان ڈھیر کین لکڑیون پر بھی سیرون بارود ڈالدیکا خوب انتظام کیا اس اثنا مین افراسیاب کی سواری بڑی دھوم سے آئی اور حیرت اُس سحر مدار نگار عشق ملکہ مخمور کو طوق و سلاسل مین گرفتار لائی اسکے آنے سے تمام طلسم مین غلغلہ پڑا اور لشکر عمرو مین بھی یہ خبر پہنچی کہ مخمور جلائی جاتی ہے یہ سنتے ہی ہر ایک سپہ کھا کی اور عمرو جان دینے پر آمادہ ہوئی جلد جلد لشکر تیار کرایا سب سردار نامدار تیغ اسیاب سحر لیکر تخت اور اژدہائے سحر پر سوار ہو کے پھر تو

نظم

چلی فوج جنگی سوے رزمگاہ　　وہ شیرون کا غصہ خدا کی پناہ
بڑھے جس گھڑی سارے فولادپوش　　ہوا ابحر آہن مین پیدا خروش
کسی سمت سے بڑھ کے ساحر چلے　　سواری کے اژدر ہے تھے
ہوئین منتقل سحر آتش فشان　　برستی تھین ہر سمت چنگاریان
لیے سرخ سرخ ہاتھ مین جھنڈیان　　کہ دریاے خون جیسے ہوے روان
وہ باجون کا بجنا وہ قرنا کا شور　　وہ آندھی کا چلنا وہ جادو کا زور

غرضکہ یہ لشکر جسدم روانہ ہوا صدا سے نفیر جنگی لشکر قران صحرا سے دوڑ کر آیا اور عمرو سے کہا آپ کہان جاتی ہین اسنے اپنے ارادے سے مطلع کیا قران نے جواب دیا کہ آجتک ہم تدبیر سے نہ لڑتے تو ابتک ساہ طلسم کے ہاتھ سے قتل ہو جاتے جان دینا کیا مشکل ہے جب چاہو

لڑکر مر جاؤ اسوقت پر کیا منحصر ہے خواجہ صاحب گئے ہین وہ جب تک نہ آئین آگے نہ بڑھو مین خبر لیئے جاتا ہون تم یہین ٹھہرو مہرخ اسکے روکنے سے تھمی اور یہ پھر خبر روانہ ہوا مگر وہان جب افراسیاب مع مخمور آکر پہونچا رنگین سحر نے استقبال کیا حیرت نے سحر سے ایک بنگلہ مینا نگار بنایا شہنشاہ وہان مسند آرا ہوا ہر طرف ساحران نامی جوق جوق میدان کو گھیر کر کھڑے ہوے اور کسی قدر فوج بہر تحفظ انبار ہیزم کو محاصرہ کرکے ٹھہری اور افراسیاب نے مخمور کو سامنے بلاکر بہت کچھ سمجھایا کہ اب بھی اپنے افعال سے توبہ کر تو میری رکن سلطنت طلسم ہے شہزادی ہوکر ایک عیار پر مبتلا ہونا ہمچشمون مین ذلت اٹھانا مناسب حال نہین تو اپنے تئین خیال کر اپنے حسن و جوانی پر رحم کھا ان حرکتون سے باز آ مخمور یہ کلمات نصیحت سنکر رونے لگی اور آہ سرد بھر کر پکاری کہ نظم

آہ کس پردہ نشین سے دیدہ و دل لڑ گئے — شدت گریہ سے جو آنکھون پہ پردے پڑ گئے
بعد مرگ اعمال سے جو اپنے کھینچا انفعال — آخر اس شرمندگی سے ہم زمین مین گڑ گئے
دل ہی جب جیانی کا چھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف — کیون اجل کیا پاؤن مین تیرے پھپھولے پڑ گئے

اے شہنشاہ اس عشق نے مجکو آپ مین نہین رکھا بہت آرزو رکھتی ہون کہ جلد مجھے قتل کرا دیجیے غم عشق سے چھڑایئے افراسیاب اسکی تقریر سنکر سمجھا کہ یہ باز نہ آئیگی جھلا کر حکم دیا کہ لیجا کر مع عمرو کے اسکو جلا دو رنگین سحر نے حیرت سے عرض کیا کہ آپ قید سحر کی دفع کر دیجیے تاکہ مین اس مجرمہ کو لیجا کر انبار ہیزم پر بٹھاؤن حیرت نے کچھ افسون پڑھا کہ مخمور پر سے سحر دفع ہوا لیکن ہزارہا ساحر جلیل محاصرہ کیے تھا مخمور تنہا کیونکر بھاگ سکتی فلک کو دیکھ کر رہ گئی اور رنگین سحر نے اسکو لیجا کر لکڑی کے ڈھیر پر بٹھایا اور عمرو نقلی یعنی برق فرنگی کو بھی یہان متمکن کیا برق نے دیکھا کہ لکڑیون کے نیچے باروت بچھی ہے دل سے کہا استاد کے نام کو مدار رہیگا مشہور ہوگا کہ برق نے استاد کے نام پر جان دی کیونکہ استاد مجکو گرفتار کرا کر اب تک نہ آئے اب یہان جان جانے کا سامان ہے اس اثنا مین مخمور نے عمرو نقلی سے کہا کہ خواجہ مجھ سوختہ بخت کی محبت مین تمنے اپنے تئین ناحق قید کرایا میرے خون کا عوض شاہ طلسم سے لیتے مرا جلنا اُس کنا فل شعار فراموش کار شہزادہ نور الدہر سے بیان کرتے بعد فتح طلسم شاید وہ شہسوار ہماری مشت خاک پر آنکلتا کہ للمؤلفہ

بعد فنا جو خاک یہ برباد ہے مری — دامن سے ڈھونڈھتی یہ کسی شہسوار کا

یہ کہہ کر زار زار اشک خونین دیدۂ خونبار سے برسانے لگی اور بیتیابانہ پڑھنے لگی کہ نظم

احوال خوش انھون کا ہم بزم مین جو تھے	افسوس ہے کہ آج وہان کا نہ بار پایا
مانند دل ایک مدت اجڑا بسا انھون سے	آخر اجاڑ دینا اسکا قرار پایا
کیا اعتبار یان کا پھر اسکو خوار دیکھا	جس نے جہان مین آکر کچھ اعتبار پایا
آہون کے شعلے جس جا اٹھتے تھے میر شب کو	وان جا کے صبح دیکھا مشت غبار پایا

برق یعنی عمرو نقلی نے یہ حسرت آگین باتین سنکر جواب دیا کہ اے ملکہ خدا کو یاد کرو گھڑی مین کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے ہمنے ہزارون ساحر مار ڈالے دیکھو تو خدا کیا کرتا ہے اس عرصہ مین رنگین سحر نے آکر مخمور کو ڈانٹا کہ اری نمک حرام اب بھی اپنی بدذاتی سے باز آ اس رو سے دھو نے سے کیا حاصل ہے اپنی جان بچا برق نے جو غور سے دیکھا تو رنگین سحر کو پہچانا کہ استاد مین خوش ہوا کہ اب خضر ور چھوٹے اور مخمور نے تڑپ کر جواب دیا کہ او قطامہ کیا مجھے بار بار مرنے سے ڈراتی ہے جا دور ہو مین ہرگز شاہ طلسم کی اطاعت نہ کرون گی یہ سنتے ہی رنگین سحر نے پکار کر کہا کہ اے شہنشاہ یہ مجرمہ کسی طرح نہیں راضی ہوتی افراسیاب نے کہا اچھا تم ہٹ آؤ اور حکم دیا کہ انبار ہیزم مین آگ لگا دی جاوے ایک ساحر پولا لیکر دوڑا اسوقت قران جو خبر لینے آیا تھا بشکل ساحر کھڑا ماجرا سارا دیکھ رہا تھا جیسے ہی ساحر پولا جلا کر چلا تھا قران نے دور کر اسکے سر پر بغدہ مارا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور شور اسکے مرنے کا بلند ہوا آندھی سیاہ آئی آگ پتھر برسنے لگے قران بھاگا اور عمرو نے اسی غلغلے مین لکڑی کے ڈھیر پر جست کرکے جال مارا اور مخمور کو کھینچ کر زنبیل مین ڈالا اور زلسکہ سحر تو دفع ہو چکا تھا برق بھی کود کر بھاگا لینا لینا کا غل غپاڑا برپا ہوا عمرو بھی بھاگا ساحر جو پیچھے دوڑے عمرو نے حقۂ آتشبازی داغ کر انبار ہیزم پر مارا کہ لکڑیون مین آگ لگی اور شعلہ بلند ہوئے بارود بیہوشی کی اڑی اور ساحرون کے دماغ مین دھوان گیا ہزار ہا ساحر بیہوش ہو کر گرا یہان تک بنگلہ پر جیرت اور افراسیاب بھی بیہوش ہوئے اسوقت قران نے دوڑ کر مہرخ کو اس حال کی خبر دی اسی وقت وہ لشکر لیے مسلح و مکمل تو کھڑی ہی تھی آکر گرمی نارنج و تیغ مار کر ہزارون کو بیجان کیا جو بیہوش نہوئے تھے وہ بھاگے یہان لشکریان عمرو نے پتھر برسانا شروع کیے

عمرو جال مار کر لوٹنے لگا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین آفت برپا کی دریا خون کا بہہ گیا نظم

وہ تیغ سحر ایک برق غضب تھی	کسی کو تاب اس آتش کی کب تھی

جہان اُس شعلہ دم کا پڑ گیا عکس — وہ گویا شیشۂ آتش کا تھا عکس
لگے گوشہ مین جب چھپنے وہ خونریز — سوارون نے کیا گھوڑے کو مہمیز
ہوے شیرون کے آگے سے وہ گمراہ — پریشان و گریزان مثل روباہ

اِس ہنگامے مین یکایک زمین کو تزلزل ہوا اور پریان بجکاریان لیے نکلین عمرو نے مہرخ سے
کہا کہ اب یہان نہ ٹھہرو یہ پریان افراسیاب کو ہوشیار کردینگی اور وہ سب کو گرفتار کریگی
حسب ارشاد مہرخ نے نفیر سحر بجائی سب فوج جمع ہوگئی ہر سب کو لیکر روانہ ہوئی ادہر ان
پریون نے بجکاری سنہر پر شاہ طلسم کے اور حیرت کے لگائی انکو ہوش آیا عجب حال اپنے
ملازمون کا دیکھا کہ بہت سے جلے ہوے گرد لکڑی کے ڈھیر کے پڑے ہین اور ہزارون لاشین
خاک و خون مین غلطان ہین آگ لگی ہے خیمے جلے ہین حسرت و یاس برستی ہے نہ عمرو کا پتہ ہے نہ
مخمور جلتی ہے یہ دیکھتے ہی آتش غضب بھڑکی اور بفرط غیظ سے پکارا کہ مجھ سے غلطی ہوئی جو اِس
پار دریاے سحر کے مخمور کو لایا مگر اب یہ سب باغی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاینگے انکی
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور رغبال جادو نام ایک ساحر ہے
کہ اُسکے پاس سحر کا جال ہے کہ اُس مین ساحر کی گردن پھنس جاتی ہے اور رکتاب جاتا ہے اُسی کو یہ
لینے گیا آیندہ حال اِسکا بیان ہوگا ادہر حیرت آکر اپنے لشکر کو درست اور جمع کرکے آنری
اُسطرف مہرخ بفتح و فیروزی اپنی بارگاہ مین پہونچی لشکر نے کمر کھولی بزم مسرت آراستہ
ہوئی سب سردار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اُسوقت عیار بھی آئے عمرو نے مخمور کو زنبیل سے
نکالا سب اُٹھکر گلے سے ملے اور عمرو کی تعریف کرنے لگے عمرو نے کہا ای مہرخ اُس کٹنی کے
رکھنے کا تم نے تماشا دیکھا مہرخ نے عذر کیا کہ اب بغیر تمھاری صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی
عمرو بولا کہ ابکی افراسیاب بہت بڑی آفت لائیگا اور ای مخمور تم بھی کچھ زبردست جادو
گر نہین ہو کیونکہ نہ کوئی راز طلسم بتاتی ہو نہ افراسیاب پہ سبقت لیجاتی ہو مخمور نے کہا
خواجہ شاہ طلسم کا ہم لوگ کچھ نہین کرسکتے اب مین چار روز چاہ ساحری پر جاکر رہون تو زمین
و آسمان کے قلابے ملا دون اِس مین شکیل جو عشق خوب صورت مین بیہوش سا رہتا ہے
یہ گفتگو سنکر کچھ آپ مین آیا اور کہا کاش شاہ طلسم مجھکو پکڑکر میری معشوقہ پاس قید کرے تو
بہتر ہو اور اگر میرا استاد میرے حال کی خبر پاتا تو افراسیاب کو مزا چکھاتا وہ البتہ ہمسر شاہ
جادوان ہے عمرو نے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہان رہتا ہے شکیل بولا کہ جہان وہ رہتا ہے وہان

کوئی جا نہیں سکتا راہ سخت و دشوار گذار ہے عمرو نے کہا بتاؤ تو سہی اُسنے کہا دو راہیں اُسکے
طلسم کی ہیں ایک راہ تو کوہ عقیق کی طرف سے ہے اور دوسری راہ ملک سالوح دار الملک
جادو کی جانب سے ہے اور وہ بادشاہ طلسم ہے اُسکا طلسم بھی بہت بڑا ہے مثل طلسم ہوشربا
کے ہے اگر وہاں کوئی جاوے اور کسکے شاگرد تیرا مرتا ہے اُس سے اور افراسیاب سے
مقابلہ ہے یہ سنکر وہ ابھی چلا آئیگا عمرو نے کہا نام اُسکے طلسم کا کیا ہے اور اُسکا نام اور راہ
کی کیفیت مفصل بتاؤ کیونکر ہے شکیل جواب دہ ہوا کہ اُسکا اسم گرامی نامی کوکب روشن ضمیر
ہے اور اُسکی بیٹی ہے کہ بے مثل ساحرہ ہے نام اُسکا بران شمشیر زن ہے اور نام اُسکے طلسم کا
نور افشان اگر کوئی جاوے تو بیابان ریگستان کے آگے دریا سے ہفت رنگ ملیگا اُس طرف
دریا کے سر حد اُسکے طلسم کی شروع ہو جاتی ہے افراسیاب نے کئی بار چاہا کہ وہاں جاکر سیر
کردن ممکن نہ ہوا اُدھر کا کوئی اِدھر آسکتا ہے نہ اِس طرف سے کوئی اُس جانب جاسکتا ہے البتہ
کوکب کئی بار چلا بھی آیا افراسیاب نہ جاسکا اور اُس طرف دریا کے بیابان اور صحرا اور
طلسم کے پڑے ہیں وہ مجھے مفصل طور پر یاد نہیں کہ کدھر راہ ہے اور کیا کیا بنا ہے عمرو نے
پوچھا دریائے ہفت رنگ کیسا ہے شکیل نے کہا اُس میں سبز سرخ زرد سیاہ سفید سات
رنگ کا پانی بہتا ہے عمرو نے افسوس کیا کہ اگر میں ساحر ہوتا تو جا کے آتا اور سیاح تھا اُسکو
پہونچتا مخمور نے کہا خواجہ اُس دریا کی انتہا سُنا ہے کہ نہیں ہے اگر کوئی سیکڑوں برس چلے
تب بھی انتہا تک نہ پہونچے اور میں راستہ جانتی ہون بلکہ ایک آدھ عزیز میرا اُس طلسم میں
رہتا ہے میں جاکر جو کہو گے کہہ آؤنگی لیکن بڑی خرابی تو یہ ہے کہ اُس دریا میں کشتی لگتی ہے
نہ کوئی ملاح ہے عمرو بولا کہ کچھ ہی کیون نہو میں جاتا ہون ماہرخ نے گھبرا کر کہا ای شکیل تو
بیقراری کرکے خواجہ کو ہمسے جدا کیا اب لشکر کس کے سہارے سے رہیگا مخمور بول اُٹھی
کہ خواجہ آپ نجائیے میں جاتی ہون یہ کہکر اُٹھی اور اپنے خیمے میں آکر تیاری سفر کرنے لگی
لیکن اب کیفیت افراسیاب کی سُنیے کہ اُسنے غصے میں آکر کیا تدبیر کی ہو اور کیا آفت برپا کرتا ہے

داستان پکڑ لیجانا صرصر کا مخمور کو اور چھڑانا عمرو کا اور قتل کرنا بہت ساحرون کو اور رلانا افراسیاب کا غزبال جادو کو اور گرفتار کر لینا جال آئینہ میں عمرو کو مع کل لشکر ماہرخ کے اور اُٹھا لیجانا جال لوٹ کر عمرو کو بران شمشیر زن کا

دختر کوکب کا آنا اسکے طلسم مین اور ملاقات پہلی مرتبہ ہونا عمرو اور کوکب کی
پھر عمرو کا آکر قتل کرنا کوغزال کو اور چھڑانا لشکر چرخ کو پھر لینا مسعود جادو
کا اور عیاریان کرنا عیارون کی پھر آنا القا کا اور بھیجنا افراسیاب کا
ابلیل اور مخلیل جادوگرو اسطے مدد لقا کے اور مارے جانا انکا عیارون
کے ہاتھ سے پھر کیفیت جنگ ساحران اور عیاری عمرو وغیرہ کی لکھو لفظ

ساقیا زندگی کی بہار آئی ہے — زہرہ مہر پرواز ہنر اند آئی ہے
غنچہ لب بستہ ہوئے خندہ زن — سبز ہوئے شگفتہ صحن چمن
ہند دوسے لا اسکے پیالہ لیا — جام مے لعل دو سالہ لیا
نافہ گل لخلخہ ریز آج ہے — باد صبا غالیہ بیز آج ہے
نرگس چمن مست ہے غمزہ کنان — زلف بنفشہ بھی ہے عنبر افشان
زیب تن لالہ ہوئے سرخ لباس — توبہ شکن بنگئے ایمان اساس
عطر فروش اب ہے نسیم چمن — بلبل بستان ہوئے محو سخن
مست فغان ہے دل بلبل ہوا — وجد زنان تار رگ گل ہوا
حسط فنہ ہے دیکھیے طرفہ بہار — بنت عنب بھی کرے ساقی نگار
کیون نہو نشتر زن دل آرزو — ساقیا لا منہ سے لگا دے سبو
مین بھی دکھاؤن تجھے زنگ سخن — صفحہ قرطاس ہو رشک چمن
سیر کردون مین قصہ رنگین بیان — پھر ہو ترو تازہ دل دوستان
تاج حریفان ہون کرم سے ترے — مئے پلا یاقوت کے رنگ کی مجھے
دست سبو ساقیا ہو دستگیر — ہو ربط سے دام مین اپنے اسیر
کاسہ سر مست ہو میرا روان — پھر لکھون محمور کی مین داستان
آتش مے نشہ کرے تیز دم — معرکہ جنگ مین ہو تیغ علم
نشہ سے ایسا ہو نیرنگ ساز — پھر قلم جادہ ہو جادو طراز
وہ ہون مین جمشید کہ جام شراب — اب ہے سر کا سہ افراسیاب
پی چکے اسکے جاہ سے لالہ فام — ہان لکھو افسانہ شیرین کلام

بلبل نقشہ سیر گلزار بیان		کر دیتا ہون زمزمۂ داستان

طغرا نگاران رنگین بیان و مرقع نگاران نقش شاہد بدیع الجمال داستان بخط گلزار حدیقۂ اسرار کو
یون سربستہ و پریشان فرماتے ہین اور تقریر نگار نامہ کی تحریر کی خامۂ جادو طراز سے اس طرح دکھاتے
ہین کہ جب سرمست بادۂ محبت یعنی مخمور بامروت ناز دراہ سر سفر مہیا کر چکی بارگاہ مین الگ سب
سرداران سے رخصت ہوئی اور طاؤس پر بیٹھکر بسمت دریائے ہفت رنگ چلی عمرو نے
دل سے تجویز کیا کہ تو بھی اسکے پیچھے روانہ ہو کچھ نہین تو راہ طلسم ہی سے آگاہی ہوگی یہان بیٹھے
رہنے سے کیا حاصل ہے یہ سوچکر یہ بھی چلا لیکن مخمور جب سرحد لشکر سے نکل کر صحرا مین
پہونچی وہان صرصر عیارہ درۂ کوہ مین کھڑی فکر گرفتاری عیاران کر رہی تھی اسنے اسکو
جاتے دیکھکر صورت اپنی مثل عمرو کی صورت کے بنائی اور مخمور جب کچھ آگے بڑھ گئی
دوڑی اور پکاری کہ اے ملکہ ذرا ٹھہرو مین کچھ کہونگا مخمور نے جو عمرو کو آتے دیکھا
طاؤس اپنا زمین پر اُتارا صرصر قریب گئی اور حباب بیہوشی مارا کہ مخمور بیہوش ہو گئی اسنے
پشتارے مین باندھکر پشت پر لادا اور لیکر چلی اُسوقت عمرو جو عقب مین آتا تھا یہان
پہونچا دیکھا صرصر پشتارہ لیے جاتی ہے اور طاؤس مخمور کا کھڑا ہے یہ دیکھکر اُسنے ڈانٹا کہ
کہان جاتی ہے مین آپہونچا صرصر نے اسکا نعرہ سنکر پشتارہ اُتار کر الگ رکھا کہ عیار زبردست
ہے پشتارہ لیکر لڑ نہ سکونگی غرض نیمچہ کھینچکر مقابل ہوئی عمرو نے اسکے نیمچہ کا وار رد کر کے
حلقے کمند کے مارے صرصر جست کر کے حلقون سے نکلی عمرو نے دوبارہ قابو پاکر جال ابریشم
پر مارا اور زنبیل مین ڈال لیا صرصر حلقون سے نکل کر دور گری پھر جھپٹ کر آئی اور پشتارہ
چھینے سے چھڑا کر پھر تڑپ جھپٹ سے لڑنے لگی اتفاق سے ایک ساحر سانگ نامی وہین تن
تنہا پہاڑ پر بیٹھا یہ کیفیت دیکھ رہا تھا اُسنے وہین سے سحر کیا کہ دو پنجے آکر گرے اور صرصر
و عمرو کو اُٹھا لے گئے اور سامنے اُس ساحر کے لائے اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو عمرو نے
کہا کیا کہون شرم کی بات ہے یہ میری جورو ہے لیکن آوارہ ہوگئی ہے گھر آشنا کے جاتی ہے جب

زن بد در سرای مرد نکو		ہم درین عالم است دوزخ او

جب میں بد فعلی کرنے سے منع کرتا ہون یہ لڑنے پر آمادہ ہوتی ہے صرصر نے جو یہ کلام سنا کہنے لگی
کہ تیری جورو کے منہ کو جھلسا اور جو مجھے اپنی جورو کہے اُسکی صورت کو آگ لگاؤ
سنگل اتوار اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے اتارون اے ساحر اس ... دغا باز ...

کی باتوں پر نہ جانا میں عیار نہیں شہنشاہ جادوان کی صرصر ہوں اور یہ عمرو ہی ساناگ نے یہ کلام
سنکر جواب دیا کہ میں ملازم شاہ نہیں ہوں رعایا ہوں اس سبب پہچان نہیں سکتا اور بزور
سحر اگر شناخت کرنا چاہوں تو عرصہ تک سحر کرنا ہوگا بدیں لحاظ میں تم دونوں کو شاہ کے
دربار میں لیے جاتا ہوں یہ کہکر ان دونوں کو اپنے مکان کے ستونوں سے باندھ دیا اور
آپ کھانا کھانے لگا عمرو نے دیکھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا مکان بنا ہے فرش و فروش
شیشہ آلات سے سجا ہے اور ایک ستار کونے میں رکھا ہے سمجھا کہ اس ساحر کو گانے سے
بھی شوق ہے یہ جانکر آپ بھی بندھے بندھے گانے لگا اسنے کہا تمھیں علم موسیقی میں بڑا
دخل ہے عمرو نے کہا اگر کھلے ہوتے تو مزا دکھاتے ازبسکہ اسکو اسکے گانے سے ایک محویت
کا عالم تھا اٹھکر کھول دیا اور کہا آپ کچھ شغل کیجیے عمرو نے جوڑی نے کی نکال کر منہ سے
لگائی اور ستار اسکا اٹھاکر ہاتھ سے بجانے لگا اور غزلیات عاشقانہ اور اشعار مدح
حسن لعبتان میں گانے لگا اسوقت یہ کیفیت ہوئی کہ ساناگ کھانا پینا چھوڑکر زار زار
روتا تھا اور ہمہ تن محو ہوکر بت بنگیا تھا جب ذرا ہوش آتا تھا تو بے اختیار تعریفیں کرتا
تھا اور عمرو خوب جی توڑکر گاتا کہ وہاں کے تمام طیور و وحوش گرد جمع ہوگئے یہ عالم تھا کہ نظم

گانا تھا وہ دلکش زمانہ	ٹپہ ٹھمری غزل ترانہ
واقف تھا ہر ایک زیر و بم سے	الحان سے نے سے تال سم سے
ہر تان پہ تان سین قربان	بیجو ہوا باؤلا پریشان

اسی طرح گاتے گاتے ٹھہر گیا اور عرض کیا کہ اے ساناگ مجھے عادت شراب خواری کی بہت
ہے اگر ذرا ایک جام شراب کے عنایت فرمائیے تو پھر آپ کو خوب محظوظ کروں ساناگ نے حسب
خواہش اسکے کشتی بادۂ ارغوانی منگالی اور کہا تم بھی پیو اور مجھے بھی دو عمرو نے کشتی سے
گلابی اٹھاکر شراب جام میں انڈیلی اور سادہ جام خالی از بیہوشی اسکے حوالے کیا اسوقت صرصر
جو بندھی ہوئی تھی پکاری کہ اے ساناگ یہ شراب بیہوشی آمیز ہے ہرگز ہرگز نہ پینا ورنہ عیار
تجھے مار ڈالے گا ساناگ اس کلمے کو سنکر تامل پذیر ہوا مگر عمرو نے ایسا ہی کچھ انجام مصلحت کا
سوچ کر اول سادہ جام دیا تھا اسوقت عرض رسا ہوا کہ حضور یہ میری دشمن ہے ساحری ٹکڑ کی
جو عورت بندی پر آجائے آپ میری خاطر سے اس ساغر کو کسی اور کو پلا کر میری نسبت اسکی
عداوت دریافت فرمائیے ساناگ نے یہ تقریر سنکر اپنے ملازموں کو بلایا اور ایک ساحر

جو اسکے خدمتی ہیں حاضر ہوئے اُن میں سے ایک کو وہ شراب پلائی کچھ بھی اُسکو نہوا سنتے ہی ٹھٹھا
ہنسا کہا عمرو نے کہا کیوں حضور آپ نے ملاحظہ کیا یہ عورت ہو میری دشمن یا نہیں سانگ
کو عمرو کے قول پر اعتبار آیا اور کہا تو سچا ہی لا شراب اور دے اُسنے پھر سادہ جام بھر کر
دیا یہ تو پینے میں مصروف ہوا اور عمرو نے بیہوشی ساری بوتل میں فرصت پاکر ملائی اور جو دو
ایک ساحر وہاں تھے انھیں پیالے بھر کر دیے اور دو رہیں سانگ کو بھی جام دیا وہ بھی
پی گیا صرصر ہر چند کہتی رہی اسکے چکھنے کی کسی نے سماعت نہ کی اور دو ایک جام سب نے پیے
بیہوش ہوگئے عمرو نے صرصر کو بندھے اور بے قابو پاکر ڈپٹ کر چند بوسے لیے اور کہا کیوں
جانی یہ عیاری بھی تمھیں آئی ہو صرصر بظاہر اسکو گالی کوسنے لگی لیکن دل میں آفرین کرتی تھی
اور عمرو نے جال مار کر اُس مکان کا کل اسباب لوٹ کر زنبیل میں رکھا اور خنجر سے جو دو ایک
ملازم سانگ کے تھے اُنکے سر کاٹے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا اُسنے سانگ کے بھی
خنجر مارا وہ رہیں تن تھا خنجر اُچٹ گیا فی الفور اُسکو اُٹھا کر زنبیل میں ڈالا اور صرصر پاس
آکر اُسکو کھینچنے لگا صرصر نے کہا موذی کاٹے اب تو تیری مراد پوری ہوئی مجھے تو کیوں لیے
عمرو نے کھولنے کے ارادے سے ہاتھ بڑھا کر اُسکے سینے پر رکھا صرصر نے سسکی بھر کر کہا
ساحری قسم جو تونے مجھے بے طرح ہاتھ لگایا تو اپنی اور تیری جان ایک کر دونگی القصہ یہ
تو صرصر سے مصروف دل لگی کرنے میں ہیں مگر افراسیاب جو غائب ہوا تھا طلسم باطن کے
ایک پہاڑ پر آکر پہونچا وہ کوہ گلہائے بوقلموں سے گلدستہ بنا ہوا تھا قلعہ کوہ پر صندل کا بنگلہ
بہشت آراستہ تھا مسند اُس میں بچھی تھی غزبال جادو مع اپنے رفیقوں کے صحبت آرا تھا یہ
شاہ طلسم پہاڑ پر قدم رنجہ ہوا پہرے کے جادوگروں نے آمد شاہ کی خبر دی وہ بہر استقبال بنگلے سے
نکلا اور پاس آکر تسلیم کی شہنشاہ نے گوشۂ چشم سے خاطر لیا اور فرمایا کہ اے غزبال تم جال
سحر کا بچھاؤ اور سب نمک حراموں کو قید کر لو اُسنے عرض کیا بہت خوب لیکن شاہ جو میرے
کاشانہ احزان میں تشریف لائے ہیں تو بنگلے میں آکر قدم رنجہ فرمائیں میں حاضر ہوں جو ارشاد
ہوگا بسر و چشم بجا لاؤنگا افراسیاب حسب الالتماس بنگلے میں آکر مسند پر جلوہ فرما ہوا اُسی وقت
دو طائر خوش رنگ سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوئے کہ اے شہنشاہ سانگ دہقان
کے گھر کو عمرو نے لوٹ لیا اور جو کچھ ماجرا گزرا تھا سب بیان کیا افراسیاب نے یہ کیفیت سنکر
غزبال سے کہا کسی کو بھیج تاکہ عمرو کو سانگ کے گھر سے پکڑ لائے اُسنے حسب ارشاد شہ جادو

اور ناوک جادو نامی دو رفیق اپنے روانہ کیے اور آپ خدمت شاہ مین مشغول رہا کشتی شراب ناب
کی حاضر کی ارباب نشاط کو بلایا جلسۂ عشرت جمایا مگر ناوک جادو وہان جا کر پہونچا کہ عمرو نے شغل اطلاع
صرصر سے کر رہا تھا اسنے دیکھا کہ آندھی آئی اور علامت آمد ساحر معلوم ہوئی یہ دیکھ کر
کے فوراً گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا اسی اثنا مین ناوک آکر پہونچا اور صرصر کو خندان دیکھ کر مستفسر
ہوا کہ عمرو کہان گیا اسنے کہا آپ کو آتے دیکھ کر بھاگ گیا بولا کہ کہان جائیگا مین ابھی پکڑ کے لاتا
ہون یہ کہہ کر چلا صرصر نے پکارا کہ مجھے کھولتے جاؤ اسنے جواب دیا کہ تجھے کھولنے مین عرصہ ہوگا
وہ عیار نکل جائیگا اسکو پکڑ لاؤن تو تجھے آکر چھڑاؤن یہ کہتا ہوا باہر نکلا عمرو بھی گلیم اوڑھے
اس مکان سے باہر آیا دیکھا کہ ساحر مجھے ڈھونڈھ رہا ہے خیال کیا کہ اکیلا تو ہی ہے مار لیجیو
یہ سوچ کر گوشہ مین ٹھہر کر محمور کو زنبیل سے نکال کر لشتارے سے کھولا اور ہوشیار کرکے سب
حال کہا محمور ساری حقیقت سے آگاہ ہو کر واثق ہوئی چلی اور عمرو ٹھہر رہا ناوک نے جو اسکا
للکارنا سنا تاریخ کہہ کر سامنے آیا اور حربہ کیا محمور نے انگلی سے اشارہ کیا کہ تاریخ اسکا دو ٹکڑے
ہو کر زمین پر گرا پھر اسنے کمان سحر کی نکالی اور تیر مارنا شروع کیے محمور نے سحر پڑھ کے دستک
دی کہ ایک پتلا زمین سے خنجر لیے نکلا اور تیرون کو اسنے قلم کرنا شروع کیا اسوقت محمور
نے ناریل جادو پڑھ کر مارا کہ سینہ ناوک کا توڑ گیا اور وہ مر کر زمین پر گرا شور و غل بلند ہوا
عمرو نے آکر اسکا جھولا اسباب سحر کا اور کپڑے وغیرہ اتار لیے اسوقت شور جادوگر سنا کہ
گھر مین پہونچا اور صرصر سے حال پوچھ کر باہر نکلا صرصر نے کہا مجھے کھولتے جاؤ اسنے صرصر
کو کھول دیا جب باہر نکلا دیکھا شعلۂ آتش بلند ہین اور صدا آتی ہے مارا ناوک جادو کو یہ گھبرا کر
دوڑا محمور نے اسکو دیکھ کر للکارا کہ ادھر آ کہان جاتا ہے نعرہ سنکر یہ مقابل ہوا اور اپنے سر کے
بال نوچ کر محمور پر مارے کہ وہ بال ماران سیاہ بنکر چلے محمور نے اپنے کان سے بالا اتار کر
مارا کہ اسنے بڑھ کر ان سانپون کو حلقے مین گھیر لیا اور ایک گولا فولادی سحر پڑھ کر لگایا کہ شور
کے سر پر اسطرح پڑا کہ بھیجا نکل گیا یہ بھی واصل جہنم ہوا پھر فریاد کرتے سمت شاہ طلسم
محمور اور عمرو و صرصر سمت طلسم کو کب چلے عمرو نے کہا اے ملکہ پیدل نہ جاؤ تخت سحر تیار کرو محمور
نے کہا خواجہ تم لشکر مین جاؤ مین چلی جاؤن گی عمرو نے کہا مین تمہارے بغیر نہ آتا تو پھر کیونکر
شاہ طلسم کے پاس صرصر سے چلی تھی پھر اپنا تمہارے ساتھ ضرور ہے محمور یہ سنکر سمجھی کہ اسکے ساتھ
طلسم مین نقش ہر طرف ہوگا یہ سوچ کر تخت سحر سے بنا کر سوار کر کے راہی ہوئی ادھر

کے افراسیاب پاس پہونچے اور قتل ناوک و شفور بیان کیا یہ سنتے ہی شہنشاہ غزبال کی
طرف متوجہ ہوا اُسنے کچھ کہا نہ سنا فی الفور جال سحر کا لیکر بغضب تمام چلا اور ہنوز کوس بھر مخمور و عمرو
گئے ہونگے کہ تاریکی ہوگئی اور گلے مین دونون کے پھندا پڑگیا دونون اُڑتے ہوئے تڑپ جاتے ہی
تھے پروے ہوا لٹک گئے پھر جو روشنی ہوئی دیکھا کہ سنہری لگڑیون کا جال زیر آسمان دور تک
پھیلا ہوا ہی ادھر غزبال نے سحر کا دلا تر روانہ کیا کہ ای شہنشاہ کمترین نے حقیر بیگنہگار دولت
کو گرفتار کیا ہی طائر نے جا کر خبر عرض کی افراسیاب اُٹھا اور فرحان چلا اور آکر ایک نعرہ مارا کہ
ای عمرو بڑی سرکشی تو نے کر رکھی تھی دیکھا تو نے کہ کیا ہو گیا ایسی صدا ہولناک وہی تھی کہ عمرو
اور مخمور دونون بیہوش ہوگئے افراسیاب نے دونون کو جال سے چھڑا کر رسی مین باندھا
اور لشکر حیرت کی طرف چلا غزبال سے کہا تم جاؤ اپنا لشکر لیکر آؤ سب باغیون کا مقابلہ
کرو وہ لشکر لینے روانہ ہوا اور افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے استقبال کیا تخت
پر بیٹھا عمرو اور مخمور کو ہوشیار کیا اُنھون نے دیکھا کہ ہم دونون رسی مین بندھے ہین اور حیرت
کرسی پر بیٹھی ہی شاہ طلسم سامنے متمکن ہی یہ دیکھ کر ناچار ہوکے خاموش ہو رہے مگر غزبال جو اپنے
مقام پر آیا بارہ ہزار ساحر کا یہ مالک ہی اُنھین حکم تیار ہونے کا دیا حسب الحکم نفیر سحر بجی ہر ایک
مسلح و مکمل ہوا اسباب سحر سازی اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہوکر لشکر چلا آگے آگے غزبال
کرگدن پرند پر سوار اسکے برابر برابر خورشان ساحر و بہاران جادو و صلا و زہر دست جادو
و خونخوار و زمین شکن جادو و وہم جادو و دو غرت جادو و آتش بار جادو و دنیا فروش جادو
وغیرہ تمام سردار پیچھے و سردم جو ساگری جمشید کی پیتے تھے آگ پانی برساتے آتے ہوئے

نظم

دریا کی طرح خروش پیدا
موج لشکر سے جوش پیدا

شدید صبا سے ہمنان تھے
سیماب زمین و آسمان تھے

سرخ آنکھین روان لہو سے و هفار
ہر سمت برستے تھے شرارے

آندھی اُٹھی دن بنا شب تار
شعلے ہوئے چار سو نمودار

چھایا بدلی کی طرح لشکر
مشعل گیسو چڑھا وہ سر پر

پہونچا حیرت کی فوج مین وہ
آیا حیرات کی موج مین وہ

وہ لشکر حیرت کے برابر پہونچا بہ تعظیم سردار آئے اور بارگاہ مین لے گئے حیرت نے لشکر اُتروا دیا
بارگاہ غزبال کی آراستہ ہوئی سردار اُسکے فروکش ہوئے وہ دن اس آمد لشکر مین تمام ہوا اور رات

ظلمت شب سے ضیاء روزگار نے عالم میں چھپایا اور مرغ منور مہر قفس مغرب میں قید ہوا نظم

مانند بلائے زلف خمدار	نازل ہوئی شام سے یہ اکبار
تاریکی شام شامت آئی	گویا صبح قیامت آئی

غوبال نے شاہ طلسم سے کہا کہ میں آج لشکر میں رہوں گا تو طبل رزم بجوا کل کا معرکہ میں دیکھ جاؤں گا اُسنے حسب الحکم لشکر میں نقارہ رزم بجوایا حیرت کے لشکر میں بھی کوس جنگی گڑگڑایا عیار لشکر میں شب کو جاکر سب کا حال دریافت کرکے روبرو ملکہ مہرخ بارگاہ میں آئے اور یہ وعاد شناسے شاہی کے عرض پرداز ہوئے کہ عمرو و محمور قید ہوکر آئے ہیں اور غوبال جادو نے انہیں جال میں سحر کے قید کیا ہے اب طبل جنگ بجوایا ہے کل ارادہ نبرد کا ہے مہرخ نے حال گرفتاری خواجہ سنکر اشک حسرت گرائے اور غوبال کا نام سنکر رنگ چہرے کا فق ہوا سمجھی کہ اب جانبری بہت ممکن ہے لیکن دل کو مضبوط کرکے زبان سے کچھ نہ کہا کہ فوج بیدل ہوجائیگی بلکہ حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل رزم بجے سرداران نے حکم پاکر نقارخانے میں جاکر کوس حربی بجایا لشکر میں خبر جنگ مشتہر ہوئی صدمہ ہاے دردن کے کان میں صدای نقارہ سنتے ہی سلاح جنگ اور ریشہ فرمانے لگے ساحر سحر جگانے لگے سلاح خانون سے وہ تیغ جوہردار نکلی کہ جوہر دیکھتا دشمن رگ سنگ کا ٹے دریا میں پشت نہنگ کاٹے دم میں خون عدو چاٹے نظم

کاسہ وہ میان رزمگہ خود	با ستر چار آہینہ زرہ خود
کاٹے سر دوش سینہ و ناف	الکدم میں کرے وہ صف کی صف صاف
رن میں جو پہنچے وہ خونبار	سواج ہو خون کا بحر زخار
ہر سو وہ دوان ہو لہو کی صورت	رگ رگ میں روان لہو کی صورت
مشہور زمانہ میں لچک میں	لچکیں بل میں چمک دمک میں

آج کی رات ہم سمت ایسا شور حشر برپا تھا کہیں ڈھمرو بجتا تھا کہیں جانسی بجتی تھی سنکھ پھونکتا تھا کوئی دیپا جلاتا دھیان میں تھا کوئی سمرن استان میں تھا کسی نے پکار کر جی بلانا تھا کوئی مالا جپتا تھا جسکا جپتا تھا کہیں بھیرون اور نارسنگھ کی اگیاری تھی کہیں کلوا مہر امیر کی پکار تھی کسی نے موہنی کی پڑھی تھی کسی نے لونا چماری کی بھینٹ دی کسی نے بکرا حلال کیا تو کہیں سور چڑھایا گیا کوئی منتر جگاتا تھا اور کوئی جنتر بناتا تھا کلیجیان اور بھنگے پڑے تھے کہیں انڈے رکھے تھے الحفیظ والامان وہ اثر دور دن کا مجھکا تا موزدن کا سحر جنگ تیار تھا

سرگرم خدمت تھین ادھر ملکہ کو گھیرے لاکھون ساحر شیر و اژدہ و آتشین پر سوار ڈرانی صورتین بنائے شہریار و شعلہ بہر میدان مین آکر ٹھہرے پھر ایک طرف سے نوبہار جال لیے مع اپنے سرداران لشکر کے بارہ ہزار ساحر لیکر جنگاہ مین صف آرا ہوا اس مجمع کو دیکھ کر فلک بھی چکر مین تھا ترک فلک کا بھی چھوٹ گیا وہ میدان سے آتش سحر کے شرر کرہ نار تک جاتے تھے آندھی نے چشم خورشید کو اندھا بنایا تھا بجلیان چمکتی تھین ابر مشتعل ہو کر صدا سے خیمہ دیتے تھے پڑنے چھکے چھکے آگ کہر برسنے ہوا قائم ہوئے تھے انکا حال ہر طرف ایک ہل چل پڑی تھی قیامت کبری برپا تھی کہ بموجب ابیات

گھنگھور گھٹائین آرہی تھین	بام گردون پہ چھا رہی تھین
بادل کی گرج ہوا کے جھونکے	موج باد صبا کے جھونکے
بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور	کوندے کی لپک وہ رعد کا شور
افلاک پہ کانپتا تھا خورشید	منھ ابر مین ڈھانکتا تھا خورشید
چلاتے تھے قوس ہو کے دلگیر	گوشے مین چھپا تھا سہم کر تیر
تھا شاخ نہال تر مین رعشہ	ہر ریشہ و برگ و بر مین رعشہ
تشویش مین جان انس و جان تھی	ہر سمتون یہ صدا ہے الامان تھی

جس دم صف جنگ ہولناک آراستہ ہوئی جوانان لشکر نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ اے ناموران شجاعت کیسے نصیب ہوا یہ معرکہ تقدیر سے دیکھا یا کسی کو کب میسر ہوتا ہے آج کرو فدائی کا پوست میدان مین چڑھ کر نام پیدا کرنا ہے جو مرتا ہے کیسا رہتا ہے اور کون اپنی مان کا لال ہے خرد ہو کر بالا بہشت رہتا ہے جیسے باپ کا وہی بیٹا ہے جو لڑ کر دشمن کو مارے اور وہی پوت کپوت ہے جو لڑنے مرنے سے جی ہارے یہ کہکر سب کمر کیست تھے اور خرسان خرس ویران اپنے سردار سے نکار نوبہار نے حکم دیا کہ تو جا کر لشکر حریف کو شکست دیدے وہ حسب الحکم اژدر اڑا کر اقرا سیاب سے اجازت لیکے میدان مین آیا اسوقت بحکم شاہ طلسم عمر و اور مخمور کو جال مین باندھ کر برج ہوا لٹکا دیا صرصر و بہار و غیرہ رونے لگے دیکھ کر سر پر خاک ڈالی اور اپنے سلطیون مین سے ایک ساحر سلسلہ جادو نام کو بمقابلہ خرسان بھیجا جب یہ جاکر مقابل ہوا اسنے ناریل سحر کا مارا سلسلہ نے زمین پر دو تہر مار کے ایک زنجیر نکل کر اسکے لپٹ گئی اسنے ایسا افسون پڑھا کہ ایک پتلا خنجر لیے زمین سے اترا اسنے خنجر سے زنجیر کو کاٹ دیا خرسان جو چھوٹا فوراً زمین پر

لوٹ کر مانند شعلۂ جوالہ کے تھا اور سلسلے پر آگرا اُسنے ہرچند زور کیا کچھ نہو آخر کا بخور لگا سا کے
جسم میں آبلے پڑگئے تڑپکر مرگیا اور شور برپا ہوا یہ سانحہ دیکھکر سلسل جادو بھائی سلسلہ کا
دوڑ پڑا اور خر سان پر اپنی کمر سے زنجیر کھول کر ماری کہ وہ سانپ بنکر لپٹی وہ پھر زمین پر گرا
اور طاؤس نکیر سانپ کو نگل گیا اور اژدہا بنکر سر پر سلسل کے آکر منقار ماری کہ وہ پھٹا سے ہوکر گرا
اور مرگیا غل اسکے مرنے کا برپا ہوا اُسوقت تو برق مخشر کو تاب نرہی بیٹے کو اپنے اشارہ کیا
رعد زمین میں غرق ہوا اور برق مخشر بجلی بنکر چمکتی ہوئی چلی کہ یکایک رعد پاس حریف
کے نکلا اور اسی طرح چیخا کہ خر سان بیہوش ہو کر گرا ادہر سے برق مخشر کڑکڑا کر چوگردی دو دو
ٹکڑے کرکے زمین میں اُترگئی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا آخرکار خرسان جادو کو یہ معاملہ دیکھکر
افراسیاب نے نعرہ مارا کہ لینا ای غربال اُسنے دوڑکر جال مارا کہ رعد کی گردن پھنسی اور یہ بھی
لٹک گیا اس عرصہ میں برق مخشر زمین سے نکلی اور بیٹے کو گرفتار دیکھکر چاہا کہ غربال پر گرے
اُسنے جال مارکر اسکو بھی پکڑا اور برابر عمرو و شمو کے دونوں کو لٹکا دیا۔ ادمی کہتا ہی کہ ایک
سرا جال کا غربال کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا آسمان پر پھیلا ہی نظر نہیں آتا کہ کتنی دور ہے
یہ جال مارکر آدمیون کو ٹانگتا جاتا ہی القصہ جب رعد و برق مخشر لٹک چکے غربال اپنی جگہ
پر جا کھڑا ہوا اور اپنے سردار حیران جادو نام سے حکم دیا کہ جاکر باقیماندہ حریفون کو تو غارت
کرو وہ بموجب ارشاد اسکے اپنا شیر اوڑا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اُسوقت قدر ہیبا
تخت شوخ طاؤس سحر پر بصد زیبائیش بہار سوار تھی سر سے پانوں تک زیور زر وجواہر میں پہنے جھالے
کان سے بڑھکر کمر تک موتی کے ہو رہے تھے مانگ موتی سے بھری تھی آنچل پلو کا دوپٹہ
پائجامہ بوٹے دار اطلس کا پاؤن میں پائچے کلائی پر ڈالے طاؤس سحر کو دکھاتی سامنے حریف کے
آگئی افراسیاب نے جھانک کر اسکو دیکھا اور سینے پر ہاتھ مارا نعرہ آہ سرد کھینچا فلک حیرت کے
لحاظ سے چپ ہو رہا ادھر حیران نے دوڑکر غنچہ بہار پر مارا وہ ٹوٹا زمین میں سما گئی یکبارگی
باہر نکلا سر نگ بستہ مانند کلغی سے لگا تھا حیران کا غنچہ اس گلدستے پر پڑا کھل گیا پانی کی تہ میں
اور پھولون کی خوشبو ہر سو پھیلی حیران نے کہا کیا خوشبو عمدہ ہی اُسوقت بہار زمین سے نکلی
اور سحر پڑھکر پکاری کہ ای بہار آؤ جھونکے ہوا سے سرد کے آنے لگے اور چمنستان سر سبز
شاداب نظر آنے لگے دم بھر میں یہ عالم ہوا (نظم)

گلدستۂ گل مہک رہے تھے	مرغان چمن چہک رہے تھے

کیون کر نہ سرخ زمین کو ہو ناز	سبزے کی روش ہے سبزہ آغاز
ہر پھول سنگھار کر رہا تھا	ہر نخل نکھار کر رہا تھا
بلبل کی زبان پہ تھا ترانہ	بدلی کا کھچا تھا شامیانہ
جو پھول تھا کھل کھلا رہا تھا	جو غنچہ تھا مسکرا رہا تھا
بیگمین ہین سمین کہ نسترین ہین ہر	سبزہ خط عارض حسین ہر
سنبل بھی خوشی سے نوکرین تھی	کنگھی چوٹی کی فکر مین تھی
مستی سوسن رنگا رہی تھی	نہر آئینہ لب دکھا رہی تھی
سیندہری تھی کھڑی قطار باندھے	صف تھی لب جوئبار باندھے
شمشاد عصا لیے کھڑا تھا	صنم پشت ادب کیے کھڑا تھا

اس باغ سحر مین وہ نگار اکر ٹھہری اور پکاری کہ ای ہیران تمنے بھی یہان کے پھول سونگھے کچھ بہار دیکھی ہیران یہ صدا سنکر دوڑتا ادہر باغ مین آکر عرض پیرا ہوا کہ اب پھول سونگھتا ہون اور کچھ گلہاے خوشبو دار توڑکر سونگھے پھر تو گریبان کو پھاڑکر پکارا کہ بیت

تنگ جامہ دری دیا بس عریان کیسا	دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا

میری جان ملکہ بہار جو تمنے ارشاد فرمایا ہے بجا لاؤن اُس سراپا بہار نے ارشاد فرمایا کہ جا تو بال کو پکڑ لا ہیران وہان سے تالیان بجاتا شعر عاشقانہ پڑھتا سمت نخل بال چلا اور آگے فوج ہرا کی گرا فسکو آتشنے ناریل مارا جلا دیا جسنے نارنج مارا ادہر دیگر دیا آفت برپا کردی سیکڑون ساحر مار ڈالے غلغلہ جو بلند ہوا افراسیاب نے حیرت سے کہا دیکھو تمھاری بہن کا کرشمہ یہ کہہ کر ہاتھ اپنے ہلا کے انگلیون سے ایک بجلی چمکی کہ ہیران پر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے حیرت نے کہا حضور نے اپنے ملازم کو آپ ہی قتل کیا شاہ نے جواب دیا کہ اسپر سے سحر بغیر قتل کیے نہ اُترتا اور یہ ہزارون کا فیصلہ کر دیتا یہ کہہ کر بیٹھ گئے بیٹھے بیٹھے ایک ناریل جنستان سحر پر مارا کہ اُس ناریل کے باغ مین گرتے ہی شور برپا ہوا اور گلشن مین آگ لگی انار مثل انار آتشبازی کے چھوٹنے لگے اور سرو ہرا ایک سرو چراغان بنے گلہاے سرخ مثل چراغ کے روشن ہو کر جلنے لگے

سرو آتشبار ہو گئے تھے	شمشاد چنار ہو گئے تھے
کھل کھل کے انار ٹوٹتے تھے	گلشن مین انار چھوٹتے تھے

باغ آتشِ گل سے جل رہا تھا	ٹیکھا تاروں کا جھل رہا تھا
ہر پھول بنا چراغ کا گل	شعلہ زرِ گل دھواں تھا بلبل
آتش زن مرغ نغمہ خواں تھے	طوطی قفس کے ہمزباں تھے

آخر سارا باغ جب جل گیا سحر تو شتے سے بہار پر بے ہوشی چھا لی افراسیاب نے نعرہ مار کر لینا
اسکو غزبال نے ٹم کر جال مارا کہ گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک گئی پھر تو نا فرمان اور مہرخ سحر
وغیرہ زار زار روتیں اور نا فرمان سحر کا نیچہ کھینچتی غزبال کی طرف چلی اُسنے اپنے سردار
خونخوار سے کہا روک اسکو اُسنے بڑھ کر سول مارا نا فرمان نے جادو کی سپر پر روکا اور جیب
سے ناریل نکال کر مارا کہ شعلہ ہائے آتش نے خونخوار کو گھیرا اُسنے سحر پڑھ کر دستک دی کہ دریا پیدا
ہوا اور پانی نے آگ کو بجھا دیا اُسوقت شاہ طلسم نے نعرہ مارا کہ اے غزبال لے اسکو پھر اُسنے دوڑ کر
جال مارا کہ نا فرمان بھی لٹک گئی یہ کیفیت دیکھ کر مہرخ نے بغضب تمام تخت سے کود پڑی اور قریب خونخوار
پہونچکر اسکے لپٹ گئی اُسنے سر پر چھری سحر پڑھ کر اور تبر سول مارے لیکن اُسنے کچھ نہ مڑا اور زمرد و زنگار صورت
شیر غزان کی ایسی بنا کر اُسکو شیر کے منہ میں کھینچ دیا پنجہ کا اسکے سر پر ایسا ہوا کہ مارا خونخوار کو غزبال جال لیکر
دوڑا مہرخ زمین میں غرق ہو گئی اور پشت پر غزبال کے نکل چاہا کہ دوڑ کر اسے بھی لپیٹ کر
چھوڑا الہوں اس کو غضبناک دیکھ کر جلا وزیر دست بیچ میں آگیا ملکہ مہرخ ہو لی جو مہرخ کو ٹھہرا
دیکھا طاؤس اُڑا کر جلا و کا جل کر سامنا لیا اور کچھ شنا سے ہاتھ پر رکھ کر ہوا اُڑائے وہ فلک کی طرف
جا کر وہاں سے قلعہ پر شہا ہوا سپر بیٹا دشنگ کرنے لگا اسفل کی طرف سے نکل سکے غلغلہ ہوا کہ شیشی
جلا وزیر دست جادو را غزبال جال لیکر اسکی جانب پھر امر عیار بھی زمین میں غرق
ہو گیا اس عرصہ میں مہرخ میدان سے لگا سا جا کھڑی ہو لی اور وہم جادو نے غزبال
سے کہا آپ بھی ہٹ جائیے میں سب کو گرفتار کیے لیتا ہوں یہ کہکر تاریخ پکڑ کر آگے بڑھا غزبال
بھی علیحدہ جا کھڑا ہوا اُسوقت امر عیار نے زمین سے نکلکر وہم نے تاریخ کھینچ مارا امر عیار نے دھکا
دی کہ تاریخ اُلٹا پھر گیا وہم نے اپنے سپر سے ہر ایک سنگ کو بمشکل روکا دونوں میں رد و بدل
ہو رہی تھی کہ غزبال جال لیکر دوڑا مہرخ نے اُسکو آتے دیکھ کر چپتی تمام تر وہم پر دوڑ کر گولا
ماری کہ اُسکی کمر پر پڑی دو ٹکڑے اُسکے ہو سے شور اسکے مرنے کا برپا ہوا اور مہرخ اور مہرخ سو
زمین میں سما گئیں غزبال جال لیے کھڑا رہ گیا اُسوقت عزت جادو نے پاس آکر کہا آپ
ٹھہریے میں ان دونوں کو پکڑے دیتا ہوں اس اثنا میں امر عیار نے ہرچند عزت نے دو دگنہ

سحر کی ماری سحر سو تڑپ کر کمند توڑ کر نکلی تھی کہ غزبال نے دوڑ کر جال مارا گردن اسکی بھی پھنس
گئی اور برابر اور دن گئے لٹک گئی اُسدم مہرخ زمین سے ظاہر ہوئی اور غزبال تو جال کو
دیکھ رہا تھا اُسنے تلوار سحر کی ماری غزت نے لاکھ رد سحر کیا مگر نہ بچ سکا دو ٹکڑے ہو کے نالہ
پیدا ہوئی کہ مارا غزت جادوگر اور مہرخ تلوار لیے غزبال پر آگری یہ صورت دیکھ کر آتشبار
دوڑ پڑا مہرخ نے اِس زور سے تلوار ماری کہ آتشبار کے بھی دو پرکالے ہوگئے پھر غزبال
جال لیکر چلا مہرخ زمین میں سما گئی اُسوقت طرفہ ہنگامہ رزم و پیکار گرم تھا کہ ساحروں کے
مرنے سے پیر غل مچاتے تھے اور شعلے بلند تھے اندھیر چھائے تھے آگ ہر سمت لگی تھی مہرخ جان
بچ کر دمبدم زمین سے نکلتی تھی اور رعد وکا کام شمشیر شرربار سے تمام کرتی تھی افراسیاب بھی
اُسکی جرأت دیکھ کر دنگ تھا آخر اسنے للکارا کہ فوج ساحران چار سمت سے گھیر کے اور مہرخ کو گرفتار
کرے اِس حکم کو سنکر ناقوس جادو کچھ فوج لیکر بڑھا اور غزبال جال لیکر مستعد ہوا یہ ہنگامہ
دیکھ کر ہلال سحر افگن اور آفت جادو دوڑے ہلال نے طوق اپنے گلے سے کھینچ کر مارا
کہ ناقوس کے اژدر بنکر لپٹا لیکن اُسنے ناقوس جو بجایا اژدر پانی ہوگیا اور صدائے ناقوس
سے ہلال و آفت دونوں بیہوش ہوگئے غزبال نے جال مار کر انکو بھی لٹکا دیا کہ ناگاہ مہرخ
زمین سے نکلی فوج ساحران لینا لینا کہہ کر اسپر چلی اُسنے بچالاکی تمام اُچھلکر ایک تلوار ناقوس
کے سر پہ لگائی کہ سر اُسکا کٹ کر دور گرا شور محشر آسا بلند ہوا اُسوقت غزبال نے دوڑ کر جال
مارا مہرخ فوراً شعلہ بنکر مانند شرر کے جال سے نکلی اور ایک ہی تلوار غزبال کے لگائی یہ بھی
بزور سحر اُڑ گیا اور ساحران نے تیغ تیغ مہرخ پر مارنا شروع کیا اُسنے بھی شعلہ جوالہ کی
طرح صف لشکر دشمن پر اپنے تئیں گرایا اور تہلکہ ڈال دیا ادھر لشکر صف باندھے اُسکا کھڑا
تھا ہر مدد لشکریان غزبال پر جا پڑا پھر تو مہرخ کی یہ کیفیت تھی کہ نظم

میدان میں ہوئی جو وہ صف آرا — محشر کیا دم میں آشکارا
تیغ اُسکی غضب سے شررفشان تھی — دشمن کو بلا سے جانستان تھی
زن سے اِدھر آئی تن سے نکلی — خون چاٹ کے عضو تن سے نکلی
بازو کو بغل کو سر کو کاٹا — سینہ کاٹ کر جگر کو کاٹا
دم سر جو پہنا و خود وہیں تھا — جنبش کی نہ پلک کہ گو وہیں تھا
اکھڑے سخن حیات جسد سے — سر کٹ کے گرے زمین پہ دھڑ سے

لشکر تو دونوں آپس میں بھڑے ہوئے تھے اور عیاران عمرو بھاگ کر پہاڑ میں جا چھپے تھے الحفیظ والامان ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیدۂ مریخ حیران تھا ہر سمت ساحر شیر ببر اور اژدر بنکر باہم گتھے تھے پھنکارتے اور ڈھر دھکے مارنے سے جنگل لرزان تھا آسمان پر جال تنا تھا زمین پر بازو دل کی بہادروں کے مچھلیاں تڑپتی تھیں سحر کے جانور ہر سمت اڑ رہے تھے لہو کے دریا جاری تھے

کہ بمقتضائے ابیات

تھے سانپ وہاں جو بہر جنگ	کچھ اون میں سفید کچھ سیہ رنگ
آپس میں تھے برنگ زلف خمدار	آپس میں لپٹتے تھے صورت مار
دھر دھر کے بدن جھوڑتے تھے	سینچی کی طرح مروڑتے تھے
شل اپنے ہوئے تھے شیر لڑ کر	تھے کھینچتے اون کو دم پکڑ کر
غالب ہوا کفر تھا جو اسلام	چھائی تھی گھٹائے سحر ظلمت انجام
مغلوب تھا کوئی کوئی غالب	تھا کوئی امان کا سب سے طالب
تھا کوئی جو چوٹ کھا کے بھاگا	بیساختہ قدم اٹھا کے بھاگا

اس غوغائے عظیم میں افراسیاب خود سنگھاسن سے کودا اور نعرہ مارا کہ یا جمشید ای نگہدار امان ہے کہہ کر ایسا سحر پڑھا کہ لشکریان مہرخ کمر تک زمین میں غرق ہونے لگی پھر تو فوج میں بھگدڑ پڑ گئی لیکن مہرخ نے ہر نا گوارا کیا اور قدم معرکے سے نہ ہٹایا اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور پانی نکلا بڑھکر دریائے زخار کی طرح موجزن ہوا اس میں جادو کے زور سے مچھلی نکل پڑی اور افراسیاب کی طرف چلی افراسیاب نے جارہ جمشیدی شصت میں باندھکر دریا میں پھینکا اسوقت مہرخ کو کچھ چارہ نہوا اور چارہ کو کھا کر شصت میں کھینچی شاہ جادوان کھینچکر کنارے لایا اور غربال سے اشارہ کیا کہ اوسنے اوپر سے جال ڈالا تو اسکی بھی گردن پھنسی اور شاہ طلسم نے سحر کیا کہ وہ دریا جو اوسنے بنایا تھا غائب ہوا اور مچھلی سی صورت اسکی بھی اصلی ہو گئی اور سب کے برابر بردے ہوا یہ بھی لٹک گئی اور سے گرفتار ہونے سے رہی سہی فوج جو تھی بھاگی اور افراسیاب نے برق چمک وغیرہ جو بہر قتال تھیں کہ باقی ہیں اونسے حکم کیا کہ لشکر فراری پر چمک چمک کر گرو اور انکا تعاقب کرو بجلیاں کڑکڑا کڑکڑا کر گرنے لگیں اور خرمن حیات ہر ایک کا جلاتی تھیں تشکیل فوج کو لیکر بھاگا اور بجلیاں سر پر چمکتی ہوئی چلیں یہاں تک کہ بارگاہ اور خیمہ و خرگاہ وغیرہ چھوڑا کر کسی طرف کو کہیں

سمت بھاگ نکلا کوہ و دشت میں جا کر غار و جبال و شعاب میں ہر ایک نے اپنے تئیں مخفی کیا شاہ طلسم نے کھڑے کھڑے بارگاہ اور بازارمیں لشکر کی لٹوا لیں اور بارگاہ شاہی میں آگ لگا دی عیاران اسلام چھپے ہوئے یہ سانحہ دیکھ کر اشک حسرت گراتے تھے اور رلا رلا کر آہ کرتے تھے کچھ بن نہ آتا تھا کہ ابیات

ہر اک سو نالۂ ماتم بپا تھا	فلک دود دل آہ رسا تھا
پڑے کشتے تھے ہر سو روبقبلہ	تڑپتا تھا کہیں بسمل کا لاشہ
ستون بارگاہ وین گرا تھا	ہر اک بازار کا خیمہ اکھڑا تھا
کسی میں دم نہ تھا عاجز تھی تلوار	بہادر ہٹ گئے تھے چار و ناچار

عیار بچیان بھی لوٹ پڑی تھین مال و اسباب سے جھولیان بھری تھین پیشگاہ سرداران بھر گر دہ ساحرہ روزگار نے دام رفتہ کہکشان میدان فلک پر بچھایا اور ظلمت شب سے نور مہر نیر چھپا گیا نظم

ایسا کچھ ہوا جہان میں اندھیر	تاریکی نے قصر کو لیا گھیر
خورشید ہوا فلک سے یون گم	جس طرح نظر سے نور مردم

شاہ طلسم نے حکم دیا کہ ایک سرا جال کا گنبد نور سے اور دوسرا سرا بھری بارگاہ کے کلس باندھ دو اور جو لوگ کہ زمین میں آ دبے ساتھ گئے ہین انہین بھی جال مین لٹکا دو اس حکم کو سنکر غربال نے سب کو زمین سے نکال کر جال مین لٹکایا اور سرے دام کے گنبد نور اور بارگاہ کے کلس سے باندھ دیئے ایک الگنی سی تمام طلسم مین تنی تھی اور ہزارون ساحرون کی گردن پھنسی تھی بہت ہوش کھو گئے تھے اور بہتیرے ترس کے مر گئے تھے الحاصل افراسیاب میدان جنگاہ سے پھر کر بارگاہ مین آیا اور مستفسر ہوا کہ لشکر عدو سے کون کون گرفتار ہوئے کور کھیا ساحرہ نے عرض کیا کہ چار عیار اور تیشہ بلی نہین قید ہوئے باقی سب گرفتار ہین مہر دریافت کرکے تیر نے کہا کہ تم تو گھبراتی تھین دیکھا دم بھر مین سب کو قید کر لیا اب عیار وغیرہ کو بھی نکال کر دنیا سے گردنگا اور جو حاضر ہین سب کو راہ عدم دکھاؤنگا ای غربال تم سامنے جو پہاڑ ہے وہان خیمہ استادہ کرا کے آج کی شب رہو اور جال کا پہرہ دو عیار تمہاری فکر مین ضرور ہین مگر تم ہوشیار رہنا اور جسکو گرفتار کرنا جال مین لٹکا دینا غربال نے ارشاد کے بموجب خیمہ پہاڑ پر استادہ کرایا اور مع اپنے باقی ماندہ سردارون کے وہان اترا اور شراب پینے لگا ناچ سامنے ہونے لگا ادھر شہنشاہ ساحران نے جشن کیا سراپچہ بارگاہ کے اٹھوا دیئے فرش قائم

دستیاب دور تک بچھ گیا ہزارہا جھاڑ فرشی بانار دن سے تا بارگاہ روشن ہو گیا طلسم کے نقارخانے میں نوبت خوشی کی بجنے لگی چھپر تخت قلم کار جواہر و زر جوڑا اور پلنگڑی پر سے سراپا آراستہ ہو کر پہلو سے شہنشاہ میں بیٹھی توشک خانہ کھل گیا خلعت اور لباس اہل دربار کو بٹنے لگے ساقیان زریں لباس گلشتان بادۂ احمر کی لیکر حاضر ہوئے دور سے گلفام چلنے لگا اکابران طلسم خبر فتح کی سنکر مبارکباد کو آئے نذریں گذریں کلیں پریزادان زہرہ جبین ناچین رقص حسن و ادا ناچتی اور گاتی تھیں یہ تو داد عیش و خرمی دیتا ہے خوشی کر رہا ہے اور صرصر بال مصروف مسرت و انبساط ہے مگر عیاران لشکر مضطر و بیتاب و بیقرار ہیں آخر برق فرنگی نے قران سے کہا خلیفہ میں تو جا کر عیاری کرتا ہوں یا تو اپنی جان دونگا یا اس صرصر بال کو مار ڈالونگا قران نے جواب دیا کہ اچھا تم سب اپنی اپنی تدبیر کرو میں بھی اسی فکر میں جاتا ہوں یہ کہکر چار عیار جا بسمت راہی ہوئے اور برق شام سے اک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل شکل درباری کی بیغبنت سے بنا لی لنگوٹ کتنگ باندھ کر [illegible] بالی کان میں کنڈل [illegible] گلے میں [illegible] کالا کنٹھہ گرہ دار گردن میں باندھا اور [illegible] لگتا ہوا با زبان کہنا [illegible] کی صدا دیتا روانہ ہوا ایک طرف سے برق فرنگی سامنے اس بہار کے آیا جہاں پر صرصر بال ساحرہ [illegible] ساحروں کا دامن کوہ میں مجمع ہوا آئے اسی جگہ گوشہ میں ٹھہر کر صورت اپنی دلربا [illegible] کی بنا لی بڑی بڑی آنکھیں جتنی بھویں چہرہ حسین دلکش ناک میں نتھ پہنے انگلیں [illegible] لیتا سرخ چنری گنگا جمنی کا لہنگا پہر کر ہاتھ میں [illegible] شراب کی لیکر چلا اس کے حسن دلاویز کی نسبت یہ کہنا بجا تھا کہ مثنوی

پیدا جیسے ہوں سے سحر و اعجاز — غمزہ و عشوہ چہرے ادا ناز
نظروں میں سے حیا بھری تھی — پتلی ہے کہ شیشے میں پری تھی
حسن و خوبی کی ناک ہے ناک — اک شعلۂ تابناک ہے ناک
کان ہیں کہ سپر لطیف ہیں کان — مینا سے گلو کے قیف ہیں کان
بالا مہتاب کا ہے بالا — بجلی سے چمک دمک میں بالا
سو دل سے ہو زر خرید بندہ — بندے کا ہو زر خرید بندہ
پتوں سے بھری جو بالیاں ہیں — پھولوں کی بھری وہ ڈالیاں ہیں
ہیں گال کہ دو گلاب کے پھول — شگفتہ چمن شباب کے پھول

بس رنج بمہر شش فتنہ دہن ہے	سی ہی دندان صدف دہن ہے
دیکھے جو گلا سنگ کے صراحی	خجلت سے کھول چلے صراحی

غرض کہ اس خوبی سے آراستہ ہوکر زہرہ کو بھی شراب کی شالی اور ادا دیکھے پر تو تلین شراب سرخ کی رنگ دکان رجالی جو کوئی اس طرف آیا گلوارن کے حسن کو دیکھ کر فریفتہ ہوا اور سمجھ دام میں اکر بیٹھ گیا گاہکی بھر مین بادہ خوارون کے ٹھٹھ لگ گئے اور گلوارن مسکرا مسکرا کر کہنے لگی اپنی آن و ادا سے ہر ایک کو لبھانے لگی ہر شخص مست ہوکر جھومتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا کہ شعر

ساقن ہو نگاہ مہربانی	دے جام شراب ارغوانی
بھولے سے کبھی ہمین بھی کر یاد	بھٹی ہو تری مدام آباد
احسان ہے میکشون کا ایسا	قاضی کو شراب کا نہ چسکا
مستون کے ہمیشہ جھگڑے ہون	میخانے مین بادہ کش دھڑے ہون

یہ چرچا جو ہوا اور بہت سے ہوسناک مستان بلند حوصلہ ہوئی ملازمین عمر یال بھی خبر پا کر آئے اور ساقن کو دیکھ کر اسکی چشم میگون کے متوالے ہوگئے دو ایک جام پیکر گئے اور عمر یال سے تعریف کرنے لگے وہ بھی مشتاق ہوا اور چوبدار سے کہا ساقن کو جا کر بلا لاؤ اسنے آکر ساقن سے کہا کہ مالک ہمارے آپ کے خواہشمند ہین گلابیان شراب تحفہ کی لیکر چلیے اور بادہ ہمراہ دستے اپنے جام آرزو کو لبریز کیجیے گلوارن نے پہلے تو کچھ اغماض کیا پھر کہا حکم حاکم سے کہ بس نہیں اچھا چلو مین چلتی ہون یہ کہکر دکان بڑھائی اور گلابیان شراب کی لیکر ہمراہ چوبدار کے یہان آئی سب سامنے عمر یال کے گئی شراب سامنے رکھی اور گھونگھٹ ہٹا کر اپنا جلوہ حسن دکھایا کہا کہ ساغر چشم کو گردش مین لائی عمر یال نے ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اور ملازمون کو اشارہ کیا کہ یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب اسیا ایک ایک کرکے باہر گئے اور یہ دونون تنہا رہے ساقن بھی غمزہ کرنے لگی اور اکیلا دیکھ کر اٹھی کہ مین جاتی ہون وہ اٹھ کر لپٹ گیا اور منتین کرنے لگا اسی اثنا مین نجم سنگھ کی آواز آئی اور رنٹ نے صدا دی کہ اقبال بالا رہے دولت کی ترقی ہو بڑے بڑے کھیل تماشے یہ سنتے ہی ساقن نے کہا اسکو بلاؤ مین تماشا دیکھا دن گی اسنے خاطر سے اسکی نٹ کو طلب کیا کہ کسی طرح ساقن راضی تو ہو جائے غرض ملازم گئے اور نٹ کو یہان لائے تماشا ہونے لگا لیکن شاہ جادوان کو خبر کے پہر سے خبر دی لیکن اسکو کچھ خیال نہ تھا کہ سلطنت پر مقرر کیا تھا کہ جو کوئی آئے مجھکو اطلاع ہو جائے اسوقت پھر [illegible]

ایسا کہتا ہوا بڑے غضب سے یہ ساقن اور رقاصہ غزبال کے پاس گئے چلو میں تمکو تماشہ دکھلاؤں
یہ کہکر عمرو شاہ کا ہاتھ پکڑ کر چلا یہاں ساقن نے تماشا دیکھتے دیکھتے ملازمین غزبال کو شراب پلائی
تھی اور اُسے بھی جام شراب آغشتہ بیہوشی دیا تھا وہ چاہتا تھا کہ افراسیاب آکر پہونچا اور نعرہ
زن ہوا کہ اے عمرو یہاں کہاں بھاگ جاؤ گے میں آپہونچا یہ صدا سنتے ہی ساقن اور رقاصہ خستہ ہوکے
بھاگے شہنشاہ نے کہا اے غزبال گرفتار کرا انہیں اُسنے زمین پر دے مارا کہ دو زنگی نکلے
اور عیاروں کے لپٹ گئے پکڑ کر انہیں بھی سب مقیدوں کے برابر جال میں لٹکا دیا اُس
وقت شہنشاہ ساحران نے پکار کر کان میں غزبال کے کہا اُسنے وہاں تماشہ کرا کر ایک ساحر کو بلا کر
کہا حکم شاہ یہ ہے کہ تم میری صورت بزور سحر بنکر یہاں بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا میں غزبال ہوں یہ سنکر
ساحر نے کہا ایسا ہی ہوگا اور شکل اپنی بعینہ مثل غزبال بنالی اُسوقت غزبال اصلی جہاں
افراسیاب نے جا کے سکونت بنالی ہے وہاں چلا گیا اور شاہ جادوان بھی حسرت کوہ کے
باغ سیب میں آیا کہ چلکر ہمراہ زوجہ کے آرام کروں صبح کو آکے سب کو قتل کرونگا غزبال کے
بچھی ہو جانے کا حال اُسکے ملازموں کو بھی معلوم ہوا اسی طرح وہ سرگرم کار خدمت غزبال
نقلی کے رہے لیکن بعد چلے جانے شاہ طلسم کے چالاک روز و قران بھی زیر کوہ آئے اتفاق سے
دو ساحر کسی کام کو پہاڑ سے نیچے آئے تھے پھر کر جاتے اوپر جا رہے تھے عیاروں نے پکارا کہ بھائی
ایک بات سنتے جاؤ وہ دونوں ٹھہر گئے انہوں نے قریب جا کر سفینہ بیہوشی انکی طرف مارا
کہ وہ دونوں بیہوش ہوئے یہ اُنکا پیرہن لیکر اور اُنہوں کی ایسی صورت بنکر پہاڑ پر گئے دیکھا
ایک سمت میخانہ آراستہ ہے وہاں جب پہونچے ایک ساحر نے کہا حضور بڑی دیر سے شراب
مانگ رہے ہیں تم کہاں چلے گئے تھے قران بولا انہیں کے کام کو گئے تھے اور سمجھے کہ میں کو ہم
بیہوش کر آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساقی ہیں یہ سمجھ کر گلابیاں شراب کی لیکر خیمہ غزبال
نقلی میں گئے قران تو جا کر پہلو میں اُسکے کھڑا ہو گیا اور چالاک شراب لیکر سامنے ٹھہرا
اُسنے کچھ دیر میں شراب طلب کی اسنے جام بھر کے پیش کیا اُسنے چاہا تھا کہ پیوے اُسوقت ایک
[illegible] سے صدا آئی خبردار نہ پینا اور زمین سے ایک زنگی نکلا چالاک سے لپٹ گیا اور
اُسکو جال میں جا کر لٹکا دیا وہاں سے چھوٹ کے پھرا تھا کہ قران جو پہلو میں کھڑا تھا اُسنے غزبال کے
[illegible] مارا کہ [illegible] قطرے جادو کر آگ برسنے لگی آگ
[illegible] قران [illegible] شکل [illegible] غزبال اصلی تھا کیونکہ اسکے مرنے سے جال

میں قیدی اسی طرح لٹکے رہتے کوئی رہا نہوا اگر یہ اصلی شغرِبال ہوتا تو سحر اسکا باطل ہوجاتا اور
سب اسکے قیدی چھوٹ جاتے قصہ مختصر قران بھاگ گیا اور وہ زنگی کہ شاہ طلسم اسکو مخفی بھیرتا
مقرر کر گیا تھا چابک شور کر جال میں لٹکا کر پاس افراسیاب کے گیا اور قتل فطرت سے اسکے
خبردار کیا حیرت سے کہا قران عیار بہت زبردست ہے اسکا قید ہونا مشکل ہے افراسیاب
بولا کہ شغرِبال اسی جگہ جا کر رہا ہے کہ کوئی اسکو نہ پائیگا اور جال سحر کا کوئی توڑ نہ سکیگا لیکن
بہرے چپکی کی سمجھ جاتی نہیں جو ساحر وہاں آتے ہیں وہی کافی ہیں اور لشکر بھی حیرت
کا سوچ رہی ہے اب رات تھوڑی ہے میں صبح کو سب کو قتل کرتا ہوں ہاں اتنے عرصہ میں قران
کو گرفتار کرنا چاہیے یہ کہہ کر عیاروں کو بلا کر تاکید حکم دیا کہ تم پانچ عیار ہو اور
وہ ایک عیار تنہا ہے گھیر کر اسکو پکڑ لاؤ اور اس زنگی ساحر سے جو جھپٹ لیکر آیا تھا حکم دیا کہ تم مخفی
طور پر عیاروں کے ساتھ رہو جہاں یہ اس عیار کو پہچان کر اڑنے لگیں تم سحر سے اسکو قید
کر لینا وہ زنگی اور عیار یہاں سے بحکم روانہ ہوئے ادھر قران اس فکر میں پھر رہا تھا
کہ اصلی شغرِبال کو ڈھونڈھ کر قتل کروں اور ہر سمت تجسس کرتا رہا لیکن اسکو نہ پایا ادھر
عیاروں نے بھی قران کو تلاش کیا مگر پتا نہ ملا آخر کار روزِ زمانہ آیا کہ زال دنیا نے بھی
لباس سیاہ اتار کر خوشی میں قید ہوتے لشکریان اسلام کے خلعت زعفرانی شعبۂ آفتاب
کا زیب قامت فرمایا کہ نظم

دیگر روز چون چشمۂ آفتاب	فرو شستہ از چہرہ ہا گرد خواب
برافراشت رایت سپہ اشرف	شہ مغرب در بحر خون گشتہ غرق

صبح کو افراسیاب شادان و فرحان بستر خواب نوشین سے اٹھا اور حمام کر کے خلعت
فاخرہ زیب بر فرمایا اکابران طلسم حاضر ہوئے سب کو ہمراہ لیکر سوار ہو کر بحشم و خدم روانہ ہوا
اور بارگاہ حیرت میں آیا دیکھا کہ سب قیدی جال میں اسی طرح لٹکے ہیں یہ دیکھ کر اپنے ملازموں
سے کمال بشاشت حکم دیا کہ میدان میں سولیاں استادہ کرو اور از کش لشکر کش جلاد حاضر
ہوں کار پرداز تعمیل حکم میں مصروف ہوئے دار میں کھڑی ہونے لگیں لشکر باہر
گرد میدان کے جا کھڑا ہوا جلاد تیغہا سے برہنہ لیے ہر سمت پھرنے لگے خلقت کا اژدہام
ہوا یہ تو اس فکر میں مصروف ہے لیکن کارسازی حافظ حقیقی دیکھیے کہ بمصداق بیت

سبب ساز اسباب دیکھو ذرا	کہ قدرت میں اسکی ہے کیا کیا دھرا

سو حسب مثل مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔ جس بادشاہ کا ذکر خیر کیا گیا ہے یعنی کوکب روشن ضمیر صبح کو سرپر طلسم نور افشاں پر حسب جلوہ گر ہوا تمام سرداران و شاہان ممالک طلسم نور افشان بلند پرواز جادو و ملکہ زیور زرین پوش و سہاب دوش جادو و ملکہ زمرد پوش جادو و ملکہ یاقوت پوش جادو و ملکہ فیروزہ پوش جادو و ملکہ طوطان سبز پوش جادو و ملکہ الماس پوش جادو و ملکہ ستارہ چشم جادو و ملکہ خورچہرہ جادو و ملکہ گوہر دندان جادو و ملکہ زرنگار جادو و ملکہ محبوب جادو و ملکہ خورشید تاجدار جادو و ملکہ ماہ تاجدار جادو و ملکہ فیروزہ تاجدار جادو و ملکہ گلنار جادو و ملک خرسان جادو و ملک ترسان جادو و کرزان شاہ جادو و خونخوار جادو و اژدر جادو و محکم جادو و مقیم جادو و طغیان جادو و گوہر شاہ جادو و سہراب شاہ جادو و فخر شاہ جادو و مفخر شاہ جادو و قرطاس شاہ جادو و شہوت کاکلی کشتا فیل دندان جادو وغیرہ ہزاروں ساحر حاضر دربار ہو کر پایہ بپایہ بیٹھے اور بیٹی کوکب کی ملکہ بہاران شمشیر زن برابر تخت شاہی کے کرسی پر جلوہ فرما تھی فرزان وزیر سہر شاہ کے مروحہ جنبانی کر رہا تھا چتر شاہی بہرسا تھا اسوقت اہل دربار پوشاکیں سرخ زیب قامت فرمائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ مثل ماہ کے سرپر سپہر سلطنت پرتابان ہے اور اہل دربار مثل ثابت و سیارگان کے گرد اسکے جمع ہیں یا آفتاب تابان چرخ چہارم پر بصد جلال درخشان ہے

اور سردار مانند تنویر شعاع کے اسکو گھیرے ہیں کہ ابیات

فریدون حشمتے جمشید جاہے
سکندر شوکتے دارا پناہے
زعدلش چون رخ خوبان جہوش
بیک جا جمع گشتہ آب و آتش

صیت دولت و کامگاری اور ذکر عظمت و شہریاری کا اُسکے مثل خورشید نصف النہار فلک دربا ہر بہشت سے سلاطین نامدار حلقۂ اطاعت گوش جان میں ڈالے تھے اور بادشاہان ذیشان مقدار غاشیۂ حکم کو اُسکے دوش ہوش پر رکھکر با تعد غلامی ہون کے اُسکے سامنے حاضر رہتے تھے

داغ دہ ماہ سیہ سرکشان
تیغ زن تارک لشکر کشان
مہر لبش قاہر خونخوارگان
مرہمش چارۂ بیچارگان

سامنے اُس شاہ عالیجاہ کے زہرہ وشان قمر صورت ناچ رہی تھیں اور دور جام بادۂ ارغوانی چلتا تھا ہنگامہ عشرت و نشاط برپا تھا کہ یکایک شاہ نے فرمایا کہ اسوقت

کچھ طبع عالی مکدر ہے سیر باغ کو جی چاہتا ہے یہ کہہ کر تخت سے اُٹھ کر بسمت صحرا چلا اکابران طلسم کا مجمع ساتھ ہوا اُسوقت وہ ماہ سپہر خوبی اور گل شاداب گلشن محبوبی کہ ماہ و آفتاب اُسکی غلامی کا داغ اپنی پیشانی مین رکھتے تھے اور گوہر شب چراغ سامنے اُسکے حسن مصفا کے بے آبرو تھے وہ کون رونق انجمن یعنی حیرت ان شمشیر زن کہ حسینان دہر کی افسر اُسکا کہنا زیبا ہے بلکہ سراپا اُسکا ہے سراپا

قامت یہ آہ عاشقان ہے ۔ یا آہ حشر کا نشان ہے
زلف ابجد لوح حسن کا لام ۔ جوڑا نہین فوج کا بندھا لام
دل مانگتی ہین وہ مانگ ہی فرد ۔ دیکھے تو ہو رنگ کہکشان زرد
محشر سے بھی کرتی ہے وہ بھونچال ۔ پیدا جنبش سے جسکے بھون چال
نوک خنجر ہے نوک مژگان ۔ کیسے اُسے نشتر رگ جان
آنکھون مین بھرا ہے شربت زہر ۔ شوخی غصہ حیا غضب قہر
لو کان کی گوشہ مہ نو ۔ لو جس سے لگائے شمع کی لو
کیا ناک مین خوش نما ہے وہ کیل ۔ مشاطہ نے حسن کو دیا کیل
زلف ابر سیاہ ہے تو رخ بدر ۔ یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
یا رب صفت دہن جو لکھون ۔ پہلے کوثر سے منہ کو دھولون
لب داخل چشمہ دہن ہین ۔ بیٹھے پردون مین غوطہ زن ہین
دندان نہین سین کے وہ دندان ۔ منہ کھینچ لین صفت مین کیا سخندان
ہے چاہ ذقن مین باولی عقل ۔ منہ کی کھاتے جہان چاہے عقل
فوارہ نور ہے وہ گردن ۔ ہے قد سرو طور ہے وہ گردن
شانون کو خدا کی شان کہیے ۔ نور حق کا ان نشان کہیے
بازو نازک کلائیان نرم ۔ شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
اُس پہونچے کو نسترن نہ پہونچے ۔ نسرین وگل وسمن نہ پہونچے
کف ہے کہ اُنگلیان کرن ہین ۔ برگ گل ریاض تن ہین
اُبھری اُبھری وہ چھاتیان ہین ۔ ہین سیب کہ ناشپاتیان ہین
بھٹنی پستان پہ جلوہ گر ہے ۔ زنبور کنول کے پھول پر ہے

ہے پیٹ کہ نور کا ہے تختہ — شفاف بلور کا ہے تختہ
عقدہ ہے یہ رشتۂ نظر کا — سکا ہے جو نصف قرص قمر کا
ہے پشت وہ تکیہ گاہ دولی — گویا پشت و پناہ خوبی
ہے کوہ سرین وہ پیکر حسن — یا بالش شاہ کشور حسن
ہے موقع شرم بولنا کیا — راز مخفی کا کھولنا کیا
برج قمر و ستارہ کہیے — شکل صدف دو پارہ کہیے
رانیں برق تجلی طور — ساقین ہیں شمع کافور
زانو آئینۂ حلب ہیں — تابش میں بلوریں لشب ہیں
ایڑی نازک ہے اس قمر کی — کچھ اصل نہیں گل و ثمر کی
رخسار بتان پہ لات مارے — ایڑی چھولے پہ اپنی وارے
مہر و مہ آسمان ہیں تلوے — آئینۂ قدسیان ہیں تلوے
پاسے نازک جو دیکھنے پائیں — حوریں آنکھوں سے تلوے سہلائیں
شایہ ہے کہ سایۂ پری ہے — ہمزاد جو دو دلبری ہے

یہ نازنین بھی پدر کے ہمراہ مع کنیزان ماہرو کے روانہ ہوئی اور عرض پیرا ہوئی کہ ای والد ماجد زیر درے گنبد ساحری جو صحرا ہے وسیع و سرسبز واقع ہوا ہے سارے طلسم سے وہ مقام نہایت بلند ہے وہاں چل کر جملہ ساحر سامنے آپ کے پرواز کریں تاکہ فراج ہمایون شہنشاہ اس کیفیت اور تماشے کے ملاحظے سے بہلے افراسیاب نے فرمایا کہ تمہارا ابھی تقاضا لڑکپن نہیں مٹا وہی بات یاد ہی جو اچھل کود کی ہے اچھا چلو آج ہم بھی پرواز کرینگے اور سنا ہی کہ ملکہ گوہر افشاں بلند پرواز خوب اڑتی ہیں انکی بلند پروازی دیکھیں گے یہ باتیں کرتے ہوئے اُسی سمت کہ جہاں کا پتا اُس سرو بستان دلبری یعنی حیران شمشیر زن نے بتلایا روانہ ہوئے یہان تک کہ اُس مرغزار بمنونۂ باغ شداد میں پہونچے ازبسکہ ایام بہاریں کے اطراف بساط غبرا کو ریاحین سے مثل اختران چرخ کے درخشندہ بنایا تھا اور ہر بام قبہ خضرا کے سرا کو اکسب فرمایا تھا فراش صبا نے بسیط زمین کو فرش رنگا رنگ سے آراستہ کیا تھا اور نخلبند صنع قدرت نے چمن جہان کو گلہاے گوناگون سے پیراستہ کیا تھا ایسے مقام دلکش میں کئی کوس کا ایک باغ سیر سلطان کے لیے تعمیر تھا اُسی کے ملحق نقل گنبد ساحری

پھر بہشت بنائی پر سواری بادشاہ کی اندر باغ کے آئی اور بیچ گلشن میں جو بارہ دری جواہر کی بنی تھی سنگ کے طرح نئی سنوری تھی اُسکے کوٹھے پر تخت بچھا کر شاہ قرار پذیر ہوا اور سپہر حدیقۂ رفعت وہ ریاض فضا دکھاتا تھا ایسا لہلہہ دہ نور کا تڑکا اور اسوقت ان گلعذار نسرین بدنوں کا آنا لگا ہاسے باغ جوبن اپنا دکھاتے تھے ادھر سمن بر سرو قد جو اتراتے پھر رہے تھے تو گویا باغ میں تازہ فصل بہار نے گل کھلائے تھے چمن چمن پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی نسیم مشکبار ہر سو عطر بیز ہوا تھی کہ بمقتضائے مثنوی

مشاطۂ نسیم بہاری	دکھلا رہی تھی اپنی دستکاری
بوٹوں میں پھول بس رہا تھا	جوبن سب پر برس رہا تھا
کنگھی کئے تھی سر سے شانہ لیکر	سنبل بھی بنا رہا تھا گھونگھر
نرگس بھی لگا رہی تھی کاجل	عشق پیچاں دکھاتا تھا بل
بیلے البیلے بن رہے تھے	کیلے بن ٹھن کے تن رہے تھے
مالن تھی صبا چمن تھے مالی	پھولوں کی لگا رہے تھے ڈالی
سمٹی بھی دلھن بنی ہوئی تھی	جوہی گویا چھوئی موئی تھی
شمشاد کے سجا سے تھا بچالو	سہرا اپنا چمن کا سنے تھا بچالو

اُسوقت دو چیلوں کی گاتیاں باندھ کر وہ سب خورشید رخسار بسمت فلک اُڑیں ادھر تو آفتاب بلند ہو رہا تھا ادھر یہ پیکر زرین لباس جواہر زنگار ہوئیں گویا ہزاروں آفتاب آج کے دن نکل آئے اور یہ زمین سے چاند فلک پر پہونچے تھے کوئی ماہر دو پانچ کوس بلند ہوئی اور کوئی سناتا ہوا پھر کر اوس سے بھی اونچی نکل گئی کوئی تین کوس پر جا کر ٹھہرانے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایوان چرخ زبرجدی میں قندیلیں لٹکائی ہیں یا حوریں جنت سے اُتر کر پھر سیر کو چلی ہوا آئی ہیں غرضکہ سب نے پرواز کی ملکہ گوہر افشاں بلند پرواز ہوا پایہ سے زیادہ بلند ہوگئی کہ جملہ ساحر دوربین سحر کی لگا کر دیکھتے تھے لیکن نظر نہ آتی تھی ہر طرف غلغلہ تحسین و آفرین بلند تھا اُسوقت کوکب نے ہزاران شہزادوں سے کہا اے فرزند تم بھی اپنی تیز پری دکھاؤ اور آج اسقدر بلند ہو کہ طلسم ہوشربا سے کوئی نشانی لاؤ پھر ان سب نے حسب ارشاد پدر دو چیلوں کی گاتی باندھ کر اپنے جوڑے کو کھولا اور اختر دایہ سے کہا کہ یہ دونوں گنبد ساحری کا جسے ہزار در ہزار سحر اس سے پیدا ہوتے ہیں اور ساحران عالم پر

جسکے پاس پہونچتی ہو وہ غالب رہتا ہے نکال کر ہاتھ پر رکھا ضو اُسکی مثل شعاع آفتاب کے
پھیلی اُسنے اُنگلی سے اشارہ کیا کہ وہ شعاع چراغ کے لو کی طرح کٹنے لگی اور زمین پر ٹپکتے ٹپکتے
ہو کر گرتی تھی عجب نیرنگ اُسوقت ظاہر تھا گویا ستارے ٹوٹ کر گر رہے تھے اُنکی لو کی تارین
کہ زمین سے چڑھتے چڑھتے بڑھتے فلک تک ایک لڑی موتی کی بندھ گئی پھر تو وہ گوہر تابندہ جسم
حسن لڑی تھام کر اُڑی اختر صروار ہر سے لوین گر رہی تھیں اور زمین تک آتے آتے وہ
موتی ہو جاتی تھیں کیا سیر ہو رہی تھی کہ بروسے ہوا ہزارون مشعل و چراغ روشن تھے
یا ستارے ٹوٹتے تھے اور زمین پر موتی برستے تھے اور لڑیاں موتیون کی زمین سے
آسمان تک بندھی تھیں یہ ظاہر تھا کہ مشاطۂ قدرت نے موتی کا سہرا فلک کے سر پر
باندھا ہے انھین لڑیون مین وہ مہر سپہر خوبی بال شوق کھولے بلند ہوتی جاتی تھی اور
رخسار تابناک سے خورشید درخشان کو شرمندہ فرماتی تھی یا دام زلف مین طائر قلب
ہوائی پھنسا کر برباد کرتی تھی واہ واہ اور اہا ہا کا شور چار طرف سے برپا تھا اور ہر
کہ و مہ اُدہر ہی کو دیکھتا تھا کہ مثنوی

فرصت جو ذرا ملی خدا ساز	شہپر مین بھری ہوا سے پرواز
چاہا سیر جہان کو دیکھون	کیفیت آسمان کو دیکھون
اُٹھی وہ مثال درد بیمار	پران ہوئی شکل رنگ رخسار
جا کر اُڑ کے وہ دود آہ کی طرح	گردون پہ گئی نگاہ کی طرح
پرواز کا حوصلہ نکالا	دیکھا چپ و راست زیر و بالا

جسم بلند اسقدر ہوئی کہ گیتی برابر دانۂ خردل کے نظر آنے لگی کہ بیت

کوہ و بحر کا نظر آنا محال تھا	سارا سواد چہرۂ لیلیٰ کا خال تھا

اس بلندی پر بانند نسیم یا مانند خورشید دو رخشندہ نہ ٹھہرائی اور ہر سمت نگاہ دوڑا کر
تمام عالم کی خبر گیران ہوئی طلسم آئینہ و طلسم ہزار پیچ و طلسم سوسن و طلسم ہوشربا
سب پیش نگاہ تھی ہر سمت کی سیر کرتے کرتے طلسم ہوشربا مین ایک تماشا نظر آیا یعنی ایک
طلائی جال کو بروسے ہوا تنا دیکھا کہ ایک سرا اُسکا گنبد نور مین بندھا ہے اور دوسرا دریا
خون روان کے قریب ایک بارگاہ کے کلس سے اٹکا ہوا ہے اور ہزارہا آدمی اُس مین
لٹکتا ہے بعض اُس مین سسکتے ہین بعض کا دم گھٹتا ہے تڑپ کر مر گئے ہین اور ایک میدان

لشکر افراسیاب کی معین ہی سولیان گڑی ہوئی ہین جلاد باتمشیر برہنہ کھڑے ہین ایک
شور مچا ہی یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ کیا ماجرا ہی اور آگے بڑھی ناگاہ نگاہ اسکی عمرو پر پڑی
ایک شخص عجیب الخلقت کو جال مین لٹکے دیکھا سمجھی کہ یہ کوئی طلسمی جال مین پھنس گیا ہی
عجب تو شکل عجیب اسکی ہی کہ تھوڑی سا سر زیرہ کی ایسی آنکھین کلیچہ کی طرح گال ہوتی کی طرح
دانت منہ گردن پھنسنے سے جو ملتی ہی تو ظاہر ہین گردن تاگے کے مانند ہر رسی کی طرح ہاتھ
پانون مین چھ گز کا دھڑ نیچے کا ہے تین گز کا دھڑ اوپر کا ہے یہ دیکھ کر سوچی کہ اس بیچارے
کو اس آفت سے چھوڑانا چاہیے اور یہی نشانی اس طلسم کی اپنے باپ کے پاس لیجانا چاہیے
ایسا کچھ دل سے سوچکر اختر مروارید کی لو کھڑے بردے سے ہوا کالی اور اتنی لوین
جمع ہوئین کہ آفتاب اکٹھا ہوکر بن گئین اس آفتاب مین غائب ہوکر یہ بھی چلی جال مین جو
لوگ پھنسے تھے وہ گویا دل سے دعا اپنی رہائی کی مانگ رہے تھے زبان حال سے کہتے تھے کہ
اے خالق حیط الابیض من حیط الاسود ہمکو اس دام بلا سے رہائی دے کہ ہمت بتقاضاے نظم

یارب ترے سہ انس و جن ہین بس ہین	ہین آنس کی جن سے ساری زمین
ہر سنبل مین گل ہی گل مین بو ہی	ہر بو مین جو لطف ہے وہ تو ہے
تو چشمہ چشم انس و جان ہی	چشمہ ترے فیض کا روان ہی
ذاتسیا قدرت سے تیری موجود	نابود ہو بود بود نابود
چھوٹا ہوا ہرا مند ہو بستا	ہو ہست سے نیست نیست سے ہست

اسی ہنگام مین کہ خورشید حیات انکا لب بام تھا وہ ماہ تمام آفتاب بنی ہوئی جال پر
آکر ٹھہرائی اور گرمی آفتاب سحر کی جو پڑی کڑیان جال کی پگھلنے لگین اور اس آفتاب سے ایک شخص
ہوا پران ظاہر ہوکر بشکل شہباز کے گردنی عمرو جال سے چھوٹ کر گرا چاہتا تھا کہ اسنے پنجے
مین دابا اور سنبھل کر جایا چاہتی تھی کہ جال کی لڑی ٹوٹنے سے تمام مقید بستی کی طرف چلی لیکن
گردن ہر ایک کی پھنسی رہی کیونکہ سب لڑیان تو اسکی درست تھین اور غربال جسکا یہ سحر کا
وہ بھی زندہ ہی یہ سب کیونکر رہا ہوتے دوسرے یہ کہ اسکو صرف لیجانا عمرو کا منظور تھا اس
سے جال کو ٹکڑے ٹکڑے نکیا الحاصل جال جیسے ہی گرنے لگا ساحرون نے غوغا مچایا افراسیاب
دوڑا اور دیکھ کر جتنا جال کہ ٹوٹ گیا تھا اسکو تو چھوڑ دیا اور جو دو ایک قیدی اس ٹکڑے
مین تھے وہ جو گرنے لگے سحر پڑھا کہ انجون نے سحر کے انھین روکا باقی دوسرا ہرا جال کا

شاہ طلسم نے روک کر نعرہ کیا کہ ای غربال چل وہ ایک طرف سے اڑکر آیا اور چال کو روکا
شاہ طلسم چال اسکو دیکر آفتاب کی طرف جھپٹا برّان کچھ دور گئی تھی کہ اسنے جاکر گھیرا اور شاہ
کے آنے سے بہت سے ساحر دوڑ پڑے برّان نے اختر مروارید کی لوین جو کاٹین وہ شعلہ
بنکر ساحرون پر گرین کہ انکا رخت ہستی جلنے لگا اور ساحرون کے مرنے کا غل برپا ہوا آگ
پتھر برسنے لگے لیکن شاہ جادوان اژدر بنکر برّان پر چلا اور قلاب آتشین ایسے چھوڑے
کہ اس موذی کے ہاتھ سے خدا کی مار وہ سراپا زخمی ہوئی اژدر آتش وہین اژدر کے
چھالے جسم مین پڑے لیکن جی کڑا کرکے عمرو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اختر مروارید شاہ طلسم کے
کھینچ مارا وہ بھی جست کرکے الگ ہوا اگر پڑ جاتا تو سینہ توڑ جاتا مگر اسکی ضرب پڑنے اور پاس کے
نکل جانے سے افراسیاب اژدر سے بصورت اصل ہوگیا برّان نے اڑکر اپنا موتی ہوا [illegible]
مین روکا اور شاہ کمند سحر لیکر اسکی سمت چلا اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ دو پتلے بلور کے اڑکر
ہوا سے آئے اور شاہ کے ہاتھ مین لپٹ گئے افراسیاب نے انگلیان چمکائین کہ بجلیان تڑپکر
پتلون پر گرین دونون جل گئے صدا آئی کہ حق نمک کوکب سے ہم ادا ہوئے شاہ طلسم نے کمند
پھینکر دوڑا از بسکہ یہ بادشاہ شہنشاہ جادوان اور مالک طلسم ہے برّان اسکی ہمسر نہین اسکی
کمند کا وار رد نہ کر سکی اسنے کمند مین اسکو پھانسا مگر ایسی زبردست یہ ساحرہ ہے کہ تڑپ کر کئی
حلقے اسنے کمند کے توڑے اور کمند کے ڈورے تمام اعضا مین پیوست ہو گئے خون سارے
جسم سے جاری ہوا اور سارا بدن فگار ہوگیا اور افراسیاب نے کھینچا اس طرف اسنے
زور کیا پھر یہ عورت نازک اندام وہ مرد قوی بازو آخر کھنچتی ہوئی چلی لیکن اب حال سنئے
کہ کوکب نے جب اڑتے ہوئے بیٹی کو عرصہ گذرا اور اترکر نہ آئی عقل سے دریافت کیا کہ
شاید بہت جو بلند ہو گئی ہے فرط نزاکت سے تھک کر کہین گری ہے بیہوش ہو گئی ہے یا کسی اور
آفت مین مبتلا ہوئی ہے اگر کسی کو حکم دون کہ خبر لائے تو کوئی اتنا بلند اڑ نہ سکے گا لازم ہے
کہ مین خود پرواز کرون یہ سوچکر تخت سے جست کرکے اڑا اور جب پردہ ہوا بلندی پر
پہونچا ہر سمت نگران تھا طلسم ہوشربا مین ایک ہنگامہ برپا دیکھا کہ بیٹی میری کمند مین
پھنسی ہے اور ساحر گھیرے ہین افراسیاب سے لڑائی پڑی ہے یہ دیکھتے ہی مثل شعلہ جوالہ
کے بسرعت تمام طلسم مین افراسیاب پر آگرا اور ایک برق سبز بنکر سر پر چمکا افراسیاب
گھبرایا اسنے اپنی شبیہ کا پتلا سامنے چھوڑ دیا کوکب جو بجلی بنکر گرا پتلے کے دو ٹکڑے کیے

اور کمند سحر کو جلا کر ہیران کو نجات دی کہ یہ سنبھل کر عمرو کو لیکر اپنے گھر گئی اس اثنا میں
افراسیاب پھر پیدا ہوا اور برق سرخ رنگ بنکر کوکب پر گرا اُسنے بھی اپنی صورت کا پتلا
سامنے کیا آپ غائب ہوا برق سرخ جو گری کوکب نقلی کے دو ٹکڑے ہوسے افراسیاب سمجھا کہ
میں نے مار لیا ایک بار پشت پر نعرہ ہوا کہ ہم کوکب اُسوقت افراسیاب نے اپنے بازو پر
آئینہ سامری کا کھولا ادھر کوکب نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا آئینہ جمشیدی لیکر آیا
اس اثنا میں افراسیاب نے آئینہ سامنے کوکب کر دیا کوکب نے بھی فی الفور آئینہ روبرو
افراسیاب کے کیا اُسکے عکس سے کوکب کو بیہوشی چھائی اور آئینہ دیکھنے سے افراسیاب
پر غفلت اور غشی طاری ہوئی دونوں چکر کھاتے سمت زمین چلے تھے کہ پتلا طلسمی زمین سے
نکلے اور کچھ پتلے لباس زرین پہنے مرکبہائے پرند پر سوار طلسم کوکب کی طرف سے آئے پتلوں
نے افراسیاب کو روکا اور سواروں نے کوکب کو سنبھالا اُسوقت چاہتے دونوں بادشاہوں
کو ہوشیار کیا چاہتے تھے کہ یکایک پھر زمین شق ہوئی اور ایک مچھلی سی کہ مانند زمرد کے
سارا جسم اُسکا تھا سر نکالا یہ ناگی افراسیاب کی ماہی زمرد رنگ ہے یا ذکر اُسکا پیشتر
کیا گیا ہے اُسوقت اسنے منہ پھیلا کر اژدر کی طرح افراسیاب کو نگلا اس اثنا میں سواران
طلسمی کوکب کو ہوشیار کر چکے تھے کہ ماہی نے پکار کر صدا دی کہ بیٹا کوکب یہ لڑائی کیسا
کیا ہے کوئی اپنے بھائی سے لڑتا ہے آپس میں فساد کرتا ہے اُسنے بہت برا کیا جو تمہاری دختر
پکڑ کر بجائے لڑکی کے ہے ماہ رخ اٹھا لایا میں لیے جاتی ہوں افراسیاب کو کچھ سمجھاؤنگی اور بیٹا
تم بھی سدھارو یہ کہہ کر غائب ہو گئی کوکب بھی اپنے طلسم کو گیا بعد کچھ عرصہ کے اُسی باغ
میں کہ جہاں سے اٹھا تھا آیا یہاں تمام سردار فلک سے اُتر کر منتظر تھے سب نے استقبال کیا
کوکب تخت پر متمکن ہوا لیکن ہیران نے عمرو کو لا کر زمین پر ڈال دیا تھا اور اپنے مرہم
لگا کر حواس درست کرکے خلقے جال کے عمرو کی گردن سے نکالے اور مرہم لگایا عمرو
کی آنکھیں فرط ضعف سے بند تھیں اُسوقت کچھ افاقہ ہوا اور دل کو چین ملا آنکھ بند
کیے پڑا رہا اس اثنا میں کوکب آکر سریر پر جلوہ گر ہوا ہیران نے پہلے کیفیت جناب پوچھی
مزاج کا حال دریافت کیا پھر عرض پیرا ہوئی کہ ای پدر عالی گہر یہ مجرم میں اسلیے لائی ہوں
کہ آپ ملاحظہ فرما کر بتلایئے کہ یہ انسان ہے یا حیوان ہے یا طائر ہے یا دیو صفت ہے یا مرغ جیسا جن؟
آخر کون ہے اور کیا ہے اور افراسیاب نے اسکو کس لیے قید کیا تھا اور پھر اسکے رہا ہونے

مین ایسا کیون ناراض ہو کر لڑا کوکب نے اسکے التماس کرنے سے عمرو کی جانب بغور دیکھا اور اہل دربار سے کہا پہچانو تو یہ کون ہے سب صورت عمرو کی دیکھ کر ہنسنے لگے اور اپنی عقل آرائی سے کسی نے کہا کہ یہ طائر سحر شاہ طلسم ہے کوئی خطا اس سے ہوئی ہوگی اس وجہ سے افراسیاب نے اسکو قید کیا تھا کوئی کہتا یہ پردہ ظلمات کی بلا ہے بادشاہ اسکو مطیع کرنا چاہتا ہوگا غرضکہ اسی طرح سب سخن سنج تھے کہ کوکب نے فہیم فاروس سے کہا تم بتاؤ کہ یہ کون ہے کیونکہ تم کاہن اور ساحر زبردست ہو یہ کلام سنکر اسنے عرض کیا کہ بزرگان طلسم اس طلسم کا زائچہ بنا کر جو کچھ حال کہ ہونے والا ہے لکھ گئے ہین اگر ارشاد ہو تو وہ زائچہ لاؤن کیا بعید ہے کہ اسکا حال بھی لکھا ہو کوکب نے فرمایا کہ مجھے اسکا حال بخوبی معلوم ہے اور مین روشن ضمیر اسی واسطے کہلاتا ہون سنو یہ شخص عمرو عیار ہے اور اسکی توصیف خداوند سامری اپنی کتاب مین لکھ گئے ہین اسکا قدم جہان پہونچا پھر وہان دین سامری برباد ہوا ایران نے بڑا غضب کیا جب اسکو یہان لائین اچھا تم زائچہ لاؤ دیکھون بانیان طلسم نے کیا لکھا ہے فہیم حسب الحکم زائچہ طلسم لایا شاہ نے پڑھا اس مین حکم نکلا کہ سال آخر طلسم ہوشربا سنہ جلوس سامری مین اسد غازی نواسہ حمزہ صاحبقران کا آئیگا اور طلسم ہوشربا فتح کریگا اور شاہ طلسم نور افشان قید عمرو کو چھڑا دیگا پس لازم ہے کہ وہ عمرو کی شراکت کرے کیونکہ شاہ جادو وہان مارا جائیگا اور شاہ نور افشان کا بڑا رتبہ و مرتبہ ہوگا اور اگر شریک عمرو کے نہوگا تو مثل افراسیاب کے اسکو بھی ذلت ہوگی اور جان بھی جائیگی یہ پڑھکر زائچہ تو فہیم کو دیا اور آپ عمرو کی طرف متوجہ ہوا عمرو بھی بخوبی ہوشیار ہو چکا تھا آنکھ کھول کر جو دیکھا دربار شاہ میں پایا اور قصر فلک رفعت اور باغ پر بہار نظر آیا ایسا مکان عالیشان کبھی اسکی نگاہ سے نہ گذرا تھا مثنوی

کرون قصر عالی کی تعریف کیا — کہ روز اُسپہ ہوتا ہے گردون فدا
نظر جب پڑی اُس کی دیوارون پر — تھی اک خشت سیم ایک تھی خشت زر
جلا سے جو موتی تو چونا ہوا — وہ چونا بھی سارا نور دونا ہوا
وہ گلشن کہ جسپر فدا تھی بہار — وہ گلشن خوشی جس سے تھی ہمکنار
بہشت برین اُس سے بہتر نہ تھا — نظیر اسکا روے زمین پر نہ تھا
جہان ایک اصلی لگا تھا شجر — جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
وہ فوارے نہرون کے اندر روان — ستارے ہون جیسے فلک پر روان

وہین پر بنی تھی جو بارہ دری ۔ کہ تھی شیشہ آلات سے وہ بھری

نظر آگیا تخت پر ایک شاہ ۔ کلہ گوشہ اسکا تھا تا اوج ماہ

جلو مین ملازم بہت سحرکار ۔ ہزارون پریزاد وان بےشمار

کوئی باندھے ترسول دلشاد تھا ۔ رکھے دوش پر دار شمشاد تھا

کوئی شخص شیشہ کا سرتا بپا ۔ کہ حیرت مین گویا وہ آئینہ تھا

کسی کا جو تھا نصف سونے کا تن ۔ تو تھا نصف چاندی کا اسکا بدن

کوئی تانبے کا کوئی پیتل کا تھا ۔ کوئی لوہے کا اور کوئی جست کا

عمرو نے جو دیکھا یہ سب ماجرا ۔ ادب سے وہان پھر کھڑا ہو گیا

ہوا راست جسدم وہ عالیمقام ۔ کیا شاہ کو پہلے جھک کر سلام

کیا عرض پھر اے شہ نیک ذات ۔ کٹے تیرا عشرت مین دن اور رات

جو ہین کمترین آپکے کمترون مین ۔ پریشان بہت بندہ پرور ہون مین

گنہگارم امیدوار آمدم ۔ بدرگاہ تو شرمسار آمدم

بدی از من و نیکی آید ترا ۔ ز خردان خطا از بزرگان عطا

ز سرتا قدم جرم سارا ہون مین ۔ برا یا بھلا ہون تمھارا ہون مین

اسیری کا اپنی کرون کیا بیان ۔ کہ رونے کے قابل ہے یہ داستان

[illegible] کی تھی لڑائی تمام ۔ مگر ذات تیری بہت آئی کام

عمرو کا بیان ختم ہوا تھا شاہ نے سنکر حکم دیا کہ کرسی جواہرآگین قریب تخت بچھے اور خواجہ
ہمارا مصاحب اپنا تصور فرمایا ہے جب عمرو اسکے اصرار سے کرسی پر متمکن ہوا اور سارا حال طلسم
مین آنیکا بیان کیا پھر یہ بھی کہا کہ مین مرد غریب نہایت مفلس ہون بھائی صاحبقران
مجھکو بہت کچھ دیتے تھے اب یاوری طالع سے آپکی خدمت مین پہونچا ہون دیکھون کیا
پاتا ہون کہ سب نے کشتیان جواہر و گوہر سے لبریز منگا کر عنایت فرمائین اور کہا خواجہ
اگر دختر میری تمھین نہ چھڑا لیتی تو تم مارا گیا ہوجاتے اب تک تمھارے ساتھی جال مین قید ہین
شاہ طلسم کو تابی اسکی جنگ کی ہے سبب وہ وہان سے آئیگا تو سب کو راہ عدم دکھائیگا کوئی
ایسا شخص ہوتا کہ قریب دریاے سحر کے جاتا وہان پہاڑ پر ایک مکان بتخانے کی طرح بنا ہے
سونے کی مورتیان بتخانے مین بنی ہین اس مین جاکر غل مچا رہا ہے جیسا اسکو کوئی قتل کرے

تو جال سحر کا ٹوٹے اور ہر ایک مقید چھوٹے عمرو یہ حال سنکر چپ ہو رہا اور دل سے سوچا کہ اب
زمانہ تیرے لیے بہتری کا ہے یہ لوگ بھی سب ساحر ہیں انکو شراب کیا تو کیا اور نہ شراب کیا
تو کیا چل کر غزبال کو مار کر سب کو چھڑا اپنے یقین ہے ایام بد نکل گئے اب کوئی کچھ ضرر نہ پہنچا سکیگا
مگر یہاں سے چلیے تو انکو سب کو لوٹ کر سب مال یہاں کا لے کر چلیے یہ سوچ کر کچھ گانا شروع کیا
لوگوں کو آواز اسکی اچھی معلوم ہوئی اور غزبال تو لوٹ ہو گئی اور ساحر بھی مشتاق ہوئے
اور فرمایش گانے کی سب نے کی عمرو نے کہا میرا دل تو ٹھکانے نہیں کیا خاک گاؤں مفلس
ناچار مصیبت میں گرفتار ہوں یہ کلام سنکر سب نے بہت کچھ منگوا کر دیا اور لوگوں نے
بھی گانے کو کہا عمرو نے اسوقت لے کی خوبی سے خوب لگا کے بجائی اور یہ غزل گائی غزل

نہ نکلیں گے کبھی ارمان جو میرے دل میں بیٹھے ہیں — مسافر یہ ہمیشہ ایک ہی منزل میں بیٹھے ہیں
نہ خار غم کہیں چبھ جائے یہ اندیشہ ستاتا ہے — دیوں کیوں پاؤں پھیلا کر بہار دل میں بیٹھے ہیں
میری شامت کبھی جا کر اسکے گیسو کی ہوا لیتی — سیہ بختی تو کھنچی ہے ہم اسکے تل میں بیٹھے ہیں
بوقت نزع زلفوں میں پھنسا ہے تیری دم جا کر — جہاز عمر ہم لنگر کیے ساحل میں بیٹھے ہیں
درازی اور دے یارب شب ہجران جاناں کو — تڑپنے کے مزے باقی دل بسمل میں بیٹھے ہیں
وہ مجھ کو چھیڑ کر بیٹھا ہے میرے ساتھ سوتا ہیں — تمنا کچھ بر آتی ہے کچھ ارمان دل میں بیٹھے ہیں
شب فرقت ستارہ دیکھ کر گردش کو کہتا ہوں — یہ کس کی یاد ہے جو داغ بنکر دل میں بیٹھے ہیں
ہم انکو چھیڑ کر باتیں سنیں اور خوب بکواہیں — ارادہ آج تو ایسا تھا کیا کہا دل میں بیٹھے ہیں

ایسی صدای دلکش سے عمرو نے یہ غزل گائی کہ حاضرین دربار کی آنکھیں [illegible]

ہر اک راگنی کا تبدل رہا — جسے داغ خوردہ دل مشکل رہا
جو گانے کا خنجر کے سامان ہوا — تو دل اور بھی سب کا ویران ہوا
کیا پھیر دین کا جو سب نے خیال — تو فق ہو گیا منہ ہے سکے مثال
جو بروا کبھی زیر لب ہو گیا — ہر ان صبر اس کے سبب ہو گیا
جو گایا وہ بلاے کر سب کے دل — لگی سنگ غم شیشہ دل کی چھین
کسی سر میں نکلی جو دیپک کی لاگ — بھڑکنے لگی اور سینے میں آگ

ہزار ہا کیا لاکھوں روپے عمرو کو سب نے دیے پھر کچھ بجایا گاتا رہا پھر خاموش ہوا اور بسکہ
آتش شوق سب کی مشتعل تو ابھی کچھ اور ابھی کچھ اور کی ہر ایک سے صدا آئی عمرو نے کہا

میرا کا ہے کو کیا تیرن جی چاہیے نہ شراب نہ کباب اور شوقین سب جمع ہین یہ سنتے ہی کوکب نے
ساقی کو اشارہ کیا کہ اسنے جام لاکر عمرو کو دیا اسنے کہا ایک جام مین میرا کیا بھلا ہوگا آج میخانہ
میرے سپرد کیجیے اور بادہ خواری کی صحبت جمانے کا تکلف دیکھیے ہین بادشاہ اسلام کو شراب
پلاتا ہون وہ تکلفات تو کسکو نصیب ہو سکتے ہین لیکن پھر بھی آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا سے کیا
ہو گیا کوکب نے حسب درخواست عمرو کشتیان بادہ احمر کی منگا کر حوالے کین عمرو نے شراب
گلابی کی جام مین جام کی کنٹر مین کنٹر کی شیشے مین الٹ پھیر کرکے بیہوشی کا سفوف آنکھ بچا کر
ملایا اور سبز و سرخ شیشے برابر چنکر گلابیان کا گلدستہ بنایا غرضکہ جام شراب سے بھر کر تعریف
شراب کی کرتا ہوا سامنے کوکب کے گیا اور جام پیش کیا اسنے ساغر بخندہ پیشانی ہاتھ سے
لیکر چاہا کہ نوش کردن ازبسکہ بادشاہ طلسم ہے اور زبردست ساحر ہمسر افراسیاب ہے
شراب شعلہ بنکر اڑ گئی اس وقت اسنے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور عمرو سے کہا تو بد باطن
انتہا سے زیادہ ہے سچ کہ بیت

جیسے نیکون سے کی بدی تونے	نیکی کرنا بدون سے ایسی ہے

تو ہی کہہ کیا نیکی کا بدلہ یہی ہے جو تونے کیا بارے خیر گذری جو مین تیرا شریک نہوا یہ عتاب دیکھ کر
عمرو نے بمنت عرض کیا کہ مین نے امتحان کی راہ سے بیہوشی شراب مین ملائی تھی کہ دیکھون
آپ کو اطلاع اسکی ہوتی ہے یا نہین یہ کہکر دست بستہ آگے بڑھا اور قریب تخت پہونچکر عفو
جرائم کا خواستگار ہوا کوکب نے کہا خواجہ تم مکار ہو تمھارے قول کا اعتبار نہین اب ہوش ربا
مین تم جاؤ اور اسی لائق ہو کہ افراسیاب کی جوتیان کھاؤ یہ کہکر سینے پر ہاتھ رکھ کر اس زور
سے ڈھکیلا کہ عمرو کو معلوم ہوا مین پستی کی طرف قلابازیان کھاتا چلا جاتا ہون آخر فرط خوف
سے آنکھین اسکی بند ہو گئین بعد کچھ عرصہ کے جو آنکھ کھلی نہ وہ باغ دیکھا نہ قصر شاہی نہ دربار
نہ وزیر نہ شہریار کا پتا پایا بلکہ قریب دریاے خون روان ایک پہاڑ کے نزدیک اپنے
تئین کھڑا دیکھا حیران کار ہوا کہ الٰہی یہ کیا طلسمات ہے کجا طلسم نور افشان کہان دریای
یہ مین کہان تھا اور کہین جا آگیا سبحان اللہ ایک بشر کو تونے ایسی طاقت عنایت فرمائی
ہے کہ جسنے یہ طلسم دکھلایا مجھے دم بھر مین کہان سے کہان پہونچایا کہ بیت گڑا جو بعد فنا
بقرار زیر زمین * وہ مضطرب تھا کہ میدان حشر مین نکلا * تا دیر اسی طرح حیران رہا آخر نظر
فراست اس آمد و رفت کو نیرنگ جادو سمجھکر اپنے حواس درست کیے اور غور جو کیا اسی کوہ کے

نزدیک اپنے تئیں استادہ پایا جہان جانے سکونت غزبال شاہ کوکب نے بتائی تھی سمجھا کہ کوکب
دل سے میرا مشیر ہے معلوم ہوتا ہے یہ امر غصہ کا میری بے اعتدالی کے باعث اُس سے ظہور میں آیا
مگر اس میں بھی میری فوج کی رہائی اُسکو مد نظر رہی کس لیے کہ اگر مجھکو جلد وہ نہ بھیجتا تو سب قیدی
قتل ہو جاتے کیونکہ افراسیاب جب اپنی نانی پاس سے آتا سب کو ہلاک کرتا میں کوکب ہی کے
پاس بیٹھا رہتا اگر وہ دعوت اور خاطر مدارات کرتا تو کیا ہی اُسنے بہتر کیا جو مجھے جلد یہاں
پہونچایا فی الحقیقت کہ وہ مرد با مروت ہے غرضکہ ایسا کچھ سوچکر صورت اپنی بشکل صورت
افراسیاب بنائی کہ تاج شاہی بسر و چار قب شہنشاہی در بر پایہ موتیون کے گلے میں
ڈال کر گوہر چندین کے جسم پر لگا کر نہایت آراستہ ہوکر پہاڑ پر پہونچا دیکھا کہ عجب فرحت کی جگہ
ہے کہ اس پہاڑ پر روح فزا و دلکشا رہی ہر سمت گلزار و چمن لالہ پر بہار اشجار بار دار پر شاخہا
طایران خوش الحان نواسنج ہین اور سونے کی سیڑھیان ایک طرف نشیب میں بنی ہین
عمرو نے در تہ خانہ پر ٹھہر کر پکارا کہ ای غزبال ادھر آ میں تیرے سنکے اسنے خبر دی کہ مجھے عمرو
بلاتا ہے وہ گھبرا کر تہ خانہ سے نکلا دیکھا تو افراسیاب کھڑا ہے حیران ہوا کہ اگر اسکو گرفتار
کروں اور یہ شاہ طلسم ہو تو اپنی بھی جان جائے وہ ہر سے یہ کہ عمرو کو حیران اپنے طلسم میں
لے گئی ہے وہ یہان کہان کیا آج ہی گیا اور آج ہی چلا آیا فرض کرو بزور سحر حیران اس کو
جس طرح لے گئی تھی اُسی طرح پہونچا گئی تو اسکو میرا مسکن کیونکر ملا بہر صورت اس میں کچھ فتور
ہے یکایک اس پر ہاتھ نہ ڈالو امتحان کر لو یہ سوچکر شاہ کو سلام کرکے قریب آیا اور بہ نگاہ غور
عمرو کو دیکھنے لگا عمرو نے دیکھا کہ یہ کچھ متوحش ہے کہا اے غزبال طریقہ احتیاط یہی چاہیے
جیسا کہ تم کرتے ہو یعنی مجھپر بھی نگاہ سحر کی ڈالتے ہو میں اس لیے آیا ہوں کہ وہ دزد
یعنی عمرو چھوٹ گیا ہے تمھیں ایک تحفہ طلسم سے لا دون تا کہ اُسکی وجہ سے ہر شخص کی نظر سے مخفی
رہو اور تم سب کو دیکھو تمھیں کوئی نہ دیکھے اچھا اگر تم مجھ سے بدگمان ہو تو میں جاتا ہوں تو یہ
عطر سارے جسم میں اپنے مل کر بیٹھنا تا کہ سب کی نگاہ سے چھپے ہوگے یہ کہہ کر ایک شیشہ عطر
بیہوشی آمیز کا نکال کر اُسکو دیا اور آپ دو قدم آگے بڑھ کر گلیم اوڑھ لی غائب ہو گیا غزبال
اُسوقت سمجھا کہ اگر یہ افراسیاب نہوتا تو میرے مافی الضمیر سے اور نگاہ سحر ڈالنے سے کیونکر آگاہ
ہوتا اور پھر غائب نہو جاتا بلکہ عیار کا تو یہ کام ہے کہ پاس بیٹھے اور مکاری کرے بیشک یہ شاہ
طلسم تھا خیر اسوقت کی بے اعتدالی کرنے کا عذر کسی وقت میں کر لونگا یہ سمجھ کر شیشہ عطر

لیکن چلا عمرو بھی اسکے ہمراہ گلیم اوڑھے روانہ ہوا اور وہ تہ خانہ مین اتر گیا وہان جا سے وسیع
تھی اور پلنگڑی اسکی بچھی تھی مسند لگی تھی شراب کی کشتیان اور جملہ سامان راحت و آرام
مہیا تھا عمرو ایک کنارے ٹھہر رہا اسنے وہ شیشہ کھول کر عطر لے کر اپنے منھ پر ملا اور آئینہ اٹھا کر
دیکھنے لگا کہ دیکھون میرا سر غائب ہو گیا یا نہیں لیکن عطر کی خوشبو جب دماغ مین پہنچی چھینک
آئی اور بیہوش ہو گیا عمرو نے گلیم اتاری خنجر سے چھاتی پر چڑھ کر ذبح کر ڈالا پھر تو غوغائے عظیم برپا
ہوا کہ لیجیو پکڑیو پکڑ لو ارے اسنے غضب کیا کہ مارا غربال جادو کو یہان تو یہ شور و غوغا برپا
تھا لیکن وہان جال سحر ٹوٹ گیا اور عمرو نے یہان سارا تہخانہ لوٹ کر اپنا راستہ لیا جب
زیر کوہ اترا دیکھا کہ شعلے اٹھ رہے ہین آگ برس رہی ہے عمرو دوڑتا ہوا قریب لشکر پہنچا یہان
حیرت اور جملہ ساحر منتظر افراسیاب ٹھہرے ہوئے تھے کہ یکایک جال سحر ٹوٹا اور مہرخ و بہار
وغیرہ ساحران نامی جو چھوٹے جو جو کہ زبردست ساحر تھے وہ بیہوش نہ ہوئے تھے اور ایسے جو
بیہوش تھے وہ قلابازیان کھاتے چلے تھے کہ ہوشیار ساحرون نے دستک دی پنجے پیدا
ہوئے اور گرنے والون کو روک کر زمین پر پہنچایا عیار بھی دونون چھوٹے مہرخ نے سحر پڑھا
کہ سب ہوشیار ہوئے غوغا جو بلند ہوا حیرت خیمے سے نکل کر دوڑی سردار سالار سب جھپٹے
دیکھا جال ٹوٹ گیا اور ہر ایک قیدی چھوٹ گیا تیغ تیغ پکڑ کر آگے بڑھے کہ ان سب کو
گرفتار کیجیے اسوقت مہرخ اور بہار و مخمور کو بھی قید ہونے سے غصہ کمال تھا گو کہ کمند
سارا لشکر تھا جان پر کھیل کر حملہ آور ہوا بہار نے گلدستہ جھولی سے نکال کر مارا کہ ہوا سرد چلی اور
پھول برسنے لگے جتنے وہ پھول سونگھتے تالیان بجاتا دیوانہ وار لشکر حیرت کی طرف کھلا
ایک سمت سے مخمور نے جام زرین شراب سحر سے بھر کر کھینچ مارا ہر شخص اسکی تاثیر سے شعر گو عاشق
ساقی و شراب ہمیں پڑھتا دیوانہ و لایعقل بنا مہرخ نے کوہ فولادی لگائے رعد نے گرجنا
شروع کیا برق محشر چمک کر گرنے لگی پھر تو بجز تلوار سحر کی چلنے لگی حیرت ایسی ہی زبردست
ساحرہ ہے جو ان سب کے سحر روک رہی تھی اور ہر ایک کو جواب دیتی تھی آگ کبھی برسانی
اور کبھی دریا جاری کرتی کبھی اپنے لشکر کو روکتی اور گاہے حریف پر حملہ کرتی دم بھر مین لاش
پر لاش گری تھی بسمل طپان تھے سیلاب خون رواں تھے ترسول چلتے تھے کہ نظم

بم کرتے تھے آتش افشانیان ۔ زمین تھیں شقون سے پیشانیان
ہوئے کاسے بادل فلک پر نمود ۔ پریشان ہوئے ہر طرف مثل دود

گرجنے لگا ابر وہ رعد وار / چمکنے لگیں بجلیاں بھی ہزار
سبھوں پاس آنے لگیں بجلیاں / بدن کو جلانے لگیں بجلیاں
وہ مہرخ نے کچھ پڑھ کے پھونکا وہاں / ہوا ابر تر ایک فوراً عیاں
برسنے لگا پھر وہ اس زور سے / کہ کر صاحب گوش تھے شور سے
تڑپ بجلیوں کی وہ زائل ہوئی / وہ جادو کی تاثیر باطل ہوئی
ہوا پھر تو حیرت سے سحر آشکار / کہ پیدا ہوا اژدہا ایک بار
جو دم چھوڑتا تھا وہ سو سے ہوا / نکلتا تھا منہ سے سیہ شعلہ سا
پھر اس شعلے سے بھی برستی تھی آگ / نکلتے تھے اس آگ سے کالے ناگ
جسے چھو لیا بس وہیں وہ رہا / جسے کاٹا پانی کی صورت بہا
یہ دیکھا جو مخمور نے ماجرا / بڑھی سحر پڑھتی ادھر مہ لقا
اتارا اپنی انگلی سے انگشتری / طرف اژدہے کے وہیں پھینک دی
گھڑی بھر میں اژدر ہوا برطرف / تڑپنے لگے لاشے پھر ہر طرف
اوڑا یک بیک ایک غول آہنین کا / ہوا پر ہویدا سحاب ایک جا
عجب فن سے کی سب نے آغاز جنگ / برسنے لگے یاں جو لشکر پہ سنگ
ہر ایک سنگ جو سیکڑوں من کا تھا / نہ گردن بچی اور نہ سر کا بچا
اڑا فوج مہرخ سے بھی ایک غول / ارادہ کہ سر پیچھے اُنکے ہول
ہوئے غٹ پٹ اور وار چلنے لگے / بہم اُن میں ہتھیار چلنے لگے
ہوا کشت و خون یہ برو سے ہوا / کہ گرنے لگے دشت میں دست و پا
لڑائی کا سامان بہم رہا / کوئی دو گھڑی تک یہ عالم رہا
وہاں کشتوں کے پشتے پٹ لگئے / ہوا یہ بہم لشکر سب کٹ گئے

غرضکہ اسی طرح کا شور محشر زا شام تک برپا رہا جس دم کہ مہر عالم آرا نے دامِ شامی سے رہائی پاکر بارگاہ مغرب کا راستہ لیا اور خسرو انجم نے بجاہ و حشم اقلیم فلک کو تسخیر فرمایا کہ نظم

غروب اسمین خورشید تابان ہوا / ستارے نکلنے کا سامان ہوا
ہوا چاند گردون پہ جلوہ نما / وہ گویا تھا سب کے لیے زال کا

حیرت سمجھی کہ یہ مخالف اب قید نہ ہو سکیں گے شہنشاہ کے آنے پر کوئی اور تدبیر کی جائیگی

رات کو جنگ موقوف کرنا چاہیے یہ سوچکر طبل بازگشت بجوایا اور رنجیدہ پھر کر بارگاہ میں آئی اسکے لشکر نے کمر کھولی ادھر خورشید جو مقام فرودگاہ پر پہونچی دیکھا بارگاہ میں جالی پٹی ہیرنا در بازار میں لٹ گئی ہیں رعایا فراری ہے یہ دیکھ کر ساحروں کو اسی وقت اطراف میں اپنے ممالک کے جو فتح ہو چکے ہیں اور جنکے سردار حاکم اس لشکر میں موجود ہیں روانہ کیا کہ وہ جا کر حسب الاسباب شاہانہ بارگاہ و خیمہ و خرگاہ لائے جھنڈے گنج کے استادہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی ڈھنڈورا پٹا کہ جو لوگ فرار ہوئے ہیں وہ آکر آباد ہوں آواز دہل زن کی سنکر شکیل جو فوج لیکر شعاب جبال میں مخفی ہو گیا تھا مع رعایا پراگندہ کو جمع کرکے اپنے ہمراہ لے کر شاداں و فرحاں آکر داخل لشکر ہوا رات بھر میں پھر وہی ساماں وہی جلسہ عشرت افزا ان جمع ہوا بارگاہ میں خورشید سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوئی سردار گرد تشریف فرما ہوئے ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا مے پرستی آغاز ہوئی عیار بھی حاضر بارگاہ ہوئے قران جو فکر عیاری کرتا اپنے میں چھپاتا پھرتا تھا بارگاہ میں آیا عمرو بھی لشکر کے ساتھ آیا تھا سب سے ملا اس وقت عجب طرح کی مسرت ہر ایک کو تھی باہم گلے ملتے تھے اور مبارکباد دیتے تھے نذریں بادشاہ لشکر کو گذرتی تھیں خلعت عطا ہو رہے تھے زہرہ جبینان ماہ پیکر ترانہ عشرت و خرمی گاتی تھیں کہ

نظم

شب عیش و عشرت جو تھی رقص کی … تو زہرہ نے تیاری کی رقص کی
ہوا حکم رقاصہ کو ایک بار … چلی کج اداؤں کی سیدھی قطار
کمر ناز سے کوئی لچکاتی تھی … کوئی اپنی آنکھوں کو مٹکاتی تھی
کوئی ہاتھ سر پر رکھے ناز سے … لیے دل رواں ایسے انداز سے
کوئی بولی تبسم جاؤ سمجھا ذرا … گلوری جو کھائی تو سر پھر گیا
غرض جب کہ پہونچی ہر اک مہ لقا … عجب لطف تھا اور عجب حسن تھا
بجا طبل سارنگیاں چھڑ گئیں … ہوئی ناچ میں صرف ہر نازنین
دیا حکم خورشید نے پھر ایکبار … کہ سرداروں پر سے کر زر نثار
غنی سب کو اک آن میں کر دیا … جواہر سے دامان کو بھر دیا

یہاں تو یہ جلسہ جما ہے لیکن افراسیاب کو جو باہی زمرد رنگ سے نکل کر گئی اپنے مقام پر پہونچکر آگاہ جب شاہ کو ہوش آیا نانی کو سلام کیا اور گویا ہوا کہ آپ مجھے آئین یہاں

کوکب نے سب اسیرون کو رہا کرکے میری فوج کو درہم و برہم کیا ہوگا ماہی یہ کلام سن کر خفا ہوئی اور کہا اسکے وقوف جسدم کہ یہان سے شہر و کو آکر گھیرا تھا تو اسکو نصرت تمام ملا تھا اور سبب لڑنے کا پوچھتا نہ کہ یکایک تو لڑنے لگا آپس مین اپنے ہم مذہبون سے بگاڑ کرنا اچھا نہین اب یہان سے جاکر نامہ کوکب کو تحریر کر اور باعث بگاڑ کا دریافت کرکے حتی الامکان صلح کا پیام دے اور رہا ورنہ دشمنون کو قوت کمال ہوگی افراسیاب یہ کلمات موعظت سنکر اسی جگہ آرام پذیر ہوا کیونکہ نہایت کسلمند تھا جسوقت کہ منشی روزگار نے دائرۂ آفتابی ورق چرخ پر بقلم زرین ترقیم فرمایا اور وصلی کو سیاہی شب کی دھوکر نقاط انجم اور خط کہکشان کو مٹایا کہ مثنوی

فلک سا تھا جو دامن مین شب کے لیے	ذرِ انجم اسنے تھا وہ جیسے
خوش آیند وصلی جو صحرا مین دھوپ	ہوا صاف تارون کا دفتر وہ روپ

شاہ جادوان سوار ہوکر روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین پہونچا اسکو توجہ کر خاک بسر پایا سارا ماجرا قتل شعر بال اور رہائی باغیان سنکر کف افسوس ملے اور بغضب تمام چاہا کہ ابھی جاکر سب کو گرفتار کرون حیرت نے عرض کیا کہ اب کوکب انکا شریک معلوم ہوتا ہے آپ نہ جائیے یہ سب معرکہ جو ہوا کوکب ہی کا فساد تھا آپ اسکو نامہ تحریر فرمائیے شاہ طلسم اسکے منع کرنے سے تھم گیا اور چاہا کہ مکتوب تحریر کرون اسوقت مصور کہ اول سے آیا ہوا تھا مگر تصویر سب حریفون کی کھینچنے مین مصروف تھی چندے سے طلسم باطن مین جاکر [illegible] ہوا تھا یہ حال لڑائی کا سنکر آیا سب اہل لشکر نے مع بادشاہ استقبال کیا اور بارگاہ مین لاکر پہونچایا ساتھ والون کو اپنے اوتارا اسنے سارا ماجرا شرارت کوکب کا جب سنا کہا مین ابھی نامہ خط مین ضرور لکھتا اگر کوکب نہ مانیگا تو اسکی بھی تصویر مین کھینچون گا یہ مشورے باہم ہو رہے تھے کہ صرصر حاضر ہوئی شاہ جادوان اسکو دیکھکر بہت برہم ہوا کہ مالزادی تو قران کو قید کرنے گئی تھی خالی پھر آئی اسنے عرض کیا کہ ہنوز مین متلاشی قران تھی کہ سارے جرم چال چھوٹے اور ہنگامہ سارے طلسم مین برپا ہوگیا کنیز مجبور ہوگئی مگر اب جا کر کسی عیار کو یا سردار کو لاتی ہون یہ عرض کرکے مع عیارہ چھوکریون کے روانہ ہوئی جب کنارہ لشکر مہرخ کے پہونچین سب الگ الگ ہوگئین لیکن صرصر و صبا رفتار صورت فراشون کی بنکر داخل بارگاہ ہوئین اور ایک کونے مین ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگین یہان صبح کو نماز پڑھکر بیٹھ کر کری

اگر بیٹھا ہے دربار جمع ہوتا جاتا ہے کہ یکایک نگاہ عمرو کی دو فراشوں پر پڑی کہ مردنگین وغیرہ
اٹھا رہے ہیں کنول سے شمعیں وغیرہ نکالتے ہیں مگر چال انکی عیاروں کی طرح ہے یہ سمجھ کر بغور
ملاحظہ کیا اور پہچانا کہ عیارہ ہیں براہ استہزا پکار کر کہا اے کنیزو لوٹا بیت الخلا میں رکھ آؤ
کنول مردنگ نچھوڑو یہ صدا سنتے ہی عیارہ سمجھ گئیں کہ ہمیں پہچان لیا جست کرکے سراپچہ
بارگاہ کا پھاند کر بھاگیں عمرو بھی سراپچہ فراکر پیچھے دوڑا اور لشکر کے کنارے وہ پہونچی
تھیں کہ یہ بھی جا پہونچا اسوقت تو دونوں عیاریوں نے نیمچے کھینچے اور لڑنے لگیں عمرو بھی
خنجر کھینچکر مقابل ہوا صرصر نے کمند باری اور صبا رفتار نے نیمچہ مارا عمرو نے اس طرح
گردش کی کہ اسکا نیمچہ خالی گیا اور خنجر سے حلقہ ہاے کمند بھی کٹ گئے اس اثنا میں برق فرنگی
یہاں آکر پہونچا اور اشتاد کو گھرا دیکھکر تلوار کھینچکر آپڑا ایک سے یہ لڑنے لگا اور ایک سے عمرو
مقابلہ کرنے لگا لیکن اور عیاریاں جو علاحدہ علاحدہ ہوگئی تھیں ان میں سے تیز نگاہ نے
دور سے اس لڑائی کو دیکھا دل سے سوچی کہ یہی وقت قابو کا ہے تو چل کہ مہرخ کو پکڑلاے یہ
تجویز کرکے فورًا اپنے تئیں بشکل عمرو تیار کیا اور دوڑتی ہوئی بارگاہ میں گئی مہرخ سے
کہا ذرا ادھر آیئے مجھے کچھ کہنا ہے مہرخ حکم سے عمرو کے گردن تابی کبھی نکرتی تھیں فورًا
تخت سے اٹھکر قریب آئی عیارہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کنارے لشکر کے لائی اور بیضہ بیہوشی
منھ پر لگاکر بیہوش کرکے پشتارہ باندھا لیکر چلی اسی طرف سے ہوکر نکلی جہاں صرصر وعمرو
لڑ رہے تھے دور سے نعرہ زن ہوئی کہ اے صرصر کیوں لڑتی ہو میں مہرخ کو پکڑ لائی صرصر
وصبا رفتار یہ صدا سنکر بھاگیں اور عمرو و برق نے تعاقب کیا مگر تیز نگاہ دور تھی
بعجلت تمام چلی اور عمرو وغیرہ جو لپکے تو صرصر نے پھر کر روکا جب تیز نگاہ کچھ دور
نکل گئی تو دونوں عیارہ پھر بھاگیں اسی طرح رکتی اور بھاگتی ہوئیں قریب دریاے خونریز دن
پہونچیں پکارین جلد ہمیں دریا کے پار پہونچا دو محافظان دریا سے سحر پنجے کمر میں دیکر
تینوں کو پار لے گئے اس وقت عمرو و برق مجبور آب دیدہ ہوکر واپس ہوے
عیاریوں نے مہرخ کو باغ سیب میں پہونچایا اور ایک ساحر کو روانہ کیا کہ شہنشاہ
جادوان کو لشکر حیرت میں جاکر اس حال کی خبر دے اوسنے آکر بادشاہ سے خبر کی
افراسیاب بکمال فرح مع حیرت سوار ہوکر باغ سیب میں آیا اور مہرخ کو قید
میں جگاکر ہوشیار کیا جب آنکھ اسکی کھلی اپنے تئیں سامنے شاہ جادوان کے دیکھا گردن جھکاکر

چپ ہو رہی اور حیرت آئی کہ کیوں چڑھ دو تو مقابل شہنشاہ بادشاہ بنگر بیٹھی تھی دیکھو کیا تیرا حال ہوتا ہے مہرخ نے کہا خدا میرا بچانے والا ہے شاہ طلسم نے حکم دیا کہ بیرون باغ جلاد کو بلاکر اسکو قتل کر دو دریا کے اُس پار نہ لے جائے پھر دحکم طائران باغ اوڑ گئے اور جلاد طلب ہوئے طلسم باطن میں غلغلہ ہوا کہ جو شاہ طلسم سے بغاوت کرے گا اسکا انجام یہی ہوگا آج مہرخ بادشاہ لشکر عمرو قتل ہوتی ہے ساحر جوق جوق آنا شروع ہوئے یہاں تو قتل مہرخ کی تیاری ہو رہی ہے لیکن کیفیت عمرو کی سُنیئے کہ یہ بیتاب و بیقرار ہو کر کنارے سے دریا کے سرکے جو پھرا ادھر طرف اس فکر میں دوڑ رہا تھا کس طرح پار دریا سے سرکے جاؤں اور مہرخ کو چھڑاؤں ہر طرف بہت دوڑ دھوپ کی کچھ بس نہ چلا ناچار مجبور ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور رجوع قلب سے درگاہ رب العزت میں استغاثہ کرنے لگا کہ مثنوی

الٰہی دعا ہو مری مستجاب ۔ مجھے پار دریا کے پہونچا شتاب
زمانے میں مخلوق ہیں تیرے سب ۔ غرض ہر طرح تو ہی سب کا ہے رب
عجب ذات تیری ہے اے بے نیاز ۔ کہیں ہے نیاز اور کہیں جا ہے ناز
جو ماہیت بحر زخار ہے ۔ کسے اوس کا معلوم اسرار ہے
مگر اتنا ظاہر ہوا ہے نشان ۔ کہ اک موج کن میں ہیں دو جہان
اسی موج سے عرش ہے اوج پر ۔ حباب فلک اس سے ہیں جلوہ گر
عجب کیا جو ہو بحر رحمت کا جوش ۔ اسی بحر سے میں بھی ہوں جرعہ نوش

اس دعا کرنے سے خضر قبول مددگار ہوئے اور قلزم آرزو میں باد مراد سے بیڑا پار ہوا یعنی ایک ساحر طلسم باطن میں ہنس جادو نام رہتا ہے اور سسرال اُسکی اس پار دریا کے طلسم ظاہر میں ہے فی الجملہ زوجہ اُس کی اپنے میکے میں آئی تھی اُسنے اپنے بھائی عقاب جادو کو بھیجا تھا کہ میری بی بی کو لے آؤ بھائی اُسکا گیا اور ایک دن رہ کر دعوت کھا کر اپنی پیٹھ پر بھاوج کو سوار کرکے بشکل عقاب اُڑتا ہوا چلا اتفاق سے راہ میں اسکو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسی کوہ پر اُترا کہ جہاں عمرو بیٹھا دعا کر رہا تھا وہ بھاوج کو اُتار کر ایک جگہ بٹھا کر آپ بہت دور کسی کونے میں جاکر احتیاج رفع کرنے لگا عمرو نے دعا کرتے کرتے جو نگاہ کی دیکھا ایک زن حسینہ و جمیلہ کہ زلف دلاویز اُسکی کمند گردن طائر جان عاشقان ہے اور چشم فتان اُسکی گردش دہ بخت بیدلان ہے گھڑی گھڑی پانی پیتے ہے رخسار تابناک سے

حسن جان صبر و قرار پر آتش زن ہی نظم

کیا اُنکو اور تھا کر جو اُسنے خیال	شب تار عشاق تھے سر کے بال
ہو پیدا تھے موتی ہر اک تار مین	کہ جیسے ستارے شب تار مین
نہ تھے سر کے بالون مین لولو عیان	کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
وہ پا پیچ مین لاسے جان جہان	دل روشن عاشقان جہان
عجب اُنکی چتون تھی عالم فریب	دلون کو جو دیتی تھی ہر دم فریب
جسدم پڑ گئی نوز آگین نظر	تو فی الفور بجلی گری جانون پر

ایسی دلہن زہرہ شمائل کو دیکھ کر حیران ہوا کہ الٰہی یہ کہان سے یکایک آ گئی لیکن اُٹھکر اسکے پاس گیا اور کہا اے نازک اندام ذرا میری طرف دیکھو وہ عورت اس صدا سے پھر کر دیکھنے لگی کہ یہ کون آیا عمرو نے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُسکا پیرہن اُتار کر زنبیل مین اُسکو رکھ لیا اور آپ وہی کپڑے اور زیور وغیرہ پہنکر فی الفور اُسی کی ایسی صورت بنکر بیٹھا اسی عرصہ مین عقاب فارغ ضرورت سے ہو کر آیا اور کہا بھابی اُو سوار ہو عمرو نے اسکو دیکھ کر بالشت بھر کا گھونگھٹ نکال لیا اور وہ قلابازی مار کر صورت عقاب کی بنکر سامنے آیا عمرو آہستہ سے اُسپر سوار ہوا اور اسنے پرواز کر کے اپنے تئین قریب دریا کے پہونچایا چاہا اُس پار جاؤن دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور پاٹ دریا کا بڑھنے لگا اُسوقت عقاب نے پکار کر کہا کہ رفو ہنس جادو مصاحب بادشاہ طلسم کو مین سون لینے گیا تھا اور سندیا اترنے کی جو ہنس نے شہنشاہ سے حاصل کی تھی وہ محافظان دریا کو دے گیا تھا آج مجکو راستہ ملنا چاہیے چہیدا دینے سے غرض دریا کا کم ہوا اور اصلی حالت پر پہنچنے لگا یہ اُڑتا ہوا پار دریا کے پہونچا اور دم بھر مین ایک مکان مین آکر اترا عمرو نے دیکھا کہ صحن مکان شستہ و رفتہ ہے سامنے ایوان مین جو کا تختون کا بچھا ہے اُسپر فرش دری چاندنی کا بہت ستھرا اور عمدہ بچھا ہے گاؤ تکیہ لگا ہے دیوار مین تصویرین اور آئینہ نصب ہین طاق برابر برابر بنے ہین اُن مین چاریان اور گلدستے دھرے ہین دوسری سمت کے دالان مین باورچی خانہ ہے اناج کی کوٹھری مین قفل لگا ہے جو کی بھی ہے ظروف ہر قسم کا اُسپر چنا ہے ایک سمت چھینکے مین جو کا دیا ہے ہانڈیان لٹکی ہین اسباب ساحری مہیا ہے چوکی پر گاؤ تکیہ پشت لگا کے ایک ساحر سا لونے رنگ کا بیٹھا ہے جسوقت کہ اُسنے اپنی بی بی کو دیکھا تخت سے اُٹھکر قریب آیا عمرو نے بھی گھونگھٹ

اُٹھا کر مسکرا کر آنکھوں کو پھیرا یا اُسنے آگر گود میں پشت عقاب سے اُٹھا کر تخت پر لیجا کر بٹھایا اور
کہا اے بھائی عقاب تم اپنے گھر جاؤ میں اپنی زوجہ کو گھر بار سپرد کرکے دربار سپرد کرکے دربار
شاہ طلسم میں جانے والا ہوں وہاں مہرخ کے قتل کی تیاری ہو رہی ہے ایک عالم جمع ہے تم
بھی اپنے گھر سے ہو کر آؤ اور تماشا دیکھو عقاب یہ کلام سنکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی اُسنے
زوجہ سے اختلاط کرنا شروع کیا عمرو وہاں سے اُٹھا اُسنے پوچھا کہاں جاتی ہو جواب دیا
کہ کوٹھری میں شراب لینے وہ چھپا ہو رہا عمرو نے کوٹھری میں جا کر دیکھا کہ جملہ اسباب
خانہ داری برتن اور صندوق اور پٹارے وغیرہ رکھے ہیں طاق پر شیشے شراب کے چنے
ہیں یہ دیکھ کر ایک شیشہ شراب کا لے کر دہن میں بیہوشی آمیز کرکے باہر آیا اور جام بھر کے پہلے
ہنس کو دیا وہ بے وسواس پی گیا اور جام اپنی بی بی سے لیٹوں عمرو پہلو سے تڑپ کر نکلا وہ
اُٹھ کر پیچھے چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے جال الیاسی مار کر سارا مکان اسکا لوٹا کوئی چیز
باقی نہ رکھی پھر اسکا پیرہن لے کر آسی کی ایسی شکل بنکر اُسے بھی زنبیل میں رکھ لیا اور آپ
جھولی سحر کی گلے میں ڈال کر وہاں سے جب باہر نکلا دیکھا خلقت گروہ گروہ چلی جاتی ہے
بعض آن میں عشرت کرتے ہیں کہتے جاتے ہیں کہ آج دشمن مارا جاتا ہے اسی یگانہ مہرخ
نے شراکت کرکے عمرو کو تقویت دی آج وہ بیکس و ناچار بندھی بیٹھی ہے یہ تقریر سنکر دوسرا
بولا کہ میاں توبہ توبہ کرو کسی کی مصیبت پہ ہنسا نہ کرو یہ بھی گردش فلک ناہنجار ہے جو عالی
ہمتوں کو دام مصیبت میں پھنساتا ہے اور شاہوں کو تخت عزت سے اتار کر بوریائے
فلاکت پہ بٹھاتا ہے کسی کو دل شاد نہیں رکھتا کوئی گھر آباد نہیں رکھتا نظم

چلا دینے میں یہ وہ بیباک ہے	کہ سارا جہان مشت خاشاک ہے
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو	لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
یہ جس جا پہ آتش فشانی کرے	جو فولاد بھی ہو تو پانی کرے

اسی طرح باتیں کرتے جاتے تھے عمرو بھی انھیں کے ساتھ چلا یہاں تک کہ باغ سیب
پر پہونچا اُس جگہ بڑا مجمع نظر آیا کہ سامنے افراسیاب و حیرت کرسی پہ بیٹھے تھے اور جلاد
با تیغہائے برہنہ سر پہ مہرخ کے کھڑے تھے ساحر ہمسا قہقہے لگاتے تھے مہرخ حسرت و
یاس سمت فلک دیکھتی اور دل سے دعا کر رہی تھی کہ اے خالق بے نیاز اجابت

تو ہی خالق ظلمت و نور ہے	دل اور سے قریں چشم سے دور ہے

تو ہی روشنی بخش خورشید و ماہ	کیا روز و شب کو سفید و سیاہ
ہیں مخلوق تیرے زمین و زمان	خدائے جہان و خداوند جان
کرم سے ترے اے جہان آفرین	رہا قید سے ہوئے یہ دل حزین

یہ دیکھ کر عمرو بھی رونے لگا لیکن قریب شہنشاہ ساحران جاکر عرض کیا کہ میرا جی چاہتا
ہے اس مجرم کو اپنے ہاتھ سے میں قتل کروں شاہ نے کہا جاؤ اور سر کاٹ لاؤ مہشس
تلوار کھینچ کر بڑھا علاؤ الدین کو ہٹا دیا شاہ سے کہا آپ سحر اپنا دفع کر دیجیے میں نے اسکو
خوب مسحور کر لیا اسکو تو یہ گمان مطلق نہ تھا کہ کوئی عیار یہاں آ سکے گا کیونکہ دریا کے پار
کوئی نہیں آسکتا ہے پس بادشاہ نے سحر اپنا دفع کر دیا عمرو قریب جاکر مہرخ کو دھمکانے
لگا کہ بادشاہ طلسم کی اطاعت کر تو جان تیری بچ جائے اس اسیر نے جھلا کر جواب دیا
کہ لاکھ جان میری نام پر عمرو کے فدا ہے تو مجھکو جلد قتل کر عمرو نے کہا تیرے دشمنوں کو
ماروں یہ کہکر جال الیاسی مار کر مہرخ کو کھینچکر زنبیل میں ڈال دیا اور نعرہ کہا کہ منم عمرو
عیار نامدار یہ نعرہ سنکر ساحر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے دو تین حقے ہاتھ سے نفتی داغ کر
مارے کہ دھواں پھیلا اور تاریکی ہو گئی اسی اندھیری میں دو ایک ساحروں کے خنجر مارا کہ
سر انکے جدا ہوئے شور و غوغا انکے مرنے کا بلند ہوا اور زیادہ تاریکی چھائی عمرو گلیم
اوڑھ کر غائب ہوا افراسیاب و حیرت کو ایک عالم محویت اور حیرت تا دیر رہا پھر جو ذرا
حواس درست ہوئے دیکھا دو ایک ساحر مرے پڑے ہیں اور مہرخ کا پتا نہیں ہے یہ
دیکھ کر دنگ ہو گیا اور حیرت نے کہا اے شہنشاہ عمرو بڑا بلا ہے مجکو یہ حیرت ہے کہ
وہ یہاں کس طرح آیا شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک پتلا پیدا ہوا اس سے کہا کہ عمرو
کہاں ہے اسنے جواب دیا کہ اس پار دریا کے طلسم میں پھر اس سے پوچھا کہ سچ بتا کے
کہاں میں جھوٹے پر لعنت کرتا ہوں وہ طلسم میں ہے طلسم میں ہر شاہ نے اسوقت کتاب
سامری منگا کر دیکھی ظاہر ہوا کہ عمرو ورد جیہ مہشس جادو بنکر پشت عقاب پر سوار ہوکر
یہاں آیا ہے مہشس کو بھی اسنے قید کیا اور آپ اس کی صورت بنکر مہرخ کو تم کو چھڑا
لے گیا یہ دیکھکر عقاب کو شاہ نے بلوایا اور کہا اے بے وقوف تو عمرو کو اپنی پیٹھ پر
لادکر یہاں لے آیا اور بھائی کو اپنے قتل کرایا عقاب یہ سنکر رونے لگا اور مہشس کے
گھر کی طرف چلا اور سارا مجمع وہ برطرف ہوا جلاد و محروم ہو کر اپنے گھر چلے اور ساحران طلسم

عبرت کرتے نام عمرو سے خوف کھاتے اپنی جگہ پر گئے بادشاہ طلسم باغ مین جا کر بیٹھا اور حکم دیا کہ طبالان
طلسم ہر سمت ندا کرین یعنے عمرو طلسم مین آیا ہے سب ساکنان یہان کے ہوشیار رہین اور بند و بست
کیا جائے کہ وہ نفری اب دریا کے پار نہ آنے پائے غرض کہ منادی نے ندا کی سب ہوشیار ہو گئے
اور محافظان دریا کے کہلا بھیجا کہ بغیر میرے حکم نامے کے کسی کو پار اترنے نہ دینا یہ بند و بست
کر کے ٹھہرا تھا کہ مصور کا نامہ آیا لکھا تھا کہ سنا گیا ہے عمرو پار دریا کے طلسم باطن مین گیا
ہے فی الجملہ عمرو کی تصویر مین نے بنائی ہے جس طرح کی وہ صورت بنا ہوگا ویسی ہی
صورت یہ تصویر بن جائیگی اسکو پہچان کر گرفتار کر دونگا جب یہ نامہ پڑھا جواب لکھا کہ
ضرور تشریف لائیے اور پھر ایک خفشار دربار سے کہا اب خداوند زادے تشریف لاتے
ہین وہ عمرو کو قید کرا دینگے یہ خبر طلسم مین مشہور ہوئی ہر جگہ لوگ ذکر کرنے لگے عمرو نے
بھی یہ ماجرا سنا گھبرایا کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہے آخر گلیم اوڑھ کے پھر ہنس جادو کے مکان
مین آیا اور فی الفور دوبارہ اسکی جورو کی ایسی صورت بنکر اسباب ظاہری تخت دری
وغیرہ زنبیل سے نکال کر قاعدے سے درست کر کے بیٹھا راوی کہتا ہے کہ ہنس نے جب اپنی
زوجہ کو اسکے میکے بھیجا تھا تو ملازمون کو رخصت دی تھی کہ اس عرصے مین فرصت ہے
تم بھی اپنے گھر ہو آؤ اسوقت غلغلہ جو طلسم مین ہنس جادو کے مارے جانے کا
برپا ہوا تو اصیلیان جو تھین دوڑی آئین بی بی کو اپنی بیٹھے دیکھ کر سلام کیا بلائین لین
کہ واری دشمنون موئیون کے منہ مین خاک پڑے افواہ اڑاتے ہین عمرو نے کہا کیا
کیا کچھ کہو تو انھون نے کہا میان کو کہتے ہین کہ دشمن انکے عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے
یہ سنتے ہی عمرو لگا سر پیٹنے نتھ اتاری چوڑیان توڑین اور رنج انگنائی مین ٹانگین پھیلا کر
واویلا مچانے لگا اسوقت عقاب روتا ہوا آیا اور بھاوج کو غمناک دیکھ کر سوچا کہ شاہ
طلسم نے کہا تھا عمرو تیری بھاوج کی شکل بنکر آیا ہے اب نہین معلوم کہ یہ میری بھاوج ہے
یا عمرو ہے اسی سوچ مین رونا بھی بھولا اور بغور دیکھنے لگا عمرو نے اسکو مشوش دیکھ کر
بفراست دریافت کیا کہ معلوم ہوتا ہے میرے حال سے یہ کچھ مطلع ہو گیا ہے یہ دریافت
کرتے ہی پکارا کہ بھیا ایک پہاڑ پر مجھ کو ٹھہرا کر تم جو گئے تھے وہان ایک شخص آیا اور اسنے
ایک انڈا میرے منہ پر مارا پھر مجھے ہوش نہ رہا بعد کچھ دیر کے اس اکیلے گھر مین اپنے تئین
مین نے پایا اور ایک دبلے پتلے آدمی کو دیکھا کہ اسنے پہلے سارا گھر لوٹا پھر میرا گہنا اتا

اُتار ہی چکا تھا مجھکو خنجر سے ہلاک کرنے قریب آیا جان تو پیاری ہوتی ہی مین نے غل مچائی
وہ بھاگ گیا اب سنتی ہون کہ وہ عیار تھا اور اُسنے میرے وارشا کو مار ڈالا ہی کیون یہ بات
سچ ہی کہ بھائی تمھارے مارے گئے عقاب نے جو یہ تقریر سنی سمجھا کہ عمرو جب میرے بھائی کو
قتل کر چکا ہوگا تو گھر لوٹ کر اُسکو بھی زنبیل سے نکال کر مارتا ہوگا کیونکہ عمرو پہلے بھی اِس باغ
آیا تھا اور شہرون کو لوٹا تھا تو ساحر زنبیل سے واقف ہین غرض کہ عقاب کو جب یقین ہوا
کہ یہ میری بھاوج ہی پاس بیٹھکر ہاے ہاے کرکے پیٹنے لگا پھر تو عمرو نے اُٹھکر دو تین ٹکرین
دیوار سے لگائین کہ سر پھٹ گیا خون بہنے لگا اور بین کرنا شروع کیے کہ ہے ہے میرے ناز
اُٹھانے والے تو کدھر چل بسا ہے ہے میرا بادشاہی تخت لٹ گیا لو میرا وارث مجھسے روٹھ گیا نظم

طماچون سے نیلے کیے اُسنے گال | کیا اُسنے ماتم مین سینہ کو لال
کہان تک ارے لوگو مین دکھ بھرون | جیے میرا خاوند اور مین مرون
ارے لوگو قسمت میری سو گئی | یہ کہتے ہی سر پیٹا غش ہو گئی
ہوئی بعد اِسکے جب ہوشیار | بھرے اشک آنکھون مین دل بیقرار
سخن تھا زبان پر یہ ہر دم کہ ہاے | کدھر رانڈ یہ ڈھونڈھنے تجکو جاے
مرا ماہ پیکر کہان ہے بتا دے | اُسے میری چھاتی سے لاکر لگا دے

اسی نوحہ و شیون مین سر پیٹتا باہر نکل کر چلا عقاب ہان ہان کرتا پیچھے دوڑا کہ بھابھی
کہان جاتی ہو اُسنے ایک آنکی نہ سنی اُسنے ہاتھ جوڑے منتین کین مگر نہ مانا اور سر سے لہو بہتا
جاکر گریبان سینہ زن سر برہنہ کیے سیدھی باغ سیب کی طرف چلی عقاب اُس وقت تو
آنگیہ بڑھ گیا اور خدمت شاہ جادوان مین آکر عرض پیرا ہوا کہ عمرو پہلے تو میری بھاوج بنکر
بھائی کے پاس آیا جب اُنکو مار چکا اور گھر لوٹ چکا تو میری بھاوج کو زنبیل سے نکال کر قتل
کرنے کا ارادہ کیا اُسنے غل مچائی اسوجہ سے چھوڑ کر بھاگا اور صورت میرے بھائی کی بنکر آیا
عمرو کو چھوڑا ہے گیا فی الجملہ بھابھی مرے جب سے رہا ہوکر حال اپنے شوہر کا سنا ہی سر پھوڑا ہی
قریب ہلاکت اپنے تئین پہونچایا ہی اب آپ آتی ہین شاہ طلسم کتاب سے اول دریافت ہی
کر چکا تھا کہ عمرو پہلے زوجہ مہتنس بنا تھا پھر اُسکی شکل بنکر یہان آیا تھا اِس وجہ سے مین
دوبارہ کتاب نہ دیکھی عقاب کے قول کو صحیح سمجھا اِس اثنا مین باغ کے در پر صدا اسکے نالہ
زاری کی پیدا ہوئی اور زوجہ مہتنس سامنے بادشاہ کے آئی پانون پر گر پڑی شاہ نے سر اُسکا

اُٹھا کر دیکھا ہچکی لگی ہو لہو بہہ رہا ہے بال کھلے ہیں اس حال زار کو دیکھ کر آپ بھی آب دیدہ ہوا اور
کہا خداوند سے چارہ نہیں ہے اے نیک بخت ہنس جادو تو نہیں ہے اور باقی سب چیز تیرے
واسطے موجود ہے درماہہ تیرے خاوند کا تجھ کو ملے گا جا اپنے گھر میں چین سے رہ اور صبر کر
یہ کلمات تشفی آمیز سنکر وہ سوگوار عرض کنان ہوئی کہ میرے پاس اب ہے کیا گھر سارا عمرو لوٹ
لے گیا اب اکیلے مکان میں اگر رہوں زمانہ کہے گا کہ یہ جوان جہان ہے دیوار کے پاس رہتی
ہے گی اے شاہ میں بدنام ہو جاؤں گی مجھے میرے ماں باپ پاس پہونچا دیجیے آپکی مہربانی
اگر ہو گی اور وہاں تنخواہ ملے گی کھاؤں گی اور آپ کو دعا دوں گی اور اگر نہ دیجیے گا
تو میں چرخا پونی کر کے اوقات بسر کروں گی یہ کہکر خوب روئی حیرت بھی رونے لگی اور
گویا ہوئی کہ اے شہنشاہ یہاں جو یہ رہے گی تو ہر وقت شوہر اسکو یاد آئے گا کہ ہائے یہاں وہ
بیٹھتا تھا اس جگہ سوتا تھا اس یاد میں دن رات رو رو کر مر جائیگی لازم ہے کہ اسکو والدین کے
یہاں اسکے بھجوا دیجیے شاہ طلسم نے اسکے کہنے سے دو تین ساحر خدمتگار اپنے ساتھ کیے کہ بحفاظت
تمام اسکو میکے میں پہونچا آؤ اور ایک طاوس سحر سے بنا کر سوار کر کے کچھ روپیہ دیکر روانہ کیا جب
دریاے سحر کے کنارے پہونچے شاہ طلسم کی خاص اردلی کے خدمتگار تمغے باندھے ساتھ تھے
انکو کون روکتا پاسبانان دریا نے راستہ دیا اور طاوس اُڑتا ہوا پار دریا کے اسی کوہ کے
قریب پہونچا کہ جہاں سے عمرو عورت بنکر پشت عقاب پر سوار ہوا تھا وہاں پہونچکر اُن
ساحران ہمراہی سے کہا کہ اسی جگہ مجکو اُس عیار نے بیہوش کیا تھا تم ذرا مجھے اتارو تو میں
اپنے خاوند کو رو لوں کہ وہ گھڑی کم بخت کون سی تھی جو میں یہاں پہونچی تھی اور میں
بھوکی بھی ہوں کئی دن سے کچھ کھایا نہیں اس جگہ ٹھہر کر کھاؤں گی یہ التماس سنکر ساحروں
نے طاوس اوتارا پہلے تو عمرو ہائے ہائے کر کے خوب رویا پھر کچھ میوہ اپنے پاس سے نکالا
اور اُن ساحروں کو دیا کہ تم بھی کھاؤ اور آپ بھی ایک آدھ دانہ کھایا لیکن وہ میوہ کھا کر
بیہوش ہو گئے عمرو نے سب کے تمغے اور لباس اور جو کچھ اُنکے پاس تھا لیکر ایک رقعہ لکھکر
اُنکی داڑھی کے بالوں میں باندھ دیا مضمون رقعہ یہ تھا کہ اے خیرہ سر افراسیاب جانم کشندہ
ساحران عالم دیکھا تو نے کہ اسی ایک عیاری سے جس صورت کہ وہاں گیا تھا اُسی طرح
بفضلہ تعالیٰ چلا آیا اسی طرح ایک روز تجکو بھی آکر مار ڈالوں گا ورنہ میری اطاعت میں
حاضر ہو اور اسلام اختیار کر یہ رقعہ باندھ کر کوہ سے اُتر کر اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکر میں جب

برق عیار نے آکر کہا ہے کہ عیار بچی صرصر کو پار دریا سے سحر کے لے گئی یہ سنتے ہی بہار زو
نا فرمان بچھاڑین کھانے لگین یقین ہوگیا کہ صرصر زندہ نہ بچے گی آخر مایوس ہوکر بہرا ایک
دعا میں مصروف ہوئیں اور پڑھتا بار بار یہ درگاہ کریم کارساز میں کہتی تھیں کہ بیت

تو وہ کریم ہے کہ ناشاد کو جو شاد کرے	مراد مند کو ہر طرح بامراد کرے

خداوندا ہمارے سر پرست تھا اور بادشاہ لشکر کو اس موذی کے ہاتھ سے رہائی دے یہ دعا
وردِ زبان تھی اور گریہ اہل لشکر رہے تھے کہ عمرو آکر پہونچا اور سب لوگوں میں وسکے
صرصر کو زنبیل سے نکالا اس کی جو آنکھ کھلی اپنی بارگاہ میں اپنے تئین پایا سجدہ شکر بدرگاہ
حقیقی ادا فرمایا اور حمام کرکے خلعت شاہانہ پہنکر تخت پر جلوس کیا شور تہنیت بلند ہوا سردار
تمام مسرور ہوئے اور عمرو کی عیاری کا حال سنکر سب کو نہایت تعجب ہوا الحاصل صحبت
ہوش ربا ہوئی بادہ خواری ہونے لگی نغمہ مسرت آغاز ہوا یہ تو سب مصروف عیش و نشاط
ہیں لیکن کچھ عرصے میں پہاڑ پر ساحر ہوشیار ہوئے اور اپنے تئین برہنہ دیکھ کر نالان و
گریان بچھڑ کر پاس افراسیاب کے گئے اُسنے رقعہ وارثی سے کھول کر پڑھا اور زار زار رونے
لگا کہا اسے حیرت تھا وہ زندہ بیٹھی جادو نہ تھی عمرو تھا کہ دھوکا دے کر یہاں لایا تھا یہ
سنتے ہی خدمتگاروں نے آپس میں کہا کہ بھائی ہمارے نصیبا اچھے تھے جو اس عیار
نے ہمیں ہلاک نہ کیا اور اپنے اوپر سے سب نے صدقے اتارے لیکن شہنشاہ ساحران
نے نامہ بنام مصور لکھا مضمون یہ تھا کہ ای قدوہ ساحران و ای زبدہ سامری پرستان
حضور نے یہان کی تشریف فرما ہونے کا وعدہ فرمایا تھا کہ عمرو کو گرفتار کرونگا فی الحال
وہ مکار یہاں سے طلسم ظاہر میں چلا گیا آپ اُسکو قید کیجیے یہ لکھکر بھیجنے کے ہاتھ روانہ
کیا جب نامہ مصور کو پہونچا وہ عازم روانگی کا تھا ٹھہر گیا اور صورت نگار اپنی زوجہ
سے کہا مین عمرو کو اب گرفتار کرتا ہون مین نے تصویر اس کی کھینچی جس حال مین وہ ہوگا
مین شناخت کرلونگا یہ تقریر اُسنے تو اپنی زوجہ سے بیان کی لیکن برق فرنگی عیار بصورت
مبدل بہر خبرگیری آیا تھا اُسنے بھی سارا ماجرا سنا اور جاکر عمرو سے سب کیفیت بیان کی
عمرو نے کہا بیٹا کسی صورت سے میری تصویر مصور پاس سے لانا چاہیے برق فرنگی
نے عرض کیا جاتا ہون اگر بن پڑتا ہے تو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عمرو بھی بارگاہ
امیر کی صحرا میں گیا اور صورت نگار ساحر کی بنگلہ مخفی ہوا لیکن شاہ طلسم نے بہ تقریر نامہ عیار کیون

کو بلا کر کہا کہ تمہاری جانبازی میں کسی طرح کا شک نہیں مگر لازم ہے کہ لشکر حیرت میں جاکر مصور
کی حفاظت کرو اور جب وہ عمرو کو گرفتار کر لیں تو یہاں سے آؤ عیاریاں حسب الحکم پاس مصور
کے آئیں مگر شاہ سے اسکو اطلاع کی اسنے اپنی بارگاہ کے چار سمت چار خیمے استادہ کرا کر عیاریوں
کو فرد کش کیا کہ یہاں رہ کر تم میرے حال کی نگران رہو اور بہت سے ساحروں کا پہرا مقرر کیا کہ
اجنبی کو آنے نہ دینا اور چند کنیزیں اپنی خدمت کو پاس رکھ لیں باقی سب ملازموں کو باہر
رہنے کا حکم دیا جب یہ سب انتظام کر چکا تصویر عمرو کی صندوق سے نکال کر اپنے گلے میں
پہن لی کہ ہر وقت پیش نگاہ رہے تاکہ میں دھوکا نہ کھاؤں غرض ہر طرح اطمینان کر لیا کہ
برق جو عیاری کرنے چلا تھا بصورت ساحر اسکے لشکر میں آیا دیکھا بڑا انتظام ہے کوئی
بارگاہ میں جانے نہیں پاتا ہے یہ دیکھ کر کنارے ٹھہر رہا اسی اثنا میں ساقی ازل نے مینا
زرنگاری سے آفتاب کو ساغر مغرب میں بھرا اور مجلس بادہ خواروں کی طرح میخانہ سپہر میں
کواکب محفل آرا ہوئے نظم

وہ رات اس طرح کی طرحدار تھی ۔ کہ اس سے خجل زلف دلدار تھی
چراغاں سے روشن وہ لشکر ہوا ۔ کہ جیسے ستاروں کی پھیلے ضیا
ضیا سے چراغوں کے انجم سیاہ ۔ تجلی قمقموں سے تھی قندیل ماہ

رات کو طشت صاف کرنے کے لیے مہترانی مہ پارہ ٹوکرا کمر پر رکھے ہاتھوں میں کڑیاں اور
پاؤں میں ہلکی سونے کی پیجے کان میں پات بالیاں اور رنگ آراستہ کیے بصد ناز و انداز آنکھ
ہر ایک سے لڑاتی اپنی آن بان دکھاتی جاتی تھی برق نے جو اسکو دیکھا سوچا کہ اندر بارگاہ
کے جاوے گی اسکو لینا چاہیے یہ سوچ کر قریب اسکے گیا اور یہ شعر پڑھا کہ بیت دل میں تھی
زہرہ جبینوں سے صفائی منظور ۔ میری قسمت کا ستارہ ہوا آخر پیدا ۔ جھاڑو کا نام
سنکر مہترانی نے پھر کر دیکھا اور مسکرائی برق نے کچھ اشرفیاں دکھلائیں اور منت سے کہا
واسطہ سامری کا ایک بات میری سنتی جا مہترانی لالچ میں آکر اسکے پاس آئی اور کہا
میاں تم چلے وہ جو درخت سامنے لگا ہے اور اس جگہ گوشہ تنہائی ہے کوئی آتا جاتا نہیں
ہے وہاں جاکر ٹھہرو میں آتی ہوں یہاں بات کرنے میں بدنامی ہے برادری میں نکو بنوں گی
سے اٹھ جاؤں گی حقہ پانی بند ہو جاوے گا برق نے کہا ہم تیرے عرض رو برو کریں گے
مہترانی بولی کہ کیا ضرورت ہے جو بات کہنی ہو جاسکے اسکو مشکل کیوں سمجھے یہ سنکر برق

اول تنہائی مین گیا پیچھے مہترانی بھی ٹالا بالا دے کر کترا کر وہین آئی اسنے اُسکو اشرفیان دین
اور رخسار پر محبت سے ہاتھ پھیرا مہترانی بولی کہ مین بات سننے آئی ہون یہ کٹھے بازی مجھے
اچھی نہین لگتی یہ کہہ کر جھاڑو لی تبالی اور اُٹھ کر چلی برق نے ہاتھ بیہوشی کا بھرا ہوا تو منھ
پر پھیرا ہی تھا دو قدم آگے بڑھی تھی کہ بیہوش ہو کر گری اسنے زیور اور پیراہن اُسکا اتار کر
آئینہ سامنے رکھ کر فلیتہ عیاری جلا کر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی بلکہ اور زیادہ اپنے
حسن کی بناوٹ کی مانگ سر پر نکالی گلے مین چمپا کلی پہنی ڈوپٹے کی گاتی اسطرح باندھی
کہ چھاتی کے اُبھار پر سب کی نگاہ پڑے رخسار ٹوکرا اُٹھانے کے بوجھ سے ایسے تمتما کر سرخ
ہو گئے تھے کہ فی الحقیقت گلاب کو شرماتے تھے کہ نظم

وہ رخسار سرخ اُسکے تھے بے مثال — کہ گل زرد ہو اُنسے مل کر کمال
وہ لب اُسکے دونون تھے قند و شکر — چہلتے تھے باتون مین با یک دگر
نزاکت کو موسے میان باندھ لائے — دہن ڈھونڈھیے تو خود عدم کھو جائے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر — مگر دو حباب اُس مین تھے جلوہ گر
جو قد دیکھے محشر اسے آئے یاد — قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

اس صورت زیبا سے تیار ہو کر بارگاہ کی سمت چلا جسنے نگاہ کی فریفتہ ہو گیا سپاہی شعر
عشق انگیز پڑھنے لگے دربان آوازے کستے تھے ایک بولا بی مہترانی جو کچھ گرا پڑا ہو یہان سے
بھی اُٹھا لو دوسرے نے کہا کیون تمھاری جو کی کون صاف کرتا ہے مہترانی نے مسکرا کر
کہا کچھ شامت آئی ہے مجھکو دل لگی باز بنایا ہے دیکھو حضور سے آج کہون گی یہ کہتی ہوئی اندر
بارگاہ کے گئی اور جہان ملازم اور کنیزان ماہرو کا مجمع دیکھا ٹوکرا جو کی خانہ مین رکھ کر آئی
کہ سامری سلامت رکھے ذرا سی تمباکو کھلا دیجیے ایک کنیز نے پان لگا کر دیا دوپٹے سے پکڑ لیا
جھک کر سلام کیا ایک خواص بولی کہ میری بہو کچھ گا مہترانی نے ایک غزل گائی اس مین
ایک خواص کو احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسنے کہا تو بیٹھی مردار اٹھلاتی ہے میرا مارے پیشاب
کے برا حال ہے جلد جا کر کمانے ٹوکرا ہٹا سے تو مین جاؤن مہترانی نے کہا بی بی خفا نہو چلو
چلتی ہون یہ کہہ کر اُٹھی پیچھے پیچھے خواص آفتابہ لیے آئی مہترانی نے ٹوکرا ہٹا دیا اور کہا آؤ
وہ اندر جیسے ہی آئی اسنے حباب بیہوشی مارا کہ اُسکی آواز بھی نہ نکلی بیہوش ہو گئی برق نے
فوراً پیراہن اُسکا اتارا اور اُسکو خوب بیہوش کر کے آپ اُسکی ایسی صورت وہین بیٹھ کر بنا

اور ایک قنات کی آڑ مین اُسکو لٹا کر اور اپنے ٹوکرے کو رکھ کر وہان سے آیا اور جہان سے وہ لینے
اُٹھ گئی تھی اُسی بستر پر آ کر بیٹھا لوگ سمجھے کہ مہترانی چلی گئی ہوگی اس اثنا مین دوسرے درجے
مین پلنگڑی جواہر کار آراستہ تھی اور بیچ مین پردہ پڑا تھا ادھر کنیزین تھین اُس طرف
مصور لیٹا تھا ایک کنیز کو انھین مین سے بلا لیا تھا اُس سے اختلاط کر رہا تھا برق نے
ہزار تدبیر کی کہ مین مصور پاس جاؤن موقع نہ ملا لیکن حال سُننے کو اسی بارگاہ کے متصل
بارگاہ صورت نگار کی بپا ہے وہ اُسوقت شوہر پاس آئی اور کنول بردار نیون و
خواصون کو در بارگاہ پر چھوڑ کر اکیلی پردہ اُٹھا کر مصور پاس گئی وہ کنیز کے اُس وقت
بوسے لے رہا تھا اور کنیز بھی گردن مین ہاتھ ڈالے تھی اس کیفیت کو صورت نگار نے
دیکھ کر پیچھے ہٹی اور مصور گھبرا کر اُٹھ بیٹھا کنیز بالون کو سمیٹتی دوپٹا اوڑھتی پلنگ سے اُٹھی کہتی
تھی کہ میان تم تو ناحق مجھے بدنام کرتے ہو مین راضی نہ ہوتی تھی نگوڑا مارا زبردستی مجھ کو لی
پٹا اور کھسوٹی کرے تو کیا کرون لیکن مصور نے زوجہ سے اپنی کہا کہ اے ملکہ آپ پلٹ کے
کیون رہین آئیے آئیے صورت نگار نے کہا کیا کرون آکے تم مرے اور ڈالو مجھے ملا کر کیا
کر دوگے کم بخت جو مین جانتی کہ یہان یہ کرشمہ ہو رہا ہے تو کاہے کو آتی ہیا تیرے سر پے مین کھٹیا
توالتی اور کنیز سے بولی کہ رہ تو دھا مجھے کیا باتین بناتی ہے دھگڑے پاس سے اُٹھی ہے اب کیا چونچلا
ہے تم گھر والی نہین ای ہر منڈا گدھے پر سوار نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا لو سوت پرائی لپٹی تو
پڑین تمھین پھر راضی نہین تھین یہ کہہ کر جوتی اوتار کر دو ٹھوکی لونڈی بڑبڑاتی ہوئی بھاگی
کہ جیسے انکے میان مین لعل لگے تھے جو کسی نے توڑ لیے اُسوقت مصور نے اُٹھ کر بی بی کا ہاتھ
پکڑ لیا کہ صاحب سنو تو سنو تو غصہ جانے دو اُسکی کیا خطا ہے مین نے پاؤن دابنے بلایا
تھا لو آؤ ٹھوپو کہہ کر بہت ستھایا صورت نگار بیٹھی تو مگر رنجیدہ کچھ رکی ہوئی ہر چند مصور
نے گڑگڑایا مگر بات نہ کی اُٹھ کر اپنی بارگاہ کو چلی برق سارا ماجرا کنیز بنا ہوا دیکھ رہا تھا
اُسکے ساتھ ہو لیا جب یہ اپنی بارگاہ مین آئی وہان کا سارا غصہ لونڈیون پر اپنے اُتارا کسی کو
گالیان دین کسی کو جوتیان لگائین کسی پر کوڑا پھٹکارا ناحق ناچق خفا ہو لی کسی سے کہا
حرامزادی چیون کیسا بھرا ہے کہ سنگتا نہین کسی سے کہا مین نے تجھے پکارا تھا جواب تو نے
کیون نہ دیا غرضکہ خوب بک جھک کر برق جو کنیز بنا ہوا آیا تھا اُسکی طرف متوجہ ہوئی کہ بی
دل لگن تم میان کے کیون چھوڑ آئین اُسنے کہا بی بی تم تو پاس ہی بیٹھی دیکھ آئین مجھ سے

اس لونڈی کا حال سنیے کہ کیا کیا اسکے ناز میاں اٹھاتے ہیں یہ بات مطلسا کی جو اسنے سنی سبب
کنیزوں کے خفا ہوتی ہی آنکو ہٹا دیا اور اکیلی برق کو لیکر بیٹھی باتیں پوچھنے لگی اسنے کہا بی بی
دن رات تاکوں میں تاکیں ڈالے پڑی رہتی ہو میاں جب پینے بیٹھتے ہیں سامنے اسی کو لیے بیٹھے
رہتے ہیں اور باتیں کرتے کرتے جماہی لی اور یہ کہا کہ حضور میں پھر حاضر ہوں گی صورت نگار
نے کہا اری تم بھی اسنے کہا عرض نہیں کر سکتی مجھے شراب پینے کی عادت ہے صورت نگار نے
کہا شراب کی اسکو ہوا ہے کہ تو بھی پی اور مجھے بھی پلا برق نے جام شراب بیہوشی ملا کر
اسکو دیا کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہو گئی تنہائی تو تھی ہی اسنے پھر میں اسکا سر کاٹا اور اسکو
بیہوش کر کے صورت اسی کی اپنی بنکر اور اسکو اسی جگہ کی ایک دری میں لپیٹ کر
بارگاہ کے ایک گوشے میں کھڑا کر دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ رہا یہ تو ہیں منہ کر لیا لیکن صورت
نگار [illegible] آنے اپنی [illegible] پہلے تو کچھ کنیز کی خاطر داری اور دلجوئی کی پھر وہاں
سے بی بی پاس آیا اور پلنگ پر بیٹھ کر اور شانہ پکڑ کر ہلایا کہ ادھر او منہ سے بولیے
قصور معاف کر دو جھوٹی نے کروٹ لے کر اسکی صورت دیکھ کر منہ چھپا لیا اور کہا جاؤ جاؤ
تم اپنی لونڈی سے خوش رہو اسی سے قصور معاف کراؤ مجھ سے کیا سروکار ہے صورت نگار
باتیں [illegible] کہنے لگا یا تم کہاں کی کہ اب اس کنیز کو کیا ہے اپنی ماں بہن کے [illegible]
کے دن کا اس وقت برق نے سینے سے منہ [illegible] بات کی اور [illegible] بی بی پاس لیٹا اور
اختلاط کرنے لگا اس عرصہ میں تصویر عمرو کی [illegible] آسنے اسکا حاضری سمجھا
[illegible] سامری کی بنا ہوا ایک درہ کوہ میں بیٹھا ہے [illegible] کہا تم تمہاری
[illegible] گرفتاری کا کچھ خیال نہیں رہا [illegible] درہ کوہ میں اسوقت بیٹھا ہے چلو گرفتار
کریں اور پاس شہنشاہ کے بھیجو اطمینان حاصل کریں صورت نگار نقلی نے کہا اچھا
چلو مگر بہت سا [illegible] اکیلے چلو تاکہ وہ بھاگ نہ جاوے صورت نگار نے کہا اچھا اور بی بی کا ہاتھ
پکڑ کر روانہ ہوا جب قریب اس درہ کوہ کے پہنچا زوجہ مصنوعی نے کہا تم ٹھہرو میں درہ کوہ میں
جاکر گرفتار کیے لاتی ہوں یہ کہہ کر جھپٹ کر درہ کوہ میں گیا وہاں عمرو بیٹھا تھا اس سے
کہا بھاگ جاؤ صورت نگار تمہیں پکڑنے آیا ہے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور صورت نگار نقلی
نے ایک چیخ ماری کہ اسکے دوڑو یہاں بلا بیٹھی ہے صورت نگار دوڑ کر درہ کوہ میں آیا دیکھا نہ
عمرو ہے نہ کوئی ہے زوجہ میری دہشت سے کانپ رہی ہے اسنے کہا بات کیا ہے وقت تھا اس لیے

مین منع کرتا تھا کہ اکیلی ورسے مین نجاو آخر ڈر گئین یہ کہکر گلے سے لگا یا اور کہا اب چلو
صبح کو عمرو کو پکڑینگے یہ باتین کرکے اُسکو گود مین اُٹھا کر اپنی خوابگاہ مین لایا اور پلنگ پر پیار
کرنے لگا زوجہ مشہود عیار نے اپنے پاس سے عطر بیہوشی نکال کر اُنگیا مین ملا خوشبو سے اُسکی
مصور چھینک مار کر بیہوش ہو گیا برق نے تصویر عمرو کی گلے سے اُتار لی اور چاہا کہ اُسکا
بھی کشتارہ باندھکر لے چلون لیکن کیفیت یہ تھی کہ عیار نگہبان چار دن کونون پر بارگاہ کے
اپنے اپنے خیمے سے جب زیادہ رات گئی تو نکل کر پہرا دینے لگے مین تھا ایک اُنمین نے چھینک
کی آواز سنی صرصر نے جسکا رشتا رہے کہا یہ تو چھینک ایسی ہے جیسے کسی نے کسی کو بیہوشی
دی اُسنے کہا اوری سچ کہتی ہے چلو دیکھیں بارگاہ مین کیا ہو رہا ہے یہ کہکر اندر بارگاہ کے
آئین اُنکے آنے سے برق سراپچہ بارگاہ چاک کرکے نعرہ مارکے کہ منم برق فرنگی بھاگ گیا
صرصر بھی سراپچہ پھاند کر پیچھے روانہ ہوئی لیکن برق دامن کوہ مین آکر ٹھہرا اور صرصر
چیلی بھی کہ اگر وہ عیار دل مین جا رہے گا تو برابر کا مقابلہ ہوگا ٹھہرنا آئیگا لاؤ ہم کوئی
تدبیر کرین جس سے وہ دھوکا کھائے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور
آنگن ٹہر کر زنبیل عیاری بجائی برق دامنہ کوہ مین متلاشی عمرو کھڑا ہی تھا زنبیل کی
صدا سنکر مقام بلند پر چڑھ نگران ہوا از بسکہ شب ماہ تھی اور چاندنی چٹکی تھی اُسنے دور سے
دیکھا کہ اُستاد کھڑے ہین دوڑ کر قریب آیا کیونکہ ایک بار مصور کے ساتھ آیا تھا تو دیکھا
کہ وہ مین اُستاد سے ملاقات ہو چکی تھی سمجھا کہ اوستاد اسی جگہ ملے تھے یہ وہی کھڑے ہین
غرضکہ پاس آکر عرض پیرا ہوا کہ اُستاد مصور تو بچ گیا لیکن مین تصویر آپکی اُسکے پاس سے
لایا ہون صرصر نے آواز بنا کر کہا کہ بیٹا بڑا کام کیا شاباش مرحبا لاؤ تصویر مجھے دو برق
نے وہ تصویر نکال کر حوالے کی صرصر تصویر لیکر جست کرکے بھاگی اور نعرہ زن ہوئی کہ
منم صرصر نعرہ سنکر برق دوڑا لیکن وہ بھاگ کر بارگاہ مصور مین آئی اور اُسکو
ہوشیار کرکے سب حال بیان کیا کہ آپ ایسے غافل ہوگئے عیار کو بغل مین لیکر سوئے وہ
تصویر اُتار لے گیا مین اُس سے چھین لائی ورنہ آپکی ساری محنت برباد گئی تھی یہ کہکر
تصویر حوالے کی وہ تصویر ملنے سے بہت خوش ہوا مگر اپنی زوجہ کو سب جگہ تلاش کیا
کہین پتا نہ ملا نہایت پریشان ہوا آخر دل سے تجویز کیا کہ عیار اُسکو پکڑ لے گیا ہے یہ سوچکر
مرور سحر پرواز کرکے صحرا مین جاکر ہر ایک جھاڑی جھنڈی وغیرہ مین تلاش کی کہین سراغ

نپایا آخرکار وہ رات اسکو ڈھونڈھنے مین بسر ہوئی یہان تک کہ مصور قدرت نے
صورت زیبائی کے ساتھ شاہد آفتاب کی نگار خانہ افلاک مین جلوہ طرازی فرمائی اور بزور مشک
فام شب سے نقش و نگار انجم درخشان کو مٹا کر سطح سپہر کو مصفا فرمایا ابیات

اٹھا لے غرض صدمہ ہائے کثیر ۔۔۔ کیا شب کو مر مر کے اُسنے اخیر
ہوا طائر دل جب اُسکا کباب ۔۔۔ تو پیدا ہوا بیضۂ آفتاب

صبح کو نالان و گریان پرواز کرکے دریائے سحر سے اوتر کر باغ سیب مین گیا اور شاہ طلسم
آرام مین تھا اسکو بیدار کرکے فریاد کنان ہوا کہ تیرے لڑائی جھگڑے سے یہ نوبت
پہونچی کہ مہو کو سامری کی عیار پکڑ لے گئے شاہ طلسم سوکر اٹھا تھا بدمزاج ہو رہا تھا
لیکن اسکی عظمت بہت کرتا ہے اسکے خفا ہونے سے خاموش ہو رہا اور خوابگاہ سے
اٹھکر پھر جہانبانی پر آکر چھپا ساحران نامی حاضر دربار ہوکر حسب مراتب متمکن ہوئے
اُسوقت کہ جب مزاج شگفتہ ہوا مصور کے بے قرار ہونے پر ہنسا اور کہا جناب عیارون
کے ہاتھ سے ابھی کیا مصیبت اور دکھ اٹھایا ہے میرے کلیجے کو دیکھیے کہ ہزارہا بندگان سامری
کو عیارون نے مارا مگر مین نے اُف نہ کی زوجہ آپ کی بغیر فتح ہوئے طلسم کے ہلاک ہو نہین سکتی پھر
گھبرایئے نہین چھوٹ آئینگی یہ کہکر چاہا کہ کتاب سامری مین حال اُنکی زوجہ کا دریافت کرے
لیکن چونکہ یہ بات ظاہر تھی کچھ راز پوشیدہ اور عقدہ سربستہ نہ تھا مصور خود دیکھ رہا تھا
کہ صورت میری بی بی کی بنکر برق عیار آیا تھا وہی اسکو پکڑ لے گیا پس اس کھلی ہوئی
بات کا کتاب مین دیکھنا کیا ضرور تھا کیونکہ کتاب تو اس لیے ہے کہ جو امر کسی طرح سمجھ مین
نہ آئے وہ اُس سے دریافت کرے حاصل یہ کہ حسب بیان مصور اسنے سحر پڑھکر دستک
دی کہ یکایک ایک برق چمکی اور پنجہ سحر پیدا ہوا کہ اسکو حکم دیا کہ جہان برق عیار ہو وہان
سے جاکر اٹھا لا پنجہ جیسا کہ پیدا ہوا تھا اودھر برق نے جب مہ صرصر کو نیا یا رنجیدہ کیکر لشکر مین آکر
یہان عمرو سے ملاقات ہوئی ساری کیفیت بیان کی اس اثنا مین گریبان سحر چاک ہوا اور
مہرخ اورنگ آرائے سلطنت ہوئی عمرو اور برق بھی بارگاہ مین آئے اُس وقت پنجہ
فرستادہ شاہ طلسم بجلی کی طرح چمک کر گرا عمرو نے تو گھبرا کر گلیم اوڑھ لی لیکن پنجہ برق کو
اٹھا کر چلا اسپر ساحرون نے ہزارون نارنج ترنج وغیرہ حربے سحر کے کیے لیکن کچھ تاثیر نہوئی
طائر پنجۂ ساحر خبر کو روانہ ہوئے اور پنجہ اسکو لیے ہوئے سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا برق

نے ہوشیار ہوکر دربار شاہ جادوان مین اپنے تئین پایا اور عجب طرح کی بہار کا باغ طلسمی دیکھا کہ عقل دنگ سا ہو گئی گو کہ اس باغ کی کیفیت اور بہار کی آرایش پیشتر لکھی گئی ہے اس لیے مکرر اور سہ کرر اعادہ نہین کیا گیا لیکن یہ دار الامارت شاہ طلسم ہے ہر وقت مین نئی بہار اور صورت سحر کاری سے دمبدم دوسری اس مین ظاہر ہوتی ہے القصہ اُسوقت برق نے دیکھا کہ ہزار در ہزار بلبلین شاخہاے سحر بار دار پر شور کر رہی ہین کہ برق عیار آیا ہے اور زمین و آسمان یہان کا نئے رنگ کا ہے کہ نظم

عجب طرح کا باغ پر خوف تھا — کہ خود خوف دامن مین اُسکی چھپا
نظر آئی پر خوف ہر ایک شے — فلک کو جو دیکھا تو پیتل کا ہے
نظر بھر کے دیکھے کہان اتنی تاب — کہ صاف آہنین لوہے کا تھا آفتاب
ہوا اُس کی تمازت کا یہ حال تھا — کہ وہ آگ کی طرح سے لال تھا
فلک پر چمک جاتی تھی گاہ برق — وہ پھر جاتی تھی آنکھ بالا ہی فرق
کبھی آنے لگتی تھی آواز رعد — زمین پر برستی تھی آگ اُسکے بعد
زمین آسمان دونون حدت مین تیز — شرر ریز گردون زمین شعلہ خیز
عجب طور کے نخل آتے نظر — کہ ہر شاخ و برگ اُنکے تھے شعلہ ور
عجب سرخ طائر تھے پرواز مین — جگر شق ہو ہیبت پر آواز مین
کسی جا اگر نہر آئی نظر — تو دیکھا اُسے آگ سے گرم تر
نکلتا تھا پانی سے پیہم دھوان — حباب ایسے تھے جیسے چنگاریان

برق ایسے مقام طلسمی کو دیکھ کر نہایت خائف ہوا مگر شاہ طلسم کو تسلیم کی اُسنے خطاب کیا کہ اے برق تو نے جو صورت نگار کو بیہوش کیا تو یہ بتا دے کہ اُسکو کہان رکھا اور کیا کیا ہر چند کہ مین کتاب سامری دیکھکر معلوم کر سکتا ہون لیکن اس مین بھی یہ معلوم ہوگا کہ برق اُسکو اپنے لشکر مین کسی جا مخفی کر آیا ہے اس حال کے ظاہر ہونے سے بھی تجھی سے استفسار کرنا پڑتا ہے بدین لحاظ اول ہی تجھ سے پوچھا جاتا ہے اگر بتلا دیگا تجھکو رہائی دیجاویگی برق یہ کلمات سنکر گویا ہوا کہ مین نے اُسکو مار ڈالا افراسیاب نے کہا یہ غلط ہے کیونکہ وہ قتل نہین ہوسکتی برق نے کہا لشکر حمزہ سے میرے نام کا اور عیار آیا تھا وہ اُسکو لے گیا ہے افراسیاب بولا کہ سب کتنے عیار ہین برق نے جواب دیا کہ ایک لاکھ جو اسی طرح

دو چار دن میں وہ سب یہاں آئیں گے شاہ طلسم نے کہا کوئی یہاں نہیں آسکتا تو جھوٹا ہی
پھر کہہ کر مصور سے کہا کہ یہ عیار تھا اگر نگاہ رہی جو چاہو وہ کرو مصور گویا ہوا کہ ای عیار اگر
تو میری زوجہ کو بتلا دے تو دریاے سحر کے پار تجھے اتار دوں برق بولا کہ اگر تم سچا اقرار
کرو تو بتا دوں مصور نے قسم کھائی برق نے کہا سچ تو یہ ہے کہ تمہاری بی بی کو میں نے
عمرو کو دیدیا اور انہوں نے اسکو زنبیل میں رکھ لیا وہ انہیں لا کر دو لاکھ روپیہ لیکے چھوڑ
دینگے کیونکہ مرد طامع ہیں اس تقریر کو سنکر شاہ جادوان نے کہا یہ بات فی الحقیقت
سچ ہے کہ ابھی صورت عمر کا چہرہ شکل دیکھنے کی زنبیل پر نہ سحر اثر کرتا ہے نہ
کہ اب ساحری زنبیل کے اندر کا حال بتلا ہی ہے یہ سنتے ہی مصور رونے لگا اور پوچھا کہ ای
برق تو کبھی زنبیل میں گیا ہے اس میں کیا کیا ہے اسنے کہا میرا تو گھر ہی ہے جب جی چاہتا ہے
جب جاتا ہوں سیر کرتا ہوں اس میں سات شہر ہیں دریا ہیں جنگل وغیرہ ہیں بارگاہ
حضرت آدم استادہ ہے جنات بیٹھے ہیں شراب کا پیالہ گردش میں ہے ہزارہا ساحر قید
ہیں آپ ہی کے ہم نام سو سو کوڑے پڑتے ہیں دن بھر نوکری وہ ساحر اٹھاتے ہیں رات کو سوکھی
لکڑیاں کھانے کو ملتے ہیں یہ بیان سنتے ہی مصور نے چیخیں مار کر رو دیا اور کہا میری بی بی نے
آج تک کبھی ٹھوکر بھی اور پھول کی چھڑی بھی نہیں کھائی وہ تو سو کوڑے کھا کر مر گئی ہو گی
برق نے کہا پیارے کہ صدمے سے مر گئی ہو گی اگر ایسی ہی محبت ہے تو پانچ لاکھ روپیہ اور
خلعت فاخرہ یہاں سے خدمت میں استاد کی روانہ کرو میں عرضی سفارش میں لکھدونگا
مزاج میں انکے آئیگا چھوڑ دینگے ورنہ گئی تو پھر یہ سنتے ہی ایک خشم خان بالوں فنا پر پیدا
اور اب مصور نے عرضی بنام عمر تحریر کی جسکا مضمون یہ تھا کہ مثنوی

بحضور عرض شاہنشاہ عالم	سلیمان زمان عیار عالم
درخشان اختر اوج سعادت	درفشان ابر دریا بار رحمت
حقیقت دان وحی آسمانی	بیان شد مایہ اسرار نہانی
نہال گلشن افضال باری	بہار بوستان شہریاری
عدو غمگین محبش شاد بادا	ہمیشہ ملک او آباد بادا

عروس عرضداشت اس کمترین کی آراستہ زیور دستخط خاص اعجاز اختصاص سے
ہو اور ساعت مسعود و اوان محمود میں خدمت بابرکت میں پہونچے یعنی بہر حال

حضور کو رحم آئے اور میری زوجہ زنبیل سے رہائی پائے پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت واسطے نذر ملازمان
حضور کے حسب اتفاق رائے شاگرد رشید جناب برق فرنگی ارسال خدمت ہین اگر شرف قبول
پائین خوشا نصیب او زہے طالع اور زوجہ میری اگر چھوٹے تو گویا مرغ بے پر و بال قفس الم وستم
سے آزاد ہو کر آشیانہ سدرۃ المنتہی کامیابی پر پہونچے الہی آفتاب سلطنت سعادت قرین مطلع
عز و تمکین سے ساطع و لامع رہے یہ تحریر کرکے روپیہ مذکور مع خلعت کے منگوا کر ایک ساحر
کو حوالے کیا کہ خدمت عمرو مین لیجائے اور پشت عریضہ پر برق نے بھی لکھدیا کہ آپ
صورت نگار کو بھیجدین تاکہ مین قید سے چھوٹون غرضکہ وہ نامہ دار مع تحفہ جات کے روانہ
ہوا اور تنہا اسنے جواب کے برق کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا با خاطر سے پیش آیا نامہ دار دریاے
سحر سے اتر کر بارگاہ عمرو مین پہونچا یہان برق کی گرفتاری کا ذکر ہو رہا تھا ہر ایک پیچ مین
تھا عمرو بھی گلیم اتار کر بیٹھا تھا کہ ساحر نے لاکر نامہ دیا عمرو نے پشت نامہ پر خط برق کا
پہچانا اور سمجھا کہ اسنے عیاری کرکے ساحرون کو پریشان کرنا چاہا ہے یہ سمجھ کر قرطاس و خامہ
و دوات لیکر جواب نامہ لکھا کہ اے زیارت گاہ ساحران کیشان و اے پشت و پناہ جمشید پرستان
عرضی تمھاری نظر اشرف مین گذری اگر میرا فرزند بھی گرفتار ہو جاتا تو بھی مین صورت نگار
کو نہ دیتا لیکن برق کو اپنے فرزندون سے زیادہ سمجھتا ہون کہ اسکی خاطر سے نذر تمھاری قبول
کرکے زوجہ کو تمھاری کنارے دریاے سحر کے لاتا ہون تم بھی برق کو لیکر اس پار آؤ اور اسکو
چھوڑ دو اپنی زوجہ کو لیجاؤ یہ لکھکر ساحر کے حوالے کیا اور روپیہ و خلعت وغیرہ زنبیل مین
رکھا ساحر جواب لیکر دربار شاہ جادوان مین پہونچا مصور نے نامہ پڑھا سنا بہت خوش ہوا
اور تخت پر برق کو بٹھا کر کچھ اور روپیہ واسطے دینے عمرو کے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور اس
پار دریا کے آکر ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر عمرو کو میرے آنے سے اطلاع دے
ساحر نے آکر عمرو سے کہا لیجیے اب صورت نگار کو دیجیے عمرو نے کہا تم چلو مین آتا ہون
ساحر تو گیا اور اسنے زنبیل سے الگ جاکر ایک کنیز کو نکال کر بصورت صورت نگار بیہوش
کرکے بنایا اور ہوشیار کرکے اس سے کہا مین نے ہزارہا لونڈیان بیچ ڈالین تجھ پر رحم کیا
بادشاہزادی بنایا نام تیرا ملکہ صورت نگار رکھا اور اصلی اس نام کی شاہزادی کو دریا
مین ڈبو آیا اب تجھے اسی شاہزادی کے شوہر پاس لیے چلتا ہون وہین رہنا اگر وہ پوچھے
تو کہنا مین صورت نگار تمھاری زوجہ ہون اگر پوچھے سحر یاد ہے تو کہنا زنبیل مین جانے

سے سحر بھول گئی یہ فہمایش لونڈی سُنکر خوش ہوئی کہ شکر ہے قید سے تو چھوٹی جوانی مفت
جاتی تھی اب عیش مین گذرے گی غرضکہ عمرو اُسے لیکر باغ از تمام روانہ ہوا اور قریب
اُسی پہاڑ کے جہان مصور ٹھہرا تھا پہونچا برق نے دیکھا کہا استاد تو آتے ہین او اے مصور
تمہاری ایسی ہی خاطر تھی جو تمہاری زوجہ کو لاتے ہین وہ یہ سنتے ہی دوڑا اور آگے ہاتھ زوجہ
کا پکڑ لیا رخسار و پیشانی پر بوسہ دیا اور بخندہ پیشانی کہتا تھا بیت

ہزار شکر کہ مقصود ما میسر شد	مشام جان ز خوشبوے تن معطر شد

یہ کہکر عمرو کی طرف متوجہ ہوا اور شکریہ مین اس طرح زبان عجز انتما کو وا کیا کہ خواجہ آپنے
بڑا احسان کیا کہ میری زوجہ کو رہائی دی ہرچند کہ ادائے شکر سے اس عنایت بے غایت
کے زبان ژولیدہ بیان لال ہے لیکن شبدیز لسان میدان احسان بے پایان مین جولان
اور دوان ہے کہ بیت

شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار	کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست

یہ کہکر براہ امتحان تصویر عمرو جو گلے مین پڑی تھی دیکھی یعنے یہ اصلی عمرو ہے یا نہین تصویر
بصورت عمرو ہو گئی تھی معلوم ہوا کہ بیشک یہ عمرو ہے اسوقت ایک کشتی جواہر کی سو اشرفیون
کے منگا کر دی عمرو نے کہا میری تصویر ذرا مجکو بھی دکھا دیجیے اُسنے تصویر دکھائی دیکھا کہ
جیسے کپڑے مین پہنے ہون ویسے ہی تصویر کا لباس ہے اور ہمہ مو صورت مین فرق نہین ہے
یہ دیکھکر کہا اے مصور مین نے ہزارون ساحر مار ڈالے لیکن ایسا سحر تصویر کا کسی پاس نہین
دیکھا غرضکہ تصویر دیکھکر اسکو دیدی اور رخصت ہو کر عمرو و برق اپنے لشکر مین آئے مہرخ
نے تصدق برق پر سے اُتارا اور عیاری کا حال سُنکر مسرور ہوئے عمرو نے کہا میرے شاگرد
نے دو چار کوڑیان مجھکو دلادین کہ قرضداری سے کچھ ادائی ہو جاویگی اور مین نے بھی دو
انگرکھے گاڑھے کے برق کے لیے بنائے ہین عید کے دن دونگا برق نے عرض کیا کہ
میرے پاس آپکی عنایت سے سب کچھ ہے آپ زیبا رہو جیسے سب اہل دربار ان باتون سے
ہنسنے لگے اور ساقی نے جام بھر کر دیا ہنگامہ عشرت گرم ہوا ادھر تو باطمینان تمام سب مصروف
انبساط ہین لیکن مصور رانی بی بی کو بارگاہ مین لایا مسند عزت پر بٹھایا وہ کنیز عرصہ دراز سے
عمرو سے واقف ہوئی تھی ہاتھ لگاتے ہی مزے مین آگئی مگر مصور پاس نامہ آیا لکھا تھا کہ
آپنے زوجہ کو اگر پایا ہو تو ہمارے پاس آئیے کہ ہم اور حیرت بھی بی بی سے آپکی ملین ہے

پڑھکر بی بی ہمیت سوار ہوکر باغ سیب مین گیا سب نے تعظیم کی اور برابر شاہ طلسم کے تمکین ہوا اور افراسیاب سے کہا خداوند باختر آپ کو سلامت رکھے کہ آپ نے عزت و آبرو بچائی اس مین حیرت نے کہا کہ صورت نگار کا رنگ بدل گیا کنیز نے کہا تکلیف مین انسان سرخ و سفید کب ہوتا ہے ایک ساحر بولا کہ ملکہ سے زنبیل کا حال پوچھو یہ سنکر کنیز بولی کہ زنبیل مین کبھی اندھیرا کبھی اُجالا کہین صحرا ہے یا ساحر قید ہین ایک روٹی اور گڑ کی ڈلی ملتی ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ عیار بچیان بھی آئین اور سب سے صورت نگار نقلی کی بلائین لین اور سامنے آکر غور سے جو دیکھا تو ہنسین اور صرصر نے آپس مین کہا کہ یہ صورت نگار اصلی نہین ہے یہ کلمات مصور نے بھی سنے کہا تم کیا چپکے چپکے کہتی ہو انھون نے کہا حضور آپ نے پانچ لاکھ روپے جواہر وغیرہ خرچ کیا لیکن بی بی کو بھی پہچانا پوچھو کہ سحر بھی یاد ہے یہ سنتے ہی کنیز بولی کہ زنبیل مین جانے سے سحر بھول گیا صرصر نے اسکے بولنے سے آواز پہچانی کہ یہ دراصل صورت نگار نہین ہے گویا ہوئی کہ حضور ہم عیارہ نہ ٹھہرے کوئی گدھی ٹھہرے یہ کوئی بڑھیا کہین کی لونڈی ہے دو کوڑے ماریئے ابھی قبول دے گی یہ سنتے ہی مصور گھبرایا اور رفتاہ سے کہا واسطہ سامری کا آپ کتاب مین دیکھ لیجیے یہ اصلی زوجہ میری ہے یا نہین ازبسکہ شناخت کرنا صورت کا تھا اور ایک دھوکے کی بات دریافت کرنا تھی اسوجہ سے کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ صورت نگار اپنی بارگاہ مین دری مین لپٹی پڑی ہے اور ایک درخت کے نیچے لشکر سے ہٹکر ستر الی بیہوش پڑی ہے اور یہ بارگاہ مین لونڈی بیہوش ہے یہ دیکھتے ہی صرصر وغیرہ سے کہا کیون مردارو مین نے تمکو حفاظت کے لیے جو بھیجا تھا تو ایسی ہی نگہبانی کرتے ہین کہ اتنے آدمی عیارون نے بیہوش کیے اور تمکو خبر نہوئی صرصر عتاب دیکھکر عذرخواہ ہوئی اور پھر عیاری چاہا کہ جاؤن مگر شاہ طلسم نے مصور سے کہا کہ یہ عورت کنیز ملکہ برخ ہے اور بی بی آپ کی دری مین لپٹی ہوئی بارگاہ مین ہے یہ سنتے ہی مصور اُٹھکر چلا مگر حال سنیے کہ بارگاہ مین برق کی شاگرد عمرو نے بہت کی ضرغام و جانسوز بھی اس فکر مین تھے کہ ہم بھی عیاری کرکے نام وری حاصل کرین آخر لشکر کفار مین آئے یہان نہ عیار بچیان تھین نہ حیرت وغیرہ تھی سناٹا تھا تا بوجہ پایا دل سے یہ سوچے کہ مصور آخر بارگاہ مین کسی وقت آئے ہی گا ابھی سے اسکے قید کرنے کا سامان کر رکھو یہ سوچکر کنارے لشکر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر نقب لگانا شروع

کی اور بارگاہ مین صورت نگار کے مہرہ اُسکا توڑا اور ری کو جو قبضہ سے کاٹا صورت نگار
جو اُس مین لپٹی کمند سی تھی زمین پر گری عیارون نے گرنے کی صدا سنکر اُسکو کھینچا سر نقب پہ
لا کر رکھا اس طرح کہ آدھا دھڑ نقب مین اور آدھا بارگاہ مین اور اُسکے پاؤن سے کمند کے پیچے
جلے کمند کے لگا کر آپ بھی چھپ کر بیٹھے کہ جو اسکو اُٹھانے آئیگا ہم بیضہ بیہوشی مارکر اسکو بیہوش
کرکے لے جائینگے غرضکہ یہ تو گویا دام مین دانہ ڈال کر بیٹھے اور مصور بیتابانہ آکر بارگاہ مین
پہونچا دری کو کٹا ایک جگہ اپنی زوجہ کو پڑے دیکھا شانے پکڑ کر جو اُٹھایا پاؤن کو کمند سے
مین لٹکا پایا حیران ہوکر گردن ڈال کر جھانکنے لگا اُسوقت ایک عیار نے کمند ماری اور
دوسرے نے بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا عیارون نے اسکو بھی کھینچا اور اسکی زوجہ
کو بھی ٹانگ پکڑ کر نقب مین کر لیا ایک نے مصور کو پشتارے مین باندھ کر لادا اور دوسرے
نے اسکی جورو کو سنبھالا لیکن کنارے لشکر کے نقب سے نکلے اور اپنی بارگاہ کی طرف راہی
ہوئے لیکن صحرا کی طرف سے چلے کہ کوئی ہمکو شناخت نکرے جب جنگل مین پہونچے تصویر
عمرو کی اُتار لی اور باہم مشورہ کیا کہ سر انکے کاٹ کر لے چلین یہ سوچکر خنجر دونون کے مارا
خنجر جسم پر سے اُنکے اُچٹ گیا پتھر سا رہے وہ بھی اُلٹے پھر آئے اُسوقت سمجھ پڑا کہ زمین مین
خالی بنا کر بارود بچھا کر انکو اوڑا دین ایسا ہی عمل مین لائے یہ تو سرنگ اُڑانے کی فکر مین
ہین وہان شاہ طلسم نے پھر کتاب سامری دیکھی کہ مرشد تنہا گئے ہین دیکھون کیا معاملہ گزرا
لکھا پایا مین معلوم ہوا کہ عیار دونون کو قتل کیا چاہتے ہین یہ دیکھتے ہی کتاب بند کرکے خود
پیدا ز گیکہ چلا اور بہت جلد آکر وہین پہونچا کہ عیار نقب کھود کر بارود بچھا رہے تھے شاہ
نے نعرہ کیا کہ باش عیار بھاگے لیکن ایسے سحر کیا کہ دونون کمر تک زمین مین سما گئے ادہر
برقت بارگاہ سے برق اور قران بھی بہر عیاری چلے تھے جب جنگل مین آئے بلندی سے
لشکر ساحران کو دیکھکر عیاری سوچنے لگے کہ انکو ایک سناٹا معلوم ہوا اور غور کرکے جو دیکھا
تو مضر شاہ اور جانسوز کو شاہ طلسم نے گرفتار کیا ہے یہ دیکھتے ہی قران ایک ساحر کی صورت
بنا اور برق کو بصورت اصل مشکین باندھ کرکے چلا شاہ کے سامنے جاکر سلام کیا اور عرض
پیرا ہوا کہ میرے پہاڑ پر جہان مین رہتا ہون یہ عیار آیا تھا مین نے گرفتار کیا ہے شاہ جادو
خوش ہوا اور قران کو کئی اشرفیان ہاتھ پر رکھکر نذر دینے جب قریب آیا عرض کیا
ان دونون عیارون کو بھی مجھے دیجیئے کہ اپنے سحر مین مبتلا کرکے حضور کے ہمراہ چلون شاہ

نے تدبیر اُسکی ہاتھ رکھا اور سحر کیا کہ عیار زمین سے نکل آئے سحر برطرف ہو گیا اُسوقت قِران کھڑا ہی تھا تاک کر حباب بیہوشی جو لگاتا ہی شاہ طلسم کے منھ پر پڑا کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا قِران نے بعدہ تان کر چاہا کہ سر پر لگاوین یکایک زمین تھرا کر شق ہوئی صدا آئی کہ لینا پکڑنا جانے نہ دینا قِران اور تینون عیار گھبرا کر بھاگے اور افراسیاب و مصور و صورت نگار زمین مین سما گئے بعد لمحہ کے تینون کی آنکھ کھلی دیکھا کہ زمین یہان کی زمرد کی ہی آسمان سونیکا ہی بیابان سرسبز و شاداب ہی بہار یہان کی نایاب ہی کہ

نظم

کہ ناگہ اُسے ایک صحرا ملا — نہایت خوش آیند و دلچسپ تھا
ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی جو آنے لگی — تو روح اسکی کچھ لطف پانے لگی
نمایاں ہوئی اُس جگہ ایک جھیل — کہ تختے سنگ پشت اُس مین مانند فیل
کنارے کہین منھ نکالے نہنگ — کسی جا پہ دو مچھلیون مین تھی جنگ
اُسی جھیل مین آکے تینون نہائے — تو بیہوشی اُتری حواس آگئے

جب خوب ہوشیار ہوئے تو مین پریزاد دین زرین پوش حسینہ و جمیلہ سلسلے آئین عرض پیرا ہوئین کہ طلسم کی بیابان ہین اور یہ بیابان طلسم اور جھیل بالائی ہی آپ شاہ ہو کر اکیلے ہر جگہ چلے جاتے ہین اُسوقت عیار آپ کو مارے ڈالتے تھے ہم اٹھا لائے یہ سنتے ہی افراسیاب کو غیرت آئی اور مصور سے گویا ہوا کہ میری خفت تو جا چکی تمام طلسم مین مشہور ہو گیا کہ شاہ طلسم کو عیار مارے ڈالتا تھا آپ اِس طلسم کی سیر کیجیے مین جا کر قِران کو گرفتار کرتا ہون یہ کہکر پریون سے کہا مرشدزادے جب سیر کر چکین تو بحفاظت تمام میرے پاس پہونچا دینا غرضکہ آپ روانہ ہوا ادہر تو ادِھر سے آتا ہی اور مصور مع اپنی بی بی کے سیر طلسم مین مصروف ہی مگر برق وغیرہ عیار جو اپنی بارگاہ مین بھاگ کر گئے عمرو سے سب حال کہا عمرو نے جب سنا کہ لشکر ساحران خالی ہی مصور وغیرہ زمین مین سما گئے ہین معلوم کرکے سب عیارون کو لیکر جنگل مین گیا اور آپ بصورت مصور بنا برق کو صورت نگار بنایا اور جانسوز کو خدمتگار بنا کر روانہ ہوا یہان تک کہ لشکر ساحران مین پہونچا سب ساحر دوڑے نہایت خوش ہوئے نذرین دین تصدق اُتارے عمرو بارگاہ مین جا کر بیٹھا اور اپنے سرداران عالی جاہ و بہزاد جادو وغیرہ کو بلا کر حکم دیا کہ میرا خزانہ اور اسباب وغیرہ سب ایک جگہ کرو کہ اِسکو لیجا کر مین کہین مخفی کردون تاکہ ایسا نہو عیار اِسکو آکر لیجاوین

حسب ارشاد صندوق زر و جواہر کے اور دستبقچے اور بدریان شالون کی سب ایک جا
کرکے عرض کیا کہ مال سب حاضر ہین یہان لانے مین عرصہ ہوگا وہین چلکر لے لیجیے عمرو نے
وہان سب کو ہٹا دیا اور جال مار کر زنبیل مین رکھا اور رفیقون سے حکم دیا کہ صندوقون مین
کنکر پتھر بھر دو تاکہ عمرو یہ مال لے جائے تو بہت پچھتائے اور پشیمانی اٹھائے ملازم حسب
ارشاد عمل مین لائے جملہ صندوق خس و خاشاک و سنگریزون سے لبریز کر دیے یہ انتظام
عمرو کر رہا تھا کہ وہان مصور نے تصویر دیکھی کیونکہ جس وقت شاہ طلسم نے ضرغام وغیرہ کو
گرفتار کیا تھا تو تصویر اُسنے چھین لی تھی لیکن جب زمین مین غرق ہو کر صحراے طلسم مین پہونچا
اُسوقت تصویر مصور کو دیکر آپ پھر گرفتار ہی قران گیا فی الجملہ اُسوقت جو شبیہ عمرو
دیکھی معلوم ہوا کہ میری صورت بنکر میرے مال کو تاراج و برباد کرتا ہے یہ دیکھتے ہی پریزادان
طلسم سے کہا جلد مجھے لشکر مین پہونچا دو انھون نے اُسکو ایک صحرا مین لاکر کہا جاتے ہے وہ لشکر
آپ کا سامنے نظر آتا ہے مصور بعجلت تمام تر مع اپنی زوجہ کے اڑکر چلا اور بارگاہ سے قریب
آکر نعرہ زن ہوا کہ باش اے دزد مکار مین آ پہونچا یہ نعرہ سنتے ہی برق اور جانثور جست
کرکے بھاگے مصور کو بسبب تصویر کے حال عمرو کا ظاہر ہوا تھا ان عیارون سے واقف
نہ تھا اس سبب سے یہ تو بھاگ گئے مگر اُسنے عمرو پر ایسا سحر کیا کہ وہ فرار نہو سکا پانون زمین
نے پکڑ لیے اسکو مسحور کرکے بارگاہ مین گیا اور سب مال وغیرہ کو دیکھا ملازمون کو کنکر پتھر
بھرتے صندوقون مین پایا بہت خفا ہوا سب کو نکال دیا آخر سارا اسباب لٹا ہوا دیکھ کر
عمرو سے کہا دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتا ہون اور جلاد کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد سر اس
دزد کا جدا کر جلاد مستعد قتل ہوا عمرو رجوع قلب سے دعا کرنے لگا اُسوقت عیار برق
جو بھاگ کر گیا صحرا مین پہونچا وہان قران سے ملاقات ہوئی اُس سے کہا کہ استاد گرفتار
ہو گئے اور سارا حال بیان کیا قران نے ماجرا سنکر فورًا صورت اپنی مثل افراسیاب
کے بنائی تاج گوہر نگار سر پر رکھکر اور چارقب شہنشاہی دربر کرکے مالا ہاے مروارید گلے
مین ڈال کر قباے قلمکار زراندود و جواہر و زرینی قشقہ سے پیشانی کو مزین کیا تصویرین
سامری و جمشید و لقا کی کہنی سے شانے تک باندھ کر درست ہو کر برق سے کہا کہ شیر صحرائی
کی صورت پر تم بنو برق نے پوست شیر کی نکالی کہ اُسکے پاس گھنڈیان لگی ہوئی بہت سی
کھالین شیر اور آہو اور سانپ وغیرہ کی رہتی ہین اور یہ جانور چارپایہ بے مثل بنتا ہے چنانچہ

نوشیروان نامے کے دفتر مین ملک فرنگ پر جب مقابلہ مرزوق فرنگی سے اور امیر سے واقع
ہوا یہ عیار مرزوق کا تھا اور کتا بنکر سب امیر کے سردارون اور عمرو کو پکڑ لے گیا تھا اور
کسی نے اسکو شناخت نہ کیا پھر عمرو کے ہاتھ سے زیر ہوکر مسلمان ہوا اور اطاعت مین اب
تک ہے فی الجملہ شیر کی کھال پہنکر گنڈیان اسکی پیٹ کے برابر درست کرکے بالون مین چھپا لین
اور وہ ببر غران اور ضیغم دہان بنکر تیار ہوا کہ شیر فلک جس کی ہیبت سے برج اسد مین جاکر
چھپتا اور خنجر گزار سپہر کا زہرہ خوف سے آب ہوتا کہ نظم

بوقت خشم اگر دندان دکھائے | تو نور صبح ڈر کر تھرتھرائے
صدا سے رعد کی غرش مین پیدا | چمک آنکھون مین مثل برق ہویدا

اس شکل سے جب تیار ہوا قران اسکی پشت پر سوار ہوا وہ سے کر سمت لشکر منصور چلا
جب لشکر مین پہونچا ساحرون نے دیکھا کہ افراسیاب شیر پر سوار نہایت کروفر سے آتا
ہے بہر تعظیم ہر شخص حاضر خدمت ہوا جلاد عمرو کو قتل کرنے سے ٹھہر گیا اور منصور بھی
خبر سنکر دوڑا استقبال کرکے بارگاہ مین لے گیا عرض کیا کہ خوب ہوا آپ تشریف لائے
مین نے اس ناعیار مکار کو قتل کرنا چاہا ہے شاہ طلسم نے یہ حال سنکر کہا اے مرشدزادہ
برحق آپ اپنا سحر اسپر نہ رکھیے مین شیر سے اس عیار کو کھلوا لیتا ہون یہ کہہ کر شیر سے
اترا اور کہا اے شیر اس عیار کو جا کر کھا لے شیر نقلی غرا کر جو چلا جس قدر تماشائی اور جلاد
وغیرہ تھے بھاگے اور منصور نے سحر کی قید عمرو پر سے دور کر دی شیر نے جا کر عمرو کو
منہ مین دابا عمرو کی گویا فرط خوف سے جان نکل گئی جیتے جی مر گیا اور گھگی بندھ گئی دل
سے دعا کرتا تھا کہ الٰہی پنجہ عذاب شیر سے مجھے نجات دے آخر بیہوش ہو گیا لیکن شیر نے
کچھ تھوڑا منہ سے ہلا دے کر پیٹھ پر لاد کر سامنے شاہ طلسم کے لایا اسنے کہا وہ خیمہ جو خالی
ہو وہان جا کر اسکو کھا لے اور میری سواری کو حاضر ہو شیر حکم پا کر اسی خیمے مین گیا
ور تنہائی پا کر عمرو سے ہوشیار کر کے کہا کہ استاد خوف نہ کھائیے مین ہون برق اور
سب حال بیان کیا عمرو کی جان مین جان آئی شاگرد کو گلے سے لگایا کہا بیٹا یہان جو
کچھ شاہ طلسم کو نذر وغیرہ ملے گی اور منصور پاس جو کچھ ہے وہ لینا چاہیے برق نے کہا
زیادہ طمع نہ کیجیے اسکی قید ہوئے تو رہائی مشکل سے ہوگی عمرو یہ کلمہ سنکر خفا ہوا کہ بیوقوف
تو نے مجھ ایسے قانع کو طامع اور لالچی مقرر کیا ہے برق نے کہا آپ خفا ہوتے ہین جاتا ہون

آپ کا نقصان مجھے بھی نہیں منظور رہا کہ شیر بنا ہوا قران پاس آیا لیکن یہاں قران
نے بارگاہ میں بیٹھ کر سرداران نامی کو جمع کرکے باتیں کرنا شروع کیں مصور نے ساقی کو
اشارہ کیا اُسنے جام شراب بھر کر دیا قران نے لے کر آنکھ بچا کر بیہوشی اُس میں ملائی اور مصور
کو دیا کہ پہلے مرشدزادے آپ پئیں مصور نے جام لے کر پیا قران نے ساقی سے گلابی لے کر
کہا کہ عمرو کے قتل ہونے کی خوشی میں سب کو شراب پلاؤں گا اور گلابی میں بیہوشی ملالی
ملا کر ہر ایک کو شراب پلائی بعد لمحے کے تاثیر ہوئی اور ساحر جو تین ہزار تھے باہم لڑکے بیہوش
ہوئے اُس وقت قران نے خنجر نکال کر دو چار کے سر کاٹے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا
ساحران لشکر کچھ بھاگے اور کچھ سمت بارگاہ دوڑے غلغلہ جو ہوا عمرو خیمے سے بہ شکل ساحر
لینا لینا کہتا ہوا نکلا اور بارگاہ میں جا کر جال مار کر لوٹنے لگا برق نے بھی زمین پر گر کر
غلطاں لگائی کہ پوست شیر کی اُتر گئی اور نعرہ کیا ہم برق اور قران نے بھی نعرہ کیا
دونوں سراپچے پھاند کر بھاگے اور عمرو کشتیاں جواہر کی اور اسباب وہاں کا لوٹ کر
نعرہ کرکے بھاگا مصور پر اسوجہ سے ہاتھ نہ ڈالا کہ ابھی قضا نہیں ہے ایسا نہو کہ پھر آفت
میں مبتلا ہو جائیں غرضکہ سب لوٹ مار کر نکل گئے ساحروں نے مصور کو آکر ہوشیار کیا
اُسنے اس کیفیت پر اطلاع پا کر سر اپنا پیٹ لیا اور چاہا کہ بہر گرفتاری عیاران جاؤں
لیکن صورت نگار اسکی زوجہ نے منع کیا کہ عیار آفت روزگار ہیں اُنکا تعاقب اچھا نہیں
اُسکے مانع ہونے سے رہ گیا اور بارگاہ میں نیا سامان وغیرہ درست کرکے فروکش ہوا
مگر عیار جو بھاگ کر چلے اپنے لشکر میں آئے بارگاہ میں پہونچکر مہرخ وغیرہ سے ماجرا
بیان کیا ہر ایک نے ذلت عدو سنکر خندہ زنی کی اور قہقہے لگانے آخر ہنگامہ عشرت گرم
ہوا رقص و سرود کے تماشے میں مصروف ہوئی قران صحرا میں چلا گیا اور عیار اپنے
کام میں سرگرم ہوئے یعنی فکر عیاری کرنے لگے لیکن شاہ طلسم جو بہر گرفتاری قران
روانہ ہوا تھا راہ میں سوچا کہ کتاب سامری میں چل کر حال اُسکا دریافت کریں تجویز کرکے
باغ سیب میں گیا سب نے تعظیم کی تخت پر آکر متمکن ہوا وہاں وہ کنیز جسکو عمرو نے مصور
کی زوجہ بنا کر بھیجا تھا بیٹھی تھی اُسکو حکم دیا کہ یہاں سے نکل جا وہ مایوس باغ سے نکل کر طلسم
میں بھیک مانگنے لگی ایک دن ایک ساحر نے دیکھا جوان عورت دیکھ کر اپنے گھر میں
لیجا کر رکھا ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ قران میری صورت

بنکر گیا اور مصور کو لوٹ کر ساحروں کو قتل کر کے چلا گیا اسوقت صحرا میں ہے یہ دیکھتے ہی چاہا
کہ جا کر گرفتار کروں لیکن حیرت اسکو عازم روانگی سمجھ کر مستفسر ہوئی کہ حضور کہاں جانے
والے ہیں شاہ جادوان نے اپنا ارادہ ظاہر کیا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ملازمان شاہ
کے لائق و شایان کب ہے کہ عیاروں کے پیچھے دوڑتے پھریں لازم ہے کہ حضرت جہان پناہ
تامل فرمائیں اور کوئی تدبیر گرفتاری عیاران کی جائیگی افراسیاب اسکے روکنے سے
کچھ سمجھ بوجھ کر ٹھہرا اور جام مے ارغوانی پی کر مزاج کو اعتدال پر لانا چاہا ناچ سامنے ہونے
لگا اسوقت چیلے نے لا کر نامہ دیا لفافے پر مہر خداوند لقا ثبت تھی اسکو آنکھوں سے لگایا
نامہ کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے بندۂ غفلت شعار شہنشاہ ساحران اپنے خدا فریبندہ تو نے
غفلت کی ہے بندگان خوابی نے خداوند کو عاجز و پریشان کر رکھا ہے اور تجھ سے کچھ نہیں
ہو سکتا خداوند نے اسی دن کے لیے تجکو یہ سلطنت طلسم عطا فرمائی تھی اور شاہ جادوان
بنایا تھا کہ تو خداوند کی خبر لے لازم ہے کہ یہ تحریر دیکھتے نامہ کے یا تو کسی ساحر جلیل کو
بمقابلہ حمزہ روانہ کر یا جواب بھیج دے کہ میں مدد نہیں کروں گا تاکہ خداوند اور کوئی
تدبیر کریں اور کسی دوسرے بندے کو اپنے بلائیں یا خود وہاں تشریف لیجائیں اس
مضمون کو پڑھ کر اور عتاب خداوندی دریافت کر کے شاہ لرز گیا اور اسی وقت [illegible]
پڑھ کر دستک دی زمانہ تاریک ہو گیا بعد لمحے کے تاریکی دور ہوئی اور ابر [illegible]
ہو کر زمین پر اترا اس ابر سے دو ساحر سیاہ فام گنبد و دہن بدباطن سوار تھے شعلہ ہائے
آتش سانس سے جسم سے لگے نکلتے تھے سامنے بادشاہ کے آ کر دست بستہ سلام کر کے کھڑے ہوئے
اسنے حکم دیا کہ اے اہلیل جادو و تحلیل جادو تم اپنے ملک سے جمعیت لیکر [illegible]
خداوند کے جاؤ اور لشکر خدا پرستان کو ہلاک کر دو اور ایک عرضی جواب میں نامے کے
آپ بھی لکھ کر انکے حوالے کی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند در اصل اس بندۂ گنہگار سے غفلت
اور خطا سرزد ہوئی قصور میرا معاف فرمائیے اور میں بدل اطاعت اور تابعداری
کرنے کو حضور کی حاضر ہوں دو ساحر گرامی منزلت خدمت میں روانہ کرتا ہوں [illegible]
حاضر ہوتے ہیں یہ کام خداوند کے بندگان مغضوب کا تمام کر دینگے قصہ مختصر عرضی لیکر
وہ ساحر اپنے ملک میں آئے اور لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا فوج کے سالار سردار چیدہ چیدہ
آتشیں لیے کر سوار ہوئے طائران سحر اڑا دو [illegible] وہاں پر کا [illegible] اور زمین [illegible]

باجے جنگی بجنے لگے بڑے کر دفر سے لاکھ ساحر چلنے پر مستعد ہوئے دونون ساحر اژدہون پر تخت اپنا کھچوا کر سوار ہوئے اور سمت کوہ عقیق چلے لڑاکے اور ڈہرو بجاتے جاتے تھے کالی گھٹا اُمڈی نظر آتی تھی زہین تھرا لی تھی کہ نظم

ہوا ابر اوڑا تخت سردار کا
وہ سب لشکر اس تخت کے گرد تھا

بندھے چست تھے کھاروون کے لنگوٹ
سبھون کے دلون پر لڑا ئی کی چوٹ

بیان اُن کی شکلون کا کیا کیجیے
تصور جو کیجے ذرا کیجیے

درازی لکھی ہے زروئے حسد
کہ تھے ساٹھ گز کے نقطا اُنکے قد

الحاصل بعد قطع جادہ طلسم کوہ عقیق مین پہونچے یہان وہ خرس بادیہ ضلالت مردود دگمراہ یعنے زہر و شاہ لقا سے جبہ بقا راندہ درگاہ الہ تخت نکبت خداوندی پر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک رعد گرجا اور بموجب ابیات

ہوئے کالے بادل فلک پر نمود
پریشان ہوئے ہر طرف مثل دود

گرجنے لگا ابر وہ رعد وار
چمکنے لگین بجلیان بھی ہزار

سبھون پاس آنے لگین بجلیان
بدن کو جلانے لگین بجلیان

لقا یہ علامت دیکھ کر پکارا کہ کوئی بندۂ خاص ہمارا آتا ہے یہ کلام بختیارک و سلیمان سنکر بہر استقبال چلے اور بارگاہ سے باہر آکر سمت ابر دیکھا کہ ہزارہا ساحر کرگدن و شیر آتشین پر سوار آتا ہے اور اژدہون پر تخت کھچا ہے دو ساحر تاج ولباس فاخرہ سے آراستہ بیٹھے ہین یہ دیکھ کر بختیارک نے صدا دی کہ بیت

ندانم بہر شد لیکن قدر دست فانہ دارم
بغیر یہم خاکسارم گوشۂ ویرانہ دارم

اِس ندا کو سنکر وہ ساحر اُترے اور شیطان سے بغلگیر ہوئے لشکر ساحران اُترنے لگا طبل و نقارے بجنے لگے دونون ساحر ہمراہ شیطان کے بارگاہ مین آئے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی اور عرضی افراسیاب کی پیش کی لقا عرضی پڑھکر بولا کہ ہمنے تقصیر شاہ طلسم معاف کی اور اپنی رحمت اُسپر نازل کرینگے غرضکہ یہ دونون ساحر دنگل پر بیٹھے اور ساقی نے جام شراب زعفرانی دیا ناچ ہونے لگا انھون نے سب حال لشکر امیر کا استفسار کیا کہ وہ کیسے بندگان قدرت ہین جنپر اسقدر رحم خداوند کا ہے کہ باوجود اِس سرکشی کے خداوندا نھین غارت نہین فرماتے بختیارک نے کہا یہ راز خداوندی ہین اِس امر کا

بیان کیا کروں اسکے لشکر کا حال
وہ لقا سے ہاتھی پہ آن سکے بعد
سماں صبح کا روشنی کا ظہور
زر سے سرخ ہوتا تھا اسپر سدا
نقیبوں کی یہ بات زیب وہاں
غرض ہو گیا لشکر بیابان میں
ادھر سے لشکر لقا بھی چلا
تھے ہمراہ ساحر بہت بیشمار
وہ کچھ اسکے تخت ہاتھیوں پر سوار
مقابل ہوئی فوج سے اسکے فوج
جما جب وہ لشکر بیابان میں
ہوئے جاگتے رن میں جب ہر طرف
ہوئے قلب میں جلوہ گر بادشاہ
زمیں ایک باری وہ تھرا گئی
اٹھا ایک جانب سے طوفان سا
ہنوز حال ان سب کے سامان کا
پڑھتے اک طرح کی ہر اک پڑھتا تھا
بنا ایک غول ان میں سے شکل شیر
کسی نے کیا اژدہوں کا بدن
ہزاروں میں سے شکل عقرب ہوئے
غرض جب کہ ترتیب لشکر ہوا
کہ اے نامداران میدان کین
چلو نام بکتا ہے میدان میں
ہٹے یہ صدا اسکے جب دم نقیب
پکارا کہ اے حمزۂ نامور

ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال
کرے ابر میں جیسے آواز رعد
درختوں پہ نغمہ سرا تھے طیور
قدم باقی ساحر مثل باد صبا
پڑھے سحر وہ ولیکن پڑھے مو فشان
بہادر دوڑے آکے میدان میں
بیابان میں وارد ہوا جب صبا
ہر اک سحر میں چیدۂ روزگار
ہو جس طرح سے شر آشکار
کہ جس طرح موج سے اکے موج
تو ساحر بھی ساحر تھے میدان میں
ہر اک غول سے باندھ کر ایک صف
پڑھے ہر طرف ساحر روسیاہ
قیامت سی اس دشت میں آ گئی
سمندر ہے بھی لاکھ جتنے سوا
کسی نے کیا سحر طوفان کا
اڑا پانی بیابان میں بڑھتا تھا
کھڑے بیچ میں شیر ان کے دلیر
دکھاتے تھے لگے اپنا اپنا وہ فن
وہ سب لشکر شہ سے اقرب ہوئے
نقیبوں نے دی پاس آ کے یہ صدا
کوئی ہے تھا عشق سے بہتر نہیں
عوض جان کے لو اسکو اگر آن میں
تو اہلیل نکلا بشکل مہیب
مقابل ہے کو ہو کوئی جلوہ گر

اس ندا کو سنکر داراب کشور کشا فرزند امیر گھوڑا اوڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب ہوا
اہلیل جادو زمین پر گر کیا اژدر دہان بنکر شعلہ ہائے آتش چھوڑتا آسیرا آیا شاہزادہ نے
بہت سے تیر لگائے جب تیر قریب پہونچے آتش دہن اژدر سے جل گئے شاہزادہ تلوار کھینچ کر
جا پڑا لیکن اوسنے قلاب آتش چھوڑ کر دم کھینچا داراب نے لنگر مارا کہ پاتک زمین میں
غرق ہو گیا مگر دم اژدر کا وہ زور تھا کہ تھم نسکا کھینچتا ہوا منہ میں اژدہے کے گیا اژدر
اوس کو نگل کر اپنے لشکر میں آیا اور اوگل دیا شاہزادہ بیہوش تھا اوس کو داروغہ زندان
بیخوار سحر کش جادو کے حوالے کیا کہ اُسنے جاکر مقید کیا اور اہلیل جادو پھر
میدان میں آکر مبارز خواہ ہوا اب کی بار پسر بدیع الزمان شاہزادہ تورج اوس کے
سامنے گیا فی الفور اوس ساحر نے ایک گلدستہ سے کر روبرو کیا وہ گلدستہ کھل گیا
اور چہرہ اُس میں سے پری کا نکل کر خندہ زن ہوا صدائے قہقہہ بلند ہوئی اُس غنچہ دہن
کے ہنسنے سے تورج زرد سے رو کے بیہوش ہو گیا اوسنے اُنکو بھی باندھ لیا اور بیخوار
کے حوالے کیا پھر نعرہ ہل من مبارز کی صدا بلند کی ابکی بار خورشید بن ہاشم شمشیر زن
نبیرۂ امیر نے اجازت حرب بادشاہ سے لیکر مرکب کی باگ اُٹھائی جب سامنے اہلیل
کے گیا اُسنے کچھ سحر پڑھکر دستک ماری ہوا تند چلی اور زمین سے ایک سرو قد کی صورت
نکلا اوس کی گل گلشن و دلدادگی قامت زیبا میں وہ صنوبر شمشاد تھی پاس اس نونہال
صاحب قران کے آئی اور پکاری کہ کیوں صاحب ہمارا تمھیں ذرا بھی خیال نہیں خورشید
یہ صدا سنکر مرکب سے اوترا اور پاس اُس نازک بدن کے گیا اوسنے آغوش محبت میں
لیا اور گلے لگایا شہزادہ گلے ملتے ہی بیہوش ہو گیا وہ زن سحر تو پھر زمین میں سما گئی
اور اہلیل نے اُنکو بھی زندانیان کو دے کر قید کرایا اور پھر طالب ستیز ہوا لشکر اسلام کے
شاہزادگان ذی وقار اور سرداران عالی تبار جا جا کر اوسکے سحر کی بدولت گرفتاری کے
مقید ہوئے اور قریب ایک سو بیس سردار کے قید ہو گئے اسوقت بختیارک نے وسواس
عیار کو بلا کر کہا تو چپکے سے جاکر کہہ آ کہ اے اہلیل اب جنگ موقوف کر کے حریف کو قتل کر دو
کیونکہ حمزہ مالک اسم اعظم ہے اگر وہ مقابلے میں آئے گا تو کچھ بن نہ پڑے گا وسواس نے
جاکر پیام دیا اہلیل نے ساحروں کو للکارا کہ ہاں ان سرکشوں کو گھیر دو اور قتل کر دو ساحر
اور سپہ سالاران لشکر یہ حکم سنکر حربہ لے کر حملہ آور ہوئے اُس طرف سے امیر بھی اشقر اوڑا کر

چلے اور بقیہ سرداروں کے نعرے بلند ہوئے بادشاہ نے بھی تخت چھوڑ کر مرکب خنگ سمند قرطاس زیرران کیا تلوار کھینچی سپاہ ہر دو باہم مل گئی بھر کر تلوار چلانے لگی ہر ایک بہادر نے شمشیرزنی سے تہلکہ ڈال دیا اُس وقت ساحروں نے سحر کیا کہ عقرب و مار برسنے لگے اور جسکو وہ کاٹتے تھے پانی ہوکر وہ بہتا تھا کہ نظم

وہ جادو میں تھے ہر کسی سے سوا ۔ ہر اک سحر میں ساحری سے سوا
لیا گھیر جب لشکر شاہ کو ۔ دبائے گہن جس طرح ماہ کو
جو عقرب کے اندر قمر آگیا ۔ تو دل شاہ کا داں پہ گھبرا گیا
قمر ہو جو عقرب میں ای نکتہ بین ۔ تو ہرگز لڑائی مبارک نہیں
غرض ہر طرف سے وہ لشکر گھرا ۔ عجب رنج میں ہر دلاور گھرا
نگہ دہنی جانب جو کی ناگہاں ۔ نظر آئے اژدر کشادہ دہاں
گئی بائیں سمت اُنکی جس دم نگاہ ۔ تو عقرب نظر آئے لاکھوں سیاہ
پس پشت جس دم لیا منہ کو پھیر ۔ ہزاروں دکھائی دیے اُنکو شیر
اسی طرح جس سمت منہ پھر گیا ۔ نظر آئی اون کو نئی اک بلا
دکھائی جو دی تھیں بلائیں عجیب ۔ وہ اک مرتبہ ہوگئیں سب قریب
بلاؤں نے گھیرا جو میدان میں ۔ تو ڈوبے بہت مرد طوفان میں
بہت سے ہوئے اژدہوں سے ہلاک ۔ بہتوں کو کیا عقربوں نے بھی خاک
یہ حمزہ نے دیکھا جو یہ ماجرا ۔ وہیں اسم اعظم پڑھا برملا
پڑھا پانچ سو بار جب اسم حق ۔ تو جادوگروں کا ہوا رنگ فق
پڑا تھا جو اُن ساحروں کا کڑا ۔ تو لرزہ سبھوں کے بدن میں پڑا
پڑھا پڑھ کے بسم اللہ آگے وہ شیر ۔ ہوا اسم اعظم کے باعث دلیر
جدھر اسم پڑھتے تھے صاحبقران ۔ بلا دور اُس جا سے تھی بیگمان
مگر رہتی تھی ہر طرف کی بلا ۔ اُسے دور کس طرح کرتے بھلا
یہ دھیان آگیا اُنکو اُس دم مگر ۔ کہ وہ اسم اعظم پڑھا تیغ پر
وہ جب کر چکے تیغ پر اسم دم ۔ تو چمکائی وہ برق کر کے علم
پھری گرد اُس بار کے شدت سے وہ ۔ مشابہ تھی ہالے کی صورت سے وہ

چھپکے میں تھا دائرہ نور کا | نظر آتا تھا نیزہ نور کا
بڑی روشنی جسم تلوار کی | تو وہ جل گیا اُس پہ بجلی گری
صدا فوج کی دے رہے تھے نقیب | کہ نصر من اللہ و فتح قریب
طلسم سے تیغ کو ایسی تاب | کہ طوفان کا کھویا اُسنے شتاب
نہ شمشیر اُسکے باعث سے یکسو رہے | نہ اژدر رہے اور نہ کچھو رہے
لڑائی رہی صبح سے تا بہ شام | چھپا مہر آخر ہوا دن تمام
سحر فوج انجم کی آمد ہوئی | لڑائی وہ دیکھے صبح پر اُٹھ رہی
بچے اس طرف تو دل فتح کے | ادھر سینہ زن سارے ساحر رہے

جس وقت کہ زاہد قدرت نے شعلہ ہائے پُر شعاع مہر کو آیۂ واللیل اذا عسعس سے فرو کیا اور تیغ کہکشان کو میدان سپہر میں چمکایا لشکر لقا میں طبل امان بجا اور لشکر جانبین کا خیمہ گاہ کی طرف پھرا الماس جادو چلتے وقت کہتا گیا کہ اے مسلمانو آج میں حمزہ کا اسم اعظم بند کرکے تم سب کو قتل کردونگا ورنہ اگر خداوند کو سجدہ کرو سرکشی سے باز آؤ غازیوں نے اس تقریر کے جواب میں لعن و طعن لقا پر کی لیکن امیر اپنے بیٹوں اور سرداروں کے قید ہو جانے سے رنجیدہ و دل گرفتہ ہو کے لشکر نے کمر کھولی اور کشتوں کو دفن کرایا زخمیوں کا علاج ہونے لگا بادشاہ نے شب کی خستگی خیال کرکے رات کا دربار معاف کیا ہر ایک سردار اپنی اپنی جگہ پر آرام گزین ہوئے طلایہ پھرنے لگا امیر نے عبادت کرنے کا سرانجام کیا بادشاہ سمت خلوت محل تشریف لے چلے سردار اور عیار جلو خانے تک پہونچانے ہمراہ آئے راہ میں بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرو کے نہ ہونے سے ساحروں کا لشکر پر غلبہ ہوتا ہے سردار گرفتار ہو جاتے ہیں ایک لاکھ چھ اسی ہزار عیار نامور ہیں لیکن کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا یہ فرما کر شاہ تو داخل شبستان ہوئے مگر عیاروں نے غیرت میں آکر تہیہ کیا کہ چل کر ساحران نابکار الماس و محلبیل کو قتل کرکے اپنے سرداروں کو چھڑانا چاہیے ایسا کچھ مشورہ کرکے ابو الفتح اصفہانی و چالاک بن عمرو و کلباد عراقی و کلماد عراقی چار عیار قلعہ و رزم دیتا وہ سقر لالی لگا کر شیشہ ہائے ناحق سے لیس و چالاک ہو کر روانہ ہوئے اُس طرف لقا جب اپنی بارگاہ میں پھر کر آیا واسطے اُن دونوں ساحروں کے حکم دیا کہ حوالی قلعہ

کہ وہ حقیق مین جو باغ کہ باغ مینا کہلاتا ہے وہان جشن کا سامان مہیا کیا جاے اور آج اُس باغ کی ایسی تیاری ہو کہ اُسے ہم جنت قرار دینگے اِس حکم کو سنکر سلیمان نے باغ کی آرایش کرائی اور سامان عشرت مہیا کیا دم بھر مین یہ عالم ہو گیا کہ نونہالان گلشن تماشا پوش تھے جام سے نزارت و تراوت نوش تھے ہر شجر جو بن مین پری تھا آسیب خزان سے بری تھا زمین وہان کی فلک تھی ایسی چمک تھی کہ نظم

وہ گل پھول اُس مین نمایان ہوے — کہ بہزاد مانی بھی حیران ہوے
صنعت کر سکون مین کہان نہر کی — جواہر کی تھین پٹریان نہر کی
ہر اک سو خیابان بلور و قمر کے — شجر بار ور سر سے پا تک ہرے
منڈھے تھے روپہلی تمامی سے سب — بہار انکی تھی چاندنی مین غضب
خوش آواز ایسی ہی تھین بلبلین — کہ رشک اُنسے جنت کے طائر کرین
جو تھی مختلف طائرون کی صدا — بجا ہے جو کہیے کہ ارگن بجا
عجب سبز باغ دل آرا کی تھی — وہ ساری زمین مشک سارا کی تھی
بمضمون سے طبع چالاک کا — سبو لطف انگور سے تاک کا
ہر اک کامدانی کی تفصیلی چڑھی — دو بالا ضیا خوشون کو دیتی تھی
سنہری جو تھی داربست اُسکا — ہری بیل دیتی تھی اُسپر بہار
لیے پنجے ہاتھون مین باندھے صف — پڑی پھر لی تھین بالین ہر طرف
دو رستہ رکھے جھاڑ بلور کے — یہ تھا صاف روشن کہ ہین نور کے
ہر اک روشن اس طرح کا تھا کنول — کہ تازہ رہے جس سے دل کا کنول
فروزان وہ ہر ایک صد رنگ تھی — صفائی دل صاف کی دنگ تھی
نہ دنیا مین تھا اُس سے بہتر مقام — غرض شستہ و رفتہ تھا ہر مقام

جب جملہ سامان آراستگی باغ ہو چکا لقا مع جادوگرون کے داخل باغ ہو کر تخت پر بیٹھا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا اُسوقت ابلیس سے بختیارک نے کہا کہ آپ دونون صاحب یہان تشریف فرمائین وہان لشکر مین عیار آکر سرداران مقید کو رہا کر لیجائینگے ابلیس نے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ مین دن بھر بسبب رزم و پیکار کے تھک گیا ہون لشکر

میں جاکر اندرون بارگاہ آرام کروں گا اور محافظ مجرمان بھی رہوں گا یہ کہہ کر خداوند سے
رخصت ہو کر بارگاہ میں پہنچا آرام گزین ہوا اور باغ میں اسکے بھائی کے سامنے ناچ
ہونے لگا لیکن چھپا چار دن جو اشکال کے پیچھے چلے تھے ان میں سے کلماد عیاری
نوجوان کی صورت بنکر عجیب آدمی کی ایسی وضع بنا کر یعنی لنگوٹی باندھی انگرکھا پیوند دار
پہنکر پیرہن یا در باغ بنا پر آیا یہاں جلسہ عشرت کی دھوم تھی اک کیفیت ہجوم تھی جتنے
ساحر اور امرا اندر باغ کے تھے اسکے ملازم اور چوبدار و خدمتگار در باغ پر جو چھپنیاں
بنی تھیں ان میں جمع تھے کوئی شراب پیتا تھا کوئی اندر باغ کے جاتا تھا کوئی باہر
آتا تھا کوئی لوٹا لیے دوڑا جاتا تھا کہ میاں پیشاب کو اٹھے ہیں کوئی لالٹین اور جوڑا
پاپوش کا لیے اندر گیا تھا کہ حضور اٹھے ہیں کسی کے کاندھے پر میاں کی شال پڑی
تھی کسی کے کاندھے پر تہ کیا ہوا شالی رومال تھا کوئی کہنی پر رومال یا چادر تہ کیے
ڈالے لکڑی سنبھالے تھا مختصر کہ اور بعضے ہر ایک کے سر پر لگے تھے سرخ پگڑیاں باندھے
تھے بعض چینی ہولی رچیکن پہنے کمر سے باندھے کمر سے پٹی باک گھرتے تھا انہیں میں سے
ایک بوڑھا چوبدار اکیلا ایک طرف کی بیچنی میں بیٹھا تھا اور بسبب کبرسنی کے تھک گیا تھا
حقہ پینے کو جی چاہتا تھا مگر اٹھتا نہ تھا اتفاق سے کلماد اکیلا دیکھ کر اسی کی طرف گیا
چوبدار تو گویا خدا سے چاہتا تھا کہ کوئی ادھر آ سکے اسکا آنا غنیمت سمجھا چاہیے کہ خضر نکلے
خوش ہو کر یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو بلکہ بہت گویا ہوا کہ میاں صاحبزادے تم سلامت
رہو ذرا سی آگ لیتے آؤ کلماد نے کہا بہت خوب کیا میاں مرد بیٹھے صاحب حقہ پیجیے
لیجیے تو چلم بھرتا لاؤں اور حقہ تازہ کر کے رکھ جاؤں مرد نے کہا لے تم جیتے رہو
اور تم بھی پینا کلماد نے حقہ تازہ کر کے رکھا اور چلم لے کر آگ لینے گیا اور چلم میں
بیہوشی کا عطر آگ رکھ کر لایا اور اپنا تیار کر کے مرد نے اسے روبرو رکھا اسنے کہا سلگاؤ
جواب دیا کہ میں نہیں پیتا ہوں آپ کے فرمانے سے بھر دیا وہ دعائیں دینے لگا
اور ایک دم کھینچ لگا یا دھواں منہ ہی میں رہا اور جھومکر بیہوش ہو گیا اس سے تنہائی
تھی کلماد نے اسکے کپڑے اتار کر وہیں کھرکر مثل اس کے اپنی صورت بنائی اور
اسکو اور خود بھی ہوش کر کے پگڑی سر پر اپنے رکھ کر عصا لے کر باغ کی طرف چلا

جب اندر باغ کے گیا عجب باغ نزہت آگین دیکھا اور زیر نگیرۂ زرتار جواہر نگار تخت پر لقا
کو بیٹھے پایا گرد امیران عظام کا مجمع دیکھا ایک طرف ونگل پہ مخلیل بیٹھا تھا اور رقاصہ ناچ
رہی تھی ہنگامۂ عشرت گرم تھا کہ یہ بھی سامنے اس انجمن رشک دہ بزم انجم سپہر کے جاکر
ٹھہرا اسوقت بختیارک نے مخلیل سے کہا کہ آپ کے بھائی صاحب اسکے لشکر میں
گئے ہیں ذرا اون کی بھی خبر لیجیے اور سرداران امیر کو اچھی طرح قید کیجیے ورنہ عیار اُنکو
لے جائینگے مخلیل نے کہا ملکہ جی تمہیں وہم بہت ہے میرا بھائی ایسا نہیں ہے کہ
کوئی اوس کی موجودگی میں لشکر کے اندر آسکے اور قیدیون کی جانب دیکھ سکے بختیارک
نے کہا بڑے بول نہ بولو آج رات مجھ سے کچھ نہیں معلوم ہوئی آنکے تو عمرو یہان تھا
اب اس کے بیٹے اور شاگرد سب ملک الموت ہین مجکو تو آج سب حاضرین دربار عیار
نظر آتے ہین بلکہ در و دیوار سب عیاری عیار ہین ابھی وقت فرصت کا ہے تم خدا اُن کو
کی تقدیر کے بھروسے پر نہ رہو کچھ تدبیر ایسی کرو کہ زندہ بچو مخلیل ان باتون سے ہنسنے لگا
اور کہنے لگا ہوا کہ ہم ایسے ویسے ساحر نہیں ہین کہ ہمکو کوئی بار ڈر اسکے تم دیکھا کرو ابھی اسم اعظم
جمع وہ بند کرتے ہین خدا پرستون کا خاتمہ کرتا ہون بختیارک نے کہا کہ [illegible]
جو مین کہتا ہون واسطہ سامری کا تم غافل نہ ہو خلاصہ یہ کہ امیر شیدایان سے ایسا
ورغلانا کہ اسنے ایک رقعہ لکھا کیفیت اس مین درج تھی کہ بھائی [illegible]
کہا اور قیدیون کی جگہ سحر بند کردو کہ عیار سارے لشکر مین پھیلے ہین یہ لکھ کر اور [illegible]
دیکھا سامنے کلما ونشکل چوبدار کھڑا تھا اسکو پاس بلا کر رقعہ دیا کہ اہلیل پاس لشکر مین
لیجا اور کہا زبانی بھی کہدینا کہ ہم سے غفلت نہ کرین عیار کا بہت خیال رکھین [illegible]
ریاران کی سمت جانے نپائے کلما ونشکل رقعہ لیے چلا دل سے کہتا تھا کہ موقع تو
خوب ہاتھ آیا اب مارا ہے سنے دو لون کو فی الحال وہان سے لشکر مین پہونچکر اہلیل
کے پاس آیا اور رقعہ دے کر کہا کہ آپ اس کو پڑھ کر ذرا علحدہ چلین کہ آپ کے بھائی
نے اور بھی کچھ کہا ہے اسنے رقعہ مین خط اپنے بھائی کا پہچانا اور چوبدار کے ساتھ اُٹھکر
کنارے لشکر کے گیا چوبدار مصنوعی نے تنہائی مین پہونچکر خواب بیہوشی منہ پر مارا کہ وہ
بیہوش ہو کر گرا اوس نے لباس اسکا اوتارا اور وہین بیٹھکر قافلہ عیاری کھولا

ہاتھ میں لٹکائے بارگاہ میں آیا ملازمین سے کہا تم سب ہٹ جاؤ مجھے بھائی صاحب نے
ایک چیز ایسی بھیجی ہے کہ مخفی تم سے اسکو رکھونگا وہ سب ہٹ گئے اسنے ایک صندوق
میں اہلیل کو بند کر کے قفل دے دیا اور آپ باہر بارگاہ سے آکر پکارا کوئی ہے ملازم حاضر
حاضر ہوکر سامنے آئے اسنے حکم دیا کہ مجھے آج کھٹکا ہے کہ عیار آکر قیدیون کو چھڑا لیجائینگے
لہذا داروغہ محبس سے کہو کہ سب اسیرون کو یہان لے آئے میں آپ پہرا دونگا یہ
حکم سنکر ملازم چلے اور کلبا دیمی چلا کہ زندان سے سردارون کو نجات دلوا کر باہر سے
باہر ہی لیجاؤن پھر آکر سمجھ لونگا غرضکہ اول کچھ نوکرون نے صحنوار سرکش جادو
داروغہ سے جاکر اطلاع دی کہ حضور قیدیون کو مانگتے ہیں جلد لیچلو داروغہ حکم پاتے
ہی اسیرون کو زنجیر میں باندھ کے چلا راہ میں اسکو دیوانہ آہن خوار جادو
ملا کہ توشک خانہ کا مالک ہی ملا اور پوچھا اسنے صحنوار کو کھٹکا کہ اسیرون کو کہان لیے جاتا
ہے صحنوار نے کہا حضور مانگتے ہیں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اہلیل نقلی بھی آکر پہونچا آہن خوار
اسکو دیکھکر خاموش ہو رہا بلکہ بارگاہ کی طرف چلا گیا اور کلبا دیمی نے ٹھہر کر کہا کہ میں
اپنا پہرا یہیں قائم کرتا ہون تم اے صحنوار جادو کی قید سب پر سے رفع کر دو اسنے سحر کاردینا
شروع کیا لیکن دیوانہ آہن خوار جادو جو بارگاہ میں گیا یہ تو مالک توشک خانہ
کا تھا کپاس وغیرہ رکھنے کے لیے جو صندوق کھولے ایک میں اہلیل کو بند پایا حیران ہوا
کہ یہ کیا ماجرا ہے کیونکہ ابھی اہلیل تو قیدیون کو چھڑا رہے ہیں اور وہ یہان ہیں
آخر سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین سے ایک عورت سیہ فام رقعہ لیکے نکلی وہ رقعہ لیکر
پڑھا لکھا تھا کہ یہ اہلیل اصل ہے اور وہ عیار ہے جو قیدیون پاس ہے یہ پڑھکر رقعہ زمین
میں کو دیا کہ وہ لے کر غائب ہو گئی اور یہ آہن خوار دوڑا کہ ایسا نہو عیار اسیرون کو چھڑا لیجائے
اور راستے ہی ایسا سحر کیا کہ کلبا دیمی زمین پر گر کر لوٹنے لگا صحنوار یا تو دھر پڑھ رہا تھا
یا اسکو اٹھانے میں مصروف ہوا اسی عرصہ میں دیوانہ آہن خوار پہونچا اور پکارا کہ لینا
اس بد ذات کو یہ کلبا عیار ہے مالک کو ہمارے صندوق میں بند کر آیا ہے یہ سنتے ہی صحنوار نے
سحر کیا کہ کلبا دیمی ہمراہ سردارون کے زنجیر آتشین میں بند ہو گیا یہ لیکے سردارون
کو قیدخانے میں گیا اور آہن خوار نے آکر اہلیل کو ہوشیار کیے سارا ماجرا بیان کیا
[illegible]

اور لباس درباری پہنکر باغ کی طرف چلا کہ بھائی سے سب حال کہکر اُسکو بھی بلالون اکیلا
لشکر مین رہنا اچھا نہین ایک سے دو بھلے یہ سوچکر روانہ ہوا اُسکو جاتے ابوالفتح عیار نے
دور سے دیکھا کیونکہ چار عیار بہر عیاری آئے ہین وہ سب اسی فکر مین پھر رہے تھے غرضکہ
جب اُسے جاتے دیکھا فوراً اپنی صورت مثل برہمن کے بنائی چندن سے دار لٹیا پہنی انگوچھا
کندھے پر ڈال کر ایک سرے مین انگوچھے کے پترہ باندھا دوسرا سرا سینے کے قریب لٹکایا
ہرنائی کے نیچے جنیو چھپایا اور دھوتی تہمدی باندھی قشقہ پیشانی پر دیا لشکر سے نکل کر
شگن ساعت پکارتا چلا جب اہلمیل لشکر کے وسط کرکے صحرا مین پہونچا برہمن نے اُسکو دیکھکر
اسیس دی کہ بھگوان بھلا کرے پرمیشر بنائے رکھے نارائن کرپے بچائے اندر بولو یا اے دشمن
دور رہے اب تو آپ کی نوین پر مصیبت ہے چندر مان بلی ہے چیلا گمکھی رہیگا بھگوان کی دیا
سے مورے مہراج کی بڑھتی کے دن ہین مشکل پانچوان سورج کو شتری یعنی مشرق سے
سب کام سدھ ہون گے اہلمیل نے یہ باتین سنکر گھوڑا روک لیا اور کہا مہاراج آج بڑی
مہر ہوئی جان بچ گئی نہین تو عیار نے مار ڈالا تھا آپ ذرا پتر سے ہمین دیکھیے تو کہ ہم
اور بھائی میرا حمزہ پر فتحیاب ہوگا برہمن نے یہ سنکر کہا راہ چلتے ہین شگن پوچھنا اچھا
نہین ذرا ٹھہر جائیے تو ہین بچار دون اہلمیل گھوڑے سے اوتر کر برہمن کے پاس آیا اور
پانچ روپیہ پوتھی کھلوائی سامنے رکھے برہمن نے پوتھی کھولی اور پتکہہ پر کچھ منتر پڑھ کر
گنتیان لگا پھر جھکیا دھیرہ کا انگلیون پر بچار کرکے کہا یہ پوتھی ہین جو شبد فٹ سے سرخ
لکھی ہوا اسپر انگلی رکھیے اور روشنی منگا لیجیے کہ ہین غور کرون اہلمیل نے ایک منکا
اٹھا کر پڑھا کہ مشعل کی طرح جلنے لگا اور مشعل کو ہاتھ مین لیے بیٹھ کر پوتھی کی کنڈلی پر
انگلی رکھی برہمن نے اُسکو پوتھی کی طرف مشغول دیکھکر ایک لٹا بیہوشی کا اوس مشعل پر
ڈال دیا کہ یکایک بھبکا نکلا اور دھوان ایسا پھیلا کہ اہلمیل اُس مین چھپ گیا اور
بو سے اُسکی بیہوش ہوگیا ابوالفتح نے اوسی مشعل کی روشنی مین بیٹھکر شکل اُس کے
صورت اپنی بنالی اور اُسکا لباس پہن کر جب درست ہوچکا اُسکو ایک غار مین ڈالکر
پتھر سے دہن غار بند کر دیا لیکن وہ مشعل سحر کی اُسی طرح روشن زمین پر پڑی رہی یہ
سمجھا کہ جب تک اہلمیل زندہ ہے مشعل نہ بجھے گی کہ اُسکے سحر کی ہے غرضکہ اُس کو چھوڑ کر

کہا کہ اے برادر تم کیون آئے مین نے تمکو رقعہ بھیجا تھا ہزارون عیار فکر مین ہم دونون کی
پھرتے ہین تم نے غضب کیا کہ اکیلے چلے آئے اہیل نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ آپنے
خوب رقعہ بھیجا تھا کہ وس جو ہمارے تو بیرا خاتمہ کر دیا تھا یہ کہکر سب سرگذشت کا بیان
کی جو کچھ کہ ہمین ہنکر زبانی اہیل کے سنی تھی بیان کی محاییل نے اسوقت کہ بھائی کو
بلا سے نجات پایا ہوا دیکھا گلے سے لگا لیا اور کہا اب تمکو اکیلا مین نہ چھوڑون گا چلو مین
بھی لشکر مین چلکر شب بسر کرون یہ کہکر خدا داد سے رخصت ہو کر روانہ ہوا آگے جاکر اہیل
نے کہا کہ راستے مین دوست اور دشمن کو دیکھتے جانا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون اور باہر
آکر دونون گھوڑون پر چڑھ کر چلے راہ مین اسکو خیال آیا کہ کہین ایسا نہو یہ شخص میرے
بھائی کی صورت بنکر آیا ہو اور مجھے دھوکا دیکے لیے چلا ہو یہ سوچکر کچھ پڑھکر پھونکا
رنگ و روغن عیاری اڑ گیا اور صورت اصلی ابوالفتح کی ظاہر ہو گئی ابوالفتح گھوڑے
سے کود کر بھاگا اسنے اپنے گلے سے مالا توڑ کر پھینکا کہ سانپ بنکر لپٹا اور ابوالفتح کو کھینچ کر
سامنے آیا اسنے کہا سچ بتا کہ تو کون ہے اور میرے بھائی کو تو نے کیا کیا اسنے جواب دیا کہ
مین عیار ہون بھائی کو تیرے غار مین ڈال آیا ہون وہ خواستگار ہوا کہ چل مجکو بتا دے
ابوالفتح بولا کہ مجھے چھوڑ دو تو بتا دون اسنے کہا او بدذات تیری عیاری نہ چلیگی مین
تجھے چھوڑ دون کہ تو بھاگ جائے اور پھر آکر مجھے ستائے ابوالفتح نے کہا اگر تمھین خیال
ہے کہ مین بھاگ جاؤنگا تو لشکر مین چلو معاملہ کرو بھائی کو اپنے لو اور میرے بھائی کو دو
محاییل بولا کہ ارے حرامزادے میرے تیرے معاملہ مقدمہ کیا ہے مین کچھ ایسا کمزور ہون
جو تجھ سے دب جاؤن یہ کہکر کچھ سحر ایسا پڑھا کہ ابوالفتح خود بخود دوڑتا ہوا چلا اور
اسی جگہ آیا جہان اہیل غار مین بند تھا محاییل نے اسکو باہر نکالا اگر وہ بیہوش پڑا
تھا ابوالفتح سے کہا اسکو ہوشیار کر اسنے کہا مجھ پر سے سحر اتار لو تو مین ہوشیار کر دون
محاییل یہ کلام سنکر سمجھا کہ تو حصار سحر سے گرد ہے اور اسکو چھوڑ دے گا پھر گرفتار کر لینا
یہ حصار سے باہر تو جا نہ سکے گا اس سے خوف کرنا کیا ہے یہ سوچکر رو حصر پڑھکر ابوالفتح
کو رہا کیا لیکن گرد حصار کر دیا یہ تو جادو کرنے مین مصروف ہوا لیکن ابوالفتح جو پاس
کھڑا ہوا کھڑا تھا اسنے سینہ پر ہوشیاری مار کر دم سے زمین پر گرا ابوالفتح خنجر کھینچکر
پہونچا ارادہ ہوا کہ ذبح کرون اسوقت اہیل جو بیہوش پڑا تھا اتفاقاً ہوش سے

اُسنے کہا کیون اے دزد آب کہ تیرا کیا حال کرون یہان تیری عیاری کچھ نہین چل سکتی کیونکہ
ایک سمت گلاب کا شیشہ رکھا تھا چاہا کہ اُٹھا کر بھائی کے منہ پر چھڑکون اور تازیانہ لیکر عیار کو
مارون اُسوقت وہ بطخ جو الماس کی کٹہری تھی پکاری کہ واہ واہ صاحب تم خود ایسے غافل
ہوے کہ عیار کو اپنے ساتھ دوڑ سے آئے اتنا بھی نہ سمجھا کہ یہ شخص غیر ہے یا اپنا ہے جس کو ہم اندر
بارگاہ کے لیے جاتے ہین یہ کلام بطخ کے سنکر یا تو شیشہ اُٹھانے جھکا تھا یا جھپٹ کر
چاہتا تھا کہ سنبھلے لیکن عیارون نے دیکھا کہ اس بطخ حرامزادی نے سب کام بگاڑا اب
غفلت نہ کرو یہ سوچکر چالاکی تمام گلبادہ نے اُسنے سنبھلنے بھی نہ دیا ایک خنجر اس زور سے
پشت کی جانب سے مارا کہ سر مخلیل کا کٹ کر دور گرا غل و شور برپا ہوا اوس وقت
چالاک چھوٹ گیا کیونکہ اُسی نے اُسکو قید کیا تھا لیس رہا ہوتے ہی خنجر کھینچکر اہلیل جو
بیہوش پڑا تھا اُسپر لگایا بطخ چیخنے لگی گلدستہ کھل گیا اور شعلے نکل کر دو چالاک
کے پیچھے لیکن گلبادہ نے دوبارہ بڑے زور سے خنجر مارا کہ سر اُسکا بھی جدا ہوا العیاذ باللہ
وہ صدا ہاے مہیب پیدا ہوئین کہ گویا آسمان پھٹ پڑا وہ بطخ اور پتلی اور گلدستہ جلنے لگا
بجلیان چمک کر گرنے لگین نوکر چاکر جو باہر بارگاہ کے تھے بدحواس ہوکر بھاگے کہ کیا یہ
کیا آفت آگئی عیار نعرہ کرکے سر اُٹھا ہاے بارگاہ پھاند کر بھاگے لیکن یہ غل و شور
سنکر دیوانہ آہن خوار جادو داود مشتوار مسرکش جادو جیتا بادہ دوڑے اور عیارون
نے انھین دیکھا تو بھاگے تھے یا پھر اور گلبادہ تو ساحر کی صورت تھا اور چالاک
خدمتگار بنا ہوا تھا کچھ صورت بدلنے کی تو ضرورت تھی نہین دوڑ کر مشتوار وغیرہ کے
پاس آئے رونے لگے کہ ہاے ہاے اہلیل و مخلیل دونون کو خدمت سامری مین
عیارون نے بھیجا ہم دونون عیارون کے پیچھے دوڑے تھے مگر وہ سامنے کی طرف
بھاگ گئے اس طرف چند درخت گنجان لگے ہین اُس مین کچھ آثار اُنکے ظاہر ہوئے ہین
مگر ہم فرط دہشت سے جا نہین سکتے یہ تقریر سنکر اُن دونون نے کہا چلو ہم چلتے ہین یہ
کہکر دونون ہمراہ ہوے وہان ساحر اور ملازم وغیرہ سب بارگاہ کی طرف دوڑے جاتے
تھے آگ پتھر برس رہے تھے غوغا بلند تھا قابو عیارون نے خوب ہی پایا کچھ دور اُن دونون
کو لگا کر لائے اور کہا دیکھیے وہ عیار کھڑے ہین انھون نے ذرا اُدھر دیکھا کہ انھون نے
بیضہ بیہوشی مارے دونون بیہوش ہوکر گرے چالاک و گلبادہ نے سر کاٹ لیے یہان کبھی

ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا غلغلہ ہوتے ہی فوج ساحران سے کچھ لوگ اس طرف بھی دوڑے کے
عیار نعرے مارکے بھاگے مگر ہتھیار انکے مرنے سے سردار اور وہ عیار جو قید تھے انپر سے
سحر دفع ہوگیا باہم مشورہ کیا کہ زمین پر کسی کا ہرشے کا کام ساحروں کا تمام کیا بس عیار تو
خنجر کھینچکر اور سردار تلوار پکڑکر زندان سے نکلے ساحر تو آفت برپا ہونے سے چار سمت
گھبرائے پھرتے تھے کہ یکایک سردار آگرے اور زیر تیغ لشکریان لقا اور ساحروں کو کر لیا
ساحر اسقدر بدحواس تھے کہ سحر کرنا بھولے اور فوج میں بھگدڑ پڑی مگر سرداروں نے
دم بھر میں دریا خون کا بہا دیا لاشوں کا انبار لگا دیا مختصر صاف کردین نظم

مثل پر ناوک پشہ زن بار	تھے زاغ کمان سے پر نمودار
سر شیر ہر ایک تیغ سے تھی	شکل قد یار بار ڈھہتی
ہنگامہ حشر زا بپا تھا	ہر سر کے ہر ایک گر رہا تھا
لڑتے پھرتے وہاں سے سردار	اپنے لشکر میں پہونچے جرار

اس ہنگامہ کی خبر باغ مینا میں بہت کو پہونچی کہ ساحر واصل جہنم ہوئے اور سرداران اس
قتل وغارت کرکے چلے گئے لشکر میں آفت برپا ہو گیا ہے قیامت کا سا عالم ہے لقا وہاں سے
تخت پر سوار ہوا اور جب لشکر میں پہونچا دیکھا لاشیں پڑی ہیں لشکریوں کی جو صورت
خون میں بھری ہے خیمے جلتے ہیں ساحر بھاگتے پھرتے ہیں یہ کیفیت دیکھکر طبل آسائش
اسنے بجوایا سرداروں کو بلاکر دلاسا دیا پھر بارگاہ شکستہ میں اگر تخت پر بیٹھا ادھر
ساحر باقیماندہ لاشے اہلیل و محلیل وغیرہ کے سامنے لائے کہا ہم طلسم میں جاتے ہیں
اسنے کہا انکو غرور ہو گیا تھا اس سبب سے میں نے انکو غارت کر دیا میں کسی کی مدد
کا محتاج نہیں ہوں بختیارک بولا کہ خدا پرست بڑے جبارے بندے خداوند کے ہیں
کہ خداوند آپکی خاطر سے اپنے ملک اور قبول چھوڑکر بھاگتے پھرتے ہیں اور جس ملک
میں جاتے ہیں آپکی خوشی کے واسطے وہاں کے بادشاہ اور وزیر دوستوں کو انکے ہاتھ
سے قتل کراتے ہیں ساحر یہ کلمات سنکر الجھ اور پیچ کھاتے ہوئے سمت طلسم گئے اس طرف
سردار سب لشکر میں پہونچے دیکھا کہ رات سب گذر چکی ہے یعنی وہ وقت ہے کہ دیو سیاہ
شب پا آوارہ دشت مشرق کی سنکر روبفرار آیا اور تیغ شعاع مہر نے اپنی تاب سے
جہان کو منور فرمایا ہے

غرض ہو گئی جب سحر آشکار		برآمد ہوا شاہ مشرق دیار
ہر اک ذرے کا تھا مقدر رسا		کہ خورشید تابان نے بخشی ضیا

امیر مسجد کرپاس مین بہر نماز تشریف فرما ہوے اوس وقت سردارون نے قدمبوسی کی
امیر نے سب کو گلے سے لگایا باعث رہائی استفسار فرمایا سردارون نے عیارون کا حال
بیان کیا عیارون کو خلعت عنایت کیا بعد ادائے فریضہ نماز بارگاہ مین آکر سرِ عشرت پیرا
ہوے لیکن ساحر جب طلسم مین بھاگ کر گئے راہ مین ایک شہر اونکو ملا کہ وہان کی حاکم
ہمشیرہ اہلیل و تحلیل ہو اوسنے سنا کہ کچھ ساحر بھاگ کر خداوند کے پاس سے آتے ہین
خدمت افراسیاب مین جاتے ہین اوسنے ساحرون کو بلا کر پوچھا کہ تم کہان سے ہمراہ
خداوند کے پاس گئے تھے ساحرون نے کل واقعہ رزم اور قتل ہونا اہلیل و تحلیل کا
بیان کیا جب اوس لکاتہ نے کہ نام اوسکا گلستان جادو ہے مارے جانا بھائیون کا
اپنے سنا آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی اور عازم ہوئی کہ انتقام خون برادران
مسلمانون سے جلد کرے ساحرون کو عرضی لکھ کر حوالے کی کہ خدمت شاہ جادوان مین
پہونچا دینا اوس مین یہ قلمبند کر دیا کہ کنیز کے دو بھائی مارے گئے مجھے اسقدر تاب ضبط
باقی نہ تھی جو حاضر خدمت حضور ہو کر اجازت جانے کی لیتی فی الحال بہر جنگ خداپرستان
مین جاتی ہون اطلاعاً عرضی بملازمان شہنشاہ مین بھیجی غرضکہ عریضہ لیکر تو ساحر
اوس طرف روانہ ہوے اور اوسنے اپنے لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا فوج مین طبل سفر
بجا بارہ ہزار ساحر درست وچست ہوا گلستان طاؤس آتشین پر سوار ہوئی بجلیان
چمکنے لگین ابر گھر آے بڑے تجمل وشان سے سواری اوس کی چلی اور بعد طے مسافت راہ
لشکر لقا مین پہونچی یہان لقا مارے جانے سے ساحرون کے رنجیدہ و دل کبیدہ
بیٹھا تھا کہ فلک پر برق چمکی سب حیران ہو کر دیکھنے لگے بختیارک نے کہا کوئی بندہ مقرب
خداوند آتا ہے لقا بولا کہ مین نے تجھ کو اس لیے شیطان بنایا ہے کہ تو پہلے سے میری مشیت
کا راز ظاہر کر دیتا ہے فی الحقیقت بندہ خاص میرا آتا ہے جا استقبال کر کے لے آ اسوقت
اور ملازمون نے پوچھا کہ یا خداوند یہ کونسا بندہ آتا ہے آپنے جواب دیا کہ لاکھون بندے
میرے ہین کسکو مین بتاؤن کہ کون آتا ہے جب سامنے آئیگا تو بتلا دونگا الحاصل یہ
مسخرا تو بیہودہ بکتا رہا وہان بختیارک نے جاکر استقبال کیا گلستان کو ایکبارگاہ مین

آیا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا لقا نے کہا اے بندی قدرت فراز اچھا ہی بختیارک پکارا کہ
خداوند بڑی دیر سے تمھین یاد کر رہے تھے لقا نے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا کرسی پہ بٹھایا
اُسنے نذر دی خلعت فاخرہ عنایت ہوا اُدھر لشکر اُسکا اُترا لقا نے کہا اے بندی قدرت
ہمنے تمھین اپنی بہشت رہنے کو عنایت کی تم باغ مینا مین جا کر اُترو اور سلیمان سے حکم دیا کہ
تمام سامان عشرت باغ مین بہر آسایش ملکہ مہیا کرو حسب الحکم چھپرکھٹ وغیرہ سامان
مطبخ و آبدار خانہ اور میخانہ ہمہ نعمت اُس باغ مین مہیا کر دی گلستان اپنی کنیزون کو لیکر
وہان گئی اور راہ کی تھکی ماندی تھی دن بہر آرام گزین ہوئی دل مین بہت خوش ہوئی
تھی کہ خداوند نے جیتے جی بہشت رہنے کو مجھے عطا فرمائی غرض کہ تمام دن باغ مین رہکر
آسودہ ہوئی جس وقت کہ نخلبند حدیقہ قدرت نے گل آفتاب کو مجھول و پژمردہ کیا اور
چمنستان افلاک مین گلہاے کواکب شگفتہ فرمائے کہ بموجب شعر

بسان گل باغ ہر انجم تھا	فلک کا چمن جس سے منور ہوا
ستارون مین تھی ایسی تابندگی	کہ روشن تھی وہ رات تا دن بھری

گلستان دربار خداوند مین آئی دو چار جام بادہ ارغوانی پیے حال خداپرستون کا پوچھا
بختیارک نے کہا کہ وہ گروہ بہت بلا ہے بد ہر کوئی اُنسے عہدہ برنہین ہو سکتا کیونکہ
خداوند کو پیدا کیے کی شرم ہی اب تم یہان آئی ہو وہ چارون رکھ تماشا دیکھو گلستان نے
جواب دیا کہ ملک جی سحر کا مقدمہ بہت زبردست ہی خداپرست کیا کرینگے مین آگ
کے سمندر کو برف کا دریا کر لی ہون اور برف کے دریا کو آتش کا بنا لی ہون دم بھر مین
زمین و آسمان کے قلابے ملا لی ہون ابھی خداپرستون سے کسی اچھے ساحر سے سابقہ
نہین ہوا تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ پھر کیفیت دیکھو کہ ایک لمحے مین کیا تھا اور کیا
ہو گیا ساری اون کی زبردستی نکال دون گی بختیارک نے کہا ابھی طبل جنگ نہ بجواؤ
زمانے کی ٹھنڈی ہوا کھاؤ حمزہ مالک اسم اعظم ہی اول اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کرو
عیارون سے محفوظ رہو تو پھر جو چاہنا سو کرنا مین محبت سے یہ کہتا ہون تمھاری جوانی
پر ترس آتا ہی گلستان بولی کہ ملک جی تمھاری تعریف مین نے جیسی سنی تھی اُس سے
زیادہ پایا تمھاری ذات بہت غنیمت ہی لیکن اب تو طبل بجتا ہی پھر دیکھا جائے گا یہ
کہکر حکم دیا کہ نقارہ رزم بجے پھر ایک لرزہ [illegible] حسب الحکم خناس عیار نے

نقار خانے میں جا کر کوس جمشیدی پر چوب لگائی ساحروں اور لقاپرستوں میں تیاری جدال و قتال ہونا آغاز ہوئی ادھر ہرکارے دوان دوان خدمت والا ہمت سلطان اسلامیان میں آکر عرض پیرا ہوئے کہ بیت

شہا ملک و دین در پناہ تو باد ۔ خجستہ باغ ظفر شمع راہ تو باد

گلستان جادو نام ایک ساحرہ آمادہ پرخاش ہوئی ہے مقابلہ ملازمان و بندگان درگاہ سے کیا چاہتی ہو شاہ نے یہ خبر سنکر حکم نواختن طبل جنگ دیا نقارہ رزم بجنے ہی وہی ہنگامہ شور و شر برپا ہوا نظم

طبل جنگی کی تھی صدا یہ دن ۔ خون ہوا خوف سے دل گردون
سب بہادر کمال جرات سے ۔ باہمیں یہ باتیں کی کرتے تھے
آخر اک روز ہمکو مرنا ہے ۔ روح کو جسم سے نکلنا ہے
آج میدان میں لڑ کے مر جائیں ۔ نام دنیا میں اپنا کر جائیں
کر رہے تھے اسلحہ کو اپنے درست ۔ تھے سوار و پیادہ چاق و چست
شہ کا دربار بھی ہوا برخاست ۔ فتنہ ہا سے بلا ز جا برخاست
آئے سب غازی اپنے خیموں میں ۔ تا کہ تیاری جدال کریں
پر تو اس فکر میں ہوئے مصروف ۔ وان گلستان تھی سحر سے مالوف
ایک چوکی بچھا کے صندل کی ۔ غسل کرکے وہ اس پہ آبیٹھی
سامنے تھالی اک سجی تھی ۔ لونگ الاچی و پھول سے تھی بھری
آگ سلگا کے گرد بیٹھا ۔ اور پھر سلگے ماش کا آٹا
کرکے تیار اس کے دو چمچے ۔ شیشۂ آتشی میں بند کیے
رکھ کے شیشے کو جب دبانے لگی ۔ بجلیاں چمکیں اور آندھی آئی
فوج اسلام میں جو وہ آئی ۔ ہر طرف دھوم جنگ کی مچی
تسمے سے ڈھال ابر کا پوچھا ۔ سب نے سحر سے یہ جتلایا
تھے جو سب میں ہیں وہ شہنشاہ ۔ کرتے ہیں طاعت خدائے عباد
سن کے اس سے فریب سے آ ۔ منہ کو شیشے کے جا کھول دیا
جگہ سے شیشے سے دونوں ہی [illegible] ۔ اور گرد میں یہ دیو [illegible]

کالی صورتیں مہیب تھے نقشے — آتشیں گرز ہاتھ میں اونکے
گیا مسجد میں ایک ان میں سے — دیکھا اوس کو امیر نے آتے
اسم اعظم کیا جو ورد زبان — سحر کے دیو کا نہ پھر تھا نشان
زور سے اسم پاک کو جو پڑھا — دوسرے دیو کے وہ بند کیا
پھر گلستان نے کے وہ پتلا — اسی شیشہ میں جلد بند کیا
پھر پکاری وہ خبیثہ پاک — بند کر لے بغل میں اسم پاک
نام ہونے سے اسم اعظم کے — بیہوش میں اپنے پھر امیر آئے
لے کر شیشہ کو ساحرہ جلد ہی — لشکر ساحران میں جا پہنچی
ہو لی اس عرصے میں سحر پیدا — ہو اگر دوان یہ پھر جلوہ نما
مہر تاباں کا حکم جاری تھا — شب سیارگان فراری تھا
زینت تخت چرخ تھا خورشید — اسی طرح نکلا جس طرح امید
آئے مسجد میں صبح کو سردار — کر کے میں چل کے طاعت غفار
غش میں پایا امیر والا کو — رو تھا اور اپنے آقا کو
بارگہ میں لٹا دیا لاکر — ستائے بھی سنی محل میں خبر

امیر کے بیہوش ہونے سے ایک غلغلہ برپا ہوا لیکن چونکہ روز جنگ تھا کوئی سمجھا کہ لشکر کی بہادری میں فرق آجائے گا آخر دردولت جہان پناہ پر سردار آئے اور لشکر کی پلٹنیں اور رسالے خیل خیل اور ذیل ذیل میدان مصاف کی طرف راہی ہوئے اس طرف شہنشاہ خبر بیہوش ہو جانے صاحبقران کی سنکر بہت جلد برآمد ہوکر لشکر ہراسان ہوکر پراگندہ و منتشر ہوا لہ نظم

نہ کی دیر پھر شاہ نے زینہار — چلے سوئے لشکر وہ ہوکر سوار
جب آپہونچے شاہ گرامی وہاں — بہت لطف سے تھی سلامی وہاں
ہوئیں پلٹنیں اور رسالے درست — سلامی کو سب باجے والے درست
جلوس انکے ہمراہ جو کچھ کہ تھا — بیان اک زبان سے کروں اسکا کیا
زبانیں جو ہوں برگ گل سے کثیر — تو شاید بیان ہووے عشر عشیر
غرض جبکہ تخت آکے باہر ہوا — تو مجرے کو ہر شخص حاضر ہوا

اونچے وہ پہونچے جو ہین تخت پاس — تو دی نذر اپنی ہوش و حواس

عیان جب وہ خورشید انور ہوا — ستمگر خورشید سے منور ہوا

جلو مین امیران عالی وقار — نکلنے لگے ساحر کیون پر سوار

ادھر فوج چلے ادھر او چلے شمار — ادھر بادشہ کے لاکھون سوار

تھی دروبان سبکی نظین نہ جسم — جدا رنگ مین ساری فوجون کی تھم

تجھین جب یہ فوجین صفین باندھکر — ہوئے نا سر ادھر اپنے جلو کر

وہ ناسخ روان اسقدر تیز گام — روانی مین جنکے ہے شدید تیز گام

ہوا جب آواز عشرت ہوئی — کہ نوبت لگے آنے کی نوبت ہوئی

ستمگر ہوے سے پہنے ہوئے نوبتی — عجب لڑائی کی زرق برق انجمن تھی

فلک زیر ران اسپ چالاک تھا — نقارہ ہر ایک برج افلاک تھا

ہر ستمگر کی پہونچی صدا دور دور — ہوا سوکھے [illegible] افشرد

ستان وستمبل نگاہ و ہشم — ہر فوج دے ہر لشکر بلبل و علم

وہ میدان کین مین جو دو فیل ہو — تو فوج [illegible] وسکے مقابل ہوئے

لقا تخت بخت پہ اپنے سوار — برابر کھنچی ساحرون کی قطار

دیا حکم سب نے سب فوج کو — صفین باندھ کر ہم سب استادہ ہو

جو ہین حکم قطعی یہ جاری ہوا — وہ لشکر درست ایک باری ہوا

ادھر فوج کی یہ درستی ہوئی — گلستان بھی میدان مین گرجی

اودھر صفوف آرائی جابجا مین گلستان میدان مین نکل کر مبارز خواہ ہوئی اس طرف سے شہزادہ ہاشم تیغ زن نے بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کی راہ لی جب مقابل اس ساحرہ کے نہال گلشن صاحبقرانی آیا اس نحبہ نے نیا گل کھلایا پڑھ کر [illegible] دم کیا ایک ابر پیدا ہوا اس ابر سے ایک پہلوان تیرہ روزگار کہ پر شرار اترا اور شاہزادہ سے کا ہم نبرد ہوا للکارا کہ اگر تو صاحب زور ہے تو کشتی لڑ [illegible] سے اتر کر مجھ سے نصیب آزمائی کر کہ بے تیغ تا باز کرا باشد مدارش [illegible] کہ باشد ہاشم [illegible] مرکب سے کود کر دامن گردان آستین چڑھا کر کشتی کا ٹھاٹھ بدل کر سامنے گیا ہاتھ سے ہاتھ ملا [illegible] کر بانہ ہاتھ گردن پر رکھا پھر تو دستی زبردستی کے ساتھ کھینچی اور بغلی

ایک جانب سے عمار و اس آفت آسمانی کے لشکر ساحران ترسول و ٹپسول لیکر حملہ آور تھے گولے فولادی لگاتے تھے بجلیاں گراتے تھے آتش فشاں و شعلہ ور تھی سرداران اسلام سپر سر پہ پانی روکنے کو آڑ کیے تھے اور بادشاہ کے سر پر ہزاروں ڈھال سایہ فگن تھیں و ہزاروں آدمی پتھر کا ہو گیا تھا طرفہ طلسم تھا کہ لشکر کی صفیں بتخانہ آذری تھیں یا نگارخانہ چینی تھیں پتلے پتھر کے بجس کھڑے تھے کہ نظم

دل انگار یا غم سے گو سخت تخت — مگر سب غموں سے ہوا غم یہ سخت
بنا سنگ کا جیسے کہ سارا بدن — ہوا وزن مین جیسے بارا بدن
فلک سنگدل صرف بیداد تھا — ہر اک نوجوان رشک فرہاد تھا
زبس سختیوں سے رہی اُنکو جنگ — وہ نازک بدن ہو گئے آپ سنگ

یہ صورت دیکھکر جو پتھر نہوے تھے انھون نے دل اپنے پتھر کر لیے تلوار کھینچکر جانبازی کرتے تھے لاش پر لاش گرادی تھی اور ہر دم یہی تلاش تھی کہ حریف کہاں جاسکتا ہین ایک سمت سے لشکر لقا اور فرامرز اور سلیمان عنبر مو لوٹ پڑا تھا پھر کر تلوار چلتی تھی بحر شمشیر جوش پر تھا ہر ایک موج کے ہاتھون سو کے گھاٹ اتر رہا تھا حباب آسا دریاے خون مین تیرتے نظر آتے تھے یا کنول بہر تماشا سے عروس مرگ دریا مین چھوڑے گئے تھے لؤلفہ

تلوار کی آنچ تیز تر تھی — رفت ہستی تھی خاک کرتی
دریا سے لہو رنگ احمر — اور اُس مین فلک کا عکس اخضر
تھا شاہد مرگ کا نگینا — یاقوت پہ کردیا تھا مینا
میدان آئینہ حال محشر — دکھلاتا تھا بس جمال محشر
تلوار کے ڈورے رگ سے جانکے — ملکر گلے جو رستے تھے رستے
لوہا ہر سو برس رہا تھا — منہ زخموں کا پانی مانگتا تھا
تلوار جو چل رہی تھی سن سن — آندھی تھی وہ کاٹنے مین گردن
رن بول رہا تھا غل مچا تھا — گردون کا بھی دل دہل رہا تھا
غالب ہوا لشکر عابد اسلام — چھائی پھر دن پہ ظلمت شام
چشم حیران تھا ہر ستارا — کرنے اس جنگ کا نظارا

جب اژدر شب نے شہسوار سبزہ فلک کو نگلا اور سپاہی روزگار نے خنجر آفتاب کو نیام سیاہ
مخمل شب میں کیا لشکر ساحران کا اس زور ہجوم ہوا کہ بادشاہ اسلام نے زخم کاری کھائے
اور کل سرداران زخمی ہو گئے اور لشکری تمام بھٹکے ہوئے لشکر لقا کی طغیانی دیکھ کر عیاران
اسلام نے بارگاہ سلیمانی اکھڑوا کے بار کرائی اور زنامرس صاحبقرانی کو بعجلت تمام سوار
کر کے راہ فرار اختیار کی ادھر مشیران سلطنت اور وزیران ابہت امیر کو کہ بیہوش پڑے
تھے ہوادار پر ڈال کر سمت دشت کے بھاگے ادھر بادشاہ کو سرداران زخمی سے میدان
سے ہٹا یا بادشاہ نے کثرت زخمہائے کاری سے غش فرمایا تھا اور ہر ایک سردار کا یہی حال
تھا کہ سیر دن لہو زخموں سے بہہ گیا تھا سر پھرتے تھے زمین کے لگا تھا غش پر غش آتے تھے
آواز طبل باز گشت ہوا کر معاودت فرما ہوئے اور سمت کوہستان بادشاہ کو لیکر چلے سر
پا تک خون میں نہائے تھے اور بخت برگشتہ کی شکایت ہر ایک کے ورد زبان تھی نظم

ای دل ازین جہان دل آزار درگذر	ور تنگنائے گنبد دوار درگذر
کار جہان نہ لائق اہل بصیرت است	مردانہ وار ازسرا این کار درگذر
چون می توان بگلشن رعنائیان رسید	سہی نما وزین رہ پرخار درگذر
وز بحر غم زحرص چو غواص شوخ چشم	غوطہ مخور زگوہر شہوار درگذر

شکست نصیب اولیائے دولت قاہرہ شہنشاہ اسلامیان دیکھ کر خنجار بک ہاتھی پر
سے کود کر پاس گلستان کے آیا اور کہا اسے ملکہ عیارہ صد مرحبا کیا کہنا آپ ان
باغیوں کا تعاقب نہ چھوڑیے آج ہی سب کا خاتمہ کیجیے کیونکہ مثل چلی آتی ہے کہ کار امروز
بفردا مگذار اور بموجب بیت

نخستین نشان خرد آن بود	کہ از بد بہر وقت ترسان بود

یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہیں انھیں مہلت دینا نہ چاہیے گلستان نے کہا کہ
ملک جی تم سچ کہتے ہو میں بھی یہی عزم رکھتی ہوں یہ کہکر حکم دیا کہ حریف کا خیمہ و خرگاہ
مال و متاع لوٹ لو فوج ساحران غارت و لوٹ پر گری یہی مہلت اسلامیوں کو بھاگنے
کی ملی جب خوب لوٹ ہو چکی اور بازارین لشکر اسلام کی تباہ و برباد ہو گئیں کوئی کسی طرف
اور کوئی کسی جانب اپنی عورتوں اور بچوں کو لیے نکل گیا اور کوہ و دشت میں جا کر چھپا
اور ہزار در ہزار آدمی مارا گیا اس وقت گلستان ساحروں کو لیکر تعاقب فوج اسلام

چلی اور لقا بھی مع لشکر کے روانہ ہوا ہاتھی پر سے پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ ای بندو میرے
قہر کو میرے دیکھو کہ ہمیشہ جن بندون کے ہاتھ سے خود بھاگتا تھا اور اُنکی نازبرداریان
کیا کرتا تھا آج ایک آن واحد مین اون کو برباد و تباہ کر دیا یہ کہتا تھا اور فرط مسرت
سے قہقہے مارتا تھا یہ تو اس طرح جویاے حریفان روان ہین اور اہل اسلام بحال پریشان
گریزان ایک پہاڑ کے دامن مین آئے اور عیار سب کو لے کر قلہ کوہ پر چڑھ گئے اور اس
مقام کو ماوا و ملجا اپنا مقرر کیا اور سر کوہ پر امیر کو فرش خاک پر اور بادشاہ کو لٹا دیا ناموس
گرد بال کھول کر بیٹھے اور گریہ و زاری کرتے تھے نظم

بہاران سان در روشش افتاد چشم	کہ پیدا شد نہ مہر و مشکل خشم
بند و بست و قصب از سر بیفگنند	کمند دل شکستن و بر سر بیفگنند

اُنکو روتا پیٹتا چھوڑ کر عیارون نے بہت جلد گھاٹیان پہاڑ کی روک لین اور ایک لاکھ
چوراسی ہزار عیار حقہ ہاے نفتی اور قارورہ ہاے آتشبازی گھاٹیون مین داب کر
کمانون مین خدنگہاے جان ستان پیوستہ کرکے پتھر کلہ فلاخن مین دے کر فلیتہ ہای
عیاری روشن کر کے مستعد ہو کر ٹھہرے اور جو سردار کہ کم زخمی ہین وہ بھی سینہ
سپر کر کے تیغین کھینچ کر سر دینے پر آمادہ ہوے پہاڑ پر نالہ و شیون کئی ہزار عورتون کا
بلند تھا جان شیرین پر بنی تھی گویا پہاڑ پر فرہاد کا عرس تھا چرخ بے ستون صدا سے
گریہ سے ہلتا تھا اس وقت فوج لیے گلستان زیر کوہ آکر پہنچی اور ساحرون نے
چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ کر سب کو گرفتار کرین عیارون نے حقہ نفتی اور قارورہ آتشبازی
جو داغ کر مارے منہ ساحرون کے جھلس گئے اور پیراہن جلنے لگے وہ بجھانے مین
مصروف ہوے تھے کہ اوپر سے ایک لاکھ چوراسی ہزار پتھر پڑا کہ ہزارہا ساحر واصل
جہنم ہوا آخر ساحر اور ٹرکر چلے تھے کہ خدنگ دلدوز ایسے پڑے کہ طائر جان اونکے شکار
ہوگئے پھر تو فوج کا رخ پھرا اور گلستان نے کہا کثرت عیاران ہی اسوجہ سے سحر اگر
کرون تو بھی اثر نہو گا کیونکہ اگر ایک دو دس پانچ ہوتے پتلے سحر کے تھا گرفتار کر لیتی
یہ ہوسے تو لاکھا ہین انکے لیے آج رات کو بیٹھ کے ایسا سحر تیار کرونگی کہ صبح کو
سب پہاڑ سے اتر آئینگے اور اپنے ہاتھ سے گردنین اپنی کاٹ ڈالینگے چاہیے
کہ فوج گرد پہاڑ کے گھیر کر اوترے اور دن بھر سے مین بھی خستہ و شکستہ ہون کوہ سے

ہٹ کر بارگاہ استادہ ہو کہ دم لوں اور آرام کروں بحر و علم کوہ کو فوج نے محصور کیا اور بارگاہ
جمشیدی برپا ہوئی اور خیمہ رنگین گلستان نے بھی استادہ ہوا بارگاہ میں لقا تخت پر
بیٹھا اور حکم دیا کہ آج رات عیش و مسرت میں جاگ کر بسر ہو تا کہ صبح عشرت منہ دکھائے
اور دشمن مارا جائے یہ کلام سنکر ساقی و مطرب بقصد طرب حاضر ہوئے تھاپ طبلے پر پڑی
بانگ ساغر عشرت بلند ہوئی نغمہ زمین فتح کی گذرنے لگیں نوبتیں خوشی کی بجنے لگیں گلستان
بھی شاد ہو کر بارگاہ میں آئی لقا نے خلعت عنایت کیا اور منظور نظر اپنا فرمایا اور کہا
کہ ای بندی قدرت ہم اپنا نور قدرت تیرے سینہ میں اتاریں گے گلستان مسکرا کر
آنکھیں پھیر کر جیسا طور کہ بختیارک کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور گا گا کر ہر بات کہی مبارک
باشد اب خدائی تمہیں لاکھوں تقدیر تمہارے قبضے میں ہیں لیکن آج رات کیا سبب
کو کہ شب زفاف آئے یہ رات ہے مجھے تمہاری نظر آئی ہے یہ تو بتلاؤ کہ اسم اعظم حمزہ بند
کر کے کیا کیا اسنے جواب دیا کہ اس شیشہ کو صندوق میں بند کر دیا ہے بختیارک نے کہا
میری صلاح اس شیشے کے رکھنے کی یہاں نہیں ہے کہیں ایسی جگہ اسکو بھیجو کہ تمام عمر
نہ کھل سکے عیار لاکھ ڈھونڈھیں مگر نہ پائیں گلستان بولی کہ میرا جی چاہتا ہے کہ پاس
افراسیاب کے یہ شیشہ بھیجدوں کہ وہ پردہ ظلمات طلسم میں چھپا کر رکھے ہر چند
کہ عیار وہاں بھی ہیں مگر عیار دریاے سحر کے پار نہیں جا سکتے اور فرض کیا کہ پار چلے بھی
گئے تو ظلمات کا راستہ کیونکر پائیں گے کہ وہ راہ سواے شاہ جادوان کے اور کوئی نہیں
جانتا ہے بختیارک نے کہا بہتر ہے تب گلستان نے اسی وقت عرضی شاہ طلسم کو اس
مضمون کی لکھی کہ ای شہنشاہ والا گہر عالی جناب کنیز نے خدمت خداوند میں بھیجا اسم اعظم
حمزہ بند کر کے لشکر باغیان کو تیغ کا نشانہ بنایا اب چند کس باشکستہ ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرے
ہیں صبح کو انہیں بھی قتل کروں گی فی الحال شیشہ کہ جس میں اسم اعظم بند ہے خدمت
ہمایوں میں بھیجتی ہوں تصدق پردہ ظلمات میں اسکو ایسی جگہ مخفی فرمائیے کہ عمرو
کا دسترس نہ چل سکے زیادہ حد ادب سامری و جمشید کے فضل سے دوست شاد دشمن پامال
رہیں یہ عرضی غنچہ دہن نام ایک کنیز کو دی اور صندوق سے شیشہ منگا کر حوالے کیا حکم
دیا کہ خدمت افراسیاب میں لے جائے وہ لے کر روانہ ہوئی ادھر بختیارک نے کہا
ای ملکہ اسم اعظم بند رہنے سے یہ فائدہ ہے کہ شاید دشمن تمہارے زندہ رہیں جب بھی حمزہ

بیہوش رہیگا اور اگر بیہوشی کو عرصہ گذریگا تو مر جائیگا اور اسکے مرنے سے عمرو
اور سرداران غیرہ بھی بے یار و مددگار ہوکر ہلاک ہو جائینگے طلسم کا بھی غدر مٹ جائیگا
اور خداوند کو بھی کوئی نہ ستائیگا اچھا اب تم بھی یہان نہ ٹھہرو کسی غار مین کوہ و دشت
کے جا کر آج کی شب بسر کر دینا کہ عیار تمھین نہ پائین کس لیے کہ بہت سی حفاظت تمھارے
بچاؤ کی تھی مگر نہ بچ سکے ہون آتش دستکا ہے تمھین بھی یہ راستا کسی نظر نہین آتی
گلستان اسکے کہنے کو بہت صحیح اور درست جانتی ہے اور سمجھتی ہے کہ یہ راز خداوند کی
مشیت سے مجھی جانتا ہے کیونکہ انکی درگاہ کا شیطان ہے کہنا اسکا عین حکم خداوندی ہے
سمجھ کر یہ پرواز پیدا کرکے ایک سمت چلی گئی اور صحرا مین جا کر بہت دور ایک غار اپنا
مسکن مقرر کیا یہ بلا تو غار مین بیٹھی ہے اس طرف لقا بادہ کا دور الی نوش کر رہا ہے
عیش مین بیٹھا ہے کہ نظم

سر راہ سب آکے بیٹھے تمام ۔ ہوا صرف دکان کا بڑا اژدحام
جو سنسان مدت سے بازار تھا ۔ جو دیکھا تو اک دم مین گلزار تھا
دکانداروں کی طبع خورسند تھی ۔ ہر اک کی دکان آئینہ بند تھی
کیا اسنے پیدا لقاؤن کو طلب ۔ لگے کرنے مجرا وہین آکے سب
ہر اک شخص زن یون بعشرت ہوئی ۔ کہ زہرہ کو گردون پہ حسرت ہوئی
عجب رات پھر اک سمان ہو گیا ۔ کہ سب محو عشرت تھے کچھ غم نہ تھا

غرضکہ یہان تو یہ جلسہ مسرت ہے لیکن اب حال ان اسیران رنج و محن یعنی عیاران لشکر
اسلام اور سرداران مجروح مبتلاے آلام کا سنیے کہ جب تورج و ہاشم و داراب و
اسفندیار شاہ کیلانی و چوگان بن حمزہ وغیرہ فرزندان امیر کو ہوش آتا تھا اور
بادشاہ آنکھ کھولتے تھے تو ناموس کو مصروف گریہ و بکا پاکر سب کو پریشان حال دیکھ کر
جوش شجاعت سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تھے کہ جا کر حریف سے مقابلہ کرین لیکن زخم
شق ہو جاتے تھے اور لہو جاری ہوتا تھا پھر گر پڑتے تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے شہزادیان
ہر ایک ملک کی بیبیان اپنے اپنے شوہر سے لپٹ جاتی تھین اور بلبلا کر روتی تھین کہ مثنوی

ہر اک رو کے یون کر رہی تھی خطاب ۔ کہ اے جان جان ہے یہ کیسا عذاب
کس طرح کی آفت آئی ہے اب ۔ ہماری تمھاری جدائی ہے اب

چھٹین گے جو ہم تجھسے اے رشک حور
مرین گے گلا کاٹ کر اب ضرور

خطائین مری اے سخی بخش دو
مرے جسدم تم با خوشی بخش دو

کیے ہون جو ہمنے تمھارے قصور
کرو عفو دل سے وہ سارے قصور

وطن کا بڑا رہ گیا اشتیاق
قضا و قدر کا ہے یہ اتفاق

نہو سر یہ تھا جو صاحب جمال
تو جینا ہمارا ہے امر محال

اُٹھین ناز سے پھر وہ ماہ تمام
کیا زہر کے سب نے تیار جام

لگین کہنے وہ گل بدن بھر کے آہ
کنیزین کہان اب پھرینگی تباہ

جیین گے نہ رنج و بلا کے لیے
پلا دو یہ زہر اب خدا کے لیے

بچھڑنے کا صدمہ جو ہونے لگا
تو ہر ایک بل بل کے رونے لگا

بلائین وہ سر کے رونے لگین
غم و درد سے جان کھونے لگین

ادھر تو یہ سامان مرنیکا تھا
اُدھر حال عیاران سنیے ذرا

عیار ناموس کے پاس دوڑ کر آئے اور عرض پیرا ہوے کہ اے شہزادیو گریبان صبر دست رنج والم سے چاک نہ کرو انشاء اللہ آج رات ہم ساحرون پر سے گذر نہ دینگے فی النار والسقر کر دینگے تم اس جزع و فزع کرنے کے عوض درگاہ کریم کارساز مین دعا کرو تاکہ شب غم گذر کر سحر کامرانی جلوہ دکھائے لشکر حریفان کی صبح ہو جائے غلام جاتے ہین اور تدبیر کرتے ہین اُنکے سمجھانے سے شور گریہ و ماتم کم ہوا اور ہر ایک نے رخ سمت قبلہ کرکے دعا کرنا شروع کی اور واسطہ نور کرامت ظہور جناب ختمی مآب الف الف تحیۃ و ثنا کا دلایا کہ الٰہی واسطہ اُس نور سعادت گنجور کا کہ جسکے پیدا کرنیکے لیے کون و مکان تو نے خلق فرمایا اور ہر ایک انبیا کی خطا کو اُسی نور کے ذریعے سے معاف کیا وہی نور شافع ہر مجرم و تقصیروار ٹھہرا کر رباعی

سُن جلوہ احمدی کا تا کب تجھسے سخن
تھا نور محمدی عیان پیش از کن

تھی ذات خدا کے ساتھ ہی ذات رسول
اُس سے یہ کہا تھا کن کہ موجود بکن

ہمپر سے یہ بلا دفع کر دے خداوندا دشمنون کو یہ رات کالی بلا ہو جائے صبح بشاشت خندان خندان ہمکو منہ دکھلائے جب یہ مصروف دعا ہوئین عیارون نے فکر کی کہ زیر کوہ فتح سامان دیکھے ہوے اُتری ہے یہان سے کیونکر جائیے جو اُس محمد کو ٹھکانے لگائین سو چکر

ایک سو عیار بحر فکر میں غوطہ زن ہوا آخر گوہر مراد حاصل کر کے سر گریبان سے نکالا فی الفور صورتیں اپنی مثل نازنینان حور تمثال زہرہ جمال کے آراستہ کیں اور ایسا حسن دلاویز نگار جان ربایان رنگ و روغن لگا کر درست کیا کہ گویا نقاش ازل اور مصور قدرت نے صفحہ رخسار کو اُنکے نقشہا سے گوناگون سے منقوش فرمایا اور چہرہ دلپذیر کو نقاط خال اور لام زلف اور میم دہن سے لوح ابجد دبستان عشق بنایا تھا کہ ابیات

ہر اک آنکھ تھی اس قدر سحر کار / کہ تھا گرد وہن ساحری سے ہزار
یہ ادنی سا تھا سحر اُن میں فن / کبھی تھیں وہ نرگس کبھی تھیں ہرن
نظر آئے ابرو کے ایسے حسام / دل رستم و سام جن سے پیام
جو دیکھے کوئی ابروے متصل / ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
یہ اک اور تشبیہ آئی پسند / دھوان دو طرف تھا رخون کا بلند
وہ بینی اگر طور تھا نور کا / جبین میں عیان نور تھا طور کا
ستم تھی نہیں طور کی نردبان / تھی بینی او سی نور کی نردبان
غضب اُن کی پلکوں کے تھے نیشتر / چبھے جس سے لاکھوں ہی دل نیشتر
تر و تازہ رخسار جوبن بھرے / کہ گل بھی نثارت تصدق کرے
حباب ایسے وہ آئینے تھے لاجواب / کہ منہ دیکھتے تھے کھڑے شیخ و شاب
ستم تھا غضب سرخ پہ تھی ہی / تصدق تھا قامت پہ سرو سہی
بدن میں وہ تھا زعفرانی لباس / کہ خود زعفران جسکے آگے اداس
یہ تاثیر رنگت کی تھی آشکار / ہنسے دیتے تھے لوگ بے اختیار
جو کہتا ہوں میں سچ سمجھ اسکو تو / مہکتی تھی کوسوں تلک اسکی بو
گوری پہنے کنگن کوئی دستبند / کہ بیہوش جس سے دل ہوشمند
کلائی میں تھیں سمرنیں جو عیان / ستارے تھے ور پہونچے تھے کہکشان
پڑا حسن دست حنائی کا شور / وہ چھلون سے آراستہ پور پور
کڑے پاؤں میں تھے مرصع نگار / چھڑوں میں ہزاروں دُر آبدار
پڑے جس کی چھب تختی پر اُس نگاہ / ہمیشہ وہ کھینچا کرے دل سے آہ
کہاں تک لکھا جائے اسکا یہ حال / ہر اک عضو وہ نور سے تھا مثال

جب باہین شکل وشمایل درست ہوچکے اور عیارون کو در باب حفاظت مجمع وجان و
ناموس تاکید اکید کرکے ایک طرف سے نیچے کوہ کے اُترے یہان ساحرون کے بستر
لگے تھے پہرے کہڑے تھے ہوشیار سب بیٹھے تھے کہ صداے خلخال وپازیب کی سنا
اوپر دیکھنے لگے ایک سو لعبتان شوخ وبے باک کو آتے دیکھا جماعت جادوگران انکے
متصل گئی اور یک نظر اُن کے حسن سودا خیز کو دیکھکر متاع ہوش وحواس برباد کی کہ

دل رفت وسینہ نیز تہی شد جان کنون	ای صبر باز گرد کہ اینجا نہ جای تست

بے اختیار ہوکر پوچھا کہ اے ماہ تابان فلک حسن وجمال تم سب اس شب تار مین کوہ کے
ادہر کیون آئی ہو کس کی تلاش مین گھبرائی ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم کنیزین ملکہ
گیتی افروز دختر خداوند کی ہین پیشتر خداوند لقا کو ہم پرستش کرتے تھے جب سے
خداوندزادی مسلمانون کے قبضے مین آئین ناچار اونکے ساتھ رہے اور کسیکو پیسا
نپاتے تھے کہ اوس کے ساتھ نکل جاتے اور وہ ہمکو بیچ مسلمانان سے چھپا لاتا آج ہم لوگون
کی مراد برآئی کہ مسلمان مغلوب ہوے تم لوگون کے پاس آئے ہین کہ ہمین اپنی خدمت
مین لاؤ اور یہان سے خداوند کی خدمت مین پہنچا دو اس لیے ہم اور بھی آئے ہین کہ
صبح کو ہمراہ مسلمانون کے قتل وغارت ہونے سے محفوظ رہین اور پھر دین قدیم خداوند
اختیار کرکے تمھین دعاے خیر دین ساحر یہ گفتگو سنکر نہایت خوش ہوے کہ خداوند نے
یہ نعمت بالائی ہمین عنایت فرمائی کنیزون سے کہا کہ تم گھبراؤ نہین صبح کو سب
مسلمان غارت ہو جائینگے تم وہان رہتین تو لٹ جاتین خوب ہوا جو چلی آئین یہ
کہکر اُنکے ہاتھ پکڑکر اپنے اپنے بستر پر لائے اور تنہائی کا شغل غنیمت جانکر شکر خداوند
سامری کرتے تھے آخر سرگرم اختلاط ہوے کنیزون نے کہا ہمکو عادت بادہ خواری کی
بہت ہے اور کئی روز سے بسبب جنگ وجدل کے شراب ہمکو نصیب نہین ہوئی اور بھوکے
پیاسے بھی ہین بھاگتے بھاگتے جان پر بنی ہے اگر دو ایک جام شراب ہمین دو تو حواس
ہمارے درست ہون ساحرون نے گلابیان شراب کی سامنے رکھین اور کھانا بھی موجود
کیا کنیزان نقلی نے ایک ایک جام غش مدار وسے بیہوشی آنکھ بچاکر کیا اور اپنے اپنے خوشتگا
کو دیا کہ اول تم پی لو تو ہم پیٹن اُنھون نے شراب پی اور بیہوش ہوے عیارون نے فوراً
خنجر نکالکر سو ساحرون کے سر کاٹ ڈالے شور انکے مرنے کا اٹھا ہوا آندھی آئی صدا ہائے

اور ساحر دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی عیار پہاڑ کے نیچے تو اُتر ہی چکے تھے نعرے کرکے جنگل کی
طرف بھاگ گئے ساحر لاشیں اون کی اُٹھا کر سامنے لقا کے لیے گئے اور عرض پیرا ہوئے
کہ سو ساحر مارے گئے بختیارک پکارا کہ عیار واسطے عیاری کے زیر کوہ اُترے ہونگے اور راہ
پیدا کرکے لشکر میں گلستان کے قتل کے لیے آئے ہونگے اسی دن کے لیے ہمنے ملکہ کو
مخفی کر دیا ہے یہ کہہ کر لقا سے کہا یا خداوند تقدیر فرمایئے کہ ملکہ گلستان معشوقۂ قدرت
آج کی رات محفوظ رہے اور ساحروں سے کہا ان لاشوں کو لیجا کر جلا دو اور در باب
حفاظت تاکید کی کہا اگر کوئی عورت مرد زیر کوہ اُترے فی الفور گرفتار کرنا ہرگز انکے فریب
میں نہ آنا ساحر حسب ارشاد اگر سرگرم حفاظت ہوئے لیکن عیار جو بھاگ کر صحرا میں آئے
صورت اپنی فراش و خدمتگار وغیرہ کی بنا کر بارگاہ لقا میں گئے وہاں گلستان کو
نہ پایا مگر بختیارک سرگرم سخن تھا کہ یا خداوند جو میں جانتا کہ عیار پہاڑ سے اُتر آئیں گے
تو ملکہ گلستان سے پوچھ لیتا کہ آپ صحرا میں کس جگہ جا کر مخفی ہوجیے گا اگر مجھکو معلوم
ہوتا تو میں خود ملکہ کے پاس جا کر نگہبانی کرتا آپ از رہے قدرت بتایئے کہ ملکہ کہاں ہیں
لقا نے کہا کہ قدرت جانتے ہیں لیکن بتلاتے نہیں یہ گفتگو تمام عیاروں نے سنی اور
خیال کیا کہ اُس شیطان نے اُس قحبہ کو کسی جا جنگل میں چھپا دیا ہے چلو صحرا میں چل کر
تلاش کریں یہ سوچکر سب وہاں سے پھرے اور باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سے ایک عیار
بہ ہیئت اصل کوہ و دشت میں خنجر بکف پھرے اور ہم سب کسی مقام بلند سے پوشیدہ
ہوکر دیکھتے رہیں جب گلستان گرفتار کرنے اسکو آئیگی ہم اوسکی جائے سکونت کو دیکھ لیں
اور عیاری کریں یہ صلاح کرکے عمران خطائی بھانجے نے کمر و سینہ کھینچکر پھرنا شروع
کیا اور کہتا جاتا تھا کہ وہ قحبہ بالزادی گلستان اگر ملجائے تو مزا چکھا دیتا اتفاق
سے غار میں گلستان چھپی بیٹھی تھی جب اس طرف سے عمران بکتا ہوا نکلا اُسنے
صدا سنی گھبرا کر غار سے باہر نکلی اور اکیلا ایک عیار کو تیغ بکف دیکھ کر سحر پڑھا کہ عمران
بے حس و حرکت ہو کر گر پڑا اوسنے آکر ایک درخت سے اوسکو باندھ دیا اور کہا ہوئے
صبح کو تیرے رفیقوں کے روبرو تجکو ذبح کرونگی نہیں معلوم تو پہاڑ پر سے کیونکر اُتر آیا
شاید تو پہاڑ پر ساکن گزین نہ تھا صحرا میں بھاگ آیا تھا یہ کہکر غار میں پھر اُتر گئی اُس
غار کو اور عیار جو چھپے تھے اُنہوں نے دیکھا اور سمک ... فوراً صورت

ایک مرد مہیب شکل کی بنا کہ چار سر تھے اور سات ہاتھ تین پاؤں درست کیے آنکھیں بیشمار
سروں میں تھیں ایک ہاتھ میں ترسول اور دوسرے میں ڈھال تیسرے میں تلوار چوتھے
میں خنجر پانچویں میں گرز آتش چھٹے میں منقل آگ کی ساتویں میں تھالی جس میں لیکر روغن لیپا
جسم پر ملا کہ شعلے کی طرح چمکنے لگا جب اس طرح درست ہو چکا وہیں غار پر پہونچکر پکارا کہ
ای بندی قدرت باہر آ گلستان صدا اُس کی سنکر باہر آئی اور شکل ہیبتناک دیکھ کر
خائف ہوئی پوچھا آپ کون بزرگوار ہیں اُسنے جواب دیا کہ میں فرشتہ خداوند ہوں انہوں
نے حکم دیا کہ میری بندی قدرت کا پہرا دے اور اس غار کا پتہ بتلایا میں حاضر ہوا اب
آپ غار میں کیوں بے چین بیٹھے یہاں تشریف رکھیے کیا مجال کسی کی جو اس جگہ آسکے
یہ کہکر وہیں غار کے قریب اسکو لے کر ٹھہرا تھا کہ وہاں چالاک نے صورت اپنی شکل
صورت بختیارک کے بنائی رفیدہ سر پر رکھا ایک سوا لیس گلی کا جامہ پہنا کفشیلا جوتا
پاؤں میں پہنکر چار عیاروں کو خدمتگار بنایا ایک آن میں لالٹین لیکر آگے آگے چلا اور
تین خدمتگار دست بستہ پشت پر روانہ ہوئے اور جب قریب غار پہونچا اپنا اعتبار
بڑھانے اور ساحرہ کو دھوکا دینے کے لیے پکارا کہ ای ملکہ گلستان میں کہتا تھا کہ
یہ رات خیر سے کٹتی نظر نہیں آتی آپ ایسی غافل ہو گئیں کہ عیار کو پہلو میں لیکے بیٹھی ہیں
یہ فرشتہ قدرت خداوند نہیں ہے عیار ہے جلد اسکو گرفتار کیجیے یہ صدا دینا تھی کہ گلستان
فرشتہ کی جانب بدری سماک اٹھکر بھاگا اُسنے ایسا سحر کیا کہ بے حس ہوکر زمین پر گرا
اُسنے اسکو بھی باندھ دیا اُسوقت بختیارک قریب آیا اور کہا ہوا کہ مجھے خداوند نے بتایا
کہ میری بندی صحرا میں بیٹھی ہے جلد اے شیطان جا کہ فرشتہ قدرت بنکر عیار اسکو قتل کیا
چاہتے ہیں یہ فرما کر ایک ملک قدرت کو حکم دیا کہ وہ مجکو یہاں پہونچا گیا کیونکہ اگر
میں نہ آتا تو عیار کام تمہارا تمام ہی کر چکا تھا دیکھو خداوند کو بھی تمہارا کسقدر خیال ہے
گلستان نے خداوند کو سجدہ اس شکریے کے ادا کرنے میں کیا اور بختیارک پاس
آکر بے وسواس باتیں کرنے لگی کہ ملک جی ان دونوں عیاروں کو آپ خدمت خداوند
میں لے جائیے میں یہاں سے بھی جاتی ہوں اور صحرائے طلسم میں جاکر رہنے کی وہاں
سحر بھی تیار کر دوں گی اور صبح کو آنے کی بختیارک لقلقی نے کہا خداوند تمہاری ہی
ہی تکلیفات اُٹھانے سے بے چین ہیں اور مجکو ایک گلوری دی ہے کہ میری بندی کو کھلا دے

اس گلوری کے کھانے سے خزانے زمین کے اندر جو نہاں ہیں تمہاری نظر میں ظاہر ہونگے
اور عیار جس حال میں تمہارے پاس آئیگا معلوم ہو جائیگا اور کوئی حربہ جسم پہ کارگر
نہوگا عمر بڑھ جائیگی اس گلوری میں خداوند کا اگال پڑا ہے ملکہ خداوند نے بڑی
عنایت فرمائی ہیں فرماتے تھے کہ آج ہی نور قدرت اوسکے جیب میں اوتاروں گا
یہ کہکر ایک خاصدان طلائی اپنے پاس سے نکالکر کھولا اسمیں ایک گلوری گنگاجمنی
ورق سے لپٹی کیوڑے گلاب سے بسی رکھی تھی وہ سامنے کی گلستان نے ہنسکر بشرہ
سے گردن جھکا کر وہ گلوری کھالی مخمور نے کہا سر سے پان کا بیڑا ہمیں نے آپکو
کھلایا ذرا ہمارا خیال ہمیشہ رکھیئے گا یہ کہکر ہاتھ پکڑکے چلا کہ چلو اب خداوند پاس آرام
کرو گلستان کمر لچکاتی مستی بھری لچکی وضع میں ٹھہری ساتھ چلی جب پان کی پیک
حلق سے اتری چکر کھا کر گری عیاروں نے گرد اسکے نالی کھود کر بارود بچھالی اور چادر
کا فلیتہ بنا کر آگ لگا کر آپ الگ کھڑے ہوئے ایک لمحے میں صدا دھماکے کی بلند ہوئی
طبقہ زمین کا مع گلستان کے اڑ گیا پھر تو وہ آندھی زور شور سے آئی کہ دنیا
تاریک ہوگئی صدا ہائے مہیب آنے لگیں عمران و سماک پر سے سحر دفع ہوگیا درخت
سے جو بزور جادو بند ہوئے تھے کھل گئے شور و غوغا بلند ہوا کہ مارا گلستان جادو
کو جس بیس سال کی عمر پہ ملکہ رکھتی تھی اور ہنوز بالغ جوانی سے کوئی پھول آرزو کا اسنے
نہ چنا تھا اسکے مرنے سے سارا لشکر جو میدان میں پتھر کا ہوگیا تھا وہ بصورت اصلی
ہوگیا اور دیکھا رات کا وقت ہے ہم میدان میں مسلح و مکمل اپنے مرکب پر سوار کھڑے ہیں
نہ ہمارا بادشاہ ہے نہ بارگاہ کا پتا ملے یہ دیکھ کر اپنی بارگاہ اور لشکر کے پڑاؤ کی طرف
آئے یہاں بازار میں لٹی خیمے جلے ہوئے پائے حیران ہوکر سمت صحرا چلے اُس طرف سے
عیار یہ تدبیر کرکے کہ بیمار لوگ خستہ اور زخمی ہیں انسے تو کچھ ہو نہ سکیگا لیکن سارا لشکر جو
پتھر کا ہوگیا تھا وہ تندرست ہوا ہوگا اسکو لانا چاہیے یہ سوچکر چلے تھے کہ راہ میں پلٹن
اور رسالے ہزار در ہزار ملے انسے جاکر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مالک تمہارے پہاڑ
کے ہیں ہم ساحرہ کو اگر نہ قتل کرتے تو تم [illegible] ہوتے اب لشکر ساحران اور حریفان
دامن کوہ میں اوترا ہوا مصروف عیش و نشاط ہے اور نہایت غافل ہے اسپر چلکر حملہ کرو
اور مار کر بھگا دو سرداران لشکر کی کمی لاکھ سپاہ یہ کلمات سنکر وہیں سے [illegible]

بدن میں تھا ہیں سلگا تلوار آبدار نیام انتقام سے کھینچکر چار غول ہوئے اور گھوڑے اوڑا کر ایک ایک
غول میں سے ایک لیسار سے ایک رد یو سے لشکر ساحران پر آگرا پشت پر کوہ تھا ایک
غول جو باقی رہا وہ لشکر لقا پر آپڑا وہ سب تو غافل تھے اُنھون نے ملنا میں خیمون کی طنابین
کاٹ دین اور بارگاہون میں آگ لگا دی پہرے چوکی والے سوارون کو قتل کیا
طلایہ وار کو زیر تیغ رکھا پھر تو لوگ گھبرا کر خیمون سے باہر نکلے جو منچلے اور صاحب حوصلہ
تھے اُنسے تلوار چلنے لگی جو بہادر جنگ دیدہ کار آزمودہ تھے ایسی ایسی ہزار دون افتاد
جھیلے ہوئے تھے وہ گھوڑا اُٹھا کر لشکر حریف کی طرح اپنے لشکر کو دو ایک تلوار سے لگا کر
اپنا لینا کہتے ایک طرف کو نکل گئے کہ میاں انجام لڑائی کا برا ہوتا ہے جان بچانا چاہیے
انکا تو یہ حال ہوا اور جو بودے اور بد حواس ناتجربہ کار تھے وہ گھبرا کر مسلح ہو کر نکلنے
لگے لیکن زیر جامہ اُٹھا کر گلے میں پہنتے تھے اور جب میانی میں پٹیالی نہ آتی تھی تو
درزی کو الزام دیتے تھے اور کہتے تھے کہ گریبان جدا فرما دے تنا یا ہی نہیں بعض
جامے کو پاؤن میں پہنتے تھے اور جب آستین میں پاؤن نہ آتے تھے تو کہتے تھے کہ
خیاط نے مہربان تنگ کر دین بعض ترکش میں تلوار رکھتے تھے اور نیام میں تیر
رکھتے تھے خلاصہ ایک ہنگامہ گیرودار گرم تھا لشکر ساحران تو کل بارہ ہزار تھا
اُس میں سے بہت تھلے مارے جا چکے تھے جو باقی تھے وہ پہلے ہی حملے میں مارے
گئے اس لیے کہ غافل تھے اور جو کچھ بچ بھی گئے وہ بھاگے ادھر لشکر لقا سے جو کچھ
بھاگے تھے وہ انکو ملے یہ انکو حریف سمجھے اور وہ لوگ انھین دشمن معلوم کر کے حملہ آور
ہوئے باہم تلوار چلنے لگی غرضکہ وہ معرکہ پڑا تھا کہ شور محشر بپا تھا کہین آپس میں
تلوار چلتی تھی کہین حریف سے مقابلہ تھا یہ پاسے ہوئے دلیران جب بلند ہوئی بارگاہ
لقا میں رقاص ساز پھینک کے بھاگے اور لقا باہر نکل آیا حال اپنے لشکر کا ابتر پایا
ساحرون کو آیا وہ سفر سقر دیکھا لشکریان اسلام قتل و غارت کر رہے تھے خیام جسد
آتش شمشیر سے جل رہے تھے تلوار بڑے زور شور سے چلتی تھی نعرہ ہای دلاوران
سے دنیا ہلتی تھی کہ ابیات

دکھائے رنگ تلوارون نے ایسے
چمک ہو برق کی دریا پہ جیسے

بیان کیا کیجے اون کی شجاعت
کیا اُس شب کو فردای قیامت

سر اعدا سے دین تھا اور تلوار | ہوا تھا لجۂ خون بحر زخار
حباب آسا تھے اس مین کاسۂ سر | تپان تھے مثل ماہی انکے پیکر
چمکتی تھی سنان نیزہ اس طرح | شعاع مہر ہو دریا مین جس طرح
فدا تھی اون کی ہمت پر شجاعت | ہر اک آن مین تھا خضر جرأت
جو نامی فوج اعدا کے تھے سردار | انھین پہ چلتی تھی بس انکی تلوار
دم شمشیر نے طوفان کیا تھا | سپاہ سحر کو بیجان کیا تھا
وہی اپنی سلامت لے گئے جان | ہوئے جو آب کی صورت گریزان

بختیارک نے یہ حال دیکھ کر لقا سے کہا کہ وہ مارا بیجیے آپ کی معشوقہ فی النار ہوئین اب تقدیر پر تکیہ نہ کیجیے ورنہ حمزہ پہاڑ سے اتر کر قیامت برپا کرے گا بھاگتے راستہ نہ ملیگا لقا اسکے کہنے سے بارگاہ وغیرہ چھوڑ کر رو بفرار لایا لقا اندر قلعۂ عقیق کوہ کے داخل ہوا در قلعہ بند کرکے فیلبند دروازے کے پل تختہ خندق پر آب کا اٹھوا لیا ادھر فتح نصیب غازیان دیندار رہے عدو کو شکست فاش ہوئی عین غفلت مین ہزارون لقا پرست مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگے صبح تک خوب لوہا برسا ہر ایک جان بچانے کو تھا آخر وہ زمانہ آیا کہ ترک فلک نے تیغۂ مہر سے زنگ ظلمت دور کرکے ساحت عالم مین چمکایا اور لشکر ساحر شب رو بفرار لایا صبح ہوتے ہی مطلع صاف تھا ۔ نظم

جو دامن کوہ کا تھا خون سے لال | شفق پھولی تھی یہ ظاہر تھا احوال
گل انجم نہ تھے چرخ کہن کے | سحر کو پھول عدو پر خندہ زن تھے

عیارون اور فوج کے سردارون نے بارگاہ سلیمانی اور ناموس صاحبقرانی کو ہمراہ لیکر مع بادشاہ امیر کے پہاڑ سے اتر کے جہان لشکر اول اترا تھا اسی جگہ کو آباد کیا بارگاہ نصب ہوئی منادی نے ندا دی کہ دشمن بھاگا دست شادا اور لشکر مین آکر آباد ہون پھر تو رعایا برایا جو بھاگ گئی تھی کوہ و دشت سے آکر آباد ہوئی بازارین آراستہ ہوئین ناچ جا بجا ہونے لگا بازار مسرت و انبساط گرم تھا ۔ بیت

دولت عہد شباب است دگر بستان را | میرسد مژدۂ گل بلبل خوش الحان را

بادشاہ اسلامیان کے زخم کو اور سردارون کے جسم مجروح کو ٹانکے دیکر مرہم لگا کر باندھا اور امیر کو اسی طرح بیہوش پلنگڑی پر لٹا دیا اور ہر ایک بحر حیرت مین غرق تھا

کہ ساحرہ ماری گئی پھر کیا سبب ہے جو امیر کی بیہوشی نہ دفع ہوئی سردار عیار گرد لشکر
کے کھڑے روتے تھے بعض عیار ہر سو بھیس بدلے ڈھونڈھا کرتے تھے لیکن کسی ساحر کو نہ پاتے
تھے جو قتل کرتے آخر بے نیل مقصود پھر آتے تھے اور امیر اس وجہ سے بیہوش تھے کہ
گلستان نے سحر کا پتلا شیشہ میں بند کرکے ایک ساحر کو دیا تھا کہ طلسم میں لیجا کے
اُس ساحر نے اپنا سحر اُس شیشہ پر کرکے کہ جب تک میں مارا نجاؤں یہ شیشہ نہ کھلے اور
مالک اسم اعظم ہوشیار نہو یہ تدبیر کرکے راستہ طلسم کا لیا تھا قضارا یہ کہ یہ جیسے ہی
داخل طلسم ہوا لیکن پہلے ظاہر کا طلسم پڑتا ہے اور وہاں لشکر مہرخ کا اترا ہوا ہے اور عیار
بالا دستی کے بیٹھے شکل تبدیل صحرا میں پھرا کرتے ہیں اتفاق سے برق فرنگی ساحر کی
صورت بنا ہوا جنگل میں کھڑا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر سمت دریاے سحر تعجیل تمام
اڑا جاتا ہے یہ دیکھکر سوچا کہ اسکو قتل کرنا چاہیے کس لیے کہ جو ساحر کم ہو وہی بہتر یا ایسا
کچھ سمجھ کر پکارا کہ واہ واہ بھائی صاحب اپنی سبک مردی اور ہم سے اغماض کی تو آکر ملا
نہیں اُس ساحر نے اسکی آواز سنکر کہا کہ مجھکو کام بہت ضرورت کا ہے اسوقت معاف
فرمائیے برق نے کہا اگر ہماری ایک بات نہ سنو گے تو تمہارے لیے بڑی قباحت کی
شہنشاہ کے دربار میں ہم معلوم ہوتا ہے کہ جاتے ہو کیونکہ دریاے سحر کی سمت تمہارا رخ
ہے اور وہاں اپنا پرایا ہو جاتا ہے شہنشاہ اُسکو قتل کرتے ہیں یہ کلام سنتے ہی وہ ساحر
گھبرایا اور سمجھا کہ یہ یہاں کا رہنے والا ہے تو اس جگہ کے حال سے واقف ہے میں اسکی
کیفیت پوچھنا چاہیے ایسا کچھ سوچکر زمین پر اترا اور کہا بھائی میں ملکہ گلستان
کا نوکر ہوں یہ شیشہ جسمیں اسم اعظم حمزہ بند ہے شاہ جادوان پاس لیے جاتا ہوں
اور سب حال بربادی لشکر اسلام بیان کرکے مستفسر ہوا کہ تم اب بتاؤ شہنشاہ کیوں
ہر شخص کو قتل کرتے ہیں برق نے کہا عمرو عیار صورت بدل کر دربار شاہ میں گیا
اور بندگان حضور کو نہایت پریشان کیا اب جو کوئی جاتا ہے شہنشاہ بغیر تجسس اُسکو
قتل کرتے ہیں خیر یہ تو سب کچھ ہو لیکن یار تمنے ایسی خوش خبری مسلمانوں کے ہلاک
ہونے کی سنائی ہے کہ جی چاہتا ہے منہ تمہارا لعل و گوہر سے بھر دیجیے آؤ میرے گلے
سے تو لپٹ جاؤ یہ کہکر ہاتھ پھیلا دیے وہ ساحر گلے سے لگا برق نے سفوف بیہوشی
منہ سے جو پھونکا دماغ میں سرایت کر گیا چکر کھا کر وہ گرا اُسنے خنجر سے سر کاٹ ڈالا شور

لیکر جزدان سے نکال کر کھولی اور پڑھی سارا حال گلستان کا اور قتل کرنا عیارون کا
اُسکو اور ہوش مین آنا امیر کا لکھا تھا عمرو کو یہ کیفیت سنکر تسکین ہوئی مہرخ نے پھر
جزدان مین کرکے کتاب طاق پر رکھ دی اور سحر پڑھا کہ مینار زمین مین غرق ہو گیا سب
اس کیفیت سے سب مشغول عیش ہوئے لیکن عمرو نے کہا اے ملکہ مین حیران ہون کہ طلسم
کیونکر فتح ہوگا اور اسد اور ہم چشین وغیرہ کیونکر رہا ہون گے بہت ساحرون کو مین
قتل کیا مگر کچھ مطلب برآری نہوئی مہرخ نے یہ کلمات سنکر تسلی دی کہ انشاء اللہ ایک دن
طلسم فتح ہوگا اور شہزادہ چھوٹے گا آپ تشویش نہ فرمایئے عمرو کو ان باتون سے کچھ تسکین
نہوئی اور بارگاہ سے نکل کر صحرا کو چلا راہ مین قران سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا
کہ استاد کہان جایئے گا عمرو نے کہا میرا دم گھبراتا ہے برائے تفریح یون ہی پھرتا ہون یہ
کہی رہے تھے کہ صدائے زنگ جھنگی آئی اور ضرغام ساحر بنا ہوا سامنے سے ظاہر ہوا قران
نے اُسکو پکارا اُسنے آکر عمرو کو سلام کیا اُس سے پوچھا کہ کہان سے آتے ہو اُسنے عرض
کیا کہ دریائے سحر کی طرف سے مگر عجیب ماجرا دیکھا ہے کہ دل میرا متردد ہے یعنی ایک ساحر
خورشید زرین سحر نام کہ طلسم باطن کے ایک ملک کا شاہزادہ ہے اپنے ملک سے
اس ارادے پر چلا تھا کہ ساکنان گنبد نور پر جاکر حملہ کرون گا اور اسد کو چھڑاؤنگا کیونکہ
میری بہن ملکہ ہلال سحر افگن شریک عمرو ہے مین بھی وہین جاؤن گا لیکن میرا شریک
ہونا افراسیاب کو ظاہر نہین غفلت مین کشت و غارت کرکے اپنی بہن پاس جاؤن گا
کہ وہان میری پھوپھی ملکہ صرصر جمو بھی ہین فی الجملہ اس ارادے پر جب چلا اُسکے لشکر والون
مین سے کسی نے اس حال کی خبر حیرت کو پہونچائی اُسنے ملکہ ناگن جادو نام ایک ساحرہ
کو بھیجا کہ وہ استقبال کرنے کے بہانے سے آکر خورشید کے پاس پہونچی اور خاک قبر
جمشید ڈال کر اُسکو گرفتار کرکے پاس حیرت وغیرہ کے لیے جاتی ہے عمرو نے یہ کیفیت
سنکر پوچھا کہ فوج کیا اُسکے پاس نہ تھی جو اسیر ہو گیا ضرغام گویا ہوا کہ بارہ ہزار ساحر اُسکے
ساتھ تھے جب وہ قید ہوا تو لشکری اُسکے کوہستان کی جانب جاکر پوشیدہ ہو رہے اور
باہم مشورہ کیا کہ ہم آج یہ قدرت نہین رکھتے ہین جو بدون شاہ طلسم سے مقابلہ کرسکین
مگر لشکر مہرخ مین جاکر خورشید کی پھوپھی اور بہن سے اس حال کی اطلاع دین اور
اُنکے ساتھ شامل ہو رہین غرضکہ ایک ساحر کو اُنھون نے لشکر مین ہمارے بھیجا ہے عمرو

سارا ماجرا اسنے قران سے کہنے لگا کہ اے فرزند شاہزادہ خورشید کو چھڑانا لازم ہے چلو اِس
امر مین کد و کوشش کرین یہ کہکر تینون جدا جدا فکر مین عیاری کے روانہ ہوئے لیکن وہ ساحر
ملکہ خورشید کا پاس ملکہ سرخ مو کے پہونچا اور کہا کہ اے ملکہ آپکے بھتیجے قید ہوگئے
اور کل احوال جو اوپر مذکور ہوا بیان کیا سرخ مو یہ حال سنتے ہی جوش خون سے بیتاب
ہوگئی اور چاہا کہ لشکر لیکر جاؤن اور فوج پر حیرت کے حملہ کرون پھر خیال کیا کہ ناگن
ابھی راہ مین ہے چل کر اسکو مارون اور اپنے بھتیجے کو چھڑالون یہ سوچکر ہنس آتشین پر بیٹھکر
روانہ ہوئی ہر سمت ڈھونڈھنے لگی اور بہر تفحص ایک درخت کے نیچے اوترکر پیاسا نگاہ
ہر طرف دوڑانے لگی ناگاہ صبا رفتار عیارہ نے کہ صحرا مین تھی اوسکو دور سے دیکھا
اور فی الفور بفن عیاری صورت اپنی مثل صورت برق فرنگی کے بنالی اور قدم بڑھا
اسکے آگے آیا ہوئی کہ اے ملکہ کس فکر مین یہان تنہا کھڑی ہو سرخ مو نے سارا حال اُسکو برق
سمجھکر بیان کیا اور کہا میرا ارادہ ہے کہ طبقہ زمین کا توڑ کر زندان مین جاکر ٹھہرون جب
بھتیجا میرا وہان آکر قید ہو مین اُسکو رہا کرکے آؤن صبا رفتار جب سارے حال پر
اطلاع پاچکی پاس آکھڑی ہی تھی حباب بیہوشی اُسکے مارا کہ سرخ مو بیہوش ہوکر گری اسنے
پشتارے مین باندھا اور سیدھے کو روانہ ہوئی ادھر ناگن جاکر بارگاہ حیرت مین پہونچی
اور خورشید کو سامنے پیش کیا حیرت نے مرزبان جادو داروغہ محبس کو بلاکر
حکم دیا کہ اسکو لیجاکر قید کر مین شہنشاہ کو عرضی لکھتی ہون جیسا وہ فرمائینگے عمل مین
آئیگا داروغہ زندان اپنے سحر مین مسحور کرکے خورشید کو زندان مین لایا اور حیرت
نے اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھکر چیلے کے ہاتھ بھیجی جب عرضی باغ سیب مین
پہونچی شاہ جادوان اُسی تخت بیکران سے جیسا اکثر ذکر ہوا ہے سوار ہوکر لشکر حیرت مین
آیا اور جب داخل لشکر ہوا حیرت نے مع تمام سردارون کے استقبال کیا شاہ جادوان
تخت پر آکر بیٹھا اُسوقت صبا رفتار پشتارہ لیے آئی اور کہا سرخ مو بھتیجے کے چھڑانے
کو آئی تھی مین اسکو گرفتار کرلائی ہون شاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی لیجاکر قید کرو صبا
رفتار نے حسب ارشاد اسکو بھی زندان مین پہونچا دیا اُس وقت حیرت نے کہا اے
شہنشاہ یہ سب حرام جو گرفتار ہین انکو قتل کیون نہین کرتے افراسیاب نے جواب دیا کہ ہمارا
کہ مار ڈالنا سہل ہے جلانا مشکل ہے کر دون روپیہ کھلا کر انہین پالا ہے کیونکر

کیا جائے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن عیار جو فکر عیاری مین چلے تھے اون مین سے عمرو
صورت ساحر کے مثل بنکر لشکر حیرت مین داخل ہوا اور اُسنے دار وغہ زندان کو قید لیجاتے
ایک خیمے مین دیکھا سمجھا یہی زندان خانہ ہے اور وہان پہرا چوکی بھی زیادہ تھا مرزبان وہ
زندان پر کرسی بچھائے بیٹھا تھا اُسکو دیکھکر عمرو نے ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت اپنی
ایک زن خوب صورت کی ایسی بنائی گیسوے مشکفام کو کھول دیکر رخسار پر چھوڑا اور مانگ کو
موتیون سے بھرا جوڑا تہ چھا باندھا چشم غزالین مین سرمہ لگاکر رخسار تاب ناک کو گلگونہ
کش فرمایا سر سے پانک زیور مرصع کار پہنا اسوقت اُسکے حسن ولاویز پر لعبتان دہر
ہزار جان سے نثار تھے بلکہ مہر و ماہ تصدق ہر بار تھے سوسے فتنہ ولیوا مژگان حسن کو
تنکے چتواتے اور ابرو اوسکے سہام نگہ دل عشاق کو نشانہ بناتے دست و پا مین مہندی کی
رچی دل عاشق کو خون کرتی دل کی آگ لگی ہوئی کو اور زیادہ بھڑکاتی کہ نظم

عجب دست رنگین تھا اُس ماہ کا	کہ مرجان کا پنجہ فدا ہو گیا
ضیا سے بظاہر تھا سینہ بھرا	مگر صاف باطن مین کینہ بھرا
وہ بانہین نگار تھین گول گول	کنٹھا نور سے جسکے ہیرے کا مول
کلائی کو یہ نازکی تھی حصول	وہ ہنسکے جو پہونچے وہان ایک پھول
غرض ایسی تھی شکل اُس ماہ کی	نظر آتی تھی قدرت اللہ کی

اس خوبی سے درست ہو کر وہ لالی کا چھپر سٹ مار کر جھاڑ لیان و تیا کر اور کوسے کا عالم
دکھاتا سامنے سے مرزبان کے ہو کر نکلا اور وہ لالی ہٹاکر آنکھ سے آنکھ لڑائی اور رخ
روشن کی جھلک دکھائی پھر آگے کو چلی مرزبان شیفتہ و فریفتہ ہو کر بیقرار شعر عاشقانہ
پڑھتا اُٹھکر پیچھے چلا اور جب تنہائی مین پہونچا بے اختیار یہ زبان پر لایا کہ بیت

کونسے دل مین نہین وصل کی تیرے حسرت	کون آئینہ ہے جس مین تری تصویر نہین

وہ نازک بدن یہ شعر سنکر پھری اور منہ سے دوپٹا ہٹاکر مسکرائی مرزبان نے دوڑکر ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا بیت

دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوے	ہم کہین کے نہوے تم جو ہمارے نہوے

اُس نازنین نے ہاتھ جھٹکا کر چھڑایا اور کہا جاؤ جاؤ مین ایسے بے مروت مردون سے
بات نہین کرتی مرزبان قدم پر گر پڑا کہ اے جان جہان مین تابعدار رہون تمام عمر گردنہ

اطاعت سے سر اٹھاؤن گا اُس محبوبہ نے پاؤن پر سے سر ہٹا دیا اور اپنا ماتھا کوٹ لیا کہ
مجھ سے ہین نگوڑ ماری اس طرفہ آگ کس غضب مین پڑ گئی ارے لوگو یہ مردوا کیسا چمٹا ہے
کیون میرے پیچھے پڑ گیا اچھا کہو کیا کہتے ہو مہر زبان نے پھر تو گلے سے لگا لیا اور پیار کرنا
چاہا اُس گل پیرہن نے کہا ہٹو دیکھو کوئی آجائے گا یہ کہہ کر چھوٹے کپڑے اپنے سنبھالے
اور خاصدان نکال کر ایک گلوری کھائی اور چاہا کہ خاصدان بند کرے مہر زبان نے کلائی
پکڑ کر کہا واہ واہ ہمین نہین اُسنے انگوٹھا دکھایا لیکن اسنے منانا ایک گلوری لیکر کھا لیا
کھاتے ہی بیہوش ہوا عمرو نے اسکو زیادہ بیہوش کر کے اور کپڑے اُسکے اُتار کر اوسی
کی ایسی اپنی صورت بنائی اور اُسکو غار مین ایک مقام پر ڈال کر آپ وہان سے در خیمہ
زندان پر آ کر بیٹھا لیکن شاہ طلسم اور حیرت سے جو در باب قتل مجرمان گفتگو ہو رہی
تھی آخر بادشاہ نے اپنی زوجہ کو خوشنود رکھنے کے لیے صبا رفتار سے حکم دیا کہ جا اور
داروغہ زندان سے کہہ کہ قیدی لیکر حاضر ہو صبا رفتار یہ حکم پا کر مجلس مین آئی اور
داروغہ کو حکم شاہ سے اطلاع دی عمرو نے قیدیون کے لیجانے مین ذرا تامل کیا
صبا رفتار نے کہا مین ساتھ چلون تو کیا قباحت ہے عمرو نے جواب دیا کہ تم عیارہ ہو کے
بیوقوف بن گئین تمھارے ساتھ چلنے سے کیا فایدہ ہے آؤ ادھر سنو اور ایک گوشے
مین لا کر چاہا کہ اسکو بھی بیہوش کرون اوس وقت صبا رفتار پہچان گئی کہ یہ عمرو
ہی فورًا لوگون کے سنانے کو پکاری کہ خواجہ قیدیون کا چھڑا لیجانا بہت مشکل ہے یہ کہکر
تیغ کھینچکر حملہ آور ہوئی عمرو نے حلقہ کمند سے اس طرح مارے کہ یہ اُلجھ کر گری حباب
مار کر اُسکو بھی بیہوش کر دیا لوگ کچھ صدا سنکر دوڑ آئے تھے اُنسے کہا یہ عیار عیارہ
صبا رفتار کی صورت بنکر آیا تھا مین نے اُسکو گرفتار کیا اب تم قیدیون پر سے سحر دفع
کر دو مین جب تک کپڑے پہنتا ہون پھر سامنے شاہ طلسم کے لیے جاؤن گا یہ تقریر سنکر ساحر
قیدیون کو رہا کرنے مین مصروف ہوے لیکن صبا رفتار کو دیر ہوئی افراسیاب
نے سحر پڑھ کر دستک دی زمین سے ایک پتلی نکلی اُس سے پوچھا داروغہ زندان کیا کرتا
ہے پتلی نے کہا داروغہ زندان غار مین بیہوش پڑا ہے اور عمرو قیدیون کو چھڑائے لیے
جاتا ہے یہ کہکر پتلی تو غائب ہو گئی افراسیاب بغیظ و غضب تمام مانند برق کے زندان
مین آیا اور عمرو کو مع قیدیون اور صبا رفتار کے پنجہ سحر مین داب کر بارگاہ مین لایا

صبا رفتار کو ہوشیار کرکے کہا کہ مہر زبان غار مین بیہوش پڑا ہے جا ہوشیار کرکے یہان
لے آ عیارہ تو آدھر گئی اور اسنے قیدیون کو ہوشیار کرکے کہا اے خورشید مین نے جاگیر
ملک و مال وغیرہ تجکو اسی دن کے لیے دیا تھا کہ تو مجھ سے نمک حرامی کرے اور عین غفلت
مین طلسم کشا کو چھڑا لیجانے کا قصد کرے خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب بھی اپنے ارادۂ فاسد سے
باز آ اور ازراہ صدق ارادت میری اطاعت کر تو جان تیری بچ جائے اور خطا تیری
معاف کر دون خورشید نے ان باتون کا جواب دیا کہ مین تیری اطاعت کسی طرح
نہ کرونگا اگر قضا ہے مارا جاؤن ورنہ جھوٹ کرا بھی بھی کا ساتھ دونگا اسنے
یہان اکیلا آیا تھا آت اسکے شریک کتنے ساحر ہین افراسیاب نے کہا پھر وہ شریک ہین
تو کیا ہین عوج کی کیا حقیقت ہے ابھی چاہون سر دربار پکڑ کر مار ڈالون خورشید
نے کہا زیادہ کوئی تمکو کہین دغا سے کسی کو مارا ہوگا آج تک تو نے کسی کو نہ مارا رفیق
تیرے بہت سے مارے گئے انکا عوض نہ لیا شہنشاہ ساحران یہ کلمات سنکر نہایت
برہم ہوا اور ناگن سے کہا یہ آمادہ مرگ ہے جو منہ مین اسکے آتا ہے وہ کہتا ہے تم ساتھ
لشکر عوج کے اسکو لیجاکر مع اسکی بھتیجی اور عمرو کے قتل کرو دیکھون تو کون اسکے
چھڑاتا ہے جبھون کو عمرو کی عیاری پر گھمنڈ ہے تم پہلے عمرو ہی کو قتل کرنا یہ حکم دیکے رہا
تھا کہ صبا رفتار روادار مہر زبان کو ہوشیار کرکے لائی شہنشاہ نے حکم دیا کہ اسکے
مہر زبان ساٹھ ہزار ساحر تیار کرا کر ناگن کے ساتھ جاؤ اور ان باغیون کو ساتھ انکے
رفیقون کے قتل کرو پس بمجرد حکم ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوئے اور قیدیون کو ہمراہ لے کے
پر بٹھلا کر لے چلے ناگن بھی ہمراہ ہولی اسکے ساتھ پچاس ہزار ساحر تھے وہ بھی رخصت
ہو کر چلے گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے غلغلۂ عظیم بپا ہوا ناگن کی مان فی الحال
بہت علیل ہے غش کی حالت مین پڑی رہتی ہے اسنے سبب اسکے کہ میری مان کی
خبر کون لیگا لازم ہے کہ اپنے ہمراہ لیتی چلون ہر چند کہ کہین دور جانا نہین ہے پھر بھی
مریض کی خبرگیری واجب ہے سو چکر پالکی مین اپنی مان افعی جادو نام کو بھی سوار
کرکے ساتھ لے لیا یہان تک کہ بعد کچھ عرصہ کے لشکر عوج کے سامنے جا کر پہنچے کہ وہ
پانچ یا سات کوس کا ہر جنگ جدال دونون لشکر کے درمیان مین فاصلہ رکھا ہے خندق
جب وہان پہونچے عیارون نے جو فکر مین عیاری کے پھر رہے تھے عمرو کو بھی قید دیکھا

اور فکر زیادہ کرنے لگے کہ بہت جلد انکو چھڑانا چاہیے ادھر طائران سحر سامنے مہرخ کے گئے
اور بعد بجا لانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض پیرا ہوئے کہ فوج شاہ طلسم خواجہ اور مہرخ
کو مع اسکے بیٹے کے سامنے لشکر ظفر پیکر کے قتل کرنے لائی ہے یہ کہکر علیحدہ ہوئے
مہرخ نے جب یہ ماجرا سنا فرمایا بغیر عمرو کے زندگی بیکار ہے یہان بھی لشکر تیار رہے یہ
فرماکر تنظیم سحر بجا لائی کل لشکر کمر باندھکر مرنے پر تیار ہوا نقارہ جنگی گرگرایا دلاور بہت جلد
مسلح و مکمل ہو کر مرکبہائے تازی پر سوار ہوئے ساحر اپنے اپنے حربے لیکر طائران سحر
پہنچے ایک ہنگامہ قیامت برپا ہوا اُسی وقت قران غلغلہ سنکر لشکر میں دوڑا آیا اور
مہرخ سے کہا آپ تامل فرمائیے اور لشکر لیے وقت کی منتظر رہیے جب ہم عیار گرفتار
ہو جائیں اسوقت آپکو اختیار ہے یا جب نعرہ ساحرون کے مرنے کا آپ سنیے گا
یعنی یہ صدا کہ مارا مجھے نام میرا ناگن تھا اُسی وقت فوج عدو پر آکر گریے گا مہرخ اسکے
کہنے سے کوہ و دشت میں لشکر لیکر متواری ہوئی اور وقت کی منتظر ٹھہری ادھر ناگن
نے حکم دیا کہ اس جگہ خیمہ استادہ کیا جائے اور آج شب بھر میدان خونی کی تیاری ہو اور
منادی ندا کرے تاکہ لشکر حریف میں ان لوگون کے قتل کی خبر پہنچے اور وہ لوگ آکر
انکا حال خراب دیکھین کیونکہ حکم شاہ یہی ہے اور اسی لیے اس جگہ ان کو قتل کے
لیے بھیجا ہے غلام حکم ادھر اسی وقت خیمہ و خرگاہ استادہ ہوئے اور لشکر کے بیچ مین
قیدیون کو رکھا ایک طرف مہرزبان اور دوسری سمت ناگن خیمہ زن ہوئی اور
اژدہان کا پلنگ ایک خیمہ مین بچھوا دیا اور رد بل زنی کا حکم دیا تاکہ پھر کوئی دقیقہ باقی
نہ رہے صبح ہوتے ہی مجرمون کو قتل کر ڈالون غرضکہ منادی نے صدا دی کہ جو حاکم
طلسم سے منحرف ہوگا وہ نہایت خراب حال سے قتل کیا جائیگا یہ صدا جو چار دانگ طلسم
مین بلند ہوئی دشمن شاد اور دوست عمرو کے غمگین ہوئے وہ دن سارا اسی ہنگامہ مین
بسر ہوا آخر شاہ خاور زندان خانہ مغرب مین جاکر اسیر ہوا اور ظلمت شب نے میدان
عالم مین خیمہ تاریکی برپا کیا کہ ابیات

چھپا نور جسوقت خورشید کا	ہوا خانہ دہر ظلمت سرا
ستارے فلک پر نمایان نہ تھے	پرندے بسیرے مین تھے ہو لیے

شام ہوتے ہی بخوف عیاران ناگن اور مہرزبان نے سحر کیا کہ گرد انکے لشکر کے ایک ابر

اگر محیط ہوا اور اِس قدر جھکا کہ سر ابر کا زمین سے مل گیا اور یہ عالم ہوا کہ بجاے آسمان کے بھی ابر تھا اور چار سمت کو لشکر کے دیواریں ابر کی کھنچ گئیں لیکن جس وقت فلک کی جانب لگا ہاے ابر پیدا ہوے سے عیار جو لشکر میں عیاری کرنے کو بشکل مبدل موجود تھے سمجھے کوئی آفت آیا چاہتی ہے یہ ابر کا آنا خالی از فساد نہیں ہے یہ سوچکر چست و خیز کرکے سرحد لشکر سے نکل گئے اور دور سے جو دیکھا تو ایک قلعہ ابر کا بنا ہوا نظر آتا ہے لشکر ناگن کا دکھائی نہیں دیتا آسمان ابر کا زمین ابر کی دیواریں ابر کی ہاں اتنا ہے کہ ان دیواروں میں طاق و ایوان بنے ہیں اُنپر ساحر بیٹھے نظر آتے ہیں اور کچھ لشکر کے چراغوں کی روشنی ظاہر ہوتی ہے دیکھکر عیار بہت گھبرائے کہ افسوس ہم لشکر سے ناحق نکل آئے اب جانا اس قلعہ میں سحاب کے نہایت دشوار ہے کاش اندر رہجاتے تو ہمراہ عمرو کے رہتے یا اُنھیں چھڑاتے یا اپنی جان دیتے اسی طرح افسوس کر رہے تھے کہ قران نے برق سے کچھ کان میں کہا برق ایک طرف بہت خوب کہکر چلا گیا پھر قران نے اور عیاروں سے بھی کچھ کہا کہ وہ بھی ایک طرف گئے جب یہ جا چکے قران بھی ایک جانب روانہ ہوا مگر برق جو اول گیا تھا ایک مقام پر بیٹھکر ایک عورت بنا کہ بدن دوہرا اور گدبدا اپنا دوا کی دھولی دیکر بنایا کہ گویا ہیئت ہی بدل ڈالی چھوٹے چھوٹے ہاتھ پتلی پتلی انگلیاں کمر پتلی کولے بھاری ہوا فق کی تیاری انگیا کسی کسائی ٹھسک ٹھاک سر میں زری کا موباف پڑا اونچا سر گندھا پیشانی ہموار و بلند جٹی بھوین ستواں ناک سبزہ رنگ گات اُبھری رانیں پر گوشت بھری بھری لباس سے پاتک ہلکا پیازی رنگا ہوا زیب قامت فرمائے زیور الماسی مگر مختصر پہنے کہ بمقتضاے نظم

کلک دو زبان صفت بہم کر | وصف رخ و زلف ساتھ ضم کر
یہ ظلمتِ کفر ہے وہ اسلام | یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام
یہ دل ہے تو وہ سیاہی دل | یہ گل ہے تو وہ چراغ محفل
یہ چشمۂ خضر ہے وہ ظلمات | یہ ہجر کا دن وہ وصل کی رات
ماتھا سحرِ لوحۂ صفا ہے | پیشانی نسخۂ وفا ہے
گرویدۂ مست محو دل ہے | ابرو محراب دار بل ہے
منہ میں ہے زبان کہ گل میں زر ہے | یا حقۂ لعل میں گہر ہے

گر دیکھ لیا کسی نے سینہ — مشکل ہوا زخم دل کا سینا
پستان ہین جو میوہ بہاری — محروم انگور کی پٹاری
ہین ناف و کمر جو دونون باہم — مضمون کے پیچ مین پھنسے ہم
یہ بال و بال کا ہے پھندا — یا تار خیال کا ہے پھندا
اعجاز ہے گردش قدم مین — ٹھوکر ہر دسے چلا ہے دم مین

اس صورت دلفریب پر درست ہوکر ہاتھ مین تھال لیے کچھ پکوان اور مٹھائی اُس مین رکھے سر پہ جیتا ناز و انداز سے ساتھ اُس قلعہ ابر کے آکر ایک جانب کو روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ ضرغام کو قران نے کہا تھا تو عاشق بنا وہ ایک مقام پر ژولیدہ مو پریشان حال گریبان چاک کیے کھڑا تھا دوڑ کر اس نازنین کے قریب آیا اور پکارا کہ بیت

وہ نہین ہو جو چرائی ہمین دیکھ کے آنکھ — ہمسے دل بھی تو کسی طرح چرایا نہ گیا

یہ کہکر پاس پہونچ گئے ہاتھ پکڑ لیا اُس زن ماہ پیکر نے کہا صاحب تم مجھے کیون بدنام کرتے ہو ان باتون مین جان جائیگی اب میری محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ ورنہ پچھتاؤگے مین کہان تک جنگل مین تمھارے لیے آیا کرون جس دن میرا خاوند دیکھ لیگا بڑی آفت ہوگی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ قران بشکل مرد قوی ہیکل سونٹا ہاتھ مین لیے ایک طرف سے آکر پہونچا اور للکارا کہ کیون مالزادی تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مجھے کسی کے ساتھ پکڑو تو مین جانون آج مین نے تیرے یار کے ساتھ تجھے پکڑا آج تیری ناک کان کاٹونگا یہ لچھن تیرے سب ظاہر ہوگیا اس ڈانٹ کے ساتھ ہی وہ عورت تو سہم کر بیٹھ گئی اور وہ عاشق بھاگا کچھ معشوقہ کا بھی خیال نہ کیا کہ اسپر کیا گذریگی شوہر مصنوعی نے آکر بال سر کے پکڑے اور براہ بناوٹ اُس عورت کو مارنے لگا اور عورت نے شور داد و بیداد و فریاد بلند کیا اور شوہر کو بھی دوہتڑ مارتی تھی اور کہتی تھی تیرا اجارہ ہے جو میرا جی چاہیگا کرونگی اور تیرے منہ مین لوچھون کی بھر دونگی آج تجھے بڑی غیرت آئی کل اُسنے دس روپیہ کا کپڑا مجھکو لادیا تو وہ جھٹکے سے لے لیا یہ نہ جانا کہ آخر یہ کہین علاقے سے دیتا ہے پھر کسی کا مال کھالینا ٹھٹھے بازی ہی آج آیا ہے اپنا قرق جتانا ہے اچھی پہنا پر فرق نہین کرتا جو دن دھاڑے یار بلاتی ہین غرضکہ عورت تو مرد کو دشنام دیتی ہے کاٹ کھاتی ہے اور مرد سونٹے مار رہا ہے شور و غل بے انتہا مچا ہے

از بسکہ چاندنی رات تھی اور ابر کا قلعہ نزدیک تھا طاق وایوان مین وہان کے ساحر تو بیٹھے
ہی تھے اُنھون نے بھی یہ ماجرا دیکھا اور مہرزبان سے جاکر کہا ذرا چل کر دیکھیے تو جنگل مین
عجیب دل لگی ہو رہی ہے یہ سنکر اُسنے بھی آکر ان دونون کو لڑتے ہوے دیکھا چاندنی مین
عورت کا بدن کچھ قلعہ دار شاہت [?] ہوا ایک سحر کا پنجہ بھیجا کہ وہ جاکر عورت کو اُٹھا لایا
اُس وقت ابر بہت [?] گیا پنجے نے عورت کو سامنے رکھ دیا اُسنے پاس سے جو اُسکے رخ زیبا
کا نظارہ کیا اور انہیر تاباں [?] اُس کو دیکھا ایک نظر دیوانہ و فریفتہ ہوا اور کہا ای گل تر مین
یہ کون تھا جو تجھ ایسے معشوق کو کہ جس کو گل کا بوجھ بار معلوم ہوتا ہوگا زدوکوب
کر رہا تھا یہ کلمات سنکر اُس سیمین عذار نے کہا آپ آج کی مار کو کیا کہتے ہین جب سے
مین اس قصائی کے پالے پڑی ہون ہڈی ہڈی میری چور ہے اس وقت آپ نے بڑا
غضب کیا جو اُسکے پاس سے مجھے اٹھوا لیا اب وہ بے ناک کاٹے یا مار ڈالے مجھے
نہ چھوڑے گا موذی کا کاٹا بڑا بدگمان ہے کہے گا کہ بتا کس یار نے تجھے بلوا لیا تھا
مہرزبان نے کہا کیا مجال اُسکی جو تجھے اب ہاتھ لگا سکے عورت نے جواب دیا کہ کیون
مجال کو کیا چاہیے وہ میرا شوہر ہے واسطے ساحری کا اگر مجھکو آپ نے بلایا ہے
تو میرے شوہر کو بھی بلا لیجیے ورنہ بڑی قباحت میرے لیے ہوگی اور اسا مین یون
جا بھی نہین سکتی وہ یہی کہے گا کہ تو آشنا کے یہان گئی تھی ہاے لوگو مین کس غضب
مین پڑ گئی ارے صاحب جلد اُسے بلائیے مہرزبان نے چاہا کہ پنجہ بھیجکر بلوائے عورت
نے کہا پنجہ نہ بھیجیے گا وہ آدمی جلے تن ہے ناحق مجھکو آکر مار ڈالے گا آدمی کے ساتھ بلوائیے
کہ وہ خوش ہو اور غصہ اُسکا اُتر جائے پھر انصاف کر کے رضامند کر کے اُس سے
فارغخطی مجھے دلوا دیجیے گا مہرزبان فارغخطی کا نام سنکر شاد ہو گیا اور ایک ساحر سے
حکم دیا کہ تخت سحر پر بٹھا کر اُسکے شوہر کو لے آ ساحر حسب الحکم تخت لیکر گیا وہان وہ مرد
تاک جھانک رہا تھا کہ ساحر نے کہا چلیے جہان آپ کی زوجہ ہے اُنھون نے بلایا ہے اور سوار
کر کے اندر قلعہ سحاب کے سامنے مہرزبان کے لایا اُسنے بعزت تمام بٹھایا بعد کچھ دیر
کے سمجھانے لگا کہ زوجہ تمھاری آوارہ ہے کچھ روپیہ مجھ سے لو اور اسکو چھوڑ دو
اُس مرد نے کہا اسوقت خستہ و شکستہ بہت ہون صبح کو اس بات کا جواب دونگا
مہرزبان نے ایک ساحر سے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر خیمے مین رکھے ساحر قران کو خیمے مین لایا

پلنگڑی چاندی کی سونے کو دی ادھر عورت سے مرزبان اختلاط کرنے لگا عورت نے
کہا میں بھی اپنے شوہر کے خیمے میں جاتی ہوں جب فارغ خطی ہو جائیگی اسوقت دیکھا جائیگا
مرزبان اس کلمہ سے بیتاب ہو گیا اور کہا تم یہیں ٹھہرو عورت نے کہا خوب تم تو پرائی
جورو پر لوٹے ہوئے یہ کہکر اٹھی کہ جاتی ہوں مرزبان اٹھکر لپٹ گیا اور قسمیں دینے
لگا عورت نے کہا ذرا دم لو میں ابھی تو جاتی ہوں جب وہ سو جائیگا تو کسی حیلے
سے آؤنگی یہ کہکر وہاں سے خیمے میں آئی قران سے سب حال کہا اور کہا ابھی جا کر
مرزبان کو پکڑے لیتا ہوں یہ باتیں کر رہا تھا کہ ایک طرف سے صدا کراہنے کی آئی
برق نے در خیمہ پر آکر ایک ساحر سے پوچھا کہ یہ کون آہ آہ کرتا ہے اوس ساحر نے کہا ان
ناگن کی بیہوش اور ماندی رہتی ہے وہی کراہتی ہے یہ حال سنکر برق اسی آواز کی طرف
گیا دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہے اندر اسکے پلنگ پر ایک مریضہ لیٹی ہے ایک جانب
چوکی پانجانہ پھیرنے کی لگی ہے دو ایک کنیزیں سرہانے جوان خدمت کو حاضر ہیں
پلنگ کے قریب کچھ نسخے بندھے ہوئے رکھے ہیں کچھ سے شیشے پڑے ہیں کچھ عورتیں
پٹی پکڑے بیٹھی ہیں منکھا جھل رہی ہیں برق نے قریب خیمہ پہونچکر ایک عورت کو
ان میں سے باشارہ انگشت طلب کیا جب وہ اٹھکر پاس آئی کہا کیوں گیان
تمنے ہمیں پہچانا اس کنیز نے کہا میں مطلق واقف نہیں اسنے کہا اب کا ہیکو پہچانوگی
میں نوکر مرزبان کی ہوں یہ کہتے کہتے حباب بیہوشی مارا کہ تڑاق سے اسکو چھینک
آئی اور بیہوش ہو گئی برق اسکو اٹھا خیمہ میں اپنے لایا مگر در سے نہ آیا پشت پر
سے سراپچہ چاک کرکے اندر آیا اور در خیمہ پر جاکر پکار کر کہدیا کہ اندر خیمہ کے ہم زن
و شوہر سوتے ہیں کوئی یہاں نہ آئے دوسرے جہاں کہیں میں جاؤں کوئی میرا
مزاحم نہو ساحروں نے جو یہ کلام سنا سمجھے کہ زن بدکار ہے شاید کہ یہ شوہر کو سلا کر میاں
پاس ہمارے جاتے یا اور کچھ شر کرے اسکے درمیان میں بولنا اچھا نہیں وہ سب تو
یہ سوچکر چپ ہو رہے ادھر اسنے اس کنیز کے کپڑے اتار کر آپ پہنے اور اپنے کپڑے
وہی زنانے اسکو پہنائے اور مثل اس کی صورت کے اپنی شکل بنائی اور جس صورت
پر کہ آپ عورت بنا ہوا تھا اسی طرح کی عورت اسکو بنا کر فتیلہ دافع بیہوشی سنگھا دیا
کہ وہ ہوشیار ہوئی اور دیکھا میری صورت کی ایک عورت سامنے موجود ہے یہ دیکھکر

براہ استعجاب اُسنے کیفیت پوچھی برق نے کہا گیان مین تم کھڑی باتین کر رہی تھی کہ ایک ہوا
کا جھونکا لگا دونون بیہوش ہوگئے اُسوقت سامری کو دیکھا کہ تشریف لائے اور میرے تمھارے
منھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ بیٹی تم دونون کو کا پلٹ کر دیا اس مین تمھارے لیئے بہتری ہے
اور ہماری مشیت ازلی کی مقتضی ہے کہ کنیز بنا کر تمکو مرزبان کی زوجہ بنا کر اسکا رتبہ دو درجہ
بڑھاتے ہین اور تجھکو اس کنیز کی صورت بناتے ہین تو گیا مشیت خداوندی مین کیا چارہ ہے
اب تم میری حقیقت سنو کہ یہ شخص جو پلنگ پر لیٹا ہے اس کی مین زوجہ تھی مجھپر مرزبان
عاشق ہو کے صبح کو فارغ خطی میرے شوہر نے مجھکو دلا کر مجھے اپنے پاس رکھتا لہذا تجھکو کوئی
پوچھے اسی مرد کی زوجہ اپنے تئین بتلانا اور مجھسے مرزبان نے وعدہ لیا تھا کہ جب یہ
شوہر تیرا سو جائے تو میرے پاس آنا اب یہ سوتا ہے تم اسکے پاس جاؤ اور دو چار روز خوشی
دو مین تمھارے عوض تمھاری بی بی مریضہ کی خدمت مین جاتی ہون وہ کنیز سنسان
گذری تھی کہ مرد سے واقف نہ تھی اور تکلیف مین رہا کرتی تھی زر و زیور دیکھ کر اور
زوجہ اتنے بڑے امیر کا اپنا ہونا سنکر نہایت خوشنود ہوئی اور کہا کہ بسم اللہ اچھا مجھے
مرزبان پاس پہونچا دو اور اپنا نام بتلا دو برق نے کہا نام میرا محبوب ہے یہ کہکر اپنے
ساتھ لیا اور خیمہ مرزبان کا بتلا دیا وہ اندر خیمے کے گئی مرزبان چشم براہ انتظار تھا
اوسکو دیکھکر پکارا کہ بیت

آج آئے ہین وہ کچھ آنکھون مین فرمائی ہوئی	سحر اعجاز وہ اک پردے مین کھلائی ہوئی

یہ کہکر اُٹھکر گود مین لے کر پلنگ پر بٹھایا لب سے لب ملایا شراب کا جام پلایا یہ کنیز
نہایت مسرور ہو کر مصروف عشرت و طرب ہوئی اور ادھر برق کنیز بنا ہوا خیمہ انکی
مین پہونچا اور کار و بار کرنے لگا لیکن شمعون پر پروانہ ہاے بیہوشی چھڑکتا جاتا تھا لہذا
لمحے گذر کر شمع سے دود بیہوشی بلند ہوا جو لوگ وہان خدمتی تھے وہ بیہوش ہو گئے اس
وقت افعی کے بھی منھ پر لخلخہ بیہوشی کا ڈال دیا کہ ایک تو وہ بیہوش رہتی ہی تھی اور بھی
مثل مردے کے ہو گئی برق نے اسکو اُٹھا کر ایک گوشہ خیمہ مین لا کے دری اور چاندنی
وغیرہ مین چھپا دیا اور آپ صورت اسکی ایسی بنا کر اسی کا لباس پہنکر مریضون کی طرح
پلنگ پر آکر لیٹ رہا کبھی غش ہو جاتا تھا اور کبھی کراہتا تھا اور کبھی آہ آہ کرتا تھا اور
پلنگ کے پاس جو عورت کہ بیہوش تھی اسکو پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی

عورت سے کہا کہ مجھے اکیلا ڈال کر سب کنیزیں سو رہیں ذرا انپر پانی چھڑک دے کہ ہوشیار ہو جائیں
اور میرے ہاتھ پاؤں اینٹھے ہیں ذرا دبائیں اُس عورت نے حسب ارشاد سب کو پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا اور وہ سب اُسکی خدمت میں مصروف ہوئیں اُس عیاری کر رہیں وہ وقت شب ختم
ہوئی اور آفتاب مثل رنگ رخ بیمار بادیہ سے زرد و با تن تپ و ارسکے لرزان شفاخانہ سپہر
میں آیا اور حکیم علی الاطلاق نے واسطے دفع حرارت و تقویت قلب کے طباشیر سحر کو طلب فرمایا کہ نظم

شعر دو کو جو کرتے تھے ساحر ہلاک
گریباں سحر کا ہوا غم سے چاک
ہوا تھا زمانے کو ایسا قلق
کہ تھا صبح کا رنگ بھی کثرت سے فق

دم صبح ناگن خواب راحت سے بیدار ہوئی اور مہر زبان بھی اُس عورت سے کہ پوشیدہ ہو رہا
تھا صبح اُٹھ کر اُسکے پیچھے کنیز بن کر خدمت مقرر کیں قوا کہات کی ڈالیاں کہانے کو شکار میں
شوہر مصنوعی کو اُسکے بلا کر ہمراہ لیا کہ قتل عمرو سے فراغت ہو سکے تھیں بال و زر و گہر
خوشنود کروں غرضکہ لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا ایک طرف سے ناگن سوار ہو کر آئی سب
فوج درست ہو کر پرا باندھ کر کھڑی ہوئی رات ہی سے جلاد میدان میں پھر رہے تھے
جلو میں سے ریگ سنگ تھیں اور پہنچے تھے اُسیر لا کر عمرو کو بٹھایا اور مہر شمع و خورشید
کی زبانیں چھید کر سوزن رشتہ سے اُنکو بھی زیر تیغ بٹھایا اُسوقت سحر پڑھا کہ وہ ابر کا حصار
برطرف ہو گیا اس سبب سے کہ مہرخ وغیرہ حال خراب اپنے ساتھیوں کا دیکھیں پھر تو عمرو وغیرہ
کو یقین اپنی مرگ کا ہو گیا اور بلبلا کر رجوع قلب سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار مجھے
تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک اپنی موت میں بار بار خود نہ طلب کروں اُسوقت
تک نہ مروں خداوندا تو سچا ہے اور تیرا قول سچا ہے اور تو عالم اور دانا ہے کہ میں نے
موت کا خیال بھی نہیں کیا الٰہی اپنے برگزیدہ نبیوں کے نور کا واسطہ مجھے ان کافروں
کا فروں کے ہاتھ سے نجات دے کہ نظم

تو ہی معبود ہے تمام دو جہان کا
تو ہی خالق زمین و آسمان کا
تو ہی ہے حاکم ارواح و اجسام
تو ہی ہے باعث آغاز و انجام
تجھی سے ہے نشان اور نج وستی
تجھی سے ہے بہار باغ ہستی
ہے تیرے فیض سے ہر چیز موجود
تیرے ہی حکم میں ہے بود و نابود
بچالے اسکو خدا تو جان کو میرے
عطا کر تو دوا و درمان کو میرے

یہ تو دعا کر رہا ہے وہاں جلادوں نے حکم پوچھا کہ مار ڈالنا ہمارا کام ہے جلانا خدا کا کام ہے ذرا سمجھ
بوجھ کر حکم دیجیے یہ لوگ بڑے زبردست اور زرنگار سے ہیں قتل کرنا انکا آسان نہیں مرزبان
نے کہا لاکھ کلام کا ایک حکم دیا کہ جلد سر کاٹ کر ان گنہگاروں کے حاضر کرو جلاد تو حکم پوچھ
رہے تھے اور ہتھیار ابر کے دفع ہونے سے ضرغام اور جانسوز جو بیرون لشکر تھے صورت
ساحروں کی بدل کر لشکر میں آگھسے ہوئے ادھر جلاد نے حکم ثانی اور ثالث پوچھ کر تیغ کھینچ کے
واسطے قتل کے چلے تھے کہ عیاروں نے تیغ کو بھیس ساحر کے مار کے انکے سر پر آکر پڑے
کے کاسہ سر پاش پاش کر دور کر دیے ساحر عمرو کے قتل ہونے کا تماشا دیکھ رہے تھے
کسی نے یہ نہ دیکھا کہ تیغ جلادوں کو کس نے لگائے اور انکے مرنے کا ایک شور غل بلند ہوا آہ
کر لی جلادی کا نام نہیں لیتا اس وقت مرزبان نے کہا میں خود قتل کرتا ہوں یہ ہنسی
ہی تھا ان جو پاس کھڑا تھا اسنے کہا آپ ٹھہریے میں قتل کرنے جاتا ہوں میں سب
جلادوں کا باپ ہوں دم بھر میں سیکڑوں کو مار ڈالتا ہوں یہ سنکر مرزبان نے کہا
جلد ان سبھوں کو قتل کر میں تجھ سے بہت خوش کروں گا قران نے کہا اول انعام منگا دیجیے
تو قتل کروں اسنے سو روپے کا عنایت کیے یہاں تو یہ گفتگو تھی کہ ادھر کنیزیں ناگن
کی رمز لی بیٹھی آئیں اسنے پوچھا کیا ہے کہا مادر چلیے ماں آپ کی دم توڑ رہی ہیں دیدار
آخری دیکھ لیجیے ناگن بیتاب دوڑی وہاں برق پانچ دیکھا ناگن بیتاب بیٹھی تھا موت کا
پسینہ ماتھے پہ تھا تشنج ہو رہا تھا غشی طاری ہوتی تھی کہ ناگن پہنچی اسکی بیٹی کی
ماں کہتی ہوئی آئی برق اور زیادہ تڑپنے لگا اور بیٹی نے ذرا ٹھہر کر آنکھ کھولی اور کہا
میری بیٹی آئی ناگن نے کہا اماں کھڑی تو ہوں برق نے ہاتھ پھیلا کر سر کو چھاتی سے لگایا
اور کہا بیٹا کنیزوں کو یہاں سے ہٹا دو تم سے وصیت کچھ کروں اسنے سب لونڈیوں کو
دور ہٹا دیا جب تنہائی ہوئی برق نے کہا بیٹا لونڈیاں کہتی تھیں کہ بی بی پسینے میں
بو آتی ہے ذرا تو سونگھ کر دیکھ تو کہ میرے پسینے میں مردے کی بو آتی ہے ناگن یہ کلام سنکر
براہ غضب بولی کہ یہ کون سی شیطانی کنیز نے کیسے ہمارے منہ پر یہ کلمات کہے مارے کوڑوں
کے کھال اڑا دوں گی برق نے کہا بیٹا خفا نہ ہو تمھیں میری جان کی قسم ماتھے پہ سے
پسینہ لیکر ذرا سونگھو اگر بو آتی ہو تو کنیزوں کو کچھ نہ کہنا کہ وہ سچی ہیں اور اگر جھوٹی ہوں
تو سزا دینا اسکے قسم دلانے سے ناگن نے کچھ پسینہ پونچھ کر سونگھا برق نے بیہوشی منہ پر

پہلے ہی مل رکھی تھی یہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی برق دوڑ کر اسکی بان کو بھی دری سے نکال کر
قریب اُسکے لایا اور دونون کو برابر لٹایا ادھر قران جب سو روپے انعام کے لے چکا بعدہ
گلے سے نکال کر گویا ہوا کہ کہیے تو آپ کو قتل کرون مرزبان نے کہا کچھ سودا کی ہوا ہے قران
نے کہا آپ کے پیچھے کھڑے ایک صاحب اشارے کر رہے ہیں کہ مرزبان کو مار ڈالو یہ سنکر
مرزبان نے پھر کر دیکھا اُسنے اس زور سے بغدہ مارا کہ سر کشتہ کر دشمن کا قدم پر جا گرا ایک
شور دار وگیر برپا ہوا زمانے مین تاریکی ہوگئی ساحر لینا لینا کہکر دوڑے اتنے مین کہ وہان
برق نے ناگن اور رافعی دونون کے سر جدا کر ڈالے آندھیان سیاہ اُٹھین پر غل
مچانے لگے فوج ساحران بدحواس ہو کر اس طرف دوڑی برق خنجر کھینچے تو کھڑا ہی تھا اُس
لشکر شقاوت اثر مین در آیا ادھر قران و ضرغام و جانثور بعدہ کہ پیچھے کھینچ کر حملہ آور
ہوئے اُس وقت ساحرون نے نارنج و ترنج آمیز مارے لیکن مرنے سے ناگن وغیرہ افسرون
کے خورشید و سمر خمو و شمر و پرستہ سحر کی قید دفع ہو گئی تھی شمر ودہ لڑکی سوزن
زبان سمر خمو سے نکال لیا ادھر خورشید بھی چھوٹا دونون نے عیارون کو گھر سے
دیکھ کر وہ سحر پڑھا کہ نارنج و ترنج ساحرون کے بیکار رہگئے اور ان دونون نے لڑنا شروع
کیا آگ برسنے لگی پتھر گرنے لگے برف پڑنے لگی جب یہ ہنگامہ بلند ہوا افسرخ جو فوج ساحران
لیے منتظر کھڑی ہوئی تھی آگرمی العیاذ باللہ پھر تو وہ حشر برپا ہوا کہ لڑائین ہتیار ذرفشان
چانکر ورے قبر سے باہر نکل آئین گے گولے فولادی اور تیغے پیکان اور سوئی کے چلنے
لگے رعد شمشین مارنے لگا اور برق محشر چمک کر گرنے لگی حریف کے دو ٹکڑے ہونے
لگے بہادر نے عالم بہار پیدا کیا شمشور نے لوگون کو مست و لا یعقل بنایا تلوار سحر کی بجلی کے
گمسان سے چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کہ نظم

کیا دست تہور اوسنے جب باز — ہوا ہوش مخالف گرم پرواز
سپر مین گو نہان تھے وہ ستمگار — مگر رکتی ہے کب بجلی سی تلوار
گری جس سر پہ جا کے برق محشر — کفل تک آ کے ٹھہرا فرق شمشیر
سپر حائل ہوئی نہ خود و جوشن — دو پارہ سب ہوئے مردود دشمن
ہوئے توسن سے جب وہ مائل خاک — اُٹھا یہ شور و غل خس کم جہان پاک
ہوئے مجروح و خستہ سر بسر وہ — عقیق آسا ہوئے خونین جگر وہ

زمین لعل ستوران سے ہوئی گرد / سمند کہسار مین گویا ل سے زرد
کمند ریشمی تھی یون گلوگیر / بندھے تھے پیل جنگی گیا وہ بے پیر
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی / ہوئی زیر و زبر ساری خدائی
گریز اپنی ہوئی ان سب کو بہبود / کہ عرصہ راہ مین ہو تنگ نابود
غنیمت تھا بچانا اپنے سر کا / پدر بھی ہو گیا دشمن پسر کا
کمندون مین ہوئے صدہا گرفتار / اٹھی ذلت گئے تھے ظالم ہزار

غرض شکست فاش کھا کر بقیۃ السیف سمت لشکر حیرت بھاگے اور جمیع مال و اسباب دشمن لوٹ کر بہ فتح و ظفر خورشید و عمرو وغیرہ کوس کے اپنی بارگاہ مین آئی عمرو نے صدقہ بہت اتارا خورشید اپنی بہن ملکہ بلال سحر افگن سے ملا اور بارہ ہزار ساحر اُس کی فوج کے حاضر ہوئے بارگاہ اُس کی اُستادہ ہوئی جمیع خلعت و عنایت کیا اور حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب جام بادہ ارغوانی اور ساز خوش آہنگی لیکر حاضر ہوئے جلسہ عیش آغاز ہوا

نظم

ہر اک معشوق مصروف تبسم / لبالب خندۂ عشرت تھے مردم
عجب صحبت تھی وہ اور طرفہ ہنگام / مبارک روز تھا فرخندہ ایام
بھلا کیونکر نہ وہ صحبت رہے یاد / عدو پامال تھے اور دوست تھے شاد
بر آئین آرزوئین حسب دلخواہ / ہوئے درویش بھی انعام سے شاہ

اُدھر فوج ہزیمت خوردہ لاشین ناگن وغیرہ کی لیے لشکر حیرت مین پہونچی اور بارگاہ مین سامنے شاہ طلسم کے لاشین رکھ دین حقیقت ظلم عیاران بیان کی افراسیاب نے سب ماجرا سنکر کف افسوس ملے اور منہ پیٹ لیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ نشہ مین سرشار رہتے ہین نہ رعایا کی خبر نہ گھر کی سدھ عیارون کا ظلم بڑھتا جاتا ہے اور آپ طرح دیتے ہین یہ بار کجا مین جانتی ہون کہ ایک دن وہ مجھے بھی آکر مار ڈالین گے اب میرا جی چاہتا ہے کہ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالون افراسیاب نے اوس وقت بی بی کو رنجیدہ دیکھ کر گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ذرا تم دیکھو تو مین ان باغیون کے ساتھ کیا کرتا ہون بوند بھر پانی کو ترسا کر نہ مارا تو نام اپنا نہ رکھا مجھے سب حال عیارون کی مکاری کا معلوم ہو گیا ہے مقدمہ طلسم نازک بہت ہے ذرا چپکے اور بلا مین گرفتار

ہوئے دیکھو طلسم کشا قید ہے مگر آئین طلسم ایسا ہے کہ قتل نہیں کرسکتا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ
یکایک بجلی چمکی اور کڑکا ابر کے فلک پر ظاہر ہوئے اور بجلیاں سنہری کڑکی روپہلی چمکنے لگیں پھر
وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحرہ ہنس پر سوار ہار پہنے جواہر زیب بدن کیے بصد زینت و زیب
باران سیاہ و سرخ سر سے لپیٹے زمین پر اوترا اسکو دیکھ کر حیرت اپنی جگہ سے اٹھی اور گویا
ہوئی کہ آؤ میرے بھائی بہن یہ کہہ کر گلے سے لگانے چلی اسنے اول شہنشاہ کو مجرا کیا پھر
حیرت کے سینے سے سر ڈب تمام لگایا اسنے بلائیں لیں اپنے پاس بٹھایا اسوقت فوج
ساحران جو اسکے ساتھ آئی ہے باجے بجاتی بڑے عظم و شان سے آئی ہرایک کو حکم اترنے کا
ملا ایک لاکھ ساحر نے کمر کھولی عجیب کھا کھم ہوئی یہ ساحر حیرت کا خالہ زاد بھائی تھا اسکا
ستارہ پیشانی نام ہے اور اسی طرح ملکہ بہار کا بھی یہ بھائی ہے ملک سیارہ اس طلسم میں
ایک شہر ہے کہ وہاں کا یہ بادشاہ ہے جب اسنے سنا کہ ایک بہن میری باغیوں کی شریک
ہوگئی اور دوسری بہن مقابل لشکر حریف پر جنگ خیمہ زن ہے تو مدد کے لیے اسکے لشکر
ساحر سے آیا ہے خلاصہ کلام جب یہ باآرام تمام بیٹھا ساقی نے لاکر جام شراب بحکم شاہ جادوان
اسکو دیا ناچ سامنے اسکے ہونے لگا لیکن وہ مستفسر ہوا کہ اے شہنشاہ آپ نے اس قدر
نمک حراموں کو مہلت کیوں دی کہ انکے ساتھ جمعیت کثیر ہوگئی فساد زیادہ بڑھا یہ
کلام سنکر شاہ نے حال عیاروں کی بدذاتی کا اور جو کچھ ماجرا طلسم میں گذر چکا تھا بیان
کیا اور عیاروں کی جانب سے کمال ہی شکوہ کیا عنقا نے کہا غلام کو رخصت فرمائیے کہ
جاکر ان عیاروں کو باندھ کر اور سر باغیوں کے کاٹ کر حضور میں لاؤں شاہ نے کہا
تم میرے فرزند ہو تمہیں میں نہ بھیجوں گا ادھر حیرت نے کہا بھیا میں تمہیں لڑنے نہ دونگی
اسنے کہا میں ضرور لڑونگا اور اگر تم مانع ہوگی تو میں اپنے تئیں ہلاک کر ڈالوں گا شاہ
نے کہا اچھا دو ایک دن کے بعد مقابلہ کرنا ابھی تو تم آئے ہو اسنے نہ مانا اور حکم نواخت
طبل جنگ دیا شاہ طلسم اسکو نشیب و فراز عیاران کی مکاری کا سمجھا کر سمت باغ سیب پار
دریائے سحر کے گیا اور یہاں جسوقت کہ شہنشاہ اریکہ آرای اورنگ سپہر بارگاہ مغرب میں
جاکر مقیم ہوا اور ممالک دہر پر قبضہ ترک ہندو سے شب نے کیا کہ بمقتضائے ابیات

ہوا سلطان خاور جب گریزان	ہوئی پھر کہکشاں کی تیغ عریاں
شہ سیارگان بازینت و فر	سر چرخ پر تھا جلوہ گستر

مداسے کرنا اور طبل جنگ سے گوش فلک کر تھا یہ خبر طائران سحر لیکر دربار گہر بار تخت نشین کردا
لہ عجب نامدار میں پہنچے اور متمثل بشکل انسان ہوکر بصد ادب آستانہ دولت کو چوم کر
عرض پرداز ہوئے کہ اے سلطانہ دولت و اقبال مثنوی

تو اے شہ نکوئی اخلاق خویش	سبق بردی از بادشاہان پیش
زہے دین و دانش زہے عدل و داد	زہے ملک و دولت کہ پائندہ باد

لشکر مخالف میں عنقا سے ستارہ پیشانی نام ساحر بد انجام نے آکر طبل رزم بجوایا ہے
بکھیڑا مچایا ہے یہ خبر عرض کرکے کنارے ہوئے عیار اسی وقت بارگاہ سے نکل گئے اور عمرو خ
نے بھی حکم نواخت طبل حرب دیا کوس جدال پر چوب پڑی فلک چکرایا زمین تھرائی
ساحروں کے سحر کرنے اور پڑھنت پڑھنے کی بازی گرمی آئی اور بہادروں نے آلات
حرب و ضرب کی درستی شروع کی نظم

کسی نے کی پڑھنت اس جا پہ آغاز	کہیں نا قوس کی برپا تھی آواز
کسی نے موم کا گولا بنایا	کسی نے ساحنہ ڈھولا بنایا
کوئی اکبار کرتا تھا کوئی جاپ	کوئی کرتا تھا سن تادو سہو یا بیا
سپاہی کر رہے تھے صاف تلوار	کہیں خنجر کہیں گرز گران بار
نقیبوں کی صدا تھی ہاں خبردار	زرہ سے خود سے جوشن سے ہشیار
نہیں ہے یہ مقام ننگ و اکراہ	شکست و فتح کا مالک ہے اللہ
رہا شب بھر یہی ہنگامہ برپا	ہوئی صبح ظفر مشرق سے پیدا
نہیب تیغ براں سے کٹی شب	گریزاں سب نظر آنے لگے کوکب

جس وقت کہ پیر چرخ زر اندود نے علم آفتاب کو نسیم صبح نے اونچا کیا اور سپیدۂ سحر ہمرنگ تیغ
صاف نظر آیا ملکہ تخت پر عیش گاہ سے نکل کر سوار ہوئی ہر ایک سردار ساحران
ذی وقار نے مجرا و سلام کرکے تخت کو قلب لشکر میں رکھ لیا اور سمت دادگاہ مصاف
چلے پھر تو طائران سحر سر پر سایہ فگن تھے شعلہ ہائے آتش بلند گروہ گروہ ساحر نیرنگ
بازی اور شعبدہ پردازی سحر کی دکھلاتے شیر کو سحر کے فیل مست سے لڑاتے آگ کا دریا
بناتے سلیں برف کی برساتے روانہ ہوئے اور دشت قتال میں پہنچے اس طرف سے
بھی رایت ہائے رنگارنگ پیدا ہوئے اور بنگلہ خوشنما بردے کے ہوا اڑتا ہوا حیرت کا آیا

ساحرون نے غل بپا ساحری دمبدم کا مچایا اُس ہنگامے مین مصور و صور تماشا ہنگامہ ہوتے اور
حیرت تخت پر بصد حشمت جلوہ فرما تھی گرد ہنگامے کے ساحر گردن اور شیر آتشین پر سوار گرو سپرے
باران سیاہ کے ہاتھون مین لیے صف زمین حسب نیا نے دار رد ہو سکے اور ایک سمت سے عنقا
ہنس پر سوار برابر اُسکے لاکھ ساحر کی قطار نمودار ہوا اسکے ساحرون نے آگ برسا جیا بادل
میدان سے کنکر پتھر چنکر زمین کو آئینہ سان صاف کیا پھر ابر سحر برسا کر گرد و غبار کو بٹھایا
ترتیب لشکر جانبین مین آغاز ہوئی صفوف کارزار جم گئین پھر نقیب ہر دو اوں طرف سے
نکل کے پکارے کہ قطعہ

ہو فہم قصد تو کرد از برائے دفع ضرر	بجد و جہد بکوشش از ابتدل بشہوری
کر تیرا او بدست آید بکام رسی	وگر بہم نرسد آن زمان تو معذوری

ہان دلیر نامی کی جگہ ہے جان پر کھیلو نشان جرأت میدان شجاعت مین نصب کرو کہ بیت

ہنر روز آج باقی رہے نہ سام	شجاعت سے مگر مشہور ہے نام

یہ صدا دیکر جب نقیب ہٹے لشکر عنقا سے گذارہ مارد بان نام ایک سردار میدان مین آیا
اور سحر کی نیرنگیان دکھا کر رجز خوان ہوا کہ قطعہ

منم آنکہ در پیشۂ طعن و ضرب	بشیران در آموزم آداب حرب
کیا این ہنر برابر دلیری کند	کہ سر پنجہ بر شیر ہم مشکند

یہ الفاظ گذارہ سنکر لشکر مہرخ سے ایک سردار خورشید کا شغالہ کوہ سینا نام اژدر آکر
اُس کے مقابل جا کر ہوا اُسنے ایک ناریل مار کہ ہزارون سانپ اُس مین سے نکلا اور حریف پر
اکر حملہ آور ہوا شغالہ نے اُسوقت ناریل مار کہ ہزارون عقرب ناریل سے نکل کر سانپون سے
لڑنے لگے گذارہ نے پھر کچھ سحر پڑھکر ہاتھ مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر غران پیدا ہوا
اور جھپٹ اُٹھا کر شغالہ پر آیا اُسنے ہزار ہا سحر پڑھے مگر جانبری نہوئی شیر کا تماشہ پڑھ گیا یہ اژدر
پر سے گرا شیر نے ہلاک کر ڈالا لشکر حریف مین شور تہنیت بلند ہوا اُسوقت مہرخ نے بقصد
شمامہ تشہیر اپنا آگے بڑھایا اور جوڑے سے ایک لونگ پھولدار نکال کر سحر پڑھکر کھینچ ماری
وہ لونگ شمسول بنکر چلی ہر چند گذارہ نے سحر رد کیا مگر بچ نہ سکا وہ لونگ کا شمسول سینہ
کے پار ہو گیا پھر شور لوطلب ہوا اور شغالہ خود ہنس اُڑا کر میدان مین آیا اور سحر پڑھکر دستک دی
چار ہزار سوار نیزہ دار صحرا کی طرف سے آکر ایک جگہ ٹھہرا اور اپنے اپنے نیزے سے گوہرا پایا

گردش دی سنانون سے انکی ایک ایک ستارہ نکلا اور چمکتا ہوا بلند ہوکر لشکر مہرخ پر گرا
جسکے سر پڑا تو ڑکر زمین پر آیا اسبات دم میں چار ہزار ستارہ ٹوٹ کر مثل تیر شہاب کے گرتا تھا
اور ہزارون ساحر مرتے تھے یہ معاملہ دیکھکر مشکین مو کے کاکل کشا ہین ملکہ مہرو
کی آگے بڑھی اور اپنی کاکل کھولی ستارے بالون سے نکل کر لشکر حیرت پر گرنے لگے عنقا
نے اپنے سوارون کو للکار کر لینا اسکو ایک نیزہ دار نے نیزہ اسکی طرف جھکایا کہ سنان
برچھی کی ٹوٹ کر گر پڑی مشکین مو پر آئی یہ زور سحر اڑ گئی مگر سنان اڑتی ہی پڑی کہ توڑ کر
پار نکل گئی اور یہ زخمی ہوئی اسوقت ملکہ یاقوت نے ایک ناریل مارا کہ عنقا نے نارہ
رد کرکے پھر سوار کو للکارا اسنے برچھی ہلائی ستارہ ٹوٹ کر ان پر یاقوت کی پڑا کہ
توڑکر زمین پر گیا اس عرصہ مین تاریکی ہوگئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے ہزارون ساحر
مرنے لگے یہ کیفیت دیکھکر بہار جو تخت پر ہزاران ناز و انداز سوار تھی اور
گلدستے سامنے اسکے رکھے ہوئے تھے مہرخ سے اجازت لیکر سمت فلک اڑ گئی اور جھلا
گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی پھر ایک آواز ایسی مہیب آئی کہ دنیا دہل گئی اور کئی ہزار با دو کنیزین
زر در گوش مرصع پوش حسن مین لیلے سے بہتر خوبان جہان کی افسر ایک ایک ہاتھ مین
دو دو گلدستے لیے ظاہر ہوئین اور بہار فلک کی طرف سے اتری ہاتھ مین ایک گیند
لیے تھی اس گیند کو سامنے عنقا کے اسنے پھینکا عنقا نے دوڑکر اٹھا لیا اور
ان نازنینون نے گلدستے سامنے نیزہ دارون کے پھینکے کہ انھون نے بھی اٹھا لیے اور
سونگھکر مست ہوکر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور عنقا بھی دیوانہ وار شعر پڑھتا بہار کی
جانب چلا اسوقت تیزتک ساحر کے بنگلے سے کودی اور روبرو سحر پڑھتی آگے بڑھی بہار
نے ایک گلدستہ جنگل کی طرف پھینک کر صدا دی کہ اے بہار آؤ اپنی دولت جھونکے نسیم
عنبر شمیم کے چلنے لگے اور میدان مین خوشبو پھیلی یکایک آنکھین سب کی بند ہوگئین
پھر جو آنکھ کھلی اس میدان کو بہتر از گلزار فردوس پایا کہ درخت گلزار پر بہار چمن چمن
نہال گلشن پر ہزار طرح کا جوبن کہین بنفشہ کہین یاسمن زلف و رخ سبز رنگان دہر
کو شرماتے اور سرو و شمشاد قامت رعنا سے شاہدان چین و چگل پر طعنہ زنی فرماتے نرگس
مست صرف نگاہبازی اور سوسن باغیچہ زبانی مستعد زبان درازی کہ قطعہ

سبزہ زارش را اثر ہاے زنجیر برکنار	کوہسارش را کمرہا مرصع بر میان

بانہال جویبارش شاخ طوبیٰ متصل	ز نسیم بوستانش باغ جنت بوستان

اور اُس چمنستان پر فضا میں وہ نیرنگ ساز حسن یعنی باکہ کہبا مع کنیزان گلعذار کے لاکھون بناؤ کیے مصروف گلگشت تھی اُس وقت اُسکے رخسار زیبا پہ بہار ہزار رنگ گل نثار کرتی اور نرگس پنجۂ مژگان سے اُسکے چشم مردم فریب کی بلائیں لیتی زلف سنبل اُسکے ایک ایک تار مو پر تصدق اور نثار تھی اور قد دلجو پر سہی و صنوبر قد لفتم ہر بار یہ کہتے تھے کہ بمقتضائے غزل

ای رستہ ماہ مشغل تو نوبہار حسن	خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن
در چشم پر خمار تو پنہان فسون سحر	در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن
ماہی نتافت چون رخت از برج نیکوی	سروی نخاست چون قدت از جویبار حسن
خرم شد از ملاحت تو عہد دلبری	فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن
از دام زلف و دانۂ خال تو در جہان	یک مرغ دل نماند نگشتہ شکار حسن
دائم بلطف دایۂ طبع از میان جان	می پرورد بناز ترا در کنار حسن
حافظ طمع برید کہ بیند نظیر دوست	دیار نیست غیر تو اندر دیار حسن

اس جمال دلربا کو دیکھ کر حیرت و عشقا و مصور و صورت نگار مع سرداران وغیرہ اپنے ہوش کے دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے اُس عشوہ ساز نگار ایمان کے چاہے کہ غزل

ای بردہ گوی حسن ز خوبان روزگار	قدرت بہ راستی چو سہی سرو جویبار
الحق وجود نقش و نشان دہان تو	چون نقطہ ایست در نہان نہ آشکار
داریم دل بدست رخ و زلف و خال تو	از دست ہر سہ تا چہ کشد این دل فگار
با داہزار و دشمن اگر یار با من است	دائم مصاف با دو سہ ترک زار زار
بشکفت چون چو سرا ئچہ دل فغانگیر شد	زین در اگر بدر شوم آیم باضطرار
گر سرو پیش قد تو می شد چمن	عقل طویل را نبود ہیچ اعتبار
مشعوبہ ہوای تو حافظ کنون چو یاد	پیش خدنگ غمزت دلش افتاد چہرہ وار

سردار تو اس طرح بیتابی کر رہے تھے اور لشکری چشم نگار سے شعلہ فشان سے بیہوش ہو گئے تھے اُس وقت جہرخ نے اُس فوج پر حملہ کیا ہزار ہا کو ذبح کر ڈالا ہزار ہا کو زندہ و اسیر کر لیا دریائے خون جاری ہوا ایک ہنگامہ بگیر و بہ بند برپا تھا ہر سو غل مچا تھا کہ ساحر ونگے مرنے سے اندھیاں آتیں اور شور و غوغا ایسا تھا یقین تھا کہ کل لشکر کا آج ہی مر جانے سے

خاتمہ ہو جائے کہ یکایک فلک پر ایک صدا قہقہہ چمکا اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب جادو اور بہار
کے حسن دلاویز کو دیکھ کر دل پر شاہ جادوان نے ہاتھ رکھ لیا کہ بیت

بذلہ گوئی و عشوہ سازی و شوخ چشمی و غمزہ زنی	خوبروئی کاین چنین باشد بلای جان بود

دل نے کہا کہ جلد اس وقت اسکے قدم پر گرا اور عذر کرے اس غزال تاتار خوبی کو کہ تجھ سے
برہم خوردہ ہی رام کر مگر ساتھ سے لشکر کو اپنے برباد دیکھ کر سمجھا کہ یہ محبت اسکی باعث اسکے
سحر کا ہے کہ دل تیر انداز اور از خود رفتہ و بیقرار ہے یہ سوچ کر ایک برق ہاتھ ہلا کر گرائی
کہ چمنستان بہار جلنے لگے اور بہار سحر اپنا باطل ہونے سے بیہوش ہو گئی آتش قدرت شاہ
طلسم نے بخبر سحر جیسے کہ حیرت اور بے صورت نگار و عنقا کو اٹھا کر لے گئی باغ
سیب سے گئے اور سحر کے باطل ہونے سے لشکری حیرت کے ہوشیار ہو کر فوج پر فوج
بہار کی حملہ آور ہوئے فوج نے شاہ جادوان کو دیکھ کر خیال کیا کہ لڑائی بند کرے کہ جلدی اب
سب گرفتار ہو جائیں گے یہ سوچ کر طبل امان بجا کر پھری ادھر شاہ طلسم بھی اپنے
لشکر مین لوگون کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اور پھر گیا ادھر لشکر حیرت کا خستہ و شکستہ
جا کر فروکش ہوا اس طرف فوج داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے کمر کھولی حکم جشن سرور
دیا گیا طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا سب عیش و نشاط میں مصروف ہوئے اور بہار
کچھ عرصے کے بعد ہوشیار ہوئی اسمار دو تیرا ایک نے اسپر تردد کر دم کیے اوس وقت
حواس ٹھکانے ہوئے غرضکہ یہ سب تو مصروف ناؤ نوش ہین ادھر افراسیاب اس باغ
مین پہونچا حیرت وغیرہ کو مست و لا یعقل دیکھ کر آب چشمہ سامری انپر چھڑکا کہ وہ سب بھی
ہوشیار ہوئے اور شاہ سے پوچھا کہ ہم یہان کیونکر آئے افراسیاب نے سب حال
بیان کیا کہ آج بہار نے تم سب کو مار ڈالا ہوتا مین جا کر اٹھا لایا یہ سنکر صورت نگار
غصے سے کانپنے لگا اور بولا کہ اس چھوکری بہار نے میرا بھی پاس نکیا اور مجھکو بہت سی
ذلت دی اب مین جاتے ہی کام سب کا تمام کرونگا آج تک اس لیے طرح دیتا تھا کہ
میرے دادا سامری کے سب بندے ہین کیا انھین غارت کرون یہ کہہ کر جاتا تھا کہ
لیکن عنقا نے دست بستہ عرض کیا کہ اب تو غلام سے معرکہ پڑا ہے حضور تامل فرمائین
ایک بار اور مجھے جانے دین یہ عرض کرکے اوڑتا ہوا لشکر حیرت مین آیا اور اپنا
اپنی فوج کو ساتھ لیکر کوچ کر کے دامن کوہ مین ... خیمہ استادہ کرایا سب فوج اوتری

یہ بھی داخل خیمہ ہوا مے نوشی میں مشغول رہا جسوقت کہ مینا سے زمرد فام سپہر سے آفتاب
میکدۂ مغرب میں گیا اور ساغر سیمین ماہتاب انجمن کواکب میں دور پذیر ہوا نظم

ناہید فلک نے کھولے گیسو ۔ چھائی ظلمت جہان میں ہرسو
ساقی فلک نے مہ کا ساغر ۔ مے سے بھرا نور کے سراسر

سر شام سے اسنے خون خوک سے چوکا دیا زمین کو لیپ کر اسی خون سے آپ بھی نہا کر چوکے
میں بیٹھ کر موہن بھوگ اپنے ہاتھ سے تیار کیا نذر سامری کی دیگر بینت پڑھی بہر سحر کے
حاضر ہوے انکو موہن بھوگ کھلایا جو باقی رہا وہ آپ کھایا پھر ایک سو ایک جانور ذبح کر
خون انکا کثیف میں دیا شراب اگیارہ میں ڈالی ایک موم کا سانپ بنایا انگلی چیر کر خون سانپ
پر ڈالا کہ وہ زندہ ہوکر خون چاٹنے لگا اُس سے کہا جاکر میرے دشمنوں کو پکڑلا سانپ اڑکر
روانہ ہوا یہاں بارگاہ میں جلسہ عشرت جمع ہے مہرخ تخت پر جلوہ فرما ہے کہ سانپ فلک پر
سے اتر کر آیا اُسے دیکھ کر ساحروں نے ہزاروں سحر کیے کہ کسی طرح اُسکو مار ڈالیں لیکن وہ
کمر میں مہرخ کی لپٹ کر آتش صندلیا ترنج و نارنج اُسپر ساحروں نے مارے مگر کچھ نہوا مہرخ
کو لیکر اڑا اور لیکر گیا اور سامنے عنقا کے لایا اُسنے کہا کیوں ای مہرخ نمک حرامی کا ثمرہ
دیکھا یہ کہکر اندر خیمے کے لے گیا اور ایک صندوق میں بند کر دیا اور ایسے سحر میں ایسا
مبتلا کر دیا کہ مہرخ بیہوش ہوگئی بعد ازین پھر اُس سانپ کو بھیجا یہاں تمام دربار میں شاد
لشکر کے جانے سے وہ بھی کتنی شتر سوار دوڑائے گئے تھے کہ جلد خبر لاؤ یہ سانپ کون تھا
یہاں پھر گرم انتظام تھی کہ لشکر برباد نہو بازار میں لٹ نہ جائیں بعض سردار غم میں مہرخ
کے گریبان چاک و گریان تھے کہ وہ سانپ پھر پیدا ہوا اور بہرام کی کمر میں لپٹ کر
لے گیا لاکھ لاکھ سب نے سحر کیا کچھ نہوا وہ سامنے عنقا کے لایا اُسنے اسکو بھی برا بھلا
کہکر بسحر سحر کر کے صندوق میں بند کیا اور سانپ کو پھر روانہ کیا یہاں اول مرتبہ
سے زیادہ طلاطم تھا اور عیار بھی غوغا سنکر لشکر میں آئے تھے کہ سانپ طاؤس کی کمر
میں آکر لپٹا اور اڑا کر لے گیا عیار پیچھے تعاقب میں چلے از بسکہ عمرو دوندہ بہت
ہی یہ سانپ کے برابر پہونچا اور عیار رہ گئے یہانتک کہ عمرو دامن کوہ میں جب پہونچا
دیکھا ایک لشکر ساحروں کا اترا ہوا ہے اور ایک جانب سامنے خیمے کے عنقا بیٹھا مشغول
سحر خوانی ہے اور وہ سانپ اُسکے روبرو طاؤس کو لایا اُسنے لعنت ملامت کر کے خیمے میں

لیجا کر اسکو بھی قید کیا جب یہ ماجرا عمرو نے دیکھا دل سے کہا کہ اس حرامزادے کو واصل جہنم کرنا چاہیے یہ سوچکر اول صحرا مین آکر زنبیل عیاری بچائی اور عیار جو دور سے چلے آتے تھے زنبیل کی صدا پہ دوڑ آئے دیکھا تو استاد کھڑے ہین سامنے با ادب آکر کھڑے ہوے عمرو نے کہا جاؤ اور بہار سے کہو لشکر کچھ تیار کرا کر اسی جنگل مین آکر کھڑے مگر سب سرداروں کو ساتھ لائے بارگاہ مین لوگ اسی طرح بیٹھے رہین تاکہ سانپ خالی نہ پھرے کس لیے کہ یہ سحر عنقا کا ہو اگر بار خالی آئیگا تو وہ ہوشیار ہو جائے گا میری عیاری مین فرق پڑے گا بلکہ بہار اپنی صورت کی ایک ساحرہ بنا کر وہان ٹھہرا کر یہان آئے تو اچھا ہی یہ حکم سنکر برق لشکر مین گیا اور بہار سے سب کیفیت کہی بہار نے ایک کنیز کو اپنی صورت کا گزور سحر بنا کر اسی جگہ چھوڑا اور کہا میری طرح سے حکم احکام دینا جو کوئی پوچھے اپنے تئین بہار بتانا یہ کہہ کر اپنے لشکر ذاتی کو حکم تیاری کا بطور مخفی دیا جب سب کمر باندھ کر مستعد ہوے یہ بھی طاؤس پہ بیٹھ کر بموجب نشان دہی برق کے اسی صحرا کی طرف چلی کسی کو یہ معلوم نہوا کہ بہار لشکر مین نہین ہی بلکہ سب جانتے ہین بہار موجود ہی اور وہ سانپ دمبدم آکر ساحرون کو لیجاتا ہی ایک ہنگامہ برپا ہی ساحر واسطہ نور جناب حیدر کرار کا دلا رہے ہین کہ خدایا بحق نور وصی مصطفے علی اژدر در شیر کبریا کا کہا یہ شعر

علی مشکل کشاے جن و انسان
علی قربان روای ملک ایمان

علی شیر خدا شاہ دو عالم
علی ہین رونق ہنبیا و آدم

ہم کہتے ہین نصیری مین کہون کیا
وہ عین ذات ہو یہ بھی ہی زیبا

بچایا قہر سے خالق نے سبکو
بجھایا آتش غیظ و غضب کو

سنگے راہ خدا ہین آپ مولا
روا کیون حاجتین سائل کی کیا کیا

فدا ہے نام اقدس کیون نہو جان
مرے مولا کے ہین عالم پہ احسان

طفیل پنجتن اے رب عالم
مٹا دے اس بلا کا سے تو سب غم

مرے دشمن الٰہی خاک ہو جائین
جگر دل انکے تن مین چاک ہو جائین

انکو مصروف دعا رہنے دیجیے اور حال مہر آسمان عیاری کا سنیے کہ انھون نے کئی بار باغ سیب کو دیکھا ہی اور وہان جو کنیزین خدمتی شاہ طلسم کی ہین انکی صورتین بھی خیال اور لوح دل پہ اپنے مرتسم برائے ضرورت کر رکھی ہین چنانچہ آئینہ سامنے رکھ کر ان کنیزون

ملک زرنگار میں تھا کہ بعد دعوی سحر و ماہ جادو خدائی کا دعوی کرتا تھا اُسکے پاس تخت
ایسا تھا کہ اُسپر بیٹھکر اپنے شہر پر کو بزور سحر معلق تین سو ساٹھ گز زمین سے بلند تھمیر تھا
جایا کرتا تھا اور وہ تخت وابستہ ایک لوح کا تھا کہ جب لوح کو سر پر رکھو تو نہایت بلند ہوتا
تھا اور جب برابر کرکے لوح رکھو تو نیچے نیچے پر وسعت ہوا پر روان ہوتا تھا اور جب پاؤں
کے نیچے لوح کو رکھو تو زمین پر اُتر آتا تھا فی الجملہ جب امیر سے اور اُس بادشاہ سے مقابلہ پڑا
اور وہ مارا گیا تو وہ تخت مع لوح کے عمرو کے ہاتھ لگا اور از بسکہ ساختہ حکیم تھا اُس سبب
سے اب تک وہی تاثیر اڑنے کی تخت میں باقی رہی اگر سحر کے زور سے بنا ہوتا تو بعد
مرگ اُس بادشاہ کے اثر اُسکا باطل ہو جاتا لہذا اُس تخت کو زنبیل سے نکال کر کنارہ
کنارے گلدستے اُسکے شیشے اور گلدستوں پر عطر بیہوشی خوب سا چھڑکا اور ایک طرف
گلابی شراب کی مع جام زرین رکھکر عمرو بشکل نقشبند دلنواز سوار ہوا اور تخت کو
اُڑا کر اُسی جگہ آیا کہ جہاں اعتقاد جنگل میں بیٹھا تھا اور اسکی بار سامنے مشکین مو کو
پکڑ کے لایا تھا وہ اُس اسیرہ سے عتاب و خطاب کر رہا تھا کہ عمرو نے بانسری بجائی
شغف تھا نے خیال کیا کہ کسکا سنکر ادہر کو دیکھا ایک تخت جواہر نگین نظر آیا کہ مثل ستارہ
ٹوٹنے کے زمین کی طرف اُترتا ہے اعتقاد یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ شاہ طلسم آتا ہے فی الفور کھڑا
ہوگیا کہ یکایک وہ تخت زمین پر اُترا اُسوقت تو اُسنے اُس صورت کو لقب جوہر فروش سا
برق کردار کو دیکھا کہ کبھی چشم خیال اور دیدہ وہم و گمان نے بھی اُسکے مثل دیکھا تھا
رعب حسن سے محو ہوکر رہ گیا بیت

دل رمیدۂ ما را انیس و مونس شد	ستارہ بدرخشید و ماہ مجلس شد

ادب جھککر قریب تخت گیا اور گرد اُسکے پھرنے لگا وہ راحت جان جھم جھم کرتی تخت
سے اُتری اور مسکراکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اسنے کہا کہ فرد

تا ببینی کہ نگارت بچہ آئین آمد	قدحی بکش و سر خوش بتماشا بخرام

اے مایہ زندگی و آرام تو کیسی قاف کی پری ہے کہ سایہ وجود دلبری تیرا جسپر پڑے وہ
ہمطالع ہما ہو جائے اُس حور کردار نے لب لعلین سے یوں گہر ریزی فرمائی کہ میں
کنیز شہنشاہ ہوں تمہاری خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہے اور کتاب سامری بھکر ارقام
کرنا تعریفوں کا معلوم کرکے بہت تعریف فرمائی ہے اور ارشاد کیا ہے کہ [illegible]

لاش پر لاش اور دھڑ دھڑ پر گرنے لگا شمشیر صاعقہ تمثال بہادران نے جادۂ ملک عدم کا پتا دیا بلکہ فنا کا شہر فنا کا دکھا دیا آب تیغ کی طغیانی ہوئی زورق حیات نابکاران طوفانی ہوئی کہ بمقتضائے نظم

کیا اس فوج کو اس طرح تاراج | کہ اہل فوج تھے راحت کو محتاج
کیا برباد ایسا اس مکان کو | جلائے برق جیسے خانمان کو
زمانہ بھی دیکھنے آئی تماشا | گرا اس طرح سے مردے پہ مردا
یہ شیدا نذر گئے سب تیر تیغ کہ | پراگندہ نظر آیا وہ لشکر
ہوئی تھی ہمہ گرمی جنگ و پیکار | صفوں کے بدلے تھے لاشوں کے انبار
رہی تا صبح خونریزی نہایت | ہوئی حاصل عدو کو پھر ہزیمت
سحر کہ بادشاہ ملک خاور | بصد شوکت چڑھا خنگ فلک پر
گریبان چاک تھے ساحر سحر گاہ | نہ ملتی بھاگنے کی تھی انھیں راہ

جب دم ترک مشرق نیزہ خط شعاع لیکر عرصہ گاہ فلک میں آیا اور ساحر شب شکست کھا کر رو بفرار لایا لشکریان حریف نالاں و گریاں لاش عنقا اٹھا کر بھاگے اور شہرخ مظفر و منصور مع سرداروں کے داخل بارگاہ ہوئی تہنیت سازندے جواہر عمرو کو دیا اور رو بیاہی ناچ اور راگ وغیرہ ہونے لگا اسوقت بہار اور عمرو اپنی جگہ سے اٹھ کر سامنے تخت شاہی کے آئے اور باادب تمام دعا و ثنا بادشاہ کی بزبان فصاحت انتما بجا لا کر عرض پیرا ہوئے کہ قطعہ

آیا شنیدہ کہ کفن گاہ گار زبر گشتہ | کنند و بسر گردون کامران اند خشت
شد از نزول حوادث چو آسمان زمین | سران دیار کہ ہستی تو سامان اند بہشت

اگر مزاج عدالت امتزاج صاحب تخت و تاج کے خلاف نہو تو بیرا و ر خیر خواہی و نمک حلالی بندگان درگاہ کچھ کلمات بے ادبانہ زبان پر لائیں شہرخ یہ تقریر سنکر تخت پر کھڑی ہوئی اور عمرو سے کہا خواجہ برائے خدا مجھے ذلیل نظر ما تیجئے آپکو بادشاہ لشکر کے معزول کرنیکا اختیار ہے مجھ سے کس لیے فرماتے ہیں جو ارشاد کیجئے کیونکر بجا لائے کہ شنوی

ای مقصد ہمت بلندان | مقصود دل نیاز مندان
او قسمت بندگی و شاہی | دولت تو دہی بہر کہ خواہی
توفیق تو گر نہ رہ نماید | این راہ بہ عقل کے کشاید

سحر وسنے یہ کلمات سنکر کہا کہ وہ بادشاہی کے کب سزاوار ہی جو ہر کس و ناکس بادشاہ کو گرفتار
کرے جاے اور سلطان لشکر کے دم سے فتح وابستہ ہوئی ہو جب شاہ ہر بار قید و بند ہو جائے
تو شکست اُس لشکر کو رکھی ہوئی ہی پس شاہی کے یہ شایستہ اور بایستہ ہی کہ شہنشاہ ایسا زبردست
ہو کہ سواے اپنے ہمسر بادشاہ کے اور کسی سے مغلوب نہو اور زینت شیر خسرو عالیجاہ سے زنگ
فلک سپہر نشین زحل کی رو پیراز کرے اور جسم اسد چرخ مین رعشہ پڑے بخلاف اسکے تم ادسنے
ادسنے ساحرون کے ہاتھ سے ذلیل ہوئی ہو اور وہ قید کر لیتے ہین مہرخ یہ سخنان نصیحت آمیز سنکر
گویا ہوئی کہ ارشاد ہدایت بنیاد حضور نہایت بجا و درست ہی اے بہار مین نے چند سے کے
واسطے تمکو اپنا قایم مقام کیا ہی لشکر وغیرہ تمہارے حوالے ہے اور تمکو خداے کریم کے سپرد
کیا مین بیشہ سامری مین جاکر چلہ کشی کرکے سحر کو اپنے جگاؤنگی انشاء اللہ پھر جو وہان
سے مراجعت کرونگی تو سواے ساحر زبردست مثل بادشاہ طلسم اور اوس کی زوجہ اور
مہجور وغیرہ کے کسی سے زیر نہونگی بہار نے پوچھا کہ اپنے ساتھ کسکو لیجاؤ گی اوسنے
جواب دیا کہ وہ مقام ایسا نہین جہان کسی کا گذر ہو سکے یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ ایک آندھی
آئی اور بعد ایک لمحے کے ایک عورت تخت پر سوار آگے سونے کا پاندان رکھے اوس آندھی کی
تاریکی سے پیدا ہوئی اور پاندان سامنے مہرخ کے اسنے رکھدیا اسنے کھولا اوس مین سے
طاؤس سبز برابر بالشت نکلا اور دم بھر مین بڑھکر مثل قامت مرکب پرند کے عظیم الجثہ
ہو گیا مہرخ اسپر سوار ہوئی وہ عورت پاندان لیکر تخت پر بیٹھ کر ہمراہ چلی اور دونون
اُس آندھی کی سیاہی مین غائب ہو گئین بعد انکے جانے کے بہار نے تخت پر غاشیہ و الکہ
تاج شاہی رکھکر حکم احکام مین اپنے تئین مصروف کیا ادہر تو یہ ماجرا گذرا اور اس طرف
ساحر ہزیمت خوردہ لاش صنعتا کی لیے سامنے شاہ جادوان کے گئے اور سب کیفیت
بیان کی حیرت نے بھائی کی نعش دیکھکر حال اپنا تباہ کیا زار زار روئی اور سر پیٹا اور
بادشاہ طلسم بھی آبدیدہ ہوا آخر بطرق جمشیدی لاش کو اٹھایا جب فراغت ہوئی شاہ
نے ارادہ کیا کہ کسی زبردست کو بہر جنگ حریف بھیجون یہ عزم دیکھکر صرصر اٹھا اور کہا مین
تصویر مین سب کی بنا چکا ہون اب جاکر ہر ایک باغی کو غارت کیے دیتا ہون شاہ نے
کہا آپ میری زیارت گاہ مین ایسا نہو کہ عیار کچھ بے ادبی کرین اسنے جواب دیا کہ کیا
مجال کس صورت سے کہ عیار میرے پاس آئیگا اُس کی تصویر مین نے بنالی ہے ویسی ہی صورت

تصویر مین جائینگی یہ کہکر مع اپنی بی بی کے سوار ہوکر لشکر مین آیا اور بارگاہ مین بیٹھا سبکے
آنے سے سردار وغیرہ مثل اژدر خان جادو و شکوہ زرین قبا سے جادو و قریب
چار سو ساحر نامی سکے بارگاہ مین آکر شامل ہوئے اُسنے کہا کہ کل مین سب فوج عدو کا
خاتمہ کر دونگا سرداران نے عرض کی کہ کل کے دن اور جنگ موقوف رکھیے کیونکہ ایک
سوداگر راہ دور و دراز طے کرکے آپکے لیے اقمشہ واجناس گرانمایہ لایا ہے اور ساٹھ ہزار
ملک اس طلسم مین آباد ہین وہ سوداگر جو آخر حد طلسم پر ملک واقع ہوا ہے وہان کا رہنے
والا ہے اتنی مسافت قطع کرکے یہان پہونچا ہے ایسا نہو کہ ہنگامہ جدال مین مال اسکا لُٹ جائے
کل اسکو رخصت کر دیجیے تو بہتر ہے کہ بیت

بزرگان مسافر بجان پرورند	کہ نام نکو شان بعالم برند

مصور نے کہا تاجر کی آج کل کیا ضرورت تھی مگر خیر اب جو بیچارا تمہارے لشکر مین آیا ہے تو آج ہی
بلا لو کہ جنگ مین دیر نک نہو یہ حکم سنتے ہی چوبدار سوداگر کو بلانے گئے تاجر کو جب خبر ہوئی
تحفہ ہر دیار وامصار لیکر جانب بارگاہ روانہ ہوا لیکن صورت نگار نے مصور سے کہا
کہ ایسا نہو عمرو بشکل تاجر یہان آئے اور رنج دے تم ذرا تصویر کو دیکھ لو مصور نے تصویر
دیکھی اُس شبیہ نے یہ صورت پیدا کی تھی کہ بارگاہ مین بہار وغیرہ سردار جیسے بیٹھے ہین ویسا ہی عمرو
بھی بشکل اصلی کرسی پر بیٹھا ہے یہ دیکھکر گویا ہوا کہ تصویر مین جہان عمرو ہے وہان کی بارگاہ
تک کا نقشہ بنگیا ہے کچھ شبہ نہین ہے سوداگر کو بلالو غرضکہ تاجر نے آکر تسلیم کی اور نذر دیکے
زمرہ مین تاجرون کے کرسی بیٹھنے کو اسے عنایت ہوئی پھر حکم ہوا کہ اشیا سکے نادر ملاحظہ کرا
وہ اسباب عمدہ و بہتر دکھانے لگا مگر ہوا یہ کہ خبر کو لگے سب کیفیت اس جگہ کی
دریافت کرکے سامنے بہار کے گئے اور جو کچھ یہان دیکھا سنا تھا وہ مشہور کیا اور مفصلاً
عرض بیان مین لائے عمرو نے جب سنا کہ تاجر مال بہت لیکر آیا ہے منہ مین پانی بھر آیا
دل سے کہا کہ تقدیر سے اگر ڈر گئے تو عیاری کیا خاک کروگے یہ مال مفت جاتا ہے اگر اسکو
نہ لیا تو قرضدار رہوگے چلو خدا مالک ہے یہ سوچکر اُٹھا بہار نے کہا خواجہ کہان کا عزم ہے
جواب دیا کہ ذرا ہم بھی سیر کر آئین بہار بولی کہ مصور کی بارگاہ مین نطلع پا لیا ہے ایسا نہ ہو کہ پکڑا
جائیے گا اسکو غافل نجانیے عمرو نے کہا کچھ لین دین کرکے روانہ ہوا اور باہر بارگاہ سے
آکر صورت ساحر کی اپنی بنا کر لشکر مصور مین پہونچکر ٹھہرا دیکھا کہ ملازم سوداگر کے اسباب

دوڑ دوڑ کر لاتے ہیں اور بارگاہ کے دروازے پر کچھ لوگ کھڑے ہیں کہ وہ لے کر دست بدست اندر
پہونچاتے ہیں تاکہ ملاحظہ کرانے میں عرصہ نہو یہ کیفیت دیکھ کر عمرو علیحدہ گیا اور صورت خدمتگار
کی اپنی بنا سر پر دستار سرخ وار رکھ کر انگرکھا پہنکر ہی پاک گیسے لگاکر سامنے اُس خیمے کے آیا
کہ جہاں سے مال سرکار ملازم جاتے ہیں دیکھا کہ ایک زنگی صندوقچہ لیکر خیمے سے نکلا اور
سمت بارگاہ دوڑا عمرو اُسکے قریب گیا اور کہا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ چھپر کھٹ پلنگ کے پاس
جو صندوقچہ رکھا ہے وہ بھی لیتے آنا زنگی نے جواب دیا کہ پلنگ کے پاس تو قلمدان رکھا ہے
صندوقچہ تو نہیں ہے عمرو نے کہا ہاں ہاں وہی زنگی نے کہا تم صندوقچہ لے چلو میں وہ بھی
لاتا ہوں یہ کہکر صندوقچہ دیا اُسکے کر دو قدم چل کر زنبیل میں رکھ لیا ادھر وہ زنگی قلمدان
لیکر بارگاہ میں گیا اور تاجر کے سامنے رکھا اُسنے کہا یہ کیوں لگا لی زنگی بولا کہ دوبار
آنا جانا پڑا سوداگر نے کہا یہ قلمدان کیوں لایا اُسنے عرض کیا کہ حضور کا خدمتگار صندوقچہ
لے آیا اور قلمدان لانے کو کہہ آیا تھا یہ سنتے ہی سوداگر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور
دریافت فرمائیں کونسا خدمتگار صندوقچہ لایا ہے مصور نے کہا جلد تحقیق کیا جائے کہ کون
خدمتگار لایا ہے سب خدمتگار بلائے گئے اور تحقیق کیا کسی نے اقرار نہ کیا اب تو سوداگر کی جان
نکل گئی کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر اُس میں تھا رونے لگا صورت نگار نے کہا صاحب
تم تصویر تو دیکھو مصور نے عمرو کی تصویر دیکھی وہاں عمرو جب صندوقچہ لیکے گیا تو جلد
دھوتی باندھ مرزائی پہن مٹھائی کا تھال ہاتھ پر رکھ کر خوانچہ والا بنکر پھرنے لگا
مصور نے تصویر دیکھ کر کہا کہ عمرو میرے لشکر میں حلوائی بنا ہوا پھر رہا ہے خدمتگار کی
صورت تو نہیں ہے یہ کہکر زنگی سے کہا سچ بتا صندوقچہ کیا کیا اُسنے گواہ پیش کیے لوگوں
نے کہا ہمارے سامنے اسنے صندوقچہ خدمتگار کو دیا غرضکہ جب پتا نہ لگا چاہا عمرو کو
گرفتار کروں سرداروں نے عرض کیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے میں کیا ہے جتنے آئینگے
زیادہ بلوا ہوگا سوداگر اور بھی لٹ جائیگا تامل فرمائیے یہ سنکر حکم دیا کہ یہ روپیہ جو تلف
ہوا ہے ہماری سرکار سے دیا جائے سوداگر دعائیں دینے لگا اور پھر اسباب دکھانے میں
مصروف ہوا وہاں عمرو نے پھر صورت اپنی مثل نیا دہرے بنالی اور وہی صندوقچہ جواہر
سے خالی کرکے کنکر پتھر بھر کر دربارگاہ پر آیا اور کہا صندوقچہ جو کھو گیا تھا یہ تو نہیں ہے لوگ
یہ سنتے ہی ہاتھوں ہاتھ اندر لے گئے سوداگر نے دیکھتے ہی کہا کہ ہاں یہی صندوقچہ ہے مصور نے

سے کہا یہ تیرے ہاتھ کیونکر آیا عمرو نے کہا میں ہمیشہ سے کوہستان میں رہتا ہوں اس وقت
ایک شخص کو دیکھا کہ صندوق لیے جاتا ہے اُسکو گرفتار کیا اور پوچھا یہ کہاں سے لایا ہے اُسنے
یہاں کا پتا بتا دیا اور منتیں کرنے لگا اُسکو تو میں نے چھوڑ دیا صندوقچہ لیکر یہاں حاضر ہوا
اب مجھے نہیں معلوم کہ مال آپ کا اس میں ہے یا نہیں منصور نے کہا تو بڑا ایماندار ہے اچھا
بیٹھ جا کرسی دی عمرو کو بٹھایا لیکن جب عمرو بارگاہ سے چلا تھا تو بہار اندیشہ مند تھی اتفاق
سے اُسوقت قران بارگاہ میں آیا بہار نے اُس سے کہا کہ بھائی استاد تمھارے لشکر
حریف میں گئے ہیں ایسا نہو منصور کچھ گزند پہونچائے قران سب حقیقت سنکر مدد
کرنے کو چلا اور لشکر عدو میں بشکل صیاد آیا اُسوقت سوداگر کا بیٹا یعنی شیب صندوقچہ
گم ہونے سے لوگوں پیٹتا کہتا تھا اور ادھر اُدھر دوا دوش کر رہا تھا کہ قران
اُسکے قریب گیا اور ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو چور کو ہم بتا دیں وہ یہ سنکر ساتھ چلا آیا جب لشکر
سے نکل کر تنہائی میں آئے ایک حباب بیہوشی قران نے مارکر اُسکو بیہوش کرکے پیرہن
اُسکا لے کر آپ ہی کی ایسی صورت بنا اور اُسکو ایک گڑھے میں ڈال کر آپ بارگاہ میں اس
وقت آیا کہ عمرو صندوقچہ لیکر آیا تھا غرضکہ یہ بھی پاس تاجر کے ٹھہرا اور تاجر نے صندوقچہ
جو عمرو سے پایا تھا خوشی خوشی کھولا دیکھا تو کنکر پتھر بھرے ہیں دیکھتے ہی سر پیٹنے لگا منصور
نے کہا بھلا عقل کے خلاف ہے کہ چور مال لے جائے اور پھر دے سکے اس ساحر نے اپنی
بیوقوفی کی جو اُسکو گرفتار کرکے چھوڑ دیا اچھا اے تاجر اپنے کسی معتبر شخص کو بلا کہ میں رقعہ اپنے
خزانچی کو لکھ دوں کہ روپیہ میرے خزانے سے لے لے تاجر نے کہ شیب پاس کھڑا تھا اُسکو
دیکھ کر عرض کی کہ اس سے بڑھکر کوئی معتبر نہیں ہے منصور نے یہ سنکر رقعہ لکھا کہ سعادت آثار
ہیرالال بعافیت باشند مبلغ لاکھ روپیہ کا جواہر و اشرفیاں وغیرہ حامل رقعہ کو بلا دستوری
اور چٹے وغیرہ کے اسی وقت دیکر دستخطی سے لو تاکید فرید اس باب میں تصور کرو المرقوم
تاریخ فلان سنہ فلان ساحری رقعہ حوالے شیب کے کیا عمرو کا رنگ زرد ہو گیا کہ یہ روپیہ
مفت گیا لیکن عمرو نے شیب کی صورت بغور دیکھی پہچانا کہ قران ہے فرط خوشی سے رنگ
رخ سرخ ہو گیا اور اشارے سے کہا خبردار اس روپے میں ایک کوڑی کا فرق پڑنے پائے
آکر حساب لوں گا غرضکہ قران رقعہ لیکر خزانچی پاس گیا دیکھا کہ روپیہ ہاتھیوں کا تقسیم ہو رہا
ہے دس پانچ متصدی بھی کھاتہ کھولے بیٹھے ہیں لکھا پڑھا

شقہ دیگر جواہر وصول کیا رسید لکھ کر راہی ہوا درہ کوہ میں جاکر جواہر دفن کر دیا اور بہت
لشکر چلا اودھر خزانچی نے روپیہ بہی پر خرچ کی لکھ کر دستخط کرانے سامنے مصور کے لایا اوسنے دستخط
دیکھے پوچھا کہ روپیہ اسی تاجر یا باتا جرنے منیب کو تلاش کیا کہیں پتا نہ لگا ایک غوغا بلند ہوا قضارا
کچھ لوگ لشکر کے باہر گئے ایک غار میں منیب کو پایا اوٹھا کر سامنے لائے تاجر نے پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا پوچھا ارے تو روپیہ لایا ہے اوسنے کہا خوب نشہ ہے مجھے پوچھا ارے شقہ لے گیا تھا
اوسنے کہا کھانا پیٹ بھر کے کھایا ہے یہ تقریر سنکر لوگوں نے کہا اوسکو ابھی سست نشہ ہے ایک
نے کہا اپنے تئیں بناتا ہے تاجر نے کہا لیجاؤ قید کرو مارپیٹ کر قبول کرا لو لوگ اسکو تو لیکر
چلے اور عمرو سمجھا کہ اب زیادہ تحقیقات ہوگی اور مصور تصویر دیکھے گا تو حال کھل جائیگا
یہ سوچکر انگڑائی لی مصور بولا کہ شاید آپکا جی گھبرایا عمرو نے کہا جی نہیں رفع احتیاج
کی ضرورت ہے مصور نے حکم دیا کہ میرے بیت الخلا میں لیجاؤ خدمتگار آفتابہ لیکر ساتھ
ہوئے عمرو پاخانے میں جاکر اوس طرف کا سراچہ چاک کرکے نکل گیا لشکریوں نے خیال
کیا کہ وہی ساحر صندوقچہ جو لیکر آیا تھا اب جاتا ہوگا اور عمرو وہاں سے درہ کوہ میں آیا
کچھ لکڑیاں جمع کرکے آگ سلگائی اور بھبھوت منھ پر ملا جٹائیں بالوں کو بٹ کر سر پر جوڑا
باندھا لنگوٹ کسکر دست پناہ سامنے رکھا ایک منتھیا آگ کی سامنے رکھ لی کان میں
کنڈل پہنے گلے میں کنٹھی ڈالی مہنت بنکر بیٹھا یہاں جب بہت خوب پیش ہوئی تو خدمتگار
گویا ہوئی کہ تصویر دیکھو ایسا نہو عیار روپیہ خزانے سے لے گئے ہوں دیر پائیں تقین
کہ خدمتگار آئے اور کہا وہ صاحب جو پاخانے گئے تھے آفتابہ لیکر سراچہ چاک کرکے
چلے گئے مصور یہ سنکر دنگ ہوگیا اور سمجھا کہ وہ عمرو تھا جو خالی صندوقچہ لایا تھا افسوس
کہ نکل گیا آخر تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ درہ کوہ میں بصورت مہنت کی بنا بیٹھا ہے ادھر سوداگر
نے عرض کیا کہ روپیہ پھر آگیا میں برباد ہوگیا مصور برہم ہوا کہ میں کیا کروں ایک بار
میں دس ہزار رسید پر ہے منیب کی موجود ہے تاجر نے پھر منیب کو بلایا اب اسکے ہوش
درست ہو چکے تھے اوسنے آکر کہا کہ اس طرح ایک شخص چور کے بتلانے کو مجھے تنہائی میں
لے گیا اور ایسا کچھ میرے منھ پر مارا کہ میں بیہوش ہوگیا مجھے نہیں معلوم کہ شقہ کب
لکھا گیا اور روپیہ کب ملا یہ رسید میرے ہاتھ کی لکھی نہیں ہے یہ حال سنکر مصور نے کہا
اسے رہا کرو روپیہ نے خطا ہے اور سوداگر سے کہا اب جا میں تیرے روپے کے ملنے کا بندوبست

کچھ نہیں سکتا تاجر رونے لگا اسنے حکم دیا کہ نکال دو جو افرا دے کو فیل کرتا ہو لوگون نے تاجر سے
کہا اس وقت چلے جاؤ حضور کا مزاج برہم ہو موقع و محل دیکھ کر پھر عرض کرنا تو مل جائیگا تاجر
نا چار اٹھا ملازمون سے کہا یہان سے اسباب با احتیاط جو پھیلا ہوا ہو اٹھا لو لیکن عمرو جو بنت
بنا ادراسنے دیکھا کہ کوئی ادھر نہ آیا اور کچھ مطلب برآری نہ ہوئی وہ سب اسباب زنبیل مین
رکھ کر پھر ساحر بنکر بارگاہ مین آیا جب تاجر نے کہا اسباب یہان کا اٹھا لو عمرو نے بڑھ کر
ایک درج جواہر اٹھا لیا تاجر مال اٹھوا کر آگے چلا یہ بھی ساتھ ہوا راہ مین اور کچھ دستبرد
کرون لیکن درج اٹھاتے وقت مصور کو کچھ شبہ گذرا تصویر کو دیکھا ظاہر ہوا کہ عمرو
سوداگر کے ساتھ ہی ہو بارگاہ سے نکل کر تاجر کچھ دور گیا تھا کہ مصور ننگے پاؤن اودھر کو
دوڑا اور دربارگاہ پر پہونچکر ایک نارنج جیب سے نکال کر سحر پڑھنے لگا قران جو جواہر
دفن کرکے لشکر مین آیا تھا اسنے دیکھا کہ استاد تاجر کے ساتھ ہین اور مصور نارنج مارا
چاہتا ہے یہ دیکھ کر پتھر فلاخن مین رکھ کر مارا کہ ہاتھ پر آ کر پڑا نارنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا اور
ہاتھ پر بہت ضرب مصور کے آئی مگر قران نے پکار کر کہا کہ استاد خبردار یہ کہہ کر بھاگا عمرو
نے بھی گلیم اوڑھ لی مصور لینا لینا کہتا ہوا ہاتھ سہلاتا رہ گیا ساحر چار طرف دوڑے کچھ
کسی کو بھی نہ پایا مصور بارگاہ مین گیا بی بی کو اپنی ہاتھ دکھایا اور کہا اب بغیر مارے عمرو
کو نہ چھوڑون گا اسنے بہت مجھے ذلیل کیا یہ کہہ رہا تھا کہ سوداگر دربارگاہ پر آکر دوہائی دینے
لگا کہ ارے میرا درج جواہر بے بہا بھی وزدے گیا مین برباد ہو گیا فریاد ہے مجھ کو جیتے جی
مار ڈالا مصور نے درج لیجاتے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا سرداروں سے کہا سچ تو یہ ہے کہ
تاجر لٹ گیا اس سے کہدو کہ ابھی روپیہ بھیجے اگر دونگا تو عیار سے جائینگے صبر کرو
نقصان جو کچھ ہوا ہے وہ عنایت ہوگا سرداروں نے یہ حکم سنکر تاجر کو آکر تسلی دیکر رخصت
کیا اور مصور نے چاہا کہ طبل رزم بجنے کا حکم دون لیکن عمرو کا حال سنیے کہ گلیم اوڑھ کر
جو گیا صحرا مین پہونچکر ایک فرشتہ نورانی صورت کا اپنے تئین بنا لیا اپنے ایسا حسین و
مہ جبین اپنے تئین کیا کہ رخسار پر نگاہ کسی کی نہ ٹھہر سکتی چار ہاتھ مقوے کے بنائے اور پیچ
آنکھین چہرے مین درست کین دو جامہ نکال کر پہنا کہ وہ ہر دم رنگ بدلتا ہے کبھی سرخ
کبھی سبز ہوتا ہے اگا ہے اور رنگ تبدیل کرتا ہے سر پر تاج زنبیل سے نکال کر پہنا کہ جو کنگرے
پر جسکے لعل رمانی نصب تھے اور بیچ مین ایک گوہر شب چراغ لگا تھا رشک ضیا سے

شمسہ پہنا تھا لا ہیرے اور موتی گلے میں ڈالے اسوقت آپکے چہرۂ نورانی و صفا کی
نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ مثنوی

بر سر از مشین شرع ساختہ تاج	دل او عرش و سجدہ اش معراج
مشرف کارخانۂ ملکوت	کارفرمائے عرصۂ جبروت
بو دو شیطان کش و فرشتہ شیم	در رو شش بر ہوا نہادہ قدم

پر زمرد کے جواہر کار شانون پر لگا کے صد ہا نافہ ہائے مشک پرون میں چھپا کے اور تخت
پر جمشید شاہ بیٹھ کے پران پران قریب بارگاہ مصاحب پہونچکر ایک حقہ پر از مشک و عنبر و
ہوا اچھالا کہ وہ شق ہوا اور شمیم مشک و عنبر کو سو تاکستہ پھیلی بارگاہ سامری بس گئی سب
ساحر گویا ہو کے کہ کیا خوشبو پھیلی ہے یہ ذکر تھا کہ صدا آئی ہم فرشتہ قدرت سامری حیلہ ساز
اٹھ کے ہو کر دیکھنے لگے عجیب صورت نورانی نظر آئی کہ اگر زلیخا یہ صورت دیکھے تو آنکھیں نہ
یوسف کا دیکھا کرے و عشندہ زلفی و حسن آب ہرایک کا بصدق ارادت پڑھے
دلائل سعادت و شواہد عزت و عظمت صفحات رخسار سے پیدا اور آثار جلال و جبروت ناصیہ
نورآگین سے ہویدا کہ بیت

راست چیزش تیغ سر قضا را محرم	دل پاکش لنظر لطف خدا را منظور

پرون کو جیسا جنبش ہوئی تھی نافہ ہائے مشک اور عنبر سارا برستے ہین مشام جان معنبر و معطر
ہوتے ہین چہرہ تابناک بکہ نور ہے کہ نگاہ کو خیرگی ہوتی ہے یہ دیکھتے ہی مصور نے ہاتھ
باندھ کر التماس کیا کہ بیت

کلبۂ مارو خیمہ شد چون مقدم رضوان رسید	دیدہ روشن شد چو بوی یوسف کنعان رسید

آپکے تشریف لانے سے اس عرض کرنے سے وہ تخت زمین پر اترا جملہ ساحرون نے سجدہ کیا
فرشتے نے کہا کہ حکم سامری تمکو یہ ہے کہ آپکے پوتے کی مع اسکے متعلقین کی عمر بڑھا دون
کیونکہ عمرو عیار بلا سے بے درمان ہے جب تم لوگون کی موت نہوگی تو اگر قتل کسی کو نکرسکیگا
اب تمہین چاہیے کہ دو ایک مٹکے قند کا شربت گلاب و کیوڑہ ڈال کر تیار کرو کہ مین سامری
کے لگانے کا بھبھوت اس مین ڈال کر تمہین پلا دون پھر عمرو کا پنجہ تمپر کسی طرح قابض نہوگا
یہ کلام سنتے ہی مصور نے قند منگا کر کوری ٹھلیون مین شربت نہایت طہارت کے ساتھ
گھلوایا اور قرابے گلاب و کیوڑے کے اس مین انڈلوائے لشکریون نے فرشتے کی زیارت

کرنے لگے یہ ہجوم کیا غرضکہ ہزارہا دونا مٹھائی کا اور ہزارہا روپیہ گرد تخت کے لوگوں نے
چڑھا دیا اس عرصہ میں شربت تیار ہوا فرشتے نے اٹھ کر نذر سامری کی دیکر بیہوشی سب کے
سامنے اُس میں ملائی پھر اپنے کہا دیکھو یہ صحبت سامری کا ہے لہٰذا بیہوشی ملا کر دو دو جام
اپنے ہاتھ سے مصور کو اور صورت نگار کو پلائے اور حکم دیا کہ ایک ایک جام سب نوش
کریں پھر تو ایک پر دوسرا ٹوٹ پڑا اور شور لاؤ لاؤ کا اور ریل پیل بھی ہمہمہ کیفی کا بلند ہوا کہ

لمؤلفہ

ایک کہتا تھا کہ ہم محروم ہی ساقی رہے	دوسرا کہتا تھا خم کی خبر ہمکو بھی ذرا

غرضکہ وہ گھڑے کے گھڑے دھو دھو کر لوگوں نے پیے جب بیہوشی نے اثر کیا مصور اتنی پی بی کہ نشے کا سرور
سے گویا ہوا کہ تو سامنے فرشتہ قدرت کے رقص کرو وہ دوپٹا منہ پر رکھ کر ناچنے لگی اور مصور
بھی بکر کو دیکھ کر رنے لگا کل حاضرین جلسہ ہاہا ہو وہ مارا لینا لینا کا شور مچانے لگے اور کلمات
بیہودہ زبان پر لانے لگے رنگ صحبت دگرگون تھا یہ عالم نظر آتا تھا کہ لمؤلفہ

بھڑکا رہے تھے رند مستی سے	برپا ہوا شور ہائے او ہو
وہ دور کا مل وہ شور قلقل	تھا سب کی زبان پہ ہے تا ل
اترے ہوئے شیخ جی کا جامہ	اُچھلے ہوئے سینے میں تھا دم
وحشت قاضی ہوا ایسی بدنام	کوچوں میں کھینچی پھرے عام
بیٹھا کوئی سر ہلا رہا تھا	بےہاتھ کھڑا کوئی گا رہا تھا
چولی کوئی سر پہ باندھتا تھا	لنگی کوئی پاؤں میں پہنتا
چت ہو گیا کوئی کوئی اوندھا	تھا ہوش نہ سر و پا کا اصلا
اک دوسرے کے گاتا تھا ڈھول	پڑھتے تھے اسے جا وہ آتش لاحول

اس کیفیت میں کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ سب بیہوش ہو گئے عمرو نے اٹھ کر بارگاہ کے سرا پردہ
چھوڑ دیئے اور سب کے پیرہن اتار کر زنبیل میں رکھے داڑھی مونچھ ابرو بال سر کے سب
زن و مرد سب کے مونڈ کے چہروں کو سیاہ کیا ہار جو پٹیوں کے گلے میں پہنائے تھے مال اور
اسباب بارگاہ کا لوٹ کر داخل زنبیل کیا پھر چاہا کہ مصور کے گلے سے تصویر اپنی اتار لے
جیسے ہی تصویر پر ہاتھ ڈالا ایک پنجہ زمین سے نکلا اور چاہا کہ ہاتھ میں لپٹ جائے عمرو
تصویر اتارنے سے باز رہا پنجہ غائب ہو گیا اسنے پکارا وہ کیا کہ تصویر اتارون دیکھا

صورت پھر پیش آئی اسنے چاہا کہ مصور کو مار ڈالون خنجر لے کر چلا تھا کہ اتنے میں ایک پتلا زمین سے
نکلا عمرو اسکو دیکھ کر خائف ہوا اور ٹھہر گیا پتلے نے ظاہر ہوتے ہی غل مچایا کہ دوڑو مصور کو
عمرو مارے ڈالتا ہے وہ غل مچایا کیا عمرو نے جلد جلد دو ایک ساحرون کے سر جدا کیے مگر
مصور تک نہ پہنچ سکا شور ساحرون کے مرنے کا بلند ہوا لشکر کے ساحر گھبرا کر دوڑے عمرو
تخت زبرجد شاہ کو پہلے ہی زنبیل مین رکھ چکا تھا اسوقت نعرہ مار کر بھاگا کہ مولفہ

عمرو ہون مین وہ اژدرہا ہون مان	کہ ساحر کا باقی نہ رکھون نشان

یہ تو پھر اپنی جگہ آ کر بھاگا اور ساحر بدحواس اس غم مین کہ شاید مصور وغیرہ مارے گئے اندر بارگاہ
کے اور سب کو بیہوش دیکھا باران سحر برسایا کہ ہر ایک ہوش مین آیا اور ایک دوسرے کی صورت
دیکھ کر ہنسنے لگا تکلف یہ کہ وہ اسکو ہنستا ہے یہ اسکو اور صورت نگار اپنے شوہر کو روسیاہ
دیکھ کر خندہ زن ہوئی مصور نے کہا تو بڑی بے غیرت ہے کہ مردون کے سامنے ننگی بیٹھی
ہے یہ سنکر اسنے اپنے تئین دیکھا اور یہ کہکر رانون مین بدن چرالی بھاگی آخر ہر ایک نے غسل
کیا کالک منہ سے چھڑائی کپڑے عمدہ پہنے دربار مین آکر مقیم ہوئے مصور نے کہا عمرو فتنہ
روزگار ہے ذلت پر ذلت دیتا ہے ابھی سوداگر کو لوٹ چکا تھا کہ تجھے آکر شاید صاف کیا کیا تدبیر
کرون جو ہاتھ آئے یہ تقریر سنکر صورت نگار از راہ طنز گویا ہوئی کہ اگر خیریت اپنی چاہتے
ہو تو عمرو سے مل جاؤ اسنے بغصہ جواب دیا کہ مین تو ساحری کا ہون ابھی اسکو گرفتار
کرتا ہون یہ کہکر تصویر دیکھی از بسکہ عمرو نے یہان شیشہ جا کر صورت اپنی بشکل ساحر کے بنالی
تھی اور پھر اپنی جگہ ٹھہرا تھا تصویر مین وہی کیفیت ظاہر ہوئی اسنے قصد کیا کہ جا کر گرفتار
کرون اوس وقت ایک ساحر ظالم جادو نام اسکے ملازم نے عرض کیا کہ آپ ٹھہرین غلام
جا کر اس دزد مکار کو لاتا ہے یہ عرض کر کے اوڑ کر چلا اور اسی جگہ آیا کہ جہان عمرو بشکل ساحر
کھڑا تھا لیکن ساحر کو اڑتا ہوا آتے دیکھ کر عمرو کسی گوشے مین چلا گیا یہ جا کر ہر طرف ڈھونڈنے
لگا عمرو دوسرے ساحر کی صورت بنکر اول مرتبہ سے کچھ شکل مین فرق کر کے اسکے پاس آیا
اسنے پوچھا کہ کیون بھائی تمنے عمرو کو تو نہین دیکھا عمرو نے کہا تمہین اس سے کیا کام ہے
اسنے سب حقیقت دینے ذلت مصور وغیرہ کی بیان کر کے کہا مین اسکو گرفتار کرنے آیا ہون
عمرو نے کہا مصور نادان ہے جو عمرو ایسے فطیر سے مقابلہ کرتا اور لڑتا ہے انسان کو چاہیے
کہ اپنے ہمسر سے مقابلہ کرے نہ کہ جو اپنے سے بہتر ہو عمرو وہ شخص ہے جو لقا کی داڑھی مونڈتا ہے

اور جب سے یہان آیا ہے شاہ جادوان کو اُسنے پریشان کر رکھا ہے تم دیکھنا کہ ایکدن چھچھوندر
کیتے کی طرح مارا جائیگا یہ گفتگو ظالم سنکر اول تو خوفناک ہوا پھر سوچا کہ یہ مجکو ڈراتا ہے شاید
یہی عمرو ہو یہ سوچکر افسون پڑھکر پھونکا کہ عمرو کا رنگ و روغن عیاری اڑ گیا اُسنے گرفتار
کرکے کہا کہ اے دزد مکار تو تو مجکو دھمکاتا ہے دیکھ تو کہ کس طرح مین تجکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکر
کھینچتا ہوا لیچلا اور چاہا کہ پنجے مین داب کر اڑ جاؤن لیکن موت پانون پکڑے تھی اُسکے
دل مین خیال آیا کہ اور عیار عمرو کے چھڑانے کو آئین گے انکو بھی گرفتار کرنا اور گرجانے مین یہ
فائدہ جاتا رہیگا ایسا کچھ سوچکر زمین پر چلا اسکو جاتے برق فرنگی نے دیکھا آگے جاکر
زمین مین خس پوش کی آپ جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا جب ظالم کمند کی جگہ پر پہونچا اُسنے
جھٹکا دیا کہ پانون کمند مین پھنسا اور لچھہ گرا برق دوڑکر پاس آیا کہ اسکو ہلاک کرون
اُسنے سحر پڑھا کہ برق زمین مین ران تک سما گیا اور آپ سحر سے جانبر ہا سکے کمند کا پھندا لگا مگر
رشتہ حیات قطع ہوچکا تھا موت کے پھندے مین پھنس چکا تھا ہنوز کمند کھول ہی رہا تھا
کہ قران ساحر نما اس جگہ پھرتا تھا اس کیفیت کو دیکھکر دوڑتا ہوا آیا اور کہا بھائی ٹھہرو مین
کچھ کہون گا یہ کہکر نزدیک پہونچکر اس زور سے لنگر مارا کہ سر کے ٹکڑے اڑ گئے شور اُسکے
مرنے کا بلند ہوا عمرو اور برق چھوٹ گئے قران نے عرض کی کہ استاد آپ کا جواہر کسکے
پاس رکھا ہے چل کر لے لیجیے اور جاکے وہی جواہر پارہ لاکر دیکر حوالے کیا عمرو نے شاباش
و مرحبا کہکر نذر زنبیل کیا اور کچھ چھوٹے نگینے نکال کر دینے لگا قران نے عرض کی حضور کا
دیا ہوا میرے پاس سب کچھ ہے آپ کی مہربانی چاہیے عمرو نے نگینے بھی رکھ لیے اور نکلکر عیار
الگ الگ چلے یہان افراسیاب نے جب ظالم کو آتے ہوئے بڑی دیر گذری کتاب سامری
دیکھکر حال دریافت کیا اور حیرت سے کہا کہ ہمارے ساحری مفت لاتی زیارت مین کچھ بس
نہین سکتا دیکھو عیارون نے بہت دق کیا ہے چلو اُن کی تسلی دین یہ کہکر بجاہ و حشم تمام سوار
ہوکر باغ حیرت کے داخل بارگاہ مصور ہوا ہر ایک نے تعظیم دی تخت پر جلوہ آرا ہوا اور
سارا حال عیارون کی مکاری کا سنکر گویا ہوا کہ ہر شہزادے آپ مقابلہ نفرمائیے مین انگشتری
جمشید کی حیرت کو بھیجکر منگاتا ہون اور چاہ زمرد پر کہ پرستش گاہ ساحران جہان ہے میلا
کرتا ہون سب ساحر اور عیار خود بخود آکر حاضر ہونگے ہر ایک کو قتل کردونگا مصور نے کہا
ایک مرتبہ تو مین باغیون سے دل کھول کر لڑلون پھر جو چاہیے گا کیجیے گا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ

صدائے نالہ وزاری کی سنائی دی اور ہرکارون نے سامنے آکر بعد دعا وثنا کے عرض کیا کہ ظالم
مارا گیا اور مسطلم بن ظالم جادو لاش اُٹھا کر لاتا ہے شہنشاہ یہ خبر سنکر گویا ہوا کہ لاش بنا بر
آئین جمشید اُٹھالے اور بعد فراغت یہان آئے یہی جاکر حکم مسطلم کو سنایا اُسنے ایسا ہی کیا اور
انفراغ حاصل کرکے حاضر دربار ہوا مجرا کیا اندر روئی اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھ کر عرض پیرا ہوا
کہ مین انتقام خون پدر نمک حرامون سے لینے آیا ہون شاہ جادوان نے فرمایا کہ لینا
مضائقہ ہے مصلحت خواہش جنگ تو رکھتا ہی تھا ادھر اسنے درخواست کی شہنشاہ نے فرمایا
کہ آج شام کو طبل جنگ بجے صبح کو مقابلہ کیا جائے یہ کہکر مصروف بادہ خواری ہوئے جب قسمت
کہ منشی قدرت نے وصلی کو دن کی سواد شب سے سیاہ کیا اور نقاط انجم لوح آسمان زبرجدی
پر دیکر دائرہ ماہ تحریر فرمایا کہ نظم

قلم کہکشان کا عطارد نے لیکر	لکھا جائزہ فوج انجم کا یکسر
جو دفتر مین ہر اک کو وارد کیا	تو خورشید و نیر کو نظری کیا

بحکم مصور طبل رزم پر چوب پڑی طائران سحر خدمت والا نہمت بندگان ملکہ بہار مین
حاضر ہوکر بقاعدہ مستمرہ عرض پیرا ہوے کہ رباعی

اے شاہ زمین بر آسمان داری تخت	سست است عدو تا تو کمان داری سخت
حملہ سبک آری و گران داری لخت	پیری تو بدانش و جوان داری بخت

لشکر حریف مین بنام مسطلم طبل جنگ بجا ہے باقی خیر صلاح ہے بہار نے یہ خبر سنکر تکیہ بنا بیت
کردگار فرماکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑے ہر شخص کل کے دن
تیغ و سپر سے بازی کرے کہ ع کانکہ جنگ آرد بخون خویش بازی میکند * غرض حسب فرمان
قضا جریان کوس حربی کی صدا ادھر بھی بلند ہوئی ساحرون مین ڈمرو بجنے لگا گڑھا و جرگہ
ہوہن بھوگ کا بھوگ بیرون کو لگایا گیا منتر جنتر سوہنی جوہنی سوہنی کی جاپ اور رٹ دھنت
شروع ہوئی کوئی پڑھتا تھا کہ کنتھا ساری جنگلیان ران بان میرے دشمن کوران شتیال
جوگی نے کوئی باڑی ایک پھول ہنسے ایک مین ہیرے جو سونگھے میرا پھول اپنا گلا آپ کاٹ
مرے تجھکو قسم لونا چاری کی دُہائی سامری کی پڑھو منتر و دالی مین جگا یا الٹ پلٹ چھو
چھو چھو خلاصہ کلام ساحر جا بین کے تو اپنے حربے درست کرتے تھے اور مبارزان معرکہ
جلادت و دیو چہم کشا یان لواے نصرت انتماے شجاعت تیغین جوہر دار صیقل فرماتے تھے

مرکبون کی رکابین اور تسمے ٹوٹے ہوئے درست ہوتے تھے تیاری جدال مین مشغول تھی بانکین بانکپن کی کرتے تھے نظم

لگاتا تھا تیغہ کوئی سان پر — چڑھاتا تھا چلّہ کوئی دھیان پر
کوئی کہہ رہا تھا عدو کا لہو — پیئے تیغ میری تو ہون سرخرو
ہوئے مستعد نیزہ باز آکے سب — کہ شیر نیستان تھے وقت غضب
پیادون کے اک جا نظر آئے غول — کہ جو جوہر تیغ لیتے تھے مول
ہر اک کا یہی قول تھا برملا — کہ ہے تیغ تیشہ اور عدو کا گلا

اسی تیاری مین رات گذری اور جنین شب کے بطن سے طفل خور نیستان شعاع مین پیدا ہوا دایۂ صبا نے شمیمۂ شکر گفتار فرمایا کہ ابیات

اطفال غنچہ دایۂ باد نسیم نے — پروان چڑھائے تھے کہ سب کھل کے گل ہو
صبح ظفر برنگ گل گلشن سحر دم — تھی خندہ زن کہ روز طرب کیا ظہور

صبح کو ملکہ بہار عیش گاہ سے برآمد ہو کر سوار ہوئی دھوم مچاتی ہوئی چلی نقارون پر چوب پڑی صدائے نصر من اللّٰہ و فتح قریب بلند ہوئی شہنشا نواز و ساز ملت بجے دین مین باس بجانے لگے سردار مجرائے اسلام کرکے گرد تخت کے سواریان سحر کی اُڑا کر روانہ ہوئے اللّٰہ اللّٰہ وہ دلوں کا ترڑکا سفیدۂ سحر کا نمایان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دریائے اخضر فلک مین چراغون کا ستارون کے گل ہونا صحرا مین طایرون کا شور مچانا اس وقت ملکہ بہار کا دھانی دوپٹہ اوڑھ کر سوار ہونا عجب عالم دکھاتا تھا جوانان گلشن دہر کو تیغ ادا نہاتا تھا سحر کے ابر کے سرخ و سبز رنگ مہر سایہ فگن تھے بہار افزا سے جوبن تھے سحر کے چمن ساماں تخت کے ظاہر ہوتے تھے اور اُس مین غنچہ و گل کھلتے تھے نسیم صبا آکے لا کر چلتی تھی ہوا خواہی کا بہار کی دم بھرتی تھی اور بہار ریزنے جو چلی تھی تو اس طرح آراستہ تھی کہ بیت

بناخن ذرہ بافت از مشک ناب — ور آویخت از گوشۂ آفتاب

بلکہ اوس کی شان مین یہ کہنا زیبا تھا کہ فرد

ہمش مشک سا و شکر مے فروش — دو نرگس کمان کش دو گل درع پوش

اور ترک روزگار اس ہیبت سے اسکا ثناخوان تھا کہ بیت

دہن ملک شانہ خندہ خوش — تا سنہ تیغ تو نگرد در زار

سرداران ذی رتبہ اور کنیزان عالی مرتبہ کے طاؤس و عقاب وغیرہ مثل ستارہا سے سحری کے ابر کے ٹکڑون مین چمکتے نظر آتے تھے اور رسالتے و سپہ گاہا سے زنگار رنگ شگوفہ ہای پھولون کھل جاتے تھے کہ

مثنوی

ساز عیش و طرب تھا ہر سو | شہنائی بج رہا تھا ہر سو
شاخ گل کا ستار لیکر | گت چھیڑ رہی تھی باد صرصر
باجون کی صدا سے شور و غل تھا | ہر شاخ طرب تھی گل بگل تھا
گلشن کو تھی راگ و رنگ کی دھن | دریا کو تھی جلترنگ کی دھن
چھٹتے تھے حباب چشمہ تر | چھنی کی پیالیان تھین یکسر
تھی ایسی بہار حسن آرا | چمکا ہوا حسن کا ستارا
گیسو آب گہر سے دھو کے | موتی ہر بال مین پرو کے
آراستہ خوب ہو رہی تھی مانگ | کج موتیون سے بھری ہوئی مانگ
زیور سے لباس سے کیا لیس | کنگھی چوٹی سے مہ لقا لیس
نکھری تھی غضب نکھار کر کے | بیٹھی بنی سنگار کر کے
تھی ناخن پا سے لیکے تا فرق | دریا سے جواہرات مین غرق

خلاصہ کلام دو ماہ تمام لشکر لیے میدان قتال مین پہونچی اس طرف افراسیاب نے ای زدہ گوہر کو گنبد نور سے اس کمرے مین جا بیٹھا کہ جہان سے لشکر مہرخ کا دکھائی دیتا ہے اور صرصر شمشیر زن آتشین اور راد وہان پر سوار با فوج بے شمار سوار و غصہ بھرے ہوئے پہنچ تو آنے سے دونون لشکرون کے یہ کیفیت ہوئی کہ بیت پشت زمین چو روی فلک از [illegible] گشتہ [illegible] ورسے فلک چو پشت زمین گشت از غبار + جب میدان کو ہموار کر چکے ابر سا گرد و غبار فرو ہوا صف کارزار جانبین مین کھنچ گئین جلاجل و دف اور نقارہ بجے علمون کے پھریرے کھل گئے علمدار آگے بڑھے کڑکا ہوا انہون کی صدا سے [illegible] نعرون سے دشت گونجنے لگا دلیر بشاش ہوئے نامرد بدحواس ہوئے منظر اژدہا [illegible] اکر میدان مین آیا اور للکار کر ادھر ادھر نگاہ کی اور ہر سے مقابلے کو [illegible] ایک [illegible] ارجادو نام جاکر مقابل ہوا منظر نے ایک ناریل مارا اس نے ہر چند رد کیا مگر ناریل زبان پر [illegible] گیا بار نکل گیا [illegible] زخمی ہو [illegible] نے ایک پنجہ بھیجا کہ وہ اسکو میدان سے

اُٹھا لایا اور گلشنار جادو جا کہ ہمنبرد ہوا مسٹظلم نے ایک نارنج مارا کہ گلشنار کے سینے پر پڑا تو ٹوٹ گیا
شور اُسکے ٹوٹنے کا بلند ہوا طول کلام تا کجا چالیس سردار بہار کے یکے بعد دیگرے جا کر پڑے
اور کام آئے اوسوقت مسٹظلم نے ڈانٹا کہ ای بہار تو خود آ کہ مجھے فرالڑائی کا مزہ کیا لاشی
پاشی کو سولی پر اپنی جان چھپاتی ہے بہار اسکا نعرہ سنکر تخت سے کود پڑی اور دوپٹے کی گاتی باندھکر
چلی اسکا جامہ افرا اسباب نے گنبد نور پر سے دیکھا جیسے پاس پہنچی تھی اُس سبب سے
پتیلی بنکر اسکا کلیجہ پکڑ کر رہ گیا اور وہ سمجھا کہ عالم سامنے مسٹظلم کے پہونچی اُسنے ایک ناریل
مارا بہار نے اُنگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل اُلٹا پھر گیا اور ترنج مسٹظلم پر کھینچ مارا وہ ترنج قریب
اُسکے جا کر شق ہوا خوشبو اُس میں سے ایسی پیدا ہوئی کہ میدان جنگ تختہ تماشا بن گیا
اور مشام روئے تہی مغز خوشبو سے بھر گیا ساحر اُس شمیم عطر بیز کو سونگھکر بیہوش ہو گئے اور
مسٹظلم دیوانہ وار تالیاں بجانے لگا اور روئے بہار اس رشک گلزار کا دیکھکر قہقہہ قہقہہ
ہنستا تھا اور کہتا تھا بیت

از شورشِ آہ من ہمہ شب پا	بادام تو در سرش نا شنودہ
ای نازک بدن اگر تجھے قتل کرنا منظور ہے تو سر نثار قدم ہے کہ تقصیر	
خیالات تشنت کہ بر زندہ باد	منازل از ارواح اعدا گرفتہ

یہ کہتے کہتے بیہوش ہو کر گرا بہار نے چاہا کہ سر کاٹ لون اُسوقت تو مصور کو تاب نہ رہی اور
ڈانٹتا ہوا دوڑا سامنے بہار کے آکر جھولے سے سحر کا ایک صندوقچہ نکال کر کھولا سب نے دیکھا
کہ صندوقچے سے ایک پتلی نکلی اور بڑھکر مثل صورت بہار شبیہ پیدا کی وہی لباس وہی زیور
گلدستہ ہاتھ میں لیے سامنے بہار کے آکر بناز و نخرہ گویا ہوئی کہ کیون میں بہار ہے سے خفا ہو
بہار اُسکو دیکھکر زرد ہو اور خزان رسیدہ ہو گئی مگر جی داری کرکے ایک گلدستہ اُس پر مارا پتلی
نے ایک قہقہہ مارا کہ منہ سے شعلہ پیدا ہوا اور گلدستے کو جلا دیا پھر پتلی آگے بڑھی اور ہاتھ
سے آرسی اُتار کر بہار کو دکھائی بہار آرسی دیکھکر مثل برگ بید کے تھرتھر کانپی آخر سنبھلا
نہ گیا بیہوش ہو گئی پتلی نے کمر پیچھے سے تھام کر پرواز کی اُسوقت تو لشکر میں بہار کے غوغا ہوا
اور نافرمان و سرخ مو وغیرہ نے ناریل و ترنج صدہا اُس شبیہ بہار پر مارے لیکن
جب اُسنے قہقہہ مارا نارنج وغیرہ شعلہ دہن سے جل گئے مصور نے جب سارے لشکر کو عدو
کے حملہ کرتے دیکھا صندوقچے سے سب کی تصویریں نکال کر زمین پر پھینکیں کہ وہ صورت

رعد و برق و شلیل و طاؤس و ہلال و محمود وغیرہ کی شکلین بنکر اڑنے لگین اب جو تھوکو غور
کرتی ہو وہی ہمشبیہ مجبور کرتی ہو کہ لشکری بہار کے قتل ہوتے ہین پھر تو مصور سے بالکل
کوہوشیار کردیا اور بہار کو پتلی سے گرفتار کرکے تو رسول پکڑکر حملہ کیا لشکریان بہار پر
عجب مصیبت پڑی کہ مرکر گرنے لگے دم محبت کا بھرنے لگے شور نشور تھا قیامت برپا ہوا کوئی
مرکر گرا کوئی نیم جان ہوکر تڑپتا تھا مصور قتل کرتا ہوا صف لشکر پر گرا اور مردے پر مردا
گراتا ہوا ساتون صفون کو توڑکر پشت لشکر پر نکلا اور پھر وہان سے دوسری صف پر جو گرا
ہلاک و غارت کرتا ہوا زوپیر لشکر کے نکلا لیکن بہادرون نے بھی مرنا گوارا کیا میدان سے
نہ کنارا کیا بارگاہ کی حد نہ چھوڑی دونون لشکر مل گئے گو کہ فولادی ہزارون مصور پارے
گئے مگر بیرہ ساحری ہوکوئی ایسے طائر سے نکالی اور ہمشبیہون کو للکارا کہ ہان اپنی اپنی صورت
کے سردارون کو گرفتار کرو پتلیان یہ نعرہ سنکر سحر کی نیرنگیان دکھانے لگین اب مخلوف یہ
ہوا کہ رعد جس طرح چیخ مارتا ہو اسی طرح ہمشبیہ بھی اسکا چیختا ہو کہ ساحر لشکر خوف سے بیہوش
ہوتے ہین گویا وہ پتلیان ان سردارون کا عکس ہین کہ جو فعل یہ کرتے ہین وہی وہ بھی
کرتی ہین انکا فعل انپر اثر کرتا ہو اور انکا جادو انپر تاثیر نہین کرتا کیونکہ یہ انسان ہین اور
وہ جادو کی پتلیان ہین لشکر کی حالت ابتر ہے مظلم فوج سے گرگرا ہو کشتون کے ڈھیر لگے
ہین وہ رن پڑا ہو کہ ترک فلک نے یا ابن ہم پرانے سالی کبھی نہ دیکھا تھا کہ بمقتضائے احیاست

وہ سینے تھے جو آئینون سے بھی صاف
مشبک ہوگئے تیرون سے تا ناف

وہان سر کاٹتے تھے بدخواہ
لگا جو بار جس چھاتی پہ تھا آہ

سبکا تھا جان کا سمجھے غنیمت
ہزیمت کی پھر آئی انکو غیرت

کہ ہو سکے ننگ پہ کیونکر گوارا
نہین اپنے لیے جز مرگ چارا

مزہ تن سمجھے ہر اک جینے کو زحمت
بھری دل مین ہوا سے سیر جنت

یہ کیفیت عیاران اسلامیان نے پہاڑون پر چڑھکر مشاہدہ کی اور اپنے لشکر کے حال پر
نہایت افسوس کیا عمرو نے کہا اب ہمارے لشکر کو شکست فاش ہوا چاہتی ہو غنیمت ہو جو
یہ سردار کا لشکر اس قدر رکا کیون ہو تم مین سے کوئی ایسا جو اس لڑائی کو روکے اور
قریب عمرو کو بھگا دے عیارون نے گردن جھکالی اور عمرو کی بات کا جواب نہ دیا قران
نے شیشہ جھکاکر کہا کہ استاد خالی نسبت الامر فوق الادب اگر ارشاد ہو تو مین جاؤن عمرو نے

اسکی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا تو نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان ہے اور میری زیارت گاہ ہے یہ لڑائی سخت ہے اگر تو کام آیا تو میری زیارت مٹ جائیگی دوسرے یہ کہ تو میرا جان بخش ہے جب میں گرفتار ہو جاؤں تو مجھے چھڑانے جانا یہ کہہ کر فی الفور صورت ایک ساحر کی ایسی بنکر تیار ہوا اور برق سے کہا جلد لشکر میں جا کر ہمارے ساتھیوں میں سے ایک جادوگر کو بلا لا برق بموجب حکم دوڑ کر گیا اتفاق سے سحر عمرو لڑتی ہوئی کنارے لشکر کے آگئی تھی اسنے کہا جلد اسکو خواجہ بلاتے ہیں سحر عمرو بہر امتحان کہ اصلی برق ہے یا نہیں انگوٹھی اپنی اتار کر پھینکی کہ اسکو اٹھالے تو میں آؤں برق نے انگوٹھی اٹھالی سحر عمرو طاؤس اوڑا کر اسکے ساتھ پہاڑ پر آئی عمرو نے کہا تم اپنا تخت سحر مجکو دو اور جیب میں سوار ہوکر چلوں تو تخت کو روانہ کرو کہ جہاں میں جاؤں تخت بھی روانہ ہو سحر عمرو نے جھولے سے ماش کا آٹا نکال کر چار پتلیاں بنائیں اور تخت خواجہ کو دیا کچھ افسون پڑھا کہ پتلیوں نے جسم انسان پیدا کر کے پر شانوں پر سنبھالے اور تخت کو اٹھا لیا عمرو بشکل ساحر تخت پر بیٹھا منقل آتشیں سامنے رکھ لی تصویریں سامری جمشید کی گلے میں ڈالیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بلائے سیاہ ہے جو تخت پر دانت نکالے بیٹھی ہے

نظم

تنگ پی کر کوئی ہو جیسے مست ۔ ہمت آسا تھی تاب و طاقت پست
آنکھیں پر قہر بھونڈی صورت ہے ۔ سارا انداز پُر کدورت ہے
اک قیامت تھی اسکی چتون میں ۔ مار کی طرح زہر گردن میں
سحر تھا یار اسمیں جیسے مکاری ۔ تھا سیہ فام اور بٹّا دھاری
جسم تھا زار رنج اور افتادہ تھا ۔ بدبنا تھا تو طرز بھی بد تھا
مار گردن میں اسکی پیچیدہ ۔ جو کوئی دیکھے ہو وہ رنجیدہ

حاصل مطلب با این ہیئت بد تخت کو پتلیوں سے روانہ کر اسکے بیچ لشکر میں جا کر نعرہ زن ہوا کہ منم ملک الموت جادو واہ مصور خیرہ سر اپنی سب پتلیوں کو اکٹھا کر کے بھیج میرے مقابلہ کو کہ میں نوکر عمرو نابکار کا ہوں مصور تو ہر سمت زد و کشت کرتا پھرتا تھا اسکا نعرہ سنکر اپنی پتلیوں کے قریب آکر للکارا کہ لینا اسکو جتنے ہمشیرہ کے لشکر خرچ کے لیے اپنے بنائے تھے سب عمرو پر حملہ آور ہوے عمرو نے جھولے سے شیشہ آب سحر نکالا ناظرین کو یاد ہوگا کہ سابق میں افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار جادو نام کو دو شیشے آب سحر کے دیکر

لڑنے کو بھیجا تھا اُس ساحر کو قتل کرکے عمرو نے شیشہ ہائے آب حاصل کیے تھے اور اُسی پانی
کا ایک چھینٹا مصور کے منہ پر لگا ان برق مشتہر جادو مین بھی لگایا تھا فی الجملہ وہ پانی ساحر
زبردست کو بیہوش کرتا ہے اور سحر کو باطل کر دیتا ہے بس جیسے ہی تصویرین اُسپر حملہ زن ہوئین
اُسنے وہی آبِ سحر لیکر جو قریب آئی چھینٹا مارا کہ جس سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور تصویر جل گئی
لشکریان سلطان و مصور دیکھکر تو عمرو پر ہجوم کیا اُسوقت سرداران لشکر اسلام نے دیکھا
کہ ایک ساحر جو ہمارا طرفدار ہے ساری فوج اُسپر گرا چاہتی ہے یہ دیکھتے ہی جانین اپنی لڑا دین
اور چار طرف سے سینے اپنے سپر کیے کہ کوئی پشت و پہلو سے آکر حملہ نہ کرے اور تصویرون
نے ہجوم سے آکر آسمان سا چھت سے اُتار کر عمرو کو دکھائین عمرو نے اُسوقت شیشی نکالکر
چھتری کی طرح سر پر سایہ فگن کر لی اور اپنے سردارون سے کہا کہ تم سب میری حفاظت نکرو
مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون جو لاکھ دو لاکھ سے اکیلا لڑون اور کسی کا حربہ مجھ تک
پہونچ جائے سرداران حیرت ناک ہوئے اور لڑنے لگے اور جھپٹیان جب آرسی دکھا چکین
تو سمول پکڑکر حملہ آور ہوئین جو قریب منڈھی کے آئی ازبسکہ سب سحر کی شبیہین ہین اِس
وجہ سے بہرکیف اعجاز جناب دانیال علیہ السلام جل کر راکھ ہوئین اگر تصویرین نہوتین ساحرہ
یعنی انسان ہوتین تو منڈھی مین آلگی لگتے جاتین معہذا جب تصویرین جل گئین سردار
بیچارہ ان تصویرون کے پریشان و بدحواس تھے اور انکا سحر حریف پر کارگر نہوتا تھا اب
سب کے حواس پریشان ہوئے اور برق جھپٹین مارنے لگا اور برق مشتہر چپ چپ کر
گرنے لگی مجمع پر جا بر زمین جھینکا کہ ساحر مست و لاعقل ہونے لگے اور اسی طرح سب
سردار آگے بڑھکر حملہ کرنے لگے بگڑی ہوئی لڑائی فضل خدا نے بنا دی کہ ع بگڑی بنائی ہم
جب فضل خدا ہوتا ہے عمرو نے مصور کو ڈانٹا کہ اسے بے حیا تو کیسا تیرہ سامری ہے کہ
پیچھے مقابلہ سے ڈرتا ہے مصور شیر آتشین اُڑا کر سامنے آیا اور کہا ارے لٹیرے بڑا
غضب کیا کہ میری تصویرین جو ایک مدت مین تیار ہوئی تھین جلا دین یہ کہکر سحر کا نارنل
مارا کہ وہ شق ہوا اور چار تختے تادامن زمین لپیٹے نکل کر عمرو پر چلے عمرو نے ایک چھینٹا پانی کا
مارا کہ شعلہ سے جل کر غائب ہوئے عمرو نے تخت آگے بڑھایا اور کہا اسکو یہ کہکر ایک
چھینٹا پانی کا مارا کہ منہ پر اُسکے پڑا اور بیہوش ہوکر شیر سے گرا قلابازیان کھاتا ہوا اسمین سے
چلا ہوا جا گرا دیکھ کر اسکی زوجہ مصورت لگا ربانند برق بسرعت تمام جھپٹ کر گری اور چیخے

مین داب کر مصور کو لے گئی اور بیہوش دیکھ کر سوچی کہ یہان مین اگر اسکو لیکر ٹھہرونگی
تو حریف فرصت نہ دیگا یہ مارا جائیگا یہ سوچکر سمت صحرا لے گئی اسکے چلے جانے سے پاؤن
اہل لشکر کے اُٹھ گئے اور شیران بیشہ شجاعت نے شمشیر سحر سے کر قتل و غارت آغاز کیا فوج
عدو مین بھگدڑ پڑ گئی یہ سب ماجرا برج گنبد نور پر سے شاہ طلسم نے دیکھا اور بیتاب ہوکر اُٹھا
کہ جاکر اس ساحر کو کہ جسنے مصور کا یہ حال کیا قتل کرون مگر حیرت نے کہا کہ آپ بزد سحر دیکھئے
تو یہ ساحر کون ہے اور کیسا سحر کرتا ہے جو مصور ایسے ساحر کو اسنے بیہوش کر دیا شاہ نے سحر پڑھکر
دستک دی کچھ پتلے پیدا ہوئے اُنسے حکم کیا کہ کتاب سامری لاؤ پتلے کتاب جاکر لائے اُسنے
اُس مین دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر نہین عمرو عیار ہے اور شفیشہ بادشاہ آپ سحر جو تونے اول
اپنے ملازم ہوشیار کو دیے تھے وہ اسکے پاس ہین یہ دیکھ کر کتاب بند کی و منہ پیٹ لیا
کہ مجھے وکر دہ را درمان نیست اور حیرت سے سب حال کہا اور کہا اسکا توڑ ہرچند کہ مین
جانتا ہون مگر کتاب سے اُٹھنے کو جانے کے لیے ممانعت نکلی ہے اور دوسرے فوج بھی بھاگ
کھڑی ہوئی ہے اور شام بھی ہوگئی ہے تم جاکر طبل امان بجواؤ یہ کہکر فرط ندامت سے آپ بیٹھے
بیٹھے غائب ہوگیا اور حیرت طاؤس پر سوار ہوکر سمت لشکر چلی اس عرصہ مین یہان لاشہ
کے ڈھیر تھے ساحر ہزارون مارے گئے تھے لہو پانی ہوکر بہا دیر تک تلوار چل رہی تھی عمرو جال بار کر
لوٹ رہا تھا ہنگامہ رستخیز برپا تھا یقین تھا کہ بارگاہ وغیرہ حیرت و مصور کی لٹ جاوے
اور بہار کو سبد وار جیدر لین اُسوقت حیرت آکر پہونچی اور حکم دیا کہ جلد طبل بازگشت
بجے اُسکے لشکر کے جو بہادر و ساحر باقی بہت کار رہے تھے اُنھون نے فوراً طبل بجایا
صدا اُسکی ہر ایک بہادر کے کان مین پہونچی معلوم ہوا کہ حریف پناہ مانگتا ہے ازبسکہ یہ بھی خستہ
و شکستہ تھے اور سراپردہ چرخ زنگاری سے لیلائے لیل کی آمد بھی تھی یعنی سیاہی شب نے چادر
دانگ عالم اور عرصہ شہر اپر محیط ہوچکی تھی ستارے دیدہ حیران کیطرح اس فتح کو دیکھ رہے تھے نظم

سوادِ شب مین مہ تھا جلوہ گستر	کہ نکلا چاہ سے یوسف تھا باہر
فلک کو انقلاب اور دن گریزان	عدو پر تھے دہان زخم خندان

آخر لشکر جانبین نے خیمہ گاہ کی جانب پھیرے اور ملک الموت جادو کا سب نے شکریہ کمال
درجہ ادا کیا لشکر پڑاؤ پر پہونچکر آرام گیر ہوا سردار داخل بارگاہ ہوئے اُسوقت سر شمع جو بہار
ٹھہری ہوئی تھی بارگاہ مین آئی اور عمرو کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہ اے مہر فلک عیاری خواجہ

کارے کردے کہ صد رستم خود نکردہ باشد عمرو سنکر ہنس پڑا اسوقت سب کو خیال ہوا کہ یہ عمرو ہے
سب نے نذر دی اور تعریف کی ادھر حیرت جب بارگاہ مین آئی صورت نگار بھی مصور
کو لیے داخل بارگاہ ہوئی لیکن افراسیاب یہان سے اوڑکر چاہ سامری پر گیا انشاءاللہ بر
وقت فتح طلسم ان مقامون کا حال گذارش ہوگا غرض اُس کنوئین سے پانی بھرکر باغ سیب
مین لایا اور ایک پتلا طلسم کا طلب کرکے ایک کوزہ آب اسکو دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجاکے
تاکہ مصور پر چھڑک کر ہوشیار کرے پتلا وہ پانی لیکر حیرت کے پاس آیا پیام شاہ عرض کیا
مصور بیہوش پڑا تھا وہ پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اُسنے بھی جاکر غسل کیا لباس بدلکر
پھر بارگاہ مین آیا اتفاق سے صرصر عیارہ سامنے حاضر تھی اپنی شکست کی خجالت سے
غصہ کرکے منا لی کہ عمرو کیسی کیسی عیاریان کرتا ہے مگر تجھ سے کچھ ہو نہین سکتا صرصر نے عرض کیا
کیا آپ خفا ہون مین عیاری کرنے جاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی راہ مین اُسنے ضرغام کو
دیکھا کہ اپنے لشکر سے نکل کر کسی طرف جاتا ہے بس یہ فی الفور صورت ضرغام کی اپنی بنا کر
بارگاہ اسلامیان مین آئی دیکھا کہ عمرو کرسی پر متمکن ہے سردار جمع ہین اسنے دل مین تصور
کیا کہ عمرو کو یہان سے اٹھا کر باہر لے چل اور بن پڑے تو پکڑ لے جا یہ سوچکر قریب گئی اور
کہا خواجہ آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار کو مصور ساحر لیے ڈالتا ہے عمرو یہ سنتے ہی بیتاب
ہوکر اٹھا اور بولا کہ افسوس اور چلا کہ جاکر عیاری کرون صرصر ساتھ ہولی عمرو نے انداز
رفتار اور طرز تکلم سے پہچانا کہ صرصر ہے پکارا کہ اے یار دلنواز مین تیرے تنہائی مین بلاکر لیجانے
کے نثار ہوا ان لیجاکر اپنے وصل سے شادکام فرما صرصر ان باتون سے شرمندہ ہوکر سمت
صحرا بھاگی لیکن اسنے بھی تعاقب اسکا نہ چھوڑا اور صرصر بھی صحرا مین پہونچکر تیغ کھینچ کے
مستعد جنگ ہوئی آخر دونون گتھ گئے نیمچہ چلنے لگا عین گرمی جنگ مین صرصر نے کہا
کیون اے عیار بہار کے قید ہونے سے دل کو چوٹ لگی ہوگی عمرو بولا کہ اب تجھے پکڑ کر
اپنا مطلب نکالون تو بہار کو چھڑاؤن صرصر کہنے لگی کہ تجھ سے مطلب نکالنے والے کو
گھر ہی کو رہین تو اون ... آئینہ اگر میسر نہو تو چپنی مین پیشاب کرکے ذرا اپنی صورت دیکھ
عمرو نے کہا تجھے وہی چپنی دوسکا رہے جس مین پیشاب کردن صرصر بولی کہ مقصود خواص مین
بیہودہ گوئی نہ کر مین تیرے منہ لگنے قابل نہین ہون عمرو نے جواب دیا کہ مین تو قابل ہون
صرصر جھینپ گئی اور فرط حیا سے آنکھین نیچی کرکے بولی کہ کیا نگوڑا منہ پھٹ بکتا ہے مین تجھے

بات نہیں کہی اسمیں جا کر بہار کا پہرا دیتی ہوں جب جاؤں گی تو اگر عمرو لیجائے اور اس سے
مراد صرصر کی یہ تھی کہ عمرو کو لگا کر وہاں لیجاؤں تاکہ مصور بزور سحر گرفتار کرے غرض کہ
عمرو نے جب یہ گفتگو اُس کی سنی کہا اے صرصر خواہ تو اس امر میں مبالغہ کرے یا نہ کرے میں
بہر حال بہار ضرور جاؤں گا اُسنے جواب دیا کہ شرط یاری اور وفاداری بھی یہی ہے کہ
اپنے رفیق اور دوست کو اسیر نہ دیکھ سکے کہ شعر

گر شمری یار کسے را شمار — کو بود اندر غم و شادی یار
دوست کہ در شادی و غم نیست دوست — در چہ شوی شاد کہ غم خود ہم اوست

حاصل مرام بعد عہد و پیمان کے صرصر جست کر کے روانہ ہوئی اور عمرو بھی حسب عہد
روانہ ہوا راہ میں برق و قران کہ عقب عمرو بارگاہ سے یہ بھی چلے تھے ملاقات ہوئی
اُسنے سارا ماجرا انتظار رہائی بہار کا بیان کیا یہ دونوں بھی لشکر حریف کی سمت چلے لیکن عمرو
جب قریب لشکر عدو پہونچا پگڑی جگو سے دار سر پر رکھی چھینکین سنگ عصا ہاتھ میں لیکر بصورت
چوبدار دربار گاہ مصور پر آیا وہاں مصور نے بہار کو بلا کر عتاب و خطاب آغاز کیا تھا کہہ
رہا تھا کہ دیکھ تو کس عذاب الیم سے تجکو قتل کرتا ہوں اور بہار کو یا تھی کہ اپنی خیریت منا و
عمرو یہاں تشریف لایا چاہتے ہیں صورت نگار نے کہا ہم تصویر دیکھا کئے ہیں اور اُس
ناعیار کو بھی گرفتار کرینگے اس گفت و شنود میں تھے کہ صرصر آئی لیکن عمرو کو بشکل چوبدار
دیکھتی آئی اور چپکے سے مصور کو آگاہ کیا کہ دروازے پر عمرو کھڑا ہے چل کر گرفتار کیجیے
مصور اٹھ کر چلا اور دربار گاہ پر آیا لیکن عمرو نے بھی صرصر کو اپنے تئیں دیکھ جاتے دیکھا
تھا جب وہ اندر گئی یہ عصا اور چھینکین وغیرہ زنبیل میں رکھ بت کنی سے تا بشانہ باندھ کر دھولی
باندھے بشکل ساحر ٹھہر رہا مصور نے باہر آکر ایک آدمی سے پوچھا کہ کوئی چوبدار یہاں کھڑا تھا
کسی نے اقرار نہ کیا صرصر سے کہا ارے کسکو عمرو بتاتی ہے وہ کہاں گیا صرصر بھی ہر سمت
نگران ہوئی اسوقت عمرو نے آگے بڑھکر مصور سے کہا حضور اسقدر حیران کیوں ہیں
تصویر دیکھیے آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ عمرو وہاں ہے مصور نے اسکے کہنے سے تصویر دیکھی
اس میں معلوم ہوا کہ یہی عمرو ہے تصویر دیکھ کر ادھر تو سر اونچا کیا ادھر عمرو نے ایک دھول
صرصر کے لگائی اور گلیم اوڑھ لی نعرہ کیا منم عمرو ساحروں کے ہوش اڑ گئے مصور شرمندہ خفیف
ہو کر بارگاہ میں آیا صرصر نے سب ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عہد کر کے میں عمرو کو لائی ہوں

تاکہ حضور اسکو پکڑ کر قتل کرین لازم ہے کہ آپ ہر وقت تصویر دیکھین مصور نے کہا کہان تک
تصویر دیکھی جائے آخر مین بھی تو احتیاج بشری رکھتا ہون صرصر نے کہا وہ دعوی کرکے
آیا ہے آپ اُٹھ جایئے علحدہ بیٹھئے کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیجیے مصور کو یہ رای پسند آئی
اور ایک خیمہ خالی کرا کر جا بیٹھا دو خدمتگار کاروبار کے لیے ساتھ لیے اور صرصر کو پاس
بٹھا لیا لیکن اس جلدی مین کوئی سامان راحت ساتھ نہ لایا تھا خدمتگارون کو بھیجا کہ
کشتیان شراب کی لے آؤ وہ بموجب حکم باہر خیمے کے نکلے عمرو گھات مین لگا ہوا تھا اُنکی شکل
ساحر قریب آیا اور کہا بھائی مین نے عمرو کو بیرون لشکر دیکھا ہے مگر عیار زبردست ہے مین تنہا
ڈرتا ہون ساتھ چلو تو گرفتار کر دون خدمتگارون کو لالچ آیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے سے
انعام وافر پائینگے اس طرح مین ساتھ چلے جب لشکر سے نکل کر تنہائی مین آئے عمرو نے
کچھ بیہوشی نکال کر دیا کہ یہ کیا ہے جلو دیکھا کر بیہوش ہوئے دونون کے کپڑے اتار کر ایک کی
اُن مین سے صورت بنکر انکو کسی غار مین ڈال دیا اور وہان سے خیمے مین مصور کے پاس آیا دیکھا
صرصر موجود تھی اُسنے دیکھتے ہی پہچانا مصور سے کہا خدمتگار سے خبردار مصور حیران ہوکر
ہنوز متوجہ نہوا تھا کہ عمرو نے دوڑ کر ایک دھول اسکے بھی لگائی اور نعرہ کرکے بھاگا
مصور کی ٹوپی سنبھالتا رہ گیا عمرو باہر گوشے کے جاکر دوسرے خدمتگار کے کپڑے پہن کر
اور اُسی کی ایسی صورت بنکر خیمے مین آیا مصور باتین صرصر سے کر رہا تھا اسکا کچھ خیال نکیا
یہ پھر آکر رومال جھلنے لگا اس مین صرصر نے کہا کہ حضور مقرر دوبارہ عمرو چکمہ دیجائے گا آپ
دیکھتے ہین کہ کیا کیا سوانگ بناتا ہے مصور بولا کہ کیا مجال جو اب آسکے عمرو جو سر پر کھڑا
تھا ایک دھول مار کر بولا کہ کیون بے بھول گیا جوتیان کھانا صرصر نے کہا حضور بچیے گا وہ تو
سر پر کھڑا ہے عمرو نے گلیم چاہا اوڑھلون لیکن مصور نے اپنا جلد سحر کیا کہ عمرو کے دست و پا
بے حس و حرکت ہو گئے اُسنے گرفتار کر لیا صرصر نے کہا مبارک ہو مصور نے اپنا مالا موتیون
کا اُسکو انعام مین دیا مگر حال سُنیئے کہ برق اور قران بھی لشکر مین آئے تھے اُن مین سے
برق خدمتگار بنکر بارگاہ مین مصور کی آیا اور سب خیال گرفتاری عمرو رکھتے تھے
کسی نے اسکی جانب توجہ نکی جسوقت کہ مصور اُٹھ کر الگ خیمے مین گیا صورت نگار کو
بھی خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ مجمع مین عیار چلے آئین اور مجکو ستائین یہ سوچکر حکم دیا کہ دربار
برخاست ہو سب چلے جائین کوئی یہان نہ ٹھہرے اور عمرو کو زندان مین بھیجا کہ مظلم سے کہا کہ

تم حفاظت اسکی کرنا غرضکہ بارگاہ مین کوئی نہ رہا صرف برق ٹھہرا رہا جب صورت نگار نے
اُسکو دیکھا کہا تو کیون ٹھہرا رہا برق نے کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہی اسنے کہا جلد کہہ اور باہر جا برق
دوڑکر قریب آیا اور ہاتھ مین بیہوشی خوب بھر رکھی تھی ایک تھپڑ منہ پر مارا کہ صورت نگار
بیہوش ہوکر گری اِسنے وہین بیٹھکر کپڑے اُسکے اتارے اور صورت اُسکی ایسی بنا اُسکو قنات
مین لپیٹ کر کھڑا کر دیا اور آپ چلا کہ مصور کو جاکر پکڑلون جب باہر بارگاہ کے نکلا غلغلہ
سنکر وسکے گرفتار ہونے کا سنا دل سے کہا یک نشد دو شد بہار تو قید تھی ہی اُستاد بھی پھنسے
خیر چلو تو دیکھو کہ کیا ہوتا ہی اسی طرح در خیمہ پر آیا وہان صرصر موجود تھی یہ سمجھا کہ اگر آنکھ سے
آنکھ مل گئی تو صرصر مجھے پہچان لیگی یہ سوچکر آنکھ پر ہاتھ رکھکر کراہ کی کہکر بیٹھ گیا کہ ہای میری
آنکھ مین کچھ پڑ گیا مصور دوڑکر قریب آیا گود مین اُٹھاکر مسند پر لاکر بٹھایا کہا صاحب دیکھون
تو کہ کیا پڑ گیا کٹورے مین پانی لبریز بھر کر منگاؤ کہ اُس مین آنکھ کھولین جو کچھ ہو گا نکل جائیگا
صرصر پانی لینے دوڑی مگر سوچی کہ ایسا نہو کہ صورت نگار مین کچھ فتور ہو گیا اب ایسا
کچھ آنکھ مین پڑا ہی کہ آنکھ کیسی منہ تک نہین کھولتی یہ سوچکر چاہتی تھی کہ بڑھکر مصور سے
کہے کہ آپ سمجھ سنکے دریافت کیجیے یہ آپکی بی بی نہین ہی ہنوز لب ہلنے نہ پائے تھے کہ پشت پر
سے حلقے کمند کے پڑے یہ اُلجھکر گری قران چوبدار بنکر اس فکر مین ہمراہ صورت نگار کے
داخل خیمہ ہوا تھا کہ حیلہ کر مصور کے ایک فندا لگاؤن اُس وقت صورت نگار کو گرتے
دیکھکر سمجھ گیا کہ برق عیار ہی تامل پذیر ہوا کہ اسکی عیاری دیکھلو اسی تماشے مین تھا کہ صرصر
جو آگے بڑھی سمجھا کہ یہ پردہ فاش کریگی بس کمند مارکر اُسکو گرایا صرصر چیخی کہ حضور دوڑیے
قران کو وہین اُٹھاکر باہر خیمے کے لے گیا صرصر نے لشکریون سے کہا ارے مجکو چھڑاؤ
جو قریب آیا قران نے پکارکر کہا جو اس مقدمہ مین بولیگا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ
عیار ہی جو عمرو اور بہار کو بصورت صرصر چھڑانے آیا تھا اسکے فقرے پر نگاہ نہ کرو حضور
نے گرفتار کرکے مجھے دیا ہی کہ سر اسکا کاٹون لشکری سمجھے کہ بیشک یہ سچا ہے سب کنارے
ہوگئے ادھر مصور اُٹھکر چاہتا تھا کہ دوڑے برق نے دامن پکڑلیا کہا واہ واہ صاحب
تمھین تو عیاری بھی بڑی پیاری ہوئی جو مجھکو اکیلا چھوڑکر چلے دوسرے یہ کہ مقدمہ عیار کا ہی
ہر بار زک اُٹھاتے ہو اور پھر وہی کرتے ہو کوئی لہذا کسی دن پھنس جائیگا جب راضی
ہوگئے عیار عیارہ کو دیکھو یہ کہ پکڑلے گیا آپس مین لڑی ہوئی کہ ہم تمکو پکڑینگے

جو چھٹا اسکے پیچھے آئیگا اُسکو دوسرا عیار مار ڈالیگا اسوقت کوئی تمہاری فکر مین لگا ہوگا
سے جاکر دیکھو تو جان پر بنجاتی ہے یا نہین مصور یہ تقریر سنکر تاڑ گیا کہ ڈرکے بیٹھ گیا ادھر قران
نے جنگل مین صرصر کو نہ پاکر کہا اُستانی اب تم سب تنہا چل نکلی ہو کیون اکیلے مین مصور پاس
کیون بھیجی تھین ہو شہر جاکر ناک کان کاٹ ڈالون صرصر لگی کوسنے کہ تیری استانی غارت ہو موے
قزاکی مار تجھ پر کیا فرق جتاتا ہے تیرے استاد کا مردا سکی لاش گھسیٹا پھرتی جائے قران
نے کوسنا سنکر ٹھہر نہ سکتا بیہوشی کا ٹل دیا کہ یہ بیہوش ہو گئی ایک غار مین اسکو ڈال کر آپ پھر
لشکر مصور مین آکر ٹھہرا اس طرف برق نے مصور سے کہا یہان عیاریان ہوتی ہین لاؤ
عمرو اور بہار کو میرے حوالے کرو اپاس شاہ جادوان کے لے جاؤن مصور اس کے
کہنے سے خوفناک ہوکر ٹھہرا ہوا اس تقریر کو سنکر گویا ہوا کہ مین تمہین بلا مین پھنساؤن
عیارون کے ہاتھ سے قتل کراؤن تو قیدیون کو تمہارے سپرد کردون صورت نگار اس
انکار سے بگڑ گئی اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور مصور نے گلے سے لگایا کہ خفا کیون
ہوتی ہین اسنے کہا چلو ہٹو ہمکو غیر سمجھ کر قیدیون کے دینے مین کیا کیا حیلے اور بہانے کیے
اچھا تم جاؤ تمہارا کام جانے مین غیر ہون کیا مطلب یہ کہکر دامن جھٹک کر اٹھی مصور نے
اٹھ کر گود مین لیا اور کہا ناراض نہو تم مختار میری جان کی ہو قیدی کیا حقیقت رکھتے ہین
یہ باتین بناکر ونشیمہ پر آیا نازنین سے قید کو بہار کے منگایا عمرو تو موجود ہی تھا دونون
پر سے سحر اٹھایا دفع کرکے کہا لو اپنے سحر مین انہین گرفتار کرو صورت نگار اٹھ کر قریب
عمرو کے آئی اور ہار گلے سے اتار کر دونون کی گردن مین پہنایا تا بظاہر یہ معلوم ہو کہ اپنے
سحر مین مبتلا کیا مگر ہار پہناتے ہین چپکے سے کہا مین ہون برق میرے کہنے پر عمل کرنا کہ معلوم
ہو مصور یہ سحر ہے لوگ ہین غرضکہ ہار پہنا کر حکم کیا کہ اے مجرمو میرے ساتھ آؤ بموجب حکم دونون
ساتھ ہوے مصور نے کہا اے ملکہ تخت پر سوار ہوکر جاؤ باغ سیب تک پیدل تم سے جایا جائیگا
برق نے کہا مین باہر جاکر تخت پر سوار ہونگی لیکن قیدی میرے سر سے آپ دوڑتے چلے
آتے ہین یہ کہکر خیمہ کے جب باہر گیا بہار نے کہا اے برق میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے تئین
ظاہر کرکے ان بدکردارون کو سزا دون برق بولا کہ بسم اللہ بہار نے ایک ناریل سحر کا بارگاہ
مصور پر مارا کہ شعلہ پیدا ہوا اور بارگاہ جلنے لگی بہار نے نعرہ کیا غلغلہ ہوا ساحر دوڑے عمرو
نے بھی جال مار کر لوٹنا شروع کیا برق بھی نعرہ کرکے خنجر کھینچکر لڑنے لگا مصور خیمہ سے آ

نکل آیا ایک جانب منظلم و وزرا بہار نے جب یورش زیادہ دیکھا سہم کر دستک دی اور پکاری
کہ اے بہار آمد دفعتاً سب کی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو دیکھا عجب عالم نظر آیا کہ ایک میدان ہے
چار دیواری بلور کی سراسر نور کی کھچی ہے اندر اسکے چمنستان سبز و شاداب گل و بار سے لدے
ہیں اپنی تازگی اور نزہت سے روبرو شاخ حسرت و دیدۂ روضۂ ارم میں ڈالتے ہیں لالہ زار
اور انہار بوستان جنت نشان خورنق کے دل پر داغ حیرت دیتے ہیں درخت تمام
گلہائے زنگار رنگ سے چادر طاؤس ہیں اور پھول اپنی زرنگاری سے فروغ بخش تاج کاؤس نظم

بلبل سر شاخ شجر پر تھی — آنکھ آتش گل سے سینکتی تھی
کویل نہیں اس گھڑی تھی کوکی — آواز تھی قدس سدرہ کی
اودی اودی گھٹائیں آئیں — ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آئیں
مانند سپہ شکست بادل امڈ کے — جس طرح سے عشاق کو دل امڈ کے
سبزہ جوبن دکھا رہا تھا — جو کھیت تھا لہلہا رہا تھا

ہوائے سرو کے جھونکے تمام لشکریوں کو لگے دیوانہ وار اسی بوستان سحر کی سمت چلے جب
اندر آئے اس رشک گلزار ہر ایک بہار کو ہزاران ناز و انداز کھڑے دیکھا کہ زلف رشک سنبل
رخسار پر لہرا رہی ہے یا مصحف عارض پر نقاش قدرت نے جدول کھینچی ہے دوپٹے کی گاتی بندھی
ہے جوبن ابھرا ہے نیا انداز سراپا ہے جو اعضا ہے وہ نزاکت بھرا ہے کہ نظم

جوبن کا ابھار سینہ پر تھا — پھل نخل مراد میں لگا تھا
روشن تھے گلاس یا کنول تھے — پھولے دریا میں دو کنول تھے
دو لعل تھے یا کہ دانہ گون درج — یا قلعۂ رنگ و حسن کے برج
اسپر جو پڑی نگاہ اک بار — بیہوش ہوا ہر ایک ہشیار
رنگ رخ لالہ گون ہوا زرد — دل بیٹھ گیا مگر اٹھا درد
دل زلف کے پیچ و خم میں اٹکا — شانے پہ شانہ بن کے لٹکا

مصور اور منظلم وغیرہ ہنستا بیان کرتے منت کنان ہمت اس غارتگر جان کے چلے کہ ہنگامہ
جو ہوا حیرت بھی سوار ہو کر لشکر مصور میں آئی بہار کو باغ و بہار کے سیر کرنے میں مصروف
دیکھ کر سیدھی پاس شاہ جادوان کے باغ سیب میں گئی اور پکاری کہ فریاد از دست عیاران
فریاد شاہ طلسم نے پاس بٹھا کر سب ماجرا سنا اور پرواز کر کے چلا اسوقت آکر پہنچا کہ مصور کو

وغیرہ قریب بہار پہونچ کر منت کر رہے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب جادو
نعرہ سنکر بہار سمجھی کہ اب بڑا فتنا دہ ہوگا لازم ہے کہ ٹل جاؤں یہ سوچ کر سحر کرکے زمین میں غوطہ
ہوگئی اور عیار جو لوٹ رہے تھے بھاگ گئے لیکن مصور وغیرہ بہار کے غائب ہونے سے
گریبان چاک کرکے شعر عاشقانہ پڑھتے جنگل کی جانب چلے تھے کہ افراسیاب آکر گرا اور زمین
میں واپس کرے گا جب بلند ہوا کچھ سحر پڑھا کہ باغ بہار کا لگایا ہوا غائب ہوگیا لیکن بہار
جو زمین میں مثل گنج و زر کے نہاں ہوئی تھی قریب اپنے لشکر کے جا کر نکلی اور اثر اسکا بگڑا
اپنا سحر چھوڑ کر جو گئی تھی تو سحر کار دیگر چھٹی گئی تھی کہ جو کوئی اسکو دفع کرے تو میں بیہوش
ہو دن حاصل یہ کہ جب بارگاہ میں پہونچی سرداروں نے تعظیم دی خوشی کی کرسی پر
جلوہ گر ہوئی جلسہ عشرت کا سامان مہیا ہوا عیار بھی سب آکر جمع ہوئے مسرت و سرور کے
ساتھ بیٹھے ادھر شاہ طلسم شب سحر دفع کر گیا ہر ایک کو ہوش آیا لشکر نے قرار پکڑا اور مصور
کو شاہ طلسم باغ سیب میں لایا کتاب سامری دیکھ کر کہا کہ اے مرشد زادے بی بی آپکی بارگاہ
میں قنات سے لپٹی کھڑی ہے اور صرصر بیہوش غار میں پڑی ہے یہ کہہ کر ایک پنجہ سحر کا بھیجا
کہ صرصر کو وہ جا کر اٹھا لایا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ اسنے جا کر صورت نگار کو قنات سے
نکال کر ہوشیار کرکے کہا آپکے شوہر باغ سیب میں ہیں یہ سنکر اسنے بھی تبدیل لباس کر
راستہ باغ کا لیا جب یہ انتظام ہو چکا شاہ طلسم نے کہا اے شہنشاہ عمرو کو جیسا سنا تھا ویسا
ہی پایا افراسیاب بولا کہ اب دو چار دن میں پیدا ہوگا سب ہیکڑی نکل جائیگی مصور نے
کہا میرے تن بدن میں آگ لگی ہے شعلے اٹھتے ہیں جی چاہتا ہے کہ اپنی جان اور ان [illegible]
کی جان ایک کر دوں افراسیاب گویا ہوا کہ چند روز اور تامل کیجیے کاہے کو تصدیع فرماتے
طرفین کے ساحر مارے جائینگے کچھ فائدہ نہ ہوگا مصور نے کہا چاہیے جان جائے پر
میں تو جا کر ایک بار اور لڑتا ہوں ہر چند کہ تصویریں جو بنائی تھیں وہ گئی گذریں لیکن
میرے سحر کی انتہا نہیں ہے نبیرہ سامری ہوں یہ جنگ بھی یادگار رہیگی یہ کہکر اٹھا شاہ جادوان
ہر چند مانع ہوا مگر اسنے نہ مانا اور سر طلسم اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا شاہ طلسم نے
کہا اے حیرت تم نہ جاؤ اس جنگ سے کچھ نتیجہ بہتر نہ ہوگا مرشد زادے تو بزرگ ہیں انہیں
میں نہیں روک سکتا حیرت اسکے کہنے سے ٹھہری اور مصور جب داخل لشکر ہوا صرصر
بھی اسکے ساتھ آئی تھی فکر عیاری میں سمت صحرا چلی گئی لیکن مصور دن بھر ترتیب لشکر میں

مصروف رہا جس وقت مصور آفرینش نے تصویر پرتنویر بادشاہ شب افروز کو سطح چرخ پر کھینچا اور منشی بدائع طراز قدرت نے فقرے نور کے اسطار عقد ثریا و کہکشاں میں تحریر کیے نظم

لباس فلک میں ستارے ٹنکے — نظر آئے انجم چمکتے ہوئے
قباے سبز تھی چرخ کی نور تیز — چمک ٹوٹنے سے تھی تاروں کی تیز

مصور نے نفیر سحر کو دم دیا طبل جنگ لشکر میں بجا طائر سحر کے خبر لیکر خدمت مہا میں آکر مراسم عجز و انکسار بصد عظمت و حرمت بجا لا کر عرض پیرا ہوئے کہ نظم

چو راے خسرو دہ دان دگر بستی — بیک تدبیر صد لشکر شکستی
چو کار مملکت را نظم دادی — بیک ناتوب اقلیمی کشادی

مصور نے جیسا پھر آمادہ مرگ ہوا ہی طبل جنگ بجوا کر ملازمان حضور سے لڑنا چاہتا ہی بہار نے بھی طبل جنگ بجوایا لشکر میں جانبین کے تیاری شروع ہوئی پھر وہی ہنگامہ شور و شر برپا ہوا رات بھر ساحر سحر جگایا کیے بہادر ہتھیار سان پر لگایا کیے گلو اسیروں محمد اسیری سنوار رہی اسلحہ کی بابند جھنکار رہی جس وقت گریبان سحر میں تکمہ زرنگار شعاع پالہ مہر کا ٹنکا اور گوئے خورشید پیشہ نقش نسیم صبح نے بدستیاری سوزن دم سحر سیا کہ بموجب نظم

تجلی خور جب زرافشاں ہوئی — جہاں نے قبا پہنی پھر دھوپ چھاؤں کی
لگے ہیں فلک کے خط مہر سے — چمکتے ہوئے تار زرتار سے

بہار بکر و فر سوار ہو کر مع لشکر نصرت اثر عازم دشت وغا ہوئی وہ نسیم سحر کا فر فر چلنا اور صحرا میں گلہاے خودرو کی بہار بہادروں کا ہتھیاروں میں جادوگروں پر ہزار طرح کا جوبن طاؤسان سحر کا شور رہا جون کا غل لاکھوں طرح کا تجمل گھٹا کا اٹھنا بادل کا فوجوں کے انڈنا نقیبوں کا کوئل کی طرح کوکنا رن کے کھیت کا سرسبز ہونا عجب طرح کا سامان تھا جان کے جانے کا سب کو خوف ہراں تھا غرضکہ جب میدان مصاف میں پہنچے اس طرف سے مصور وغیرہ با فوج بیکراں آئے پلٹن اور رسالوں میں پرے جمگئے میدان آئینہ سان صاف و شفاف ہوا بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارنے بہادروں کو پکارے کہ جوانو ہمدم گردن و تیغ کی لاگ ہی آتش خشم و غضب بھڑکی ہی جو نہیں بجھتی یہ وہی آگ ہی آج سر کٹانے سے ہاتھ ہی شجاعت اور بہادری کا چولی دامن کا ساتھ ہی یہ کہکر کنارے ہوئے مصور سامنے آکر پکارا کہ ای بہار تجھے بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ساحری کا لوہا تجھ سے آکر مقابلہ کرے بہار نے

پکار کر جواب دیا کہ اگر سامری خود ہمسے لڑنے آتا تو اُس سے بھی راہ دار البوار دکھاتے
جب تک دم میں دم رہتا لڑے جاتے اسے بے حیا تجھے شرم نہیں آتی کہ سردار ہمارے لشکر
کا نہیں ہے اور تو بے سردار کی فوج پر چڑھ کر آیا ہے یہ کلمات سنکر مصور نے پکارا کہ اے منظلم
حملہ کر بہار نے بھی اپنے ساحروں کو للکارا کہ ہاں قتل و غارت آغاز کرو یہ سنکر تو ایک ساحر ادھر
کا نکلا اُدھر سے منظلم آیا دونوں میں تاریخ و ترنج چلنے لگا کچھ دیر تک رد و بدل رہی آخر
منظلم غالب آیا ساحر بہار کی طرف کا مارا گیا اور اسی طرح چند ساحر بہار کے زخمی ہوکر بعضے
جان سے مارے گئے اُسوقت نافرمان نے بڑھ کر ایک ناریل مارا کہ منظلم اژدہے پر سے اُتر کر
علحدہ ہوا ناریل اژدہے پر پڑا کہ وہ جل گیا منظلم ترسول لیکر نافرمان پر آیا چاہین جا لگین
اُسنے دریا آگ کا پیدا کیا تو اسنے پانی برسا کر بجھا دیا اُسنے سانپ ظاہر کیے تو اسنے طاؤس
بلائے کہ وہ سانپوں کو کھا گئے یہ کیفیت جو مصور نے دیکھی فوج کے سرداروں کو للکارا
کہ گھیر کر ان چند باغیوں کو قتل کرو اور آپ شیر آتشین اُڑا کر فوج پر بہار کی جا گرا دونوں
لشکر باہم مل گئے تلوار سحر کی چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی

ہوئی یہ کشمکش لشکر میں آخر	قیامت سے ہوئے آثار ظاہر

کہیں بجلی گر رہی تھی کہیں رعد کا شور تھا کسی جا شعلے بلند تھے کہیں پتھر کا مینہ برستا تھا کہیں
دریا ظاہر ہو کر طوفان خیز تھا کہیں ابر سیاہ شرر ریز تھا کہیں مار و عقرب باہم گتھے تھے
کہیں گینڈے و فیل سر جوڑے تھے ساحروں کے سر پر غل مچاتے تھے اندھیر
کبھی خاک برستی تھی کبھی برف باری تھی مصور از بسکہ نبیرہ سامری کا ہو غضب اسنے دیکھا کہ لشکر
حریف غالب آیا چاہتا ہے فوراً شیر پر سے کود کر زمین پر آیا اور زمین پر دو ہتڑ مار کر پکارا
کہ اب کوئی نام لیوا سامری کا شاید باقی نہیں رہا جو اُسکے پوتے کی آکر مدد کرے یہ نعرہ
کرتے ہی زمین کشادہ ہوئی اور بالشت بالشت برابر کے پتلے ہزارہا شکل کے مجسم بصورت
انسان ہوکے ہاتھوں میں آئینے لیے تھے دوڑ کر ہر ایک لشکری بہار کے سامنے آگئے اور
وہ آئینے سب کو دکھائے آئینوں میں تصویریں جڑی تھیں وہ بیکار ہاسے بے جان قہقہہ
مار کر ہنسیں ہنسنے وہ شبیہیں دیکھیں دیوانہ ہو کر اپنے لشکر کو آپ قتل کرنے لگا شور رستخیز برپا
ہوا بہار نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ گھٹا گھر آئی مینہ میں بوندیاں پڑنے لگیں جسکے سبب
پتلوں میں سے لو نکلی جل گیا مگر پتلے ہزاروں ہیں اور تصویریں دیکھا کیے تھے لشکر بہار کا

مسحور ہوا تھا پاؤں لشکریوں کے اُٹھ گئے اور فوج نے مصور کی سپریں بزور سحر پیرآڑ کیں تاکہ پانی
سحر کا پھر نہ پڑے اور مصور تیغہ آتشیں پکڑ کر آگرا لاشوں کے انبار لگانے لگا لیکن بہار نے
پائے ثبات گاڑ دیے پتلوں کو جلانا شروع کیا اُسوقت مشکل سخت یہ تھی کہ اپنی فوج جو دیوانی
ہو گئی تھی وہ تو قتل کرتی تھی اور اوسکو لشکریان بہار جو مسحور نہوئے تھے ہلاک کرتے تھے
اور وہ پتلے جدا آفت برپا کر رہے تھے صرف بہار کے پانی برسانے سے ساحران نامی کے
ہوئے تھے باقی لشکر سراسیمہ و بدحواس تھا آفت برس رہی تھی لاش پر لاش گرتی تھی غضب
تھا کہ شکست فاش ہو سردار تھے ہٹے آتے تھے زخموں میں چور تھے قریب بارگاہ پڑاؤ تک
ہٹ آئے تھے وہ مقام بھی چھوٹا چاہتا تھا یہ حال دیکھ کر عیار پہاڑ سے اُترے اور دوڑ کر بہار
کے پاس آئے عرض کیا کہ اے ملکہ اب موقع ٹھہرنے کا نہیں ہے آپ بھی نکل چلیے بہار نے
کہا سارا لشکر مسحور ہے میرے بھاگنے سے یہ سب قتل ہو جائیں گے پس سرداری کے خلاف
ہے جو اپنی جان بچائے اور فوج کو قتل کرائے کہ بیت

نباشد اندر دیار تو کس	کہ آسایش خویش خواہی و بس

عیاروں نے کہا سلامتی بادشاہ کی ہر حال میں چاہیے کہ سلامتی ملک و مال کی اسی کے دم
سے وابستہ ہے بمقتضائے بیت

چاکران کم اگر شوند چہ غم	از سر شہ مباد موئے کم

بہار نے کہا میں بادشاہ نہیں ہوں او کیا بیکار ہے میں نہ بھاگوں گی اُسوقت تو عیار
ناچار ہوئے اور قران نے کہا میں مصور کو پکڑے لیے جاتا ہوں برق نے کہا میں جا کر سر قلم
کر لیتا ہوں عمرو نے کہا جو میں کروں گا وہ آپ پر ظاہر ہو جائے گا یہ کہکر چاہتے تھے کہ
جائیں بہار نے کہا خواجہ ایک لمحہ بھر تامل فرمائیے میں مطیع اسلام ہوں جیسا مصور نے
سامری کو پکار کر پتلے بلائے میں بھی دعا کر کے اپنے خدا کو پکارتی ہوں وہ میری مدد غیب سے
بھیجے گا عمرو اس کہنے سے ٹھہر گیا اور بہار نے تاج اوتار کر محتاج ہو کر درگاہ بے نیاز لمن الملک
الواحد القہار ہو کر بخضوع و خشوع تمام بارادت و صداقت رجوع قلب سے نالہ و استغاثہ کیا کہ
اے جبار و قہار عزت بخش ذلیل و ذلت دہ جلیل قادر و توانا ہمیں اس بلا کو دفع کر اور
دشمن کو ہمارے مغلوب فرما خداوندا ہمارے جرم و عصیان سے درگذر کر کے ہم پر رحم کر اور
بمصداق وانصرنا علی القوم الکافرین ہمکو فتح دے کہ نظم

عقوبت مکن عذر خواہ آمدم — بدرگاہ تو روسیاہ آمدم
سرے را کہ بر سر نہادی کلاہ — مینداز در پائے ہر خاک راہ

اب انکو تو مصروف دعا چھوڑیئے شمہ حال مہرخ سحر چشم سنئیے کہ جب طاؤس پر بیٹھکر ہمراہ زن سحر روانہ ہوئی طاؤس اُسکو لیے ہوئے ایک دشت طلسمی مین لایا کہ جو درخت وہان تھا قدرت چمن بند عالم ظاہر کرتا تھا باغبان ازل کی صنعت دکھاتا تھا زمین وہان کی فرط صفا اور نور سے رخسار شاہدان کو شرماتی تھی اور نسیم مشکبار مشام جان عالمیان کو معنبر اور معطر فرماتی تھی اشجار ہر رنگ جوان بختان دہر بار اثمار سے پیرون کی طرح جھکے تھے میوے فرط حلاوت اور شیرینی و لطافت سے ٹپکے پڑتے تھے مگر کسی پھول سے چہرہ پریزاد کا نکلا ہوا قہقہے لگا رہا تھا کسی پھل سے مار سیہ کچھڑیا دکھیے لہرا رہا تھا درختون کے نیچے جانور آکر لوٹتے تھے اور زنان حسینہ و جمیلہ بنکر رقص کرتے اور گاتے تھے پانی برس رہا تھا ہر شاخ شجر مین جھولا پڑا تھا قطرہ کسی کے جسم پر نہ پڑتا تھا نہ جھولنے والا کوئی نظر آتا تھا مگر راگ اور ملار گانے کی صدا آتی تھی دل کو محو اور بیقرار کرتی تھی مثنوی

اب اُس باغ کا وصف لکھون مین کیا — ہر اک گل جہان ہو طلسمات کا
لب چشمہ ایسا ہی سبزہ ہرا — زمرد سے بھی لاکھ درجے کھرا
عیان گرد اوس کے شجر سایہ دار — ہر اک نخل پر تھی چمن کی بہار
تر و تازہ و سرد تھا اس قدر — رکھے پاؤن اُسپر جو کوئی بشر
اثر یہ برودت کا ہو آشکار — دماغ اُسکا ہوجائے سرد ایکبار
بہت طائر اُس جا پرے کے پرے — پر و بال تھے جنکے ہر رنگ کے
ہر اک جفت تھا سرخ و سبز و زرد — نگر تھا ہر اک رنگ شوخی مین فرد
ہزارون طرح کے تھے نقش و نگار — طلسمات کا رنگ تھا آشکار
غرض اُتری مہرخ وہان شاد شاد — چلی اک طرف کو خجستہ نہاد
زمین طے ہوئی جب طلسمات کی — زن سحر نے ہنس کے یہ بات کی
طلسمات کی حد ہوئی اب تمام — سکے اب جا خدا حافظ اے نیکنام
گلے مل کے آپس مین با دیدہ تر — وہ غائب ہوئی یہ لگی راہ پر
ہوئی جب یہ آگے کو وان سے رواں — تو اک قصر عالی ملا ناگہان

بلندی میں اُسکی گردن کیا بیان	زمین پر وہ تھا دوسرا آسمان
وہاں اک دریچہ دکھائی دیا	دریچہ وہ تھا قصر فردوس کا
دریچے پہ تھی ایک چلمن پڑی	کہ ہر تیلی اُس کی زمرد کی تھی

ہزارہا ساحر نیچے اُس کاخ عالی شان کے جمع تھے کوئی اژدر پیکر تھا تو کسی کے دس سر ایک جا
تھے شکلیں کالی کالی صورتیں نرالی سامری سامری جپ رہے تھے چلمن سے شرر ٹپکتے تھے
ستاروں کی طرح ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے تھے قصر کے اندر سے گھنٹے ہزارہا ایکبار بجتے تھے ساحر ہمہ دم
ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر سجدے میں گرتے تھے مہرخ نے بھی ایک جانب کو جا کر آگ سی
سلگائی اور جتنے سحر کہ یاد رکھتی تھی جو منتر کہ حفظ تھے سب کو پڑھ گئی تکایک صدا آئی کہ جا ہم
کل سحر تیرے قبضے میں رہے اُسنے جب یہ صدا سُنی سات بوٹیاں اپنے جسم سے کاٹ کر
پکاری کہ یا سامری تمہارا بھوگ دیتی ہوں فورًا ایک تڑاقا ہوا بوٹیاں ہاتھ سے اُچھل کر
زمین پر گریں اور غائب ہو گئیں اور جو کچھ لہو تن سے نکل کر بہا وہ بھی زمین نے پی لیا
پھر آواز آئی کہ افسوس ہے اگر تو پچھلی نہ ہوتی اور ساتھ مسلمانوں کا نہ دیتی تو ہم تجکو اپنے روبرو
بلاتے جلوہ قدرت دکھاتے اچھا ہمارے نام کا چلہ کھینچ اور اسی صحرائے طلسم میں جا کر
مقیم ہو جو مانگے گی ملے گا ہرچند کہ ہمارا مقام خدائی اور ہے لیکن اس جگہ جو ہمارا نام لے کر
پکارتا ہے ہم اُسکو مراد دیتے ہیں اسی وجہ سے ہمارے بندوں نے یہاں آنا آغاز کیا ہے
اس صحرا کا نام سامری بن رکھا ہے ہمارے نزدیک سب بندے برابر ہیں کیا افراسیاب
اور کیا مسعود یہاں اتنا فرق ہے کہ وہ لوگ سات دریا طلسم کے سات پہاڑ سات جنگل
طے کرکے ہماری قبر پر آتے ہیں اور ہمارے خاص بندے ہیں اور تم لوگ وہاں نہیں جا سکتے
اس لیے ہم یہاں تجکو بلا کر اپنی عنایت ظاہر کرتے ہیں مہرخ اسی غرض سے آج تک
مسلمان نہ ہوئی تھی کہ سحر کرنے میں کو پرستش کرنا ہو گا اسوقت اس کلمات سے
ہرچند کہ دل نہ مانتا تھا اور نہایت درجہ کراہت آئی مگر مطلب فوت ہوتا تھا بنا بر مصلحت
سجدہ کیا ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر پکاری کہ یا خداوند مجھے شاہ جادوان پر غالب کر
صدا آئی کہ یہ نہ ہوگا اور کچھ مانگ اُسنے کہا اگر غالب نہ آؤں تو مغلوب بھی نہوں آواز آئی کہ
یہ بھی نہ ہوگا لیکن اگر تو چلہ کھینچ کر پورا کرے تو اتنا ہوگا کہ ہر ایک ساحر علاوہ شاہ طلسم کے
تجھ پر غالب نہ آسکیگا وجہ بادشاہ طلسم تک سے تجکو برابری رہیگی یہ سُنکر مہرخ صحرائے طلسم

میں آکر چلہ کش ہوئی پوجا کرتی رہی جب چلہ پورا ہوا صدا آئی کہ جلد جا تیرے لشکر کو مہر کے پوتے
نے برباد کر رکھا ہے کچھ پھول یہاں سے چنتی ہوئی لے کر جا اور طلسمی پتلوں سے لشکر کو اپنے
بچا ناگہ مہرخ نے یہ صدا سنکر پھول چن کر سحر کی جھولی میں بھرے اور دستک دی کہ آندھی
آئی ابر زرد رنگ پیدا ہو کر زمین پر اترا اُس ابر پر بیٹھ کر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئی
اور اُسوقت آکر پہونچی کہ بہار دعا میں مصروف تھی اور ہنوز دعا تمام نہوئی تھی کہ ابر زرد
سمت فلک نمایاں ہوا اور نعرے کی صدا آئی کہ منم ملکہ مہرخ سحر چشم لشکریوں نے اپنی
مالکہ کو دیکھ کر خوشی کی مہرخ نے پھول باغ سامری کے لشکر مصور پر کھینچ مارے دفعتاً ایسی
آندھی آئی کہ جہان سیاہ ہو گیا اور لگے ابر سرخ و زرد کے لشکر حریف پر آکر چھا گئے ایک طرف
کے ابر سے پیکان تیر اور دوسری سمت سے پتھر گران وزن برسنے لگے مہرخ نے ابر اپنا
زمین پر اوتار کر نعرہ کیا کہ اسے بے حیا آئینہ دار جادو یہ تحفہ باغ سامری آکر لے اور پھول
پھینک کر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سارا جسم اُسکا آئینے کی طرح
چمکتا تھا اور وہ پھول اُسنے اُٹھا کر سونگھے اُسی وقت جسم میں آگ لگی اور جل کر خاک ہو گیا
صدا آئی مارا آئینہ دار کو بس اُسکے جلتے ہی وہ پتلے ہی جو آئینے لشکر بہار کو دکھاتے پھرتے
تھے سب جل گئے اور لشکری جو دیوانے ہو کر اپنے لشکر سے لڑ رہے تھے ہوش میں آکر حملہ آور
فوج عدو پر ہوئے ادھر سے تو فوج نے حملہ کیا اور اِس طرف سنگ و پیکان برس رہے
تھے لشکر مصور بہت کام آیا ہزاروں ساحر مارے گئے عارض شاہد ارض کو گلگونہ خون
جوانان صف شکن ملا اور ہاتھ عروس مرگ کو جان دیکر حنا آلود کیا تلوار صاعقہ بار مہرخ
نے خرمن جان عدو میں آگ لگا دی خلاصہ یہ کہ ساری فوج بھگا دی نظم

برق آسا جدھر گئی مہرخ	ڈھیر کشتوں کے کر گئی مہرخ
دامن دشت خون سے لال کیا	جب کہ چھیدی سحر سے حلال کیا
خون دشمن کا لے کے گلگونا	عارض شاہد زمین کو رنگا
تاب آئی نہ فوج دشمن کو	بھاگے ناچار چھوڑ کر رن کو

مصور تیر اور پتھر جو برس رہے تھے ہر چند رد سحر پڑھا مگر یہ سحر دفع نہو سکا آخر سمجھا کہ کوئی
تیر یا پتھر مجھپر بھی پڑ جائے گا تو خاتمہ ہو جائے گا یہ جان کر زمین میں سما گیا اور بہت دور جا کر
نکلا مگر فوج کو شکست ہو چکی تھی صورت نگار بھی بھاگ گئی تھی مصور نے طبل امان بجوایا

اُسوقت فرخ نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ لکہ ہائے ابر غائب ہوگئے پیکان او رتیر برسنا موقوف
ہوئے طبل بازگشت بجوا کر معاودت فرما ہوئی لیکن مُنظلم نے جب فرخ کو فتحیاب دیکھا تو
ایک ساحر ملازم بہار کو عین جنگ میں گرفتار کرکے صحرا میں لے گیا اور وہاں اوسکو قتل
کرکے لباس اُسکا لے کر بزور سحر اُسی کی ایسی صورت بنا اور جب فرخ لشکر سے کر پھری یہ
بھی ساتھ آیا فرخ نے تخت شاہی پر جلوس کیا سب نے نذریں دیں محفل انبساط آراستہ
ہوئی سردار پایہ بپایہ بیٹھے لشکر نے کمر کھولی اودھر مصور جو پھر کر داخل بارگاہ ہوا سب
سردار آئے مگر مُنظلم نہ آیا اُسنے تلاش کرایا معلوم ہوا کہ لشکر میں نہیں ہے پس یقین ہوا کہ مارا
گیا رنج و افسوس کرکے خاموش ہو رہا لیکن مُنظلم اِس فکر میں یہاں ٹھہر رہا کہ بن پڑے
تو سر فرخ یا بہار کا کاٹ کرلے جاؤں یا عمرو کو آزار پہنچاؤں خلاصہ کلام جب فرخ
مصروف عیش و انشاط ہوئی عیار بھی بارگاہ میں ملاقات کو آئے مُنظلم دربار گاہ پر کھڑا
تھا اتفاق سے برق عیار جو بارگاہ میں آنے لگا مُنظلم سوچا کہ عمرو عیار زبردست ہے
شاید ہاتھ نہ آئے تو اِسی کو لے چل یہ سوچکر برق کو پیچھے میں داب کر اوڑا برق نے غل مچایا
کہ دوڑو مجھے ساحر لیے جاتا ہے مُنظلم نے سحر کیا کہ برق کی زبان بند ہوگئی مگر دو ایک نے
غل مچانے سُنا تھا اُنھوں نے جاکر عمرو کو اِس حال کی اطلاع دی عمرو نے ضرغام سے
کہا ذرا خبر تو لاؤ کہ کیا ماجرا ہے وہ روانہ ہوا لیکن مُنظلم بارگاہ مصور میں برق کو لایا وہ
اُسکے زندہ آنے سے بہت خوش ہوا اور صورت نگار نے کہا یہی ہوا مجکو قنات میں
لپیٹ گیا تھا لاؤ اِسکو مجکو دو کہ قتل کروں مصور نے کہا تم عیاروں کے مقدمہ میں دخل
نہ دو میں خود قتل کروں گا مُنظلم نے کہا آپ توقف فرمائیے میں اِسکو لیجا کر قید کرتا ہوں
عمرو چھڑانے آئے گا اُسکو بھی گرفتار کروں گا مصور نے کہا اچھا لیجاؤ مگر بہت احتیاط
سے رکھنا یہ برق کو لے کر چلا مگر بصورت مبدل ضرغام جو خبر کو آیا تھا یہاں موجود تھا
اُسنے جاکر عمرو سے سارا ماجرا بیان کیا عمرو اُسی وقت چلا کہ برق کو جاکر چھڑاؤں اور
ساحر بنکر لشکر مصور میں آیا دیکھا کہ مُنظلم اوڑتا ہوا مع برق کے جاتا ہے عمرو بھی [illegible]
مخفی پیچھے پیچھے چلا مُنظلم ایک پہاڑ کے قریب آیا اور بزور سحر ایک خیمہ استادہ کرکے اندر
لے گیا اور برق کو چار میخ گاڑ کر کھینچا باندھ دیا عمرو نے یہ ماجرا پہاڑ پر سے چڑھ کر دیکھا
اور رو کر دعا کرنے لگا کہ پروردگار تو برق کو اِس ظالم کے ہاتھ سے نجات دی آخر محبت

کی وجہ سے تاب نہ آئی سہارے سے اتر کر خیمے کے اندر گیا مظلم نے پوچھا تو کون ہے عمرو نے کہا میں نے
آج ادھر خیمہ کھڑے دیکھا تھی تاب تھی حال دریافت کرنے چلا آیا مظلم اسکو گھورنے لگا عمرو
سمجھا کہ نگاہ سحر ڈال کر مجھکو پہچاننا چاہتا ہے یہ سمجھ کر خیمے سے نکل گیا کہ آپ خفا ہوتے ہیں میں جاتا
ہوں اور بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں سے دیکھا کہ مظلم کے گلے سلگا رہا ہے اور کہتا جاتا ہے
کہ ای عیار میں تیری بوٹیاں کاٹ کر بھونوں گا عمرو اسوقت بہت جلد ایک شکل ہیبت ناک
پر بنکے تیار ہوا کہ معلوم ہوتے تھے وس سر لگا کے بہت سے ہاتھ بنا لئے دیو جامہ پہن کر تاج یاقوت
احمر سر پر رکھا اور قریب خیمہ پہونچ کر کودا اور بیچ خیمے میں آ کر ٹھہرا نعرہ کیا منم ملک الموت خدا اور
لقا مظلم کھڑا ہوگیا اور کہا کہ یہاں تشریف لائے اسنے کہا خدا وند لقا نے بہر قبض روح تیری کے
مجھکو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ عیار کی قضا ابھی نہیں ہے جو اسکو قتل کرتا ہے تو اوس کی روح جا کر
قبض کر مظلم پیام اجل سنکر بد حواس ہوگیا کہا جو آپ فرمائیے وہ کروں عمرو نے کہا
کہ جلد اپنی مشکیں کھول دے کہ جب مجرم کے کھولنے کو فرشتے نے کہا اسکے دل میں شک
گذرا کہ کہیں یہ عیار نہو یہ سمجھ کر گھورنے لگا عمرو از بسکہ دیو جامہ پہنے تھا اور یہ ایسا جامہ ہے کہ
انبیا علیہم السلام میں انپر سحر موثر نہیں ہوتا ہے نگاہ سحر ڈالنے سے خود آنکھیں اسکی جانے لگیں
یقین تھا کہ حدقے سے باہر نکل پڑینگی اسوقت دل کو یقین ہوا کہ ملک الموت بیشک یہ ہے
جب تو اسقدر جلال آگیں ہے کہ نگاہ سحر جسم پر اثر نہیں کرتی بلکہ آنکھیں حدقہ چشم سے اسکے
پھوٹ جاتی ہیں تو عجب نہیں کہ گلا کر برق انگشت سے لگائے عمرو نے جب یہ خیال کیا کہ کوئی
زیادہ فقرے کرے تو بھی اسکو ہے سو چاہئے کہ منہ پھیر کر بیاض گردن پر اسی زور سے
لگایا کہ دھڑ سے سر کٹ کر دور گرا شور برپا ہوا کہ مارا مظلم کو خیمہ سحر غائب ہوگیا لاش اسکی
پڑی اوٹھا کر مصور پاس سے گئے عمرو نے برق کو ہمراہ کیا اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر لاش مر
اسکا بوندیں اڑاتے ہر چھے سامنے مصور کے آئے اور پکارے کہ عمرو نے اسکو قتل کیا
یہ سنتے ہی مصور رونے لگا آخر لاش آئین جمشیدی سے پھونک اٹھایا جب فراغت ہوئی
اسکے دادا کو نامہ لکھا کہ ای چلا و جادو بیٹا اور پوتا تمہارا ظالم و مظلم دونوں خدمت شاہ میں
درجہ شہادت پر پہنچے قضا قدر سے کیا چارہ ہے تمکو انکے مرنے کا بڑا رنج ہوا لازم ہے کہ تم بھی جلد
کوچ کر دو آگرہ یا ساحری کے لئے بہت جلد آئیے قاتلوں کو ہم قتل کرینگے اور تمہارے فرزندوں کا
انتقام شوق لینا ہے یہ لکھ کر ایک ساحر کو دیا کہ وہ جہاں مصور رہتا ہے اوس شہر میں لے گیا

واضح ہو کہ جلاد جادو ایک ساحر سابق میں قتل ہو چکا ہے مگر وہ ملازم شاہ طلسم تھا اور یہ جلاد
مہروار مصور ہے خلاصہ یہ کہ جب نامہ جلاد کو پہنچا مرگ فرزندان کا حال پڑھ کر آتش رنج سے
سینہ کباب ہو گیا اور شعلہ آہ جگر سے اٹھا اسی ہزار ساحر کا یہ افسر ہے انتظام ملک کے اپنے مصور
اسے چھوڑ آیا تھا اس لشکر کو اسنے نامہ پڑھتے ہی کوچ کرنے کا حکم دیا کوس سفر پر چوب پڑی
لشکر میں کمر بندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوئے بہادر مرکبوں پر بیٹھ کر چلنے پر تیار ہوئے
جھانجھیں بجنے لگیں قرنا کو دم ملا پیتل کی گھنٹیاں اس قدر بلند ہوئیں کہ پہنچی فلک سر پر
چھایا ہوا تھا ناقوس کی صدا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی غرضکہ بہت کروفر
جاہ و حشم سے جلاد اژدہے پر چڑھ کر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و مراحل لشکر مصور
میں پہنچا لشکر کو حکم اترنے کا دیا کہ سب خیمہ و خرگاہ استادہ کر کے اتر پڑے اور یہ بارگاہ میں آ کر
مصور کے قدم سے لپٹ کر خوب رویا کہ ہائے میرا سارا گھر تباہ ہو گیا افسوس میرے شیر [illegible]
ہلاکت میں جا کر مقیم ہوئے واسطے [illegible] میرے گھر کے چاند [illegible] مرگ میں گرفتار ہوئے
مصور نے اسکو بہت تسلی دی اور کہا صبر کرو اسنے کہا صبر تو کیا ہی ہے لیکن اب اجازت دیجیے
کہ لشکر حمزہ پر جا کر تہ و بالا کر دوں اور حمزہ کو اس طرح ماروں کہ دشمنوں کے حواس جاتے رہیں
مصور نے کہا لاکھ حمزہ سامری کے باغ میں سنا ہے کہ گئی تھی اور سحر [illegible] کچھ پھول وہاں
سے لے کر آئی ہے اسکا رو تجھ سے نہو سکے گا میں پوتا سامری کا ہوں اسکے سحر کا رو اپنے پاس
درست کر لوں تو مقابلہ کرنا اچھا اب جا کر خیمے میں آرام کرو اور یہ بتاؤ کہ کھانا میرے ساتھ
کھاؤ گے یا الگ نوش کرو گے جلاد نے عرض کی کہ فرط قلق سے غذا بالکل ترک ہو گئی ہے جو
کچھ نوش کیجیے گا اپنا اولش بھجوا دیجیے گا یہ کہکر اپنے خیمے میں آیا اور آرام پذیر ہوا ادھر طائر
سحر نے جا کر بعد دعا و ثنا شہنشاہی کے حمزہ سے سب کیفیت یہاں کی عرض کی [illegible]
یہاں آ چکا تھا سارا حال سنکر گویا ہوا کہ چل کر یہاں جلاد کو بھی ذرا دیکھ آئیں یہ کہکر چلا اور
عیار بھی روانہ ہوئے مگر عمر جب لشکر حریف میں آیا دیکھا کہ ایک سکاول کسی طرف جاتا ہے
اسکے پاس آ کر گویا ہوا کہ بھائی ہم بھی تمہاری برادری میں ہیں سب طرح سے کہاں نکالا جاتا ہے
ہیں مگر بیکار ہیں کہیں نوکری نہیں ملتی [illegible] سکاول نے کہا پھر کسی وقت تم
میرے پاس آنا تو کچھ تدبیر کر دوں گا عمر نے کہا اچھا لیکن ایک بات میری الگ آ کر سن لو وہ
اسکے کہنے سے کسی گوشے میں آیا عمر نے خنجر چھپا ہوا مار کر اسکو بیہوش کر کے اسکا بھیس لیا اور

اُسی کی ایسی صورت بنا تھال ہاتھ پر رکھکر گیڑدن پر دھتے تیل گھی ہلدی مسالے کے لگا کر اور
تھال مین مٹھائی اور سموسے اور پکوان آغشتہ بداروے بیہوشی چنگیر سفید رومال سے ڈھانک کر
بارگاہ مصور مین آیا مصور کھانا کھانے کے لیے جلاد سے تو پوچھ ہی چکا تھا جب وہ
چلا گیا تو اسنے دربار برخاست کرکے دسترخوان بچھوایا تھا اور مع اپنی زوجہ کے مصروف
خورد و نوش تھا کہ بکاول نے جاکر سلام کیا اور تھال سامنے رکھدیا مصور نے پوچھا کیا ہے
عرض کیا کہ مٹھائی اور پکوان جلاد نے حضور کے لیے بھیجا ہے مصور خوش ہوا اور اپنی بی بی
سے کہا لو یہ پکوان بہت عمدہ ہے کھاؤ صورت نگار نے کہا آپ کھائیے مین حاضر ہوتی ہون
یہ کہکر بارگاہ سے نکل کر دوسرے خیمے مین گئی وہان تازی مٹھائی اسنے بنوا کر رکھچھوڑی تھی
اسوقت چاہا کہ جلاد نے جو مٹھائی بھیجی ہے اُس سے اپنی مٹھائی مقابل کرون کہ کون سی عمدہ
اور لذیذ ہے غرضکہ یہ تو ادھر آئی اور اُدھر مصور نے مٹھائی کھائی عمرو نے جسکے پاس سے
جو دو چار خدمتگار وہان تھے اُنکو بھی کچھ مٹھائی دی کہ تم ہمیشہ اپنی سرکار کے اُسکے کارولش
کھاتے ہو تمھین لذت یہان کے کھانے کی بخوبی معلوم ہے ہمارے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز بھی کھاؤ
مگر ایمان سے کہنا کہ یہ لذیذ اور تحفہ ہے یا تمھارے یہان کی عمدہ ہوتی ہے اس تقریر کو سنکر مصور
نے بھی ملازمون سے کہا کہ ہان کھاؤ اور انصاف کرو کہ کسکے یہان کی عمدہ ہے خدمتگارون نے
حسب اجازت گوشے مین الگ لیجاکر مٹھائی کھائی جب وہان سے آسنے لگے بیہوش ہوکر گرے
مصور اُٹھا کہ دیکھون آدمیون کو کیا ہوا یہ بھی بیہوش ہوکر گرا عمرو نے سمجھا کہ صورت نگار آجائیگی
تو سب کام بگڑ جائیگا جلد کوئی تدبیر کرے یہ سوچ کے مصور کو ایک چاندنی مین گٹھری کی طرح
باندھا اور سر پر رکھکر باہر بارگاہ کے یہ کہتا ہوا نکلا کہ مین ایسی نوکری سے باز آیا مین نے
بکاولون مین نوکری کی ہر کچھ مزدورون مین نہین کی باہر ایک آدھ ساحر نے پوچھا بھی
کہ میان بکاول کیا کہتے ہو جواب دیا کہ حضور اُدھر سے جلاد نے تھال مٹھائی کا لدوا کر بھیجا
یہان سے انھون نے یہ گٹھری دی کہ لیتا جا بھلا خداوند مین بکاول نہ ٹھہرا مزدور ٹھہرا اس
گفتگو کو سنکر ساحر سمجھے کہ مصور نے یہ گٹھری شاید جلاد کو بھیجی ہے یہ سمجھکر کوئی اُسکا مزاحم نہوا
اور عمرو اسکو لیے ہوے لشکر سے نکل کر صحرا کی طرف چلا کہ یون یہ ہلاک نہین ہوتا ہے چل کر
زمین مین دفن کردون یا کسی پہاڑ پر سے پھینکدون غرضکہ یہ تو اُدھر گیا اور اس طرف
صورت نگار مٹھائی لیکر آئی خدمتگارون کو بیہوش پایا اور شوہر کا اپنے نشان نہ دیکھا

کہ جو اُسکے لشکر میں پہونچی جلد جلد فوج میں کمربندی ہوئی قیصر مسلح و مکمل ہوئی کہ نظم

ادھر سے بھی جنود نصرت آئین / ہوا راہی جیسے سپہر برین
سراسر تیغ زن اور صف شکن تھے / بس اک دل اک زبان اور اک سخن تھے
سبھی گرگ کہن تھے اور سبھی شیر / کہیں کیا زندگی سے تھے جوان سیر
سراسر تیر جلادت انکو کہیے / نہنگ بحر جرأت انکو کہیے
ہوا جب متصل دشمن سے لشکر / ہوا غالب نہایت خوف اُسپر
قیاس و فہم سے باہر تھی وہ فوج / مسلح اور مکمل صورت موج

جب دونوں لشکر مقابل ہوئے صفیں جم گئیں بجلیاں چمکنے لگیں ابر گھر آئے لشکر للکارنے لگے بہادر ڈھال تلوار کھڑکھڑانے لگے جلاد میدان میں آکر نعرہ زن ہوا کہ اے نمکحرامو آؤ میرے مقابلے میں ایک ساحر صرصر سے اجازت لیکر سامنے گیا اور نارنج اُسپر لگایا جلاد نے خالی دیکر چوتھی تیغ مارا وہ ساحر جان بحق تسلیم ہوا اور اسی طرح چند ساحر ملازم صرصر مارے گئے اُسوقت سمر خمو نے نکل کر ایک ناریل مارا جلاد نے اشارہ کیا کہ ناریل آتا تھا پھر گیا سمر خمو زمین میں سما گئی جلاد نے سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا کہ ابر گھر آیا اور پتھر برسنے لگے صرصر نے سحر پڑھا کہ سپرین فولادی ہر ایک لشکری کے سر پر ظاہر سایہ فگن ہوئین پھر صرصر نے آگے تختہ [illegible] پڑھا کیا ایک گولا فولادی مارا جلاد اژدھے پر سے اُتر گیا گولے نے اژدر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لشکریان جلاد کے اُترنے سے فوج نے اُسکی جانا کہ مالک ہمارا کام آیا یہ معلوم کرکے لشکر لینا لینا کہکر چلا ادھر سے صرصر نے بھی حملہ کیا دو لشکر باہم مل گئے شور قیامت ظہور بلند ہوا ساحر سے ساحر لپٹا اور بہادر سے بہادر بھڑ گیا مار و عقرب برسنے لگے اُسوقت صرصر جو سحر جنگ لائی تھی وہی آغاز کیے اور جسکو دور گرد اپنا آراستہ وار سقر کا دکھایا اور ابر زرد صرصر وغیرہ لشکر جلاد پر آکر محیط ہوا سلین برف کی پیکان تیر اور پتھر وغیرہ برسنے لگے اور عین جنگ میں جلاد نے آکر صرصر پر ایک نارنج مارا اُسنے نارنج خالی دیکر شمشیر سحر کا ایک ہاتھ مارا کہ [illegible] جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور ادھر سے فوج میں بھگدڑ پڑ گئی اور دلاوران نصرت شعار نے سر پر تیغ رکھ لیا کہ ابیات

دلاوران نے طالب اللہ سے کی / وہ جنگ آغاز بسم اللہ سے کی
پر جانبازی کا تھا اُسوقت عالم / کہ جیسے گوسفندون مین ہو ضیغم

کیا تیرون نے اُنکے ترک ترکش	ملا ترکش اُنھین پہلو سے ہر کش
جو وہ دشمن تھا لسان کو وہ ابستر	کیا سینہ ہر اک کا رشک آسیا کی گرد
ہوئی تیرون کی اُس جا ایسی بوچھار	کہ آئینے مشبک سے تھے ذرہ دار

حاصل کلام جب فوج مین ہزیمت پڑی مصور و حیرت ہر چند کہ قریب اُتری ہوئی تھی مگر نہ صورت نگار تھی نہ حیرت موجود تھی اُس فوج نے افسرون کے نہونے سے جنگ آغاز نہ کی اور نہ دو لشکر چلا و کونہ دی یہ لشکر سراسیمہ و بدحواس بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہو گیا اور رعد جنگ لفیج ذفیرو دری قتل و غارت کرکے داخل بارگاہ ہوئی لشکر بھی آرام پذیر ہوا اور سردار بھی عیش مین مصروف ہوئے لیکن عمرو کا حال سنیے کہ جب مصور کو لے کر چلا از بسکہ وہ نہیرہ سامری ہے یہ راہ بھول کر صحرا مین پھرنے لگا دل سے کہتا تھا کہ ہمیشہ تو ادھر سے آیا جایا کرتا تھا آج راستہ نہ ملنے کا کیا سبب ہے اسی سوچ مین متصل ایک کوہ کے پہونچا دیکھا درے مین ایک پھاٹک راستہ ہے اندر درے کے آیا اور مصور کو زمین پر کھولا چاہا کہ تصویر اپنی اوتارلون دیکھا تو تصویر گلے مین نہین ہے پھر جب اگاہ ہوا تصویر دیکھی کہ گلے مین ہے سمجھا کہ اسکے سحر کے باعث سے تصویر چھپ جاتی ہے فی الحقیقت گمان اسکا صحیح تھا یعنے جب سے عیار و ہوش دینے لگے تو مصور نے سحر کیا ہے کہ جب مین قید ہو جاؤن تو تصویر پوشیدہ ہو جائے غرضکہ جب تصویر اوتار سکا چاہا اسکو کسی طرح مار ڈالون اس وقت ایک جانب کوہ ریشم کی آواز سنی معلوم کیا کہ صورت نگار گریبان ذیالان شور ہ ڈھونڈھتی پھرتی ہے یہ معلوم کرکے تصور کیا کہ یہ مشکل ہلاک ہوگا اور ہو وہ اسکی تجسس کنان ادھر بھی آئیگی تو آفت ٹوٹ جائیگی پس اس فکر کرتے ہی بہت جلد صورت اپنی مثل ایک ساحر سیاہ فام کر کے بشان مشغل آتش ہاتھ مین لیکر دہولی تیغ بری باندھ کر اسکے گلے مین پہنے سامنے کرکے موم سے بنے ہوئے لیکے اور مصور کو خاپینہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کر دیا جب اسکی آنکھ کھلی پوچھا کہ یہان مین کیونکر آیا اُسنے کہا مین رہنے والا طلسم باطن کا ہون حسب اتفاق ایک کام کو جاتا تھا ادھر آنکلا ایک عیار کو دیکھا کہ وہ آپکو ہلاک کیا چاہتا ہے مین نے نعرہ کیا کہ بابل اوہ مکار اور چاہا کہ اسکو گرفتار کرون وہ عیار بھاگ غائب ہو گیا مین نے آکر آپ کو ہوشیار کیا یہ تقریر سنکر مصور نے اسکو گلے سے لگا لیا اور کہا وہ عیار عمرو تھا کہ تو فوراً غائب ہو گیا شکر ہے ٹل گئی اور آپ نے آکر میری جان بچائی

کو تو ہم ہوشیار کر لین گے لیکن عیار جو انکے ساتھ ہوگا وہ بھاگ نہ سکے گا پس ادھر انھون نے سحر کیا
اور ادھر عمرو نے گولیان کھلائین دونون وہ بیہوش تھے کہ تیسرا عمرو بھی بیہوش ہو گیا
آفتاب و مہتاب نے آکر دیکھا کہ مصور اور اوس کی زوجہ اور ایک ساحر اور بیہوش پڑا ہے
انھون نے رد سحر اپنا پڑھا کہ عمرو ہوشیار ہو گیا لیکن وہ دونون کسی طرح نہ چونکے کس لیے کہ
بیہوشی کی گولیان کھا کر بیہوش ہوئے تھے فی الجملہ جب یہ ہوشیار نہوئے انھون نے عمرو
سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا مین بھی انکو ہوشیار کر رہا تھا کہ تم آئے مجھے بھی
نہین معلوم کہ یہ کیونکر بیہوش ہین تم ٹھہرو مین پانی لاؤن شاید عیار انکو بیہوش کر گیا ہو
یہ کہکر چاہتا تھا کہ یہان سے ٹل جائے مگر ان دونون نے کہا کہ ایسا نہو یہ پانی لینے جائے
اور عیار آکر ہمین ستائین یا کچھ ایسی ساحر کا فتور ہو بہر صورت ان تینون کو ساتھ اوڑا لیا
کرکے جانا چاہیے یہ سوچکر فوراً سحر پڑھا کہ عمرو پھر بیہوش ہو گیا تخت سحر پر تینون کو لٹا کر
پرواز کرکے چلے اور دریائے سحر سے جب پار اترے تو دو ایک ساحرون کی زبانی سنا کہ شہنشاہ
گنبد نور پر جو برج کہ مینا نگار ہے اور وہان سے لشکر طلسم ظاہر کے دکھائی دیتے ہین تشریف
لے گئے ہین یہ بھی اوسی سمت چلے آخر برج مینا پر آئے شہنشاہ کو سلام کرکے عرض پیرا ہوئے
کہ غلامان جانباز نے یہان سے جاکر سحر کیا کہ نبیرۂ سامری اور اوس کی زوجہ اور یہ ساحر
جو اون کے پاس پڑا ہے بیہوش ہوگئے مگر اب جو سحر رد کرتے ہین تو ایک شخص ان مین کا
ہوتا ہے اور مصور وغیرہ نہین ہوشیار ہوتے ہین یہ کہہ کر رد سحر کیا کہ عمرو کی آنکھ کھلی اونے
دیکھا کہ ایک گنبد فلک فرسا لتعمیر بصد تزئین ہے معلوم ہوتا ہے کہ قصر بہشت برین ہے دربان
فلک رسا روبرو اوسکی رفعت کے کوتاہ ہے سائبان چرخ اوسکے دامن مین پوشیدہ ہے جواہر
مرصع کا مینا کیا ہوا سقف و ستون مین لگا ہے شیشہ آلات فرش ایرانی کرسی و دنگل سے
آراستہ ہین گھنٹے ہزارون ٹنگے ہین ہزارون ساحر دست بستہ روبرو تخت شاہنشاہی
حاضر ہین حیرت پہلو مین جلوہ گر ہے کہ بمقتضائے نظم

نہالی دران قصر نہنبدہ دید — بہشتی سرا سے فریبندہ دید
پر از حور آراستہ چون بہشت — بہشت زمین گشت عنبر سرشت
ز بس گوہر گوش گردن کشان — شدہ چشم بینندہ گوہر فشان
ز تابندہ یاقوت درخشندہ لعل — خراشیدہ را آتشین گشتہ نعل

مگر کان و دریا بہم تاختند ہمہ جوہر این جا بر انداختند

عمرو ہوشیار ہوتے ہی سامنے تخت شاہنشاہی کے آیا اور با دب تمام رسم سلام بجا لا کر دعا و ثنائے بادشاہی بنہایت فصاحت سے ادا کرنے لگا کہ نظم

نخستین ثنائے جہاندار گفت کہ بادا جہاندار را کام جفت
ہمیشہ خوش باد سالار دہر ز نوشین جہان باد بسیار بہر
ہمہ سرکش از شادی افراختہ ہمہ خصم در پایش انداختہ
سر تخت جمشید جائے تو باد سر سرکشان خاک پائے تو باد
نہ پیچید کسے گردن از راہ تو سر ما بہ پامینگہ پائے تو

ای شہریار گردون وقار آپکے ملازم آپ ہی سحر کرتے ہین اور آپ ہی رد اُسکا نہین کر سکتے یہ کہکر اپنے جھولے سے سحر کے ایک کوزہ آب نکال کر دکھلانے کی راہ سے کچھ پڑھ کر پھونکا اور چھینٹا مصور پر اور اُس کی بی بی کے منہ پر دیا کہ دونون کی آنکھ کھلی اور اُٹھکر سامنے شہنشاہ ساحران کو دیکھکر حیرتناک ہوے کہ ہم یہان کیونکر آے اُسوقت عمرو نے واویلا مچائی کہ ابھی آپ دعوت کرنے سے چلے تھے کہ گرفتار ہو کر یہان مین آیا آپ نیرہ ساحری ہین شاید بھینٹ مین میری جان لیجیے گا مصور نے شاہ سے بعد رسم سلام و تعظیم وغیرہ پوچھا کہ ہمکو یہان کون لایا شاہ نے کتاب دیکھکر بھیجنا آفتاب و مہتاب کا بیان کر کے کہا کہ انھین دونون نے سحر سے آپکو بیہوش کر دیا تھا اور پوشیدہ طور پر سحر کیا تھا ورنہ آپ ایسے معزز بیہوش نہوتے یہ بیان سنکر مصور نے ہاتھ عمرو کا پکڑکر سامنے شاہ جادوان کے کہا یہ شخص ہمارا محسن ہے اور تفصیل عمرو کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور پھر ہوشیار ہو کر دانا سے جادو کو پانا بیان کیا شاہ نے یہ جانبازی حسنکر دانا سے جادو کو خلعت دیا اور کرسی زرین پر بٹھایا مصور کو مطلق نہ معلوم ہوا کہ اسی کی گلوریون سے مین بیہوش ہوا تھا بلکہ آفتاب وغیرہ کے سحر سے سمجھا کہ بیہوش ہوا تھا غرضکہ بعد کچھ دیر کے کہا ای شہنشاہ اب مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون بادشاہ طلسم نے کہا ای مرشدزادے آپ بیکار تکلیف کرتے ہین مجھے میلا کرنے دیجیے تامل فرمائیے اُسنے کہا آپکو اختیار ہے مین لشکر مین جا کر ٹھہرتا ہون آپ میلا کیجیے جو کچھ مجھ سے تصویرین کھینچ سکین گی مین بھی کھینچون گا یہ کہکر تخت سحر پر دانا سے جادو کو بٹھلا کر مع اپنی بی بی کے روانہ ہوا اور دریاے سحر کے پار آیا مگر عمرو نے

دل مین غور کیا کہ اسکے ساتھ جاؤ گے ایسا نہو کہ وہان عیاری کرنے مین عرصہ ہوا اور شاہ
طلسم میلا شروع کرے اور تمسے بچاؤ کرنے کی تدبیر نہو سکے بہتر یہی ہے کہ تم بھی چلکر کوئی جتن کر
مقتول کر دو یہ سوچکر مصور سے کہا ذرا تخت اتاریے کہ مجکو پیشاب کی احتیاج ہے اُسنے تخت
اتارا عمرو نے کہا سامنے لشکر دکھائی دیتا ہے آپ تشریف لے چلیے مین حاضر ہوتا ہون
مصور بھی سمجھا کہ قبل سے مین جا کر سامان دعوت مہیا کرون اس خیال سے وعدہ ہمی لیکر
آگے روانہ ہوا اور عمرو وہان سے اصلی صورت بنا کر اپنے لشکر مین آیا اور بارگاہ مین پہونچکر
کرسی پر متمکن ہوا ماہرخ نے حال فتحیابی جنگ اور قتل ہونا جلاد کا بیان کیا اس مژدے کو
سنکر خوش ہوا پھر اپنی سب کیفیت بیان کی کہ مین گنبد مینا پر بھی ہو آیا اُسکی فطرت پر ہر ایک
کو حیرت ہوئی آخر شمع راے روشن کرکے تدبیر اپنے بچاؤ کی میلا ہونے سے سب کرنے
لگے اور ادھر مصور نے دانا ے جادو کا بہت راستہ دیکھا جب وہ نہ آیا کچھ سحر پڑھا کہ
ایک تصویر پتھر کی زمین سے نکلی اُس سے کہا دانا ے جادو جہان ہو وہان سے جا کر بلا لا
تصویر نے قہقہہ مارا اور کہا حضور وہ عمرو عیار تھا اور یہ کیفیت اُسکی بیان کی مصور بے
ہوش ہو گئے ادھر جلاد کا قتل ہونا جنگ کی کیفیت سنکر بولا کہ مقرر یہ طلسم برباد ہوگا مگر
طلسم کی پوری ہو چکی ہے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک پتلا نامہ شاہ طلسم کا لایا اسکو پڑھا لکھا تھا
کہ اے مشید زادے دانا ے جادو ہمین مرد زیرک معلوم ہوتا ہے بعد دعوت کے اسکو
رخصت نکرنا ہم اسکو اپنا ملازم کر کے رتبہ و مرتبہ عطا کرینگے جب یہ مضمون پڑھا بیکل
ہو کر جواب مین لکھا کہ دانا ے جادو عمرو عیار تھا یہ نامہ جب پتلا شاہ طلسم پاس لیکر گیا
اُسنے بھی کتاب سامری دیکھ کر سارا حال دریافت کرکے کہا کہ افسوس کیا کیا فتنے یہ عیار
دیتا ہے اور ہم لوگون کو اندھا بنا کر آنکھون مین خاک ڈالتا ہے خیر اب اے حیرت تم جاؤ اور
انگشتری جمشید لاؤ کہ مین میلا کرکے ایک متنفس کو بھی ان مین سے باقی و زندہ نہ رکھون
حیرت یہ حکم شاہ سنکر انگشتری لانے کی فکر مین مصروف ہوئی

داستان خاتمہ جلد اول نامہ آنا لقا کا پاس افراسیاب کے اور چاہنا
مدد کو پیکان جادو کا اور مقابلہ لشکر اسلام سے کرنا اور عیاران لشکر کا
عیاریان کرنا اور لشکر ماہرخ پر ہوشیار بن اژدر سوار جادو کا آنا

لانا اور قتل کرنا اسکو عمرو کا پھر لانا حیرت کا انگشتری جمشید افراسیاب کی بوٹیاں چڑھا کر پنجہ جمشید کو اور میلا ہونا چاہ زمرد پر اور سب جمع ہونا جملہ ساحران طلسم کا میلے مین اور گرفتار ہو جانا سب لشکر مہرخ کا اور چھڑانا عمرو کا عیاری کرکے اور لوٹنا میلے کو پھر بھاگنا مہرخ کا اور تعاقب کرنا افراسیاب کا پھر دھوکا دے کر شبخون مارنا مہرخ کا اور پھر تعاقب کرنا افراسیاب کا اور بھاگنا مہرخ کا آخر آنے سے عشاق جادو کے پناہ پانا اور جانا عمرو و مخمور کا طلسم نور افشان مین طلسمی عجائبات دیکھتے ہوے پاس کوکب روشن ضمیر کے لمؤلفہ

ساقی ہون مین تیرے در کا بندہ — بار احسان سے سر فگندہ
ساقی غفلت شعاری کب تک — رندون کو امید واری کب تک
کر آتش مے کو تیز تر جلد — ساقی رطل مے کے کھول پر جلد
بوتل کا اوڑا دے کاگ ساقی — اس دل کی بجھا دے آگ ساقی
کہسار سے ابر پھر گھر آئے — میخانے مین بادہ کش پھر آئے
اس سال ہے میکشون کا میلا — رندون کا ہے ہر جگہ پہ جلسا
پھر بادہ کشون کے جمگھٹے ہین — میخانے مین رند پھر ڈٹے ہین
میلا نئے رنگ کا ہے ساقی — جلسا نئے ڈھنگ کا ہے ساقی
دوکانین شراب کی لگی ہین — کیا دل کو پسند ور رہی ہین
ہر سمت ہین مہوشون کے جھمگھٹے — ہر جا ہین تماش بینون کے ٹھٹ
ہنگامہ عیش ہر طرف ہے — میخانے مین بجتے ہین دف و نے
شیشے مے سرخ کے چھلکتے ہین — سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
ہے باغ کھلا ہوا ہر اک سو — شمشاد قدون مین گل کی بو ہے
ہین جام برنگ لالہ و گل — بلبل کی صدا ہے شور قلقل
ہین مجمع مست انجمن مین — جیسے مجمع مین شجر چمن مین

کو واسطے لینے انگشتری جمشید کے جا رہی ہنوز روانہ ہوئی تھی کہ پیک سحر نامہ لقا لایا شاہ طلسم
نے سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا پھر کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے بندۂ خاص ہمارے ہم میں خدا
پرستوں اور عیاروں نے بہت تنگ کیا ہے اور تو ہماری خبر نہیں لیتا ہے ہم نے اٹھارہ ہزار
طلسم بالکل تیرے نام ہونے کے واسطے چھوڑے کہ سب بندے مغضوب تیرے ہی ہاتھ سے
قتل ہوں فی الحال کسی ساحر زبردست کو جلد اس طرف بھیج ورنہ ہم تجھ سے ناراض ہو کر اور
سمت کو چلے جائیں گے اس مضمون کو پڑھ کر افراسیاب نے سحر پڑھا کہ کچھ عرصہ میں آندھی
آئی اور بگولے کے مانند ایک ساحر زرد روشنیہ قلب آزما ہوا سامنے شاہ طلسم کے آیا تسلیم کی
نذر دی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا شہنشاہ ساحراں نے اس سے ارشاد کیا کہ اے پیکان جادو
تم بمدد خداوند جاؤ لیکن طلسم میں پیدا ہونے کو ہے اپنا جلد دشمنان خداوند کو ہلاک
کرنا کہ پیچھے میں اگر بشر یک ہونا ہے پیکان یہ حکم سنتے ہی فوراً پھر کر اپنے مقام پر آیا اور بارہ
ہزار ساحر ہمراہ لیکر چلا یہ تو اس طرف سے روانہ ہوا اگر لشکر امیر کا حال سنئے کہ جمہور
جہان سوز نے تو سنی شہنشاہ ہرزن پسر خداوند امیر نے اجازت شکار کی اس کے
لیکر ساماں صید افگنی فراہم ہونے کا حکم دیا اسی وقت سے باز تیز پرواز و طائران جانستان
مرغان لوگ لیکر حاضر ہوئے اور صیادان بخت شکار جانوران شکاری کو سامنے لائے
قراول اور سیاہ چیتے اور رکھوں کو لیکر روانہ ہوئے یہ سامان اس وقت سے کہ دام دار فلک
نے مرغ زریں بال مہر گزشتہ ظلمت شب میں گرفتار کیا اور قفس مغرب میں لیجا کر بند
فرمایا ہوا کیا کہ نظم

شب آہنگ چون بر زوار کوہ و دراں | برآہنگ گشت مرغ دستان نمود
برآورد بخشش پشند و سیہ چرخ از کمر | بہار روئی سشہ حرسہاسے زر

آخر کار وہ وقت آیا کہ بیضہ خورشید بطن زاغ شب سے نکلا اور دام کہکشاں کو صیاد
روزگار نے لپیٹ کر دانہ انجم اٹھا لیا کہ نظم

چو صبح از دم گرگ برزد زبان | بجنبش در آمد سگ و پاسبان
خروس غنودہ فرو کوفت بال | دہل زن بزد بر تبیرہ دوال

صبح کی نماز پڑھ کر شاہزادہ سوار ہوا اسپ صرصر تک کو تو قدمی پر لگائے دشت نزہت
افزا کی سیر کرتا اور صناعی نیرنگ طراز قدرت کی دیکھتا روانہ تھا تا اینکہ ناگاہ خیمان

ہم جمہور شاہنشاہ ترطوس	کہ بستانیم روس و تاج کاؤس

اور تلوار خارا شگاف شہزادے سے کہ علم کی اس چھپانے شمشیر جانستان کے جوہر برق خرمن ہستی سوز دکھلا کر عنان مرکب پھیری اور راہ فرار اختیار کی کہ فرد

شتابم کرد گوش و سیلم کرد دم	بار اصطبل رو کرد و فگند سم

شہزادے نے للکار کر فرمایا کہ اب میں فقط رہا تجھ سے کب جانے دیتا ہوں اور تعاقب اسکے چار ہزار سوار رہا بہم اسکے پیچھے تجسس کنان آتے تھے انکو اسنے حکم دیا کہ اس بے ادب کو گھیر کر مار ڈالو وہ سوار شہزادے پر حملہ آور ہوئے اس شہزادہ نے شور کو جلادت سے اس جمع میں شمشیر زنی فرمائی کہ بقول شاعر نظم

دو دستہ آوریدہ بکوشش ہر دو دل	بہر دو دستہ شمشیر الماس گون
بسے جا کہ بازو سر انداختی	بسے خصم در پایش انداختی
دو دستی نیان میگذارد بہ تیغ	کہ از خصم جان را نیا بود ریغ
بہر فرق پیل آمدی خنجرش	فرو ریختی زیر پایش سرش
خروشی کہ آتشش زد و بسر زنش	دو نیم با دو بان را سم بدر زند

فوج جمہور کی یہ کیفیت رہ گئی تھی اسوقت آگے ہوئی اور اپنے مالک کو سر گرم پیکار دیکھ کر لڑنے لگی ہنگامہ گرم ہوا بپا ہوا اور عجب گرمی جدال و قتال میں صفوں کو الٹ کر شہزادہ ہزیمت اپنی دیکھ کے بہوشی اسنے بنا جاری تلوار بازی روک کے شہزادے سے ہاتھ پا کے آگے بڑھا طالب ہو کے فوراً آگاہ فرہنگ قضا ہوا لشکری اسکے سب بھاگ نکلے اس کا سر مع لاش اسکی اٹھا کر بھاگے شہزادہ نے شکار گاہ میں فرمایا اور لشکر میں پہنچکر غسل فرمایا کر لباس نو زیب بر کرکے بارگاہ میں آیا ہمراہیوں نے اسکو دو ہے دست چپ میں جا کر میں ہو ناچ دیکھنے لگا ادھر سپاہ جمہور کی حریف و نصیب بیان نہ کیا مگر لاش اس غلام کی جب شعلہ جواہر کے پاس پہنچی اور اسنے کیفیت جنگ سنی آگ ہو گیا اور اسی وقت اسی ہزار کو ہی کو حکم دیا کہ جلد تیاری کرو اور خدمت خداوندی میں چلو جب حکم لشکر درست ہو کر طبل سفر بجا کر چلا اور یہ بھی بکر و تمام مرکب تازی نژاد پر سوار ہو کر راہی ہوا کہ بقول شاعر ابیات

بجنبید جنبیدن با شکوہ	چو از زلزلہ کالبد ہای کوہ

رسیدند لشکر بہ لشکر فراز — زمانہ در کینہ بکشاد باز
درآمد بغریدن آواز کوس — فلک بر دہان دہل دادہ بوس

راہ میں عرضی تحریر کرکے اور اس میں سب حقیقت قتل ہونے اپنے غلام کی مندرج فرماکر خدمت لقا میں بھیجی جب وہ عریضہ ملاحظہ میں گذرا لقا نے خوش ہوکر استقبال کے لیے جوانان خبرگذار کو بھیجا لیکن جو اسپیان لشکر امیر یہاں لگے ہوئے تھے عرضی کے مضمون پر اطلاع پاکر خدمت شاہ اسلام میں گئے اور سب کیفیت معرض بیان میں لائے امیر نے حال سنکر جمہور سے فرمایا کہ اے فرزند تم نے اس لڑائی کا حال ہمسے مطلق نہ ذکر کیا جمہور نے عرض کی کہ کیا جز مقدمہ آپ سے بیان کرتا آخر جو کچھ میں نے کیا تھا وہ آپ ہی ظاہر ہوگیا یہاں تو یہ ذکر تھا اودھر سے سرداران استقبال کرکے خونخوار کو لائے لشکر نے اوسکے داخلہ کرکے خیمہ و خرگاہ نصب کیے وہ بارگاہ میں سامنے لقا کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا بیٹھکر شغل بادہ نوشی میں مصروف ہوا جام بلوریں گردش پذیر تھا رقاص مجرا کر رہے تھے دن بھر تو شغل و طرب رہا جسوقت کہ فرماں روا ماہ منیر تیغ نور لیکر بہر تراوش کو ظلمت شب بیستون چرخ پر آیا اور خسرو خاور پشت کوہستان کی طرف جاکر روپوش ہوا کہ نظم

چو گوہر بر آمود زنگی بتاج — شہ چین فرو آمد از تخت عاج
مہ روشن از تیرہ شب تافتہ — چو آئینہ روشنی یافتہ

خونخوار کے حکم سے لشکر میں کو ہیوں اور لقا کے طبل جنگ بجا ہرکارے دوان دوان خدمت شاہ گیتی ستان میں حاضر ہوکر عرض پرداز ہوئے کہ نظم

کہ سر سبز باد آن ہمایون درخت — کز نامش بلند ست و فیروزش بخت
بتاج و بہ تختش جہان تازہ باد — سر خصم او تاج دروازہ باد

اس شب کو لشکر بدبینان میں طبل جنگ بجا ہے کل ہر ایک عازم دشت وغا ہے امیر نے یہ خبر سنکر حسب فرمان قضا جریان شہنشاہ دوران حکم نواخت طبل جنگ پاکر چالاک نے نقارخانہ میں جاکر طبل سکندری پر چوب لگائی کہ جسکی صدا چرخ نہم تک گئی گویا دنیا ہل گئی کہ نظم

بغرید کوس از در شہریار — جہان شد ز بانگ جرس بیقرار
شنیدہ بغریدن آمد چو ابر — بغرید ہر سو چو بانگ ہژبر

بہادروں میں سامان حرب کی درستی ہونے لگی لیکن سرہنگ تیز رفتار عیار

لشکر عدو مین بہروپ بدل کر شکل مبدل گیا خوشخوار طبل جنگ بجوا کر اپنی بارگاہ مین آیا
انتظام لشکر و دربار خداوندی سے آشنا کر آیا عیار اسوقت ایک چوبدار کی صورت بنکر پاس اسکے
گیا اور کہا ہوا کہ چلیے سرکار مین آپ کی یاد ہو رہی ہے اُسنے کہا مین ابھی وہان سے آتا ہون
عیار بولا کہ کار ضروری ہے تاکید خداوند نے کہہ دیا ہے کہ بلا لاؤ خوشخوار اسلیے بیان کا رہنے
والا نہین ہے جو چوبدار کو سمجھاتا کہ بلا نہم خداوند ہی یا نہین لیکن ساتھ ہولیا جس راہ
مین کوئی مقام تنہائی ملا عیار نے حباب بیہوشی منہ پر مار کر بیہوش کر کے پشتارہ مثل گٹھری
کے باندھا اور رات کا آخر وقت تھا اُٹھتا بیٹھتا سامنے امیر کے آیا شاہ نے ہنوز دربار
برخاست نہ فرمایا تھا کہ اسنے پشتارہ ڈالکر سامنے رکھ دیا اور سارا ماجرا بیان کیا امیر نے
فرمایا کہ اسکو ہوشیار کرو شاید میرے سمجھانے سے راہ راست پر آئے عیار نے فتیلہ دفع بیہوشی
دیا کہ اسکی آنکھ کھلی ایکبار چاہا کہ اٹھ بیٹھون کمند مین مضبوط بندھا تھا اٹھ نہ سکا اسوقت تو آنکھ
کھولکر اچھی طرح دیکھا کہ مین کہان آیا ہون جب بغور نگاہ کی ایک بارگاہ رفیع کو دیکھا کہ نظم

بپا ہے تخت زر در پیچ چون آفتاب	در و فرش شد در چو دریاے آب
غلامان گل چہرہ و دلربای	کمر در کمر گرد تختش بپاے
ز روم و ز ایران و از چین و زنگ	سلاطین صفها کشیده بتنگ
ہمہ مجلس و چہره آراستہ	ز روے جہان گرد برخاستہ
مے و مجلس شہ تا و از چنگ	ہمہ رخسار گشتہ ز آدور رنگ

ہر چند کہ رعب غالب تھا مگر دل کڑا کرکے پکارا کہ یا امیر خوب عیارون کے بھروسے پر آپ
لڑتے ہین اور ہر ایک کو ذلیل و زبون گرفتار کرا لیتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ
مین قسم اپنے دین و آئین کی کھاتا ہون کہ مین نے عیار کو تیری گرفتاری کے لیے نہین بھیجا
اور اب تو آگیا ہے تو او ہما وہ تیری آبرو مین ہرگز فرق نہ آئیگا یہ کہکر حکم کر دی یہ کہکر
کہا کہ کمند کھولا اسنے کو کہو ان اسنے زور کرکے کمند توڑ ڈالی امیر نے اٹھ کر گلے سے لگایا برابر
اپنے کرسی دی نہایت تیار کی وہ خلق و اخلاق امیر اور جاہ و جلال شاہ اسلام دیکھ کر
دنگ ہو گیا دل سے کہتا تھا کہ اطاعت کرنا ایسے شاہ فرخندہ بخت کی ہزار درجہ بہتر
سلطنت گردون دوار ہے لیکن از راہ تجربہ اٹھ کھڑا ہوا کہ یا امیر مین رخصت ہوتا ہون امیر
نے ایک خلعت گرانبہا اور گھوڑا اسپ تازی زرین عنایت فرمایا یہ سوار ہو کر بارگاہ لقا مین گیا

اور امیر کو سخن ہائے پسندیدہ اسکے یاد کیا بڑی تعریف کی یہ ماجرا سنکر تکتاک نے کہا کہ ایسا
تمہارا رنگ بدرنگ ہوا اودھے مسلمان تم ہو آئے اب کل اسی بارگاہ میں تم بیٹھے نظر آؤ گے
خاموش ہو رہا ادھر بادشاہ اسلام دربار برخاست فرمایا سرداران سامان جدال کرنے لگے
رات بھر دلاوران عرصۂ جلادت کی تیاری رہی اسلحہ کی جھاچاق سے گنبد گردان کو گردش
تھی اسی درستی میں جو سپیدۂ تنویر آفتاب کوہ خاور سے جاری ہوئی اور گردہ شب کے سامنے
شیریں نے نقاب رخ روشن سے الٹی نظم

چو گیتی دگر روشنی باز کرد ۔ جہان باز رسم دگر آغاز کرد
با تش بدل گشت مشت شرار ۔ کلیچہ شد آن سیم گاو زمین دار

لشکر جانبین سے گروہ گروہ گروہ در گروہ اوگاہ مصاف میں برآمد ہوئے سرداران اسلام
اور امیر عالی مقام بعد ادائے فریضۂ نماز سحر دردولت شاہ عالی جاہ پر حاضر ہوئے بادشاہ
بھی مشتاق رزم تھے کہت سو کے برآمد ہوئے سرداروں کا مجرا اور سلام ہوا سواری حضور
عالم کی سمت جنگگاہ روانہ ہوئی وہ باد بہاری کا ہجوم قدم با قدم آگے بڑھتا اور رسالوں کا پلٹنوں
کا سامنے سے گذرنا نسیم سحری کا فرفر چلنا جوانوں کا بجنا ڈنکے کی صدا عجب سامان حیرت افزا تھا کہ
ایسے سہانے وقت میں جوانان نوخاستہ سلح جنگ سے مثل دیو رعروس شجاعت کے
مزین تھے اور حجلۂ طاعت آئینہ جلوہ گہ ہوکر عہد زریں خانۂ زین کو منور کیے تھے بہار گلزار
شجاعت دیکھنے لگے تھے نظم

ورآمد بجنبش دو لشکر چو کوہ ۔ گران جنبش آمد جہانے ستوہ
فریدون نسب شاہ بہمن نژاد ۔ چو برخاست از اول بامداد
ہمہ ساز لشکر بترتیب جنگ ۔ بر آراست از جوہر تیر و خدنگ
فضا بر زمین بر ہوا راہ بست ۔ عنان سلامت بر دن شد ز دست
زبس گرد بر تارک و ترک زین ۔ زمین آسمان آسمان شد زمین

میدان نبرد میں پہونچکر صف آرا ہوئے ادھر سے لقا اور جمشید نامدار با فوج ہشیار و جرار آکے
رن کی زمین دہلنے لگی صفیں جمگئیں نقیب نقابت کرنے لگے کڑکیت کڑکا کہنے لگے جنگ خونخوار
گیند سے کو کہ مارکر میدان میں آکر سلح شوری دکھانے لگا آکر للکار کر مبارز خواہ ہوا ادھر
دستبرد سے پہلے کمر کیا اوڑا کر سامنے شاہ کے آیا اجازت حرب چاہی خلعت رخصت پایا چا

حریف سے ہٹنگا ور ہوا گینڈا اُسکا سات قدم تھرتھرا کر ہٹ گیا تین قدم گھوڑا شہزادے کا پیچھے
ہٹا دونون برچھے اُٹھا کر مرکب رانون مین اُسلتے ہوئے مقابل ہوئے اور نیزہ بازی آغاز
ہوئی واندا منیڈی پڑگئی سنان بر سنان بنان بر بنان پہنچنے لگی جب تین سو ساٹھ طعن رد
بدل ہوئین جہور سے بند صاحبقرانی باندھ کر مرکب اوڑایا کہ یہ بند حریف سے کھل سکا اور
نیزہ کسی طرح نہ سنبھلا ہاتھ سے چھوٹ کر دور گرا خونخوار کے نیزہ نہ لگا گویا سینہ کے پار نکل گیا
تیغ آبدار کھینچ کر کمر کو تلا کر سپر پر مارا شہزادے نے سپر کو چہرہ پر نور پر لیا اور تلوار کو رد کر کے
تیغ اپنا نیام سے لیا اور فرمایا کہ نوبت تو گزشت نوبت ما رسید یہ کہہ کر ہاتھ مارا اُسنے تلوار
بارہ دار دیکھ کر سپر سامنے کی اور اپنے تئین بغل کر گردن پر پہونچا یا شہزادے کا تیغ سپر
کاٹ کر چار انگل کا زخم سر پر دیتا ہوا گینڈے کی گردن پر گرا کہ گردن اُسکی قلم ہوئی خونخوار
پانون جما کر کودا اور شمشیر اقول کر چلا کہ ایک ہی کڑک مین پانون مرکب شہزادے کے اُڑادون
شہزادہ فی الفور جست کر کے گھوڑے سے آگے آگیا اُسنے تلوار پھینک کر چاہا کہ لپٹ جاؤن
اس طرف سے شہزادہ بھی چاہتا تھا کہ نوبت و نقارے کی صدا فلک کی طرف سے آئی اور بانگ
دہلہ قرب فیلان آتشین پر ساحران غدار سوار نظاہر ہوئے خونخوار اگرچہ زخمی بھی
ہو چکا تھا اُنکے آنے سے ٹھہر گیا سامان سواری دونون پہلوان دیکھنے لگے بارہ ہزار سوار
ساحران اُڑاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے اور آگے سب کے پیکان جادو فرستادہ
شاہ جادوان بصورت مہیب اژدر دہان پر سوار آکر پہونچا اور خداوند کو سجدہ کیا عرض پیرا
ہوا کہ طبل بازگشت بجوائیے مین کسل سفر سے آسودہ ہو لون تو ان خدا پرستون کا خاتمہ
کر دون لقا نے دیکھا کہ خونخوار زخمی ہو چکا ہے لڑائی مین نہ پڑیگی یہ سوچکر پکارا کہ تقدیر
گریز خداوندے کی فوج میدان سے مراجعت کرے بموجب حکم لشکر مین طبل بازگشت بجا
خونخوار مقابلہ شہزادہ فیروز مند سے پھر آیا امیر بھی ناچار نقارۂ آسایش بجوا کر معاودت
فرما ہوئے لشکر خیمہ گاہ پر آکر آسودہ ہوئے فوج ساحران نے بھی خیام و بارگاہ نصب کیے
امیر نے شب کا دربار شاہ سے معاف کرا لیا بادشاہ داخل شبستان ہوئے سردار بارگاہون
مین آرام پذیر ہوئے ادھر پیکان دربار لقا مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا اور حال لشکر اہل
کا پوچھا بختیارک نے ابتدا سے انتہا تک سب بیان کیا یہ باتین بیان ہو رہی ہین کہ ایک
جملہ اور شینیے کہ افراسیاب جب پیکان کو بھیج چکا حیرت عازم ہوئی کہ انگشتری جمشید کی

لیجئے جاؤن شاہ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اور دبیر کو حکم دیا کہ دو نامے تحریر کر ایک بنام ملکہ
افشان جادو اور دوسرا بنام ہوشیار بن آذر سوار جادو دونوں مین مضمون یہ
ہو کہ بہر مدد خداوند سمت عقیق کوہ کو جاؤ اور وہان نہ جاؤ تو ہمارے پاس حاضر ہو کہ ملکہ حیرت
حیرہ ہفت بلائے طلسم کی طرف انگوٹھی لیئے جاتی ہین تا آنکہ ملکہ موصوف کے تم لوگ
باغیون سے مقابلہ کرو منشی نے حسب ارشاد توقیع وقیع تحریر کیئے شہنشاہ نے دو ساحر
بلا کر نامے دیئے کہ ہوشیار ظلمات مین رہتا ہے ایک شخص ادھر جائے اور ایک شخص شہر
طلسم پر کہ جہان سے لشکر خداوند بہت قریب ہو جائے کہ ملکہ افشان شہر افشانیہ کی مالک
وہین رہتی ہین خلاصہ کلام دونون ساحر نامے لے کر مقامات مذکورہ پر گئے اور نامے دیکے
جواب لیے ہوشیار نے تو لکھا کہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا ہون اور افشان نے
تحریر کیا کہ کنیز خداوند سے بہت قریب ہے اگر خداوند بعزت تمام مجکو طلب فرمائین تو مین
جاؤن اور بغیر کسی ذی عزت کے بلانے آنے سے مین نہ جاؤن گی نامہ دار جب دونون
عرضیان شاہ جادوان پاس لائے اسنے پڑھا افشان کے عذر پر غصہ آیا تھا مگر وہ عزیزہ
ملکہ شرارہ جادو جو اول مین عمرو کے ہاتھ سے بمقدمہ گرفتاری بدیع الزمان قتل ہو چکی ہے
تھی اس باعث سے بادشاہ کی بھی عزیزہ اور بزرگ ہے شاہ طلسم غصہ کو ضبط کرکے ٹھہر ادھر کچھ
سوچکر عرضی خداوند کو لکھی کہ یا خداوند قریب وہان طلسم شہر افشانیہ ہے اور وہان کی حاکم
ملکہ افشان جادو ہے آپ شعلیان کو بھیج کر بہ آبرو سے تمام بلا لیجیے کیونکہ اسنے یہی عذر آپ
پاس آنے مین کیا ہے غرضکہ عرضی دیکر انھین دونون ساحرون کو جو نامے لے کر گئے تھے
خداوند پاس بھیجا ساحر دریا سے اتر کر جب طلسم ظاہر مین آئے باہم مصلحت پذیر ہوئے کہ
ذرا لشکر مفرح کو دیکھتے چلین اور زمین پر اتر کے سیر کنان سپیل چلے عمرو بارگاہ مین مشورہ
میلے کے شہر سے بچنے کا کر رہا تھا یکایک آنکھ کر باہر آیا کہ دیکھون لشکر حریف مین اب کیا
بندوبست ہے اتفاقا باہر جب آیا دو ساحرون کو ایک سمت لشکر سے نکل کر جاتے دیکھا یہ بھی
انکے پیچھے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت ساحر کی ایسی بنا وہ کچھ ہی دور گئے تھے کہ صحرا مین
انکے پاس پہونچکر باہم صاحب سلامت کرکے گویا ہوا کہ آپ کو یا تو دربار شاہ جادوان مین
دیکھا تھا یا آج دیکھا فرمائیے کہان کا عزم کیا ان دونون نے اپنی طرف کا ساحر اسکو سمجھ کر
سارا ماجرا بیان کیا اسنے سب کیفیت عرضی نامے وغیرہ کی سنکر کہا کہ بعد مدت آپسے ملاقات

ہوئی ہو میرے غریب خانے پر تشریف لے چلیے ایک آدھ جام شراب پی کر چلے جائیے گا انہوں
نے ہاتھ باندھ کر کہا مہربانی آپ کی ہمیں عذر صرف اسقدر ہے ہوگا آپنے کہا اچھا نہیں ٹھہر جائیے
میرے پاس ایک گلابی بھری ہوئی پی لیجیے اسکے اصرار سے وہ ساحر ٹھہر گئے اور دو دو جام
شراب کے پیے بیہوشی آمیز تھی پیتے ہی بیہوش ہوگئے عمرو نے عرضی افراسیاب کی جیب
سے نکال کر پھاڑ ڈالی اور اپنے ہاتھ سے عرضی کا یہ مضمون لکھا کہ یا خداوند یہ دونوں
ساحر بڑے حرامزادے ہیں اور نہایت مفتری ہیں لیکن مجھکو بسبب مروت کے یہاں سزا
دیتے انکو بن نہیں پڑتا آپ کی خدمت میں اسلیے بھیجتا ہوں کہ جب وہاں یہ پہونچیں ناک
کان انکے کاٹ کر خوب سی جوتیاں لگا کر نکال دیجیے گا اور ایک رقعہ شیطان بختیارک
کو لکھا کہ ایسے حرامزادے مجھے اختیار نہ طلسم میں آئے ہو سے ہوا تو نے خراج ریش تراشی
اور میری جوتیاں کھانے سے بال جو تیرے بڑے نہیں تھے وہ حجامت کا حق آجتک نہیں بھیجا
لازم ہے کہ سب اس روپیہ جمع رکھنا انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح طلسم بدولت تشریف لاتے ہیں اگر
اپنے دام کوڑی کوڑی نہ پائینگے تو تیرا بھی مثل تیرے باپ کے سر لیے نکلینگے غرضکہ
جب یہ لکھ چکا عرضی بدستور شاہ طلسم کی جو اسکے پاس مصنوعی بعد عیاری ہو گئی تھی عرضی کے
ساتھ رکھ دیا کہ ایک رقعہ بنام شیطان میں نے لکھا تھا شاید یہ ساحر براہ حرامزدگی نہ دیں لہٰذا
تلاشی لیکر چھینوا لیجیے گا اور شیطان اسکو الگ لیجا کر پڑھیں دربار میں نہ پڑھیں یہ لکھکر رقعہ
تو ساحروں کی کمر میں باندھ دیا اور عرضی کو جیب سے میں رکھکر اپنا راستہ لیا وہ ساحر بعد
کچھ دیر کے ہوشیار ہوے اور سوچے کہ شراب بہت تیز تھی جسکو پی کر بیہوش ہو گئے تھے
یا یہ شخص شراب پلانے والا عیار تھا کہ بیہوشی پلا گیا پھر کہا اگر عیار ہوتا تو بیہوش کر کے کیا
تھا مار ڈالتا لوٹ لیتا ہماری سب چیزیں موجود ہیں یہ کہکر جھولی میں نامہ دیکھا وہ
بھی اسی طرح رکھے پایا کہا سامری کا شکر ہے کہ سب طرح سے خیر ہے چلو اب دیر ہوئی ہے
غرضکہ یہاں سے اڑ کر بعد قطع مسافت راہ اسوقت آکر پہونچے کہ لقا جنگل سے پھر کر بارگاہ
میں آیا تھا اور ریشکاں وغیرہ سب بیٹھے تھے مگر بختیارک لشکر ساحران ادہر و اسکے او
خیموں کے نصب کرانے کے انتظام میں تھا کہ ساحروں نے خداوند کو مجرا اور سجدہ کیا عرضی
شاہ جادوان کی پیش کی لقا نے پڑھکر پوچھا کہ کوئی اور بھی رقعہ تمہارے پاس ہے انہوں
نے کہا نہیں لقا نے کہا سچ ہے کہ تم بڑے دغاباز اور بدذات ہو یہ کہکر حکم دیا کہ انہیں گرفتار

کروا اور جوتیان مار دالیں کہ وہ دونون ساحر تھے جب اپنی بے عزتی آنکھون سے دیکھی بحث
کرنے لگے کہ ہمکو گرفتار کرنے چلا ہے ہوش ہوا لقا نے پیکان سے کہا اے بندہ قدرت قید کر انکو
پیکان اور اُسکے مطیع سردار دوڑ کر ان دونون سے جا لپٹ گئے اور از روئے جلوہ
پکڑ کر سامنے لائے لقا نے کہا ناک اور کان کاٹ کر جوتیان لگاؤ حسب الحکم جلادون نے ناک اور
کان کاٹ لیے ہر چند وہ کہا کیے کہ ہم نامور سردار اور بے قصور ہین شاہ طلسم ہمکو عزیز رکھتا ہے
افراسیاب کے پاس بھیجنے کے لیے عرضی آپکو لکھی ہے لقا نے ایک نہ سنی کہا یہ مکار ہین اور بعد
ناک اور کان کاٹنے کے جوتیان انپر پڑنے لگین خوب بندھ کر وہ چیخے شور و واویلا جو بلند ہوا
بختیارک دوڑا آیا حال پوچھ کر عرضی دیکھی پھر ساحرون کو زد و کوب کرنے سے منع کیا اور
اُسنے پوچھا کہ تمکو راہ مین تو کوئی نہین ملا انھون نے شمراسپ پیمبار راہ مین بیان کیا
شیطان بولا کہ بیشک رقعہ بھی تمھارے پاس ہوگا یہ کہکر مین تلاش کیا رقعہ ملا پڑھکر
آنکھون سے لگایا اور پکارا اے خداوند لقا ہمارے مرشد نے ریش تراشی کا خراج مانگا ہے
میرے پاس تو جمع ہے تجھکو بھی موجود رکھنا چاہیے دیکھو ان حضرت نے ان دونون کے ناک و
کان وہان سے کٹوا ڈالے یہ کہکر رقعہ دیا لقا پڑھکر شرمندہ ہوا اور سمجھا کہ عمرو کا یہ فتور تھا
ساحرون کو رہا تو کر دیا مگر بباعث اپنے خداوندی کے کچھ عذر نکیا کیونکہ لوگ کہتے
خداوند آپ ہی بگاڑتے ہین اور آپ ہی پھر منت کرتے ہین لہذا جو مشیت خداوندی مین
گذرا وہی ٹھیک تھا ساحران بینی و گوش بریدہ نالان و گریان سمت طلسم گئے اور یہان
پیکان نے پوچھا کہ ملک جی یہ کیا معاملہ تھا اُسنے کہا معاملہ کیا میرے مالک اور پیر و مرشد
نے جو کچھ لکھا تھا تعمیل اُسکی ہوگئی اب ریش تراشی کا خراج مانگا ہے وہ مین طلسم مین
بھیجونگا خداوند نہ بھیجین گے جوتیان کھائینگے پیکان نے کہا خداوند سے بڑھکر
کون ہے اُسنے کہا وہ بھی کوئی ہین مین نام اُنکا نہ لونگا میرے باپ کا پیر سکا چکے ہین
غرض یہ کو ثابت ہوا کہ یہ عمرو کو کہتا ہے بس یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ ملک جی توبہ توبہ کرو ایک عیار
کو خداوند پر ترجیح دیتے ہو دیکھو مین ایک ساعت مین لشکر خدا پرستان غارت کیے دیتا
ہون بختیارک نے کہا بس چپ رہو بہت لاف و گزاف نہ کرو مرشدزادے ہر وقت یہان
تشریف رکھتے ہین ایسا نہو کہ تمھارا ابھی فیصلہ کر دین پیکان کو ان باتون سے غصہ آیا اک
ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر کھینچکر فولاد جادو نام اپنے سردار کو دیا کہ اس تیر کو

جا کر پہاڑ پر رکھ کر منہ سمت لشکر امیر اُسکا کر کے کہا کہ اے پیکان بحکم خداوند سامری جلد صرصر
شہر ہی اُس لشکر پہ تیر برسین فولاد تیر لیکر چلا مگر لشکر ساحران مین جنگاہ مین آیا تھا عیار
سمجھ چکے تھے کہ یہ جو آئے ہین فتور ضرور کرینگے بدین لحاظ صورت بدل کے بارگاہ عدو مین
کھڑے اُنکے عزم کو دریافت کر رہے تھے اُنھون نے سب کیفیت ساحرون کے تاک کر کان
کھینچنے کی دیکھی اور پیکان کا پھینکنا بھی دیکھا فولاد کے ساتھ عیار بھی چلے اور باہر بارگاہ کے
آکر سماک عیار تو امیر کے پاس گیا کہ اُنکو اس حال کی خبر دون تاکہ اسم اعظم پڑھین اور سردار
بارگاہ سلیمانی مین سب چلے جائین کہ سحر کی آفت سے محفوظ رہین فی الحال تو ادھر گیا اور
چالاک بن عمرو فولاد کے ساتھ ہوا اور بانون شاطری مار کر اس سے پہلے کوہ کے قریب
جا کر ایک کھال شیر کی کسوت عیاری سے نکالی اور اپنے جسم پر پہنکر گھنڈیان پہنچا کر درہ
کوہ مین مخفی بیٹھ رہا اس عرصہ مین فولاد قریب کوہ پہونچا اور چاہا کہ گھاٹیان طے کر کے
پہاڑ پر جاؤن شیر ڈھاڑ کر نکلا کہ یکایک اسپر آپڑا یہ بدحواس ہو کر چیت گرا اور سحر سارا بھولا
فولاد خوف سے بیہوش ہو گیا چالاک اُسکی چھاتی پر اُسی طرح شیر بنا ہوا چڑھا اور بینی کے
سفوف بیہوشی پھونکا کہ وہ بسبب زندہ ہونے کے سانس لیتا تھا دماغ مین بیہوشی نے
سرایت کی اب بالکل بیخبر ہو گیا اسکے سینے پر سے ہٹ کر کھال اُتاری اور وہ تیر جو سحر کا
تھا جیب سے نکال لیا اور بجاے اُسکے ویسا ہی تیر رکھ دیا آپ درہ کوہ مین جا کر
چھپ رہا کچھ دیر کے بعد فولاد کی بیہوشی دفع ہوئی ہر چند کہ ہوشیار ہوا مگر وہی خیال
پیش نظر تھا کہ شیر مجھے دبائے بیٹھا ہے اسوجہ سے گھگی بندھ گئی تا دیر آنکھ بند کیے پڑا رہا
جب کسی نے اُسکو آزار نہ دیا اور طبیعت سے خوف برطرف کیا قوت و دل کیا اور ہمت قوی کی
اُسوقت آنکھ کھولی دیکھا شیر نہین ہے بس جان گرامی تو کمال عزیز ہوتی ہے اُٹھ کر بھاگا
کہ ایسا نہو پھر شیر آجائے جب دور نکل گیا چندان حواس درست ہوئے گرد اپنے حصار
سحر کا پڑھا اور دوسری جانب بہت دور جا کر پہاڑ پر چڑھا اور تیر نکال کر جانب لشکر امیر
رُخ اُسکا کر کے رکھا اور پکارا کہ بحکم سامری تیر لشکر عدو پر برسین ادھر تو اُسنے تیر رکھا اور
ادھر چالاک درہ سے نکل کر پہاڑ پر چڑھا اور تیر کا منہ جانب لشکر لقا رکھ کر پکارا کہ
بحکم خداوند سامری جلد صرصر کا منہ ہی اُس لشکر پہ تیر برسین فی الفور لشکر لقا پر ایک ابر
محیط ہوا اور زیر پلے سحر کے آگ زور برسے ہوا ٹھہرا تھا تھین تیر و کمان لیے تھے تیر بھر کمان

ستم باد پایان پولاد نعل ❊ زخون دلیران زمین کرد لعل
تیز چنگ کسان را سکہ بازو شکن ❊ لبیب خلق را بردہ از خویشتن
درخشیدن تیغ آئینہ تاب ❊ درخشان تر از چشمۂ آفتاب

یہ غوغا جب بلند ہوا فولادو بہاڑ پر تیر رکھ کر خیال کہ معلوم ہوتا ہے لشکر عدو میں ترس ہے اسی بہانے جب اپنے لشکر میں آیا جنگ عظیم برپا دیکھی سمجھا کہ فوج دشمن عاجز ہو کر یہان آگئی ہے یہ جا کر لڑنے لگا شعلہ آتش کے بلند ہو کے شرارے اڑتے تھے ستارے ٹوٹ کر گرتے تھے یہ شور سنکر لشکر امیر بھی تیار ہوا سرداران نامور خیموں سے نکل آئے بادشاہ بھی برآمد ہوے کہ سماک عیار اور چالاک نے آکر عرض کیا ادب سارا ماجرا بیان کیا بادشاہ اور سرداران ہنس پڑے اور چالاک کو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور فوج کو حکم دیا کہ جب تک یہ ہنگامہ رہے یہان سے بھی کوئی کمر نہ کھولے فی الجملہ یہان تو یہ انتظام رہا اور اس طرف لاکھوں آدمی مارا گیا جس وقت کہ نسیم سحر بساط خلد کا سینہ ہندو شب کے پار گذری اور شفق صبح سے زمین خون آلود نظر آئی کہ نظم

چو روز دگر مرغ بکشاد بال ❊ تہی شد دماغ سپہر از خیال
نفیر سپہ تا سپہر زد خروس ❊ درآمد بہ عیش بدل آواز کوس

دم بھر نبرد آزمایان باہم نے ایک دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا مگر کھولی نہ جالت ہے سر زانو میں ڈال کر بیٹھا اور تختیان کے ہاتھ نکلنے کے طور تعریف پیکان کی کرتا ہوا کہ عبرا کہ آپکا مثل نہیں کہاتا یا ... آپ نے کیا حضور کی اسی ہاتھی کی مثل ہے لی جو اپنی فوج کو مارتا ہے واہ مرشدزادے واہ میان پیکان نے کیا جوتا آپ نے لگایا سارا جادو کرنا بھلا دیا یہ کہکر خداوند سے کہا کہ آپ نے تقدیر پہ کیسی کی لقا نے جھلا کر جواب دیا کہ قلم قدرت میرا اسوقت اٹھا ہو گیا جدھر قلم چل گیا چل گیا تجھے مشیت میں میری کیا دخل ہے غرض بعد اس گفت و شنید کے پیکان نے فوج ساحران کا جائزہ لیا سو دو سو زندہ بچے باقی بارہ ہزار کے بارہ ہزار مارے گئے منہ اپنا پیٹ لیا اور افراسیاب کو سب کیفیت عرضی میں لکھکر روانہ کی اور لکھا کہ اور فوج بھیجیے یہ عرضی ایک ساحر لیکر گیا اور پہلے اسکے وہ دونوں ساحر بھی بریدہ جا کر پہونچے شاہ جادوان انکا حال دیکھ کر آگ ہو گیا اور بعد عرضی پیکان کی پہونچی فرط غضب سے کچھ التفات عرضی پر نہ کیا اور ساحر سے کہا اگر مقدمہ خداوند کا نہ ہوتا تو میں اپنے ملازموں کا عوض لیتا خیر تو جا اور پیکان سے کہنا کہ تنہا مقابلہ

ملک جی وہ لوگ ایسے ہی ہیں مجھے بھی اُنسے لڑنے کی حسرت ہے آپ نے آج کی جنگ ساحر کو
بھیج کر مفت خراب کی بختیارک نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم چندے یہاں اور رہو اور تم خود
امیر میں جانے کی جلدی کرتے ہو اچھا آج اپنے نام پر طبل بجواؤ اور ڈنکے کی چوٹ جا کر
مسلمان ہو جاؤ خونخوار ان باتوں کو سنکر ہنسا اور بکام نواخت طبل دیا نقارۂ جنگی ہی سرکاری
خدمت شاہ میں جا کر مخبر ہوئے اس طرف بھی دہل اور دمامے بجے تیاری جدال و قتال
شروع ہوئی رات بھر درستی ہوئی جس وقت کہ طاق فیروزہ فام آسمان پر صانع قدرت نے یاقوت
رخشان مہر سنگ کو خاور سے نکالا اور بساط گوہر آمود نُہ سپہر شب سے کواکب کو لپیٹا کہ بمقتضای آیات

چنین تا یکے روز این چرخ پیر	برآورد گرد سر زور پاے قیر
چو خورشید برزد سر از گنج نیل	فرو شست گردون قبار از نیل
دگر بارہ شیران نمودند شور	ز گوران ہمہ دشت کردند گور
بغلغل در آمد جرس با دراے	بجوشید خون از دم کرنای

صبح امیر نامدار بر در آستان شاہ بیدار گئے ہمراہ خسرو کج کلاہ مع سرداران عالی جاہ کے وارد
دشت نبرد ہوئے لقا بھی آیا فوج زبا موج ساتھ لایا بترتیب لشکر خونخوار گینڈا بڑھا کر
میدان میں آیا ہنرہاے شایستہ دکھا کر طالب شمشیر ہوا از بسکہ جمہور نے یہ معرکہ نکالا ہوا
اِس ہنگامے کے موجد گویا یہی ہیں اس باعث سے آج بھی انھیں نے مرکب آڑا اور راحت
لیکر میدان میں آکر مقابلہ کیا چونکہ اول روز نیزہ بازی ہو چکی تھی آج خونخوار نے گرز گران
چرخ دیکر لگایا شہزادے نے اپنے گرز پر گانٹھا اور جواب میں اُسکی ضرب کے آپ بھی گرز مارا
اُسنے بھی گرز پر روکا مگر دونوں گھٹنے جا کر زمین پر لگے اور کمر پر گینڈے کے وہ کمان ہڈی
کہ ٹوٹ گئی خونخوار کو گر گھوڑا بے کرنے حریف کا چلا تھا کہ شہزادہ بھی کود اودو ڈ کر
لپٹ گیا کشتی آغاز ہوئی یہاں مار اور یہاں جٹکا بڑی ترپ اور جھڑپ سے خونخوار لڑنے
لگا مگر کشتی میں حسب فرمایش بختیارک مخفی طور پر سحر کان نے سحر کیا کہ جمہور کی قوت
جسم جاتی رہی اسنے جیت کر کے باندھ لیا اس کشتی میں دن آخر ہو چکا تھا لشکر لقا میں
طبل بازگشت بجا اور سب جنگ سے پھر کر داخل خیام و بارگاہ ہوئے امیر بھی بارگاہ میں
آکر لشکر آسودہ ہوئے امیر نے فرمایا کہ مجکو جمہور کے گرفتار ہونے کا بڑا تعجب ہے سرداروں
نے عرض کیا کہ ہم جانتے ہیں وہ سحر سے قید ہوا ہے یہاں تو یہ چرچا ہے مگر اس طرف خونخوار نے

قید شہزادے کو بلوا کر سامنے اپنے بلایا اور بعتاب تمام خطاب کیا کہ مین نے تجکو بمردانگی میدان مین
قید کیا پھر میری اطاعت مین کیا تامل ہی خداوند کو سجدہ کیون نہین کرتا جمہور نے کہا مجھے سحر
کیا اور دغا سے قید کرکے تو لایا اب باتین بناتا ہی خونخوار نے کہا مجکو اصلا اسکی خبر نہین اور
پیکان سے کہا مجھے آپ بدنام نہ کیجیے اسپر سے سحر اتار لیجیے اسنے اپنا جادو دور کردیا کہ جسم
شہزادے کا توانا ہوا خونخوار نے کہا آہنگرون کو بلاؤ کہ قید بھی کاٹ دین شہزادے نے
یہ سنکر نعرہ زور مین چیخ مارکر ہتکڑی بیڑیان وغیرہ توڑ ڈالین خونخوار نے چاہا کہ مثل
اسکے جیسا کہ اسنے میری خاطر کی تھی اسکو بھی تعظیم و تکریم مہمان بناؤن اور خلعت دیکر
رخصت کردون شہزادے نے فرمایا کہ ہم غیر مذہب کے یہان شہد اب تک نہین پیتے اگر تجکو
ہمسے مقابلہ منظور ہی تو اٹھ کھڑا ہو کار امروز بفردا مگذار اسی وقت نصیب آزمائی کر خونخوار
یہ سنکر دنگل سے کودا اور سامنے بارگاہ کے اکھاڑا ویسے صحن بارگاہ کرسی و دنگل سے خالی
کرایا اور چیٹ لنگوٹ باندھکر شہزادے سے مقابل ہوا اجنبیا رک نے کہا یا خداوند میان
خونخوار اب چلے یہ کسی طرح نہ کہینگے غرضکہ دونون مین کشتیان کھینچ کر داؤن اور پیچ
شروع ہوے جمہور نے چار گھڑی کی کشتی مین اکھیڑ کر مارا کہ چارون شانے چیت کردیا اور چھاتی
پر بیٹھا چاہتا کہ سوال سلام کرکے اسکے انکار پر سر اسکا گردن سے کھینچ لے لیکن اسنے جھکے
سے کہا کہ اے شہریار مین آپکا غلام ہون یہان سے آپ جاکر میری بارگاہ کے قریب ٹھہریے
مین بھی آتا ہون جمہور اسکے سینے سے اٹھا اور پکار کر کہا کہ اے فرقہ لقا پرستان مین جاتا ہون
ہی کوئی تم مین ایسا کہ روکے مجکو کسی نے جواب نہ دیا یہ باہر آکر ٹھہرا بعد کچھ دیر کے خونخوار
بھی اٹھکر آیا اور جمہور کو بارگاہ مین اپنی لایا اس ہنگام مین وہ بقیہ دن تمام ہوا اور
فلک خونخوار نے جمہور کو اکبر کو بارگاہ زرنگاری مین بلایا اور کلیچہ ناہ کو بہ عزت رو برو
مہمانون کے پیش کیا کہ بہ فحواے قطعہ

جہان خوش نما شد کہ گرد و سپاہ		سپاہی پدید آمد از کنج راہ
بزنگی بدل گشت کشتی سیاہ		برآشفت گردون چو زنجیر کے

خونخوار نے اپنی فوج کے افسرون کو بلایا اور فرمایا آگاہ ہو کہ یہ مسخرہ لقا دعوی خدائی کا
کرتا ہی مگر کیسا خداوند ہی کہ جو اسکی مدد کو آتا ہی مارا جاتا ہی اور ذلیل ہوتا ہی بنابر اسکے مین نے
اطاعت خداپرستون کی اختیار کی اور خدا کو واحد اور لاشریک جانا اب تم بھی مسلمان ہو

اور میرے ساتھ چلو افسرون نے کہنا اسکا بدل منظور کیا اور خدا کو یکتا اور سب کو مانند مانا اُس وقت انکو حکم دیا کہ تم جاکر مخفی طور سے لشکر اپنا تیار کرا رکھو اور ہم بھی سوار ہوتے ہین اس لشکر بے ایمان لقا پر شبخون مارکر خدمت امیر مین چلو افسر یہ حکم پاکر گئے اور کمیدان نے پلٹن کو اور رسالہ دار نے رسالے کو تیار کرایا اس اثنا مین خجستہ شمشیر گذار اور جمہور نے نکل کر فوج لقا پر حملہ کیا لشکر کوہیون کا نام و نعرہ اپنے مالک کا سنکر تلوارین کھینچ کے جا پڑا فوج لقا کی غافل تھی اسی ہزار کو ہی سر کرکے لشکر مین ہلچل پڑگئی فوج نے خجستہ شمشیر گذار کی طنابین خیمون کی کاٹ دین کہ وہ جھوم کر گرے لوگ اُسکے نیچے سے نکلنے نہ پاتے تھے کہ اُنھون نے گھوڑے دوڑا دیے پھر تو یہ عالم ہوا کہ جیسے دام مین چڑیان پھنس کر پھڑکتی ہین سب کا طائر روح تڑپ کر قفس تن سے پرواز کر گیا اور وہ غلغلہ اُس وقت برپا ہوا کہ صیاد فلک کا کلیجہ شق ہو جاتا تو عجب نہ تھا چار طرف بدحواسی مثل ابر کے چھا گئی کہ لمولفہ

گرا کٹ کے خیمہ تو عالم یہ تھا
کوئی اُٹھ کے بھاگا کوئی گر پڑا

کوئی اپنا گھوڑا لگا کھینچنے
تو گھوڑے کو دم مین لگا کھینچنے

گھبرا اسپ اُسدم تھی باہر گرہ
کہ کھولا جو گھوڑے کو بس کھینچ کر

اگاڑی نہ کھولی پچھاڑی کو کھول
چڑھے اُٹھ کے جلدی سے تلوار تول

کوئی زیر جامے کو گردن مین ڈال
یہ بولا گریبان تنگ ہے کمال

غرض اضطراب اُنکو اسدرجہ تھا
کہ جامے کا پیچھا ہی ہونے لگا

اس اثنا مین مردان جنگ آزما
عدم کا دکھانے لگے راستا

چمکنے لگی برق شمشیر پھر
برسنے لگے ہر طرف تیر پھر

چلی صرصر تیغ سن سن وہان
بجھی شمع ہستی دشمن وہان

یہ اُگلے تھے تلوار دن نے منہ سے لعل
کہ تھا عارض شاہد ارض لال

ہوئی آتش کینہ یہ شعلہ ور
کہ تھا ہر طرف الحذر الحذر

ہوا جان دینے کی ایسی بڑھی
کہ باغ اجل مین بہار آگئی

ہوے قطع اس طرح سے نخل تن
کہ ہو قطع جس طرح سرو چمن

پھلے پھولے زخمون سے تھے نخل قد
گلستان تھا میدان دم جد و کد

سرون پر تھی یون ڈھال سایہ فگن
کہ چھایا ہو جیسے سحاب چمن

کشاکش مین دم اس طرح سے پڑے	کہ تار نفس کے جھوٹے پڑے
عدو فوج لشکر کا فربے جیا	نہ تلوار کی آنچ کو سہہ سکا

اسی اضطراب مین پلٹن ایک طرف سے آئی ادھر رسالہ کھڑا تھا اسکو فوج عدو دیکھ کر لڑنے لگی
رسالہ ایک جانب سے آیا وہ اپنے ہی یہان کی پلٹن سے بھڑ گیا لقا اور پیکان وغیرہ بارگاہ
سے باہر دوڑے سارا لشکر باہم لڑتے دیکھ کر حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے ادھر جمہور اور خونخوار
تلوارین مارتے اپنی فوج کو لیکر سمت لشکر اسلام چلے یہان بھی طلایہ قایم تھے اور ساری فوج
کمر باندھے مستعد تھی اس لشکر کو آتے دیکھ کر طلایہ والے آگے بڑھے اور پکارا کہ کون آتا ہے جمہور
سارے لشکر کو ٹھہرا کر اکیلا فوج اسلام مین آیا اور سارا ماجرا بیان کیا اسوقت لشکریان اسلام
بہر استقبال خونخوار گئے اور سب اسکے لشکر کے آنے سے کر آئے جابر فوج نے کوہ بیرنگی خیمے
برپا کیے اور استقامت پذیر ہوئے اور خونخوار کو جمہور نے اپنی بارگاہ مین لاکر فروکش
کیا اُس طرف لشکریان لقا کو باہم لڑتے دیکھ کر پیکان نے کہا شاید حمزہ شبخون آیا ہے
مین بھی سحر کرتا ہون بختیارک نے کہا حمزہ کا یہ دستور نہین جو شبخون آئے اور غفلت مین کسی
کو ہلاک کرے ہان حمزہ اور اسکی اولاد اس جگہ شبخون مارتے ہین کہ جہان لاکھون آدمی
جو بیٹھے ہون اور وہ اکیلے ہون لہذا یہ حرکت ہی کسی اور ہی کی ہے تم سحر کرو کہ سب شبخون
جو ہماری فوج آپس مین لڑتی ہو اچھا ہو ورنہ طبل امان بجاؤ کہ سب کے کان مین صدا اسکی
پہونچے اگرچہ لقا شبخون آیا ہے تو لڑائی موقوف نہو گی اور باہمی جنگ موقوف ہو جائیگی پیکان
نے اسکے کہنے سے کچھ سحر پڑھا کہ ہزارہا پتلا برسے کے ہوا آکر نعرہ زن ہوا کہ اے بندگان خداوند
کیون باہم لڑتے ہو جنگ موقوف کرو یہ ندا ہر ایک کے گوشزد ہوئی اور لڑائی موقوف
کی معلوم کیا کہ باہم آپس مین نبرد آزما تھے آخر سب نے پھر قیام کیا مگر اس جنگ مین بھی لاکھون
آدمی مارے گئے دشت مین خون کے نالے بہے رات بھر اسی ہنگامے مین ہر شخص رہا جس
وقت کہ میدان عالم شفق خونین رنگ سحر سے گلنار ہوا اور خورشید خونخوار طلعت فوج جمہور
انجم پر چھاپا مار کے قتلعام

دگر روز کاین پور سجادہ رنگ سا	ز پہلو بے گشت بر تخت شاہ و ہنگ سا
زمین فرش سنجاب چون در نوشت	بر آورد سر مہر با تیغ و طشت
نصیب دیار شمر ایت افراختند	دوران مین صحرا وطن ساختند

صبح کو لقا پر ظاہر ہوا کہ خونخوار شبخون مار کر لشکر اسلام میں چلا گیا کہنے افسوس بہان کر خاموش
ہو رہا اور وہان شہنشاہ گیتی ستان تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوئے تھوڑی دیر کے بعد آکر زمین ادب
کو بوسہ دیا اور خونخوار نے نذر دلائی اور ماجرا شبخون عرض کیا بادشاہ نے خونخوار کو
بہ عنایت تشریف سے خلعت فرمایا بارگاہ رہنے کو عنایت فرمائی خراج اسکے ملک کا معاف
کیا اور ہمیشہ سرکار سے مقرر فرمایا پھر جلسہ عیش شروع ہوا ناچ ہونے لگا مگر لشکر لقا مین
ایک کہرام برپا تھا یعنی رات کو بیٹا باپ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور باپ بیٹے کے ہاتھ سے
قتل ہوا تھا کوئی سر پیٹتا تھا اور کوئی گریبان چاک کرتا تھا بختیارک نے افسران فوج کو بلا کر
بہت کچھ زر و جواہر دیا اور نہایت تسکین دہی دلداری کی پھر خدا سے کہا کہ مین جاکر بہاڑ
پیچھے سحر کرتا ہون کہ لشکر عدو پر ایسی آفت آئیگی کہ جس سے جانبری کسی طرح نہ ہو گی یہ کلمات
سنکر لقا کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ صدف جادو نام ایک سردار نے عرض کیا کہ آج مین طبل
جنگ بجوا کر امیدوار ہون کہ اپنا سحر عدو سوز دشمنون کو دکھاؤن بختیارک نے کہا کیا مضایقہ
ہے یہ حکم سنکر صدف سحر کرنے اٹھ گیا اور اپنے خیمے مین دن بھر سحر کیا جب صدف جادو
سے گوہر آراستہ نابدار کواکب ظاہر ہوئے اور شمشیر خورشید یا ہلال کیا ... در شو سوا ہوا کہ ابیات

چو از تیرہ شب روز روشن نهفت	طلایہ بیرون رفت و جاسوس خفت
شب تیرہ پہلو ببستر نبرد	لطایف بپژمرده ہی ستارہ شمرد

شام ہوتے ہی طبل جنگ گرجا یا صدا اسکی مثل صبح کے لشکر مین پھیلی ہرکارون نے جاکر
بادشاہ سے عرض کیا کہ بیت

شہا شہریارا جہان داورا	فلک پایہ مشتری سیما

آج پھر لقا ان ناہنجار آمادہ کارزار ہین نقارہ رزمی بجا ہے ہر ایک آمادہ حرب و مہیائے قضا ہے
شاہ اسلام نے بھی نقارہ بجوایا وہی قہر و غضب کا ہنگامہ لشکر مین شب بھر برپا رہا جب صبح
کہ عروس عالم کو مادر دہر نے زیور زرین تار شعاع مہر سے آراستہ کیا اور جہان وہ دو اعی
ظلمت شب سے رہائی پاکر مثل لقا و نقاب کے روشنی پذیر ہوا کہ نظم

دگر روز کاین ساقی صبح خیز	زمی گرد بر خاک یاقوت ریز
دو لشکر چو دریای آتش دمان	کشادند باز از کمین کمان

امیر سے بعد دولت شاہ پر آئے اور کشت بادشاہی کو قلب لشکر مین رکھ کر پرے کر دو

گرد خیام اور بستر سب غرق دریای آتش ہو گئے ہین مرکز خاک کرۂ نار ہی ہوا سموم چلتی ہی پھپھولی بازو
کی آگ اوگلتی ہی اس طرح روئین روئین سے بسبب حرارت کے چنگاری نکلتی ہی اُف اُف ہر دہن
سے جاری ہی ظاہر ہے کہ یہ شرارت اُن انسانون کی ہی جو فرقۂ ناری ہی دل سینون مین جلتے ہین
آبلے دانون کی طرح تنفتے ہین کہ مثنوی

شعلے پیدا تھے پیرہن سے — چنگاریان اُڑتی تھین بدن سے
آتش افشان ہوا تن کوہ — بر فستان مین تھا مسکن کوہ
جو سنگ تھا وہ شرر فشان تھا — اودھے پہ سماق کا گمان تھا
دل اہل جہان کا جل رہا تھا — آہون سے دھوان نکل رہا تھا
دست مژگان سے دیدۂ تر — پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
سد ودھی سیف کی روانی — قطرہ لب تیغ پر تھا پانی

آخر ادھر تو سب نے سجادے بچھائے اور دعا درگاہ خدا مین کرنے لگے اور اس طرف عیار
بھیس بدل کر لشکر لقا مین گئے اور فکر عیاری مین ٹھہرے اور جو اسیان لشکر عدو نے
یہ خبر لقا کو پہونچائی اُس گبر کو موقع اچھا ہاتھ آیا پکارا کہ دیدی قدرت مرا ایسا غضب
بندگان مغضوب پر نازل کیا سب کافرون نے کہا کہ برحق یا خداوند تجھ مین بڑی قدرت ہے
یہان تو یہ تذکرہ ہی اُدھر عیار جو لشکر مین پھر رہے تھے اُن مین سے برق خطائی اُس طرف
وا نکلا کہ جہان پیکان کا باورچیخانہ ہی اُسکے شکل ساحر تھا داروغہ مطبخ کو اشارہ سے
بلایا وہ سمجھا کہ یہ ساحر میرے مالک کا نوکر ہے کچھ تو سبب ہی جو بلاتا ہی غرضکہ اُٹھ کر قریب آیا
اُسنے کہا مین ابھی دربار مین تھا حضور فرماتے تھے کہ داروغہ مطبخ کا تغلب و تصرف کرنا
ظاہر ہو چکا ہی سزا دینا واجب ہی داروغہ کا یہ کلام سنکر جی چھوٹ گیا اُسنے کہا کہ تم مجھے
نہین جانتے ہو مگر مجکو تمھارا بہت پاس ہی چلو دیوانجی سے تمھاری سفارش کر دون کہ کھانا
ٹھیک سا کر دین داروغہ اُسی وقت منت کرتا ہوا ساتھ ہوا اُسنے مقام تنہائی پر اُسکو لا کر حباب
بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوا فی الفور یہ صورت اُسکی بنا پیرہن اُسی کا پہنکر اور اُسکو زیادہ بیہوش
کر کے گٹھری باندھ کر جنگل مین لا کر ڈال دیا آپ وہان سے مطبخ مین آکر اہتمام کھانا پکانے کا
کرنے لگا آخر سب کھانے مین بیہوشی ملا دی اور وہان پیکان کو جب بھوک لگی دربار سے
اُٹھ کر آیا کھانا طلب کیا داروغہ نے خوان کھانے کے بھجوائے اور خدمتگارون کو بھی کچھ کھانا

دیا پھر سامنے مالک کے حاضر ہوا وہ اپنے رفیقون کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جسوقت کھانا کھا چکا یا
دربار مین جاؤن مگر بیہوشی نے لگا لیٹ رہا اور یہی کیفیت سب رفیقون اور نوکرون کی ہوئی
آخر سب بیہوش ہوئے برق خنجر نکال کر چاہتا تھا کہ اسکو ذبح کرے اتفاق سے ایک ساحر جوار
جادو نام باہر سے آیا اُسنے دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہے اور ایک شخص سپکان کو قتل
کیا چاہتا ہے یہ دیکھتے ہی سحر سے برق کو گرفتار کیا اور پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا عیار ہون
قتل کرنے ساحرون کو آیا تھا جوار سارا حال سنکر اسکو باہر لیکر چلا کہ قید کر آؤن جسوقت بارگاہ
کے باہر آیا مہر ہنگ مصری کہ عیار کہ بھی بہر عیاری آیا تھا اُسنے پشت پر سے حلقہ کمند کا مار کے
جوار غافل تھا اُلجھکر گرا جسوقت تک سنبھلے اسنے خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا غل و شور
برپا ہوا برق اور مہر ہنگ دونون بھاگ گئے ساحر شور سنکر دوڑے بارگاہ مین آکر سپکان
وغیرہ کو ہوشیار کیا جسوقت سب ہوشیار ہوئے سپکان کے حواس باختہ ہوگئے اور جلد سوار
ہو کر دربار خداوند مین گیا عیارون نے اسکو جاتے دیکھکر تعاقب کیا صورت بدلکر دربار
مین جا کھڑے ہوئے سپکان نے سب کیفیت بیان کی کہ آج عیار مجکو قتل ہی کر چکے تھے [illegible]
بولا آج بچ گئے آپ کل قتل ہوگئے اب بچنا دشوار ہے مہر شہدرا دوسرے دن ہلاک ہو چکے ابھی گفتگو
مین غدار اور اشتیت بھی پہاڑ پر سے آگئے سحر نتارک نے کہا تمنے لشکر اسلام پر سحر کیا کہ
یہان نہ ٹھہرو نہین ہلاک ہوگے اشتیت نے پیشکش غدار سے کہا کہ کوہ عقیق کے پاس کوہ
سنبر ہے وہان ایک احاطہ سحر بنا ہوا ہے اور اُس مین ایک جوگی بیراگی دوست اور اوس کے چیلے
رہتے ہین وہان چلکر ہم تم بھی رہین اور حمزہ کا اسم اعظم بند کرین کیونکہ ہمنے یہ سحر ایسا
کیا تھا کہ تمام عالم دریاے آتش مین غرق ہو جاتا مگر حمزہ نے حصار کرکے لشکر اپنا بچا لیا
اور محنت گوارا کرکے سارا سحر دن بھر مین باطل کر دیگا یہ کہکر کوہ سنبر کی طرف چلے اوس
وقت سحر نتارک نے کہا تمنے بڑا غضب کیا جو نشان اپنے مسکن کا بتا دیا عیار وہان
پہونچین گے کیونکہ وہ یہان ضرور ہونگے یہ کلام سنکر اشتیت ہنسا اور کہا خود وہان آئینگے
مارا جائیگا ہم اس لیے وہان جاتے ہین کہ تنہائی مین اپنے بیگانے کی تمیز ہو لیکن یہان او
کثرت لشکر مین عیار شناخت نہین ہو سکتے اور بچنا بھی دشوار ہے یہ کہکر یہ پرواز کرکے
روانہ ہوئے عیار بھی اُنکے تعاقب مین باہر بارگاہ کے نکلے اثناے راہ مین چالاک ابن
ابوالفتح سے ملاقات ہوئی کل حال اُنسے بیان کیا اُنھون نے کہا تم یہین ٹھہرو ہم کوہ سنبر

کی طرف جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوے مگر اول وہ دونون ساحر احاطہ سحر کے قریب پہونچے
دیکھا دروازہ بند ہی یہ سحر سے دیوار پہاند کر چلے جوگی کے چیلون نے غل مچایا کہ چور آئے
انھون نے قریب جا کر جوگی سے اپنے تئین ظاہر کیا اُسنے پہچان کر اتیت کو گلے سے لگایا
مرگ چھالا بچھا دیا یہ دونون بیٹھے پھر چیلون سے کہا تمھارے یہان مہمان آئے ہین جلد انکے
لیے بھوجن کو لاؤ چیلے کچھ حلوا اور پوری اور مٹھائی تھالیون مین لائے اتیت نے کہا
پہلے نشے پانی سے فراغت کر لین تو کھائین جوگی نے چیلون سے کہا شراب انکے لیے جلد لاؤ
چیلے گویا ہوے کہ باباجی دارو تو نہین رہی ٹھنڈائی البتہ بنگ ہی جوگی بولا کہ بازار سے
لے آؤ دو چیلے نکل کر روانہ ہوے جب کوہ سے نیچے آگے بڑھے ادھر سے دونون عیار احاطہ
سحر ساحر بنے ہوے ڈھونڈتے آتے تھے چیلون کو دیکھ کر قریب آئے اور کہا احاطہ سحر مین
ہمارے مالک گئے ہین تمکو وہ مقام معلوم ہو تو بتا دو چیلون نے کہا تم اتیت جی کے نوکر
ہو عیارون نے کہا ہان چیلے بتانے لگے کہ ادھر سے پھر کر یون سامنے کو جاؤ تو ہرے
ہرے کا اسکے آگے ببول کا جنگل ہی اُسمین ہو کر جہان ندی ملے اُسی کے کنارے احاطہ بنا
ہی عیار جب یہ سن چکے پوچھا تم کہان جاتے ہو انھون نے سارا ماجرا شراب منگانے کا بیان کیا
عیار پاس تو کھڑے ہی تھے سنتے سنتے دونون نے بیضہ بیہوشی مارے کہ چیلے بیہوش ہو گئے
یہ انکی صورت بنکر لباس وہی پہنکر تونبین شراب کی آغشتہ بیہوشی لیکر اُس پتہ پر جو سن چکے
ہین چلے اور آکر احاطہ سحر مین پہونچے دیکھا کہ احاطہ مین مختصر سا باغ لگا ہی گل و ثمر سے
پھلا پھولا ہی بیچ مین چبوترے پر جوگی کان مین کنڈل پہنے ہاتھون مین لوہے کے کڑے
ڈالے بھبوت ملے بیٹھا ساحرون سے باتین کر رہا ہی دونون عیارون نے تونبین جا کر
سامنے رکھدین ساحر تو انتظار شراب مین کھانا لیے بیٹھے ہی تھے فوراً پیالیان بھر بھر کر پینے
لگے جوگی نے چیلون سے کہا میری ٹھنڈائی بھی لاؤ عیارون نے الگ جا کر چیلون سے
جو دو ایک وہان تھے بنگ طلب کی انھون نے کہا طاق پر رکھی ہی اور وہین سِل بھی ہی
اسوقت گھوٹنے مین عرصہ ہوگا جا کر پیس لاؤ لیکن ذرا زیادہ بنانا کہ ہم تم بھی پئین عیار
گئے اور بنگ پیس کر چھان کر بیہوشی ملا کر چیلون کو تھوڑی دیتے آئے باقی لٹیا مین بھر کر
سامنے جوگی کے لائے وہ بھی پی گیا بعد ایک لمحہ کے سب بیہوش ہوے عیارون نے سب کا
سر کاٹ ڈالے غل و شور برپا ہوا عیار بھاگ کر لشکر کو چلے یہان وہ حصار آتش جو گرد لشکر

تھا غائب ہوگیا اور اہل اسلام نے بلا سے نجات پائی طبل بشارت پر چوب پڑی جو اس لشکر
لقا خبر لیکے گئے اور بعد ادائے مراسم ادب یہ عرض رسا ہوئے کہ لشکر عاد و ثمود نے سحر کی آفت سے
نجات پائی شیطان پکارا کہ دو بارا گیونکہ میں نہ کہتا تھا کہ اب جانبری غیر ممکن ہے پیکان کو
اسوقت غصہ آیا اور کہا یا خداوند آپ کیسی الٹی تقدیر کرتے ہیں کہ جو آپ کی مدد کرتا ہے وہی
مارا جاتا ہے لقا نے گڑگڑا کر بختیارک سے کہا کہ اسے بے ادب تو بھی اس لائق ہے اور شیطان خداوندی
میں دخل دینے لگا اب تو بھی مارا جائیگا پیکان خفا ہوئے شیطان خدا ڈر کے چپ ہوگیا اور وہ
خاموش ہو رہا از بسکہ اس ماجرے کے گذرنے میں دن ختم ہوچکا تھا اور شب مشکل جوگی
سر کھول ڈالے ہالہ ماہ کا کان میں ڈال کر اجلا چار دانگ عالم میں آئی تھی اور ستاروں کو
جیلوں کی طرح اپنے ساتھ لائی تھی کہ مقتضائے ابیات

چو سلطان شب چتر بر سر گرفت	سواد جہان راہ عنبر گرفت
ستارہ چنان گنج از زر فشاند	کہ ہند زمین گاو بی گنج راند

پیکان نے طبل جنگ بجوا دیا جسکی کیفیت سمع ہمایوں شاہ اسلام میں ہرکاروں نے پہنچائی
ادھر بھی نقارہ جنگ زیر بجا حسب دستور دربار برخاست ہوا بہادر تیاری جدال و قتال کی
کرنے لگے ادھر بختیارک نے کہا اسے پیکان آج تم نچنت نہیں معلوم ہوتے اسنے کہا تو
بیشک سچا ہے لیکن میں بہت ہوشیار رہوں گا یہ کہکر دربار سے اٹھکر اپنی بارگاہ میں آیا اور
چار شمع سحر پڑھ کے چار سمت بارگاہ کے رکھدی اور دشمن کے ملازمین وغیرہ سب کو باہر بارگاہ کے
ٹھہرایا اور سر آپ بارگاہ کے اندر اور دیکھا کہ روشنی دور تک شمعوں کی پھیلی غرض ایسا بندوبست
کر کے باطمینان تمام آرام پذیر ہوا اور لشکروں میں ہتھیار صیقل ہونے لگے بہادر پیچ و تاب دکھانے
لگے لیکن عیاران اسلام اس فکر میں چلے کہ جب پڑے تو پیکان کو اس شب خواب مرگ
میں گرفتار کریں اسرار اور سب لشکر عدو میں پہنچے دیکھا کہ بارگاہ کے سامنے آتشکدے
ہیں شمعیں روشن ہیں پیکان آرام کر رہا ہے حاجب دربان کوئی نہیں ہے تا ہم دیکھکر یہ
کہا اس میں کوئی اسرار ہے ہم سب یہاں ٹھہریں ایک شخص جاکر عیاری کرے آخر یہی کیا
ٹھہرے اور برق آگے بڑھا جب شمع کی روشنی میں پہونچا سوختہ موقوف ہوگیا ناچار
پھر آیا علحدہ جب ہوا پھر دکھائی دینے لگا سمجھا آنکھ میں دھان کچھ پڑ گیا تھا یہ جو آنکھ ملتا
ہوا پھر آگے بڑھا پھر وہی نقشہ ہوا اسوقت خیال کیا کہ یہ شمعیں سحر کی ہیں اسے کی پھر لائے

ساتھیون پاس آکر سب حال بیان کیا عیارون نے کہا نقب لگا کر اندر بارگاہ کے چلو شمعون کو اوپر جانے دو یہ کہہ کر چالاک ایک گوشہ مین گیا اور نقب کھودنے لگا جب شمع کی روشنی جس زمین پر تھی وہان پہونچا خنجر سے زمین کو نہ کھودا اور فولاد کی طرح زمین سخت تھی مجبور ہو کر نقب سے باہر نکل کر منھ اُسکا بند کر کے باہم صلاح کی کہ ایک پہاڑ پر چڑھ کر شمعون کو پتھر مار کر گرد و مرد گرین اور ایسا ہی کیا مگر جو پتھر مارا وہ اُلٹا پھر آیا شمعون تک نہ پہونچا خلاصہ یہ کہ کوئی تدبیر پیش نہ گئی آخر وہ رات تمام ہو گئی اور کماندار مشرق چرخ مقوس پر با پیکان شعاع آیا اور تخیل انجم ہندوستان سے شب آیا جنگاہ خطرناک فنا ہوا کہ بہ مقتضائے نظم

دگر روز کین ترک سلطان شکوہ	ز دریائے چین کوہ بر زد چو کوہ
گرایندہ شد ہر دو لشکر بجون	علم برکشیدند چون سبز شتون
در آمد ز دریا چو غرندہ ابر	ز ہر جنبش ... گردون ز دو ہزبر

سپاہ ہر دو سو کینہ خواہ دشت مصاف مین آئی بادشاہ جمجاہ کو تمام سردار مع امیر نامدار کے عیش محل سے لیکر جنگاہ مین آئے ایک طرف سے لقا مع پیکان کے روسیاہ کے آ فوج بیشمار وارد ہوا اتنی گرد ایسا بلند ہوا کہ خاطر پر گردون مین غبار ستم آیا نوجوانون کو خاک مین ملانے کا موقع ملا فوج مین صف کشی ہوئی دشت نبرد صاف ہوا مگر دلون مین کدورت آئی نقیبون نے مذمت دنیائے فانی سنائی کہ بیت اسفندیار جہانگیر وہ کہ از چشم زخم جہان جان نبرد ہان دلیرو نہ اسفندیار ہے نہ رستم دستان ہے فقط نامورئ کی باقی داستان ہے تم بھی کوشش کرو کہ شجاعت میدان سے بجا رستم کی روح کو شرماؤ خلاصہ بعد ترتیب لشکر پیکان پہلوان کی تھیریان بجائے تیغ و تیر دشمنان کے لیے میدان مین آکر مبارز خواہ ہوا لشکر اسلام سے فرامرز غاومرز کی پسر خواندہ امیر شاہ ملک مغرب بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اُسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ اے نسیم شہزادہ گرمی مین آیا ہے کہ گھوڑا دوڑا کر وسے یہ کہتے ہی ایک جھونکا ہوا سے سرد کا آیا کہ فرامرز گھوڑے سے بیہوش ہو کر گرا بعد لمحے کے جب ہوشیار ہوا اُسنے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھ کر کہا اے شہزادی خداوند سامنے کھڑے ہین جاؤ اور سجدہ کرو اپنے معبود کو پہچانو فرامرز اُسی وقت گھوڑے پر چڑھکر سامنے لقا کے گیا اور سجدہ کر کے صف لشکر مین آکے جا کھڑا ہوا اُس گبر نے کہا آخر میرے بندے ہین کہان تک مجاز ہے یہ نہین گے غرضکہ بعد جانے فرامرز کے پیکان نے پھر مبارز طلبی کی

سرداران فرامرز ایک کے بعد ایک بارادہ رزم گئے مگر اسکے تیر سے قضا پیوست ہوئی چار سو
سردار شہزادہ مذکور کا جب جا چکا اسوقت علمشاہ بن حمزہ اجازت لیکر سامنے گئے مگر انکو
بھی زمانے نے سردمہری دکھائی یعنی جو تیر انکا ہوا سے سر کا کھاکر اول تو بیہوش ہوگئے اور
دوبارہ پھول کی چھڑی کھاکر قضا پیستی اختیار کی خلاصہ کلام دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا کئی
ہزار ادھر ہزار ادھر آسودہ کارزار جاکر دشمن کا شکار ہوا اسوقت کہ بلند ہوے شب تعالی مادگی سے کر
پوجا کرنے آیا اور ترک خاور مثل شہزادہ مغرب کے سربسجود ہوا کہ ابیات

بدین گونہ تا شب در آمد بسر	نشد زخم کس در میان کارگر
بہ قولیت دو شب عذرخواہ آمدند	ز میدان بسو خوابگاہ آمدند

لشکروں میں طبل آسایش بجا امیر غمناک بقیہ فوج لیکر مراجعت فرما ہوئے لشکر آسودہ ہوا
عیار فکر عیاری میں راہی ہوئے اس طرف لقا نے سرداران اسلام کے پیچھے بارگاہ پاس کے
گوہر نگار بھیجے کو اور کنیزان فاخرہ لباس و مہ رخسار خدمت کو عنایت فرمائیں اور بارگاہ میں
روبرو اپنے کرسیاں مرصع کار بیٹھنے کو دیں اور استفسار کیا کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کروگے ایک ہمراہ
نے اقرار کیا کہ جو خداوند کی طاعت کریگا ہم اسکے دشمن ہیں لقا ان باتوں سے بہت خوشنود
ہوا اور حکم کیا کہ یہاں جو دریا کہ واقع ہوا ہے کنارے اسکے بساط شاہانہ اور اسباب ملوکانہ
ساز و سامان خسروانہ مہیا ہو کہ میں ان شہزادوں کی دعوت کرونگا اس حکم کے سنتے ہی چیلیاں
اور ملازم اسکے روانہ ہوئے ایک بیشہ سبز و خرم پر لب آب تجویز کرکے تعمیل حکم کرنے لگے کشتی ہزار
فروغ مہر و ماہ کردی فرش قاقم لب ساحل بچھایا کہ جسکی صفائی آگے روبرو چہرہ ماہ و انجم نظر آیا کہ نظم

چو مینو چمن آنگہ آمد پدید	کہ از خرمی سر بمینو کشید
بچہ آہو از چشم انگیختہ	چو بر شبہا نافہا ریختہ
سوادے کہ در وے سیاہی نبود	دگر بود جز پشت ماہی نبود
برآراست بزمے چو روشن بہشت	کہ دندان شیران بران شیر بہشت
نشاطے فسونگری ساختند	بساطے ہم از قند فرا ناختند
نشستہ بر اورنگ ہر کشورے	بگرد اوستادے و رامشگرے
نواساز خنیاگران شگرف	تقاضون نوازان برآوردہ حرف

جبکہ سامان بزم شاہی مہیا ہوچکا تھا لقا سرداران اسلام کو لیکر انجمن انبساط میں آکر بیٹھا اسوقت

صحرا کی سیر ہری اور نازنینان شام زلف و صبح رخسار کا مثل سحر خرمی سے خندہ زن ہونا
ایک لطف تازہ اور مسرت بے اندازہ دیتا تھا ساقیان مہر دیدار زرلور جواہر کار سے جام
شراب یاقوت رنگ سے دل و دماغ مالا مال کامرانی کرتے تھے فی الجملہ تھوڑا زنگ سا
سنکے کان میں خداوند کے کہا کہ سرداران اسلام مسرور بیٹھے ہین اس وقت شراب ہمارے یہان
کی کہ اُنکے نزدیک کافر ہین پی لین گے مگر جب اُنکو ہوش آئیگا اور ہوا و اشغال اور سیاہ گردش
پیکان بھی مار گیا پھر یہ لوگ اس طرح بڑے طور سے پیش آئینگے کہ جان بچنی کیونکر ممکن ہے
کہ ہماری شراب کا فخر وغیرہ نہ سمجھینگے بلا کہ خراب کیا لازم ہو کہ ان میں سے ایک شخص سے حکم دیجیے
کہ جسنے سنا ہے اہل اسلام میں شراب عمدہ ہوتی ہے تم جاکر خرید کر لاؤ اور لیتے ہی ہاتھ سے سب
اپنے بھائی بندون کو پلاؤ لقا نے اس راے کو پسند کیا اور فرامرز سے یہی باتین آموختہ
شیطان کہین فرامرز اُٹھکر لشکر اسلام میں گیا فلاں یہ وار ہے اپنے شہزادے کو وہ کر منع
نہ کیا کیونکہ اگر مانع ہونگا یہ مجکو مارینگے اور ہمین انہیں ہاتھ نہ اٹھا سکونگا فی الجملہ شہزادہ مذکور
مینا سے بیکر کہنگیا سے شراب لایا اور سب کو پلانے لگا جلسہ نا و نوش شروع ہوا عیاران
اسلام بھی اس دشت میں پھر رہے تھے ان میں سے الیاس قریب انجمن آیا اتفاق سے
ایک ساقی بچہ کسی کام کو اس طرف آیا اُسنے دور سے اُسکے منہ پر بیہوشی مار کے دو چلہیں کھا کر
گرا اس نے اُسکے ہجوم خلق تھا کسی نے اُسکو نہ دیکھا ساقی کو یہ اُٹھا کر الگ لایا اور پھر ہین اُسکا
لیکر صورت اُسی کی ایسی بن کر محفل مین آیا اور جام شراب آغشتہ بیہوشی سامنے مہمان
کے لایا اُسنے اُسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ لگایا اور کہا کہ روشن منہ پہ سے عیاری کا
اُڑ گیا اُسنے گرفتار کر لیا اُسکے گرفتار ہونے سے پھر اور کوئی عیار جسارت پذیر نہوا اور یہ
جلسہ ایک رات اور دن پھر جم رہا جس وقت کہ نگار روزگار نے بساط زعفرانی زر اُٹھایا
اور رہزن شام سیاہ شب کو عالم میں بچھایا کہ شعر

چو شب قفل بر روزہ بر زد بہ گنج — ثریا و ستارہ کا فرستادہ مشک رنج
ز لشکر گہ شاہ بر زد سمند — غریو سپہ بر آمد بہ چرخ بلند

طبل جنگی بجے شاہ اسلام سے ہرکارون نے جاکر سرداران اختر اُم خبر دی اس طرف بھی کل
ونقارے نواخت مین آئے اہل اسلام کے دلون میں خوف و بیم پیدا ہوا کہ کل تیرا عنایت سے ہر کیا
پیش ہوگا ہمارے سردار جو شہر ہین اُنسے سامنا ہوگا اسطرف خضر و شروع و زاری کی

طرف ناؤ نوش و کامگاری تھی بیکان اور بختیارک فرداً عشرت سے ایک جگہ بیٹھ کر چوسر
کھیلنے لگے آج بھی عیار صورت فراش و خدمتگار کی شکیبا بارگاہ میں بیکان کی گھسے اُس وقت
ایک پیر چھائیں پیدا ہوئی اور کان میں اُسنے کہدیا کہ عیار آئے ہیں بیکان نے ہنسکر کہا مالک جی
عیار آئے وہ پیشتر ہی ایسا گھبرایا کہ اپنے خیمے میں چلا گیا اور بیکان سحر پڑھکر پلنگ پر لیٹا تا
حکم کردیا کہ جو کوئی یہاں آئے اُسکو منع کرنا ملازم سب بلا خبر بیٹھا اور چوکی کے جاکر سو رہو عیار
بھی پہلے تو چلے آئے تھے دوبارہ ساحر شکیبا بارگاہ میں گئے ایک جھونکا ہوا سے سرد کا اُنکے جسم
پر لگا کہ بیہوش ہوگئے وہیں پڑ رہے اسی سحر و ساحری اور ترتیب لشکر میں وہ رات تمام
ہوئی اور جھونکون نے نسیم عنبر شمیم سحر کے سبزۂ گلشن دہر کو سلایا غنچہ و شگوفہ خواب نوشین
سے بیدار ہوکر سر بسپہر پر آیا کہ بفحوائے ابیات

سحر گہہ کہ شاہ کئیں پرند طراز سگالیان پایان جملہ بر خاستند	بہ پیاسے سعودی بہ دل گشت راز بہ رفتار ہی شاہ بر خاستند

امیر عادل کبیر ور دولت شاہ گردون پناہ مع سرداران خیر خواہ سے آئے اور شاہ کے ہمراہ جلوہ گئے
ادھر بیکان جب اُٹھا عیار جو بیہوش پڑے تھے اُنکو ہوشیار کرکے کہا کہ جاؤ یہ احسان یاد رکھنا
پھر کبھی نہ آنا یہ کہکر آپ فوج لیکر چلا ساحر نیت کانون میں ڈالے ہر کرنا ڑاتے نشان و شکوہ
دکھاتے میدان میں آکے ٹھہرے نیلچی کار دون نے پستی و بلندی کو ہموار کیا سقون نے گرد و
غبار بٹھایا کہ کیفیت لڑ کا کہنے لگے صف آرا میمنہ و میسرہ درست کرتے تھے نظم

سوئے میمنہ رومی و بربری سوئے میسرہ تنگ چشمان چین	چو یا جوج در سد اسکندری شدہ متنگ زانبوہ ایشان زمین

بعد ترتیب لشکر لقا نے چاہا کہ فرزندان امیر کو بھی حرب بھیجے بختیارک مانع ہوا کہ امیر اعظم
پڑھ کر سحر دفع کردیں گے یہ لوگ قابو سے نکل جائیں گے اس رائے کو اُسنے پسند کرکے بیکان
کو حکم دیا کہ جنگ آغاز کرے اُس بیچارے شوم جادو نام ایک اپنے مطیع کو میدان میں بھیجا
اُسنے سحر سازی اپنی دکھا کر مبارز طلبی کی شہزادہ جمہور بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے میں
گیا شوم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک برق چمکی اور چادر سیاہ ظلمت کی چھا گئی شہزادہ
نے اُسوقت دل قوی کرکے تلوار اُس رو سیاہ پر لگائی اُسنے دوبارہ افسون ایسا پڑھا
کہ شہزادہ مع مرکب پتھر کا ہو گیا پھر نعرہ ہل من مبارز بلند کیا سلطیان جمہور جاکر مقابل ہوئے

لگے مگر سب پتھر کے ہوے اُسوقت شاہزادہ لقرج بن بدیع الزمان مرکب اڑا کر سامنے گیا
پیکان نے شوم کو بلا لیا اور خود نکل کر سامنا کیا اور پکارا کہ اے لئیم اس شہزادے کو پکڑ لینا
کر فی الفور ہوا سے سحر کا جھونکا لگا کہ شہزادہ بیہوش ہو گیا بعد لمحے کے ہوشیار ہوا اٹھا کر
اُسنے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھ کر کہا جاؤ اور خداوند کو سجدہ کرو شہزادہ بھی مثل اوروں
کے جا کر لقا پرست ہوا بعد انکے خورشید بن ہاشم بن حمزہ آیا اسکا بھی یہی حال ہوا
طول تقریر کہاں تک آج قریب سو سردار نامی کے پتھر کا ہو گیا اور سو ڈیڑھ سو مطیع لشکر
عدو ہوا دن بھر یہی ہنگامہ رستخیز برپا رہا جسوقت کہ بہار کمن بطرز نو چمن نیلوفری فلک
میں گلہاے انجم کی ظاہر ہوئی اور سقف خانہ گیتی چینی نگار بنی کہ ابیات

چو شب جلوہ کرد از پرند سیاہ	رخ و زلف آراست از مشک و ماہ
صدف بود گفتی مگر ماہ و چرخ	در و غالیہ سود عطار چرخ

لشکروں میں طبل آسایش بجا جنگاہ سے مراجعت کر کے آسودہ ہوے امیر نے قصد کیا کہ جو
سردار یہاں نہیں ہیں انکے بارے میں ٹونا جاری ہے اور جو پتھر کے ہو گئے ہیں ان پر جا کر
اسم اعظم دم کریں اور بحال کر لائیں غرض اس طرف چلے تھے کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ اے
شہریار لشکر حریف نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا ہے جو پتھر کے ہو گئے ہیں اس خیال سے
کہ امیر سحر باطل کر کے چھڑا لیجائیں گے اس خبر کو سنکر امیر ٹھہر گئے کہ اب جانے میں لڑائی
ہوگی پھر لڑائی تو ہوتی ہے رات کو جنگ و جدال سے کیا فائدہ جب ساحر قتل ہونگے وہ لوگ
آپہی رہا ہو جائینگے فی الجملہ یہ تو بلطف و فضل کریم کارساز کر کے ٹھہر رہے اور اسطرف لقا بھی
لب دریا آکر عیش میں مصروف ہوا ویسا ہی جلسہ دوشینہ جمایا جام بادہ ساقی گلعذار سادہ کو بلایا کہ نظم

بیکے مجلس آراست از دو دمی	کہ مینو در شک برد از خرمی
بہ بزم لہو میکرد با مہتران	سرو ساغرش بود ازمی گران

عیاران اسلام بھی تدبیر میں پھرنے لگے اتفاق سے پیکان محفل سے اُٹھ کر چوکی پر بہر رفع
احتیاج گیا چالاک نے اسکو جاتے دیکھا فوراً صورت آسی کی ایسی بنکر کنارے محفل کے
آیا اور اشارے سے شوم جادو کو بلایا وہ اپنا مالک اسکو سمجھ کر آیا تھا چالاک نے پوچھا کہ
کہاں چلے اُسنے کہا حاضر ہوتا ہوں میرے مالک بلاتے ہیں یہ کہکر قریب چالاک آیا اُسنے ہاتھ
پکڑ لیا کہ علیحدہ آؤ کچھ مشورہ کرنا ہے یہ کہکر صحرا کی طرف بڑھا اُس طرف سے چوکی پر سے پیکان

محفل مین جب آیا بختیارک گویا ہوا کہ آپ شُوم کو بلانے گئے تھے وہ کہان ہین اُسنے کہا مین
نہین بلانے گیا بختیارک بولا کہ ہاے مار ڈالا ارے جلدی خبر لو ورنہ اُسکا کام تمام ہے پیکان
اور چند ساحر دشتی لیکر صحرا کی طرف دوڑے یہان چالاک نے بیضۂ بیہوشی مارکر اُس کو
بیہوش کیا تھا اور قتل کیا چاہتا تھا غلغلہ تکبیر کا سُنکر اور ساحر وغیرہ کو آتے دیکھکر اُسکے
کندھے پر لادکر بھاگا ساحرون نے کہا دیکھیے وہ جاتا ہے پیکان نے پوچھا کہ کدھر گیا اُسنے
کہا ابھی اُس طرف کو لیکر گیا ہے یہ سُنکر سب اُسی طرف دوڑے چالاک بھاگ کر جنگل
سے سرحد لشکر لقا تک پہونچا تھا کہ پیچھے اپنے لینا لینا کا شور سُنکر سمجھا کہ اس طرف سے
طلایہ دار اور لشکری دوڑینگے اودھر سے ساحر آتے ہین تم اپنے لشکر تک پہونچ نسکوگے
یہ سوچکر اودھر اودھر گھبرا کر دیکھا از بسکہ لقا نے حکم عیش و مسرت جاری کیا ہے تو شب کو بھی
دکانین کھلی ہین سودا بک رہا ہے ایک حلوائی کے کڑھاؤ مین روغن کھولتا تھا اور کھولتا ہوا تھا
اُسنے شُوم کو اُس کڑھاؤ مین ڈال دیا اور خنجر کھینچ کر حلوائی پر دوڑا وہ بیچارہ دکان چھوڑکر
بھاگا اور شُوم مثل بیضہ کے تل گیا اور صدا اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور آگ پتھر برسنے
لگے بختیارک نے کہا فی النار والسقر وہ مارا دیکھیے ہمارے مرشدزادہ کو کیا صاف عیاری
کرتے ہین ادھر پیکان سر پٹک کر بیٹھ گیا کہا ارے ظالم غضب کیا مگر لشکری چالاک پر گری
اُسنے بھی خنجر زنی شروع کی اور گھر گیا اُسوقت بقدرت خداے تعالے سردار جو سحر سے
شُوم کے پتھر ہو گئے تھے انسان ہوے اور دیکھا مرکب ہمارے زیر ران ہین مسلح و مکمل
لشکر حریف مین ہم کھڑے ہین یہ دیکھتے ہی تیغہاے آبدار نیام سے لیکر فوج مخالف پر گرے
چالاک کو لوگ چھوڑکر انکی سمت متوجہ ہوے یہ تو جست و خیز کرکے نکل گیا اور فوج مین
کھچا کھچ تلوار کا بلند ہوا لشکر از بسکہ فرسنگہا فرسنگ تک اُترا ہوا ہے آج بھی وہی ہنگامہ ہوا
کہ پلٹن سے اپنے بیگانہ کی رسالہ بھڑ گیا اور رسالے سے پلٹن شور دار و گیر برپا تھا لقا کا
جلسۂ عشرت مبدل بغم ہوا وہان سے بہت جلد سوار ہوکر کنارے لشکر کے آیا سردار اسکے
جو لقا پرست ہین اُنھون نے کہا ہم ابھی جاکر لشکر عدو کا خاتمہ کیے دیتے ہین بختیارک
نے اُنکو روکا کہ تم نہ جاؤ دریافت کیا جاے کہ یہ کیا معاملہ ہے فی الحال جب تک دریافت
کیا جاے انتظام کرین جب تک ہزارہا سر کٹ گیا لاشون سے میدان پٹ گیا گھوڑون
کی ٹاپون سے دشت گونجنے لگا تلوار دن کی شپاشپ اور سائین سائین صدا سے تیر دلفگار

سے رن بولنے لگا ہتھیاروں کے چلنے سے ہوا تند ہو گئی گویا صر صر اجل باغ دہر میں چلنے لگی کہ گلشن ہستی پر خزان آئی کہ مقتضا ے نظم

لگدکوب گرز ہ ہفت جوشش	برآورد از گاو گردون خروش
بلارک بکا دیدہ نقرہ گون	زجوہرہ برآورد کاوس خون
خدنگ سہ پر کردہ زاہن گذار	چو مرغ دو پر بر سر مرغزار
زنیزہ نیستان شدہ روی خاک	زگوپال ساکوہ گشتہ مغاک
سنان ہر سو سے بادی کنان	بخون روی دشمن نمازی کنان
زعنبر بدن شیر در چرم گرگ	شدہ فتنہ خرد را سر بزرگ
سنان چشمہ خون کشادہ زسنگ	برو بستہ حصار بشیر تیر و خدنگ

سرداران اسلام تلواریں مارتے لشکر سے نکل کر اپنے خیمے و خرگاہ کی جانب چلے طلایہ دار نے پہچان کر داخل خیام کیا اودھر ساحروں نے بڑی جد و کد سے باہمی جنگ کو موقوف کرایا تھا کہ ساری رات دوش میں بسر ہوئی یہاں تک کہ ترک خاور بہ پیکار گرد فرشتہ مہر لیکر ہندوی شب کے مقابلہ کو نکلا اور آمد آمد کا شور شکر لشکر سیارگان برو لگا رلایا کہ نظم

برآورد مرغ سحر گہ غریو	چو سر ساحی از لند و صرعی زدیو
پریشش کشان جنگجو بر خاستند	بدستشگر سر را بیار استند

صبح کو شاہ اسلام دربار میں تشریف لائے سردار جو سلامت ہو کر آئے تھے انھیں خلعت عنایت کیے اُس طرف لاشیں ساحروں سپاہیوں کی اٹھوا لی گئیں بختیارک نے کہا اے پیچان تم نے دیکھا اور آج کا دن مجکو تمہاری معلوم ہوتا ہے پیچان اُسکے کہنے سے خائف ہو کر بولا کہ میں جا کر خیمے میں تنہا بیٹھتا ہوں اور اسم اعظم چہرہ بند کرنے کا سحر کروں گا آج اسم اعظم بند کر کے کل فرزندان امیر کو لشکر اسلام سے لڑوا کر اُسکا عوض لوں گا جیسا کہ میری فوج آپس میں لڑی ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ایک خیمہ کنارے لشکر کے میرے لیے استادہ ہو فرش مسند پلنگ مشرفانہ وغیرہ جملہ اسباب راحت اُس جگہ مہیا ہو کہ مجھے باہر آنے کی ضرورت نہ پڑے کوئی شخص اُس جگہ نہ ٹھہرے جملہ درستی کر کے خادم و ملازم چلے آئیں اس حکم کو سنکر ملازمان لقا بہر ترتیب سامان راحت چلے لیکن عیاروں کے دل سے لگی ہوئی تھی بصورت مبدل بارگاہ حر لیے تھا میں کھڑے یہ گفتگو سن رہے تھے جب ملازم خیمہ استادہ کر کے چلے یہ بھی بارگاہ سے

بدل کر علیحدہ گئے اور لنگیان باندھ کر انڈھیان سر پر رکھ کر مزدور بنکر اُس جگہ آئے کہ خیمہ جہان
لدرہا تھا عرض کیا اگر مزدور درکار ہو تو ہم حاضر ہین داروغہ فراش خانہ نے ایک کے سر پر
سایہ کی قنات دوسرے کو پہنچانے کی کشتیان کچھ تو تکین حوالے کین اسی طرح چند عیار اسباب
لیکر گئے جب خیمہ پہونچ گیا مزدورون کو اُجرت دیکر رخصت کرنا چاہا چالاک نے داروغہ کو ہاتھ
باندھ کر یہ سنایا کہ مالک یہ ہے جہان سے مین اسباب لایا ہون اُس خیمے مین بٹوا میرا رہگیا ہے
اور اُس مین تمام عمر کی کمائی ہے آپ میرے ساتھ چلین تو جاکر ڈھونڈھ لون ورنہ مین غریب
مر جاؤن گا یہ کہکر چپکے سے کہا کہ ایک اشرفی آپ کو بھی دون گا داروغہ بمصداق مصرع
طمع را سہ حرف ست ہر سہ تہی + لالچ مین آگیا سوچا کہ چل کر بٹوا اسکا حاصل کرو آدھا اسکو دینا
باقی آپ لینا مزدور تو ہی یہ کیا کریگا خلاصہ یہ کہ ہمراہ چلا جب کسی گوشے مین پہونچا عیار نے
بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور پیرہن اُسکا لیکر مثل اُسکی صورت کے شکل اپنی بنا کے
اُسکو اور زیادہ بیہوش کرکے کسی گڑھے مین ڈال دیا اور آپ خیمہ استادہ کرنے لگا لیکن ملازمون
سے حکم دیا کہ تم سب چلے جاؤ صرف مزدور رہ جائین مین تنہا انتظام کرلونگا کیونکہ پیکان کو
خوف عیارون کا بہت ہی بدین لحاظ کسی کا ٹھہرنا اچھا نہین ازبسکہ یہ داروغہ ہی تھا برارشاد
اُسکے سب ملازم چلے گئے صرف مزدور رہ گئے اصل مین عیار رہین رہگئے اُسنے کہا کہ جلد خیمے کے
چار طرف دس دس گز زمین کھود کر بارود بچھادو ہر سمت نقب لگادو عیارون نے ہر ایک
جانب سرنگ لگا کر دس گز کے فاصلے پر خیمے سے رکھا اور چادرین بچھا کر بارود مین بھر کر
سر نقب پر فلیتے لگا کر چھپا دیے اور ہر ایک عیار نے جتنی کہ بارود کسوت عیاری مین بھر
ضرورت رکھتے تھے نکال کر سرنگ مین بچھادی تکیے لگا دیے کشتیان شراب ناب کی چنکر
گلدستے پھولون کے رکھے حاصل یہ کہ جلسہ طرح کا سامان درست کیا ادھر اُس طرف پیکان
سوچا کہ کل لشکر اسلام کو غارت کرنا ضرور ہے آج صحبت ختم کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے ایک نامہ
لکھکر خدمت امیر مین بھیجا ہلکارون نے شاہ اسلام سے عرض کیا کہ نامہ دار عہدہ کا آتا ہے
بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی مین باستقبال تمام نامہ دار کو بلاکر کرسی زرین پر بٹھایا اُسلیے
کہ نامہ دار لقا پرست ہی ساحر ہوتا تو اس بارگاہ مین نہ آسکتا غرضکہ جب تمام پڑھا لکھا تھا
کہ یا امیر آپ بھی خداوند کو آکر سجدہ کیجیے ورنہ آج اسم اعظم بند کرکے اسلامیون سے ایک تن
کو بھی زندہ نہ رکھون گا امیر نے نامہ پڑھکر نامہ جواب مین لکھا کہ بعد حمد خداے متعال و درود

بہ محبوب ذو الجلال وخلیل الله تبشیان کے اسے بدسگال جو کچھ تجھ سے بن پڑے وہ کر ہم کبھی تیرے
خداوند سنگ زرد یا دشمنان کو سواے لعنت کرنے کے کلمہ خیر سے یاد نہ کرینگے راہ ضلالت پر
قدم نہ دھرینگے اسم اعظم پر ہمین بھروسہ نہین تکیہ بفضل کردگار ہے ہر حال مین شکر پروردگار
ہے یہ لکھ کر نامہ وار کو دیا کہ وہ پیکان پاس لایا وہ پڑھکر آگ ہوگیا اور کہا قضا ہی فرقہ عدو
کی دامنگیر ہے یہ کہکر اُٹھا کہ خیمے مین جاکر اسم اعظم بند کرون بختیارک نے کہا میری خاطر سے
اتنا دن جو باقی ہے یہان تشریف رکھیے آج کا دن خاتمہ کا ہے ہم آپ کو دیکھین آپ ہمین دیکھیے
پھر ہم کہان آپ کہان پیکان ان باتون سے ہنسکر بیٹھ گیا اور کہا ملا صاحب تم میری برائی
ہمیشہ چاہتے ہو بد کلمہ منھ سے نکالتے ہو شیطان نے کہا اہل اسلام سے ایسی ہیکڑی جتا کر
کوئی بچا نہین تم شاید بچ جاؤ اور یہ باتین مین اسلیے کہتا ہون کہ واسطے ساحری کا بہت
ہوشیار رہنا آج کسی طرح تم نہ بچوگے فی الجملہ انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور معمار
روزگار نے قصر فلک سے قبہ تابان مہر کو منہدم کیا اور خیمہ ربع مسکون مین سواد شب کی
بارود کو بچھا کر فتیلہ سلک ثریا لگایا نظم

چو شب عقد خورشید بر هم شکست	عقیقے در آمد شفق را بدست
ز اندیشه های چنین هولناک	دو لشکر غنودند با ترس و باک

شام ہوتے ہی پیکان اُٹھکر جانب خیمہ سحر کرنے چلا مگر کہتا گیا کہ طبل جنگ پر چوب پڑے کل
مین ہون اور یہ خدا پرست ہین بنا بر حکم اُسکے طبل جنگ پر ڈال دیا گیا تا ہیان خیبری
اور لقمیان وغیرہ نے دربار شاہ اسلام مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی یہان بھی کوس
حربی بجا صدا اُسکی چنبی کا پہنچنے لگا اہل اسلام سمجھے کہ کل ساحرون کے ہاتھ سے لشکر سارا
برباد ہوگا یہ سمجھ کر دلون کو ہراس تھا بہادرون کا چہرہ اداس تھا نامرد ہر ایک بدحواس تھا
دلاور آلات حرب درست کرتے تھے بے غیرت روتے پھرتے تھے لشکر عدو مین چہل پہل ہو رہی
تھی کہین ہنسی دل لگی تھی کسی جا خندہ زنی تھی دندان طمع مال اسلامیان لوٹنے پر شمشیر آسا تیز
تھے براہ افتخار تیغ زبان سے جوہر ریز تھے کہ کل ہم ہین اور یہ پلارک آبدار ہے ہمارے روبرو
گیدی اسفندیار ہے بیت چو دست از عنان سوے خنجر کشیم + بداندیش را دام در سر کشیم
غرضکہ لشکری تو تیاری لڑائی کی کرنے لگے اور پیکان گرد اپنے حصار سحر کا کرتا ہوا چپ و
راست دیکھتا بھالتا خیمے مین آیا مزدور تو چلے گئے تھے صرف داروغہ ٹھہرا ہوا تھا اُسنے مجرا کیا

اُسنے خیمے مین جملہ سامان راحت موجود دیکھکر حکم دیا کہ آپ تم بھی چلے جاؤ چالاک وہان سے
چلا گیا جب تنہائی ہوئی اسنے چند دانے ماش اور سرسون کے گرد خیمے کے چھڑکا کچھ پڑھکر دستک
دیدی اور آپ بے کھٹکے ہوکر بیٹھا اسم اعظم بند کرنے کی فکر کرنے لگا لیکن عیار لشکر اسلام مین
بہت ہین چنانچہ جو عیار کہ سرنگ لگانے گئے راز سے آگاہ نہ تھے وہ صورت بدل کر [illegible]
پیکان خیمے کے قریب آئے جیسے ہی نزدیک پہونچے دل گھبرانے لگا اور حالت دیوانگی
مزاج پر طاری ہوئی جب آپسے باہر ہونے لگے وہان سے ہٹ آئے پھر ہوشیار ہوگئے
سمجھے کہ یہ باعث سحر کا ہے کہ وہان جانے سے ہم بیخود ہوتے ہین افسوس کہ اس ساحر بیحیا
سے کچھ بس نہین چلتا صبح کو یہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد کریگا یہ خیال کرکے رونے لگے اور
صحرا مین آکر دست بدعا ہوئے کہ خداوندا ہمین اور ہمارے لشکر کو شر سے اس بے ایمان کے
بچالے کہ فرد تو دادی مرا پایگاہ بلند + تو آمر دستگیر اندرین پاسہ بند + یہ سب دعا مین
مصروف ہوئے اور وہان عیار خیمے سے کچھ فاصلے پر گھات مین لگے رہے جب پیکان
آگ دھتورے کے پھل پر بنی تھالی مین رکھکر جو کا دیکر سحر پڑھنے مین مصروف ہوا اور اگیا
پر شراب ڈالکر پیرون کو بلانے لگا اسوقت چالاک اور سہاب وغیرہ نے بسم اللہ کہکر قدم
بڑھایا وہان کچھ پہرا چوکی کا مقرر نہ تھا کیونکہ پیکان نے ایک شب شمعین روشن کردی تھین
دوسری رات کو ہوا کے جھونکے سے عیار بیہوش ہوئے تھے آج دانے ماش اور سرسون
کے چھڑکا دیے ہین کہ جو جاتا ہے دیوانہ ہوتا ہے فی الجملہ عیار تو دس گز کے فاصلے پر خیمے
کا بنا چکے ہین انھون نے چار طرف سے فلیتون مین آگ لگادی اور فورًا وہان سے ہٹ گئے
العیاذ باللہ آگ لگا دیتے ہی ایک صدائے ہولناک سرنگ اوڑنے کی آئی اور مع خیمہ و مسند
پلنگ اوڑ گیا اور پیکان سمت عالم بالا تشریف لے گئے ایسا دھماکا ہوا کہ لقا بارگاہ مین تخت
سے اچھل کر گر پڑا اور تڑپتا رک آپسے آپ کلیجہ پکڑکر لوٹنے لگا کہ ہائے بڑی چوٹ دل مین
لگی جملہ حاضرین دربار اور لشکریون کے کان دیر تک گنگ رہے سائین سائین کے سوا
اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا اور فلک سے خیمے کے پارچے اور ستون کے ٹکڑے مٹی وغیرہ برس
رہی تھی سب کہتے تھے کہ خداوند لقا کو غصہ آیا ہے اسی وجہ سے یہ آفت برپا ہے یہ ہنگامہ تو تھا ہی
مگر اور دل لگی سنیے پیکان کے مرنے سے تاریکی ہوگئی اور شور و غل از خود پیدا ہوا آندھی
بڑے زور سے آئی اور سرداران امیر کہ سحر سے آسکے لقا پرست ہوگئے تھے وہ سب ہوش

خونریزی کرکے رنگ گلہائے باغ عالم دکھا دیا نخلہائے قد کی سرتراشی کرکے گلستان شجاعت کو آراستہ بنا یا جوہر تیغ نے اُس شب تار یا یکین سے بہار سوسن کا رنگ جما یا کہ بمقتضائے ابیات

سیاه اندرو سوی جنبش انگیختند — شب دیر ذریا بہم در آمیختند
ز سہم چنان چون کہ آمد ز شب سحر — کفن گشت در زیر جوشن حریر
نہنگان تن رنگ درخشندہ تیغ — شد ماہی در قعب برآوردہ میغ
در آمد لب خندیدن ابر سیاہ — شد ماہی تہش تیغ بر شد بماہ
جہان آمد اندر دو لشکر غریو — گران ہول دیوانہ شد مغز دیو
ز گرد گران سنگ چالشگران — زمین را زمین سودہ شد آسمان

جب یہ لشکر عدو باہم لڑنے لگا اہل اسلام نکل کر اپنے لشکر میں آئے کہیان حملہ سپاہ تیار کی عیاروں نے پہلے جاکر آہ سرداران سپاہ کی کھوپڑی دار داخل ہوئے ادھر جو مارے دیے چھید وہ تو کہنے مرے اور باقی سمت صحرا کو بھاگے لشکر کے فرار ہوگئے ایک خیمہ میں الوالفتح عیار قید تھا اسے جب کوئی لے رکھنے والا نہ دیکھا اور ساحروں کو مرتے قید سحر کی دفع ہو چکی تھی بہانہ نکلا اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکروں میں رات بھر باہم کشت و خون رہا آخر جب باغ روزگار سے سوسن شبگون سہرے سیاہی شب کو مٹا یا اور لباس عالم کو ہمیں گل آفتاب سے گلنار رنگا کہ بمصداق نظم

سحرگاه شب چون شود دشت سوز — ابر دو آتش آید ز گردندہ روز
سحر گہ کہ آمد بہ بیت اختری — کل سنج بر طاق نیلوفری

صبح ہوتے وہ ہنگامہ برطرف ہوا القا اور سرکشی فارس سے نکلے فوج سے خداوند کہیں جا کے پناہ لیا اور خداوند نے خیمہ سیکان کو جا کر دیکھا اُس جگہ ایک غار عظیم الشان نظر آیا تحیّر کرکے اپنے کہا سزا اس کبر کی یہی تھی بہت لاف و گزاف کیا کرتا تھا میں کہتا تھا کہ مرشد زادہ کی شان میں بے ادبی کر نہ مانا آخر سیدھا جہنم کو روانہ ہو گیا یہ کہکر خداوند لیکی بارگاہ میں آیا تخت پر بیٹھا یا لشکر میں اکر انتظام کیا فراری لشکر کو منادی کرکے بلا کر آباد کرایا یہان تو یہ انتظام رہا اس طرف سردار صبح کو دربار میں بادشاہ کے پاس اپنے آنے سے امیر نے جشن کیا ایک ایک کو خلعت و زر دیا چالاک اور عیاران دیگر کا رتبہ بڑھایا کہ بمقتضای نظم

نہ بودی ز شعر وری تا وقت خواب — سخن ساقی و رود و شراب
بہ پیرامنش فیلسوفان دہر — جہان راند داد و دہش داد بہر

مغنی سرا اینده بربانگ و رود		به نوروزی شه نوائین سرود
که دولت بپا با جوان بخت باد		همه سال با فر و تخت باد

شہنشاہ اسلام تو بعشرت تمام جلوہ گستر ہین لیکن لقانے نامہ افراسیاب کو پھر تحریر کیا کہ
اے بندہ قدرت بیکان کو غرور ہوگیا تھا اور سرکشی کا ہمارے پسند نہین بدینوجہ ہمنے اُسکو
اپنی بہشت مین بھیجدیا لازم کہ کسی اور کو ہماری مدد کے لیے روانہ کرو یہ لکھکر حسب دستور قدیم
کہار پر رکھدیا پنجہ خدمت شاہ جادوان مین لایا شاہ ہمراہ حیرت کے بارگاہ لشکر مین آیا
تھا اِس لیے کہ حیرت انگشتر جمشید لینے جانے والی ہے لشکر کسی ساحر زبردست کو سپرد کرے
فی الجملہ جب پنجہ نے نامہ لاکر دیا شاہ جادوان نے پڑھکر مرگ ساحران پر افسوس کرکے
فرمایا کہ خداوند کے تشریف لانے سے چاہیے تھا کہ برکت ہوتی امن و امان رہتی بخلاف اسکے
سارا طلسم برباد ہوا جاتا ہے اب مین کسکو بھیجون کیا کرون اگر خاموش ہو رہون تو ایمان مین
فرق آتا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے آکر ساحر بنکر دعا و ثنا سے شاہی بجالائے
اور عرض پیرا ہوئے کہ ہوشیار مین اژدر سوار جادو اور سوفار جادو بھائی بیکان
کا دونون حاضر ہوئے ہین شاہ نے چند ساحر بہر استقبال بھیجکر اُنکو سامنے بلوایا اُنھون نے آکر
شاہ کو نذر دی اور اپنی عزت کے موافق بیٹھے سوفار کو شاہ نے نامہ خداوند دکھایا کہ بھائی
تیرا خداوند لکھتے ہین مارا گیا سوفار مرگ برادر سنکر زار زار رویا اور اُٹھا کہ مین جاکر انتقام
خون اُسکا لشکر اسلام سے لیتا ہون شاہ طلسم کو تو بہتا بہر مدد خداوند کسی کو ضرور تھا اسکے
عازم ہونے سے خوش ہوکر خلعت رخصت عنایت فرمایا وہ بارگاہ سے نکلکر اپنی جاے سکونت
پر بہ ترتیب لشکر روانہ ہوا حال اسکا بسبب طول اوراق فسانہ ترک کیا جاتا ہے انشاءاللہ
جلد ثانی مین لشکر امیر سے جاکر مقابلہ کرنا اسکا بیان ہوگا حاصل مرام جب یہ جا چکا ہوشیار
کو شاہ جادوان نے لشکر سپرد کرکے حیرت سے کہا تم انگشتر لینے جاو ہوشیار نے کہا مین تامل
کا آدمی نہین ہون آج ہی سب نمکحرامون کا کام تمام کرونگا افراسیاب نے یہ سخن سنکے
بہت سمجھایا کہ ابھی مقابلہ کرنا مناسب نہین جس حال مین کہ مصور رعد زادے حیران ہوچکے
تو تمھاری کیا چلیگی تم صرف لشکر مین بادشاہ بنے رہو مجھے سیلا کرنے دو ہوشیار نے اِس
سمجھانے سے بہت کچھ شکریہ شاہ کا ادا کیا لیکن براہ جسارت و ارتکاب عرض کی کہ جب غلام
مارا جاے یا عاجز آجاے اُسوقت حضور سیلا کرین ورنہ جب تک تابعدار زندہ ہے سیلا کرنا ضرور نہین کہ بست

صوا بآن چنان شد کہ آرم شتاب		کہ آزرم دشمن بود نا صواب	

شہنشاہ ساحران نے ارشاد کیا کہ مجھے اختیار ہے یہ کہکر پوچھا کہ مصور رکھان ہین لوگون نے
عرض کیا کہ صحرا مین کسی جگہ مخفی ہو کر تصویرین باغیون کی کھینچتے ہین اور رزم جدا انکی اپنے لشکر
کی اور اُن کی خبر گیری کیا کرتی ہین یہ سنکر حیرت نے کہا کہ اچھا تم باغ سیب مین جا کر تیاری
جانے کی کرو مین ظلمات سے جا کر کسی ساحر کو بہر نگہبانی لشکر بھیجونگی اور راہی ہوشیار ظفر بھی
مقابلہ کرے اپنا حوصلہ نکال لو یہ کہکر سوار ہو کر سمت ظلمات روانہ ہوا اور حیرت جانب باغ
سیب گئی لیکن ابنکے ہوشیار کسل سفر سے آسودہ ہوا اپنے لشکر کو بہت فکر و اندیشہ سے آراستہ کیا
پھر ایک دن قریب شام کہ آفتاب بہ تابان مثل افراسیاب بسمت ظلمات گیا اور طلسم عالم
مین ہر طرف نگین خاتم جمشید اختر حلقہ ہاے افلاک پر تابان ہوے نظم

نگہبان این بارگہ در خروش رقیبان لشکر بآئین پاس		زر اندود بر شب کی منقش نگہبان تر از چرخ و انجم ستارہ شناس	

اس ہنگام مین نفیر سحر کو دم دیا ساحرون نے گھنٹے اور ناقوس بجائے پیر ایلکہ طائران نغمہ
[illegible] مین آہستہ گلزار مثل [illegible] ہوے کہ فرد ہمہ روز و شب [illegible]
لو شہید مد کمر + ہوشیار نامی ساحر نے آکر طبل جنگ بجوایا یہ ارادہ فاسد اُس ہنجار کے ذہن نشین
آیا ہوا اس خبر کو سنکر ادھر بھی طبل و نقارے بجے ساحران نامی آمادہ ہوے [illegible] ہوے
لیکن عیاران لشکر مع عمرو کے بارگاہ سے نکل گئے اور راہ مین سے عمرو ایک کمسن جوان چہاردہ
سالہ کی صورت بنا لیتے گلنار رو پہنایا ہاتھون کو حنا سے رنگین کیا گلا کو ہار الو و سرمگی اور
لشکر حیرت مین میخانہ تلاش کر کے قریب خیمہ ساقی ملازم ہوشیار آیا وہ کرسی بچھائے در خیمہ پر
بیٹھا تھا اس سے منت تمام کہا کہ مین اشرافت کا لڑکا ہون لیکن خواہش روزگار رکھتا ہون
اگر آپ عنایت فرما کر شراب پلانے کے لیے مجکو نوکر رکھا دیجیے تو بڑا احسان ہے ساقی نے
اسکو ماہ رخسار و مہر تمثال دیکھ کر فوراً اپنے پاس بلا لیا اور کہا یہ شیشہ شراب کے لیکر بارگاہ
مین جاؤ آج شراب حضور کو پلاؤ کل معتقد پاکر حضور سے تمہاری سفارش کر کے عرض کرونگا
کیونکہ کم سنون اور خوبصورتون کی تو ہنگام میکشی ساقی بنانے کی ضرورت ہوتی ہے وہ تمکو
فی الفور ملازم کر لینگے عمرو نے یہ سنکر شیشہ ہاے شراب لیے اور بارگاہ مین گیا دیکھا کہ سردار
گرد ہوشیار کے بیٹھے ہین در بارگاہ پر وہ بچہ ترک سے [illegible] بیٹھا ہے یہ دیکھ کر عمرو نے

اسکو مجبور کیا اُسنے بنظر غور اُسکی جانب دیکھا اور پہچانا کہ عیار ہی خیال کیا کہ اسکو پاس بلاکر ہاتھ
پکڑ لیں اور حال دریافت کریں پس اشارہ کیا کہ حاضر ہو عمرو بھی کچھ اپنے عزم پر مطلع
ہو گیا مگر میلا عیاری کا کہ وہ ایسا گنبد ہوتا ہے اور عیار ہی اسکو جہنا کہتے ہیں آستین میں پایا ہاتھ
میں پوشیدہ کر کے رکھتے ہیں جو کوئی ہاتھ پکڑنا چاہتا ہے وہی گنبد اچھالا کی ہاتھ میں دیتی ہیں
کیونکہ فنا کرنے والا جانتا ہے میں نے ہاتھ پکڑا اور عیار چلے جاتے ہیں اور وہی گنبد پہنچنے کے
وقت اس طرح ناک کر مارتے ہیں کہ منہ لپیٹے ہی جلتی ہیں اگر نفس ہوتا ہے پھر انسان بول
نہیں سکتا ہی الغرض عمرو نے وہی میلا آستین میں مخفی کر کے جام پیش کیا اُسنے جام تو لیا
لیکن ہاتھ پکڑنا چاہا اسنے ہاتھ کو اس طرح گردش دی کہ میلا اُسکے ہاتھ میں رہا اور عمرو نے
دونوں ہاتھ دھیلی کھا کر زمین پر جا کر دو لاتیں اُسکی چھاتی پر ماریں کہ دنگل کو پیچھے
چھٹ کر ساحر وغیرہ سب کہتے تھے کہ یہ کیا ماجرا ہوا اور وہ جب تک اٹھے آپ نے سرانجے فرار
اور نعرہ کرکے بھاگا جب وہ اٹھا پکارا لینا اسکو ساحر دوڑے مگر اب ملتا کہاں ہے جا وہ جا
کہیں دور جا کر کسی گوشے میں غائب ہو گیا ہوشیار نے کہا یہ عیار بلا ہے بدنہ سے صاحب
اپنے اپنے خیموں میں جا کر تیاری جنگ کی کریں میں اکیلا اس شب کو بسر کروں گی یہ حکم
دربار برخاست کر کے گرد بارگاہ کے حصار سحر کا کر دیا کہ بارگاہ نظر سے پوشیدہ ہو گئی
پھر عیار ہر چند ڈھونڈتے رہے اور ہزار ہا تدبیریں کرتے رہے مگر جانا ممکن نہ ہوا اور رات بھر
جادوگروں کے ساحر سحر و افسون خوانی میں مصروف رہے نقلی اور مرد اور پریان زنانے
بجا کیے اس شب کو چند و دے فلک بھی رشتہ خط استوا میں دانہ کواکب پرو کر مصروف افسون
خوانی تھا کہ صبح کو نیرنگ تازہ اور نئی بازی جدید کا رلائیگا کسی کا سینہ چاک کر کے دل و
جگر بینٹ میں لٹکائے گا اور کسی کو بصورت ناقوس فریادی بنائیگا کوئی پیر لعبد تدبیر
قبضہ کریگا اور کوئی صورت بازیچہ بنا ئے گا آفت و بلا میں پھنسے گا کوئی لعبد خری
تخت روان پر بیٹھ کر عروج گیر ہوگا اور کوئی نشیب عدم میں گر کر شکست پذیر ہوگا خلاصہ
یہ کہ ایک جانب شب بھر سحر سازی رہی اور دوسری جانب دونوں لشکروں میں اسلحے
سے بازی رہی بہادروں نے جوہر تیغ آبدار دکھا کر خنجر بہرام فلک کی کند کر دی تیر
فلک کی ترکی تمام کرنا چاہی تیغ کہکشان میں انکے دندانے پڑ گئے قوس چرخ نے کمانداران
کے روبرو سلام کیا [illegible] چھوٹے نیزوں نے شیران نیستان شجاعت کے [illegible] فلک

طرن کی بلکہ اپنی سفاکی کے روبرو بیدادگری سپہر پیر کی بھی ساز و سامان جنگ ساحران فلک وار سے
انقلاب کیا یا سپاہ سحر دست تطاول دراز کیے آئی اور گنجینہ گوہر آگین افتخار لٹ گیا نظم

سپیدہ چو سر بر زد از باختر	سپاہی بجا ورشتہ بیرو سپر
دگر بار میدان شد آراستہ	ز مغرب کیا فتنہ ہا برخاستہ

لشکری خیل خیل داخل دشت مصاف ہوئے جمع اور سپاہ ریزی شوکت و شان سے گشت کر
رہا فوج بشمار سمت جنگاہ چلیں نقارے بجنے لگے ہر سحر کی نیرنگی دکھاتے ساتھ ہوئے کہ نظم

ز تفاریدن کوس شد آشکار	چو افکند سیمرغ در کوہ قاف
زمین پاوسند شد پرہ گاودم	شنیدے اللہ بر آمد ز تیغہ علم
سپاہ از دو سو باند در داوری	کہ دولت کرا میشد یاوری

جب میدان میں پہنچ کر صف آرا ہوئے ایک جانب سے ابر سیہ فلک کی طرف آکر چھایا اور
ہزار ہا شعلے بجلی کی طرح ابر میں چمکنے لگے بعد اس کے زور و شور سے ابر شق ہوا اور چھپا ہ
اژدر پر سوار تھا ہر طرف گرد چمکا تو ہزار ہا بجلیاں گرنے لگیں کہ میدان کے سب درخت و جھاڑیاں
جل گئیں ابر سے پانی مثل سیلاب و دھار برسا گرد و کا نام تھا ہر یار مانند ابر کے دریا تھا مگر دشت صفا ہوا
نفیر و جھانجھ کی صدا نے رعد کا دم بند کیا تمام عالم پر از شور و غل ہو گیا شیر نیستان [illegible]
فرط ہول و ہراس سے بھاگے بیابان و درندوں سے خالی ہو گئے زیر [illegible] گرد
بے آب تھی ہوا و دنیخ سے جھگڑ تاب نہ تھی خلاصہ یہ کہ ایک جانب نازنینان نے ہم ساق
دشمن اندام لیے مہرخ و بہار گلفام نے پرا جمایا دوسری طرف دیو سوار و اجسام اور
بلا ہا سپاہ نے صفوف لشکر کو آراستہ کیا ہوشیار بعد ترتیب لشکر میدان میں
آکر آگ پتھر برسانے لگا اور مبارز اپنا چاہنے لگا کہ ابیات

کمن لیست ینی در آمد بہ جنگ	چو از گرد رفتہ دریا بر آید نہنگ
پیادہ بگردار یک پارہ کوہ	نہ پانصد سوار نش فزون تر شکوہ
چو عفریت از بہر خون آمدہ	ز دہلیز دوزخ برون آمدہ
در آمد چنان اژدہا پارہ	شند ستہ کشتی آدمی خوارہ
سیہ مارے افسون گرگے درو	سر آماسے از سپہر بزرگے درو
دہانے فراخ و سیہ چون امید	کہ چشم بینندہ گشتی سفید

پڑھتے تالیاں بجاتے سمت آتش عربدہ ساز کے چلے بہت

شعبدہ گر دیر [illegible] ساز ہوشربا		بہار شعبدہ نسبت باز ہوشربا

جب لشکری مع ہوشیار کے قریب چمنستان سحر پہونچے فلک نے نیرنگی دکھائی کہ چند بلبلین
خوش الحان صحرا سے اڑکر آئین اور سر رہ ہوش ہوشیار پر بیٹھکر نغمہ سنج ہوئین کہ اے
یادگار ساحری پرستان ملکہ بہار کے سحر مین آپ مبتلا ہوئے ہین یہ ناگوار اگر [illegible] ہین بلبلون
کا یہ کہنا تھا کہ ہوشیار ہوشیار ہوگیا اور سحر پڑھنے لگا کہ ابر گھر آیا اُس مین انگارے آتش کے
برسنے لگے بہار نے دیکھا کہ چمنستان جلنے لگا اُسنے بھی افسون پڑھا کہ ایک بار یکایک اُس
باغ سحر پر آکر مثل سرپوش کے ڈھک گیا آگ جو برستی تھی اُس ابر پر گرتی تھی باغ مین
کوئی چنگاری نہ آتی تھی لشکر ہوشیار کہ شیدا نے روے بہار تھا وہ اُسی طرح بیتاب و
دیوانہ رہا ہوشیار سمجھا کہ تا زمانیکہ یہ باغ سحر کا نہ مٹیگا لشکر کو ہوش نہ آئیگا یہ سمجھکر اسی
جگہ زمین صاف کرکے بیٹھا چاہا سحر پڑھکر دیو دن کو بلاکر باغ کو برباد کردون زمین صاف
کرتے اسکو دور سے عیارون نے دیکھا عمرو نے کہا لشکر اسکا باغ بہار کو گھیرے ہوا اور ملکہ
بہار ہر وہ آتشبازی کی وجہ سے اندر باغ کے ہے اُسوقت بہار حکم دیتی کہ جاؤ اسے مار لاؤ
گرفتار کرکے لاؤ تو لشکری ہوشیار پر جا پڑتے یا وہ اہل لشکر کو مارتا یا فوج اُسکی اسکو قتل کرتی
مین جاتا ہون اور مہرخ سے [illegible] کرا کر اُسکو ہلاک کراتا ہون یہ کہکر چلا گیر راہ مین ایک
عیاری خیال مین آئی یعنی فورًا صورت اپنی مثل شبیہ ملکہ بہار بنائی اور گلیم اوڑھکے
میدان مین آیا وہان بیٹھے ہوکر اس طرح گلیم اتار کر جست کی کہ آواز [illegible] گلیم کی [illegible]
سب اُس طرف دیکھنے لگے یہ جست کرکے زمین پر اُترا ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ بہار باغ سحر
سے اُڑکر آئی ہے عاشقان روی بہار بسبب پوشیدہ ہوجانے اپنی معشوقہ کے بے قرار تھے
اُسوقت پیچھے بہار نقلی کے دوڑے اور پکارے کہ اے بہار افزاے باغ دلہاے عشاق نظر
نرگس چشم ناز ذرا ہماری جانب دیکھیے بہار نے انھین تو کچھ جواب نہ دیا مگر ہوشیار سے
پکار کر کہا کہ حضور میری خطا معاف فرمائیے اور اگر انکار سے مجھے غرض ہے یا مین تو مین آپ پاس
حاضر ہون اور ہمراہ جناب خدمت شاہ طلسم مین چلون اور اگر اس غرض کو [illegible]
تو مین آپ ہی کے لشکر کو آپکی گرفتاری کا حکم دیتی ہون ہوشیار [illegible] بہار
اُسوقت اسکا عذر کرنا سنکر خوش ہوا کہ ایسی ساحرہ جسکا عاشق شاہ طلسم ہے میری مطیع ہوئی

اور طائران سحر تمام طلسم میں پکار رہے ہیں کہ آج کے ساتویں دن چاہ زمرد پیدا ہوا اور خداوند
جمشید و سامری کے دربار گاہوں میں یہ حکم سنتے ہی ساحروں نے پرواز کی کیونکہ نقارخانہ طلسمی
یہ وہ ہے ہوا ہی ساٹھ ہزار نقارہ معلق رکھا ہی ساحر اور پتلے طلسمی چوب لیے اس جگہ حاضر ہیں
غلاف نقاروں پر سرخ بانات کے چڑھے ہیں ساحروں نے جاکر حکم شاہ پتلوں کو سنایا تو پتلوں
نے ڈنکا اور نقاروں کو بجایا کاخ روزگار اور گنبد خضرا میں صدا گونجنے لگی تمام ساکنان
طلسم نے آواز سنی صرصر نے اپنی جگہ پر عمرو سے کہا کہ نقارہ طلسمی بجتے ہیں پہلے آغاز ہوا اب
بچاؤ کی صورت کوئی نہیں عمرو نے کہا میں ایک کنوئیں میں اتر کر بیٹھ رہوں گا تم سب
کو زنبیل میں رکھ لوں گا صرصر بولی کہ شاہ طلسم تمہارا حال کتاب سامری میں دیکھے گا
اگر اسکو ثابت ہوا کہ تم کنوئیں میں ہو وہ کنواں پٹوا دیگا پھر نکلنا دشوار ہوگا عمرو نے
پوچھا کہ اس بحر زخار آفت سے ساحل مراد پر پہونچنے کی تجویز کیا ہے یہ سوچتی ہی صرصر جوابدہ
ہوئی کہ راے عالی اس باب میں قرین صواب ہے اور کلید زبان سے باب مصلحت کا افتتاح
ہو مقاصد مشکل فتح الباب کیونکر بحکم المامور معذور بہر راہ استطاعت کا امر خیر ختام کہ لائق بندگان
صداقت التیام ہو عرض کر دیتی ہوں ورنہ بموجب بیت ای نطق تو کلید شہ لکھانہ کمال
تقریر تو نتیجہ تائید ذوالجلال + بیں کیا اس بارے میں سخن سرائی کردن اور حکمت آموختن لقمان
را آموختن ست مثل چراغ پیش آفتاب جلاون عمرو نے کہا اس مشورت کے لیے تخلیہ
چاہیے صرصر نے چند مشیروں کے علاحدہ خیمے میں آ کے صلاح ہونے لگی سب نے متفق اللفظ
یہی کہا کہ عمرو جو کچھ تجویز کریں وہی اولی اور انسب ہے عمرو گویا ہوا کہ ایک دن سر شام میں
سردار با فوج کے تمہارے خیمے میں میرے ساتھ لیکر چلیں اور وہاں میں ان سرداروں کو
مامور کر دوں وہاں سے جنبش نکریں پھر آنگہ میں سمجھ لوں گا یہ باتیں سنکر صرصر ہوئی
نا فرمان اور افتخار جادو کہ شریک انجمن مشاورت تھے عرض رسا ہوئے کہ خواجہ ہم
آپکے ساتھ ہیں عمرو نے کہا اس راز کو کسی سے بیان نکرنا جاؤ اور لشکر تیار لاکھ ساحر کا لشکر
مخفی تیار کراؤ جب شام ہوگی میں تمہیں بلواؤں گا یہ کہکر خلوت سے باہر آکر گھوڑے اوپر
سمند و شبرنگ نے لشکر جنگ مسلح و مکمل کرایا جسوقت کہ نہانخانہ مغرب میں خسرو
فلک جاکر نہاں ہوا اور گروہ انجم منشور کرنے شہر زنگاری سپہر میں آیا کہ بمقتضای آیہ

چو سیارۂ چرخ شد یزدانه		سپہر سیج کا گلدستہ ستارہ رساند

چو زلف شب از حلقۂ عنبری	بمن زنگ بر طاق نیلوفری

شام کو عمرو بارگاہ سے صحرا مین گیا سحر جمو اور رنا فرمان اور اشتخار اسکے بعد ایک جنگل مین آئے اور اسی طرح فوج بھی ہزار در ہزار دو دو ہزار ہو کر پہنچی کہا کہ مقام وعدہ گاہ پر آئی کسی کو مطلق ظاہر نہوا کہ چار لاکھ آدمی کدھر گیا کس حیلے کہ لشکر قریب پچاس لاکھ کے ہو پھر پچاس آدمی سے چار آدمی اگر کم ہو جائین تو کیا معلوم ہو خلاصہ جب عمرو پاس سب جمع ہوئے عمرو بھی تخت سحر پہ بیٹھ کر ایک جانب سردار اور لشکر کو لیے چلا اور دس کوس لشکر عمرو سے نکل گیا ایک کوہ سیاہ کے قریب پہونچا درے اس کوہ کے مثل گور جہودان کے تاریک تھے اور اُسنے اُسکی گھاٹیون کے مانند جادۂ صراط دوزخ کے باریک تھے گرد اُسکے ایک دریائے محیط موجزن تھا لیکن سیاہی کوہ کے عکس سے دریا بھی سیاہ تھا کہ نظم

چنین تا گذر گہ بجائے رسید	کہ یکبارہ شد روشنی ناپدید
زبس سو سیاہی برآورد حرف	دگر سو گذر بستہ دریائے ژرف
شد آن راہ از موئے باریک تر	ز تاریکی شام تاریک تر

عمرو نے ایک خیمہ سیاہ رنگ کا اس جگہ نصب کرایا اور ملکہ نافرمان کو مع ایک لاکھ سپاہ کے یہان فروکش کیا کہدیا کہ بغیر میری اجازت کے یہان سے نہ ہلنا یہ کہکر آگے وہان سے روانہ ہوا اور اس کوہ سیاہ سے اور دس کوس آگے جاکر قریب کوہستان پہونچا شناخت کے لیے ایک کوہ سبز رنگ تجویز کرکے خیمہ سبز رنگ استادہ کرایا وہ پہاڑ مثل سبز پوشان جنان کے رخت اخضر نصیب بر کیے تھا خضر راہ گمگشتگان بادیۂ ضلالت تھا اور خضر و الیاس کی طرح مردم روزگار سے روپوش درختہای گنجان مردون کے طور اُس سبز پوش کے گرد تھے نظم

سپہر استش بیشہ ہائے خدنگ	ہم ورشدہ شاخ در شاخ تنگ
فشردون تہ در خفش زنجیر ارش	ز آب و ہوا یافتہ پرورش
چو زینگونہ جاسے بدست آمدش	وران جاسے فرخ نشست آمدش

خیمہ سبز مین ملکہ مہر جمو کو مقیم کرکے لاکھ آدمی گھاٹیون مین پہاڑ کی فروکش کیے اور اُسکو بھی تاکید یہی کردی کہ بغیر میرے یہان سے نہ ٹلنا اور پھر عمرو وہان سے دس کوس اور آگے بڑھ گیا اتفاق سے ایک بیابان قالب تاریک کوہستان مین ملا کہ ایسا قلعہ مستحکم خوفناک کا بھی نہ ہوگا پہاڑون کے درے ایسی راہین پیچ پیچ رکھتے تھے کہ حلقہ ہائے زلف کافران دہر کو شرماتے

(۱۸۱)

سنگ ریزہ ہا در گوکاکل عنبرین یا شیرین پانی و لالہ تھے بیابان ہر چند کہ سرسبزی میں رشک گلستان تھا مگر چشمہ حیوان کی طرح ظلمت میں نہان تھا چشمہ ہای صاف ہر سمت روان گرد درختہای گنجان نظم

پدید آمد آن چشمہ سیم رنگ — چو سیمی کہ پا لاید از ناف سنگ
بر فشردہ و تازہ برکان سیاہ — شتر چند برا سرمہ آید ز راہ
بسی کوہ خارا شکوہ ناپدید — کس آن چشمہ را می نداند کلید

انتظار جادو کو دو لاکھ ساحر سے یہاں مقرر کر کے سمجھا دیا کہ بغیر میرے حکم یہاں سے نہ ہٹنا اور بعد اس فہمائش کے تخت سحر پر بیٹھ کر ایک ساحر ہمراہ لیکر مراجعت کی اور کچھ عرصے دوبارہ چلتا ہوا پاس ناف زمان کے آیا اور پیشیر گزشتہ سب و نیز اوسے سمجھانے لگا ناف زمان نے کہا خوب آج سے سیاح تو ہیں وہ دن وہ جلسہ ہوگا کہ دیدۂ روزگار اسکے دیکھنے کا ندیدہ ہے بلکہ یہ سلسلہ دیدہ ہو نہ شنیدہ ہوا یکسو ایسی بارگاہ میں بادشاہ طلسم کی اشادہ ہوگی حیرت کی سواری کے ساتھ ساتھ ہزار ہزار ساحر دون کے لباس رنگ برنگ کا پہنے چلیں گے ساتھ ہزار شاہ اور شہزادیان طلسم کی آئینگی حیرت سے زرنگار ہوگا اور ایک کنوان کہ مثل تالاب کے ہے اور اسی کو چاہ زہر کہتے ہیں زہر جواہر سے پٹ جائیگا عمرو غیرہ سب ماجرا سنکر جواب دیا کہ جو کچھ سامنے آنے والا ہے اسکا بیان کیا ضرور ہے ہمارا خدا مالک ہے کچھ فکر نہیں کبھی ٹل رہیگا اسے کم یہان شہر میں اور شہر کو جانا ہو لیکن ہو گا کہ وہان سے شخص پاس آیا اس تردد کرنے کا کچھ مطلق ذکر نہ کیا اور مشغل و سنور قائم حکم دیا کہ جلسہ عشرت کا سامان مہیا ہو پھر دارشاد ساقیان زرین لباس بیبادہ کے اساس توبہ کا ایمان لے کر جاخیر ہوئے ناچ ہونے لگا جام کی گردش پذیر ہوا نظم

تماشا کے را مشکبر ان باز کرد — در خندہ می بر جہان باز کرد
نہ پوشیدہ شد نالہ چنگ را — بکف برنہاد آب گلرنگ را

اور سلسلہ ان ترددات میں رات زیادہ آچکی تھی دربار برخاست کیا ہر ایک آرام پذیر ہوا یہ سب تو بآرام تمام حالت امید و بیم میں تھے ہیں لیکن حال مہیاکا سنئے کہ کیونکر

ہان ساقیا وقت یاوری ہے — دے بادہ کہ دور آخری ہے
لبریز پیالہ دے خوب سا آج — پھر رند نہو کسی کا محتاج
دے ہوش ربا بادہ جام ساقی — دنیا میں ہو جس سے نام ساقی
ساقی اک اور جام رنگین — در پیش ہے جلسہ نگارین

ساقی مرے جوش کی قسم ہے — کھوئے ہوئے ہوش کی قسم ہے
ساقی تری شان کا صدقہ — ساقی تجھے اپنی جان کا صدقہ
وہ سر کہ بھرا ہے جس میں سودا — وہ جان کہ جس میں ہے تمنا
وہ دل جو ہے آرزو سے لبریز — وہ آتش شوق جو کہ ہے تیز
وہ پیٹ کہ جس کا دل ہے مسکن — وہ لب کہ ہمیشہ جس پہ شیون
ان سب کی قسم ہے مجھے ساقی — دے جام شراب باقی ساقی
کانٹا جو لگا ہے دل ہے بیتاب — دے گل سے کٹورے میں مجھے آب
لکھوں میں وہ داستان رنگین — فردوس بھی جسکا ہو گل چین
ہر حرف سے دلبری ہو پیدا — گل کی طرح نازکی ہو پیدا
رنگینی لفظوں سے ہو لطافت — آب مضمون کی ہو طراوت
دامان نگاہ ناظرین کو — پھولوں سے بھروں بطرز رنگیں
اسکے خامہ سحر سامری فن — کھینچے آج طرار سے مثل توسن

طالبان جادو الفاظ انگشتری داستان وفقاحان ابواب حجلہ بیان آتش روشن افسانہ کو درج قرطاس پر یون منقوش فرماتے ہین اور ناز پروردگان حجلہ ضمیر عشاق کو منظر فضا میں جلوہ گر فرما کر اس طرح پیدا دکھاتے ہین کہ جب حجلہ مشرق سے عروس زرین لباس مہر مجرہ منظر افلاک میں روشنی بخش ہوئی اور حلقہ ناوکین کو اکسیر جوہری روزگار سے ملا وفق نہالخانہ غرب میں بٹھایا کہ مضمون کو یہ ابیات

فروزندہ روز جیسے چو فردوس پاک — برآورد سر گنج قارون زخاک
بہشت لیکن گشتہ باد خزان — نسیم بہاری ز ہر سو وزان

باغ سیب میں افراسیاب اور ملکہ شہی پر جلوہ گر ہوا اور حیرت نے حکم دیا کہ انگشتر بیضہ جادو وہ اول ہی سے سامان جانے کا کرچکی تھی اپنی کنیزون کو طلب کیا کشتہ نازنین پری جمال زیور جواہر سے مثال بیٹے رخت پر زر سے آراستہ حاضر ہوئین تھال سونے کے ہاتھ میں لیے تھین ان میں جواہر اور اشرفیاں بھری تھین کچھ ساحر سوار اور بھیڑیان اور بکریان لیے آئے کہ ان جانورون کے گلے میں ہار پڑے تھے اور چھپکے سیندور کے لگے ہوئے تھے اسکے بعد کنیزین بسنت سے تھال لیے آئین کہ ان میں موہن بھوگ بھرا تھا

چونکہ بین کھی کی روشن تھیں جب یہ سامان آچکا حیرت تخت طاؤسی پر سوار ہوئی چار طاؤس جواہر کے چارون کونے پر تخت کے کھڑے تھے دم اُن کی سر پر ملکہ کے چتر ہو گئین نقار خانہ طلسمی مین نوبت بجنے لگی شاہ جادوان نے باندان سے ایک گلوری بنا کر اپنے ہاتھ سے ملکہ کو کھلائی اکابرین دربار نے نذرین دین شاہ نے بازو پکڑ کے کچھ شتر سامری و جمشید کے پڑھے اور ملکہ پر دم کیے پھر تو اُس ہمہ چہاردہ سالہ کا حسن جہانسوز دو بالا ہو گیا کہ بہ یک اشارہ گوشہ چشم نیرنگ سامری اور بادی روزگار کو خاک مین ملاتی تھی اور ہزار مردے جلا کر مسیحا کو لب جان بخش کا شرمندہ احسان بناتی تھی کہ شعر

فدا ہے معجزے رفتار روح افزا دکھاتی ہے
تمنائے حیات خضر وزہ آزماتی ہے
صد اطفال پاکی مژدہ صحت سناتی ہے
جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہے
مسیحا ہو تو بیمارون کو دم بھر دیتے جاؤ

خلاصہ یہ کہ اس سامان شایان اور تجمل بیکران سے ملکہ روانہ ہوئی اور بعد کچھ عرصے کے ایک دشت پر فضا مین پہونچی کہ ہوا وہان کی ہوا ہے روضۂ رضوان دل سے بھلاتی تھی مسیحا نفسی کر کے دلہا ہے مردہ کو جلاتی تھی سبزہ برنگ سبز بختان دہر چمن سے پاؤن پھیلائے سوتا تھا گھاس خود رو سے دشت نگارخانہ چین معلوم ہوتا تھا برگ گل ہمشکل زبان تھے یہ ظاہر تھا کہ گلرخان دہر اس بہار کے شوق دید مین خواب مین ملکر زبان بتوصیف بوستان کھولے ہین نرگستان تھا یا خفتگان خاک آنکھین کھولے سیر دیکھتے ہین طائران خوش نوا مثل خضر کے لب زمزمہ مین سینے ہر سمت پران قمریان سرو لب جویبار پر مثل واعظ کے بر سر منبر شاخ کہ کو کو تھی مین خطبہ خوان کسی جا تماشا والے پر اکرتا کہین غنچۂ درازی قامت تماشا دیکھتا تھا کسی جگہ لالہ پیالہ دکھا کر نرگس مست کو للچاتا تھا کہین برگ سوسن زبان حال و مقال سے باتین بتاتا تھا دشت پر روح قدس نثار تھی غرض طرفہ بہار تھی کہ قصیدہ

فیض ترتیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر
زرد مخمل ہوا حکم تو کھیل ہے مشغل
تخت طاؤسی گلشن پہ ہے سایہ کیے ابر
چتر کھولے ہوئے فرق شہ گل پر سنبل
آہ قمری مین مزا اور صفیر مین تاثیر
سر پہ مین کیسی کیسی آ گئے پھول مین پھل
دیکھتے دیکھتے بڑھ جاتی ہے گلشن کی بہار
دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول
خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز
پھول سے کہتے ہین پھلیا رہے گلزار ازل

شاخ پر پھول یاں جنبش میں زمین ہے پل پل	سبز ہوا کھاتے ہیں گلشن میں ہوا پر بلبل

اس دشت پُر خطر تک میں یہ سیر نمایاں ہوئی اور ذریعہ ایک کو وہ شمال کے پہونچی وہ کے
سے کو دیکھا ایک خط سرخ اس طرح ظاہر تھا کہ جیسے چند مکان میں روزن کی راہ سے دھوپ
کی لکیر از زمین تا فلک معلوم ہوتی ہے کہ یہ جب سرخی کا طول ختم ہوا تھا پھر سبز ہوئے اور
سفید کی لکیر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک نظر آتی تھی گویا اوراق جدید
و ہر طلائی جدول کھینچی تھی اصل میں اس خط کو قطب جنوبی اور شمالی جو طلسم کے حکما نے
بنائے تھے اُنکے درمیان سے خط معدل النہار بنایا تھا واضح ہو کہ کتب علم ہیئت میں مسطور
ہو کہ معدل النہار وسط حقیقی قطب شمالی اور جنوبی میں واقع ہوا ہے اور بنسبت عرض استوا
اُسی خط کے خط استوا زمین پر تقلیل ہوتا ہے اور جسوقت کوئی شخص قطب شمالی کے نیچے کھڑا
ہو تو معدل النہار افق جنوبی پر ہوگا فی الجملہ بحیثیت اختلاف طوالت فاصلہ یہ بیان صرف اس
لیے ہے کہ حیرت انگشت بلب اُس جگہ جا پہنچی ہے کہ جہاں جیرہ ہفت بلا ہے اور یہ مقام علم نیرنگ
و ہیئت سے حکمائے طلسم نے خاص طلسمی بنائے ہیں اور طلسم میں رات و دن الگ ہوتے
ہیں اور خط استوا و قطب بخلاف ان قطبوں افلاک دنیا کے ہیں کہ اور بنائے جاتے
ہیں جیسے کہ طلسم و دنیا میں چار پہر کے رات دن ہوتے ہیں اور فاصلہ دو جہان کا
متعلق ہے اُسکے قائم ہونے پچاس ہزار برس کے ہیں دنیا بھی مثل طلسم کے ہے اور باطل ہوتا
اس طلسم کا رونما ہونا ثابت ہے کہ جو لوگ اس طلسم میں محبوس کئے ہیں وہ اپنے گوشہ
اپنے مسکن اصلی پر پہونچیں گے اگر ناری ہیں جہنم میں اور ناجی ہیں تو فردوس میں پایا ور
مصداق وہم فیہا خالدون ہمیشہ اُن مقاموں میں رہیں گے اور راستہ اس طلسم فنا ہونے
آنے کا عالم ارواح سے یہ ہے کہ اول ملائکہ بحکم علی الاطلاق مادہ جنین کو بہشت
جگہ دیتے ہیں کہ صاحب قالب وہاں سے ہوتا ہے پھر وہاں سے کرسی کی طرف لاتے ہیں
کہ وہاں سے مالک صدر ہوتا ہے پھر وہاں سے فلک شمس پر پہونچاتے ہیں کہ صاحب حرارت
غریزیہ ہوتا ہے پھر فلک ہفتم پر کہ مقام زحل ہے دماغ ملتا ہے کہ محل عقل ہے پھر فلک ششم پر
لاتے ہیں کہ صاحب صورت اور حیات ہوتا ہے پھر فلک مشتری پر پہنچاتے ہیں کہ علم پاتا ہے
پھر فلک عطارد پر جاتا ہے کہ فکر پیدا ہوتی ہے وہاں سے فلک مریخ پر آتا ہے کہ وہم حاصل
ہوتا ہے پھر فلک زہرہ پر آکر خیال پاتا ہے پھر کرہ نار پر منتقل ہوتا ہے کہ اخذ صفرا کرتے ہیں

کرہ باد پیدا کر خون بنتا ہی پھر کرہ آب پیدا کر بلغم بنتا ہی پھر کرہ خاک پیدا کر یا ایک سودا ہوتا ہی پھر دو
با دو طرف بخارات کے مائل ہوتا ہی اور بادل تکلہ اسکو چھا نپیا ہوتے ہین اور ابر باران کی طرف
اور باران سے زمین پیدا کر نباتات اور اجناس مین شرکت ہوتا ہی اور دہی نباتات اور اجناس
غذا ہوتے ہین لہذا اسکے بدر کی روزی کرتا ہے کہ نطفہ کی صلب سے صلب پدر مین نطفہ ہو کر قائم
ہوتا ہے پھر بمصداق یخرج من بین الصلب والترائب آخر شہوت بطن مادر مین منتقل
ہوتا ہے پھر زمین پیدا ہوتا ہی اس معنی کو حضرت مولی معنوی مقیمان مین فرماتے ہین کہ سبب [illegible] مرغ
شاخ درخت لاہوتیم + کہ ہر دو بیخ اسیر ابر کیم + آسنے کا اس طلسم مین دنیا کے یہ راستہ ہی اور
جانے کا وہاں رکہ یہ ہی اور وہان سے عالم برزخ مین اور وہان سے قیامت اور قیامت سے
صراط اور صراط سے میزان اور میزان سے پیش اعمال اور وہان سے مسکن اصلی روح کا کہ
بہشت ہے مصرعہ درست باد و ست رفت دیار و بیار + آمدم بر سر مطلب حیرت مسکن اصلی
پر طلسم کے جایا چاہتی تھی اسی خیال سے کہ تمثیل در کہ کوہ مین داخل ہوئی اور عجائب و غرائب
طلسم دیکھتی ہوئی یعنی کہین اندھیرا کہین اجالا مرتب طلسم کے جو تہے ہین کہ فاتح طلسم
طلسم توڑتے وقت بیان انکا کیا جائیگا ہر ایک کو ملاحظہ کرتی جنگل مین قریب ایک احاطے کے
پہونچی احاطہ پر چار سو مینار یاقوت احمر کا چڑھا تھا دروازہ اسکا بند تھا ملکہ نے [illegible]
دروازہ کھل گیا اندر آئی فضا معدل النہار کی روشنی یہان بھی پائی اسی کے سامنے مین کچھ دور
چل کر ایک نقب مین سما گئی پھر جو اس راہ سے نکلی ایک مکان سونے کا نظر آیا اس
طلسم مین سات حجرے بنائے ہین ایک سونے کا دوسرا چاندی کا تیسرا زمرد کا چوتھا یاقوت
کا پانچوان نیلم کا چھٹا موتی کا ساتوان الماس کا ہو چھٹا [illegible] ان سب حجرون مین مال طلسمی دھرا
کنجیان ہین لیکن ساتوین حجرے مین سات کوٹھری ہین کہ ہر کوٹھری مین بلا بند ہی جسکا
کوٹھریان کھلین کی بلائین نکل کر شکل [illegible] کو برباد کر ینگی اور یہ بلائین موت تمہاری ہینگی
ہین دفع کرنا نہایت مشکل ہوگا انشاء اللہ حال انکا وقت شکست طلسم بیان ہوگا غرضکہ
ملکہ قریب مکان طلائی کے آئی سبحان اللہ اس عمارت کا کیا کہنا در و دیوار کے عجیب نقش و نگار
کندہ ہین اور رنگ سے کہاتے رنگ طلا مین جواہر کو بھی کر کے جواہر کی گلکاری بنائی تھی کہ
قصور جنان پھر کر اسپر شیدائی تھی رنگ تجلی طور کلیم اسپر شیدا ہو رہا یہ کی سربلندی پر قیصر [illegible]
تصدق ہو با اسکی محراب سے اگر ہلال کو مشابہ کیا جائے تو اسکا گول گدا [illegible] شب [illegible]

آستان کو اسکی اگر فلک کہون تو روے زمین کا احسان فلک پیر پر کرون عالم امکان کی مجال نہین جو وسعت صحن کو اسکی پیمایش کرے معمار عقل کی کیا طاقت جو زبان لال سے ستایش کرے مہندس خیال ہر چند کہ خوبی مین طاق ہے بلکہ بہتری سے جفت ہے مگر اسکے گوشہ ہاے مثلث کی توصیف مین الا الطاق ہے سقف منقش سپہر اسکی سقف رنگین کے روبرو اژدون اور آفتاب شرم سے اسکے شمسہ کے سامنے دینار خزانہ قارون نزاکت طرح عمارت پر انگشت اشارت بار اور صفاے در و دیوار پر نگاہ سرمہ آلود نازنینان دہر سے غبار نظر تماشائی اگر غرفہ تک اسکے پہونچے تو مینار قمر سمجھے اور فکر محاسب اگر اسکے میناروں پر پہونچے تو کنگرہ عرش عظیم جانے کہ بمقتضاے ابیات

عجب اسکی رفعت عجب اسکی شان
عجب اسکے پردے عجب سائبان

عجائب تھین ہر سمت مین عجائب شجر
عجب اسکی سقفین عجب اسکے در

عجب اسکا نقشہ عجائب فرش
عجائب نگار اور عجائب نقوش

مکان ایسا آراستہ پر شکوہ
ہر اک برج الماس مانند کوہ

تماشائی کا دل بھی ہو آئینہ
کہ جسپر کدورت کبھی آسکے نہ

سامنے اسی قصر کے گلشن نگارین تھا تماشا خہاے گل پر بلبل شیوا زبان کا چہچہہ نرگس مست کہ مدام باغ مین رہتی ہے لیکن یہ بہار اسنے بھی نہ دیکھی تھی سنبل اسی کی الفت مین پیچ و تاب کھاتی تھی لالہ اسی کے عشق مین دلخون ہے عشق پیچان باغ کو اسی کا جنون ہے کہ بمضمون نظم

ز گلہا نارستہ تا بہ زند باف
دریدہ صبا شعر گل تا بناف

زمین چون زر و آب چون لاجورد
چو دیباے نیم ازرق و نیم زرد

نواے چکاوک بر از بانگ رود
برآوردہ با دستبانان سرود

گرہ بر کمر گہ زدہ ساق جو
رسیدہ بدہقان درود و درو

حیرت نے اس گلشن پر بہار مین ایک مقام پر کھڑے ہوکر کچھ افسون سحر پڑھا اور پکار کر کہا کہ اے کندن آؤ یکایک نسیم بہاری چمن مین وزان ہوئی اور کلیان کھل کر پھول ہو گئین ایک تخت ہوا سے ہوا اترتا ہوا آیا ہزارہا گھنگرو تخت مین بندھا تھا اسکی صدا سے پردے ہوا پریان ناچتی معلوم ہوتی تھین جب وہ تخت زمین پر اوترا ایک سونیکی پتلی اسپر بیٹھی تھی مگر بولتی تھی تھمو تھمو پایتان آدمی پر لات مارتی تھی ایڑی چوٹی پر اپنی وارتی تھی کہ ابیات

صنم بین کہ آن نقش پرداز کرد
نگہ گاہ کردہ بستہ و گہ باز کرد

ہر دو پیا درے از رخام سپید	چو برگ سمن بر سر مشک بید

حیرت کو اُس تیلی نے سلام کر کے تحیہ گوہر فشان سے رشتہ نظم مین اس طرح موتی پرو
اور کام و دہان سامع کو شیراز مذاق سخن اس طرح کیا کہ ملکہ عالم نے اس کنیز نا چیز کو کیون یاد
فرمایا ہے مرتبہ خاکسار فلک پر پہونچایا ہے حیرت نے صورت حال کا جادو آئینہ بیان مین
یون دکھلایا اور باب مقاصد کو کلید دقائق گفتار سے وا کیا کہ اے کندن کنجی حجرۂ طلائی
کی تمھارے پاس ہے حجرہ کھولو کہ انگشتری جمشیدی شاہ جادوان نے منگائی ہے نذر
لیکر یہ حقیرہ لینے آئی ہے کندن نے نذر کی چیزین دیکھ کر ایک قہقہہ مارا اور عرض کیا
کلید حاضر ہے لیکن یہ بھینٹ اور نذر اصلی نہین ہے اور اس سے انگشتری دست شاہ
نہ ملیگی لازم یہ ہے کہ حضور زحمت فرما کر مراجعت فرمائین اور شہنشاہ سے اصلی بھینٹ لائین
کنیز انتظار مین حضور کے ٹھہری رہیگی یہان سے قدم نہ ہٹائیگی حیرت ان باتون کو سنکر
آئینہ حیران ہوئی آخر سب سامان نذر کا چھوڑ کر پھری اور خدمت شاہ جادوان مین
آئی ماجرائے گذشتہ زبان پر لائی افراسیاب نے ساری کیفیت سنکر دیا کہ اندھی
سیاہ آئی تاریکی عالم مین چھائی بعد ایک لمحے فلک کی جانب سے ایک تخت
کے نازل ہوا کہ اُسپر ایک پیر زمین گیر سوار تھا پیر تھا یا پیر فلک کا سگا بھائی
کو سامنے اُسکے شرم آئی جب شیطان جنت سے نکلا تھا تو اسی کے کندھے پر سوار ہو کر
پر آیا تھا نہین بلکہ مادر دہر کو اُسی نے سبق پڑھایا تھا فرط ضعف و نقاہت سے جھریان
جسم پر پڑی تھین ہڈیان پسلیان گنی جاتی تھین کہ بمقتضائے ابیات

ظالم و شریر و ضعیف و نحیف	اس ضعیفی پہ انتہا کا کثیف
دم گفتار منہ سے بو آتی	نتھنے بہتی کو سون تک جاتی
کرتا شیطان مکر اُس سے یاد	زال دنیا کا تھا وہی استاد
تھا غلامی کا اُسکی دم بھرتا	سامنا جس سے جیسے کیا کرتا

ایک کتاب کہ جریدۂ افلاک اور دفتر دہر اُسکا دو ورقہ تھا سفیدی و سیاہی اور لوح
و نہار بین السطور صفحہ ہاتھ مین لیے سامنے شاہ کے آیا بادشاہ ہمراہ تعظیم اُٹھا اور
تکریم اُٹھے باعزاز اُسکو بٹھایا پیر نے استفسار کیا کہ مجھے کیون بلایا ہے شہنشاہ
جمشید مین نے منگانا چاہا ہے چنانچہ وہ مجھے منگا دیجیے تمنائے دل پوری

خیال محال ہے بادشاہ نے کہا بغیر انگشتری کے یہاں خاتمہ ہو نقش طلسم باطل ہوتا ہے
نام و نشان مٹتا ہے سلطنت جو زیر نگین ہے حلقہ اطاعت غیر میں جاتی ہے بیر نے کہا تجھے تکلیف
گوارا ہو کی انگوٹھی سے ہاتھ اٹھا شاہ نے کہا سر کٹ جائے مگر سر دست انگشتری ہاتھ آئے بیر نے
کچھ پڑھ کر سمت فلک پھونکا ایک پتلا چھری اور جام لیے پیدا ہوا چھری شاہ کو دی اور جام
سامنے رکھا بیر نے کہا سات بوٹیاں اپنے جسم کی کاٹ کر اس جام میں ڈال دے دو دونوں
ہاتھ کی دو دو دونوں پیر کی دو دو دونوں کانوں کی ایک سینے کی شاہ نے فورًا بوٹیاں کاٹ کر
جام میں ڈالیں کہ یاقوت احمر بن گئیں بیر نے ایک آہ کی منہ سے شعلہ نکلا کہ جل کر وہ راکھ
ہو گیا شاہ نے وہی راکھ اپنے زخموں پر لگا لی کہ زخم اچھے ہوگئے اس جگہ دوسرے دفعہ
میں پہونچکر پھر زندہ وہ جدھر سے آیا تھا ادھر ہی چلا گیا اور کہتا گیا کہ پیالے میں جو خون بھرا
ہے پونچھ کر زخموں پر لگا لے کہ اچھے ہو جائیں اور یاقوت کے ٹکڑوں کی سمرن بنا کر پھیرتا
رہے اسکو کہ جانے اور انگوٹھی ملے آئے افراسیاب نے ایسا ہی کیا اور سمرن پھیرتا
رہا اسکی کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور اسی طرح راہ طے کر کے قریب حجرہ طلائی پہونچی کہ وہاں
پتلی سنہرا کھڑی تھی اُس سے کہا میں اصلی سمرن لائی ہوں حجرہ کھول دے اُسنے خبر کے
پتلی پاس آکر سجدہ کیا اور کنجی ازار بند سے اپنے کھول کر قفل میں لگائی اُس وقت اُس
نازنین کا اونچی ہو کر ایک ہاتھ سے قفل تھامنا اور دوسرے سے کنجی لگانا ہزار بناؤ دکھاتا
تھا وہ پتلی پتلی انگلیاں چوڑی ہتھیلی کا رنگ بہ رنگ شہاب وہ دونوں پائنچے چھوٹ کر
پاؤں پر آجاتا قفل کھولنے میں منہ بن جانا پاؤں کا رخ پیرا تا سر ہلا کر پاؤں کو ہٹانا آخر
کار کنجی سے کھولا کنجی سے چور خانہ صدا آراستہ کی ہوئی قفل کھل گیا یہ پائنچے اوٹھالی
کنجی و قفل لیے پیچھے ہٹی اور جھمر جھما سلام کرتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی سبحان اللہ سب
عمارت کی خوبی اور بہتری باہر سے ہی از صفات ہے مگر وصف اندرونی کرنا چھوٹا منہ اور
بڑی بات ہے در و دیوار منقش رنگین چمن رشک وہ نگارخانہ چین کرے جو از قصور سرا
بہشت بریں خدا صد مرتبہ کہ جو جگہ تھی وہ دل چسپ و خوش آئین فرش دیبائے چین ہر مقام
پر بچھا تھا فرشتہ آلات لگا تھا چار طرف کمرے تختے بیچ میں حجرہ تھا ملکہ کمرے طے کر کے
حجرے میں آئی وہاں ایک تخت بچھا تھا اور بر اُسکے پردہ پڑا تھا ملکہ نے پردے کے رو
سجدہ کیا ایک پاؤں سے کھڑی ہوئی اُس وقت ہزارہا گھنٹا اور ناقوس از خود بجنے لگا اور

پردہ آپ سے آپ اُٹھ گیا تخت پر تجھ کا پتلا کہ ہمشبیہ جمشید تھا نظر آیا ملکہ نے پھر اُسکو سجدہ کیا
پتلے نے صدا دی کہ ای شہزادی طلسم کی کیا چاہتی ہی حیرت نے عرض کیا کہ انگوٹھی پھینکو
وہ سور بکریان موہن بھوگ وغیرہ پیش کیا پتلا اُن سب کا ایک نوالہ کر گیا اور ہاتھ اپنا بڑھایا
کہ انگوٹھی اُتار دے حیرت نے جب اُنگلی پر ہاتھ ڈالا کہ انگوٹھی اوتاروں اُنگلی آگ کی طرح جلتی
تھی ہاتھ ملکہ کا جل گیا اُف کر کے ہاتھ کھینچ لیا پتلے نے کہا اول وہ یاقوت کی سُمرنی جو
بوٹیون کی جسم شاہ طلسم کی تھی ہر ہاتھ میں پہنا دے پھر انگوٹھی اُتار لے ملکہ نے سُمرنی پہلے
پہنا دی پھر انگوٹھی اُتار لی یکایک ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجے پردہ تخت کے سامنے پڑ گیا
ملکہ سجدہ کر کے پھری جب حجرے سے باہر آئی کندن نے مبارکباد دی اور دوڑ کر حجرے کو
بند کیا قفل دیا اور عرض پیرا ہوئی کہ کنیز کو اب اجازت ہی کہ جائے ملکہ نے رخصت دی
پتلی تخت پر بیٹھ کر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف چلی گئی اور حیرت بھی انگشتری لیکر سوار
ہوئی طائران طلسم نے آکر سر پر سایہ کیا اور بجتے کہ دلوار خبیث طلسم میں ہیں سب
نظر آنے لگے لیکن ملکہ لیے ہوئے انگوٹھی کو وہ مقامات طی کرتی ہوئی قریب باغ سیب
پہونچی مگر باغ موصوف میں نہ گئی بلکہ ایک اور باغ میں جا کر ٹھہری اور کنیزون کو حکم کیا
کہ تجمل بیکران اور سامان نمایان حاضر کرو بمجرد حکم سامان حاضر ہوا یعنی ہزارہا نقارے
طاؤس ون پرلے سے بروے فلک بجتے ہوئے چلے اور فلک کی طرف سے پھول سنہری
اور روپہلی برسنے لگے ہزارہا چوکیں از خود روشن ہو گئیں اور پانچ ہزار زرنفیر سرناے
بجنے لگے کئی ہزار مرد ناٹک سجا کر ساجن بجون جمشید کے گانے لگے ستر سو کنیزیں جگمگا اُچھالتی
اور رنگ پاشی کرتی ساتھ ہوئیں ملکہ نے ایک کشتی میں انگوٹھی کو لگا کر تورے پوش جواہر کار ڈال کر
اپنے ساتھ لیا اور آپ بھی نہایت آراستہ و پیراستہ ہو کر سوار ہوئی اور بسمت باغ سیب چلی کہ ابیات

جہان در جہان لشکر آراستہ	ز بوق و دہل بانگ برخاستہ
ز دیبائے چینی بہ خروارہا	ہم از مشک چینی بہ انبارہا
طبق ہائے کافور با بوئے مشک	ز کافور تر بیشتر عود خشک
غلامان لشکر شکن خیل خیل	کنیزان کہ در پردہ آرند میل

اس تجمل سے قریب باغ سیب جب پہونچی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ملکہ انگوٹھی بڑے
دھوم سے لاتی ہین شاہ جادوان یہ خبر سنتے ہی مع تمام اہل دربار او بعض ساحروں

اُٹھ کھڑا ہوا کہ انگوٹھی کا استقبال کرنا لازم ہے اور در باغ سے کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ ملکہ
ملاقی ہوئی وہ سب تجمل بیرون باغ ملکہ ٹھہرا کر ہمراہ شہنشاہ اندر باغ کے آئی شہنشاہ سب
کی نظر سے غائب ہوگیا ایسا کچھ دیر کے سارے درخت باغ کے باد چلنے سے منڈ ہوگئے اور ہر پھول
مثل گوہر شب چراغ کے روشن ہوگیا پتیوں میں چمک پیدا ہوئی برگ گل تالیاں بجانے
لگے پتی پتی سے صدا جمشید کے جے کی بلند ہوئی بیچ بارہ دری میں تخت جو بچھا تھا آئینہ
سامنے اُسکے لگ گیا ہزار ہا منقلیں سونے چاندی کی روبرو سے تخت روشن ہوگئیں بخور
سُلگا دیا اسوقت شہنشاہ طلسم آئینہ میں ظاہر ہوا آج وہ تاج سر پر دیئے تھا کہ دیدۂ روزگار
جسکے دیکھنے کا محتاج تھا اور وہ قبا سے پُر زر زیب بر فرمائے تھا کہ قبائے زنگاری رنگ فلک
قبا جسکے مقابل نیلی اور سیاہ تھی خلاصہ یہ کہ جب شہنشاہ طلسم ظاہر ہوا ہزاروں گھنٹے اور
ناقوس بجنے لگے سب سے اول حیرت نے کشتی انگوٹھی کی نذر دی شہنشاہ نے مسکرا کر نذر قبول
کی تو رسے پوش ہٹا کر انگوٹھی کو ہاتھ میں لیا پہلے جمشید کو سجدہ کیا پھر انگوٹھی کو پہنا نگینہ انگوٹھی
کا آفتاب سے زیادہ روشن تھا مگر یہ ثابت نہوتا تھا کہ کس چیز کا ہے کچھ نقش اُسپر جادو کے کندہ
تھے کہ جسکی وجہ سے ساحر اور خبیث مطیع اور سر افگندہ تھے غرضکہ جب انگوٹھی بادشاہ نے
ہاتھ میں پہنی فوراً تالی بجائی ایک طاؤس کہ جسکا چہرہ پریزاد کا تھا اور سارا جسم طاؤس کا
تھا ناک میں نتھ اور کانوں میں جڑاؤ بیتے بالیاں پہنے تھا سامنے شاہ طلسم کے آیا شاہ نے
فرمایا کہ اے طاؤس طلسمی میں نے تجکو امتحان کی راہ سے بلایا کہ دیکھوں انگشتری جمشید کام
دیتی ہے یا نہیں طاؤس نے عرض کی جسکے پاس انگوٹھی ہو گی مجھے کیا تمام طلسم اُسکا تابعدار ہے
شہنشاہ نے کہا اچھا جاؤ اور عمرو کو کہ خداوند سے باغی ہے پکڑ لاؤ طاؤس اُسی وقت حسب الحکم
شہنشاہ روانہ ہوا اور بارگاہ عمرو میں چکر مار کر آئندا پکارا خواجہ تمکو شہنشاہ افراسیاب
جادو نے یاد کیا ہے یہاں طاؤس کے آنے سے اول تو عمرو عازم ہوا کہ بھاگ جاؤں مگر آواز
مور کی سنکر قلب پھر گیا بولا کہ غلام حاضر ہے یہ کہہ کر قریب گیا طاؤس نے منقار میں داب لیا
اور پیٹ میں لا دکر اڑا اور سامنے شہنشاہ طلسم کے لاکر زمین پر ڈال دیا عمرو نے اٹھکر بادشاہ
کو تسلیم کی اور وہ جاہ و جلال آج شاہ جادوان کا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا تھر تھر مثل برگ بید
کے کانپنے لگا اور زبان کو تعریف شہنشاہی میں وا کیا کہ نظم

رخ شاہ روشن تر از ماہ باد	چراغ جہان گوہر شاہ باد

تو آنی کہ نیروی بینش بہ اشتست سہ سد جا کہ باشی خداوند باش	برومندی آفرینش بہ اشتست ز شتے کہ کارے برومند باش

افراسیاب نے کرسی بیٹھنے کو دی عمرو تسلیم کرکے بیٹھا شاہ جادوان نے کہا کہ مین نے تجھکو
اس لیے بلایا ہی کہ سمجھا دون یعنی تو اور ہمراہی تیرے اگر آسمان پر بھی جاکر چھپین گے تب بھی
گرفتار ہونے سے نہ بچین گے پس لازم ہی کہ سب کو سمجھا کے آ اور سامری و جمشید و لقا کو سجدہ
کہ جان تیری بچ جائے عمرو نے بجواب اس سوال کے عرض کیا کہ مجھے اپنے نفس پر اختیار ہی
مین ابھی سامری پرست ہوتا ہون اور لوگون کو مین سمجھا دون گا ماننا اور نہ ماننا اونکا
کام ہی افراسیاب نے کہا تیرا سامری پرست ہونا لائق اعتبار نہین ہی مین نے صرف اپنا
جاہ و جلال دکھانے کو تجھے بلایا تھا کہ دیکھ مجھ مین یہ طاقت ہی اچھا اب جا اور لوگون کو
سمجھا اگر اسکے خلاف کیا تو سزا پائیگا یہ کہکر طاؤس سے حکم دیا کہ اسکو پہونچا آ طاؤس لیکر
بارگاہ عمرو مین آیا ادھر افراسیاب نے کہا کہ عمرو بیشک باغیون کو سمجھا دیگا
کیونکہ تاج دار کہا گیا حیرت نے کہا وہ مکار ہی الامر فوق الادب برا تعظیم مین مشکل ہی
عرض کرتی ہون کہ آزمودہ را آزمودن جہل ست کئی بار یہ اتفاق ہو چکا ہی کہ وہ آیا اور بھیس
کرکے چلا گیا شاہ نے سنکر ایک پتلا کاغذ کا کترا اور انگشتر جمشید اسپر لگادی کہ لوٹ کر مثل
انسان کے وہ ہو گیا اس سے کہا تو جا در بارگاہ عمرو مین جاکر بہروپ سے ہوا اٹھکر تا قبہ
بارگاہ پر بیٹھکر سننا کہ عمرو کیا گفتگو کرتا ہی پتلا حسب الحکم اڑکر آیا اور قبہ بارگاہ پر چھپکا بیٹھکر
گفتگو سننے لگا لیکن جب طاؤس عمرو کو بارگاہ مین لایا سب خوش ہوئے طاؤس نے پکارا
کہ جو وعدہ تو شاہ طلسم سے کر آیا ہی خبردار اسکے خلاف نکرنا ورنہ بہت برا حال ہوگا یہ کہکر
طاؤس تو چلا گیا اور صرصر وغیرہ اٹھکر عمرو کے گلے سے لپٹ گئین دیکھین تو رنگ عمرو
کے چہرے کا سفید ہی غرضکہ گھبلایا دل مین عمرو کے پنکھے لگے ہین کہ رہا ہی کہ خدایا تیرا مددگار
ہوتا جبکہ کچھ دیر مین حواس درست ہوئے سارا حال دربار شاہ جادوان کا بیان کیا
سب نے متفق القول یہی کہا کہ خواجہ ہم آپکے تابعدار ہین جو فرمایئے بجا لائین عمرو نے
کہا کوئی تدبیر بچنے کی نکالو سب نے عرض کیا کہ کوئی صورت بچنے کی نہین اگر تمام عالم
کے ساحر جمع ہوکر شاہ طلسم پر اب سحر کرین تو بھی بسبب انگوٹھی کے اسپر اثر نہو اور کوئی اس
ظالم پر غالب نہ آئے عمرو نے کہا کچھ ہی کیون نہو لیکن مجھسے اطاعت اس ناہنجار کی

اور اے ملکہ اسد نبیرۂ امیر طلسم مین آئے اور طلسم فتح نہو مقرر ہے طلسم فتح ہوگا کیونکہ جہان
اولاد حمزہ کا قدم آیا کیسی ہی اُس جگہ آفت ہو ٹل جاتی ہے اور غم سر ہوتی ہے یہان
یہ مین نہین کہتا کہ مقدر میرا بدی کرے اور قضا ہی آچکی ہے تو اسکا فکر نہین اب میرا تم لوگون
کے لیے جی کڑھتا ہے تمھین چاہیے کہ جاکر شاہ جادوان کی اطاعت کرو اور بدستور اپنے
ملک و مال پر قابض رہو مہرخ اور بہار وغیرہ سب نے جواب دیا کہ خواجہ استغفر اللہ جان
سے جانا قبول جہان سے گذرنا مقبول مرجائین دنیا سے خاک تک برباد ہوجائے مگر
فرمانبرداری شاہ طلسم نہین منظور عمرو نے کہا مرحبا اچھا کوہ سیاہ مین خیمہ استادہ ہے وہان
جاکر رہو مہرخ نے کہا یہان وہان سب برابر ہے میلے مین جانا ضرور پڑیگا عمرو نے کہا نظر بہ فضل
خدا رکھو کہ ابھی یہین ٹھہرو یہ تمام باتین اُس کاغذی پتلے نے قبہ بارگاہ پر بیٹھے بیٹھے سنین
اور جاکر افراسیاب سے بیان کین اُسنے کہا ان سب باغیون کی قضا دامنگیر ہے اے حیرت
مین ظلمات مین اپنے بزرگون کو بلانے جاتا ہون یہ کہہ کر ایک نارنج سمت فلک اوچھالا اگر
بلندی پر جاکر وہ غائب ہوگیا اسوقت باغ سیب مین جو ہتل کا آسمان قائم رہتا ہے اور
حال اُسکا اول بیان کیا گیا تھا اُس آسمان کے دو طبق ہوگئے اور اُس مین سے ایک اژدہا
پر نقارے کی جوڑی کھینچی ہوئی آئی شاہ نے ایک نارنج انگوٹھی سے مس کرکے اُس نقارے
کی جوڑی پر لگایا کہ جہان تک سرحد طلسم ہے صدا اون نقارون کی گونج گئی اور انگشتری کی وجہ
سے ساکنان طلسم کے قلب پر تاثیر ہوئی کہ میلے مین چلین افراسیاب سوار ہوکر پر گنبد نور
جو بارگاہ طلسمی استادہ ہے وہان آیا اور یہان سے کچھ دور پر ایک باغ ہے کہ اُسکو باغ جمشیدی
کہتے ہین اور اُسکے متصل ایک کنوان مثل تالاب کے ہے کہ اُسکو چاہ زمرد کہتے ہین پس قریب
باغ جمشید شاہ آکر ٹھہرا اور حیرت سے کہا تم آج عبادت خداوند جمشید کرو اور کارپردازون
سے حکم دیا کہ بارگاہ طلسمی سے تا باغ عشرت اور باغ جمشید آراستگی کی جائے یہ کہکر آپ سمت
ظلمات روانہ ہوا یہان ہر مقام پر سڑکین پختہ بن گئین اور سڑک پر پتھر قیمتی رنگ برنگ
کے مثل سنگ سماق و سنگ یشب و شجر از قسم جواہر نصب کیے گئے دو رویہ دکانین پختہ
پتھر کی بنائی گئین کرسی ہر دکان کی کمر کے برابر رکھی گئی جھاڑ نورشی قد آدم دونون سمت سڑک
کے استادہ ہوے اور باغات کے درخت آراستہ کیے تھنے چاندی اور سونے اور جواہر سے منڈھے
گئے یہی انتظام تا شام رہا جسوقت میدان فلک کی آراستگی جواہر کواکب سے ہوئی اور سلطان

افلاک تماشا گاہ مردمان طلسم عالم ہوئے کہ نظم

چو زلف شب از حلقۂ عنبری	سمن رنگ بر طاق نیلوفری
نمودند کانجا حصار بسیت خوب	کہ دور ست از وحشتند با جنوب
یکے سنگ بنیاد بنیوسند شستند	بنیاد ای وحشتند می چون بہشتند

صحرا و دشت میں ایک جگہ مصروف عبادت جمشید ہو کہ حال اسکا صبح نما ظاہر ہوگا لیکن اس
شب تماشا و ساحروں کا ہونے لگا یعنی ایک آسمان سرخ آکر چھا گیا اور پھول شہر سے برسنے لگے
کے پھر آسمان شق ہوا اژدہے اور طاؤس پیدا ہوئے آخر بارگاہ میں نمودار ہوئی اور ایک
محل کی بارہ تھیں دو بارگاہیں کنارے سڑک کے ساحروں نے استادہ کیں تھیں
بارگاہ فلک سے ہمسری کرتی تھی کلس یاقوت و زمرد کے جس پہ ایک کلس پر طاؤس
جواہر کا بیٹھا تھا اور موتی کا مال منقار میں لیے تھا بارگاہ میں فرش تکلف قائم تھا
بچھا تھا چار سمت سائبان زربفتی با سلک مروارید کھینچے تھے آگے تخت ساکار
بچھے تھے سامنے تخت کے کرسیاں جواہر نگار بچھی تھیں اور دو پہری بارہ دری با تمیس کاری
لگا دیں تحائف اور گلدستے جابجا ہوا کے رخ رکھ دیے جب یہ درستی ہو چکی تھی فلک کی طرف
روشنی ہوئی اور نوبت ونقارے بجے سواریاں شاہان طلسم کی کہ باج گزار افراسیاب ہیں
آنے لگیں کوئی بادشاہ ملک مشرق کی سرحد کا اور کوئی مغرب کی جانب کا اور کوئی شمالی
سرحد کا حاکم اور کوئی جنوب کا مالک ملک مشرق کے جتنے بادشاہ آئے سب زرد لباس
پہنے تھے اور یاسمین دیگر اقسام کا زیور جو کچھ کہ پہنے تھے وہ لعل اور زمرد یاقوت کا تھا یعنے جو
چیز کہ آفتاب سے متعلق ہے اور ملک مغرب کے بادشاہ لباس اودا اور سیاہ اور زعفرانی اور
زیور بھی ویسا ہی پہنے جو کچھ کہ زحل سے منسوب ہے زیب بر کیے تھے اور ملک شمال کے بادشاہ
لباس اور زیور جو کچھ کہ تعلق بہ مریخ ہے پہنے تھے اور جنوب کے بادشاہ جو کچھ کہ منسوب بہ عطارد
زیب قامت کیے تھے فی الجملہ یہ بیان قصے کے رنگ کو کھو دیتا ہے ظاہر ہے کہ افسانہ اور ہے
اور نجوم و حکمت و ہیئت اور ہے چنانچہ صاحب بوستان خیال نے بھی رنگ پسند کرکے سات
قصہ لکھا ہے بیان اس طرز کو عام فہم فقیر نے خیال نہ کیا اور باعث طول افسانہ سمجھ کر چھوڑ دیا
دوسرے اصل دفتر میں بھی کچھ ذکر اسکا نہیں ہاں داستان گو اپنی قوت بیانیہ سے اگر بیان
کرے اسکو اختیار ہے یہاں اسکا لکھ دیا گیا خلاصہ یہ ہے کہ ان بادشاہوں کی سواریوں کا انتظار ہو رہا

دھوم دھام بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہی لیکن کوئی ان مین عورت ہی اور کوئی مرد بھی تخت ہاے سحر پر لباس فرمان روائی پہنے ہر ایک سوار گرد مشیرون اور امیرون کی قطار ہزار ہا غلام زرین کمر اور ہزارون کنیزان قمر پیکر عمدے ہاتھون مین لیے آگے آگے باجے بجتے ڈھول و نقارہ و ناقوس کی صدا بلند جاہ زمرد پر نقرہ اور جھلملاتے چتر ہاتھ کا سامان لیے کشتیان زر و جواہر کی بکریان اور سور وغیرہ ہمراہ شاہزادیان طلسم کی آرائش اور حنا دیکھے لب لعلین کو ان کے مسی سے سر کا پیشانی پر نزاکت سے افشان بالکہ آنچل بادلے کے دوپٹے اوڑھے سر پر تاج رکھے سوار پانون زیب قدم کیے از سر تا پا بہار رشک گلزار کہ یک غمزہ کشتوں جہان جوانان دہر کو برباد کردین اور یک عشوہ اقلیم دل عشاق کو تسخیر کرین دلبری انکی تابعدار غمزہ انکا فرمان بردار سواری کے آنکی ہمراہ فوج ساحران بیشمار نیرنگی سحر کی دکھاتے کبھی پھول فلک سے برساتے کبھی زمین پر باغ لگاتے کہ بمقتضا سے نظم

پری پیکرے چون گل آراستہ — پری دخت اسپہ دوان خواستہ
دہن تنگ و سر گرد و ابرو فراخ — رخ چون گل سرخ بر سبز شاخ
زگیسو دکہ زعنبر و مشک ناب — فروہشتہ چون ابرے از آفتاب
ازان مشک تر آب گل ریختہ — مہ از سنبلہ سنبل آویختہ
سکل بگوہر قبا دوختہ پرند — چو پروین بہ گوہر کشی ارجمند
ز لعل و زمرد کہ تخت نزد — بساطے ز یاقوت و ز سرخ و زرد
ز بلور تابندہ خوانے فراخ — چو سنبلین تر بر سر شاخ
نگاور دو اسپہا مرصع نگار — ہمہ زین و ہراے گوہر نگار
صد اشتر قوی پشت و بالیدہ ران — عرق کردہ در زیر بار گران
زہر بستہ ہاے کمر دبار بود — جواہر ہمن زر بہ خروار بود
قباہاے خاص از پے ہر کسے — قبا با دلہاے زرکش بسے
زبس رو شیفران لبیر دو بار — نشاندہ ز رخسار گیتی غبار
زبرق آمدہ ابر سامان جوش — برآورد تندر بہ تندی خروش
زرنگ بہشتی در زمین گشتہ تخت — برقص آمدہ برگہاے درخت

اسی طرح شہزادیان تمام شاہان طلسم کا رہا بیان تک کہ ملکہ زلفین کاکل دراز اور ملکہ

گل اندام نازک بدن اور ملکہ محبوب لاثانی اور ملکہ مشک بوسے کاکل کشا
اور ملکہ مست ناز اور ملکہ گل باز گہر ریز اور ملکہ حسین زرین لباس اور ملکہ
جمیل زرین کمر اور شعلہ خسن شاہ جادو اور ملکہ خون خوار تبرزن جادو
اور ملکہ ظلمیر دیو آتش جادو اور قیصر آہنین کلاہ فولاد بدن جادو وغیرہ تمام
شاہان طلسم اکر جمع ہوسکے کہ نام انکے فرداً فرداً اگر لکھے جائین تو نہایت طول ہوا تشار ایکا
تسخیر ہونے ممالک طلسم کے وقت نام غوری ذکر ہونگے جب یہ شاہ اور شہزادیان آئین
تو اکابرین طلسم کی آمد ہوئی اور بادشاہون کا لشکر اور بہیر و بنگاہ کے لوگ کوسون تک
اتر پڑے اب بارگاہ طلسم سے تا باغ عشرت کہ منزلون کا فاصلہ ہے انسان اور انبوہ خلق تھا
سوا اسکے بارگاہون اور خیمون کے اور کثرت خلق کے اور کچھ نہ نظر آتا تھا جب مقربین طلسم
بھی آچکے پھر تو منتظمان طلسم آنے لگے کوتوال طلسم اور دربان اور گرد آور کہ یہ جہان خاص
طلسمی مقرر ہین اس جگہ منتظم ہین اور راستے کھلے کہ وقت طلسم مین ان سب سے
مقابلہ ہوگا اور جب لوح طلسم تدبیر انکے موت کی بتائیگی اسوقت یہ مارے جائینگے خلاصہ کلام
جب منتظم داخل ہوسکے یکایک ابر سرخ رنگ فلک کی طرف ظاہر ہوا اور پھول گلاب کے رنگ
جواہر کے نثار ہوسکے اس ابر سے برسنے لگے اور ہزارہا تھال سے پہنچتے تماشائی دیکھے صدہا مشعل
سونے روپے کی جلتی نظر آئین تمام بادشاہ اور اکابرین طلسم اور منتظم وغیرہ براہ استقبال
سمت فلک سوار ہوکر چلے کہ وہ سحاب زمین پر آیا اس پر فرش بادلہ کا تھا اور تخت شاہی نہایت
آراستہ و پیراستہ بچھا تھا اور تخت پر ایک معشوق سراپا ناز جو بہ ساز زیور و جواہر پہنے اور
لباس فرمان روائی زیب جسم کیے جلوہ گر تھی کئی ہزار نازنین مصاحب و ہمدم اور کنیزین
اپنے رتبے کے موافق کھڑی اور بیٹھی تھین اس محبوب زیبا تمثال کے سراپا کا کیا بیان کیا
جائے صفحۂ فسانہ وقت تحریر وصف رخ رشک گلزار بہشت بنتا ہے قلم خود نکتہ چینی کرتا ہے
زلف سیہ کے عنبر سارا اور مشک کیا شاہ ختن و تاتار و چین غلام ہر حلقۂ گیسو کے بندۂ
حلقہ بگوش وضع دام مانگ جادۂ کہکشان فلک کو راہ بھلا دے پیشانی نور آگین سپیدۂ
صبح صادق کو کاذب بنا دے خال ہندو رہزن ضمیر عاشقان بھوین وہ محراب جو سجدۂ
حسینان جہان پلکین وہ ناوک دل دوز جو ایک جنبش مین روحانیون کو صید کرین تار
مژگان ہزارون دل قید کرین آنکھین وہ جام سرشار مے محبوبی جو دل خستہ کو بریان کرین

بلکہ غارت گر سپیدی صبح روز روشن کو رو برو اپنے تیرہ کرے اور سیاہی سواد شب کو خیرہ
کرے رخسار تاباں نے گل سرخ کو ندامت سے آب آب کیا بلکہ چشمۂ خورشید کو بے آب و تاب
کرے دہان تنگ کو تنگ شکر کیا کہوں مگر غنچۂ لعل و گوہر کہوں لب یاقوت رنگ لعل بدخشانی
کا جگر خون کرے بلکہ یاقوت رمانی کو پھر آنکھ دکھلاے مرجان غیرت سے مر مر جاے چاہ ذقن کہیے
دل کو اپنی چاہ میں ڈبوئیں گنجائش اسلیے جو دیکھے اسی چاہ میں باؤلا ہو جاے کہنا نہیں وہاں
اسکا نکلنا چاہیے گردن صراحی دار ایک تو ہر ایک دل کی دستبرد کو سرو دست بستہ سینہ
گنجینۂ نور چھاتیوں کا ابھار طوبی نار پستان کو دیکھ کر نار پستان کا سینہ شق ہوا سیب وہی کا
رنگ تخمیر سے فق ہوا شکم صاف و شفاف تختہ بلور سی کی سپیدی لکیر نہ تھی پشت پر بالوں
کے آبشار سے عکس کا ظہور ناف کو گرداب بحر حسن کہنا بجا ہی بات ہے چشمۂ آب حیات ہو موئی
کمر آئینہ حسن میں کہو بال آیا ہے یا تار شعاع آفتاب سے ہے حسن پر بلا ہے آگے عجب لذت
کی چیز ہے وہ بہشتی ہے جہاں حوروں کی کنجی ہے یا وہ جو خزانہ ہے جسکی کلید تمنا کھولتی ہے وہ مضمون
حجاب ہے جسپر خط شاہ ہے وہ موری ہے کہ جسکی ہستی میں زلال موجزن ہے کہ منہ سے جسکے ٹپکے تو وہ
اپنی منقار میں لیسے وہ دیدہ حیراں ہے جس میں وصل کی سلائی سرمہ لگائیگی وہ غنچۂ
سرنگوں بستہ ہے جس میں ہوا سے تمنا بڑی مشکل سے جائیگی غرض ساق نورانی شاخ گل
طور زانو بالطافت و نزاکت میں آفتاب و گوہر سے زیادہ پر نور کفک پا آئینہ روئی عروسی
غرضکہ از سرتا پا وہ نازنین یگانہ دہر نادرۂ زمن بلا کا فتنہ ہے کہ نظم

پری پیکری شوخ و دستہ آمدہ — پری وار در شب بدستہ آمدہ
چو سرو سہی از سبزی آراستہ — ز روے گل عاریت خواستہ
سپہ ناوک غمزہ کاندا ختی — شکار دل عاشقان ساختی
لب او چو لب شور بازار ہا — دُر و قند و شکر بہ خروار ہا
چمن را تماشا در آغوش او — تماشا گہ گل بناگوش او

اس کافر کیش کو تمام شاہ اور سرفراز و منتظم ہر شخص نے سجدہ کیا اور نذر دی کیونکہ یہ دختر ہے
خداوند آفرید جادو کی جو خاص نبیرۂ سامری ہے اور طلسم میں خدائی کرتا ہے اور جس
بادشاہ کی تصویر کو اپنی جگہ پر بٹھا دے چاک کرتا ہے سر اس بادشاہ کا اس ملک میں کہ جہان
کا وہ حاکم ہے کٹ جاتا ہے خداوند جسے چاہتے ہیں اسکو پھر بجاے شاہ مقتول کے بادشاہ کرتے

ہین اور علاوہ اسکے اور بہت کچھ طلسم مین اُسکو اختیار ہی آج اپنے عوض نور چاپیدہ اپنی بیٹی کو
میلہ مین بھیجا ہی اور داوُد اپنی جگہ سے اُٹھتا بھی نہین اور ملاقات بڑی مشکل سے لوگونکو خداوند
کی میسر ہوتی ہی لوگ زیارت کو جمع ہوتے ہین تو پردہ گنبد قدرت کا اُٹھتا ہی ایک روشنی سی
سب دیکھ لیتے ہین غرض کہ نام اُس لڑکی کا ملکہ لالہ خون قبا ہی حقیر نے جو سراپا وغیرہ
اِس نازنین کا لکھا اِس لیے طول دیا کہ یہ ملکہ بھی معشوقہ شہزادہ اسد فاتح طلسم کی
ہوگی اور شہزادے کے نکاح مین آئے گی بھول وقت آئی شہر داود یہ کا فتح ہونا اور داود
کا مسلمان ہونا جلد دوم مین ذکر ہوگا فی الحال جب خداوند زادی داخل ہوئی بارگاہ طلسم
جو زیر گنبد نور ہے اور سوائے شاہ جادوان کے اور کوئی اُس مین جا نہین سکتا اُس
بارگاہ مین یہ جاکر تخت طلسم پر جلوہ گر ہوئی اور مصاحبین اور رانیان اور سہیلیان
کرسیون پر بیٹھین ناچ ہونے لگا جام ارغوانی چلنے لگا ملکہ لیکن برہم رہی اور کارپردازون
سے گویا ہوئی کہ اِس افراسیاب کو غرور بہت ہوگیا ہی آج ہمارے استقبال کو بھی
حاضر نہوا لوگون نے عرض کی کہ اُنہین حضور کے تشریف لانے کی خبر نہین اب آتے ہین تو
مراسم تعظیم بجا لاتے ہین یہان تو یہ ذکر ہے مگر میلے مین کہیں شور اُٹھا اور بلا ہاے سیاہ و
غولان طلسم اور اژدرہاے دمان اور شیران ژیان میلے مین آئے وہ بلائین اگر کوئی خواب
مین ایک بار دیکھے تو تمام عمر نیند نہ آئے خواب عدم مین کوئی چونک پڑے اور [illegible]
اُنکے آسمانون سے اور پانون قعر زمین مین تھے کسی کے سر سے اژدہا نکلتے شعلے چھوڑتا
اور کسی کی آنکھ سے دمبدم قطرۂ اشک گر کر بلائے تازہ بنتا اور آدمیون کو کھاتا یہ بلائین [illegible]
اور بھوت ہین اُنھون نے آکر ایک گوشے مین باغ ہمیشہ کے قرار لیا اب کوئی سواے [illegible]
کے مطیعون کے باقی نہین جو داخل نہوا ہو صرف حکیم فیثاغورس الحکمت و شیخ الحکمت
و منصور الحکمت کہ مرد خدا پرست ہین اور سبب یہ ہے کہ بادشاہ طلسم کو افراسیاب نے قید
کیا ہی ان بزرگون کو بھی بطور نظربندون کے رکھا ہی یہ لوگ میلے مین نہین آتے اور
بزرگ شاہ طلسم کے مثل ماہی زہرہ و مریخ و آفتاب چہار دست و [illegible] چہار
دست وغیرہ بوقت پرستش جاہ زمرد پر آئینگی خلاصہ یہ کہ رات بھر مین تمام طلسم کی خلقت
جمع ہوئی صبح وقت کہ شہنشاہ سیارگان کا سراج فلک ہفتم پر ہویدا ہوا اور تماشاگاہ روز کا [illegible]
بادیدہ حیران وہ بھی میلا دیکھنے آیا گو

چو روز دگر خور ز مشرق شتافت	سپہدار چین کار رفتن بساخت
ز دوال دہل زن در آمد بجوش	ز منقار زرفان بر آمد خروش

شہنشاہ افراسیاب بجاہ دہشت میلے میں آیا اور رحال آمد خداوند فداوی یعنی ملکہ
لالہ خون قبا سنگ کشتیان زر و جواہر کی ہزند ر لیکر سامنے ملکہ کے گیا تسلیم کی نذر دی عذر
عدیم الفرصتی کیا ملازموں کو تاکید اکید کی کہ خبردار ملکہ عالم کو کوئی تکلیف نہو سب حاضر
خدمت رہیں جملہ سامان راحت موجود رہے پھر وہاں سے رخصت ہو کر صحرا سے باغ جمشید
میں گیا یہاں آسی کے جاتے ملکہ حیرت پوجا جمشید کی کر رہی تھی ایک پاؤں سے کھڑی تھر
تھر رہی تھی افراسیاب نے ملکہ کا پاندان طلائی منگا کر گلوری اپنے ہاتھ سے بنا کر ملکہ کے
منھ میں دی حیرت کو ایسا جوش سحر کا تھا کہ تھر تھر مثل برگ بید کے کانپنے لگی اور گلوری
اگلا کر پھر بلا یا افراسیاب نے اشارہ کیا سب ساحر ہمراہی وہاں سے ہٹ گئے حیرت
نے ایک اُف کی شعلہ منہ سے سبز رنگ نکلا باہر آکر سرخ ہو گیا ملکہ نے دونوں ہاتھ منھ پر رکھ لیے
ایک ہوا وہ آتش کی پیدا ہوئی اور سر سے پا تک ملکہ کے لپٹ گئی افراسیاب نے کہا اے ملکہ
مرحبا کیا کہنا تمہیں تو ہماری بندی جمشید کی ہو حیرت بولی کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہے
جا کر چاہ زمرد کے اندر پوجا کرے گی لیکن باغیوں کو آپ طلب کیجیے سب لوگ آ گئے مگر وہی
نہیں آئے شاہ نے کہا تم پوجا سے فارغ ہو تو بلاؤ اُن کو اُسوقت ملکہ نے دونوں ہاتھ بلند
کیے ایک سلاخ آتش کی زمین سے فلک تک استادہ ہو گئی اور اُسی طرح لاٹ آگ کی بنی ہوئی
غائب ہو گئی افراسیاب نے کہا ابھی مجھے بھی بہت کام ہیں یہ کہہ کر یہ بھی غائب ہو گیا
مگر اب میلا قرار واقعی جمع ہو گیا اب حال بارگاہ مہرخ سنیے کہ عمرو رات بھر مشغول ورد و
وظائف رہا اور وہ دعائیں اور آیتیں صحیفہ ابراہیمی کی پڑھ پڑھ کر ہر ایک ساحر پر دم کرتا رہا
جن کی برکت سے ہر شخص رکا رہا اور میلے میں نہ گیا صبح کو نماز پڑھ کر مع عیاروں کے عمرو
روانہ ہوا کہ میں بھی جا کر میلا دیکھ آؤں چلتے وقت مہرخ سے کہتا گیا کہ اے ملکہ ناچ دیکھو
خوشی کرو میں آتا ہوں ہر چند اُسے سمجھایا مگر ہر شخص بصورت تصویر چپ اور بے حس ہے
کیونکہ صداے نقارہ آخر سنگ قلب پر وہ تاثیر ہوئی ہے کہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میلے میں
جاؤں خلاصہ عمرو اسی حالت میں انھیں چھوڑ کر روانہ ہوا کچھ دن چڑھے قریب میلے کی
حد کے پہونچا جہان جہان جہان کو آراستہ پایا دس دس ہزار بیس بیس ہزار کے غول یا ہرولی

سکے آتے ہوئے نظر پڑے دکاندار دکانیں لگائے تھے سروں پر گلنار شفتالوی قرمزی رنگ
برنگ کی پگڑیاں باندھے تھے دکانیں تمام آئینہ بندی تھیں بازار آراستہ ہو رہا تھا خیام اور
بارگاہیں کہ جنکے وصف کرنے میں زبان قاصر ہے اور شمہ ذکر اوپر ہو چکا استادہ تھیں
کلس انکے سنہری روپہلی نظر کو خیرگی دیتے تھے گویا ہزاروں آفتاب نکلے ہوئے تھے لاکھوں
پالکیں دکانداروں کی نصب تھیں انبوہ خلائق تھا کہ کوسوں تک تل رکھنے کی جگہ نہ تھی عمرو
صورت ساحر کی ایسی بنکر عازم ہوا کہ میں کسی بازار میں جاؤں دو قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک
بڑھیا ظاہر ہوئی سر کانپتا منہ میں دانت نہ [illegible] میں آنت سر ہلاتا تھرائی ہوئی عصا تھامے
قریب عمرو کے آئی اور کہا کیوں موئے تو بدذاتی کرنے پھر آیا عمرو نے براہ تمسخر کہا کہ او
پیر زال تو کبھی انزال بھی ہوتی ہے بڑھیا یہ سنتے ہی لاٹھی ٹیکتی کانپتی ہوئی چلی عمرو دیکھا کیا لیکن
جدھر گیا اور جہاں تک گیا اس بڑھیا کو دیکھا کیا یہ سمان ساتھ ہو آخر یہ ایک جگہ ٹھہر رہا
بڑھیا نے آکر لاٹھی اٹھائی کہ ماروں بھٹی سے جو ایک سر سے چار سر ہو جائیں عمرو نے
کہا بڑی بی قصور ہوا معاف کیجیے بڑھیا نے کہا خبردار جو کہیں بدذاتی کی نیت باندھی لاٹھی
ماروں گی کہ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں گے یہ کہکر بڑھیا چلی گئی اسی طرح اور عیار جو شہر میں
پھرتے پھر رہے تھے انہیں بھی بڑھیا ملی اور ایک ایک کو بڑھیا نے ٹوکا کہ خبردار
کوئی بدمعاشی نہ کرنا ورنہ سزا پاؤ گے جب قران کو بڑھیا ملی اسنے چاہا کہ ایک بندا بڑھیا
کے لگاؤں بڑھیا نے کہا موئے میں سمجھائے دیتی ہوں خبردار کہیں [illegible] نہ کرنا ورنہ یہ
بندہ وغیرہ کچھ بھی نہ چلے گا یہ کہکر غائب ہوگئی قران اور عیار [illegible] لشکر میں پہنچے
اور سب حال بڑھیا وغیرہ کا بیان کیا برق نے کہا مجھے جو بڑھیا ملی تو اسنے کہا تھا میں نے
تیرے استاد کو چھوڑ دیا اسی طرح سب نے حال کہا عمرو نے کہا یہ بڑھیا [illegible] تھی یہ سنکر
قران نے کہا استاد جسوقت ایک بڑھیا نے ہمکو پکڑ لیا تھا جب افراسیاب ہماری گرفتاری
کا قصد کریگا تو ہم بھی نہ بچ سکیں گے اور سب گرفتار ہونا ہمیں قضا ہے آقا میرے فرما چکے ہیں
کہ جس روز بازو تیرا بندھے گا اسی دن تو مرے گا پس مجکو کہیں پوشیدہ کیجیے اور لشکر مہرخ
کا بغیر جائے پیلے کے نہ رہے گا کیونکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب چپ سناٹے میں ہیں یہ
کسی طرح نہ رکیں گی جب شاہ طلسم نے سحر کیا سب چلی جائینگی عمرو نے یہ تقریر سنکر کہا بیٹا ہیچ
[illegible] ہوا [illegible] ساتھ رہو آج دن بھر اور رات بھر خوب میلے کی سیر کر کل دیکھا جائیگا

ذرا اور باغ جمشید اور چاہ زمرد و باغ عشرت و بارگاہ طلسمی و دیگر بارگاہیں شاہان طلسم کی سب دیکھ رکھو کل آٹھواں دن میلے کی بھیڑ اور جادو کا ہے کل یا تو خدا نخواستہ ہم تم گرفتار ہوگئے اور جو کچھ اور ہوا تو اس میلے کو ہمنے لوٹ لیا اور اس طرح لوٹین گے کہ جتنے میلے مین آئے ہین سب ننگے ہوکر جائین اور بہتیرے خواب عدم مین سوئین لاشین انکی چیل کوے کھائین اگر یہ افراسیاب شاہ جادوان ہے تو بندہ بھی لشکر کردہ ہفت پیغمبران ہے انشاء اللہ کل مین ہون اور یہ میلہ ہے اور افراسیاب ہے کہ بیت

کہ این چارہ سازی بدست آوریم	بآن چیرہ دستان شکست آوریم

قران نے سب گفتگو سنکر عرض کی کہ بہتر ہے آنچہ مرضی مولا از ہمہ اولی غلام آپکے ساتھ ہے یہ کہکر سب عیار بلکہ بصورت مبدل چلے عمرو سب کو لیے راہ کترا کر قریب باغ جمشید آیا کہ اسی کے متصل چاہ زمرد بھی ہے دیکھا باغ نہایت وسیع اور نزہت افزا ہے فرسنگہا و فرسنگ گلہاے رنگارنگ بھرے ہین جواہر کے درخت ہین اور جواہر کے پھول ہین جس چیز کا پھول جواہر کا بنا ہے اسی پھول کا عطر اس جواہر کے پھول کے خوشے مین داخل کیا ہے کہ ہوا چلنے سے شمیم گل نقل و اصل مین فرق نہین بتاتی ہے خیابان خیابان بہار وہان کی مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتی ہے برگ سمن زبان بنکر سوسن سے ہم کلام تھے غنچے اور گل ہنسہر سے پریون کھلے تھے کہ لوح زبرجد پر نقشی قدرت نے یاقوت احمر کے نقطے دیے تھے گوش شاہد چمن مین بیچے بالیان تھین خوش رنگ نرالیان تھین گل بوٹے طرح بطرح کے ایسے تھے کہ قباے پرضیاے گلشن مین پھول زر اندود بنے تھے گل اشرفی کے پھولون کا توڑا انہین دینار سوسن کی او داہست پر لب مسی آلود گلعذاران و ہر شاخ باغبان چار چمن گیتی نے نہال لگایا تھا جو پھول تھا وہ عطر فروش تھا بہار کا جوش تھا باد صبا خریدار تھی بوے گل ہر سمت لیجاتی تھی مشام گل رخان روزگار معطر فرماتی تھی ایسے میلے مین ہر باغ پر بہار چھوٹے چھوٹے اور گھنے درخت سایہ دار نیچے درختون کے فرش عمدہ بچھا تھا نسرین بدن سمن رخون کا مجمع تھا سحاب چمن ہر سمت چھایا تھا زبان حال سے روزگار ثنا گستر تھا کہ قطعہ

کالی گھٹائین آئین ہوا سے ابھار پر	پریون کے تخت لوٹے پڑے سبزہ زار پر
قلقل سے آرسی ہو ہوا جو ابھار پر	رند و چلو گھٹائین گرین سبزہ زار پر
مستی سے باد صبح نے کیا گرد اوڑا دیا	کالی گھٹائین لوٹ گئین سبزہ زار پر

صبا چمن ہی ابر ہی چھلکا ہو جام ہے	جوبن برس رہا ہی عروس بہار پر

عمرو یہاں سے سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا عیار سب ساتھ ہیں آگے بڑھ کر صحرا میں ٹکیرے کھڑے تھے اور ایسے ویسے ساحر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا وہ وہ فتنۂ روزگار معشوقہ طرحدار رقاصہ ہمین تھی جو عاشق کے جان کی دشمن تھی کمر کوے کی لچک اور گھٹنا آگے بڑھنا اس طرح کا تھا کہ عاشق اُف کرکے رہ جاتے تھے وہ توڑے لینا اور گھوم کر بیٹھ جانا مار ڈالتا تھا کہ ایسا

کوئی مشق ستمگری میں تھی	کوئی سرگرم دلبری میں تھی
چل رہی تھی کسی سے کوئی چال	بن چھری ہو رہا تھا کوئی حلال
مثل گل اک نگار خندان تھی	مثل سنبل کوئی پریشان تھی
کسی عاشق پہ سرفرازی تھی	کسی بیدل سے جفاسازی تھی

جب یہاں سے بھی آگے بڑھا کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ساز لیے ستار و بین اور سارنگی چکارا وغیرہ بجاتے ہیں بایاں ساتھ مل رہا ٹھیکے ہیں اور دھا بجتا ہے نئی نئی تانیں اور اپجیں لیتے ہیں کوئی کدارا بجاتا ہے کوئی ملار گاتا ہے کسی کو پیلو اور جوگیا پسند ہے تماشائیوں کا ٹھٹ لگا ہی واہ واہ کی صدا بلند ہی کہ بیت

بجاتے تھے اس طرح سے بل کے ساز	نکلتے تھے عشاق کے دل کے راز

جب اور آگے چلا پائیں ساقنوں کی ٹٹی دیکھیں نیچے پال کے چوکا تختوں کا بچھا تھا اور چاندنی کا فرش و قالین آراستہ تھا بستا اور مسند و تکیہ دھرا تھا مسند سے تکیہ لگا ہوا آئینہ حلبی رکھا تھا ساقنیں ہزاروں بناؤ کیے دولائی سفیدا اوڑھے گوٹے کی اور سامنے سے طوق سونے کا دکھانے کو گلا کھولے پائچے پاجامے کے تکیے تخت پر رکھے لٹکائے پریشان لگائے بیٹھے چھوڑے بال بنا کے لب تخت ہزاران ناز و انداز بیٹھی تھیں کان کا زیور جھوم جھوم کر جھومکے لیتا تھا رخ تابندہ بحر حسن تھا اس میں اس زیور کا عکس پڑنا یہ ظاہر تھا جیسے کنول دریا میں تیرتے ہیں یا مچھلیاں اور جانوران آبی پیرتے ہیں ہاتھوں میں کڑے پڑے دست حنائی میں پور پور چھلے تھے ایک سمت لگن اور پتیلوں میں بیجے بھیگے تھے سامنے کچھ حقے تیار زیر کیے رکھے تھے تپائیاں سوراضدار رکھی تھیں چلمیں اُس میں گر رہی تھیں خریداروں کا ہجوم کوئی گنڈہ گنڈہ لڑاتا تھا کوئی دوا فی چلم اڑاتا تھا کوئی جوا اشرفی اور روپیہ دینے والا وہ اک تخت پر ساقن کے قریب بیٹھا آنکھ لڑاتا تھا ساقن [illegible]

یہ کیفیت دونا نشہ جاتی تھی ایک طرف سامنے خریدار دعائیں دیتے تھے کشمیرا دریسا کجیان مانگتے تھے یار قند نسیے والی چلم کے بھرنے والے اڑا رہے تھے کوئی کہتا تھا ساقن ہمکو دم کی خبر آج تو پھر دیر کی ہمکو بھی بلوا لیجئے سنا قن کہتی تھی بیٹا اتنا انگیا کے اندر یہ بہت عمدہ ہے دم بدم چلم جاکر دیتی تھی خریداروں میں یہ بحث تھی کہ ایک کہتا تھا تم سر کرو دوسرا کہتا تھا کیا ہمکو پست پینے والا مقرر کیا ہے اس چلم کو تم سر کروا لیجیو آنہ کی بھر والیں گے تو ہم سر کرینگے کوئی کہتا تھا ذرا ٹھہر جا کہ چھپر آگ رکھنا کوئی کہتا تھا ہماری چلم پہ گل کی آگ دھر نا دم بدم سے لوگ ہیں بھی کبھی آنکھیں کھلتی تھیں سرور رہتا تھا تو شعر پڑھتے تھے دائرہ اور دف تخت پر بیٹھ کر بجاتے تھے ٹھمری غزل گاتے تھے عجب سمان تھا نیا جلسہ تھا کہ ابیات

پہنچے ہتھے عجب بہار کے تھے
صدمے دل او خیمہ سو ہزار کے تھے

طرفہ ہنگامہ انکی دکان پر
جمع تھے سیکڑوں پری پیکر

ایک تو دائرہ بجاتا تھا
اک چکارے پہ بیٹھا گاتا تھا

ساقنوں کا عجیب نقشہ تھا
قابل دید ٹھٹھ انکا تھا

نام رکھے کوئی جو اس کو اگر
دیں وہ اس کو جواب یہ چل کر

کہتے پہلے یہ دم لگا کر تو
اشرفی کی چلم ہے پی دیکھو

اسکے آگے بڑھکر مدک والوں کی دکان نظر آئی حلقہ کیے لوگ بیٹھے تھے قلمیں سلگتی ہوئیں ہاتھ میں تھیں مہر دھتوں پر جمے تھے گنگا جمنی چھینٹے سامنے رکھے تھے کہ مقتضائے نظم

کچھ مدک والے واں پہ بیٹھے تھے
نوجوانوں کو چھینٹے دیتے تھے

گنگا جمنی بنے ہوئے چھتے
رکھے تھے ماہرویوں کے آگے

غیرت مہر و ماہ تھے سر و
نہیں قتلیں پری کے نکتے گیسو

شعلے اٹھتے تھے ایسے چھینٹوں کے
سنگ سے جس طرح شرر نکلے

انکے مقابل ایک سمت کو بنگ فروش سبل بیچنے کی دکان ٹھنڈھائی پینے کا سامان لیے لوگوں کا مجمع کوئی لٹیا چڑھاتا کوئی چلو لگاتا کوئی کہتا میری ٹھنڈھائی میں بادام ڈالنا کوئی لونگ الائچی کی فرمایش کرتا کوئی کہتا یار آج غفور نشے پر ہوں بھر لیجیو کوئی کہتا گاڑھی ہوگی تو لگاؤں گا تاڑی ہوگی کوئی پکارتا کہ گاڑھی چھننے گی آج کسی سبزہ رنگ سے کوئی آنہ ادھر صدائیں مستانہ نشے کی حالت میں لگاتا تھا کہ نظم

کو صولت سکندر اور حشمت دارا
پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا
سنتا نہ جو ہین نے قدح تنگ چڑھایا
یون غصہ لگا کہنے ہنیا و مزیا
ہو جی ہین فقیرون کی طرح کھینچ لنگوٹا
چل کنج خرابات ہین اور گھوٹ کی سبزی

ای صاحب فطرت
تا ہو تجھے عبرت
در عالم وحشت
اب دیکھ طلاوت
اور باندھ کے تہمت
یون کیجے عبادت

یہان سے جو آگے بڑھا میخوارون کا جلسہ نظر پڑا دکان کلوار کی سجی سجی ہوئی اور سچے جنو ترسے پر گلابیان شراب ارغوانی اور زعفرانی کی چنی تھین کچھ لوگ اندر دکان ہین بیٹھے تھے بوتلین اور گزکیان سامنے رکھی تھین دور چلتا تھا جب کسی کو زیادہ نشہ تھا وہ دیوار سے لگ کر چپ ہو گیا تھا کچھ ان ہین ہنس رہے تھے آپس ہین مذاق کرتے تھے مگر یہ لوگ مہذب تھے اپنی خودی سے باہر نہ ہوے تھے کوئی شعر پڑھتا تھا کوئی کچھ گاتا تھا اور دکان کے سامنے جو میخوار کہ جمع تھے وہ تو منکار رہے تھے کوئی کہتا تھا میان چوپٹی دنیا کوئی تھر تھر کانپ رہا تھا کوئی کیچڑ ہین لوٹتا تھا کوئی بیہوش پڑا تھا منہ سے رال بہہ رہی تھی کسی کو ڈولی ہین ڈال کر لوگ لے گئے کوئی نشے ہین تمام عمر کی اپنی کیفیت بیان کر رہا تھا باہم جوتی پیزار لڑتے تھے بعضے جو پڑھے ہوے تھے وہ ساقی سے یہ کہہ رہے تھے کہ ایسا

شہرت تری چار سو ہو ساقی
دے جام کہ بادہ خوار ہین ہم
بال بط کے پہ جما ہے
جس وقت لب آشنا ہوئی مل
اڑنے لگے آسمان کی سوجھی

دنیا ہو اور تو ہو ساقی
کب سے امیدوار ہین ہم
جام آئینہ جہان نما ہے
آنکھین ساغر صفت گئین کھل
رندون کو کہان کہان کی سوجھی

میخانے کی سیر دیکھ کر آگے چلے دیکھا کچھ بانکے بگڑ گئے ہین تلوار باہم کھنچی ہے شور بلند ہے لوگ بھاگے پھرتے ہین کہ سپاہی دھول دھپا تو تڑ بڑ چھنکی اور کوتوال دوڑ لیا دوڑا کچھ بھاگ کھڑے ہوے کچھ کو پکڑ لیا ایک طرف چور گرہ کاٹ گرفتار ہوے ہین کوئی کسی کی جیب کاٹتا تھا کوئی کسی کا رومال شالی کھینچ کر بھاگا تھا اس ہنگامے سے جب آگے بڑھے حلوائیون اور نانبائیون کی دکانین بصد صفائی اور زیبائی نظر آئین کہ حلوائی کی دکان پر تھال بچھے

برابر چُنے تھے آگے دکان کے زنجیر بندی لگی تھی گھنٹی اُس میں بندھی تھی اندر دکان کے نوکروں نے کوٹھے پر کڑھاؤ چڑھائے تھے مٹھائی بناتے تھے الماریاں مٹھائی سے بھری رکھی تھیں تھالوں میں مٹھائی کو جالی دار اور محراب دار چنا تھا کہ پھول اور گلدستے بنے معلوم ہوتے تھے مٹھائی پر ورق طلائی اور نقرئی لگے تھے عجب جوبن دیتے تھے کہ نظم

ایسے خوشرنگ تھال رکھے تھے — عالیشان شہر فلک سے اچھے تھے
حلواسوہن میں ایسی لذت تھی — لوزیات دیکھیے وہ لطافت تھی
جلیبی تھا جواب جوڑی کا — جس کو کھایا مزا جدا پایا
اک ترازو کا وصف پورا ہو — رشک خورشید جسکا پلہ ہو

نان بائی بصد خوش ادائی ظروف مسی صاف و شفاف میں طعام لذیذ چنے ہوئے تھے پلاؤ زردہ قورما مرغ کا شوربا شیرمال و کباب و باقرخانی آبی نان ہوالی کلیجے وغیرہ ہر قسم کا کھانا مہیا رکھے تھے تنور گرم تھا پتیلا چڑھا تھا ایک طرف ماہی توے میں کباب گرما گرم تھے کچھ لوگ بیٹھے دکان میں کھانا کھاتے تھے کچھ خریدار بہا دے لیے گھر لیجاتے تھے کہ نظم

شیرمالوں کو لے کے جو کھاتے — نان نعمت کا وہ مزا پاتے
اُن کی سرخی تھی اک ادا کے ساتھ — نانبائیوں کے جوں حنائی ہاتھ
وہ نہاری جو دیکھے بیمار — دل سے جاتا رہے شکیب و قرار
چٹ پٹے وہ کباب جو کھائے — زیست کا اُسکو لطف ہاتھ آئے

اسکے آگے بڑھ کر کنجڑوں اور سنگترہ یوں کی بہار دیکھی کہ انگنت قسم کے میوے سجے سامنے ٹوکروں میں ترکاریاں انار امرود شریفے وغیرہ چنے تھے جن میں ایک ایک لاثانی ہر ایک میں بہار جوانی وہ سبزہ رنگ پیشانی اونچی چہرہ تابناک ہاتھوں میں مہندی لگائے بانکے پٹے کنگھی کیے گنڈیریوں کے لیے گنے پونڈے چھیلتی تھیں خریدار نوجوان سامنے ٹہلتے تھے بادام چشم سے اشارے ہوتے تھے نارپستان پر سیکڑوں بیمار تھے تو لینے میں جب ہاتھ اونچا ہوا پیار کی بغل میں منہ ڈالنے کو جی چاہا کہ نظم

وسکے رہا تھا فریب سیب ذقن — کھو رہا تھا شکیب سینہ و تن
نار پستان پہ شیفتہ تھے ہزار — تھا انار ایک اور سو بیمار
پستی لب پہ لوگ پستے تھے — شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے

تھے اُن آنکھوں کے عشق میں بدنام ڈورے ڈالیں نہ کس طرح بادام

دیکھے گر اُن کی چھاتیوں کا اُبھار شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار

چست محرم کسی پھبتی کرتی تھی غضب کی بندھی ہوئی کرتی

لال اطلس کے لہنگے بوٹے دار گل لالہ کی دیتے تھے بہار

دست رنگین میں دست بند کڑے پائے نازک میں بھی غضب کے چھڑے

رکھتی تھیں سیر سپیر پانوں میں رات دن تھیں وہ ایسی گھاتوں میں

کھینچے اس طرح نیا قشقہ لوٹتے باندھ کر وہ سر اٹھا

تول لیتی تھی سب کو انکی نگاہ گھونگھٹوں میں چھپا رہی تھی آنکھی چاہ

رکھتے تھے سیب کا مزا امرود روح افشاں کی پڑتے کی درود

تار سے تار سے پڑے کے انگور دیکھے نزار ہا بھی تو وہ ہو مسرور

آم شیریں تھے وہ کہ لب ہوں نثار اور لیا اُن کو آپ ہی پسند

تھیلے بھر کے رکھے تھے گرنور دل کی سوزش کم کرتے تھے کا فور

ہیچ مٹکا پر فوا کہے والے پھرتے تھے دال موٹھ اور ریوڑی اسوہن اور کھالو اور رویں بیچتے اور گول گپے مسالہ دار بیچتے تھے تلیں بالوں کی کنگھی پاس لگی تھیں کان میں سائیں لکڑی کمر بندھی تھی بیٹھے آسمان تک سے تھے ہر سمت صدا لگاتے پھرتے انکو دیکھتے ہوئے جب آگے بڑھے بزاز آراستہ پایا کہ بزاز تھان عمدہ کپڑوں کے ڈھیر کیے دلال دکان کے قریب پھرتے

نظم

بانکا ترچھا ہر ایک تھا بزاز خوبرو لاجواب سراپا ناز

گل بدن کوئی کوئی رشک قمر اور نزاکت میں غیرت گل تر

اپنی اپنی سجے ہوئے دوکان کیا ہی انداز سے تھے جلوہ کنان

اطلسیں ہر طرح کی صورت دار کارچ کے تھان غیرت گلزار

بیل بوٹے کی بیل بوٹے پر صدقے ہوتے تھے ہر گھڑی گل تر

کامدانی کے تھے وہ نازک کار رنگ گل کی خجل تھی جس سے بہار

طاش مخمل کے وہ دوکانوں پر گل تر سے بھی تھے کہیں بہتر

گھڑیوں میں بھی خوش نما کمخواب وضع میں خوب طرز میں نایاب

نین کو دیکھ ہو من کو خوش آ گئے	خالی گاہک نہ یاں سے پھر جائے
جیسا ڈھٹا تھا ویسی آدھی تھی	پاؤلا و سینا گفتگو اُن کی

اگلی دکانوں سے ہٹ کر صرافہ تھا ایک ایک صراف ہیروں کا ڈھیر لگائے ٹاٹ کے پیچھے اٹھنیاں چونیاں روپے چھپائے بیٹھا ساہو جی اور سیٹھ جی لقب انکا تھا کہ ابیات

ساہو جی کوئی سیٹھ جی کوئی	دولت آباد ہر دکان اُن کی
کوئی کھوٹا کھرا پرکھتا تھا	کوئی کرتا تھا کھن جاں سے جدا

یہاں سے آگے بڑھ کر جوہری بازار میں پہونچے ایک ایک جوہری کہ حسین یاقوت لب مرجان دست فرش مخمل بچھائے ڈبے ہیرے پنے کے کھولے جواہر کی بدھیا پرکھ رہی تھی کہ نظم

جوہری بیٹھے تھے قرینے سے	تھے جواہر نفیس پاس اُن کے
آگے رکھے تھے کھول کے گانٹھ	اُس میں سب بانٹ تھے جواہر کے
خوشنما تھی وہ موتیوں کی لڑی	جس سے شرمائے عقد پروین بھی
جوہری بھی تھے انہیں کے حسین	مثل یاقوت اُنکے لب رنگین

بازار میں برہمن قشقے ماتھے پر دیے جنیو بدن میں لگائے لٹیا کمر میں گھڑے ڈول ہاتھ میں لیے گھڑا بجاتے پھرتے تھے ایک طرف سقے پانی کے اور کہاروں کی لنگیاں باندھے کٹورے کمر سے لگائے مشک دوش پر اٹھائے پیالے کٹورے بجاتے تھے عمرو عیاروں کو لیے سیر کرتا پھرتا تھا کہ برق نے کہا استاد یہاں میلے کا خرچ دو کہ ہم بھی کچھ لیں عمرو نے کہا بیٹا یہ میلا ہمارے قتل کے لیے ساحروں نے کیا ہے ہمکو خوشی کرنا نہیں زیبا ہے اور خیر اگر تم کہتے ہو تو کل تماشہ میں خرچ دونگا یہ کہکر آگے بڑھا ایسا طرفہ کیا دیکھا کہ دکانوں میں زینے بنے ہیں سفید کپڑے سے منڈھے ہیں اوپر کھلونے اور باجے اور چاقو اور قینچی اور آئینے اور سوت کے گولے اور ہر قسم کا اسباب عمدہ ولایتی رکھا تھا چھتریاں ٹنگی تھیں ایک طرف سرخ سبز رنگین پیالیاں اور لڑکوں کے کھیلنے کی چکی اور لٹو اور سیٹیاں اور ڈولیاں رکھی تھیں بعض دکان پر مسی اور مہندی تھا بعض کے یہاں شیشہ اور صوفی نگینے وغیرہ تھے کہیں کنگھی ہاتھی دانت اور سینگ کی ٹاپیاں تھیں کہیں انگریزی چیزیں لاجواب تھیں کہ یہ تماشا تھا نظم

تھیں دکانیں لبالبوں کی جہاں	کیا بیان اُن کا کیجیے ساماں

پیٹیاں رکھی تھیں کچھ مال سامنے کھلا تھا لچکا لوگ لیتے تھے کوئی موئی یا م کا مانگتا تھا کہ داموں میں سستا ہوگا کوئی جوڑا اچھا چاہتا تھا کسی نے بنت کی خواہش کی کوئی ٹوپی کا خریدار تھا کہ نظم

گوٹے والے تھے وہ قمر طلعت · کہ لکھوں آب زر سے انکی صفت
وہ چمک رکھتی تھی دکان انکی · معدن زر کی جس پہ ہو چھاتی
پیٹیاں سب بھری تھیں گوٹوں کی · رکھی تھیں سامنے قرینے سے
ان میں گوٹا تھا آبدار ایسا · سامنے جسکے برق شرمندہ
اور چٹکی بھی اس بناوٹ کی · رہے گاہک کے دل میں جو کھٹکی
وہ کرن بھی اگر چمک جائے · آنکھ خورشید کی جھپک جائے
اس چمک کا سنہرا لچکا تھا · اک ڈلا سونے کا وہ گویا تھا

پھر جگہ دو رویہ پالوں کے نیچے تختوں پر تنبولیوں اور تنبولنوں کو بیٹھے دیکھا کشتیان سامنے رکھے اور سیر پان ہر قسم کے پتے اُلٹے سیدھے کر کے چھانٹتے تھے سامنے بڑی تھالیاں جنمیں تھیں کسی میں لونگ کسی میں الائچیاں تھیں کتھے چونے کی بنگلے نما کلھیاں رکھی تھیں کہ بمقتضاے ابیات

تشتریاں ایک ایک روبرو رکھ کر · ایسے اچھے چنے ہیں پان اُسپر
ڈبیوں میں لونگ الائچیاں ڈلیاں · کتھے چونے کی خوشنما کلھیان
اپنے گاہک کو یوں بلاتے تھے · خاص یہ پان ہیں محبوبے کے
بنگلہ پان ہے دساور کا · بلکہ یہ جان ہے دساور کا

ایک سمت خوشبو ساز دماغ جان معطر فرماتے تھے کہیں گل فروش اپنی بہار دکھاتے تھے کسی جگہ تمباکو والے کا سے دھن کی خمیر مانگے والے خمیرا سادہ کڑوا بیچتے تھے کہیں عطار مسیحا دم دوائیں نایاب فروخت کرتے کہیں کمہار مٹی کے برتن نہایت نازک اور کھلونے بارے بکھروں کے عمدہ دکان میں لگائے تھے ایک مقام پیچ بند اپنی دستکاری دکھاتے تھے کہ بمقتضاے نظم

ایک جانب جو گندھی بیٹھے تھے · اپنی اپنی دکان کو تھے وہ سجے
ہار تھے شیشیوں کے وہ رنگین · جیسے تابندہ خوشہ پروین

کٹوروں مین بھی رنگ رنگ کا تیل
ایک دن بالون مین سے جو کوئی
نکہت عطر غم کو کھوتی تھی
فیض جاری تھا ایسا خوشبو کا
گل فروشون کی دیکھی طرفہ بہار
وہ جہانگیریان ہین بیلے کی
طوق ہر سو تیون کی کلیون کا
لو کہتا تھا یون پکار پکار
ہین چنبیلی کے ہار خوشبودار
دیکھی تھیا کو ودا سے کی دوکان
سرخ مخمل سے لاکھون ہو رہے تھے
چاندی سونے کی ڈبیان عمدا
ساوہ گردا کسی مین تھا لبریز
وہ خمیرا کہیں خوشبودار
جب نکلتا تھا منہ سے اسکا دھوان
تھے جو عطار سب مسیحا دم
اون کے عناب لب کا تھا یہ اثر
ہو جو مدقوق بھی شفا پائے
دیکھے کیا نقش تختۂ تر
ایسی ہر خشت بھی نایاب
دیکھے ہے تر تحسین نئی
تھی دکان کلال کی جس مین
ظروف مٹی کے وہ بنائے تھے
کاغذی آبخورے ایسے تھے
جنبش آب سے لچکتے تھے

بھاری ہلکا لطیف اور بے میل
رہے خوشبو ہمیشہ سر مین وہی
روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی
بس گیا تھا وہ شہر بھی سارا
رشک سے بوستان کو بھی ہو خار
ہو معطر جہان جو پہنے کوئی
اس کو پہنے تو نور کا ہو گلا
ہر طرح کے ہار سے پاس ہین ہار
جنسے آتی ہے بوئے جسم نگار
ہر طرح کا مہیا تھا سامان
سادے کچھ کارچوب کے کتنے
ان پہ چنا ہر ایک رنگ کا تھا
ولے تند خوسے بچ کر تیز
جس سے آتی تھی بوئے مشک تتار
نظر آتی تھی زلف محبوبان
بھرتے تھے سب مریض انکا دم
لب ہلائین مریض سے وہ اگر
تن بے جان مین جان آجائے
ابھی کشمیر سے یہ آیا ہے
دیکھین رکھ کر زبان پر احباب
اور دوکان مین نہین ایسی
کیسے اس کو نگار خانہ چین
دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے
پیاس بجھ جائے جسکے دیکھے سے
جیسے انگار یون چمکتے تھے

ہاتھی گھوڑے نئی بناوٹ کے — سارے سب کے نئی سجاوٹ کے
پیچھے دالوں میں نیچے زیب دکان — ہر طرف ڈوریوں میں آویزان
بیچوان اک بنا تھا میٹھا — ایک گٹکا درست کرتا تھا
گھونٹتا تھا کوئی بنگالی کو — صاف کرتا تھا کوئی قلفی کو
دیکھیے کیا بندھی ہے اُلٹی چین — جس طرح ہو حسینوں چین بجبین
دیکھ کر خود بھڑک رہا ہے وہم — کیا ہی پایا ہے پیچ سے وہ خم
نہیں واقف ہے کوئی اس دم سے — منہ لگا وہ تو باتیں کرنے لگے

عمرو کو سیر کرتے اور پھرتے پھرتے شام ہو گئی اور جواہر تابدار خورشید کو صیرفی قدرت نے درج مغرب میں بند کیا اور جوہری فلک نے گوہرہائے انجم کو بساط سپہر پر پھیلایا۔ نظم

فلک پا بگہ را ابر اندود نیل — سراپا سپاہان تا ہزہ در پائے پیل
ستاب فلک را آنگہ آہستہ شد — فرو شبان شب را زبان بستہ شد

رات کو بھی عیار پھرتے سے باز نہ آئے دیکھا کہ منزلوں تک جھاڑ روشن ہو گئے اور قندیلیں نور کی جواہر آگین درختوں میں آویزاں ہوئیں اور آتش بازی فرسنگ بافرسنگ تک گڑ گئی چرخیاں وہ جو افلاک ستارہ دار کو چرخ میں لاتی ہیں نصب ہوئیں اور یکایک انار پڑا سے اور پھول چھوٹنے لگے قلعے میں آگ لگا دی عالم روشن ہو گیا دنیا کو چرخیوں نے منور کر دیا زمین و زمان زر افشاں ہو گیا ستاروں کا فرش منزلوں تک تھا اور آسمان سے سونا برستا تھا چرخ زبرجد ستارے بیلے پر نثار کرتا تھا اب تو رات کے سناٹے میں اپنی اپنی جگہ ہر شخص جلسہ جمائے بیٹھا تھا اور ہر ملک اور قوم اور مذہب و ملت کا آدمی میلے میں آیا تھا کہیں ہندو تھے کہیں جمشید پرست کہیں آتش پرست تھے مسلمان بھی خال خال اس ملک میں پوشیدہ تھے وہ بھی میلا دیکھنے آئے تھے ہر سمت جلسہ عشرت مہیا تھا بادۂ خوشگوار کا دور چلتا تھا کہ ابیات

کہیں تو شیشوں کے فانوس کی چمن بندی — اور اُنکے بیچ وہ چھٹنا ٹپا خون کا چھٹ پٹ
کہیں شہنائی کی آواز اور کہیں کا مود — کہیں دھنا سری اور کہیں بھیروں کہیں جھانٹ
کہیں کھماس کہیں پوربی کہیں گوری — کہیں ترانہ کہیں دھرپت اور کہیں تروٹ
کہیں ملار کہیں وسنت مالکوس کہیں — کہیں بہاگ کہیں کانگڑا کہیں کھاٹ

بنے ہوئے کہیں رادھا جی اور کنھیا جی — پتمبر اوڑھے ہوئے سر پہ رنگے ہوئے مکٹ
وہیں بنی کنج گلی اور وہیں بنا بندرابن — سہانی دھن وہیں مرلی کی اور وہ بنسی بٹ
نہائے دھوئے وہیں اور وہیں کدم کی چھانو — وہ گوکل اور وہ متھرا اگر وہ جمنا تٹ
کہیں جو دیکھا تو تھا مار واڑ کا عالم — وہی کنارہ وہی نگریاں وہی کھٹا پٹ
وہ آدھی رات کے سر آنکے دلیس کے گانے — بہار روپ نور و منوار و لپکوا الٹ

غرض کہ جاؤ میلے کا کہاں تک بیان کیا جائے مجملاً جیسا مختصر سے لکھ کر اصل مطلب لکھا جاتا ہے یہ لوگ عیار دیکھ رہے ہیں کہ مہاجن بنیے جامے پہنے لڑکوں کو ساتھ لیے سیر کراتے پھرتے ہیں ہندنیاں اپنا بناؤ کیے پھر رہی ہیں اُن میں رام جنیاں بھی ہیں کہیں طوائف بناؤ کیے آشناؤں کو ساتھ لیے بیٹھی ہیں کلیجی کے کباب بھن رہے ہیں کہیں ایک رنڈی پہ دو عاشق ہیں آپس میں قصہ ہوا ہے کہیں لونڈے پر جھگڑا ہوا ہے تلوار چلی ہے دو دو زخمی ہے لاگیں لگ رہی ہیں نٹ تماشا کر رہے ہیں نٹنیاں ناچ رہی ہیں جھولے پڑے ہیں ساونوں اور ملار ہوتے ہیں درختوں کے نیچے دریاں بچھی ہیں شہر لعید لوگ بیٹھے ہیں ایک سمت افیونی بیٹھے ہیں افیون گھلی ہے گنڈے چھلتے ہیں حقے توس کے بھر رہے ہیں ایک امرود چھیلا ہے اسکے ٹکڑے کرکے سب کو باہم تقسیم کیا ہے کوئی کہتا ہے کہ بٹیا گنا ایسا چھیلا ہوں کہ جیسے شمع کسی نے مزعفر کی بوٹی اٹھا لی ہے ایک ایک ریشہ باہم جدا ہے تعریف ہو رہی ہے کہ جلیبی کی کرکراہٹ ہے بعض اونگھ رہے ہیں سن سنا کر باتیں کرتے ہیں تالاب میں جابجا لوگ نہاتے ہیں ہندو چندن رگڑ رہے ہیں تلک دیتے ہیں گھور رنگ کے اور قشقے ماتھوں پر کھینچ رہے ہیں کہیں درخت تلے ٹھاکن پہ گھڑا رکھا ہے پیندے میں اسکے چھوٹا سوراخ کیا ہے نیچے سری مہادیو جی کی مورت رکھی ہے اس پر بوند بوند پانی ٹپکتا ہے بعض ادراج کا مالا ہاتھ میں لیے رام نام جپ رہے ہیں بعض انگشتان کرکے ٹیک سے رہ گئے ہیں بعض کمل کی تھیلی میں ڈالے مالا جپتے ہیں بعض گائے کی مورت ہاتھ میں لیے تلسی کو پانی دیتے ہیں پیپل کے درخت پر کھاروے کی جھنڈی بندھی ہے چبوترہ وثمن کا بندھا ہے اُس پر جوگی گیروا لباس پہنے مندرے کان میں گھونٹی لگے ہیں ڈالے شیر کی کھال پہ بیٹھا ہوا مالا جپتا ہے آگے ٹھیکرا رکھی ہے آس میں اولا دبا ہے بیلے گرد نار بیل کی رستے ہیں بعض جوگی جھمری لگائے چھپر کے نیچے بیٹھے ہیں آزاد فقیر لمبی ٹوپی پہنے مانگتے پھرتے ہیں بعض

سرے شاہی اڑتے رفاعی گرز ہلا رہے ہین مرچھٹے سر چیرتے ہین اشراف مٹھائی لیتے ہین
گنوار ریوڑی اور جوار اور گڑ کھا رہے ہین ہنڈولے گڑے ہین سوانگ سے تخت آتے ہین بہیٹ
برہمنی سانگ سے نکلتے ہین کوئی منہ سے سوت نکالتا ہے کوئی ہار نگلتا ہے پھول اُگلتا ہے یہی کیفیت
دیکھتے دیکھتے وہ رات تمام ہوگئی اور بازیگر فلک نے مہرہ مہر صندوق مشرق سے نکالا
اور بازی تازہ بروے کار لایا کہ نظم

فرو رفت شب بار دز روشن رسید	شب آہنگ را صبح صادق رسید
چو دولت دہد در کشایش کلید	ز سنگ سیہ گوہر آید پدید

جب حیرت چاہ زمرد سے باہر آئی اور افراسیاب بھی سب کاموں سے فارغ ہو کر باغ
سیب مین گیا وہان تحمل بیلے مین جا بیٹھے لیے منگوا کر سوار ہوا عمرو وغیرہ سیر دیکھتے تھے
کہ یکایک فلک پر ابر نمود ہوئے نقارے بجتے شادیانے بجتے ہزار در ہزار تخت چمن بندی
جواہر کی تھی اور پھول جواہر کے گھرے تھے ظاہر ہوئے کہ وہ مقام گلزار ہوگیا اسکے بعد
بارہ ہزار سوار طلسمی جواہر کے گھوڑون پر سوار تلوارین برہنہ لیے نکلے اُنکے بعد بارہ ہزار
پریزادین طلسمی سراپا غرق دریائے جواہر سرخ لباس پہنے ظاہر ہوئین تھا لیے طبلے پر نڑی کی
اور تعریف بادشاہ طلسم گاتی تھین پھر سترہ ہزار نازنین حسن مین لاجواب بلکہ انتخاب گہنا
وغیرہ پہنے ہاتھ مین مورچھل اور چنگیرین اور سامان راحت وغیرہ لیے نکلین پھر ایک ابر
پیدا ہوا بجلیان اُس مین چمکتی تھین گرجتا ہوا نکل گیا اسکے بعد ایک ابر ایسا ظاہر ہوا
جس سے سونا اور جواہر برستا تھا باجے طرح طرح کے اُس پر بجتے تھے بوندیان مینہ کی
پڑتی تھین اور نیچے اُس ابر کے بنگلہ زمرد کا بردے ہوا اُڑتا تھا اندر بنگلے کے سات ہزار
کرسی یاقوت احمر کی بچھی تھی اور بیچ مین تخت شاہی تھا اُس پر افراسیاب بیٹھا تھا
تاج طلسمی سر پر تھا اور قبائے زراندوز مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون سورج لگے ہین
نگاہ نہ ٹھہرتی تھی پھر تو تمام شاہان طلسم اپنے اپنے خیمون سے نکل کر سامنے اُس بنگلے کے
آئے اور ہمراہ رکاب چلے ساٹھ ہزار ساحرہ شہزادیان تختون پر سوار گرد بنگلے کے ہوکر
چلے اور آگے بنگلے کے ناچ ہوتا تھا طرفہ ہنگامہ تھا اس سواری کے بعد سواری حیرت
کی نکلی ایسا ہی کچھ جاہ وحشم اُسکا بھی تھا غرضکہ یہ دونون سواریان سمت چاہ زمرد چلین
عمرو بھی اُنکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہان تک کہ چاہ زمرد پر پہونچے اب جو دیکھا تو کنوئین پر

رہٹ کھڑے ہین اور چار ساحر ایک پانون سے کھڑے کچھ پڑھ رہے ہین اور زرد جواہر اس قدر
چڑھا ہی کہ وہ سارا کنوان کہ مثل تالاب کے ہے پٹ گیا ہے جس وقت شاہ طلسم یہان آیا
ساحرون نے شور یاسامری و جمشید کا مچایا اکثر بارگاہین یہان نصب تھین بادشاہ
داخل بارگاہ ہوا تو یہان پھنکین جھانجھین بجنے لگین جملہ سرداران طلسم نذر لیکر دوڑے
شاہان طلسم ہو دب بیٹھے اسوقت افراسیاب نے کہا اب سمجھ امون کو بلانا چاہیے کلیم
شکار عمرو کہ صورت ساحر کی ایسی بنا ہوا تھا گھبرا کر چلا کہ اپنے لشکر کو جاکر دیکھون عیار سب
ساتھ ہین او یہ سب چلا اپنی بارگاہ مین آیا مہرخ سے حال شیلے کا بیان کرنے لگا کہ ادھر
شاہ طلسم نے انگشتری جمشید کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ مہرخ مع اپنے مطیعون کے حاضر ہووے
یکایک ایک طاؤس اڑتا ہوا آیا اور بارگاہ مہرخ پر ایسی مہیب صدا اسنے دی کہ اے نمکحرامان
حاضر جاؤ تا شاہ طلسم بلاتا ہے یہ صدا سنتے ہی عیار سب بھاگ گئے اور عمرو نے کان ادھر کی
دیکھا کہ مہرخ و بہار وغیرہ سب گویا ہو رہین کہ مونڈی کاٹے عمرو نے ہمکو خراب کیا آگے جانے
تو اسکے ٹکڑے اوڑاتے یہ کہکر حکم دیا کہ در خزانہ وا ہوا اور بہار نے سب کنیزون کو تولوان جوڑے
پہنائے آپ ایک سو بیس کشتی جواہر سے لبریز بہر نذر لیکر دریا سے جواہر مین ہمہ تن غوطہ مار کر
لباس ارغوانی پہنکر تخت پر سوار ہوئی اور اسی طرح مہرخ بھی آراستہ ہوکر نذر کا جواہر وغیرہ
وغیرہ لیکر چلی پھر نوبت کا بجا فوج تیار ہوئی ہاتھ رومال سے باندھکر العفو العفو کہتے جملہ
سرداران تختون پر اور طائران سحر پر بیٹھکر چلے بلٹنین رسالے ساتھ ہوئے ایسے چپکے ساتھ
رہ گئے کہ انکی طلب بھی نہوئی تھی ادھر سے کوہ سیاہ و شبرو مہرخ سے فوج کو وہین چھوڑکر
تا فرمان وسرخ مو وافتخار چاو وغیرہ اپنا اپنا سامان کرکے چلے خلاصہ دم
بھر مین میلے مین سب پہونچے عمرو سے قران نے کہا استاد لشکر تو ہمارا منحرف جیسے ہوکر
چلا گیا اب دم بھر مین ہماری بھی طلب ہوگی پھر ہم بھی نہ رہین گے عمرو نے کہا خدا کو یاد کرو
اور ساتھ چلے او عیار وغیرہ سب دنگ ہین کہ دیکھیے یہ کون سی عیاری کرینگے کچھ عقل نہین
کام کرتی اور دعوی یہ فرماتے ہین کہ سارا طلسم لوٹون گا خیر اب دیکھنا چاہیے انکی فکر مین
یہ ساتھ استاد کے چلے اور عمرو صورت بدل کر پھر چاہ زمرد پہ آیا دیکھا بہار وغیرہ سب
جاکر قدم پر افراسیاب کے گر رہی ہین اور خطا کی معافی چاہتی ہین شاہ طلسم نے کہا بلاؤ
جلادون کو اور انھین قتل کرو حاضرین دربار نے عرض کیا کہ اب یہ حضور کی اطاعت

کردئیے آئے ہیں اُنکے قتل کرنے سے ہم تابعداروں کو کیا امید ہوگی افراسیاب نے کہا تم تماشا
دیکھو گے یہ سب اسباب سحر کے اطاعت کا دم بھرتے ہیں یہ کہکر سحر پڑھکر انگشت سے التماس کیا کہ
یہ سب اپنی حالت اصلی پر آجائیں مسحور سحر رہیں اُسی وقت ہر ایک شخص ہوشیار ہوگیا اور
صرصر وغیرہ نے شاہ طلسم کو دیکھکر بکراہت تمام منہ پھیر لیا افراسیاب نے پوچھا کیوں
ای صرصر و صبا میری تابعداری کرو گی انہوں نے جواب دیا کہ بہت جھک مارنا اچھا
نہیں ہم سب نقش پائے عمرو پر فدا ہیں اور خواجہ تشریف لاتے ہونگے یہ سارا کروفر اور شکوہ
بہکنا بھلا دینگے اور ہم آپکے تابعدار ہوکر قید رہیں یہ ممکن نہیں افراسیاب نے
سب سے کہا کیوں صاحب تم سنا انہیں قتل نہ کروں تو کیا کروں سب نے کہا خوشی سرکار کی
عین بجا ہے کیونکہ شاہ کا یہ وا جب القتل ہیں شاہ نے کہا اب انکو قید کرکے انکے حمایتوں کو
کہ جنہیں انکو ڈھونڈھتے ہیں گرفتار کرکے سب کو ایکبار قتل کرنا چاہئے یہ کہکر آہنگ بلا سے اور سب کو
ہتھکڑیاں بیڑیاں زنجیرہائے آہنی میں مطوق و مسلسل کرنے کا حکم دیا کہ باغ جمشید میں انہیں
لیجا کر قید کرو اور پھر سحر کسی پر نہ کیا کہ غافل ہوجائیں پر اس لیے کہ اپنی گرفتاری پر اور حال
خراب پر افسوس حسرت بہائیں اور جسقدر فوج کہ انکے ساتھ آئی تھی اُسکو بھی محصور کرکے
صحرا میں اوتروا یا گرد پہرا کردیا جب یہ انتظام ہوچکا اُسوقت طاؤس جادو کو بلا کے
اور حکم دیا کہ عمرو و قران وغیرہ اس طلسم میں جہاں کہیں ہوں پکڑ لاؤ طاؤس رخصت ہوکے
اور عمرو بصورت مبدل یہاں موجود تھا اس جگہ سے ایک گوشہ میں جا کر گلیم نکالی
نکال کر چھتری کی طرح سر پر سایہ کی اور عیاروں کو بھی نیچے اُسکے بٹھایا خدا کا نام لیکر آپ بھی
بھی چھپکا بیٹھا ازبسکہ منڈھی اعجاز کی ہے سحر خبر نہیں دیتا جب گلیم پر اور ... اور مشکل کی
کے نیچے بیٹھا ہے پھر نہیں معلوم ہوتا کہ عمرو کہاں ہے اُسوقت طاؤس جادو اُنکے طلسم میں
پھرے آخر شاہ طلسم پاس آکر عرض رسا ہوئے کہ ہمکو عیار نہیں ملتے شاہ جادوان سے
بلائیں طلسمی بلا کر بھیجیں وہ بھی ڈھونڈھ کر پھر آئیں پھر غول اور پتلے بھیجے جب وہ
بھی پھر آئے بادشاہ طلسم نے انگشت سے عرض کیا کہ عیاروں کو بلا دیجیے یکایک ایک صدا
آئی کہ عیار اسی میلے میں ہیں مگر ایسی جگہ ہیں کہ دکھائی نہیں دیتے یہ ندا سنکر بادشاہ نے
سواری طلب کی کہ میں خود تلاش کرکے گرفتار کیے لاتا ہوں اور ازبسکہ میلے میں عالم کا
ہجوم ہے اکیلے اُٹھکر جانا مناسب نہ سمجھا اسی تجمل سے سوار ہوکر ڈھونڈھنے چلا اور

پہلا منزلون تک ہی اور سواری کا بسبب تجمل کے غرق کر چلنا شاہ کا ہر ایک شخص کو شناخت کرنا
کہ یہ عیار ہی یا نہیں ان وجوہات سے اسکو عرصہ مراجعت مین گذریگا مگر یہان عمرو نے ڈاڑھی
لقا کی ہزارون بار اپنے مونڈی ہی اور وہ داڑھی تمیں گز کی ہی اور ہر بال مین موتی و یاقوت
اور مرجان وغیرہ پروئے ہین اور اسی سبب سے عمرو نے وہ داڑھی مونڈ کر احتیاطاً زنبیل
مین رکھی ہی اسوقت عیارون سے کہہ کر کان مین کہا عیار کار بند ہوئے اور اپنے ہم مقتولون کا
مثل صورت لقا اپنے سر پر لگایا اور دستار دیا اور ویسا ہی قامت درست کیا یعنی ایکسو
بیس گز سے ارنچ کا قد لقا کا تھا اتنا ہی بڑا قد بنا کر داڑھی چہرے پر لگا کر تخت زبرجد شاہ
جسکا ذکر اوپر تحریر ہو چکی ہی نکال کر سوار ہوا اور عیار بیٹھے برق فرنگی ایک سو
الیس کلی کا جامہ پہنکر کوتاہ گردن تنگ پیشانی خرد کی کی نشانی شیطان درگاہ خداوند
ملک سخت تارک شوم کا قبیع بین خواجہ ابا سا گراز الدین کی ایسی صورت بنکر سر پر خداوند
کے مگس رانی کرنے لگا اور قران نے شکل مہیب اپنی بنالی کہ ایک ہونٹ سینے تک ہو جیسا
اور دوسرا آنکھون تک ہاتھ ہر ایک ویرانہ سے کان سے شعلہ ہائے آتش نکلتے گرز آتشین
ہاتھ مین لیکر دست راست پر خداوند کے کھڑا ہوا اور ضرغام ایک فرشتہ نورانی صورت
کا بنا کہ چہرے پر نور نشانون پیدا پرون سے مشک و عنبر کافور چھڑکتا تھا واضح ہو کہ
بعضے ورثہ پر بنائے ہین ان مین جا بجا جوف رکھے ہین کہ اس مین نافہ ہائے مشک اور
دیگر خوشبویات کو بھر دیا ہی کہ جسب پرون کو جنبش ہو مشک و عنبر برسے یہ فرشتہ دست چپ
کو کھڑا ہوا اور جانسوز ایک پیر مرد خمیدہ و شکیل از سرتا پا بقعہ نور بنکر صراحی و ساغر بنا تک
لیکر سامنے کھڑا ہوا جب یہ درستی ہو چکی عمرو نے منڈھی سے آنجانہ طلب کیا اور رقاص
پر نقوش جناب دانیال علیہ السلام پڑھی منڈھی پڑھکر مثل بارگاہ رفیع الشان کو ہو گئی
اور رنگ سوکلس یاقوت احمر و لعل و زمرد کے جڑے تھے اور یہ بارگاہ دمبدم رنگ بدلتی
تھی کبھی گھٹ جاتی تھی اور کبھی بڑھ جاتی تھی کبھی سرخ ہوتی تھی تو کبھی سبز و زرد و سیاہ
و نارنجی اودی وغیرہ ہو جاتی تھی اور عمرو نے تخت پر بیٹھکر سفید مہرہ کہ جسکی آواز سے
دیو ناچتا ہی نکال کر بجایا کہ اے بندگان قدرت بدست خداوند مین حاضر ہونیکی
صدا منزلون پہونچی اور ساحر دوڑ کے جو آیا کہا شم خداوند باختر لقا بعض خداوند کا دیدار
دیکھ چکے تھے پہچانتے تھے فوراً سجدے مین گر کے اور سارے میدان مین غلغلہ بلند ہوا کہ خدا ہی

باخبر تشریف لائے ہین چلو زیارت کرو اُسی وقت جادوگرنیان تھالیون مین موہن بھوگ
اور زر و جواہر وغیرہ رکھکر گیت گاتی جلاکر چھم چھم کرتی چلین ساریان آدھی باندھے آدھی اوڑھے
تھین ایک سمت سے جادوگروں نے مٹھائی اور روپیہ چراغی کا لیے ہار پھول لونگ کافور
ہمراہ سامنے منڈھی کے آئے سجدہ کیا وہ زر و گوہر شیرینی آستانہ خداوند پر چڑھائی خداوند
نے کہا پھر سجدہ کرو وہ سجدے مین گرے اسنے جال مار کر مال اور مٹھائی تُند زنبیل کی
جب سب سجدے سے اُٹھے ایک چیز کا بھی نشان نہ پایا خداوند نے فرمایا کہ ہمارا دست
قدرت نذر تمھاری لے گیا سب نے کہا یا خداوند تیری بڑی قدرت ہے غرضکہ یہان تو
پوجا پاٹ ہو رہا ہے مگر ہرکارے کوٹ گشتی کے دوڑے گئے اور ملکہ حیرت کی دعا ثنا
بجا لا کر عرض کیا کہ خداوند یا خضر لقا میلا دیکھنے آئے ہین حیرت اور کل شاہ و شہزادیان
طلسم کی مثنا بانہ دوڑین یہان پہونچ کر سب نے سجدہ کیا اور خداوند کی بارگاہ و فرشتون
کو دیکھکر عقل دنگ ہو گئی عیار بچیان یعنی صرصر وغیرہ ملکہ کے ساتھ ہین انھون نے ملکہ
سے کہا یہ عیار نہون عیار ہ کے لب ہلتے اور یہ تیور دیکھکر خداوند نے بغضب کہا کہ عیار بچیان
تیری اے حیرت ہمکو عیار بتاتی ہین اچھا تو سحر مجھپر کر اور ہم اب جاتے ہین یہ کہتا تھا کہ حیرت
نے عذر کیا اور عیار بچیون سے کہا کہ دیکھو تختہ خداوند پر سب کچھ روشن ہے تمھارے خیال
اور دل کی بات کو خداوند نے پہچان لیا اب تم یہان سے جاؤ خداوند خفا ہین یہ کہکر انکو
نکال دیا مگر خداوند نے کہا ہم اسوقت خوش ہونگے کہ جملہ ساحر ہمپر سحر کرین ناچار سب
نے سحر کیا اور شاہان طلسم نے نارنج و ترنج مارے منڈھی پہ تاثیر نہوئی اور جو لوگ منڈھی
مین جانے لگے سر نیچے پانون اوپر اُلٹے لٹک گئے خداوند نے کہا اے حیرت ہم تیرے گھر
اب کبھی نہ آئینگے کہ تو نے عیار بچیون سے ہمین ذلیل کرایا حیرت اور جملہ ساحرون نے
یہ تماشا دیکھکر العفو اور توبہ توبہ کا شور مچایا اور حیرت نے کہا یا خداوند بارگاہ مین تشریف
لے چلیے جو کچھ پیشکش ہو میسر ہو اُسے قبول فرمائیے آخر بڑی منت خوشامد سے خداوند نے
منڈھی کو باعجازہ حکم کیا کہ وہ گھٹ کر صرف تخت بھر رہ جائے فلک چارون ستون اسکے فرشتون
اور شیطان نے تھامے اور تخت پر سب کھڑے ہوئے تخت اڑکر چلا ساحرون نے ہزارہا
ناقوس بہ گھنٹے بجائے غلغلہ ہوا یہان تک کہ مقام افراسیاب پر حیرت نے تخت خداوند
پہونچایا عرض کیا یہ بارگاہ جو حضور کے سر پر یہ مناسب ہو تو فرشتون کو حوالے کیجیے خداوند

نے فرمایا یہ دریچہ قدرت ہی ہم اس مین سے باہر نکل آئین گے اور پوچھا کہ افراسیاب کہان
گیا ہو کہا عمرو کو ڈھونڈنے خداوند نے کہا ہم اسکو بھین پکڑ بلا لین گے اور تم سے کون لوگ
منحرف ہین ملکہ نے سب کیفیت بیان کرکے کہا وہ سب گرفتار ہین اسنے جواب دیا کہ ہین جاکر
انھین ابھی تمھارا مطیع کیے دیتا ہون یہ کہکر اسی طرح تخت اڑا کر چلا اور باغ جمشیدی مین پہونچا
حیرت وغیرہ سب ہمراہ ہین جب وہان پہونچا سب کو و اشارہ کہ سجدہ کرو مہرخ وغیرہ جو
از بسکہ سحر شاہ طلسم نے اوتار لیا تھا یہ سب اون کی طرح سے منحرف تھے اور دعا اپنی رہائی کی
درگاہ خدا مین کر رہے تھے اسوقت لقا اور جمشید وغیرہ پرستش کرنے لگے اور سب گردن نا
دشنام دین پھر تخت سے کودکر مہرخ و بہار وغیرہ کے قریب گیا کہا جلد سجدہ کرو لقا برحق
کہتا گیا اور بائین آنکھ کا تل دکھایا اور کنایے اور اشارے سے ظاہر کیا کہ عمرو ہین کہون وہ
کرو مین عمرو ہون اور تمھاری رہائی کو آیا ہون پس اس امر کے سمجھتے ہی سب نے سجدہ کیا اور
کہا یا خداوند تو برحق ہے ہماری خطا شاہ طلسم سے معاف کرا دیجیے جب انھون نے اقرار
اطاعت کیا خداوند آکر تخت پر بیٹھے اور کہا قید سے انکو چھوڑ دو حیرت نے سب کو رہا کردیا
عمرو نے انکو بھی بلا کر شریک جلسہ انجمن کیا اور ساقی قدرت اور شیطان دو فرشتون سے
حکم دیا کہ میری جھولی شراب ایک ایک جام شاہان طلسم کو پلاؤ کہ عمرون کی بڑھ جائے اور
سارے کارخانے ہماری قدرت سے آینہ روشن ہو جائین پھر وہ حکم دو تو سب عیان ہین
شراب آغشتہ بیہوشی اپنے پاس سے نکال کر سب کو پلانے لگے حیرت کو بھی ایک جام پلایا
جب پلا چکے مہرخ سے کہا تو انکو وہ تو واقف تھین کہ حیرت اور شاہان طلسم کی نسبت
نہین ہو انکو خواجہ نے صرف اس لیے بیہوشی پلائی ہو کہ انکے سحر کی پناہ نہین ہو اگر یہ بیہوش
نہونگے تو پھر سارا لشکر گرفتار ہو جائیگا غرضکہ انکو تو الکارا اور ناریل وغیرہ جو گرتا وہ
حرب ہو تین شاہان طلسم گھبرا کر اٹھے بیہوش ہو گئے حیرت بھی بیہوش ہو گئی پھر تو بہار
و مہرخ و مخمور و ہلال سمن افگن و آفت جادو وغیرہ پرواز کرکے اور جھپٹے گرز کے
فولادی اور بار زنلقل گتکے سونٹے لگے مارنا شروع کیے ساحرون نے غلغلا باہر باغ سے سنا
حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہو کیونکہ خداوند باخبر آئے ہین اب کوئی سرکشی نکریگا اس خیال مین
تھے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور عمرو نے سفید مہرے مین آواز دی کہ اے اہالیان حاضرہ جاگو
خداوند کا غضب آیا اس صدا کے سننے سے پہلے مین ہلچل پڑی اور تفرقہ مجمع رقص

رہا ہوئی اور مہرخ و بہار وغیرہ اپنے اپنے مالک کو دیکھ کر سب پاس آگئے انکو حکم دیا کہ ہما خون
اور ساحروں کے پیلے کو لوٹو اور دشمنوں کو قتل کرو فی الجملہ یہ فوج لاکھوں آدمی ہیں اور دو شاہان
طلسم ہوشربا کے ہیں کوئی روکنے والا نہ تھا اور اسنے عرصہ میں وہ دن بھی تمام ہوا اور فوج
انجم نے زر روشن پر حملہ کیا اور خورشید تابان بھاگ کر سمت مغرب گیا کہ نظم

چو این سبز طاؤس جلوہ نمائے — سپید استخوانے ربود از ہمائے
شد اندر خم کاستہ زخم کوس — خدنگ اندران بیشہ با آبنوس

رات کو اندھیرے میں اوتنا خوب رن پڑا اور ادھر تو مہرخ نے تلوار سحر کی کھینچ کر مع کنیز لالہ کے
حملہ کیا ساحروں نے پیلے کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا پھر شور مچانے لگے وہ صفین اور
شعلے آتش لگی ایک طرف سے بہار نے گلدستہ مارا کہ ہوا معطر چلی اور جا بجا تاریکی ہوئی
بہار نے افشان پیشانی پر لگائی ستارے اس تاریکی میں نکل آئے اور ٹوٹ کر گرنے لگے
زمین پر سبزہ زار بہار تھا خیابان خیابان لالہ و گل مثل گویا شب چراغ کے فروزان
تھے اور نسترن و نسرین عنبر افشان تھے غرضکہ جو ساحر کہ بھاگ کر گلستان بہار میں آئے
عاشق و شیدا ہوکر دیوانے ہوئے بہار نے کہا جاؤ اور پیلے والوں کو قتل کرو وہ بھی جاکر
قتل و قمع میں مصروف ہوئے ادھر بہار نے تخمین مارنا شروع کی ہیں اور برق خشم آگ سی برسی
ہوکر گرنے لگی خرمن ہستی دشمنان جلائی ایک جانب سے تخم ریزی جام بادہ میں کھینچ مارا
ٹھنڈی ہوا چلی جسکے جسم میں ہوا لگی وہ ہاتھ میں لیکر گزیدہ کمر دو ملک شیر آبخواری کرنے
لگے اور بہولیاں گانے لگے کہ ابیات

کوئی کہتا تھا لا نا پیالہ — شور تھا قلقل شرابہ مستانہ
لیے ساغر کوئی جھومتا تھا — کوئی مدہوش دار جھومتا تھا
کوئی بوتل کا کھولتا تھا کاگ — کوئی گاتا تھا وقت رزکا بہاگ

ایک طرف سے مہرخ موسنے کا گل کھولی جنبش دی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے اور جسم ساحران
میں آگ لگی غرضکہ ایک ہنگامہ اور شور رستخیز برپا ہوا اسی ہنگامہ میں عمرو نے اول تو باغ
جمشید میں جو کچھ مال وغیرہ اور لباس و زیور شاہان طلسم کا پایا تاراج کر زنبیل کیا اور
عیاروں کو حکم دیا کہ بارگاہوں پر جاکر کلس اتار و عیار لانے لگے فوج ساحران نے بجلیاں
گرا کر بارگاہوں اور خیموں کو جلا کر گرا دیا عیاروں نے کلس اتار لیے عمرو باغ جمشید لوٹکر چلا

اور بارگاہ نشست افراسیاب پر آگرا اور پرے برق محشر تڑپ کر گری ستون اور طناب
جل کر بارگاہ گری عمرو نے میز و کرسی و دنگل و فرش و کلس وغیرہ جال مار کے نذر زنبیل کیے
پھر وہاں سے باہ دہر دیر آیا ابوجاری اور تند رکھسیٹ چڑھانے والے بھاگ گئے تھے اہل
محافظ و ملازم شاہ طلسم وہاں تھے عمرو نے گلیم اوڑھ کر یہاں بھی جال مارا کہ جو کچھ زر و گوہر
دھرا ہے کہ چڑھایا گیا تھا جال میں کھینچ آیا ساحر محافظ گھبرائے سحر کرنے لگے مگر سحر کریں
کیونکر کوئی نظر نہیں آتا کہ دوسرا جال عمرو نے پھر مارا وہ جا کر مثل تالاب کے سیم جو کچھ
کہ کھینچ سکے اور کنارے کنارے رہ گیا تھا وہ بالائے مٹی تک آ کر کھینچ آئی ایک غار پڑ گیا
واضح ہو کہ یہ مقام بنام خداوند جمشید مشہور ہے اس باعث سے ساحر عظمت کرتے ہیں
کوئی سحر کی جگہ نہیں ہے اور کچھ خبیث وغیرہ یہاں مسکن گزین رہتے ہیں کہ نیرنگی سحر کی
دکھاتے ہیں مگر جال عطیہ جناب الیاس ہے اسپر کسی خبیث اور ساحر کا بس نہیں چلتا اگر
یہ جال افراسیاب پر بھی پڑے تو وہ بھی کھینچ آئے اور نہ گرفتار کرنا شاہ طلسم کا بسبب
مخالفت امیر کے ہے اور ایسے مقام پر جال مارنا باعث یہ ہے کہ جب دشمن نے تدبیر ایسی
کی کہ جس سے مفر اور رہائی ناممکن ہوئی تو بس اسکا عوض بھی چاہیے تقریر اسکی زیادہ کچھ
ضرور نہیں ناظرین خود سمجھ لینگے حاصل مطلب یہ کہ ایک غار اس جگہ پڑ گیا اور خبیثات
وہاں کے اور ساحر گھبرا کر نیچے پہنچے جب وہ مقام برباد ہو چکا عمرو اور عیاروں نے
دست غارت عام و خاص پر ہر شخص پر دراز کیا اور ساحروں نے فوج کے گولے اور بان
وغیرہ ہزار دن کیا بلکہ لاکھوں آدمیوں کو قتل کیا میلے میں کھلبلا ڈال دیا بجائے خرید و
فروخت کے نرخ جان ارزان تھا پیر نو سالہ اور کودک دو سالہ کا ایک بھاؤ تھا رشتہ
ریسمان حیات کے جوہر سے بڑے تھے رہرو عدم ہوتے زخموں سے پھول پھینکتے تھے خون
سے زمین یاقوت پوش تھی لب ہر زخم لب لعلین معشوق کا رنگ دکھاتے تھے اعضا کے
جسم صورت دینار و درم نظر آتے تھے بازار موت گرم تھا اجل کے خریدار ملک عدم کے
لوگ سیار تھے فرش کشتوں کا بچھا تھا خیمے عناصر کے اکھڑے تھے تلوار سحر کی چمک چمک کر
مانند بجلی کے گر رہی تھی ہر سمت بھگدڑ تھی بھاگو بھاگو کی آواز آتی تھی ایک پر دوسرا
گرا پڑتا تھا تو تلے ہیں اوپر ہیں اوپر و پیچھے بھاگتے رستہ نہ ملتا تھا دکانیں خالی ہو سناٹا
ہو کا عالم اسپر یہ آفت کہ ہر جگہ جال الیاسی دراز ہو کر پڑتا تھا کہ لاکھوں من کی جنس تو اسپر

کی ہو کر کھنچ آئی تھی عمرو نے چوراسی گنڈیاں زنبیل کی کھول دیں دل سے کہا اللہ دے اور بندہ لے فریب کو خدا نے دو چار کوڑیاں آج دلا دیں عیار جدا لوٹتے پھرتے تھے صرافہ اور بزازہ اور جوہری بازار ہر جگہ کو صاف کر دیا فوج نے لاشوں کے ڈھیر لگا دیے لاکھوں آدمی تھا ایک ایک دکان دس دس آدمی نے آ کر لوٹی تو دم بھر میں بازار میں صاف ہو گئیں لیکن جتنے جو لوٹا وہ عمرو کے لیے بجنسہ اپنے پاس رکھا کہ خواجہ ہارے محسن دین جان بچائی ہے اپنے پاس سے کچھ دیتے نہیں تو مال غنیمت اون کے لیے رکھنا مناسب ہے اور وہ بہت زدہ تھا سب ضرور لیں گے پھر جو دینا پڑا تو ملازم بھی ہوئے اور مال بھی گیا غرض کہ دو پہر کامل لوٹ مار وہ ہنگامہ قیامت برپا رہا لاش پر لاش تھی اور مردے پر مردہ تھا کہ ابیات

غنیمت کشان بر در شہریار	غنیمت کشیدند بیش از شمار
سریر و سراپردہ و تاج و تخت	نہ چندانکہ آن بر توان بند سخت
طبقہاے بلور و خوانہاے لعل	طلا از کف کشان را بسنہ سم و نعل
ہمان تازی اسپان با زین و زر	خطاہاے غلامان زرین کمر
نورد طبرخانہ بیش از شمار	ستیر باز زرینہ بیش از ہزار
سراسیمگی در منش تافتہ	زرخت خزانہ پرداختہ
نہ دل دادن جادوشان دلیر	دلاور شدہ گور بر جنگ شیر
یکی گفت ہوسہ و دگر گفت ہاں	برآورد سرہا ہوسہ از جہان
زبس غارت آوردن از ہر شاہ	غنیمت نگنجید در عرصہ گاہ
نگہ کو ہرین جام درین گہو	نہ چندان دگر گوہر بشیار عود
سم از زر کاسہ ہم از لعل و زر	نسیج حریر قنطار ہا گرد چر
زکافور چون سیم صحرا شدہ	ز سیم و چو کافور صد پارہ کوہ
لبسہ بردہ یونانی و بربری	سبق بردہ بر ماہ و بر مشتری

اسی طرح لوٹ مار کر سب اپنے لشکر کی جانب چلے لیکن عیار چھپیاں جو شکال دہی گئی تھیں اس ہنگامے کو دیکھ کر حیران ایک جگہ قتل و غارت کے خوف سے ٹھہر رہیں اور کہا شاہان طلسم اور حیرت کو شاید ان عیاروں نے مار ڈالا چلو ذرا خبر لیں یہ کہکر بصورت مبدل

باغ ہمیشہ مین گئین اور ملکہ کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی اُسنے عجب ہنگامہ دیکھا کہ نہ بارگاہ ہے نہ
میلا نہ آرایش نہ زیبایش قتل عام ہو رہا ہے بھگدڑ پڑی ہے لوٹ ہو رہی ہے یہ دیکھ کر بلبلا کر اوٹھی
لیکن لاکھون ساحر اپنے پرائے پھرتے تھے کس سے لڑے اکیلی کسکو روکے آخر سخت دل بارگاہ
تھا بیٹھکر رونے لگی یہان عمرو اور عیار وغیرہ نکل کر اپنے لشکر مین پہونچے عمرو نے کہا اے ملکہ
سب سرداران اپنی اپنی صورت کا پتلا یہان بٹھائین اور ایسا سحر کردو کہ ناچ بارگاہ مین ہوا اور
پیمانہ عشرت گردش پذیر رہے بجز دارا و خواجہ یہی سامان سب نے کیا سب کے ہمشبیہ
کرسیون و دستگاہون پر جلوہ گر ہوئے رقص و سرود کا جلسہ ہوا یہ تدبیر جب ہو چکی کئی ہزار
ساحر نگر ایسے ویسے نہین ہنگامہ کے لوگ اس جگہ طلایہ داری پر مامور کیے اور کہا کوئی آفت
آئے تو بھاگ جانا اور کل لشکر کو مع سرداران ذی رتبہ کے ہمراہ نافرمان کرکے حکم دیا کہ
کوہ سیاہ مین لیجا کر فروکش کرو اور عیارون سے کہا تم بھی ساتھ جاؤ سب طرح ہوشیاری
رکھنا یہ لوگ نافرمان کے ساتھ کوہ سیاہ کی طرف گئے وہان پہونچ کر خیمہ سیاہ مین سردار
اور صحرا کوہ مین لشکر ٹھہرا عیار گرد لشکر کے خبرگیری کو پھرنے لگے خلاصہ یہ تو سب آرام
پذیر ہین لیکن ہوشیار ہین اور عمرو و کلیم اوڑھے وہین ٹھہرا ہے مگر حال افراسیاب سنیے
کہ باغ عشرت کے قریب جا کر خیال کیا کہ عیار کوہستان مین کسی غار مین چھپے ہونگے اور عمرو
نے گلیم اوڑھ لی ہوگی پس اور عیارون کو چل کر گرفتار کر عمرو اون کی رہائی کو آئیگا گرفتار
کر لینا یہ سوچکر قریب صحرا پہونچ کر ٹھہرا اور خبیث و بلا ہاے طلسم ہمراہ آئے ہین اونکو حکم
دیا کہ عیارون کو جا کر ڈھونڈھو وہ سب چلے اور شہنشاہ ٹھہر رہا اُسوقت میلے کے لوگ
کہ چار سمت بھاگے تھے کچھ ادھر بھی جا نکلے اسنے دیکھا کہ بہت آدمی گروہ گروہ عورتون
اور بچون کو ساتھ لیے سر برہنہ خاک اوڑاتے بھاگے جاتے ہین جادوگرنیان بال منہ پر
بکھرائے ساریان پھٹی ہوئی ہین بعض اوپر کے جسم سے برہنہ اور بعض جسم پائین سے بد حواس
سحر فراموش از خود رفتہ گویا بیہوش بھاگی جاتی ہین شاہ نے انھین بلا کر پوچھا تم کیون
کیا ماجرا ہے وہ شاہ جادوان کو پہچان کر رو دیے اور پکارے کہ ہم لوٹے گئے بچے ہمارے
قتل ہوئے اور سب کیفیت غدر بیان کی سنا تھا کہ غضب طاری ہوا اور بلاؤن اور
ہمراہیون کو ساتھ لیکر پھرا آکر عجب عالم میلے کا پایا پہونچتے ہی نے فیل مست کو پست کیا ایک
سناٹا ہر سمت تھا دکانین برباد بارگاہین جلی ہوئی ہین ڈھیر غرض چار طرف اندھیر حیرت

جو گریبان و نالان تھی اُسکو تسکین دے کر اپنے ساتھ لیا کہ مین ابھی سب کو غارت کیے دیتا ہون
شاہان و سرزمین طلسم کو ہوشیار کیا انھون نے اپنا لٹنا اور تھیلے کا برباد ہونا دیکھکر عرض کیا
کہ آئین طلسم مین فرق آیا ہمکو اجازت ہو کہ اپنے اپنے مرحلے پر جائین افراسیاب نے
فرط ندامت سے انھین رخصت کر دیا شاہ و اکار و کوتوال و دربان اور بلاہاے طلسم
وغیرہ جو کہ آئے تھے لٹے پٹے اپنی جگہ پر گئے اور شاہ جادوان حیرت کو لیکر چلا پانچ ہزار
سوار ساتھ ہین کہ جنپر ساحران نامی سوار ہین اور بادشاہ کو کمال غضب طاری ہے تازیانہ مار
سیاہ ہاتھ مین ہے منھ سے کف جاری ہے یہان تک کہ لشکر فرخ جہان اُترا رہتا تھا وہان
پہونچکر نعرہ مارا اور سامان عشرت دیکھکر نا پیچ و تیغ مارنا شروع کیے پیکان تیر اور شعلے
آتش گرنے لگے اور سانپ اور بچھو اور پتھر اور برف وغیرہ برسنے لگے اور گرد سے جہان تاریک ہین
زمین شق ہو گئی صدا ہین مہیب آئین بارگاہین اور خیمے مسمار ہو گئے بجلیان گرین کہ بعضے
سرداران اور رقاصہ انجمن سب غارت و تباہ ہو گئے جو ساحر کہ عمرو نے یہان چھوڑے تھے
جہان تک کہ اُنسے بھاگا گیا بھاگے باقی ہلاک ہو گئے شاہ طلسم نے آکر دیکھا سب کو مرا پایا
اور لاشین پڑی دیکھین حکم کیا کہ انھین لاشون پر پانچ بارگاہین ہماری بلکہ استادہ ہون
بمجرد حکم پانچ بارگاہ جن مین ستون مکلل بجواہر تھے استادہ ہو گئین اور ہر ایک بارگاہ مین
بارہ بارہ کرسی جواہر کی بچھ گئین تخت پر شاہ جلوہ گر ہوا سب نے قتل حریف کی خوشی
کی نذرین دین ناچ ہونے لگا حیرت سے شاہ جادوان نے کہا لو مین نے دم بھر مین سب
کو غارت کر دیا اب تم اپنی فوج یہین اُتارو اور ناچ دیکھو صبح کو مین میلا جو لٹ گیا ہے
اُس کی درستی اور انتظام کرون گا اور عیار اکیلے رہ گئے ہین کہان تک بھاگتے پھرینگے
سب کو گرفتار کرکے بعذاب الیم قتل کرون گا اب مین باغ سیب مین جاکر بقیہ شب آرام
کرتا ہون کس لیے کہ کئی روز سے بیخور و خواب ہون ذرا تم اُس مقام سے عیار سے ہوشیار
رہنا یہ کہکر آپ باغ سیب مین جاکر آرام گزین ہوا تو سویا اور فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا یعنی عمرو
جو گلیم اوڑھے یہان موجود تھا اُسکو جاتے دیکھکر از بسکہ دوندہ بیدرنگ ہے دوڑتا ہوا آن
واحد مین فرخ پاس پہونچا اور کہا جلد چلو یہی وقت ہے دشمن کو قتل کرو فرخ وغیرہ لشکر
جرار تیار کرا کر روانہ ہوئی حیرت یہان ناچ دیکھ رہی تھی کہ فلک نے گردش دکھائی بلاے
آسمانی نازل ہوئی طنابین بارگاہون کی کٹ کر گرین اور ایسی آندھی آئی کہ روشنی تمام لشکر

تیغ وغیرہ چوپایوں کے ہزاروں صحرا میں ہانک دیے اور خیمے استادہ رکھے ہزاروں ساحر
لیکن کفتر ایسی ویسی گھاٹی میں اور جابجا گرد پہاڑ کے مقرر کیے اور کہا جب کوئی آفت
آئے تو بھاگ جائیں غرضکہ ایسا بند و بست کرکے ہمراہ سحر جمو کوہ سبز کی طرف گئے
اور عمر و کلیم اوڑ کر یہاں ٹھہرا اور اس طرف حیرت نے جاکر اپنے شوہر کو بیدار کرکے
رو رو کر تمام حال بیان کیا افراسیاب بغضب تمام اسی وقت چلا اور لشکر جہاں
قتل ہوا تھا وہاں آیا برباد و تباہ اسے دیکھ کر اس قدر غصہ آیا کہ طلسم باطن کی سمت
چھوڑ کر ہر جانب تلاش کنان دس دس کوس گیا آخر کوہ سیاہ میں دیکھا کہ ناچ
ہو رہے ہیں بارگاہ میں سردار بیٹھے ہیں لشکر اترا ہوا ہے یہ دیکھتے ہی انگشت جنبانید
پہاڑ کے سامنے کرکے ایسا نعرہ مارا کہ سینہ کوہ شق ہو گیا اور پہاڑ کے پتھر اڑ کر برسنے لگے
اور دریا سے امواج پیدا ہو کر بارگاہ ڈگمگا گئی اور ساحر ڈوبنے لگے بھگدڑ پڑی جنکی
قضا نہ تھی وہ تو بھاگ گئے اور باقی مارے گئے دم کے دم میں میدان صاف کر دیا کہا
یہ سب نمک حرام یہاں چھپے تھے اور وہاں پتلے اپنی صورت کے چھوڑ آئے تھے یہ کہکر خیمہ
استادہ کرا کر وہاں بیٹھا سحر کیا کہ نقارہ طلسمی بجا اہل لشکر اور شہر کے لوگ بھاگے ہوئے
خدمت شاہ میں آئے انہیں تسکین دی دکانداروں اہل حرفہ و پیشہ کو عوض لٹنے
کے مال و زر بہت سا دیکر رخصت کیا منتظموں سے حکم دیا کہ باغ ہمیشہ بہار اور چاہ زمرد وغیرہ
جو مقام خراب ہیں وہ درست کیے جائیں اہل کاروں نے تعمیل حکم کی شاہ نے کہا
اے حیرت میں اب چار دانگ طلسم میں جہاں کہیں عیار ہونگے انکو قید و بند کرکے
لاتا ہوں اور اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے میں جاتا ہوں یہ کہکر لشکر اور حیرت کو
چھوڑ کر روانہ ہوا اور اس لشکر اس انتظام میں شاہ طلسم سپہر چار دانگ سمت کوہ سیاہ مغرب
کے گیا اور رعد و کواکب خیمہ گاہ افلاک میں قیام پذیر ہوا۔ نظم

چو شب زیور عنبرین ساز کرد — سر نافہ مشک را باز کرد
چو شب خواست کز شکم سیاہ آورد — منش مہر سوی خوابگاہ آورد

عمرو نے صبح کو جاکر مطلع کیا وہ لشکر سے کیا گذری لشکریاں حیرت بڑی بربادی اور
تباہی اٹھا چکے تھے خیمے گرتے ہیں اور بجلیاں چمکتی ہیں مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے
کہ میاں جان ہے تو جہان ہے انکے بھاگنے سے حیرت تنہا رہی خیال کیا کہ اتنے بڑے لشکر سے

اکیلے لڑنا ناممکن ہے یہ تصور کرکے رو بفرار لائی پھر تو بموجب مثل خانہ خالی دیو میگیرد عمرو نے بہت
جلد وہاں کا اسباب جو کچھ تھا بار کرا کر اپنا راستہ لیا اور بدستور اول کوہ سنہری میں انتظام کرکے
ہمراہ افتخار جادو سمت کوہ سرخ سارا لشکر گیا اور عمرو بھی انکی ساتھ لشکر سے گیا ادھر افراسیاب
عیاروں کو ڈھونڈھ رہا تھا کہ لشکری اسکو فراری ملے اُنسے حال سنکر پھر الیکن سب ملازم
عرض پیرا ہوئے کہ موافق قاعدہ اول کے حیرت لشکر لیکر اترین حریف بھی مقابلے میں
آئیگا اسوقت شہنشاہ سب کو غارت کرین اور اس طرح عیار بڑی زک دینگے شاہ نے
اس رائے کو پسند کیا اور پھر باغ سیب میں گیا حیرت بھی آئی حکم لشکرکشی از سر نو دیا ساحر
نامی ہمراہی ملکہ کے لیے تجویز ہونے لگے یہ اس فکر میں ہی لیکن عمرو کو وہ سرخ پہونچ کر ٹھہرا
اُس وقت شکیل نے کہا ہم تو مفارقت مطلوب میں اس ہنگامے میں جان دیتے تو اچھا
تھا اب میرے استاد شہنشاہ کو اگر کبھی میرے حال کی خبر ہوئی تو وہ مدد ضرور کرینگے عمرو
نے کہا ہم وہاں جائیں گے پتا پھر نا وداستہ پھر بتایا کہ سمت مشرق کوہ ہفت رنگ اور
دریاے ہفت رنگ ہے اتنا کہنے پایا تھا کہ یکایک بجلی چمکی اور ہاتھی پر سوار ایک آفتاب
نکلا ہوا دیکھا کہ وہ طلسم کا نیّر تھا عمرو سمجھا کہ افراسیاب آیا ارادہ بھاگنے کا کیا تھا کہ
شکیل نے پہچان کر کہا گھبراؤ نہیں یہ میرے چچا عشاق جادو ہیں یہ سنکر سب ٹھہرے
اسوقت ساحر ہزار در ہزار کرگدن سوار اور شیر سوار اور اژدر سوار و فیل سوار و طاؤس سوار
قریب پانچ ہزار کے اور مہنت اور اتیت بے شمار ہمین ظاہر ہوئے اور عشاق فیل پر سوار
نمودار ہوا شکیل دوڑ کر اس کی خدمت میں گیا اسنے پہچان کر گلے سے لگایا اور سب حال
سنکر فیل سے اترا اور لشکر ٹھہرا کر مہرخ کی طرف چلا عمرو نے اسکو آتے دیکھ کر تاج سر پر
مکلل بجواہر اور لباس پر تکلف پہنا ایسا لباس تھا کہ شاہان دہر کو ناممکن تھا گوہر شب چراغ
ہر جگہ اس میں روشن تھا لہذا خوب آراستہ ہو کر تخت پر جلوس کیا کہ وہ مہرخ پاس آیا گو
رعب خواجہ کا دیکھ کر سلام کیا دنگل پر بیٹھا بھانج سے اپنی کہا کہ تم شاہ طلسم سے ناحق بگڑے ہین
مہرخ نے کہا اب تو ہم مطیع عمرو ہین اُسنے کہا وہ کہاں ہین کہا یہ کیا ہین اسنے پہچان کر عمرو
سے ملاقات کی اور کہا خواجہ میرے پاس ایک انگوٹھی اور ایک کڑا ہے شام تک میں یہ تحفے
میں نے پیدا کیا ہے وہ میں تمکو دونگا کہ تمھارے بہت کام آئیگا اور افراسیاب
بادشاہ طلسم ہے اس سے میں مقابلہ نہیں کرسکتا یہ باتیں کرتا ہوا وہاں سے کوچ کرکے ہمر

وغیرہ گئے چلا اور اُس جگہ کہ جہان لشکر مقابلہ حیرت ہمیشہ کیا کرتا اور اُترا رہتا تھا پہونچا یہان
کئی ہزار ساحر شاہ جادوان کی طرف سے مقیم تھا عشاق نے ایک نارنج مارا کہ وہ بیچ لشکر مین
جاکر پھٹا اور وہان پیدا ہوا کہ تمام دنیا سیاہ ہوگئی اُس وقت مین سب کے جسم مین لگی تھی لازوال
افراسیاب نے اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے لاشین اون کی پھنکوا کر پھکوا دین اور
خیمے اور سراپردے اور بارگاہ شاہی اور عیش محل وغیرہ درست کیے گئے بازارین آراستہ
ہوئین دوکانین کھل گئین بدستور قدیم لشکر مین چہل پہل گہما گہمی شروع ہوئی اور یہ خبر
طائران سحر نے شاہ طلسم کو پہونچائی اُسنے ساحران نامی کو مع لاکھون ساحرون کے ہمراہ
حیرت کے روانہ کیا لشکر حیرت دریا کے اِس پار آکر جا سے قدیم پر خیمہ زن ہوا اُسکے ساتھ
صرصر عیارہ بھی آئی اور لشکر کو چھوڑ کر چلی کہ جاکر عیاری کرون غرضکہ صورت بدل کر
شہرخ کے لشکر مین آئی دیکھا کہ عمرو لشکر کے اُتروانے مین اور انتظام مین مصروف ہے
صرصر فی الفور صورت عمرو کی بنی اور بارگاہ مین عشاق کے آئی عشاق براے
آسایش اور کسل سفر سے آسودہ ہونے کے لیے بارگاہ مین آکر لیٹا تھا عمرو کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھا
صرصر نے کہا میرے ساتھ چلو کچھ کام ہے وہ ہمراہ ہوا یہ تنہائی مین جب آئی بیضۂ بیہوشی مار کر
بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر بارگاہ حیرت مین گئی اُسنے قید سحر مین مبتلا کر کے ہوشیار
کیا اور کہا اقرار کر کہ عمرو کا ساتھ نہ دون گا اُسنے کہا اب تو مین ہمیشہ ساتھی یار عمرو ہون
حیرت نے جلاد کو بلایا اور حکم قتل دیا لیکن بعد کچھ دیر کے یہان عمرو بارگاہ مین عشاق
کی گیا اُسے نہ پایا صورت بدل کر بارگاہ حیرت مین گیا لیکن صرصر نے پہچان کر کہا کھڑا تو رہ
سو سے اور پیچھے پکڑ کر دوڑی عمرو باہر بارگاہ کے نکل گیا اتفاق سے برق بھی یہان آیا تھا
صرصر کو دیکھ کر چھپ رہا جب یہ قریب آئی برق نے کمند ماری کہ وہ وار بچا کر گری اوسنے
بیہوش کر کے درخت پر چڑھ کر باندھ دیا عمرو نے کہا بیٹا بڑا کام کیا یہ سب کھیل بگاڑتی تھی حال
یہ کہ برق صورت مثل صرصر کے بنا کر بارگاہ مین گیا مگر ابرق وزیر نے حیرت سے کہا
کہ یہ صرصر نہین ہے حیرت نے سحر کر کے برق کو بھی پکڑ لیا اور ایسا سحر کیا کہ رنگ عیاری
چھوٹ گیا اصل صورت نکل آئی اسکو بھی برابر عشاق کے زیر تیغ بٹھایا یہ دونون برجوع
قلب سے درگاہ خدا مین کرنے لگے کہ اے دافع البلیات ہمین رہائی دے کہ بیت

ہمہ زیر دستیم و فرمان پذیر	توئی یاوری دہ توئی دستگیر

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا یعنے دو ہمنت کانون مین کنڈل ہاتھون مین لوہے کے کڑے
پہنے شکلین کالی کالی ہیئت نرالی بارگاہ مین آئے حیرت کو سلام کرکے ایک رقعہ دیا
اُسنے خط پڑھا کہ افراسیاب کے ہاتھ کا لکھا ہے مضمون یہ تھا کہ کتاب سامری دیکھکر معلوم
ہوا کہ تمنے عشاق و برق کو مقید کیا ہے ان ہمنتون کے ہمراہ ہمارے پاس بھیجدو حیرت
خط تحریر شدہ پہچان چکی تھی پتال سحر اپنا دفع کرکے انکو حوالے کیا عمرو و قران ہمنت بنکر
آئے تھے جب باہر آئے نعرہ کرکے بھاگے اور عشاق اڑکے بارگاہ مین آیا حیرت بہت متفکر
غمگین ہوئی اور بذریعہ سحر دریافت کیا کہ صرصر درخت سے بندھی بیہوش ہے اُسکو کھلوا لیا ادھر
عشاق نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تمنے مجھپر احسان کیا یہ کہکر بہت سے زر و جواہر توڑے
روپئے اشرفی کے پیش کیے عمرو نے کہا وہ انگوٹھی اور کڑا جو آپ نے دینے کہا تھا عنایت
فرمائیے اُسنے ساحرون سے حکم دیا کہ صندوقچہ لاؤ وہ ایک صندوقچہ لائے اُسنے اُسکو
کھول کر انگوٹھی اور کڑا نکالا نگینہ انگشتری کا آفتاب کی طرح چمکتا تھا غرضکہ وہ حوالے عمرو کے
کرکے کہا کہ تم ہر ساحر پر فتحیاب ہوگے اور کسی کا سحر تمپر تاثیر نہ کرے گا اور یہ انگوٹھی مثل انگشتر
جمشید ہے اور کیفیت اسکی بہت ہے سو خود حال ظاہر ہوگا اب مین بھی جاتا ہون اور تمہین بھی
چاہیے کہ سمت کوکب جاؤ اور اُسکو اپنا شریک کرو عمرو اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین
جاتا ہون یہ خبر مخمور نے سنی جس طرح بیٹھی تھی اُٹھ کھڑی ہوئی کہ خواجہ مین تمہارے ساتھ
ہون اِن تمام ہنگامون مین وہ رات تمام ہوئی یعنے درج سیاہ شب سے لعل آبدار خورشید
جوہری روزگار نے نکالا اور بازار انجم برخاست ہوا کہ بمقتضای نظم

بر آسودہ تا صبحدم بر دمید — سپیدی ستد اندر سیاہی بپاید
ملک بارگہ سوے صحرا کشید — عنان بر رہ راد او و منزل برید

یعنے صبح کو ہر ایک سے ملکر مخمور کو ہمراہ لیکے عمرو سمت کوکب روانہ ہوا اب یہ دونو
تو جاتے ہین اور لشکر دونون جانب کے آمادہ جدال و قتال ہین لیکن خاکسار اس جلد
کو ختم کرتا ہے انشاء اللہ بقید حیات مستعار اور فرط شوق ناظرین فسانہ عالی تبار جلد
ثانی بھی لکھے گا سراسری مین اس جلد کو عجلت مین حقیر نے لکھا ہے منشی گری کا دعوی
نہین کیا ہے بس میری غلطیون پر نظر نہ فرمائین اور مجھکو دعای خیر دین فقط

قطعات تاریخ مطبوعہ سابق

از نتائج سخن بنیاد مؤلف طلسم ہذا یعنے حضرت جاہ

لکھی جو اس جاہ داستان یہ عجب مزے کی حکایتیں ہیں
کہیں ہے جنگ و جدل کا ساماں کہیں ہے عیاریوں کا چرچا
کسی جگہ ہے صفت مکان کی کہیں یہ تعریف شہر کی ہے
کہیں یہ آمد ہے لشکروں کی کہیں لڑائی کا ہے سراپا
کہیں ہے نیرنگی طلسمی کہیں ہے اس میں بیان جادو
کہیں ہے وصف بہار گلشن کہیں بیان صفات صحرا
کہیں ہے جھگڑا جو عاشقوں سے تو نازنینوں کی پیاری باتیں
کہیں سراپا ہے حسن دلبر کہیں ہے میلے کا ایک جلسا
نرالی صورت سے ہر جگہ پر بیان کیا ہے جو دن کا ہونا
تو رات ہونے کے وصف میں بھی نیا ہی انداز ہے نکالا
کہیں کسی پر کوئی ہے عاشق تو لطف الفت لکھا گیا ہے
بیان ہجرت جو کوئی دیکھے تو غم کا ساماں ہے مہیا
جو فکر تاریخ سال میں کی تو بولا ہاتف کہ جاہ لکھ دے
طلسم عالم میں روح افزا طلسم نادر رواج پایا
سنہ ۱۳۰۱ھ

ازجناب منشی دھنپت رای صاحب محقق لکھنوی خلف منشی جیسکھ رای صاحب خیرآبادی فرمان نویس سلطانی مختار نواب حیدالدولہ عضدالملک میرزا مہدی حسین صاحب بہادر اسد جنگ

نوشت جاہ در اُردو چو داستان لطیف
پئے وضاحت سالش بہ بینات و زبر
عروس طبع متینش زرمضامین سفت
طلسم ہوش ربا دلفزا۔ محقق گفت
سمت ۱۹۴۰ راجہ بکرماجیت

ایضاً در صنعت از حروف منقوطہ

داستان میر حمزہ دلپسند — جاہ بے اشکال دبے عایق نوشت
سال تاریخش تحقق بالبدیہہ — داستان خوشتر و فائق نوشت

از شاعر نکتہ آرا جناب منشی رام سہای صاحب تمنا مالک مطبع تمنائی لکھنوی

نہ کیوں ہو میر محمد حسین جاہ کا نام — کہ لکھی شرح نہ جہان بصد اعزاز
جو داستان ہے وہ دلکش جو ذکر ہے وہ نفیس — اگر ہے طرز نرالا تو ہے نیا انداز
ہوا اخیر کتاب بسیط کا انجام — کہ تھا سعید جہان اس فسانہ کا آغاز
یہ سال طبع تمنا بصد تمنا لکھو — طلسم ہوش ربا داستان ناز و نیاز

از نتیجہ فکر جناب منشی مرزا جعفر حسین صاحب قمر لکھنوی شاگرد حضرت صبا

لکھا جو جاہ نے افسانہ فصیح و بلیغ — کہ جس میں خوبی حسن بیان ہوئی ہے تمام
ہر ایک لفظ ہے شیرین ہر ایک حرف ملیح — بیان سب ہے مسلسل زہے وقار نظام
قمر کو فکر جو تاریخ سال ہجری تھی — گر اسکے ایک کہا ہے بہار باغ کلام

تقریظ مع تاریخ از جناب منشی آغا محمد صاحب حجت لکھنوی

الحمد ہے سبحی ہزار داستان زبان گلشن حمد نخل بند حدیقہ کون و مکان میں جسقدر ہو کم ہے کیونکہ وہ بمضمون اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون صانع طلسم عالم ہے کہ ہیبت صانعی کی کمال عز و جلال + و ثنا کی زبان ناطقہ لال + و نعمت آفتاب سپہر رسالت فخر عالم و آدم اکلیل سر عرش معظم فروغ بخش لوح خاطر روشن ضمیران ہے کہ وہ پیشوائے رسولان سابقین و یتیم پاکیزہ صدف بحر بے پایان شرف مفتاح کنز عرفان ہے صلے اللہ علیہ و علی آلہ الطاہرین و اصحابہ و ازواجہ اجمعین صریر طوطی خامہ معانی نگار شکر ریز توصیف شکرستان خوش مقالی حضرت جاہ میں ہے کہ جنہوں نے طلسم نادر و لاجواب انتخاب مطبوع طبع ہر شیخ و شاب تحریر فرمایا اگر حق اعجاز بیان اور نیرنگ قلم دکھایا یہ طلسم ہفت دفتر داستان امیر حمزہ کی جان ہے اس گوہر بے بہا کی کسے پہچان ہے لاریب اسم با مسمی ہے بیشک ہوش ربا ہے و دفترین ایک ایک لفظ فارسی لکھا تھا وہ بھی کسی کو نہ ملتا تھا منشی جاہ نے اسکو عبارت رنگین مضمون مشکل

جان ۱۸۸۳ء

تصریح وار لکھا واللہ کمال کیا تکلف یہ کہ جو زبان اردو روزمرہ عام و خاص کی ہے اوسی مین
بیان کیا ہے قافیہ پیمائی اور تک بندی کو چھوڑا ہے پھر اسی طرز مین استعارات مرغوب
بیان حسن و عشق سبحان اللہ کیا خوب کسی بات کو ترک نہ کیا اور دفتر کی شرح مین ایک
حرف کم ہوا کچھ نہ گھٹا نہ بڑھا امیر کا کوہ عقیق مین داخل ہونا اور بدیع کا شکار کو جانا
غزال جادو کی وجہ سے قید ہو گرفتہ سحر ہونا پھر عمرو کا جا کر شرارہ کو مارنا عشق ملکہ تصویر
جادو بدیع سے اور مارنا دیو طلسم کو پھر قید ہو جانا دہن اژدر مین پھر اسد کا اور عیارون
کا طلسم مین جانا اور عشق ملکہ مہ جبین پھر ذکر شکست لشکر اور لشکر کشی فوجون کا [illegible]
بہار کا لڑنا عمرو کی عیاریان ساحرون کو مارنا محمور کا عشق نورالدہر سے پھر [illegible] اور
مصور کا مقابلہ شہرخ سے رعد کا عشق الماس پری چہرہ و خضر مصور سے غرض جو بیان
کیا للہ اسکا سارا کھینچ دیا کہین وحشت کی رنگینی وہ گلہائے الفاظ کی گلشن کتاب مین خوشبو
پھیلی کہینی وہ معشوقون کے ناز و عاشقون کے شوق آمیز انداز ہر جگہ لڑائیان سحر آزمائیان
سبحان اللہ مولف موصوف نے قلم توڑ دیا ہے فی الحقیقت یہ شاعر شیوا زبان بلبل ہندوستان
ہے لافظ غرائب فصاحت حافظ مراتب بلاغت وزن شناس میزان تقطیع موجد کلام بدیع نخلبند
حدیقہ معانی بہار ملمع بیانی نشاط مرصع زبانی صیرفی دار العیار سخندانی ہے واہ واہ کیا کیا حضرت
نے نثاری فرمائی ہے طبیعت داری دکھائی ہے ہر فقرے سے دل آویزی پیدا ہے ہر لفظ سے
دقیقہ سنجی ہویدا ہے کہین عورتون کی زبان ہے بعینہ وہی محاورہ اور ویسا ہی بیان ہے جہان ہجر
کی شکایت ہے کیا فراقیہ دلسوز حکایت ہے ہر حرف نقش ارژنگ مانی و بہزاد ہے ہر فقرہ کاشانہ [illegible]
مین شاد و آباد ہے سحر کے عجائبات اور غرائبات صنع ندرت طرازی مولف دکھائی ہے روح
سامری کو شرمائی ہے معرکہ آرائی جنگ و جدال پیرزال کو سام و نریمان و رستم دستان بنائی ہے
فقرون کی چلبلاہٹ شاہد رعنائے الفاظ کی اچپلاہٹ حسینان جہان کو اپنے حسن دل آویز
پہ لبھائی ہے ایسے جانان دلفریب و رہزن صبر و شکیب غارتگر متاع خرد و ہوش ہر صغیر و کبیر
برنا و پیر کو یارون نے بہت ڈھونڈھا لیکن مثل گوہر شب چراغ نایاب پایا سچ ہے کیون نہو
النادر کالمعدوم مشہور ہے اچھی چیز کا مشتاق ہر ذی شعور ہے فی الحال جناب ممدوح نے اس طلسم
کو مطبع فیض منبع مرجع خاص و عام عالی مقام نامی و گرامی اودھ اخبار خوش
اطوار [illegible] مالک مطبع قدردان ہر فن خصوصاً فن خلق و مروت مہربان ہنر پرو

علی الخصوص ہنر جو و سخاوت عالی ہمت والا نہمت دقیقہ سنج مرنجان مرنج زبان وہ زبان دانان جوہر شناس شاعران و سخندان صاحب زر و زور جناب منشی زبان نولکشور رضا عفا اللہ جلالہ و اقبالہ بالتوالی و التواتر لی ہے نہایت سحر کی سے اس معشوقہ انظر فریب کو حلل گرانمایہ و زیورہ جوہر بے بہا سے طبع سے آراستہ فرمایا ہے خریدار مشتاق یقین ہی کہ خرید کر کے حظ وافی اور لطف وافی اٹھائیں گے جب اسے پڑھیں گے دنیا کے قصے بھول جائیں گے اس افسانۂ عجیب نادر کی کہان تاب توصیف کی جائے یہ خوبی میں آپ ہی اپنی نظیر ہے لہذا ایک قطعۂ تاریخ سال اتمام تحریر ہو

قطعۂ تاریخ

لکھا یہ جاہ نے افسانۂ فصیح و بلیغ — جو فقرے اسکے ہین رنگین تو ہو بیان سلیس
نثار کیون نہو رنگین بیانیون پہ دل — کہ یہ فسانۂ دل زار کا ہوا انیس
عجیب شوخی مضمون ہی ماشاء اللہ واہ — عجیب قصہ ہی ہر اہل انجمن کا جلیس
کہا سے مہر سر افشان کر لکھو تاریخ — زہے حکایت عمدہ و داستان نفیس

سنہ ۱۳۰۱ھ

از شاعر ذیشان جناب منشی سلطان خان صاحب سلطان لکھنوی شاگرد عبد الغنی خان غنی

عجیب خامۂ سحر نگار جاہ ہی واہ — دکھایا جسنے یہ اعجاز حسن اپنا تمام
دکھائے جادو طرازی کی آخر ہی نیرنگ — زبان کلک سے گویا لیا طلسم کا کام
تمام قصہ ہے اس طرح کا فصاحت بیز — نثار جسپہ فصیحون کے دل رہینگے مدام
جو فکر کی ہے تاریخ سال ای سلطان — کہا یہ دل نے کہ ہی گلشن خرد یہ کلام

سنہ ۱۳۰۱ھ

از نکتہ پرور جناب نواب مرزا محمد اکبر صاحب اکبر لکھنوی شاگرد حضرت زیبا

جناب جاہ کی جادو طرازیان ہین یہ — زبان کلک کے اعجاز کو دیا ہی رواج
طلسم ہوش ربا واقعی ہی ہوش ربا — کہ اس فسانے کو کہیے سرور بخش مزاج
پئے فصاحت تاریخ سال اے اکبر — سروش غیب یہ بولا کہ کیون ہی تو محتاج
نظر جو پڑتی ہین نیرنگیان بلایا ہی — ایاغ بادۂ سحر طلسمی آج

سنہ ۱۳۰۲ھ

از سخن پناہ جناب مرزا محمد جان صاحب آہ لکھنوی شاگرد نجم بھپانوی

مہر سپہر برتری ہے یہ فسانہ واہ واہ
کیوں نہ ہو سحر فصاحت کا یہ دُرِ بے بہا
کہتے ہیں جادو بیانی اسکو پڑتی ہی نظر
ایک دم میں کشور دل کو مسخر کر لیا
سر کو جادو کے جدا کرکے لکھو تاریخ آہ
کیوں نہ ہو یہ داستان دلستان دلربا
سنہ ۱۳۱۱ھ

از سخن پناہ جناب میر محمد حسین جاہ مؤلف فسانہ ہذا بحروف منقوطہ

بسا ہوا ہے زمانے کا بوئے گل سے دماغ
فروغ گل سے چمن میں بھی جل رہے ہیں چراغ
کھلے ہیں باغ معنی میں تازہ تازہ گل
ہے سکہ زر گل کا چمن میں خوب رواج
طلسم ہوش ربا ہے فسانہ رنگین
معانی اسکے ہیں سب دلبروں کے سر کے تاج
اسی کی جلد ہے پہلی دوبارہ معرض طبع
دیار حسن کے شاہوں سے کیوں نہ لے وہ باج
لکھو بصنعت منقوطہ جاہ یہ تاریخ
بہار باغ سخن کی ہے دو ولی رونق آج

قطعہ تاریخ ثانی از جناب منشی رام سہائے صاحب تمنا مالک مطبع تمنائی

ہے وہ قصہ ہے جسے سحر کا دفتر کہیے
خنجر جادو و نیرنگ کا جوہر کہیے
نثر میں سلاست زبانی کا جو پیدا ہے اثر
اسکو بیشک رگ جان کے لیے نشتر کہیے
خوبی بندش مسلسل کا بیان ہو کیونکر
زلف سنبل اسے یا گیسوئے دلبر کہیے
لفظ اسکا تو فصاحت کی دکھاتا ہے بہار
کیوں نہ اس نثر کو ہر نثر سے بہتر کہیے
کام ہی ایسا کیا جاہ نے سبحان اللہ
ایسے ناثر کو نہ کیوں شاہ سخنور کہیے
اب دوبارہ جو چھپا نسخہ راحت انگیز
ہے بجا اسکو اگر قند مکرر کہیے
اے تمنا یہ تاریخ بصد لطف و خوشی
قصۂ ہوش ربا دلکش و دلبر کہیے
سنہ ۱۳۱۱ھ

تاریخ طبع ثانی از طبع وقاد جناب منشی دوارکا پرشاد صاحب افق برادر خورد تمنا

داستان ہوش ربا مخزن طلسم
قصوں کی آبرو ہے فسانوں کی جان ہے
نثر اسکی بے نظیر عبارت ہے بے مثال
عمدہ ہے بول چال دل آرا بیان ہے

از نتیجہ فکر ابو ناظم مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

لکھی یہ داستان ہے اوسنے حامد — کہ جواب طوطی شکر فشان ہے
ہے رنگین جس طرح اس کی عبارت — بتاؤ دوسری ایسی کہان ہے
لکھی یہ داستان اسنے ہے ایسی — کہ عاشق جسپہ ہر پیر و جوان ہے
طبیعت اوسکی ہے اک بحر زخار — سمندر کی طرح ہر دم روان ہے
زبان مین اُس کی سحر سامری ہے — حقیقت مین بڑا جادو بیان ہے
مراد حاصل ہوئی ہر قصہ خوان کی — جسے دیکھو وہ ازبس شادمان ہے
غرض چھپکر ہوئی تیار جب یہ — کہ جو خوبی مین ممدوح جہان ہے
پئے تاریخ کی تب فکر مین نے — کہ یہ معمول طبع شاعران ہے
سیدی فکر رسانے مجھسے حامد — جو خضر جادہ گم گشتگان ہے
یہ فرمایا نہ کر کچھ فکر تاریخ — یہ لکھدے۔ فرحت افزا داستان ہے

سنہ ۱۳۱۰ھ

تاریخ طبع از نتیجہ فکر شیرین تقریر منشی عدیم النظیر ہمہ دان جناب منشی وزیر محمد خانصاحب وزیر رئیس ہمیرپور حال سررشتہ دار سپرنٹنڈنٹی پولیس کانپور

وزیر ایسا قصہ لکھا جاہ نے — عیان جسسے ہے منشی انکا کمال
اگر ہے انصاف سے پوچھیے — تو ثانی ہے اسکا جہان مین محال
جہان دیکھیے اک نیا لطف ہے — غرض ہے عجب کچھ مضامین کا حال
ہوا چھپکے تیار جس وقت یہ — ہوا ہے اسکو تاریخ کا تب خیال
کہا دل نے ہے عیسوی کی جو فکر — تو لکھدو۔ بضاعات دل بیمثال

سنہ ۱۳۱۰ھ سنہ ۱۸۹۲ع

[illegible]

قطعہ تاریخ طبع از منشی محمد منیر خان صاحب منیر رئیس نبالہ حال وارد کانپور

داستان سچ بتاؤ تم یہ منیر — ایسی دیکھی کہین عدیم المثل
مصرعۂ فارسی مین لکھدو سال — داستان ہست بیعدیم المثل

سنہ ۱۳۱۰ھ